https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد سوم

پارہ ۱۱ تا ۱۵

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی خَلْقِہٖ مِنْ عَظِیْمِ الْاَمَدِ اِرْسَامًا۔ وَحَکَمَ عَلَیْہِمْ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ فَلَمْ یَتْرُكِ الْمَوْتُ لِاَحَدٍ مِّنْہُمْ دَوَامًا۔ وَشَتَّتَ بِہَا ذِمَّ اللَّذَّاتِ شَمْلًا وَّفَرَّقَ نِظَامًا۔ فَتَرَكُوا الْحَلَائِلَ اَرَامِلَ وَالْاَوْلَادَ اَیْتَامًا۔ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَاَشْكُرُہٗ اَنَالَ بِہٖ فَضْلًا وَّاِنْعَامًا۔ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ شَہَادَۃَ مَنْ شَہِدَہَا نَالَ بِہَا عِزًّا وَّاِكْرَامًا۔ وَاَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ كَانَ یَشْفِیْ بِرِیْقِہِ الشَّرِیْفِ اَسْقَامًا وَّاٰلَامًا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحِبَّائِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امابعد فقیر حقیر درماندۂ نفس شریر ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان و امیر مرکزی حزب الاحناف پاکستان خلف الرشید امام اہل سنت ماحی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اعظم حضرت استاذ العلماء علامہ ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب حنفی قادری نقشبندی الوری مشہدی نور اللہ مرقدہ بانی و امیر حزب الاحناف زمانہ تحریک ختم نبوت میں جبکہ فقیر کو اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶-۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سیکیورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک سال کے لیے کراچی جیل میں نظر بند کر دیا تو خیال کیا کہ اس اسیری کے لیل و نہار خدمت دین میں ہی گذارے جائیں چنانچہ کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف اہلسنت کیلئے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو زبان میں عوام کے سامنے پیش نہ ہو سکی لہذا مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہئے لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے تین ماہ اسی کشمکش و پیچ لیت و لعل میں گذر گئے ادھر لخت جگر نور البصر اعز الاخص ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری سلمہ [illegible] عَنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ بھی لاہور میں جامع مسجد وزیر خان سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے [illegible] ایسے مخفی ہوئے کہ ان کی موت و حیات سے بھی لاعلمی رہی [illegible] اور پریشان کن خبروں سے [illegible] میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا بالآخر کراچی جیل سے ہم کو بمع رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ایک سو پچیس ڈگری گرمی پڑ رہی تھی آخرش فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا اور اس کا نام تفسیر حسنات بآیات بینات خلاصۃ تفسیر الآیات باقوال حسنات رکھا گیا ایک سال کے بعد بفضلہ تعالیٰ آٹھ پارے [illegible] لاہور میں ہائی کورٹ نے ہیبیس کارپس کے ذریعہ ہماری نظر بندی کو حبس بے جا قرار دے کر ہم کو بمع رفقاء رہا کر دیا [illegible] بعد بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر مکمل کر چکا ہوں بدرگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ مولا کریم اپنے محبوب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کام کو قبول فرمائے اور مقبول عام کرے۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین گیارہواں پارہ

تعارف
مفسر قرآن مشہور زمان حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی
سبب تالیف از قلم حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اظہار تشکر
بامحاورہ ترجمہ رکوع بارہ سورۃ توبہ پ۱۱
حل لغات رکوع بارہ سورۃ توبہ پ۱۱
مختصر تفسیر سورۃ توبہ رکوع بارہ پ۱۱
شان نزول
اقوال محققین
بامحاورہ ترجمہ رکوع تیرہ پ۱۱
حل لغات رکوع تیرہ پ۱۱
مختصر تفسیر اردو رکوع تیرہ سورۃ توبہ پ۱۱
فضائل انصار
منافقین کے حالات
مومنین کاملین کے حالات ۱۲
سات صحابہ کی توبہ قبول کی گئی ۱۳
ان کی تعداد پر مفصل بحث ″
صدقہ کی قبولیت پر بحث ۱۴
صدقہ کی فضیلت ۱۵
متخلفین کی بحث ۱۶

مسجد ضرار کے صحیح حالات اور اس کی تعمیر کا سبب ۱۸
بامحاورہ ترجمہ رکوع چودہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۲۱
حل لغات رکوع چودہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۲۲
مختصر تفسیر اردو رکوع چودہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۲۴
مومنین کی علامات کا بیان ۲۶
جہاد فی سبیل سیاحت ″
مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کی ممانعت ۲۷
محققین کے اقوال ″
ابوطالب کے ایمان پر بحث ۲۸
تحکم علی روایات المنقولۃ ۲۹
اوّاہ کی بحث ۳۱
حلیم کے معانی پر بحث ۳۲
بامحاورہ ترجمہ رکوع پندرہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۳۵
حل لغات رکوع پندرہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۳۶
مختصر تفسیر اردو رکوع پندرہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۳۷
تبلیغ کا بیان ۳۹
بامحاورہ ترجمہ رکوع سولہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۴۰
حل لغات رکوع سولہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۴۱
مختصر تفسیر اردو رکوع سولہ سورۃ توبہ پ۱۱ ۴۲
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت
المنزل الثالث سورۃ یونس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عنوان	صفحہ
با محاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ یونس پ۱۱	۴۷
حل لغات رکوع اول سورۃ یونس پ۱۱	۴۸
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۃ یونس پ۱۱	۵۰
الٓر کی تحقیق	۵۱
حضرت حسان کی نعت کی تشریح	۵۲
در یتیم کی بحث	۵۳
مشرکین کے اعتراض کا جواب	۵۴
تخلیق سماوات و ارض پر بحث	۵۵
استوٰی کی بحث	۵۶
حشر نشر و معاد خلق کا بیان	۵۷
آفتاب کی منزلیں	″
جنتیوں کی تسبیح	۵۸
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۵۹
حل لغات دوسرا رکوع سورہ یونس پ۱۱	۶۰
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۶۲
شان نزول	۶۴
ظالم کی تعریف	۶۵
تمام مخلوق ایک دین پر تھی	″
با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۶۶
حل لغات تیسرا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۶۸
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۷۰
حصب کے لغوی معنی	۷۱
ریح عاصف کی تعریف	۷۲
اس کے اقسام	۷۳
نکث کی تعریف	۷۴
بغی کی تعریف	۷۵
جنت میں جنتیوں کے حالات	۷۷
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۷۸
حل لغات چوتھا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۸۰
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۸۲
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۸۴
حل لغات پانچواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۸۶
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۸۸
انبیاء کی دعوت حق	۸۹
موت کے وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں	۹۰
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۹۱
حل لغات	۹۲
مختصر تفسیر اردو	۹۳
موعظت، شفاء، ہدایت و رحمت کی تعریف	″
سرور و فرح کی تعریف	۹۵
فلسفہ میلاد	۹۶
فضائل رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم توریت سے	۹۷
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلاد خود پڑھا	۹۸
فاتحہ خوانی کا ثبوت	۹۹
با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	″
حل لغات	۱۰۱
مختصر تفسیر اردو	۱۰۲
ولی کی تعریف و فضیلت	۱۰۳
تقوی کی تعریف	۱۰۴

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنوان	صفحہ
ولی کی تعریف میں حضور کا ارشاد گرامی	۱۰۵
لہم البشری کی تشریح	۱۰۶
با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۱۱۰
حل لغات	۱۱۲
مختصر تفسیر اردو	۱۱۳
با محاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ یونس پ۱۱	۱۱۶
حل لغات	۱۱۷
مختصر تفسیر اردو	۱۱۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے فرعونیوں کی ہر چیز پتھر بن گئی	۱۲۱
دعا کی تشریح	۱۲۲
با محاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورہ یونس پ۱۱	۱۲۵
حل لغات	۱۲۷
مختصر تفسیر اردو	۱۲۸
قوم یونس پر عذاب کے آثار ظاہر ہوئے	۱۳۲
حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں جانا	۱۳۴
با محاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورہ یونس پ۱۱	۱۳۵
حل لغات	۱۳۶
مختصر تفسیر اردو	۱۳۷
سورۃ ہود	۱۳۹
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ہود پ۱۱	″
حل لغات	۱۴۰
مختصر تفسیر اردو	۱۴۱
شان نزول	۱۴۲
بفضلہ تعالیٰ گیارہواں پارہ ختم ہوا۔	
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ہود پ۱۲	۱۴۳
حل لغات	″
مختصر تفسیر اردو	۱۴۴
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ہود پ۱۲	۱۴۵
حل لغات	۱۴۸
مختصر تفسیر اردو	۱۵۰
لعلّ کی مفصل بحث	۱۵۲
فأتوا بسورۃ من مثلہ	۱۵۳
با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ ہود پ۱۲	۱۵۷
حل لغات	۱۵۹
مختصر تفسیر اردو	۱۶۰
مختلف اعتراضات کے جواب	۱۶۵
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ ہود پ۱۲	۱۶۶
حل لغات	۱۶۸
مختصر تفسیر اردو	۱۷۰
بوس کی مفصل بحث	″
نوح علیہ السلام کی کشتی کا ذکر	۱۷۴
تنور کا ذکر	۱۷۶
دفع دخل مقدر	۱۷۸
نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے	۱۸۳
اقول وباللہ التوفیق	۱۸۶
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ ہود پ۱۲	۱۸۷

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حل لغات ۱۸۹
مختصر تفسیر اردو ۱۹۱
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ ہود پ۱۲ ۱۹۴
حل لغات ۱۹۵
مختصر تفسیر اردو ۱۹۶
قوم صالح کے حالات ۱۹۸
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ ہود پ۱۲ ۱۹۹
حل لغات ۲۰۰
مختصر تفسیر اردو ۲۰۲
قوم لوط کے حالات ۲۰۳
مومن لڑکی کا عقد کافر کے ساتھ جائز تھا ۲۱۰
مختلف اقوال ۲۱۱
حضرت لوط علیہ السلام کی ہجرت ″
قوم لوط پر عذاب کے فرشتے ۲۱۲
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ ہود پ۱۲ ۲۱۴
حل لغات ۲۱۶
مختصر تفسیر اردو ۲۱۸
حضرت شعیب کا قوم کی طرف آنا ″
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ ہود پ۱۲ ۲۲۲
حل لغات ۲۲۳
مختصر تفسیر اردو ۲۲۵
یوم حشر کی تفصیلات ۲۲۷
مختلف اقوال ۲۲۸
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ ہود پ۱۲ ۲۲۹
حل لغات ۲۳۰
مختصر تفسیر اردو ۲۳۲
شان نزول ۲۳۴
سورۃ ہود ختم ہوئی ۲۳۵
سورۃ یوسف ۲۳۶
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ یوسف پ۱۲ ″
حل لغات ۲۳۷
مختصر تفسیر اردو ″
فضائل وشرافت زبان عربی ۲۳۸
اہل جنت کی زبان عربی ہوگی ۲۴۰
شان نزول سورۃ یوسف ۲۴۱
سجدہ کی تعریف ۲۴۳
خواب کی تحقیق ۲۴۸
خواب کے درجات ۲۴۹
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یوسف پ۱۲ ۲۵۰
حل لغات ۲۵۲
مختصر تفسیر اردو ۲۵۴
ضلال کی تحقیق ۲۵۴
یوسف علیہ السلام کا کنوئیں میں گرانا ۲۶۴
حضرت جبرئیلؑ کا یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہونا ۲۶۵
کنوئیں کی مکمل تحقیق ۲۶۷
حضرت یعقوبؑ کے پاس ان کے بقایا صاحبزادوں کا آنا ۲۶۸
حضرت یعقوبؑ کا بیہوش ہونا ۲۶۹
اقول وباللہ التوفیق ۲۷۰

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

با محاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع سورۃ یوسف پ۱۲	۲۷۳	بادشاہ کا خواب اور آپ کا تعبیر دینا	۳۰۹
حل لغات	۲۷۵	حضرت یوسف کو صدیق کا لقب	۳۱۲
مختصر تفسیر اردو	۲۷۶	با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یوسف پ۱۲	۳۱۳
زلیخا اور حضرت یوسف کا مفصل واقعہ	۲۸۰	حل لغات	〃
حضرت یوسف کا پاک دامن ثابت ہونا	۲۸۷	مختصر تفسیر اردو	۳۱۴
ایک شیر خوار بچہ کی شہادت	۲۸۸	شرفاء مصر کی عورتوں کی اور زلیخا کا بادشاہ کے دربار	
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ یوسف پ۱۲	۲۹۰	میں حضرت یوسف کی پاک دامنی کی شہادت	۳۱۵
حل لغات	۲۹۱	فہرست پارہ ۱۳	
مختصر تفسیر اردو	۲۹۲	با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یوسف پ۱۳	۳۱۷
مصر کی عورتوں کا زلیخا کو طعنہ دینا	۲۹۳	حل لغات	〃
حسن یوسف کی جھلک سے مصر کی عورتوں نے		مختصر تفسیر اردو	۳۱۸
اپنی انگلیاں کاٹ لیں	〃	مضمون منقولہ عربی کا خلاصہ یہ ہے	۳۲۰
حسن یوسف حسن مصطفی سے تہائی حصہ تھا	۲۹۴	حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے دربار	
حضرت یوسف کی دعا	۲۹۶	میں تشریف لے جانا	
حضرت یوسف کا قید میں جانا	〃	خزانے کی ذمہ داری سپرد کرنے کی خواہش	۳۲۲
قید کی مدت کا تعین	۲۹۸	ایک سال بعد تاجپوشی	〃
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ یوسف پ۱۲	۳۰۰	حضرت یوسف سے زلیخا کا عقد	۳۲۳
حل لغات	۳۰۰	قحط کا دور	۳۲۴
مختصر تفسیر اردو	۳۰۱	با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ یوسف پ۱۳	۳۲۵
قید خانہ میں خواب دیکھا تعبیر دی	۳۰۲	حل لغات	۳۲۷
وہ دونوں قید خانہ بھیج دیے گئے	۳۰۳	مختصر تفسیر اردو	۳۲۸
قید خانہ میں شان نبوت کا اظہار	۳۰۵	یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا یوسف علیہ	
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع یوسف سورۃ پ۱۲	۳۰۷	السلام کے دربار میں پیش ہونا	۳۲۹
حل لغات	۳۰۸	برادران یوسف کا باپ کی خدمت میں بنیامین	
مختصر تفسیر اردو	۳۰۹	کو ساتھ بھیجنے کا اصرار	۳۳۱

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنوان	صفحہ
با محاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۂ یوسف پ۱۳	۳۲۳
حل لغات	۳۲۴
مختصر تفسیر اردو	۳۳۶
پھوپھی کی الزام تراشی	۳۴۱
با محاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۂ یوسف پ۱۳	۳۴۲
حل لغات	۳۴۴
مختصر تفسیر اردو	۳۴۶
حضرت یوسف کا بنیامین کو اپنے پاس رکھنا بھائیوں کا حیلہ بہانا کرنا	۳۴۷
برادران یوسف سے حضرت یعقوب کی ناراضگی	۳۴۹
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ضعف ابصار	۳۵۰
روزنا رحمت ہے	۳۵۱
حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی حضرت یعقوبؑ کو بشارت	۳۵۲
حضرت یعقوب کا عزیز مصر کے نام خط	۳۵۴
یہ خط حضرت یوسف نے پڑھا اور گریہ زاری کی۔	۳۵۵
حضرت یعقوب کو اپنی قمیض حضرت یوسف نے بھیجی	۳۵۶
آنکھوں میں آ گئی	″
یہ قمیض جنت سے آئی تھی	۳۵۷
قمیض سے آنکھوں میں شفا ہوئی	۳۵۷
با محاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۂ یوسف پ۱۳	″
حل لغات	۳۵۹
مختصر تفسیر اردو	۳۶۱
حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کے بارے میں بشارت	″
حضرت یعقوب کا برادران یوسف کے لیے بخشش کی دعا کرنا اور قبول ہونا	۳۶۲
حضرت یوسف کا اپنے والد ماجد اور کنبہ کے افراد کا استقبال	۳۶۳
سجدۂ عبادت غیر خدا کو جائز نہیں	۳۶۴
با محاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۂ یوسف پ۱۳	۳۶۷
حل لغات	۳۶۸
مختصر تفسیر اردو	۳۷۰
سورۂ یوسف بخیر و خوبی ختم ہوئی	۳۷۳
سورۂ رعد پ۱۳	″
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ رعد پ۱۳	۳۷۴
حل لغات	۳۷۵
مختصر تفسیر اردو	۳۷۷
آسمان کی تشریح	۳۷۸
سورج چاند کی رفتار پر بحث	۳۷۹
رَوَاسِی پر بحث	۳۸۰
اقالیم پر بحث	۳۸۱
نہروں کی بحث	۳۸۲
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ رعد پ۱۳	۳۸۵
حل لغات	۳۸۷
مختصر تفسیر اردو	۳۸۹
بارگاہ رب العزت میں ملائکہ کی حاضری	۳۹۰

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے محافظ مقرر ہیں ۳۹۱
داہنا فرشتہ نیکیوں کا ہے بائیں فرشتہ کا امیر ہوتا ہے ۳۹۲
عامر بن طفیل نے قتل حضور کا منصوبہ بنایا
ہاتھ شل ہو گیا ۳۹۳
یسبح الرعد پر مفسرین کے اقوال ۳۹۴
سعد نے رعد گرج کے بارے میں سوال کیا ۳۹۵
رعد کے بارے میں تحقیق ۳۹۷
بجلی گرجنے کے وقت کی دعا ″
بجلی ذاکر پر نہیں پڑتی ″
ایک جابر حاکم پر بجلی گری اور ہلاک ہو گیا ۳۹۸
مختلف اقوال ″
حضور کے نام پاک سے ندا ممنوع قرار دے دی گئی ۴۰۰
ندا کی مفصل بحث ″
با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ رعد پ۱۳ ۴۰۴
حل لغات ۴۰۵
مختصر تفسیر اردو ۴۰۶
ارباب قبور سے استعانت پر بحث ۴۰۸
شہداء کی قبور پر حضور علیہ الصلوۃ کا ہر سال آنا اور اہل قبور کو سلام کرنا ۴۱۰
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ رعد پ۱۳ ۴۱۱
حل لغات ۴۱۲
مختصر تفسیر اردو ۴۱۳
فصاحت و بلاغت ۴۱۴
شان نزول ۴۱۵
ارواح و اجسام کی بحث ۴۱۶
طوبیٰ کی بحث ۴۱۸
توحید پر دلائل ۴۱۹
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ رعد پ۱۳ ۴۲۱
حل لغات ۴۲۲
مختصر تفسیر اردو ۴۲۴
بتوں کی مذمت ۴۲۵
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ رعد پ۱۳ ۴۲۷
حل لغات ۴۲۸
مختصر تفسیر اردو ۴۲۹
قرآن پاک معجزہ ہے ۴۳۰
مختلف اقوال ۴۳۱
عبد اللہ بن سلام علماء یہود میں سے اسلام لائے ۴۳۵
سورۃ ابراہیم ۴۳۶
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ ابراہیم پ۱۳ ″
حل لغات ۴۳۷
مختصر تفسیر اردو ۴۳۸
وحی ہر پیغمبر پر عربی میں ہوئی ۴۴۰
ایام اللہ سب سے بڑی نعمت ہے ۴۴۱
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ ۴۴۲
حل لغات ۴۴۳
مختصر تفسیر اردو ۴۴۵
شعر کی تعریف ۴۴۶

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ربّ کی مفصل بحث ۴۴۷
بشر مثلنا کی بحث ۴۴۹
با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ "
حل لغات ۴۵۰
مختصر تفسیر ۴۵۱
مادہ صدید کی بحث ۴۵۲
آسمان زمین کی تخلیق ۴۵۴
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ ۴۵۵
حل لغات ۴۵۶
مختصر تفسیر اردو ۴۵۷
شیطان کو ملامت ۴۵۸
شیطان سے سوال و جواب ۴۵۹
کلمہ طیبہ کی تشریح مختلف اقوال ۴۶۰
شجرہ خبیثہ کی تشریح ۴۶۲
ترجمہ رازی قدس سرہ العزیز ۴۶۳
قبر میں سوال و جواب ۴۶۵
قبر میں مشرک و کافر کا حال زار ۴۶۶
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ ۴۶۷
حل لغات ۴۶۸
مختصر تفسیر اردو ۴۶۹
تسخیر کائنات ۴۷۱
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ ۴۷۳
حل لغات ۴۷۴
مختصر تفسیر اردو ۴۷۵
دعاء ابراہیمی "

دعاء ابراہیمی ۴۷۶
زمزم شریف کی تعریف ۴۷۷
وادی مقدس کی آبادی ۴۷۹
بیت اللہ شریف کی تعمیر با برکت اور حضرت ہاجرہ کا وصال ۴۸۰
اہل مکہ کو ہر موسم کا پھل ملتا ہے ۴۸۱
بارگاہ رب العزت میں حضرت ابراہیم کا اظہار عبودیت ۴۸۲
با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳ ۴۸۳
حل لغات ۴۸۵
مختصر تفسیر اردو ۴۸۶
مکر کی تعریف اور مفصل بحث ۴۹۰
زمین و آسمان کی تبدیلی کے لیے مفسرین کے اقوال ۴۹۲
سورۃ الحجر مکیہ ۴۹۳
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الحجر پ۱۴ "
حل لغات ۴۹۴
مختصر تفسیر اردو ۴۹۴
پارہ ۱۴
با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ حجر ۴۹۵
حل لغات ۴۹۶
مختصر تفسیر اردو ۴۹۷
مشرکین کا طعنہ معصیت شعاروں ۴۹۸
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ حجر پ۱۴ ۵۰۲
حل لغات "

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو ۵۰۳

بروج کی بحث ۵۰۴

شہاب کی تعریف ۵۰۵

نجوم یا شہاب ثاقب کے متعلق زمانہ جہالت کے نظریات ۵۰۶

زمین کی تخلیق ۵۰۸

صف اول کے فضائل ۵۱۰

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ حجر پ۱۴ ۵۱۱

حل لغات ۵۱۲

مختصر تفسیر اردو ۵۱۴

حضرت عمر کا حضرت سعد بن ابی وقاص حاکم قادسیہ کے نام حکم

حضرت نضلہ نے عراق فتح کیا

واپسی پر اذان دینا غیبی آواز کا آنا ۵۱۶

جنوں کے اقسام ۵۱۵

ذریب ابن مرتحلہ جن سے ملاقات ۵۱۷

حضرت فاروق اعظم کو سلام پہنچانا ۵۱۸

علامات قیامت ۵۱۸

زید بن عمرو بن نفیل کا مکہ معظمہ سے نکلنا اور قوم کا مخالف ہونا۔ ۵۱۸

قوم کے نکالنے کی وجوہات ۵۱۹

حضرت عمر سے ایک کاہن کی ملاقات ۵۲۰

جنوں کی زبان سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی فضیلت اور جنھوں نے ۵۲۰

حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک وشمائل شریف

بیان کیے ۵۲۱

ابوعامر راہب روانہ ہوگئے بیہودہ گفتگو ۵۲۲

نبی آخر الزماں کی بشارات "

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا واقعہ ۵۲۳

عجیب وغریب واقعہ ۵۲۵

ہامہ جن کا حضور علیہ السلام میں آنا اور اسلام قبول کرنا

بتوں سے جنوں کی آوازیں ۵۲۶

بتوں پر جانوروں نے پیشاب کیے ۵۲۷

حضور کے لعاب دہن سے زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ ۵۲۷

حضرت ماذن قصریہ نے اپنے بت کا حال بیان کیا ۵۲۸

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا سے ماذن کی بری عادتیں چھوٹ گئیں۔ کئی حج کیے قرآن یاد ۵۲۹

کیا نکاح کیا اولاد ہوئی۔

جنین جنت کی تشریح ۵۳۰

سجدہ کی مفصل بحث ۵۳۱

شیطان کا رب العزت سے مہلت مانگنا ۵۳۲

نفخہ اولی میں سب کچھ فنا ہوگا۔ ملک الموت سے آدم علیہ السلام کا دریافت کرنا ۵۳۳

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ حجر پ۱۴ ۵۳۵

حل لغات ۵۳۶

مختصر تفسیر اردو ۵۳۷

متقی کی تعریف "

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مضمون	صفحہ
عیبوں کی تعریف	۵۳۸
اولاد کی بشارت	۵۴۳
حضرت اسحاق کی بشارت	۵۴۴
حضرت ابراہیم کی عمر مبارک ایک سو بیس برس اور حضرت سارہ کی ننانوے سال	״
قوم لوط پر عذاب	״
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ حجر پ۱۴	۵۴۵
حل لغات	۵۴۶
مختصر تفسیر اردو	۵۴۷
لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتوں کا آنا۔	
قوم لوط پر عذاب کا آنا	۵۴۹
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ حجر پ۱۴	۵۵۱
حل لغات	۵۵۲
مختصر تفسیر اردو	۵۵۴
حجر کی تشریح	
ناقہ سے پانچ معجزے ظاہر ہونا	۵۵۵
صفح کے معانی	۵۵۶
سبع مثانی کے نام اور اس کی فضیلت	۵۵۷
رب جل وعلا کی راہ کے سات راستے ہیں ہر راستہ کے دروازے کی کنجی اعوذ ہے	۵۵۸
ساتوں راستے کھل جاتے ہیں سات دروازے ہیں	۵۵۹
سورۃ قرآن عظیم سورۃ رحمت میں سات حروف سات	
مختصر فضائل سورۃ مبارکہ	۵۵۹
سورۃ فاتحہ کے فضائل میں احادیث مبارکہ	۵۶۰
عضین کی تشریح	۵۶۲
جادو کرنے والے پر لعنت	۵۶۳
استہزاء و مذاق کرنے والے ذلت کی موت ہلاک ہوئے	۵۶۵
تین چیزیں پسند فرمائیں	۵۶۶
سورۃ نحل	״
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ نحل پ۱۴	۵۶۷
حل لغات	۵۶۸
مختصر تفسیر اردو	۵۶۹
شان نزول	
انسان کی تخلیق قطرۂ منی سے	۵۷۱
شان نزول	״
دابۃ الارض	״
چوپایوں کے فضائل	۵۷۲
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۵۷۳
حل لغات	۵۷۵
مختصر تفسیر اردو	۵۷۶
کھجوروں کے اقسام	۵۷۷
ستاروں کی بحث	۵۷۹
اعضائے انسانی کی تحقیق واقسام	۵۸۰
ایک آنکھ کے بدلے نصف سلطنت کا واقعہ	״
تحقیق تدعو	۵۸۱
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۵۸۲
حل لغات	۵۸۳

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو	۵۸۳	حل لغات	۶۱۶
شان نزول	۵۸۴	مختصر تفسیر اردو	۶۱۷
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۵۸۵	ولی بمعنی ناصر	۶۲۰
حل لغات	۵۸۶	موت کے مراحل	"
مختصر تفسیر اردو	۵۸۸	موت کی مفصل بحث	۶۲۱
مکر کی تعریف	"	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۲۲
نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک منارہ بنایا		حل لغات	۶۲۳
دو فرسخ	۵۸۹	مختصر تفسیر اردو	۶۲۴
شان نزول	۵۹۱	گوبر خون کے درمیان دودھ آسانی سے اترتا	
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۵۹۳	ہے مفصل بحث	"
حل لغات	۵۹۴	قدرت کاملہ کا مظاہرہ علی وجہ الکمال	۶۲۵
مختصر تفسیر اردو	۵۹۵	حضرت فخر الدین رازی کے دلائل	۶۲۶
حرص کی تعریف	۵۹۹	خون سے دودھ بن جاتا ہے	۶۲۷
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ نحل پ۱۴	"	سکر، سرکہ کی مفصل بحث نشی چیز دل	
حل لغات	۶۰۱	کی حرمت	۶۲۹
مختصر تفسیر اردو	۶۰۲	الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو اس کی	
شان نزول	"	مفصل بحث	۶۳۰
سجدہ اطاعت، انقیاد پر بحث	۶۰۸	یعسوب امیر النحل	"
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۰۹	اقول وباللہ التوفیق	
حل لغات	۶۱۰	نشاط باغ گھر کے چند واقعات	۶۳۱
مختصر تفسیر اردو	۶۱۱	علامہ آلوسی کے بیان کردہ فضائل	
زمانہ جاہلیت میں لڑکی کو معیوب سمجھا جاتا		ولی پر علامہ راغب کی بحث	۶۳۲
تھا قتل کر دیا جاتا	۶۱۲	وحی۔ الہام۔ مشاہدہ میں فرق	۶۳۳
لڑکی کو زندہ درگور کرنا	۶۱۴	غیر نبی اگر دعوٰے وحی کرے تو اظلم ترین	
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۱۵	[illegible]	۶۳۴

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
آیات قرآنی سے وحی کی بحث	۶۳۵	مینہ بارش کے متعلق علم	۶۵۸
متجدین وحی لغوی و عرفی کی تحقیق	״	رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کی بحث	״
شہد کے بنانے کا طریقہ اس کے فضائل	۶۳۷	حضرت حسن کے پیدا ہونے کی خبر دینا	۶۵۹
حضرت ابن عمر زخموں کا علاج شہد سے کیا کرتے تھے	۶۳۸	کل کی بات جاننا	״
عہد ماموں کا واقعہ طبی بحث	۶۳۹	خود سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال اور مدفن کے بارے میں بتایا	۶۶۰
ذلیل حقیر عمر سے پناہ	״	حرمت کی بحث	۶۶۱
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۴۰	شیون قدرت نے ظہور فرمایا	۶۶۲
حل لغات	۶۴۱	ظلال سربال کی بحث	۶۶۳
مختصر تفسیر اردو	۶۴۲	بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۶۴
جقدہ کی مفصل بحث	״	حل لغات	۶۶۵
بت پرستی کی مذمت	۶۴۳	مختصر تفسیر اردو	۶۶۶
شان نزول	״	ہر گروہ میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے آپ کو شاہد بنا کر لائیں گے	۶۶۸
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۶۴۵		
حل لغات	۶۴۶	تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں	۶۷۰
مختصر تفسیر اردو	۶۴۷	عہد سے مراد عہد ابراہیم ہے	״
علم خمس کی بحث	۶۴۸	آنے والے فتنوں کی خبریں	۶۷۱
علم غیب کی بحث	۶۴۹	امت کے تمام علوم حدیث کی شرح حدیث	״
غیب کے معانی	״	پاک قرآن کی شرح	
علم غیب ذاتی کی بحث	۶۵۱	امام شافعی کا ایک واقعہ	״
علم غیب پر منقولات	۶۵۳	جو حکم تمہارا رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو	۶۷۲
اقوال محققین	۶۵۵		
ترجمہ	۶۵۶	قرآن کریم جامع ہے علوم اولین و آخرین کا	۶۷۴
قیامت کے متعلق روح الامین نے سوال کیا		بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع سورہ نحل پ۱۴	۶۷۵
مفصل بحث	۶۵۷	حل لغات	۶۷۶

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو
احسان کی تعریف
احسان کے متعلق ابن عباس کی تشریح
والبغی کی تعریف۔ قوائے شہوانیہ
اکثم بن صیفی کے قاصد حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی خدمت میں
آیت کریمہ کا نزول۔ تین چیزوں کا حکم
ولید ابوجہل کی زبانی تعریف اکثم بن صیفی کا بیان اسلام
غزل کی تعریف
ریطہ بنت سعد تمیمی کا صحت کے لیے دعا کا واقعہ
دنیا کے بدلے دین فروخت نہ کرو
جنت کی زندگی بلا موت ہوگی۔ غنی جلد فقیر ہوگا
حرام سے پلا ہوا جسم آگ میں جلے گا۔
جب تم قرآن پڑھو تو اعوذ پڑھا کرو
با محاورہ ترجمہ چودھواں رکوع سورۃ نحل پ ۱۴
حل لغات
مختصر تفسیر اردو
شان نزول
سبل کی تحقیق
ناسخ منسوخ کی بحث
ناسخ منسوخ منصوص بالقرآن ہے
متعدد اقوال مشرکین کی بکواس سے

نمبر	مضمون	صفحہ
۶۷۸	سلمان فارسی مدینہ منورہ میں ایمان لائے حضرت	
۶۸۰	صدیق اکبر نے خرید کر آزاد کیا	۷۰۱
۶۸۱	یہ قرآن کریم فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے	۷۰۲
۶۸۲	جو حسد و عناد کے تحت ایمان نہیں لاتے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔	۷۰۳
۶۸۳	قریش نے عمار بن یاسر ان کی والدہ سمیہ پر جبر	
۶۸۴	عام کیا انہوں نے مرتد ہونے سے انکار کیا۔	
۶۸۵	حضرت سمیہ نے شہادت قبول کر لی حضرت یاسر بھی شہید ہو گئے	۷۰۴
۶۸۶	حضرت عمار نے جبر سے کہہ دیا حضور علیہ السلام نے فرمایا عمار	″
″	مفصل بحث	
۶۸۹	حضرت خبیب کی شہادت نوک سناں پر ایک روایت	″
		۷۰۵
۶۹۰	مسیلمہ کذاب کا واقعہ	″
۶۹۱	ابن اسحق۔ ابن عباس کے اقوال	۷۰۶
۶۹۲	با محاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴	۷۰۷
۶۹۳	حل لغات	۷۰۸
۶۹۴	مختصر تفسیر اردو	۷۰۹
۶۹۵	روح و جسم کے درمیان جھگڑا اور اندھے لولے کی مثال	۷۱۰
″		
۶۹۶	ایک مثال	۷۱۱
۶۹۷	اہل مکہ کا قحط سے پریشان ہونا	۷۱۲
۶۹۹	ما اہل لغیر اللہ کی بحث	۷۱۳
۷۰۰	فالحق [illegible]	۷۱۵

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنوان	صفحہ
اضطرار کی مفصل بحث	۴۱۵
زمانہ جاہلیت میں حلال حرام کی بحث	۴۱۶
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴	۴۱۷
حل لغات	۴۱۸
مختصر تفسیر اردو	۴۲۰
خلیل انبیاء خلیل اللہ کا تذکرہ۔ تیسری صفت فرمائی آپ مہمان کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔	۴۲۱
اجتباء کی مفصل بحث	۴۲۲
صالحین قرآن کریم۔ متعدد مقام پر صالحین سے مراد انبیاء ہیں	۴۲۳
تمام انبیاء۔ اور جمیع خلائق سے حضور علیہ السلام کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔	۴۲۴
شنبہ کی تعظیم اس دن شکار ترک کرنے کا حکم	"
حکمت نصیحت سے دعوت دو	۴۲۵
شان نزول	"
حضرت حمزہ و دیگر شہداء کے جسم اور چہرہ تبدیل کیا	۴۲۶
چودھواں پارہ ختم ہوا۔	
پارہ پندرھواں	
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۴۲۷
حل لغات	۴۲۸
مختصر تفسیر اردو	۴۲۹
نام پاک کا انتخاب	۴۳۰
معراج کے معنی کی تحقیق	۴۳۱
یوحنا کا مکاشفہ	۴۳۲
فلسفی تاریکیاں۔	۴۳۳
اوہام باطلہ کے اعتراضات	
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک	۴۳۴
جبرائیل و میکائیل کا حضور کی خدمت میں آنا	۴۳۵
واقعہ معراج سے مشرکین و منافقین کا انکار	"
حضرت صدیق کی تصدیق	۴۳۵
ایک مثال	۴۳۶
قافلہ کی تعداد۔ اور سامان کی کیفیت کا بیان کرنا	۴۳۷
مختلف اقوال	"
ام المومنین عائشہ صدیقہ کی حدیث	۴۳۹
آپ کی رخصتی کے وقت عمر مبارک	"
نہایت واضح اور مدلل بحث	۴۴۰
حضور علیہ السلام کی خصوصیات	۴۴۱
ایک قول کا جواب	۴۴۲
ابوجہل کے سوال کا مفصل جواب	۴۴۳
معراج زمین سے ساتوں آسمانوں تک ہے	۴۴۴
معراج جسمانی بنظر فلسفہ	۴۴۵
جمہور اہل سنت کا عقیدہ	۴۴۶
آسمان کے دروازے پر بحث	۴۴۷
حرکت کی فلسفیانہ بحث	۴۴۹
لیلۃ الاسراء میں پانچ سواریاں	۴۵۰
علامہ عبدالرحمن جامی کے دلائل	۴۵۱
شق صدر پر بحث	۴۵۲
قصیدہ معراجیہ	۴۵۳

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معراج رات میں ہونے کا فلسفہ	۷۵۳	شان نزول سورۃ تبت یدا	۷۹۶
نماز اقصیٰ	۷۵۶	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ بنی اسرائیل پ۱۵	۷۹۹
حضرت نوح کی شان شکر	۷۵۸	حل لغات	۸۰۱
حضرت زکریا کی شہادت	۷۵۹	مختصر تفسیر اردو	۸۰۲
مختلف اقوال	۷۶۰	شان نزول	۸۰۳
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل	۷۶۱	انبیاء کے مخصوص فضائل	۸۰۴
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۷۶۴	تحقیق زبور	۸۰۶
حل لغات	۷۶۵	حضرت مہدی علیہ السلام کی معیت میں جہاد	۸۰۹
مختصر تفسیر اردو	۷۶۷	شان نزول	۸۱۰
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ بنی اسرائیل پ۱۵	۷۷۲	قوم ثمود کی نافرمانی کا ذکر	۸۱۱
حل لغات	۷۷۳	شتر مرغ کی غذا آتش فشاں پہاڑوں کا ذکر	۸۱۳
مختصر تفسیر اردو	۷۷۵	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۸۱۵
والدین سے حسن سلوک کا حکم	″	حل لغات	۸۱۶
فضول خرچی کی ممانعت	۷۷۷	مختصر تفسیر اردو	۸۱۸
شان نزول	۷۷۸	شیطان کی بارگاہ رب العزت میں معروض	۸۱۹
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۷۷۹	خسف کی تعریف مفصل بحث	۸۲۳
حل لغات	۷۸۰	عاصف ہوا کی تعریف ووضاحت	۸۲۴
مختصر تفسیر اردو	۷۸۲	کرمنا بنی آدم پر بارہ اقوال	۸۲۵
عہد کے پورا کرنے کا حکم	۷۸۴	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۸۲۷
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵	۷۸۷	حل لغات	۸۲۸
حل لغات	۷۸۸	مختصر تفسیر اردو	″
مختصر تفسیر اردو	۷۹۰	قیامت کے دن ہر جماعت اپنے امام کے ساتھ	
ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے	۷۹۱	بلائی جائے گی	۸۲۹
انگشتہائے مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہونا	۷۹۳	قتیل کی تعریف	″
ہر گروہ کی تسبیح	۷۹۴	شان نزول	۸۳۱

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبیلہ بنی ثقیف کی بیعت کی شرائط ۸۳۱
ہجرت کا حکم ۸۳۴
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ ۸۳۵
حل لغات ۸۳۶
مختصر تفسیر اردو ۸۳۷
نمازوں کے اوقات ۸۳۷
تہجد کی تعریف ۸۳۸
نماز تہجد ہمارے حضور پر فرض تھی ۸۳۹
تہجد کی رکعات کی تعداد ۸۴۰
انبیاء کرام کی نمازوں کے اوقات "
قیامت کے دن سب عریاں اٹھیں گے ۸۴۱
مقام محمود "
سات قول ۸۴۲
آیات شفاعت کے متعلق احادیث ۸۴۳
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ ۸۴۵
حل لغات ۸۴۶
مختصر تفسیر اردو ۸۴۷
یہود کا حضور علیہ السلام سے روح کے متعلق سوال ۸۴۸
تعریف روح ۸۴۹
فلسفہ الٰہیات کی روشنی میں روح کا مفہوم ۸۵۰
روح پر علامہ آلوسی کی بحث ۸۵۱
مفصل شان نزول ۸۵۲
یہود کے تین سوال ۸۵۳
محققین کے دو قول ۸۵۴

ارواح انبیاء و شہداء کا حال ۸۵۶
قرآن پاک کی ایک آیت کے عمل پیش کرنے سے عاجز رہے ۸۵۸
آیات قرآنی کے مقابل شاعری ۸۵۸
شان نزول "
سرداران قریش جمع ہو کر حضور کی خدمت میں آخری فیصلے کے لیے آئے ۸۵۹
مشرکین کے حضور سے مطالبات ۸۶۰
حضور علیہ السلام کے مدلل جواب ۸۶۱
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ ۸۶۲
حل لغات ۸۶۳
مختصر تفسیر اردو ۸۶۴
قیامت کے دن لوگ محشور ہوں گے تین قسم کے ہوں گے ۸۶۶
کافر آگ کا ایندھن ہوں گے ۸۶۶
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ ۸۷۱
حضرت موسیٰ کو نو نشانیاں دی گئیں "
خواص آیت کریمہ وبالحق انزلناہ ۸۷۴
نزول قرآن کریم کے متعلق چند ایک روایات "
شان نزول ۸۷۷
شان نزول ۸۷۸
اسماء الٰہی کی تحقیق پر دلیل ۸۷۹
چور کا واقعہ "
خلفاء اربعہ کی نمازیں مختلف کیفیات ۸۸۰
آیات متلوہ کے فضائل۔ چھ احادیث ۸۸۱

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنوان	صفحہ
سورۃ الکہف	۸۸۲
فضائل سورۃ الکہف	//
اس سورۃ مبارکہ کا نام کہف ہے	۸۸۳
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ کہف پ۱۵	//
حل لغات	۸۸۵
مختصر تفسیر اردو	۸۸۶
رقیم کی تعریف میں علامہ آلوسی نے چھ قول نقل فرماتے ہیں۔	۸۸۷
اصحاب کہف کا غار میں جانا	۸۹۴
ایک صندوق میں تختی ملی جس پر سب کے نام کندہ تھے۔	۸۹۵
غار میں پناہ گزین ہوئے بمفصل بحث	۸۹۶
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۸۹۸
حل لغات	۸۹۹
مختصر تفسیر اردو	۹۰۰
دیوار کے آگے دیوار چنی گئی	۹۰۲
فجوۃ کی تحقیق۔ بحث	۹۰۳
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۰۵
حل لغات	۹۰۶
مختصر تفسیر اردو	۹۰۸
تین سو نو سال سوتے رہے	۹۱۰
عنوانی بحث	۹۱۲
بزرگوں کے مزارات کے قریب مساجد بنانا قدیم طریقہ ہے	۹۱۴
زیارت قبور کی بحث	۹۱۵
امام غزالی کا قول	۹۱۶
اصحاب کہف کا واقعہ میلاد نبوی سے بارہ تیرہ سال قبل ہوا	۹۲۰
تاریخی تحقیق۔ معلومات	۹۲۱
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۲۲
حل لغات	۹۲۴
مختصر تفسیر اردو	۹۲۵
شان نزول	۹۲۶
علامہ آلوسی کی تین سو نو سال پر تحقیق	۹۲۸
شان نزول علامہ آلوسی نے بیان کیا	۹۲۹
سرادق پر بحث	۹۳۲
جنات کی تعریف	۹۳۴
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۳۵
حل لغات	۹۳۷
مختصر تفسیر اردو	۹۳۹
چھ قول مفسرین کے	//
تحقیق لکنّا	۹۴۲
حسبان پر بحث	۹۴۵
احیط کے معنی	//
عروش کی بحث	//
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۴۶
حل لغات	۹۴۷
مختصر تفسیر اردو	۹۴۸
باقیات صالحات سے اعمال بر مراد ہیں	۹۴۹
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورہ کہف پ۱۵	۹۵۱

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عنوان	صفحہ
حل لغات	۹۵۲
مختصر تفسیر اردو	۹۵۳
شرک کی مذمت	۹۵۴
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۵۵
حل لغات	۹۵۶
مختصر تفسیر اردو	۹۵۷
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۶۰
حل لغات	۹۶۱
مختصر تفسیر اردو	۹۶۳
حضرت موسیٰ کا علم میں زیادہ ہونے کا دعوے	۹۶۴
مچھلی توشہ دان میں رکھی اور روانہ ہوئے	۹۶۵
مچھلی کے زندہ ہونے کی مفصل بحث	۹۶۶
جمہور کی تحقیق	۹۶۸
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کی ملاقات	۹۷۰
حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ ہیں یا نہیں	۹۷۱
ابن تیمیہ سے حضرت خضر کے متعلق سوال	۹۷۲
آدم علیہ السلام کا قد	۹۷۴
صوفیاء کرام کے اقوال	۹۷۵
حضرت نوح سے حضرت خضر کی عمر زیادہ طویل تھی۔	۹۷۶
غسل مبارک کے وقت غیبی ندا	۹۷۷
حضرت خضر کی غسل مبارک اور جنازہ میں شرکت	۹۷۸
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ کہف پ۱۵	۹۸۲
حل لغات	۹۸۲
مختصر تفسیر اردو	۹۸۳
حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت یوشع کا تذکرہ مفصل بحث	۹۸۴
حضرت خضر نے ایک بچہ کو مار دیا	۹۸۵
مختلف روایات واقوال	"
پندرہ پارہ ختم ہوا	
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ کہف پ۱۶	۹۸۹
حل لغات	۹۹۰
مختصر تفسیر اردو	۹۹۱
گاؤں والوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا مفصل بحث	۹۹۲
دیوار سو گز تھی بعض کہتے ہیں پانچ سو گز	۹۹۳
لڑکے کے حالات	۹۹۴
ان تمام افعال میں حکمت الٰہیہ کا ظہور	۹۹۵
توحید کا بیان	۹۹۶
ولی کو نبی پر فوقیت دینا گمراہی ہے	۹۹۷
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ کہف پ۱۶	۹۹۸
حل لغات	۱۰۰۰
مختصر تفسیر اردو	۱۰۰۴
ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ	۱۰۰۵
شہر شیراز میں انتقال کیا	۱۰۰۶
یاجوج ماجوج کی تحقیق	۱۰۰۸

تمت بالخیر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام اہلسنت غزالی دوراں استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الحسنات بآیات بینات" مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سبحان اللہ، تفسیری محاسن کا حسین و جمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو آباً عن جداً وارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صالح متقی شریعت و طریقت کے حامل تصنیف و تالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی جسے تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا افسوس ہے کہ تا حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق پر جواہر پارے اور دریائے نایاب بکھرے ہوئے پائے سورۂ ق تک حضرت مولف قدس سرہٗ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلمین کی بارگاہِ عظمت میں حاضری کا وقت آگیا۔ اے کاش بقیہ تفسیر بھی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ بہر نوع اور جتنا بفضلہ اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مولف علیہ الرحمۃ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو حسن و خوبی کے ساتھ زیور تصحیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا اللہ حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امیر الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارہ ۱۱

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے آپ کہہ دیں بالکل عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہاری خبریں بتا دی ہیں اور عنقریب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل پھر تم غیب اور حاضر جاننے والے کی جناب میں پیش کیے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبریں دے گا۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے کچھ نہ کہو سو تم ان سے منہ پھیر لو وہ گندے لوگ ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کمائی کرتے تھے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ فاسق قوم سے راضی نہیں ہوتا۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بڑے سخت ہیں اور اس کے بہت لائق ہیں کہ جو حدیں اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہیں ان کو نہ جانیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے متعلق زمانہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں انہی پر ہے بری گردش اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔
اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اور رسول کی دعاؤں کا سبب جانتے ہیں خبردار یہ واقعی ان کے لیے تقرب ہے عنقریب ان کو اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات

یَعْتَذِرُوْنَ۔ عذر کرینگے	اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف	اِذَا۔ جب	رَجَعْتُمْ۔ واپس جاؤ گے
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	قُلْ۔ کہہ دیں	لَا۔ نہ	تَعْتَذِرُوْا۔ عذر کرو
لَنْ۔ ہرگز نہ	نُّؤْمِنَ۔ اعتبار کرینگے ہم	لَكُمْ۔ تمہارا	قَدْ۔ بیشک
نَبَّاَ۔ بتادی ہیں	نَا۔ ہم کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنْ اَخْبَارِكُمْ۔ تمہاری
خبریں	وَ۔ اور	سَيَرَى۔ جلدی دیکھے گا	اللّٰهُ۔ اللہ
عَمَلَكُمْ۔ تمہارے عمل	وَ۔ اور	رَسُوْلُهٗ۔ اس کا رسول	ثُمَّ۔ پھر
تُرَدُّوْنَ۔ پھیرے جاؤ گے	اِلٰى۔ طرف	عٰلِمِ۔ جاننے والے	الْغَيْبِ۔ غیب
وَ۔ اور	الشَّهَادَةِ۔ حاضر کی	فَيُنَبِّئُكُمْ۔ تو بتائے گا تم کو	بِمَا۔ جو
كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے	سَيَحْلِفُوْنَ۔ جلدی قسمیں اٹھائیں گے	
بِاللّٰهِ۔ اللہ کی	لَكُمْ۔ تمہارے سامنے	اِذَا۔ جب	انْقَلَبْتُمْ۔ واپس جاؤ گے
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	لِتُعْرِضُوْا۔ تاکہ منہ پھیرو	عَنْهُمْ۔ ان سے	فَاَعْرِضُوْا۔ تو منہ پھیر لو
عَنْهُمْ۔ ان سے	اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ	رِجْسٌ۔ ناپاک ہیں	وَ۔ اور
مَاْوٰهُمْ۔ ان کا ٹھکانہ	جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے	جَزَآءً۔ بدلہ	بِمَا۔ اس کا
كَانُوْا۔ جو تھے	يَكْسِبُوْنَ۔ کماتے	يَحْلِفُوْنَ۔ قسمیں اٹھائینگے	لَكُمْ۔ تمہارے سامنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِتَرْضَوْا۔ تاکہ تم راضی ہو   عَنْهُمْ۔ ان سے   فَاِنْ۔ تو اگر   تَرْضَوْا۔ تم راضی ہو جاؤ

عَنْهُمْ۔ ان سے   فَاِنَّ۔ تو بیشک   اللّٰهَ۔ اللہ   لَا۔ نہیں

يَرْضٰى۔ راضی ہوتا   عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ فاسق قوم سے   اَلْاَعْرَابُ۔ دیہاتی لوگ

اَشَدُّ۔ بہت سخت ہیں   كُفْرًا۔ کفر   وَّ۔ اور   نِفَاقًا۔ نفاق میں

وَ۔ اور   اَجْدَرُ۔ بہت لائق ہیں   اَنْ۔ یہ کہ   لَّا۔ نہ

يَعْلَمُوْا۔ جانیں   حُدُوْدَ۔ حدیں   مَا۔ اسکی جو   اَنْزَلَ۔ اتاری

اللّٰهُ۔ اللہ نے   عَلٰى۔ اوپر   رَسُوْلِهٖ۔ اپنے رسول کے   وَ۔ اور

اللّٰهُ۔ اللہ   عَلِيْمٌ۔ جاننے والا   حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے   وَ۔ اور

مِنَ الْاَعْرَابِ۔ بعض دیہاتی وہ ہیں   مَنْ۔ جو   يَّتَّخِذُ۔ سمجھتے ہیں

مَا۔ اس کو جو   يُنْفِقُ۔ خرچ کرتے ہیں   مَغْرَمًا۔ تاوان   وَّ۔ اور

يَتَرَبَّصُ۔ انتظار کرتے ہیں   بِكُمُ۔ تمہارے متعلق   الدَّوَآئِرَ۔ گردش کا   عَلَيْهِمْ۔ انہی پر ہے

دَآئِرَةُ۔ گردش   السَّوْءِ۔ بری   وَ۔ اور   اللّٰهُ۔ اللہ

سَمِيْعٌ۔ سننے والا   عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے   وَ۔ اور   مِنَ الْاَعْرَابِ۔ بعض

دیہاتی وہ ہیں   مَنْ۔ جو   يُّؤْمِنُ۔ ایمان لاتے ہیں   بِاللّٰهِ۔ اللہ

وَ۔ اور   الْيَوْمِ۔ دن   الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر   وَ۔ اور

يَتَّخِذُ۔ سمجھتے ہیں   مَا۔ جو   يُنْفِقُ۔ خرچ کرتے ہیں   قُرُبٰتٍ۔ قربت کا سبب

عِنْدَ۔ نزدیک   اللّٰهِ۔ اللہ کے   وَ۔ اور   صَلَوٰتِ۔ دعاؤں

الرَّسُوْلِ۔ رسول کا سبب   اَلَا۔ خبردار   اِنَّهَا۔ بیشک وہ   قُرْبَةٌ۔ قربت ہے

لَّهُمْ۔ ان کے لیے   سَيُدْخِلُهُمُ۔ جلدی داخل کرے گا ان کو   اللّٰهُ۔ اللہ

فِيْ۔ بیچ   رَحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت کے   اِنَّ۔ بیشک   اللّٰهَ۔ اللہ

غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا   رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو رکوع اول پارہ گیارہواں
پارہ یازدہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْھِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ

"بہانہ بنائیں گے آپ سے" اور باطل عذر پیش کریں گے یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق (یہاں جمع مخاطب کا صیغہ تعظیماً ہے اس لیے کہ جمع تعظیمی بھی ہوتی ہے) "جب آپ ان کی طرف لوٹ کر جائیں گے" یعنی آپ اس سفر سے واپس ہوں گے "آپ فرمادیں بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے" اس لیے کہ تم نے اپنے نفاق اور آرام طلبی سے تعمیل حکم میں کوتاہی کی ہے "بے شک مطلع فرمادیا ہمیں اللہ نے تمہارا حال" تو اب تمہارا عذر عبث ہے اس لیے کہ ہمیں تمہاری اندرونی کیفیت بذریعہ وحی معلوم ہو چکی ہے "اور عنقریب اللہ دیکھے گا تمہارے عمل اور اس کا رسول بھی ملاحظہ فرمائے گا" کہ تم نفاق سے تائب ہوتے ہو یا اسی نفاق پر قائم رہتے ہو "پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے"۔ اس لیے کہ علم سبحانہ وتعالیٰ تمام اعمال ظاہرہ اور باطنہ پر محیط ہے بلکہ اس کا علم احوال بارزہ وکامنہ پر محیط ہے تو وہی تمہارے اعمال خفیہ وجلیہ سے مطلع فرمائے گا۔ "اب تمہارے حضور اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے تاکہ ان پر عتاب نہ کرو تو تم اے محبوب ان کا تفحص نہ کرو اور ان کی طرف سے خیال ہٹا لو" یعنی جب آپ یہاں سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائیں گے تو وہ اس لیے معذرت پر یقین دلانے کو اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ آپ ان پر عتاب و ملامت نہ کریں تو ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ان سے عتاب و ملامت کے بجائے ان سے اجتناب فرمائیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس حکم سے یہ مراد ہے کہ ان سے بولنا، ان میں بیٹھنا ممنوع فرمادیا جائے چنانچہ جب حضور مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کو حکم دے دیا کہ ان مخلفین سے بولنا چالنا ان میں بیٹھنا اٹھنا ترک کردیا جائے اس لیے کہ "بے شک وہ تر سے گندے ہیں" اور رجس محض کا پاک ہونا کسی طرح ممکن نہیں "اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ ان کے کسب کا" جو اعمال خبیثہ کرتے تھے اس کا شان نزول یہ ہے کہ

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت جدّ بن قیس اور معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی یہ اسّی منافق تھے جن سے ملنے جلنے اور بات کرنے سے حضور نے منع فرمادیا تھا۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھی کہ وہ آئندہ کبھی جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اس نے حضور سے درخواست کی کہ اب راضی ہو جائیں اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ" اور ان کا عذر تسلیم فرما لو تو اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہو گا کیونکہ اگر تم ان کی قسموں کا اعتبار بھی کر لو تو "بے شک اللہ نہیں راضی ہو گا فاسق لوگوں سے" اس لیے کہ اس کے علم میں ان کا فسق و فجور اور کفر و نفاق ہے۔

"اعراب یعنی گاؤں والے زیادہ سخت ہیں کفر و نفاق میں اور وہ اسی کے حقدار ہیں کہ نہ سمجھیں وہ حدیں جو اللہ نے نازل کیں اپنے رسول پر اور اللہ علم و حکمت والا ہے"۔

وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا يَعْلَمُوْا میں اجدر کے معنی علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَحَقُّ وَاَخْلَقُ اور طبرسی کہتے ہیں اَجْدَرُ جُدُر سے ماخوذ ہے اور جُدر دیوار کے معنی میں مستعمل ہے تو اللہ تعالے نے فرمایا جنگل کے رہنے والے دہقان دیہاتی کفر و نفاق میں شدید ترین ہیں اس لیے کہ وہ مجالس علم اور صحبت علماء سے دور اور محروم ہوتے ہیں تو اجدر اس لیے فرمایا کہ ان کی تشبیہ دیوار سے صحیح ہو جائے جیسے دیوار رہنے والے اور باہر والے کو نہیں جانتی حقدار اور غیر حقدار کو نہیں سمجھتی ایسے ہی گنوار جنگل والے حدود اور قانون الٰہی سے بے خبر ہوتے ہیں۔

ابو الشیخ نے فرمایا يَقُوْلُ الضَّحَّاكُ حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ يَعْنِي الْفَرَائِضَ وَمَا اُمِرُوْا بِهٖ مِنَ الْجِهَادِ یعنی وہ فرائض الٰہی نہیں سمجھتے اور جو اللہ تعالے نے احکام جہاد کی اہمیت ظاہر کی اس سے بے خبر ہیں۔

"اور بعض دہقانی گنوار وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (مگر) اسے تاوان یا ڈنڈ تصور کرتے ہیں" اِنَّهُمْ لَا يُنْفِقُوْنَهٗ اِحْتِسَابًا وَّرَجَاءً لِثَوَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى اس لیے کہ ان کا خرچ کرنا اللہ کے لیے اور ثواب کی نیت سے نہیں ہوتا بلکہ محض دکھاوے کے لیے ہے۔

"اور انتظار کرتے ہیں تم پر گردشیں آنے کا" اور اس امر کے منتظر ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں تو ہمیں اس قسم کے خرچ سے نجات ملے تو اللہ تعالے جواب دیتا ہے "عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ انہی پر ہے بری گردش" اور وہی رنج و ابتلا کے شکار ہیں" اور بدحالی میں گرفتار اور اللہ سنتا جانتا ہے"۔

شان نزول :- یہ آیت قبیلہ اسد و غطفان اور تمیم کے اعرابیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ آگے ان میں سے جنہیں مستثنیٰ کیا گیا ان کا ذکر فرمایا۔ (خازن)

"اور بعض دہقانی گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالے کی نزدیکی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائیں لینے کا موجب جانتے ہیں"۔

مجاہد کا قول ہے کہ یہ لوگ قبیلہ مزینہ میں سے بنی مقرن ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلبی کہتے ہیں یہ لوگ قبیلہ اسلم اور غفار اور جہینہ ہیں۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور اشجع اور غفار موالی ہیں۔ اللہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولی نہیں کما اخرج الشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ انہ قال علیہ الصلوۃ والسلام قریش والانصار وجھینۃ ومزینۃ واشجع واسلم وغفار موالی اللہ تعالی ورسولہ لاموالی لھم غیرہ وجاء عنہ ایضا انہ قال اسلم سالمھا اللہ تعالی و غفار غفر اللہ لھا اما انی لم اقلھا لکن قال اللہ تعالی۔

قربات عند اللہ وصلوات الرسول پر علامہ آلوسی کی تقریر۔

عطف علی قربات ای وسببا لدعائہ علیہ الصلوۃ والسلام فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعوا للمتصدقین بالخیر والبرکۃ ویستغفر لھم ولذالک یسن للمتصدق علیہ ان یدعو للمتصدق عند اخذ صدقتہ لکن لیس لہ ان یصلی علیہ۔

یعنی وہ صدقہ دینے والے اس صدقہ کو حضور کی دعا کا سبب جانتے تھے اس لیے کہ حضور صدقہ دینے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرماتے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کرتے تھے۔

اسی وجہ سے مسنون ہو گیا کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کی جائے جب وہ صدقہ دے مگر یہ جائز نہیں کہ اس پر صلوۃ کی جائے اس لیے کہ فقد قالوا لا یصلی علی غیر الانبیاء والملئکۃ علیھم الصلوۃ والسلام الا بالتبع لان فی الصلوۃ من التعظیم ما لیس فی غیرھا من الدعوات کہا گیا ہے کہ غیر انبیاء اور غیر ملائکہ علیہم الصلوۃ پر صلوۃ نہ پڑھی جائے مگر تبعاً بالدعا اس لیے کہ لفظ صلوۃ میں وہ تعظیم ہے جو غیر نبی و ملک کے لیے نہیں دعا ان میں بلکہ دوسرے الفاظ سے دعا کرے۔

شرح الاشباہ میں ہے من صلی علی غیرھم اثم وکرہ وھو الصحیح۔

اور جو صحاح ستہ میں علاوہ ترمذی کے ہے کہ حضور نے فرمایا اللھم صل علی ال ابی اوفی یہ حجت نہیں اس لیے کہ یہ حضور کو حق پہنچتا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمائیں۔

آگے فرماتے ہیں۔

قال النووی فی علۃ منع الصلوۃ من ان ذالک شعار اھل البدع وانہ مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء والملائکۃ علیھم الصلوۃ کما ان قولنا عزوجل مخصوص باللہ سبحانہ وتعالی فلا یقال محمد عزوجل وان کان عزیزا جلیلا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ممانعت صلوۃ غیر انبیاء و ملائکہ کی علت یہ ہے کہ یہ اہل بدعت کا شعار بن گیا ہے اور "صلوۃ" لسان سلف میں مخصوص ہے انبیاء و ملائکہ کے لیے جیسے ہم کہتے ہیں "عزوجل" یہ مخصوص ہے اللہ تعالے کے لیے تو حضور سراپا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نام پاک پر "عزوجل" نہیں کہا جائے گا اگرچہ حضور کی ذات اقدس عزیز و جلیل ہے۔

پھر قاضی اللقانی نے فرمایا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا الذی ذهب الیه المحققون و امیل الیه ما قاله مالک و سفیان و اختاره غیر واحد من الفقهاء و المتکلمین انه یجب تخصیص النبی صلی الله علیه وسلم و سائر الانبیاء علیهم الصلوة و السلام بالصلوة و التسلیم کما یختص الله سبحانه عند ذکره بالتقدیس و التنزیه و یذکر من سواهم بالغفران و الرضا کما قال تعالی رضی الله عنهم و رضوا عنه یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان الخ (روح المعانی) آگے ارشاد باری تعالے ہے

خبردار رہو وہ صدقہ ان کے لیے موجب قرب ہے۔ عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع تیرہ سورۂ توبہ پ ۱۱

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝
وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ؔۛ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ۝
وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝
اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

اور سب میں سبقت لے جانے والے پہلے مہاجر اور انصار ہیں اور وہ جو پیرو ہوئے ان کے بھلائی میں راضی ہے اللہ ان سے اور وہ راضی اللہ سے اور تیار رکھی ہے اللہ نے ان کے لیے جنت جنکے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہینگے یہ بڑی کامیابی ہے،
اور جو تمہارے گرد اگرد منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ جو خوگر ہیں نفاق کے تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ ہم عنقریب انہیں عذاب دیں گے دو بار پھر پھیرے جائیں گے دردناک عذاب کی طرف۔
اور دوسرے ایسے ہیں جو معترف ہیں اپنے گناہوں کے اور ملایا انہوں نے عمل صالح اور دوسرا عمل بد عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
لو ان کے مالوں سے صدقہ جس سے تم (اے محبوب) انہیں ستھرا اور پاک کرو اور ان کے لیے دعائے خیر کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لیے موجب سکون ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔
کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے، اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور فرما دیجئے عمل کرو تو عنقریب اللہ دیکھے گا تمہارے عمل اور اس کا رسول اور مسلمان اور تم عنقریب اس کی طرف پلٹو گے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے تو وہ تم کو جتا دے گا تمہارے کام۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر یا تو اللہ ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور وہ جنہوں نے بنائی مسجد ضرار نقصان دینے کو اور کفر کے لیے اور تفرقہ ڈالنے کو مومنین میں اور انتظار میں اس کے جو مخالف ہے اللہ اور اس کے رسول کا پہلے سے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نہ تھا مگر نیک اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝

اس مسجد میں تم کھڑے نہ ہونا ہرگز بے شک مسجد وہ ہے کہ جس کی بنیاد پرہیزگاری پر ہے اول ہی دن سے وہ اس کی حقدار ہے کہ تم کھڑے ہو اس میں۔ اس میں وہ لوگ ہیں کہ محبوب رکھتے ہیں پاک رہنا اور اللہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

تو کیا جس نے بنیاد رکھی اللہ کے ڈر پر اور اس کی رضا پر وہ اچھی یا وہ جس کی بنیاد رکھی گئی ہو ایک گڑھے گرنے والے پر کے کنارے پر تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں منہدم ہوا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم ظالم کو۔

لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

ہمیشہ ہے وہ بنیاد جو ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ حکمت والا جاننے والا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

حل لغات رکوع تیرہ سورۂ توبہ پ ۱۱

وَالسّٰبِقُوْنَ۔ اور آگے بڑھنے والے	الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلے	مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ۔ مہاجرین	وَالْاَنْصَارِ۔ اور انصار سے
وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جنہوں نے	اتَّبَعُوْهُمْ۔ انکی پیروی کی	بِاِحْسَانٍ۔ نیکی کے ساتھ	رَضِيَ اللّٰهُ۔ اللہ راضی ہوا
عَنْهُمْ۔ ان سے	وَرَضُوْا۔ اور وہ راضی ہوئے	عَنْهُ۔ اس سے	وَاَعَدَّ۔ اور تیار کیا اس نے
لَهُمْ۔ ان کے لیے	جَنّٰتٍ۔ باغ	تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں	تَحْتَهَا۔ اس کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں	خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں	فِيْهَا۔ اس میں	اَبَدًا۔ ہمیشہ ہمیشہ تک
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِيْمُ۔ بڑی	وَمِمَّنْ۔ اور ان سے
حَوْلَكُمْ۔ جو تمہارے گرداگرد ہیں	مِّنَ الْاَعْرَابِ۔ دیہاتیوں سے	مُنٰفِقُوْنَ۔ منافق ہیں	وَمِنْ۔ اور مدینہ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ والوں میں سے	مَرَدُوْا۔ جو اڑ گئے	عَلَى النِّفَاقِ۔ نفاق پر	لَا تَعْلَمُهُمْ۔ تو ان کو نہیں جانتا
نَحْنُ۔ ہم	نَعْلَمُهُمْ۔ ان کو جانتے ہیں	سَنُعَذِّبُهُمْ۔ جلدی سزا دینگے ہم انکو	مَّرَّتَيْنِ۔ دو مرتبہ
ثُمَّ يُرَدُّوْنَ۔ پھر پھیرے جائینگے	اِلٰى۔ طرف	عَذَابٍ۔ عذاب	عَظِيْمٍ۔ بڑے کی
وَاٰخَرُوْنَ۔ اور کچھ وہ ہیں	اعْتَرَفُوْا۔ جنہوں نے اقرار کیا	بِذُنُوْبِهِمْ۔ اپنے گناہوں کا	خَلَطُوْا۔ انہوں نے ملائے
عَمَلًا۔ عمل	صَالِحًا۔ نیک	وَاٰخَرَ۔ اور کچھ	سَيِّئًا۔ برے۔
عَسَى۔ قریب ہے	اللّٰهُ۔ اللہ تعالے	اَنْ يَّتُوْبَ۔ کہ توبہ قبول کرے	عَلَيْهِمْ۔ ان کی
اِنَّ اللّٰهَ۔ بیشک اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	خُذْ۔ پکڑ ان کے
مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ مالوں سے	صَدَقَةً۔ صدقہ	تُطَهِّرُهُمْ۔ ستھرا کر ان کو	وَتُزَكِّيْهِمْ۔ اور پاک کر ان کو
بِهَا۔ اس کے ساتھ	وَصَلِّ۔ اور دعا کر	عَلَيْهِمْ۔ ان کے لیے	اِنَّ۔ بے شک
صَلٰوتَكَ۔ تیری دعا	سَكَنٌ۔ تسلی ہے	لَّهُمْ۔ ان کے لیے	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
سَمِيْعٌ۔ سننے والا	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	اَلَمْ۔ کیا نہیں	يَعْلَمُوْا۔ جانا انہوں نے
اَنَّ اللّٰهَ۔ کہ بیشک اللہ	هُوَ۔ وہی ہے جو	يَقْبَلُ۔ قبول کرتا ہے	التَّوْبَةَ۔ توبہ
عَنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے	وَيَاْخُذُ۔ اور لیتا ہے	الصَّدَقٰتِ۔ صدقے	وَاَنَّ۔ اور بے شک۔
اللّٰهَ هُوَ۔ اللہ ہی	التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنے والا	الرَّحِيْمُ۔ مہربان ہے	وَقُلِ۔ اور کہہ
اعْمَلُوْا۔ عمل کرو	فَسَيَرَى۔ پھر جلدی دیکھے گا	اللّٰهُ۔ اللہ	عَمَلَكُمْ۔ تمہارے عمل
وَرَسُوْلُهٗ۔ اور اس کا رسول	وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور مومن	وَسَتُرَدُّوْنَ۔ اور جلدی پھیرے جاؤ گے تم	اِلٰى۔ طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَالِمِ - جاننے والے الْغَيْبِ - غیب وَالشَّهَادَةِ - اور حاضر کی فَيُنَبِّئُكُمْ - پھر وہ تمہیں بتائے گا
بِمَا جو کچھ كُنْتُمْ - تھے تم تَعْمَلُونَ - عمل کرتے وَآخَرُونَ - اور کچھ دوسرے ہیں
مُرْجَوْنَ - جو مہلت دیے گئے لِأَمْرِ اللهِ - اللہ کے حکم تک إِمَّا - یا تو يُعَذِّبُهُمْ - ان کو سزا دے۔
وَإِمَّا - اور یا پھر يَتُوبُ - توبہ قبول کرے عَلَيْهِمْ - ان کی وَاللهُ - اور اللہ
عَلِيمٌ - جاننے والا حَكِيمٌ - حکمت والا ہے وَالَّذِينَ - اور وہ جنہوں نے اتَّخَذُوا - بنائی
مَسْجِدًا - مسجد ضِرَارًا - دکھ دینے وَكُفْرًا - اور کفر کرنے وَتَفْرِيقًا - اور پھوٹ ڈالنے کیلئے
بَيْنَ - درمیان الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کے وَإِرْصَادًا - اور اسکی انتظار میں لِمَنْ - جس نے
حَارَبَ - لڑائی کی اللهَ - اللہ وَرَسُولَهُ - اور اسکے رسول سے مِنْ قَبْلُ - اس سے پہلے
وَلَيَحْلِفُنَّ - اور ضرور قسمیں کھائینگے إِنْ - نہیں أَرَدْنَا - ارادہ کیا ہم نے إِلَّا الْحُسْنَى - مگر نیکی کا۔
وَاللهُ - اور اللہ يَشْهَدُ - گواہی دیتا ہے إِنَّهُمْ - کہ یقینا وہ لَكَاذِبُونَ - جھوٹے ہیں۔
لَا تَقُمْ - نہ کھڑا ہو تو فِيهِ - اس میں أَبَدًا - کبھی بھی لَمَسْجِدٌ - یقینا وہ مسجد
أُسِّسَ جس کی بنیاد رکھی گئی عَلَى - اوپر التَّقْوَى - پرہیزگاری کے مِنْ أَوَّلِ - پہلے ہی
يَوْمٍ - دن سے أَحَقُّ - وہ زیادہ حقدار ہے أَنْ تَقُومَ - کہ تو کھڑا ہو فِيهِ - اس میں
فِيهِ - اس میں رِجَالٌ - ایسے بندے ہیں يُحِبُّونَ - جو پسند کرتے ہیں أَنْ - یہ کہ
يَتَطَهَّرُوا - وہ پاک رہیں وَاللهُ - اور اللہ يُحِبُّ - پسند کرتا ہے الْمُطَّهِّرِينَ - پاک لوگوں کو
أَفَمَنْ - کیا پھر جس نے أَسَّسَ - رکھی بُنْيَانَهُ - اس کی بنیاد عَلَى تَقْوَى - پرہیزگاری پر
مِنَ اللهِ - اللہ سے وَرِضْوَانٍ - اور رضامندی پر خَيْرٌ - بہتر ہے أَمْ مَنْ - یا وہ جس نے
أَسَّسَ - رکھی بُنْيَانَهُ - اس کی بنیاد عَلَى شَفَا - اوپر کنارے جُرُفٍ کھائی
هَارٍ - گرنے والی کے فَانْهَارَ - پھر وہ گرا بِهِ - اس کے ساتھ فِي نَارِ - آگ
جَهَنَّمَ - دوزخ میں وَاللهُ - اور اللہ لَا يَهْدِي نہیں ہدایت دیتا الْقَوْمَ - قوم
الظَّالِمِينَ - ظالم کو لَا يَزَالُ - ہمیشہ رہے گی بُنْيَانُهُمُ - ان کی عمارت الَّذِي - جو
بَنَوْا - انہوں نے بنائی رِيبَةً - کسک فِي قُلُوبِهِمْ - ان کے دلوں میں إِلَّا أَنْ - مگر یہ کہ
تَقَطَّعَ - ٹکڑے ہو جائیں قُلُوبُهُمْ - ان کے دل وَاللهُ - اور اللہ عَلِيمٌ - جاننے والا
حَكِيمٌ - حکمت والا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو رکوع تیرہ سورۂ توبہ پ ۱۱

"اور سبقت لے جانے والے ہیں پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے راضی ہے اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام لانے کے بعد دونوں قبلوں کی طرف نمازیں ادا کیں۔ بعض کے نزدیک اہل بدر ہیں اور بعض نے بیعت رضوان والے لکھے ہیں۔

چنانچہ سعید۔ قتادہ۔ ابن سیرین کی روایت میں اہل قبلتین مراد ہیں۔ اور عطاء بن رباح کے نزدیک اہل بدر۔ اور شعبی کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے موقع پر جنہوں نے بیعت رضوان کی وہ مراد ہیں۔

بہرحال سابقین الاولین تینوں ہیں اپنی اپنی تحقیق میں جو جس نے سمجھا لکھا۔ اسی وجہ سے ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ہجرت سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور انصار سے مراد بیعت عقبہ والے ہیں۔ جو سالِ نبوت میں بیعت سے مشرف ہوئے اور یہ کل سات صحابہ تھے۔

اور بیعت عقبہ ثانیہ سنہ ۱۲ نبوت میں ہوئی اس میں ستر آدمی مرد و عورتیں تھیں اور وہ بھی تھے جو حضور علیہ السلام نے مسلمان کیے تھے اور ان میں تبلیغ اسلام کے لیے حضور کی طرف سے بھیجے گئے اور وہ دو تھے ابو زرارہ اور مصعب بن عمیر بن ہاشم انھیں حضور نے اہل عقبہ ثانیہ کے ساتھ بھیجا تھا کہ انہیں قرآن پڑھائیں اور تفقہ فی الدین کی استعداد پیدا کریں۔ اب تیسرا طبقہ سابقون الاولون کا بیان فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

" اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے" یہ وہ ہیں جو بقیہ انصار و مہاجرین ہیں اس سلسلہ میں جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آ گئے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ تمام پیرو ہیں جو قیامت تک ایمان و اطاعت میں انصار و مہاجرین کی راہ پر چلیں۔

تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ

سابقون الاولون تو اولون ہی ہیں۔ الاول فالاول لیکن بہ نسبت تمام مسلمانوں کے جو متبع اخلاق حسنہ ہیں سب ہی اس میں داخل ہیں اور سب کے لیے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کی بشارت ہے چنانچہ محققین کی اکثریت اسی طرف ہے۔

اور حمید بن زیاد سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

قُلْتُ يَوْمًا لِمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ اَلَا تُخْبِرُنِيْ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْفِتَنِ۔ میں نے ایک دن محمد بن کعب قرظی سے عرض کیا کہ مجھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق فرمایئے جو ابتداء اسلام میں کفار کے فتنوں میں رہے ان کا کیا درجہ ہے ؟

فَقَالَ لِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِجَمِیْعِہِمْ وَاَوْجَبَ لَھُمُ الْجَنَّۃَ فِیْ کِتَابِہٖ مُحْسِنِہِمْ وَمُسِیْئِہِمْ فَقُلْتُ لَہٗ فِیْ اَیِّ مَوْضِعٍ اَوْجَبَ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ۔ تو مجھے فرمایا اللہ تعالےٰ نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے لیے جنت لازم فرمادی اپنی کتاب مقدس میں اچھے کام اور برے کام کرنے والے سب کے لیے۔

تو میں نے عرض کیا کس جگہ قرآن کریم میں ان کے لیے جنت لازم کی گئی ہے ؟

فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلَا تَقْرَأُ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الآیۃ ۔ تو فرمایا سبحان اللہ کیا تو نے فرمانِ الٰہی وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ نہیں پڑھا ؟

تو اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اَوْجَبَ لِجَمِیْعِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَنَّۃَ وَالرِّضْوَانَ وَشَرَطَ عَلَی التَّابِعِیْنَ شَرْطًا ۔ واجب فرمادی ہے تمام صحابہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جنت اور رضوان اور تابعین کے لیے ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔

قُلْتُ وَمَا ذَالِکَ الشَّرْطُ ؟ قَالَ شَرَطَ عَلَیْہِمْ اَنْ یَّتَّبِعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ وَّھُوَ اَنْ یَّقْتَدُوْا بِھِمْ فِیْ اَعْمَالِھِمُ الْحَسَنَۃِ وَلَا یَقْتَدُوْا بِھِمْ فِیْ غَیْرِ ذَالِکَ ۔ میں نے عرض کیا وہ کیا شرط ہے ؟ تو فرمایا شرط ان پر یہ ہے کہ وہ اتباع کریں سابقون الاولون کی اور اعمال حسنہ میں ان کی اقتداء کرتے رہیں اور ان کے سوا کسی اور کی اقتدا کی طرف نہ جائیں۔

حضرت حمید بن زیاد فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں نے یہ آیت اس سے قبل پڑھی ہی نہ تھی اور یہ آیت کریمہ فضیلت صحابہ میں خاص ہے۔

آگے علامہ آلوسی تصریح فرماتے ہیں کہ یہاں مہاجرین وانصار سے مراد وہی مہاجرین وانصار ہیں جو اول ہجرت ونصرۃ میں سابق تھے اس لیے کہ ہر ایک مہاجر اور ہر ایک انصاری جو اول اول مسابقت میں تھے یہ فعل نہایت شاق تھا تو جو اول اول اس میں شریک تھا وہ ممتاز ہے اس سے غیر ہیں اور یہ طاعت مقوی قلب اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تھی۔ اور خاطر عاطر شریفہ کے زوال دہشت کا موجب تھی اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور کیوں نہ فرمائی جاتی جبکہ وہ ایسے حال میں ایمان لائے کہ تعداد بھی مسلمانوں کی مکہ اور مدینہ میں کم تھی اور ایسے میں کہ مسلمان ضعیف تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کے سبب سے اسلام کو قوی فرمایا اور تعداد بھی مسلمانوں کی بڑھائی ۔ گویا وہ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کا مصداق ہوئے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث حسن ہے تو ان سے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کی اطاعت قبول فرما کر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مہاجرین کو انصار پر مقدم کرنے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ انصار پر مہاجرین کو افضلیت حاصل ہے اور اس پر قصہ سقیفہ سے انصار کی فضیلت جو ظاہر ہے وہ مہاجرین کے بعد ہے۔ چنانچہ فضیلت انصار میں کئی ایک احادیث موجود ہیں۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَۃُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ۔ ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی علامت بغض انصار ہے۔ طبرانی میں سائب بن یزید سے ایک واقعہ ہے کہ حضور نے جب مال فے تقسیم کیا جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حنین سے دیا تھا تو حضور نے قریش مکہ کو زیادہ عطا فرمایا اس پر انصار کچھ بگڑے تو حضور ان میں تشریف لائے اور فرمایا "اے مسلمانو! کیا اللہ نے تم پر ایمان عطا فرما کر احسان نہ کیا اور تمہیں عزت و کرامت سے نہیں نوازا اور تمہارا نام تمام ناموں سے اچھا نہیں رکھا کہ تمہیں انصار اللہ اور انصار رسول اللہ فرمایا۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصار سے ہوتا اور اگر لوگ جنگل کو جاتے اور تم بھی جنگل کا رخ کرتے تو میں یقیناً تمہارے جنگل کا رخ کرتا"۔ پھر فرمایا

یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَدْ بَلَغَنِیْ مِنْ حَدِیْثِکُمْ فِیْ ھٰذِہِ الْمَغَانِمِ الَّتِیْ اٰثَرْتُ بِھَا اُنَاسًا اَتَاَلَّفُھُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ لَعَلَّھُمْ اَنْ یَّتَشَھَّدُوْا بَعْدَ الْیَوْمِ وَقَدْ اَدْخَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلُوْبَھُمُ الْاِسْلَامَ۔

اے انصاریو! مجھے تمہاری باتیں پہنچی ہیں اس غنیمت کے معاملہ میں جو اللہ تعالےٰ نے عطا کی۔ میں نے بہ خیال تالیف قلوب قریش مکہ کو زیادہ دے دیں تاکہ آج کے بعد وہ قربانی دینے میں پیش پیش رہیں اور اللہ نے ان کے دل میں یقیناً اسلام داخل فرمایا ہے۔ پھر فرمایا

اَفَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِھٰذِہِ الْغَنَائِمِ الْبَعِیْرِ وَالشَّاۃِ وَتَذْھَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ۔

کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ اس غنیمت کے اونٹ اور بکری لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لو۔ اس پر تمام انصار پکار اٹھے رَضِیْنَا حضور ہم راضی ہو گئے۔

تو حضور نے فرمایا اَجِیْبُوْنِیْ فِیْمَا قُلْتُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَجَدْتَنَا فِیْ ظُلْمَۃٍ فَاَخْرَجَنَا اللّٰہُ بِکَ اِلَی النُّوْرِ وَوَجَدْتَنَا عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَنَا اللّٰہُ بِکَ وَوَجَدْتَنَا ضُلَّالًا فَھَدَانَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِکَ فَرَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا۔

جواب دو مجھے جو میں کہتا ہوں اس پر تمام انصار پکارے۔

یا رسول اللہ آپ نے ہمیں تاریکی میں پڑا دیکھ کر ہمیں نور کی طرف نکالا۔

آپ نے ہمیں آگ کے گڑھے کے کنارے دیکھا تو اللہ نے آپ کی برکت سے ہمیں بچایا۔

آپ نے ہمیں گمراہ دیکھا تو اللہ کی طرف ہماری ہدایت فرمائی۔

تو اب ہم راضی ہیں اللہ کو رب جان کر، اسلام کو دین حق سمجھ کر اور حضور کی ذات اقدس کو نبی جان کر۔ حضور نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس کے سوا یوں کہتے کہ آپ مکہ سے نکل کر آئے تو ہم نے آپ کو پناہ دی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو مکہ والوں نے جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی۔
آپ خالی جان سے آئے تو ہم نے مدد کی اور آپ کو قبول کیا۔
تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ یقیناً تم سچے ہو۔
تو تمام انصار کہنے لگے نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے احسان اور فضل فرمایا اور ہمارے سوا اوروں پر بھی کرم کیا۔
تو فضائل انصار یہ ہیں کہ حضور نے ان سے کیا فرمایا اور انہوں نے کیا جواب دیا رضی اللہ عنہم۔
اس لیے سب کو یعنی مہاجرین و انصار اور متبعین کو واو عاطفہ کے ساتھ جمع کر کے فرمایا وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ یعنی ان کے لیے تیار رکھے ہیں آخرت میں باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا۔ ہمیشہ رہیں اس میں ہمیشہ تک ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ایسی بڑی کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں
یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے مرتبہ کے برابر کوئی غیر صحابی نہیں ہو سکتا چنانچہ حضور نے فرمایا۔
لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ۔ میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی مثل جبل احد سونا خرچ کرے تو ان کی ایک مُدّ یا نصف مُدّ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے۔
اُمَّتِیْ کَالْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ میری امت مثل بارش کے ہے تم نہیں جان سکتے کہ پہلے قطرے بہتر ہیں یا بعد کے۔ گویا فرمایا ان کے مراتب کی حیثیت ہم ہی جانتے ہیں۔
اب منافقین مدینہ اور حوالی مدینہ کا حال بیان فرمانا شروع کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
"اور بعض تمہارے اردگرد کے اعراب منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے خوگر ہو گئے ہیں نفاق پر تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دوبارہ عذاب دیں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے"۔ گویا فرمایا گیا ہے کہ وہ منافق جو مدینہ اور ماحول مدینہ میں ہیں وہ کیا ہیں؟ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ قاموس میں ہے مَرَدَ بروزن نَصَرَ وکَرُمَ مُرُوْدًا و مُرُوْدَةً و مَرَادَةً فهو مَارِدٌ و مُتَمَرِّدٌ و مَرِیْدٌ و فَسَّرُوْهُ بِالْاِعْتِیَادِ قال الْتَدَرُّبِ فِی الْاَمْرِ حَتّٰی یَصِیْرَ مَاهِرًا فِیْهِ وَهُوَ قَرِیْبٌ مِّمَّا ذَکَرَهٗ فِی الْقَامُوْسِ مِنْ بُلُوْغِ الْغَایَةِ وَلَا یَکَادُ یُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الشَّرِّ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمرّد و فساد وغیرہ مہارت فی الشر کے معنی میں مستعمل ہے اسے شر کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے جیسے مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْن۔ سرکش شیطان تو شر کے اندر بدرجہ غایت انسان پہنچ جائے تو اسے مَرَدَ کہیں گے۔ یہی قرآن کریم میں فرمایا مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ یہ پہنچ چکے ہیں نفاق کی حد کو۔ یعنی ان کی خو بو ہی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفاق ہوگئی ہے۔ ابن عرفہ کہتے ہیں اَصْلُہُ الظُّهُوْرُ وَمِنْهُ قَوْلُهُمْ شَجَرَةٌ مَرْدَاءُ اِذَا تَسَاقَطَ وَرَقُهَا۔ اصل اس کی ظہور ہے جیسے بولتے ہیں شجرۃ مرداء جبکہ اس کے پتے جھڑ چکے ہوں۔ علی بن عیسٰی کہتے ہیں اَلْمَلَاسَةُ وَمِنْهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ وَالْاَمْرَدُ الَّذِیْ لَا شَعْرَ عَلٰی وَجْهِهٖ وَالْجَرْدَاءُ الرَّمْلَةُ الَّتِیْ لَا تُنْبِتُ شَیْئًا۔ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ۔ صاف چھت۔ اور امرد وہ ہے جس کے چہرے پر بال نہ آئے ہوں اور جرداء اس ریت کو کہتے ہیں جس پر کچھ نہ اُگے۔

لَا تَعْلَمُهُمْ لِتَمَرُّدِهِمْ۔ الخ یعنی آپ انکے تمرد اور قساوت کو نہیں جانتے اس لیے کہ وہ مہارت نفاق میں حد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ کی فطانت وصدق وفراست اگرچہ صحیح ہے تو لَا تَعْلَمُهُمْ کہنے سے آپ کی نفی علم لازم نہیں آتی اس لیے کہ ایسا جاننا کہ جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ اللہ تعالٰی کے قبضہ میں ہے یعنی انہیں عذاب دینے والا وہی قہار وجبار ہے۔ یا حضور کی ذات سے منافقین کے جاننے کی نفی باعتبار ماسبق ہے اور وہ علم عطا فرمادیا گیا جیسا کہ ابن ابی حاتم اور طبرانی اوسط میں ابن عباسؓ سے راوی ہیں قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِیْبًا فَقَالَ قُمْ یَا فُلَانُ فَاخْرُجْ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ فَاَخْرَجَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَفَضَحَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهٗ فَلَقِیَهُمْ وَهُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ حَیَاءً اَنَّهٗ لَمْ یَشْهَدِ الْجُمُعَةَ وَظَنَّ اَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوْا وَاخْتَبَئُوْا مِنْهُ وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ عَلِمَ بِاَمْرِهِمْ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ لَمْ یَنْصَرِفُوْا فَقَالَ الرَّجُلُ اَبْشِرْ یَا عُمَرُ فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ الْیَوْمَ فَهٰذَا الْعَذَابُ الْاَوَّلُ وَالْعَذَابُ الثَّانِیْ عَذَابُ الْقَبْرِ۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خطبہ جمعہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو مسجد سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے تو آپ نے ان کو ان کا نام لیکر رسوا کرکے نکالا حضرت کسی حاجت کی وجہ سے اس جمعہ میں شریک نہ ہوئے تو منافقین ان کو مسجد سے نکلتے ہوئے ملے تو حضرت عمر ان سے کترا گئے کیونکہ آپ نے جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے شرمندگی محسوس کی کہ لوگ تو جمعہ پڑھ کر لوٹ رہے ہیں اور وہ منافق جو مسجد سے نکالے گئے تھے وہ حضرت عمر سے اس گمان کی وجہ سے چھپ گئے کہ حضرت عمر کو انکے نکالے جانے کا علم ہوگیا ہے۔ بس حضرت عمر مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا مسجد میں نمازی موجود ہیں تو ایک شخص نے حضرت عمر کو مخاطب بنا کر کہا آپ کو مبارک ہو اللہ تعالٰی نے منافقین کو ذلیل ورسوا فرمایا منافقین کے لیے یہ عذاب اول ہے اور دوسرا عذاب قبر کا ہوگا

اور ابن مردویہ کی روایت میں ابن مسعود انصاری سے ہے کہ حضور جس دن ممبر پر رونق افروز ہوئے تو چھتیس آدمی نکالے گئے اور یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ سے مراد عذاب جہنم ہے۔

اب اس جماعت مسلمین کا حال بیان فرمایا جاتا ہے جو ضعیف الہمت تھے اور امر دین میں سست تھے مگر منافق نہ تھے

ایک قول یہ ہے کہ وہ بھی طائفہ منافقین سے تھے مگر اللہ تعالٰی نے انہیں توفیق توبہ عطا فرما کر ان کی توبہ قبول فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

" اور کچھ اور ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور انہوں نے اچھے عملوں کے ساتھ برے اعمال مخلوط کیے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

یہ آیۂ کریمہ مدینہ منورہ کی ایک مسلمان جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے مگر نہ جانے سے اتنے نادم ہوئے کہ توبہ بھی صرف زبانی ہی نہیں کی بلکہ ایسی کی کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کو توبہ قبول کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شان نزول میں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ

جب حضور معہ صحابہ کرام غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ تشریف لائے تو ان لوگوں نے باہمی قسمیں کھائیں کہ ہم اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور جب تک دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم اسی طرح رہیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا یہ لوگ بروایت بیہقی دس تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

عَشَرَۃٌ تَخَلَّفُوا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَلَمَّا حَضَرَ رُجُوْعُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْثَقَ سَبْعَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْفُسَھُمْ بِسَوَارِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ مَمَرُّ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یہ دس آدمی تھے جو حضور کے ساتھ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تو جب حضور کے تشریف لانے کا وقت قریب آیا تو ان میں سے سات آدمیوں نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گذرگاہ پر بندھے ہوئے تھے۔

فَلَمَّا رَاٰھُمْ قَالَ مَنْ ھٰؤُلَاءِ الْمُوَثِّقُوْنَ اَنْفُسَھُمْ قَالُوْا ھٰذَا اَبُوْلُبَابَۃَ وَاَصْحَابٌ لَہٗ تَخَلَّفُوْا عَنْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَدْ اَقْسَمُوْا اَنْ لَّا یُطْلِقُوْا اَنْفُسَھُمْ حَتّٰی تَکُوْنَ اَنْتَ الَّذِیْ تُطْلِقُھُمْ۔ توجب حضور نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کون ہیں جنہوں نے اپنے کو باندھ رکھا ہے تو عرض کیا حضور یہ ابولبابہ اور ان کے وہ ساتھی ہیں جو غزوہ تبوک میں جانے سے رہ گئے انہوں نے قسمیں کھائی ہیں کہ یہ اپنے کو ان ستونوں سے نہ کھولیں گے جب تک کہ آپ خود انہیں نہ کھولیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُقْسِمُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی لَا اُطْلِقُھُمْ وَلَا اَعْذُرُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ اَطْلَقَھُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ حضور نے فرمایا ہم نے بھی قسم کھائی ہے کہ انہیں نہ میں کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں گا جب تک اللہ تعالےٰ انہیں نہ کھلوائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فَاَرْسَلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلَیْھِمْ فَاَطْلَقَھُمْ وَاَعْذَرَھُمْ۔ تو حضور ان کی طرف تشریف لائے اور انہیں کھول کر ان کا عذر منظور فرمایا۔

اب باعتبار رواۃ اس امر میں اختلاف ہے کہ وہ کتنے آدمی تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تین تھے۔

ابن ابی حاتم زید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آٹھ تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک روایت ہے کہ وہ پانچ تھے۔ لیکن

حضرت ابولبابہ کے متعلق تمام رواۃ متفق ہیں کہ وہ ابولبابہ بن عبدالمنذر تھے (روح المعانی)

اور مسجد نبوی میں آجتک وہ ستون جہاں آپ نے لپنے کو باندھا تھا وہاں سنگین ستون بنا ہوا ہے جو سلطان عبدالحمید خاں نے توسیع مسجد کے وقت روایات ماضیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بنوایا ہے اس پر طلائی خط میں لکھا ہوا ہے اُسْطُوَانَۃُ اَبِیْ لُبَابَۃَ یہ ستون ابولبابہ والا ہے۔ اور یہ واقعہ غزوۂ بنی قریظہ کا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ ستونوں سے کھولے گئے تو یہ گھروں کو گئے اور وہاں اپنے اپنے مال لے کر حاضر آئے اور عرض کیا حضور یہ ہمارے مال ہیں انہیں ہماری طرف سے صدقہ میں قبول فرمائیں۔ اور ہمارے لیے بخشش کی دعا کریں فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَا اُمِرْتُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَمْوَالِکُمْ شَیْئًا۔ حضور نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ملا کہ میں تمہارے مالوں کو قبول کروں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (اے محبوب) ان کے مالوں سے صدقہ لو جس سے تم انہیں پاک کرو اور ستھرا بناؤ اور ان کے حق میں دعا کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لیے سکون ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فَاَخَذَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھَا الثُّلُثَ تو حضور نے ان سے تہائی مال صدقہ کے لیے وصول فرمایا۔

کَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ فَلَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الصَّدَقَۃِ الصَّدَقَۃُ الْمَفْرُوْضَۃُ اَعْنِی الزَّکٰوۃَ لِکَوْنِھَا مَا مُوْرًا بِھَا وَاِنَّمَا ھِیَ عَلٰی مَا قِیْلَ کَفَّارَۃٌ لِذُنُوْبِھِمْ حَسْبَمَا یُنْبِئُ عَنْہُ قَوْلُہٗ عَزَّوَجَلَّ۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے تو اس صدقہ سے مراد صدقہ مفروضہ یعنی زکوٰۃ نہیں اس لیے کہ وہ مامور تھا اور یہ بقول ابولبابہ اور ان کے ہمراہیوں کے کفارہ تھا ان کے گناہ کا جیسے کہ قرآن کریم میں فرمایا تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا۔

البتہ جبائی یہ کہتے ہیں کہ یہ صدقہ اس لیے کہ منافق سے زکوٰۃ نہیں لی جاتی تو ان سے زکوٰۃ لینے میں رفع توہم تھا اس امر کا کہ انہیں منافق نہ سمجھا جائے بلکہ یہ مسلمان ہی تھے۔ اور صَلِّ عَلَیْھِمْ کے معنی مفسرین نے اُدْعُ لَھُمْ وَاسْتَغْفِرْ کیے ہیں اور اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ کی تفسیر میں کہتے ہیں اَیْ اِنَّ دُعَاءَکَ تَسْکُنُ نُفُوْسُھُمْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِھَا (روح المعانی) آگے ارشاد ہے۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ الآیۃ

"کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور لیتا ہے صدقے اور یہ کہ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔ اس آیت میں توبہ کرنے والے کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کی توبہ اور ان کا صدقہ قبول ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں انہیں بشارت ہے جنہوں نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔
اور خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ فرما کر اپنے حبیب پاک کے ذریعہ جو صدقہ لیا اور آگے یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ کہہ کر یہ
ظاہر کیا کہ ہم خود اس صدقہ کو لیتے ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اِنَّ اَخْذَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَائِمٌ مَقَامَ اَخْذِ اللّٰهِ تَعَالٰى تَعْظِيْمًا لِشَاْنِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ
اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔

گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا لینا قائم مقام ہے اللہ تعالے کے لینے کے یہ تعظیم شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و
سلم ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا بے شک وہ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ یقینا اللہ کے ہاتھ پر بیعت
ہے اور وہ ہاتھ جو ان کے ہاتھ پر تھا وہ اللہ ہی کا ہاتھ تھا (روح المعانی)

عبدالرزاق نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ اِذَا كَانَتْ مِنْ طَيِّبٍ وَيَاْخُذُهَا
بِيَمِيْنِهٖ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَصَدَّقُ بِمِثْلِ اللُّقْمَةِ فَيُرَبِّيْهَا لَهٗ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَصِيْلَهٗ اَوْ مُهْرَهٗ فَتَرْبُوْ فِيْ
كَفِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔

بے شک اللہ صدقہ قبول فرماتا ہے جبکہ وہ پاک مال سے ہو اور اسے دست یمین میں لیتا ہے اور بندہ اگر ایک لقمہ
بھی صدقہ کرتا ہے تو وہ ایسا بڑھتا ہے جیسے تمہارا کسی اونٹ کا بچہ یا گھوڑے کا بچہ نشو و نما پاتا ہے۔ مہرہ گھوڑے کے
بچہ کو کہتے ہیں تو وہ لقمہ بھر صدقہ بہ قدرت الٰہی ایسا بڑھتا ہے کہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور دارقطنی افراد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا
فَاِنَّ اَحَدَكُمْ يُعْطِي اللُّقْمَةَ اَوِ الشَّيْءَ فَيَقَعُ فِيْ يَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ
ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ حضور نے فرمایا صدقہ دیا کرو اس لیے کہ تم میں سے جب کوئی ایک لقمہ صدقہ کرتا ہے
یا کوئی شے دیتا ہے تو وہ ید الٰہی میں اس سے پہلے جاتا ہے کہ سائل کے ہاتھ میں جائے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت
فرمائی و یاخذ الصدقات الخ

ابن منذر وغیرہ حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ عَبْدٍ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ طَيِّبَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا
طَيِّبًا وَلَا يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ اِلَّا طَيِّبًا فَيَضَعُهَا فِيْ حَقٍّ اِلَّا كَانَتْ كَاَنَّمَا يَضَعُهَا فِيْ يَدِ الرَّحْمٰنِ
فَيُرَبِّيْهَا لَهٗ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ حَتّٰى اِنَّ اللُّقْمَةَ اَوِ التَّمْرَةَ لَتَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِيْمِ۔

حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی بندہ نہیں جو صدقہ کرے صدقہ طیبہ کسب طیب سے اور اللہ تعالے سوا پاک چیز کے کوئی صدقہ قبول نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا مگر پاک تو جب وہ صدقہ حق کا نکالتا ہے تو وہ ید رحمان میں پہنچتا ہے تو وہ بڑھ جاتا ہے جیسے تمہارا بچھیرا بڑہتا ہے یا اونٹ کا بچہ بڑہتا ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ یا کھجور اتنی بڑہتی ہے کہ بروز قیامت لائی جائے گی ایک بڑے پہاڑ کی صورت میں۔ فَلُوٌّ عربی میں بچھیرا کو کہتے ہیں (منجد) (روح المعانی)

آگے ارشاد ہے۔

"اور فرما دیجئے کیے جاؤ جیسے چاہو فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ تو دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول اور مومنین اور جلد اُس کی طرف پلٹو گے جو ہر چھپا ہوا غیب اور کھلا ہوا جانتا ہے تو وہ جتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے"۔

یعنی تم جو چاہو کیے جاؤ اللہ تعالے سب کچھ دیکھ رہا ہے اچھے عمل ہوں یا برے اور اللہ کا رسول بھی دیکھتا ہے یعنی اطلاع اعمال کی نسبت اللہ تعالے کی طرف تو بایں معنی ہے کہ اس کا علم علم جلی اور محیط علے العالم ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف علم کی نسبت بایں معنی ہے کہ اللہ تعالے اپنے حبیب سے کچھ مخفی نہیں رکھتا كَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِاعْتِبَارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْفِيْ عَنْهُمْ ذَالِكَ وَيُطْلِعُهُمْ عَلَيْهِ اِمَّا بِالْوَحْيِ اَوْ بِغَيْرِهٖ۔ اور اسی اعتبار سے مومنین خاص کی طرف نسبت کی۔ چنانچہ احمد بن ابی الدنیا اور وہ حضرت ابو سعید خدری سے راوی ہیں۔

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ يَعْمَلُ فِيْ صَخْرَةٍ صَمَّاءَ لَيْسَ لَهَا بَابٌ وَّلَا كُوَّةٌ لَاَخْرَجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَمَلَهٗ لِلنَّاسِ كَائِنًا مَّا كَانَ۔ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا کوئی شخص ٹھوس پتھر میں عمل کرے جس میں نہ کوئی در ہو نہ روشندان تو اللہ تعالے اس کے عمل کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا جو ہو چکے یا ہوں گے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں وَ فَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْمَلٰٓئِكَةِ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْاَعْمَالَ وَ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔ بعض نے تصریح کی ہے کہ مومنین سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو اعمال لکھتے ہیں۔ لیکن یہ تصریح کچھ نہیں۔

اب اسی پہلی آیت پر عطف فرما کر ارشاد ہے کہ۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝ اور ایک آخر طبقہ اور ہے جو امیدوار ہے اللہ کے حکم کا یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

متخلفین یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کا یہ تیسرا طبقہ ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درحقیقت پہلا طبقہ تو وہ تھا جس نے منافقانہ طریقہ سے عذر کیا کہ اگر مجھے یا ہمیں وہاں لے جایا گیا تو ہم عورتوں کے فتنے میں پڑ جائیں گے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ان میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں ان کا ذکر رکوع پارہ میں ہو چکا۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے ایمان کے ساتھ خرچ کیا مگر بوقت جہاد سستی سے رہ گئے جیسے حضرت ابولبابہ اور ان کے ہمراہی تین یا پانچ یا آٹھ جن کی توبہ قبول ہوئی۔

تیسرا طبقہ یہ ہے جن کا مفصل تذکرہ آگے آرہا ہے۔

کہ انہوں نے توقف کیا اور جلدی توبہ نہ کی بلکہ انتظار میں رہے کہ اللہ تعالٰے کا ہمارے لیے کیا حکم ہوتا ہے عذاب ہوتا ہے یا معافی ملتی ہے اس لیے کہ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ہم مومن ضرور ہیں وَلَا عَذَابَ مَعَ الْاِیْمَانِ فَلَمْ یَبْقَ لِلْمَعْصِیَۃِ عِنْدَهُمْ اَثَرٌ حالانکہ یہ عقیدہ صرف مرجیہ طبقہ کا ہے وہ کہتے ہیں لَا یَضُرُّ مَعَ الْاِیْمَانِ مَعْصِیَۃٌ۔ ان میں ہلال بن امیہ اور کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالٰے عنہم وغیرہ تھے۔

مگر جو ان میں سے رہ گئے تھے وہ ہرگز نفاق سے نہیں رہے بلکہ وہ مخلصین سے تھے۔ چنانچہ جب یہ حضور کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے صاف صاف عرض کر دیا کہ لَا عُذْرَ لَنَا اِلَّا الْخَطِیْئَۃُ۔ حضور ہمارے پاس کوئی عذر نہیں سوائے اعتراف قصور کے۔ لیکن اس قصور پر نہ تو حضرت ابولبابہ کی طرح انہوں نے اپنے کو ستونوں سے باندھا نہ حضور سے معافی چاہی تو حضور نے صحابہ کرام کو ان سے مجتنب رہنے کا حکم دے دیا۔ اور یہ حال ان پر پچاس دن رات مسلسل رہا تو اس کے بعد آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ نازل ہوئی۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اور یہ تشدد بھی ان پر بغرض شفقت حضور نے فرمایا تھا اس لیے کہ یہ وہ تھے جنہوں نے خاص طور پر حضور کے دست حق پرست پر یوم خندق میں بیعت کی تھی۔ ورنہ جہاد فرض کفایہ ہے جیسا کہ ابن بطال اپنی کتاب روضۃ الانف میں لکھتے ہیں۔ وَالْجِهَادُ فَرْضُ کِفَایَۃٍ۔

لیکن یہ جنہوں نے بیعت کی تھی ان پر فرض عین ہو چکا تھا اس لیے کہ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ان کا یہ رجز تھا۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا ۔۔۔ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

اب یہاں سے مسجد ضرار والی بے ایمان جماعت کا تذکرہ شروع ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سبب اور تفرقہ اندازی کے لیے مسلمانوں میں اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے محارب ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نہیں مگر بھلائی کا خیال کر کے ہی یہ مسجد بنائی ہے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

مسجد ضرار کے صحیح حالات اور اس کی تعمیر کا سبب

ابو عامر والد حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالے عنہ وکان ترھب فی الجاھلیۃ ولبس المسوح و تنصر فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ قال لہ ابو عامر ما ھذا الدین الذی جئت بہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم الحنیفیۃ البیضاء دین ابراھیم علیہ السلام قال فانا علیھا فقال لہ علیہ السلام انک لست علیھا فقال بلی ولکنک انت ادخلت فیھا ما لیس منھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت ولکن جئت بھا بیضاء نقیۃ فقال ابو عامر اماتت اللہ الکاذب منا طریدا وحیدا فامن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسماہ الناس ابا عامر الکذاب وسماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفاسق وقال ابو عامر لا اجد قوما یقاتلونک الا قاتلتک معھم فلم یزل کذلک الی یوم حنین فلما انھزمت ھوازن یومئذ ولی ھاربا الی الشام وارسل الی المنافقین یحثھم علی بناء مسجد کما ذکرناھا عن الخبر فبنوہ وبقوا منتظرین قدومہ لیصلی فیہ ویظھر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھدیھم کما مر ومات ابو عامر وحیدا بقنسرین ولقی ما اضمرہ حرۃ فی قلوبھم۔

ابو عامر حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کا والد زمانۂ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے حضور سے پوچھا آپ یہ کونسا دین لائے ہیں حضور نے فرمایا میں ملت حنیفیہ دین ابراہیم لایا ہوں۔ ابو عامر بولا میں اس دین پر ہوں۔ حضور نے فرمایا تو ہرگز اس دین پر نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن تم نے اس دین میں کچھ داخل کر دیا ہے جو اس میں پہلے نہ تھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس میں کچھ نہیں ملایا میں تو صاف اور خالص دین لایا ہوں۔ ابو عامر بولا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اسے مسافرت میں تنہا اور بیکس ہلاک کرے۔ حضور نے اس پر آمین کہا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر کذاب رکھ دیا اور حضور نے اسے فاسق فرمایا۔ ابو عامر نے حسد میں آ کر حضور کی خدمت میں عہد کیا کہ آج سے میں جس کسی کو آپ کے ساتھ جنگ کرتے دیکھوں گا اس کے ساتھ مل کر آپ سے ضرور جنگ کیا کروں گا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ وہ برابر ایسا ہی کرتا رہا روزِ اُحد سے لے کر غزوۂ حنین تک وہ ایسا ہی کرتا رہا جب غزوہ ہوازن میں قبائل ہوازن کو شکست ہوئی تو وہ بھی مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا اور منافقین کو خبر بھیجی کہ تم جو سامان جنگ مہیا ہو سکے وہ کرو اور میرے لیے ایک مسجد قبا کی مسجد کے پاس بناؤ اور میں شاہ روم کے پاس جا رہا ہوں وہاں سے اس کا لشکر لے کر آؤں گا ۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا چنانچہ اس اطلاع پر لوگوں نے مسجد ضرار بنائی اور حضور کی خدمت میں حاضر آکر عرض کیا ۔ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی حضور ہماری نیت اس مسجد کی تعمیر میں نیک ہے اور محض اس غرض سے بنائی ہے کہ ضعیف و کمزور سردی میں اور بارش میں آرام سے یہاں نماز پڑھ لیا کریں لہذا حضور تشریف لائیں اور اس میں نماز پڑھیں اور دعاء برکت اس میں فرمائیں ۔ حضور نے فرمایا اب تو میں تبوک کے لیے پابرکاب ہوں واپسی پر اگر خدا نے چاہا تو وہاں آکر نماز پڑھ لوں گا ۔

اسی کے ہم مثل ابن جریر وغیرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں ۔

اِنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ لَهُمْ اَبُوْ عَامِرٍ اِبْنُوْا مَسْجِدًا وَّاسْتَعِدُّوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّسِلَاحٍ فَاِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی قَیْصَرَ مَلِكِ الرُّوْمِ فَاٰتِیْ جُنْدًا مِّنَ الرُّوْمِ فَاُخْرِجُ مُحَمَّدًا عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهٗ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ مَّسْجِدِهِمْ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قَدْ فَرَغْنَا مِنْ بِنَاءِ مَسْجِدِنَا فَنُحِبُّ اَنْ تُصَلِّیَ فِیْهِ وَتَدْعُوْا بِالْبَرَكَةِ فَنَزَلَتِ الْاٰیَةُ ۔

ایک جماعت انصار سے ابو عامر نے کہا ایک مسجد بناؤ اور جتنا کر سکو قوت و سلاح سے طاقت حاصل کرو ۔ اور میں قیصر ملک روم کی طرف جا رہا ہوں تو وہاں سے رومی لشکر لاؤں گا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا ۔

چنانچہ جب وہ مسجد بنا چکے تو حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کیا حضور ہم تعمیر مسجد سے فارغ ہو چکے ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ حضور اس مسجد میں نماز پڑھیں اور دعا برکت فرمادیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی)

اور ابن اسحق اور ابن مردویہ ابوہریرہ سے راوی ہیں ۔

کہ مسجد ضرار والے حضور کی خدمت میں حاضر آئے اس وقت حضور تبوک کی تیاری فرما رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے ایک مسجد تعمیر کی ہے ۔ حاجتمندوں ، غریبوں ، ضعیفوں کے لیے تاکہ وہ بارش کی راتوں اور ٹھنڈی شبوں میں وہ آرام سے نماز پڑھا کریں ۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور اس مسجد میں چل کر ہمیں نماز پڑھائیں حضور نے فرمایا اس وقت تو میں پابرکاب ہوں اور نہایت مشغول ہوں اگر وہاں سے واپس ہوا تو ان شاء اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

آؤں گا اور تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔

جب حضور سفر (تبوک) سے واپس تشریف لائے اور ابھی ایسے مقام پر تھے جہاں سے مدینہ منورہ اور ان کے مابین ایک گھنٹہ کی راہ پر پہنچا ہو سکے تو یہاں حضور کو اللہ تعالے نے اس مسجد ضرار کی حقیقت بتائی۔

حضور نے مالک بن دخشم بنی سالم کی برادری والے اور معن بن عدی اور ان کے بھائی عاصم بن عدی کو حکم دیا اور فرمایا۔

اِنْطَلِقَا اِلٰی هٰذَا الْمَسْجِدِ الظَّالِمِ اَهْلُهٗ فَاهْدِمَاهُ۔

جاؤ اس ظالموں کی مسجد کو جا کر گرا دو اور آگ لگا دو۔

چنانچہ یہ جلدی سے گئے قبیلہ بنی سالم بن عوف کی طرف آئے۔

مختصر یہ کہ اس مسجد کو جلا کر منہدم کر دیا۔ اس کے بعد ایک روایت میں ہے کہ مسجد جلا دینے کے بعد حضور نے حکم دیا کہ اس جگہ گندگی کا ذخیرہ بنا دیا جائے۔

چنانچہ آج تک اس جگہ گندہ نالا موجود ہے۔ مسجد قبا شریف کی زیارت کرنے والے اس کی تصدیق کریں گے۔ انہوں نے جہاں مسجد قبا کی زیارت کی ہوگی وہاں مسجد ضرار کی جگہ گندہ نالہ بھی دیکھا ہوگا۔ چنانچہ آیات متلوہ میں اس واقعہ کو اجمالاً بیان فرمایا۔

اب اس کے بعد اس کے متعلق حضور کو حکم ہوا "اس مسجد میں آپ نہ کھڑے ہوں کبھی بھی بے شک وہ مسجد کہ جس کی بنیاد رکھی گئی پرہیزگاری پر اول دن سے وہ اس کی حقدار ہے کہ (اے محبوب) تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ لوگ ہیں کہ پسند کرتے ہیں یہ کہ پاک رہیں اور اللہ پاک بندوں کو محبوب رکھتا ہے"۔

مسجد ضرار شرعاً وہ مسجد کہلاتی ہے جو فخر و ریا اور نمود و نمائش یا کسی افتراق و فتنہ پردازی کے لیے تعمیر کی جائے یا مال حرام سے بنائی جائے (مدارک)

اس مسجد میں چونکہ ابو عامر کی نیت بد داخل تھی اور اس کی جماعت نے افتراق بین المسلمین کے لیے اسے بنایا تھا اس بنا پر حضور نے اسے جلوا کر منہدم کر دیا اور اللہ تعالے نے حضور کو منع فرما دیا کہ اس مسجد میں آپ کبھی نہ کھڑے ہوں اس کے بعد مسجد قبا کے لیے ارشاد ہوا کہ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی الآیۃ

"تو کیا جس نے بنیاد رکھی اللہ سے ڈر کر اور اس کی رضا پر وہ بہتر ہے" یعنی مسجد قبا جس کی بنیاد خود حضور سید اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست حق پرست سے رکھی گئی وہ بہتر ہے۔

"یا وہ مسجد جس کی نیو چنی گئی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھ گیا"۔ اس سے مراد مسجد ضرار ہے کہ اس کی بنیاد ابو عامر راہب نصرانی کے نفاق پر رکھی گئی تھی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ مسجد قبا کے فضائل میں حدیثیں ہیں جو مختصراً منقول ہیں۔
بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔
دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر فرمایا۔
"اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی"۔ یعنی وہ مسجد ضرار جو جلائی گئی منہدم کی گئی اس کا صدمہ ان کے دلوں میں رہے گا"۔ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں" یعنے وہ قتل ہوں یا مر جائیں۔ گو ان کا غم وغصہ مرنے کے بعد ہی ختم ہوگا"۔ اور اللہ علم وحکمت والا ہے"۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چودہ سورۂ توبہ پ ۱۱

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

بے شک اللہ نے خرید لیے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ لڑیں اللہ کی راہ میں تو ماریں اور مریں وعدہ ہے ان پر سچا توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور کون ہے قول پورا کرنے میں اللہ سے زیادہ تو خوشی حاصل کرو اپنے اس سودے کی جو تم نے بیچا اللہ کو اور یہی کامیابی ہے بڑی۔

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے روزے رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے بھلائی کا اور منع کرنے والے برائی سے اور حفاظت کرنے والے اللہ کی حدوں کی اور بشارت دے مومنین کو۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

زیبا نہیں نبی کو اور انہیں جو مومن ہیں یہ کہ بخشش چاہیں مشرکوں کے لیے اگرچہ ہوں وہ رشتہ دار بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا کہ یہ جہنم والے ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ

اور نہیں تھا بخشش چاہنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدہ کے باعث جو اس نے کیا تھا اس سے تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَـهٗٓ اَنَّـهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْـهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝

عیب ظاہر ہو گیا اس کو کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو بیزار ہو گیا اس سے بے شک ابراہیم آہیں کرنے والے اور متحمل ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ کرے بعد اس کے کہ ہدایت فرما چکا ہو جب تک ظاہر نہ کردے کہ کس سے پرہیز کرنا ہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَـهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

بے شک اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی جلاتا اور مارتا ہے اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی نہ مددگار۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک رجوع فرمایا اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ اس سے کچھ لوگوں کے دلوں میں کجی آجائے پھر قبول فرمایا بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان اور رحم والا ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے حتیٰ کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی وسیع ہوتے ہوئے اور تنگ ہوگئی ان پر جان ان کی اور وہ سمجھ گئے کہ پناہ نہیں اللہ سے مگر اللہ کے ساتھ پھر ان کی توبہ قبول کی تاکہ تائب رہیں شرک سے اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع چودہ سورۃ توبہ پ ۱۱

اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے	اشْتَرٰى۔ خرید لیں	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں سے
اَنْفُسَهُمْ۔ ان کی جانیں	وَاَمْوَالَهُمْ۔ اور ان کے مال	بِاَنَّ۔ اس بدلے میں	لَهُمُ۔ کہ ان کے لیے
الْجَنَّةَ۔ جنت ہے	يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں	فِيْ سَبِيْلِ۔ بیچ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَيَقْتُلُوْنَ۔ پھر مارتے ہیں	وَيُقْتَلُوْنَ۔ اور مرتے ہیں	وَعْدًا۔ وعدہ ہے	عَلَيْهِ۔ اس پر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَقًّا۔ سچا فِی التَّوْرٰىةِ۔ تورات وَالْاِنْجِیْلِ۔ اور انجیل وَالْقُرْاٰنِ۔ اور قرآن میں
وَمَنْ۔ اور کون اَوْفٰی۔ زیادہ پورا کرنے والا ہے بِعَهْدِهٖ۔ اپنے عہد کو مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
فَاسْتَبْشِرُوْا۔ تو خوش ہو بِبَیْعِكُمُ۔ اپنے سودے سے الَّذِیْ۔ وہ جو بَایَعْتُمْ۔ سودا کیا تم نے
بِهٖ۔ اس کے ساتھ وَذٰلِكَ۔ اور یہ ہے هُوَالْفَوْزُ۔ کامیابی الْعَظِیْمُ۔ بڑی
اَلتَّآئِبُوْنَ۔ توبہ کرنیوالے الْعٰبِدُوْنَ۔ عبادت گزار الْحٰمِدُوْنَ۔ تعریف کرنیوالے السَّآئِحُوْنَ۔ روزہ رکھنے والے
الرّٰكِعُوْنَ۔ رکوع کرنیوالے السّٰجِدُوْنَ۔ سجدہ کرنے والے الْاٰمِرُوْنَ۔ حکم کرنے والے بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا
وَالنَّاهُوْنَ۔ اور روکنے والے عَنِ الْمُنْكَرِ۔ برائی سے وَالْحٰفِظُوْنَ۔ اور حفاظت کرنیوالے لِحُدُوْدِ۔ واسطے حدود
اللّٰهِ۔ اللہ کے وَبَشِّرِ۔ اور خوشخبری دے الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ایمان والوں کو مَاكَانَ۔ نہیں ہے
لِلنَّبِیِّ۔ واسطے نبی کے وَالَّذِیْنَ۔ اور ان لوگوں کے اٰمَنُوْٓا۔ جو ایمان لائے اَنْ۔ یہ کہ
یَّسْتَغْفِرُوْا۔ بخشش مانگیں لِلْمُشْرِكِیْنَ۔ واسطے مشرکوں کے وَلَوْكَانُوْٓا۔ اگرچہ ہوں وہ اُولِیْ۔ صاحب
الْقُرْبٰی۔ قرابت مِنْ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ مَا تَبَیَّنَ۔ کہ ظاہر ہو گیا لَهُمْ۔ ان کے لیے
اَنَّهُمْ۔ کہ وہ اَصْحٰبُ۔ صاحب الْجَحِیْمِ۔ دوزخ ہیں وَمَاكَانَ۔ اور نہیں تھا
اسْتِغْفَارُ۔ بخشش مانگنا اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کا لِاَبِیْهِ۔ اپنے باپ کے لیے اِلَّا عَنْ۔ مگر
مَّوْعِدَةٍ۔ وعدہ سے وَّعَدَهَا۔ جو وعدہ کیا اِیَّاهُ۔ اس سے فَلَمَّا۔ پھر جب
تَبَیَّنَ۔ ظاہر ہو گیا لَهٗٓ۔ اس کے لیے اَنَّهٗ۔ کہ وہ عَدُوٌّ۔ دشمن ہے
لِلّٰهِ۔ اللہ کا تَبَرَّاَ۔ تو بیزار ہو گیا مِنْهُ۔ اس سے اِنَّ۔ بے شک
اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم لَاَوَّاهٌ۔ یقیناً درد مند تھا حَلِیْمٌ۔ حوصلے والا وَمَا۔ اور نہیں
كَانَ اللّٰهُ۔ ہے اللہ لِیُضِلَّ۔ کہ گمراہ کرے قَوْمًا۔ کسی قوم کو بَعْدَ اِذْ۔ بعد اس کے کہ
هَدٰىهُمْ۔ ان کو ہدایت دی حَتّٰی۔ یہاں تک کہ یُبَیِّنَ۔ ظاہر ہو جائے لَهُمْ۔ ان کے لیے
مَّا۔ وہ جس سے یَتَّقُوْنَ۔ بچیں اِنَّ۔ بے شک اللّٰهَ۔ اللہ تعالیٰ
بِكُلِّ۔ ہر شَیْءٍ۔ چیز کو عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
لَهٗ۔ اسی کے لیے ہے مُلْكُ۔ بادشاہی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کی
یُحْیٖ۔ وہ زندہ کرتا ہے وَیُمِیْتُ۔ اور مارتا ہے وَمَا۔ اور نہیں لَكُمْ۔ تمہارے لیے
مِّنْ دُوْنِ۔ سوا اللّٰهِ۔ اللہ کے مِنْ وَّلِیٍّ۔ کوئی دوست وَّلَا۔ اور نہ
نَصِیْرٍ۔ مددگار لَقَدْ۔ بے شک تَابَ۔ رجوع کیا اللّٰهُ۔ اللہ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَى۔ اوپر النَّبِيِّ۔ نبی وَالْمُهَاجِرِينَ۔ اور مہاجرین وَالْأَنصَارِ۔ اور انصار کے
الَّذِينَ۔ اور ان کے جنہوں نے اتَّبَعُوهُ۔ پیروی کی ان کی فِي سَاعَةِ۔ وقت الْعُسْرَةِ۔ تنگی کے
مِنْ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ مَا كَادَ۔ قریب تھے کہ يَزِيغُ۔ ٹیڑھے ہو جائیں قُلُوبُ۔ دل
فَرِيقٍ۔ ایک فرقے کے مِّنْهُمْ۔ ان سے ثُمَّ تَابَ۔ پھر رجوع کیا عَلَيْهِمْ۔ ان پر
إِنَّهُ۔ بے شک وہ بِهِمْ۔ ان پر رَءُوفٌ۔ شفقت کرنے والا رَّحِيمٌ۔ مہربان ہے۔
وَعَلَى۔ اور اوپر الثَّلَاثَةِ۔ ان تینوں کے الَّذِينَ۔ جو خُلِّفُوا۔ پیچھے رہ گئے
حَتَّى۔ یہاں تک کہ إِذَا۔ جب ضَاقَتْ۔ تنگ ہو گئی عَلَيْهِمُ۔ ان پر
الْأَرْضُ۔ زمین بِمَا۔ باوجود رَحُبَتْ۔ فراخ ہونے کے وَضَاقَتْ۔ اور تنگ ہو گئیں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر أَنفُسُهُمْ۔ ان کی جانیں وَظَنُّوا۔ اور خیال کیا انہوں نے أَن لَّا۔ کہ نہیں ہے
مَلْجَأَ۔ کوئی پناہ کی جگہ مِنَ اللَّهِ۔ اللہ سے إِلَّا إِلَيْهِ۔ مگر اسی کی طرف ثُمَّ تَابَ۔ پھر رجوع کیا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر لِيَتُوبُوا۔ تاکہ وہ توبہ کریں إِنَّ اللَّهَ۔ بے شک اللہ هُوَ۔ وہی ہے
التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنیوالا الرَّحِيمُ۔ مہربان۔

مختصر تفسیر اردو رکوع چاردہم سورۂ توبہ پ ۱۱

"بے شک اللہ نے خرید لیے مومنین سے ان کی جان اور مال اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے"

شان نزول:۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

فَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ قَالُوا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِطْ لِرَبِّكَ وَلِنَفْسِكَ مَا شِئْتَ قَالَ أَشْتَرِطُ لِرَبِّي أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَشْتَرِطُ لِنَفْسِي أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ عَنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالُوا فَمَا لَنَا قَالَ الْجَنَّةُ قَالُوا رَبِحَ الْبَيْعُ لَا نُقِيلُ وَلَا نَسْتَقِيلُ فَنَزَلَتْ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ الآية

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے رب کے لیے اور اپنے لیے کچھ شرط فرمائیں جو آپ چاہیں۔ حضور نے فرمایا میں اپنے رب کے لیے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لیے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنی جان و مال کو محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لیے بھی گوارا نہ کرو انہوں نے عرض کیا حضور اگر ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا فرمایا جنت کہنے لگے کتنا فائدہ مند سودا ہے نہ ہم اسے واپس کریں گے اور نہ چاہیں گے کہ یہ سودا واپس ہو تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گویا راہ الٰہی میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والوں کی ایک مثال دی گئی اور وہ مثال ایسی شاندار ہے جس سے اللہ تعالے کا انتہائے لطف و کرم ظاہر ہوتا ہے کہ رب العزت جلت مجدہ و عز اسمہ نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کی جان و مال کا بدلہ قرار دیا اور اپنی ذات ارفع و اعلیٰ کو خریدار فرمایا یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے اس چیز کو خریدے جو نہ ہماری ملک ہے نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہم نے اسے پیدا کیا نہ وہ ہمارے قبضہ میں ہے یعنی جان جو ظاہر ہے کہ اسی کی بنائی ہوئی ہے اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے وہ جب چاہے لے لے جب تک چاہے ہمارے اندر رہنے دے گویا اسی کا مال ہے اور اسی کا عطا کیا ہوا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"مقاتلہ کریں اللہ کی راہ میں تو ماریں اور مریں" یعنی دشمنان حق و ہدایت سے لڑیں اور راہ خدا میں ماریں اور مریں اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم تھا اور دوسرے مقامات پر بھی شریعت موسوی وغیرہ کا حال جہاں آتا ہے وہاں بھی جہاد کا تذکرہ ہے جیسے قوم جبارین سے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ جالوت سے طالوت کا مقابلہ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وغیرہ اس پر ذمہ کرم اور وعدۂ اتم فرمایا جاتا ہے کہ

"وعدہ ہے اس پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے معاہدہ میں کون پورا ہے تو خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں یہ ظاہر کر دیا گیا کہ مجاہدین کے مجاہدات پر جنت کے صلہ کا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم میں ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالے سے وعدہ کرنے میں کوئی سچا نہیں ہو سکتا اس سے زیادہ سچا وعدہ میں کون ہو سکتا ہے۔ پھر اس بیع و شرا کی انوکھی شان پر تمہیں خوشیاں منانی چاہئیں اس لیے کہ اپنے مال کو صاحب مال تم سے خرید لینے کا اعلان فرما رہا ہے۔ حالانکہ بائع وہی ہو سکتا ہے جو مبیع کا مالک ہو اور یہ سودا انوکھا ہے کہ مالک اپنی ملک ان سے خرید رہا ہے جن کے پاس وہ مبیع محض عاریۃً دی گئی ہے۔ یہ مشتری کا خاص کرم ہے اور بایعین کے لیے ایسی کامیابی کہ اَلَّذِیْ لَا فَوْزَ اَعْظَمُ مِنْهُ اس سے بڑھ کر اور کامیابی نہیں۔ چنانچہ حضرت اصمعیؒ نے ایک رباعی فرما کر جو فرمایا وہ علامہ آلوسی اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُوْرُ عَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ لِاَبْدَانِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةُ فَلَا تَبِیْعُوْهَا اِلَّا بِهَا وَهُوَ ظَاهِرٌ فِیْ اَنَّ الْمَبِیْعَ هُوَ الْاَبْدَانُ۔ یعنی تمہارے بدلوں کی قیمت سوائے جنت کے کچھ نہیں تو اسے نہ فروخت کرو سوا جنت کے بدلے کے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالے سے جو تمہاری بیع ہوئی ہے۔ اس میں مبیع بدن ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد مومنین کی نعت فرمائی گئی اور اس میں ان کی علامتیں بیان کیں چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلتَّائِبُوْنَ یعنے توبہ کرنے والے تمام گناہوں سے اَلْعَابِدُوْنَ عبادت کرنے والے یعنی اللہ کی وہ بندے جو فرمانبردار ہیں اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں اَلْحَامِدُوْنَ یعنی حمد کرنے والے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ اَلسَّائِحُوْنَ یعنے روزے رکھنے والے۔ چنانچہ ابن مردویہ، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سائح کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے جواب میں وہی فرمایا جو ذکر ہو چکا اور اسی طرف اجلہ صحابہ وتابعین ہیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سَبَاحَۃُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الصِّیَامُ سیاحت اس امت کی روزہ ہے اگرچہ اس کے متعلق تین قول اور بھی ہیں۔ لَیْسَ فِیْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَاحَۃٌ اِلَّا الْھِجْرَۃُ۔ یعنے سیاحت سے مراد ہجرت ہے۔

عکرمہ کہتے ہیں اِنَّھُمْ طَلَبَۃُ الْعِلْمِ لِاَنَّھُمْ یَسِیْحُوْنَ فِی الْاَرْضِ لِطَلَبِہٖ۔ یعنی اس سے مراد طلبائے علم دین ہیں۔

ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سیاحت کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا سَیَاحَۃُ اُمَّتِیْ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ میری امت کا جہاد فی سبیل اللہ سیاحت ہے۔

آخر میں محاکمہ فرماتے ہیں وَالْمُخْتَارُ مَا تَقَدَّمَ فِی الشُّرُوْعِ۔ مختار قول یہی ہے کہ سیاحت سے مراد روزہ ہی ہے۔

اَلرَّاکِعُوْنَ۔ نمازوں میں رکوع کرنے والے اَلسَّاجِدُوْنَ اور سجدہ کرنے والے اَیْ فِی الصَّلَوٰتِ الْمَفْرُوْضَاتِ کَمَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ فَالرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ عَلٰی مَعْنَاھُمَا الْحَقِیْقِیِّ یعنی رکوع اور سجدہ اپنے حقیقی معنوں میں ہیں اور اس کے ماحصل معنی اَلْمُصَلُّوْنَ ہو سکتے ہیں یعنی نمازی۔

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی حکم کرنے والے بھلائی کا جو ایمان کے معنی دیتا ہے یعنی ایمان پر بڑھ کا حکم دینے والے وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور برائی سے روکنے والے اور برائیوں میں سب سے بڑی برائی شرک ہے کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا۔

وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللہِ اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اَلْقَائِمِیْنَ عَلٰی طَاعَتِہٖ سُبْحٰنَہٗ۔ یعنی اطاعت الٰہی پر قائم رہنے والے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری دے دو ایمان والوں کو۔ اَیْ ھٰؤُلَاءِ الْمَوْصُوْفِیْنَ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الْجَلِیْلَۃِ یعنی یہ آٹھ صفتیں جن میں ہیں وہ مومنین ہیں۔ انہیں بشارت دے دی گئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے لیے صاف حکم تَجَنُّبْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ آیا حتی کہ ان کے لیے دعاء مغفرت کی قطعی ممانعت کردی گئی۔

اور ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا باپ کے لیے مذکور ہے اس کی وجہ وجیہ بیان فرما کر انہیں مستثنیٰ کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"نہیں ہے نبی اور ایمان والوں کو زیبا کہ مشرکوں کے لیے استغفار کرکے بخشش چاہیں اگرچہ ہوں وہ رشتہ دار بعد اس کے کہ کھل چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں"۔

آیہ کریمہ کے شان نزول میں چند قول ہیں۔

پہلا قول تو یہ ہے کہ جب ابو طالب پر موت کا وقت آیا۔ حضور ان کے پاس تشریف لے گئے اور ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ وہاں موجود تھے۔ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو فرمایا اے چچا آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیں تاکہ میں اللہ تعالے کے حضور آپ کی بخشش کے لیے دلیل پیش کرسکوں تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے ابو طالب کیا عبد المطلب کے دین کو ناپسند کرتے ہو اور حضور برابر کلمہ پیش فرمارہے تھے اور ابو جہل اور ابن امیہ برابر یہ بکواس کررہے تھے۔ ابو طالب کا آخر کلمہ جو تھا وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تو حضور نے فرمایا لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ۔ فَنَزَلَتْ یعنی جب تک میرا رب منع نہ فرمائے گا میں تمہاری بخشش کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى۔

اس پر علامہ حسین بن الفضل جرح فرماکر اس شان نزول کو صحیح نہیں مانتے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا اور یہ سورۂ مبارکہ بعد ہجرت مدینہ میں نازل ہوئی لہٰذا یہ مستبعد ہے کہ شان نزول اس واقعہ پر مانا جائے۔

علامہ واحدی اس استبعاد کو مستبعد مان کر فرماتے ہیں۔

کہ کیا حرج ہے اگر شان نزول اس بنا پر صحیح مان لیا جائے کہ حضور ابو طالب کے لیے استغفار فرماتے رہے ہوں اس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے تک اس لیے کہ آیۂ کریمہ جب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تو حضور استغفار میں کتنے دن مسلسل مشغول رہے حتی کہ آیۂ کریمہ نازل ہوگئی۔

دوسرا قول یہ ہے جسے ابن سعد ابن عساکر علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو موت ابو طالب کی خبر دی تو فبکیٰ فَقَالَ اِذْهَبْ فَغَسِّلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهٖ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَرَحِمَهٗ فَفَعَلْتُ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ اَيَّامًا وَلَا يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ۔
تو حضور کے آنسو نکل آئے اور فرمایا جاؤ اور غسل دے کر کفناؤ اور چادر ڈالو اللہ انہیں بخش دے اور رحم فرمائے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور حضور نے بخشش مانگنی شروع کی اور چند روز تک حضور بابِ عالی سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر آئے۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول آیۂ کریمہ قبل ہجرت تھا مگر یہ روایت ضعیف ہے۔
اور آیہ کریمہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ جب ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بحالت کفر مرے اور مذہب اہلسنت میں یہی مشہور ہے۔ اور نزول آیت مدینہ منورہ میں اس کے منافی نہیں۔
تیسرا قول ابن اسحاق کا ان کی سیرت میں عباس بن عبد اللہ بن معبد سے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کو مرض موت پر فرمایا اور حضور نے بہت کچھ چاہا چنانچہ فرمایا اے چچا آپ فرما دیجئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تاکہ میں اپنی شفاعت بروز قیامت آپ کے لیے حلال کرا لوں اور کافی کوشش فرمائی تو ابو طالب نے کہا۔
وَاللہِ یَا ابْنَ اَخِیْ لَوْلَا مَخَافَۃُ السَّبَّۃِ عَلَیْکَ وَعَلٰی بَنِیْ اَبِیْکَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَنْ تَظُنَّ قُرَیْشٌ اِنِّیْ اِنَّمَا قُلْتُھَا جَزَعًا مِّنَ الْمَوْتِ لَقُلْتُھَا وَلَا اَقُوْلُھَا اِلَّا لِاُسِرَّکَ بِھَا فَلَمَّا تَقَارَبَ مِنْ اَبِیْ طَالِبٍ الْمَوْتُ نَظَرَ الْعَبَّاسُ یُحَرِّکُ بِشَفَتَیْہِ فَاَصْغٰی اِلَیْہِ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ لَقَدْ قَالَ اَخِیْ الْکَلِمَۃَ الَّتِیْ اَمَرْتَہٗ اَنْ یَّقُوْلَھَا۔
قسم بخدا اے بھتیجے اگر مجھے خوف سب وشتم تم پر ہونے کا میرے بعد نہ ہوتا اور یہ گمان قریش کا نہ ہوتا کہ میں نے موت سے گھبرا کر یہ کلمہ پڑھا تو ضرور میں کلمہ پڑھ لیتا اور میں نے کلمہ تو نہ پڑھا مگر میں تمہیں محبوب بنے رکھتا ہوں تو جب موت بالکل قریب ہوئی تو حضرت عباس نے ہونٹ ہلتے دیکھے تو ان کے منہ سے بالکل قریب کان لگا دیئے تو وہ کہہ رہے تھے۔ اے بھتیجے یقیناً میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا تھا جس کا تم نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کلمہ کو پڑھے۔
حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضور کے چچا کا ذکر فرماتے سنا لَعَلَّہٗ تَنْفَعُہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ۔ یقیناً میری شفاعت قیامت کے دن انہیں اتنا نفع دے گی کہ انہیں جہنم کے کنارے پر لے آئے گی۔ ضحضاح کا ترجمہ منجد میں ہے اَلضَّحْضَاحُ اَلْمَاءُ الْیَسِیْرُ وَالْقَرِیْبُ الْقَعْرِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجَاءَ فِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَمَّکَ اَبَا طَالِبٍ کَانَ یَحُوْطُکَ وَیَنْصُرُکَ فَہَلْ یَنْفَعُہٗ ذَالِکَ فَقَالَ نَعَمْ وَجَدْتُّہٗ فِیْ غَمَرَاتِ النَّارِ فَاَخْرَجْتُہٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ وَسَبُّہٗ عِنْدِیْ مَذْمُوْمٌ جِدًّا لَاسِیَّمَا اِذَا کَانَ اِیْذَاءً لِبَعْضِ الْعَلَوِیِّیْنَ اِذْ قَدْ وَرَدَ لَا تُؤْذُوا الْاَحْیَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ آپ کے چچا ابو طالب ہر طرح حضور کی مدد کرتے رہے ہیں تو کیا انہیں وہ خدمات نفع دیں گی ؟ تو حضور نے فرمایا ہاں میں نے انہیں آگ کے تنگیوں میں پایا تو میں نے انہیں اس کے کنارے پر آگ سے نکال لیا۔

آلوسی کہتے ہیں اور انہیں سبّ وشتم کرنا میرے نزدیک بہت مذموم ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں علویوں کو ایذا پہنچانا مقصود ہو اس لیے کہ وارد ہے کہ نہ ایذا پہنچاؤ زندوں کو مرے ہوؤں کے برا کہنے سے۔

وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔ اور اسلام کا حسن انسان کے لیے اسی میں ہے کہ ان باتوں کو ترک کردے جو لایعنی اور بے معنی ہوں۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ آیۂ کریمہ اس کے علاوہ دوسرے معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ بیہقی دلائل میں ابن مسعود سے راوی ہیں کہ ایک روز حضور مقابر کی طرف تشریف لائے حتیٰ کہ ایک قبر پہ تشریف رکھ کر بہت طویل دعا فرمائی اور گریہ کیا تو ہم بھی حضور کے ساتھ گریہ سے رو پڑے۔ پھر حضور نے قیام فرماکر دو رکعت نفل پڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قبر کی طرف کھڑے ہوئے اور دعا کی پھر ہم نے بھی دعا کی۔ پھر حضور نے فرمایا تم لوگ کیوں روئے ہم نے عرض کیا حضور کے گریہ سے ہم بھی روئے تو حضور نے فرمایا وہ قبر جس کے قریب میں بیٹھا وہ آمنہ خاتون کی قبر تھی تو میں نے اجازت طلب کی اپنے رب سے اس کی زیارت کے لیے تو مجھے اجازت مل گئی پھر میں نے اس پر استغفار کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت نہ ملی اور یہ آیۂ کریمہ مجھ پر نازل ہوئی۔ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ۔

تو اس ممانعت نے مجھ پر وہ گرفت کی جو ایک بیٹے کو اپنی والدہ کے معاملہ میں ہوتی ہے بوجہ رقت کے تو یہ وہ سبب ہے جس نے مجھے رلایا۔ ایسا ہی مسلم اور احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

محاکمہ علی روایات المنقولۃ

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے حضرت ابوطالب اور حضور کی والدہ محترمہ کے متعلق جو کچھ روایات و احادیث

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل کیں ان کی تضعیف بھی کرتے گئے ہیں بنابراین ہمیں سید المحدثین امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ التعظیم والمنۃ کو ترجیح دینی چاہیے اس میں انہوں نے اس مضمون کی جملہ احادیث کو معلول لکھا ہے لہذا شان نزول آیۂ کریمہ اس معاملہ میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

پھر اس پر کافی دلائل قائم ہو چکے ہیں کہ

سید اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحدہ تھیں اور دین ابراہیمی آپ کا دین تھا۔

بلکہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا کا شان نزول یہی صحیح ہے کہ بعض صحابہ نے حضور سے اپنے آباء کے لیے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی اس پر حکم آیا۔

اب رہا معاملہ استغفار ابراہیم لِاَبِیْهِ کا تو اس کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس طرح ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔

اور ابراہیم کا اپنے باپ (آذر) کی بخشش چاہنا نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو اس سے کر چکا تھا تو جب اسے ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری فرمائی بے شک ابراہیم بہت آہیں کرنے والے اور متحمل مزاج ہیں۔

اس کا شان نزول حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لیے دعا مغفرت کر رہا ہے اور اس کے والدین مشرک تھے تو میں نے اسے منع کیا اور بتایا کہ مشرکوں کے حق میں دعاء مغفرت ممنوع ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر کے لیے دعا فرمائی حالانکہ آذر بت تراش اور مشرک تھا۔ میں یہ سن کر بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور واقعہ سنایا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں جواب دیا گیا کہ دعاء ابراہیم بامید اسلام تھی جس کا وعدہ آپ سے آذر کر چکا تھا اور آپ آذر سے وعدہ فرما چکے تھے کہ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ۔ میں تیرے لیے بخشش کی دعا اپنے رب سے کروں گا۔

تو جب آپ پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری کا اظہار فرمادیا اور انقطاع امید کے بعد قطع تعلق کر لیا اس کے بعد استغفار بحق آذر ترک کر دی۔

چنانچہ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی کی بھی یہی تحقیق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ دعاء ابراہیم علیہ السلام حق آذر میں یہی تھی کہ اللہ اسے ایمان کی توفیق دے (جیسے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر اور ابو جہل کے لیے تھی اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلٍ اَوْ عُمَرَ۔)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ابوالشیخ اور ابن عساکر طریق ابوسفیان بن عیینہ سے عمرو بن دینار کی روایت نقل فرماتے ہیں۔
قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْطَالِبٍ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَحِمَکَ اللّٰہُ وَغَفَرَ لَکَ لَا اَزَالُ اَسْتَغْفِرُ لَکَ حَتّٰی یَنْہَانِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَخَذَ الْمُسْلِمُوْنَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَوْتَاھُمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَغْفَرَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ فَاَنْزَلَ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَمَاکَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَا اِیَّاہُ۔

جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو حضور نے انہیں فرمایا اللہ تم پر رحم کرے اور بخشش فرمائے میں ہمیشہ تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک اللہ مجھے منع نہ فرمائے تو مسلمانوں نے بھی اپنے ان موتٰی کے لیے بخشش مانگی جو مشرک مرگئے تو یہ آیت مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے باپ آذر کے لیے دعا فرمائی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَاکَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَا اِیَّاہُ۔
آگے فرماتے ہیں کہ حاصل معنی آیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ تمہیں استغفار للمشرکین اس وقت ممنوع ہے جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ مشرک تھا اور استغفار ابراہیم علیہ السلام بھی ایک وعدہ کے ماتحت تھی اور یہ قبل تبین تھی فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ تو جب ظاہر ہو گیا آپ کو اَنَّہٗ اَیْ اَنَّ اَبَاہُ یہ کہ آپ کے باپ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ اَیْ مُسْتَمِرٌّ عَلٰی عَدَاوَتِہٖ تَعَالٰی وَعَدَمِ الْاِیْمَانِ بِہٖ اللہ کے دشمن ہیں یعنی قائم ہیں اللہ تعالے کی عداوت پر۔ اور ایمان نہ لانے پر اور ظاہر ہوا کس طرح وَذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ مُصِرٌّ عَلَی الْکُفْرِ اور یہ ایسے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے نے وحی کر دی آپ پر کہ آذر مُصِر عَلَی الکفر ہے۔
ابن منذر اور ابن جریر اور ایک جماعت سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں اِنَّ ذَالِکَ التَّبَیُّنَ کَانَ بِمَوْتِہٖ کَافِرًا یہ تبین اس امر کی تھی کہ آذر کی موت کفر پر ہے اور اسی تحقیق پر قتادہ گئے ہیں تو پھر تَبَرَّاَ مِنْہُ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزاری فرمائی اور استغفار کرنی ترک کر دی۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ۔ بے شک ابراہیم بہت آہیں کرنے والے متحمل مزاج ہیں اَوَّاہٌ کے معنی کثیر الدعا کے بھی ہیں اور ایک جماعت اس سے کنایہ سمجھتی ہے کمال رافت و رقت سے۔
اور ابن جریر، ابن ابی حاتم وغیرہ عبد اللہ بن شداد سے ناقل ہیں قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاَوَّاہُ قَالَ الْخَاشِعُ الْمُتَضَرِّعُ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اَوَّاہٌ کی تشریح دریافت کی تو حضور نے فرمایا خشوع اور تضرع کرنے والا دعا ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوالشیخ زید بن اسلم سے راوی ہیں اِنَّہٗ دُعَاءُ الْمُسْتَکِیْنِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی کَھَیْئَۃِ الْمَرِیْضِ الْمُتَاَوِّہِ مِنْ مَرْضِہٖ ۔ وہ دعا جو طلب سکون کے لیے اللہ تعالے سے کرے وہ اوّاہ ہے جیسے مریض کہ اپنے مرض میں تادہ کرتا ہے اور لغت حبشہ میں اس کا معنی ہے یقین کرنے والا۔

عمرو بن شرجیل کے نزدیک اس کے معنی رحیم یعنی رحم کرنے والے کے ہیں۔

علامہ شعبی اس کے معنی مُسَبِّح یعنی تسبیح کرنے والا بتاتے ہیں۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں اِنَّہُ الَّذِیْ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ اوّاہ وہ ہے جس کا دل اللہ کے پاس معلق ہو۔

اور قطرب وغیرہ ارباب لغت اوّاہ کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ لفظ آہ یا ہائے کے معنی میں مستعمل ہے۔ جیسے عشقذب عبدی کہتا ہے۔

اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُھَا بِلَیْلٍ ۔ تَاَوَّہَ اٰھَۃَ الرَّجُلِ الْحَزِیْنِ

جب میں رات کو اس (اونٹنی) پر کجاوہ ڈالنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ ایسی آہیں بھرتی ہے جیسے کوئی غمگین آدمی آہ کرتا ہے۔

تو اصل تاوّہ کا وہی آواز ہے جو ایک حزین وغمگین پکارتا ہے۔

اور حلیم کے معنی صَبُوْرٌ عَلَی الْاَذٰی ۔ صَفُوْحٌ عَنِ الْجِنَایَاتِ کے ہیں یعنی علم اور چشم پوشی کرنے والے تکالیف سے اور گناہوں سے بہت پرہیز کرنے والے۔

ابن ابی حاتم ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ کَانَ مِنْ حِلْمِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ اِذَا اٰذَاہُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِہٖ قَالَ لَہٗ ھَدَاکَ اللّٰہُ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علم کی یہ شان تھی کہ جب ان کی قوم کا کوئی آدمی آپ کو ایذا دیتا تو آپ فرماتے اللہ تجھے ہدایت دے۔ (روح المعانی)

چنانچہ سورہ مریم کے تیسرے رکوع میں آذر کا بیان اور حضرت خلیل الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کا جواب بھی آپ کے حلیم الطبع ہونے کی بیّن دلیل ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰاِبْرٰھِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۔ بولا (آذر) کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے ماروں گا اور دور ہو جا زمانہ دراز تک۔

تو اس کے جواب میں آپ کا حلیمانہ جواب یہ تھا قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سلام ہے تجھے، عنقریب میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا بیشک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ مجھ پر مہربان ہے۔

اور یہ معافی مانگنا بایں معنی ہے کہ اللہ اسے ہدایت دے اور توفیق ایمان بخشے۔ اس لیے آپ کی صفت میں لفظ حلیم کہا گیا کہ آپ کا جواب ہمیشہ نرم ہوتا تھا۔ آپ کے کلام میں بھی یہی نرمی اور حلم تھا۔

آگے ارشاد ہے۔

"اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو گمراہ فرمائے بعد اس کے کہ انہیں ہدایت دی ہو حتی کہ ظاہر نہ فرما دے انہیں کہ کس چیز سے انہیں پرہیز کرنا ہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

کسی قوم کو گمراہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان پر گمراہی کا حکم فرمائے یا انہیں گمراہوں میں داخل کرے جب تک کہ وہ ممنوعات میں نہ پڑے اس لیے کہ اسلام میں ہر ممنوع سے اجتناب واجب ہے اور اللہ تعالے اپنے بندے پر گرفت نہیں فرماتا جب تک اسے ممانعت کا صاف صاف بیان نہ پہنچا دے اور قبل از ممانعت کسی فعل پر گرفت نہیں۔ (خازن۔ مدارک)

اسی بنا پر ارباب اصول نے تسلیم کیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو جس چیز کی ممانعت ثابت نہیں وہ جائز ہے اور عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں۔ شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے۔

جب مسلمانوں کو مشرکین کے لیے استغفار کرنے کی ممانعت ہو چکی تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم اس حکم کے نزول سے قبل اپنے مشرک موتی کے لیے استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو تو اس آیت کریمہ میں انہیں تسکین دی گئی اور بتایا کہ بیان ممانعت کے بعد اس پر عمل کرنا قابل مواخذہ ہے اس سے قبل مواخذہ نہیں۔

"بے شک اللہ کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہیں کوئی تمہارا اللہ کے سوا والی و مددگار۔ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبی پر اور مہاجرین و انصار پر جو متبع رہے اور ساتھ دیا مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر اللہ رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ ان پر مہربان رحم والا ہے۔

ساعت عسرۃ سے مراد غزوۂ تبوک کی تنگی والی گھڑیاں ہیں اسی وجہ میں اس غزوہ کو غزوۂ عسرۃ بھی کہتے ہیں یہاں تنگی کی یہ شان تھی کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لیے ایک اونٹ تھا باری باری سے سوار ہوتے اور اترتے تھے اور غذائی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے اس طرح کہ ایک کھجور چند آدمی چوس کر پانی پیتے یا ایک کھجور کے چند حصے کر کے تقسیم کر لیتے۔ پانی کی بھی قلت تھی اس پر گرمی شدید تھی۔ پیاس کا غلبہ اس پر پانی ناپید اس حال میں بھی صحابہ کرام اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص میں ثابت قدم رہے اور حضور پر جان نثاری کرنے سے پیچھے نہ ہٹے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور بارگاہ رسالت میں عرض پیرا ہوئے کہ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے حضرت صدیق کی طرف نگاہ فرما کر سوال فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے تو صدیق نے عرض کیا جی ہاں تو حضور نے دست دعا اٹھائے ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اللہ تعالے نے ابر بھیجا اور ایسی بارش ہوئی جس سے لشکر ہی سیراب نہ ہوا بلکہ لشکر والوں نے اپنے مشکیزے اور اپنی پکھالیں بھی بھر لیں۔

اور یہ ہوا بھی معجزانہ شان سے کہ تبوک میں لشکر اسلامی ہی سیراب ہوا۔ دشمن کا لشکر اسی طرح پیاسا رہا۔ اگر بعض دلوں میں اتنی کجی پیدا ہونے لگی تھی کہ وہ حضور سے جدا ہونا گوارا کرنے کے قریب ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالے نے انہیں صابر و ثابت قدم رکھا اور وہ اپنے اخلاص میں اتنے محفوظ رہے کہ جو خطرہ ان کے دل میں آ رہا تھا اس سے بھی نادم ہوئے۔

"اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے" جن کا ذکر آیۂ کریمہ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ میں ہے اور یہ تین صاحب کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں۔

یہ سب انصاری تھے حضور نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ حضور نے انہیں حکم دیا ٹھہرو جبتک اللہ تعالے تمہارے حق میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

اور عام مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام کرنے سے ممانعت فرمادی گئی تھی حتی کہ ان کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا حتی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہچانتا ہی نہیں اس حال پر ان کے پچاس روز گذرے جس کی تفصیل سورۃ توبہ کے گیارہویں رکوع میں گذر چکی۔ یہاں مخلفین کے تین طبقوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ تیسرے طبقہ والے ہیں۔

"حتی کہ جب زمین تنگ ہوگئی ان پر باوجود اتنی وسیع ہونے کے اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں اللہ کے (عذاب سے) پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر قبول فرمائی اللہ نے ان کی توبہ تاکہ وہ ثابت قدم تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

یعنی اس تجنب کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کہیں بیٹھنے بات کرنے کو جگہ نہ رہی جہاں وہ ایک لمحہ کے لیے قرار و سکون لیتے ہر وقت پریشانی و بے چینی، غم اور اضطرار و اضطراب میں رہنے لگے ان کا نہ کوئی انیس رہا نہ جلیس نہ ایسا غمخوار جسے حال دل سنائے تو وحشت و تنہائی میں شب و روز رہنے لگے اور گریہ زاری کرتے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔

علامہ آلوسی بھی اسی قول کی تائید میں فرماتے ہیں اَیْ اَلَّذِیْنَ تَخَلَّفُوْا عَنِ الْغَزْوِ وَ ھُمْ کَعْبُ بْنُ مَالِکٍ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ وَھِلَالُ بْنُ اُمَیَّۃَ مِنْ بَنِیْ وَاقِفٍ وَمُرَارَۃُ بْنُ رَبِیْعٍ مِنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَیُقَالُ فِیْہِ ابْنُ رَبِیْعَۃَ ۔ باقی تمام واقعہ وہی مفصل بیان فرمارہے ہیں (روح المعانی)

اس کے بعد ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے بخوف طوالت نہیں لکھی گئی مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ)

بامحاورہ ترجمہ رکوع پندرہ سورۃ توبہ پ۱۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ٥

نہیں زیبا تھا اہل مدینہ اور ان کے گرد والے اعراب کو یہ کہ پیچھے بیٹھ رہیں اللہ کے رسول سے اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان مرغوب رکھیں یہ اس لیے کہ انہیں نہ پہنچی پیاس نہ کوئی تکلیف اور نہ پریشان کن بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ قدم رکھیں ایسی جگہ جو کافروں کو غضب ناک کرے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس کے بدلے ان کے لیے لکھا جاتا ہے عمل صالح بے شک نہیں ضائع کرتا بدلہ نیکوں کا۔

وَ لَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً وَّ لَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥

اور نہیں خرچ کرتے ہیں وہ چھوٹا نہ بڑا اور نہیں طے کرتے ہیں نالہ مگر لکھا جاتا ہے ان کے لیے تاکہ صلہ دے انہیں اللہ ان کے بہتر کاموں کا جو کرتے ہیں۔

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ٥

اور نہیں مومنین پر یہ کہ نکلیں سب کے سب تو کیوں نہ ہوا یہ کہ نکلتا ہر ایک سے ایک فرقہ تاکہ سمجھ اور تفقہ حاصل کرتا دین میں اور ڈراتا اپنی قوم کو جب لوٹ کر واپس آتا تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچتے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حل لغات رکوع پندرہ سورہ توبہ پ۱۱

يَا اَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَكُوْنُوْا۔ اور ہو جاؤ	مَعَ۔ ساتھ	الصّٰدِقِيْنَ۔ سچے لوگوں کے
مَا كَانَ۔ نہیں ہے حق	لِاَهْلِ۔ مدینے	الْمَدِيْنَةِ۔ والوں کا	وَمَنْ۔ اور انکا جو
حَوْلَهُمْ۔ لکے اردگرد ہیں	مِّنَ الْاَعْرَابِ۔ دیہاتیوں سے	اَنْ۔ یہ کہ وہ	يَّتَخَلَّفُوْا۔ پیچھے رہیں
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کے رسول سے		وَلَا۔ اور	يَرْغَبُوْا۔ ترجیح دیں
بِاَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کو	عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کی جان سے	ذٰلِكَ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ۔ اس لیے کہ
لَا يُصِيْبُهُمْ۔ نہیں پہنچتی انکو	ظَمَاٌ۔ پیاس	وَلَا۔ اور نہ	نَصَبٌ۔ تھکاوٹ
وَلَا۔ اور نہ	مَخْمَصَةٌ۔ بھوک	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ میں	
وَلَا۔ اور نہیں	يَطَئُوْنَ۔ قدم رکھتے	مَوْطِئًا۔ کسی جگہ پر	يَّغِيْظُ۔ تاکہ غضبناک کرے
الْكُفَّارَ۔ کافروں کو	وَلَا۔ اور نہیں	يَنَالُوْنَ۔ پاتے	مِنْ عَدُوٍّ۔ دشمن سے
نَّيْلًا۔ کچھ پانا	اِلَّا۔ مگر	كُتِبَ۔ لکھا جاتا ہے	لَهُمْ۔ ان کے لیے
بِهٖ۔ اس کے ساتھ	عَمَلٌ۔ عمل	صَالِحٌ۔ نیک	اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
لَا يُضِيْعُ۔ نہیں ضائع کرتا	اَجْرَ۔ اجر	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کا	وَلَا۔ اور نہیں
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے	نَفَقَةً۔ کوئی خرچ	صَغِيْرَةً۔ چھوٹا	وَلَا۔ اور نہ
كَبِيْرَةً۔ بڑا	وَلَا۔ اور نہیں	يَقْطَعُوْنَ۔ قطع کرتے	وَادِيًا۔ کوئی نالا
اِلَّا۔ مگر	كُتِبَ۔ لکھا جاتا ہے	لَهُمْ۔ ان کے لیے	لِيَجْزِيَهُمُ۔ تاکہ بدلہ دے انکو
اللّٰهُ۔ اللہ	اَحْسَنَ۔ اچھا	مَا كَانُوْا۔ اس کا جو تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے
وَمَا۔ اور نہیں	كَانَ۔ ہیں	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن	لِيَنْفِرُوْا۔ کہ نکل جائیں
كَآفَّةً۔ سب کے سب	فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہ	نَفَرَ۔ نکلا	مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک
فِرْقَةٍ۔ فرقہ سے	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	طَآئِفَةٌ۔ ایک جماعت	لِّيَتَفَقَّهُوْا۔ تاکہ سمجھ حاصل کریں
فِي الدِّيْنِ۔ دین میں	وَلِيُنْذِرُوْا۔ اور تاکہ ڈرائیں	قَوْمَهُمْ۔ اپنی قوم کو	اِذَا۔ جب
رَجَعُوْا۔ وہ لوٹیں	اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَحْذَرُوْنَ۔ بچیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو رکوع پندرہ سورۃ توبہ پ ۱۱

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

اس سے مراد وہ صادق الایمان مخلص ہیں جو بارگاہ رسالت میں باخلاص تام و بہ ایقان تمام حاضر ہونے والے ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کُونُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ سے مراد صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم ہیں۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے وہ تمام مسلمان مراد ہیں جن کی نیتیں ثابت رہیں جن کے قلب و اعمال مستقیم رہے اور وہ باخلاص تام غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ اور سربکف جانبازی میں پیش پیش رہے۔ ساعتِ عسرۃ کو بخندہ پیشانی گذارا۔

اس سے اجماع امت کی اصل بھی نکلتی ہے کہ قرآن کریم صادقین قدیم کی معیت میں ان کے افعال واقوال کو واجب العمل فرما رہا ہے اور یہی اجماع کی تعریف ہے کہ صحابہ و تابعین جس امر پہ مجتمع ہو جائیں وہی اجماع ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں تفصیل سے اس مضمون کی تائید فرما رہے ہیں۔ حیث قال۔

وَالْخِطَابُ قِیْلَ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ۔

وَرُوِیَ ذٰالِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَیَکُوْنُ الْمُرَادُ بِالصَّادِقِیْنَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا فِیْ اِیْمَانِھِمْ وَمُعَاھَدَتِھِمُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الطَّاعَۃِ۔

وَجَوَّزَ اَنْ یَکُوْنَ عَامًّا لَھُمْ وَلِغَیْرِھِمْ فَیَکُوْنُ الْمُرَادُ بِالصَّادِقِیْنَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا فِی الدِّیْنِ قَوْلًا وَّعَمَلًا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ نَّافِعٍ اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِی الثَّلَاثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا۔

وَالْمُرَادُ بِالصَّادِقِیْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ وَبِذَالِکَ فَسَّرَہٗ ابْنُ عُمَرَ کَمَا اَخْرَجَہٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُہٗ۔

وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اِنَّ الْمُرَادَ کُوْنُوْا مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الضَّحَّاکِ کَذَالِکَ

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَسَاکِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اِنَّ الْمُرَادَ کُوْنُوْا مَعَ عَلِیٍّ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ۔

وَفِي الْآيَةِ مَالَا يَخْفٰى مِنْ مَدْحِ الصِّدْقِ وَاسْتَدَلَّ بِهَا كَمَا قَالَ الْجَلَالُ السُّيُوْطِيُّ مَنْ لَّمْ يُجِزِ الْكِذْبَ فِيْ مَوْضَعٍ مِّنَ الْمَوَاضِعِ لَا تَصْرِيْحًا وَّلَا تَعْرِيْضًا۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ میں مدح صدق ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی اس آیت سے استدلال فرماکر کہتے ہیں کہ صادقین سے مراد وہ ہے جو جھوٹ کو کسی طرح جائز نہ رکھے نہ تصریحاً نہ تعریضاً۔

ابن ابی شیبہ اور احمد اسماء بنت یزید سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے كُلُّ الْكِذْبِ يُكْتَبُ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا رَجُلٌ كَذَبَ فِيْ خَدِيْعَةِ حَرْبٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ اِثْنَيْنِ اَوْ رَجُلٌ يُحَدِّثُ اِمْرَأَتَهٗ لِيُرْضِيَهَا۔

ہر جھوٹ انسان پر لکھا جاتا ہے مگر لڑائی میں یا دو آدمیوں میں صلح کرانے کو یا اپنی بیوی کو خوش کرنے کو۔

" مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ نہیں زیبا اہل مدینہ اور ان کے گرد دیہات والوں کو یہ کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم کے) اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان عزیز سمجھیں یہ اس لیے کہ نہیں پہنچتی انھیں پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک مضطر کرنے والی اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کسی ایسی جگہ جہاں غضب ناک ہوں کافر اور نہیں بگاڑتے کسی دشمن کا کچھ مگر لکھا جاتا ہے ان کے لیے اس کے بدلے نیک عمل بے شک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔"

آیۂ کریمہ میں اہل مدینہ سے مدینہ طیبہ کے رہنے والے مراد ہیں خواہ مہاجر ہوں یا انصار اور اعراب سے مراد مدینہ کے حوالی ہیں جو دیہاتی ہیں اور متخلف عن رسول اللہ سے مراد قبیلہ مزینہ اور جہینہ اور اشجع اور غفار اور اسلم وغیرہ مراد ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں جانے سے محض آرام طلبی کی بنا پر رہ گئے تھے انہیں فرمایا گیا کہ اپنی جانیں حضور کی جان پاک کے مقابلہ میں محبوب رکھتے ہیں حالانکہ انہیں حکم یہ تھا کہ شدت وتکلیف میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقعہ پر حضور کے حضور اپنی جانیں فدا کریں اور حضور کے حکم سے سرمو سرتابی نہ کریں تو اس میں پیاس یا کوئی تکلیف یا اضطراری بھوک اللہ کی راہ میں تمہیں نہیں پہنچے گی مگر اس کے بدلے تمہارے نامۂ عمل میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں سے کسی جگہ تم نہیں روندتے مگر یہ بھی موجب اجر ہے اور دشمن سے جو کچھ حاصل کرو خواہ قتل کرکے یا قید کرکے وہ بھی ثواب میں لکھا جاتا ہے اور وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا کے معنی ہیں اَیْ شَيْئًا مِّنَ الْاَخْذِ كَالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَالْهَزِيْمَةِ اور نَالَ يَنَالُ اصل میں نَالَ يَنْوُلُ تھا تو واو کو یٰ سے بدلا ہے خلاف قیاس اس کے معنی ماخوذ کے ہی ہو سکتے ہیں یعنی لَا يَنَالُوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَشْيَاءِ اس پر حکم فرمایا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ یعنی ثواب ذالک۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظَمَأٌ: اَیْ شَیْءٌ مِّنَ الْعَطَشِ - پیاس
نَصَبٌ: اَیْ تَعَبٌ - تکلیف
مَخْمَصَۃٌ: اَیْ مَجَاعَۃٌ - بھوک
یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا - بِحَوَافِرِ الْخَیْلِ - گھوڑوں کے سموں سے زمین کھوندنا۔
آگے ارشاد ہے۔

"وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً صَغِیْرَۃً اور نہیں خرچ کرتے خرچ چھوٹا اور نہ بڑا وَلَوْ تَمْرَۃً وَعِلَاقَۃَ سَوْطٍ وَّ لَا کَبِیْرَۃً نہ بڑا یعنے زیادہ جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش عسرۃ میں خرچ کیا وَلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اَیْ وَ لَا یَتَجَاوَزُوْنَ فِیْ سَیْرِھِمْ لِغَزْوٍ اور نہیں قطع کرتے یعنی اپنی روانگی میں غزا کے اندر تم متجاوز نہیں ہوتے مگر وہ بھی لکھا جاتا ہے اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ تاکہ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ تاکہ اللہ ان سب کے اچھے کاموں کا انہیں صلہ دے۔

وَادِی اصل میں وَدْیٌ کا اسم فاعل ہے فَھُوَ بِمَعْنَی السَّیْلِ نَفْسُہٗ ثُمَّ شَاعَ فِیْ مَحَلِّہٖ وَھُوَ الْمُنْفَرَجُ مِنَ الْجِبَالِ وَالْاٰکَامِ وَالَّتِیْ یَسِیْلُ فِیْھَا الْمَاءُ ثُمَّ صَارَ حَقِیْقَۃً فِیْ مُطْلَقِ الْاَرْضِ - یعنی وادی پہاڑ ٹیلے اور مطلق زمین سب پر استعمال ہوتا ہے - آگے ارشاد ہے۔

طریقۂ تبلیغ کا بیان

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَافَّۃً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَائِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ الخ

"اور نہیں مسلمانوں پر عام حکم کہ سب کے سب نکلیں" اور اپنے گھر یک دم خالی کر دیں" تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو احکام کے ذریعہ ڈر سنائیں تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچیں"۔

یعنی علم دین حاصل کرنے اور جہاد میں جانے کے وقت سب کے سب نہ نکلیں بلکہ کچھ گھروں میں رہیں اور کچھ تفقہ فی الدین اور احکام کی سمجھ حاصل کریں تاکہ اپنی اپنی قوم کو ان کی جماعت احکام سنا کر برے کاموں سے بچنے کی تلقین و تعلیم کرے۔

حضرت حجۃ الاسلام غزالی نے فقہ کی یہ تعریف کی ہے۔

کَانَ اِسْمُ الْفِقْہِ فِی الْعَصْرِ الْاَوَّلِ اِسْمًا لِعِلْمِ الْاٰخِرَۃِ وَمَعْرِفَۃِ دَقَائِقِ اٰفَاتِ النُّفُوْسِ وَمُفْسِدَاتِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاَعْمَالِ وَقُوَّةِ الْاِحَاطَةِ بِحَقَارَةِ الدُّنْيَا وَشِدَّةِ التَّطَلُّعِ اِلَى النَّعِيْمِ الْاٰخِرَةِ وَاسْتِيْلَاءِ الْخَوْفِ عَلَى الْقَلْبِ وَتَدُلُّ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَا بِهِ الْاِنْذَارُ وَالتَّخْوِيْفُ هُوَ الْفِقْهُ ۔ دُوْنَ تَفْرِيْعِ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ وَالسَّلَمِ وَالْاِجَارَاتِ (روح المعانی)

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتیں اور دین کے مسائل معلوم کرنے اور تفقہ حاصل کرنے میں کوشش کرتیں۔ حضور انہیں خدا اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز و زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کے لیے ان میں سے ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں جاتے تو اعلان کر دیتے جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے۔ اور اپنی قوم کو خدا کا خوف دلاتے اور مخالفت دین سے منع کرتے حتیٰ کہ لوگ دینی معاملات میں مخالفت کرنے والے والدین تک کو چھوڑ دیتے (خازن)

اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

(۱) علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۲) طلب علم کے لیے سفر کا حکم حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا جو طلب علم کے لیے راہ چلے اللہ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرماتا ہے (ترمذی)

(۳) فقہ دین میں اعلیٰ ترین علم ہے حدیث میں ہے مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ (بخاری و مسلم) فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی)

فقہ کی جامع تعریف یہ ہے کہ احکام دین میں خوف الٰہی کے ماتحت سمجھ حاصل کرنے کا نام تفقہ ہے اور جو سیکھا وہ فقہ ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱۶ سورۃ توبہ پ ۱۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○	اے ایمان والو! جہاد کرو ان سے جو تمہارے قریب کے کافر ہیں اور لازمی طور پر وہ تم میں سختی پائیں۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔
وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ	اور جب اترتی ہے کوئی سورۃ تو ان میں سے وہ ہیں جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

کہتے ہیں کون ہے تم میں جسے زیادہ ایمان ملا تو وہ جو ایمان لائے ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۝

اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں زیادہ کی ان کی پلیدی پر پلیدی اور وہ کفر پر ہی مرگئے۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر سال میں ایک بار یا دو بار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ مانتے ہیں۔

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو دیکھتے ہیں ایک دوسرے کو کیا کوئی دیکھتا ہے تمہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے پلٹ دیے ان کے دل اس لیے کہ وہ بے سمجھ ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول جو تم ہی میں سے ہیں گراں ہے ان پر تمہاری مشقت میں پڑنا بہت حرص کرنے والے تمہاری بھلائی کے مسلمانوں پر کمال مہربان رحم فرمانے والے۔

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

تو اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ رب عرش عظیم ہے۔

حل لغات رکوع سولہ سورۃ توبہ پ ۱۱

يَا أَيُّهَا۔ اے — الَّذِينَ۔ لوگو جو — آمَنُوا۔ ایمان لائے ہو — قَاتِلُوا۔ لڑو

الَّذِينَ۔ ان سے جو — يَلُونَكُم۔ تمہارے قریب ہیں — مِنَ الْكُفَّارِ۔ کافروں میں سے — وَلْيَجِدُوا۔ اور چاہئے کہ پائیں وہ

فِيكُمْ۔ تم میں — غِلْظَةً۔ سختی — وَاعْلَمُوا۔ اور جان لو — أَنَّ اللَّهَ۔ بیشک اللہ

مَعَ۔ ساتھ ہے — الْمُتَّقِينَ۔ پرہیزگاروں کے — وَإِذَا مَا۔ اور جب — أُنزِلَتْ۔ اتاری جاتی ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُوْرَۃٌ۔ کوئی سورۃ فَمِنْهُمْ۔ تو ان میں سے مَنْ يَّقُوْلُ۔ وہ ہے جو کہتا ہے اَيُّكُمْ۔ تم میں سے کس کو
زَادَتْهُ۔ زیادہ کیا هٰذِهٖ۔ اس نے اِيْمَانًا۔ ایمان فَاَمَّا۔ پھر
الَّذِيْنَ۔ وہ جو اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے فَزَادَتْهُمْ۔ زیادہ کیا انکو اِيْمَانًا۔ ایمان میں
وَّهُمْ۔ اور وہ يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ خوش ہیں وَاَمَّا۔ اور پھر الَّذِيْنَ۔ وہ جنکے
فِىْ قُلُوْبِهِمْ۔ دلوں میں مَّرَضٌ۔ بیماری ہے فَزَادَتْهُمْ۔ زیادہ کی ان کو رِجْسًا۔ گندگی
اِلٰى رِجْسِهِمْ۔ ان کی گندگی میں وَمَاتُوْا۔ اور مرے وَهُمْ۔ اور وہ كٰفِرُوْنَ۔ کافر تھے
اَوَلَا۔ کیا نہیں يَرَوْنَ۔ دیکھتے اَنَّهُمْ۔ کہ وہ يُفْتَنُوْنَ۔ آزمائے جاتے ہیں
فِىْ كُلِّ۔ ہر ایک عَامٍ۔ سال میں مَّرَّةً۔ ایک دفعہ اَوْ مَرَّتَيْنِ۔ یا دو دفعہ
ثُمَّ لَا۔ پھر نہیں يَتُوْبُوْنَ۔ توبہ کرتے وَلَا هُمْ۔ اور نہ وہ يَذَّكَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑتے ہیں
وَاِذَا مَا۔ اور جب بھی اُنْزِلَتْ۔ اتاری جاتی ہے سُوْرَةٌ۔ کوئی سورۃ نَّظَرَ۔ دیکھتا ہے
بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا اِلٰى بَعْضٍ۔ طرف بعض کی هَلْ۔ کیا يَرٰىكُمْ۔ دیکھتا ہے تمہیں
مِّنْ اَحَدٍ۔ کوئی ثُمَّ۔ پھر انْصَرَفُوْا۔ پھر جاتے ہیں صَرَفَ۔ پھیر دیے
اللّٰهُ۔ اللہ نے قُلُوْبَهُمْ۔ ان کے دل بِاَنَّهُمْ۔ اس لیے کہ وہ قَوْمٌ۔ قوم ہیں
لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ بے سمجھ لَقَدْ۔ بے شک جَآءَكُمْ۔ آیا تمہارے پاس رَسُوْلٌ۔ رسول
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں سے عَزِيْزٌ۔ گراں ہے عَلَيْهِ۔ اس پر
مَا عَنِتُّمْ۔ جو تکلیف پاؤ تم حَرِيْصٌ۔ حرص رکھنے والا عَلَيْكُمْ۔ تم پر بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں پر
رَءُوْفٌ۔ مہربان رَّحِيْمٌ۔ رحم کرنے والا فَاِنْ۔ پس اگر تَوَلَّوْا۔ وہ پھر جائیں
فَقُلْ۔ تو کہہ حَسْبِىَ۔ کافی ہے مجھے اللّٰهُ۔ اللہ لَآ اِلٰهَ۔ نہیں کوئی معبود
اِلَّا هُوَ۔ مگر وہی عَلَيْهِ۔ اسی پر تَوَكَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا وَهُوَ۔ اور وہ
رَبُّ۔ رب ہے الْعَرْشِ۔ عرش الْعَظِيْمِ۔ بڑے کا۔

مختصر تفسیر اردو رکوع سولہ سورۂ توبہ پ ۱۱

"اے ایمان والو! جہاد کرو ان سے جو تمہارے قریب ہیں کافر اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں جہاد کا فرض سے واجب فرمایا گیا اور يَلُوْنَكُمْ یعنے قریب والوں سے یہ قید اتفاقی ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا مفہوم عام ہے قریب والے ہوں یا بعید والے سب سے جہاد واجب ہے البتہ قریب والوں سے اصولاً جہاد مقدم ہے اس کے بعد جو قریب ہوں۔ درجۂ تقرب ملحوظ رکھ کر ہر کافر سے جہاد واجب ہے۔

اور پرہیز گاروں سے اللہ کا قرب بایں معنی ہے کہ وہ متقیوں کو کفار پر غلبہ دیتا ہے اور انہیں نصرت عطا فرماتا ہے اور قرب و بُعد کا اطلاق وَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ سے واضح ہے۔

اور بعض نے فرمایا اَلْمُرَادُ قَاتِلُوا الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ حَتّٰى تَصِلُوْا اِلَى الْاَبْعَدِ فَالْاَبْعَدِ وَبِذٰلِكَ يَحْصُلُ الْغَرَضُ مِنْ قِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً فَهٰذَا اِرْشَادٌ اِلٰى طَرِيْقِ تَحْصِيْلِهٖ عَلَى الْوَجْهِ الْاَصْلَحِ وَمِنْ هُنَا قَاتَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا قَوْمَهٗ ثُمَّ انْتَقَلَ اِلٰى قِتَالِ سَائِرِ الْعَرَبِ ثُمَّ اِلٰى قِتَالِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ وَخَيْبَرَ وَاَحْزَابِهِمْ ثُمَّ اِلٰى قِتَالِ الرُّوْمِ فَبَدَاَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقِتَالِ الْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ وَجَرٰى اَصْحَابُهٗ عَلٰى سُنَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ وَصَلَ سَرَايَاهُمْ وَجُيُوْشُهُمْ اِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (روح المعانی)

قتل اقرب سے مراد یہ ہے جو پہلے قریب ہو پھر جو قریب ہو یہاں تک کہ ہر بعید سے بعید قریب سے قریب ہوگا اور اس ذریعہ سے مقصد جہاد بالمشرکین جو ہے وہ حاصل ہو جائے گا یعنی اعلاء کلمۃ الحق و زہوق باطل اور یہی بہترین صلاحیت کا پہلو ہے اور اسی وجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے مقاتلہ کیا پھر یہ قتال و جہاد تمام عرب میں منتقل ہوا پھر قریظہ، نضیر اور خیبر اور ان کے ارد گرد پہنچا پھر قتال روم تک نوبت آئی۔ تو حضور نے جہاد کی ابتداء اقرب سے کرتے ہوئے ہر ابعد کو قریب فرمایا یہی طریقہ صحابہ کرام کا سنت مصطفٰی کے مطابق رہا یہاں تک کہ اسلامی لشکر وہاں تک پہنچا جہاں تک اللہ نے چاہا۔

اور وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً یعنی چاہیئے کہ کافر تم میں سختی پائیں۔

اس کے متعلق ابن عباس فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ مِنَ الشِّدَّةِ مَا يَشْمَلُ الْجُرْاَةَ وَالصَّبْرَ عَلَى الْقِتَالِ وَالْعُنْفَ فِي الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔ شدت سے مراد جرأت اور صبر قتال میں اور سختی مقاتلہ اور قید وغیرہ میں ہے۔

"وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ" اور جب کوئی سورۃ اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی؟۔

یعنی جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے یعنی منافقین میں سے کوئی کہنے لگا بطریق استہزاء اپنے ساتھیوں سے تاکہ وہ نفاق میں مضبوط ہوں اور مسلمانوں پر ایسا اثر ڈالیں کہ اسلام سے رک کر ان کی راہ پر آجائیں تو اس کا جواب اس طرح ارشاد ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے انہیں ان کی گندہ خیالی پر اور گندگی بڑھائی"۔

یعنی جو ان پر نازل ہوا تھا اس کے انکار نے وبال میں گرفتار تھے اب جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی وجہ سے مزید وبال میں مبتلا ہیں۔

"اور وہ کفر پر ہی مر گئے کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر سال ایک یا دو بار پھر نہ توبہ ہی کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں"

یعنی کیا منافق اندھے ہیں کہ ہر سال ایک یا دو بار امراض و شدائد اور قحط میں مبتلا ہوتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے۔

"اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو دیکھتا ہے بعض ان کا بعض کی طرف اور آنکھوں کے اشارہ سے بھاگ نکلنا چاہتے ہیں" (اور آپس میں کہتے ہیں) کیا تمہیں کوئی دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں پلٹ دیے اللہ نے ان کے دل اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں"۔

اگر کسی کو دیکھتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے تو بیٹھ جاتے ہیں ورنہ نکل کر بھاگ جاتے ہیں اپنے کفر کی طرف اس وجہ سے کہ انہیں اپنے نفع و ضرر کی کچھ سمجھ نہیں۔

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول"

جن کا نام نامی اسم گرامی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو قریشی، عربی، مدنی ہیں جن کے حسب و نسب کو تم خوب جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سب میں عالی نسب والا حسب ہیں اور تم ان کی صداقت و امانت زہد و تقوی، تقدیس و طہارت اور حسن اخلاق کے قائل ہو۔

ایک قراءت میں اَنْفَسِکُمْ بفتح فا بھی ہے۔ اس کے معنی ہوتے ہیں تم میں سب سے نفیس اور اشرف و افضل۔

اس آیۂ کریمہ میں حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رونق افروزی اور آپ کے حسب مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت کا بیان قیام فرما کر سنایا۔ چنانچہ آلوسی نقل فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ بَلَغَهٗ بَعْضُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ مَنْ اَنَا قَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَجَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ فِرْقَتِہٖ وَجَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً وَجَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا وَاَنَا خَیْرُکُمْ بَیْتًا وَخَیْرُکُمْ نَفْسًا۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ وَغَیْرُہٗ عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ کِنَانَۃَ قُرَیْشًا وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ۔

وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَیْنِ اِلَّا جَعَلَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ خَیْرِھِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ فَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِنْ عُھْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِّنْ لَّدُنْ اٰدَمَ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِیْ وَاُمِّیْ فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْسًا وَخَیْرُکُمْ اَبًا (روح المعانی)

"عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ۔ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت درجہ حریص۔ مومنین پر کمال رافت و مہربانی فرمانے والے تو اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب لبیب جناب مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو اسم مبارک عطا فرما کر مشرف کیا اور رؤف و رحیم کہہ کر بتایا کہ میں کائنات پر رؤف و رحیم ہوں تو میرا حبیب مومنین کے لیے رؤف و رحیم ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ قَدَّمَ الْاَبْلَغَ مِنْھُمَا وَھُوَ الرَّاْفَۃُ الَّتِیْ ھِیَ عِبَارَۃٌ عَنْ شِدَّۃِ الرَّحْمَۃِ رِعَایَۃً لِلْفَوَاصِلِ وَھُوَ اَمْرٌ مَرْعِیٌّ فِی الْقُرْاٰنِ وَھُوَ مَبْنِیٌّ عَلٰی مَا اشْتَھَرَ بِہِ الرَّاْفَۃُ وَقِیْلَ اِنَّ الرَّاْفَۃَ الشَّفَقَۃُ وَالرَّحْمَۃُ الْاِحْسَانُ وَکَاَنَّ الرَّاْفَۃَ عَلٰی ھٰذَا مَاْخُوْذَۃٌ مِنْ رَفْوِ الثَّوْبِ لِاِصْلَاحِ شَقِّہٖ فَیَکُوْنُ فِیْ وَصْفِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا ذُکِرَ وَصْفٌ لَہٗ بِدَفْعِ الضَّرَرِ عَنْھُمْ وَجَلْبِ الْمَصْلَحَۃِ لَھُمْ وَلَمْ یَجْمَعْ ھٰذَانِ الْاِسْمَانِ لِغَیْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَزَعَمَ بَعْضُھُمْ اَنَّ الْمُرَادَ رَؤُفٌ بِالْمُطِیْعِیْنَ مِنْھُمْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَحِیْمٌ بِالْمُذْنِبِیْنَ وَقِیْلَ رَؤُفٌ بِاَقْرِبَائِہٖ رَحِیْمٌ بِاَوْلِیَائِہٖ (روح المعانی)

عرش عظیم وہ ہے کہ لَا یَعْلَمُ مِقْدَارَ عَظْمَتِہٖ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی۔

وَفِی الْخَبَرِ اِنَّ الْاَرْضَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا کَحَلْقَۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ وَکَذَا السَّمَآءُ الدُّنْیَا بِالنِّسْبَۃِ اِلَی السَّمَآءِ الَّتِیْ فَوْقَہَا وَھٰکَذَا اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ وَھِیَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْکُرْسِیِّ کَحَلْقَۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ وَھُوَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْعَرْشِ کَذَالِکَ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ لَا یُقَدِّرُ قَدْرَہٗ اَحَدٌ۔

وَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ مَوْقُوْفًا وَابْنُ السُّنِّیِّ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا اَھَمَّہٗ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

جو شخص صبح وشام سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ آخر تک پڑھ لیا کرے تو دین و دنیا کے مہمات میں اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ سَبْعَ مَرَّاتٍ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الخ لَمْ یُصِبْہُ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ وَلَا تِلْکَ اللَّیْلَۃِ کَرْبٌ وَلَا نَکْبٌ وَلَا غَرَقٌ

ابو الشیخ محمد بن کعب سے راوی ہیں کہ میں ایک سریّہ کے ساتھ ارض روم میں گیا تو ایک شخص گر گیا اور اس کی ران ٹوٹ گئی تو اسے اٹھا کر نہ لے جا سکے تو لوگوں نے اس کی سواری اس کے پاس باندھ دی اور تھوڑا سا پانی اور کھانا رکھ کر چل دیے۔ جب لوگ چلے گئے تو کسی آنے والے نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی تو میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو اسے اعنوں نے کہا جہاں تکلیف ہے وہاں ہاتھ رکھ کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ آخر تک پڑھ ہتا رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا وہ صحیح وسلامت ہو گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے آملا۔

آلوسی فرماتے ہیں یہ آیت سالہا سال سے میرے ورد میں ہے۔

آخر میں فرمایا اگر منافقین و مشرکین ایمان لانے سے اعراض کریں اور انحراف برتیں تو آپ غیر مضطرب ہو کر فرمادیں کہ میرے لیے میرا رب کافی ہے جو رب عرش عظیم ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْمَنْزِلُ الثَّالِثُ

سُوْرَةُ یُوْنُسْ

سورۂ یونس مکی ہے اس میں گیارہ رکوع اور ایک سو نو آیتیں ہیں ایک ہزار آٹھ سو بتیس کلمے اور نو ہزار ننانوے حروف ہیں۔

اس میں تین آیتیں فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ سے مکی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ یونس پ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝

کیا تعجب ہے لوگوں کو اس کا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور خوشخبری دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کے لیے سچ کا مقام ہے ان کے رب کے پاس کافر بولے یہ تو جادو ہے کھلا کھلا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمان و زمین بنائے چھ دن میں پھر عرش پر استوٰی فرمایا۔ تدبیر فرماتا ہے کام کی نہیں کوئی سفارشی مگر اس کی اجازت کے بعد۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے تو اسی کو پوجو کیا تم نہیں مانتے۔

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے وعدہ اللہ کا سچ ہے بے شک وہ ابتداءً خلق فرماتا ہے پھر لوٹنا بھی بنائے گا تاکہ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انصاف سے اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لیے پینے کو کھولتا پانی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۝ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے کفر کا۔
وہ وہ ذات ہے جس نے بنایا سورج چمکتا اور چاند چمکتا اور مقرر کیں اس کے لیے منزلیں تاکہ جانو تم برسوں کی گنتی اور حساب نہیں بنایا اللہ نے یہ مگر حق۔ مفصل بیان کرتا ہے نشانیاں علم والوں کے لیے۔
بے شک اختلاف لیل ونہار اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین میں یقیناً نشانیاں ہیں پرہیزگاروں کے لیے۔
بے شک وہ جو نہیں امید رکھتے ہمارے ملنے کی اور راضی ہوئے دنیا کی زندگی میں اور اس پر مطمئن ہیں اور وہ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔
یہ وہ ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ ان کے کسب کا
تحقیق وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہدایت دے گا ان کا رب ایمان کے سبب ان کے نیچے نہریں رواں ہیں نعمت کے باغوں ہیں۔
ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ حمد اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

حل لغات رکوع اول سورۂ یونس پ ۱۱

الٓرٰ	تِلْكَ - یہ	اٰیٰتُ - آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ - کتاب
الْحَكِيْمِ - حکمت والی کی	اَكَانَ - کیا ہے	لِلنَّاسِ - لوگوں کو	عَجَبًا - تعجب
اَنْ - یہ کہ	اَوْحَيْنَا - وحی کی ہم نے	اِلٰى رَجُلٍ - ایک آدمی کی طرف	مِّنْهُمْ - ان میں سے
اَنْ - یہ کہ	اَنْذِرِ - ڈرا	النَّاسَ - لوگوں کو	وَبَشِّرِ - اور خوشخبری سنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَّذِیْنَ۔ ان کو جو　اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے کہ　اَنَّ۔ بے شک　لَهُمْ۔ ان کے لیے
قَدَمَ۔ قدم　صِدْقٍ۔ سچا　عِنْدَ۔ نزدیک　رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
قَالَ۔ کہا　الْكٰفِرُوْنَ۔ کافروں نے　اِنَّ هٰذَا۔ بے شک یہ　لَسٰحِرٌ۔ یقیناً جادوگر ہے
مُّبِیْنٌ۔ کھلا کھلا　اِنَّ۔ بے شک　رَبَّكُمُ۔ تمہارا رب　اللّٰهُ۔ اللہ ہے
الَّذِیْ جس نے　خَلَقَ۔ پیدا کیا　السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں　وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ۔ چھ دنوں میں　ثُمَّ۔ پھر　اسْتَوٰی۔ استویٰ کیا
عَلَی۔ اوپر　الْعَرْشِ۔ عرش کے　یُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے　الْاَمْرَ۔ کام کی
مَا مِنْ۔ نہیں کوئی　شَفِیْعٍ۔ سفارشی　اِلَّا۔ مگر　مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
اِذْنِهٖ۔ اس کی اجازت کے　ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے　اللّٰهُ۔ اللہ　رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب
فَاعْبُدُوْهُ۔ سو تم اس کی عبادت کرو　اَفَلَا۔ کیا نہیں　تَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑتے تم
اِلَیْهِ۔ اس کی طرف ہے　مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا　جَمِیْعًا۔ سب کا　وَعْدَ۔ وعدہ ہے
اللّٰهِ۔ اللہ کا　حَقًّا۔ سچا　اِنَّهٗ۔ بے شک وہ　یَبْدَؤُا۔ پہلی بار پیدا کرتا ہے
الْخَلْقَ۔ مخلوق کو　ثُمَّ۔ پھر　یُعِیْدُهٗ۔ لوٹائے گا اس کو　لِیَجْزِیَ۔ تاکہ بدلہ دے
الَّذِیْنَ۔ ان کو　اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے　وَعَمِلُوا۔ اور عمل کیے　الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے　وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جو　كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے　لَهُمْ۔ ان کے لیے
شَرَابٌ۔ پینا ہے　حَمِیْمٍ۔ گرم　وَعَذَابٌ۔ اور عذاب　اَلِیْمٌ۔ دردناک
بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ　كَانُوْا۔ تھے وہ　یَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے　هُوَ۔ وہ اللہ
الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے　جَعَلَ۔ بنایا　الشَّمْسَ۔ سورج کو　ضِیَآءً۔ روشنی
وَالْقَمَرَ۔ اور چاند کو　نُوْرًا۔ نور　وَقَدَّرَهٗ۔ اور مقرر کیں اس کے لیے
مَنَازِلَ۔ منزلیں　لِتَعْلَمُوْا۔ تاکہ جانو تم　عَدَدَ۔ گنتی　السِّنِیْنَ۔ سالوں کی
وَالْحِسَابَ۔ اور حساب کرنا　مَا خَلَقَ۔ نہیں پیدا کیا　اللّٰهُ۔ اللہ نے
ذٰلِكَ۔ یہ　اِلَّا۔ مگر　بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے　یُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتا ہے
الْاٰیٰتِ۔ آیتیں　لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے　یَّعْلَمُوْنَ۔ جو جانتے ہیں　اِنَّ۔ بے شک
فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ۔ اختلاف رات　وَالنَّهَارِ۔ اور دن میں　وَمَا۔ اور جو
خَلَقَ۔ پیدا کیا　اللّٰهُ۔ اللہ نے　فِی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں　وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَاٰیٰتٍ۔ یقیناً نشان ہیں	لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے	یَّتَّقُوْنَ۔ جو ڈرتے ہیں	اِنَّ۔ بے شک
الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جو	لَا یَرْجُوْنَ۔ نہیں امید رکھتے	لِقَآءَنَا۔ ہماری ملاقات کی	وَرَضُوْا۔ اور راضی ہو گئے
بِالْحَیٰوۃِ۔ زندگانی	الدُّنْیَا۔ دنیا پر	وَاطْمَاَنُّوْا۔ اور مطمئن ہوئے	بِھَا۔ اس پر
وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ	ھُمْ۔ کہ وہ	عَنْ اٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں سے	غٰفِلُوْنَ۔ غافل ہیں
اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ	مَاْوٰىھُمُ۔ ان کا ٹھکانہ	النَّارُ۔ آگ ہے	بِمَا۔ بدلہ اس کا
کَانُوْا۔ کہ تھے وہ	یَکْسِبُوْنَ۔ کمائی کرتے	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَعَمِلُوْا۔ اور عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	یَھْدِیْھِمْ۔ ہدایت دیگا انکو
رَبُّھُمْ۔ ان کا رب	بِاِیْمَانِھِمْ۔ انکے ایمان کے سبب	تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِھِمُ۔ ان کے نیچے
الْاَنْھٰرُ۔ نہریں	فِیْ جَنّٰتِ باغوں	النَّعِیْمِ۔ نعمت والوں میں	دَعْوٰىھُمْ۔ ان کی پکار
فِیْھَا۔ اس میں	سُبْحٰنَکَ۔ پاک ہے تو	اللّٰھُمَّ۔ اے اللہ	وَتَحِیَّتُھُمْ۔ اور ان کا تحفہ
فِیْھَا۔ اس میں	سَلٰمٌ۔ سلام ہے	وَاٰخِرُ۔ اور آخری	دَعْوٰىھُمْ۔ ان کی پکار
اَنِ۔ یہ کہ	الْحَمْدُ۔ سب تعریف	لِلّٰہِ۔ واسطے اللہ کے ہے	رَبِّ۔ جو پالنے والا ہے
الْعٰلَمِیْنَ۔ سارے جہانوں کا۔			

مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ یونس پ ۱۱

"الۤرٰ قف یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا اس کا کہ ہم نے وحی فرمائی ایک مرد کو ان میں سے کہ لوگوں کو ڈرساؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے صداقت کا مقام ہے ان کے رب کے پاس کافر بولے یقیناً یہ جادوگر ہے کھلا ہوا۔"

یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اول تو اس سورۂ مبارکہ کا مکی ہونا باخبار مشہورہ ثابت ہے اور اس میں سے تین آیتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اول فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی دوسری اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تیسری وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ۔ یہ تین آیتیں مدنی ہیں۔

اور علامہ سخاوی اور ابن الفرس کہتے ہیں کہ اول سے چالیس آیت تک مکی ہیں باقی مدنی۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے اور ایک قول ہے کہ مدنی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن جمہور کے نزدیک پہلا قول صحیح ہے کہ اس میں تین آیتیں مدنی ہیں۔

اب الٓرٰ کی تحقیق حقیق یہ ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر حروف مقطعات ہیں ان کا مفہوم اللہ جانتا ہے یا جس پر نازل ہوا وہ۔ لیکن معنی تاویلی بعض نے کیے جیسا کہ ہم سورہ بقرہ کے الٓمٓ میں بتا چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ مِنْ الٓرٰ) عَلٰی مَارُوِیَ جَمَاعَۃٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَا اللّٰہُ اَرٰی) الٓر سے مراد ہے جسے ایک جماعت ابن عباس سے روایت کرتی ہے کہ اس کے معنی ہیں "میں اللہ ہوں اور دیکھنے والا ہوں"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی اَنَّہَا بَعْضُ الرَّحْمٰنِ وَتَمَامُہٗ حٰمٓ وَنٓ۔ یہ رحمٰن کا کچھ حصہ یہاں ہے اور حٰمٓ اور نٓ پر اس نام پاک کو تمام کیا گیا۔

قتادہ کہتے ہیں کہ الٓر اور حٰمٓ وغیرہ یہ سب اسماء قرآن ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ اسماء الٰہیہ کے حروف معلوم ہیں حروف تہجی سے۔

اکثر اس طرف گئے ہیں کہ یہ اسماء سورت ہیں یعنی یہ فرمایا گیا ہے کہ اس سورۃ کا نام یہ ہے (روح المعانی)

آگے فرمایا۔ تِلْکَ یہ اسم اشارہ ہے یعنی یہ اٰیَاتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۔ آیتیں ہیں کتاب حکمت والی کی۔

توصیف کتاب کریم بیان فرما کر اب مشرکین کے اس اعتراض کا جواب شروع ہے جو انہوں نے کیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے اس پر ارشاد ہوا

"اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْہُمْ۔ کیا لوگوں کو (یعنی کافروں کو) تعجب ہے اس پر کہ ہم نے وحی کی ایک مرد کی طرف ان میں سے"۔

یہ حکایۃً بیان فرمایا اس لیے کہ اس سے پہلے بھی اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا اور لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً۔ وغیرہ کہہ چکے تھے اور یہ تمام اعتراضات مادی ماحول کے ماتحت تھے وہ خیال کرتے تھے کہ جو رسول آئے وہ مالدار ہونا چاہیئے ورنہ باعتبار نسب تو حضور ان کے مشاہیر سے تھے۔ چنانچہ لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ بھی کہہ چکے تھے۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ کہتے تھے۔ اَلْعَجَبُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَجِدْ رَسُوْلًا یُّرْسِلُہٗ اِلَی النَّاسِ اِلَّا یَتِیْمَ اَبِیْ طَالِبٍ۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنا رسول بنانے کے لیے کوئی نہ ملا مگر یتیم ابو طالب۔

اور یہ تعجب ان کی انتہاء جہل کی بنا پر تھا۔ چنانچہ اس کا جواب بھی اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر دے دیا اور فرمایا قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا تو اگر ملائکہ زمین پر ہوتے وہی یہاں بستے اور اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر ملائکہ کو ہی رسول بنا کر بھیج

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے۔ لیکن چونکہ وہ اجسام نوری ہیں اور تم خاکی تو غیر جنس کے ساتھ تمہارا ربط ہونا ممکن نہ تھا اس لیے ہم نے رسول تمہیں میں سے بھیجا تاکہ تم مانوس ہو سکو۔

وَلَا رَیْبَ لِاَحَدٍ فِیْ اَنَّ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَدَمُ الْمُعَلّٰی مِنْ ذَالِكَ بَلْ لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْہِ غَایَاتُ الْغَایَاتِ الْقَاصِیَۃِ وَنِہَایَۃُ النِّہَایَاتِ النَّائِیَۃِ یَقُوْلُ رَائِیْہِ۔ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ　　وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ　　كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

وَكَذَا یَقُوْلُ۔

وَلَوْ صَوَّرْتَ نَفْسَكَ لَمْ تَزِدْھَا　　عَلٰی مَا فِیْكَ مِنْ كَرَمِ الطِّبَاعِ

اور جامیؒ نے کہا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور یہ نا قابل انکار حقیقت ہے جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا کہ سرکار ابد قرار رحمت دو عالم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات اعلی و بالا تمہارے ذاتی عناد و حسد سے بالاتر ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منصب جلیل غایۃ الغایات اور نہایۃ النہایات پر بھی بلندی سے متعلق ہے پر دیکھنے والا اگر حقیقت محمدیہ کو نہیں دیکھ سکا۔ مگر ظاہری حسن وجمال اور اخلاق کریمہ کے مشاہدات پر نظر ڈال کر حسانؓ کی طرح کہتا ہے۔

نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے　　حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

فیضی کہتا ہے۔

امّی و دقیقہ دانِ عالم　　بے سایہ و سائبانِ عالم

حضرت حسانؓ نے کیسی جامع صفت کی۔ فرماتے ہیں

حضور کسی آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں

اور آپ جیسا خوبصورت اب دنیا میں کوئی خاتون جننے سے قاصر ہے

آپ کی تخلیق ہر عیب سے منزہ اور مبرّا ہے !

گویا آپ ایسے پیدا ہوئے جیسا آپ کو ہونا چاہئے تھا۔

پھر فرماتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اگر آپ خود بھی اپنے سراپا اقدس کا نقشہ کھینچیں تو آپ کو اس میں کچھ بڑھانے کی ضرورت نہیں۔
جن اخلاق عالیہ پر اللہ نے آپ کو بنایا ہے انہیں کا اظہار کرنا مشکل ہے"۔
اور جو مشرکین نے آپ کو یتیم ابو طالب ہونا ظاہر کیا اس کا بطلان ان کے باطل بیان سے بھی واضح ہے اس لیے کہ یہ اصول ہی نہیں کہ یتیم ہونا مانع وحی ہو تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یتیم ہونا مانع ایحاء کیسے ہو سکتا ہے یہ محض مشرکین کے حسد سے بیان ہذیانی ہے۔
پھر یتیم ہونا تو موجب اعزاز و شرف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ موتیوں میں بھی دُرِّ یتیم کی قیمت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔
حضرت حسن سے کسی نے کہا لِمَ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتِیْمًا۔ اللہ تعالے نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یتیم کیوں بنایا؟ فَقَالَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِمَخْلُوْقٍ عَلَیْہِ مِنَّۃٌ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَہٗ هُوَ الَّذِیْ اٰوَاہُ وَاَدَّبَہٗ وَرَبَّاہُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ آپ نے جواب دیا کہ حضور کا یتیم ہونا ہی ضروری تھا تاکہ مخلوق میں سے کسی کا احسان آپ پر نہ رہے اور حضور کی تمام تربیت و تادیب اور پرورش اللہ تعالے کے ذریعہ ہو تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ نبی وہی تو ہیں جنہیں میں نے یوں پالا یوں پڑھوایا یوں ادب سکھایا۔
پھر حضور کی ذات اقدس کے رفعت کمال اور جلالت نسب اور امانت و عفت سے تو دشمن بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم نے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ فرما کر حضور کو انفس ترین خلائق بتایا اور صرف ایک جگہ نہیں متعدد مقامات پر فرمایا وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَکَذَّبُوْہُ اور رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ دعائے ابراہیم علیہ السلام ظاہر کی۔
ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ لَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا اَنْکَرَتِ الْعَرَبُ ذٰلِكَ اَوْ مَنْ اَنْکَرَ مِنْهُمْ فَقَالُوْا اَللّٰهُ تَعَالٰی اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ رَسُوْلُہٗ بَشَرًا مِّثْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ جب حضور کی بعثت ہوئی تو عرب یا ان کے اذناب منکر ہوئے اور کہنے لگے اللہ تعالے اس سے بلند ہے کہ اس کا رسول ایک بشر ہو۔ مثل حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے تو انہیں جواب دیا گیا۔
اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ کیا یہ لوگ جو مشرکین ہیں اس سے تعجب کر رہے ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کامل پر وحی فرما دی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ۔ اے محبوب آپ سے پہلے بھی ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر مرد کہ انہیں وحی کی تو جب مشرکین کا اعتراض ان کے منہ پر مار دیا گیا تو وہ بکنے لگے۔ اگرچہ رسول بشر ہی ہوتا ہے۔ مگر محمد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسرے زیادہ اس منصب کے حقدار تھے فَلَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ تو یہ قرآن طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید پر کیوں نہ نازل ہوا۔ تو اس کا جواب بشان بے نیازی دیا گیا۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ اے محبوب کیا یہ اللہ تعالٰے کی رحمت کے قسیم وقاسم ہیں (جو ایسی لایعنی باتیں بناتے ہیں) انہیں فرما دیجئے کہ ہم ہی مناصب رسالت ومعاش تقسیم فرمانے والے ہیں اور ہماری شان ارفع واعلیٰ یہ ہے کہ ؎

لَا ضِدًّا وَلَا نِدًّا وَلَا حَدًّا لِرَبِّیْ ! اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

نہ کوئی ہمارے مقابل نہ کوئی مساوی نہ ہم سے جھگڑنے والا اور نہ ہمارے حکم وغیرہ کی کوئی حد ہم ہی وہ ہیں کہ جیسے تھے آج بھی ہیں ہمیں زوال وتغیر نہیں۔

پھر فرمایا کہ انہیں نذیر عالم اور بشیر کائنات بنا کر ہم نے اس لیے بھیجا کہ ان کے ذریعہ مومنین یقین کرلیں کہ ان کا مقام صدق وصداقت ان کے رب کے پاس ہے اگرچہ اس پر بھی مشرکین ہمارے حبیب کو کھلا جادوگر کہتے پھر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور نے مومنین کو بشارت دیتے ہوئے قدم صدق کی تعریف فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا اَنَا وَعَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتِیْ۔ جنت انبیاء کرام پر اس وقت تک حرام ہے جبتک میں داخل نہ ہوجاؤں اور تمام امتوں پر حرام ہے جبتک میں اپنی امت داخل نہ کرلوں۔ چنانچہ اصل صدق کا تقتضا یہی ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں صَدَقَ فِى الْقِتَالِ اِذَا وَفَا

وَالْاَصْلُ قَدَمُ صِدْقٍ اَىْ مُحَقَّقَةٌ مُقَرَّرَةٌ وَيُضَافُ اِلَيْهِ كَمَقْعَدِ صِدْقٍ وَمُدْخَلَ صِدْقٍ وَمُخْرَجَ صِدْقٍ۔ گویا بقول شخصے "خوئے بدرا بہانہ بسیار"۔ مشرکین مکہ نے اول تو حضور کا بشر ہونا خلاف منصب رسالت قرار دیا اور اس طرح اس پر استعجاب وتحیر کا مظاہرہ کرنے لگے۔ پھر اس کے مناسب جواب قرآن پاک سے ملے اور انہیں ساکت کردیا تو حضور کے معجزات باہرہ دیکھ کر بجائے اس کے کہ ایمان لاتے دوسری کہانی شروع کردی اور کہنے لگے اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِيْنٌ یہ تو ظاہر و باہر اور ماہر جادوگر ہیں۔

غرضکہ جنہیں ایمان ملا وہ تو حقیقت محمدیہ کا عرفان حاصل کرکے قدم صدق پر آگئے اور جو مثل ابولہب اور ابوجہل وغیرہ کے تھے وہ مخالفت میں ترقی کرتے رہے۔ حسان خوب کہہ گئے

لَنَا الْقَدَمُ الْعُلْيَا اِلَيْكَ وَخَلْفَنَا لِاَوَّلِنَا فِىْ طَاعَةِ اللهِ تَابِعُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمارے قدم آپ کی طرف مضبوط اٹھ رہے ہیں اور ہمارے پیچھے ہماری اولاد بھی ہے جو اللہ کی اطاعت میں ہماری اتباع کرنے والی ہے۔

صَلِّ لِذِی الْعَرْشِ وَاتَّخِذْ قَدَمًا تُنْجِیْكَ یَوْمَ الْعِثَارِ وَالزَّلَلِ

مالکِ عرش (اللہ تعالے) کی نماز پڑھ اور ایسا مضبوط رہ کہ تجھے وہ نماز لغزشوں کے دن نجات دلا دے۔

آگے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔

"بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استویٰ فرمایا (جیسا اس کے شایان شان تھا) کام کی تدبیر فرماتا ہے"

اس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ چھ دن میں تخلیق سماء و ارض کے معنی یہی ہیں کہ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کی تخلیق کی۔ نہ یہ کہ وہ چھ دن میں ان کے بنانے کا محتاج تھا بلکہ اس کی قدرت کاملہ تو ایسی ہے کہ طرفۃ العین میں ہر معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر لا سکتا ہے۔

لیکن چونکہ ہفتہ کا حساب مہینوں کے لیے ضروری تھا اس لیے تخلیق سما و ارض کو بھی چھ دن میں پیدا فرما کر مہینے کا چوتھائی حصہ ہفتہ مقرر فرما کر عالم اسباب میں ہفتہ کا حساب مقرر کر دیا اور دنیا میں دنیا والوں پر دنیا کے لیل و نہار کی ورق گردانی ہفتہ کے ساتھ متعین ہو سکے تو فی سِتَّةِ اَیَّام محض تعیین مثالی ہے نہ کہ قدرت الٰہیہ پر اس کا کچھ اثر ہو وہ ذات اس سے بالاتر ہے۔

آلوسی اس پر لکھتے ہیں فَالْمُرَادُ مِنَ الْیَوْمِ مَعْنَاہُ اللُّغَوِیُّ وَھُوَ مُطْلَقُ الْوَقْتِ اس سے مراد یوم لغوی ہے اور مطلق وقت ہے۔

وَقِیْلَ ھِیَ مِقْدَارُ سِتَّةِ اَیَّامٍ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا وَھُوَ الْاَنْسَبُ بِالْمُقَامِ لِمَا فِیْہِ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَی الْقُدْرَةِ الْبَاھِرَةِ بِخَلْقِ ھٰذِہِ الْاَجْرَامِ الْعَظِیْمَةِ فِیْ مِثْلِ تِلْكَ الْمُدَّةِ الْیَسِیْرَةِ۔ چھ دن کی مقدار ایام دنیا سے ہے اور اللہ تعالے کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ ایسے اجرام عظیمہ اس مدت یسیرہ پیدا فرما دیے۔

وَفِیْ خَلْقِھِمَا مُدَّةً مَعَ الْقُدْرَةِ التَّامَّةِ عَلٰی اِبْدَاعِھِمَا فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ اِعْتِبَارٌ لِلنُّظَّارِ وَحَثٌّ لَھُمْ عَلَی التَّاَنِّیْ فِی الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ وَفِیْہِ اَیْضًا عَلٰی مَا صَرَّحَ بِہٖ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ دَلِیْلٌ عَلَی الْاِخْتِیَارِ

اور اس تخلیق میں چھ دن کی مدت باوجود اس قدرت کے کہ وہ چاہتا تو طرفۃ العین میں پیدا کر سکتا تھا اس حکمت یہ تھا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ قادر علی الاطلاق بھی باوجود قدرت تامہ کے چھ دن میں جو تخلیق ارض

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسما فرمارہا ہے اس میں تعلیم ہے مخلوق کو کہ ہر کام آرام و سہولت سے ہو۔

اور بعض نے یہ بھی تصریح کی کہ اپنی قدرت مطلقہ کے اظہار کے لیے چھ دن میں تخلیق سماوارض فرمائی تاکہ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ وہ مختار مطلق ہے۔ چاہتا تو دم زدن میں تخلیق فرما دیتا اور چاہا تو چھ دن میں تخلیق فرمائے۔

اور اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کی تفسیر میں جامی علیہ الرحمۃ کی تفسیر خوب ہے وہ فرماتے ہیں "پس قصد کرد بسوئے عرش"۔ یعنی پھر تخلیق عرش کی طرف قصد فرمایا۔

اور علامہ آلوسی نے بھی روح المعانی میں معقول توجیہ فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں۔

"اَلْاِسْتِوَاءُ عَلَی الْعَرْشِ" مَجَازٌ عَنِ الْمُلْكِ السُّلْطَانِ مُتَفَرِّعٌ عَنِ الْكِنَايَةِ فِيْمَنْ يَّجُوْزُ عَلَيْهِ الْقُعُوْدُ عَلَی السَّرِيْرِ يُقَالُ اِسْتَوٰی فُلَانٌ عَلٰی سَرِيْرِ الْمُلْكِ وَيُرَادُ مِنْهُ مِلْكٌ وَاِنْ لَّمْ يَقْعُدْ عَلَی السَّرِيْرِ اَصْلًا۔ استوی علی العرش مجازاً ملکیت وسلطنت کے معنی میں ہے جیسے کہتے ہیں فلاں تخت نشین ہوا۔ اس سے مراد ملکیت و سلطنت ہوتی ہے اگرچہ وہ قطعاً تخت پر نہ بیٹھے۔

اسی طرح اللہ تعالے نے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ فرما کر اظہار کیا کہ پھر ہم نے اجراء احکام شاہی فرمایا جیسا آگے ارشاد ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر فرمائی۔

پھر اسلاف امت میں اس پر بہت سی رائیں ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں۔

اِنَّ الْاِسْتِوَاءَ صِفَةٌ غَيْرُ الثَّمَانِيَةِ لَا يَعْلَمُ مَا هِيَ اِلَّا مَنْ هِيَ لَهٗ وَالْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ استواء ایک ایسی صفت ہے جس کا تعلق صفات ثمانیہ سے نہیں اسے کوئی نہیں جانتا کہ استواء کیا ہے مگر یہ جانتا ہے کہ مستوی عرش وہ ذات مستجمع صفات ہے مگر اس کی شان استواء کا درک انسان کی قوت ادراک سے بالاتر ہے اور عجز درک ادراک بھی ایک ادراک ہے۔ بنا براں ہم اس کے استواء کے مدرک ہیں مگر کیفیت استواء کے درک سے ہمارے مدرکات عاجز ہیں اور یہ بھی ایک قسم کا ادراک ہے۔

اور يُدَبِّرُ الْاَمْرَ بھی استیناف ہے۔ بیان حکمت استواء جل وعلا شانہ کا عرش پر اس لیے کہ تدبیر کے معنی لغت میں اَلنَّظْرُ فِیْ اَدْبَارِ الْاُمُوْرِ وَعَوَاقِبِهَا لِتَقَعَ عَلَی الْوَجْهِ الْمَحْمُوْدِ کے ہیں یعنی تمام امور پر ابتداء و عواقب کے لحاظ سے نظر کرنا تاکہ وہ ایک صورت محمودہ میں واقع ہوں۔

"کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد"۔ اس میں بت پرستوں کے اس دعوی کا رد ہے جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کہتے ہیں هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی یہ بت اللہ کے حضور سفارش کریں گے انہیں بتایا گیا کہ شفاعت ماذونین ہی کر سکتے ہیں ان کے سوا کوئی نہیں اور ماذون یا انبیاء کرام ہیں یا اس کے مقرب بندے یا سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون مطلق ہیں۔

"یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اسی کی عبادت کرو کیا تم نصیحت نہیں مانتے"۔

یعنی جو زمین و آسمان کا خالق ہے جو عرش کا خالق ہے جو مدبر امور ہے جس کے حکم و اجازت کے بغیر کوئی اس کے حضور سفارش کا بھی مجاز نہیں یہ سب کچھ صفات عالیہ جان کر بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

"اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے سب کا" یعنی بروز قیامت جبکہ حشر و نشر ہوگا۔

"اور اللہ کا وعدہ سچا ہے بے شک وہی پہلی بار مخلوق بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تاکہ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے انصاف سے"۔

اس آیۂ کریمہ میں حشر و نشر و معاد خلق کا بیان ہے اور منکرین حشر و نشر کا رد نہایت لطیف پیرایہ میں فرما کر ظاہر کیا کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے کہ مخلوق کو پہلی بار بنایا اس شان سے کہ اعضاء مرکبہ کو پیدا فرما کر اسے ترکیب دی پھر موت طاری فرما کر ان اجزاء کو متفرق و منتشر کیا پھر انہیں منتشر اجزاء کو ترکیب دے کر وہی انسان بعد فنا دوبارہ ظاہر ہوگا اور وہی جان جو اس کے ساتھ بدن سے متعلق تھی اسے اس بدن کی درستی کے بعد اسی بدن سے متعلق کرے گا یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اس دوبارہ پیدا فرمانے کا مقصود کیا ہے وہ یہ کہ جزائے اعمال دی جائے مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب کہ

"اسے کھولتا پانی پینے کو اور دردناک عذاب ان کے کفر کے بدلے ہیں"۔

اس کے بعد مظاہرۂ قدرت میں ایک شان قدرت اور ظاہر فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوا

"وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب مگر حق مفصل بیان کرتا ہے نشانیاں اس قوم کے لیے جو علم والی ہے"۔

سورج کا جگمگاتا اور چاند کا چمکنا باین معنی ہے کہ فَمَا كَانَ بِالذَّاتِ فَهُوَ ضِيَاءٌ وَمَا كَانَ بِالْعَرْضِ فَهُوَ نُوْرٌ وَلِكَوْنِ الشَّمْسِ نَيِّرَةً بِنَفْسِهَا نُسِبَ اِلَيْهَا الضِّيَاءُ وَلِكَوْنِ نُوْرِ الْقَمَرِ مُسْتَفَادًا مِنْهَا نُسِبَ اِلَيْهَا النُّوْرُ یعنی جو بالذات منور ہو وہ ضیاء ہے اور جو بالعرض منور ہو وہ نور ہے تو چونکہ نور شمس بنفسہ منور ہے اسے ضیاء سے منسوب کیا اور نور قمر مستفاد من الشمس ہے اسے نور سے منسوب کیا۔

اور اس کی اٹھائیس منزلیں ہیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں اور ہر برج کے لیے ۲⅓ منزلیں ہیں اور وہ اٹھائیس منزل یہ ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سرطان ۔ بطین ۔ ثریا ۔ دبران ۔ ہقعہ ہنعہ ۔ ذراع ۔ نثرہ ۔ طرف ۔ جبہہ ۔ زبرہ ۔ صرفہ ۔ عواء ۔ سماک ۔ اعزل غفرہ ۔ زبانان ۔ اکلیل ۔ قلب ۔ شوکہ ۔ نعائم ۔ بلدہ ۔ سعد الذابح ۔ سعد بلع ۔ سعد السعود ۔ سعد الاخبیہ ۔ فرغ الولد المقدم ۔ فرغ الآخر ۔ بطن الحوت ۔

اور افلاک فلاسفہ کے نزدیک نو ہیں ۔ فلک اعلیٰ کا نام فلک الافلاک پھر فلک ثوابت ۔ پھر فلک کیوان پھر فلک برجیس پھر فلک بہرام ۔ پھر فلک شمس ۔ پھر فلک زہرہ پھر فلک کاتب پھر فلک قمر ۔

پھر اس کی مختصر تصریح یوں سمجھو کہ چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے تو مہینہ اگر تیس دن کا ہو تو دو شب ورنہ ایک شب چھپتا ہے ۔

اس کو بیان کیا گیا کہ تم برسوں کی گنتی اور مہینوں کا حساب جانو ۔ اس کی مفصل بحث علامہ آلوسی نے اپنی کتاب روح المعانی میں فرمائی ہے ۔ آگے ارشاد ہے ۔

"بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین میں بے شک نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لیے ۔ بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے" یعنی قیامت کے روز اور عذاب و ثواب کے قائل نہیں " اور دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ ان کی کمائی کا" ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد ان سے اعراض کرنا ہے ۔

"بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے بدلے انہیں راہ دے گا" جنتوں کی طرف قتادہ کہتے ہیں کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوبصورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا یہ شخص کہے گا تو کون ہے وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں اور اس کے لیے نور ہوگا اور جنت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنم میں پہنچائے گا ۔

" ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ تجھے پاکی ہے" یعنی جنتیوں کی تسبیح اللہ تعالےٰ کی حمد ہوگی اور یہ ان کے لیے موجب فرحت و سرور ہوگی ۔

"اور ان کا آپس میں ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے" ۔ یعنی جنتی آپس میں بھی تحیت و تکریم سے سلام کریں گے یا ملائکہ ان کے پاس بطور مبارک بادی سلام لائیں گے ۔

"اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہو گا کہ تمام حمد اللہ تعالےٰ کے وجہ منیر کو ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا" ۔ یعنی ان کے کلام کی ابتداء تعظیم و تنزیہ الٰہی سے ہو گی اور کلام کا اختتام بھی اسی حمد پر ہو گا ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ یونس پ ۱۱

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اور اگر جلدی کرتا اللہ لوگوں کے لیے برائی بھیجنے کی جیسے بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو ان پر وعدہ پورا ہو چکا ہوتا تو ہم چھوڑتے ہیں انہیں جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی تاکہ وہ اپنی سرکشی میں اندھے رہیں۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور جب پہنچتی ہے آدمی کو تکلیف ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے کھڑے تو جب دور کر دیتے ہیں اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے گویا ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف پہنچنے میں ایسے ہی بھلے کر دکھاتے حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اور بے شک ہم نے ہلاک کیں بہت سی جماعتیں تم سے پہلے ان کے ظلم کی وجہ سے اور آئے ان میں ان کے رسول روشن دلیلوں سے اور وہ نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر ہم نے تمہیں جانشین کیا زمین میں ان کے بعد کہ ہم دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَاۤ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں روشن تو کہتے ہیں وہ جو نہیں امید رکھتے ہم سے ملنے کی کہ لاؤ اس کے سوا اور قرآن یا اس کو بدل دو فرما دیجئے مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے بدل دوں میں اسی کا پیرو ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے بڑے دن کے عذاب کا

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ

فرما دیجئے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر نہ پڑھوں اور نہ تم کو وہ اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ٥

تم میں ایک عمر کا حصہ گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک نہیں فلاح پائیں گے مجرم۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَاۤءِ شُفَعَاۤؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ چیزیں جو نہ نقصان کرسکیں اور نہ نفع دیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں فرما دیجئے کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں آسمانوں میں ہے نہ زمین میں پاک ہے اس سے جو تم شرک کرتے ہو۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ٥

اور نہیں تھے لوگ مگر ایک امت تو مختلف ہوئے اور اگر نہ ہوتا تیرے رب کا حکم جو پہلے ہو چکا تو فیصلہ کر دیا جاتا اس کا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ٥

اور کہتے ہیں کہ کیوں نہ نازل ہوئی کوئی آیت اس پر اس کے رب سے تو فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ ہی کے لیے ہے تو آپ انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

حل لغات دوسرا رکوع سورہ یونس پ ۱۱

وَلَوْ۔ اور اگر	يُعَجِّلُ۔ جلدی کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے
الشَّرَّ۔ برائی	اسْتِعْجَالَهُمْ۔ ان کا جلدی چاہنا		بِالْخَيْرِ۔ بھلائی کو
لَقُضِىَ۔ تو پوری ہو جاتی	اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت	فَنَذَرُ۔ پھر چھوڑتے ہیں ہم
الَّذِيْنَ۔ ان کو	لَا يَرْجُوْنَ۔ جو نہیں امید رکھتے		لِقَاۤءَنَا۔ ہماری ملاقات کی
فِىْ طُغْيَانِهِمْ۔ ان کی سرکشی میں		يَعْمَهُوْنَ۔ پریشان	وَاِذَا۔ اور جب
مَسَّ۔ پہنچتی ہے	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو	الضُّرُّ۔ تکلیف	دَعَانَا۔ تو پکارتا ہے ہم کو
لِجَنْۢبِهٖۤ۔ اپنی کروٹ پر	اَوْ قَاعِدًا۔ یا بیٹھے	اَوْ قَاۤئِمًا۔ یا کھڑے کھڑے	فَلَمَّا۔ پھر جب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشفنا۔ کھول دی ہم نے　عنہ۔ اس سے　ضرّہ۔ اس کی تکلیف تو ہو جاتا ہے　کان۔ گویا کہ
لم یدعنا۔ نہ پکارا تھا اس نے ہم کو　الٰی۔ طرف　ضرٍّ۔ تکلیف کی
مسّہ۔ جو پہنچی تھی اسے　کذٰلک۔ اسی طرح　زیّن۔ زینت دیے گئے　للمسرفین۔ زیادتی کرنیوالوں کیلئے
ماکانوا۔ جو تھے وہ　یعملون۔ عمل کرتے　ولقد۔ اور بے شک　اھلکنا۔ ہم نے ہلاک کیے
القرون۔ کئی زمانے　من قبلکم۔ تم سے پہلے　لمّا۔ جب کہ
ظلموا۔ انہوں نے ظلم کیا　وجاءتھم۔ اور آئے ان کے پاس　رسلھم۔ ان کے رسول
بالبیّنٰت۔ کھلے دلائل لے کر　وما۔ اور نہیں　کانوا۔ تھے وہ
لیؤمنوا۔ کہ ایمان لاتے　کذٰلک۔ اسی طرح　نجزی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم　القوم۔ قوم
المجرمین۔ گنہگار کو　ثمّ۔ پھر　جعلنا۔ بنایا ہم نے　کم۔ تم کو
خلٰئف۔ جانشین　فی الارض۔ زمین میں　من بعدھم۔ ان کے بعد
لننظر۔ تاکہ دیکھیں ہم　کیف۔ کیسے　تعملون۔ عمل کرتے ہو تم　واذا۔ اور جب
تتلٰی۔ پڑھی جاتی ہیں　علیھم۔ ان پر　اٰیٰتنا۔ ہماری آیتیں　بیّنٰت۔ کھلی کھلی
قال۔ کہا　الذین۔ ان لوگوں نے جو　لا یرجون۔ نہیں امید رکھتے　لقاءنا۔ ہماری ملاقات کی
ائت۔ لے آ　بقراٰنٍ۔ قرآن　غیر۔ سوا　ھٰذا۔ اس کے
او۔ یا　بدّلہ۔ بدل دے اس کو　قل۔ کہہ　مایکون۔ نہیں ہے
لی۔ واسطے میرے　ان۔ یہ کہ　ابدّلہ۔ بدلوں میں اس کو　من تلقاءِ۔ طرف
نفسی۔ اپنے نفس سے　ان۔ نہیں　اتّبع۔ پیروی کرتا میں　الّا ما۔ مگر جو
یوحٰی۔ وحی کی جاتی ہے　الیّ۔ میری طرف　انّی۔ بے شک میں　اخاف۔ ڈرتا ہوں
ان۔ اگر　عصیت۔ میں نافرمانی کروں　ربّی۔ اپنے رب کی　عذاب۔ عذاب
یوم۔ دن　عظیم۔ بڑے سے　قل۔ کہہ　لوشاء۔ اگر چاہتا
اللہ۔ اللہ تو　ما تلوتہ۔ نہ پڑھتا میں اسکو　علیکم۔ تم پر　ولا۔ اور نہ
ادرٰکم۔ وہ معلوم کراتا تم کو　بہ۔ یہ قرآن　فقد۔ تو بے شک　لبثت۔ میں ٹھہرا ہوں
فیکم۔ تم میں　عمرا۔ ایک عمر　من قبلہ۔ اس سے پہلے　افلا۔ کیا نہیں
تعقلون۔ سمجھتے تم　فمن۔ پھر کون　اظلم۔ زیادہ ظالم ہے　ممّن۔ اس سے جو
افترٰی۔ باندھے　علی اللہ۔ اللہ پر　کذبا۔ جھوٹ　او۔ یا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَذَّبَ۔ جھٹلائے بِاٰيٰتِهٖ۔ اس کی آیتوں کو اِنَّهٗ۔ بے شک وہ لَا يُفْلِحُ۔ نہیں خلاصی پاتے
الْمُجْرِمُوْنَ۔ گنہ گار وَيَعْبُدُوْنَ۔ اور پوجتے ہیں۔ مِنْ دُوْنِ۔ سوا
اللّٰهِ۔ اللہ کے مَا لَا۔ اس کو جو نہیں يَضُرُّهُمْ۔ نقصان دیتا انکو وَلَا۔ اور نہ
يَنْفَعُهُمْ۔ نفع دیتا ان کو وَيَقُوْلُوْنَ۔ اور کہتے ہیں۔ هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ
شُفَعَآؤُنَا۔ سفارشی ہیں ہمارے عِنْدَ۔ پاس اللّٰهِ۔ اللہ کے
قُلْ۔ کہہ اَتُنَبِّئُوْنَ۔ کیا خبر دیتے ہو تم اللّٰهَ۔ اللہ کو بِمَا لَا۔ اس کی جو نہیں
يَعْلَمُ۔ جانتا فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں ہیں وَلَا۔ اور نہ
فِي الْاَرْضِ۔ زمین ہیں سُبْحٰنَهٗ۔ پاک ہے وہ وَتَعٰلٰى اور بلند ہے عَمَّا۔ اس سے
يُشْرِكُوْنَ۔ جو شرک کرتے ہیں وَمَا۔ اور نہیں كَانَ النَّاسُ۔ تھے لوگ اِلَّآ اُمَّةً۔ مگر جماعت
وَّاحِدَةً۔ ایک فَاخْتَلَفُوْا۔ پھر اختلاف کیا وَلَوْلَا۔ اور اگر نہ ہوتا كَلِمَةٌ۔ فیصلہ
سَبَقَتْ۔ جو پہلے گذرا مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے لَقُضِيَ۔ تو فیصلہ کر دیا جاتا بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
فِيْمَا۔ اس ہیں کہ فِيْهِ۔ تھے اس ہیں يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے وَيَقُوْلُوْنَ۔ اور کہتے ہیں
لَوْلَآ۔ کیوں نہیں اُنْزِلَ۔ اتاری گئی عَلَيْهِ۔ اس پر اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی
مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب کی طرف سے فَقُلْ۔ پھر کہہ اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں
الْغَيْبُ۔ غیب لِلّٰهِ۔ اللہ کے پاس ہے فَانْتَظِرُوْٓا۔ پس انتظار کرو اِنِّيْ۔ بے شک میں
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ یونس پ ۱۱

"اور اگر اللہ جلدی بھیجتا لوگوں پر برائی جیسی وہ بھلائی کے جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا"۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی وہ بد دعائیں جلدی قبول کر لیتا جنہیں وہ اپنے غصہ اور غضب کے موقعہ پر اپنے لیے اور اپنی اولاد اور مال کے لیے کرتے ہیں کہ خدا مجھے ہلاک کر دے۔ اللہ کرے اس گھر میں خاک اڑتی رہے یہ اولاد تو مجھے تباہ کر دے گی خدا اسے فنا کر دے وغیرہ وغیرہ جسے کوسا جانا کہتے ہیں اگر وہ ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسے وہ دعاء خیر کا قبول ہونا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور کب کے ہلاک ہو چکے ہوتے لیکن اللہ تعالے اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں عجلت کرتا ہے اور دعاء بد

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے قبول کرنے میں تاخیر و تعویق فرماتا ہے یہ اس کا کرم اور رحم ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے حضور کی مخالفت میں یہ کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ الٰہی اگر یہ دین اسلام اور قرآن حق ہے تو ہم اس کی مخالفت میں چاہتے ہیں کہ ہم پر پتھر برسائے جائیں یا کوئی دردناک عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور کفار کو بتایا کہ تمہاری بد دعا کے قبول میں اگر ہم عجلت کرتے تو تمہارا سب معاملہ ختم ہو چکا ہوتا۔

"تو ہم انہیں چھوڑتے اور مہلت دیتے ہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ اپنی سرکشی میں اندھا دھند بھٹکتے رہیں"۔

اور مہلت ہماری رحمت ہے ورنہ آن واحد میں ان کی ہلاکت ہو چکی ہوتی۔

"اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے پکارتا ہے ہمیں لیٹے ہوئے اور بیٹھے بیٹھے اور کھڑے کھڑے"۔

یعنی انسان کی جنس سے کافروں کا یہ حال ہے اور یہ دعا جب تک دفع بلا نہ ہو برابر رہتی ہے۔

"تو جب ہم دور کر دیتے ہیں اس کی تکلیف کو تو ایسا چل دیتا ہے گویا کبھی کسی کو تکلیف کے وقت پکارا ہی نہ تھا"۔

اور وہی اپنا طریقہ کفر جاری کر لیتا ہے اور اس تکلیف کی کیفیت کو بھول جاتا ہے۔

"ایسے ہی بھلا کر دکھائے ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام"۔

یعنی انسان بلا کے وقت بہت ہی اضطراب میں آکر ہماری طرف جھکتا ہے مگر اتنا ناشکرا ہے کہ دفع بلا کے بعد سب بھول جاتا ہے اور شکر بھی ادا نہیں کرتا بلکہ اپنی سابقہ بداعمالی کی طرف لوٹ جاتا ہے یہ تو حال بتایا کفار اور فساق اور فجار کا لیکن خالص الایمان مومنین تکلیف میں صابر اور آرام میں شاکر رہتے ہیں اور راضی برضا شاکر بقضا ہوتے ہیں۔ ان کے لب پر شکوہ نہیں آتا۔

"اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہ اور فرقے ہلاک کر دیے جب وہ ظلم کرنے لگے"۔

یعنی کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔

"تو اول اول ان پر ان کے لیے رسول آئے روشن دلیلیں لے کر"۔

لیکن وہ نہ مانے اور ان کی تصدیق نہ کی۔

"اور وہ ایسے نہیں تھے کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں ان کا جانشین کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی وہ آیتیں جن میں بت پرستی کی مذمت اور توحید کی منقبت ہوتی ہے اور شرک پر سزا کا وعدہ۔

"تو کہتے ہیں وہ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ اس کے سوا اور قرآن لاؤ یا اسی کو بدل دو"۔

یعنی وہ کافر جو قیامت اور حساب آخرت سے منکر ہیں وہ ایسا قرآن چاہتے تھے جس میں بت پرستی کی مذمت نہ ہو۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ کفار کی ایک جماعت بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کو بدل کر اور قرآن لائیں اور وہ ایسا ہو جس میں لات وعزیٰ نائلہ، منات اور سائلہ ہمارے بتوں کی مذمت نہ ہو ان کی عبادت کی مخالفت و ممانعت نہ ہو اور اگر ایسا قرآن نازل نہیں ہو سکتا تو آپ خود بنا دیجئے یا اس قرآن کو بدل دیجئے اس میں ہماری مرضی کے احکام داخل کر دیجئے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان اگر مخالفت ہے تو یہی ہے ہم آپ کی اتباع سے منحرف نہیں ہم ایمان لے آئیں گے۔ یہ گفتگو ان کی یا بطور تمسخر و استہزا تھی یا وہ حضور کا امتحان چاہتے تھے یعنی اگر حضور نے ہماری مرضی کے موافق دوسرا قرآن پیش کر دیا تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ کلام ربانی نہیں تھا تو اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے دیا۔

"فرما دیجئے مجھے یہ حق نہیں اور نہ اختیار ہے کہ میں اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اس کا پیرو ہوں جو میری طرف وحی آتی ہے"۔

یعنی میں اس میں تمہاری خواہش کا اتباع کر کے کسی قسم کے تغیر و تبدل کا مجاز نہیں بلکہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی بھی نہیں کر سکتا اس لیے کہ یہ میرا کلام نہیں کلام الٰہی ہے۔

"میں ڈرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کا عذاب آ رہا ہے۔ فرما دیجئے اگر اللہ چاہتا تو میں اس قرآن کو تم پہ نہ پڑھتا نہ تمہیں اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں"۔

یعنی اس قرآن پاک کی تلاوت بھی اللہ کی مرضی سے ہے میں چالیس سال تک تم میں رہا مگر میں تمہارے پاس کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہ سنایا۔ علاوہ ازیں تم میری عمر میں مطالعہ اچھی طرح کر چکے ہو میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا۔ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں باوجود اس کے یہ کتاب عظیم لایا جو فصاحت میں بے مثل، بلاغت میں یکتا جامعیت احکام میں بے ہمتا ہے اس کتاب مقدس میں نفیس علوم اور اصول و فروع کا بیان ہے۔ احکام و آداب ہیں۔ مکارم اخلاق کی تعلیم کے ساتھ اخبار غیبی بھرے ہوئے ہیں جس سے ہر ذی عقل پر اظہر من الشمس ہو گیا کہ ایسی جامع کتاب بغیر وحی ممکن ہی نہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیضی اسی بنا پر نعت میں کہہ گیا ؎

امّی و دقیقہ دانِ عالم ۔۔۔ بے سایہ و سائبانِ عالم

پھر آگے ارشاد ہے۔ کہ

"اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک مجرم فلاح نہیں پا سکتے اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں"

یعنے آخرت پر تو انھیں یقین ہی نہیں تو دنیوی امور میں نفع و ضرر ہی پہنچانے والی چیزیں ہوئیں۔ مگر جماد پتھر، لکڑی، ستارے یہ نفع و ضرر دنیا میں بھی پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے تو شفاعت و سفارش ان کی خدا کے حضور کیونکر ممکن ہے۔

"آپ فرما دیں کیا اللہ کو وہ بات کہتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں اس کے وجہ منیر کو پاکی ہے اور برتری ان کے شرک سے"۔

یعنی علم الٰہی محیط علی کل شئی ہے تو اگر تمہاری بات کی کچھ بھی اصلیت ہوتی تو علم الٰہی میں ضرور ہوتی مگر تمہاری بات ایسی ہے جس کا وجود ہی نہیں اور جس کا وجود ہے وہ علم الٰہی میں ہے۔

"اور لوگ نہیں تھے مگر ایک امت پھر اختلاف میں پڑ گئے"۔

یعنی تمام مخلوق ایک توحید پر اسلام میں تھی لیکن عہد آدم علیہ السلام میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے تمام اختلافات شروع کر دیے۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد نوح علیہ السلام تک سب ایک دین پر تھے اس کے بعد اختلاف ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک سب ایک دین پر تھے حتیٰ کہ عمرو بن لحی کا ظہور ہوا اس نے بتوں کی پوجا کو اختراع کیا۔ کما قال الآلوسی فی روح المعانی۔

"اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو یہیں ان کے اختلاف کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا"

یعنی اگر من جانب اللہ ہر ایک امت کے لیے ایک میعاد مقرر نہ کر دی گئی ہوتی یا جزاء اعمال قیامت کے دن پر موقوف نہ کی گئی ہوتی تو دنیا میں ہی عذاب و ثواب نظر آجاتا مگر چونکہ یوم الفصل قیامت کے دن کو رکھا گیا تو اس کا حکم مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ کے ماتحت اب تبدیلی ناممکن ہے اس لیے اختلاف کرتے رہو یوم الفصل پر تمام فیصلہ جات موقوف ہیں۔

"اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ اہل باطل کی عادت قدیمہ ہے اس پر ہی اہل مکہ کا عمل رہا وہ یہ کہ جب ان کے خلاف برہان قوی قائم ہوجائے اور وہ جواب سے عاجز ہوجائیں تو سرے سے اس برہان کو ہی ایسا چھوڑ دیتے ہیں گویا وہ ان کے آگے پیش ہی نہیں ہوا اور مطالبہ کرتے ہیں کہ کوئی دلیل لاؤ تاکہ دوسرا سننے والا سمجھے اور مغالطے میں پڑ جائے کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں پہنچی تو اس کا جواب ارشاد ہوا کہ

"آپ فرمادیں غیب تو اللہ ہی کے لیے ہے تو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔"

اے محبوب! انہیں اس کا جواب کچھ نہ دیجئے اس لیے کہ جب یہ معجزات باہرہ کے ساتھ قرآن پاک تک سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں اور بار بار دلیل دلیل کی رٹ لگا رہے ہیں تو فرما دیجئے کہ غیب بالذات تو اللہ تعالے ہی کے لیے ہے لہذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ جناب باری عز اسمہ نے

اپنے حبیب کو فرمایا کہ جب دلائل قاہرہ شق قمر، سلک شجر، نطق حجر اور قرآن کریم ان کے لیے آیات و برہان نہیں تو اب اس نشانی کا ظہور جو سزا و جزا کی صورت میں ہے وہ مشیت حق پر موقوف ہے اور یہ وہ غیب ہے کہ اللہ تعالے ہی کے پاس ہے۔ لہذا اب انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ یونس پ۱۱

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝

جب ہم مزہ دیتے ہیں لوگوں کو رحمت کا بعد کسی تکلیف کے جو انہیں پہنچتی ہے تو وہ داؤں چلتے ہیں ہماری آیتوں میں فرما دیجئے اللہ کا داؤں تیز ہے بے شک ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لکھتے رہتے ہیں تمہارے داؤں۔

هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا

وہ ذات وہ ہے جو چلاتی ہے تمہیں خشکی اور تری میں حتی کہ جب تم ہوتے ہو کشتی میں اور وہ چلتی ہے انہیں لے کر اچھی ہوا سے اس پر خوش ہوتے ہوئے آتی ہے اس پر آندھی اور آجاتی ہیں اس پر موجیں ہر طرف سے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم اس میں گھر گئے پکارتے ہیں اللہ کو اس کے خالص بندے ہو کر کہ اگر تو ہمیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

نجات دے گا اس سے تو ہم ضرور شکر گذاروں سے ہوں گے۔

تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں تو وہیں زیادتی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی تمہاری ہی جانوں پر ہے دنیا کی زندگی میں برت لو پھر ہماری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے تو ہم تمہیں جتا دیں گے جو کچھ تم کرتے ہو۔

دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسی ہے جیسے پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس سے مل کر زمین سے اگیں وہ چیزیں جنہیں آدمی کھاتے ہیں اور چارپائے حتیٰ کہ زمین نے خوب سرسبزی لے لی اور مزین و شاداب ہو گئی اور زمین والے سمجھ گئے کہ اب ہم اس پر قادر ہیں تو ہمارا حکم آیا رات یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کھا دگویا کل یہاں کوئی سبزہ ہی نہ تھا ایسے ہی ہم تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کو

اور اللہ بلاتا ہے تمہیں دار السلام کی طرف اور جسے چاہے سیدھے راہ چلاتا ہے۔

ان کے لیے بھلائی ہے جو بھلائی والے ہیں اور اس سے بھی زیادہ اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ ذلت یہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور وہ جنہوں نے کمائیں برائیاں تو برائی کا بدلہ اسی کے مثل ہے اور چڑھے گی انہیں ذلت کوئی نہیں انہیں اللہ سے بچانے والا گویا ڈھانپ لیا انہیں ان کے منہ کو اندھیری رات کے ٹکڑوں نے یہ جہنم والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○

اور جس دن اٹھائیں ہم انہیں پھر کہیں شرک والوں کو اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک تو ہم علیحدہ کر دیں گے انہیں مسلمانوں سے اور کہیں گے ان کے شریک تم نہ تھے ہمیں پوجنے والے۔

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○

تو کافی ہے اللہ گواہ ہم میں اور تم میں نہیں تھے ہم تمہاری پوجا سے باخبر۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

یہاں جان لے گی ہر جان جو آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پھیرے جاؤ گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے بے کار گئیں ان سے ان کی ساری بناوٹیں۔

حلِّ لُغات تیسرا رکوع سورۂ یونس پ ۱۱

وَاِذَا۔ اور جب	اَذَقْنَا۔ چکھاتے ہیں ہم	النَّاسَ۔ لوگوں کو	رَحْمَةً۔ رحمت
مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ۔ تکلیف کے بعد		مَسَّتْهُمْ۔ جو ان کو پہنچی	اِذَا لَهُمْ۔ تو ناگہاں وہ
مَكْرٌ۔ تدبیر کرتے ہیں	فِيْٓ اٰيَاتِنَا۔ ہماری آیتوں میں	قُلِ۔ کہہ	اللّٰهُ۔ اللہ
اَسْرَعُ۔ بہت تیز ہے	مَكْرًا۔ تدبیریں	اِنَّ۔ بے شک	رُسُلَنَا۔ ہمارے بھیجے ہوئے
يَكْتُبُوْنَ۔ لکھتے ہیں	مَا تَمْكُرُوْنَ۔ جو وہ تدبیر کرتے ہیں۔		هُوَ الَّذِيْ۔ وہ وہی ہے
يُسَيِّرُكُمْ۔ جو تمہیں چلاتا ہے		فِي الْبَرِّ۔ خشکی میں	وَالْبَحْرِ۔ اور سمندر میں
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	اِذَا كُنْتُمْ۔ جب ہوتے ہو تم	فِي الْفُلْكِ۔ کشتی میں	وَجَرَيْنَ۔ اور وہ چلتی ہیں
بِهِمْ۔ ان کو لے کر	بِرِيْحٍ۔ ساتھ ہوا	طَيِّبَةٍ۔ نرم کے	وَفَرِحُوْا۔ اور خوش ہوئے
بِهَا۔ اس سے	جَآءَتْهَا۔ آئی انکے پاس	رِيْحٌ۔ ہوا	عَاصِفٌ۔ تند و تیز
وَجَآءَهُمُ۔ اور آئی انکے پاس	الْمَوْجُ۔ موج	مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک	مَكَانٍ۔ جگہ سے
وَظَنُّوْٓا۔ اور خیال کیا انہوں نے	اَنَّهُمْ۔ کہ بیشک وہ	اُحِيْطَ۔ گھیر لیا گیا ہے	بِهِمْ۔ ان کو
دَعَوُا۔ تو پکارتے ہیں	اللّٰهَ۔ اللہ کو	مُخْلِصِيْنَ۔ خالص کرنیوالے	لَهُ الدِّيْنَ۔ اسکے لیے دین
لَئِنْ۔ اگر	اَنْجَيْتَنَا۔ نجات دے ہمکو	مِنْ هٰذِهٖ۔ اس سے	لَنَكُوْنَنَّ۔ تو ہوں گے ہم
مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ شکر گذاروں سے		فَلَمَّآ۔ پھر جب	اَنْجٰىهُمْ۔ نجات دی انکو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

إِذَا هُمْ۔ ناگہاں وہ يَبْغُوْنَ۔ سرکشی کرتے ہیں فِي الْأَرْضِ۔ زمین میں بِغَيْرِ۔ سوائے

الْحَقِّ۔ حق کے يَا أَيُّهَا۔ اے النَّاسُ۔ لوگو إِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں

بَغْيُكُمْ۔ تمہاری سرکشی عَلٰى۔ اوپر أَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں کے ہے مَتَاعَ۔ سامان ہے

الْحَيٰوةِ۔ زندگی الدُّنْيَا۔ دنیا کا ثُمَّ إِلَيْنَا۔ پھر ہماری طرف ہے

مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا فَنُنَبِّئُكُمْ۔ پھر بتائیں گے ہم تمکو بِمَا۔ جو كُنْتُمْ۔ تم

تَعْمَلُوْنَ۔ کیا کرتے تھے إِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں مَثَلُ۔ مثال الْحَيٰوةِ۔ زندگی

الدُّنْيَا۔ دنیا کی كَمَاءٍ۔ پانی کی طرح ہے أَنْزَلْنَاهُ۔ اتارا ہمنے اس کو مِنَ السَّمَاءِ۔ بلندی سے

فَاخْتَلَطَ۔ پھر مل گئی بِهٖ۔ اس کے ساتھ نَبَاتُ۔ سبزی الْأَرْضِ۔ زمین کی

مِمَّا۔ اس سے جو يَأْكُلُ۔ کھاتے ہیں النَّاسُ۔ لوگ وَالْأَنْعَامُ۔ اور چارپائے

حَتّٰى۔ یہانتک کہ إِذَا۔ جب أَخَذَتِ۔ لے لی الْأَرْضُ۔ زمین نے

زُخْرُفَهَا۔ اپنی رونق وَازَّيَّنَتْ۔ اور خوبصورت ہوگئی وَظَنَّ۔ اور خیال کیا أَهْلُهَا۔ اس کے مالکوں نے

أَنَّهُمْ۔ کہ وہ قَادِرُوْنَ۔ قادر ہیں عَلَيْهَا۔ اس پر أَتَاهَا۔ آیا اس کے پاس

أَمْرُنَا۔ ہمارا حکم فَجَعَلْنَاهَا۔ پھر بنایا ہم نے اس کو حَصِيْدًا۔ کھاد

كَأَنْ۔ گویا کہ لَمْ تَغْنَ۔ نہیں آباد تھی بِالْأَمْسِ۔ کل كَذٰلِكَ۔ اسی طرح

نُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتے ہیں ہم الْآيٰتِ۔ آیتیں لِقَوْمٍ۔ واسطے اس قوم کے

يَتَفَكَّرُوْنَ۔ جو سوچتے ہیں وَاللّٰهُ۔ اور اللہ يَدْعُوْا۔ بلاتا ہے إِلٰى۔ طرف

دَارِ السَّلَامِ۔ سلامتی کے گھر کی وَيَهْدِيْ۔ اور ہدایت دیتا ہے مَنْ يَّشَاءُ۔ جسے چاہے

إِلٰى۔ طرف صِرَاطٍ۔ راہ مُسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کی لِلَّذِيْنَ۔ واسطے انکے جنہوں نے

أَحْسَنُوا۔ نیکی کی الْحُسْنٰى۔ بھلائی ہے وَزِيَادَةٌ۔ اور زیادہ بھی وَلَا۔ اور نہ

يَرْهَقُ۔ ڈھانپے گی وُجُوْهَهُمْ۔ انکے چہروں کو قَتَرٌ۔ سیاہی وَّلَا۔ اور نہ

ذِلَّةٌ۔ ذلت أُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔ جنت والے ہیں

هُمْ۔ وہ فِيْهَا۔ اس میں خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جنہوں نے

كَسَبُوا۔ کمائی السَّيِّئٰتِ۔ برائیاں جَزَاءُ۔ بدلہ سَيِّئَةٍ۔ برائی کا

بِمِثْلِهَا۔ اسی کی مثل ہے وَتَرْهَقُهُمْ۔ اور ڈھانپے گی ان کو ذِلَّةٌ۔ ذلت

مَا لَهُمْ۔ نہیں واسطے انکے مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے مِنْ عَاصِمٍ۔ کوئی بچانے والا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَاَنَّمَا۔ گویا کہ	اُغْشِيَتْ۔ ڈھانپے گئے ہیں	وُجُوْهُهُمْ۔ ان کے چہرے	قِطَعًا۔ ایک ٹکڑے
مِّنَ الَّيْلِ۔ رات	مُظْلِمًا۔ اندھیری سے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں	اَصْحٰبُ۔ ساتھی
النَّارِ۔ آگ کے	هُمْ۔ وہ	فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں
وَيَوْمَ۔ اور جس دن	نَحْشُرُهُمْ۔ اکٹھا کریں گے ہم ان	جَمِيْعًا۔ سب کو	ثُمَّ نَقُوْلُ۔ پھر کہیں گے ہم
لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جنہوں نے	اَشْرَكُوْا۔ شرک کیا	مَكَانَكُمْ۔ ٹھہرو اپنی جگہ پر	اَنْتُمْ۔ تم
وَشُرَكَآؤُكُمْ۔ اور تمہارے شریک		فَزَيَّلْنَا۔ پھر الگ کریں گے ہم	بَيْنَهُمْ۔ ان کو
وَقَالَ۔ اور کہیں گے	شُرَكَآؤُهُمْ۔ ان کے شریک	مَّا كُنْتُمْ۔ نہیں تھے تم	اِيَّانَا۔ خاص ہماری
تَعْبُدُوْنَ۔ عبادت کرتے	فَكَفٰى۔ پھر کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ	شَهِيْدًا۔ گواہ
بَيْنَنَا۔ ہمارے	وَبَيْنَكُمْ۔ اور تمہارے درمیان	اِنْ كُنَّا۔ بے شک تھے ہم	عَنْ عِبَادَتِكُمْ۔ تمہاری پوجا سے
لَغٰفِلِيْنَ۔ یقیناً بے خبر	هُنَالِكَ۔ اس جگہ	تَبْلُوْا۔ جان لے گا	كُلُّ۔ ہر ایک
نَفْسٍ۔ آدمی	مَّا۔ جو	اَسْلَفَتْ۔ آگے بھیجا اس نے	وَرُدُّوْا۔ اور پھیرے جائیں گے
اِلَى اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف	مَوْلٰهُمُ۔ جو ان کا مالک ہے	الْحَقِّ۔ سچا	وَضَلَّ۔ اور بھول جائے گا
عَنْهُمْ۔ ان سے	مَّا كَانُوْا۔ جو تھے وہ	يَفْتَرُوْنَ۔ جھوٹ باندھتے۔	

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ یونس پ ۱۱

"اور جبکہ ہم لوگوں کو مزا دیتے ہیں" صحت اور وسعت رزق کا "بعد اس کے کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچی تھی جبھی وہ مکاریاں کرنے لگتے ہیں ہماری آیتوں کے ساتھ"۔

یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ اس تکلیف کو سوء عملی کی سزا سمجھ کر یوں کہتے اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ بِيَدَيْكَ وَالشَّرَّ لَيْسَ اِلَيْكَ۔ الٰہی تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور تمام برائیاں تیری طرف سے نہیں بلکہ ہماری بداعمالی کا بدلہ ہے۔

آیۂ کریمہ کا روئے سخن کفار مکہ کی طرف ہے جیسا کہ روایت ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْقَحْطَ سَبْعَ سِنِيْنَ حَتّٰى كَادُوْا يَهْلِكُوْنَ فَطَلَبُوْا مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْعُوَ لَهُمْ بِالْخِصْبِ وَوَعَدُوْهُ بِالْاِيْمَانِ فَلَمَّا دَعَا لَهُمْ وَرَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْغَيْثِ طَفِقُوْا يَطْعَنُوْنَ فِيْ اٰيَاتِهٖ تَعَالٰى وَيُعَانِدُوْنَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَمْكُرُوْنَهٗ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى۔

اہل مکہ پر سات برس قحط مسلط رہا حتی کہ وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو حضور سے درخواست دعا کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فراخی و وسعت پیداوار کی۔ اور وعدہ کیا ایمان لانے کا جب حضور نے دعا فرمائی اور اللہ تعالےٰ نے حضور کی وجہ سے ان پر رحم کیا تو انہوں نے لازم پکڑ لیا طعن کرنا آیات الٰہی میں۔

"خصب لغت میں خیر کثیر اور نخل کثیر کے معنی دیتا ہے۔ اور طفق کے معنی لازم پکڑنے کے ہیں" (منجد)

اور عناد شروع کر دیا حضور کی ذات اقدس سے اور داؤں گا نٹھنے لگے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی

"فرما دیجئے اللہ تعالےٰ کا داؤں یا خفیہ تدبیر سب سے زیادہ سریع ہے"

یعنی مکر کی تعریف علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَصْلُ الْمَکْرِ اِخْفَاءُ الْکَیْدِ وَالْمَضَرَّۃِ یعنی وہ خفیہ سی تدبیریں کرنے لگے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تمہاری خفیہ تدبیر تو ہوتے ہوتے پوری ہو گی مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے خفیہ مضرت سریع تر ہو گی۔

اور ان کا اس موقعہ پر مکر یہ تھا کہ اس قحط پر وسعت رزق کرنے میں بتوں اور ستاروں کا ہاتھ بتانے لگے اور حضور کی دعا کی تکذیب عناد اکرنے لگے۔ اسی وجہ میں ابو داؤد اور نسائی زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَکَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذَالِكَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔

یعنی میرے بندوں میں ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ صبح کرتے ہیں اور بعض کوکب و سیارگان سے کفر کرتے ہیں اور میرے ساتھ کفر اور کواکب پر ایمان لاتے ہیں تو جو کہے ہم پر بارش کی اللہ نے اپنے فضل سے اور رحمت سے تو یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہوا اور کواکب سے کفر کرنے والا اور جو کہے بارش ہوئی ہم پر (نوء۔ چڑھنے اور بلند ہونے کو کہتے ہیں۔ منجد) فلاں ستارہ کے چڑھنے سے تو وہ مجھ سے کافر اور کوکب کے ساتھ مومن ہے۔ (روح المعانی)

یہی وجہ ہے کہ کفر کی دو قسم ہیں ایک کفر زائل اور ایک کفر ثابت

کفر زائل کفر کفار ہے کہ عناد و جحد کی بنا پر باطل پر ایمان اور حق سے کفر کرتے ہیں آخر جب ضغطۂ موت کا وقت آتا ہے اور عذاب نظر آنے لگتا ہے تو فرعون کی طرح اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہنے لگتا ہے لیکن یہ ایمان اسے نفع نہیں دے گا۔ اس لیے کہ جب دروازۂ توبہ مسدود ہو چکا تو اس وقت یہ توبہ ہوئی اور کفر زائل ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کفر ثابت کفر مومنین ہے جو طاغوت اور شیاطین و باطل سے ہے جیسا کہ فرمایا فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

ان ہر دو کفر کی تفصیل اجمالاً سوداؔ کے اس شعر میں ہے ۔

ہوا جب کفر ثابت ہے بہ طغرائے مسلمانی ! نہ ٹوٹی شیخ سے زنار و تسبیح سلیمانی !

یہاں اس مسئلہ کا حل بھی ضروری ہے کہ تاثیر اشیاء میں ہوتی ہے ایسے ہی کواکب میں بھی اثر رکھا گیا ہے تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر کواکب کو موثر بالذات مان لیں تو یہ کفر ہے چنانچہ اشاعرہ اسی طرف ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ اَوْدَعَ فِيْهَا قُوَّةً مُّؤَثِّرَةً بِاِذْنِهٖ فَمَتٰى شَاءَ سُبْحٰنَهٗ اَثَّرَتْ وَمَتٰى شَاءَ لَمْ يُؤَثِّرْ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ السَّلَفِ۔

اللہ تعالیٰ نے اثر و قوت اشیاء میں اپنے حکم سے رکھی ہے جب چاہے اس سے اثر ظاہر فرمائے اور جب چاہے نہ فرمائے ۔ یہی مذہب سلف ہے (روح المعانی)

"بے شک ہمارے فرشتے لکھ رہے ہیں جو تم مکر گانٹھ رہے ہو"۔

اور تمہاری خفیہ چالیں کاتب اعمال فرشتے لکھ رہے ہیں ان سے تم مخفی نہیں کر سکتے اور ظاہر ہے کہ جس چیز سے کراماً کاتبین بھی واقف ہیں اس سے علیم و خبیر کیونکر بے خبر ہو سکتا ہے وہ تو علام الغیوب ہے

"وہ وہ ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں سیر کراتا ہے"۔

یعنی تمہاری چلنے پھرنے کی قوۃ بھی اسی نے تمہیں دی ہے جس سے تم قطع مسافت کرتے ہو خشکی میں پیروں سے اور سواری پر اور دریا میں کشتیوں جہازوں سے سفر کرتے ہو تو یہ اسباب سفر جو خشکی اور تری میں تمہیں قطع منازل اور طے مراحل کروا رہے ہیں یہ سب اسی ذات قادر و قیوم نے تمہیں عطا فرمائے

"حتیٰ کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوں کہ ہوا موافق ہے اور کشتی یا جہاز سلامتی سے چل رہا ہے کہ

"اچانک ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے امواج بحر نے گھیر لیا اور انہوں نے سمجھا کہ ہم گھر گئے اس وقت پکارتے ہیں اللہ کو اخلاص سے اس کے بندے ہو کر اور کہتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس بلا سے نجات دے گا تو ہم ضرور تیرے شکر گذاروں میں سے ہوں گے"۔

ریح عاصف ۔ یہ لفظ ہیں ایک ریح دوسرے عاصف ۔ علامہ راغب فرماتے ہیں وَالرِّيْحُ مَعْرُوْفٌ وَهُوَ فِيْمَا قِيْلَ اَلْهَوَاءُ الْمُتَحَرِّكُ (ریح مشہور لفظ ہے اور اس کا معنیٰ متحرک ہوا)

اور ریح بمعنی رحمت بھی آتی ہے اور بمعنی عذاب بھی ۔ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ ۔ اور يُرْسِلُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِہٖ اور بہ معنی عذاب اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا۔

لیکن ریح سے استعارۃً غلبہ کے معنی بھی لیے جاتے ہیں۔ جیسے وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اور بدبو کے معنی میں بھی بولتے ہیں رِيْحُ الْغَدِيْرِ اور خوشبو کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ کہتے ہیں۔

صاحب حلیہ فرماتے ہیں کہ ریاح کی چار قسم ہیں اور ایک ایک معہود نام ہیں۔ جیسے صَبا:۔ اسی کو قبول بھی کہتے ہیں یہ غمزدوں کو مسرور کرتی اور بدنوں کو تروتازہ کرتی ہے۔

دوسری ہوا کا نام جنوب ہے یہ بادلوں کو جمع کرتی ہے۔

تیسری قسم شمال ہے

چوتھی قسم دبور ہے۔ یہ دونوں ہوائیں بنیادیں اکھیڑ ڈالتی ہیں۔ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں اس ہوا کو ریح عقیم۔ ریح عاصف اور ریح صرصر بھی کہتے ہیں۔

تو جب ریح عاصف اور امواج بحر اسے گھیر لیتی ہیں تو وہ خالصًا مخلصًا اپنے رب کو پکارتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جیسے ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے نقل کیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَرَّ عِكْرِمَةُ بْنُ اَبِیْ جَهْلٍ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ اَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ اَخْلِصُوْا فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِیْ عَنْكُمْ شَيْئًا فَقَالَ عِكْرِمَةُ لَئِنْ لَمْ يُنْجِنِیْ فِی الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ مَا يُنْجِيْنِیْ فِی الْبَرِّ غَيْرُهٗ. اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَيْتَنِیْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ اَنْ اٰتِیَ مُحَمَّدًا حَتّٰى اَضَعَ يَدِیْ فِیْ يَدِهٖ فَلَاَجِدَنَّهٗ عَفُوًّا كَرِيْمًا قَالَ فَجَاءَ فَاَسْلَمَ

یوم فتح مکہ پر عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر کشتی میں سوار ہو گئے تو یہاں انہیں ریح عاصف اور امواج بحر نے گھیر لیا تو کشتی والے کہنے لگے اب خالص و مخلص ایمان سے دعا کرو اس لیے کہ تمہارے خودساختہ معبود تمہیں اس بلا سے مستغنی نہیں کر سکتے تو عکرمہ بولے اگر ہمارے معبود دریا میں ہمیں نجات نہیں دلا سکتے تو ہمیں خشکی میں بھی ان سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے دعا کی الٰہی بے شک اب میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اگر تو ہی ہماری نجات کا مالک ہے اگر تو نے مجھ کو اس بلا سے جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں نجات دی تو میں سید عالم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پہنچکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دونگا (یعنی ایمان واسلام پہ بیعت کرلوں گا) اس لیے کہ میں نے انہیں سراپا بخشش و کرم پایا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ اس بلا سے انھیں نجات ملی اور وہ سیدھے بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور آکر اسلام قبول کر لیا۔

ایک روایت میں ابن سعد ابن ابی ملیکہ سے یوں بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوئے اور انھیں آندھی اور امواج بحر نے گھیر لیا تو کشتی والے خالص و مخلص ہو کر توحید پر آکر اللہ تعالے کو پکارنے لگے تو عکرمہ کشتی والوں سے کہنے لگے یہ کیا کر رہے ہو تو سب نے کہا عِکْرِمَۃُ هٰذَا مَکَانٌ لَا یَنْفَعُ فِیْہِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اے عکرمہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں اللہ تعالے کے سوا کوئی بھی نفع نہیں دے سکتا تو حضرت عکرمہ بولے یہ وہ خدا ہے جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں۔ تو واپس لوٹ آؤ اور میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور اسلام لے آئے۔

اس آیت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ ایسے مخمصہ اور مصیبت میں بت پرست بھی اللہ تعالے ہی کو پکارتے ہیں۔ لیکن حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی طرح سب نجات پالینے کے بعد مومن نہیں ہو جاتے بلکہ۔ "جب انھیں اللہ بچا لیتا ہے تو جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں"

اور وعدہ خلافی پر اتر آتے ہیں کفر و معصیت پر اصرار کرنے لگتے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کو تنبیہاً منادی بنا کر ارشاد فرماتا ہے۔

"اے لوگو! تمہاری بغاوت تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے جی برت لو۔ عیش کر لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے تو جب تمہیں جتا دیں گے جو تمہارے کرتوت ہیں"۔

اس آیۂ کریمہ میں زجر و توبیخ ہے ان کی بغاوت پر چنانچہ ابو الشیخ، ابو نعیم اور خطیب اور دیلمی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جو کرنے والے پر لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اَلْمَکْرُ۔ وَالنَّکْثُ وَالْبَغْیُ (مکر اور بد عہدی اور سرکشی) اور پھر یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ۔ اور وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِہٖ اور وَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔

مکر کی تعریف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اَصْلُ الْمَکْرِ اِخْفَاءُ الْکَیْدِ وَالْمَضَرَّۃِ (روح المعانی) (خفیہ تدبیر اور تکلیف پہنچانے کو مکر کہتے ہیں)

اور نکث کی تعریف علامہ راغب فرماتے ہیں اَلنَّکْثُ نَکْثُ الْاَکْسِیَۃِ وَالْغَزْلِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّقْضِ وَاسْتُعِیْرَ لِنَقْضِ الْعَهْدِ قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ نَّکَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ۔ اِذَا هُمْ یَنْکُثُوْنَ۔

(نکث کپڑا یا سوت توڑنے پر بولا جاتا ہے جیسے نقض ٹھوس چیز کو توڑنے پر بولتے ہیں اور عہد توڑنے پر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجازاً استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا "اور اگر وہ اپنی مضبوط قسمیں توڑیں" ۔ اور ناگہاں وہ اپنے عہد توڑ دیتے ہیں)

اور بغی کی تعریف میں فرماتے ہیں ۔ اَلْبَغْیُ طَلَبُ تَجَاوُزِ الْاِقْتِصَادِ فِیْمَا یَتَحَرّٰی تَجَاوُزَہٗ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَۃَ مِنْ قَبْلُ ۔ یَبْغُوْنَکُمُ الْفِتْنَۃَ ۔ البغی کا معنی ہے درمیانی روش سے تجاوز کرنے کی خواہش کرنا ۔ اللہ تعالے نے فرمایا اس سے پہلے انہوں نے فتنہ بپا کرنا چاہا ۔ وہ تم میں فتنہ ڈالنا چاہتے ہیں ۔)

وَالْبَغْیُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ ۔ اَحَدُھُمَا مَحْمُوْدٌ وَھُوَ تَجَاوُزُ الْعَدْلِ اِلَی الْاِحْسَانِ وَالْفَرْضِ اِلَی التَّطَوُّعِ وَالثَّانِیْ مَذْمُوْمٌ وَھُوَ تَجَاوُزُ الْحَقِّ اِلَی الْبَاطِلِ اَوْ تَجَاوُزُہٗ اِلَی الشُّبَہِ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْحَقُّ بَیِّنٌ وَالْبَاطِلُ بَیِّنٌ وَبَیْنَ ذٰلِکَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِہَاتٌ وَمَنْ رَتَعَ حَوْلَ الْحِمٰی اَوْشَکَ اَنْ یَّقَعَ فِیْہِ

بغی ۔ محمود و مذموم دونوں معنی میں مستعمل ہے ۔ عدل سے متجاوز ہو کر احسان کی طرف جانا فرض و حقوق عباد ادا کر کے اس کی تطوعاً خدمت کرنا یہ تو اچھی صورت میں بغی ہے

اور مذموم حق سے تجاوز کر کے باطل کی طرف جانا اور شبہات میں الجھ کر حق سے انحراف کرنا یہ برے معنی میں استعمال ہے

آنحضرت نے فرمایا حق ظاہر ہے اور باطل بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جو چراگاہ کے ارد گرد چرائے گا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے ۔

آگے ارشاد ہے ۔

" دنیا کی زندگی کی ایسی مثال ہے جیسے ہم نے پانی آسمان سے اتارا تو اس کے سبب سے زمین سے سبزہ اگا جسے آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں"

یعنی پھل اور غلہ اور کرطب اور گھاس وغیرہ ۔

"حتیٰ کہ جب زمین نے اپنی شادابی اور سبزہ کافی لے لیا ۔ لہلہا اٹھی ۔ اور خوب پھل پھول سے آراستہ ہو گئی" اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو گئیں ۔

"اور کسان اس کے مالک یقین کر چکے کہ یہ ہمارے قبضہ میں آ گئی ہمارا حکم اس پہ آیا رات یا دن میں"

یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا بجلی کی شکل میں یا اولے برسنے سے یا آندھی چلنے کی صورت میں ۔

"تو ہم نے اسے کر دیا حصید گویا کل تھی ہی نہ ۔ ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کو"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصید عربی میں حصد سے ہے اور حصد کہتے ہیں قطع زراعت کو۔ وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ تو یہ حصاد محمود ہے اور فَجَعَلْنٰھَا حَصِیْدًا یہ حصاد علی سبیل الافساد ہے یعنی تمام کھیتی تباہ ہو کر کھاد ہی بن کر رہ گئی۔

اور زخرف سے زُخْرُفَھَا فرمایا جس کے معنی حسن و بہجت کے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَلزُّخْرُفُ الذَّھَبُ اُسْتُعِیْرَ لِلنَّضَارَۃِ زخرف اصل میں سونے کے لیے لغت ہے اس سے استعارہ کیا گیا نضارۃ و بہجت سے۔ آگے ارشاد ہے۔

"اور اللہ بلاتا ہے دارالسلام کی طرف"

پہلی آیت میں ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل بیان فرمائی جو دنیا کے چاہنے والے ہیں اور آخرت کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں مثال سبزہ کی دے کر ذہن نشین کیا کہ دنیوی زندگی ایک سبز باغ ہے اس کے حاصل کرنے کی فکر میں جب انسان اپنی عمر ضائع کر دیتا ہے اور اسے اتنا حاصل کر لیتا ہے کہ مطمئن ہو کر نشہ کامیابی میں بدمست ہو جاتا ہے تو مفاجئتاً اسے موت آکر گھیر لیتی ہے اور وہ حاصل شدہ فانی نعمتوں سے بے معنی لذتوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کف افسوس ملنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے

آگے کے دن چلے گئے اور ہر سے کہا نہ ہیت اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ مضامین اہل فکر کو اس لیے بتائے جاتے ہیں تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلمت شکوک و اوہام سے نجات پاکر اخروی مقام کی طرف رجوع ہوں اور اللہ تعالے تو تمہیں دارالسلام کی طرف بلانے کی دعوت دیتا ہے اور دنیا کی بے ثباتی تمہارے ذہن نشین کر کے اس طرف کی راہ نمائی کرتا ہے جو بقائی اور ابدی ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں دارالسلام سے مراد جنت ہے اور یہ اللہ تعالے کا کرم خاص ہے کہ اپنے فضل سے تمہیں اس کی دعوت دے رہا ہے اور چونکہ ہدایت و ضلالت اس کے قبضہ میں ہے اس لیے یہ ارشاد فرمایا۔

"اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔"

اور وہ سیدھی راہ دین اسلام ہے اس لیے کہ دین ہی اسلام کو قرار دیا گیا اور فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر آئے اور آپ اس وقت آرام فرما تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا حضور خواب میں ہیں بعض کہنے لگے آپ کی آنکھیں خواب میں ہیں اور دل بیدار ہے بعض کہنے لگے اس کی مثال بتاؤ تو انہوں نے کہا جس طرح کسی نے مکان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنایا اور اس میں انواع و اقسام کی نعمتیں مہیا کیں اور کسی کو کہا کہ لوگوں کو بلائے تو جس نے اس بلانے والے کی پیروی کی اور اس مکان میں داخل ہو گیا وہ ان نعمتوں سے متمتع ہو گیا اور جس نے اس بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہوا اور نہ ان نعمتوں سے متمتع ہو سکا۔

اس کے بعد فرشتوں میں گفتگو ہوئی کہ اس مثال کی تطبیق کرو۔ تاکہ سمجھ میں آسکے تو وہ کہنے لگے۔
مکان جنت ہے اور داعی الی الجنۃ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے حضور کی اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور جس نے نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ۔ تو ارشاد ہے کہ

"بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ خواری"
یہاں بھلائی والوں سے مراد اللہ کے متبع بندے ہیں اور ان کے لیے جو بھلائی ہے اس سے جنت مراد ہے اور زیادہ جو فرمایا اس سے مراد دیدار الٰہی ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالے فرمائے گا کہ کیا چاہتے ہو کہ اللہ تعالے تم پر اور عنایت فرمائے وہ عرض کریں گے الٰہی تو نے ہمارے چہرے منور کیے اور جنت میں داخل فرمایا۔ دوزخ سے ہمیں نجات دی اس سے زیادہ اور کیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ پھر ایک پردہ اٹھے گا اور دیدار الٰہی سے وہ نوازے جائیں گے اور اس نعمت کو اہل جنت تمام نعمتوں سے فزوں سمجھیں گے اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے (روح المعانی)
آگے ارشاد ہے۔

"یہ جنت والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ جنہوں نے کمائے گناہ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ہے اور ان پر چڑھی ہوئی ہو گی ذلت انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا گویا ان کے چہروں کو ڈھانپ لیا ہو گا اندھیری رات کے ٹکڑے نے یہ جہنم والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔
اس آیۂ کریمہ میں نیکی بدی کی جزا سزا کا فرق بھی ظاہر فرما دیا کہ جیسے نیکی کا بدلہ دس گنا اور سات سو گنا تک ہے۔ گناہ کا بدلہ ایسا نہیں بلکہ جتنا گناہ اتنا ہی اس کا بدلہ ہے

"اور جس دن ہم اٹھائیں گے ان سب کو پھر فرمائیں گے مشرکوں سے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک"
یعنی جب موقف حساب پر سب کو جمع کیا جائے تو مشرکوں کو ان کے بتوں کے ساتھ انہیں جمع کیا جائے تو اس وقت بت بھی اپنے پجاریوں کی پوجا سے انکار کر دیں اور قسمیں کھا کر بارگاہ رب العزت میں عرض کریں کہ ہم تو جماد محض تھے نہ سنتے تھے نہ دیکھتے نہ سمجھتے تھے اور نہ انہیں جانتے تھے کہ یہ ہمیں پوج

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے ہیں۔

"تو ہم انہیں ایمان والوں سے جدا کر دیں گے اور وہ بت کہیں مشرکوں سے تم ہمیں نہ تھے ہمیں پوجنے والے تو اللہ گواہ کافی ہے ہم ہیں اور تم ہیں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جان لے گی جو انہوں نے آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پلٹائے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور بے کار جائیں گی ان کی افتراء پردازیاں"۔

یعنی بتوں کو خدا کا شریک بنا کر افتراء باندھنا انہیں معبود ٹھہرانا۔ یہاں ضَلَّ کے معنی باطل و بے معنی کے لیے جائیں گے اور قرآن کریم ہیں۔ ضَلَّ۔ ضَالٌّ۔ ضَلَالٌ۔ تَضْلِیْلٌ۔ ضَالِّیْنَ جہاں جہاں بھی ہے۔ ہر مقام پر علیحدہ علیحدہ معنی ہیں۔ اس کی تفصیل علامہ راغب اصفہانی مفردات میں اس طرح فرماتے ہیں۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ۔ اَیْ ضَاعَ وَذَهَبَ۔ رائگاں اور سب کچھ اکارت گیا۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ ہمارے باپ محبت یوسف میں ازخود رفتہ ہیں۔

تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ۔ ہمارے باپ پرانی محبت میں ازخود رفتہ ہیں

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی۔ تمہیں ہم نے اے محبوب اپنی محبت میں ازخود رفتہ پایا تو اپنے سے ملالیا۔

قَالَ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ آدمی جو تیرا اردو غیرہ مطبخ تھا وہ میرے طمانچہ سے مرا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اپنی طاقت سے بے خبر تھا۔ یہاں ضالین بمعنی "بے خبر" آیا ہے

راغب مفردات میں فرماتے ہیں۔ ضَلَّ۔ اَلضَّلَالُ اَلْعُدُوْلُ عَنِ الطَّرِیْقِ الْمُسْتَقِیْمِ وَیُضَادُّهُ الْهِدَایَةُ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا وَقَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ كَوْنُهُمَا مُصِیْبَیْنِ فِیْ وُجُوْهٍ وَكَوْنُهُمَا ضَالِّیْنَ مِنْ وُجُوْهٍ كَثِیْرَةٍ۔

خاک میں ملنے کے معنی میں بھی آتا ہے اِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ یَعْنِیْ اسْتِحَالَةَ الْبَدَنِ۔

اَلَمْ یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ اَیْ فِیْ بَاطِلٍ۔ یعنی ان کی تدبیر کو باطل کر دیا

هَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ۔ اَیْ لَا یَقْصُدُوْنَ یہاں محض ارادہ پر لفظ ضال استعمال کیا گیا وغیر ذالک۔ مفردات راغب اصفہانی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ یونس پ۱۱

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

انہیں فرمائیے کون کوئی رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھ کا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے امور کی تو اب کہیں گے اللہ تو فرما دیجئے کہ کیوں نہیں ڈرتے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب تو کیا ہے بعد حق کے مگر گمراہی تو کہاں ٹکرا رہے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ایسے ہی ثابت ہو چکا فرمان تیرے رب کا ان پر جو فاسق ہیں تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو اول مخلوق پیدا کرے پھر فنا کے بعد دوبارہ لوٹائے۔ فرما دیجئے وہ اللہ ہے کہ اول بناتا ہے مخلوق پھر فنا کے بعد بناتا ہے تو تم کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں سے کوئی ہے کہ ہدایت کرے حق کی فرمائیے اللہ ہی ہدایت کرتا ہے حق کی تو کیا جو حق کی راہ دکھائے وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو نہیں راہ دکھا سکتا بلکہ خود راہ نمائی کا محتاج ہے تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

اور نہیں اکثر ان کے پیرو مگر نرے گمان کے بے شک گمان حق سے مستغنی نہیں کر سکتا بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے کرتوت۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور نہیں اس قرآن کی یہ شان کہ کوئی بنا سکے اللہ کے سوا لیکن وہ پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ایسا مفصل کہ اس میں شک نہیں پروردگار جہانوں کی طرف سے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا

کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے بنایا ہوا ہے فرمائیے کہ لاؤ اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کے مثل ایک سورت اور بلا لو جنہیں بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بلکہ جھٹلایا اسے جس کے علم کا احاطہ نہ کر سکے۔ اور جب نہیں لائے ہیں اس کی تاویل۔ ایسے ہی جھٹلایا تھا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے تو دیکھئے کیا ہوتا ہے انجام ظالموں کا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لائے اور ان میں سے وہ ہیں جو ایمان نہ لائے اور تمہارا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو۔

حلِ لُغات چوتھا رکوع۔ یونس پ ۱۱

قُلْ۔ فرمائیے	مَنْ۔ کون	يَرْزُقُكُمْ۔ رزق دیتا ہے تمہیں	مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین سے	اَمَّنْ۔ یا کون	يَمْلِكُ۔ مالک ہے	السَّمْعَ۔ کانوں کا
وَالْاَبْصَارَ۔ اور آنکھوں کا	وَمَنْ۔ اور کون	يُخْرِجُ۔ نکالتا ہے	الْحَيَّ۔ زندہ کو
مِنَ الْمَيِّتِ۔ مردہ سے	وَيُخْرِجُ۔ اور نکالتا ہے	الْمَيِّتَ۔ مردہ کو	مِنَ الْحَيِّ۔ زندہ سے
وَمَنْ۔ اور کون	يُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے	الْاَمْرَ۔ کام کی	فَسَيَقُوْلُوْنَ۔ سو کہیں گے
اللّٰهُ۔ اللہ	فَقُلْ۔ پھر کہہ دیجئے	اَفَلَا۔ کیا نہیں	تَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے تم
فَذٰلِكُمُ۔ پھر یہ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	رَبُّكُمُ۔ تمہارا رب	الْحَقُّ۔ سچا
فَمَاذَا۔ پھر نہیں ہے	بَعْدَ۔ بعد	الْحَقِّ۔ حق کے	اِلَّا الضَّلٰلُ۔ گمراہی
فَاَنّٰى۔ پھر کہاں	تُصْرَفُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہو	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	حَقَّتْ۔ حق ہو گئی
كَلِمَتُ۔ بات	رَبِّكَ۔ رب تیرے کی	عَلَى الَّذِيْنَ۔ ان پر جو	فَسَقُوْا۔ جو فاسق ہوئے
اَنَّهُمْ۔ بے شک وہ	لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لائیں گے	قُلْ هَلْ۔ کہہ کیا	مِنْ شُرَكَآئِكُمْ۔ تمہارے
شریکوں میں سے	مَنْ۔ کوئی ہے جو	يَّبْدَؤُا۔ پہلی بار بنائے	الْخَلْقَ۔ مخلوق
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ پھر لوٹائے اس کو		قُلِ۔ کہہ	اللّٰهُ۔ اللہ
يَبْدَؤُا۔ پہلی بار بناتا ہے	الْخَلْقَ۔ مخلوق	ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ پھر لوٹائے گا اس کو۔	

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاَنّٰى - پھر کہاں   تُصْرَفُوْنَ - پھیرے جاتے ہو   قُلْ - کہہ   هَلْ مِنْ - کیا کوئی ہے
شُرَكَآئِكُمْ - تمہارے شریکوں سے   مَنْ يَّهْدِيْٓ - جو راہ نمائی کرے   اِلَى - طرف
الْحَقِّ - حق کی   قُلِ - کہہ   اللّٰهُ - اللہ   يَهْدِيْ - راہنمائی کرتا ہے
لِلْحَقِّ - حق کی   اَفَمَنْ - کیا پھر جو   يَّهْدِيْٓ - راہ نمائی کرے   اِلَى الْحَقِّ - حق کی
اَحَقُّ - زیادہ حقدار ہے   اَنْ - یہ کہ   يُّتَّبَعَ - پیروی کیا جائے   اَمَّنْ - یا وہ جو
لَّا يَهِدِّيْٓ - نہیں راہ پا سکتا   اِلَّآ اَنْ - مگر یہ کہ   يُّهْدٰى - راہ دکھایا جائے   فَمَا لَكُمْ - پھر کیا ہے تم کو
كَيْفَ - کیسے   تَحْكُمُوْنَ - فیصلے کرتے ہو   وَمَا - اور نہیں   يَتَّبِعُ - پیروی کرتے
اَكْثَرُهُمْ - اکثر ان کے   اِلَّا ظَنًّا - مگر گمان کی   اِنَّ الظَّنَّ - بیشک گمان   لَا يُغْنِيْ - نہیں کام آتا
مِنَ الْحَقِّ - حق سے   شَيْـًٔا - کچھ بھی   اِنَّ اللّٰهَ - بیشک اللہ   عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے
بِمَا - جو کچھ   يَفْعَلُوْنَ - وہ کرتے ہیں   وَمَا كَانَ - اور نہیں ہے   هٰذَا الْقُرْاٰنُ - یہ قرآن
اَنْ - یہ کہ   يُّفْتَرٰى - بنایا جائے   مِنْ دُوْنِ - سوائے   اللّٰهِ - اللہ کے
وَلٰكِنْ - اور لیکن   تَصْدِيْقَ - تصدیق ہے   الَّذِيْ - اس کی   بَيْنَ يَدَيْهِ - جو اس سے پہلے ہے
وَتَفْصِيْلَ - اور تفصیل ہے   الْكِتٰبِ - کتاب کی   لَا رَيْبَ - نہیں شک   فِيْهِ - اس میں
مِنْ رَّبِّ - کہ رب   الْعٰلَمِيْنَ - جہانوں سے ہے   اَمْ يَقُوْلُوْنَ - کیا وہ کہتے ہیں
افْتَرٰىهُ - کہ اس کو بنایا ہے   قُلْ - کہہ   فَاْتُوْا - پھر لاؤ   بِسُوْرَةٍ - ایک سورۃ
مِّثْلِهٖ - اس کی مثال   وَادْعُوْا - اور بلاؤ   مَنِ اسْتَطَعْتُمْ - جس کو تم بلا سکتے ہو
مِّنْ دُوْنِ - سوائے   اللّٰهِ - اللہ کے   اِنْ كُنْتُمْ - اگر ہو تم   صٰدِقِيْنَ - سچے
بَلْ - بلکہ   كَذَّبُوْا - جھٹلایا انہوں نے   بِمَا - جس کو   لَمْ يُحِيْطُوْا - نہ گھیر سکے
بِعِلْمِهٖ - اس کے علم سے   وَلَمَّا - اور ابھی نہ   يَاْتِهِمْ - آئی ان کے پاس   تَاْوِيْلُهٗ - اس کی تاویل
كَذَّبَ - جھٹلایا   الَّذِيْنَ - ان لوگوں نے   مِنْ قَبْلِهِمْ - جو ان سے پہلے تھے   فَانْظُرْ - پھر دیکھ
كَيْفَ - کیسا   كَانَ - ہوا   عَاقِبَةُ - انجام   الظّٰلِمِيْنَ - ظالموں کا
وَمِنْهُمْ - اور بعض ان سے   مَّنْ يُّؤْمِنُ - ایمان لاتے   بِهٖ - اس کے ساتھ   وَمِنْهُمْ - اور بعض ان سے
مَّنْ - وہ ہیں جو   لَّا يُؤْمِنُ - نہیں ایمان لاتے   بِهٖ - ساتھ اس کے   وَرَبُّكَ - اور تیرا رب
اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے   بِالْمُفْسِدِيْنَ - فسادیوں کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو چوتھا رکوع یونس پ ۱۱

"آپ فرما دیں کہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے"
یعنی آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔
"یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا"
یعنی حواس خمسہ تمہیں کس نے دیے کس نے یہ عجائب تمہیں بخشے اور کون انہیں مدتوں تک محفوظ رکھتا ہے۔
"اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے"
یعنی انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے پرند کو انڈے سے اور انڈے کو پرند سے۔ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔
"اور کون تدبیر کرتا ہے تمام کاموں کی تو اب کہیں گے کہ اللہ"
یعنی اعتراف کریں گے اس کی قدرت کاملہ کا اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔
"تو آپ فرمائیں کہ تم کیوں نہیں ڈرتے"۔ اس کے عذاب سے "تو اللہ ہے تمہارا سچا رب" جو اس شان کی قدرت کاملہ کا مالک ہے۔ "تو کیا ہے حق کے بعد مگر گمراہی"
یعنی جبکہ ایسے براہین واضحہ اور دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ مستحق عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ماسوا سب باطل و گمراہی ہے تو پھر اس کی قدرت جان لینے کے بعد جو بھی بات ہوگی وہ گمراہی ہوگی۔
"تو کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو یوں ہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر"
یعنی ان کافروں پر جو اپنے کفر میں راسخ ہو گئے اور رب کی بات سے مراد ہے ہر امر کا لکھا ہوا قضا و قدر الٰہی یا وعید شدید لاملئن جہنم۔
"تو وہ ایمان نہ لائیں گے فرما دیجئے کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے" یعنی ان بتوں میں جنہیں تم معبود بنائے ہوئے ہیں کہ "اول بنائے پھر فنا کر کے دوبارہ بنائے"
یعنی یہ استفہام انکاری کے طور پر فرمایا کہ ایسا ان بتوں میں کوئی نہیں اور اس بات کو مشرک بھی جانتا ہے کہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔
"اے محبوب فرما دیجئے کہ اللہ ہی اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جا رہے ہو"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ایسی روشن اور واضح اور غیر مبہم دلائل قائم ہو جانے پر بھی راہ راست سے انحراف کر رہے ہو۔
"فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ راہ حق دکھائے"۔
اور رسول بھیج کر حجتیں قائم فرمائے اہل عقل کو بصیرت و نظر عطا فرما کر سیدھے راستہ کی راہ نمائی کرے اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں۔
"آپ فرما دیجئے وہ اللہ ہی ہے کہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیئے یا اس کی پیروی جو خود راہ نہ پاسکے جب تک اسے راہ نہ دکھائی جائے"۔
جیسے بت کہ کسی طرف جا ہی نہیں سکتے جب تک انہیں کوئی اٹھا کر نہ لے جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور نہ راہ حق کو پہچانیں جب تک اللہ تعالے انھیں زندگی نہ دے اور ادراک نہ بخشے تو جس کی اپنی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسرے کو کیا راہ دکھا سکتے ہیں تو ایسے جماد بے جان کو معبود بنانا اور ان کی اطاعت کرنا کس قدر باطل ہے۔
"تو تمہیں کیا ہوا کیسے حکم لگاتے ہو"۔ یہ مخاطبہ مشرکین سے ہے "اور ان میں اکثر تو پیروی نہیں کرتے مگر محض ظن اور گمان کی بے شک گمان حق کے مقابل کچھ کام نہیں دیتا بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور نہیں ہے اس قرآن کی یہ شان کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بغیر اللہ کے اتارے"۔
یہ مشرکین کے اس وہم کا جواب ہے جو انہوں نے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا کہ یہ قرآن از خود حضور نے بنا کر ہمیں خدا کا کلام کہہ کر پیش کیا ہے اور اس امر کو بھی اس آیۂ کریمہ میں واضح فرمایا کہ قرآن کریم ایسی کتاب نہیں جس کی نسبت تردد کیا جاسکے اس کی مثل بنانے سے ساری مخلوق انس و جن عاجز ہے وہ کتاب اللہ تعالے نے ہی نازل فرمائی ہے اسی لیے علی الاعلان فرما دیا گیا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔
پھر یہ بھی فرما دیا کہ یہ کتاب پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔
"اور لیکن وہ کتاب وہ ہے کہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے"۔ یعنی توریت، انجیل اور زبور کی تصدیق کرتی ہے۔ جو تمہارے آگے ہے اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے"۔ اور اس پر بھی یہ کہیں تو فرما دیجئے "کیا تم کہتے ہو کہ یہ انہوں نے (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے) بنا لیا ہے تو فرما دیجئے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو جمع کرنے کی قوت رکھتے ہو سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلاتے ہو جس کے علم پر قابو نہیں پاسکتے"
اس آیہ کریمہ میں اس امر کی تردید ہے کہ تم اپنے خیال میں یہ سب کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بلاغت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وفصاحت کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں تو وہ بھی بڑے بلاغت وفصاحت کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا وہ اور دنیا کے تمام بلغاء وفصحا کو جمع کر کے اس کا کیوں نہیں مقابلہ کرتے۔ اس لیے کہ انسان کے ہر کلام بلاغت کا مقابلہ کسی نہ کسی بلیغ نے کیا۔ دعبل، ابو العتاہیہ، ابو نواس، امرؤ القیس، ابو زید سروجی اور کون کون سے بلغاء ہو چکے۔

متنبی، حماسہ اور سبعہ معلقہ والے انہوں نے اس کے مقابلہ کی جرأت کیوں نہ کی۔ ہمارا مطالبہ سارے قرآن پاک کے مقابلہ کا نہیں ہے بلکہ ہم تو اس کے مقابلہ کی ایک سورت تم سے طلب کرتے ہیں مگر تم اس کلام پاک کو سمجھے بغیر اس کی تکذیب پر تل گئے ہو اور یہ تکذیب تمہارے جہل کی دلیل ہے کہ بغیر جانے بوجھے محض عناد کی بنا پر انکار کر رہے ہو اگر سوچتے تو جانتے کہ یہ کلام پاک ایسے علوم پر مشتمل ہے جس کا مدعیان علم وخرد احاطہ کرنے سے قاصر ہیں تو اس کی طرف جھکنا چاہئے تھا نہ کہ انکار کرنا اپنا طریقہ بنالیا۔

"اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا"۔

یعنی اس انکار کرنے سے جس عذاب کے وہ مستحق ہیں وہ ان کے سامنے نہیں آیا اور اس کی تمام وعید اس قرآن میں بیان ہو چکی ہیں۔

"ویسے ہی اگلوں نے ان سے پہلے جھٹلایا تھا"۔

محض عناد وحسد سے ان رسولوں کے معجزات وآیات دیکھ دیکھ کر بھی منکر بنے رہے اور نظر وتدبر سے کام نہ لیا۔ "تو اے محبوب دیکھئے ظالموں کا انجام کیا ہوا" کہ وہ انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا ہوئے "اور ان میں کوئی ایمان لاتا ہے اور ان میں سے کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا اور تمہارا رب خوب جانتا ہے مفسدوں کو"۔

یعنی اہل مکہ میں سے کوئی ایمان لاتا ہے اور کوئی بیلے ایمان رہتا ہے اور کفر پر اپنے عناد سے مصر رہتا ہے ایسے تمہارا رب خوب جانتا ہے اور یہ لوگ فسادی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ یونس پ۱۱

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○	اور اگر جھٹلائیں تمہیں تو فرما دیجئے میرے لیے میرے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل تم بیزار ہو میرے عملوں سے اور میں بیزار ہوں تمہارے کاموں سے
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ	اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝

کان لگاتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ ؕ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں کیا آپ ہدایت فرما دیں گے اندھوں کو اگرچہ انھیں سوجھتا نہ ہو۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

بے شک نہیں ظلم فرماتا لوگوں پر کچھ لیکن لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

اور جس دن انھیں اٹھائے گا گویا نہ رہے تھے دنیا میں مگر ایک ساعت دن سے پہچان کریں گے آپس میں کہ بے شک نقصان میں رہے وہ جو جھٹلاتے تھے اللہ سے ملنا اور نہ تھے وہ ہدایت پر۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ۝

اور اگر دکھا دیں ہم تمہیں بعض اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں یا اٹھالیں تمہیں اس سے پہلے اپنے پاس تو بہرحال ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں پر۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۝ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور ہر امت میں ایک رسول ہے تو جب آیا ان کا رسول ان کے پاس فیصلہ کر دیا جاتا ان میں انصاف کا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ؕ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ؕ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

فرمادیجئے میں اپنے جان کے برے بھلے کا بھی ذاتی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے ہر امت کے لیے ایک مدت ہے جب ان کی مدت آجائے تو نہ موخر ہوگی ایک ساعت اور نہ آگے بڑھے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۝

فرمادیجئے بھلا بتاؤ تو اگر آجائے اس کا عذاب رات میں تم پر یا دن میں تو کیا جلدی ہے اس سے مجرمونکو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات	ترجمہ
اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝	تو پھر جب واقع ہو جائے گا عذاب اس وقت ایمان لاؤ گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو تم اس کی جلدی مچا رہے تھے۔
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝	پھر کہا جائے گا انھیں جو ظالم تھے چکھو عذاب دائمی تمہیں کچھ بدلہ نہ ملے گا مگر اس کا جو تم کما چکے اور آپ سے اطلاع چاہتے ہیں کہ کیا وہ حق ہے فرما دیجئے ہاں۔ میرے رب کی قسم بے شک وہ حق ہے اور نہیں عاجز کر سکتے تم۔

حلِ لغات پانچواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

وَاِنْ۔ اور اگر	كَذَّبُوْكَ۔ وہ آپ کو جھٹلائیں		فَقُلْ۔ تو فرمائیے
لِّيْ۔ میرے لیے	عَمَلِيْ۔ میرے عمل	وَلَكُمْ۔ اور تمہارے لیے	عَمَلُكُمْ۔ تمہارے عمل
اَنْتُمْ۔ تم	بَرِيْٓـُٔوْنَ۔ بیزار ہو	مِمَّآ۔ اس سے جو	اَعْمَلُ۔ میں عمل کرتا ہوں
وَاَنَا۔ اور میں	بَرِيْٓءٌ۔ بیزار ہوں	مِّمَّا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم عمل کرتے ہو
وَمِنْهُمْ۔ اور بعض ان سے	مَّنْ۔ وہ ہے جو	يَّسْتَمِعُ۔ کان رکھتا ہے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف
اَفَاَنْتَ۔ کیا پھر تو	تُسْمِعُ۔ سنا سکتا ہے	الصُّمَّ۔ بہرے کو	وَلَوْ كَانُوْا۔ اگرچہ ہوں وہ
لَا يَعْقِلُوْنَ۔ نہ سمجھ سکتے۔		وَمِنْهُمْ۔ اور بعض ان سے	مَّنْ۔ وہ ہے جو
يَّنْظُرُ۔ دیکھتا ہے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	اَفَاَنْتَ۔ کیا پھر تو	تَهْدِي۔ راہ دکھائے گا
الْعُمْيَ۔ اندھے کو	وَلَوْ كَانُوْا۔ اگرچہ ہوں وہ	لَا يُبْصِرُوْنَ۔ نہ دیکھ سکتے۔	
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا يَظْلِمُ۔ نہیں ظلم کرتا	النَّاسَ۔ لوگوں پر
شَيْـًٔا۔ کچھ بھی	وَّلٰكِنَّ۔ اور لیکن	النَّاسَ۔ لوگ	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
يَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے ہیں	وَيَوْمَ۔ اور جس دن	يَحْشُرُهُمْ۔ ہم انکو اکٹھا کرینگے	كَاَنْ۔ گویا کہ
لَّمْ يَلْبَثُوْٓا۔ وہ نہیں ٹھہرے	اِلَّا۔ مگر	سَاعَةً۔ ایک گھڑی	مِّنَ النَّهَارِ۔ دن سے
يَتَعَارَفُوْنَ۔ پہچانتے ہونگے	بَيْنَهُمْ۔ آپس میں	قَدْ۔ بے شک	خَسِرَ۔ گھاٹا اٹھایا
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے	كَذَّبُوْا۔ جنہوں نے جھٹلایا	بِلِقَآءِ۔ ملاقات	اللّٰهِ۔ اللہ کی کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمَا۔ اور نہ كَانُوْا۔ ہوئے وہ

نُرِيَنَّكَ۔ دکھائیں ہم تجھے بَعْضَ۔ بعض

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ۔ یا ہم تجھے فوت کرلیں

ثُمَّ اللّٰهُ۔ پھر اللہ شَهِيْدٌ۔ گواہ ہے

وَلِكُلِّ۔ اور واسطے ہر ایک اُمَّةٍ۔ امت کے

جَآءَ۔ آئے گا رَسُوْلُهُمْ۔ ان کا رسول

بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے وَهُمْ۔ اور وہ

وَيَقُوْلُوْنَ۔ اور کہتے ہیں

الْوَعْدُ۔ وعدہ اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم

لَآ اَمْلِكُ۔ نہیں مالک ہیں لِنَفْسِيْ۔ اپنی جان کے

نَفْعًا۔ نفع کا اِلَّا مَا۔ مگر جو

لِكُلِّ۔ واسطے ہر ایک اُمَّةٍ۔ امت کے

جَآءَ۔ آجاتی ہے اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت

سَاعَةً۔ ایک گھڑی وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ اور نہ آگے بڑھتے ہیں

اَرَءَيْتُمْ۔ بھلا بتلاؤ اِنْ۔ اگر

بَيَاتًا۔ رات کو اَوْ نَهَارًا۔ یا دن کو

مِنْهُ۔ اس کی الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرموں کو

وَقَعَ۔ واقع ہوجائیگا اٰمَنْتُمْ۔ ایمان لاؤ گے تم

وَقَدْ۔ اور بے شک كُنْتُمْ۔ تھے تم

ثُمَّ قِيْلَ۔ پھر کہا جائیگا لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جنہوں نے

عَذَابَ۔ عذاب الْخُلْدِ۔ ہمیشہ کا

اِلَّا۔ مگر بِمَا۔ جو کچھ

وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ۔ اور پوچھتے ہیں تجھ سے

قُلْ۔ کہہ اِيْ۔ ہاں

الْحَقُّ۔ حق ہے وَمَا۔ اور نہیں

مُهْتَدِيْنَ۔ ہدایت والے وَاِمَّا۔ اور اگر

الَّذِيْ۔ اس عذاب کا نَعِدُهُمْ۔ جو ہم انکو وعدہ دیتے ہیں

فَاِلَيْنَا۔ پھر ہماری طرف ہے مَرْجِعُهُمْ۔ ان کا لوٹنا

عَلٰى مَا۔ اس پر جو وہ يَفْعَلُوْنَ۔ کرتے ہیں

رَسُوْلٌ۔ ایک رسول ہے فَاِذَا۔ پھر جب

قُضِيَ۔ تو فیصلہ ہوجائیگا بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان

لَا يُظْلَمُوْنَ۔ نہیں ظلم کیے جائیں گے

مَتٰى۔ کب ہے هٰذَا۔ یہ

صٰدِقِيْنَ۔ سچے قُلْ۔ کہہ

ضَرًّا۔ نقصان وَّلَا۔ اور نہ

شَآءَ۔ چاہے اللّٰهُ۔ اللہ

اَجَلٌ۔ ایک مدت ہے اِذَا۔ جب

فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ۔ تو نہیں پیچھے رہتے

قُلْ۔ کہہ

اَتٰىكُمْ۔ آئے تمہارے پاس عَذَابُهٗ۔ اس کا عذاب

مَّاذَا۔ تو کیا يَسْتَعْجِلُ۔ جلدی ہے

اَثُمَّ۔ کیا پھر اِذَا مَا۔ جب کہ

بِهٖ۔ اس کے ساتھ آٰلْـٰٔنَ۔ کیا اب

بِهٖ۔ اس کی تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ جلدی کرتے

ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا ذُوْقُوْا۔ چکھو

هَلْ۔ نہیں تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دئے جاؤ گے تم

كُنْتُمْ۔ تھے تم تَكْسِبُوْنَ۔ کمائی کرتے

اَحَقٌّ۔ کیا حق ہے هُوَ۔ وہ

وَرَبِّيْٓ۔ میرے رب کی قسم اِنَّهٗ۔ بے شک وہ

اَنْتُمْ۔ تم بِمُعْجِزِيْنَ۔ عاجز کرنے والے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع ۔ یونس پ۱۱

"اور اگر وہ جھٹلائیں تجھے (اے محبوب) تو کہہ دے کہ میرے عمل میرے لیے اور تمہاری کرنی تمہارے لئے"
یعنی اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ جھٹلاتے ہی رہیں اور ان کے ہدایت پر آنے کی امید منقطع ہو جائے تو انہیں آپ فرما دیں کہ ہر ایک کا عمل اپنے اپنے لیے ہے اور اس کی جزا و سزا اسے ملے گی۔ لہذا
"تم میرے عمل سے بری اور میں تمہارے عمل سے بری"۔
کسی کے عمل پر دوسرا ماخوذ نہیں ہو سکتا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہو چکا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی
یہ جواب کفار و منافقین کو بطریق زجر و توبیخ دیا گیا۔ گویا فرمایا گیا اگر تم نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا عذاب و نکال خود تم ہی پر ہے کسی دوسرے پر اس کا وبال نہیں ہو سکتا۔
"اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی سننے کے لیے کان لگاتے ہیں"۔
بعض منافقین میں سے ایسے بھی ہیں کہ آپ کا کلام سنتے ہیں مگر اپنے بغض باطنی کی وجہ سے اسے گوش قبول سے نہیں سنتے تو ایسا سننا بیکار ہے انہیں اس طرح سننے کا کوئی نفع نہیں وہ تو ایسے ہیں جنہیں
"اگر آپ سنائیں اور وہ بہرے ہوں) تو کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو"۔
اور وہ حسد و عناد میں جل کر حواس و عقل کھو چکے ہیں
"اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو آپ کی طرف تکتے ہیں"۔
اور آپ کی صداقت کے دلائل اور علامات نبوت دیکھتے ہیں لیکن اپنی جبلت کفر کے باعث آپ کی تصدیق نہیں کرتے تو ایسے دیکھنے کا انھیں فائدہ نہیں ملتا وہ دل کی بینائی سے محروم اور باطن کے اندھے ہیں
"تو کیا آپ اندھوں کو راستہ دکھا دیں گے اگرچہ وہ سوجھ بوجھ اور بصارت نہ رکھتے ہوں بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا"۔
بلکہ انہیں راہنمائی کے تمام اسباب مہیا فرماتا ہے اور روشن معجزات اپنے نبیوں کے ذریعہ دکھاتا ہے
"لیکن (جاہل، مشرک، منافق) ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں"۔
اور دلائل نبوت اور براہین پر غور نہیں کرتے اور باوجود حق واضح ہو جانے کے بھی گمراہی کی دلدل میں رہنا پسند کرتے ہیں اور ہدایت قبول نہیں کرتے۔
"اور جس دن انھیں اٹھائے گا"۔ ان کی قبروں سے اور میدان حشر میں حساب کے لیے لا کر کھڑا کیا جائے گا تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ "گویا دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک ساعت"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس لیے کہ انہوں نے طلب دنیا میں تمام عمر ضائع کی تھی اور وہ عمل جو آج کام آنا تھا یعنی اطاعتِ الٰہی اس طرف التفات ہی نہ کیا تو آج انھیں ان کی زندگی کے دن ایسے نظر آئیں گے گویا ایک ساعت ہی رہ کر حشر میں آ گئے اور اعمال صالح کر ہی نہ سکے۔

"آپس میں پہچان کرتے" یعنی قبروں سے نکلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا ہی پہچانیں گے جیسے دنیا میں جانتے تھے پھر قیامت کے احوال اور دہشتناک مناظر دیکھ کر کہیں گے۔ "بے شک" گھاٹے میں رہے" وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور نہیں تھے وہ ہدایت پر"۔ اور ہدایت ہی انھیں نجات دلانے والی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن سراسیمگی اور پریشانی کی کیفیت دمبدم بدلے گی تو ان لوگوں کی کیفیت بھی متبدل ہو گی۔ چنانچہ کبھی تو پہچانیں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور کبھی نہ پہچانیں گے اور اپنے خسران و نقصان پر کہیں گے کہ اللہ کے حضور آنے کی تکذیب کرنے والے ٹوٹے میں رہے اور آج ذلت ہوئی۔

"اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ اس میں سے" عذاب کا کچھ حصہ جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے" دنیا میں حضور کے زمانہ حیات صوری کے اندر "یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلالیں"۔ تو آپ کو آخرت میں ان کا عذاب دکھادیں گے۔ اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر و منافقین کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت و رسوائی حضور کی حیات دنیا میں بھی دکھا چکا ہے۔ چنانچہ بدر و حنین، احزاب اور خندق کے حالات اس پر شاہد ہیں اور بقیہ عذاب جو آخرت میں ان کے لیے مقرر ہے وہ بروز قیامت آپ کو دکھادیا جائے گا۔

"تو ہماری طرف ہی ان کا پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کرتوت پر"۔ یعنی ان کے خفیہ و علانیہ سب اعمال اس کے پیش نظر ہیں۔

"اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا"

یعنی ہر امت میں رسول تشریف لاکر انہیں حق کی دعوت دیتا رہا ہے اور اطاعت و ایمان کا انہیں حکم دیتا رہا ہے تو احکام الٰہی کی تبلیغ سن کر کچھ ایمان لانے کچھ منکر ہو جاتے تو قُضِیَ بَینَھُم کا یہ مطلب ہے کہ جو ایمان لے آتے انہیں نجات کی بشارت مل جاتی اور جو تکذیب کرتے ان پر عذاب الٰہی نازل ہوتا جس سے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

ایک قول اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ یہ آخرت کا بیان ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بروز قیامت ہر امت کے لیے ایک رسول ہو گا جس کی طرف وہ امت منسوب ہو گی تو جب وہ رسول موقف میں آئے گا تو جس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر اس کی شہادت ایمان پر ہوگئی وہ نجات یافتہ ہوگا اور جسے شہادت میں منکر وکافر کہا گیا وہ عذاب و وبال میں گرفتار ہوگا۔

"اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں؟"

یہ شان نزول سے ثابت ہوتا ہے کہ جب آیۂ کریمہ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي الخ میں وعید عذاب آئی تو کافروں نے بطور سرکشی وعناد کہا کہ حضور آپ سچے ہیں تو وہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا اس میں کیوں دیر ہو رہی ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالے نے یہ آیۂ کریمہ نازل کی اور فرمایا۔

"آپ فرمادیں میں اپنی جان کے بھلے برے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے"

یعنی میں اپنے ذاتی اختیار کا بھی مختار نہیں سوا اس کے کہ جس طرح یا جب اللہ چاہے مجھ سے تم پر عذاب نازل کرادے یا خود تمہیں معذب فرمائے میں اپنی اور اسلام کی دشمنی پر اپنے اختیار سے عذاب نازل کرنے کا مجاز نہیں بلکہ یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے البتہ اگر وہ چاہے کہ اس کے نبی کے ہاتھ سے ہی اس قوت کا ظہور ہو تو وہ دکھا سکتا ہے بغیر مشیت حق اپنی مرضی سے کوئی کچھ نہیں دکھا سکتا۔

"ہر امت کے لیے ایک وعدہ ہے" جس میں وہ ہلاک کی جائے گی یا عذاب اور وہ وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے "جب وہ وقت آئے گا" تو ایک ساعت مقدم و موخر نہیں ہوگا۔ "آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر آجائے رات یا دن میں تو اس عجلت میں کیا چیز ہے مجرموں کے پاس جس کے لیے عجلت کر رہے ہیں تو کیا جب عذاب واقع ہو جائے گا اس وقت ایمان لاؤ گے"

جب کہ وہ ایمان تمہیں فائدہ نہ دے گا اس لیے کہ عذاب تو آکر تمہیں ہلاک ہی کر دے گا [illegible] اب ہم ایمان لائے اس وقت ایمان لانے کا فائدہ ہی نہیں بلکہ یہ کہا جائے گا جو فرعون کو ایمان [illegible] کہا گیا اس پر قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ [illegible] اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ آٰلْــٴٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ وہی جواب تمہیں مل جائے گا۔ فرعون جب نیل میں غرق ہونے لگا تو پکارا میں [illegible] کے خدا پر ایمان لایا اور میں مسلمانوں سے ہوں تو جواب دیا گیا اب ایمان کی سوجھی اس سے پہلے [illegible] فسادی تھا وہ ہی آلْــٴٰنَ کہہ کر یہاں فرمایا گیا۔

"اب مانتے ہو پہلے تو اس عذاب کی بڑی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو اور کچھ بدلہ نہ ملے گا مگر وہ ہی جو تم کماتے تھے" یعنی دنیا میں جیسے عمل کرتے رہے ویسا ہی بدلہ تمہیں مل رہا ہے تکذیب انبیاء اور بت پرستی کا بدلہ یہی عذاب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا وہ (عذاب) حق ہے فرما دیجئے ہاں قسم بخدا بے شک وہ حق ہے اور تم اس عذاب پر عاجز نہ کرسکو گے"۔ یعنی اس کے روکنے میں کوئی قوت تمہاری تمہیں غالب نہ کرسکے گی۔

با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورہ یونس۔ پ ۱۱

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور اگر تمام جانیں ظلم کرنے والی زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتیں تو ضرور اپنی جان چھڑانے میں فدیہ دے دیتیں اور اپنی ندامت چھپاتیں دل میں جب دیکھتی عذاب اور ان میں فیصلہ کردیا گیا انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوا۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

خبردار بے شک اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں خبردار رہو سب کہ وعدہ اللہ کا حق ہے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے لوگو! بے شک تمہاری طرف آگئی نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور صحت تمہارے دلوں کی اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کو۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

فرما دیجئے اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے تو اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ بہتر ہے اس سے جو وہ دولت جمع کریں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝

فرمائیے بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا تو کرلیا تم نے اس میں سے حلال و حرام۔ فرمائیں کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اور کیا گمان ہے ان کا جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْکِتٰبَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ

کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر ان کے شکر گذار نہیں۔

حلِّ لغات چھٹا رکوع۔ سورہ یونس۔ پ۱۱

وَلَوْ۔ اور اگر	اَنَّ۔ بے شک	لِکُلِّ۔ ہو ہر ایک	نَفْسٍ۔ جان کے لیے
ظَلَمَتْ۔ جس نے ظلم کیا	مَا فِی الْاَرْضِ۔ جو کچھ زمین میں ہے		لَافْتَدَتْ۔ تو ضرور فدیہ دے
بِہٖ۔ اس کے ساتھ	وَاَسَرُّوا۔ اور چھپائیں گے	النَّدَامَۃَ۔ ندامت کو	لَمَّا۔ جب کہ
رَاَوُا۔ دیکھیں گے	الْعَذَابَ۔ عذاب	وَقُضِیَ۔ اور فیصلہ کیا جائیگا	بَیْنَہُمْ۔ ان کے درمیان
بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے	وَھُمْ۔ اور وہ	لَا یُظْلَمُوْنَ۔ نہ ظلم کیے جائینگے	اَلَا۔ خبردار
اِنَّ۔ بے شک	لِلّٰہِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا فِی السَّمٰوٰتِ۔ جو آسمانوں میں ہے	
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں	اَلَا اِنَّ۔ خبردار بے شک	وَعْدَ۔ وعدہ	اللّٰہِ۔ اللہ کا
حَقٌّ۔ سچا ہے	وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن	اَکْثَرَھُمْ۔ اکثر انکے	لَا یَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
ھُوَ۔ وہ	یُحْیٖ۔ زندہ کرتا ہے	وَیُمِیْتُ۔ اور مارتا ہے	وَاِلَیْہِ۔ اور اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ۔ لوٹائے جاؤگے	یٰۤاَیُّھَا۔ اے	النَّاسُ۔ لوگو	قَدْ۔ بے شک
جَآءَتْکُمْ۔ آئی تمہارے پاس	مَوْعِظَۃٌ۔ نصیحت	مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ تمہارے رب سے	وَشِفَآءٌ۔ اور شفا
لِّمَا۔ اس کے لیے جو	فِی الصُّدُوْرِ۔ سینوں میں ہے		وَھُدًی۔ اور ہدایت
وَرَحْمَۃٌ۔ اور رحمت	لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ واسطے مومنوں کے	قُلْ۔ کہہ	بِفَضْلِ۔ ساتھ فضل [illegible]
اللّٰہِ۔ اللہ کے	وَبِرَحْمَتِہٖ۔ اور اسکی رحمت سے	فَبِذٰلِکَ۔ پھر اسکے ساتھ	فَلْیَفْرَحُوْا۔ چاہیے کہ خوش ہوں
ھُوَ۔ وہ	خَیْرٌ۔ بہتر ہے	مِّمَّا۔ اس چیز سے	یَجْمَعُوْنَ۔ جو وہ جمع کرتے ہیں
قُلْ۔ کہہ	اَرَاَیْتُمْ۔ بھلا بتلاؤ	مَّا۔ جو	اَنْزَلَ۔ اتارا
اللّٰہُ۔ اللہ نے	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مِّنْ رِّزْقٍ۔ رزق	فَجَعَلْتُمْ۔ پھر بنایا تم نے
مِنْہُ۔ اس سے	حَرَامًا۔ حرام	وَّحَلٰلًا۔ اور حلال	قُلْ۔ کہہ
آٰللّٰہُ۔ کیا اللہ نے	اَذِنَ۔ اجازت دی ہے	لَکُمْ۔ تم کو	اَمْ۔ یا
عَلَی۔ اوپر	اللّٰہِ۔ اللہ کے	تَفْتَرُوْنَ۔ جھوٹ باندھتے ہو	وَمَا۔ اور کیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظَنُّ۔ خیال ہے — اَلَّذِیْنَ۔ ان لوگوں کا — یَفْتَرُوْنَ۔ جو باندھتے ہیں — عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ پر
اَلْکَذِبَ۔ جھوٹ — یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے دن — اِنَّ اللّٰہَ۔ بے شک اللہ
لَذُوْ۔ صاحب — فَضْلٍ۔ فضل ہے — عَلَی۔ اوپر — النَّاسِ۔ لوگوں کے
وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن — اَکْثَرَھُمْ۔ اکثر ان کے — لَا یَشْکُرُوْنَ۔ نہیں شکر کرتے۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ یونس۔ پ ۱۱

"اور اگر تمام ظالم جان جو کچھ زمین میں ہے سب کی مالک ہوتی (تو اپنی جان چھڑانے کو بروز قیامت) ضرور فدیہ کر دیتی"۔

یعنی قیامت کے روز اپنی تمام مملوکات اپنی رہائی کے لیے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ ہرگز قبول نہ ہوگا جیسا کہ پہلے ارشاد ہو چکا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا زمین بھر کر سونا بھی اگر فدیہ کرے۔ اور اس طرح بھی اب اس کی رہائی ممکن نہیں اس لیے کہ عمل بعد از ایمان محقق ہوتا ہے اور بلا ایمان کوئی عمل اور فدیہ اور صدقہ مقبول نہیں تو جب کفار کی امیدیں اس سے بھی ٹوٹ جائیں گی تو۔

"دل میں ندامت سے اور پشیمان ہوں اور جب عذاب دیکھیں اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ خبردار رہو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں"
بروز قیامت کافر جانے گا کہ فی الواقع وہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالے کا مملوک ہے اور جب اس کی ملکیت میں کچھ نہیں تو فدیہ کیسا پھر ارشاد ہوا اور دوبارہ تنبیہ فرمائی گئی۔
"خبردار بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔

اور بعث و نشر لازمی ہونا ہے اس کے بعد عام مخلوق انسانی کو منادی بنا کر ارشاد ہوا
"اے لوگو! تمہارے پاس آئی تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے"۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالے نے چار نعمتوں کا اظہار فرمایا۔ موعظت، شفا، ہدایت اور رحمت۔
موعظت کہتے ہیں اس چیز کو جو انسان کو بھلائی کی طرف مائل کرے اور خطرے سے بچائے۔
علامہ خلیل کہتے ہیں موعظت نیکی کی ہدایت ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو اور موعظت مثل وعظ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور عظت کے ہم معنی ہے جسے تذکیر بھی کہا جا سکتا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو اور ثواب و عذاب میں تمیز پیدا ہو۔

اور شفا سے مراد قلبی امراض کا دور کرنا ہے اور اخلاق ذمیمہ کی اصلاح۔ عقائد فاسدہ سے محفوظ ہونا اور جہالت مہلکہ سے بچنا۔

اور ہدایت سے مراد اِرَاءَۃُ الطَّرِیْقِ یا اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْبِ ہے جس سے گمراہی سے انسان محفوظ ہو اور راہ حق پر استقامت حاصل کرے۔

رحمت سے مراد ذات اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دوسری جگہ حصر انفرادی کے ساتھ فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس کے متعلق چند احادیث لائے جو موعظت اور شفا و ہدایت اور رحمت کی تصریح کرتی ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ كَمَا قَالَ جَلَالُ الدِّیْنِ السَّیُوْطِیُّ بِالْاٰیَةِ عَلٰی اَنَّ الْقُرْاٰنَ یَشْفِیْ مِنَ الْاَمْرَاضِ الْبَدَنِیَّةِ كَمَا یَشْفِیْ مِنَ الْاَمْرَاضِ الْقَلْبِیَّةِ۔ سیوطی کہتے ہیں کہ قرآن کریم امراض بدنیہ کے لیے بھی شفا ہے جیسے امراض قلبیہ کے حق میں شفا ہے۔

ابن مردویہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اَشْتَكِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ حضور کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا میرے سینہ میں تکلیف ہے حضور نے فرمایا قرآن کریم پڑھ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ وہ شفاء لما فی الصدور ہے۔

اور بیہقی شعب الایمان میں واثل بن اسقع سے راوی ہیں اَنَّ رَجُلًا شَكٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَ حَلْقِهٖ فَقَالَ عَلَیْكَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ۔ ایک شخص نے حضور سے حلق کے درد کی شکایت کی تو حضور نے اسے فرمایا قرآن کریم پڑھا کر۔

مجاہد کہتے ہیں اَنَّ الْمُرَادَ بِالْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ الْقُرْاٰنُ۔ فضل اور رحمت سے مراد قرآن کریم ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ اللّٰهِ الْقُرْاٰنُ وَرَحْمَتُهٗ اَنْ جَعَلَكُمْ مِنْ اَهْلِهٖ۔ حضور نے فرمایا اللہ کا فضل تو قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ تمہیں اس کا اہل بنایا۔

براء بن عازب اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے بسند موقوف مروی ہے اور ان کے علاوہ ایک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جماعت سے بھی مروی ہے اِنَّ الْفَضْلَ الْقُرْآنُ وَالرَّحْمَةَ الْاِسْلَامُ۔ فضل تو قرآن کریم ہے اور رحمت اسلام ہے۔

اور ابو الشیخ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّ الْفَضْلَ الْعِلْمُ وَالرَّحْمَةَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فضل علم دین ہے اور رحمت ذات گرامی صفات جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور خطیب اور ابن عساکر رضی اللہ عنہم اپنی تفسیر میں راوی ہیں اَلْفَضْلُ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرَّحْمَةُ بِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ۔ فضل سے مراد ذات مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور رحمت سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

آگے فرماتے ہیں وَالْمَشْهُوْرُ وَصْفُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّحْمَةِ كَمَا يُرْشِدُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور مشہور یہی قول ہے کہ حضور کی توصیف رحمت سے ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

آگے ارشاد ہے۔

"فرمادیجئے اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب کمائیوں سے بہتر ہے"

عربی میں فرح کہتے ہیں کسی پیاری اور محبوب چیز حاصل کرنے سے جو دل کو لذت حاصل ہوتی ہے وہ فرح ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل اور ذات مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی اطاعت سے جب فرحت حاصل ہوئی تو انہیں اس پر اظہار فرح و سرور لازم ہے اور اس اظہار فرح و سرور پر انہیں جو ثواب ملے گا وہ تمام اعمال اور ہر قسم کے کمال سے بہتر ہوگا۔

اب اظہار فرح و سرور کیسے ہو؟

اس کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رونق افروزی کو یاد کرکے ان کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کرکے خوشی کا مظاہرہ ہو جسے بزم میلاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس محفل متبرکہ کے انعقاد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخلوق اور خدا کا بندہ ہی مانیں گے اور ساتھ ہی اور امتوں کی طرح ان کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں سمجھیں گے۔ امم ماضیہ نے معجزات دیکھ کر ہی یہ عقائد بدلے جیسے عزیر علیہ السلام کو یہود نے ابن اللہ کہہ دیا عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کی امت میں سے ایک جماعت نے خدا مان لیا۔ اور ایک جماعت نے خدا کا بیٹا مان لیا اس لیے کہ وہ سمجھے کہ مادرزاد اندھے کو سوانکھا کرنا خدا ہی کا کام ہے اور کوڑھی کو محض لمس و نظر سے تندرست کر دینا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مردے کو زندہ کر دینا خدا کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تو عیسیٰ اگر خدا نہ ہوں تو خدا کے بیٹے ضرور ہونے چاہئیں۔
اسی لیے ہمارے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے عقائد سے روکنے کے لیے اپنا میلاد خود پڑھا اور فرمایا۔

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ (مشکوٰۃ)

حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے چنا بنی کنانہ کو اولاد اسمٰعیل سے اور قریش کو چنا بنی کنانہ سے اور قریش سے چنا بنی ہاشم کو اور مجھے چنا بنی ہاشم سے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے اللہ تعالےٰ نے اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو چنا اور اولاد اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو انتخاب کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ میلاد محمد رسول اللہ کا بیان توحید و ایمان کا محافظ ہے جسے یہ سبق یاد رہے گا وہ عیسائی یا یہود کی طرح گمراہ نہ ہوگا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں معجزات [illegible] سے لے کر شق قمر تک جو بھی دیکھے گا حضور کے کمالات کا ہی معترف ہوگا حضور کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانے گا اس لیے کہ اسے بذریعہ میلاد معلوم رہے گا کہ حضور کی ولادت ہوئی ہے اور جو بذریعہ ولادت ظاہر ہو وہ کبھی خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل میں [illegible] سب میں اس امر کا خاص لحاظ رکھا کہ کوئی امتی حضور کو خدا [illegible] بندہ [illegible] سمجھے اور احادیث کے علاوہ یہ امر بھی واضح ہے کہ اہل سما کے لیے فرمایا۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔ جو کوئی ان میں سے کہے کہ میں اللہ کے سوا خدا ہوں اسے ہم جہنم میں بدلہ دیں گے اور ایسے ہی ہر ظالم کو بدلہ دیا جائے گا اور حضور کی شان میں فرمایا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمائی تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشدے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پچھلوں کے۔

دوسرے انبیاء پر حضور کی فضیلت یہ ہے کہ عام انبیاء کے لیے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ۔ کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے لیے بیان کرے۔ پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔

اور حضور کی فضیلت میں فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ اے محبوب ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے بشارت دیتا۔ ڈر سناتا تو حضور کو اللہ تعالٰے نے جن و انس سب کے لیے مبعوث فرمایا۔ کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ جو یہود کے جید عالم تھے بعد اسلام فرماتے ہیں۔

قَالَ نَجِدُهٗ مَكْتُوْبًا فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِي الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَّيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّؤُنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ (مشکوٰۃ ص۵۱۱)

میں نے توریت میں لکھا پایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور میرے بندے مختار ہیں اور فظ نہیں ہیں عربی میں فظ کہتے ہیں کریہہ الخلق کو۔ راغب فرماتے ہیں اَلْفَظُّ الْكَرِيْهَةُ الْخُلُقِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ) اور غلیظ القلب بھی نہیں ہیں اور نہ سخاب فی الاسواق ہیں سخاب کی تعریف منجد میں ہے اَلسَّخَّابُ قِلَادَةٌ مِّنْ قَرَنْفُلٍ وَّنَحْوِهٖ لَيْسَ فِيْهَا لُؤْلُؤٌ وَّلَا جَوْهَرٌ اس کے حاصل معنے کیے ہیں) یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم بازاریوں کی طرح سفلے بھی نہیں ہیں اور خطاکار کو بجائے سزا کے عفو و بخشش فرمائیں گے ان کی ولادت کی جگہ مکہ ہے اور ان کی ہجرت طیبہ میں ہے اور ان کی مملکت کی فتوحات شام میں اور ان کی امتی حماد یعنی بہت حمد کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی حمد خفیہ و علانیہ کریں گے اور اللہ کی حمد ہر اترنے کے مقام پر کریں گے اور تکبیر کا نعرہ ہر بلندی پر لگائیں گے سورج کے طلوع و غروب کا خیال کر کے نمازیں ادا کریں گے جب وقت ہو جائے اور ستر عورت پر محتاط ہوں گے وضو کریں گے اذان دیں گے ان کی تعریف زمین فضاء سما پر آوازیں پھیلیں گی۔ ان کی ایک صف جہاد میں ہو گی اور ایک نماز میں ان کی تسبیح کی بھنبھناہٹ مکھی کی آواز کے مشابہ ہو گی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور صحابہ کرام میں اپنا تعارف ہمیشہ عبد اللہ سے فرمایا تاکہ بعد میں کوئی خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھنے لگے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا مِّنَ الطَّعْنِ فِيْ نَسَبِهِمْ اَوْحَسَبِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رواه الترمذی۔ مشکوٰۃ)

آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گویا کہ آپ نے اپنے حسب و نسب کے متعلق کچھ طعن سنا تھا) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ تو صحابہ نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق بنایا۔ پھر ان کی دو جماعتیں بنائیں تو مجھے بہترین جماعت میں رکھا جو گھرانے کے لحاظ سے اچھی تھی سو میں ذاتی لحاظ سے بھی ان میں سے بہتر ہوں اور گھرانے کے لحاظ سے بھی۔

دوسری حدیث میں فرمایا عرباض بن ساریہ حضور سے راوی ہیں:

قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ سَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ (رواه فی شرح السنۃ)

آپ نے فرمایا میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے میں تمہیں اپنے ابتدا امر کے متعلق بتاتا ہوں میں ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو اس نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور یہ تھا کہ ان کے لئے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

آگے ارشاد ہے۔

"آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرالیا"۔

جیسے زمانۂ جاہلیت میں بحیرہ سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام کر لیا جس کا تذکرہ ساتویں پارہ میں گذر گیا۔ سورۂ انعام میں ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۔ اللہ نے نہیں بنایا بحیرہ یعنی کان چرا اور نہ سانڈ اور نہ وصیلہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ حامی لیکن کافروں نے اللہ پر جھوٹا افتراء باندھا۔

اس سے بہت سے اختلافی مسائل کا حل بھی ہو جاتا ہے اور کلیہ بھی احکام کا یہی ہے کہ کسی چیز کو اپنی رائے سے حرام یا حلال کرنا اسلام میں ممنوع ہے اور وہ اللہ تعالےٰ پر افترا کرنا ہے۔

جیسے آج کل اکثر عوام اس بلا میں مبتلا ہیں کہ ممنوعات کو حلال اور مباحات کو حرام کہہ دیتے ہیں۔ خود غرض لوگ سود کو حلال کہنے کی سعی میں ہیں۔ عیاش تصویر کی حلت پر مصر ہیں۔ سینما، تھیٹر اور فحش تماشے ڈانس وغیرہ کے متعلق زور دیتے ہیں کہ اس میں کیا حرام ہے یہ سب تفریح طبع کے لیے ہے اور ریس یعنی گھوڑ دوڑ کی بازی یہ جُوا نہیں بلکہ ایک شریفانہ فعل ہے۔ معاذ اللہ عورتوں کے منصوص پردہ میں ترمیم چاہتے ہیں انہیں بے حجاب باہر نکلنے کے جواز پر مصر ہیں جو اسے حرام کہے اسے مُلا کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔ قیدوں میں بھوک ہڑتال کو مباح جانتے ہیں حالانکہ یہ صریح خود کشی ہے جس کی حرمت میں کسی مسلمان کو کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

اور ایک طبقہ مباح اور جائز افعال کو بدعت اور حرام بتاتے ہیں۔ مثلاً محفل میلاد، فاتحہ بزرگان دین۔ گیارہویں چھٹی غریب نواز ستر ہویں وغیرہ یہ تمام فاتحہ ہیں۔ ان کے مباح ہونے میں شک نہیں اس لیے کہ ایصال ثواب کسی جگہ بھی مسلمان کے لیے ممنوع نہیں ہے۔ عام اس سے کہ اس کا نام توشہ اصحاب کہف ہو یا ذکر میلاد مبارک یا حضور غوث پاک کی گیارہویں یہ سب مباح ہیں اس لیے کہ اس کی ممانعت کا کہیں ثبوت نہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ نام بنام اباحت کے لیے کوئی دلیل نہیں البتہ فاتحہ ثابت ہے اور یہ اصول ہے کہ عدم ثبوت جواز عدم جواز کو مستلزم نہیں ہوتا۔ عفا اللہ عنہا اس کا جامع مانع ثبوت ہے۔ اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب تبرکات حلال و طیب ہوتے ہیں انھیں حرام کہنا اللہ تعالےٰ پر افتراء کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"فرما دیجئے کیا اللہ نے اس (حکم لگانے کی) تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر افتراء کر کے جھوٹ باندھتے ہو اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ بے شک اللہ صاحب فضل ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گذار نہیں"۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا

اور نہیں ہوتے تم کسی حال میں اور نہیں پڑھتے اس کی طرف سے کچھ قرآن اور نہیں عمل کرتے تم کوئی عمل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

مگر ہوتے ہیں ہم اس پر شاہد جب اسے شروع کرتے ہو اور نہیں غائب ہوتی تمہارے رب سے ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں کوئی چھوٹی اس سے اور نہ بڑی مگر روشن کتاب میں ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خبردار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

وہ جو ایمان لائے اور ہوئے متقی

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

انہیں بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں نہیں بدل سکتیں اللہ کی باتیں یہ ہے وہ بڑی کامیابی

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور نہ غمگین کرے تمہیں ان کا قول بے شک عزت اللہ کے لیے ہے تمام وہی سنتا جانتا ہے

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

بے شک اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور نہیں اتباع کرتے ان کا جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو وہ تو اتباع نہیں کرتے مگر اپنے گمان کی اور نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

وہ وہ ذات ہے جس نے بنایا تمہارے لیے رات کو تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن تمہاری آنکھیں کھولتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

بولے (کافر) اللہ نے اپنے لیے اولاد بنالی پاک ہے اس کو بے نیازی ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں نہیں تمہارے پاس سند اس بات کی کیا کہتے ہو اللہ پر وہ جس کا تمہیں علم نہیں۔

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝

فرما دیجئے بے شک وہ جو افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ نہیں فلاح کو پہنچیں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○ دنیا میں کچھ دن برت لیں پھر ہماری طرف ان کا پلٹنا ہے پھر چکھائیں گے ہم ان کو عذاب شدید بدلہ ان کے کفر کا۔

حل لغات ساتواں رکوع یونس پ۱۱

وَمَا۔ اور نہیں	تَكُوْنُ۔ ہوتا تو	فِيْ شَاْنٍ۔ کسی حالت میں	وَمَا۔ اور نہیں
تَتْلُوْا۔ پڑھتا تو	مِنْهُ۔ اس سے	مِنْ قُرْاٰنٍ۔ قرآن کا کچھ حصہ	وَلَا۔ اور نہیں
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے تم	مِنْ عَمَلٍ۔ کوئی عمل	اِلَّا۔ مگر	كُنَّا۔ ہوتے ہیں ہم
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	شُهُوْدًا۔ گواہ	اِذْ۔ جب کہ	تُفِيْضُوْنَ۔ بحث کرتے ہو تم
فِيْهِ۔ اس میں	وَمَا۔ اور نہیں	يَعْزُبُ۔ چھپتی	عَنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
مِنْ مِّثْقَالِ۔ کوئی چیز برابر		ذَرَّةٍ۔ ایک ذرہ کے	فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
وَلَا۔ اور نہ	فِي السَّمَآءِ۔ آسمان میں	وَلَا۔ اور نہ	اَصْغَرَ۔ چھوٹی
مِنْ ذٰلِكَ۔ اس سے	وَلَا۔ اور نہ	اَكْبَرَ۔ بڑی	اِلَّا۔ مگر
فِيْ۔ بیچ	كِتٰبٍ۔ کتاب	مُّبِيْنٍ۔ روشن کے ہے	اَلَا۔ خبردار
اِنَّ۔ بے شک	اَوْلِيَآءَ۔ دوست	اللّٰهِ۔ اللہ کے	لَاخَوْفٌ۔ نہیں خوف ہے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَلَا هُمْ۔ اور نہ وہ	يَحْزَنُوْنَ۔ غم کھائیں گے	اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَكَانُوْا۔ اور تھے	يَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے	لَهُمُ۔ ان کے لیے
اَلْبُشْرٰى۔ خوشخبری ہے	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ دنیا کی زندگی میں		وَ۔ اور
فِي الْاٰخِرَةِ۔ آخرت میں	لَاتَبْدِيْلَ۔ نہیں تبدیلی ہے	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی باتوں میں۔	
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	هُوَ۔ وہ	الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِيْمُ۔ بڑی
وَلَا۔ اور نہ	يَحْزُنْكَ۔ غم میں ڈالے تجھے	قَوْلُهُمْ۔ ان کی بات	اِنَّ۔ بے شک
الْعِزَّةَ۔ عزت	لِلّٰهِ۔ واسطے اللہ کے ہے	جَمِيْعًا۔ سب	هُوَ۔ وہ ہے
السَّمِيْعُ۔ سننے والا	الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا	اَلَا۔ خبردار	اِنَّ۔ بے شک
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَنْ۔ جو کچھ	فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے۔	
وَمَنْ۔ اور جو کچھ	فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے	وَمَا۔ اور نہیں	يَتَّبِعُ۔ پیروی کرتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِیْنَ۔ وہ جو | یَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہیں | مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ اللہ کے سوا
شُرَکَآءَ۔ شریکوں کو | اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ۔ نہیں پیروی کرتے | اِلَّا الظَّنَّ۔ مگر گمان کی
وَاِنْ ھُمْ۔ اور نہیں وہ | اِلَّا۔ مگر | یَخْرُصُوْنَ۔ اٹکل کرتے ہیں | ھُوَ۔ وہ تو
الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے | جَعَلَ۔ بنایا | لَکُمُ۔ تمہارے لیے | الَّیْلَ۔ رات کو
لِتَسْکُنُوْا۔ تاکہ تم آرام پاؤ | فِیْہِ۔ اس میں | وَالنَّھَارَ۔ اور دن کو | مُبْصِرًا۔ دکھانے والا
اِنَّ۔ بے شک | فِیْ ذٰلِکَ۔ اس میں | لَاٰیٰتٍ۔ یقیناً نشان ہیں | لِّقَوْمٍ۔ واسطے اس قوم کے
یَّسْمَعُوْنَ۔ جو سنتے ہیں | قَالُوا۔ انہوں نے کہا | اتَّخَذَ۔ بنالی ہے | اللّٰہُ۔ اللہ نے
وَلَدًا۔ اولاد | سُبْحٰنَہٗ۔ وہ پاک ہے | ھُوَالْغَنِیُّ۔ وہ بے نیاز ہے | لَہٗ مَا۔ اسی کا ہے جو کچھ
فِی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے | وَمَا۔ اور جو کچھ | فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے
اِنْ۔ نہیں ہے | عِنْدَکُمْ۔ تمہارے پاس | مِنْ سُلْطٰنٍ۔ کوئی بھی دلیل
بِھٰذَا۔ اس کی | اَتَقُوْلُوْنَ۔ کیا تم کہتے ہو | عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ پر وہ بات
مَالَا۔ جو نہیں | تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم | قُلْ۔ کہہ دیں | اِنَّ۔ بے شک
الَّذِیْنَ۔ وہ جو | یَفْتَرُوْنَ۔ باندھتے ہیں | عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ پر | الْکَذِبَ۔ جھوٹ
لَا یُفْلِحُوْنَ۔ وہ نہیں خلاصی پاتے | مَتَاعٌ۔ سامان ہے | فِی الدُّنْیَا۔ دنیا میں
ثُمَّ۔ پھر | اِلَیْنَا۔ ہماری طرف ہے | مَرْجِعُھُمْ۔ ان کا لوٹنا | ثُمَّ۔ پھر
نُذِیْقُھُمْ۔ چکھائیں گے ہم انکو | الْعَذَابَ۔ عذاب | الشَّدِیْدَ۔ سخت | بِمَا۔ بدلہ اس کا
کَانُوْا۔ جو تھے وہ | یَکْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع۔ یونس پ۱۱

"اور نہیں ہوتے آپ (اے محبوب) کسی حال میں اور نہیں تلاوت فرماتے اس کی طرف سے کچھ قرآن اور (اے مسلمانوں) تم لوگ نہیں کرتے کوئی عمل مگر ہم ہوتے ہیں تم پر گواہ جب تم اسے شروع کرتے ہو اور نہیں تمہارے رب سے بعید و مخفی نہیں ذرہ برابر زمین میں نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی مگر (سب) ایک روشن کتاب میں ہے"۔

روشن کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اِذْ تُفِیْضُوْنَ کا ترجمہ جب تم اسے شروع کرو بمناسبت تفسیر آلوسی کیا گیا ہے وہ اس کی تفسیر میں اَیْ تَشْرَعُوْنَ فِیْہِ وَتَتَلَبَّسُوْنَ بِہٖ کہہ رہے ہیں وَمَا یَعْزُبُ عَنْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبِّكَ کے ترجمہ میں "تمہارے رب سے بعید و مخفی نہیں" یہ بھی آلوسی کے ترجمہ کی مناسبت سے لکھا گیا وہ لکھتے ہیں اَیْ مَا یَبْعُدُ وَمَا یَغِیْبُ اور محاورہ بتلاتے ہیں یُقَالُ اَلرَّوْضُ الْعَازِبُ ۔ وَاَرْضٌ عَزَبٌ اِذَا کَانَ بَعِیْدًا مِنَ النَّاسِ (یعنی وہ باغ یا زمین جو لوگوں سے دور ہو۔) اور مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ کا ترجمہ "ذرہ برابر" اس لیے کیا گیا ہے کہ آلوسی کہتے ہیں وَالذَّرَّةُ وَاحِدَةُ الذَّرِّ وَهُوَ النَّمْلُ الْاَحْمَرُ الصَّغِيْرُ۔ ذرہ واحد ہے ذُر کا اور وہ چھوٹی سی سرخ چیونٹی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"خبردار بے شک اللہ کے ولیوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ کچھ غم"۔

اَلَا محاورہ عرب میں تہدید و تنبیہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور اولیاء ولی کی جمع ہے اور ولی قُرب و دنو کے معنی میں مستعمل ہے اور یہاں ولی کو ولی اس لیے کہا گیا کہ اسے اخلاص عبادت سے قرب روحانی اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور وَلی محب خالص کو بھی کہتے ہیں اور ولی بمعنی نصیر بھی مستعمل ہے۔

تو انہیں خوف نہیں رہتا الحاق مکارہ کا اور مطلوب کے فوت ہونے کا غم بھی نہیں ہوتا اور وہ اس حال میں ہر وقت رہتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ نہ تو خائف ہوتے ہیں نہ محزون و غمگین بلکہ ہمیشہ نشاط و سرور میں رہتے ہیں ان کا دل نور الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں اور جدھر دیکھتے ہیں دلائل قدرت ہی دیکھتے ہیں اور جب سنتے ہیں جدھر سے سنتے ہیں جس وقت سنتے ہیں جس سے سنتے ہیں اللہ تعالےٰ کی آیات ہی سنتے ہیں اور جب بولتے ہیں اپنے رب کی ثنا ہی بولتے ہیں جب حرکت کرتے ہیں اطاعت حق میں کرتے ہیں۔ ان کی جدوجہد اسی میں ہوتی ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہو وہ کبھی ذکر الٰہی سے نہیں تھکتے ان کی چشم دل سوائے محبوب حقیقی کے غیر کو نہیں دیکھتی۔ جب بندہ اس صفت کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا ولی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ولی و ناصر و معین و مددگار ہوتا ہے۔

متکلمین کا قول ہے کہ ولی وہ ہے جو اپنا عقیدہ مبنی بر دلیل رکھے اور اپنے اعمال شریعت کے مطابق بجا لائے بعض عرفا نے کہا ہے کہ ولایت قرب الٰہی کو کہتے ہیں اور ولی جب ولی ہو جاتا ہے تو استمراراً ہمیشہ وہ اللہ کے ساتھ مشغول مشاہدۂ جمال رہتا ہے تو جب بندہ اس مقام پہ پہنچ جاتا ہے تو پھر اسے کسی کا خوف نہیں رہتا اور کسی شئے کے فوت ہونے کا غم نہیں ہوتا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَلی وہ ہے جسے دیکھنے یا جس کی زیارت کرنے سے اللہ کی یاد آئے۔

علامہ طبری نے بھی اپنی حدیث میں یہی کہا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن زید کہتے ہیں ولی وہ ہے جس میں وہ صفت ہو جو آیت مذکورہ میں مذکور ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ یعنے وہ جو ایمان لائے اور کیفیت تقوی اپنے میں پلئے وہ ولی ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو خالص اللہ کے لیے محبت کرے اور یہ صفت اکثر احادیث میں بھی وارد ہے۔

بعض اکابر فرماتے ہیں ولی وہ ہے جو طاعت سے قرب الٰہی کا طالب ہو اور اللہ تعالےٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرمائے۔

یا ولی وہ ہے جس کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ ہی کفیل و وکیل ہو اور وہ حق عبادت ادا کرنے اور خلق اللہ پر رحم کرنے کے لیے اپنے کو وقف کر دے۔

افتباہ:۔ مندرجہ بالا معانی باعتبار الفاظ اگرچہ متفاوت ہیں مگر مفہوم سب کا متحد ہے۔ اس لیے کہ ہر عبارت میں ولی کی ایک صفت ہے اور جسے قرب حق حاصل ہو جاتا ہے وہ مذکورہ تمام صفات اپنے میں جمع پاتا ہے جیسے دن کی تعریف ایک شخص کرے کہ دن اسے کہتے ہیں جس میں سورج ہو۔

ایک کہے دن وہ ہے جس میں بغیر چراغ بتی ضوء شمس ہو۔

ایک کہے دن اسے کہتے ہیں جو اپنی روشنی میں کسی روشنی کا محتاج نہ ہو۔

تو اگرچہ الفاظ میں تفاوت ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

اس مبحث پر علامہ آلوسی نے روح المعانی میں چند حدیثیں نقل کی ہیں وہ بھی بغرض افادہ ہم نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اِنَّ الْمُرَادَ بِالتَّقْوٰی الَّتِیْ ھِیَ شَرْطُ الْوَلِیِّ التَّقْوَی الْکَامِلَۃُ الَّتِیْ یَتَرَتَّبُ عَلَیْھَا حُبُّ اللّٰہِ الْمُتَرَتِّبُ عَلَیْہِ الْحِفْظُ کَمَا اُشِیْرَ اِلَیْہِ فِیْمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یُبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا الحدیث

آیت کریمہ مذکورہ کے بعد یہ آیت ہے "وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری یعنی تقوی کرتے ہیں" اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ

تقوی سے مراد یہ ہے کہ تقوی وہ شرط ولی ہے تو جس میں کامل تقوی ہو گا اس پر حب الٰہی مترتب ہوگی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب حب الٰہی مترتب ہوگی تو ولی کی تمام تر حفاظت بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوگی جیسا کہ بخاری کی روایت میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی یا عداوت کرے تو تحقیق میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے جنگ کے لیے تیار ہوجائے اور جب میری طرف تقرب کرتا ہے ان چیزوں سے جو مجھے محبوب ہیں فرائض سے جو میں نے اس پر لازم کیے یا وہ ہمیشہ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے میری طرف نوافل کے ساتھ حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لوں تو جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو ہوتا ہوں میں اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جس سے وہ اٹھاتا یا گرفت کرتا ہے اور اس کے پیر جس سے وہ چلتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ اور زائد ہے فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ حَافِظَ حَوَاسِہٖ وَجَوَارِحِہٖ فَلَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یَاْخُذُ وَلَا یَمْشِیْ اِلَّا فِیْمَا اَرْضٰی وَاُحِبُّہٗ وَیَنْقَطِعُ عَنِ الشَّھَوَاتِ وَیَسْتَغْرِقُ فِی الطَّاعَاتِ۔ یعنی جب میں اسے محبوب بنا لوں تو اس کے حواس کا اور حرکت جوارح کا میں محافظ ہوتا ہوں تو وہ نہیں چلتا اور نہیں سنتا اور نہیں دیکھتا اور نہیں پکڑتا مگر اس میں جس سے میں راضی ہوں اور جس کو میں پسند کروں اور وہ منقطع ہو جاتا ہے شہوات سے اور طاعات میں مستغرق رہتا ہے۔

ابن مبارک اور ترمذی نوادر الاصول میں راوی ہیں اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل قَالَ۔ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنے عرض کیا گیا حضور اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جنہیں جب دیکھو تو اللہ یاد آئے۔

احمد اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اور ایک جماعت حضرت ابومالک اشعری سے راوی ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی عِبَادًا لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ عَلٰی مَجَالِسِھِمْ وَقُرْبِھِمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْعِتْھُمْ لَنَا قَالَ ھُمْ اُنَاسٌ مِنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ لَمْ تَصِلْ بَیْنَھُمْ اَرْحَامٌ مُتَقَارِبَۃٌ تَحَابُّوْا فِی اللّٰہِ وَتَصَافَوْا فِی اللّٰہِ یَضَعُ اللّٰہُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَیَجْلِسُوْنَ عَلَیْھَا یَفْزَعُ النَّاسُ وَھُمْ لَا یَفْزَعُوْنَ وَھُمْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ وہ نبی نہیں ہیں اور نہ شہید انہیں دیکھ کر انبیاء اور شہداء غبطہ کریں گے ان کی مقام پر، اور ان کے اس قرب پر جو ان کو اللہ سے ہے تو ایک اعرابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں ان کے اوصاف بتلایئے تو حضور نے فرمایا وہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کے اندر اور قبائل سے علیحدہ ہیں۔ ان میں رحم کے تعلقات نہیں اللہ کے لیے محبت کرنے والے اور اللہ کے لیے ملنے جلنے والے قیامت کے دن اللہ ان کے لیے نوری منبر لگائے گا جس پہ وہ بیٹھے ہوں گے لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ نہیں گھبرائیں گے وہ اولیاء الٰہی ہیں جنہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غم۔

آگے فرماتے ہیں یہ دلیل اس قول کی نہیں ہے جو مشہور ہے اِنَّ الْوِلَایَۃَ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اس عقیدے والا کافر ہے۔

البتہ اس کی تاویل یوں ہو سکتی کہ ولایت نبی محض نبی سے افضل ہے۔ جیسا کہ عزبن عبدالسلام نے کہا جو روایات صحیحہ کے خلاف ہے اِنَّ النُّبُوَّۃَ اَفْضَلُ مِنَ الرِّسَالَۃِ کہ نبوت سے افضل ہے۔

آگے ارشاد ہے۔

"لَهُمُ الْبُشْرٰى انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں"۔

اس خوشخبری سے یا تو وہی خوشخبری مراد ہے جو متقی پرہیزگاروں کو ان کے ایمان و عمل صالح کے بدلے متعدد مقام پر قرآن کریم میں دی گئی یا رؤیا صالحہ مراد ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لیے دوسرے لوگ خواب دیکھتے ہیں جیسا کہ اکثر احادیث میں وارد وصادر ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا دل اور روح دونوں ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو خواب میں بھی ذکر و معرفت الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں آتا اس لیے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اسے اس میں بھی بشارت ہی نصیب ہوتی ہے۔

بعض مفسرین اس بشارت سے دنیا میں نیک نامی بھی مراد لیتے ہیں۔

مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور اس کے لیے کیا ارشاد ہے جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا یہ مومن کے لیے بشارت عاجلہ ہے

اسی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضاء الٰہی اور محبت الٰہی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ قلوب مخلوق میں اس کی طرف سے محبت ڈال دیتا ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے حَیْثُ قَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (پ ۱۶ مریم ۶ رکوع) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اللہ ان کے لیے محبت بنائے گا۔

قتادہ کہتے ہیں کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى سے یہ مراد ہے کہ اس کی موت کے وقت ملائکہ اسے بشارت دیتے ہیں عطا فرماتے ہیں دنیا کی بشارت تو ملائکہ کے ذریعہ وقت موت ہوتی ہے اور اخروی بشارت بعد موت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو ملتی ہے وہ ہے کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اسے سنایا جاتا ہے (روح المعانی)

اس تفسیر کی اصل علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

فَقَدْ اَخْرَجَ الطَّیَالِسِیُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہُمْ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا قَالَ ہِیَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاہَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰی لَہٗ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ مِّنْ اَہْلِ الْبَادِیَۃِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لَہُمُ الْبُشْرٰی۔ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَہِیَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ تُرٰی لِلْمُؤْمِنِ فَیُبَشَّرُ بِہَا فِیْ دُنْیَاہُ وَاَمَّا قَوْلُہٗ وَفِی الْاٰخِرَۃِ فَاِنَّہَا بِشَارَۃُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکَ وَلِمَنْ حَمَلَکَ اِلٰی قَبْرِکَ۔

وَجَاءَ مَرْفُوْعًا وَّمَوْقُوْفًا عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ تَفْسِیْرُہَا بِمَا ذُکِرَ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ مِنْ طَرِیْقِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ہِیَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔

وَعَنِ الزَّجَّاجِ وَالْفَرَّاءِ اَنَّہَا ہٰذَا وَمَا یُشَاکِلُہٗ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَہُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ یُبَشِّرُہُمْ رَبُّہُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَقَوْلِہٖ جَلَّ وَعَلَا وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَغَیْرُہٗ عَنِ الضَّحَّاکِ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ ذٰلِکَ اِنَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ اَیْنَ ہُمْ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتُوْا

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا اَنَّہَا الْجَنَّۃُ۔

وَعَنْ عَطَاءٍ اَنَّ الْبُشْرٰی فِی الدُّنْیَا اَنْ تَاْتِیَہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ الْمَوْتِ بِالرَّحْمَۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ۔

وَاَمَّا الْبُشْرٰی فِی الْاٰخِرَۃِ فَتَلَقِّی الْمَلٰٓئِکَۃِ اِیَّاہُمْ مُسَلِّمِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ بِالْفَوْزِ وَالْکَرَامَۃِ وَمَا یَرَوْنَ مِنْ بَیَاضِ وُجُوْہِہِمْ وَاِعْطَاءِ الصَّحَائِفِ بِاَیْمَانِہِمْ۔

وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِالْبُشْرٰی الْعَاجِلَۃِ نَحْوُ النَّصْرِ وَالْفَتْحِ وَالْغَنِیْمَۃِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالذِّکْرِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْجَمِیْلِ وَمُحَبَّۃِ النَّاسِ وَغَیْرِ ذَالِکَ۔

مذکورہ احادیث کا خلاصہ مفہوم اول اردو میں بیان ہو چکا ہے۔ اب ارشاد ہے

"لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ اللہ کے فرمان بدل نہیں سکتے"۔

یعنی اس کے وعدے اور بشارتیں خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب مقدس میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں کو دی ہیں (روح المعانی)

چنانچہ حکیم ترمذی عبادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ فِی الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃِ کَلَامٌ یُکَلِّمُ بِہٖ رَبُّکَ عَبْدَہٗ فِی الْمَنَامِ۔ فرمایا رویائے صالحہ میں جو کلام اس کے رب نے اپنے بندے سے سوتے ہوئے فرمایا وہ کلمات اللہ ہے۔

"ذَالِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ بڑی زبردست کامیابی ہے اور تم (اے محبوب) ان کی باتوں کا غم نہ کرو بے شک عزت تمام اللہ کے لیے ہے وہ سنتا جانتا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کفار نابکار کی ان باتوں سے جو آپ کی تکذیب کرتے تھے اور آپ کے خلاف مشورے اور اسکیمیں بناتے تھے۔ اس پر ارشاد ہوا۔ اے محبوب آپ کو ان کے مشورے اور بکواسیں غمگین نہ کریں اس لیے کہ عزت ساری اللہ کے قبضہ میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے اور اے محبوب آپ کا ناصر اللہ ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ لہٰذا آپ ان کے منصوبوں، ان کی خفیہ سازشوں کی پرواہ نہ کریں وہ آپ کا اور مومنین کا ہر حال میں ناصر و مددگار ہے اور وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی خفیہ تدابیر جانتا ہے [illegible]

"اَلَا اِنَّ لِلّٰہِ خبردار رہو بے شک اللہ ہی مالک حقیقی ہے جتنے آسمانوں میں ہیں ان کا اور جتنے زمین میں ہیں ان کا"

یعنی ملائکہ سے لے کر ثقلین تک جو بھی ہیں سب اس کے مملوک ہیں اس کے اختیار و تحت قدرت میں ہیں اور جسے رب کہا جاتا ہے وہ مملوک نہیں ہو سکتا اس لیے اللہ کے سوا ہر چیز کی پرستش باطل ہے اور توحید اسی کے معنی ہیں جو ایک برہان واضح ہے۔ آگے فرمایا

وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یعنی یہ مشرکین کس چیز کے پیچھے جا رہے ہیں وہ جو اللہ کے سوا شریک ٹھہرا رہے ہیں وہ پیروی نہیں کرتے مگر اپنے گمان باطل کی اور وہ تو کچھ نہیں مگر اٹکلوں کے پیچھے لگ رہے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روح المعانی میں ہے یعنی ان کی پیروی معبودات باطل کے ساتھ محض بے دلیل اور گمان فاسد ہے جو اپنے غلط اور باطل معبودوں کو خدا کا شریک سمجھتے ہیں۔ آگے اپنی شیون قدرت کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں تم سکون حاصل کرو"۔

اور دن بھر جو محنت و مشقت اور کاروبار سے تھک گئے تھے رات میں آرام لے کر تازہ دم ہو جاؤ۔

"اور دن بنایا جو اپنی روشنی میں تمہاری آنکھیں کھولتا ہے"۔

اور اپنی روشنی میں تمہارے حوائج اور اسباب معاش کا ذریعہ دکھاتا ہے تاکہ تم اپنی ضروریات کا نظام پورا کر سکو۔

"بے شک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو سنے"۔

اور انصاف کے ساتھ سمجھے کہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا وہی حقیقی معبود ہے اور اس کا حقیقتاً کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اب مشرکین کا قول نقل فرمایا گیا۔

"وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ (مشرک بولے) اللہ نے اپنے لیے اولاد پکڑی پاکی ہے اسے وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں"۔

کفار کا یہ کلمہ غایت درجہ جہل کی بنا پر تھا کہ اللہ تعالےٰ کی اولاد ہے (اس کا رد کیا) کہ وہ پاک ہے ایسی باتوں سے اس رد میں تین لفظ فرمائے سبحٰنہ کہہ کر بتایا کہ اس کی ذات اخذ ولد سے منزہ ہے اس لیے کہ اس کی صفت ہے ؎

لَا ضِدًّا وَلَا نِدًّا وَلَا حَدًّا لِرَبِّي　　　اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلِقْ ذَوَا لِدَا

دوسرا رد ہو الغنی فرما کر کیا جس سے بتایا کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اسے اولاد کی احتیاج کیوں ہو اولاد کا خواہشمند یا کمزور ہوتا ہے تاکہ اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر کہ اس سے اپنا سہارا حاصل کرے یا ذلیل کہ اولاد کے ذریعہ عزت حاصل کرے۔ غرض جو اولاد چاہتا ہے وہ ضرور کسی نہ کسی امر کا محتاج ہوتا ہے اور جو غنی علی الاطلاق ہو اسے اس کی کبھی حاجت نہیں ہو سکتی۔

علاوہ بریں یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ ولد ہمیشہ والد کا جز ہوگا اور والد ہونا مرکب ہونے کو مستلزم ہے اور جو مرکب ہوگا وہ ممکن ہوگا اور ہر ممکن حادث ہوتا ہے اور ہر حادث محتاج الی الغیر ہوتا ہے تو واجب تعالیٰ شانہ حادث ہونے اور محتاج الی الغیر ہونے سے منزہ ہے وہ غنی اور قدیم، ازلی، ابدی، سرمدی ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرما کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ کائنات جس کی محتاج ہے اس کا محتاج ہونا محال ہے۔ اور مملوک بیٹا نہیں ہوتا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ بیٹا بھی ہو اور مملوک بھی۔ یہ دونوں باتیں ایک میں جمع ہونی ناممکن ہیں بنابریں اللہ تعالےٰ صاحب اولاد نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے۔

"اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ تمہارے پاس اس دعوی پر کوئی سند نہیں کیا اللہ تعالےٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں فرما دیجئے وہ جو اللہ پر افترا باندھتے اور جھوٹ بکواس کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ چند دن دنیا میں برت لیں پھر انھیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں چکھائیں گے سخت عذاب بدلہ ان کے کفر کا"۔

یعنی بروز قیامت ان پر ان باتوں کے جواب میں شدید عذاب دیا جائے گا اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ ان کی سب باتیں فضول اور محض بکواس تھیں البتہ چند دن دنیا میں عیش و عشرت کر لیں پھر عذاب ہی عذاب ہے اور اس کافر کو آخرت میں پچھتانا ہی پڑے گا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝	اور سنائیں انہیں خبر نوح کی جب کہا اس نے اپنی قوم کو اے قوم اگر ہے شاق تم پر میرا کھڑا ہونا اور میرا تذکیر کرنا اللہ کی نشانیوں میں تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں تو سب جمع ہو جاؤ اپنا کام کرنے میں اور اپنے معبودوں کو بھی بلا لو پھر جو کچھ ہو میرے لیے کر لو اور نہ مہلت دو مجھ کو۔
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝	پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میری اجرت نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔
فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝	تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے انہیں نجات دی اور کیا ہم نے نائب انھیں اور غرق کیا ہم نے انہیں جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ۝

پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد اور رسول ان کی قوم کی طرف تو لائے وہ ان کے پاس روشن دلیل تو نہ تھے کہ ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم ایسے ہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىٕهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ۝

پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد موسیٰ و ہارون، فرعون اور اور اس کی جماعت کی طرف اپنی نشانیوں سے تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝

تو جب ان کے پاس حق آیا ہمارے پاس سے تو بولے بے شک یہ کھلا جادو ہے۔

قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْؕ اَسِحْرٌ هٰذَاؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ۝

کہا موسیٰ نے کیا تم کہتے ہو حق کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے۔ اور جادوگر فلاح نہیں پاتے۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ۝

بولے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس کہ ہمیں منحرف کر دو اس سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اور ہو جاؤ تم دونوں بڑے زمین میں اور نہیں ہم تم پر ایمان لانے والے۔

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ۝

اور بولا فرعون ہر جادوگر جادو جاننے والا میرے پاس لاؤ۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ۝

تو جب آئے جادوگر کہا ان سے موسیٰ نے ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے۔

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ۝

تو جب ڈالا انہوں نے کہا موسیٰ نے یہ جو تم لائے ہو یہ جادو ہے بے شک اللہ اسے باطل کر دے گا بے شک اللہ نہیں بناتا عمل فسادیوں کا۔

وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۝

اور اللہ حق کو حق کر دکھاتا ہے اپنی باتوں سے اگرچہ مجرم برا مانتے رہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لُغات آٹھواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

وَاتْلُ۔ اور پڑھ　عَلَيْهِمْ۔ ان پر　نَبَاَ۔ خبر　نُوْحٍ۔ نوح کی

اِذْ۔ جب　قَالَ۔ کہا اس نے　لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم کو　يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم

اِنْ كَانَ۔ اگر ہے　كَبُرَ۔ شاق　عَلَيْكُمْ۔ تم پر　مَقَامِيْ۔ میرا کھڑا ہونا

وَتَذْكِيْرِيْ۔ اور میرا ڈرانا　بِاٰيٰتِ۔ آیات　اللّٰهِ۔ الٰہی سے

فَعَلَى۔ تو اوپر　اللّٰهِ۔ اللہ کے　تَوَكَّلْتُ۔ بھروسہ کیا میں نے　فَاَجْمِعُوْا۔ سو اکٹھا کرو تم

اَمْرَكُمْ۔ اپنا کام　وَشُرَكَآءَكُمْ۔ اور اپنے شریکوں کو　ثُمَّ۔ پھر

لَا يَكُنْ۔ نہ ہو　اَمْرُكُمْ۔ تمہارا کام　عَلَيْكُمْ۔ تم پر　غُمَّةً۔ پوشیدہ

ثُمَّ۔ پھر　اقْضُوْٓا۔ فیصلہ کرو　اِلَيَّ۔ میری طرف　وَلَا۔ اور نہ

تُنْظِرُوْنِ۔ مہلت دو مجھ کو　فَاِنْ۔ پھر اگر　تَوَلَّيْتُمْ۔ تم پھر جاؤ　فَمَا۔ تو نہیں

سَاَلْتُكُمْ۔ مانگتا میں تم سے　مِنْ اَجْرٍ۔ کوئی مزدوری　اِنْ۔ نہیں ہے　اَجْرِيَ۔ میری مزدوری

اِلَّا۔ مگر　عَلَى اللّٰهِ۔ اوپر اللہ کے　وَاُمِرْتُ اَنْ۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں یہ کہ

اَكُوْنَ۔ ہوں میں　مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ مسلمانوں سے　فَكَذَّبُوْهُ۔ پھر جھٹلایا انہوں نے

فَنَجَّيْنٰهُ۔ پھر نجات دی ہم نے اسے　وَمَنْ۔ اور جو　مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ تھے　فِي الْفُلْكِ۔ کشتی میں

وَجَعَلْنٰهُمْ۔ اور بنایا ہم نے ان کو　خَلٰٓئِفَ۔ جانشین　وَاَغْرَقْنَا۔ اور غرق کیا ہم نے

الَّذِيْنَ۔ ان کو جنہوں نے　كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا　بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کو　فَانْظُرْ۔ پھر دیکھ

كَيْفَ۔ کیسا　كَانَ۔ ہوا　عَاقِبَةُ۔ انجام　الْمُنْذَرِيْنَ۔ ڈرائے ہوؤں کا

ثُمَّ۔ پھر　بَعَثْنَا۔ بھیجے ہم نے　مِنْ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد　رُسُلًا۔ کئی رسول

اِلٰى۔ طرف　قَوْمِهِمْ۔ انکی قوموں کے　فَجَآءُوْهُمْ۔ وہ لائے انکے پاس　بِالْبَيِّنٰتِ۔ کھلی علامات

فَمَا۔ پھر نہیں　كَانُوْا۔ تھے وہ　لِيُؤْمِنُوْا۔ کہ ایمان لاتے　بِمَا۔ اس پر

كَذَّبُوْا بِهٖ۔ جسے جھٹلا چکے تھے　مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے　كَذٰلِكَ۔ اسی طرح

نَطْبَعُ۔ مہر کرتے ہیں ہم　عَلٰى۔ اوپر　قُلُوْبِ۔ دل　الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کے

ثُمَّ۔ پھر　بَعَثْنَا۔ بھیجا ہم نے　مِنْ بَعْدِهِمْ۔ ان کے بعد　مُوْسٰى۔ موسیٰ

وَهٰرُوْنَ۔ اور ہارون کو　اِلٰى۔ طرف　فِرْعَوْنَ۔ فرعون　وَمَلَا۟ئِهٖ۔ اور اس کے سرداروں کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِاٰیٰتِنَا۔ اپنی آئتیں دے کر فَاسْتَکْبَرُوْا۔ پھر تکبر کیا انہوں نے وَکَانُوْا۔ اور تھے وہ

قَوْمًا۔ قوم مُّجْرِمِیْنَ۔ گنہگار فَلَمَّا۔ پھر جب جَآءَھُمُ۔ آیا انکے پاس

الْحَقُّ۔ حق مِنْ عِنْدِنَا۔ ہماری طرف سے قَالُوْا۔ کہا انہوں نے

اِنَّ۔ بے شک ھٰذَا۔ یہ لَسِحْرٌ۔ یقیناً جادو ہے مُّبِیْنٌ۔ کھلا ہوا

قَالَ۔ کہا مُوْسٰی۔ موسیٰ نے اَتَقُوْلُوْنَ۔ کیا کہتے ہو تم

لِلْحَقِّ۔ حق کو لَمَّا۔ جبکہ جَآءَکُمْ۔ آیا تمہارے پاس اَسِحْرٌ۔ کیا جادو ہے

ھٰذَا۔ یہ وَلَا یُفْلِحُ۔ اور نہیں کامیاب ہوتے السّٰحِرُوْنَ۔ جادوگر قَالُوْا۔ کہا انہوں نے

اَجِئْتَنَا۔ کیا آیا تو ہمارے پاس لِتَلْفِتَنَا۔ تاکہ منحرف کرے عَمَّا۔ اس سے وَجَدْنَا۔ جو پایا ہم نے

عَلَیْہِ۔ اس پر اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو وَتَکُوْنَ۔ اور ہو جائے لَکُمَا۔ تم دونوں کی

الْکِبْرِیَآءُ۔ بڑائی فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں وَمَا۔ اور نہیں نَحْنُ۔ ہم

لَکُمَا۔ تم دونوں کو بِمُؤْمِنِیْنَ۔ ماننے والے وَقَالَ۔ اور کہا فِرْعَوْنُ۔ فرعون نے

ائْتُوْنِیْ۔ لاؤ میرے پاس بِکُلِّ۔ ہر ایک سٰحِرٍ۔ جادوگر عَلِیْمٍ۔ جاننے والا

فَلَمَّا۔ پھر جب جَآءَ۔ آئے السَّحَرَۃُ۔ جادوگر قَالَ۔ کہا

لَھُمْ۔ ان سے مُوْسٰی۔ موسیٰ نے اَلْقُوْا۔ ڈالو مَآ اَنْتُمْ۔ جو تم

مُّلْقُوْنَ۔ ڈالنے والے ہو فَلَمَّا۔ پھر جب اَلْقَوْا۔ ڈالا انہوں نے قَالَ۔ کہا

لَھُمْ۔ ان سے مُوْسٰی۔ موسیٰ نے مَا جِئْتُمْ بِہِ۔ جو کچھ لائے ہو تم یہ

السِّحْرُ۔ جادو ہے اِنَّ اللّٰہَ۔ بے شک اللہ سَیُبْطِلُہٗ۔ جلدی باطل کرے گا اس کو

اِنَّ۔ بے شک اللّٰہَ۔ اللہ لَا یُصْلِحُ۔ نہیں درست کرتا عَمَلَ۔ عمل

الْمُفْسِدِیْنَ۔ فساد کرنے والوں کا وَیُحِقُّ۔ اور حق کرتا ہے اللّٰہُ۔ اللہ

الْحَقَّ۔ حق کو بِکَلِمٰتِہٖ۔ اپنی باتوں سے وَلَوْ۔ اور اگرچہ کَرِہَ۔ ناپسند کریں

الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم لوگ۔

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

"اور انہیں نوح کی خبر سنائیں جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر بار گزرتا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی نشانیاں تمہیں یاد دلانا تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اے محبوب ان یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکوں کو حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ سنائیں کہ انہوں نے جب آپ کی تبلیغ کی مخالفت کی تو آپ نے انہیں آخر میں فرمایا تھا کہ اے میری قوم اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور مدت دراز تک تبلیغ تذکیر کرنا شاق اور ناگوار گذرا ہے اور تم میرے قتل اور مجھے بستی سے نکالنے پر آمادہ ہو چکے ہو تو میں اپنے رب پر بھروسہ رکھتا ہوں اور میں نے اپنا تمام معاملہ اس وحدہ لاشریک کے سپرد کر دیا ہے۔

"تو تم سب مل کر اپنا کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنے کام پختہ کر لو پھر جب تمہارے کام میں کوئی الجھن نہ رہے پھر جو تم سے ہو سکے وہ میرا کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔"

اس لیے کہ مجھے تمہاری کسی مخالفت اور مخاصمت کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ جواب حضرت نوح علیہ السلام نے بطریق تعجیز دیا اور واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ مجھے اپنے قوی وقادر پروردگار عالم پر بھروسہ ہے اور پورا یقین ہے کہ تم اور تمہارے بے اختیار معبود میرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔

"تو اگر تم منہ پھیرو" اور میری نصیحت نہ مانو۔

"تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا" جس کے نہ ملنے اور ضائع ہونے کا مجھے افسوس ہو۔ اس لیے کہ "میرا اجر و ثواب تو کسی پر نہیں مگر میرے رب تبارک وتعالے پر ہے۔"

وہی مجھے جزا دے گا اور تمہیں جو نصیحت اور تذکیر کر رہا ہوں وہ محض اللہ کے لیے کر رہا ہوں اس میں دنیوی غرض قطعاً نہیں ہے۔

"اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور جھٹلایا تو ہم نے اسے (نوح علیہ السلام کو) اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انھیں ہم نے نائب بنایا۔"

یعنی طوفان نوحی سے جو ہلاک ہوئے ان کی جائداد و زمین کا مالک نجات یافتہ لوگوں کو کیا اور وہ ان کی زمینوں پر قابض ہوئے۔

"اور جو تکذیب کرنے والے تھے اور ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے انھیں ہم نے غرق کر دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔"

"ثم بعثنا پھر اس قوم کی (ہلاکت) کے بعد ہم نے اور رسول بھیجے ان کی قوموں کی طرف تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے۔"

یعنی حضرت ہود۔ حضرت صالح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت شعیب۔ حضرت لوط علیہم السلام

"تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے ان کے پہلے جھٹلا چکے تھے۔ ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون فرعون اور اس کے حاشیہ نشینوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس آیا حق ہماری طرف سے بولے بے شک یہ تو کھلا جادو ہے"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت ہارون کو ساتھ لے کر فرعونیوں میں پہنچے جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی تو بجائے ایمان لانے کے کہنے لگے یہ تو جادو ہے باوجودیکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ حق ہے مگر نفسانیت اور حسد و عناد میں تکذیب پر ہی تلے رہے تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
"کیا تم حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے"۔
یعنی استفہام انکاری سے ان کے اوہام باطلہ فاسدہ کا رد کر دیا اور فرمایا کہ یہ جادو ہرگز نہیں ہے "اس لیے کہ جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے"۔ تو فرعون والے بولے "کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس (عقیدہ سے) پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور تم دونوں (یعنی موسیٰ و ہارون علیہما السلام) زمین میں سب سے بڑائی حاصل کر لو اور ہم تم دونوں پر ایمان نہ لائیں گے"۔
اور اسی بت پرستی اور فرعون پرستی کی ملت پر رہیں گے۔

"اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والا میرے پاس لاؤ تو جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے"

یعنی اپنے کرتب سامنے لاؤ جو رسیاں لاٹھیاں اور جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈالو جس پر تم جادو کر سکتے ہو۔ یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ حق اور باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ دکھانے والے تھے وہ سب مٹ جائیں۔

"تو جب ڈالا انہوں نے فرمایا موسیٰ نے کیا لائے تم یہ تو جادو ہے اب اللہ اسے جلدی باطل فرمائے گا اللہ مفسدوں کو ان کے کاموں میں کامیاب نہیں فرماتا اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرم برا مانا کریں"۔

گویا موسیٰ علیہ نے ان کے پہلے الزام کا جواب دیا جو انہوں نے آپ کے معجزات دیکھ کر کہا تھا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ تو اس موقعہ پر آپ نے فرمایا یہ جادو ہے جو تم لائے ہو اور یہ عنقریب فنا ہو گا اس لیے کہ باطل باطل ہی ہوتا ہے اور حق حق ہی رہتا ہے چنانچہ ان کے سب کرتب عصائے موسوی سے فنا ہو گئے مگر پھر بھی وہ اپنی ہٹ دھرمی پر جمے رہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ یونس۔ پ ۱۱

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝

تو نہ ایمان لائے موسیٰ پر مگر کچھ نوجوان اس کی قوم سے فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے کہ وہ فتنہ میں نہ ڈالیں اور فرعون زمین میں سرکشی کرنے والا تھا اور وہ زیادتی کرنیوالوں سے تھا

وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو اگر تم مسلمان (فرمان بردار) ہو۔

فَقَالُوْا عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

تو وہ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے لیے آزمائش نہ بنا۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں کی قوم سے نجات دے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ مقرر کرو اور نماز کی پابندی کرو اور مومنوں کو بشارت سناؤ۔

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝

اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں مال اور زینت دے رکھی ہے اے ہمارے رب تاکہ تیری راہ سے بہکائیں اے ہمارے رب ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے وہ جبتک دردناک عذاب نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔

قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

کہا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی تم مضبوط رہو اور جاہلوں کی راہ کی پیروی نہ کرو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَّاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ○

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے گذار دیا۔ پھر فرعون اور اس کا لشکر سرکشی اور عداوت کی وجہ سے ان کے پیچھے لگا یہاں تک کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ سچا خدا وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور فرمانبرداروں (مسلمانوں) سے ہوں۔ اب (ایمان لاتا ہے) اور تو نے اس سے پہلے نافرمانی کی اور تو فسادیوں سے تھا۔ سو آج تیرے جسم کو نجات دیں گے تاکہ تو پچھلے لوگوں کے لیے نشان (عبرت) بنے اور اکثر لوگ ہماری آیتوں سے بے خبر ہیں۔

حلِّ لغات نواں رکوع سورہ یونس پ۱۱

فَمَا۔ پھر نہ	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	لِمُوْسٰی۔ موسٰی علیہ السلام پر	اِلَّا۔ مگر
ذُرِّیَّۃٌ۔ کچھ نوجوان	مِّنْ قَوْمِہٖ۔ اس کی قوم میں سے		عَلٰی۔ بوجہ
خَوْفٍ۔ ڈر	مِّنْ فِرْعَوْنَ۔ فرعون کے		وَمَلَا۟ئِہِمْ اور انکے سرداروں کے
اَنْ۔ یہ کہ	یَّفْتِنَہُمْ۔ فتنہ میں ڈالے انکو	وَاِنَّ۔ اور بے شک	فِرْعَوْنَ۔ فرعون
لَعَالٍ۔ سرکش تھا	فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	وَاِنَّہٗ۔ اور یقیناً وہ	لَمِنَ۔ تھا
الْمُسْرِفِیْنَ۔ حد سے بڑھنے والوں سے		وَقَالَ۔ اور کہا	مُوْسٰی۔ موسٰی نے
یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ ہو تم	اٰمَنْتُمْ۔ ایمان رکھتے
بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	فَعَلَیْہِ۔ تو اسی پر	تَوَکَّلُوْا۔ بھروسہ رکھو	اِنْ۔ اگر
کُنْتُمْ۔ ہو تم	مُّسْلِمِیْنَ۔ فرمانبردار	فَقَالُوْا۔ پھر انہوں نے کہا	عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ ہی پر
تَوَکَّلْنَا۔ بھروسہ کیا ہم نے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَا تَجْعَلْنَا۔ نہ بنا ہم کو	فِتْنَۃً۔ آزمائش
لِّلْقَوْمِ۔ قوم	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالم کے لیے	وَنَجِّنَا۔ اور نجات دے ہم کو	بِرَحْمَتِکَ۔ اپنی رحمت سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنَ الْقَوْمِ - قوم　الْكٰفِرِيْنَ - کافروں سے　وَاَوْحَيْنَآ - اور وحی کی ہم نے　اِلٰی - طرف
مُوْسٰی - موسیٰ　وَاَخِيْهِ - اور اسکے بھائی کی　اَنْ - یہ کہ　تَبَوَّاٰ - جگہ دو
لِقَوْمِكُمَا - اپنی قوم کو　بِمِصْرَ - مصر میں　بُيُوْتًا - گھروں کی　وَّاجْعَلُوْا - اور بناؤ
بُيُوْتَكُمْ - اپنے گھروں کو　قِبْلَةً - قبلہ　وَّاَقِيْمُوا - اور قائم کرو　الصَّلٰوةَ - نماز
وَبَشِّرِ - اور خوشخبری دے　الْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کو　وَقَالَ - اور کہا　مُوْسٰی - موسیٰ نے
رَبَّنَآ - اے ہمارے رب　اِنَّكَ - بیشک تو نے　اٰتَيْتَ - دیا　فِرْعَوْنَ - فرعون کو
وَمَلَاَهٗ - اور اسکے سرداروں کو　زِيْنَةً - زینت　وَّاَمْوَالًا - اور مال　فِي الْحَيٰوةِ - زندگی
الدُّنْيَا - دنیا میں　رَبَّنَا - اے ہمارے رب　لِيُضِلُّوْا - تاکہ گمراہ کریں　عَنْ سَبِيْلِكَ - تیری راہ سے
رَبَّنَا - اے ہمارے رب　اطْمِسْ - مٹا دے　عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ - ان کے مال
وَاشْدُدْ - اور سخت کردے　عَلٰی - ان کے　قُلُوْبِهِمْ - دل　فَلَا - پھر نہ
يُؤْمِنُوْا - ایمان لائیں　حَتّٰی - یہاں تک کہ　يَرَوُا - دیکھیں　الْعَذَابَ - عذاب
الْاَلِيْمَ - دردناک　قَالَ - کہا　قَدْ - بے شک　اُجِيْبَتْ - قبول کی گئی
دَّعْوَتُكُمَا - تمہاری دعا　فَاسْتَقِيْمَا - پھر مضبوط رہو　وَلَا - اور نہ　تَتَّبِعٰٓنِّ - پیروی کرو
سَبِيْلَ - رستے　الَّذِيْنَ - ان لوگوں کی　لَا يَعْلَمُوْنَ - جو نہیں جانتے　وَجٰوَزْنَا - اور گزار دیا ہم نے
بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ - بنی اسرائیل کو　الْبَحْرَ - سمندر سے　فَاَتْبَعَهُمْ - پھر پیچھے لگا ان کے
فِرْعَوْنُ - فرعون　وَجُنُوْدُهٗ - اور اس کے لشکر　بَغْيًا - سرکشی　وَّعَدْوًا - اور دشمنی سے
حَتّٰٓی - یہاں تک کہ　اِذَآ - جب　اَدْرَكَهُ - پالیا اس کو　الْغَرَقُ - غرق ہونے نے
قَالَ - کہا　اٰمَنْتُ - میں ایمان لایا　اَنَّهٗ - یقیناً وہ　لَآ اِلٰهَ - نہیں کوئی معبود
اِلَّا الَّذِيْٓ - مگر وہی　اٰمَنَتْ - کہ ایمان لائے　بِهٖ - اس پر　بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ - بنی اسرائیل
وَاَنَا - اور میں　مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ - مسلمانوں سے ہوں　آٰلْـٰٔنَ - کیا اب
وَقَدْ - اور بے شک　عَصَيْتَ - نافرمانی کی تو نے　قَبْلُ - پہلے　وَكُنْتَ - اور تھا تو
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ - فسادیوں سے　فَالْيَوْمَ - سو آج　نُنَجِّيْكَ - نجات دیں گے ہم تجھ کو
بِبَدَنِكَ - تیرے بدن کو　لِتَكُوْنَ - تاکہ ہو تو　لِمَنْ - ان کے لیے جو　خَلْفَكَ - تیرے پیچھے ہیں
اٰيَةً - نشان　وَاِنَّ - اور بے شک　كَثِيْرًا - بہت سے　مِّنَ النَّاسِ - لوگ
عَنْ اٰيٰتِنَا - ہماری آیتوں سے　لَغٰفِلُوْنَ - یقیناً بے خبر ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع۔ یونس۔ پ ۱۱

" اور موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ فرعون اور اس کے درباریوں کے خوف سے کہ کہیں انھیں فتنے میں ڈال کر دین موسوی سے ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بے شک فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بے شک وہ حد سے گذر گیا"۔

اس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ اپنی امت کے بعض لوگوں کے ایمان نہ لانے کی پرواہ نہ کریں اور ان کے ایمان لانے کا جو اہتمام فرماتے تھے اور اس سے کفار مکہ جو اعراض کرتے تھے اس پر فرمایا کہ آپ اس اعراض سے غمگین نہ ہوں اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود اس کے کہ کھلا معجزہ لائے تھے مگر پھر بھی ان پر ایمان لانے والے تھوڑے ہی نکلے زیادہ انکار و انحراف ہی کرتے رہے تو انبیاء کرام پر ایسے مواقع پیش آتے رہے ہیں آپ اپنی امت کے اعراض سے رنجیدہ نہ ہوں۔

اور مِنْ قَوْمِهٖ میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ ایسی صورت میں قوم اور ذریت سے مراد بنی اسرائیل ہیں جن کی اولادیں مصر میں آپ کے ساتھ تھیں۔

اور بقول ثانی من قومہ میں وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ کر ادھر ادھر رہ گئے تھے اس لیے کہ جب فرعون نے اولاد ذکور کی ولادت پر علی الفور قتل کا حکم جاری کر دیا تھا تو اکثر عورتیں وہ تھیں جن کی راہ و رسم فرعون کی خاص عورتوں سے تھا۔ انہوں نے اس سے یہ فائدہ اٹھایا کہ اپنے بچے کو مولود انہیں دے دیے اور وہ محل میں پلتے رہے تو جس دن یہ مقابلہ ہوا یہ تمام بچے جو پروردۂ محل شاہی تھے موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے جادوگروں کی شکست دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قوم سے قوم فرعون مراد ہے چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ذریت فرعون سے تھوڑے وہ تھے جو ایمان لے آئے تھے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

" وَقَالَ مُوْسٰى اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو"۔

اور فرعونی فتنہ کی پرواہ نہ کرو بے خوف رہو جو بندہ ہو کر دعوائے الوہیت کر رہا ہو وہ باطل اور قطعی باطل ہے اور جس پر تم ایمان لائے ہو وہ حق اور قطعی حق ہے وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے اور ابن جریر راوی ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ الضَّمِيْرَ لِفِرْعَوْنَ وَبِهٖ قَالَ جَمْعٌ فَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ غَيْرِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَهُمْ زَوْجَتُهٗ اٰسِيَةُ وَمَاشِطَتُهٗ وَمُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالْخَازِنُ وَامْرَاَتُهٗ۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ ضمیر فرعون کی طرف ہے اور اس پر ایک جماعت متفق ہے تو ایمان لانے والے بنی اسرائیل کے علاوہ اس کی بیوی آسیہ اور اس کی کنگھی کرنے والی اور آل فرعون سے مومن اور اس کا خازن اور اس کی بیوی ہے۔

" تو سب کہنے لگے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب ہم کو ظالم لوگوں کی آزمائش میں نہ ڈال"۔

اور انہیں ہم پر غالب نہ کرتا کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ حق پر ہیں۔" اور ہمیں نجات دے اپنی رحمت کے ساتھ کافر قوم سے" اور ان کے ظلم وستم سے محفوظ رکھ۔

" اور ہم نے وحی کی موسیٰ اور اس کے بھائی کو کہ مکانات بناؤ اپنی قوم کے لیے مصر میں اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بناؤ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ"

چونکہ فرعون کے ظلم وستم کا خوف تھا اس لیے فرمایا کہ ایام خوف میں مصر کے مکانات کے اندر ہی نمازیں ادا کرو اور چونکہ تمام انبیاء کا قبلہ ہمیشہ سے کعبہ ہی تھا اس لیے نمازیں گھر میں ادا ہوں تو قبلہ رو اور مساجد میں ہوں تو قبلہ رو۔

بِاَنَّ الْمَنْصُوْصَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَسْتَقْبِلُ الصَّخْرَةَ وَالنَّصَارٰى مَطْلَعَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْكَعْبَةَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَالْقَوْلُ بِهٖ غَرِيْبٌ۔

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ یہودی صخرۂ بیت المقدس کو قبلہ کہتے تھے اور نصاریٰ سورج طلوع ہونے کی سمت کو اور مشہور نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا کعبہ کی طرف استقبال فرماتے تھے سو یہ غریب ہے

اس لیے علامہ علائی فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانَتْ قِبْلَتُهُمْ كُلِّهِمْ الْكَعْبَةَ۔ یعنی تمام انبیاء کرام کا قبلہ ہمیشہ سے کعبہ ہی رہا ہے

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا میرے لیے تمام روئے زمین سجدہ کے لیے پاک کی گئی ہے

اور گھروں میں نماز کی یہ اجازت بحالت اضطرار تھی۔

فَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ خَرَّبَ مَسَاجِدَهُمْ وَمَنَعَهُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنْ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جُبَیْرٍ۔

اس لیے کہ فرعون ملعون نے مساجد ویران کر دی تھیں اور عام طور پر نماز ممنوع قرار دے دی تھی تو اللہ تعالےٰ نے وحی فرما کر حکم دیا کہ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو۔ ابن عباس اور ابن جبیر سے ایسا ہی مروی ہے۔ یہ صلوٰۃ خوف کی طرح ہے کہ وہ بھی گھروں میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس کا اثر ظاہر فرمایا۔ حیث قال۔

"وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَا اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ اور عرض کی موسیٰ نے اے ہمارے رب تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو مال اور زینت دنیا کی زندگی میں الہیٰ اس مال کے ذریعہ وہ بہکا دے گا اور گمراہ کرے گا الٰہی ان کے مال برباد کر دے"۔

اس لیے کہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر گذار ہونے کے جرأت کر کے معصیت شعار بنا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور فرعونیوں کے درہم و دینار پتھر ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ ان کے باغوں کے پھل اور کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں اور یہ ان تو معجزات سے ایک معجزہ ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ سے راوی ہیں کہ ضحاک نے کہا اِنَّہٗ بَعْدَ هٰذَا الدُّعَاءِ صَارَتْ دَرَاهِمُهُمْ وَدَنَانِيْرُهُمْ وَنُحَاسُهُمْ وَحَدِيْدُهُمْ حِجَارَةً مَّنْقُوْشَةً

اس دعا کے بعد ان کے درہم ودنانیر اور تانبہ لوہا سب پتھر ہو گئے اور ان پر نقوش بدستور رہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ الْقُرَظِيِّ قَالَ سَاَلَنِیْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ فَاَخْبَرْتُهٗ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی طَمَسَ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ یَعْنِیْ فِرْعَوْنَ وَاٰلِ فِرْعَوْنَ حَتّٰی صَارَتْ حِجَارَةً فَقَالَ عُمَرُ مَكَانَكَ حَتّٰی اٰتِیَكَ فَدَعَا بِكِیْسٍ مَخْتُوْمٍ فَفَكَّهٗ فَاِذَا فِیْهِ الْبَیْضَةُ مَنْقُوْشَةٌ وَهِیَ حِجَارَةٌ وَكَذَا الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِیْرُ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ۔

محمد قرظی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس آیت کے متعلق سوال کیا میں نے بتایا کہ اللہ نے فرعون کے مال اور آل فرعون کے اموال پر طمس فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر ہو گئے۔ تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا آپ تشریف رکھیں تاکہ میں آپ کو وہ ملموس دکھاؤں۔ پھر آپ نے ایک تھیلی منگوائی جو سربمہر تھی تو اسے کھول کر دکھایا تو اس میں انڈے پتھر کے تھے اور ایسے ہی درہم و دنانیر اور اس کی مثل سب پتھر کے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے حوض کا پانی بھی پتھر ہو گیا۔ منجد میں سکر کا ترجمہ حوض ہے اور عبارت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ ہے کہ اِنَّہٗ صَادَ سَکَّہُمْ حِجَارَۃً اور جہاں میاں بیوی ایک جگہ تھے وہ بھی پتھر ہو گئے اور جہاں کوئی عورت روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی۔ طمس کا ترجمہ روح المعانی میں ہے قَالَ مُجَاہِدٌ فَالطَّمْسُ بِمَعْنَی الْاِھْلَاکِ۔ یعنی طمس ہلاک کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

"اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان ہی نہ لائیں حتیٰ کہ دردناک عذاب دیکھیں"

اس کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کے ایمان لانے کی توآپ نے ان کے حق میں بددعا کی اور ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے سے قبل ایمان نہ لائے (روح المعانی)

اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ کسی سرکش کافر کی دعائے موت کرنا ممنوع نہیں۔ کما قال المدارک آگے ارشاد ہے فرمایا (اللہ تعالیٰ نے)

"بے شک قبول ہوئی تم دونوں کی دعا تو ثابت قدم رہو اور نہ پیروی کرو نادانوں کی"

اس آیت کریمہ میں موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا قبول ہونے کا اظہار ہے اور پہلی آیت میں دعا صرف موسیٰ علیہ السلام کی تھی اس پر علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نفیس توجیہ فرمائی وہ یہ کہ آمین بھی درحقیقت دعا ہے تو جب موسیٰ علیہ السلام رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِہِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ۔ عرض کر رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام آمین فرما رہے تھے تو اس صورت میں دونوں کی دعا ہو گئی۔

بعض روایات سے ثابت ہے کہ اس دعا میں اور اس کی قبولیت میں چالیس سال کا فاصلہ تھا اس سے ان جلد بازوں کو تنبیہ بھی ہے کہ وہ دعا کرتے ہی قبولیت کے منتظر ہوتے ہیں اس لیے وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا فرمایا گیا کہ انسان جلد باز ہے اس لیے یہاں بھی وَلَا تَتَّبِعٰنِّ یعنی نہ پیروی کرو نادانوں کی ارشاد ہوا وہ نادان وہی ہیں جو قبول دعا میں تاخیر و تعویق کی حکمت نہیں جانتے اور یہی دعا میں ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ دعا کرو ہم تمہارے لیے دعا قبول کریں گے یہ ارشاد نہیں کہ ہر دعا علی الفور قبول کریں گے بلکہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق وہ قبول ضرور کریں گے تاخیر و تعویق سے یا علی الفور اس کا وعدہ نہیں۔ اس بحث کے لیے "اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ" کا مطالعہ کیا جائے جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ کی تالیف ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَجَاوَزْنَا اور ہم دریا پار لے گئے بنی اسرائیل کو تو فرعون نے مع اپنے لشکر کے ان کا تعاقب کیا سرکشی اور ظلم سے حتیٰ کہ جب پکڑ لیا اسے غرق نے بولا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ میں ایمان لایا اس پر کہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور میں مسلمان ہوں"۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے فلق بحر کر کے دریائے نیل کو پار کیا اور تعاقب کرتا ہوا فرعون معہ اپنے لشکر کے ساحل نیل پر آیا تو دریا میں راستہ دیکھ کر دریائے نیل میں اتر گیا اس کے اتباع میں لشکر بھی اتر گیا جب وسط دریا میں آیا دونوں طرف سے دریا مل گیا اور فرعون معہ اپنے لشکر کے غرق ہونے لگا تو پکارا آمَنْتُ۔

یہاں فرعون نے بہ امید قبول مضمون ایمان تین بار دہرایا لیکن قبول نہ ہوا اس لیے کہ ضغطۂ موت کے بعد ملائکہ عذاب آتے ہیں انھیں دیکھنے کے بعد جو بھی توبہ کرے وہ مقبول نہیں ہوتی اس بنا پر فرعون کا ایمان بھی قبول نہ ہوا۔ البتہ اگر ضغطہ و اضطرار جان کنی سے قبل ایک بار ہی ایمان کا اظہار کر لے تو مقبول ہوتا ہے مگر اس نے تو ادراک غرق کے بعد کہا اور تین طرح کہا پہلے آمَنْتُ پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ کہا پھر اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہا اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوا۔

"آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ کیا اب (ایمان کی سوجھی) اور پہلے تو تو بڑا نافرمان رہا اور بڑے فسادیوں میں سے تھا"۔

یعنی کیا اب حالت اضطرار میں مبتلائے غرق ہو کر اور زندگی سے مایوسی کی حالت میں تو آمَنْتُ کہنے لگا ہے اس سے قبل تو اتنا زبردست فسادی تھا کہ خود گمراہ تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا تھا۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت روح الامین فرعون کے پاس استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ ایسے غلام کے حق میں کیا حکم ہے جس نے کسی کے مال و نعمت سے پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کا منکر ہو گیا بلکہ خود اس مال و نعمت کا مالک بن کر مدعی ملکیت بن گیا۔

اس کا جواب فرعون نے یہ دیا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے دریا میں غرق کیا جائے چنانچہ جب فرعون دریا میں غرق ہونے لگا تو حضرت روح الامین نے اسی کا فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور فرعون نے اسے پہچان لیا

بعض علماء نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کے غرق ہونے کی بنی اسرائیل کو اطلاع دی تو بنی اسرائیل کے دل میں اس کی عظمت و ہیبت اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا تو اس کی لاش بہ امر الٰہی دریا کے ساحل پر پھینک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی گئی جب بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر پہچان لیا تب انہیں یقین ہوا۔

روح المعانی میں اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے۔

وَذَالِكَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى لَمَّا اَخْبَرَ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِاِجَابَةِ دَعْوَتِهِمَا اَمَرَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِخْرَاجِ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ مِّصْرَ لَيْلًا وَكَانُوْا كَمَا ذَكَرَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ سِتَّمِائَةَ اَلْفٍ فَخَرَجَ بِهِمْ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَلَمَّا اَحَسَّ خَرَجَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ عَلٰى اِثْرِهِمْ مُسْرِعِيْنَ فَالْتَفَتَ الْقَوْمُ فَاِذَا الطَّامَّةُ الْكُبْرٰى وَرَاءَهُمْ فَقَالُوْا يَا مُوْسٰى هٰذَا فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ وَرَاءَنَا وَهٰذَا الْبَحْرُ اَمَامَنَا فَكَيْفَ الْخَلَاصُ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَضَرَبَهٗ فَانْفَلَقَ اِثْنَىْ عَشَرَ فِرْقًا كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ وَصَارَ لِكُلِّ سِبْطٍ طَرِيْقٌ فَسَلَكُوْا وَوَصَلَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ مَّعَهٗ اِلَى السَّاحِلِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا مِنَ الْبَحْرِ وَمَسْلَكُهُمْ بَاقٍ عَلٰى حَالِهٖ فَسَلَكَهٗ بِمَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِيْنَ فَلَمَّا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ وَهَمَّ اَوَّلُهُمْ بِالْخُرُوْجِ غَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔ حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی دعا جب اللہ تعالے نے قبول فرمائی تو حکم الٰہی آیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جاؤ۔ ان کی تعداد بروایات کثیرہ چھ لاکھ تھی تو یہ عین اس وقت معہ اپنی جماعت کے نکلے جبکہ فرعون اور اس کی فوج غفلت میں تھے جب انہیں ان کا علم ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں تو فرعون معہ اپنی جماعت کے ان کے قدم بقدم تعاقب میں نکلا جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک بڑی مصیبت آرہی ہے تو وہ بولے اے موسیٰ یہ فرعون اور اس کا لشکر آرہا ہے۔ اور ہمارے سامنے یہ دریائے نیل موجیں مار رہا ہے اب کس طرح ہم نجات پائیں گے تو اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا میں ماریں آپ نے عصا مارا اس سے بارہ رستے دریا میں پھٹ گئے ہر راستہ کے مابین ایک بھاری پہاڑ کی طرح تھا اور ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا جس سے یہ پار اتر گئے اور فرعون معہ اپنے ساتھیوں کے ساحل پر آگیا تو اس نے وہ راستے دریا میں دیکھے جن سے موسیٰ علیہ السلام کے امتی گذر گئے تھے تو یہ بھی انہیں راستوں سے دریا میں اتر پڑا جب وسط میں پہنچا تو دریائے نیل کی موجوں نے ایسا گھیرا جیسا کہ گھیرنا تھا۔ حتی کہ غرق نے پالیا۔

اس کے غرق کی خبر جب بنی اسرائیل کو ملی تو انہیں اس پر یقین نہ آیا اس لیے کہ اس کی جبروتی قوت سے سب مرعوب تھے تو بامر الٰہی اس کی لاش ساحل پر موجوں نے پھینک دی اور بنی اسرائیل نے دیکھ کر پہچانا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس کے مرنے کا یقین کیا۔ اس پر ارشاد ہوا
"فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً۔ آج ہم تیری لاش کو محفوظ رکھیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لیے نشان ہو"۔

ابن انباری ابوالشیخ سے راوی ہیں اَلْمَعْنٰى نَجْعَلُكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ كَىْ يَرَاكَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فَيَعْرِفُوْا اَنَّكَ قَدْ مِتَّ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھے ہم کسی زمین کے ٹیلے پر رکھیں گے۔ تاکہ تجھے بنی اسرائیل دیکھ کر جان لیں کہ تو (خدائی کا مدعی تھا) اور مرگیا۔

وَجَاءَ تَفْسِيْرُ الْبَدَنِ بِالدِّرْعِ اور بدن کی تفسیر میں بعض نے اس کی زرہ مراد لی ہے
وَرُوِىَ ذٰلِكَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَاُبَيٍّ وَكَانَتْ لَهٗ دِرْعٌ مِّنْ ذَهَبٍ يُعْرَفُ بِهَا وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهَا كَانَتْ مِنْ لُؤْلُؤٍ۔ اس کی ایک سونے کی زرہ تھی جس سے وہ پہچانا جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے وہ زرہ موتیوں کی تھی۔

اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابی جہضم موسیٰ بن سالم سے راوی ہیں اَنَّهٗ كَانَ لِفِرْعَوْنَ شَيْءٌ يَلْبَسُهٗ يُقَالُ لَهُ الْبَدَنُ يَتَلَأْلَأُ۔ وہ ایک چیز تھی فرعون کی جسے وہ پہنتا تھا اسے بدن کہتے تھے وہ جگمگاتی تھی۔
"اور بے شک بہت لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں"۔

انہیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ فرعون کی لاش سالم نکلے گی اور مصر کے میوزم میں رکھی ہوگی۔ آج تو مصر جانے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ آتے ہیں۔ بہرحال نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ کے متعلق اگرچہ اقوال ہیں۔ لیکن لفظی معنی کے ساتھ بھی یہ پیش گوئی صحیح ہوگئی۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور بے شک جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ اور رزق ہم نے انھیں دیا پاک چیزوں سے۔ تو نہ اختلاف میں پڑے حتیٰ کہ انہیں علم آگیا بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے۔

فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ

اور (اے سننے والے) اگر ہے تو شبہ میں اس کے اندر جو نازل کیا ہم نے تیری طرف تو ان سے پوچھ جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

پڑھنے والے ہیں کتاب تجھ سے پہلے بے شک تیرے پاس حق آیا تیرے رب کی طرف سے تو نہ ہو تو شک کرنے والوں میں۔

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور نہ ہو ان میں سے جو جھٹلاتے ہیں اللہ کی آیتیں تو ہو جائے گا تو خسارے والوں میں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک وہ جن پر ثابت ہو گئی بات تیرے رب کی ایمان نہ لائیں گے۔

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

اگرچہ آئیں ان کے پاس سب نشانیاں حتی کہ وہ دیکھیں دردناک عذاب۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۗ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

تو اگر نہ ہوتی کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو نفع دیتا ان کا ایمان مگر قوم یونس جبکہ ایمان لائے وہ کھول دیا ہم نے ان سے عذاب ذلت والا حیات دنیا میں اور متمتع کیا انہیں ایک مدت تک۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۗ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اگر چاہتا تیرا رب تو ضرور ایمان لاتے سب کے سب تو کیا تم مجبور کرو گے لوگوں کو حتی کہ وہ ایمان لے آئیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور نہیں ہے کسی جان کی قدرت کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور کرتا ہے عذاب ان پر جو بے عقل ہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

فرما دیجئے دیکھو کیا ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور نہیں مستغنی کرتے انہیں آیتیں اور ڈرانے والے اس قوم کو جو ایمان لانے والی نہیں۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

تو کیا انتظار ہے انہیں مگر ان لوگوں کے دنوں کا جو گذر گئے ان سے پہلے۔ فرما دیجئے انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؏

پھر ہم نجات دیں گے اپنے رسولوں کو اور انہیں جو ایمان لائے ایسے ہی ہم پر حق کرم ہے کہ نجات دیں مومنوں کو۔

حلِ لغات دسواں رکوع یونس پ ۱۱

وَلَقَدْ۔ اور بے شک | بَوَّاْنَا۔ جگہ دی ہم نے | بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل کو

مُبَوَّاَ۔ جگہ | صِدْقٍ۔ عزت کی | وَرَزَقْنٰهُمْ۔ اور ہم نے ان کو رزق دیا

مِنَ الطَّیِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزوں کا | فَمَا۔ پھر نہ | اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا انہوں نے

حَتّٰی۔ یہاں تک کہ | جَآءَهُمُ۔ آئے انکے پاس | رُسُلُهُمْ۔ ان کے رسول | اِنَّ۔ بے شک

رَبَّكَ۔ تیرا رب | یَقْضِیْ۔ فیصلہ کریگا | بَیْنَهُمْ۔ ان کے درمیان | یَوْمَ۔ دن

الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے | فِیْمَا۔ اس میں جو | كَانُوْا۔ تھے وہ | فِیْهِ۔ اس میں

یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے | فَاِنْ۔ پھر اگر | كُنْتَ۔ ہے تو | فِیْ شَكٍّ۔ شک میں

مِمَّآ۔ اس چیز سے | اَنْزَلْنَآ۔ جو اتاری ہم نے | اِلَیْكَ۔ تیری طرف | فَسْئَلِ۔ پھر پوچھ

الَّذِیْنَ۔ ان سے جو | یَقْرَءُوْنَ۔ پڑھتے ہیں | الْكِتٰبَ۔ کتاب | مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے

لَقَدْ۔ بے شک | جَآءَكَ۔ آیا تیرے پاس | الْحَقُّ۔ حق | مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے

فَلَا تَكُوْنَنَّ۔ پھر نہ ہو تو | مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ شک کرنے والوں سے | وَلَا تَكُوْنَنَّ۔ اور نہ ہو تو

مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں سے جنہوں نے | كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا | بِاٰیٰتِ۔ آیات

اللّٰهِ۔ الٰہی کو | فَتَكُوْنَ۔ پھر ہوگا تو | مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ خسارہ اٹھانے والوں سے

اِنَّ۔ بیشک | الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ | حَقَّتْ۔ کہ حق ہوئی | عَلَیْهِمْ۔ ان پر

كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ بات تیرے رب کی | لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لائینگے | وَلَوْ۔ اور اگرچہ

جَآءَتْهُمْ۔ آئے انکے پاس | كُلُّ۔ ہر | اٰیَةٍ۔ نشانی | حَتّٰی۔ یہاں تک کہ

یَرَوُا۔ وہ دیکھیں | الْعَذَابَ۔ عذاب | الْاَلِیْمَ۔ دردناک | فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہ

كَانَتْ۔ ہوئی | قَرْیَةٌ۔ کوئی بستی | اٰمَنَتْ۔ ایمان لائی | فَنَفَعَهَآ۔ پھر نفع دیا اس کو

اِیْمَانُهَآ۔ اس کے ایمان نے | اِلَّا۔ مگر | قَوْمَ۔ قوم | یُوْنُسَ۔ یونس کی

لَمَّآ۔ جب | اٰمَنُوْا۔ وہ ایمان لائے | كَشَفْنَا۔ ہم نے کھول دیا | عَنْهُمْ۔ ان سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَذَابَ۔ عذاب اَلْخِزْیِ۔ خواری کا فِی الْحَیٰوۃِ۔ زندگی الدُّنْیَا۔ دنیا میں

وَمَتَّعْنٰھُمْ۔ اور فائدہ دیا ہم نے ان کو اِلٰی حِیْنٍ۔ ایک وقت تک وَلَوْ۔ اور اگر

شَآءَ۔ چاہے رَبُّکَ۔ تیرا رب لَاٰمَنَ۔ تو ایمان لائے مَنْ۔ جو کوئی

فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے کُلُّھُمْ۔ سب جَمِیْعًا۔ کے سب

اَفَاَنْتَ۔ کیا پھر تو تُکْرِہُ۔ مجبور کرے گا النَّاسَ۔ لوگوں کو حَتّٰی۔ یہاں تک کہ

یَکُوْنُوْا۔ ہو جائیں مُؤْمِنِیْنَ۔ مومن وَمَا کَانَ۔ اور نہیں ہے لِنَفْسٍ۔ کسی آدمی کے لیے

اَنْ۔ یہ کہ تُؤْمِنَ۔ ایمان لائے اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ مگر خدا کے حکم سے

وَیَجْعَلُ اور کرتا ہے الرِّجْسَ۔ عذاب عَلَی۔ اوپر الَّذِیْنَ۔ ان کے

لَا یَعْقِلُوْنَ۔ جو نہیں سمجھتے۔ قُلِ۔ کہہ انْظُرُوْا۔ دیکھو

مَاذَا۔ کیا ہے فِی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں

وَمَا۔ اور نہیں تُغْنِی۔ کام آتیں الْاٰیٰتُ۔ نشانیاں وَالنُّذُرُ۔ اور ڈرانے والے

عَنْ قَوْمٍ۔ اس قوم سے لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے فَھَلْ۔ پھر کیا

یَنْتَظِرُوْنَ۔ دیکھتے ہیں اِلَّا۔ مگر مِثْلَ۔ مثل اَیَّامِ۔ دنوں

الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں کے خَلَوْا۔ جو گزر گئے مِنْ قَبْلِھِمْ۔ ان سے پہلے

قُلْ۔ کہہ فَانْتَظِرُوْا۔ انتظار کرو اِنِّیْ۔ بے شک میں مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ ہوں

مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ۔ انتظار کرنے والوں سے ثُمَّ۔ پھر نُنَجِّیْ۔ نجات دیتے ہیں ہم

رُسُلَنَا۔ اپنے رسولوں کو وَالَّذِیْنَ۔ اور ان کو اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے کَذٰلِکَ۔ اسی طرح

حَقًّا۔ حق ہے عَلَیْنَا۔ ہم پر نُنْجِ۔ نجات دیتے ہیں ہم الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔ یونس پ ۱۱

"وَلَقَدْ بَوَّاْنَا اور بے شک جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ"۔

اس سے مراد یا تو مصر کا ملک ہے یا فرعون اور فرعونیوں کی جائدادیں مراد ہیں یا سرزمین شام و قدس اور اردن جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز آبادیاں تھیں۔

علامہ آلوسی بَوَّاْنَا کے ترجمہ پر لکھتے ہیں وَبَوَّا بِمَعْنٰی اَنْزَلَ کَاَبَاءٍ وَالِاسْمُ مِنْہُ الْبِیْئَۃُ بِالْکَسْرِ کَمَا فِی الْقَامُوْسِ۔ بَوَّا بِمَعْنٰی اَنْزَلَ ہے یعنی اتارنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ وَجَعَلَ بَوَّاہُ مَنْزِلًا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَبَوَّاۡهُ فِیْ مَنْزِلٍ وَکَذَا بَوَّاۡتُ لَہٗ مَکَانًا اِذَا سَوَّیْتَہٗ۔ اَیْ اَنْزَلْنَا ھُمْ بَعْدَ اَنْ اَنْجَیْنَا ھُمْ وَ اَھْلَکْنَا اَعْدَاءَ ھُمْ۔ محاورۂ عرب میں بَوَّاۡہُ مَنْزِلًا وَبَوَّاۡہُ فِیْ مَنْزِلٍ ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جب کہ کسی کے لیے ہلاک دشمن کے بعد نجات ہو اور انھیں کسی محفوظ مکان میں رکھا جائے۔

اور مُبَوَّاَ صِدْقٍ کے یہ معنی ہیں اَیْ مَنْزِلًا صَالِحًا مَرْضِیًّا۔ ایسی اترنے کی جگہ جو مرضی کے موافق ہو اور ابن منذر وضحاک وغیرہ سے مروی ہے کہ اَلشَّامُ وَمِصْرُ فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الَّذِیْنَ کَانُوْا فِیْ زَمَانِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُمُ الْمُرَادُوْنَ ھٰہُنَا مَلَکُوْا ذَالِکَ۔ اس سے مراد شام اور مصر ہے اس لیے کہ اس سے مراد وہ بنی اسرائیل ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور وہی ان مقامات کے مالک بنے وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّیْخِ وَغَیْرُہٗ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ الْمُرَادَ بِہِ الشَّامُ وَبَیْتُ الْمُقَدَّسِ وَاخْتَارَہٗ بَعْضُھُمْ بِنَاءً اَنَّ اُولٰئِکَ لَمْ یَعُوْدُوْا اِلٰی مِصْرَ بَعْدَ ذَالِکَ۔

اس سے مراد شام اور بیت المقدس ہے اور اسے بعض نے اس بنا پر پسند کیا کہ بنی اسرائیل مصر کی طرف واپس نہیں گئے بعد غرق فرعون۔

اور یہ بھی قول ہے کہ اِنَّھُمْ مَا دَخَلُوا الشَّامَ فِیْ حَیٰوۃِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا دَخَلَھَا اَبْنَاءُ ھُمْ۔ حیات موسیٰ علیہ السلام میں بنی اسرائیل شام میں بھی نہیں داخل ہوئے البتہ ان کی اولادیں بعد میں داخل اور آباد ہوئیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے اَلْمُرَادُ بِہٖ اَطْرَافُ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی جِھَۃِ الشَّامِ۔ اس سے مراد شام کی طرف مدینہ کا اردگرد ہے

بہرحال بنی اسرائیل کا مرضی کے موافق عزت کے مقام پر اترنا منصوص قطعی ہے عام اس سے کہ وہ شام ہو یا بیت المقدس یا حوالی شام۔ اس سے انکار کسی طرح جائز نہیں کہ انھیں مبوّا صدق یعنی عزت والے مقام پر اتارا گیا۔

"اور وہاں انہیں ستھری پاک روزی سے نوازا گیا تو وہ اختلاف میں نہ پڑے جب تک کہ نہ آیا علم ان میں۔ بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے"

یعنی احکام وغیرہ میں وہ مختلف نہ ہوئے بلکہ سب اپنے رسول کے متبع رہے مگر جب توریت پڑھی اور اس کے احکام سے واقف ہوئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اختلاف کرنے لگے باآنکہ حضور کی صدق نبوت کا انہیں علم ہو چکا تھا۔ لیکن باہمی کش مکش کرنے لگے کوئی کہنے لگا جس کی نعت توریت میں ہے وہ یہ نہیں۔ کوئی کہنے لگا یہ وہی ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ علامہ طبرسی تو اس طرف گئے کہ اِنَّهُمْ كَانُوْا جَمِيْعًا عَلَى الْكُفْرِ لَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْهِ حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَزَلَتِ التَّوْرَاةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ اَصَرَّ عَلٰى كُفْرِهٖ۔ علامہ طبرسی کہتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کفر پہ تھے اور اس کفر میں کوئی مختلف نہ تھا حتیٰ کہ جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور توریت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ کا حکم تھا تو ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض اپنے کفر پہ ہی مصر رہے یہ اختلاف پیدا ہوا تو اس کے متعلق ارشاد ہوا۔

"اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بے شک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں بروز قیامت جس بات میں وہ آپس میں جھگڑتے تھے"۔

وہ فیصلہ یہی ہوگا کہ مومن جنت میں داخل کردئے جائیں گے اور کافر جہنم میں فَيُمَيِّزُ بَيْنَ الْمُحِقِّ وَالْمُبْطِلِ بِالْاِثَابَةِ وَالْعُقُوْبَةِ کہ حق اور باطل والوں میں ثواب اور عذاب کے لحاظ سے فرق کر دیا جائے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

"فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا۔ تو اگر تجھے کچھ شک ہے (اے سننے والے) اس میں جو ہم نے نازل کی تجھ پر تو ان سے پوچھ کر اطمینان کر جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں"۔

اس کے ماتحت مفسرین کے چند اقوال ہیں منجملہ ان کے پہلا قول تو یہ ہے۔

وَالْمُرَادُ۔ اِنْ كُنْتَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْفَرْضِ وَالتَّقْدِيْرِ۔ لِاَنَّ الشَّكَّ لَا يُتَصَوَّرُ مِنْهُ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْكَشَفَ عَنْهُ الْغِطَاءُ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ اے محبوب بفرض محال علی التقدیر شک میں ہوں۔ اس لیے کہ حضور کی طرف شک کا تصور ہی نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ آپ پر انکشاف غطا ہو چکا ہے اور شک بصورت حجاب وغطا ہوتا ہے۔

وَلِذَا عُبِّرَ بِاِنْ الَّتِيْ تُسْتَعْمَلُ غَالِبًا فِيْمَا لَا تَحَقُّقَ لَهٗ حَتّٰى تُسْتَعْمَلَ فِي الْمُسْتَحِيْلِ عَقْلًا وَعَادَةً كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ (اِلَى اٰخِرِ مَا قَالَ) وَالْمُرَادُ بِالْمُنَزَّلِ الْقِصَصُ۔ اَيْ اِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّنَ الْقِصَصِ الْمُنَزَّلَةِ اِلَيْكَ الَّتِيْ مِنْ جُمْلَتِهَا قِصَّةُ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ وَاَخْبَارُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔ فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ فَاِنَّ ذٰلِكَ مُحَقَّقٌ عِنْدَهُمْ ثَابِتَةٌ فِيْ كُتُبِهِمْ حَسْبَمَا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ۔

اسی لیے شک کا لفظ بولا گیا جو استعمال ہوتا ہے بطور غلبہ اس میں جس کی تحقیق نہ ہو حتیٰ کہ وہ استحالہ عقلی و عادی میں بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اگر ہو اللہ تعالےٰ کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولاد تو مراد اس سے وہ قصص ہیں۔ گویا یوں ارشاد ہوا اگر تمہیں شک ہو ان قصوں میں جن کا ذکر ہم نے فرمایا جیسے موسیٰ اور اس کی قوم کا ذکر یا اخبار بنی اسرائیل تو ان سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلے کتاب تورات پڑھ رہے ہیں تو ان کے پاس محقق اور ثابت ہے ان کی کتابوں میں ویسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے آپ پر نازل فرمایا۔ لیکن حضور کی ذات کے ساتھ ایسا شک متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

دوسرا قول یہ ہے وَزَعَمَ الزَّجَاجُ اَنَّ اِنْ نَافِيَةٌ وَقَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ فَاسْأَلْ جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ۔ اَیْ مَاكُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَاِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَزْدَادَ يَقِيْنًا فَاسْئَلْ وَهُوَ خِلَافُ الظَّاهِرِ۔

زجاج کا خیال ہے کہ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ میں ان نافیہ ہے یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محبوب آپ شک میں نہیں ہو سکتے اس پر جو ہم نے آپ پر نازل کیا تو اگر آپ چاہیں کہ مزید یقین حاصل کریں تو ان سے پوچھیے جو آپ سے قبل تورات وغیرہ پڑھنے والے ہیں مثل عبداللہ بن سلام، تمیم داری۔ کعب احبار وغیرہ کے لیکن یہ معنی ظاہر مضمون کے خلاف ہے۔

ایسے ہی ایک قول یہ بھی ہے کہ شک بمعنی ضیق و شدّت کے ہو اس سے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے معاینہ کیا اور قوم نے ایذائیں دیں تو اگر ضیق و شدّت میں ہیں تو فَاسْئَلْ اَهْلَ الْكِتَابِ كَيْفَ صَبْرُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلٰى اَذٰى قَوْمِهِمْ فَاصْبِرْ كَذٰلِكَ بَلْ هُوَ اَبْعَدُ جِدًّا مِنْ ذٰلِكَ۔ یعنی تو آپ اہل کتاب سے معلوم کریں کہ انبیاء سابقہ نے قوم کی ایذاؤں پر کیسے صبر کیا۔ تو آپ بھی ایسے ہی صبر کریں تو یہ نسبت ہی بعید از قیاس ہے۔ بنا بریں تو کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

اب چوتھا قول ایسا ہے جو قابل قبول ہے کما قال الآلوسی رحمہ اللہ۔

وَقِيْلَ الْخِطَابُ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرَادُ بِهٖ اُمَّتُهٗ اَوْ لِكُلِّ مَنْ يَسْمَعُ اَیْ اِنْ كُنْتَ اَيُّهَا السَّامِعُ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّنَا اِلَيْكَ فَاسْئَلْ الخ

یعنی اگرچہ یہ خطاب حضور کی طرف ہے مگر اس سے مراد امت مرحومہ ہے یا ہر وہ شخص جو اس آیہ کریمہ کو سنے تو اس کے معنی یہ ہوئے اگر تو اے سننے والے شک میں ہے اس پر جو ہم نے نازل فرمایا زبان محمد مصطفیٰ پر تو پوچھ دیکھ ان سے جو اہل کتاب ہیں تجھ سے پہلے مثل ابن سلام۔ تمیم داری، کعب احبار وغیرہ کے۔ آگے ارشاد ہے۔

"لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بے شک تیرے پاس آیا حق تیرے رب کی طرف سے تو نہ ہو تو ہرگز شک کرنے والوں سے اور ان سے نہ ہو جنہوں نے جھٹلائیں اللہ کی آیتیں تو ہو گا تو نقصان والوں سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے شک وہ جن پر حق ہو گئی تیرے رب کی بات ایمان نہ لائیں گے اگرچہ آئیں ان کے پاس تمام نشانیاں جب تک نہ دیکھیں وہ دردناک عذاب۔"

(تصریح) شک اسے کہتے ہیں جس میں انسان کسی چیز کے ہونے اور نہ ہونے میں برابر یقین کرے۔ خواہ وہ ایسی صورت میں ہوں کہ دونوں جانب کے قرینے برابر ہوں خواہ ایسے کہ دونوں طرف قرینہ ہی نہ ہو۔ چنانچہ محققین نے شک کو بھی جہل سے بتایا ہے اس میں یعنی جہل و شک میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے تو واضح ہوا کہ ہر شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔

اسی لیے لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ میں ایک طرف فرمایا کہ براہین لائحہ اور آیات واضحہ سے وہ آنا روشن ہو چکا ہے کہ اس میں مومن کو مجال شک نہیں مگر جن کے لیے لوح محفوظ میں کفر ثابت ہے ان کی خبر ملائکہ نے دے دی۔ کہ وہ کافر ہی مریں گے اور ضغطۂ موت کے وقت اگر وہ ایمان لائے بھی تو ان کا ایمان مثل فرعون ان کے لیے نافع نہیں ہو سکتا۔ کما قال الزمخشری فی روح المعانی۔ آگے ارشاد ہے

"فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ تو اگر نہ ہوتی کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان نفع دیتا مگر قوم یونس کی کہ وہ جب ایمان لائے تو ہم نے ٹال دیا ان سے عذاب رسوائی والا زندگی دنیا میں اور متمتع کیا انہیں ایک وقت تک۔"

چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اول منکر رہی اور جب آثارات عذاب رونما ہونے لگے تو تائب ہو گئی۔ اس لیے یہاں پر قوم یونس فرما کر استثنا کیا۔ اس قوم کا واقعہ یہ ہے کہ یونس علیہ السلام کی بعثت اہل نینوای کی طرف ہوئی یہ سرزمین موصل پر ایک بستی کا فرو مشرک تھی آپ نے انہیں دعوت اسلام دی اور بت پرستی چھوڑنے کا حکم کیا تو انہوں نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کو جھٹلایا تو آپ نے انہیں بحکم الٰہی نزول عذاب کی خبر دی اور فرمایا یہ عذاب تم پر صبح کے وقت آئے گا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ یونس نے ہمیں کوئی بات کبھی غلط نہیں کہی اب دیکھو وہ اگر رات میں یہاں سے باہر نہ رہے تو عذاب آئے گا اور اگر وہ نہ گئے تو اندیشہ نہیں۔

آپ تہائی حصہ رات میں یا تیسری رات کے درمیان تشریف لے گئے قوم نے جب صبح کی تو آثار عذاب نمودار دیکھے۔ آسمان پر ہیبتناک سیاہ ابر آ گیا اور چاروں طرف دھواں شہر کے گرد پھیل گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے جمع ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا مگر آپ نہ ملے اب انہیں اور اندیشہ ہوا آخر وہ معہ اپنی عورتوں۔ بچوں اور جانوروں کے جنگل میں نکل آئے اور ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے اور گریہ وزاری شروع کر دی اور بارگاہ الٰہی میں پکارے کہ جس پہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یونس ایمان رکھتے تھے ہم بھی اس پر ایمان لائے۔ اور جو مظالم ان میں مروج تھے ان سے توبہ کر کے غیروں کے دبائے ہوئے مال واپس کیے حتیٰ کہ اگر ایک پتھر بھی کسی کا اپنے مکان میں لگا لیا وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا تو اللہ تعالے نے ان کی توبہ صدق دل سے پاکر ان سے عذاب اٹھا لیا۔

اور یہ واقعہ یوم عاشوراء جمعہ کے دن کا ہے اصل عبارت روح المعانی میں یہ ہے۔

وَكَانَ مِنْ قِصَّةِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُعِثَ اِلٰى اَهْلِ نَيْنَوٰى مِنْ اَرْضِ الْمُوْصِلِ وَكَانُوْا اَهْلَ كُفْرٍ وَّشِرْكٍ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَتَرْكِ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ فَاَبَوْا عَلَيْهِ وَكَذَّبُوْهُ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْعَذَابَ مُصَبِّحُهُمْ اِلٰى ثَلَاثٍ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ ذَهَبَ عَنْهُمْ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا تَغَشَّاهُمُ الْعَذَابُ فَكَانَ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ لَيْسَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا قَدْرُ ثُلُثَيْ مِيْلٍ وَّجَاءَ اَنَّهٗ غَامَتِ السَّمَاءُ غَيْمًا اَسْوَدَ هَائِلًا يَدُخُّ دُخَانًا شَدِيْدًا فَهَبَطَ حَتّٰى غَشِيَ مَدِيْنَتَهُمْ وَاسْوَدَّتْ سُطُوْحُهُمْ فَلَمَّا اَيْقَنُوْا بِالْهَلَاكِ طَلَبُوْا نَبِيَّهُمْ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَخَرَجُوْا اِلَى الصَّحْرَاءِ بِاَنْفُسِهِمْ وَنِسَائِهِمْ وَصِبْيَانِهِمْ وَدَوَابِّهِمْ وَلَبِسُوا الْمُسُوْحَ وَاَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ وَالتَّوْبَةَ وَفَرَّقُوْا بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا مِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ فَحَنَّ الْبَعْضُ اِلَى الْبَعْضِ وَعَلَتِ الْاَصْوَاتُ وَعَجُّوْا جَمِيْعًا وَتَضَرَّعُوْا اِلَيْهِ تَعَالٰى وَاَخْلَصُوا النِّيَّةَ فَرَحِمَهُمْ رَبُّهُمْ وَاسْتَجَابَ دُعَاءَهُمْ وَكَشَفَ عَنْهُمْ مَا نَزَلَ بِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَكَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّهٗ بَلَغَ مِنْ تَوْبَتِهِمْ اَنْ تَرَادُّوا الْمَظَالِمَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ الرَّجُلُ لَيَاْتِي الْحَجَرَ قَدْ وَضَعَ اَسَاسَ بُنْيَانِهٖ عَلَيْهِ فَيَقْلَعُهٗ وَيَرُدُّهٗ اِلٰى صَاحِبِهٖ۔

اور قتادہ کی روایت میں ہے کہ یہ حالت چالیس دن تک رہی اس کے بعد اللہ تعالے نے ان سے عذاب ٹالا جو نازل ہونے والا تھا۔

اور احمد اور ابن جریر وغیرہ ابن غیلان سے راوی ہیں لَمَّا غَشِيَ قَوْمَ يُوْنُسَ الْعَذَابُ مَشَوْا اِلٰى شَيْخٍ مِنْ بَقِيَّةِ عُلَمَائِهِمْ فَقَالُوْا مَا تَرٰى قَالَ قُوْلُوْا يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَيَا حَيُّ مُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَقَالُوْهَا فَكُشِفَ عَنْهُمُ الْعَذَابُ۔

جب قوم یونس ابر و دخان میں گھر گئی اور عذاب نظر آ گیا تو وہ ایک شیخ کی طرف چلے جو ان کے علماء میں سے بچے ہوئے تھے اور عرض کیا حضرت اس کا کیا علاج ہے تو انہوں نے کہا تم سب کہو "اے زندہ جبکہ کوئی بھی زندہ نہ تھا۔ اے زندہ مُردوں کو زندہ کرنے والے اے زندہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں" (يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَا حَيُّ مُحْيِ الْمَوْتٰى يَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) چنانچہ انہوں نے یہی کہنا شروع کیا تو اللہ تعالےٰ نے وہ عذاب ان سے کھول دیا۔

اور حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ شیخ نے انہیں بتایا کہ یہ پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذُنُوْبَنَا قَدْ عَظُمَتْ وَجَلَّتْ وَاَنْتَ اَعْظَمُ وَاَجَلُّ فَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ اَهْلُهٗ۔ اے اللہ بیشک ہمارے گناہ بہت بڑے اور عظیم ہیں لیکن تو سب سے بڑا اور عظیم ہے ہم سے وہ سلوک کر جو تیری شان کے لائق ہے وہ نہ کر جس کے ہم لائق ہیں۔

آگے کا قصہ فرماتے ہیں۔ وَكَانَ يُوْنُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ ذَهَبَ عَنْهُمْ قَعَدَ فِي الطَّرِيْقِ لِيَسْأَلَ الْخَبَرَ كَمَا جَاءَهُمْ فُوْعًا فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ مَا فَعَلَ قَوْمُ يُوْنُسَ فَحَدَّثَهٗ بِمَا صَنَعُوْا فَقَالَ لَا اَرْجِعُ اِلٰى قَوْمٍ قَدْ كَذَّبُوْنِيْ وَانْطَلَقَ مُغَاضِبًا حَيْثُمَا قَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور حضرت یونس علیہ السلام جب نینوٰی سے نکلے تو راستہ میں ٹھہر گئے اور نینوٰی کی خبر لیتے رہے جیسا کہ مرفوعاً مذکور ہے تو ایک آدمی ادھر سے گذرا تو اس نے جو کچھ قوم نے عجز و انکساری کیا اور زاری کی اس کا حال سنا دیا اور عذاب کھلنے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا میں اس قوم میں لوٹ کر نہیں جانا چاہتا جس نے مجھے جھٹلایا اور آپ غصہ میں وہاں سے آگے گذر گئے اس تذکرہ کو قرآن کریم میں فرمایا کما فی سورۃ الانبیاء رکوع ۶ اور ذاالنون جب چلا غصہ تو اس نے خیال کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تو اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی اندھیریوں میں پکارا نہیں کوئی معبود سوا تیرے پاکی ہے تجھے بے شک میں نے بے جا فعل کیا۔

آگے ارشاد ہے۔

"وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اور اگر تمہارا رب چاہتا تو ایمان لاتے جتنے زمین میں ہیں سب کے سب تو کیا تم لوگوں کو زبردستی مومن بناؤ گے حتیٰ کہ سب مسلمان ہو جائیں۔"

درحقیقت بات یہ ہے کہ ایمان لانا سعادت ازلی پر موقوف ہے۔ چنانچہ ایمان وہی لاتے ہیں جن کے لیئے توفیق الٰہی مساعد ہو۔ اس آیۂ کریمہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی ہے کہ محبوب آپ چاہتے ہیں کہ سب لے آئیں اور جو ایمان سے محروم رہتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے اس لیے کہ جو شقی ازلی ہے وہ کبھی ایمان کی دولت حاصل نہیں کر سکتا اور ایمان لانے میں زبردستی اور اکراہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ایمان کے لیے تصدیق و اقرار باللسان اور قلبی اطمینان اور عمل بالارکان ضروری ہے اور جو جبراً ایمان لائے گا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے محض اقرار باللسان ہی حاصل ہوگا تصدیق بالقلب سے بہرحال وہ محروم رہے گا۔
اور حقیقت یہ ہے کہ
"مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کہ کسی جان میں یہ قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم اور مشیت سے اور عذاب ان پر کرتا ہے جنہیں دین کی سمجھ نہیں۔ فرما دیجئے دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے"۔

دل کی آنکھوں سے دیکھو کہ ہر چیز اللہ تعالے کی توحید و قدرت پر دلالت کرتی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ
"وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ آیتیں اور رسول انھیں کچھ مستغنی نہیں کرتے جن کی قسمت اور نصیب میں ایمان نہیں وہ قوم کبھی ایمان نہ لائے گی تو انہیں کیا انتظار ہے مگر انہی لوگوں کا سا جو پہلے دنوں میں گذر گئے"۔
مثل نوح اور عاد و ثمود اور لوط وغیرہ کے۔

"فرما دیجئے تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں پھر ہم نجات دیں گے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو ایسا ہی ہمارا حق کرم ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیتے ہیں"۔
ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ عذاب واقع ہونے کے بعد اللہ تعالے اپنے رسولوں اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔

با محاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔ یونس ۱۱

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

فرما دیجئے اے لوگو اگر ہو تم شک میں میرے دین کی طرف سے تو میں اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اور لیکن میں اس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ ہوں میں ایمان والوں میں۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

اور یہ کہ قائم رکھوں اپنا منہ دین میں خالص ہو کر اور ہرگز مشرکوں سے نہ ہونا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور نہ پوجو اللہ کے سوا اسے جو نہ تم کو نفع دے اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکے تو اگر ایسا کرے تو ظالموں سے ہے

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ

اور اگر مس کرے تجھے اللہ کسی تکلیف کا تو نہیں کھول

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

سکتا اسے مگر اللہ اور اگر ارادہ کرے تیرے ساتھ بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے فضل کا پہنچاتا ہے اسے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝

فرما دیجئے اے لوگو! بے شک آیا تمہارے پاس حق تمہارے رب کے پاس سے جو ہدایت پائے تو وہ اپنے بھلے کو ہی ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہو وہ اپنے برے کو گمراہ ہے اور میں تمہارا وکیل نہیں۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

اور پیروی کرو اس کی جو وحی ہو تم پر اور صبر کرو حتی کہ فیصلہ کرے اللہ اور وہ بہترین حاکم ہے۔

حلِّ لغات گیارہواں رکوع۔ یونس۔ پ ۱۱

قُلْ۔ کہہ | يٰٓاَيُّهَا۔ اے | النَّاسُ۔ لوگو | اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم

فِيْ شَكٍّ۔ شک میں | مِنْ دِيْنِيْ۔ میرے دین سے | فَلَآ۔ تو نہیں | اَعْبُدُ۔ عبادت کرتا میں

الَّذِيْنَ۔ ان کی جنکی | تَعْبُدُوْنَ۔ تم عبادت کرتے ہو | مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا۔

وَلٰكِنْ۔ اور لیکن | اَعْبُدُ۔ میں عبادت کرتا ہوں | اللّٰهَ۔ اللہ کی | الَّذِيْ۔ وہ جو

يَتَوَفّٰىكُمْ۔ مارے گا تم کو | وَاُمِرْتُ۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں | اَنْ۔ یہ کہ | اَكُوْنَ۔ ہوں میں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں سے | وَاَنْ۔ اور یہ کہ | اَقِمْ۔ قائم رکھ

وَجْهَكَ۔ اپنا چہرہ | لِلدِّيْنِ۔ دین کے لیے | حَنِيْفًا۔ خالص ہو کر | وَلَا۔ اور نہ

تَكُوْنَنَّ۔ ہو تو | مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے | وَلَا۔ اور نہ

تَدْعُ۔ پکار | مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا | مَا لَا۔ اسکو جو نہ

يَنْفَعُكَ۔ نفع دے تجھے | وَلَا۔ اور نہ | يَضُرُّكَ۔ نقصان دے | فَاِنْ۔ پھر اگر

فَعَلْتَ۔ تو نے کیا | فَاِنَّكَ۔ تو بے شک تو | اِذًا۔ اس وقت ہو گا | مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں سے

وَاِنْ۔ اور اگر | يَمْسَسْكَ۔ چھوئے تجھے | اللّٰهُ۔ اللہ | بِضُرٍّ۔ تکلیف سے

فَلَا۔ تو نہیں ہے کوئی | كَاشِفَ۔ کھولنے والا | لَهٗ۔ اس کو | اِلَّا هُوَ۔ مگر وہی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاِنْ۔ اور اگر | یُرِدْكَ۔ ارادہ کرے تجھ سے | بِخَیْرٍ۔ بھلائی کا | فَلَا۔ تو نہیں ہے
رَآدَّ۔ رد کرنے والا | لِفَضْلِهٖ۔ اس کے فضل کو | یُصِیْبُ۔ پہنچاتا ہے | بِهٖ۔ وہ فضل
مَنْ۔ جسے | یَّشَآءُ۔ چاہے | مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے۔
وَهُوَ۔ اور وہ ہے | الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا | الرَّحِیْمُ۔ مہربان | قُلْ۔ کہہ دو
یٰٓاَیُّهَا۔ اے | النَّاسُ۔ لوگو | قَدْ۔ بے شک | جَآءَكُمُ۔ آیا تمہارے پاس
الْحَقُّ۔ حق | مِنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب سے | فَمَنِ۔ پھر جس نے | اهْتَدٰی۔ ہدایت پائی
فَاِنَّمَا۔ تو سوا اسکے نہیں | یَهْتَدِیْ۔ ہدایت پاتا ہے | لِنَفْسِهٖ۔ اپنی جان کے لیے | وَمَنْ۔ اور جو
ضَلَّ۔ گمراہ ہوا تو | فَاِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں | یَضِلُّ۔ گمراہ ہوتا ہے | عَلَیْهَا۔ اپنے اوپر
وَمَآ۔ اور نہیں | اَنَا۔ میں | عَلَیْكُمْ۔ تم پر | بِوَكِیْلٍ۔ کارساز
وَاتَّبِعْ۔ اور پیروی کر | مَا۔ اس چیز کی جو | یُوْحٰی۔ وحی کی جاتی ہے | اِلَیْكَ۔ تیری طرف
وَاصْبِرْ۔ اور صبر کر | حَتّٰی۔ یہاں تک کہ | یَحْكُمَ۔ فیصلہ کرے | اللّٰهُ۔ اللہ
وَهُوَ۔ اور وہ ہے | خَیْرُ۔ بہترین | الْحٰكِمِیْنَ۔ فیصلہ کرنے والا۔

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع۔ یونس پ۱۱

"قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فرما دیجئے اے لوگو اگر ہو تم شک میں میرے دین سے تو میں نہ پوجوں گا اسے جسے تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔"

اس لیے کہ وہ مخلوق ہیں۔ جماد محض ہیں اور جو مخلوق ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

"البتہ میں اس اللہ کا پرستار ہوں جو تمہاری جان نکالے گا۔"

اور قادر علی الاطلاق ہے۔ آلہ مختار ہے۔ اپنی ذات میں برحق ہے اور اس کی صفات جامع ایسی ہیں کہ وہی مستحق عبادت ہے۔

"اور مجھے حکم ہے کہ رہوں میں ایمان والوں میں اور یہ کہ قائم رکھوں اپنا منہ دین کے لیے سیدھا سب سے الگ ہو کر۔"

یعنی حکم الٰہی یہی ہے کہ مومن مخلص سب سے علیحدہ رہے۔

"اور حکم ہے کہ نہ ہوں ہرگز شرک والوں میں اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو تجھے نفع نہ دے سکے نہ نقصان تو اگر ایسا کرے تو تو اس حالت میں تو ظالموں سے ہوگا اور اگر مسّ کرے تجھے اللہ کوئی تکلیف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اس کا کھولنے والا کوئی نہیں مگر وہی اللہ اور اگر چاہے اللہ تیرے لیے بھلا تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں"۔

اس لیے نفع و ضرر اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی نفع و ضرر کا مالک و مختار ہے۔ تمام کائنات اسی کی محتاج ہے وہی ہر چیز پہ قادر ہے اور وہ معذور نہیں وہی صاحب جود و کرم ہے ہر بندے کو اسی طرف جھکنا لازم ہے اسی کا خوف ہر بندے کو ہونا چاہیئے۔ اسی پہ بھروسہ چاہیئے اور وہی نفع و ضرر کا مالک ہے "پہنچاتا ہے اسے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ فرمادیجئے اے لوگو آیا تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے"

حق سے مراد یا قرآن کریم ہے یا اسلام یا ذات اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

"تو جو راہ پہ آیا وہ اپنے بھلے کے لیے راہ پہ آیا"۔

اس لیے کہ اس ہدایت کا نفع ہدایت یافتہ ہی پائیں گے۔

"اور جو گمراہ ہوا وہ اپنی جان پہ گمراہ ہوا"

کیونکہ اس گمراہی کا وبال گمراہوں پر ہی ہے۔

"اور میں نہیں تمہارا وکیل" کہ تم پہ جبر و قہر کروں۔

"اور اس کی پیروی کرو جو تم پہ وحی ہوتی ہے اور صبر کرو" کفار کی تکذیب اور ایذا رسانی پہ "حتیٰ کہ اللہ فیصلہ کرے"۔ مشرکین سے قتال کرنے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا۔

"اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"

اس لیے کہ اس کے فیصلے میں خطا اور غلطی کا امکان ہی نہیں اور وہ اپنے بندوں پہ ان کے تمام اسرار اور حالات مخفی پہ حاوی ہے اور سب جاننے والا ہے اس کا فیصلہ ایسا نافذ ہے کہ اس پہ دلیل و شاہد کی حاجت نہیں وہ علام الغیوب ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُورۂ ھُود ع

سورۂ ہود مکی ہے اس میں ایک سو تیئس آیتیں ہیں اور دس رکوع۔
حسن و عکرمہ وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ کے سوا تمام سورۃ مکی ہے۔
مقاتل کی تحقیق میں فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ اور اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ کے علاوہ تمام سورۃ مکی ہے۔ اس میں ایک ہزار چھ سو کلمے ہیں اور نو ہزار پانچ سو سٹر سٹھ حروف ہیں۔

حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے۔ فرمایا مجھے سورۂ ہود نے اور سورۂ واقعہ اور سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۂ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی شریف)
غالباً یہ ارشاد اس وجہ سے ہوا کہ ان سورتوں میں قیامت اور بعث اور حساب و کتاب اور جنت و دوزخ کا ذکر آیا ہے۔

وَھَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ وَاللّٰہُ الْمَعْبُوْدُ۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورۂ ہود۔ پ ۱۱

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ۙ

یہ کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں۔ پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ۙ

کہ نہ بندگی کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے نذیر و بشیر ہوں۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ۙ

اور یہ کہ بخشش مانگو اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی طرف متمتع کرے گا تمہیں متاع حسن سے ایک مدت مقررہ تک اور دے گا ہر صاحب فضیلت کو اس کا فضل اور اگر منہ پھیرو تو میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔

اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ

اللہ ہی کی طرف تمہارا پلٹنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

خبردار وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہو تاکہ چھپائیں اپنی باتیں اللہ سے۔ خبردار ہو جب وہ ڈھانپ لیتے ہیں کپڑوں سے اپنے کو وہ جانتا ہے ان کی چھپی اور ظاہر بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی بات۔

حلِ لغات پہلا رکوع۔ سورۂ ہود۔ پ۱۱

الٓرٰ	کِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے	اُحْکِمَتْ۔ جو محکم کی گئی ہیں	اٰیٰتُہٗ۔ اس کی آیتیں		
ثُمَّ۔ پھر	فُصِّلَتْ کھولی گئی ہیں	مِنْ لَّدُنْ۔ پاس سے	حَکِیْمٍ۔ حکمت والے		
خَبِیْرٍ۔ خبر والے سے	اَلَّا۔ یہ کہ نہ	تَعْبُدُوْا۔ عبادت کرو تم	اِلَّا۔ مگر		
اللّٰہَ۔ اللہ کی	اِنَّنِیْ۔ بے شک میں	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْہُ۔ اس سے ہوں		
نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا	وَّبَشِیْرٌ۔ اور خوشخبری دینے والا	وَاَنِ۔ اور یہ کہ	اسْتَغْفِرُوْا۔ بخشش مانگو		
رَبَّکُمْ۔ اپنے رب سے	ثُمَّ۔ پھر	تُوْبُوْا۔ توبہ کرو	اِلَیْہِ۔ اس کی طرف		
یُمَتِّعْکُمْ۔ فائدہ دے گا تم کو		مَتَاعًا۔ فائدہ	حَسَنًا۔ اچھا		
اِلٰی۔ طرف	اَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّی۔ مقرر کے	وَّیُؤْتِ۔ اور دے گا		
کُلَّ۔ ہر ایک	ذِیْ فَضْلٍ۔ فضیلت والے کو		فَضْلَہٗ۔ اس کا فضل		
وَاِنْ۔ اور اگر	تَوَلَّوْا۔ منہ پھیرو	فَاِنِّیْٓ۔ تو بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں میں		
عَلَیْکُمْ۔ تم پر	عَذَابَ۔ عذاب	یَوْمٍ۔ دن	کَبِیْرٍ۔ بڑے سے		
اِلَی۔ طرف	اللّٰہِ۔ اللہ کی ہے	مَرْجِعُکُمْ۔ تمہارا لوٹنا	وَھُوَ۔ اور وہ		
عَلٰی کُلِّ۔ اوپر ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	اَلَآ۔ خبردار		
اِنَّھُمْ۔ بے شک وہ	یَثْنُوْنَ۔ پھیرتے ہیں	صُدُوْرَھُمْ۔ اپنے سینے	لِیَسْتَخْفُوْا۔ تاکہ چھپیں		
مِنْہُ۔ اس سے	اَلَا۔ خبردار	حِیْنَ۔ جب وہ	یَسْتَغْشُوْنَ۔ اوڑھتے ہیں		
ثِیَابَھُمْ۔ اپنے کپڑے	یَعْلَمُ۔ تو وہ جانتا ہے	مَا یُسِرُّوْنَ۔ جو وہ چھپاتے ہیں			
وَمَا۔ اور جو	یُعْلِنُوْنَ۔ ظاہر کرتے ہیں	اِنَّہٗ۔ بے شک وہ	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے		
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے کی باتیں۔					

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۂ ہود۔ پ۱۱

"الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں"۔
الرا، کے متعلق چند اقوال ہیں
خلیل اور سیبویہ تو اس طرف گئے کہ یہ سورۂ مبارکہ کا نام ہے بمفصل مضمون روح المعانی میں ہے۔
کلبی اور سدی کی یہ تحقیق ہے کہ یہ اشارات ہیں اسماء الٰہی کی طرف یا صفات ہیں صفات تعالیٰ شانہ
کی جیسے الف سے اَنَا۔ لام سے اللہ اور رَا سے اَرٰی۔ یعنی فرمایا اَنَا اللّٰہُ اَرٰی (میں اللہ دیکھتا ہوں)
بہرحال حروف مقطعات معنی تاویلی کے متحمل ہیں اگر وہ معنی کتاب و سنت سے منطبق ہو جائیں تو
مقبول ہیں ورنہ نہیں۔
کتاب، پر تنوین برائے تعظیم ہے۔ گویا فرمایا یہ کتاب عظیم الشان جلیل القدر ہے اور اس کی آیتیں ایسی
حکمت بھری ہیں کہ ان میں اختلال و تناقض کو دخل ہی نہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے تِلْکَ اٰیٰتُ
الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔
مفسرین فرماتے ہیں اُحْکِمَتْ کے معنی یہ ہیں کہ اس میں خلل و نقصان راہ نہیں پا سکتا۔ اس کی نظم اتنی
محکم و استوار ہے کہ وہ ایک بناء محکم ہے۔
سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کتاب اس کی ناسخ نہیں اور یہ دوسری
کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہے۔
اس میں سورۃ سورۃ اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئی ہیں یا ان کا نجماً نجماً نزول ہوا یا عقائد و احکام
اور مواعظ و قصص اور اخبار غیبیہ اس میں علیحدہ علیحدہ بہ تفصیل بیان کی گئیں جیسا کہ ارشاد ہوا
"ثُمَّ فُصِّلَتْ پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی مگر ایک اللہ کی
بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ بخشش مانگو اپنے رب
سے پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں متمتع کرے گا متاع حسن کے ساتھ"۔
یعنی عمر دراز اور عیش وسیع اور رزق کثیر کے ساتھ تمہیں دنیا میں متمتع کرے گا۔ اس سے یہ بھی مستفاد
ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار درازیٔ عمر کی موجب ہے اور کشائش کا سبب۔
"ایک مقررہ مدت تک اور ہر فضیلت والے کو عطا فرمائے گا اس کی فضیلت کے مطابق"۔
یعنی جو دنیا میں اعمال صالحہ کرے اسے طاعات و حسنات کا صلہ فاضل ملے گا اور جنت میں بہ قدر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعمال درجات بلند ہوں گے۔

بعض مفسرین نے کہا جو نیکی کی طرف مائل ہوا اللہ اسے نیکی اور طاعت کی توفیق زیادہ دیتا ہے۔

" وَاِنْ تَوَلَّوْا۔ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ تمہیں اللہ کی طرف ہی پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

یعنی اگر دنیا کی عیش سے آخرت کو بھلا دو گے تو مجھے قیامت کے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم پر قیامت کے دن ہوگا اور وہاں ہی تمہیں تمہاری نیکی بدی کی سزا ملنی ہے اور ایسا قادر ہے کہ دنیا میں روزی دینا بھی اسی کے قبضہ میں ہے اور موت و حیات بھی اوسی کے اختیار میں ہے اور اعمال کی جزا و سزا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

شان نزول آیۂ کریمہ جو آگے آرہی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے متعلق نازل ہوئی یہ شیریں کلام اور چرب زبان تھا۔ یہ جب حضور کی خدمت میں آتا تو بڑی خوشامد درآمد کرتا اور دل میں بغض و عناد رکھتا تو ارشاد ہوا۔

" اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ خبردار رہو بے شک وہ دوغلا دل رکھتے ہیں کہ اللہ سے چھپائیں خبردار رہو وہ جب کپڑوں میں اپنا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اللہ اس وقت بھی ان کا چھپا اور ظاہر سب جانتا ہے بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے"

یعنی فرمایا کہ اخنس بن شریق خبیث باطن کو چھپانے کے لیے چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ ہم اس کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ منافقین جب حضور کے سامنے آتے تو جھک کر سینہ اور منہ چھپا کر بیٹھتے تاکہ حضور انھیں نہ دیکھ پائیں تو یہ ارشاد ہوا۔

الحمد للہ کہ گیارہواں پارہ بخیر و خوبی ختم ہوا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارہ ۔۱۲

با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورہ ہود۔ پ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُہَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّہَا وَمُسْتَوْدَعَہَا ؕ كُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○

اور نہیں چلنے والا زمین پر کوئی مگر اللہ پر ہے اس کا رزق اور وہ جانتا ہے ہر ایک کا مستقر اور دفن ہونے کی جگہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔

وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّکُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ ھٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○

اور وہ ذات وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کا کام اچھا ہے اور اگر آپ فرمائیں کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہیں گے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْہُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُہٗ ؕ اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْہِمْ لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْہُمْ وَحَاقَ بِہِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ ○

اور اگر ہم ان سے موخر کریں عذاب گنتی کی مدت تک تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا خبردار جس دن ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور گھیر لے گا انہیں جس سے ہیں وہ استہزاء کرتے۔

حل لغات پہلا رکوع سورۂ ہود۔ پ۱۲

وَمَا۔ اور نہیں | مِنْ دَآبَّۃٍ۔ کوئی چلنے والا | فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں | اِلَّا۔ مگر

عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ پر ہے | رِزْقُہَا۔ اس کی روزی | وَیَعْلَمُ۔ اور جانتا ہے | مُسْتَقَرَّہَا۔ اس کا ٹھکانا

وَمُسْتَوْدَعَہَا۔ اور اس کا مدفن | كُلٌّ۔ ہر چیز | فِیْ کِتٰبٍ۔ کتاب

مُّبِیْنٍ۔ روشن میں ہے | وَھُوَ۔ اور وہ | الَّذِیْ۔ وہ ذات ہے | خَلَقَ۔ جس نے بنایا

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں | وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو | فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ۔ چھ دنوں میں

وَکَانَ۔ اور تھا | عَرْشُہٗ۔ اس کا عرش | عَلَی الْمَآءِ۔ پانی پر | لِیَبْلُوَکُمْ۔ تاکہ آزمائے تم کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَیُّکُمْ۔ کونسا تم میں سے　اَحْسَنُ۔ اچھا ہے　عَمَلاً۔ عمل میں　وَلَئِنْ۔ اور اگر
قُلْتَ۔ تو کہے　اِنَّکُمْ۔ بے شک تم　مَبْعُوْثُوْنَ۔ اٹھائے جاؤ گے　مِنْ بَعْدِ۔ بعد
الْمَوْتِ۔ موت کے　لَیَقُوْلُنَّ۔ تو کہیں گے　الَّذِیْنَ۔ وہ جو　کَفَرُوْا۔ کافر ہیں
اِنْ۔ نہیں　هٰذَا۔ یہ　اِلَّا۔ مگر　سِحْرٌ۔ جادو
مُّبِیْنٌ۔ کھلا ہوا　وَلَئِنْ۔ اور اگر　اَخَّرْنَا۔ ہم ہٹا دیں　عَنْهُمُ۔ ان سے
الْعَذَابَ۔ عذاب　اِلٰی۔ ایک　اُمَّةٍ۔ مدت　مَّعْدُوْدَةٍ۔ مقررہ تک
لَیَقُوْلُنَّ۔ تو کہیں گے　مَا یَحْبِسُهٗ۔ کس نے روکا اس کو　اَلَا۔ خبردار
یَوْمَ۔ جس دن　یَأْتِیْهِمْ۔ آئے گا انکے پاس　لَیْسَ۔ نہ　مَصْرُوْفًا۔ پھیرا جائے گا
عَنْهُمْ۔ ان سے　وَحَاقَ۔ اور گھیرلے گا　بِهِمْ۔ ان کو　مَا کَانُوْا۔ وہ جو تھے
بِهٖ۔ اس کو　یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ ہود پ ۱۲

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں مگر اللہ کے ذمہ کرم پر اس کا رزق ہے۔"

یعنی جانور ہو یا انسان سب کا رزاق اللہ تعالےٰ ہے وہ اپنے فضل سے ہر ذی حیات کے رزق کا کفیل ہے "اور جانتا ہے کہ فلاں کہاں ٹھہرے گا اور کہاں دفن ہوگا سب کچھ ایک روشن کتاب میں ہے"
ہر کسی کی جائے سکونت اس کے علم میں ہے اور ہر ایک کی موت کا مقام اور مدفن بھی وہ جانتا ہے اور وہ پہلے سے روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں مکتوب ہو چکا ہے اور ہر ایک کی قسمت میں جو بھی ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ حضور نے فرمایا جف القلم بما هو کائن قلم قضا وقدر لکھ کر خشک ہو گیا جو کچھ قیامت تک ہونا ہے حتیٰ کہ انسان کتنی ہی سیر کرے مگر جہاں اسے مرنا ہے وہ وہیں پہنچ کر مرے گا۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

دو چیز آدمی را کشد زور زور　یکے آب ودانہ دوم خاک گور

"اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین چھ دن میں اور اس کا عرش پانی پر تھا۔"
اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تخلیق سماوارض سے قبل وجود عرش تھا اور عرش کے نیچے کوئی مخلوق نہ تھی سوا پانی کے اور چھ دن کی مقدار محض تفہیم کے لیے فرمائی اس لیے کہ اذہان عام طور پر ہر چیز کے وجود

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں آنے کو کوئی مدت چاہتے ہیں تو ان کے سمجھانے کے لیے چھ دن فرمائے اس لیے کہ چھ دن کے بعد ہی ہفتہ کا وجود ہوتا ہے اور ہفتوں کے جمع ہونے سے مہینے بنتے ہیں اور مہینوں کے جمع کرنے سے سال طیار ہوتے ہیں تو سننے والے کی سمجھ میں اقل قلیل چھ دن دکھلا دیے ورنہ تخلیق سما وارض میں نہ چھ دن کافی نہ چھ برس۔ مگر جس نے تخلیق فرمائی وہ ایسا قادر و قیوم ہے کہ دم زدن میں ہر معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر لا سکتا ہے۔ دوسرے چھ دن کی تخلیق میں یہ حکمت بھی ہے کہ علم تکوین میں اسباب کے ماتحت عقل کی جولانی ہوتی ہے تو اس کے قبول کرنے کو بھی اس مدت کا اظہار ضروری تھا کہ

"تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کا کام اچھا ہے اور اگر آپ فرمائیں کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ہے"۔

آسمان اور زمین اور ان کی درمیانی کائنات پیدا فرما کر تمہارے مصالح و منافع کے لیے اس میں انواع و اقسام کی چیزیں پیدا فرمائیں اور تمہارے امتحان کے لیے ہر قسم کی چیزیں تمہارے آگے رکھیں تاکہ ظاہر ہو سکے کہ تم میں کون شکر گذار ہے اور متبع ہے اور کس میں تقویٰ و طہارت ہے اور کون خواہشات کا پیرو بن کر ناشکرا بنتا ہے اور جو ناشکرے ہیں ان سے اے محبوب اگر آپ مرنے کے بعد کی بعثت اور حشر کا بھی ذکر فرمائیں گے تو وہ اسے جادو اور باطل دھوکہ ہی سمجھیں گے۔

"اور اگر ہم موخر کریں کچھ گنتی کے دنوں کے لیے وہ عذاب"۔ جس کا وعدہ کیا ہے۔

"تو ضرور کہیں گے اسے کس چیز نے روکا"۔ یعنی وہ عذاب کیوں نازل نہ ہوا اس میں تاخیر کیوں ہو گئی

"خبردار رہو جس دن آئے گا ان پر وہ عذاب ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیر لے گا وہ عذاب جس کی ہنسی کر رہے ہیں"۔

یہ کافروں کا جلدی کرنا براہ تکذیب و استہزاء ہے جب آجائے گا تو روتے ہی رہ جائیں گے پھر وہ عذاب واپس نہ لوٹے گا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ ہود پ ۱۲

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ

اور اگر مزہ دیں ہم انسان کو اپنی رحمت کا پھر اسے چھین لیں اس سے تو یقیناً وہ نا امید ناشکر ہوگا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ

اور اگر ہم چکھائیں اسے نعمت کا مزہ بعد مصیبت کے جو اسے پہنچی یقیناً کہے گا برائیاں گئیں مجھ سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ

بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائیاں مارنے والا ہو

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

مگر وہ جو صبر کریں اور نیک عمل کریں وہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

تو کیا تم چھوڑ دو گے بعض حصہ وحی کا جو تمہاری طرف ہوا اور تنگ دل ہو جاؤ گے اس بنا پر کہ کہیں (کافر) کیوں نہ اترا ان کے ساتھ خزانہ یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا۔ تم تو ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود گھڑ لیا فرما دیجئے تو لے آؤ دس سورتیں اس کے مثل ایسی گھڑی ہوئی اور بلا لو اللہ کے سوا جو بلا سکتے ہو اگر تم سچے ہو۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

تو (اے مسلمانو!) اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی تو کیا اب تم مانو گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝

جو ہو کہ چاہے حیاتِ دنیا اور اس کی زینت ہم پورا دیں گے انہیں ان کے عمل کا بدلہ اور وہ اس میں کم نہ کیے جائیں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ ہیں وہ کہ کچھ نہیں ان کا حصہ آخرت میں مگر آگ اور برائیگاں ہے جو کچھ انہوں نے کیا دنیا میں اور نابود ہوا ان کا ہر عمل جو کیا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

تو کیا وہ جو اپنے رب سے روشن دلیل پر ہو اور ظاہر ہو اللہ کی طرف سے گواہ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو پیشوا اور رحمت ہے یہ لوگ ایمان لاتے اس پر اور جو اس سے منکر ہو ان کی جماعت سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

تو جہنم اس کا وعدہ ہے تو (اے سننے والے) نہ ہو تو شک میں اس سے بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر لوگوں میں ایمان نہیں لاتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور اس سے زیادہ ظالم کون جو افترا کرے اللہ پر جھوٹا یہ وہ ہیں جو پیش کیے جائیں گے اپنے رب کے حضور اور کہیں گے گواہ یہ لوگ وہ ہیں جو جھوٹ بولتے تھے اپنے رب پر۔ خبردار رہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔

الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ۝

یہ لوگ ہرگز نہیں کہ عاجز کر سکیں زمین میں اور نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی انھیں عذاب پر عذاب ہے نہیں وہ طاقت رکھتے سننے کی اور نہیں وہ آنکھ والے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝

یہ وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈال چکے اپنی جانیں اور کھوئی گئی ان سے جو افتراء کرتے ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝

لازمی طور پر وہ آخرت میں زیادہ نقصان میں ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور رجوع ہوئے اپنے رب کی طرف یہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا اور بہرا اور آنکھ والا اور سننے والا کیا دونوں مثال میں برابر ہیں کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِّ لغات دوسرا رکوع۔ ہود۔ پ ۱۲

وَلَئِنْ۔ اور اگر — اَذَقْنَا۔ چکھائیں ہم — اَلْاِنْسَانَ۔ انسان کو — مِنَّا۔ اپنی طرف سے
رَحْمَۃً۔ رحمت — ثُمَّ۔ پھر — نَزَعْنَا۔ چھین لیں ہم — مِنْہُ۔ اس سے
اِنَّہٗ۔ بے شک وہ ہے — لَیَئُوْسٌ۔ نا امید — کَفُوْرٌ۔ ناشکرا — وَلَئِنْ۔ اور اگر
اَذَقْنَا۔ چکھائیں ہم — نَعْمَآءَ۔ نعمت — مِنْ بَعْدِ۔ بعد — ضَرَّآءَ۔ تکلیف کے
مَسَّتْہُ۔ جو پہنچی اسے — لَیَقُوْلَنَّ۔ تو کہے گا — ذَھَبَ۔ چلی گئیں — السَّیِّاٰتُ۔ برائیاں
عَنِّیْ۔ مجھ سے — اِنَّہٗ۔ بے شک وہ ہے — لَفَرِحٌ۔ خوش ہونے والا — فَخُوْرٌ۔ اکڑنے والا
اِلَّا۔ مگر — الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جنہوں نے — صَبَرُوْا۔ صبر کیا — وَعَمِلُوا۔ اور عمل کیے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے — اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ ہیں کہ — لَھُمْ۔ ان کے لیے — مَّغْفِرَۃٌ۔ بخشش ہے
وَّاَجْرٌ۔ اور اجر — کَبِیْرٌ۔ بڑا — فَلَعَلَّکَ۔ پھر شاید تو — تَارِکٌۢ۔ چھوڑنے والا ہے
بَعْضَ۔ بعض — مَا یُوْحٰٓی۔ اس کا جو وحی کیا گیا — اِلَیْکَ۔ تیری طرف — وَضَآئِقٌۢ۔ اور تنگ ہے
بِہٖ۔ اس سے — صَدْرُکَ۔ تیرا سینہ — اَنْ۔ یہ کہ — یَّقُوْلُوْا۔ کہیں
لَوْلَآ۔ کیوں نہیں — اُنْزِلَ۔ اتارا گیا — عَلَیْہِ۔ اس پر — کَنْزٌ۔ خزانہ
اَوْجَآءَ۔ یا آیا — مَعَہٗ۔ اوسکے ساتھ — مَلَکٌ۔ فرشتہ — اِنَّمَآ۔ سوائے اسکے نہیں
اَنْتَ۔ تو ہے — نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا — وَاللّٰہُ۔ اور اللہ — عَلٰی کُلِّ۔ اوپر ہر
شَیْءٍ۔ چیز کے — وَّکِیْلٌ۔ کارساز ہے — اَمْ۔ کیا — یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
افْتَرٰىہُ۔ بنا لیا ہے اسکو — قُلْ۔ کہہ دو — فَاْتُوْا۔ تم لے آؤ — بِعَشْرِ۔ دس
سُوَرٍ۔ سورتیں — مِّثْلِہٖ۔ اس جیسی — مُفْتَرَیٰتٍ۔ بنائی ہوئی — وَّادْعُوْا۔ اور بلاؤ
مَنِ۔ جس کو — اسْتَطَعْتُمْ۔ طاقت رکھو تم — مِّنْ دُوْنِ۔ سوائے — اللّٰہِ۔ اللہ کے
اِنْ۔ اگر — كُنْتُمْ۔ ہو تم — صٰدِقِیْنَ۔ سچے — فَاِنْ۔ پھر اگر
لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا۔ نہ جواب دیں — لَکُمْ۔ تم کو — فَاعْلَمُوْٓا۔ تو جان لو
اَنَّمَآ۔ یقیناً وہ — اُنْزِلَ۔ اتارا گیا ہے — بِعِلْمِ۔ علم — اللّٰہِ۔ الٰہی سے
وَاَنْ۔ اور یہ کہ — لَّآ اِلٰہَ۔ نہیں کوئی معبود — اِلَّا ھُوَ۔ مگر وہی — فَھَلْ۔ پھر کیا
اَنْتُمْ۔ تم — مُّسْلِمُوْنَ۔ ماننے والے ہو — مَنْ کَانَ۔ جو ہے — یُرِیْدُ۔ چاہتا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْحَیٰوۃَ۔ زندگی   الدُّنْیَا۔ دنیا کی   وَزِیْنَتَہَا۔ اور اس کی زینت   نُوَفِّ۔ پورا دینگے ہم

اِلَیْہِمْ۔ ان کو   اَعْمَالَہُمْ۔ ان کے عمل   فِیْہَا۔ اس میں   وَھُمْ۔ اور وہ

فِیْہَا۔ اس میں   لَا یُبْخَسُوْنَ۔ نہ خسارہ دیئے جائیں گے   اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ

الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں کہ   لَیْسَ۔ نہیں   لَھُمْ۔ ان کے لیے   فِی الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت میں

اِلَّا۔ مگر   النَّارُ۔ آگ   وَحَبِطَ۔ اور ضائع ہوا   مَا صَنَعُوْا۔ جو بنایا انہوں نے

فِیْہَا۔ اس میں   وَبَاطِلٌ۔ اور باطل ہے   مَّا کَانُوْا۔ جو تھے وہ   یَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے

اَفَمَنْ۔ کیا جو شخص کہ   کَانَ۔ ہے   عَلٰی بَیِّنَۃٍ۔ اوپر دلیل کے   مِّنْ رَّبِّہٖ۔ اپنے رب سے

وَیَتْلُوْہُ۔ اور پڑھتا ہے اسکو   شَاھِدٌ۔ گواہ   مِّنْہُ۔ اس سے   وَمِنْ قَبْلِہٖ۔ اور اس سے پہلے

کِتٰبُ۔ کتاب   مُوْسٰی۔ موسیٰ کی   اِمَامًا۔ امام   وَّرَحْمَۃً۔ اور رحمت

اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ   یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں   بِہٖ۔ اس پر   وَمَنْ۔ اور جو

یَّکْفُرْ۔ کفر کرے   بِہٖ۔ اس کے ساتھ   مِنَ الْاَحْزَابِ۔ لشکروں میں سے

فَالنَّارُ۔ تو آگ   مَوْعِدُہٗ۔ وعدہ ہے اس کو   فَلَا تَکُ۔ پھر نہ ہو تو   فِیْ مِرْیَۃٍ۔ شک میں

مِّنْہُ۔ اس سے   اِنَّہُ۔ بے شک وہ   الْحَقُّ۔ حق ہے   مِنْ رَّبِّکَ۔ تیرے رب سے

وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن   اَکْثَرَ۔ اکثر   النَّاسِ۔ لوگ   لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے

وَمَنْ۔ اور کون   اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے   مِمَّنِ۔ اس سے جو   افْتَرٰی۔ باندھے

عَلَی اللّٰہِ۔ اللہ پر   کَذِبًا۔ جھوٹ   اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ   یُعْرَضُوْنَ۔ پیش کیے جائینگے

عَلٰی۔ اوپر   رَبِّہِمْ۔ اپنے رب کے   وَیَقُوْلُ۔ اور کہیں گے   الْاَشْہَادُ۔ گواہ

ھٰٓؤُلَآءِ۔ یہ لوگ   الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں جنہوں نے   کَذَبُوْا۔ جھوٹ بولا   عَلٰی رَبِّہِمْ۔ اپنے رب پر

اَلَا۔ خبردار   لَعْنَۃُ۔ لعنت ہے   اللّٰہِ۔ اللہ کی   عَلَی۔ اوپر

الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کے   الَّذِیْنَ۔ وہ جو   یَصُدُّوْنَ۔ روکتے ہیں   عَنْ سَبِیْلِ۔ راہ

اللّٰہِ۔ خدا سے   وَیَبْغُوْنَہَا۔ اور چاہتے ہیں   عِوَجًا۔ اس میں کجی   وَھُمْ۔ اور وہ

بِالْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کا   ھُمْ۔ وہ   کٰفِرُوْنَ۔ انکار کرنے والے ہیں   اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ

لَمْ یَکُوْنُوْا۔ نہیں ہیں   مُعْجِزِیْنَ۔ عاجز کرنے والے   فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں   وَمَا۔ اور نہیں

کَانَ۔ ہے   لَھُمْ۔ ان کے لیے   مِنْ دُوْنِ۔ سوائے   اللّٰہِ۔ اللہ کے

مِنْ اَوْلِیَآءَ۔ کوئی کارساز   یُضٰعَفُ۔ دگنا کیا جائے گا   لَھُمُ۔ ان کے لیے   الْعَذَابُ۔ عذاب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَا كَانُوْا۔ نہیں تھے یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ طاقت رکھتے وہ السَّمْعَ۔ سننے کی
وَمَا۔ اور نہیں كَانُوْا۔ تھے وہ یُبْصِرُوْنَ۔ دیکھتے اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں جنہوں نے خَسِرُوْٓا۔ خسارہ دیا اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں کو وَضَلَّ۔ اور بھول گیا
عَنْهُمْ۔ ان سے مَّا كَانُوْا۔ جو تھے وہ یَفْتَرُوْنَ۔ جھوٹ باندھتے لَاجَرَمَ۔ ضرور ہے کہ
اَنَّهُمْ۔ وہ فِی الْاٰخِرَةِ۔ آخرت ہیں هُمُ۔ وہی ہیں الْاَخْسَرُوْنَ۔ خسارہ پانے والے
اِنَّ۔ بے شک الَّذِیْنَ۔ وہ جو اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے وَعَمِلُوا۔ اور عمل کیے انہوں نے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے وَاَخْبَتُوْٓا۔ اور جھکے اِلٰی رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی طرف اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔ جنتی ہیں هُمْ فِیْهَا۔ وہ اس ہیں خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے مَثَلُ۔ مثال
الْفَرِیْقَیْنِ۔ دونوں فریق کی كَالْاَعْمٰى۔ جیسے اندھا وَالْاَصَمِّ۔ اور بہرا وَالْبَصِیْرِ۔ اور دیکھنے والا
وَالسَّمِیْعِ۔ اور سننے والا هَلْ۔ کیا یَسْتَوِیٰنِ۔ برابر ہیں مَثَلًا۔ مثال میں
اَفَلَا۔ کیا پھر نہیں تَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت حاصل کرتے تم۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ ہود۔ پ۱۲

"وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً اور اگر ہم مزہ دیں انسان کو اپنی کسی رحمت کا پھر اس سے چھین لیں بے شک وہ ضرور نا امید اور ناشکرا ہے"۔

یعنی اگر اللہ تعالےٰ صحت اور امن اور وسعت رزق وغیرہ سے کسی کو نواز کر اس سے وہ نعمت واپس چھین لیں تو اتنا مایوس ہو جائے کہ ناشکری کرے اور دوبارہ اپنی نعمت کے ملنے سے قطعی مایوسی ظاہر کرے یہ حقیقت دنیا دار انسان کی ہے کہ وہ ذرا سی تنگی پر مایوس ہو کر ناشکرا ہو جاتا ہے اور صابر بہ قضا شاکر بہ رضا نہیں رہتا اور گذشتہ نعمت سے ناشکری کرنے لگتا ہے۔

"اور اگر ہم مزہ دیں اسے نعمت کا اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ اب گئیں مجھ سے برائیاں اور وہ یقیناً خوشیاں کرتا بڑائیاں مارتا پھرے"۔

یعنی بجائے شکر گذاری کے اور حق نعمت ادا کرنے کے متکبرانہ طور پر شیخی بگھارتا ہے۔

"مگر وہ جو صابر ہیں اور نیک عمل والے"۔ اور ہر مصیبت و تنگی میں صابر و شاکر رہنے والے۔

"ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے"۔ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالےٰ انہیں اچھا بدلہ دے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ تو شاید تم چھوڑنا چاہتے ہو جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اور اس پر تنگ دل ہو رہے ہو"۔

علامہ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ استفہام نہی ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ کی طرف جو وحی ہوتی ہے وہ تمام انہیں پہنچائیں اور دل تنگ نہ ہوں یہ تبلیغ رسالت کی تاکید ہے۔ باآنکہ علم الٰہی میں ہے کہ اس کے رسول ادائے رسالت میں کوتاہی نہیں کرسکتے اور اس نے انہیں ہر قسم کی کوتاہی اور معصیت سے محروم رکھا ہے تو اس تاکید میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی گئی اور کفار کی ناکامی بھی ظاہر کی اور بتایا کہ ان کا استہزا تبلیغ کے کام میں مخل نہیں ہو سکتا۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ عبداللہ بن امیہ مخزومی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانہ کیوں نہ اتارا یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

رُوِيَ اَنَّهُمْ قَالُوْا اجْعَلْ لَنَا جِبَالَ مَكَّةَ ذَهَبًا اَوِ ائْتِنَا بِمَلٰٓئِكَةٍ يَّشْهَدُوْنَ بِنُبُوَّتِكَ اِنْ كُنْتَ رَسُوْلًا فَنَزَلَتْ۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ كُلًّا مِّنَ الْقَوْلَيْنِ قَالَتْهُ طَائِفَةٌ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ۔

وَقِيْلَ الْقَائِلُ لِكُلٍّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيُّ۔

روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے حضور سے مطالبہ کیا کہ ہمارے مکہ کے پہاڑ سونا کردیجئے یا ہم پر فرشتہ لائیے کہ وہ آپ کی نبوت پر شہادت دے اگر آپ رسول ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ یہ دونوں قول ایک جماعت نے کہے تھے۔

تو حضور نے اس کے جواب میں فرمایا میں ایسا کرنے پر قادر نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ پہاڑوں کا سونا کرنے اور فرشتہ کے نازل ہونے کا مطالبہ عبداللہ بن امیہ مخزومی نے کیا تھا۔

اور لعل کی توجیہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ وَهُوَ نَقِيْضُ التَّوَقُّعِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَوَقُّعِ الشَّيْءِ وُقُوْعُهٗ وَلَا تَرَجِّيْ وُقُوْعِهٖ لِجَوَازِ اَنْ يُّوْجَدَ مَا يَمْنَعُ مِنْهُ فَلَا يُشْكِلُ بِاَنَّ تَوَقُّعَ تَرْكِ التَّبْلِيْغِ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَا يَلِيْقُ بِمَقَامِ النُّبُوَّةِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حرف لَعَلَّ ترجّی کے لیے آتا ہے اور اس کا نقیض محض توقع ہوتا ہے اور کسی شئے کی توقع سے اس کا وقوع ضروری نہیں اور نہ وقوع کی نسبت کو ترجیح ہوتی ہے اس جواز پر کہ جس چیز سے منع کیا جائے اس کا وقوع مشکل ہو اس لیے کہ ترک تبلیغ کی توقع حضور کی ذات گرامی سے اس لیے نہیں ہو سکتی کہ وہ مقام نبوت کے لائق نہیں۔

وَالْمَانِعُ عَنْ ذَالِكَ فِيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عِصْمَتُهٗ كَسَائِرِ الرُّسُلِ الْكِرَامِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَنْ كَتْمِ الْوَحْيِ الْمَامُوْرِ بِتَبْلِيْغِهٖ وَالْخِيَانَةِ فِيْهِ وَتَرْكِهٖ نَقِيْضَهٗ۔

اور ترک تبلیغ کا مانع اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت ہے جیسے تمام انبیاء کرام کتمان وحی و خیانت سے پاک ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ پھر۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ فرمانے کا مقصود یہی ہو سکتا ہے کہ مِنْ ذَالِكَ تَحْرِيْضُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَهْيِيْجُ دَاعِيَتِهٖ لِاَدَاءِ الرِّسَالَةِ۔

کہ اس میں حضور کو تحریض و تہیج ہے جو مقتضائے رسالت ہے۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ اِنَّكَ بَلَغَ بِكَ الْجُهْدُ فِيْ تَبْلِيْغِهِمْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّهُمْ يَتَوَقَّعُوْنَ مِنْكَ تَرْكَ التَّبْلِيْغِ لِبُغْضِهٖ۔

آپ کوشش کے ساتھ تبلیغ فرمائیں جو ہماری طرف سے آپ کو وحی ہو اگرچہ مشرکین کو یہ توقع ہے کہ آپ ان کے اعتراض و استہزاء کی وجہ سے ترک تبلیغ فرمائیں گے اور کچھ حصہ وحی کا انہیں نہ سنائیں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اِنَّ لَعَلَّ هٰهُنَا لَيْسَتْ لِلتَّرَجِّيْ بَلْ هِيَ لِلتَّبْعِيْدِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِذَالِكَ كَمَا تَقُوْلُ الْعَرَبُ لَعَلَّكَ تَفْعَلُ كَذَا لِمَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ۔ فَالْمَعْنٰى لَا تَتْرُكْ۔

لعل اس جگہ بمعنی ترجی نہیں ہے بلکہ بمعنی تبعید ہے اور کبھی کبھی اس معنی میں لعل استعمال ہوتا ہے جیسے عرب بولتے ہیں لعلک تفعل کذا اس شخص پر یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے جو اس کام میں قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے معنی یہی ہوئے کہ آپ ترک تبلیغ نہ فرمائیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اِنَّهَا لِلْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ كَاَحْمَدَ وَغَيْرِهٖ۔ لعل بمعنی استفہام انکاری ہے جیسا کہ حدیث میں ہے شاید ہم تم پر وقت سے پہلے آگئیں اسے احمد وغیرہ نے مانا۔

اور یہ معنی کہ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الْمَعْنٰى كَاَنِّيْ بِكَ سَتَتْرُكُ بَعْضَ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِمَّا شَقَّ عَلَيْكَ بِاَمْرِيْ وَوَحْيِيْ مِنِّيْ۔ یہ کسی طرح جائز نہیں کہ اس کے معنی یہ کیے جائیں کہ گویا آپ عنقریب چھوڑ دیں گے بعض وہ وحی جو تمہاری طرف اتری تم پر شاق ہونے کی وجہ سے میرے حکم اور میری وحی کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ضَائِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ کے معنی تنگ دل ہونے کے ہیں اس قول پر جو عبد اللہ بن امیہ مخزومی نے کہا۔ آگے ارشاد ہے۔

"اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ تم تو (اے محبوب) ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے"۔

یعنی آپ کے ذمہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ انہیں ڈر سنا دو جو بذریعہ وحی آپ کو پہنچا اور قطعاً کسی کے تمسخر اور استہزاء کی پرواہ نہ کرو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور آپ کا محافظ ہے وہ آپ کے اور مشرکین کے احوال کا نگران ہے تو آپ اسی پر بھروسہ رکھیں اور تمام امور اسی پر چھوڑیں اس کے متعلق روح المعانی میں ہے وَالْاٰیَۃُ قِیْلَ مَنْسُوْخَۃٌ وَقِیْلَ مُحْکَمَۃٌ۔

"اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو آپ نے دل سے بنا لیا فرما دیجئے تو تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا بلا لو جنہیں بلا سکو اگر تم سچے ہو"۔

یعنی قرآن کریم کی نسبت جو مشرکین مکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ جی سے گھڑا ہوا ہے تو آپ ان سے یہ مطالبہ فرمائیں کہ اگر یہ گھڑا ہوا ہے تو تم بھی سب مل کر اس جیسی دس ہی سورتیں بنا لاؤ اس لیے کہ انسان کے کلام کا انسان مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اس کے مقابلہ کی تم میں طاقت نہیں باآنکہ تم فصیح و بلیغ ہو۔ لہٰذا اگر تم اپنے خیال فاسد میں سچے ہو تو سارے قرآن کا مقابلہ نہ سہی دس ہی سورتیں بنا لاؤ اور اس قسم کا مطالبہ متعدد مقامات پر قرآن کریم میں ہوا مگر آج چودھویں صدی گذر رہی ہے کوئی ایسا پیدا نہ ہوا جو اس کا مقابلہ کر سکتا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُہَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ہٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا۔ اور اس کے علاوہ متعدد مواقع پر طلب معارضہ فرمایا گیا۔ چنانچہ آیہ کریمہ سے آگے ارشاد ہے۔

"فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ۔ تو (اے مسلمانو!) اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ ہی کے علم سے اترا ہے"۔

جیسے قرآن کہتے ہیں اور جی سے گھڑا ہوا نہیں ہے۔

"اور یہ کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی اللہ تو کیا اب تم مسلمان ہو کر تسلیم نہ کرو گے"۔

اور ایمان لاؤ گے کہ یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہے یعنی اعجاز قرآنی دیکھ لینے کے بعد اسلام و ایمان پر قائم رہو۔ آگے ارشاد ہے۔

"مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی عیش و عشرت اور آرائش چاہتا ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم دنیا میں اسے اس کا پورا پھل دے دیں گے اور دنیا میں اسے کمی نہ کریں گے۔ یہ وہ ہیں جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت ہیں جو کچھ وہ دنیا میں عمل کرتے تھے اور باطل و نابود ہیں جو ان کے اعمال تھے"۔

یعنی جو اپنی ناعاقبت اندیشی اور پست ہمتی سے آخرت کی بجائے دنیا کی فراخی اور وسعت چاہتا ہے اسے ہم دنیا میں اس کی خواہش کے مطابق دیں گے لیکن ایسے خیال خام والے کے لیے اس کے اعمال کا بدلہ صحت، دولت، فراخی رزق، کثرت اولاد وغیرہ ہی ہیں۔ دنیا میں ان کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔ آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں اس کے اعمال صالحہ بھی آخرت میں رائیگاں اور بے سود ہیں وہاں اسے جہنم کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور اس کے سب عمل وہاں باطل ہوں گے۔

اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعا میں یہ تعلیم کی کہ جب اللہ سے مانگو تو یوں مانگو۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں جنت عطا کر اور ہمیں عذاب نار سے بچالے۔ شان نزول آیہ کریمہ کا بقول ضحاک مشرکین کے لیے ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک اگر صلہ رحمی کرے۔ محتاجوں، غریبوں کو دے اور پریشان حالوں کی خبر گیری کرے یا اور نیکیاں کرتا رہے تو اللہ تعالے ان کے ان اعمال کا بدلہ دنیا میں وسعت و فسحت رزق سے فرما دے گا۔ آخرت میں اس کا بدلہ اسے سوائے جہنم کے کچھ نہیں اس لیے کہ وعید شدید کے ساتھ دوسری جگہ ارشاد ہو چکا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے زمین بھر سونا بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ اپنی خلاصی کے لیے دے ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں (تلک الرسل آخر پارہ)

ابن جریر ابن ابی حاتم وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اِنَّهَا نَزَلَتْ فِی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی یہ آیۂ کریمہ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

جبائی کہتے ہیں هِیَ فِی الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ حَظَّهُمْ مِنْ ذٰلِكَ سَهْمَهُمْ مِّنَ الْغَنَائِمِ۔ یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو منافق حضور کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اللہ تعالے نے ان کا حصہ غنائم میں رکھ دیا اور آخرت میں کچھ نہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اہل ریا کے حق میں ہے یُقَالُ لِقَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْهُمْ اَرَدْتَ اَنْ یُّقَالَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فُلَانٌ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ اِذْھَبْ فَلَیْسَ لَکَ عِنْدَنَا شَیٌٔ۔ وَھٰکَذَ الْعَبْرِہٖ مِنَ الْمُتَصَدِّقِ وَالْمَقْتُوْلِ فِی الْجِھَادِ وَغَیْرِھِمَا مِمَّنْ عَمِلَ مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ لِغَیْرِ وَجْہِ اللّٰہِ۔

یہ ریاکاروں کے لیے ہیں جو کسی چیز کو حاصل کرکے اپنی تعریف کرانے کی خواہش کرے جیسے کہا جائے فلاں بڑا قاری ہے تو اسے میدان حشر میں جواب دے دیا جائے گا چلتا ہو ہمارے پاس تیرے لیے کچھ نہیں ایسے ہی دوسرے ریاکاروں کے لیے ہے خواہ وہ صدقہ اسی ریاکاری میں کریں یا جہاد میں قتل ہو یا کوئی نیک کام اللہ کے لیے نہ کیا جائے۔

اور اسی کی تائید میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے رو پڑے اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کے بعد یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

"اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے"۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ اس کی مثل ہو سکتا ہے جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو اور وہ جو ایمان لا کر صبر و تقویٰ میں جیوۃ دنیا کے لیل و نہار گذارے ہرگز نہیں دونوں میں بون بعید اور تفاوت سماوارض ہے۔ عَلٰی بَیِّنَۃٍ سے مراد یہاں دلیل عقلی ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرتی ہے اور وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں یہود کے وہ علماء مراد ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئے جیسے عبد اللہ بن سلام تمیم داری، کعب احبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلام کی صحت پر گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور مِنْ قَبْلِہٖ سے مراد توریت و انجیل وغیرہ ہے اور یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ کے مصداق وہ ہیں جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور مَنْ یَّکْفُرْ عام ہے جو بھی کفر کرے۔

حضور نے فرمایا اس ذات قدیم کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اس امت میں جو بھی ہے خواہ یہودی ہو یا نصرانی جسے میری خبر پہنچی اور وہ میرے دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ ضرور جہنمی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ تو (اے سننے والے) نہ ہو تو اس کے ساتھ کسی شک میں بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے"۔

اس میں فَلَا تَکُ پر جو اے سننے والے لکھا گیا وہ اس قاعدہ کے مطابق ہے جو ہم رکوع دہم سورۂ یونس میں مفصل بیان کر آئے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور اس سے بڑھ کر ظالم قوم جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار رہو اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر"۔

اللہ تعالے پر افتراء کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور اس پر افتراء یہی ہے کہ اس کا شریک بنائے یا اس کی اولاد بتائے یہ جھوٹ اور بدترین ظلم ہے وہ قیامت کے روز اللہ کے حضور پیش ہوں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس طرح اللہ کا شریک بناتے اور اس کے لیے اولاد مانتے تھے ان پر ملائکہ اور انبیاء کرام شہادت دیں گے کہ یہ ظالم افتراء پرداز اور جھوٹے ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت کفار و منافقین کو میدان حشر میں تمام مخلوق کے سامنے بتایا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر افتراء کیا ان پر ان کے ظلم کے بدلے اللہ کی لعنت ہے اس پر وہ تمام ارباب حشر کے روبرو رسوا کیے جائیں گے۔

"اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔ یہ لوگ نہیں ہو سکتے عاجز کرنے والے زمین میں اور نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ ہدایت سننے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور نہ حق دیکھ سکتے ہیں"

یعنی اگر اللہ تعالے انہیں عذاب دینا چاہے تو ان میں اسے روکنے اور عاجز کرنے کی قوت نہیں اس لیے کہ تمام کائنات اس کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور یہ بھی اسی کی ملک اور اسی کے ملک میں ہیں نہ اس سے کہیں بھاگ سکتے ہیں نہ اس سے بچ سکتے ہیں اور ان کی مدد کرنے والا بلا اذن الٰہی کوئی نہیں ہو سکتا نہ انہیں عذاب سے بچانے کے لیے کوئی آڑے آ سکتا ہے یہ وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو راہ حق سے روکا اور بعد مرنے کے بعث و حشر کا انکار کیا وہ ایسے بہرے ہیں کہ حق سننے کی ان میں طاقت نہیں یعنی سماع حق سے بہرے ہیں تو کلام خیر سے نفع نہیں پا سکتے اور آیات قدرت دیکھنے سے اندھے ہیں جن کے مشاہدہ سے بے فائدہ اٹھاتے۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خسران و نقصان میں ڈالیں اور کھوئی گئیں ان سے ان کی وہ باتیں جو افترا کر کے جھوٹ بکتے تھے۔ لازمی طور پر یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں"۔

اور ظاہر ہے جنہوں نے جنت کے بدلے جہنم مول لیا اس سے بڑھ کر اور کون خسران و نقصان میں ہو گا۔ اب ان کے مقابلہ میں اسلوب بیان قرآن کے مطابق جنتیوں کا تذکرہ فرمانا ضروری تھا اس لیے کہ قرآن کریم جہاں اہل جہنمیوں کا ذکر کرتا ہے تو اس کے بعد جنتیوں کا ذکر ضرور فرماتا ہے۔ لف و نشر مرتب اور غیر مرتب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو ہوتا ہے کہ کہیں پہلے جنت والوں کا ذکر بعد میں جہنم والوں کا اور کبھی جہنمیوں کا پہلے ذکر اور بعد میں جنت والوں کا مگر تمام قرآن پاک میں دونوں کے مذاکرے ضرور ہوں گے اور چاہئے بھی ایسا ہی اس لیے کہ تعرف الاشیاء باضدادها عقلاء کا نظریہ ہے کہ ضد بغیر حقیقت اشیاء نہیں پہچانی جاتی۔ چنانچہ ارشاد ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

اعمال بد اعتقاد شرکیہ والوں کے لیے تابد نار ہے اور نیک عمل کرنے والے خوش اعتقاد مومنوں کے لیے تابد جنت ہے آگے فرماتے ہیں۔

"مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا اور بہرا اور آنکھ والا سنتا کیا یہ دونوں برابر ہیں تو کیا تم تذکیر سے کام نہیں لیتے"۔

دونوں فریق سے مراد کافر اور مومن ہیں کافر کو اندھے بہرے سے تشبیہ دی اور مومن کو دیکھنے والا سننے والا فرمایا اس لیے مومن حق و باطل میں فرق دیکھتا اور حق بات سنتا ہے اور کافر کے کان سماع حق سے بہرے ہیں اور امتیاز حق سے وہ اندھا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ ہود۔ پ ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۙ

اور بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تمہارے لیے کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ

کہ نہ پوجو کسی کو مگر اللہ کو میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے مصیبت کے دن۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ

تو بولے سرداران کے جو کافر تھے اس کی قوم کے نہیں دیکھتے ہم تمہیں مگر بشر اپنے جیسا اور نہیں دیکھتے ہم تمہیں تمہارے پیرو مگر وہی جو ہمارے کمینے ہیں سرسری نظر سے اور نہیں دیکھتے ہم تم میں ہم پر کوئی فضیلت بلکہ ہم گمان کرتے ہیں تمہیں جھوٹوں سے۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ

فرمایا اے میری قوم اگر دیکھتے ہو تم (مجھے ایسا) تو اگر ہوں میں دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور دی ہو مجھے رحمت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْكُمْ ۖ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ○

اپنی طرف سے تو اندھے ہو تم اس پر تو کیا ہم تمہارے گلے منڈھ دیں باوجودیکہ تم بیزار ہو۔

وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ○

اور اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ کا کوئی بدلہ میرا بدلہ اللہ پر ہی ہے اور نہیں میں دور کرنے والا انہیں جو ایمان لائے بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں جاہل لوگ۔

وَيَا قَوْمِ مَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○

اور میری قوم کون میری مدد کرے گا اللہ کے مقابل اگر میں انہیں دور کردوں تو کیا تم ہوش نہیں کرتے۔

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنفُسِهِمْ ۖ إِنِّي إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ○

اور نہیں کہتا میں تمہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں انہیں نہیں کہتا جنہیں حقیر جانتی ہیں تمہاری نگاہیں کہ ہرگز انہیں اللہ بھلائی نہیں دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے میں ایسا کروں تو میں ضرور ظالموں سے ہوں۔

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○

بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے اور بہت ہی جھگڑ لیے تو لے آؤ ہم پر جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم سچے ہو۔

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ○

فرمایا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

اور نہیں نفع دے گی تمہیں میری نصیحت اگر میں کتنا ہی چاہوں تمہارا بھلا جب کہ اللہ کا ارادہ ہو تمہیں گمراہ کرے وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ

کیا کہتے ہیں انہوں نے افترا کرلیا اس کو تم فرماؤ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ؏ — اگر میں نے افترا کر کے یہ کلام بنا لیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر اور میں تمہارے گناہ سے بیزار ہوں۔

حلِ لغات رکوع نمبر ۳ ۔ سورۂ ہود۔ پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک — اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے — نُوْحًا۔ نوح کو — اِلٰی قَوْمِہٖٓ۔ اسکی قوم کی طرف

اِنِّیْ۔ بے شک میں — لَکُمْ۔ تمہارے لیے — نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا ہوں — مُّبِیْنٌ۔ ظاہر

اَنْ۔ یہ کہ — لَا تَعْبُدُوْٓا۔ نہ عبادت کرو تم — اِلَّا اللّٰہَ۔ مگر اللہ کی

اِنِّیْٓ۔ بے شک میں — اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں — عَلَیْکُمْ۔ تم پر — عَذَابَ۔ عذاب

یَوْمٍ۔ دن — اَلِیْمٍ۔ درد والے سے — فَقَالَ۔ پھر کہا — الْمَلَاُ۔ سرداروں نے

الَّذِیْنَ۔ وہ جو — کَفَرُوْا۔ کافر تھے — مِنْ قَوْمِہٖ۔ اسکی قوم سے — مَا۔ نہیں

نَرٰکَ۔ دیکھتے ہم تجھے — اِلَّا بَشَرًا۔ مگر انسان — مِّثْلَنَا۔ ہماری طرح کا — وَمَا۔ اور نہیں

نَرٰکَ۔ دیکھتے ہم تجھ کو — اتَّبَعَکَ۔ کہ پیروی کی ہو تیری — اِلَّا۔ مگر — الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں نے

ھُمْ۔ کہ وہ — اَرَاذِلُنَا۔ ہمارے کمینے ہیں — بَادِیَ۔ ظاہر — الرَّاْیِ۔ دیکھنے میں

وَمَا۔ اور نہیں — نَرٰی۔ دیکھتے ہم — لَکُمْ۔ تمہارے لیے — عَلَیْنَا۔ ہم پر

مِنْ فَضْلٍ۔ کوئی بزرگی — بَلْ۔ بلکہ — نَظُنُّکُمْ۔ خیال کرتے ہیں ہم تمکو — کٰذِبِیْنَ۔ جھوٹے۔

قَالَ۔ کہا — یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم — اَرَءَیْتُمْ۔ کیا دیکھا تم نے — اِنْ کُنْتُ۔ اگر ہوں میں

عَلٰی بَیِّنَۃٍ۔ دلیل پر — مِّنْ رَّبِّیْ۔ اپنے رب سے — وَاٰتٰنِیْ۔ اور دی اس نے مجھے — رَحْمَۃً۔ رحمت

مِّنْ عِنْدِہٖ۔ اپنی طرف سے — فَعُمِّیَتْ۔ پھر اندھے ہوئے — عَلَیْکُمْ۔ تم اس پر

اَنُلْزِمُکُمُوْھَا۔ کیا ہم منڈھ دینگے وہ تمہیں — وَاَنْتُمْ۔ اور تم ہو — لَہَا۔ اس کو

کٰرِھُوْنَ۔ ناپسند کرنے والے — وَیٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم — لَآ اَسْـَٔلُکُمْ۔ نہیں مانگتا میں تم سے

عَلَیْہِ۔ اس پر — اَجْرًا۔ کوئی بدلہ — اِنْ۔ نہیں ہے — اَجْرِیَ۔ میرا بدلہ

اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔ مگر اوپر اللہ کے — وَمَآ اَنَا۔ اور نہیں میں — بِطَارِدِ۔ ہانکنے والا

الَّذِیْنَ۔ ان کو — اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے — اِنَّہُمْ۔ کہ وہ — مُّلٰقُوْا۔ ملنے والے ہیں

رَبِّہِمْ۔ اپنے رب کو — وَلٰکِنِّیْٓ۔ اور لیکن میں — اَرٰکُمْ۔ دیکھتا ہوں تم کو — قَوْمًا۔ قوم

تَجْہَلُوْنَ۔ جاہلوں کی — وَیٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم — مَنْ۔ کون — یَّنْصُرُنِیْ۔ مدد کریگا میری

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنَ اللّٰهِ ۔ اللہ سے ‏ اِنْ ۔ اگر ‏ طَرَدْتُّهُمْ ۔ میں انکو ہانک دوں ‏ اَفَلَا ۔ کیا پھر نہیں

تَذَكَّرُوْنَ ۔ نصیحت لیتے تم ‏ وَلَآ ۔ اور نہیں ‏ اَقُوْلُ ۔ کہتا ہیں ‏ لَكُمْ ۔ تم سے

عِنْدِیْ ۔ کہ میرے پاس ‏ خَزَآئِنُ ۔ خزانے ہیں ‏ اللّٰهِ ۔ اللہ کے ‏ وَلَآ ۔ اور نہیں

اَعْلَمُ ۔ جانتا ہیں ‏ الْغَيْبَ ۔ غیب ‏ وَلَآ ۔ اور نہیں ‏ اَقُوْلُ ۔ کہتا ہیں

اِنِّیْ ۔ بے شک ہیں ‏ مَلَكٌ ۔ فرشتہ ہوں ‏ وَلَآ ۔ اور نہیں ‏ اَقُوْلُ ۔ کہتا ہیں

لِلَّذِيْنَ ۔ ان کو ‏ تَزْدَرِیْ ۔ جو حقیر جانتی ہیں ‏ اَعْيُنُكُمْ ۔ تمہاری آنکھیں ‏ لَنْ ۔ کہ ہرگز نہیں

يُّؤْتِيَهُمُ ۔ دیگا ان کو ‏ اللّٰهُ ۔ اللہ ‏ خَيْرًا ۔ کوئی بھلائی ‏ اَللّٰهُ ۔ اللہ

اَعْلَمُ ۔ خوب جانتا ہے ‏ بِمَا ۔ جو کچھ ہے ‏ فِیْ ۔ ان کی ‏ اَنْفُسِهِمْ ۔ جانوں ہیں

اِنِّیْ ۔ بے شک ہیں ‏ اِذًا ۔ اس وقت ‏ لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ظالموں سے ہوں گا

قَالُوْا ۔ بولے ‏ يٰنُوْحُ ۔ اے نوح ‏ قَدْ جَادَلْتَنَا ۔ تو نے جھگڑا کیا ہم سے

فَاَكْثَرْتَ ۔ پھر زیادہ کیا تو نے ‏ جِدَالَنَا ۔ ہم سے جھگڑا ‏ فَاْتِنَا ۔ پھر لے آ

بِمَا ۔ جو کچھ ‏ تَعِدُنَآ ۔ تو وعدہ دیتا ہے ہم کو ‏ اِنْ كُنْتَ ۔ اگر ہے تو ‏ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ سچوں میں سے

قَالَ ۔ اس نے کہا ‏ اِنَّمَا ۔ سوائے اسکے نہیں ‏ يَاْتِيْكُمْ ۔ لائے گا تمہارے پاس ‏ بِهِ ۔ اس کو

اللّٰهُ ۔ اللہ ‏ اِنْ ۔ اگر ‏ شَآءَ ۔ چاہے ‏ وَمَآ ۔ اور نہیں

اَنْتُمْ ۔ تم ‏ بِمُعْجِزِيْنَ ۔ عاجز کرنے والے ‏ وَلَا ۔ اور نہیں ‏ يَنْفَعُكُمْ ۔ نفع دیگا تم کو

نُصْحِیْۤ ۔ میری خیر خواہی ‏ اِنْ اَرَدْتُّ ۔ اگر چاہوں ہیں ‏ اَنْ ۔ یہ کہ ‏ اَنْصَحَ ۔ خیر خواہی کروں

لَكُمْ ۔ تمہاری ‏ اِنْ كَانَ ۔ اگر ہے ‏ اللّٰهُ ۔ اللہ ‏ يُرِيْدُ ۔ ارادہ کرے

اَنْ ۔ یہ کہ ‏ يُّغْوِيَكُمْ ۔ گمراہ کرے تم کو ‏ هُوَ ۔ وہ ہے ‏ رَبُّكُمْ ۔ رب تمہارا

وَاِلَيْهِ ۔ اور اسی کی طرف ‏ تُرْجَعُوْنَ ۔ لوٹائے جاؤ گے تم ‏ اَمْ ۔ کیا ‏ يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۔ بنالیا ہے اس کو ‏ قُلْ ۔ کہہ دو ‏ اِنِ ۔ اگر ‏ افْتَرَيْتُهٗ ۔ میں نے بنا لیا ہے

فَعَلَیَّ ۔ تو مجھ پر ہے ‏ اِجْرَامِیْ ۔ میرا گناہ ‏ وَاَنَا ۔ اور میں ‏ بَرِیْٓءٌ ۔ بیزار ہوں

مِّمَّا ۔ اس چیز سے ‏ تُجْرِمُوْنَ ۔ جو تم گناہ کرتے ہو۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ ہود۔ پ ۱۲

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اور بے شک ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت نوح باخبار شہیرہ لمک بن متوشلخ بن ادریس ہیں۔ آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ چالیس سال کی عمر پر مبعوث ہوئے اور نوسو پچاس سال اپنی قوم کو تبلیغ فرماتے رہے قرآن کریم میں بھی یہی ارشاد ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا۔ فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ۔ پھر طوفان میں وہ قوم غرق ہوگئی اور آپ طوفان کے بعد ساٹھ سال دنیا میں زندہ رہے۔ اس حساب سے آپ کی مجموعی عمر ایک ہزار پچاس سال کی تھی۔

مقاتل کہتے ہیں آپ سو سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔

ایک قول ہے کہ آپ کی بعثت پچاس سال کی عمر میں ہوئی۔

ایک قول ہے کہ آپ دوسو پچاس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور قوم میں ساڑھے نوسو سال تک ٹھہرے پھر طوفان سے غرق ہونے کے بعد آپ دوسو پچاس سال رہے اس حساب سے آپ کی مجموعی عمر ایک ہزار ساڑھے چار سو سال کی تھی۔

اور آپ نے اپنی قوم کے سامنے اپنا نذیر مبین ہونا ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ غنائم وغیرہ آپ کے عہد نبوت میں جہاد سے حاصل ہونے کا حکم نہ تھا۔ آپ نے ہدایت توحید فرمائی اور قوم سے کہا۔

"اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللہَ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو بیشک میں تم پر ڈرتا ہوں مصیبت والے دن کے عذاب سے"۔

اور مصیبت والا دن اَلظَّاھِرُ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْیَوْمِ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ظاہر ہے کہ اس سے مراد روز قیامت ہے وَّجُوِّزَ اَنْ یَّکُوْنَ یَوْمُ الطُّوْفَانِ اور یہ بھی مانا کہ اس سے مراد طوفان والا دن ہو اس نصیحت کو سن کر قوم کے اشراف بولے۔

"فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے"۔

مَلَأٌ عربی محاورہ میں قادر وقوی افراد کو کہتے ہیں جیسے عرف ہے فُلَانٌ مَلِیٌّ بِکَذَا اِذَا کَانَ قَادِرًا عَلَیْہِ لِاَنَّھُمْ مُلِئُوْا بِکِفَایَۃِ الْاُمُوْرِ وَتَدْبِیْرِھَا۔ فلاں حادی ہوا ایسے جبکہ وہ کسی پر قادر وقوی ہو جائے اس لیے کہ وہ تمام امور میں اور تدبیریں حادی ہو جاتا ہے۔

"مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم تو تمہیں اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں"۔

یعنی مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا لَیْسَ فِیْکَ مَزِیْدُ تَخَصُّصٍ مِّنْ بَیْنِنَا بِالنُّبُوَّۃِ یعنی آپ میں کوئی خصوصیت ایسی نہیں جس سے ہم آپ کی نبوت کو مانیں ہمارے جیسے ہی آپ بشر ہیں۔ یہ مقولہ انبیاء کرام کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقابلہ میں ہمیشہ سے مشرکین استعمال کرتے رہے ہیں اسی وجہ ہیں ایسے جملے جس میں مشرکین کے نظریات سے تشابہ پیدا ہو مسلمان کو استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ وہ یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے لیے استعمال کرتے تھے۔

" وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہماری قوم کے ذلیل لوگوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں گمان کرتے ہیں جھوٹا"۔

اراذل کے معنی علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَخِسَّاؤُنَا وَاَدَانِیْنَا وَھُوَ جَمْعُ اَرْذَلَ اور قاموس میں ہے اَلْرَّذْلُ وَالْاَرْذَلُ بِمَعْنٰی وَھُوَ الْخَسِیْسُ الدَّنِیُّ جس کا حاصل معنی کمینہ ہی بنتا ہے اور کمینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں خسیس پیشے والے تھے اور درحقیقت ان کا یہ خیال خالص جہل تھا اس لیے کہ انسان کا مرتبہ اتباع دین اور امتثال امر مرسلین سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ مال و منصب و پیشہ کو اس میں دخل نہیں دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے۔

بَادِیَ الرَّاْیِ کے معنی ہوتے ہیں ظَاھِرَۃً وَھُوَ مَا یَکُوْنُ مِنْ غَیْرِ تَعَمُّقٍ یعنی ظاہر حال سے جو سمجھا جائے اور وہ سمجھنا بلا تعمق ہو۔ وَقِیْلَ مِنْ رُؤْیَۃِ الْعَیْنِ یعنی آنکھ سے دیکھ کر سمجھنے کو بَادِیَ الرَّاْیِ کہتے ہیں۔ وَجَوَّزَ اَنْ یَکُوْنَ الْبَادِیْ بِمَعْنَی الْاَوَّلِ۔ حاصل مفہوم یہ ہوا کہ پہلی نظر سے سمجھنے کو بادی الرای کہتے ہیں۔ تو بلا غور و فکر جو سمجھا جائے اسے بادی الرای کہا جاتا ہے۔

" وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ اور ہم تم میں اپنے پر کوئی فضیلت نہیں دیکھتے"۔

دنیا داروں کی نظر میں فضیلت از روئے جہل مال و دولت، حکومت و ثروت اور ریاست سے ہوتی ہے اسی فضیلت کو یہ حضرت نوح نجی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میں دیکھنا چاہتے تھے۔

"بلکہ ہم آپ کو جھوٹا خیال کرتے ہیں"۔

یعنی آپ کو نبی نہیں مانتے بلکہ جب یہ فضائل جو ہمارے نزدیک ضروری ہیں آپ میں نہیں تو ہم اپنے گمان میں آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالے کے نزدیک ایمان اور اطاعت موجب نجات ہیں اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

" قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ فرمایا (نوح نے) اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں" جو میرے دعوی کی تصدیق پر شاہد ہو" اور اللہ نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ہے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی نبوت عطا کی ہے۔

"تو تم اندھے بن رہے ہو تو کیا میں جبراً اس صداقت کو تمہارے اندر ٹھونس دوں حالانکہ تم اس سے بیزار ہو" اور دلائل نبوت سننے دیکھنے سے بھاگتے ہو۔ بجز و براہین ناپسند کرتے ہو۔

"اور میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ مال نہیں مانگتا" یعنی تبلیغ رسالت کا معاوضہ تم سے طلب نہیں کرتا۔

"میرا بدلہ تو اللہ ہی پر ہے اور مسلمانوں کو میں دور کرنے والا نہیں بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں"۔

ابن جریج سے مروی ہے اِنَّھُمْ قَالُوْا لَہٗ یَا نُوْحُ اِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ نَتَّبِعَکَ فَاطْرُدْ ھٰؤُلَآءِ وَاِلَّا فَلَنْ نَّرْضٰی اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ وَھُمْ فِی الْاَمْرِ سَوَآءً۔ کفار قوم نوح علیہ السلام نے کہا اے نوح اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کی پیروی کریں تو ان لوگوں کو (جنہیں وہ رذائل) کہتے تھے اپنے ہاں سے دور کر دیں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ہم ہرگز اس سے راضی نہیں کہ ہم اور وہ برابر ہوں۔ اگر آپ ان کو ہٹا دیں گے تو ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے گی۔

اس کا جواب بے نیازانہ انداز میں نوح علیہ السلام نے دیا اور یہ مرض ان دنیا داروں میں عام ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ عہد رسالت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی قریش نے کہا تھا کہ ان فقراء و نادار لوگوں کو ہٹا دیجئے اُطْرُدْ ھٰؤُلَآءِ عَنْکَ وَنَحْنُ نَتَّبِعُکَ فَاِنَّا نَسْتَحْیِیْ اَنْ نَّجْلِسَ مَعَھُمْ فِیْ مَجْلِسِکَ ہم شرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھیں تو حضور نے بھی ویسا ہی بے نیاز جواب دیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے تو یہ اور بھی فرمایا۔

"اِنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَلٰکِنِّیْٓ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْھَلُوْنَ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں"۔ اور اس کے قرب سے فائز ہوں گے تو میں انہیں تمہارے کہنے سے کیسے یہاں سے نکال دوں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ طَرَدْتُّھُمْ۔ اور اے میری قوم اللہ کے مقابلہ میں میری کون مدد کرے گا اگر میں انہیں دور کر دوں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں"۔

اور بے سوچے سمجھے ایمانداروں کو رذیل کہتے ہو اور ان کی قدر نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ تم سے بدرجہا بہتر ہیں۔

"وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں"۔

قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت میں تین شبہے ظاہر کیے تھے۔

ایک[۱] تو یہ کہ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ یعنی ہم آپ کے اندر اپنے سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں دیکھتے یعنی مال و دولت، حکومت و ثروت وغیرہ میں آپ ہم سے زیادہ نہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ یعنی میں تم سے کب کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور جب میں کہتا ہی نہیں تو تمہارا یہ اعتراض بے محل ہے۔ میں نے کبھی مال کی فضیلت نہیں ظاہر کی اور نہ تمہیں دنیوی دولت کا تمہیں امیدوار بنایا اور میں نے کبھی اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ نہیں کیا پھر تم مجھ پر یہ اعتراض کرنے کے کیسے مستحق ہو کہ ہم تم میں مالی فضیلت نہیں پاتے جب میرا یہ دعویٰ ہی نہیں تو یہ تمہارا اعتراض بے جا اور لایعنی ہے۔

دوسرا[۲] اعتراض قوم نوح نے یہ کیا تھا کہ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْىِ یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ آپ کی پیروی کسی نے کی ہو سوا کمینوں کے جو ہماری ظاہر نظر میں ذلیل نظر آتے ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر ہمارے اراذل آپ کے پیرو ہوگئے ہیں مگر باطن میں وہ کبھی ایمان نہیں لائے۔

اس کا جواب حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دیا کہ ظاہر ایمان ہی مجھے دیکھنا ہے میں نے غیب دانی کا دعویٰ کب کیا ہے۔ میرے تمام احکام ظاہر پر مبنی ہیں اگر میں غیب جان لیتا تو میرے احکام بھی مبنی بر غیب ہوتے تو تمہارا یہ اعتراض بالکل جہالت ہے اور شریعت میں ظاہر پر ہی حکم دیا جاتا ہے۔

دوسرے لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ فرما کر قوم پر ایک نہایت لطیف تعریض بھی فرمائی کہ کسی پر باطن کے متعلق حکم کرنے کا اسے حق ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو میں نے اس کا دعویٰ ہی نہیں کیا حالانکہ میں نبی ہوں اور حَيْثُ النَّبِيّ اگر میں دعویٰ کرتا بھی تو بے جا نہ ہوتا مگر تم محض عوام ہو تو غیب دانی کا بیجا دعویٰ کر رہے ہو اور ایمان لانے والوں کی ضمیر پر حملہ کی جرأت کر کے کہتے ہو کہ وہ ظاہری ایمان لائے ہیں دل سے نہیں یہ تمہاری جہالت پر جہالت ہے۔

تیسرا اعتراض قوم کا یہ تھا کہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم تمہیں اپنے جیسا آدمی اور بشر دیکھتے ہیں۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں نے تم سے کب کہا تھا کہ میں فرشتہ ہوں اور میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا۔ اس لیے کہ انسان ملک سے افضل ہے بہر حال تمہارا اعتراض جب صحیح ہوتا جب تمہیں میں نے اپنے کو فرشتہ بتایا ہوتا اور میں بشر ہی ہوتا۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی تمہارا ناحق ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُکُمْ" اور میں نے انہیں نہیں کہا تم سے جن کو تمہاری نگاہیں حقیر دیکھتی ہیں کہ ہرگز اللہ انہیں کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے"۔
تزدری کا مفہوم علامہ آلوسی فرماتے ہیں تَسْتَحْقِرُھُمْ جنہیں تم حقیر دیکھتے ہو۔
وَالْاَصْلُ تَزْتَرِیْ بِالتَّاءِ اِلَّا اَنَّھَا قُلِبَتْ دَالًا لِتَجَانُسِ الزَّایِ فِی الْجَھْرِ لِاَنَّھَا مِنَ الْمَھْمُوْسَۃِ وَاَصْلُ الْاِزْدِرَاءِ الْاِعَابَۃُ یُقَالُ اِزْدَرَاہُ اِذَا اَعَابَہٗ۔
خلاصہ یہ کہ ان کے دل کی حالت اللہ کو معلوم ہے ان کی نیکی بدی۔ اخلاص و نفاق کا اندرونی حال خدا ہی جانتا ہے۔ اگر میں ان کے ظاہری ایمان کو جھٹلا کر ان کے ضمیر اور باطن پر الزام لگاؤں یا میں انھیں نکال دوں تو۔
"اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ تو ضرور میں ظالموں میں ہوں"۔
اور چونکہ بفضلہ تعالٰے ظالم نہیں اس لیے میں انھیں ہرگز نہ نکالوں گا نہ ان کے ایمان کو مشکوک کہوں گا۔ تو جب وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے جواب صاف سے مایوس ہوگئے اور جواب الجواب پیش کرنے سے عاجز آئے تو ہٹ دھرمی سے کہنے لگے۔
"قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا۔ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑ لیے اور خوب جھگڑے" اور ہم آپ کی کوئی بات نہ مانے اور مانیں گے بھی نہیں لہذا۔
"فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا تو لے آؤ ہم پر جس کا تم ہمیں وعدہ دے رہے ہو"۔ یعنے عذاب جو دنیا میں ہم پر آئے گا۔
"اِنْ کُنْتَ اگر ہو تم سچے فرمایا وہ تو لائیگا تم پر اللہ تعالٰے ہی اگر چاہے اور اسے تم عاجز نہ کرسکو گے"۔
عذاب کہنے میں اور اس کا عذاب روکنے میں تم کامیاب ہوسکتے ہو اور نہ اس عذاب سے تم بچ سکو گے
"وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْٓ اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جبکہ اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہے وہ تمہارا رب ہے اور تم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔ وہی آخرت میں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔
"اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰہُ۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے"۔ اس بہانہ سے وہ اللہ کے کلام اور اس کے احکام کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں اور اس کے رسول پر بہتان تراشتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کا الزام دیتے ہیں جن کی صداقت براہین بیّنہ اور حجت قویّہ سے ثابت ہوچکی ہے لہذا اب انہیں صاف صاف جواب دے دو۔ اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ" فرمادو اگر میں نے دل سے گھڑ لیا ہے اور اللہ پر افتراء کیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے بیزار ہوں"۔ تم پر ضرور اس کا وبال آئے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ میں سچا ہوں۔

با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ ہود۔ پ۱۲

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

اور نوح کی طرف وحی ہوئی کہ ہرگز ایمان نہ لائے گی تمہاری قوم مگر جو ایمان لا چکے تو تم غم نہ کرو اس پر جو وہ کرتے ہیں۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝

اور کشتی بناؤ ہماری نگرانی میں اور وحی ہماری کے مطابق اور مجھ سے کوئی مخاطبہ نہ کرنا ان کے معاملہ میں جو ظالم ہیں وہ ضرور غرق کیے جائیں گے۔

وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝

اور نوح کشتی بنا رہے ہیں اور جب گذرتے ان پر ان کی قوم کے سردار مسخر کرتے ان سے نوح بولے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

تو عنقریب جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے ان پر وہ عذاب جو ہمیشہ رہے

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝

حتیٰ کہ جب آیا ہمارا حکم اور تنور ابلنے لگا ہم نے فرما دیا سوار ہو جاؤ اس کشتی میں ہر جنس سے ایک ایک جوڑا نر و مادہ اور تیرے گھر والے مگر جن پر سبقت کر چکا ہمارا قول اور جو ایمان لائے اور نہیں تھے ایمان والے ان کے ساتھ مگر تھوڑے۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور فرمایا نوح نے سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰی نُوْحُ نِابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ

اور وہ (کشتی) انہیں لیے جا رہی تھی ایسی موجوں میں جو مثل پہاڑ کے تھیں اور نوح پکارے اپنے بیٹے کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝

اور وہ تھا اس کے کنارے میں اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور نہ ہو کافروں کے ساتھ۔

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝

بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا فرمایا نوح نے کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے درمیان موج حائل ہو گئی تو ہو گیا وہ ڈوبنے والوں میں سے۔

وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور حکم ہوا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی سخت ہو گیا اور حکم نافذ ہو گیا اور برابر ہوئی کشتی جودی پہ اور فرمایا گیا دور ہو جائیں ظالم لوگ

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ ۝

اور نوح نے پکارا اپنے رب کو تو عرض کیا اے میرے رب میرا بیٹا میرا اہل ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا ہے۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝

فرمایا اے نوح وہ تیرا اہل نہیں بے شک اس کے عمل نیک نہیں تو ہم سے وہ سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے ہدایت کرتا ہوں کہ نہ ہو نادانوں سے۔

قَالَ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

عرض کی نوح نے اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کی جو ایسی چیز طلب کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیانکا ہو جاؤں۔

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر سلامتی سے ہماری اور برکتیں تجھ پہ اور اس جماعت پہ جو تیرے ساتھ ہے۔
اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم متمتع کریں گے عنقریب پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۚ فَاصْبِرْ ۚ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝	انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر کرو بے شک انجام کار پرہیزگاروں کے حق میں ہے۔

حل لغات چوتھا رکوع سورۂ ہود ۔ پ ۱۲

وَاُوْحِیَ ۔ اور وحی کی گئی ۔ اِلٰی ۔ طرف ۔ نُوْحٍ ۔ نوح علیہ السلام کی ۔ اَنَّہٗ ۔ کہ بے شک
لَنْ یُّؤْمِنَ ۔ ہرگز ایمان نہ لائے گا ۔ مِنْ قَوْمِكَ ۔ تیری قوم میں سے
اِلَّا مَنْ ۔ مگر جو ۔ قَدْ اٰمَنَ ۔ ایمان لایا ۔ فَلَا تَبْتَئِسْ ۔ سو نہ غم کھا تو
بِمَا ۔ اس کا ۔ کَانُوْا ۔ جو تھے وہ ۔ یَفْعَلُوْنَ ۔ کرتے ۔ وَاصْنَعِ ۔ اور بنا
الْفُلْكَ ۔ کشتی ۔ بِاَعْیُنِنَا ۔ ہماری نگرانی میں ۔ وَوَحْیِنَا ۔ اور ہماری وحی کے مطابق ۔ وَلَا ۔ اور نہ
تُخَاطِبْنِیْ ۔ گفتگو کرمجھ سے ۔ فِی الَّذِیْنَ ۔ ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے ۔ ظَلَمُوْا ۔ ظلم کیا
اِنَّہُمْ ۔ کہ وہ ۔ مُّغْرَقُوْنَ ۔ غرق کیے جائیں گے ۔ وَیَصْنَعُ ۔ اور بناتا تھا ۔ الْفُلْكَ ۔ کشتی
وَكُلَّمَا ۔ اور جب بھی ۔ مَرَّ ۔ گذرتے ۔ عَلَیْہِ ۔ اس پر ۔ مَلَاٌ ۔ سردار
مِّنْ قَوْمِہٖ ۔ اس کی قوم میں سے ۔ سَخِرُوْا ۔ ٹھٹھا کرتے ۔ مِنْہُ ۔ اس سے
قَالَ ۔ فرمایا ۔ اِنْ تَسْخَرُوْا ۔ اگر ٹھٹھا کرتے ہو تم ۔ مِنَّا ۔ ہم سے
فَاِنَّا ۔ تو ہم بھی ۔ نَسْخَرُ ۔ ٹھٹھا کریں گے ۔ مِنْكُمْ ۔ تم سے ۔ كَمَا ۔ جیسے
تَسْخَرُوْنَ ۔ تم ٹھٹھا کرتے ہو ۔ فَسَوْفَ ۔ پھر جلدی ۔ تَعْلَمُوْنَ ۔ جانو گے تم ۔ مَنْ ۔ کون ہے کہ
یَّاْتِیْہِ ۔ آتا ہے اس پر ۔ عَذَابٌ ۔ عذاب جو ۔ یُّخْزِیْہِ ۔ رسوا کرے اس کو ۔ وَیَحِلُّ ۔ اور اترتا ہے
عَلَیْہِ ۔ اس پر ۔ عَذَابٌ ۔ عذاب ۔ مُّقِیْمٌ ۔ ہمیشہ رہنے والا ۔ حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ
اِذَا ۔ جب ۔ جَآءَ ۔ آیا ۔ اَمْرُنَا ۔ ہمارا حکم ۔ وَفَارَ ۔ اور جوش مارا
التَّنُّوْرُ ۔ تنور نے ۔ قُلْنَا ۔ ہم نے کہا ۔ احْمِلْ ۔ سوار کر ۔ فِیْہَا ۔ اس میں
مِنْ كُلٍّ ۔ ہر چیز کے ۔ زَوْجَیْنِ ۔ جوڑے ۔ اثْنَیْنِ ۔ دو دو ۔ وَاَهْلَكَ ۔ اور اپنے گھر والوں کو
اِلَّا ۔ مگر ۔ مَنْ ۔ جو ۔ سَبَقَ ۔ گذری ۔ عَلَیْہِ ۔ اس پر
الْقَوْلُ ۔ بات ۔ وَمَنْ ۔ اور جو ۔ اٰمَنَ ۔ ایمان لایا ۔ وَمَا ۔ اور نہ
اٰمَنَ ۔ ایمان لائے ۔ مَعَہٗ ۔ اسکے ساتھ ۔ اِلَّا قَلِیْلٌ ۔ مگر تھوڑے ۔ وَقَالَ ۔ اور کہا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارْکَبُوْا۔ سوار ہو جاؤ فِیْهَا۔ اس میں بِسْمِ اللّٰهِ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے

مَجْرٖهَا۔ اس کا چلنا وَمُرْسٰهَا۔ اور اس کا ٹھہرنا اِنَّ۔ بے شک رَبِّیْ۔ میرا رب

لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے وَهِیَ۔ اور وہ تَجْرِیْ۔ چلتی تھی

بِهِمْ۔ ان کو لے کر فِیْ مَوْجٍ۔ موجوں کَالْجِبَالِ۔ پہاڑوں جیسی میں وَنَادٰی۔ اور آواز دی

نُوْحُ۔ نوح نے ابْنَهٗ۔ اپنے بیٹے کو وَکَانَ۔ اور وہ تھا فِیْ مَعْزِلٍ۔ کنارہ میں

یٰبُنَیَّ۔ اے میرے بیٹے ارْکَبْ۔ سوار ہو جا مَعَنَا۔ ہمارے ساتھ وَلَا تَکُنْ۔ اور نہ ہو

مَعَ الْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا ساتھی قَالَ۔ اس نے کہا سَاٰوِیْ۔ میں جلدی پناہ لونگا

اِلٰی۔ طرف جَبَلٍ۔ پہاڑ کی یَّعْصِمُنِیْ۔ وہ بچائے مجھ کو مِنَ الْمَآءِ۔ پانی سے

قَالَ۔ کہا لَا عَاصِمَ۔ کوئی بچانے والا نہیں الْیَوْمَ۔ آج کے دن مِنْ اَمْرِ۔ حکم

اللّٰهِ۔ الٰہی سے اِلَّا مَنْ۔ مگر جس پر رَّحِمَ۔ وہ رحم کرے وَحَالَ۔ اور حائل ہوئی

بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان الْمَوْجُ۔ موج فَکَانَ۔ پھر ہو گیا مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ۔ غرق کیے گیوں سے

وَقِیْلَ۔ اور کہا گیا یٰاَرْضُ۔ اے زمین ابْلَعِیْ۔ نگل جا مَآءَكِ۔ اپنا پانی

وَیٰا۔ اور اے سَمَآءُ۔ آسمان اَقْلِعِیْ۔ بند کر دے وَغِیْضَ اور خشک ہو گیا

الْمَآءُ۔ پانی وَقُضِیَ۔ اور فیصلہ کیا گیا الْاَمْرُ۔ کام کا وَاسْتَوَتْ۔ اور جا ٹھہری

عَلَی الْجُوْدِیِّ۔ جودی پہاڑ پر وَقِیْلَ۔ اور کہا گیا بُعْدًا۔ دوری ہو لِّلْقَوْمِ۔ قوم

الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالم کے لیے وَنَادٰی۔ اور پکارا نُوْحٌ۔ نوح نے رَّبَّهٗ۔ اپنے رب کو

فَقَالَ۔ پھر کہا رَبِّ۔ اے میرے رب اِنَّ ابْنِیْ۔ بیشک میرا بیٹا مِنْ اَهْلِیْ۔ میرے گھر والوں سے ہے

وَاِنَّ۔ اور بیشک وَعْدَكَ۔ تیرا وعدہ الْحَقُّ۔ سچا ہے وَاَنْتَ۔ اور تو

اَحْکَمُ۔ سب سے بڑا الْحٰکِمِیْنَ۔ حاکم ہے قَالَ۔ کہا یٰنُوْحُ۔ اے نوح

اِنَّهٗ۔ بے شک وہ لَیْسَ۔ نہیں ہے مِنْ اَهْلِكَ۔ تیرے گھر والوں سے اِنَّهٗ۔ بے شک اسکے

عَمَلٌ۔ عمل غَیْرُ۔ نہیں ہیں صَالِحٍ۔ اچھے فَلَا۔ پھر نہ

تَسْئَلْنِ۔ سوال کر تو مجھ سے مَا لَیْسَ۔ جو نہیں ہے لَكَ۔ تجھ کو بِهٖ۔ اس کا کوئی

عِلْمٌ۔ کوئی علم اِنِّیْ۔ بے شک میں اَعِظُكَ۔ نصیحت کرتا ہوں تجھ کو اَنْ۔ یہ کہ

تَکُوْنَ۔ ہو تو مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔ جاہلوں سے قَالَ۔ کہا

رَبِّ۔ اے میرے رب اِنِّیْ۔ بے شک میں اَعُوْذُبِكَ۔ پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اَنْ۔ یہ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَسْئَلَكَ۔ سوال کروں تجھ سے	مَا لَيْسَ۔ اس کا جو نہیں ہے	لِيْ۔ مجھ کو	بِہٖ۔ اس کا
عِلْمٌ۔ کوئی علم	وَاِلَّا۔ اور اگر نہ	تَغْفِرْ۔ بخشے تو	لِيْ۔ مجھے
وَتَرْحَمْنِيْ۔ اور رحم کرے	اَكُنْ۔ تو ہو جاؤں گا میں	مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ خسارہ اٹھانے والوں سے	
قِيْلَ۔ کہا گیا	يٰنُوْحُ۔ اے نوح	اهْبِطْ۔ اتر	بِسَلٰمٍ سلامتی سے
مِّنَّا۔ ہماری طرف سے	وَبَرَكٰتٍ۔ اور برکتیں ہیں	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	وَعَلٰى۔ اور اوپر
اُمَمٍ۔ امتوں کے	مِّمَّنْ۔ ان میں سے	مَّعَكَ۔ جو تیرے ساتھ ہیں	وَاُمَمٌ۔ اور کچھ امتیں ہیں
سَنُمَتِّعُهُمْ۔ کہ فائدہ دیں گے ہم ان کو		ثُمَّ يَمَسُّهُمْ۔ پھر پہنچے گا ان کو	مِّنَّا۔ ہماری طرف سے
عَذَابٌ۔ عذاب	اَلِيْمٌ۔ دردناک	تِلْكَ۔ یہ ہیں	مِنْ اَنْبَآءِ۔ خبریں
الْغَيْبِ۔ غیب کی	نُوْحِيْهَآ۔ وحی کرتے ہیں ہم	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	مَا كُنْتَ۔ نہیں تھا تو
تَعْلَمُهَآ۔ جانتا اس کو	اَنْتَ۔ تو	وَلَا۔ اور نہ	قَوْمُكَ۔ تیری قوم
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	هٰذَا۔ اس سے	فَاصْبِرْ۔ پھر صبر کر	اِنَّ۔ بے شک
الْعَاقِبَةَ۔ انجام کار	لِلْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کے لیے ہے۔		

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورہ ہود۔ پ ۱۲

"وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اور وحی ہوئی نوح کی طرف کہ تمہاری قوم سے ہرگز ایمان نہ لائیں گے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کریں ان کے افعال پر"۔

یعنی ان کے کفر اور آپ کی تکذیب اور ایذا رسانی پر غم نہ فرمائیں اس لیے کہ بعثت مرسلین کی حجت قائم ہونے کے بعد ہی بدلہ لیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اب آپ کے اعداء سے انتقام کا وقت آ گیا ہے لہٰذا۔

فَلَا تَبْتَئِسْ يَعْنِيْ لَا تَكْتَئِبْ بِالْبُؤْسِ وَلَا تَحْزَنْ بِمَا كَانُوْا يَتَعَاطَوْنَهٗ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ وَالْاِيْذَاءِ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ الطَّوِيْلَةِ فَقَدْ حَانَ وَقْتُ الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ۔

عربی میں بؤس کہتے ہیں تکلیف اور شدت کو۔

اور اس کے معنی اپنے اپنے موقعہ پر علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔

بُؤس: اَلْبُؤْسُ وَالْبَأْسُ وَالْبَأْسَاءُ۔ اَلشِّدَّةُ وَالْمَكْرُوْهُ۔

اِلَّا اَنَّ الْبُؤْسَ فِي الْفَقْرِ وَالْحَرْبِ اَكْثَرُ وَالْبَأْسُ وَالْبَأْسَاءُ فِي النِّكَايَةِ نَحْوُ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَأْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔ فَاَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ۔ اَلصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقال تعالی:۔ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ وقد بَئُوسَ يَبْؤُسُ۔ وَعَذَابٌ بَئِيْسٌ۔ قِيْلَ مِنَ الْبَأْسِ اَوْمِنَ الْبُؤْسِ فَلَاتَبْتَئِسْ ۔اَیْ لَا تَلْتَزِمِ الْبُؤْسَ وَلَا تَحْزَنْ۔

وَفِي الْخَبْرِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ وَالتَّبَؤُّسَ اَيِ الضَّرَاعَةَ لِلْفُقَرَاءِ اَوْاَنْ يُّجْعَلَ ذَلِيْلًا وَّيَتَكَلَّفُ ذَالِكَ جَمِيْعًا۔

وَبِئْسَ كَلِمَةٌ تُسْتَعْمَلُ فِيْ جَمِيْعِ الْمَذَامِّ كَمَا وَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ وَبِئْسَ الْقَرَارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ بِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلًا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ وَاَصْلُ بِئْسَ بَئِسَ وَهُوَمِنَ الْبُؤْسِ۔

خلاصہ کلام یہ کہ فَلَاتَبْتَئِسْ کے معنی نہ غم کھانے کے ہوئے۔ اس لیے کہ بُؤس اپنے کو کمزور ضعیف محسوس کرنے کے موقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

تو علامہ آلوسی نے اس کی تفسیر میں فرمایا فَلَا تَلْتَزِمِ الْبُؤْسَ وَلَا تَحْزَنْ۔ کفار قوم کی تکذیب پر آپ غم نہ کریں۔ اور غمگین نہ ہوں۔

روح المعانی میں آلوسی فرماتے ہیں اِقْنَاطٌ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اِيْمَانِهِمْ وَاِعْلَامٌ بِاَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِيْهِمْ مَنْ يُّتَوَقَّعُ اِيْمَانُهٗ۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کے ایمان سے ناامید ہو چکے تھے اور ظاہر نظر آتا تھا کہ ان میں ایسا کوئی باقی نہ تھا جس سے ایمان کی توقع کی جاتی۔

اسحاق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اِنَّ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُضْرَبُ ثُمَّ يُلَفُّ فِيْ لِبْدٍ فَيُلْقٰى فِيْ بَيْتِهٖ يَرَوْنَ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَدْعُوْهُمْ نوح علیہ السلام کو ان کی قوم مارتے مارتے بے حرکت کر کے کمبل میں لپیٹ کر آپ کے مکان میں ڈال آتے آپ اس کمبل سے نکلتے اور پھر بدستور قوم کو دعوت توحید دیتے۔ قوم سمجھتی آپ انتقال فرما گئے لیکن پھر آپ سرگرم تبلیغ ہو جاتے۔

لِبْدٌ: عربی میں کہتے ہیں اَلشَّعْرُ الْمُجْتَمِعُ یعنی جما یا ہوا اُون جسے نمدہ کہتے ہیں۔ کذا فی المنجد

اور ایک روایت متفق علیہ میں ہے کہ۔

اَنْ جَاءَهٗ رَجُلٌ وَّمَعَهٗ اِبْنُهٗ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَصًا فَقَالَ يَا بُنَيَّ اُنْظُرْ هٰذَا الشَّيْخَ لَا يَغُرَّنَّكَ قَالَ يَا اَبَتِ اَمْكِنِّيْ مِنَ الْعَصَا فَاَخَذَ الْعَصَا ثُمَّ قَالَ ضَعْنِيْ عَلَى الْاَرْضِ فَوَضَعَهٗ فَمَشٰى اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَشَجَّهٗ مُوْضِحَةً فِيْ رَاْسِهٖ وَسَالَتِ الدِّمَاءُ فَقَالَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبِّ قَدْ تَرٰى مَا يَفْعَلُ بِيْ عِبَادُكَ فَاِنْ يَّكُ لَكَ فِيْ عِبَادِكَ حَاجَةٌ فَاهْدِهِمْ وَاِنْ يَّكُنْ غَيْرُ ذَالِكَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَصَبْرٌ نِّي اِلٰى اَنْ تَحْكُمَ وَاَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ ذَا يَئِسَهُ مِنْ اِيْمَانِ قَوْمِهٖ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِىْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَلَا فِىْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ مُؤْمِنٌ۔

ایک آدمی آپ کی قوم کا آیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا وہ لپنے عصا کے سہارے تکیہ لگائے ہوئے تھا تو اس نے کہا بیٹا اس ضعیف آدمی کو پہچان لے کہیں یہ تجھے بہکا نہ دے اس بیٹے نے کہا بابا مجھے عصا دینا تو وہ عصا تھام کر چلا اور حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچ کر اس نے وہ عصا ایسا مارا کہ آپ کی پیشانی سے خون بہ نکلا۔ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی تو دیکھ رہا ہے کہ میرے ساتھ تیرے بندے کیا کر رہے ہیں اگر تیری مشیت ان بندوں سے کسی کام لینے کی ہے تو انہیں ہدایت فرما دے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو مجھے صبر عطا فرما حتیٰ کہ تیرا حکم نافذ ہو اور تو سب سے بڑا حکم دینے والا ہے تو حضرت نوح علیہ السلام کی طرف اللہ تعالے نے وحی فرمائی اور قوم کے ایمان سے آپ کو مایوس فرما کر خبر دی کہ اب اس قوم کے صلب سے اور ان کی عورتوں کے رحم سے کوئی مومن باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ وَاُوْحِىَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات نہ کرنا وہ ضرور غرق کیے جائیں گے"۔

یعنی ہمارے سامنے ہماری تعلیم سے کشتی بناؤ جیسے ہم وحی کے ذریعہ تمہیں بتائیں اور اب اپنی اس ظالم قوم کے لیے ہمارے حضور شفاعت اور دفع عذاب کی عرض نہ کرنا کہ ان کا غرق ہونا اب مقدر ہو چکا ہے۔

چنانچہ اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانا نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ اس کشتی کا سر مرغ کے سر کی شکل میں بناؤ اور اس کی کشادگی پرند کے دھڑ کی صورت میں رکھو اور اس کا پچھلا حصہ مرغ کی دم کی صورت میں اور اس میں دائیں بائیں کئی ایک دروازے رکھو اور اسے مونجھ بانس سے کسو۔

اَلدُّسَارُ شَيْئٌ كَاللِّيْفِ تُشَدُّ بِهٖ اَلْوَاحُ السَّفِيْنَةِ دسار اس مونج کو کہتے ہیں جس سے کشتی کے تختے کسے جاتے ہیں (منجد)

وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّطْلِيْهَا بِالْقَارِ۔ اور حکم ہوا کہ روغن قار اس پر طلا کریں اور اس زمین میں دہن القار نہ تھا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اللہ تعالے نے آپ کے لیے عَیْنُ الْقَارِ یعنی تارکول کا چشمہ جاری کر دیا جو کھودا گیا وہ اس سے ابلتا تھا۔ اور اسی روایت میں ہے کہ اللہ تعالے نے جبرئیل علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے کشتی بنانا سکھایا اور قار تارکول کے معنی میں آتا ہے جس سے کشتی کو طلا کیا تا کہ وہ پانی سے محفوظ رہے۔

ایک قول ہے کہ ملائکہ نے آکر آپ کو کشتی بنانی سکھائی۔ اور

وَلَا تُخَاطِبْنِی میں جو فرمایا وہ اس لیے کہ جب عذاب مقدر ہو جاتا ہے تو وہ واپس نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اِنَّہُمْ اٰتِیْہِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ تو پہلے ہی فریاد یا ہم سے دعا نہ کرنا کہ یہ عذاب ٹل جائے اس لیے کہ وہ ضرور غرق کیے جائیں گے وَقَدْ جَرٰی بِہِ الْقَضَاءُ وَجَفَّ الْقَلَمُ فَلَا سَبِیْلَ اِلٰی کَفِّہٖ۔ اور یقیناً ہمارا حکم نافذ ہو چکا ہے اور قلم لکھ کر خشک ہو چکا تو اس عذاب کے رکنے کی اب کوئی سبیل نہیں ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں اس سے مراد وہی ہیں جو آپ کی قوم سے ایمان نہیں لائے۔

ایک قول یہ بھی ہے اس قطعیت میں واعلہ آپ کی بیوی اور کنعان آپ کا بیٹا مراد ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ اور نوح کشتی بناتے تھے اور جو بھی گذرتا اس کی قوم کا سردار اس جگہ سے وہ ان سے مسخری کرتا۔"

قتادہ اور عکرمہ اور کلبی سے روایت ہے کہ وہ کشتی ساج کی لکڑی کی تھی اور آپ نے اسے کاشت کیا تھا حتی کہ وہ طول میں چار سو ذراع لمبا ہو گیا اور ذراع کندھے تک کا ہوتا ہے (جو ہمارے سرکاری گز سے گیارہ گرہ بنتا ہے) یہ چالیس سال میں درخت پورا ہوا گویا ہمارے انگریزی گز کے حساب سے تقریباً پونے تین سو گز کا طول بنتا ہے۔

سلیمان الفراسی کی روایت کے اعتبار سے بیس سال ملتے ہیں۔

اور ایک قول سے معلوم ہوتا ہے آپ ایک سال اسے سینچتے رہے اور پھر کاٹ کر سکھاتے رہے ساج کی لکڑی کو اردو میں ساگ کہتے ہیں۔

عمرو بن حارث کہتے ہیں لَمْ یَغْرِسْہَا بَلْ قَطَعَہَا مِنْ جَبَلِ لُبْنَانَ آپ نے اسے سینچا نہیں بلکہ جبل لبنان سے اسے کاٹا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کشتی شمشاد کے درخت سے بنائی تھی اور جبل لبنان سے اسے کاٹا تھا۔

ایک روایت ہے جو توریت سے منقول ہے اس میں بتایا تھا کہ وہ کشتی صنوبر کے درخت کی تھی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک روایت ہے کہ سام اور حام اور یافث نوح علیہ السلام کے ساتھ اس کشتی کے بنانے میں شریک تھے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کے ساتھ بہت لوگ تھے جو مزدوری پہ کشتی گھڑنے میں ان کے ساتھ شریک تھے۔

یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کشتی طول میں تین سو ذراع تھی اور عرض میں پچاس ذراع اور اونچی تیس ذراع اور ذراع کی مقدار ہم اوپر بتا چکے ہیں۔

ابن جریر وغیرہ حسن سے راوی ہیں کہ اس کشتی کا طول ایک ہزار دو سو ذراع تھا اور عرض چھ سو ذراع اور اس میں دروازے بنائے گئے تھے اور وہ تیس سال میں بروایت مجاہد مکمل ہوئی تھی۔

اور حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ چالیس سال میں مکمل ہوئی۔

اور ایک روایت ہے ساٹھ سال میں وہ کشتی تکمیل کو پہنچی۔

ایک روایت ہے کہ سو برس میں مکمل ہوئی۔

ایک روایت ہے چار سو سال میں بنی۔

اور اس امر میں بھی مختلف روایتیں ہیں کہ وہ کہاں بنائی گئی تھی۔

ایک قول ہے کہ وہ کوفے میں بنی۔

ایک قول ہے کہ وہ ہند میں تیار کی گئی۔

ایک قول ہے کہ وہ ایک جزیرہ میں بنائی گئی۔

ایک قول ہے کہ وہ ارض شام میں مکمل کی گئی۔

بہرحال منصوص قطعی یہی ہے کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی۔ اس پر ایمان رکھنا چاہیئے باقی رہا یہ کہ کتنی عریض و طویل تھی کہاں بنائی گئی وہ اختلاف روات کی بنا پر ہم قطعی نہیں بتا سکتے کہ کہاں بنائی گئی اور کتنی عریض و طویل بنائی گئی اس لیے کہ ؎

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

مگر قرآن کریم کشتی بنانے کا تذکرہ فرماتا ہے اس لیے اس سے انکار کرنا کفر ہے باقی عرض و طول و مقام کی بحث محض روات پر ہے اس لیے اس کی تحقیق محقق نہیں کی جا سکتی۔ اور یہی حال مدت ساخت کا ہے۔

آگے ارشاد ہے۔

"کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ جو بھی ان کی قوم کا سردار گذرتا تمسخر کرتا۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت نوح علیہ السلام سے مذاق کرتے اس پر آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔
یہ تمسخر یا تو اس وجہ سے کرتے تھے کہ وہ کشتی کو جانتے ہی نہ تھے اور اس کے طریقہ استعمال سے جاہل تھے تو ہنستے تھے اور اس پر روایت ابن عباس شاہد بھی ہے کہ جب اللہ تعالٰی نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا اِصْنَعِ الْفُلْكَ کشتی بناؤ تو آپ نے عرض کیا یَا رَبِّ وَمَا الْفُلْكُ الٰہی کشتی کیا ہوتی ہے ارشاد ہوا بَيْتٌ مِّنْ خَشَبٍ يَجْرِيْ عَلٰى وَجْهِ الْمَاءِ وہ ایک لکڑی کا گھر ہوتا ہے جو پانی پر چلتا ہے تو نوح علیہ السلام نے عرض کیا یَا رَبِّ وَاَيْنَ الْمَاءُ الٰہی یہاں پانی کہاں ہے؟ ارشاد باری تعالٰی ہوا اِنِّیْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ ہم جو چاہیں اس پر قادر ہیں۔

اور چونکہ حضرت نوح علیہ السلام اس کشتی کو خشکی کے میدان میں بنا رہے تھے جو پانی سے بہت دور تھا اس پر وہ ہنستے تھے اور یہ بھی طعن دیتے تھے یَا نُوْحُ صِرْتَ نَجَّارًا بَعْدَ مَا كُنْتَ نَبِيًّا۔ اے نوح نبی بن کر بڑھی یعنی ترکھان بن گئے۔

اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ وہ لوگ کشتی کو جانتے تھے اس کی تصدیق میں ابن جریر اور حاکم کی روایت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجود ہے۔ فرماتی ہیں حضور نے فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں پچاس کم ایک ہزار سال رہے اور قوم کو دعوت اسلام دیتے رہے حتی کہ آخر زمانہ بعثت میں آپ نے ایک درخت بویا وہ بہت بڑا ہوگیا پھر آپ نے اسے کاٹا پھر اس کی کشتی بنائی قوم کے لوگ دیکھ کر آپ سے پوچھتے تو آپ فرماتے میں کشتی بنا رہا ہوں تو وہ تمسخر کرتے اور کہتے خشکی میں چلنے والی کشتی بنا رہے ہو یہ کیسے خشکی میں چلے گی تو حضرت نوح علیہ السلام اس کا جواب دیتے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب جان لوگے یہ کشتی کیسے چلے گی۔

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ قوم نوح نے کشتی کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔

اور بعض کتب اولیات یعنی سابقہ کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے کشتی حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی۔ آگے ارشاد ہے۔

"قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فرمایا نوح علیہ السلام نے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے"۔
"فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ تو عنقریب جان لوگے کس پر عذاب آتا ہے ایسا عذاب جو اسے رسوا کرے گا اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے"۔

اس سے مراد عذاب آخرت ہے اس لیے کہ دنیا کا عذاب ہمیشہ رہ ہی نہیں سکتا اس لیے کہ خود دنیا ہی ہمیشہ نہ رہے گی تو عذاب ہمیشہ کیسا۔ آگے ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا۔ حتیٰ کہ جب آیا ہمارا حکم اور تنور اُبلا ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک ایک جوڑا نر و مادہ سے دو اور تیرے اہل مگر وہ جن پر ہمارا قول مسابقت کر چکا اور وہ جو ایمان لائے ہیں اور آپ کے ساتھ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے اور کہا نوح نے سوار ہو جاؤ اس کشتی میں اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے"۔

فَارَ التَّنُّوْرُ سے ایک تو یہ مراد ہے کہ نَبَعَ مِنْهُ الْمَآءُ یعنی تنور سے پانی ابلنا شروع ہو گیا۔ اور تنور سے مراد وہی روٹی پکانے والا تنور ہے۔ یہی تحقیق صحیحہ ہے۔

اب اختلافی اقوال بھی بغرض تفکر و ازدیاد علم پیش ہیں۔

حسن اور مجاہد کہتے ہیں تَنُّوْرُ الْحَوَّآءِ تَخْبِزُ فِیْهِ ثُمَّ صَارَ لِنُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَکَانَ مِنْ حِجَارَةٍ۔ یہ تنور حضرت حواء کا تھا جس میں آپ روٹی بنایا کرتی تھیں اور یہ کنکروں سے بنایا گیا تھا پھر حضرت نوح علیہ السلام کی ارث ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ یہ تنور کوفہ میں مسجد کی داہنی طرف تھا باب کندہ کے پاس۔

ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے اس میں یہی ہے کہ وہ تنور کوفہ کی مسجد کے قریب تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور ہند میں تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ جزیرہ عمریہ کی زمین پر عین وردصا پر تھا۔ یا شام میں تھا۔

پھر ایک قول یہ بھی ہے کَیْسَ الْمُرَادُ بِهٖ تَنُّوْرًا مُعَیَّنًا بَلِ الْجِنْسُ وَالْمَآءُ فَارَ الْمَآءُ مِنَ التَّنَانِیْرِ وَذٰلِكَ مِنْ عَجِیْبِ الْقُدْرَةِ مَالَا یَخْفٰی۔

پانی کا ابلنا کسی تنور معین سے مراد نہیں بلکہ تنور پر الف لام جنس ہے جس سے تمام تنوروں سے وفور ماء ہوا اور یہ قدرت کے عجائبات سے ہے۔

اور یہ منافی قرآن بھی نہیں اس لیے کہ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا بھی فرمایا ہے تو ممکن ہے اس عذاب کے وقت زمین سے چشمے جاری ہو گئے ہوں اور تنوروں سے فوران ماء ہوا ہو۔

اور تنّور بروزن تفعول ہے اس کا مبدأ اشتقاق نور ہے جس کی اصل تنوور تھی تو پہلے واؤ کو بوجہ انضمام ہمزہ سے بدل کر ہمزہ کو حذف کر دیا اور نون کو نون میں مدغم کر دیا۔ تنّور ہو گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ تنور عجمی ہے اس کا مبدأ اشتقاق نہیں البتہ اس کا مادہ تنر ہے اور کلام عرب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نون آسے قبل نہیں آتا اور نرجس بھی اسی طرح معرب ہے نرگس سے۔

اور سیدالمفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ اور زہری سے مروی ہے اِنَّ التَّنُّوْرَ وَجْهُ الْاَرْضِ مَعِیْنًا۔ تنور سے مراد اس جگہ وجہ الارض ہے۔

اور قتادہ کے نزدیک یہ ہے کہ اِنَّہٗ اَشْرَفُ مَوْضِعٍ مِّنْهَا اَیْ اَعْلَاهُ وَاَرْفَعُهٗ کہ وہ ایک بلند مقام تھا۔

ابن جریر اور ابوالشیخ وغیرہ علی کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہیں اِنَّہٗ تَنْوِیْرُ الصُّبْحِ۔ کہ وہ صبح کی روشنی ہے۔

بعض نے یہ جائز رکھا کہ فوران تنور مجازاً استعمال کیا گیا ہو جس کے حقیقی معنی ظہور عذاب اور شدت ہول ہوں۔ آگے ارشاد ہے۔

"قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا۔ ہم نے فرمایا اس کشتی میں سوار کر لو ہر ایک سے ایک ایک جوڑا۔"

یعنی تمام انواع حیوان سے ایک ایک جوڑا نر و مادہ سوار کر و جن سے تم منتفع ہوتے ہو تاکہ عذاب غرق سے وہ محفوظ رہیں۔

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں تین درجے رکھے تھے نیچے کے درجہ میں وحوش اور درندے اور ہوام رکھے تھے۔ درجہ وسطیٰ میں دواب و انعام کو رکھا اور درجہ اعلیٰ میں آپ معہ زاد راحلہ خورد و نوش کے رہے اور اسی درجہ میں جسد آدم علیہ السلام رکھا جو عورتوں اور مردوں میں حائل تھا اور یہ جسد مبارک بموجب وصیت آپ کے ورثہ میں آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں کے بعد آیا تھا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درجہ سفلی میں وحوش اور وسطی میں خورد و نوش کا سامان اور علیا میں خود معہ اپنے مومنین کے امت کے رہے۔

اس کی تائید میں اسحٰق بن بشر وغیرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔

اس کے بعد ایسی روایات ہیں جن کے بیان سے تفسیر ایک افسانہ بن جاتی ہے۔ اس لیے ہم ان روایتوں کو نظر انداز کرتے ہیں جسے دیکھنا ہو وہ اس رکوع کی تفسیر میں روح المعانی کے اندر دیکھے۔

ان سب کا خلاصہ علامہ آلوسی نے نہایت جامع طور پر فرمایا اور وہ قابل تسلیم بھی ہو سکتا ہے چنانچہ تمام روایات نقل فرما کر لکھتے ہیں۔

وَفِیْ کُتُبِ الْاَخْبَارِ کَثِیْرٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ الَّتِیْ یُقْضٰی مِنْهَا الْعَجَبُ وَاَنَا لَا اَعْتَقِدُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سِوٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عَزَّتْ قُدْرَتُہٗ۔

یعنی کتب اخبار میں کافی روائتیں ہیں اور ایسی روائتیں ہیں جن سے تعجب ہوتا ہے اور ہم ان پر کوئی عقیدہ نہیں رکھتے سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ میں غالب ہے۔

اور وَاَھْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ میں جو آپ کے اہل کے لیے حکم ہوا اس کی اصل بعض حدیثوں میں یہ ملتی ہے اِمْرَأَتُہُ الْمُسْلِمَۃُ وَبَنُوْہُ مِنْہَا وَھُمْ سَامُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ اَبُوالْعَرَبِ وَحَامُ وَھُوَ اَبُوالسُّوْدَانِ۔ آپ کی مسلمان بیوی اور آپ کے مومن بیٹے کشتی میں آئے جیسے سام علیہ السلام یہ ابوالعرب تھے اور حام یہ ابوالسوڈان تھے اور یافث یہ ابوالترک تھے۔

اور اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ سے وہ مراد ہیں جن کا غرق ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

اس میں آپ کی کافرہ بیوی جس کا نام وَاعِلَہ تھا یا وَالِقَہ اور اس کا بیٹا کنعان جس کا نام یام تھا اور کنعان لقب تھا اور یہ دونوں کافر تھے۔

دفعِ دخلِ مقدر

وَفِیْ ھٰذَا دِلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یَحِلُّ لَھُمْ نِکَاحُ الْکَافِرَۃِ بِخِلَافِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام پر نکاح کافرہ حلال تھا بخلاف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے نبی ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے ہاتھ کی ملکیت کنیزیں جو اللہ نے تمہیں (جہاد سے) غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ رعایت خاص تمہارے لیے ہے دوسرے مومنوں یعنی امت کے لیے نہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ اور جو مسلمان ہیں اور نوح کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے"۔

چنانچہ آپ کی سات بیویاں تھیں اور تین بیٹے اور تین کنائن یعنی خادمہ تھیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں اِنَّھُمْ کَانُوْا عَشَرَۃً خَمْسَۃٌ رِجَالٍ وَخَمْسٌ نِسْوَۃٍ وہ دس بندے تھے پانچ مرد اور پانچ عورتیں۔

اور دوسری روایت میں ہے اِنَّھُمْ کَانُوْا مَعَ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عِشْرِیْنَ نِصْفُھُمْ رِجَالٌ وَنِصْفُھُمُ الْاٰخَرُ نِسَاؤُھُمْ۔ وہ بیس آدمی تھے دس مرد اور دس عورتیں۔

اور ایک روایت ہے کہ وہ ۸۰ تھے نصف مرد اور نصف عورتیں۔

وَالرِّوَایَۃُ الصَّحِیْحَۃُ اَنَّھُمْ کَانُوْا تِسْعَۃً وَسَبْعِیْنَ زَوْجَتُہٗ وَبَنُوْہُ الثَّلٰثَۃُ وَنِسَاؤُھُمْ وَاثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ رَجُلًا وَامْرَاَۃً مِنْ غَیْرِھِمْ مِنْ بَنِیْ شِیْثٍ وَاعْتِبَارُ الْمَعِیَّۃِ فِی الْاِیْمَانِ۔

صحیح روایت یہ ہے کہ وہ ۷۹ تھے۔ آپ کی بیوی اور تین بیٹے اور ان کی بیویاں اور بہتر مرد اور عورتیں بنی شیث سے۔

اور نوح علیہ السلام کی معیّت میں ایمان کا اعتبار ضروری تھا۔

"وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اور کہا نوح نے سوار ہو اس کشتی میں اللہ کے نام پر ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا"۔

اس میں گویا یہ تعلیم دی گئی کہ بندے کا کہیں جانا کسی جگہ ٹھہرنا اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔

دوسرا یہ بھی بتایا کہ مسلمان جب کوئی کام کرتا ہے تو بموجب ارشاد سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول بسم اللہ ضرور پڑھتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَاْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ۔ کوئی کام جو بلا بسم اللہ شروع ہو وہ ناکامیاب ہوتا ہے اور بسم اللہ کے ساتھ جو کام شروع ہو اس میں برکت ہوتی ہے۔

ضحاک کہتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے کشتی چلنے لگتی اور جب چاہتے کہ اب ٹھہرے تو بسم اللہ پڑھتے کشتی ٹھہر جاتی۔

"اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے"۔

آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں وَاِنَّ السَّفِیْنَۃَ کَانَتْ تَجْرِیْ فِیْ دَاخِلِہٖ کَالسَّمَکِ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کشتی طوفان کے پانی میں مچھلی کی طرح پانی کے اندر چلتی تھی۔ آگے فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں اور عقل بھی اس سے انکار کرتی ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن عساکر اور عبد بن حمید بطریق مجاہد عبید بن عمرو سے راوی ہیں کہ اِنَّ الْمَآءَ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ جَبَلٍ خَمْسَۃَ عَشَرَ ذِرَاعًا۔ پانی ہر پہاڑ کی چوٹی پر پندرہ ذراع چڑھا ہوا تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور ایک علیحدہ مقام پر تھا"

یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے جدا تھا۔ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ طوفان پورے چالیس روز تک ایسا رہا کہ بارش چالیس روز و شب برابر برستی رہی اور زمین سے پانی ابلتا رہا حتی کہ تمام پہاڑ غرق ہو گئے (حسینی)

آپ پر کنعان منافقانہ طور پر ایمان ظاہر کرتا اور اندرونی طور پر کافر تھا اس وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام اسے پکارے اور فرمایا اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا (حسینی)

فِیْ مَعْزِلٍ: پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مَکَانٍ عَزَلَ فِیْہِ نَفْسَہٗ عَنْ اَبِیْہِ وَاِخْوَتِہٖ وَمَنْ اٰمَنَ مِنْ قَوْمِہٖ۔ یعنی وہ ایسی جگہ اپنے کو علیحدہ کیے ہوئے تھا جہاں وہ اپنے باپ اور اپنے بھائیوں اور قوم کے مومنین سے مخفی رہے۔

ایک قول ہے کہ وہ کفار سے علیحدہ ٹھہرا ہوا تھا تو نوح علیہ السلام کو گمان ہوا کہ وہ کافروں سے علیحدگی چاہتا ہے اس وجہ میں آپ نے اسے کشتی میں آنے کے لیے فرمایا تھا۔ (آلوسی)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ اس کے کفر سے واقف تھے لیکن طوفان کے مشاہدہ اور ہول عذاب سے آپ کا گمان ہوا کہ وہ شاید ایمان لے آئے۔

ایک قول ہے کہ آپ کا اسے پکارنا شفقت پدری کے اقتضا پر تھا۔

"آپ نے اسے فرمایا یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ میں نہ رہ"۔

اس لیے کہ آج کافروں کے لیے کوئی پناہ نہیں ہے مگر وہ اپنے کفر پر جا رہا اور جواب دیا

"قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ بولا میں اب کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَعْصِمُنِيْ بِارْتِفَاعِہٖ مجھے اس پہاڑ کی بلندی غرق ہونے سے بچالے گی اور وہ پانی مجھ تک نہ آئے گا اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ یہ پانی عام پانی نہیں ہے بلکہ اس طوفان کا آنا ہی ہلاک کفار کی غرض سے ہے۔ فَلَابُدَّ اَنْ يُّدْرِكَهُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْ قُلَلِ الْجِبَالِ تو لازمی طور پر یہ عذاب کا پانی جہاں بھی کافر ہوگا وہاں ہی اسے پکڑے گا اگرچہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے جواب میں فرمایا۔

"قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے"۔

"وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی تو ہوگیا وہ ڈوبنے والوں میں"۔ یعنی نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کنعان کے مابین ایک موج حائل ہوگئی اور باہمی سوال وجواب منقطع کر گئی۔ یعنی نوح اور کنعان باہمی جو گفتگو کر رہے تھے اسے منقطع کرنے کو ایک ایسی موج حائل ہوئی کہ کنعان گھوڑے پر سوار تھا اسے اور اس کے گھوڑے کو لپیٹ طوفان میں لے گئی اور وہ غرق ہوگیا۔

جب طوفان اپنی نہایت کو پہنچ گیا اور کفار معہ کنعان غرق ہوچکے تو حکم الٰہی آیا۔

"وَقِيْلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور عذاب کا کام تمام ہوا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر ٹھہری اور فرمایا گیا دور ہوں ظالم لوگ"۔

ابن منذر وغیرہ وہب بن منبہ سے راوی ہیں اِنَّ الْبَلْعَ بِمَعْنَى الْاِزْدِرَادِ لُغَةٌ حَبْشِيَّةٌ کہ بلع بمعنی نگلنے کے ہے یہ لغت حبشی ہے (روح المعانی)

اور ابو الشیخ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے راوی ہیں اِنَّهٗ بِمَعْنَى الشُّرْبِ لُغَةٌ هِنْدِيَّةٌ کہ بلع بمعنی پینے کے لغت ہندی میں ہے۔ (روح المعانی)

اور يَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ میں قلع کے معنی ہیں اَيْ اَمْسِكِيْ عَنْ اِرْسَالِ الْمَطَرِ يُقَالُ اَقْلَعَتِ السَّمَاءُ اِذَا انْقَطَعَ مَطَرُهَا۔ یعنی روک دینا برسنا جیسے بولتے ہیں اَقْلَعَتِ السَّمَاءُ۔ جبکہ بارش تھم جاتی ہے۔

وَغِيْضَ الْمَاءُ اَيْ نَقَصَ يُقَالُ غَاضَهٗ اِذَا انْقَصَهٗ اور غِيْضَ الْمَاءُ کے معنی ہیں کم ہوگیا پانی محاورہ میں غَاضَهٗ بولتے ہیں جبکہ کم ہو جائے۔

جوہری یہی کہتے ہیں غَاضَ الْمَاءُ اِذَا قَلَّ وَنَضَبَ۔ غَاضَ الْمَاءُ اس وقت بولتے ہیں جب کہ پانی کم ہو جائے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَقُضِيَ الْاَمْرُ اَيْ اُنْجِزَ مَا وَعَدَ اللّٰهُ یعنی حکم پورا ہو گیا جو اللہ نے وعدہ فرمایا تھا حضرت نوح علیہ السلام سے ہلاک کفار کا اور نجات مومنین کا۔

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ اَيْ اِسْتَقَرَّتْ يُقَالُ اِسْتَوٰى عَلَى السَّرِيْرِ اِذَا اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ۔

یعنی محاورہ اِسْتَوٰی بولتے ہیں جبکہ چارپائی یا تخت پر کوئی بیٹھ جائے تو اِسْتَوٰی عَلَى السَّرِيْرِ کہتے ہیں۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹک گئی۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں جودی موصل میں ایک پہاڑ ہے یا شام میں۔

اور جودی پر یہ کشتی یوم عاشوراء پر جا کر ٹھہری۔

احمد وغیرہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُنَاسٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَقَدْ صَامُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَا هٰذَا الصَّوْمُ فَقِيْلَ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اَنْجَى اللّٰهُ تَعَالٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنَ الْغَرَقِ وَاَغْرَقَ فِيْهِ فِرْعَوْنَ وَهٰذَا يَوْمٌ اِسْتَوَتْ فِيْهِ السَّفِيْنَةُ عَلَى الْجُوْدِيِّ فَصَامَ نُوْحٌ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاَحَقُّ بِصَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ فَصَامَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالصَّوْمِ۔

حضور ایک یہودی جماعت میں سے گذرے اور وہ دسویں محرم کو روزہ سے تھے فرمایا یہ روزہ کیسا ہے عرض کیا گیا یہ وہ دن ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو غرق سے نجات دی اور فرعون کو سمندر میں ڈبویا اور یہی وہ دن ہے جس دن سفینہ نوح علیہ السلام جودی پر لگا تو حضرت نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے تو حضور نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ حقدار ہیں اور اس دن کا روزہ رکھنے میں ہمارا زیادہ حق ہے چنانچہ حضور نے دسویں محرم کا روزہ رکھا اور صحابہ کو اس روزہ کا حکم دیا۔

علامہ اصبہانی ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں اِنَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ وُلِدَ فِيْهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّ صِيَامَهٗ يَعْدِلُ سَنَةً مَبْرُوْرَةً وَكَانَ رُكُوْبُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّفِيْنَةِ فَنَادَتْهُ فِيْ عَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَجَبٍ۔

یہ وہ دن ہے جس دن عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور یہ روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور حضرت نوح کا کشتی میں سوار ہونا بروایت قتادہ دس رجب کو ہوا اور دس محرم کو اس سے اترنا۔ اس کے لیے آئندہ روایت میں پڑھئے جسے ابن جریر عبد العزیز بن عبد الغفور سے اور وہ اپنے والد سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راوی ہیں۔

اَنَّہٗ رَکِبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اَوَّلِ یَوْمٍ مِّنْ رَجَبَ فَصَامَ ھُوَ وَمَنْ مَّعَہٗ وَجَرَتْ بِہِمُ السَّفِیْنَۃُ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ فَانْتَہٰی ذَالِکَ اِلَی الْمُحَرَّمِ فَاَرْسَتِ السَّفِیْنَۃُ عَلَی الْجُوْدِیِّ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَصَامَ نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَمَرَ جَمِیْعَ مَنْ مَّعَہٗ مِنَ الْوُحُوْشِ وَالدَّوَابِّ فَصَامُوْا شُکْرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَفِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّہَا طَافَتْ بِہِمُ الْاَرْضَ کُلَّہَا وَلَمْ تَدْخُلِ الْحَرَمَ لٰکِنَّہَا طَافَتْ بِہٖ اُسْبُوْعًا وَاِنَّ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ خُبِّیَ فِیْ جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْسٍ وَاِنَّ الْبَیْتَ دُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ۔

حضرت نوح علیہ السلام پہلی رجب سے سوار سفینہ ہوئے اس دن آپ نے معہ ہمراہیوں کے روزہ رکھا پھر کشتی چلی اور چھ ماہ تک چلتی رہی حتی کہ دس محرم کو جودی پہ پہنچی تو اس دن بھی حضرت نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا چنانچہ کشتی کے جانوروں نے بھی روزہ رکھا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔

بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے یہ کشتی تمام زمین پر چلتی رہی اور حرم میں داخل نہ ہو سکی۔ تو حرم کی حدود کے چاروں طرف ایک ہفتہ طواف کرتی رہی اور اس وقت حجر اسود جبل ابو قبیس پر پتھروں میں چھپایا ہوا تھا اور بیت اللہ شریف آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔

اور ابن عساکر مجاہد سے راوی ہیں اِنَّہٗ لَمْ یَدْخُلِ الْحَرَمَ مِنَ الْمَآءِ شَیْءٌ۔ حرم میں قطعًا پانی داخل نہیں ہوا۔

"وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ اَیْ ھَلَاکُھُمْ۔ یعنی کفار قوم نوح کے لیے ہلاکت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ طوفان نوح سے کوئی کافر اس زمانہ کا نہیں بچا مگر عُوج بن عُوق اور طوفان کا پانی عوج بن عوق کی کونچوں تک رہا اور اس کی نجات کا سبب یہ ہوا کہ نوح علیہ السلام کو ایک دفعہ ساگوان کی لکڑی کی ضرورت پڑی اور وہ لانی دشوار تھی تو عوج بن عوق نے ملک شام سے لا کر پیش کی تو اللہ تعالے نے اس خدمت کے بدلہ میں اسے غرق طوفان سے نجات دی۔

عُوج بن عُوق لکھا ہے یعنی دونوں عین پیش کے ساتھ ہیں۔ یہ عہد آدم علیہ السلام میں پیدا ہوا اور عہد موسیٰ علیہ السلام تک زندہ رہا۔

آلوسی فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی بیان بن بیان ہے اس پر اعتبار کرنا صحیح نہیں ہے اس لیے صحیح یہ ہے کہ اس طوفان سے کوئی کافر نہیں بچا حتی کہ بچے بھی غرق ہو گئے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب سوال یہ ہے کہ وہ بچے جن کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہ تھا وہ بلا خطا و معصیت کیوں غرق کیے گئے اس کے جواب میں اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر کی روایت عبد اللہ بن زیاد بن سمعان کی کافی ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَعْقَمَ رِجَالَہُمْ قَبْلَ الطُّوْفَانِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا وَاَعْقَمَ نِسَاءَہُمْ فَلَمْ یَتَوَالَدُوْا اَرْبَعِیْنَ عَامًا مُنْذُ دَعَا نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اللہ تعالٰے نے طوفان سے چالیس سال قبل تمام مردوں کو بے کار کر دیا اور عورتوں کو بھی بانجھ کر دیا تو حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے چالیس سال قبل سے کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔

" وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی میرا اہل ہے اور بے شک تیرا وعدہ حق ہے اور تو سب سے بڑا حکم کرنے والا ہے"۔

چونکہ من جانب اللہ حضرت نوح علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے اہل اس طوفان سے نجات پائیں گے تو عرض کیا یہ میرا بیٹا کنعان بھی تو میرا اہل ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے اور تیرے گھر والوں کو ہم طوفان سے محفوظ رکھیں گے۔

اس میں جو حکمت تھی اسے ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے وہ اپنے کو مومن ظاہر کرتا تھا اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے لیے بارگاہ حق میں دعا کی یہ روایت ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں اس پر جواب من جانب اللہ ملا اور ارشاد ہوا۔

" قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں سے نہیں بے شک اس کے کام صلاحیت ایمان پر نہیں تو مجھ سے وہ سوال نہ کر جس کا تمہیں علم نہیں ہم تمہیں تنبیہ کرتے ہیں کہ تم نادانوں سے نہ ہو"۔

یعنی تم میں ہرگز نہیں اس لیے کہ مدار اہلیت قرابت دینی ہے اور وہ کفر کے ساتھ منتفی ہو جاتی ہے۔ پھر مسلمان اور کافر میں کوئی رشتہ نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ مومن باپ کا ترکہ کافر اولاد کو نہیں ملتا اور کافر باپ کو مومن بیٹے کے متروکہ سے کچھ حق نہیں ہوتا اسی بنا پر اصول ہے اِنَّ قَرَابَۃَ الدِّیْنِ اَقْرَبُ مِنْ قَرَابَۃِ النَّسَبِ۔ قرابت دینی قرابت نسبی سے زیادہ اقرب ہے۔ اس پر ابو الفراس نے خوب کہا ہے۔ ؎

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کَانَتْ مَوَدَّۃُ سَلْمَانَ لَہٗ نَسَبًا وَلَمْ یَکُنْ بَیْنَ نُوْحٍ وَابْنِہٖ رَحِمٌ

اس تنبیہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے محسوس فرما کر علی الفور بارگاہ متعال میں استعاذہ کیا اور بہ امتثال امر عرض کیا۔

"قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ۔ نوح نے عرض کی الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں نقصان وخسران والوں میں ہو جاؤں گا۔"

حضرت فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ بَلَغَنِیْ اَنَّ نُوْحًا عَلَیْہِ السَّلَامُ بَکٰی عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَہٗ مَا قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔ مجھے روایت پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر جو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ آپ چالیس روز تک روتے رہے۔

اور وہیب بن ورد حضرمی نے فرمایا لَمَّا عَاتَبَ اللّٰہُ نُوْحًا فِیْ اِبْنِہٖ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ اِنِّیْٓ اَعِظُکَ بَکٰی ثَلٰثَمِائَۃَ عَامٍ حَتّٰی صَارَ تَحْتَ عَیْنَیْہِ مِثْلُ الْجَدَاوِلِ مِنَ الْبُکَاءِ۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس عتاب پر تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کے نیچے آنسو بہنے سے کھائیاں سی بن گئی تھیں۔

ثُمَّ ذُکِرَ بَعْدَ تَوْبَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُبُوْلُھَا۔ پھر توبہ نوح علیہ السلام جب قبول ہو گئی تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

"قِیْلَ یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا فرمایا گیا اے نوح اتر (کشتی سے) ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔"

اس پر علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَقِیْلَ الْقَائِلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَالْھُبُوْطُ النُّزُوْلُ قِیْلَ اَیْ اَنْزِلْ مِنَ الْفُلْکِ وَقِیْلَ مِنَ الْجَبَلِ اِلَی الْاَرْضِ۔ ایک قول ہے کہ یہ کہنے والے ملائکہ علیہم السلام تھے اور ہبوط کے معنی نزول کے ہیں۔ گویا کہا گیا اتر کشتی سے۔ اور ایک قول ہے پہاڑ سے زمین کی طرف اتر۔

وَذٰلِکَ اَنَّہٗ رُوِیَ اَنَّ السَّفِیْنَۃَ اِسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ فِیْ عَاشِرِ ذِی الْحِجَّۃِ فَاَقَامَ بِمَنْ مَعَہٗ ھُنَاکَ شَھْرًا ثُمَّ قِیْلَ لَہُ اھْبِطْ فَھَبَطَ بِاَرْضِ الْمُوْصَلِ وَبَنٰی قُرْبَ الْجَبَلِ قَرْیَۃً یُقَالُ لَھَا قَرْیَۃُ الثَّمَانِیْنَ عَدَدَ مَنْ فِی السَّفِیْنَۃِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے متعلق روایت ہے کہ کشتی جودی پہاڑ پر دس ذی الحجہ کو ٹھہری اور وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر انہیں حکم ہوا کہ اتریں تو وہ ارض موصل میں اتر گئے اور جودی پہاڑ کے قریب انہوں نے ایک بستی بنائی جس کا نام قریۃ الثمانین رکھا کشتی والے لوگوں کے عدد پر کہ وہ اسی تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ ایک گھر بنا لیا اور اس کا نام سوق الثمانین رکھا۔ (روح المعانی)

ابن مردویہ عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ جب کشتی جودی پر ٹھہری نوح علیہ السلام ایک مدت قلیل مقیم رہے پھر جب ہبوط من الجبل کا حکم ہوا تو آپ نے کوّے کو بلا کر حکم دیا کہ زمین کی خبر لا۔ وہ زمین پر اترا وہاں آپ کی قوم کے غرق شدہ افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ان مردار لاشوں میں رہ گیا اور واپس آنے میں تاخیر کی آپ نے اس پر لعنت فرمائی۔

پھر کبوتر کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اتر کر زمین کی خبر لائے وہ اترا اور زمین کے سبزہ سے کچھ کونپل لایا۔ اور عرض کیا زمین پر سبزہ ہے نوح علیہ السلام نے اسے برکت کی دعا دی اور فرمایا لوگوں میں تیری محبت بھی ہوگی۔ اگر لوگوں پر حرص و آز غالب ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرے لیے دعا کرتا کہ اللہ تعالے تجھے سر سونے کا بنا دے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

مذکورہ بالا روایت روایت ہی ہے اعتقادی چیز نہیں۔ لیکن باوجود اس کے پرندوں سے کام لینا بطریق معجزہ و کرامت تو عین ممکن ہے لیکن کبوتر باز کبوتروں کو اتنا سدھا لیتے ہیں کہ وہ اشارہ پا کر اور فضاء سماویہ میں گم ہو جاتے ہیں اور ایک آواز پر سب واپس جمع ہو جاتے ہیں۔

بیا ایک چڑیا ہوتی ہے جسے سدھا لینے کے بعد اتنے کام لیے جاتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں۔ طوطے اور مینا ایسے سدھا لیے جاتے ہیں کہ پند حق چلاتے الغ کیا کیا کرتے ہیں۔ باز، تیتر، شکرا شکار میں ایسے سدھا لیے جاتے ہیں کہ ہرن کی آنکھ پر بیٹھ کر اس کا شکار کرتے ہیں الغرض کیا کیا عجائبات ان سے ظہور میں آتے ہیں۔ پھر کبوتر کوے سے ایک نبی بطریق معجزہ اگر کوئی کام لے لے تو اس پر استعجاب کرنے والوں پر استعجاب ہی ہو سکتا ہے۔ پھر باوجود اس کے علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَالظَّاھِرُ عِنْدِیْ الْھُبُوْطُ مِنَ الْجُوْدِیِّ الَّذِیْ اِسْتَقَرَّتْ عَلَیْہِ السَّفِیْنَۃُ اِلَی الْاَرْضِ

اور ظاہر یہ ہے کہ ہبوط جودی سے ہے جس پر کشتی ٹھہری تھی وہاں سے آپ زمین پر اترے

وَخَبَرُ الْحَمَامَۃِ وَالْغُرَابِ قَدْ طَارَ فِی الْاٰفَاقِ وَاَوْلَعَ بِہِ الْقَصَّاصُوْنَ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کبوتر اور کوے کی خبر دنیا کے اندر اڑتی رہے اور قصہ گو اس سے دلچسپی لیتے پھریں۔
حتیٰ کہ قریہ ثمانون ارض موصل بھی جو مشہور ہے اس سے آگے یہ بھی ہے کہ جب انہیں یہاں
تنگی ہوئی تو وہ بابل کی طرف چلے گئے اور وہاں اپنی رہائشیں بنالیں۔
ابن عساکر کعب احبار سے راوی ہیں کہ زمین پر پہلی دیوار بعد طوفان جو بنائی گئی وہ حران اور دمشق
کی ہے پھر بابل کی اور آیۂ کریمہ میں بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ جو آیا ہے اس پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کہ ہر
قسم کی تکلیفوں سے سلامتی اور برکتیں معاش کی انواع رزق سے۔ آگے ارشاد ہے۔
"وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم دنیا میں متمتع
کریں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔"
اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد پیدا ہونے والے کافر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالے
نے ان کی مقدر زندگی تک فراخی عیش اور وسعت رزق عطا فرمائی اور آخرت میں ان کے کفر پر عذاب
دیا۔ آگے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔
"تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے
نہ تمہاری قوم تو صبر کرو بے شک انجام کار پرہیزگاروں کا ہے۔"
یہ حضور کو ارشاد ہے کہ غیب کی خبریں آپ کو بالذات ہرگز معلوم نہیں ہو سکتیں مگر ہم بذریعہ
وحی آپ کو مطلع فرماتے ہیں تو بالعطا آپ کو علم غیب حاصل ہوتا ہے اور یہ خبریں آپ کی تسکین
خاطر کے لیے ہیں تاکہ آپ قوم کی ایذاؤں سے بددل نہ ہوں۔ انجام آپ کے متبعین کے حق میں ہی ہے
کہ وہ دنیا میں منصور و مظفر ہوں گے اور آخرت میں مثاب و ماجور۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پانچواں۔ سورہ ہود پ ۱۲

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝	اور عاد کی طرف ان کی برادری حضرت ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود تم تو خالص مفتری ہو۔
يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ	اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی بدلہ۔ میرا بدلہ تو اس کے ذمہ ہے جس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ
عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ
وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝
قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ
وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ
قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ۝
اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ
اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ
اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُوْنَ ۝
مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا
ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ
رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ
اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ
مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ
رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ
شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
حَفِيْظٌ ۝
وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

نے مجھے پیدا کیا کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔
اے میری قوم بخشش مانگو اپنے رب سے
پھر اس کی طرف رجوع کرو بھیجے گا تم پر زور کا پانی
اور تمہیں جتنی قوت ہے اس سے بڑھائے گا اور
قوت اور نہ روگردانی کرو جرم کرکے۔
بولے اے ہود تم نہیں لائے ہم پر کوئی
دلیل اور ہم یوں ہی نہیں چھوڑ سکتے اپنے معبودوں
کو تمہارے کہنے سے اور ہم نہیں تم پر ایمان
لانے والے۔
ہم نہیں کہتے مگر جھڑپ پہنچ جائے گی تمہیں ہمارے
خدا کی کسی تکلیف سے۔ فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا
ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بری ہوں
اس سے جو تم شرک کرتے ہو۔
اس کے سوا تو میرے ساتھ تم سب مل کر
خفیہ تدبیر کرو پھر مجھے مہلت نہ دو۔
میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں جو میرا بھی رب
ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور کوئی چلنے والا
نہیں مگر اس کی چوٹی اسی کے قبضہ میں ہے بیشک
میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔
تو اگر تم منحرف ہو تو تحقیق میں تمہیں پہنچا چکا
جو حکم دے کر میں تمہاری طرف بھیجا گیا اور تمہاری
جگہ میرا رب کوئی اور قوم لائے گا اور تم اس کا
کچھ نہ بگاڑ سکو گے بے شک میرا رب ہر شے پر
نگہبان ہے۔
اور جب آیا ہمارا حکم نجات دی ہم نے ہود

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

کو اور انہیں جو ان کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے اور نجات دی ہم نے ان کو عذاب سے جو سخت تھا۔

اور یہ عاد ہیں کہ منکر ہوئے آیتوں سے اپنے رب کے اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور اتباع کیا ہر سرکش ہٹ دھرم کے کہنے کا اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن خبردار بے شک عاد منکر ہوئے اپنے رب سے خبردار دوری ہے عاد کو جو قوم ہود ہے۔

حلِّ لغات پانچواں رکوع سورہ ہود پ ۱۲

وَاِلٰى۔ اور طرف
عَادٍ۔ عاد کی
اَخَاهُمْ۔ انکے بھائی
هُوْدًا۔ ہود کو بھیجا
قَالَ۔ کہا
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
اعْبُدُوا۔ عبادت کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کی
مَا۔ نہیں
لَكُمْ۔ تمہارے لیے
مِنْ اِلٰهٍ۔ کوئی معبود
غَيْرُهٗ۔ اس کے سوا
اِنْ۔ نہیں
اَنْتُمْ۔ تم
اِلَّا۔ مگر
مُفْتَرُوْنَ۔ افترا کرنے والے
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
لَآ اَسْئَلُكُمْ۔ نہیں مانگتا میں تم سے
عَلَيْهِ۔ اس پر
اَجْرًا۔ کوئی بدلہ
اِنْ۔ نہیں ہے
اَجْرِيَ۔ میرا بدلہ
اِلَّا۔ مگر
عَلَى۔ اوپر
الَّذِيْ۔ اس کے جس نے
فَطَرَنِيْ۔ مجھے پیدا کیا
اَفَلَا۔ کیا نہیں
تَعْقِلُوْنَ۔ عقل کرتے تم
وَيٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم
اسْتَغْفِرُوْا۔ بخشش مانگو
رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے
ثُمَّ۔ پھر
تُوْبُوْا۔ توبہ کرو
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
يُرْسِلِ۔ بھیجے گا
السَّمَآءَ۔ آسمان سے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
مِّدْرَارًا۔ زور کی بارش
وَيَزِدْكُمْ۔ اور زیادہ کریگا تمکو
قُوَّةً۔ قوت
اِلٰى۔ طرف
قُوَّتِكُمْ۔ قوت تمہاری کے
وَلَا۔ اور نہ
تَتَوَلَّوْا۔ پھرو
مُجْرِمِيْنَ۔ مجرم ہوکر
قَالُوْا۔ بولے
يٰهُوْدُ۔ اے ہود
مَا۔ نہیں
جِئْتَنَا۔ لایا تو ہمارے پاس
بِبَيِّنَةٍ۔ کوئی دلیل
وَمَا۔ اور نہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَحْنُ۔ ہم — بِتَارِکِیْ۔ چھوڑنے والے — اٰلِھَتِنَا۔ اپنے خداؤں کو — عَنْ قَوْلِکَ۔ تیرے کہنے سے

وَمَا۔ اور نہیں — نَحْنُ۔ ہم — لَکَ۔ تجھ پر — بِمُؤْمِنِیْنَ۔ ایمان لانے والے

اِنْ۔ نہیں — نَّقُوْلُ۔ کہتے ہم — اِلَّا۔ مگر — اعْتَرٰکَ۔ دیوانہ کر دیا تجھ کو

بَعْضُ۔ بعض — اٰلِھَتِنَا۔ ہمارے معبودوں نے — بِسُوْٓءٍ۔ تکلیف سے — قَالَ۔ کہا

اِنِّیْٓ۔ بے شک میں — اُشْھِدُ۔ گواہ بناتا ہوں — اللّٰہَ۔ اللہ کو — وَاشْھَدُوْٓا۔ اور گواہ رہو

اِنِّیْ۔ بے شک میں — بَرِیْٓءٌ۔ بیزار ہوں — مِّمَّا۔ اس چیز سے — تُشْرِکُوْنَ۔ جو تم شرک کرتے ہو

مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا — فَکِیْدُوْنِیْ۔ تو حیلہ کرو مجھ سے — جَمِیْعًا۔ اکٹھے ہو کر — ثُمَّ۔ پھر

لَا تُنْظِرُوْنِ۔ نہ مہلت دو مجھے — اِنِّیْ۔ بے شک میں نے — تَوَکَّلْتُ۔ بھروسہ کیا

عَلَی۔ اوپر — اللّٰہِ۔ اللہ کے — رَبِّیْ۔ جو میرا رب ہے — وَرَبِّکُمْ۔ اور تمہارا رب

مَا۔ نہیں — مِنْ دَآبَّۃٍ۔ کوئی چلنے والا — اِلَّا۔ مگر — ھُوَ۔ وہ ہے

اٰخِذٌ۔ پکڑنے والا — بِنَاصِیَتِھَا۔ اس کی پیشانی — اِنَّ۔ بے شک — رَبِّیْ۔ میرا رب

عَلٰی صِرَاطٍ۔ اوپر راہ — مُّسْتَقِیْمٍ۔ سیدھی کے ہے — فَاِنْ۔ پھر اگر — تَوَلَّوْا۔ تم پھر جاؤ

فَقَدْ۔ تو بے شک — اَبْلَغْتُکُمْ۔ میں پہنچا چکا تم کو — مَّآ اُرْسِلْتُ۔ جو بھیجا گیا تھا میں — بِہٖ۔ ساتھ اس کے

اِلَیْکُمْ۔ طرف تمہاری — وَیَسْتَخْلِفُ۔ اور جانشین کریگا — رَبِّیْ۔ میرا رب — قَوْمًا۔ کسی اور قوم کو

غَیْرَکُمْ۔ تمہارے سوا — وَلَا۔ اور نہ — تَضُرُّوْنَہٗ۔ بگاڑ سکو گے اس کا — شَیْئًا۔ کچھ بھی

اِنَّ۔ بے شک — رَبِّیْ۔ میرا رب — عَلٰی۔ اوپر — کُلِّ شَیْءٍ۔ ہر چیز کے

حَفِیْظٌ۔ نگہبان ہے — وَلَمَّا۔ اور جب — جَآءَ۔ آیا — اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم

نَجَّیْنَا۔ نجات دی ہم نے — ھُوْدًا۔ ہود کو — وَالَّذِیْنَ۔ اور ان کو جو — اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے

مَعَہٗ۔ اس کے ساتھ — بِرَحْمَۃٍ۔ رحمت — مِّنَّا۔ اپنی سے — وَنَجَّیْنٰھُمْ۔ اور نجات دی ہم نے انکو

مِنْ عَذَابٍ۔ عذاب — غَلِیْظٍ۔ سخت سے — وَتِلْکَ۔ اور یہ — عَادٌ۔ عاد ہیں کہ

جَحَدُوْا۔ انکار کیا انہوں نے — بِاٰیٰتِ۔ نشانات — رَبِّھِمْ۔ اپنے رب کا — وَعَصَوْا۔ اور نافرمانی کی

رُسُلَہٗ۔ اسکے رسولوں کی — وَاتَّبَعُوْٓا۔ اور پیروی کی — اَمْرَ کُلِّ۔ ہر ایک — جَبَّارٍ۔ سرکشی کرنے والے

عَنِیْدٍ۔ ضدی کے حکم کی — وَاُتْبِعُوْا۔ اور پیچھے لگائے گئے — فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا۔ اس دنیا میں — لَعْنَۃً۔ لعنت

وَیَوْمَ۔ اور دن — الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے — اَلَآ اِنَّ عَادًا۔ خبردار عاد نے — کَفَرُوْا۔ کفر کیا

رَبَّھُمْ۔ اپنے رب کا — اَلَا۔ خبردار — بُعْدًا۔ دوری ہے — لِّثَمُوْدَ۔ ثمود کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ ہود پ۱۲

"وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا"

"اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا" یعنی حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کے ہم نسب تھے۔ اسی وجہ سے اخاہم فرمایا۔ یعنی قوم عاد کی برادری سے رسول بنا کر حضرت ہود کو بھیجا۔ آپ نے انہیں ہدایت فرمائی۔ اور کہا۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کی توحید کے معتقد رہو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور تم جو بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تو تم کوئی دلیل اس دعوے پر نہیں رکھتے۔) بلکہ نرا افترا کر رہے ہو۔ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا۔ اے میری قوم (یہ جو میں تمہیں تبلیغ توحید کر رہا ہوں۔ اس پر) میں تم سے کوئی بدلا نہیں مانگتا۔ میرا بدلا (کسی پر نہیں) مگر اسی کے ذمہ ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ یہ اعلان قریب قریب تمام انبیاء نے اپنی قوم میں فرمایا۔ اور بے لوث ہدایت کی کسی قسم کی کمائی یا بدلہ لینے کی طرف التفات نہ فرمایا۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ جس کی روشنی میں اتنا سمجھ سکو۔ کہ جو بے غرض نصیحت کرتا ہے۔ اور ایسی ہدایت دیتا ہے۔ جو عقل کے ساتھ بھی منطبق ہے۔ اس لئے کہ پتھر آگ، سورج، درخت، ستارے، چاند یہ سب اسی کی مخلوق ہیں۔ اور مخلوق کا معبود خالق ہوتا ہے۔ نہ کہ مخلوق کا معبود مخلوق ہو۔ پھر نفع و ضرر پر جسے قوۃ نہ ہو۔ وہ مجبور محض ہی ہے۔ تو معبود کو معبود مان لینا عقل کے قطعی خلاف ہے۔ اسی لیے فرمایا۔ کہ عقل سے سمجھو۔ اور یہ بھی دیکھو۔ کہ جو بے لوث اور بے غرض تمہیں ہدایت کر رہا ہے۔ وہ کس طرح جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور جو باطل طریق سے کسی قسم کی بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ لازمی طور پر کسی نہ کسی غرض کے لئے کرتا ہے۔ اس سے حق و باطل میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ پھر آگے فرمایا۔

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی طلب کرو۔ پھر اسی کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ تم پر موسلا دھار مینہ بھیجے گا۔ اور زیادہ فرمائے گا۔ تمہاری قوۃ موجودہ قوت سے۔ اور جرم و معاصی کرتے ہوئے منحرف نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی جب دعوت قبول نہ کی۔ تو منجانب اللہ ان پر پہلا عذاب امساک باراں کا آیا۔ اور تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ جس کی وجہ سے سخت قحط پڑ گیا۔ اور ان کی عورتوں پر عقر طاری کر دیا۔ یعنی وہ سب بانجھ ہو گئیں۔ تولید و تناسل بند ہو گیا۔ تو یہ لوگ پریشان ہو کر حضرت ہود علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ اور اس عذاب کے دفعیہ کی درخواست کی۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ پر ایمان لے آؤ۔ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو۔ اور توبہ و استغفار کرو۔ اس کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ تم پر جو موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور تمہاری زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تمہاری موجودہ قوت پر اور قوت بڑھائے گا۔ اولاد بھی دے گا۔ روح المعانی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ کی خدمت میں امیر معاویہ کے ایک ملازم نے عرض کی کہ میں متمول ہوں۔ مگر میری کوئی اولاد نہیں۔ مجھے کوئی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے

آپ نے فرمایا۔ استغفار پڑھا کر۔ اس نے استغفار کی۔ یہانتک کہ کثرت کی۔ کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے دس بیٹے عطا فرمائے۔ آگے قوم عاد کا جواب ہے قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ بولے اے ہود تم نہیں لائے۔ ہمارے پاس کوئی دلیل جو حجۃ واضح ہوتی۔ اور آپ کی صحت دعوے پر دلالت کرتی۔ اور یہ ان کا کہنا اپنے عناد اور اندھے پن سے تھا۔ جس کی وجہ سے وہ حق دیکھنے سے بھی قاصر تھے۔ ورنہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں معجزات ہی کافی دکھا دیے تھے۔ اور حدیث میں ہے۔ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اُوْتِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ۔ کوئی نبی ایسا نہیں۔ جنہیں معجزات و آیات بینات نہ دیے گئے ہوں۔ مگر جب انکار کی ہی ٹھان لی ہو تو پھر معجزہ کو کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ معجزہ نہیں ہے جیسے حضور کے مقابلہ میں کفار مکہ نے کہا۔ مَا هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ہ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا اور ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو آپ کے کہنے سے اور نہیں ہم ایمان لانیوالے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ ہم نہیں کہتے۔ مگر آپ سے جھڑپ ہوگی۔ ہمارے کسی خدا کی تکلیف دینے والی۔ یعنی ہم تو اپنے بتوں کو محض آپ کے فرمانے سے چھوڑیں گے نہیں۔ اور یوں بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ بلکہ ہم تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے آپ کو دیوانہ کر دیا ہے۔ اور آپ جو کچھ فرما رہے ہیں۔ وہ اس دیوانگی کا نتیجہ ہے (معاذ اللہ) یعنی وہ اَرَادُوْا بِهٖ فَاَتَمَّ اللّٰهُ الْجُنُوْنَ

قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں۔ اور تم سب گواہ رہو میں بیزار ہوں اس سے جو تم شرک کر رہے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیر کو اس کا شریک بنا رہے ہو تو تم سب مل کر میرے خلاف مکر گانٹھو۔ پھر مجھے مہلت نہ دو۔ گویا آپ نے نہایت بے خوف ہو کر انہیں جواب دیا کہ میں تمہارے اس شرک سے بیزار ہوں۔ اب تم اور وہ جنہیں تم اپنا معبود سمجھ رہے ہو۔ سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کر لو۔ مجھے تمہاری اور تمہارے بتوں کی پرپشہ برابر پروا نہیں۔ اور تمہاری شوکت و قوۃ کی بھی پروا نہیں۔ جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو۔ وہ جماد اور بے جان ہیں۔ ان میں قطعاً یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی کو نفع یا ضرر پہنچا سکیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔ کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکیں۔ درحقیقت یہ بھی حضرت ہود علیہ السلام کی معجزانہ شان تھی۔ کہ آپ ایسی جبار اور صاحب قوۃ قوم سے جو آپ کی جان لینے کے درپے تھی۔ اس بیباکی سے جواب دیتے رہے۔ اور وہ باوجود انتہائی دشمنی کے آپکو کچھ ضرر نہ پہنچا سکی۔ اس کے بعد آپ نے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ جو میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کی گرفت میں نہ ہو۔ بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔ تو اگر تم منحرف ہو تو میں تمہیں پہنچا چکا۔ جو کچھ تمہاری طرف دے کر مجھے بھیجا گیا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فرما کر ملکیت الٰہی کو بنی آدم اور حیوانات پر حاوی ظاہر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ سب کا مالک اور سب پر غالب ہے۔ اور قادر متصرف فی العالم ہے۔

اور لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ فرما کر یہ ظاہر کیا۔ کہ اب تم پر حجت الٰہی ثابت ہو چکی۔ اور واضح ہو گیا۔ کہ تمہارے رب کا یہی راستہ ہے۔ جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ اور جس پر تم چل رہے ہو۔ وہ باطل ہے۔ اس پر بھی اگر راہ تم نے قبول نہ کی۔ تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ۔ اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور دوسری ایمان والی ہو گی۔ اور اسے اللہ تعالیٰ تمہارے مال و منال اور گھر بار والی بنا دے گا۔ اِنَّ رَبِّیْ بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔ اور وہ ایسا علام الغیوب ہے۔ کہ اس سے کسی کا قول اور فعل مخفی نہیں۔ اس کے بعد یہی جب قوم ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہ قدیر سے ان پر عذاب کا حکم نافذ ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور جب ہمارا حکم آیا۔ نجات دی ہم نے ہود کو اور اس کے معیت والے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے۔ یعنی جب ہمارا عذاب ہمارے حکم سے نازل ہوا۔ اور ملائکہ عذاب لے کر اترے۔ تو ہود علیہ السلام اور ان پر جو چار ہزار یا تین ہزار تھے۔ انہیں ہم نے بچا لیا۔ اس لئے کہ وہ ایمان کے باعث مستحق رحمت تھے۔ اور نجات دی ہم نے انہیں سخت عذاب سے وہ سخت عذاب ایک ایسی ہوا تھی۔ جس نے ان کے رہنے کے مکان منہدم کر دے۔ اور سرکشوں کی ناک کے اندر وہ گھسیں۔ اور دبر سے نکلی۔ اور اس نے نہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اور نجات سے بعض کے نزدیک یہ ہے۔ کہ عذاب آخرت سے ہی انہیں محفوظ کر دیا۔ اور دنیا کے عذاب سے بھی آگے ارشاد ہے۔ وَتِلْکَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ اور یہ عاد ہیں۔ کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے۔ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ اور پیرو رہے۔ ہر سرکش ہٹ دھرم کے امر و حکم کے۔ اور ان کے پیچھے لگی۔ اس دنیا میں لعنت۔ اور قیامت کے دن خبردار رہو۔ بے شک عاد اپنے رب کے منکر ہوئے۔ خبردار دُوری ہے عاد کے لئے (اللہ کی رحمت سے) جو قوم ہود تھی۔

یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے ہے۔ کہ ہلاک شدہ قوموں کے آثار ان کی قبور دیکھو۔ اور عبرۃ حاصل کرو۔ اور عاد کے بعد قوم ہود و عطف بیان ہے۔ اس لئے کہ عاد دو فریق تھے۔ ایک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عاد اولیٰ دوسرا عاد ثانیہ۔ جیسے عاد ارم کہتے ہیں (چنانچہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح پہلے ہے) قوم عاد کا شجرہ جو ہے۔ اور انہیں عاد اِس لئے کہا گیا۔ جیسے بنی ہاشم کو ہاشم کہتے ہیں۔ اور دوسرے عاد میں ارم ہے۔ جیسے عاد ثانی کہا جاتا ہے۔

با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ○

اور ثمود کی طرف ان کی برادری کے صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ اس کے سوا کوئی نہیں تمہارا معبود۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔ اور اس نے تمہیں بسایا۔ تو اس سے معافی چاہو۔ اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب ہے۔ دعا سننے والا

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰىنَا اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ○

بولے اے صالح ہم تو تمہیں ہونہار سمجھتے تھے۔ اب سے قبل۔ کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ ہم پوجیں وہی جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اور ہم بیشک شک میں ہیں۔ اس سے جس طرف تم ہمیں رجوع دلاتے ہو

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ○

فرمایا۔ اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھے اپنی رحمت سے دیا۔ تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں۔ تو تم مجھے کچھ زیادہ نہ کرو گے سوائے نقصان کے۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ○ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے۔ تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے ہاتھ نہ لگاؤ برائی سے۔ تو تمہیں پکڑے گا عذاب جلدی۔ تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹیں۔ تو (صالح) نے کہا۔ اپنے گھروں میں عیش کر لو۔ تین دن۔ یہ ایسا وعدہ ہے کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَّكْذُوْبٍ ○
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا
وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ○ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ
لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ
اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ○

جھوٹا نہ ہوگا۔
تو جب ہمارا حکم آیا۔ پھر ہم نے نجات دی۔ صالح کو اور
انہیں جو ایمان لائے۔ ہماری رحمت سے۔ اور اس دن
کی ذلت سے۔ بیشک تیرا رب قوی ہے۔ عزت والا
اور پکڑا انہیں جو ظالم تھے۔ چنگھاڑ نے۔ تو صبح کی انہوں
نے اپنے گھروں میں اوندھے۔ گویا کہ کبھی یہاں بسے ہی
نہ تھے۔ خبردار بے شک ثمود نے کفر کیا اپنے رب سے
خبردار بُعد ہے (رحمت سے) ثمود کو

حلِّ لغات چھٹا رکوع سورۂ ہود۔ پ ۱۲

وَاِلٰی۔ اور طرف	ثَمُوْدَ۔ ثمود کی	اَخَاهُمْ۔ ان کے بھائی	صٰلِحًا۔ صالح کو
قَالَ۔ کہا	يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	اللّٰهَ۔ اللہ کی
مَا۔ نہیں ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْ اِلٰهٍ۔ کوئی معبود	غَيْرُهٗ۔ سوائے اسکے
هُوَ۔ اس نے	اَنْشَاَكُمْ۔ پیدا کیا تم کو	مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے	وَاسْتَعْمَرَكُمْ۔ اور آباد کیا تم کو
فِيْهَا۔ اس میں	فَاسْتَغْفِرُوْهُ۔ پھر بخشش مانگو اس سے		ثُمَّ۔ پھر
تُوْبُوْا۔ توبہ کرو	اِلَيْهِ۔ اسکی طرف	اِنَّ۔ بے شک	رَبِّیْ۔ میرا رب
قَرِيْبٌ۔ قریب ہے	مُّجِيْبٌ۔ قبول کرنے والا	قَالُوْا۔ بولے	يٰصٰلِحُ۔ اے صالح
قَدْ۔ بے شک	كُنْتَ۔ تو تھا	فِيْنَا۔ ہم میں	مَرْجُوًّا۔ امید کیا گیا
قَبْلَ۔ پہلے	هٰذَا۔ اس سے	اَتَنْهٰنَا۔ تو روکتا ہے تو ہمیں	اَنْ۔ یہ کہ
نَّعْبُدَ۔ عبادت کریں ہم	مَا يَعْبُدُ۔ اسکی جو عبادت کرتے تھے	اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا	وَاِنَّنَا۔ اور بیشک ہم
لَفِیْ۔ یقیناً	شَكٍّ۔ شک میں ہیں	مِّمَّا۔ اس سے	تَدْعُوْنَآ۔ جو بلاتا ہے تو ہمیں
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	مُرِيْبٍ۔ شک کرنے والے	قَالَ۔ کہا	يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
اَرَءَيْتُمْ۔ کیا دیکھا تم نے	اِنْ۔ اگر	كُنْتُ۔ ہوں میں	عَلٰى بَيِّنَةٍ۔ دلیل پر
مِّنْ رَّبِّیْ۔ اپنے رب سے	وَاٰتٰىنِیْ۔ اور دی اس نے مجھے	مِنْهُ۔ اپنی طرف سے	رَحْمَةً۔ رحمت
فَمَنْ۔ پھر کون	يَّنْصُرُنِیْ۔ مدد کریگا میری	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	اِنْ۔ اگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَصَيْتُهٗ ۔ میں نافرمانی کروں اسکی   فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ ۔ پھر نہ زیادہ کروگے تم مجھے   غَيْرَ ۔ سوائے
تَخْسِيْرٍ ۔ نقصان کے   وَيٰقَوْمِ ۔ اور اے میری قوم   هٰذِهٖ ۔ یہ ہے   نَاقَةُ اللّٰهِ ۔ اللہ کی اونٹنی
لَكُمْ ۔ تمہارے لیے   اٰيَةً ۔ نشان   فَذَرُوْهَا ۔ پھر چھوڑ دو اسکو   تَاْكُلْ ۔ کھائے
فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ ۔ اللہ کی زمین میں   وَلَا تَمَسُّوْهَا ۔ اور نہ چھونا اس کو
بِسُوْٓءٍ ۔ برائی سے   فَيَاْخُذَكُمْ ۔ پھر پکڑ لیگا تم کو   عَذَابٌ ۔ عذاب   قَرِيْبٌ ۔ قریب
فَعَقَرُوْهَا ۔ پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹیں   فَقَالَ ۔ تو فرمایا   تَمَتَّعُوْا ۔ فائدہ اٹھاؤ
فِيْ دَارِكُمْ ۔ اپنے گھروں میں   ثَلٰثَةَ ۔ تین   اَيَّامٍ ۔ دن   ذٰلِكَ ۔ یہ
وَعْدٌ ۔ وعدہ   غَيْرُ ۔ نہیں ہے   مَكْذُوْبٍ ۔ جھوٹا   فَلَمَّا ۔ پھر جب
جَآءَ ۔ آیا   اَمْرُنَا ۔ ہمارا فیصلہ   نَجَّيْنَا ۔ نجات دی ہم نے   صٰلِحًا ۔ صالح کو
وَّالَّذِيْنَ ۔ اور ان کو   اٰمَنُوْا ۔ جو ایمان لائے   مَعَهٗ ۔ اس کے ساتھ   بِرَحْمَةٍ ۔ اپنی رحمت
مِّنَّا ۔ سے   وَمِنْ خِزْيِ ۔ اور ذلت اس   يَوْمِئِذٍ ۔ دن کی سے
اِنَّ ۔ بے شک   رَبَّكَ ۔ تیرا رب   هُوَ ۔ وہ   الْقَوِيُّ ۔ طاقتور ہے
الْعَزِيْزُ ۔ غالب   وَاَخَذَ ۔ اور پکڑا   الَّذِيْنَ ۔ ان کو جنہوں نے   ظَلَمُوا ۔ ظلم کیا
الصَّيْحَةُ ۔ چنگھاڑ نے   فَاَصْبَحُوْا ۔ تو ہو گئے   فِيْ دِيَارِهِمْ ۔ وہ اپنے گھروں میں   جٰثِمِيْنَ ۔ زانو کے بل گرے ہوئے
كَاَنْ ۔ گویا کہ   لَّمْ يَغْنَوْا ۔ نہیں بسے تھے   فِيْهَا ۔ اس میں   اَلَآ اِنَّ ۔ خبردار بے شک
ثَمُوْدَا ۔ ثمود نے   كَفَرُوْا ۔ کفر کیا   رَبَّهُمْ ۔ اپنے رب کا   اَلَا ۔ خبردار
بُعْدًا ۔ دوری ہو   لِّثَمُوْدَ ۔ ثمود کو ۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورہ ہود پ ۱۲

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۔ اور ثمود کی طرف ان کی قوم سے صالح کو (بھیجا) فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔ اور اس نے تمہیں بسایا تو اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب ہے۔ سننے والا هُوَ اَنْشَاَكُمْ ہے مراد یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ابتداء خلق قوم ثمود سے ہو۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ کہ ابتدا خلق آدم علیہ السلام سے ہے۔ اور اصل بشر ہیں۔ بعض نے کہا۔ اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ تمہارے باپ دادے ابتدا خلق کی گئیں۔ بہرحال انشاء خلق انسان الشان ہی سے ہے۔ تو ہر انسان کتم عدم سے منصۂ شہود پر جب آیا۔ تو انشاء خلق اس کی اسی پر ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور من الارض باین اعتبار ہو سکتا ہے۔کہ دوسرے مقام پر مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى فرمایا جا چکا ہے۔تو ہر مخلوق حیوانی کی انشاء خلق زمین سے ہے۔اور وہ زمین میں ہی بسنا چاہتا ہے۔تو اللہ تعالے نے اسے زمین میں بسایا۔اور اسے بناء مساکن اور حفر انہار غرس اشجار کی احتیاج تھی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہریں کھودنے مکان بنانے باغات لگانے کی اس میں صلاحیت پیدا فرمائی۔ضحاک کہتے ہیں۔استعمار سے مراد عمر طویل عطا کرنا مقصود ہے۔چنانچہ قوم ثمود میں تین سو سے ہزار ہزار سال کے عمر کے لوگ ہوتے۔تو حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی یہ سب چیزیں پیش کر کے فرمایا۔کہ وہ ہستی جس نے تمہیں عمر طویل اور انہار کثیر اور مکانات وغیرہ عطا کیئے۔وہی اس امر کا مستحق ہے۔کہ اس کی عبادت کی جائے۔اور اسی کے حضور توبہ و استغفار کر کے توبہ کرتے ہوئے رجوع ہو۔وہ اپنے کے قریب ہے۔اور اس کی توبہ و استغفار قبول فرماتا ہے اس پر قوم ثمود بجائے ہدایت قبول کرنے کے بولی۔قَالُوۡا يٰصٰلِحُ قَدۡ كُنۡتَ اے صالح اس سے قبل تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے۔اور ہم سمجھتے تھے۔کہ تم ہمارے سردار بنو گے۔اس لئے کہ آپ میں غریبوں فقیروں پر سخاوت کرنے کی صلاحیت ہے۔لیکن ہمارے بتوں کی مخالفت سے ہماری امیدیں منقطع ہو گئیں۔کیا تم ہمیں اس پوجا سے منع کرتے ہو۔جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ہم تو یقیناً شک میں پڑ گئے۔اس لئے کہ آپ ہماری پوجا کو روکتے ہو۔یہ زبردست دھوکا دینے والا شک ہے۔اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے جواب دیا قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ مِنۡهُ رَحۡمَةً اور فرمایا (صالح) اے میری قوم بھلا دیکھو تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے۔اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی۔یعنی حکمت اور نبوت سے مجھے نوازا۔فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ مجھے اس سے کون بچائے گا۔اگر میں اس کی نافرمانی کروں۔اور حکم کے خلاف ہو کر تبلیغ رسالت نہ کروں۔اور تمہیں بت پرستی سے نہ روکوں۔تو یہ میری طرف سے نافرمانی ہوگی۔میرے رب کی۔تو تم سے مجھے سوائے نقصان کے کوئی مدد میں ترقی نہ ہوگی۔اور تمہاری کمزوری اور ذلت کا زیادہ مشاہدہ ہو جائے گا۔لہذا تم انصاف سے دیکھو۔اور غور کرو۔

وَيٰقَوۡمِ اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے۔تمہارے لئے نشانی۔تو اسے چھوڑ دو۔کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔اور اسے کوئی برائی سے مس نہ کرو۔اس کا مفصل واقعہ تو آٹھویں پارہ کے بیسویں رکوع سورہ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔مختصراً بیان بھی مذکور کر دیا جاتا ہے۔واقعہ یہ ہے۔کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا تھا۔تو آپ نے اللہ تعالے کے حضور دعا کی۔تو پتھر کے چٹان سے بحکم الٰہی اونٹنی سے نر پیدا ہو گیا۔جسے عربی میں ناقہ کہتے ہیں۔اس کی پیدائش بلا نطفہ بلا حمل بلا کسی قوۃ کے ہوئی۔اور نشوو نما میں بھی حسب عادت قدرت اس سے تدریج و تعویق نہ ہوئی۔اور یہ کام ان کے مطالبہ پر بطریق معجزہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔اس آیہ کریمہ میں اس کے متعلق اشارہ سے یہ احکام فرمائے۔کہ
اسے زمین میں چرنے دو۔
اسے کسی قسم کا آزار پہنچانیکا ارادہ نہ کرو۔ورنہ دنیا میں ہی تم پر عذاب آ جائے گا۔اور مہلت نہ دی جائے گی۔جیسا کہ فرمایا۔فَیَاْخُذَکُمْ تم دردناک عذاب میں پکڑے جاؤ گے۔لیکن وہ اپنی جہالت پر رہے۔اور فَعَقَرُوْهَا انہوں نے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔تو (صالح) نے فرمایا۔اپنے گھروں میں تین دن رہ لو۔یہ وہ وعدہ ہے۔کہ جھوٹا نہ ہوگا۔یہ واقعہ چہار شنبہ کو ہوا۔آپ نے فرمایا۔جمعرات یا جمعہ تک جو کرنا ہے وہ کرلو ہفتہ کے روز تم پر عذاب آئے گا۔
اس کی علامت یہ ہے۔
پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔
دوسرے روز سرخ اور
تیسرے روز یعنی جمعہ کے دن سیاہ
چوتھے روز یعنی ہفتہ کے دن تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔

علامہ الوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

اِنَّهُمْ لَمَّا عَقَرُوا النَّاقَةَ صَعِدَ فَصِيْلُهَا الْجَبَلَ وَرَغَا ثَلٰثَ رَغَوَاتٍ فَقَالَ صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكُلِّ رَغْوَةٍ اَجَلُ يَوْمٍ وَابْتِدَاءُ الْاَيَّامِ عَلٰى مَا فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْاَرْبِعَاءُ۔
وَرُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهُمْ تُصْبِحُ وُجُوْهُكُمْ غَدًا مُصْفَرَّةً۔
وَبَعْدَ غَدٍ مُحْمَرَّةً
وَالْيَوْمُ الثَّالِثُ مُسْوَدَّةً ثُمَّ يُصَبِّحُكُمُ الْعَذَابُ۔

جب ناقہ کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔تو وہ ایک پہاڑ کی فصیل پر چڑھا۔تو تین بار بولا۔تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ہر بولنے پر ایک دن کی مدت ہے۔اور اس کی ابتدا چہار شنبہ ہے۔
اور ایک روایت میں ہے۔کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ثمود سے فرمایا کہ
صبح تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔اس کے بعد سرخ اور تیسرے دن سیاہ۔اور چوتھے دن صبح تم پر عذاب آئے گا۔فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا تو جب ہمارا حکم آیا۔بچا لیا ہم نے صالح اور اس کے اوپر ایمان لانیوالے ساتھیوں کو۔اپنی رحمت سے۔اور رسوائی سے اس دن کی۔بیشک تمہارا رب قوی عزت والا ہے۔اور پکڑ لیا انہیں جو ظالم تھے۔چنگھاڑنے۔تو صبح ہی اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔گویا کبھی یہاں بسے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی نہ تھے۔

جَاثِمِیْنَ۔ ھَامِدِیْنَ مَوْتٰی لَا یَتَحَرَّکُوْنَ اور صیحہ کے اوپر لکھتے ہیں۔ اَیْ صَیْحَۃُ جِبْرِیْلَ اَوْ صَیْحَۃٌ مِّنَ السَّمَاءِ فِیْھَا کُلُّ صَاعِقَۃٍ وَّصَوْتٍ مُّفْزِعٍ۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝
فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝
وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝
قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِيْبٌ ۝
قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝
يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝

اور بیشک آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر بولے سلام کہا (ابراہیم نے بھی) سلام تو نہ دیر کی (ابراہیم نے) کہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آئے۔ تو جب دیکھا۔ کہ ان کے ہاتھ نہیں جاتے اس پر۔ غیر سمجھا انہیں اور دل ہی دل میں ان سے خوف کیا۔ بولے فرشتے نہ خوف کرو ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کی بیوی کھڑی تھیں۔ وہ ہنس پڑیں۔ تو بشارۃ دی ہم نے اسے اسحٰق کی۔ اور اس کے بعد یعقوب کی۔ بولی۔ ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا۔ اور میں بوڑھی ہوں۔ اور یہ ہے۔ شوہر میرا بوڑھا۔ بے شک یہ عجیب بات ہے۔ بولے (فرشتے) کیا تعجب کرتی ہے۔ اللہ کے حکم پر۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر (اے) گھر والو وہی ہے۔ سب خوبیوں والا عزت والا تو جب چلا گیا۔ ابراہیم سے خوف۔ اور آئی انہیں خوشخبری۔ جھگڑنے لگا۔ ہم سے بیچ قوم لوط کے بارے میں۔ بیشک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں بھرنے والا۔ رجوع ہونیوالا ہے۔ اے ابراہیم اعراض کر۔ اس معاملہ سے بیشک آ چکا۔ حکم تیرے رب کا۔ اور بےشک آنے والا ہے۔ ان پر عذاب نہ رد ہونے والا اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس ناگوار ہوا۔ اور ان کے آنے پر دلتنگ ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجَاءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝

اور کہا یہ دن بڑی سختی کا ہے۔ اور آئی دوڑتی لوط کی قوم اس کے پاس اور اس سے پہلے سے ہی تھے۔ وہ برے کام کرتیں۔ کہا اے میری قوم یہ میری قومی بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لئے ستھری ہیں۔ تو ڈرو اللہ سے اور مجھے رسوا نہ کرو۔ میرے مہمانوں میں۔ کیا تم میں ایک بھی نیک چلن نہیں۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝

بولے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ نہیں ہمارا حق اس قوم کی بیٹیوں پر۔ اور آپ جانتے ہیں جو ہمارا ارادہ ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝

فرمایا۔ اگر مجھ میں تمہارے مقابل قوۃ ہوتی۔ تو میں کسی بڑے پائے کی پناہ لیتا۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝

بولے فرشتے اے لوط علیہ السلام۔ ہم بھیجے ہوئے تیرے رب کی۔ وہ ہرگز نہیں پہنچ سکتے ہم تک۔ آپ نکلیں معہ اہل اپنے کے راتوں رات۔ اور نہ پیٹھ پھیر کر تم میں سے کوئی دیکھے۔ سوا تمہاری عورت کے۔ اسے بھی پہنچنا ہے۔ وہی جو اس قوم کو پہنچے گا۔ بے شک اس کا وعدہ صبح کا ہے۔ کیا صبح قریب نہیں۔

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

تو جب آیا ہمارا حکم کر دیا ہم نے بلندیوں والوں کو نیچے۔ اور برسائے ہم نے ان پر کنکر بیل سے [illegible] جو نشان لگائے ہوئے تھیں۔ رب کے پاس [illegible] وہ ظالموں سے کچھ دور نہ

حلِ لغات ساتواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	جَاۗءَ۔ آئے	رُسُلُنَا۔ ہمارے بھیجے ہوئے	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کے پاس
بِالْبُشْرٰى۔ خوشخبری لیکر	قَالُوْا۔ بولے	سَلٰمًا۔ سلام	قَالَ۔ اس نے بھی کہا
سَلٰمٌ۔ سلام	فَمَا۔ پھر نہ	لَبِثَ۔ ٹھہرا	اَنْ۔ یہ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَاءَ ۔ لایا | بِعِجْلٍ ۔ بچھڑا | حَنِيذٍ ۔ بھنا ہوا | فَلَمَّا ۔ پھر جب
رَاٰ ۔ دیکھا کہ | اَيْدِيَهُمْ ۔ ان کے ہاتھ | لَا تَصِلُ ۔ نہیں پہنچتے | اِلَيْهِ ۔ اس کی طرف
نَكِرَهُمْ ۔ تو غیر جانا ان کو | وَاَوْجَسَ ۔ اور چھپایا | مِنْهُمْ ۔ ان سے | خِيْفَةً ۔ ڈر
قَالُوْا ۔ بولے | لَا تَخَفْ ۔ نہ ڈر | اِنَّا ۔ بے شک ہم | اُرْسِلْنَا ۔ بھیجے گئے ہیں
اِلٰى ۔ طرف | قَوْمِ ۔ قوم | لُوْطٍ ۔ لوط کی | وَامْرَاَتُهٗ ۔ اور اس کی بیوی
قَائِمَةٌ ۔ کھڑی تھی | فَضَحِكَتْ ۔ وہ ہنس پڑی | فَبَشَّرْنٰهَا ۔ تو خوشخبری دی ہم نے اس کو
بِاِسْحٰقَ ۔ اسحق کی | وَمِنْ وَّرَاءِ ۔ اور بعد | اِسْحٰقَ ۔ اسحق کے | يَعْقُوْبَ ۔ یعقوب کی
قَالَتْ ۔ کہنے لگی | يٰوَيْلَتٰى ۔ اے افسوس | ءَاَلِدُ ۔ کیا میں جنوں گی | وَاَنَا ۔ اور میں ہوں
عَجُوْزٌ ۔ بڑھیا | وَهٰذَا ۔ اور یہ ہیں | بَعْلِيْ ۔ میرے خاوند | شَيْخًا ۔ بوڑھے
اِنَّ ۔ بے شک | هٰذَا ۔ یہ | لَشَيْءٌ ۔ چیز ہے | عَجِيْبٌ ۔ عجیب
قَالُوْا ۔ بولے | اَتَعْجَبِيْنَ ۔ کیا تعجب کرتی ہے تو | مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۔ اللہ کے فیصلے پر
رَحْمَتُ اللّٰهِ ۔ اللہ کی رحمتیں ہیں | وَبَرَكٰتُهٗ ۔ اور اسکی برکتیں | عَلَيْكُمْ ۔ تم پر
اَهْلَ الْبَيْتِ ۔ اے گھر والو | اِنَّهٗ ۔ بے شک وہ | حَمِيْدٌ ۔ تعریف کیا گیا
مَّجِيْدٌ ۔ بزرگ ۔ | فَلَمَّا ۔ پھر جب | ذَهَبَ ۔ چلا گیا | عَنْ اِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم سے
الرَّوْعُ ۔ ڈر | وَجَاءَتْهُ ۔ اور آئی اسکو | الْبُشْرٰى ۔ خوشخبری | يُجَادِلُنَا ۔ جھگڑنے لگا ۔
فِيْ قَوْمِ ۔ قوم | لُوْطٍ ۔ لوط کے متعلق | اِنَّ ۔ بے شک | اِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم
لَحَلِيْمٌ ۔ یقیناً بردبار ہے | اَوَّاهٌ ۔ دردمند | مُّنِيْبٌ ۔ رجوع کرنے والا | يٰاِبْرٰهِيْمُ ۔ اے ابراہیم
اَعْرِضْ ۔ منہ پھیرلے | عَنْ هٰذَا ۔ اس سے | اِنَّهٗ ۔ بے شک وہ | قَدْ جَاءَ ۔ آچکا ہے
اَمْرُ ۔ حکم | رَبِّكَ ۔ تیرے رب کا | وَاِنَّهُمْ ۔ اور یقیناً وہ | اٰتِيْهِمْ ۔ آنے والا ہے انکو
عَذَابٌ ۔ عذاب | غَيْرُ ۔ جو نہیں ہے | مَرْدُوْدٍ ۔ واپس کیا گیا | وَلَمَّا ۔ اور جب
جَاءَتْ ۔ آئے | رُسُلُنَا ۔ ہمارے بھیجے ہوئے | لُوْطًا ۔ لوط کے پاس | سِيْٓءَ بِهِمْ ۔ تو بددل ہوا
وَضَاقَ ۔ اور تنگ ہوگیا | بِهِمْ ۔ ان کی وجہ سے | ذَرْعًا ۔ سینے میں | وَقَالَ ۔ اور کہا
هٰذَا ۔ یہ ہے | يَوْمٌ ۔ دن | عَصِيْبٌ ۔ مشکل | وَجَاءَهٗ ۔ اور آئی اسکے پاس
قَوْمُهٗ ۔ اسکی قوم | يُهْرَعُوْنَ ۔ دوڑتی ہوئی | اِلَيْهِ ۔ اس کی طرف | وَمِنْ قَبْلُ ۔ اور اس سے پہلے
كَانُوْا ۔ تھے وہ | يَعْمَلُوْنَ ۔ کام کرتے | السَّيِّاٰتِ ۔ برے | قَالَ ۔ کہا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ ہیں بَنٰتِیْ۔ میری بیٹیاں هُنَّ۔ وہ
اَطْهَرُ۔ پاک ہیں لَکُمْ۔ تمہارے لیے فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو اللّٰهَ۔ اللہ سے
وَلَا تُخْزُوْنِ۔ اور نہ ذلیل کرو مجھے فِیْ ضَیْفِیْ۔ میرے مہمانوں میں اَلَیْسَ۔ کیا نہیں ہے
مِنْکُمْ۔ تم میں سے رَجُلٌ۔ کوئی آدمی رَّشِیْدٌ۔ بھلامانس قَالُوْا۔ بولے
لَقَدْ۔ یقیناً عَلِمْتَ۔ تو جانتا ہے کہ مَا لَنَا۔ نہیں ہے ہمارے لیے فِیْ بَنٰتِکَ۔ تیری بیٹیوں میں
مِنْ حَقٍّ۔ کوئی حق وَاِنَّکَ۔ اور یقیناً تو لَتَعْلَمُ۔ جانتا ہے مَا نُرِیْدُ۔ جو ہم چاہتے ہیں
قَالَ۔ کہا لَوْ اَنَّ۔ کاش ہوتی لِیْ بِکُمْ مجھے تمہارے مقابل قُوَّةً۔ طاقت
اٰوِیْٓ۔ یا میں پناہ لیتا اِلٰی۔ طرف رُکْنٍ۔ قلعے شَدِیْدٍ۔ مضبوط کی
قَالُوْا۔ بولے یٰلُوْطُ۔ اے لوط اِنَّا۔ بیشک ہم رُسُلُ۔ بھیجے ہوئے ہیں
رَبِّکَ۔ تیرے رب کے لَنْ یَّصِلُوْٓا۔ وہ کبھی نہیں پہنچیں گے اِلَیْکَ۔ تیری طرف
فَاَسْرِ۔ پھر رات کو لے جا بِاَهْلِکَ۔ اپنے گھروالوں کو بِقِطْعٍ۔ ٹکڑے مِّنَ الَّیْلِ۔ رات میں
وَلَا۔ اور نہ یَلْتَفِتْ۔ پیچھے دیکھے مِنْکُمْ۔ تم میں سے اَحَدٌ۔ کوئی
اِلَّا۔ مگر امْرَاَتَکَ۔ تیری بیوی اِنَّهٗ۔ بے شک مُصِیْبُهَا۔ پہنچنے والا ہے اسکو
مَا۔ جو اَصَابَهُمْ۔ پہنچیگا ان کو اِنَّ۔ بے شک مَوْعِدَهُمُ۔ ان کا وعدہ
الصُّبْحُ۔ صبح ہے اَلَیْسَ۔ کیا نہیں ہے الصُّبْحُ۔ صبح بِقَرِیْبٍ۔ قریب
فَلَمَّا۔ پھر جب جَآءَ۔ آیا اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم جَعَلْنَا۔ تو کیا ہم نے
عَالِیَهَا۔ اس کا اوپر سَافِلَهَا۔ اس کے نیچے وَاَمْطَرْنَا۔ اور بارش برسائی ہم نے
عَلَیْهَا۔ اس پر حِجَارَةً۔ پتھروں مِّنْ سِجِّیْلٍ۔ کنکروں والے
مَّنْضُوْدٍ۔ تہ بہ تہ کی مُّسَوَّمَةً۔ جو نشاندار تھے عِنْدَ۔ نزدیک رَبِّکَ۔ تیرے رب کے
وَمَا هِیَ۔ اور نہیں وہ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں سے بِبَعِیْدٍ۔ کچھ دور

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورہ ہود پ ۱۲

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا۔ اور بے شک آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری کے ساتھ۔ کہا انہوں نے سلام۔ ابراہیم نے بھی کہا۔ سلام پھر کچھ دیر نہ کی۔ کہ لائے ایک بچھڑا بنا ہوا۔ تو جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں پہنچتے کھانے کو تو غیرت محسوس کی۔ دل ہی دل میں وہ خوف کرنے لگا۔ (فرشتے) بولے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ڈر ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر پر علامہ آلوسی روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں۔
وَهُمُ الْمَلٰئِكَةُ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِثْنَیْ عَشَرَ مَلَكًا۔ وہ فرشتے بارہ تھے۔
وَقَالَ السُّدِّیْ اَحَدَ عَشَرَ عَلٰی صُوْرَةِ الْغِلْمَانِ فِیْ غَایَةِ الْحُسْنِ وَالْبَهْجَةِ۔ وہ گیارہ فرشتے غلمان کی شبیہ میں نہایت ہی حسین بنکر آئے تھے۔ ایک قول ہے۔ وہ دس تھے۔ اور ان میں حضرت روح الامین بھی تھے۔

ضحاک کہتے ہیں۔ وہ نو تھے۔

محمد بن کعب کی تحقیق ہے۔ کہ وہ آٹھ تھے۔

علامہ ماوردی کہتے ہیں۔ وہ چار تھے۔ اور ان کے نام نہ معلوم ہو سکے۔

عثمان بن محیص فرماتے ہیں۔ کہ وہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور رفاعیل علیہ السلام تھے۔

اور ایک روایت ابن عباس اور ابن جبیر سے ہے۔ اس میں ہے۔ کہ وہ جبرائیل اسرافیل میکائیل تین ہی تھے۔ مقاتل وہ ہے۔ کہ وہ جبرئیل میکائیل ملک الموت علیہم السلام تھے۔

اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے۔ بلکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے تھے جیسا کہ خود قرآن کا بیان منقول ہے۔

اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تو صرف مژدہ دینے آئے تھے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔ اور عجل عربی میں گائے کے بچھڑے کو کہتے ہیں۔ اور علامہ عجل کے اس کا نام غتیل اور عبش بھی ہے۔ اور حنیذ اس مرغن گوشت کو کہتے ہیں۔ جیسے گود کر بھون لیا گیا ہو۔ اور سدی اس کے معنی میں صرف سمین یعنی فربہ لکھتے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاق و آداب میں یہ چیز تھی۔ کہ جب کوئی مہمان آتا۔ تو اکرام ضیف میں ضرور کچھ پیش فرماتے تھے۔ اور آپ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ حتیٰ کہ آپ بغیر مہمان کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس دفعہ اتفاقاً پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا۔ اور آئے تو تین یا چار یا آٹھ یا دس یا گیارہ یا بارہ باختلاف اور آگئے۔ چونکہ آپ کے ہاں گائیں بکثرت تھیں۔ آپ نے ایک موٹے تازے بچھڑے کو ذبح کر کے بھونا اور ان کے آگے رکھا۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ گائے کے گوشت کا رواج حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں طور پر تھا۔ اور مہمان کے آگے مرغوب چیز ہی رکھی جاتی ہے۔ اس لیے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کو بچھڑہ زیادہ مرغوب تھا۔ اور جو چیز انبیائے کرام میں مستعمل و مرغوب ہو وہ سنت ہوتی ہے۔ تو یہ بچھڑا سنت ابراہیم ہوا۔ اور جو اسے سنت ابراہیم سمجھ کر استعمال کرے۔ وہ اس سنت کا اجر بھی پائے گا۔ اور

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ۔ اس میں کنایہ ہے۔ ان کے نہ کھانے کا۔ ان کے ہاتھ کھانے سے نہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلے۔ یعنی انہوں نے نہ کھایا۔ تو نکرھم ای نفرھم ان سے اجنبیت محسوس فرمائی۔ واوجس ای ادرك محسوس کیا۔ منھم یعنی من جھتھم خیفۃ خوف سا محسوس فرمایا۔ تو ملائکہ چوں کہ امور قلبیہ کا علم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ قالت الملٰئکۃ رب عبدك ھذا یرید ان یعمل سیئۃ الحدیث وھو قول بان الملائکۃ یعلمون الامور القلبیۃ۔ تو انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کا خوف دیکھ کر کہا۔ لاتخف آپ خوف نہ کریں۔ انا ارسلنا ہم بھیجے گئے ہیں۔ الیٰ قوم لوط قوم لوط کی طرف۔ اور بعض اس طرف گئے کہ انہ علیہ السلام لم یعرف انھم ملائکۃ حتی قالوا لاتخف انا ارسلنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ جانا بھی نہ تھا کہ وہ فرشتے ہیں۔ جب انھوں نے عرض کیا۔ لاتخف انا ارسلنا الیٰ قوم لوط تو آپ سمجھے کہ یہ فرشتے ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے۔ کہ آپ کے خائف ہونے کا سبب یہ تھا کہ وہ بلا اجازت بیوقت آپ کے یہاں داخل ہو گئے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔ وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرنٰھا اور اس کی بیوی کھڑی تھی۔ تو ہنس پڑی۔ تو ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی۔ اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی۔ کیا میرے بچہ ہوگا۔ اور میں بوڑھی ہوں۔ اور یہ ہیں میرے خاوند بوڑھے۔ بیشک یہ تو تعجب ناک بات ہے۔ فرشتے بولے کیا تم تعجب کرتی ہو۔ اللہ کے حکم میں۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اہلبیت نبوت بیشک وہ سب خوبیوں والا عزت والا ہے اور آپ کی بیوی جو کھڑی تھیں۔ وہ حضرت سارہ تھیں۔ جو بنت ہاران بن ناحور آپ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں۔ ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں۔ وکانت نساؤھم لاتحتجب لاسیما العجائز منھم۔ اس زمانہ میں عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ خصوصاً بڑھیا عورتیں۔ اور حضرت سارہ بڑھیا تھیں۔

وہب کہتے ہیں۔ حضرت سارہ پس پردہ کھڑی تھیں۔ اور باتیں سن رہی تھیں۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ وہ کھڑی نماز میں مشغول تھیں۔ بہرحال کسی حال میں ہوں۔ وہاں موجود تھیں اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں۔ من شاء فلینظر فی روح المعانی۔ آگے ارشاد ہے۔

تو وہ ہنس پڑیں۔ ایک قول تو یہ ہے۔ کہ ضحک معروف ہی اس سے مراد ہے۔ اور یہ ضحک تھا اس سلئے کہ اجنبیت کا خوف زائل ہونے کے بعد ضحک لازمی تھا۔

یا یہ کہ قوم لوط جو اہل فساد تھی۔ اس پر عذاب کی خبر سن کر آپ کو مسرت ہوئی۔ وہ ضحک مراد ہے۔

ابن انباری کہتے ہیں۔ کہ حضرت سارہ نے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مزاحاً فرمایا اضمم الیك لوطا فانی اریٰ العذاب سینزل بقومہ وکان لوط ابن اخیہ وقیل ابن خالتہا۔

یعنی اب قوم لوط کی حفاظت کیجئے۔ میں تو دیکھ رہی ہوں۔ کہ ان کی قوم پر عذاب عنقریب آرہا ہے۔ اور یہ اس لئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی کے بیٹے بھتیجے تھے۔ خالہ کے بیٹے تھے۔ اور ایک قول ہے۔ کہ حضرت سارہ کے بھائی تھے۔ اور یہی مشہور ہے۔ حضرت سارہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صاحبزادی تھیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ ان کا ہنسنا خوف ابراہیم پر تھا۔

قتادہ فرماتے ہیں۔ كَانَ ذَالِكَ مِنْ غَفْلَةِ قَوْمِ لُوطٍ وَقُرْبِ الْعَذَابِ مِنْهُمْ یہ ہنسنا تاسف تھا غفلت قوم لوط پر اور عذاب کے قریب آ جانے پر۔

اور ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ حضرت سارہ بشارۃ اسحٰق پر تعجباً ہنسیں۔ ایک قول یہ ہے۔ کہ آپ نے تعجب کرتے ہوئے ہنسنا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ عَجَبًا لِأَضْيَافِنَا نَخْدِمُهُمْ بِأَنْفُسِنَا وَهُمْ لَا يَأْكُلُونَ طَعَامَنَا اور تعجب ہے۔ کہ ہمارے مہمان ہو کر کھانا نہیں کھاتے۔ ہم ان کی خدمت کریں۔ اور وہ ہماری خدمت قبول نہیں کرتے۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ ضحک سے مراد وہ تبسم ہے۔ جو سرور فرح کے موقع پر ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاَبُو الشَّيْخِ وَغَيْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضَحِكَتْ بِمَعْنٰى حَاضَتْ

ضحک کے معنی حائضہ ہونے پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مجاہد و عکرمہ فرماتے ہیں۔ محاورہ عرب میں بولتے ہیں۔ خرگوش جب خون حیض دینے لگتا ہے۔ تو ضَحِكَتِ الْاَرْنَبُ بولتے ہیں۔

اور فراء بھی کہتے ہیں۔ ضحک بمعنی حائض استعمال ہوتا ہے۔

اور اس پر اکثر اہل لغت متفق ہیں۔

وَالْحَيْضُ فِي الْعَادَةِ مِعْيَارٌ عَلٰى اِمْكَانِ الْحَمْلِ۔ حیض عادتاً معیار ہوتا ہے امکان الحمل کا۔

مجمع البیان میں ہے اِنَّ مَصْدَرَ ضَحِكَ بِمَعْنٰى حَاضَتْ

آگے فرمایا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ۔ اس میں بشارۃ ولادۃ اسحٰق ہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب کی بشارۃ ہے يٰوَيْلَتٰى ویل سے ہے۔ اور اصل اس کی خزی ہے۔ اور ہر رسوائی والے امور میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی تعجباً کہا۔ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ۔ کیا میں اولاد جنوں گی۔ حالانکہ میں عجوز یعنی بڑھیا ہو چکی ہوں۔ اس لئے کہ آپ کی عمر نوے سال کی ہو چکی تھی۔ اور بقول ابن اسحٰق ننانوے سال کے ہو چکے تھے۔

اور هٰذَا اسم اشارہ کے ساتھ بعلی فرما کر شیخاً کہا۔ یعنی یہ جو تم دیکھ رہے ہو۔ میرے خاوند ہیں۔ یہ بھی بوڑھے ہیں۔ یعنی سو برس یا ایک سو بیس برس کے عمر کے ہوں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل عرب بعل ایک اپنے معبود کو بھی کہتے تھے۔ اس کے ذریعہ وہ اپنے خیال میں تقرب الی اللہ حاصل کرتے تھے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ یہ تعجب ناک بات ہے۔ اس پر فرشتوں نے حضرت سارہ کو جو زوجہ محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام تھیں۔ عرض کیا۔ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔

حضور آپ تعجب کرتی ہیں۔ اللہ کے حکم سے۔ بلکہ آپ کے لئے تو کسی طرح مقام تعجب ہی نہیں۔ اس لئے آپ تو اہلبیت نبوۃ سے ہیں۔ اور اس گھر میں ہیں۔ جو معجزات اور خوارق عادات اور اللہ تعالٰے کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد ہے۔ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور وہ ذات حمید و مجید ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَیْ قُدْرَتِهٖ وَحِکْمَتِهٖ اَوْتَکْوِیْنِهٖ وَشَانِهٖ سُبْحَانَهٗ اَنْکَرُوْا عَلَیْهَا تَعَجُّبَهَا لِاَنَّهَا کَانَتْ نَاشِئَةً فِیْ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَمَهْبِطِ الْوَحْیِ وَمَحَلِّ الْخَوَارِقِ فَکَانَ حَقُّهَا اَنْ تَتَوَقَّرَ وَلَا یَزْدَهِیْهَا مَا یَزْدَهِیْ سَائِرَ النِّسَاءِ مِنْ اَمْثَالِ هٰذِهِ الْخَوَارِقِ مِنْ اَلْطَافِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ الْخَفِیَّةِ وَلَطَائِفِ صُنْعِهِ الْفَائِضَةِ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ مِمَّنْ یَتَعَلَّقُ بِاِفَاضَتِهٖ عَلَیْهِ مَشِیْئَتُهٗ تَعَالَی الْاَزَلِیَّةِ۔ لَاسِیَّمَا اَهْلُ بَیْتِ النُّبُوَّةِ الَّذِیْنَ هُمْ وَاَنْ تُسَبِّحَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَتُمَجِّدَهٗ وَتَحْمِدَهٗ وَاِلٰی ذٰلِكَ اَشَارُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ الْمُتَتَبِّعَةُ کُلُّ خَیْرٍ وَبَرَکَتِهٖ اَیْ خَیْرَاتُهُ النَّامِیَةُ الْمُتَکَاثِرَةُ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا هِبَةُ الْاَوْلَادِ۔

وَقِیْلَ الرَّحْمَةُ النُّبُوَّةُ وَالْبَرَکَاتُ الْاَسْبَاطُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ مِنْهُمْ وَکُلُّهُمْ مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اور ۲۲ پارہ میں فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ اور آل اور اہل دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰیَةِ عَلٰی دُخُوْلِ الزَّوْجَةِ فِیْ اَهْلِ الْبَیْتِ وَهُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ اِلَیْهِ السُّنِّیُّوْنَ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا فِیْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ۔

اہل سنت و جماعت کے عقیدہ میں ازواج مطہرات اہل بیت میں ہیں اور اس وجہ سے داخل ہیں کہ قرآن کریم نے بائیسویں پارہ کے شروع میں اہل البیت فرما کر ان کی تطہیر کی اور سیاق کلام میں انہی سے مخاطبہ ہے۔ اور یہاں تو صاف رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَهْلَ الْبَیْتِ فرمایا اس کا سیاق حضرت سارہ کے استعجاب قولیہ پر ہے یعنی یا لعجوز سے۔ بنا برایں عقیدہ اہل سنت قوی ہے اور تاویل کی اس میں گنجائش نہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی آلوسی بھی اسی کے موید ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

"فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ الرَّوْعُ۔ تو جب جاتا رہا ابراہیم سے خوف اور اسے خوشخبری ملی جھگڑنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگا ہم سے قوم لوط کے بارے میں بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا اللہ کے حضور رجوع لانے والا ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال اور ان سے عذاب ہٹانے کی دعا میں اصرار کو اللہ تعالیٰ جدل فرماتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بارگاہ جلت مجدہ میں کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ البتہ تقرب خلت یا قرب محبوبیت کے ناز پر سوال بالاصرار کو یُجَادِلُنَا فرمایا گیا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ یُجَادِلُنَا رُسُلَنَا فِیْ حَالِہِمْ وَشَأْنِہِمْ۔ یُجَادِلُنَا سے مراد ملائکہ سے جھگڑنے کے ہیں۔ اور اس قصہ کے متعلق یہ واقعہ ہے جو سورۂ عنکبوت میں ہے وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاہِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا اِنَّا مُہْلِکُوْا اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اِنَّ اَھْلَھَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ قَالَ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا یعنی جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو کہنے لگے ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں بے شک اس بستی والے ظالم ہیں تو (ابراہیم نے) کہا بے شک اس بستی میں لوط ہے۔

فَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا مُجَادَلَتُہٗ وَعُدَّ ذٰلِکَ مُجَادَلَتُہٗ لِاَنَّ مَا لَہٗ ھُوَ عَلٰی مَا قِیْلَ۔ تو یہ مکالمہ حضرت خلیل نے مجادلہ کے طور پر فرمایا کہ اس بستی میں جب حضرت لوط علیہ السلام بھی ہیں تو تم انہیں بھی اس بستی کے ساتھ ہلاک کرو گے۔ پھر فرمایا۔

کَیْفَ تُھْلَکُ قَرْیَۃٌ فِیْھَا مِنْ مُؤْمِنٍ غَیْرُ مُسْتَحِقٍّ لِلْعَذَابِ کیسے وہ بستی ہلاک کی جائے گی جس میں ایک مومن ایسا بھی ہو جو مستحق عذاب نہ ہو۔

اس پر جواب دیا گیا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْھَا لَنُنَجِّیَنَّہٗ وَاَھْلَہٗ اِلَّا امْرَاَتَہٗ ہم خوب جانتے ہیں جو اس بستی میں ہے البتہ نجات دیں گے ہم اسے اور اس کے اہل کو مگر اس کی بیوی کو کہ وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ فِیْھَا خَمْسُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَتُھْلِکُوْنَھَا قَالُوْا لَا قَالَ فَثَلَاثُوْنَ قَالُوْا لَا قَالَ فَعِشْرُوْنَ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنْ کَانَ فِیْھِمْ عَشَرَۃٌ اَوْ خَمْسَۃٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ فِیْھَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَتُھْلِکُوْنَھَا قَالُوْا لَا فَعِنْدَ ذٰلِکَ قَالَ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا)۔

یہ تو بتاؤ اگر اس بستی میں پچاس مسلمان ہوں تو اس بستی کو ہلاک کرو گے فرشتے بولے نہیں فرمایا اگر تیس ہوں تو عرض کیا نہیں فرمایا تو جب بیس ہوں تو ہلاک کرو گے عرض کیا نہیں فرمایا اگر دس یا پانچ ہوں تو عرض کیا نہیں فرمایا اچھا یہ بتاؤ اگر ایک مسلمان ہو تو ہلاک کرو گے عرض کیا نہیں تو پھر فرمایا اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا۔ اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بستی میں لوط ہیں۔ اس کے بعد جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔

"یٰاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ اے ابراہیم اس خیال سے اعراض کہ بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے جو واپس نہ لوٹے گا۔"

یعنی جواب میں ملائکہ نے کہا کہ حضور اس خیال کو چھوڑ دیجئے۔ یہ تو آپ کے رب کا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ اور جب حکم نافذ ہو جاتا ہے تو ردّ نہیں ہوا کرتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ قُلْنَا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کہا اے ابراہیم اس خیال سے اعراض کرو۔ یہ تمہارے رب کا حکم ہے جو ردّ نہ ہوگا۔

"وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس انسے غم ہوا اور وہ ان کے آنے سے تنگ دل ہوئے"۔

اس لیے کہ یہ فرشتے ... حسین شکل میں آئے تھے اور آپ اپنی قوم کی بدعادت سے واقف تھے۔ اس وجہ سے ان کا ایسے ماحول میں آنا آپ کو بار گذرا۔ اور فرمانے لگے۔

"یہ دن بہت سختی کا ہے"۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کی طرف چلے لوط علیہ السلام کی بستی ابراہیم علیہ السلام کی بستی سے چار فرسخ پر تھی اور فرسخ کو فارسی میں فرسنگ کہتے ہیں۔ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور ہر میل چار ہزار گز کا اور ہر گز چھ مشت یا چوبیس انگلی کا ہوتا ہے (لمعات لوکھنوری)

یہ فرشتے غلمان اور حسین شبیہ میں وہاں پہنچے تو آپ کو ان کا آنا اس وجہ سے ناگوار گذرا کہ اگر قوم کے شریر ادھر کو آئے اور آپ ان کے دفع سے عاجز آئیں تو آپ کو یہ بات ناگوار تھی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بستی میں آٹھ میل کا فاصلہ تھا کہ یہ فرشتے دن ڈھلتے وقت پہنچے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام اپنی کھیتی میں پایا۔

ایک قول ہے کہ انہوں نے آپ کی ایک صاحبزادی کو دیکھا کہ نہر سدوم سے پانی کھیت کو دے رہی تھیں تو انہوں نے راستہ پوچھا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے ہم مہمان ہیں صاحبزادی ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئیں اور کہنے لگیں مَکَانَکُمْ آپ یہیں ٹھہریں وَذَهَبَتْ اِلٰی اَبِیْهَا اور وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو مہمانوں کی خبر دی حضرت لوط علیہ السلام ان کی طرف تشریف لائے انہوں نے کہا ہم آج رات آپ کے مہمان رہنا چاہتے ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے اس قوم کے اعمال کا حال نہیں سنا۔ فرشتوں نے عرض کیا ان کے کیا عمل ہیں۔ لوط علیہ السلام نے فرمایا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُشْہِدُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّہُمْ شَرُّ قَوْمٍ فِی الْاَرْضِ وَقَدْ کَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ لِلْمَلٰئِکَۃِ لَا تُعَذِّبُوْھُمْ حَتّٰی یَشْہَدَ عَلَیْہِمْ لُوْطٌ اَرْبَعَ شَہَادَاتٍ ۔

جب آپ نے ایک بار یہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام نے آپس میں فرمایا یہ تو ایک بار شہادت ہوئی پھر انہوں نے دوبارہ سوال کیا آپ نے دوبارہ ان کی بدچلنی پر قسم اٹھائی پھر ان سے سوال کیا حتی کہ چار بار شہادت مکمل ہوگئی اور یہ فرشتے بستی میں داخل ہوگئے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی ساتھ آگئے۔

اور جناب باری تعالےٰ کی طرف سے فرشتوں کو یہ حکم تھا کہ چار بار شہادت لوط علیہ السلام لیے بغیر ان کی قوم پر عذاب نہ کرنا چنانچہ انہوں نے وہ نصاب شہادت پورا کر لیا۔

" وَضَاقَ بِہِمْ ذَرْعًا اور تنگ ہوگئے حضرت لوط پر ذرع یعنی کوشش اور طاقت۔ اس کے حاصل معنے تنگ دل ہونے کے ہوئے اور آپ نے فرمایا وَقَالَ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ اور کہا یہ بڑی سختی کا دن ہے آگے ارشاد ہے۔

کشاف میں ہے کہ عرب اپنے محاورہ میں ضَیِّقُ الذِّرَاعِ بولتے ہیں جو عبارت ہے فقدان طاقت سے اور یَوْمٌ عَصِیْبٌ کا ترجمہ یوم شدید لکھتے ہیں۔ وَاَصْلُہٗ مِنَ الْعَصْبِ بِمَعْنَی الشَّدِّ کَاَنَّہٗ مِلَّاۃٌ تُنْشَرُہٗ عُصَبٌ بَعْضُہٗ بِبَعْضٍ۔

"وَجَاءَہٗ قَوْمُہٗ یُہْرَعُوْنَ اِلَیْہِ"۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نکلی اور اپنی قوم کو کہہ آئی کہ حضرت لوط کے یہاں نہایت حسین وجمیل اَمرد لڑکے مہمان آئے ہیں ان کے حسن کا مقابل آج تک دیکھا نہیں گیا یہ سنتے ہی وہ شریر النفس لوگ

"آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور انہیں پہلے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی ہوئی تھی"

یہ سب مکان میں آگئے ان میں کچھ شرم وحیا باقی نہ رہی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ یُہْرَعُوْنَ کا ترجمہ فرماتے ہیں۔ اَیْ یَسْتَحِثُّوْنَ اِلَیْہِ کَاَنَّہٗ یَحُثُّ بَعْضُہُمْ بَعْضًا اَوْ یَحُثُّہُمْ کَبِیْرُھُمْ وَیَسُوْقُہُمْ یعنی ایک پر ایک گرتے ہوئے طمع فاحش کے لیے دوڑے ہوئے آئے تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی اور کہا۔

" قَالَ یٰقَوْمِ اے میری قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں"۔

یعنی انہیں فرمایا کہ عادت خبیثہ چھوڑ دو اور اپنی بیویوں سے تمتع کرو جو میری قوم کی بیٹیاں ہیں۔ یہاں حضرت لوط علیہ السلام نے شفقتاً قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا لیکن یہ حسن خلق تو ان کو فائدہ مند تھا جو انسان ہوتے یہ تو اپنے وحشیانہ معاشرے میں حیوانوں سے بھی گئے گذرے تھے۔ ان میں دنیا کے تمام عیب آ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چکے تھے۔

فحش کار تھے تو ایسے کہ ان کی نظیر نہ تھی۔ مکاء وصفیر کے علاوہ لہو ولعب کبوتر بازی۔ قمار بازی مسخری وغیرہ تمام ہی عیب تھے هٰؤُلَاءِ بَنٰتِیْ پر روح المعانی میں چند توجیہات ہیں۔

اول یہ کہ لفظی ترجمہ کے اعتبار سے آپ نے اپنی صاحبزادیاں پیش فرمائیں۔ اور انہیں کہا کہ ان سے عقد کر لو مگر اپنے خبث باطن کی بنا پر اسے قبول نہ کیا۔ اب یہ سوال کہ تزویج مومنات بالکفار کیسے ہو سکتی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ تَزْوِیْجُ الْمُؤْمِنَاتِ مِنَ الْکُفَّارِ فَاِنَّہٗ کَانَ جَائِزًا وَقَدْ زَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِبْنَتَہٗ زَیْنَبَ لِاَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَابْنَتَہٗ رُقَیَّۃَ لِعُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ لَھَبٍ قَبْلَ الْوَحْیِ وَکَانَا کَافِرَیْنِ۔

اِلَّا اَنَّ عُتْبَۃَ بْنَ اَبِیْ لَھَبٍ لَمْ یَدْخُلْ بِھَا وَفَارَقَھَا بِطَلَبِ اَبِیْہِ حِیْنَ نَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ فَتَزَوَّجَھَا عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

وَاَبَا الْعَاصِ کَانَ قَدْ دَخَلَ بِھَا لٰکِنْ لَمَّا اُسِرَ یَوْمَ بَدْرٍ وَفَادٰی نَفْسَہٗ اَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھَا اِذَا فَاَرْسَلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ وَرَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ طَلَبِھَا فَجَاءَا بِھَا ثُمَّ اِنَّہٗ اَسْلَمَ وَاَتَی الْمَدِیْنَۃَ فَرَدَّھَا عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ۔

مومنہ لڑکی کا عقد کافر سے قبل نزول وحی جائز تھا چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا عقد ابو العاص بن ربیع سے کیا اور حضرت رقیہ کا عقد عتبہ بن ابو لہب سے کیا لیکن یہ دونوں عقد قبل نزول وحی ہوئے اور ابو العاص اور عتبہ دونوں کافر تھے۔

مگر عتبہ نے تعلق زوجیت عمل میں لانے سے پہلے ہی مفارقت کر دی اس لیے کہ اس کے باپ ابو لہب نے اسے علیحدہ ہونے کا حکم دیا تھا جبکہ سورۂ تَبَّتْ یَدَا نازل ہوئی تو اس سے جل کر اس نے اپنے [illegible] کرائی اور یہ وہ صاحبزادی ہیں جن کا عقد حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

اور ابو العاص کے یہاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا آباد رہیں لیکن جب [illegible] کے مقابل جان دینے پر آمادہ ہو گیا تو حضور نے اس سے عہد لیا کہ وہ حضور کی صاحبزادی کو واپس [illegible] جب لوٹ کر آئے گا۔

چنانچہ حضور نے اس کے پاس مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو حضرت زید بن حارثہ اور دو آدمی انصار سے صاحبزادی کو لینے کے لیے بھیجے اور وہ انہیں لے کر آ گئے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر عاص بن ربیع اسلام لے آئے اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضور نے حضرت زینب نکاح جدید کے ساتھ ان کے عقد میں دیں۔

ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ عقد پر ہی دیں۔

دوسرا قول یہ ہے جو حسن بن فضل سے ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی صاحبزادیاں انہیں پیش فرمائیں اور اس پر علامہ زجاج متفق ہیں اور اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لوط علیہ السلام میں مسلمہ کا عقد کافر سے جائز نہ تھا۔

اور ایک تیسرا قول یہ ہے کہ دو آدمی اس قوم کے سردار تھے جن کا کہنا قوم مانتی تھی تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ دونوں صاحبزادیوں کا عقد ان سے فرما دیں اور ان دو صاحبزادیوں کے سوا اور کوئی صاحبزادی نہ تھی۔ جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا نام زعوراء تھا اور دوسری کا نام زیتا تھا

چوتھا قول یہ ہے کہ آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔

پانچواں قول یہ ہے کہ یہ رشتہ بشرط اسلام آپ اکراماً للضیف کرنا گوارہ فرما رہے تھے جو غایت کرم اور وسعت اخلاق کی دلیل ہے۔

اور چھٹا قول وہ ہے جس کی بنا پر ہم نے هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کے ترجمہ میں میری قوم کی بیٹیاں لکھا اور اس کی سند بھی سابقہ اقوال سے اقوی اور اصح ہے حَيْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَّمُجَاهِدٍ وَابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ عَسَاكِرٍ عَنِ السُّدِّيِّ اَنَّ الْمُرَادَ بِبَنَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِسَاءُ اُمَّتِهٖ وَالْاِشَارَةُ بِهٰؤُلَاءِ لِتَنْزِيْلِهِنَّ مَنْزِلَةَ الْحَاضِرِ عِنْدَهٗ وَاِضَافَتُهُنَّ اِلَيْهِ لِاَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ اَبٌ لِاُمَّتِهٖ وَفِيْ قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ۔

ابو الشیخ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

اور ابن ابی حاتم ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے

اور مجاہد

اور ابن ابی الدنیا

اور ابن عساکر سدی سے راوی ہیں کہ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ سے مراد نساء امت لوط علیہ السلام ہیں اور ہٰؤلاء کے ساتھ جو اشارہ ہے تنزیلیہ ہے کہ وہ سب بمنزلہ حاضر کے ہیں ان کے لیے

اور یہ اضافت حضرت لوط علیہ السلام کی طرف سب کی بیبیاں ہونے کی اس وجہ میں ہے کہ ہر نبی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بمنزلہ باپ کے ہے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ آیا ہے تو گویا بقراءت ابن مسعود وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ منصوص قطعی ہے یعنی نبی ان سب کے باپ ہیں اور ان کی بیویاں سب کی مائیں ہیں۔ فافہم وتدبر

اور قراءت ابی میں اس طرح ہے وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ۔

اور ھُوَ اَطْھَرُ لَکُمْ پر فرماتے ہیں وَیُرَادُ مِنَ الطَّھَارَۃِ عَلَی الْاَوَّلِ الطَّھَارَۃُ الْحِسِّیَّۃُ وَھِیَ الطَّھَارَۃُ عَمَّا فِی اللِّوَاطَۃِ مِنَ الْاَذٰی وَالْخَبَثِ۔ اس میں طہارت حسی کا اظہار ہے جو لواطت کی اذیت اور خبث سے پاک ہے۔

اور طہارت معنوی یہ ہے کہ تنزہ فحش سے اور گناہ کبیرہ سے حاصل ہو۔ انتہی مختصراً

"فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ"۔ کے متعلق مفہوم واضح ہے کہ مہمان کی بے حرمتی میزبان کی ذلت ہے اس پر آپ نے فرمایا۔ اس پر اس بے حیا قوم نے یہ جواب دیا جو آگے ارشاد ہے۔

"قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ (بولے ولے لوط) آپ جانتے ہیں کہ آپ کی قوم کی بیٹیوں میں ہمارا حق نہیں"۔

یعنی ہماری خوئے بد ہمیں لڑکیوں کی طرف راغب نہیں ہونے دیتی۔ ہمیں تو گندگی منہ لگ گئی ہے۔

"اور آپ جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں"۔ یعنی ہم خوگر فواحش ہو چکے ہیں ہمیں وہ چیز جس کی ہمیں رغبت ہے قوم کی بیٹیوں میں حاصل نہیں۔

"قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً۔ فرمایا (لوط علیہ السلام نے) اے کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط جگہ پناہ لیتا"۔

یعنی اگر میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میرا قبیلہ ہوتا جو میری مدد کرتا تو مقابلہ اور مقاتلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے آپ یہ گفتگو فرما رہے تھے۔ قوم نے چاہا کہ دیوار توڑ دے اس پر حضرت لوط علیہ السلام اضطراب میں تھے تو۔

"قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ۔ فرشتوں نے کہا حضرت آپ فکر نہ کریں ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ آپ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تو آپ نکل جائیں معہ گھر والوں کے راتوں رات اور تم میں سے کوئی پھر کر نہ دیکھے مگر آپ کی بیوی (کا فرہ) اسے بھی وہی مصیبت آنی ہے جو انہیں آئے گی بے شک ان کے (عذاب کا) وعدہ صبح کے وقت ہے۔ کیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبح قریب نہیں ہے"۔

حضرت آپ کا پایہ مضبوط ہے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ دروازہ کھول دیجئے اور انہیں ہماری طرف آنے دیجئے وہ آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے حضرت لوط علیہ السلام نے دروازہ کھول دیا اور قوم کے غبثا و حمقاء مکان میں گھس گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنا بازو ان کے منہ پر مارا سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کے مکان سے نکل کر بھاگے انہیں راستہ نظر نہ آیا ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے لوط کے یہاں بڑے جادوگر ہیں انہوں نے ہم پر جادو کر دیا۔ پھر فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ اب یہاں سے چلے جائیں اور اپنے گھر والے بھی ساتھ لے جائیں حضرت لوط علیہ السلام نے دریافت کیا یہ عذاب ان پر کب ہوگا حضرت جبریل نے عرض کی صبح اس عذاب کا وقت ہے اور صبح قریب ہے۔

"فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر والوں کو نیچے کر دیا اور اس قوم پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے جو نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں"۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کے طبقہ کو روح الامین نے اپنا بازو ڈال کر ان پانچوں شہروں کو جس میں سدوم سب سے بڑا تھا اس میں چار لاکھ آبادی تھی اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچیں اور ایسی صفائی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی بھی نہ چھلکا اور کوئی سویا ہوا بیدار نہ ہوا پھر اسے اوندھا کر کے زمین پر دے مارا۔ مدائن قوم لوط کے پانچ شہر تھے، صبعہ، صعرہ، عصرہ، دوما، سدوم۔ اور سب میں بڑا شہر سدوم تھا۔ اس میں حضرت لوط علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ قتادہ کہتے ہیں اس میں چار لاکھ کی آبادی تھی (روح المعانی)

قتادہ کہتے ہیں ان کنکروں پتھروں پر سرخ خطوط تھے (روح المعانی)

حسن و سدی کہتے ہیں کہ ان پر مہر لگی ہوئی تھی۔

ایک قول ہے جس پتھر سے جس کی موت مقدر تھی اس کا نام اس پر تھا (روح المعانی)

اصل عبارت روح المعانی کی یہ ہے رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَغْلَقَ بَابَہٗ دُوْنَ اَضْیَافِہٖ وَاَخَذَ یُجَادِلُ قَوْمَہٗ عَنْھُمْ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَتَسَوَّرُوا الْجِدَارَ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مَا عَلٰی لُوْطٍ مِّنَ الْکَرْبِ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ بِضَرَرٍ وَّلَا مَکْرُوْہٍ فَافْتَحِ الْبَابَ وَدَعْنَا وَاِیَّاھُمْ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلُوْا فَاسْتَاْذَنَ جِبْرِیْلُ رَبَّ الْعِزَّۃِ فِیْ عُقُوْبَتِھِمْ فَاَذِنَ لَہٗ فَلَمَّا دَنَوْا طَمَسَ اَعْیُنَھُمْ فَانْطَلَقُوْا عُمْیًا یَرْکَبُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا وَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ النَّجَا النَّجَا فَاِنَّ فِیْ بَیْتِ لُوْطٍ (عَلَیْہِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

السَّلَامُ) قَوْمٌ سَحَرَةٌ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَغْلَقَ الْبَابَ عَلٰی ضَیْفِہٖ فَجَاءُوْا وَکَسَرُوا الْبَابَ فَطَمَسَ جِبْرِیْلُ اَعْیُنَہُمْ فَقَالُوْا یَا لُوْطُ جِئْتَنَا بِسَحَرَۃٍ وَتَوَعَّدُوْہُ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً قَالَ یَذْہَبُ ہٰؤُلَاءِ وَیَذَرُوْنِیْ فَعِنْدَہَا قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا تَخَفْ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ فَاَسْرِ بِاَہْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْقِطَعِ مِنَ الْاِسْرَاءِ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا یَنْظُرُ اِلٰی وَرَائِہٖ۔

وَکَذَا یُقَرُّ لِلُوْطٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِاَہْلِہٖ اَیْ لَا یَلْتَفِتْ اَحَدٌ مِّنْکَ وَمِنْ اَہْلِکَ اِلَّا امْرَاَتَکَ۔

چنانچہ جب حضرت لوط علیہ السلام جب معہ بیوی بچوں کے نکلے تو حکم فرمایا کوئی پھر کر نہ دیکھے۔ چنانچہ جب عذاب کے ساتھ آوازیں سنی گئیں تو وہی کافرہ بیوی پکاری یَا قَوْمَاہُ فَاَدْرَکَہَا الْحَجَرُ فَقَتَلَہَا "ہائے میری قوم" تو ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر گیا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاہُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰىکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝

وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَاءَہُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ۝

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنْتَ

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور نہ کمی کرو ناپ اور تول میں بیشک میں تمہیں دیکھتا ہوں آسودہ حال اور میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے گھیر لینے والے دن کے

اور اے میری قوم پورا کرو ناپ اور تول انصاف سے اور نہ گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو فساد کرتے زمین میں

جو بچے اللہ کا دیا وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان والے اور نہیں میں تم پر نگہبان

بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں انہیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا ہم نہ کریں اپنے مالوں میں جو چاہیں [illegible]

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

بڑے بردبار نیک چلن ہو۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

فرمایا اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھے رزق دیا اپنے پاس سے اچھا رزق اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں جس بات سے منع کروں خود ہی اس کے خلاف کرنے لگوں میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تمہیں سنواروں۔ جہاں تک ہو سکے اور میری توفیق اللہ کی طرف سے ہے اس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝

اور اے میری قوم تمہیں آنا مجرم نہ بنا دے میری ضد کہ تمہیں بھی پہنچے اسی طرح جو پہنچا قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کو اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں۔ اور بخشش مانگو اپنے رب سے پھر اس کی طرف رجوع ہو بے شک میرا رب بخشنے والا محبت والا ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ز وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝

بولے اے شعیب ہم نہ سمجھ سکے بہت سی تمہاری باتیں اور ہم تمہیں دیکھتے ہیں اپنے میں ضعیف اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تم پر پتھراؤ کر دیا تھا اور نہیں تم ہم میں عزت والے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

فرمایا اے میری قوم کیا میرا کنبہ زیادہ عزت والا ہے اللہ سے اور اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے بے شک میرا رب جو کچھ تم کرتے ہو سب پر محیط ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝

اور اے میری قوم تم اپنا کام کیے جاؤ اپنی جگہ میں میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب جان لو گے کس پر آتا ہے وہ عذاب جو رسوا کرے گا اس کو اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ o

ہوں۔
اور جب آیا ہمارا حکم نجات دی ہم نے شعیب کو اور انہیں جو ایمان لائے اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا انھیں جو ظالم تھے چنگھاڑ نے تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ o

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے خبردار دور ہوں مدین والے جیسے دور ہوئے ثمود

حلِ لغات آٹھواں رکوع سورۂ ہود۔ پ ۱۲

وَاِلٰی۔ اور طرف	مَدْيَنَ۔ مدین کی	اَخَاهُمْ۔ انکے بھائی	شُعَيْبًا۔ شعیب کو
قَالَ۔ کہا	يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	اللّٰهَ۔ اللہ کی
مَا۔ نہیں ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْ اِلٰهٍ۔ کوئی معبود	غَيْرُهٗ۔ سوائے اسکے
وَلَا۔ اور	تَنْقُصُوا۔ کم کرو	الْمِكْيَالَ۔ ماپ	وَالْمِيْزَانَ۔ اور تول
اِنِّیْ۔ بے شک میں	اَرٰىكُمْ۔ دیکھتا ہوں تم کو	بِخَيْرٍ۔ بھلائی سے	وَاِنِّیْ۔ اور بیشک میں
اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	عَذَابَ۔ عذاب	يَوْمٍ۔ دن
مُّحِيْطٍ۔ گھیرنے والے سے	وَيٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم	اَوْفُوا۔ پورا کرو	الْمِكْيَالَ۔ ماپ
وَالْمِيْزَانَ۔ اور تول	بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے	وَلَا۔ اور نہ	تَبْخَسُوا۔ کم دو
النَّاسَ۔ لوگوں کو	اَشْيَآءَهُمْ۔ انکی چیزیں	وَلَا۔ اور نہ	تَعْثَوْا۔ پھرو
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	مُفْسِدِيْنَ۔ فساد کرنے والے	بَقِيَّتُ۔ جو بچے	اللّٰهِ۔ اللہ کا دیا
خَيْرٌ۔ بہتر ہے	لَّكُمْ۔ تمہارے لیے	اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔ ایمان
وَمَا۔ اور نہیں	اَنَا۔ میں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	بِحَفِيْظٍ۔ نگہبان
قَالُوْا۔ بولے	يٰشُعَيْبُ۔ اے شعیب	اَصَلٰوتُكَ۔ کیا تیری نماز	تَاْمُرُكَ۔ حکم کرتی ہے تجھے
اَنْ۔ یہ کہ	نَّتْرُكَ۔ ہم چھوڑ دیں	مَا يَعْبُدُ۔ جو پوجتے تھے	اٰبَآؤُنَآ۔ ہمارے باپ
اَوْ۔ یا	اَنْ۔ یہ کہ	نَّفْعَلَ۔ کریں ہم	فِیْ اَمْوَالِنَا۔ اپنے مالوں میں
مَا نَشٰٓؤُا۔ جو ہم چاہیں	اِنَّكَ۔ بے شک تو	لَاَنْتَ۔ یقیناً تو	الْحَلِيْمُ۔ بردبار ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرَّشِیْدُ۔ نیک چلن　قَالَ۔ کہا　یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم　اَرَءَیْتُمْ۔ بھلا بتلاؤ

اِنْ۔ اگر　کُنْتُ۔ ہوں میں　عَلٰی۔ اوپر　بَیِّنَۃٍ۔ دلیل کے

مِّنْ رَّبِّیْ۔ اپنے رب سے　وَرَزَقَنِیْ۔ اور رزق دیا اسنے مجھے　مِنْہُ۔ اپنی طرف سے　رِزْقًا۔ رزق

حَسَنًا۔ اچھا　وَمَا۔ اور نہیں　اُرِیْدُ۔ چاہتا ہیں　اَنْ۔ یہ کہ

اُخَالِفَکُمْ۔ مخالفت کروں میں تمہاری　اِلٰی مَا۔ اس چیز میں جو　اَنْھٰکُمْ۔ میں تمہیں روکتا ہوں

عَنْہُ۔ اس سے　اِنْ۔ نہیں　اُرِیْدُ۔ چاہتا ہیں　اِلَّا۔ مگر

الْاِصْلَاحَ۔ درستی　مَا اسْتَطَعْتُ۔ جتنی میری طاقت ہے　وَمَا۔ اور نہیں ہے

تَوْفِیْقِیْٓ۔ میری توفیق　اِلَّا۔ مگر　بِاللّٰہِ۔ اللہ سے　عَلَیْہِ۔ اسی پر

تَوَکَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا　وَاِلَیْہِ۔ اور اسی کی طرف　اُنِیْبُ۔ رجوع ہوتا ہوں　وَیٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ۔ نہ مجرم بنا دے تم کو　شِقَاقِیْٓ۔ میری مخالفت　اَنْ۔ یہ کہ

یُّصِیْبَکُمْ۔ پہنچے تمکو　مِّثْلُ مَآ۔ مثل اسکی جو　اَصَابَ۔ پہنچا　قَوْمَ نُوْحٍ۔ قوم نوح کو

اَوْ قَوْمَ۔ یا قوم　ھُوْدٍ۔ ہود کو　اَوْ قَوْمَ۔ یا قوم　صٰلِحٍ۔ صالح کو

وَمَا۔ اور نہیں ہے　قَوْمُ۔ قوم　لُوْطٍ۔ لوط　مِّنْکُمْ۔ تم سے

بِبَعِیْدٍ۔ کچھ دور　وَاسْتَغْفِرُوْا۔ اور بخشش مانگو　رَبَّکُمْ۔ اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا۔ پھر توبہ کرو　اِلَیْہِ۔ اس کی طرف　اِنَّ رَبِّیْ۔ بیشک میرا رب　رَحِیْمٌ۔ مہربان ہے

وَّدُوْدٌ۔ محبت کرنے والا　قَالُوْا۔ بولے　یٰشُعَیْبُ۔ اے شعیب　مَا نَفْقَهُ۔ نہیں سمجھتے ہم

کَثِیْرًا۔ بہت سی　مِّمَّا۔ وہ باتیں　تَقُوْلُ۔ جو تو کہتا ہے　وَاِنَّا۔ اور بے شک

لَنَرٰىکَ۔ ہم دیکھتے ہیں تجھے　فِیْنَا۔ اپنے اندر　ضَعِیْفًا۔ کمزور　وَلَوْلَا۔ اور اگر نہ ہوتی

رَھْطُکَ۔ تیری برادری　لَرَجَمْنٰکَ۔ تو تجھ پر ہم پتھراؤ کرتے　وَمَآ اَنْتَ۔ اور نہیں تو

عَلَیْنَا۔ ہم پر　بِعَزِیْزٍ۔ غالب　قَالَ۔ کہا　یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم

اَرَھْطِیْٓ۔ کیا میری برادری　اَعَزُّ۔ زیادہ عزیز ہے　عَلَیْکُمْ۔ تم پر　مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے

وَاتَّخَذْتُمُوْہُ۔ اور پکڑ لیا تم نے اسکو　وَرَآءَکُمْ۔ اپنے پیچھے　ظِھْرِیًّا۔ ڈالا ہوا

اِنَّ۔ بے شک　رَبِّیْ۔ میرا رب　بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ تمہارے عملوں کو

مُحِیْطٌ۔ گھیرنے والا ہے　وَیٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم　اعْمَلُوْا۔ عمل کرو　عَلٰی۔ اوپر

مَکَانَتِکُمْ۔ اپنی جگہ کے　اِنِّیْ۔ بے شک میں بھی　عَامِلٌ۔ عمل کرنے والا ہوں　سَوْفَ۔ جلدی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

تَعْلَمُوْنَ۔ جانوگے تم	مَنْ۔ کہ کس کے	یَّاْتِیْہِ۔ آتا ہے	عَذَابٌ۔ عذاب
یُّخْزِیْہِ۔ جو رسوا کرے اسے	وَمَنْ۔ اور کون ہے	ھُوَ۔ وہ	کَاذِبٌ۔ جھوٹا
وَارْتَقِبُوْا۔ اور انتظار کرو	اِنِّیْ۔ بے شک میں	مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ	رَقِیْبٌ۔ انتظار کرنے والا ہوں
وَلَمَّا۔ اور جب	جَآءَ۔ آیا	اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم	نَجَّیْنَا۔ نجات دی ہم نے
شُعَیْبًا۔ شعیب کو	وَّالَّذِیْنَ۔ اور ان کو	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	مَعَہٗ۔ اس کے ساتھ
بِرَحْمَۃٍ۔ رحمت	مِّنَّا۔ اپنی سے	وَاَخَذَتِ۔ اور پکڑ لیا	الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے
ظَلَمُوا۔ ظلم کیا	الصَّیْحَۃُ۔ چنگھاڑ نے	فَاَصْبَحُوْا۔ پھر ہو گئے	فِیْ دِیَارِھِمْ۔ اپنے گھروں میں
جٰثِمِیْنَ۔ گھٹنوں کے بل	کَاَنْ۔ گویا کہ	لَّمْ یَغْنَوْا۔ نہ بسے تھے وہ	فِیْھَا۔ اس میں
اَلَا۔ خبردار ہے	بُعْدًا۔ دوری ہے	لِّمَدْیَنَ۔ مدین والوں کو	کَمَا۔ جیسے کہ
بَعِدَتْ۔ دوری ہوئی	ثَمُوْدُ۔ ثمود کو		

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

" وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور مدین کی طرف ان کی برادری میں سے شعیب کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں "

یعنی باشندگان شہر مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اسی قوم میں سے تھے آپ نے انہیں اول تو توحید و عبادت الٰہی کی ہدایت فرمائی کہ تمام امور میں یہی اہم ہے پھر وہ جن بدعادتوں میں مبتلا تھے ان سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی جیسا کہ آگے ارشاد الٰہی ہے۔

" وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ اور نہ کمی کرو پیمانہ اور تول میں بے شک میں تمہیں دیکھتا ہوں آسودہ حال اور مجھے تم پر خوف ہے گھیر لینے والے عذاب کے دن کا۔"

یہ وہ عذاب ہوگا جس سے کسی کو رہائی نہ ملے گی اور تمام مجرم ہلاک ہوں گے اس میں بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ عذاب یوم سے مراد عذاب آخرت ہے۔

" وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ اور اے میری قوم پیمانہ اور تول پورا کیا کرو انصاف کے ساتھ اور نہ گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد مچاتے پھرو زمین میں جو بچے اللہ کا دیا ہوا وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر ہو تم ایمان والے"۔

https://ataunnabi.blogspot.com/
Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی مال حرام سے اجتناب کرنے کے بعد تمہاری تجارت میں جو بچے وہ تمہارے لیے مبارک ہے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پورا ناپنے کے بعد اور صحیح تول کر دینے کے بعد جو بچے وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

بخس سے مراد مکس ہے جو نقصان کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ کے معنی ہوئے لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

عثی کہتے ہیں قطع طریق یعنی راہزنی اور دھوکے کو تو وَلَا تَعْثَوْا کے معنی ہوئے نہ راہزنی کرتے پھرو (روح المعانی)

"وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور میں تم پر کچھ نگہبان نہیں ہوں"۔ کہ افعال و حرکات کو پکڑوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء کو حرب کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام ہمارے حضور سید الانبیاء خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ اور بعض وہ تھے کہ جنہیں حرب کی اجازت نہ تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام بھی انہیں میں سے ہیں۔ آپ تمام دن لوگوں کو وعظ فرماتے اور تمام شب نماز میں مشغول رہتے۔ قوم کہتی حضرت اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے نماز بھلائی کی طرف لے جاتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے تو وہ تمسخر کرتے مذاق اڑاتے چنانچہ آگے اس کا تذکرہ ہے۔

"قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ان کی عبادت ترک کر دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں آپ تو بڑے بردبار اور نیک چلن ہیں"۔

گویا وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب میں کہتے کہ ہمارا مال ہے کم دیں یا زیادہ یہ کہاں کی عقل کی بات ہے کہ ہمیں ہی ہمارے مال میں تصرف کرنے سے آپ روکتے ہیں۔ ہمیں ہمارے مال میں اختیار ہے چاہیں کم دیں یا پورا تولیں تو آپ نے فرمایا۔

"قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ فرمایا اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں یعنی بصیرت و ہدایت پر" اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی"۔

یعنی مال حلال اور ہدایت و معرفت یا نبوت و رسالت تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بت پرستی اور شرک و کفر اور معصیت سے نہ روکوں اس لیے کہ انبیاء کرام کی بعثت ہی اسی لیے ہوتی ہے۔

"وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود ہی اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے خلاف کرنے لگوں"۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلم اور نیک چلن ہونے کا اعتراف کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء نہ تھا بلکہ ان کا مدعا یہ تھا کہ آپ باوجود حلم اور کمال عقل کے ہمیں ہمارے مال میں اپنی مرضی کے موافق تصرف کرنے سے کیوں روکتے ہیں اس کا جواب حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ دیا کہ جب تم میرے کمال عقل کے معترف ہو تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے جو بات اپنے لیے پسند کی وہ یقیناً صحیح ہوگی اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترک خیانت ہے اور اس پر پابندی سے عامل ہوں اور تمہیں بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہی طریقہ قرین عقل ہے۔

"اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہوسکے تمہاری اصلاح ہو اور میری توفیق تو اللہ کے ساتھ ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع اور اے میری قوم تمہیں میری ضد اس درجہ نہ پہنچا دے کہ تم پر وہی (عذاب) آجائے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آیا اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں ہے"۔

یعنی اسے تباہ ہوئے کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور نہ وہ کچھ دور کے رہنے والے تھے ان کے حال سے تمہیں عبرت پکڑنا چاہئے۔

"وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اور اپنے رب سے معافی مانگو پھر اسی کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے بولے اے شعیب ہم تیری بہت سی باتیں نہیں سمجھتے اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں ضعیف دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم تم پر پتھراؤ کر دیتے اور ہم میں تم کچھ عزت والے نہیں۔ فرمایا اے میری قوم کیا تم میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ سمجھتے ہو اور تم نے اسے اپنی پشت ڈال رکھا ہے بے شک میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو سب پر محیط ہے اور اے میری قوم (اب) تم اپنی جگہ کام کرو میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب جان لوگے جس پر عذاب رسوا کرنے والا آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں"۔

سرکش قوم والے کہنے لگے کہ آپ ہم میں ضعیف و کمزور ہیں۔ ضعیف کی تفسیر میں لَا قُوَّةَ لَكَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ الضَّرِّ وَالنَّفْعِ علامہ آلوسی نے لکھا ہے۔

اور ابن عباس اور ابن جبیر اور سفیان ثوری اور ابو صالح ضعیف کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَلضَّعِيْفُ الْاَعْمٰى وَهُوَ لُغَةُ اَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ الْاِمَامُ جَوَّزَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا الْعَمٰى عَلَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لٰكِنْ لَّا يَحْسُنُ الْحَمْلُ عَلَيْهِ هٰهُنَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الصَّحِيْحَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَيْسَ فِيهِمْ عُمْيٌ وَمَا حَكَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اَمْرًا عَارِضًا وَذَهَبَ۔

ابن عباس، ابن جبیر، سفیان ثوری، ابوصالح نے ضعیف کی تفسیر نابینا کی ہے اور یہ اہل یمن کا لغت ہے لیکن صحیح قول اہل سنت کا یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں نابینا کوئی نہیں ہوا اور جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ آیا وہ عارضی تھا۔ پھر آپ کی بینائی واپس آگئی۔

اور واحدی اور ابن عساکر شداد بن اوس سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بَكٰى شُعَيْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى عَمِيَ فَرَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ بَصَرَهٗ وَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا شُعَيْبُ مَا هٰذَا الْبُكَاءُ اَشَوْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اَمْ خَوْفًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اِعْتَلَقَتْ حُبُّكَ بِقَلْبِيْ فَاِذَا نَظَرْتُ اِلَيْكَ فَلَا اُبَالِيْ مَا الَّذِيْ تَصْنَعُ بِيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ يَا شُعَيْبُ اِنْ يَكُنْ ذٰلِكَ حَقًّا فَهَنِيْئًا لَكَ لِقَائِيْ يَا شُعَيْبُ لِذٰلِكَ اَخْدَمْتُكَ مُوْسَى بْنَ عِمْرَانَ كَلِيْمِيْ۔

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں روتے روتے نابینا ہوگئے پھر اللہ تعالے نے ان کی بینائی واپس کردی اور وحی کی اے شعیب یہ رونا کیسا ہے؟ کیا جنت کے شوق میں یا آگ کے ڈر سے؟ تو عرض کیا یہ بات نہیں لیکن تیری محبت میرے دل میں سما گئی ہے جب میں تجھے دیکھ لوں گا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تو مجھ سے کیا معاملہ کرتا ہے تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی اے شعیب اگر یہ بات درست ہے تو تجھے میری ملاقات مبارک ہو اے شعیب اسی لیے تو میں نے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تیری خدمت کے لیے مقرر کردیا۔

بہرحال اہلسنت کے عقیدہ میں انبیاء کرام کا نابینا ہونا بھی ان کی توہین ہے۔ بنابریں اس عقیدہ کی بنا پر ہمیں بھی کئی ایسی روایات کو نہیں ماننا چاہیئے جس میں نابینا ہونا کسی نبی کا ملتا ہو۔

اور حضرت شعیب کا کنبہ مذہبًا انہی بے دینوں کے ساتھ تھا اور قبیلہ پرستی کی بیماری ان میں بھی تھی اس وجہ میں وہ آپ کی مخالفت میں آپ کے قبیلہ کا لحاظ کرکے رکے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا تمہاری نظر میں میرا کنبہ تمہارے ہاتھ سے میرے قتل میں مانع ہے تم نے اللہ اور اس کے نبی کا احترام تو نہ کیا بلکہ قبیلے کا لحاظ کیا اچھا اب تم اپنی جگہ جو چاہو کرو میں اپنی جگہ جو چاہوں کروں۔ عنقریب تمہیں اس کا نتیجہ معلوم ہوجائے گا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

" وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا اور جب ہمارا حکم آیا بچا لیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ والے مومنوں کو اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا (ان کے دلوں کو) جو ظالم بے ایمان تھے چنگھاڑ نے تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بل پڑے رہ گئے گویا کبھی بسے ہی نہ تھے۔ خبردار دوری ہے مدین والوں کو جیسے دور ہوئی قوم ثمود"۔
جب حکم آیا تو حضرت جبریل امین نے ایک ہیبت ناک آواز سے فرمایا مُوْتُوْا جَمِیْعًا (سب مر جاؤ) اس آواز سے سب کے دل پھٹ گئے اور مرے کے مرے رہ گئے۔
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو امتیں کبھی ایک عذاب میں مبتلا نہیں ہوئیں سوائے قوم صالح اور قوم شعیب کے۔

بامحاورہ ترجمہ نوائں رکوع سورۂ ہود۔ پ ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝
اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی آیتوں اور کھلے غلبے کے ساتھ۔

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ۝
فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو اتباع کیا انہوں نے فرعون کا اور نہیں تھا حکم فرعون راستی پہ۔

یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۚ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝
آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن تو اتارے گا انہیں دوزخ میں اور وہ بہت برا اترنے کا گھاٹ ہے جہاں وہ اتریں گے۔

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝
اور ان پر لگ گئی لعنت اس دنیا میں اور قیامت کے دن بہت برا انعام ہے جو ان کو ملا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ۝
یہ خبریں ہیں بستیوں کی کہ ہم سناتے ہیں آپ کو ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ۝
اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر اور لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو نہ مستغنی کر سکے ان کو ان کے وہ معبود جنہیں پوجتے تھے اللہ کے سوا کچھ جب آیا حکم تیرے رب کا اور ان کا کچھ نہ بڑھا سوائے ہلاکت کے۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی
اور ایسے ہی ہے گرفت تیرے رب کی جب پکڑتا ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝
بستیوں کو جبکہ وہ ظلم کرتی ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک سخت ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝
بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لیے جو ڈرے عذاب آخرت سے یہ دن ہے جس میں جمع ہونگے سب لوگ اور یہ وہ دن ہے جس میں حاضری ہے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝
اور نہیں موخر کرتے ہم اس دن کو مگر ایک وقت مقرر کے لیے۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝
وہ دن جب آئے گا نہیں بات کر سکے گی کوئی جان مگر اس کی اجازت سے تو ان میں کوئی شقی ہے اور کوئی خوش نصیب۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝
تو وہ جو شقی ہے تو وہ جہنم میں ہے اس کے لیے زفیر و شہیق ہے۔ چیخ و پکار ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝
ہمیشہ اس میں رہیں جب تک آسمان اور زمین ہیں مگر جتنا چاہے تیرا رب بے شک تیرا رب کرنے والا ہے جو ارادہ کرے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝
اور وہ جو خوش نصیب ہیں تو وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین ہیں مگر جتنا چاہے تیرا رب یہ بخشش ہے نہ ختم ہونے والی۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝
تو نہ ہو (اے سننے والے) دھوکہ میں اس سے جسے پوجتے ہیں یہ کافر نہیں پوجتے مگر جیسے پوجتے تھے ان کے باپ دادا پہلے اور ہم بے شک پورا دیں گے ان کا حصہ جس میں کمی نہ ہوگی۔

حل لغات نواں رکوع سورۂ ہود۔ پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک   اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے   مُوْسٰی۔ موسیٰ کو   بِاٰيٰتِنَا۔ اپنی آیتوں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَسُلْطٰنٍ ۔ اور غلبے	مُّبِیْنٍ ۔ کھلے کے ساتھ	اِلٰی ۔ طرف	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون
وَمَلَاۡئِہٖ ۔ اور اسکے سرداروں کی	فَاتَّبَعُوْا ۔ پس پیروی کی انہوں نے	اَمْرَ ۔ حکم	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کی
وَمَا ۔ اور نہیں	اَمْرُ ۔ حکم	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کا	بِرَشِیْدٍ ۔ راستی پر
یَقْدُمُ ۔ آگے چلتا ہوگا	قَوْمَہٗ ۔ اپنی قوم کے	یَوْمَ ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ ۔ قیامت کے
فَاَوْرَدَھُمُ ۔ پھرلے جائے گا ان کو		النَّارَ ۔ آگ پر	وَبِئْسَ ۔ اور برا ہے
الْوِرْدُ ۔ گھاٹ	الْمَوْرُوْدُ ۔ گھاٹ پر اترنے والوں کا	وَاُتْبِعُوْا ۔ اور پیچھے لگائے گئے	فِیْ ۔ بیچ
ھٰذِہٖ ۔ اس دنیا کے	لَعْنَۃً ۔ لعنت	وَیَوْمَ ۔ اور دن	الْقِیٰمَۃِ ۔ قیامت کے
بِئْسَ ۔ بری ہے	الرِّفْدُ ۔ مہمانی	الْمَرْفُوْدُ ۔ مہمانوں کی	ذٰلِكَ ۔ یہ ہیں
مِنْ اَنْۢبَآءِ ۔ خبریں	الْقُرٰی ۔ بستیوں کی	نَقُصُّہٗ ۔ بیان کرتے ہیں ہم	عَلَیْكَ ۔ تجھ پر
مِنْھَا ۔ اس سے	قَآئِمٌ ۔ کچھ کھڑی ہیں	وَّحَصِیْدٌ ۔ اور کچھ کٹی ہوئی	وَمَا ۔ اور نہیں
ظَلَمْنٰھُمْ ۔ ظلم کیا ہم نے ان پر	وَلٰكِنْ ۔ اور لیکن	ظَلَمُوْا ۔ ظلم کیا انہوں نے	اَنْفُسَھُمْ ۔ اپنی جانوں پر
فَمَا ۔ پھر نہ	اَغْنَتْ ۔ کام آئے	عَنْھُمْ ۔ ان کے	اٰلِھَتُھُمُ ۔ انکے معبود
الَّتِیْ ۔ وہ جو	یَدْعُوْنَ ۔ پکارتے تھے	مِنْ دُوْنِ ۔ سوائے	اللّٰهِ ۔ اللہ کے
مِنْ شَیْءٍ ۔ کچھ بھی	لَمَّا ۔ جبکہ	جَآءَ ۔ آیا	اَمْرُ ۔ حکم
رَبِّكَ ۔ رب تیرے کا	وَمَا ۔ اور نہ	زَادُوْھُمْ ۔ زیادہ کیا انکو	غَیْرَ ۔ سوائے
تَتْبِیْبٍ ۔ تباہی کے	وَكَذٰلِكَ ۔ اور اسی طرح ہے	اَخْذُ ۔ پکڑ	رَبِّكَ ۔ تیرے رب کی
اِذَآ ۔ جب	اَخَذَ ۔ پکڑتا ہے	الْقُرٰی ۔ بستیوں کو	وَھِیَ ۔ اور وہ
ظٰلِمَۃٌ ۔ ظالم ہوں	اِنَّ ۔ بے شک	اَخْذَہٗ ۔ اس کی پکڑ	اَلِیْمٌ ۔ دردناک ہے
شَدِیْدٌ ۔ سخت	اِنَّ ۔ بے شک	فِیْ ذٰلِكَ ۔ اس میں	لَاٰیَۃً ۔ البتہ نشان ہے
لِّمَنْ ۔ اس کے لیے جو	خَافَ ۔ ڈرے	عَذَابَ ۔ عذاب	الْاٰخِرَۃِ ۔ آخرت سے
ذٰلِكَ ۔ یہ	یَوْمٌ ۔ دن ہے کہ	مَّجْمُوْعٌ ۔ جمع ہوں گے	لَّہُ ۔ اس کے لیے
النَّاسُ ۔ لوگ	وَذٰلِكَ ۔ اور یہ	یَوْمٌ ۔ دن ہے	مَّشْھُوْدٌ ۔ حاضر کیا گیا
وَمَا ۔ اور نہیں	نُؤَخِّرُہٗ ۔ پیچھے کرتے ہم اسکو	اِلَّا ۔ مگر	لِاَجَلٍ ۔ مدت
مَّعْدُوْدٍ ۔ مقرر تک	یَوْمَ ۔ جس دن	یَاْتِ ۔ آئے گا	لَا تَكَلَّمُ ۔ نہ بولے گا
نَفْسٌ ۔ کوئی آدمی	اِلَّا ۔ مگر	بِاِذْنِہٖ ۔ اس کی اجازت سے	فَمِنْھُمْ ۔ تو بعض ان سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شَقِيٌّ۔ بدبخت ہیں	وَّسَعِيْدٌ اور خوش قسمت	فَاَمَّا۔ پھر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
شَقُوْا۔ بدبخت ہوئے	فَفِي النَّارِ۔ وہ آگ میں ہیں		لَهُمْ۔ ان کے لیے
فِيْهَا۔ اس میں	زَفِيْرٌ۔ گدھے کی باریک	وَّشَهِيْقٌ اور موٹی آواز ہوگی	خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
فِيْهَا۔ اس میں	مَادَامَتِ۔ جب تک رہیں	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان	وَالْاَرْضُ اور زمین
اِلَّا مَا۔ مگر جو	شَآءَ۔ چاہے	اللّٰهُ۔ اللہ	اِنَّ۔ بے شک
رَبَّكَ۔ تیرا رب	فَعَّالٌ۔ کرنے والا ہے	لِّمَا۔ جو کچھ	يُرِيْدُ۔ وہ ارادہ کرے
وَاَمَّا۔ اور پھر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	سُعِدُوْا۔ نیک بخت ہیں	فَفِي۔ تو وہ
الْجَنَّةِ۔ جنت میں ہوں گے خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔			فِيْهَا۔ اس میں
مَادَامَتِ۔ جب تک رہیں	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان	وَالْاَرْضُ۔ اور زمین	اِلَّا مَا۔ مگر جو
شَآءَ۔ چاہے	اللّٰهُ۔ اللہ	عَطَآءً۔ بخشش ہے	غَيْرَ۔ نہ
مَجْذُوْذٍ۔ ختم ہونے والی	فَلَا تَكُ۔ پھر نہ ہو تو	فِيْ مِرْيَةٍ۔ شک میں	مِّمَّا۔ اس سے
يَعْبُدُ۔ جو پوجتے ہیں	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ لوگ	مَا يَعْبُدُوْنَ۔ نہیں پوجتے وہ	
اِلَّا كَمَا۔ مگر جیسے	يَعْبُدُ۔ پوجتے تھے	اٰبَآؤُهُمْ۔ ان کے باپ دادا	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے
وَاِنَّا۔ اور بیشک ہم	لَمُوَفُّوْهُمْ۔ پورا دینے والے ہیں انکو	نَصِيْبَهُمْ۔ ان کا حصہ	غَيْرَ۔ نہ
مَنْقُوْصٍ۔ کم کیا گیا۔			

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

" وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور کھلے غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے اتباع کیا فرعون کے حکم کا اور فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا۔"

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالے نے معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا تو فرعون کے متبعین نے فرعون کا ہی اتباع کیا حالانکہ وہ کھلی گمراہی پر تھا اس لیے کہ باوجود بشر ہونے کے اس نے خدائی کا دعوی کیا۔ اور علانیہ ظلم و ستم کرتا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام رشد و ہدایت اور حقانیت کے ساتھ تشریف لائے اور اس پر اپنی تصدیق نبوت پر نشانیاں جو اپنے ساتھ لائے تھے وہ انہیں دکھائیں یعنی عصا۔ ید بیضا۔ طوفان۔ جراد یعنی ٹڈیاں قمل یعنے جوئیں اور مینڈک اور خون اور نقص ثمرات اور نقص انفس۔ لیکن وہ اپنی جہالت پر اڑے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے اور اتباع سے منہ موڑا آگے ارشاد ہے۔

"یَقْدُمُ قَوْمَہٗ اپنی قوم کے آگے قیامت کے دن ہوگا اور انہیں دوزخ میں لا ڈالے گا۔"

جس طرح تعاقب موسیٰ علیہ السلام میں چلتا چلتا ساحل نیل پہ آیا۔ آپ نے فلق بحر فرما کر اپنے متبعین کو نیل سے پار کر دیا اور وہ اسی نیل میں اپنے متبعین کو لے کر ڈوبا ایسے ہی بروز قیامت جہنم میں سب کو لے کر داخل ہوگا۔

"کتنا برا اترنا ہے اس کے اترنے کا اور ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے دن کتنا برا انجام ہے جو انہیں ملا۔"

رِفد کے معنی عربی میں عطیہ کے ہیں۔ تو انہیں انجام لعنت کا ملا جو دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

آگے ارشاد ہے۔

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی یہ خبریں ہیں بستیوں کی کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔"

ضحاک فرماتے ہیں قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ قَدْ خَسِفَ وَحَصِیْدٌ قَدْ خُسِفَ یعنی وہ بستیاں بعض تو وہ ہیں جو زمین دھنسا دی گئیں اور بعض وہ ہیں جو ابھی نہیں دھنسائی گئیں۔ آپ اپنی امت کو ان کی خبریں کہ ان کی حالت کھیتی کی سی ہے کہ کوئی کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہے اور کچھ ایسی ہیں کہ ان کے نشان ابھی کھڑے ہیں۔

"وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ان کے معبود جن کو وہ پوجتے تھے انہیں مستغنی نہ کر سکے اور کچھ کام نہ آئے۔"

تو انہوں نے شرک کر کے اپنے اوپر خود ظلم کیا اور جنہیں وہ معبود بنائے ہوئے تھے وہ ان کی نہ مدد کر سکتے تھے نہ کچھ مدد کی۔

"جب تیرے رب کا حکم آیا اور ان سے" یعنی بتوں سے "ہلاک کے سوا کچھ اور نہ بڑھا۔" اس لیے کہ جھوٹے معبود تو جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔

"وَكَذٰلِكَ اور ایسی پکڑ ہے تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو جبکہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ بے شک اس کی گرفت دردناک اور سخت ہے۔"

تو ہر ظالم مشرک کافر کو چاہیئے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرے اور توبہ میں جلدی۔

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ایسا ہے کہ سب لوگ جمع ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس میں اگلے پچھلے سب حساب کے لیے جمع کیے جائیں گے اور زمین و آسمان والے سب حاضر ہونگے "وَمَا نُؤَخِّرُهٗ" اور ہم اس دن کو پیچھے نہیں ہٹا رہے ہیں مگر ایک مقررہ مدت کے لیے"۔
یعنی جو مدت ہم نے دنیا کی رکھی ہے اس کے ختم ہونے تک، وہ دن قیامت کا مؤخر ہے۔
"جب وہ دن آئے گا تو کوئی بے حکم بات نہ کر سکے گا"۔
تمام مخلوق ساکت و صامت ہوگی اور وہ دن جسے قیامت کہتے ہیں بہت طویل ہوگا خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا۔ اس دن مخلوق کے احوال مختلف ہوں گے بعض احوال میں تو شان جلال کے مشاہدہ سے کسی کو بے اذن الٰہی بات زبان پر لانے کی قوت نہ ہوگی۔
بعض احوال میں بولنے کا اذن دیا جائے گا اور لوگ کلام کریں گے۔
بعض احوال میں ہول اور دہشت کم ہوگی اس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنی اپنی معذرت پیش کریں گے۔

بعض انبیاء کرام اپنے نوری منبروں پر جلوہ افروز ہو کر بھی رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ کہہ رہے ہوں گے۔
بعض انبیا کرام اپنے متبعین کے ساتھ حاضر دربار ہوں گے۔

اور سرکار ابد قرار شافع محشر عرش الٰہی کے حضور سربسجدہ ہوں گے کہ دریائے رحمت جوش زن ہوگا اور حضور کو خطاب ہوگا یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے تاجدار عالم سر مبارک اٹھائیں اور مانگئے آپ کو ملے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائیگی "فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ" تو ان میں شقی بھی ہوں گے اور سعید بھی تو وہ جو بدبخت شقی ہیں وہ تو جہنم میں ہیں وہ اس میں گدھے کی ہینگ رہے ہوں گے"۔
علامہ آلوسی فرماتے ہیں قَالَ اَهْلُ اللُّغَۃِ مِنَ الْکُوْفِیِّیْنَ وَالْبَصْرِیِّیْنَ اَلزَّفِیْرُ بِمَنْزِلَۃِ ابْتِدَاءِ صَوْتِ الْحِمَارِ وَالشَّهِیْقُ بِمَنْزِلَۃِ اٰخِرِ نَهِیْقِهٖ۔ زفیر گدھے کی ابتدائی آواز ہے اور شہیق اسی گدھے کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔

"خٰلِدِیْنَ فِیْهَا۔ وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تیرا رب چاہے"۔
حضرت شقیق بلخی قدس سرہ فرماتے ہیں سعادت کی پانچ علامتیں ہیں۔
اول:۔ نرمی
دوم:۔ کثرت گریہ
سوم:۔ نفرت از دنیائے دوں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہارم:۔ کوتاہی امید
پنجم:۔ حیا
اسی طرح شقاوت کی بھی پانچ علامتیں ہیں۔
اول:۔ سختی قلب
دوم:۔ خشکی چشم یعنی عدم گریہ
سوم:۔ دنیا کی رغبت
چہارم:۔ امیدیں دراز
پنجم:۔ بے حیائی۔

"اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ بے شک تیرا رب جو چاہے کرے"۔
صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے جتنا اور چاہے اتنے دہ اور زیادہ مصائب سہیں گے اور تابّد فی النار تو ان کے لیے قطعی ہے۔
"وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا اور وہ جو سعید خوش نصیب ہیں وہ جنت میں ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے جو کبھی نہ ختم ہوگی"۔
مجذوذ کی تفسیر میں آلوسی فرماتے ہیں اَیْ غَيْرُ مَقْطُوْعٍ عَنْهُمْ وَمَصْدَرُهُ الْجَدُّ وَقَدْ جَاءَ جَدَذْتُ وَجَدَدْتُ بِالذَّالِ وَالدَّالِ۔
ابوالشیخ ابراہیم سے راوی ہیں قَالَ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَرْجٰى لِاَهْلِ النَّارِ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ
قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا زَمَانٌ تُصْفَقُ فِيْهِ اَبْوَابُهَا
وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ جَهَنَّمُ اَسْرَعُ الدَّارَيْنِ عُمْرَانًا وَاَسْرَعُهُمَا خَرَابًا۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَاْتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ يَوْمٌ مَا فِيْهَا مِنْ اِبْنِ اٰدَمَ اَحَدٌ تُصْفَقُ اَبْوَابُهَا كَاَنَّهَا اَبْوَابُ الْمُوَحِّدِيْنَ۔
ابراہیم کہتے ہیں کہ دوزخیوں کے لیے اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت امید افزا نہیں۔
ابن مسعود کہتے ہیں جہنم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔
شعبی نے کہا جہنم جنت کی نسبت آباد بھی جلدی ہوگی اور بے آباد بھی۔
عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا جہنم پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس میں کوئی آدم زاد نہ ہوگا۔ ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی جیسے موحدین کے دروازے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ تو نہ ہو اے سننے والے) دھوکہ میں ان سے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسے پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بے شک ہم ان کا حصہ انہیں پورا دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی" اور وہ اس بت پرستی کے عذاب سے نجات نہ پا سکیں گے یہ عذاب ان کے لیے دوامی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورہ ہود پ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب تو اس (قوم میں) پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتی تمہارے رب کی ایک بات سبقت لے گئی ہوئی تمہارے رب سے تو جبھی فیصلہ کر دیا جاتا ان میں اور بے شک وہ اس کی طرف سے شک میں دھوکہ دے رہے ہیں۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور بے شک جتنے ہیں پورا دے گا تمہارا رب ان کو ان کے عملوں کا بدلہ بے شک وہ ان کے عملوں سے خبردار ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

تو قائم رہ جیسا تجھے حکم ہے اور جو رجوع لائے ہیں ساتھ تمہارے اور نہ سرکشی کرو (اے لوگو) بیشک وہ تمہارے عمل دیکھ رہا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

اور نہ جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں تو پکڑے گی تمہیں آگ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی پھر مدد نہ کیے جاؤ گے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

اور قائم رکھو نماز دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصہ میں بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور صبر کرو تو بے شک ضائع نہیں کرتا اجر نیکوں کا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي

تو کیوں نہ ہوئے پہلے سنگتوں والے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہو تا کہ زمین میں فساد روکتے مگر ان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

ہیں کم تھے وہی جنہیں ہم نے نجات دی اور ظالم تو اس عیش کے پیچھے لگے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گنہ گار تھے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝

اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بلاوجہ بستیوں کو ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک جہنم ضرور بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورۃ میں تمہارے ساتھ حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝

اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں

وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

حلِّ لغات دسواں رکوع سورۃ ہود۔ پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک　اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے　مُوْسٰى۔ موسیٰ کو　الْكِتٰبَ۔ کتاب

فَاخْتُلِفَ۔ تو اختلاف کیا گیا　فِيْهِ۔ اس میں　وَلَوْلَا۔ اور اگر نہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَلِمَةٌ۔ ہوتی بات　سَبَقَتْ۔ جو پہلے گذر چکی　مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے

لَقُضِيَ۔ تو فیصلہ کیا جاتا　بَيْنَهُمْ۔ انکے درمیان　وَاِنَّهُمْ۔ اور بے شک وہ ہیں　لَفِيْ۔ یقیناً

شَكٍّ۔ شک میں　مِّنْهُ۔ اس سے　مُرِيْبٍ۔ دھوکہ دینے والے　وَاِنَّ۔ اور بے شک

كُلًّا۔ ہر ایک کو　لَمَّا۔ اس وقت　لَيُوَفِّيَنَّهُمْ۔ ضرور پورا دے گا ان کو

رَبُّكَ۔ رب تیرا　اَعْمَالَهُمْ۔ انکے عمل　اِنَّهٗ۔ بے شک وہ　بِمَا۔ اس چیز سے

تَعْمَلُوْنَ۔ جو کرتے ہو تم　خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے　فَاسْتَقِمْ۔ اور قائم رہ　كَمَا۔ جیسا

اُمِرْتَ۔ تو حکم دیا گیا ہے　وَمَنْ۔ اور جو　تَابَ۔ توبہ کرے　مَعَكَ۔ تیرے ساتھ

وَلَا تَطْغَوْا۔ اور نہ سرکشی کرو　اِنَّهٗ۔ بے شک وہ　بِمَا۔ اس چیز سے

تَعْمَلُوْنَ۔ جو کرتے ہو تم　بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا ہے　وَلَا۔ اور نہ　تَرْكَنُوْا۔ جھکو

اِلَى۔ طرف　الَّذِيْنَ۔ ان کی جنہوں نے　ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا　فَتَمَسَّكُمُ۔ تو پکڑے گی تم کو

النَّارُ۔ آگ　وَمَا۔ اور نہیں　لَكُمْ۔ تمہارے لیے　مِنْ دُوْنِ۔ سوائے

اللّٰهِ۔ اللہ کے　مِنْ اَوْلِيَآءَ۔ کوئی دوست　ثُمَّ لَا۔ پھر نہ　تُنْصَرُوْنَ۔ مدد دیے جاؤ گے تم

وَاَقِمِ۔ اور قائم کر　الصَّلٰوةَ۔ نماز　طَرَفَيِ۔ دن کے دونوں　النَّهَارِ۔ کناروں میں

وَزُلَفًا۔ اور کچھ حصے　مِّنَ الَّيْلِ۔ رات میں　اِنَّ۔ بے شک　الْحَسَنٰتِ۔ نیکیاں

يُذْهِبْنَ۔ لے جاتی ہیں　السَّيِّاٰتِ۔ برائیوں کو　ذٰلِكَ۔ یہ　ذِكْرٰى۔ نصیحت ہے

لِلذّٰكِرِيْنَ۔ نصیحت لینے والوں کے لیے　وَاصْبِرْ۔ اور صبر کر　فَاِنَّ۔ پس بے شک

اللّٰهَ۔ اللہ　لَا يُضِيْعُ۔ نہیں ضائع کرتا　اَجْرَ۔ اجر　الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کا

فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہ　كَانَ۔ ہوئے　مِنَ الْقُرُوْنِ۔ زمانے　مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے

اُولُوْ بَقِيَّةٍ۔ باقی صلاحیت والے　يَنْهَوْنَ۔ جو روکتے　عَنِ الْفَسَادِ۔ فساد سے

فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں　اِلَّا۔ مگر　قَلِيْلًا۔ تھوڑے　مِّمَّنْ۔ ان سے

اَنْجَيْنَا۔ جو نجات دی ہم نے　مِنْهُمْ۔ ان سے　وَاتَّبَعَ۔ اور پیروی کی　الَّذِيْنَ۔ جنہوں نے

ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا　مَا۔ اسکی　اُتْرِفُوْا۔ جو عیش دیے گئے　فِيْهِ۔ اس میں

وَكَانُوْا۔ اور تھے وہ　مُجْرِمِيْنَ۔ مجرم　وَمَا۔ اور نہیں　كَانَ۔ ہے

رَبُّكَ۔ تیرا رب　لِيُهْلِكَ۔ کہ ہلاک کرے　الْقُرٰى۔ بستیوں کو　بِظُلْمٍ۔ ظلم سے

وَاَهْلُهَا۔ اور اسکے رہنے والے　مُصْلِحُوْنَ۔ نیک ہوں　وَلَوْ۔ اور اگر　شَآءَ۔ چاہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبُّكَ۔ تیرا رب	لَجَعَلَ۔ تو بنا دے	النَّاسَ۔ لوگوں کو	اُمَّةً۔ جماعت
وَّاحِدَةً۔ ایک	وَلَا یَزَالُوْنَ۔ اور ہمیشہ رہیں گے		مُخْتَلِفِیْنَ۔ اختلاف کرتے
اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جس پر	رَّحِمَ۔ رحم کرے	رَبُّكَ۔ تیرا رب
وَلِذٰلِكَ۔ اور اسی لیے	خَلَقَهُمْ۔ انکو پیدا کیا	وَتَمَّتْ۔ اور پوری ہوئی	كَلِمَةُ۔ بات
رَبِّكَ۔ تیرے رب کی	لَاَمْلَئَنَّ۔ ضرور بھروں گا میں		جَهَنَّمَ۔ جہنم کو
مِنَ الْجِنَّةِ۔ جنوں سے		وَالنَّاسِ اور انسانوں سے	اَجْمَعِیْنَ۔ سب سے
وَكُلًّا۔ اور تمام	نَّقُصُّ۔ بیان کرتے ہیں ہم	عَلَیْكَ۔ تجھ پر	مِنْ اَنْۢبَآءِ۔ خبریں
الرُّسُلِ۔ رسولوں کی	مَا۔ جو	نُثَبِّتُ۔ ثابت رکھیں ہم	بِهٖ۔ اس سے
فُؤَادَكَ۔ تیرا دل	وَجَآءَكَ اور آئی تیرے پاس	فِیْ هٰذِهِ۔ اس میں	الْحَقُّ۔ سچی بات
وَمَوْعِظَةٌ۔ اور نصیحت		وَّذِكْرٰی۔ اور یاد دہانی	لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ واسطے مومنوں کے
وَقُلْ۔ اور کہہ	لِلَّذِیْنَ۔ ان کو	لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے	
اعْمَلُوْا۔ عمل کرو	عَلٰى مَكَانَتِكُمْ۔ اپنی جگہ پر		اِنَّا۔ ہم بھی
عٰمِلُوْنَ۔ عمل کرنے والے ہیں		وَانْتَظِرُوْا۔ اور انتظار کرو	اِنَّا۔ ہم بھی
مُنْتَظِرُوْنَ۔ انتظار کرنے والے ہیں		وَلِلّٰهِ۔ اور اللہ کے لیے ہے	غَیْبُ۔ غیب
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا	وَاِلَیْهِ۔ اور اسی کی طرف	یُرْجَعُ۔ لوٹائے جاتے ہیں
الْاَمْرُ۔ کام	كُلُّهٗ۔ سارے	فَاعْبُدْهُ۔ سو اسی کی عبادت کر	
وَتَوَكَّلْ۔ اور بھروسہ کر	عَلَیْهِ۔ اسی پر	وَمَا۔ اور نہیں	رَبُّكَ۔ تیرا رب
بِغَافِلٍ۔ بے خبر	عَمَّا۔ اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو۔	

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع سورۂ ہود پ ۱۲

"وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور بے شک ہم نے دی موسیٰ کو کتاب"۔

یعنی توریت آلوسی فرماتے ہیں اِنَّ اِعْطَاءَ التَّوْرَاةِ مَجْمُوْعًا مُهَیَّاً مَكْتُوْبًا فِی الْاَلْوَاحِ بَعْدَ غَرْقِ فِرْعَوْنَ وَاُوْحِیَ بِهَا اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ حَیَاةِ فِرْعَوْنَ وَكَانَ یَاْمُرُ بِهَا قَوْمَهٗ وَیُبَلِّغُهَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا قِیْلَ اِنَّ بَعْضَ الْاَلْوَاحِ كَانَ مُنَزَّلًا قَبْلَ نُزُوْلِ التَّوْرَاةِ بِتَمَامِهَا وَكَانَتْ تِلْكَ الْاَلْوَاحُ مِنْ خَشَبٍ وَالْاَلْوَاحُ الَّتِیْ كَانَتْ فِیْهَا التَّوْرَاةُ بِتَمَامِهَا كَانَتْ مِنْ زُمُرُّدٍ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَوْ مِنْ یَاقُوْتَۃٍ حَمْرَاءَ اَوْ مِنْ صَخْرَۃٍ صَمَّاءَ۔ اِنْتَہٰی۔

یعنی توریت مکمل مرتب لکھی ہوئی الواح میں تو بعد غرق فرعون عطا کی گئی اور بذریعہ وحی موسیٰ علیہ السلام کو حیات فرعون میں بھی قوم کو حکم آتا تھا اور فرعون کو تبلیغ کی جاتی تھی اور اس کے درباریوں کے لیے بھی احکام آتے تھے۔

اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے کہ بعض الواح نازل ہوئیں قبل نزول توریت بتما جو نازل ہوئیں اور یہ لوحیں لکڑی کی تھیں اور وہ لوحیں جس میں توریت مکمل تھی وہ زمرد کی تھیں یا سرخ یاقوت یا ٹھوس پتھر پر۔

" فَاخْتُلِفَ فِیْہِ " تو ان میں پھوٹ پڑ گئی"۔ بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔

" وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اور اگر تمہارے رب کی بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا"۔ اور دنیا ہی میں وہ گرفتار عذاب کر لیے جاتے۔

" وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ اور بے شک وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں دھوکہ ڈالنے والے"۔

یعنی آپ کی امت کے کفار قرآن کی طرف سے شک میں ہیں اس لیے کہ اس کی فصاحت و بلاغت نے ان کی عقلیں حیران کر دی ہیں۔

" وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا۔ اور بے شک ایک ایک کو تمہارا رب اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا وہ ان کے کاموں سے خبردار ہے"۔

اس پر کچھ مخفی نہیں اس میں نیکوں اور تصدیق کرنے والوں کے لیے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے اور کافروں کے لیے وعید ہے کہ وہ اپنے عمل کی سزائیں گرفتار ہوں گے۔

" فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ تو قائم رہ جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ مس کرے گی اور نہیں اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی پھر مدد نہ پاؤ گے اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصہ میں"۔

جو آپ کا دین پسند کر کے اطاعت پر رہا وہی آپ کے ساتھ ہے۔

مسلم شریف میں ہے سفیان بن عبداللہ ثقفی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے حضور نے فرمایا آمَنْتُ بِاللّٰہِ کہہ اور اس پر قائم رہ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَرْکَنُوْا۔ رکن سے ہے یہ کسی کی طرف جھکنے کے معنی دیتا ہے تو اس کے معنی یہ ہے کہ کسی بے دین سے میل ملاپ اور محبت نہ رکھے۔

ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔

سدی کہتے ہیں ان کے ساتھ مداہنت نہ کرو۔

قتادہ کہتے ہیں مشرکین سے میل جول نہ رکھو اگر ایسا کرو گے تو تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہو گا جو تمہیں عذاب سے بچا سکے۔

نماز قائم رکھنے کے حکم میں دن کے دو کنارے صبح و شام مراد ہیں۔ زوال سے قبل صبح ہے اور بعد کا حصہ شام میں داخل ہے جس سے فجر ظہر اور عصر سب مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء مراد ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ میں نیکیوں سے مراد یہی پنجگانہ نمازیں مراد ہیں یا مطلق عبادات نافلہ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔

شان نزول آیہ کریمہ

ایک شخص نے کسی غیر عورت کو دیکھا اور اس سے بے حجابی کی ایک حرکت بھی سرزد ہو گئی پھر وہ نادم و منفعل ہوا پھر حضور کی خدمت میں حاضر آکر اپنی سرگزشت سنائی اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ سائل نے عرض کیا حضور یہ خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا نہیں سب کے لیے اور اصول بھی یہی ہے کہ مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں رہتا بلکہ عام ہوتا ہے بشرطیکہ اس حکم میں تخصیص نہ ہو۔

" ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے اور صبر کرو کہ اللہ نہیں ضائع فرماتا اجر نیکوں کا تو کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جنہیں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہو تاکہ زمین میں فساد سے روکتے لیکن تھوڑے تھے ان میں وہ جنہیں نجات دی۔"

یعنی پہلی امتوں میں جو ہلاک کی گئیں یعنی پہلی امتوں میں ایسے اہل خیر نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور گناہوں سے منع کرتے اس لیے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

" وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور وہ لوگ جو ظالم تھے انہوں نے اسی عیش کا تتبع کیا جو انہیں دیا گیا اور وہ مجرم قوم سے تھے اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ ہلاک کر دے بستیوں کو بلا وجہ بطور ظلم باوجودیکہ اس کے بسنے والے اچھے ہوں اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔"

ان میں سے ایک تو وہ ہیں کہ انبیاء پر ایمان لائے ان کے احکام کے فرمانبردار ہوئے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے۔ دوسرے وہ ہیں جو تنعم و تلذذ اور خواہشات و شہوات کے عادی ہو گئے اور کفر و

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاصی میں ڈوبے رہے۔ اگر اللہ تعالے چاہتا تو یقیناً سب کو ایک دین پر رکھتا لیکن مشیت الٰہی کے حکمت ہی یہ ہے کہ

"وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے"۔ یعنی کوئی کسی دین پر کوئی کسی دین پر

"اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ مگر جس پر تمہارے رب نے رحم کیا"۔ صرف وہی حق پہ متفق رہیں گے اور اس سے اختلاف نہ کریں گے۔

"وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اور جو اسی لیے بنائے گئے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے"۔

یعنی اختلاف والے اختلاف کے لیے اور رحمت والے اتفاق کے لیے کیونکہ علم اللہ میں یہ چیز ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت ہوں گے۔

"وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے آپ کا دل تسلی پائے" اور انبیاء کے حال اور ان کی امتوں کے سلوک دیکھ کر آپ کو اپنی قوم کی ایذاء کا برداشت کرنا اور اس پر صبر فرمانا آسان ہو۔

"وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو نصیحت"۔

یعنی اس سورۂ مبارکہ میں انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے تذکرے مطابق واقعہ بیان ہوئے جو دوسری کتابوں اور دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں یعنی جو واقعات بیان کیے گئے وہ حق بھی ہیں اور پند و نصیحت بھی کہ گذری ہوئی امتوں کے حالات اور ان کے انجام سن کر عبرت حاصل کریں۔

"وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور انہیں فرما دیجئے جو ایمان نہیں لائے کہ تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کر رہے ہیں اور انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں غیب آسمانوں اور زمین کا اور اسی کی طرف سب کام لوٹتے ہیں تو اس کی عبادت کرو اور بھروسہ اسی پر رکھو اور نہیں تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل"۔

یعنی جو چاہو کیے جاؤ عنقریب اس کا نتیجہ پا لوگے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں اس لیے کہ وہ علام الغیوب ہے اور اسی کے حضور تمام امور پیش ہوں گے وہ تمہارے افعال و حرکات سے بے خبر نہیں۔

الحمد للہ کہ سورۂ ہود تمام ہوئی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُورۂ یُوسُف

یہ سورت مکی ہے اس میں بارہ رکوع ہیں ایک سو گیارہ آئتیں ایک ہزار چھ سو کلمے اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حرف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ یُوسُف۔ پ ۱۲

الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ — یہ آیتیں کتاب روشن کی ہیں

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ — بے شک ہم نے اسے نازل کیا قرآن عربی میں تاکہ تم سمجھو۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ — ہم تمہیں سب سے اچھا قصہ سناتے ہیں اس کے ذریعہ جو وحی کی ہم نے اس قرآن میں اگرچہ بے شک تھے تم اس سے پہلے بے خبر۔

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ — یاد فرمائیں جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ تارے اور سورج اور چاند انہیں دیکھا میں نے اپنے لیے سجدہ کرتے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ — فرمایا اے میرے بیٹے اپنا خواب نہ بیان کرنا اپنے بھائیوں کے کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کے لیے کھلا دشمن ہے۔

وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ — اور ایسے ہی چنے گا تیرا رب تجھے اور سکھائے گا تجھے انجام نکالنا باتوں کا اور پوری کرے گا اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر جیسے پوری کی تیرے باپ دادا پر پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلّ لغات پہلا رکوع سورۂ یوسف۔ پ۱۲

الٓـر	تِلْكَ ۔ یہ	اٰیٰتُ ۔ آیتیں ہیں	اَلْكِتٰبِ ۔ کتاب
اَلْمُبِیْنِ ۔ روشن کی	اِنَّآ ۔ یقیناً ہم نے	اَنْزَلْنٰهُ ۔ اتارا اس کو	قُرْءٰنًا ۔ قرآن
عَرَبِیًّا ۔ عربی زبان میں	لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ ۔ سمجھو	نَحْنُ ۔ ہم
نَقُصُّ ۔ بیان کرتے ہیں	عَلَیْكَ ۔ تجھ پر	اَحْسَنَ ۔ بہترین	الْقَصَصِ ۔ بیان
بِمَآ ۔ اس کے ذریعہ جو	اَوْحَیْنَآ ۔ وحی کی ہمنے	اِلَیْكَ ۔ تیری طرف	هٰذَا ۔ یہ
الْقُرْاٰنَ ۔ قرآن	وَاِنْ ۔ اور بیشک	كُنْتَ ۔ تو تھا	مِنْ قَبْلِهٖ ۔ اس سے پہلے
لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۔ بے خبروں سے		اِذْ ۔ جب	قَالَ ۔ کہا
یُوْسُفُ ۔ یوسف نے	لِاَبِیْهِ ۔ اپنے باپ سے	یٰاَبَتِ ۔ اے میرے باپ	اِنِّیْ ۔ بے شک
رَاَیْتُ ۔ میں نے دیکھے	اَحَدَ عَشَرَ ۔ گیارہ	كَوْكَبًا ۔ ستارے	وَّالشَّمْسَ ۔ اور سورج
وَالْقَمَرَ ۔ اور چاند	رَاَیْتُهُمْ ۔ میں نے انکو دیکھا	لِیْ ۔ کہ وہ مجھے	سٰجِدِیْنَ ۔ سجدہ کرتے ہیں
قَالَ ۔ کہا	یٰبُنَیَّ ۔ اے میرے بیٹے	لَا تَقْصُصْ ۔ نہ بیان کرنا	رُءْیَاكَ ۔ اپنا خواب
عَلٰۤى ۔ اوپر	اِخْوَتِكَ ۔ اپنے بھائیوں کے	فَیَكِیْدُوْا ۔ وہ تدبیر کریں گے	لَكَ ۔ تیرے لیے
كَیْدًا ۔ کوئی تدبیر	اِنَّ ۔ بے شک	الشَّیْطٰنَ ۔ شیطان	لِلْاِنْسَانِ ۔ انسان کا
عَدُوٌّ ۔ دشمن ہے	مُّبِیْنٌ ۔ کھلا	وَكَذٰلِكَ ۔ اور اسی طرح	یَجْتَبِیْكَ ۔ برگزیدہ کریگا تجھے
رَبُّكَ ۔ تیرا رب	وَیُعَلِّمُكَ ۔ اور سکھائے گا تجھ کو		مِنْ تَاْوِیْلِ ۔ انجام
الْاَحَادِیْثِ ۔ باتوں کا	وَیُتِمُّ ۔ اور پوری کریگا	نِعْمَتَهٗ ۔ اپنی نعمت	عَلَیْكَ ۔ تجھ پر
وَعَلٰۤى ۔ اور اوپر	اٰلِ ۔ گھرانے	یَعْقُوْبَ ۔ یعقوب کے	كَمَا ۔ جیسا کہ
اَتَمَّهَا ۔ پورا کیا اس کو	عَلٰۤى ۔ اوپر	اَبَوَیْكَ ۔ تیرے باپوں کے	مِنْ قَبْلُ ۔ اس سے پہلے
اِبْرٰهِیْمَ ۔ ابراہیم	وَاِسْحٰقَ ۔ اور اسحق پر	اِنَّ ۔ بے شک	رَبَّكَ ۔ تیرا رب
عَلِیْمٌ ۔ جاننے والا	حَكِیْمٌ ۔ حکمت والا ہے۔		

مختصر تفسیر اُردو پہلا رکوع سورۂ یوسف۔ پ۱۲

"الٓـر" یہ وہی حروف مقطعات ہیں جن کے متعلق ہم پارہ اول سورۂ بقرہ میں لکھ چکے ہیں کہ اس کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنی حقیقی سوائے اللہ تعالے اور اس کے رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ معنی تاویلی اعداد حروف سے کہیں صحیح ہو جاتے ہیں اور کسی جگہ حروف کو اسماء حسنٰی کی مفتاح قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی صورت ہے کہ الف مفتاح اسم "اللہ" ہے اور لام مفتاح اسم "لطیف" اور ر مفتاح اسم رؤف ہے۔

تو معنی یہ ہوئے کہ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ رَّؤُفٌ (اللہ باریک بین مہربان ہے) آگے ارشاد ہے۔

"تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ روشن کتاب کی آئتیں ہیں"۔

یعنی اس میں قصص ہو یا عبر، اوامر ہوں یا نواہی، مذاکرہ ہو یا مخاطبہ، حرام ہو یا حلال، امر تو بیخی ہو یا تادیبی، تشفیقی ہو یا وجوبی سولہ اقسام امر میں سے کوئی امر ہو سب یقینی، اذعانی، حتمی، قطعی ہے اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ بے شک ہم نے نازل فرمایا قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھو"۔

کہ وہ زبان ہے جس میں بہت سے حروف وہ ہیں جو عجمی زبان خصوصًا فارسی زبان سے زائد ہیں۔ چنانچہ کسی نے ایک رباعی میں ان حروف کو بتایا جو عربی زبان ہی میں استعمال ہوتے ہیں اور فارسی زبان ان حروف سے محروم ہے وہ حروف آٹھ ہیں ؎

ہشت حرف است آنکہ اندر فارسی ناید ہمے	تا نیاموزی نباشی اندریں معنی معاف
بشنو اکنوں تا کدام است آں حروف ویاد گیر	ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف

فضائل و شرافت زبان عربی

یہ عربی زبان کا شرف مخصوص ہے۔

پھر اس قرآن کریم کو قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا فرما کر مَنْسُوْبٌ اِلَى الْعَرَبِ فرمایا اس لیے کہ یہ لغت قدیمہ عرب پر نازل ہوا۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّ اٰدَمَ كَانَ لُغَتُهٗ فِى الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةَ فَلَمَّا اَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ سُلِبَهَا فَتَكَلَّمَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ فَلَمَّا تَابَ اللّٰهُ رَدَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں عربی زبان تھی تو جب آپ نے شجرۂ ممنوعہ سے نوش فرمالیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو وہ زبان آپ سے سلب ہوگئی اور سریانی زبان میں تکلم فرماتے تو جب آپ کی توبہ منظور ہوگئی تو اللہ تعالےٰ نے وہی زبان عربی عطا فرمادی۔

اور ایسا ہی عبد الملک بن حبیب نے کہا اور یہ بھی بتایا کہ سریانی زبان ارض سوریا سے منسوب ہے وہ ایک جزیرہ ہے اور قبل غرق حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے ان کی زبان عربی تھی مگر محرف اور وہی اہل سفینہ کی زبان رہی مگر ایک شخص ان میں تھا جسے جرہم کہتے تھے اس کی زبان عربی تھی۔ جب کشتی سے سب اترے تو جرہم وغیرہ نے ارم بن سام کے بعض بیٹوں سے رشتہ کرلیا اور ان کی زبان بھی عربی ہوگئی۔

ان کی اولاد میں عوص، ابو عاد اور عبیل۔ جاثر۔ ابی ثمود۔ جدلیس ہوئے اور ان کا نام بنی جرہم رکھا گیا اس لیے کہ وہ ان کا دادا تھا باقی سب میں زبان سریانی رہی۔ ارفخشد بن سام سے لے کر بنی قحطان تک سریانی رہی اور یہ یمن میں تھے۔ جب بنی اسمٰعیل علیہ السلام یمن میں اترے تو بنو قحطان نے ان سے زبان عربی کی تعلیم پائی۔

اور ابن دحیہ کہتے ہیں کہ عرب کی تین قسمیں تھیں۔

عاربہ[1] اور عرباء جو خلص کہلاتے تھے یہ نو قبائل تھے جو اولاد ارم بن سام بن نوح سے تھے اور وہ عاد۔ ثمود۔ امیم۔ عبیل۔ طسم۔ جدیس۔ عملیق۔ جرہم۔ وبار تھے انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے عربی حاصل کی۔ اور

متعربہ[2]: یہ بنو قحطان سے تھے۔ تیسرے

مستعربہ[3]: یہ بنی اسمٰعیل تھے اولاد معد بن عدنان سے۔

ابن درید کہتے ہیں کہ عرب عاربہ کے سات قبائل تھے۔ عاد۔ ثمود۔ عملیق۔ طسم۔ جدیس۔ امیم۔ جاسم اس بحث کو علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بہت طویل کیا۔ مختصراً ہم نے بھی پیش کیا۔

حاکم مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سفیان ثوری کے طریق سے حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ثُمَّ قَالَ اُلْھِمَ اِسْمٰعِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھٰذَا اللِّسَانُ الْعَرَبِیُّ اِلْھَامًا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہ زبان عربی بطریقہ الہام عطا ہوئی۔

علامہ شیرازی کتاب الالقاب میں فرماتے ہیں اخبرنا محمد بن اسمعیل المدائنی قال

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخبرنا محمد بن احمد بن اسحق الہاشمی قال حدثنا محمد بن جابر قال حدثنا ابو یوسف بن السکیت قال حدثنی الاثرم عن ابی عبیدۃ قال حدثنا سمع بن عبد الملک عن محمد بن علی بن الحسین عَنْ اٰبَائِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ فَتَقَ لِسَانَہٗ بِالْعَرَبِیَّۃِ الْمُبَیَّنَۃِ اِسْمَاعِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ سَنَۃً۔

حضور نے فرمایا سب سے پہلے چودہ سال کی عمر میں حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام فرمایا۔
اور ایک روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خالص عربی میں سب سے اول حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کلام فرمایا۔
بعض ایسی روایات بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی حضرت اسمعیل علیہ السلام سے قبل بھی لغت حمیر اور قحطان میں تھی۔
حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے عربی سکھائی اور آپ عربی میں ہی کلام فرماتے تھے۔ مگر قرآن کریم کی عربی افضل لغات پر ہے یہ اپنی بلاغت وفصاحت کے اعتبار سے اسبق ہے۔
اور الدرایہ میں تو عربی کی یہ شرافت ہے کہ عمدًا جو قرآن کریم کی قراءت یا کتابت فارسی میں کرے اسے مجنون اور زندیق کہا ہے۔ حَیْثُ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ الْقِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ اَوْکِتَابَتَہٗ فَھُوَ مَجْنُوْنٌ اَوْ زِنْدِیْقٌ وَالْمَجْنُوْنُ یُدَاوٰی وَالزِّنْدِیْقُ یُقْتَلُ۔

اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو گی

ذَکَرَ الذَّھَبِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنْ سُفْیَانَ اَنَّہٗ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ النَّاسَ یَتَکَلَّمُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِالسُّرْیَانِیَّۃِ فَاِذَا دَخَلُوا الْجَنَّۃَ تَکَلَّمُوْا بِالْعَرَبِیَّۃِ۔ روز قیامت لوگوں کی زبان سریانی ہوگی۔ جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عربی میں باتیں کریں گے۔
اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاٰخَرُوْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ۔
عرب تین وجہ سے محبوب ہیں۔ میں عربی ہوں اور قرآن کریم عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو گی۔ اس کے علاوہ طویل بحث روح المعانی میں ہے۔ من شاء فلینظر۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ نزول سورۂ یوسف

وَسَبَبُ نُزُوْلِهَا عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا اَصْحَابُهٗ زَمَانًا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ قَصَصْتَ عَلَيْنَا فَنَزَلَتْ۔

جب قرآن کریم حضور پر نازل ہوا ایک مدت تک صحابہ اس کی تلاوت کرتے رہے تو بعض نے عرض کی حضور اگر کوئی قصہ ماضیہ بھی ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا تو یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک قول ہے کہ اس واقعۂ یوسف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے کہ آپ کی قوم ہی ایسے ناشائستہ افعال کی مرتکب نہیں ہے بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تو ان کے بھائیوں کا برتاؤ اس سے بھی برا رہا ہے۔

ایک قول ہے کہ یہود نے حضور سے عرض کیا کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمائیں تو یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ کفار مکہ نے یہود کو کہا کہ وہ حضور سے دریافت کریں کہ بنی اسرائیل مصر میں کیسے پہنچے تو یہ سورت نازل ہوئی۔

اور بیہقی دلائل میں طریق کلبی سے ابو صالح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہود کا ایک عالم حضور کی خدمت میں آیا اور حضور اس وقت سورۂ یوسف تلاوت فرما رہے تھے تو اس نے عرض کیا یا مُحَمَّدُ مَنْ عَلَّمَكَهَا حضور یہ کس نے آپ کو سکھایا حضور نے فرمایا اَللّٰهُ عَلَّمَنِيْهَا اللہ نے مجھے یہ سکھایا۔ تو اس عالم کو تعجب ہوا جب اس نے یہ جواب سنا تو وہ واپس لوٹ کر یہود میں آیا اور کہنے لگا وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَا اُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ قسم بخدا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم ایسے ہی پڑھتے ہیں جیسے توریت میں نازل فرمایا۔

فَانْطَلَقَ بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفُوْا صِفَتَهٗ وَنَظَرُوْا اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَجَعَلُوْا يَسْتَمِعُوْنَ اِلٰى قِرَاءَتِهٖ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَتَعَجَّبُوْا وَاَسْلَمُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ۔

تو ایک جماعت کے ساتھ حضور کے پاس حاضر آئے اور حضور کو توریت کی بیان کردہ صفت سے پہچانا اور ختم نبوت دونوں شانہ اقدس کے مابین دیکھی اور سورۂ یوسف سنی اور پسند کر کے اسی وقت اسلام لائے۔ (روح المعانی)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ علماء یہود نے اشراف عرب سے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ملک شام سے مصر میں کیسے پہنچی اور ان کے وہاں آباد ہونے کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے تو اس پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔
یا یہ کہ اس واقعہ کے متعلق حضور سے یہود نے سوال کیا یا مسلمانوں سے کہا کہ وہ سوال کریں کہ بنی اسرائیل کا مصر میں جانے کا کیا سبب ہوا۔ (روح)
یا احکام اور شرائع اور مخفیات ملک و ملکوت اور اسرار نشأتین اور معارف و قصص کے بیان کے لیے سورۂ یوسف نازل ہوئی جس کا اعجاز ظاہر ہے اور من عند اللہ ہونا ایسا واضح ہے کہ اس کے معانی اہل علم کے نزدیک غیر مشتبہ ہیں اور اس میں حلال و حرام اور حدود و احکام کا بھی واضح بیان ہے (روح)
ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں متقدمین کے احوال روشن و لائح مذکور ہیں اور حق و باطل کا آسانی سے امتیاز کرا دینا اور اس کے پہلو بیان کیے گئے ہیں جو عجائب و غرائب اور حکم وغیرہ پر مشتمل ہیں۔
اس میں دین و دنیا کے فوائد، سلاطین و رعایا اور علماء کے احوال، عورتوں کے خصائل کا بھی واضح بیان ہے، دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر غالب آجانے کے بعد ان کی خطاؤں سے درگذر کرنے کی شان بھی نفیس پیرایہ میں واضح کی گئی ہے۔
صاحب بحر الحقائق نے اس کے تاویلی پہلو پر اس کا احسن قصص ہونا عجیب اور نفیس پہلو سے بیان فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ استعاری رنگ میں یہ قصہ تمام و کمال انسان کے احوال کے ساتھ منطبق ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ

یوسف سے مراد دل ہو سکتا ہے۔ اور
یعقوب سے مراد روح لی جا سکتی ہے
راحیل سے نفس انسان
برادران یوسف سے مراد قوی اور حواس انسان ہو سکتے ہیں۔

پھر اس سے قصہ کو انسان کے حالات سے مطابقت دی جائے تو اس سے عجیب و غریب حقائق منکشف ہوتے ہیں اس بحث کو بالتفصیل اگر دیکھنا چاہیں تو بحر الحقائق میں دیکھیں۔ اب آگے ارشاد ہے "نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ ہم بیان سناتے ہیں تمہیں سب سے اچھا بیان اس لیے کہ وحی کیا ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کو اور اگرچہ آپ بے شک اس سے پہلے اس قصہ سے بے خبر تھے (یہاں اِنْ مخففہ متقلہ ہے) اور یاد فرمائیں اے محبوب! جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا"
ترجمہ میں "یاد فرمائیں اے محبوب" بقاعدۂ اِذْ لایا گیا اس لیے کہ اِذْ کے اول اُذْکُرْ اور منادی ضرور محذوف ہوتا ہے اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے اور حضرت یعقوب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام تھے اور ان کے والد خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جنہیں حضور نے اَلْکَرِیْمُ بْنُ الْکَرِیْمِ بْنِ الْکَرِیْمِ بْنِ الْکَرِیْمِ فرمایا (روح المعانی)۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس خواب کا تذکرہ کیا جو جمعہ کی شب لیلۃ القدر کو دیکھا تھا (روح المعانی) عرض کیا

" یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ ابا جان میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں کہ وہ میرے لیے سجدہ کر رہے ہیں "۔

وہ گیارہ ستارے جریان۔ طارق۔ ذیال۔ قابس۔ عمودان۔ فلیق۔ مصبح۔ فرع۔ ذوالکفتین۔ خروج ثاب تھے۔

یہ گیارہ ستارے وہ ہیں جن کے متعلق ایک یہودی نے آکر حضور سے سوال کیا تھا اَخْبِرْنِیْ یَا مُحَمَّدُ عَنِ النُّجُوْمِ الَّتِیْ رَاٰھُنَّ یُوْسُفُ فَسَکَتَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ھَلْ اَنْتَ مُؤْمِنٌ اِنْ اَخْبَرْتُکَ قَالَ نَعَمْ فَعَدَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاذُکِرَ۔ حضور یوسف علیہ السلام نے وہ ستارے کونسے ملاحظہ کیے تھے تو حضور خاموش رہے تو جبریل نے حاضر ہو کر ان کے نام عرض کر دیے حضور نے فرمایا کیا تو ایمان لے آئے گا اگر ہم تجھے وہ ستارے بتا دیں اس نے عرض کی ہاں تو حضور نے وہ نام گنا دیے جن کا ذکر ہو چکا۔ تو یہودی کہنے لگا اِیْ وَاللّٰہِ اِنَّھَا لَاَسْمَاءُ ھَا۔ بے شک قسم بخدا ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔ رواہ جابر رضی اللہ عنہ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں ان سب نے آپ کو سجدہ کیا۔

اس کی تعبیر یہ تھی کہ گیارہ ستارے آپ کے گیارہ بھائی اور سورج آپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام اور چاند آپ کی والدہ حضرت راحیل یا خالہ ہیں۔

سدی کہتے ہیں کہ اس خواب سے قبل چونکہ آپ کی والدہ انتقال کر گئی تھیں اس لیے قمر سے مراد آپ کی خالہ ہی ہیں۔

اور سجدہ سے مراد تعظیم و تواضع تھی یا مطیع ہونا۔

اس خواب کے مشاہدے کے وقت بروایت حضرت وہب آپ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی اور ایک روایت سے سات سال کی عمر تھی (روح)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول یہ ہے کہ پہلا رؤیا بارہ سالہ عمر میں ہوا اور دوبارہ سترہ سال کی عمر میں خواب ہوا اس میں آپ نے گیارہ لکڑیاں لمبی لمبی زمین میں مرکوز دیکھیں مثل دائرہ کے اور ایک چھوٹی لکڑی ان سب پر ہے یہاں تک کہ اس چھوٹی لکڑی نے تمام لکڑیاں اکھاڑ ڈالیں اور یہ خواب آپ نے اپنے والد ماجد سے بیان کیا لیکن دونوں خوابوں میں اشارہ بھائیوں کی طرف تھا تو پہلے خواب میں لکڑیاں اور دوسرے خواب میں کواکب دیکھے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ سورج اور چاند سے میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام مراد ہیں اور صحیح یہی ہے کہ شمس سے باپ اور قمر سے والدہ مراد ہیں۔

قتادہ اور سدی سے مروی ہے کہ قمر سے مراد خالہ ہیں اس لیے کہ آپ کی والدہ راحیل اس سے پہلے انتقال کر چکی تھیں۔

ایک قول یہ ہے کہ سجدہ سے حقیقتاً سجدہ ہی مراد ہے اس لیے کہ اس شریعت میں سلام کی طرح سجدۂ تحیت بھی جائز تھا۔

اور ابن جریج سے مروی ہے اِنَّ الشَّمْسَ اُمُّہٗ وَالْقَمَرَ اَبُوْہُ اور وہ اس سے یہ تعبیر کرتے ہیں کہ اَلشَّمْسُ بِالْمُلْكِ وَبِالذَّهَبِ وَبِالزَّوْجَةِ الْجَمِيْلَةِ وَالْقَمَرُ بِالْاَمِيْرِ وَالْكَوَاكِبُ بِالْرُّؤَسَاءِ کہ سورج سے مراد آپ کی والدہ ہیں اور چاند سے مراد باپ ہیں۔ اور سورج کی تعبیر ملک۔ سونا اور خوبصورت بیوی ہے اور چاند کی تعبیر امراء ہیں اور ستاروں کی تعبیر رؤساء ہیں۔

تو یہ خواب سن کر حضرت یوسف علیہ السلام سے آپ کے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام نے بڑے پیار سے فرمایا۔

"قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا۔ فرمایا اے میرا جزادے نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے تو وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے"۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس محبت کی وجہ سے برادران یوسف آپ سے کچھ دل میں رنج بھی رکھتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے حسد سے مطلع بھی تھے اس لیے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو آپ نے معاً خیال فرمایا کہ یہ خواب درحقیقت یوسف علیہ السلام کے مدارج کی ترقی کا مژدہ ہے اور اس خواب سے برادران یوسف علیہ السلام ان سے رشک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی کریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ یوسف منزل نبوت پر پہنچے اور بارگاہ الوہیت میں برگزیدہ ہو اور نعمت دارین اسے عطا ہو آپ کو ان کے بھائیوں کا خدشہ محسوس ہوا اور آپ نے ان سے اس خواب کے بیان کرنے کو روک دیا اور غیر مبہم الفاظ میں فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا فرمادیا کہ وہ اس خواب سے مطلع ہو کر تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے اور تمہارے ہلاک کرنے کی کوئی تدبیر سوچیں گے اور پھر شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ کید اور حسد پر ضرور ابھارے گا اس بیان میں اس طرف ایما ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام اگر ان کی ایذاء رسانی پر کوئی اقدام کریں گے تو اس کا سبب توسوس شیطانی ہوگا۔ (تفسیر خازن)

اور انبیاء کرام توسوس شیطانی سے بھی محفوظ ہیں۔ ابن تیمیہ نے اسی وجہ میں ایک مؤلف اس مسئلہ کی تنقیح پر مرتب کیا جس میں وہ لکھتے ہیں اَلَّذِيْ يَدُلُّ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَاللُّغَةُ وَالْاِعْتِبَارُ اَنَّ اِخْوَةَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ وَلَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَلَا اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ خَبَرٌ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى نَبَّاَهُمْ۔

جو کچھ قرآن کریم اور لغت اور اعتبارات سے مستدل ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہیں تھے اور ان کی نبوت کی خبر نہ قرآن کریم میں ہے نہ حضور سے ثابت بلکہ صحابہ کرام میں سے بھی کسی نے یہ خبر نہ دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی کیا۔

اور جن کے نزدیک وہ بھی نبی تھے ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء میں والاسباط فرمایا ہے۔ اور اس کی تفسیر میں اولاد یعقوب علیہ السلام بتایا ہے۔

وَالصَّوَابُ اَنَّهٗ لَيْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْلَادَهُ الصُّلْبِيَّةَ بَلْ ذُرِّيَّتَهٗ كَمَا يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ وَكَمَا يُقَالُ لِسَائِرِ النَّاسِ بَنُوْ اٰدَمَ۔

اور صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد اولاد صلبی نہیں ہے بلکہ ذریت یعقوب علیہ السلام ہے جیسا کہا جاتا ہے بنو اسرائیل یا جیسے کہا جاتا ہے عام انسانوں کو بنو آدم۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ٥ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّ الْاَسْبَاطَ هُمُ الْاُمَمُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَكُلُّ سِبْطٍ اُمَّةٌ وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ الْاَسْبَاطَ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَالْقَبَائِلِ مِنْ بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ۔

اور مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ دونوں آیتیں صریح ہیں اس میں کہ اسباط امتی ہیں بنی اسرائیل سے ہر سبط امتی ہوتا ہے اور اس کی بھی تصریح ہو چکی ہے کہ اسباط بنی اسرائیل سے ایسے ہی ہیں جیسے قبائل بنی اسمٰعیل سے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔ علامہ راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں قَالَ وَیَعْقُوْبُ وَالْاَسْبَاطُ اَیْ قَبَائِلُ کُلِّ قَبِیْلَۃٍ مِنْ نَسْلِ رَجُلٍ۔ یعنی قرآن کریم میں فرمایا۔ الم۔ آخر پارہ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰی۔ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی۔

حالانکہ اس کا قطعی جواب دوسری جگہ قرآن کریم میں ہی موجود ہے مَا کَانَ اِبْرَاهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا تو یہاں بھی اگرچہ عرف عرب کے اعتبار سے اسباط قبائل کے معنی میں مستعمل بنایا گیا اور کُلُّ قَبِیْلَۃٍ مِنْ نَسْلِ رَجُلٍ بھی کہہ دیا کہ ہر قبیلہ ایک شخص کی نسل سے ہوتا ہے۔

لیکن ابن تیمیہؔ کا یہ قول قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ لَیْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْلَادُهُ الصُّلْبِیَّۃُ اس لیے کہ ہم آیہ کریمہ میں پڑھ چکے ہیں کہ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاكَ عَلٰی اِخْوَتِكَ تو گیارہ بھائی یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام کے صلبی تھے یعنی ان کی ولادت صلب سیدنا یعقوب علیہ السلام سے تھی عام اس سے کہ یہ بھائی عینی تھے یا نہ تھے یعنی عَلّاتی تھے۔

اور یہ بھی محقق ہو چکا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیوی لیّا بنت لبان سے ۶ بیٹے ہوئے۔ اور زلفہ۔ بلہہ سے چار اور بنیامین اور یوسف علیہ السلام چوتھی بیوی راحیل سے ہوئے۔ تو اگرچہ مائیں مختلف تھیں لیکن باپ سب کے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے تو صلبی اولاد وہی کہلاتی ہے جو ایک باپ سے ہو اور بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اَلْاُمَّهَاتُ اَوْعِیَۃٌ وَلِلْاَنْسَابِ اٰبَاءٌ۔ مائیں محض برتن ہیں نسب کے لیے باپ ہوتے ہیں۔

بنا بریں علامہ ابن تیمیہ کا یہ قول صحیح نہیں کہ لَیْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْلَادُهُ الصُّلْبِیَّۃُ۔ البتہ یہ غور طلب امر ہے کہ علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام گیارہ دوسرے بیٹوں کو بھی نبوت ملی یا نہیں۔ بو تو ظاہر حال تو یہی بتاتا ہے کہ ان گیارہ کے نبی ہونے پر ہماری نظر میں کوئی دلیل قرآن و حدیث و اقوال صحابہ سے نہیں ملتی۔

اور اس پر علامہ ابن تیمیہ کی یہ تصریح مسلم ہو سکتی ہے کَمَا قَالَ وَاَصْلُ السِّبْطِ کَمَا قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ الضَّرِیْرُ شَجَرَۃٌ دَوْحَۃٌ مُلْتَفَّۃٌ کَثِیْرُ الْاَغْصَانِ فَلَا مَعْنٰی لِتَسْمِیَۃِ الْاَبْنَاءِ الْاِثْنٰی عَشَرَ اَسْبَاطًا قَبْلَ اَنْ یَنْتَشِرَ عَنْهُمُ الْاَوْلَادُ۔

یعنی اصل سبط کی بموجب قول ابو سعید الضریر یہ ہے کہ وہ ایک درخت ہے پھیلا ہوا جس کی بہت سی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شافعیں ہیں تو یہ معنی بوجہ اولاد اور بارہ بیٹے ہونے کے نہیں ہو سکتے کہ وہ اسباط ہوں قبل اس کے کہ ان سے اولادیں منتشر نہ ہوں۔

اس کے بعد آگے خود ہی وضاحت کرتے ہیں حَیْثُ قَالَ فَتَخْصِیْصُ الْاَسْبَاطِ فِی الْاٰیَۃِ بِبَنِیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِصُلْبِہٖ غَلَطٌ لَا یَدُلُّ عَلَیْہِ اللَّفْظُ وَلَا الْمَعْنٰی وَمَنِ ادَّعَاہُ فَقَدْ اَخْطَاَ خَطَاً بَیِّنًا۔

تو تخصیص اسباط کی آیت میں آپ کے صلبی بیٹوں کے ساتھ غلط ہے اس پر نہ الفاظ آیت دلالت کرتے ہیں نہ معنی اور جو دعوی کرے وہ کھلا خطا پر ہے۔

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں وَالصَّوَابُ اَیْضًا اِنَّھُمْ سُمُّوْا اَسْبَاطًا مِنْ عَھْدِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمِنْ حِیْنَئِذٍ کَانَتْ فِیْھِمُ النُّبُوَّۃُ فَاِنَّہٗ لَمْ یُعْرَفْ فِیْھِمْ نَبِیٌّ قَبْلَہٗ اِلَّا یُوْسُفُ۔

اور یہی صحیح ہے کہ اسباط جنہیں کہا ہے وہ عہد موسیٰ علیہ السلام سے ہیں اور انہی میں نبوت تھی لیکن اس میں جو ابناء یعقوب ہیں نبوت سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی میں نہیں پائی گئی اور اس کی تائید میں وہ آیتیں بھی ہیں جو اللہ تعالے نے انبیاء کے تذکرے میں ذریۃ ابراہیم علیہ السلام پر فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ اس آیہ کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کے ساتھ کے نبیوں کا ذکر کیا گیا مگر اسباط کا ذکر نہیں کیا اور اگر آپ کے بھائی بھی نبی ہوتے جیسے اور انبیاء گذرے تو ضرور ان کا ذکر آتا۔

پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالے نے انبیاء کے ذکر میں ان کی نبوت کے مناسب محامد و ثنا فرمائی اور حدیث میں بھی ہے اَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ۔ نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی۔ تو اگر یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی نبی ہوتے تو اسی اعزاز و اکرام میں وہ بھی شریک کیے جاتے۔

اس کے برعکس جب ان کا قصہ قرآن کریم میں وہ آیا جو انہوں نے اپنے بھائی علیہ السلام کے ساتھ کیا اور ان کا اعتراف خطا اور طلب استغفار اپنے باپ سے۔ اور اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا اقرار سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ۔ آیا

اور جو مناصب نبوۃ کے مناسب مدائح تھے وہ بیان نہیں فرمائے اور ان کی توبہ بھی علانیہ ظاہر نہیں ہوئی جیسا کہ ان کا گناہ گناہ پر بیان ہوا۔

اور اللہ تعالے نے انبیاء میں سے کسی نبی کے متعلق قبل نبوت یا بعد نبوت نہیں فرمایا کہ انہوں نے ایسے افعال عظیمہ مثل والد کی نافرمانی۔ قطعیت رحم اور بھائی کا غلام بنانا ان کا بلاد کفر میں بیچنا اور کھلا جھوٹ بولنا وغیرہ جیسا کہ اخوۃ یوسف کے حالات میں مذکور ہے۔ بیان نہیں فرمائے اور یہی دلیل ہے کہ برادران یوسف نبی نہیں تھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ اگر کوئی دلیل عدم نبوت پر سوا ان افعال کے جو ان سے صادر ہوئے نہ ہوتی تو بھی ہمارے دعوی عدم نبوت کو وہی افعال کافی تھے

لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ مَعْصُوْمُوْنَ عَنْ صُدُوْرِ مِثْلِ ذَالِكَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا عِنْدَ الْاَكْثَرِیْنَ۔

اس لیے کہ انبیاء کرام ایسے افعال سے معصوم ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت عند الاکثرین۔

اور یہ تمام امور ایسے تھے کہ قبل بلوغ ان پر قدرت و طاقت نہیں ہو سکتی تو یہ عذر بھی صحیح نہیں ہو سکتا کہ یہ افعال ان سے قبل بلوغ سرزد ہوئے تھے۔ انتہی ملخصاً از روح المعانی اس کے علاوہ اور بھی طویل بحث روح المعانی میں ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْہِ۔

چنانچہ خواب کے متعلق بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی اور بتایا کہ ہر خواب حقیقتاً خواب نہیں ہوتا اور خواب من جانب اللہ بھی ہوتا ہے اور توسوس شیطانی سے بھی۔ چنانچہ سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّہَا فَاِنَّہَا مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ تَعَالٰی وَلْیُحَدِّثْ بِہَا۔ وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذَالِكَ مِمَّا یَکْرَہُ فَاِنَّمَا ہِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّہَا وَلَا یَذْکُرْہَا لِاَحَدٍ فَاِنَّہَا لَا تَضُرُّہٗ۔

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسے اپنے محبّ سے بیان کیا جائے اور بُرا خواب شیطان سے ہے جب ایسا خواب کوئی دیکھے تو اللہ کے ساتھ پناہ مانگے شیطان رجیم سے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے تو وہ کچھ مضرت نہ پہنچا سکے گا (بخاری شریف)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَہُہَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ ثَلَاثًا وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِہِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ۔

حضور نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس میں برائی معلوم ہو تو تین بار اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ تعالے سے پناہ طلب کرے شیطان لعین سے اور وہ کروٹ بدل لے جس پر تھا (مسلم)

ایک روایت میں یہ اور ہے کہ تین بار بائیں جانب تھوک کر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ ہٰذِہِ الرُّؤْیَا پڑھے۔

اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔
ابتداء وحی کی حضور پر رویا صادقہ سے ہوئی۔ چنانچہ حضور کوئی خواب نہ ملاحظہ فرماتے مگر اس کا ظہور ایسے ہوتا جیسے رات سے صبح کا ظہور۔

اور رؤیائے صادقہ کو چھیالیسواں جز نبوت کا حضور نے فرمایا اور اس کی توجیہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ سِتَّةَ اَشْهُرٍ يَرَى الْوَحْيَ مَنَامًا ثُمَّ جَاءَهُ الْمَلَكُ يَقْظَةً وَسِتَّةَ اَشْهُرٍ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً جُزْءٌ مِّنْ سِتٍّ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا۔
تو چھ ماہ وحی خواب میں ہوتی رہی۔ چھ ماہ کے بعد فرشتہ جاگتے ہوئے آیا اور چھ ماہ عام اور تئیس سال وحی نبوت۔ اور چھ ماہ بہ نسبت تئیس سال کے چھیالیسواں حصہ ہیں۔
اور حلیمی کہتے ہیں اِنَّ الْوَحْيَ كَانَ يَاْتِيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ نَوْعًا۔ وحی حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر چھیالیس نوع پر آئی۔

اس میں سے ایک رؤیائے صالحہ بھی ہے تو چھیالیسواں جز نبوت رویائے صالحہ ہوا۔ مِثْلَ نَفْثِ الرُّوْعِ وَتَمَثُّلِ الْمَلَكِ لَهٗ بِصُوْرَةِ دِحْيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَسَمَاعَهٗ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ۔ دل کے اندر کوئی بات آجانا اور فرشتہ کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں متمثل ہو کر آنا اور زنجیر ہلنے کی آواز مسموع ہونا وغیر ذالک۔ روح المعانی۔

"وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ اور ایسے ہی تیرا رب تجھے چن لے گا اور سکھا دے گا تجھے انجام نکالنا باتوں سے اور تجھ پر اپنی نعمت پوری اور آل یعقوب پر جیسے پوری کیں (نعمتیں) تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحق پر بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔"
اجتباء کہتے ہیں چن لینے اور برگزیدہ کرنے کو جس کے حاصل معنی یہ ہیں کہ کسی بندہ کو فیض ربانی کے ساتھ مخصوص کر لینا جس سے اس میں کرامات و کمالات بلا محنت وسعی حاصل ہوں۔ اور یہ مرتبہ انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے اور ان کے فیوض و برکات سے ان کے مقربین صدیقین شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کیے جاتے ہیں لیکن درجۂ نبوت اب کسی کو نہیں مل سکتا نہ اللہ تعالے کسی کو عطا فرمائے گا اس لیے کہ دعدۂ ختم نبوت قرآن کریم میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے ارشاد ہو چکا ہے۔
اور خاتَم و خاتِم کے معنی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ اگر خاتم کا صلہ عَلٰی آیا ہو تو مُہر کے معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وغیرہ میں معنی مُہر ہے لیکن جہاں عَلٰی کے بغیر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں لازمی طور پر آخر کے معنی ہی ہیں اور مَخْتُوْمٌ۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ سے اگر شبہ پیدا ہو تو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہاں آخر کے ہی معنی ہیں حَیْثُ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ النَّسَفِیِّ اَیْ تُوْجَدُ رَائِحَۃُ الْمِسْکِ عِنْدَ خَاتِمَۃِ شُرْبِہٖ۔ یعنی پینے کے بعد جو خوشبو آئے گی وہ آخری خوشبو مشک کی ہوگی تو یہ اصول کلیہ ہوا کہ جہاں خاتم کے بعد علیٰ ہوگا وہاں مہر کے معنی ہوں گے اور جہاں خاتم کے بعد علیٰ نہ ہو وہاں آخر کے ہی معنی آئیں گے چنانچہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ جُبَیْرٍ وَالْحَسَنُ اَلْمَعْنٰی خَاتِمَتُہٗ وَنِہَایَتُہٗ رَائِحَۃُ الْمِسْکِ اِذَا شَرِبَ اَیْ یَجِدُ شَارِبُہٗ ذٰلِکَ عِنْدَ اِنْتِہَاءِ شُرْبِہٖ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آخر اور نہایت اس کی مشک کی خوشبو یہ ہوگی جب کہ وہ پیا جائے گا تو پینے والے کو مشک کی خوشبو اس کے آخر میں محسوس ہوگی (روح المعانی سورۂ تطفیف)

اور اتمام نعمت سے مراد علم و حکمت اور تاویل احادیث کی عطا ہے اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء کے غوامض و دقائق کا کشف ہے اور بعض مفسرین نے اس سے تعبیر خواب بھی مراد لی ہے اور واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر خواب میں بڑے ماہر تھے چنانچہ اس سورۂ مبارکہ میں عزیز مصر کے خواب کی تعبیر اور دو نوجوانوں کا خواب میں اپنا انجام دیکھنا اور اس کی تعبیر دینا بھی مذکور ہے۔

اور کَمَا اَتَمَّہَا عَلٰی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ میں نبوت عطا فرما کر اعزاز بخشنا مراد ہے اس لیے کہ نبوت سے اعلیٰ منصب بندے کے لیے اور کوئی نہیں تمام مناصب و مراتب اس منصب سے ادنیٰ ہیں پھر اس کے ساتھ سلطنت بھی مل جائے تو یہ مزید نعمت ہے۔

چنانچہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود سے خلاصی دی اور اپنا خلیل بنایا حضرت اسحاق علیہ السلام کو حضرت یعقوب اور اسباط عطا فرمائے اور آل یعقوب کا فرمانا اسی وجہ میں ہے۔

لفظ آل ہمیشہ عربی میں اس جگہ استعمال ہوگا جہاں شریف اور معزز ہوں اس وجہ میں آل حجام یا آل حرم نہیں بولا جاتا۔ لیکن اہل حجام اور اہل حرم کہہ سکتے ہیں۔ اسی وجہ میں آل ہمیشہ معزز گھرانوں پر استعمال ہوا نچلے طبقہ پر اہل بولا جاتا ہے (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ یوسف پ ۱۲

لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ ○	بے شک ہیں یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں پوچھنے والوں کے لیے۔
اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا	جب کہا کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (دنیا میں)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۖ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ

زیادہ محبوب ہے ہمارے باپ کو ہم سے باوجودیکہ ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے والد ان کی محبت میں کھلم کھلا ازخود رفتہ ہیں۔

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِن بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝

یوسف کو قتل کردو یا پھینک دو اسے کسی زمین میں تاکہ یکسو ہو جائے تمہارے باپ کی محبت صرف تمہاری طرف اس کے بعد نیک صالح ہو جانا۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝

بولا ایک بولنے والا نہ قتل کرو یوسف کو اور ڈال دو اسے کسی اندھیرے کنویں میں اٹھالے گا اسے کوئی چلتا پھرتا اگر تمہیں کرنا ہی ہے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝

بولے اے ہمارے باپ کیا ہوا کہ تمہیں ہمارا اعتبار نہیں یوسف پر حالانکہ ہم تو اس کے خیر اندیش ہیں۔

أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

بھیج دیجئے اسے ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھائے اور کھیلے اور ہم بے شک اس کے نگہبان ہیں۔

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَن تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۝

فرمایا مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے اور تم اس سے بے خبر ہو جاؤ۔

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝

بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے باآنکہ ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم نقصان والے ہیں۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

تو جب اسے لے گئے اور سب اس پر متفق ہو گئے کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے وحی کی یوسف کو کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتا دے گا اس حال میں کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۝

اور آئے اپنے باپ کے پاس رات ہوئے روتے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ

بولے اے ہمارے باپ ہم چلے گئے دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کبھی یقین نہ کریں گے ہمارا اگرچہ ہم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ○	سچے ہوں
وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○	اور لائے اس کا قمیص جھوٹے خون کے ساتھ فرمایا بلکہ بنا لی ہے تمہارے لیے تمہارے دلوں نے ایک بات تو صبر ہی بہتر ہے اور اللہ مددگار ہے اس پر جو تم بیان کرتے ہو۔
وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○	اور آیا ایک قافلہ تو بھیجا انہوں نے ایک کو تو ڈالا اس نے اپنا ڈول پکارا اے مژدہ ہو یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور چھپایا اسے پونجی کے طور پر اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔
وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ○	اور بیچ ڈالا اسے (برادران یوسف نے) ساتھ قیمت کھوٹی دراہم سے جو گنتی کے تھے اور تھے وہ اس قیمت سے بے رغبت۔

حلِّ لُغات دوسرا رکوع سورۂ یوسف پ ۱۲

لَقَدْ۔ بے شک	كَانَ۔ ہیں	فِيْ يُوْسُفَ۔ یوسف (علیہ السلام)
وَاِخْوَتِهٖ۔ اور اسکے بھائیوں میں	اٰيٰتٌ۔ نشانیاں	لِلسَّآئِلِيْنَ۔ سوال کرنے والوں کے لیے۔
اِذْ۔ جب	قَالُوْا۔ کہا انہوں نے	لَيُوْسُفُ۔ یقیناً یوسف	وَاَخُوْهُ۔ اور اس کا بھائی
اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا ہے۔	اِلٰى۔ طرف	اَبِيْنَا۔ ہمارے باپ کی	مِنَّا۔ ہم سے
وَنَحْنُ۔ اور ہم	عُصْبَةٌ۔ جماعت ہیں	اِنَّ۔ بے شک	اَبَانَا۔ ہمارا باپ
لَفِيْ۔ یقیناً	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِيْنٍ۔ ظاہر میں ہے	اُقْتُلُوْا۔ مار ڈالو
يُوْسُفَ۔ یوسف کو	اَوِاطْرَحُوْهُ۔ یا پھینک دو اس کو		اَرْضًا۔ کسی زمین میں
يَخْلُ۔ خالی ہو جائے گا	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	وَجْهُ۔ چہرہ	اَبِيْكُمْ۔ تمہارے باپ کا
وَتَكُوْنُوْا۔ اور ہو جاؤ	مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد		قَوْمًا۔ قوم
صٰلِحِيْنَ۔ نیک	قَالَ۔ کہا	قَآئِلٌ۔ ایک کہنے والے نے	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
لَا تَقْتُلُوْا۔ نہ قتل کرو	يُوْسُفَ۔ یوسف کو	وَاَلْقُوْهُ۔ اور ڈال دو اس کو	فِيْ۔ بیچ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غَیٰبَتِ الْجُبِّ۔ اندھے کنویں کے — یَلْتَقِطْہُ۔ پکڑ لے جائے گا اس کو

بَعْضُ۔ کوئی — السَّیَّارَۃِ۔ قافلہ — اِنْ۔ اگر — کُنْتُمْ۔ ہو تم

فٰعِلِیْنَ۔ کرنے والے — قَالُوْا۔ بولے — یٰٓاَبَانَا۔ اے ہمارے باپ — مَالَکَ۔ کیا ہے تجھے

لَاتَاْمَنَّا۔ نہیں امین جانتا تو ہمیں — عَلٰی۔ اوپر — یُوْسُفَ۔ یوسف کے — وَاِنَّا۔ اور یقیناً ہم

لَہٗ۔ اسکے لیے — لَنٰصِحُوْنَ۔ خیر خواہ ہیں — اَرْسِلْہُ۔ بھیج اس کو — مَعَنَا۔ ہمارے ساتھ

غَدًا۔ کل — یَّرْتَعْ۔ کھائے — وَیَلْعَبْ۔ اور کھیلے — وَاِنَّا۔ اور یقیناً ہم

لَہٗ۔ اس کے لیے — لَحٰفِظُوْنَ۔ حفاظت کرنے والے ہیں — قَالَ۔ کہا

اِنِّیْ۔ بیشک میں — لَیَحْزُنُنِیْٓ۔ غمناک ہوتا ہوں — اَنْ۔ اس سے

تَذْھَبُوْا۔ لے جاؤ تم — بِہٖ۔ اس کو — وَاَخَافُ۔ اور میں ڈرتا ہوں — اَنْ۔ یہ کہ

یَّاْکُلَہُ۔ کھا جائے اسکو — الذِّئْبُ۔ بھیڑیا — وَاَنْتُمْ۔ اور تم — عَنْہُ۔ اس سے

غٰفِلُوْنَ۔ بیخبر ہو — قَالُوْا۔ بولے — لَئِنْ۔ اگر — اَکَلَہُ۔ کھا جائے اس کو

الذِّئْبُ۔ بھیڑیا — وَنَحْنُ۔ اور ہم — عُصْبَۃٌ۔ جماعت ہیں — اِنَّآ۔ بیشک ہم

اِذًا۔ اس وقت — لَّخٰسِرُوْنَ۔ خسارہ اٹھانے والے ہیں — فَلَمَّا۔ پھر جب

ذَھَبُوْا۔ لے گئے — بِہٖ۔ اس کو — وَاَجْمَعُوْٓا۔ اور اتفاق کیا — اَنْ۔ یہ کہ

یَّجْعَلُوْہُ۔ ڈال دیں اس کو — فِیْ۔ بیچ — غَیٰبَتِ الْجُبِّ۔ اندھے کنویں کے

وَاَوْحَیْنَآ۔ اور وحی کی ہم نے — اِلَیْہِ۔ اسکی طرف — لَتُنَبِّئَنَّھُمْ۔ ضرور بتائیگا تو انکو

بِاَمْرِھِمْ۔ ان کا کام — ھٰذَا۔ یہ — وَھُمْ لَا۔ اور وہ نہ — یَشْعُرُوْنَ۔ جانتے ہونگے

وَجَآءُوْٓ۔ اور آئے — اَبَاھُمْ۔ اپنے باپ کے پاس — عِشَآءً۔ رات کو — یَّبْکُوْنَ۔ روتے ہوئے

قَالُوْا۔ بولے — یٰٓاَبَانَآ۔ اے ہمارے باپ — اِنَّا۔ بیشک ہم — ذَھَبْنَا۔ گئے

نَسْتَبِقُ۔ دوڑتے ہوئے — وَتَرَکْنَا۔ اور چھوڑا ہم نے — یُوْسُفَ۔ یوسف کو

عِنْدَ۔ نزدیک — مَتَاعِنَا۔ سامان اپنے کے — فَاَکَلَہُ۔ پھر کھا گیا اس کو — الذِّئْبُ۔ بھیڑیا

وَمَآ۔ اور نہیں — اَنْتَ۔ تو — بِمُؤْمِنٍ۔ یقین کرنے والا — لَّنَا۔ ہمارا

وَلَوْ۔ اگرچہ — کُنَّا۔ ہوں ہم — صٰدِقِیْنَ۔ سچے — وَجَآءُوْ۔ اور لائے

عَلٰی قَمِیْصِہٖ۔ اس کی قمیص پر — بِدَمٍ۔ خون — کَذِبٍ۔ جھوٹا

قَالَ۔ فرمایا — بَلْ۔ بلکہ — سَوَّلَتْ۔ بنا لیا ہے — لَکُمْ۔ تمہارے لیے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنْفُسُكُمْ۔ تمہاری جانوں نے	اَمْرًا۔ ایک کام	فَصَبْرٌ۔ پھر صبر
جَمِيْلٌ۔ اچھا ہے	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ ہی	الْمُسْتَعَانُ۔ مدد چاہا گیا ہے
عَلٰی مَا۔ اس پر جو	تَصِفُوْنَ۔ تم بیان کرتے ہو	وَجَآءَتْ۔ اور آیا	سَيَّارَةٌ۔ ایک قافلہ
فَاَرْسَلُوْا۔ انہوں نے بھیجا	وَارِدَهُمْ۔ اپنا پانی لانے والا	فَاَدْلٰی۔ تو اس نے ڈالا
دَلْوَهٗ۔ اپنا ڈول	قَالَ۔ کہا	يٰبُشْرٰی۔ اے خوشخبری	هٰذَا۔ یہ
غُلَامٌ۔ لڑکا ہے	وَاَسَرُّوْهُ۔ اور چھپا انہوں نے اس کو	بِضَاعَةً۔ پونجی بنا کر
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	بِمَا۔ جو وہ	يَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہیں
وَشَرَوْهُ۔ اور بیچ دیا انہوں نے اسے	بِثَمَنٍ۔ قیمت	بَخْسٍ۔ کھوٹی سے
دَرَاهِمَ۔ درہم	مَعْدُوْدَةٍ۔ چند	وَكَانُوْا۔ اور تھے وہ	فِيْهِ۔ اس میں
مِنَ الزَّاهِدِيْنَ۔ بے رغبت لوگوں سے۔		

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ یوسف پ ۱۲

"لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں ہیں سوال کرنے والوں کے لیے۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کی پہلی بیوی لیّہ بنت لیان بن ناہر تھی اور یہ ماموں کی بیٹی ہیں ان سے چھ بیٹے ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ روبیل۔ شمعون۔ لاوی۔ ربالون۔ یشجر اور چار بیٹے زلفہ اور بلہہ سے ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ دان۔ یفتالی۔ جاد۔ آشر۔

زلفہ اور بلہہ دونوں بہنیں تھیں اور دونوں آپ کے نکاح میں بیک وقت تھیں اور اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ سے جو دو بہنوں کا ایک وقت میں جمع حرام ہے وہ اس وقت نہ تھا۔ اس کے متعلق علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

كَانَتَا اُخْتَيْنِ وَقَدْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَحِلَّ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ وَاِلٰی هٰذَا ذَهَبَ الْيَهُوْدُ۔ دونوں بہنیں ایک وقت میں جمع تھیں اور یہ آپ کے لیے حلال تھیں۔ آپ کے بعد پھر کسی کے لیے حلال نہیں رہیں۔ اسی تحقیق کے ساتھ یہود بھی متفق ہیں۔

اور لیّا۔ زلفہ۔ بلہہ کے انتقال کے بعد لیّا کی بہن حضرت راحیل سے آپ نے عقد فرمایا ان سے دو صاحبزادے ہوئے بنیامین اور حضرت صبیح الحسن یوسف علیہ السلام۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بنا پر دس بھائی علاتی مانے جاتے ہیں حقیقی بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے صرف حضرت بنیامین تھے۔ چنانچہ آلوسی روح المعانی میں تصریح فرماتے ہیں۔

بِاَنَّ الْمَشْہُوْرَ اَنَّ بَنِیْ عَلَّاتٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَشَرَۃٌ وَلَیْسَ فِیْہِمْ مِنْ اِسْمِہٖ

یہ دس بنی علات تھے۔ یعنی باپ کی طرف سے تھی۔ مائیں ان کی علیحدہ تھیں اور بنیامین اور یوسف عینی بھائی تھے۔ یعنی باپ اور ماں دونوں کی ایک تھیں۔ اس قسم کے بھائی حقیقی اور سگے کہلاتے ہیں اور جس کی ماں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ سوتیلے کہلاتے ہیں ویسے اسباط ہیں یہ سب داخل ہیں۔ چنانچہ یہ بارہ صاحبزادے اسباط تھے۔

آگے آیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ فرمایا تو وہ پوچھنے والے یہود تھے جنہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال اور اولاد یعقوب علیہ السلام کا خطۂ کنعان سے سرزمین مصر کی طرف منتقل ہونے کا کیا سبب تھا۔ حضور نے جب انہیں تمام حال من وعن بیان فرمادیا اور یہود نے اسے توریت کے مطابق پایا تو سخت متحیر ہوئے کہ حضور نے کتاب پڑھنے اور علماء واحبار کی صحبت میں بیٹھنے اور کسی سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے۔

یہ واضح دلیل ہے کہ آپ نبی ہیں اس لیے کہ نبی نبأ سے ہے اور نبأ خبر کو کہتے ہیں تو نبی خبر دینے والے کو کہا جاتا ہے بنا برایں حضور کے نبی ہونے اور قرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو علم قدس سے شرف حاصل ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یوسف اور آپ کے بھائیوں میں اور ان کے قصہ میں صداقت نبوت پر بہت سے دلائل واضح ہیں۔ علاوہ بریں کافی حِکَم اور عِبَر ونصائح اس سے حاصل ہیں۔ آگے ارشاد ہیں۔

"اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ جب وہ کہنے لگے کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) زیادہ محبوب ہے ہمارے باپ کو حالانکہ ہم عصبہ ہیں بے شک ہمارے باپ ان کی محبت میں از خود رفتہ ہیں (لہذا) یوسف کو قتل کردو یا اسے کسی زمین میں پھینک دو (تاکہ) تمہاری طرف توجہ تمہارے باپ کی خالص ہو جائے اور ہو جانا اس کے بعد صالحین میں سے۔"

ان برادران یوسف علیہ السلام نے آپس میں باتیں کیں جو سوتیلے بھائی تھے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے حقیقی بھائی ہمارے والد کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم عُصبہ ہیں۔ راغب مفردات میں کہتے ہیں۔ عُصبہ، عَصب سے ماخوذ ہے۔ محاورہ ہے اَلْعَصَبُ اَطْنَابُ الْمَفَاصِلِ وَلَحْمٌ عَصَبٌ کَثِیْرُ الْعَصَبِ وَالْمَعْصُوْبُ الْمَشْدُوْدُ۔ عصب جوڑوں کے کناروں کو بولتے ہیں۔ محاورہ میں لحم عَصَب کے معنی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھونکے گوشت کے لیے جاتے ہیں۔

وَالْعُصْبَۃُ جَمَاعَۃٌ مُتَعَصِّبَۃٌ مُتَعَاضِدَۃٌ اور عُصبہ ایسی جماعت کو بولتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے قوت بازو ہوں تو گویا کہ برادران یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے قوت بازو ہیں اور یوسف علیہ السلام کی حمایت صرف ان کے بھائی بنیا بین ہی کر سکتے ہیں اور ہم سب خدمت والدین ان سے زیادہ ہیں۔

فراء کے نزدیک عصبہ دس تک اجتماع پر بولتے ہیں۔

ابن عباس دس سے چالیس تک کے اجتماع کو عصبہ فرماتے ہیں۔

اس پرانہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر معاذ اللہ نا عاقبت اندیشی کا الزام لگایا اور کہا کہ وہ مجمع دس بھائیوں کے مقابلہ میں صرف دو بھائیوں کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

یہاں لفظ ضلال شان یعقوب علیہ السلام میں استعمال کیا گیا جسے عوام گمراہی سے تعبیر کر سکتے ہیں حالانکہ اس کا مبدأ اشتقاق ضلّ ہے اس پر راغب اصفہانی کی تحقیق ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

ضَلَّ۔ اَلضَّلَالُ الْعُدُوْلُ عَنِ الطَّرِیْقِ الْمُسْتَقِیْمِ۔ ضل سے ضلال کے معنی سیدھے راستہ سے عدول کرنے کے ہیں اور اس کی ضد ہدایت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا۔

وَیُقَالُ الضَّلَالُ لِکُلِّ عُدُوْلٍ عَنِ الْمَنْھَجِ عَمَدًا کَانَ اَوْ سَھْوًا یَسِیْرًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا فَاِنَّ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ الَّذِیْ ھُوَ الْمُرْتَضٰی صَعْبٌ جِدًّا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَقَالَ بَعْضُ الْحُکَمَاءِ کَوْنُنَا مُصِیْبِیْنَ مِنْ وَجْہٍ وَکَوْنُنَا ضَالِّیْنَ مِنْ وُجُوْہٍ کَثِیْرَۃٍ

ضلال کا اطلاق ہر راستہ سے عدول کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے عام اس سے کہ سہواً ہو یا عمداً کم ہو یا زیادہ۔

اور لفظ ضلال اس پر بھی استعمال ہوتا ہے جہاں کسی خطا و غلطی سے کوئی فعل سرزد ہو۔

اسی بنا پر ضلال انبیاء کرام کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور کفار پر بھی اگرچہ دونوں جگہ معنوی استعمال میں کون لعید ہے دیکھو حضور ہادی الکل فی الکل کے لیے بھی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی استعمال کیا گیا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ کو نبوت کے ساتھ جب ہدایت نہ تھی تو ہم نے نبوت عطا کی۔

یعقوب علیہ السلام کے لیے ابناء یعقوب نے کہا اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ اور اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اس میں اشارہ ہے شغف و محبت یوسف علیہ السلام کی طرف یعنی یہاں معنی از خود رفتہ محبت کے ہوں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب فرعون نے کہا کہ تم ایک جرم کے مرتکب ہو یعنی دار وغہ مطبخ کو طمانچہ سے ہلاک کر چکے ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جواب دیا اور فرمایا فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ بے شک میں نے طمانچہ مارا تھا مگر اس میں میری طرف سے قتل عمد نہ ہوا تھا بلکہ یہ قتل اتفاقی ہو گیا اور میں اپنی طاقت سے بے خبر تھا۔

تو ضالین کے معنی سہو اور از خود رفتہ محبت اور بے خبر کے ہوئے۔ اور بمعنی نسیان بھی آتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔

اور ضلال بمعنی موت بھی ہے جیسے کفار کا تصور قرآن کریم میں ہے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا جب ہم مر کر خاک میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئے پیدا ہو کر آئیں گے اس میں موت اور استحالۂ بدن کے معنی لیے گئے۔

بمعنی غفلت بھی آتا ہے لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسٰى اَىْ لَا يَغْفُلُهٗ یعنی میرا رب غافل نہیں اور وہ بھولتا بھی نہیں۔

باطل اور رائیگاں ہونے کے معنی بھی دیتا ہے۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ۔ اَىْ فِىْ بَاطِلٍ۔

انسان کے لیے کوئی چیز مزین کر کے دکھا کر دھوکہ دینا جیسے لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ۔

تو ضل۔ سے ضال۔ تضلیل۔ ضالین۔ یضل وغیرہ وغیرہ صیغے قرآن کریم میں وارد ہیں۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ میں بمعنی گمراہ ہے۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى میں معنی از خود رفتہ محبت ہوئے۔

فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ میں اپنی قوت سے بے خبر ہونے کے معنی ہوئے۔

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى میں بھولنے کے معنی ہیں

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ میں استحالہ وفنا کے معنی ہیں

لَا يَضِلُّ رَبِّىْ میں غافل ہونے کے معنی ہیں

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ میں باطل اور رائیگاں کے معنی ہیں۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں گمراہ اور بھٹکے ہونے کے معنی ہیں۔

یہ مختصراً سات معنی مفردات راغب سے منقول ہیں جو ما نحن فیہ کی وضاحت میں ہمارے لیے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافی وافی شافی ہیں۔

تو برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے حق میں کہا اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ جس کے اس جگہ یہ معنی ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی رائے میں خاطی ہیں یا طریق اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں گویا ان کے خیال میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ ہرگز مناسب نہیں تھا۔

روایات سے ثابت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف بہت محبوب تھے اور آپ کے علاتی بھائی اسی وجہ سے حسد کرتے تھے۔

پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا اس کے بعد سے اور بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت بڑھ گئی۔ حتی کہ آپ ایک ساعت کے لیے آپ کو اپنے سے اوجھل ہونا گوارا نہ فرماتے تھے (روح)

تو برادران یوسف نے باہمی مشورہ کیا اور کہا۔

اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ۔ یوسف کو قتل کردو یا کسی زمین میں پھینک دو۔ اِطْرَحُوْہُ۔ طرح کہتے ہیں رَمْیُ الشَّیْءِ وَاِلْقَاؤُہٗ اور طَرَحْتُ الشَّیْءَ بول کر اَبْعَدْتُّہٗ بھی معنی لیتے ہیں یعنی اسے دور کردیا۔

اور اس سے فائدہ یہ مطلوب تھا کہ یَخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ جس کے حاصل معنی یہ ہوتے ہیں کہ پھر تمہارے والد کی توجہ خالص تمہاری ہی طرف ہوجائے گی اور لَا یَلْتَفِتُ عَنْکُمْ اِلٰی غَیْرِکُمْ تم سے منہ پھیر کر اور طرف التفات نہ کریں گے۔

"وَتَکُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ" یَعْنِیْ بَعْدَ اِنْفِرَاغِ یُوْسُفَ یا قتل یوسف کے بعد یا طرح یوسف سے فارغ ہوکر صالحین میں داخل ہوجاتا توبہ کرکے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

کَمَا رَوَاہُ الْکَلْبِیُّ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ فَالْمُرَادُ بِالصَّلَاحِ الصَّلَاحُ الدِّیْنِیُّ بَیْنَھُمْ فَبَیْنَ اللہِ تَعَالٰی وَیُحْتَمَلُ اَنَّ الْمُرَادَ ذٰلِکَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ اَبِیْھِمْ بِالْعُذْرِ وَاِنْ کَانَ عُذْرُھُمْ الَّذِیْ یَکُوْنُ کَذِبًا لٰکِنَّہٗ مُوَافِقٌ لَّہٗ مِنْ جِھَۃِ اَنَّھُمْ یَرْجُوْنَ عَفْوَ اَبِیْھِمْ وَصَفْحَہٗ لِیُصْلِحُوْا مِنَ الْعُقُوْقِ عَلٰی مَا قِیْلَ۔

کلبی اور جمہور اسی طرف ہیں کہ یہاں مراد صلاح سے صلاح دینی ہے جو ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہو۔

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان میں اور ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام میں معذرت کرکے صالح بن جائیں اگرچہ وہ دین کے مخالف ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ ان کا عذر کذب ہی ہوگا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن ان کے لیے وہ موافق ہوگا اس جہت سے کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے عفو کی امید رکھتے تھے اور تصالح چاہتے تھے عقوق والد سے جیسا کہ بیان ہو چکا۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اَنْ یُّرَادَ الصَّلَاحُ الدُّنْیَوِیُّ اَیْ صَالِحِیْنَ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاکُمْ فَاِنَّہٗ یَنْتَظِمُ لَکُمْ بَعْدَہٗ بِخُلُوِّ وَجْہِ اَبِیْکُمْ۔

تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے صالحیت دنیوی مراد ہو یعنی صالح بن جاؤ اپنے دنیوی امور کے لیے کہ جس سے تمہارا انتظام دنیوی ہو سکے والد کی توجہ سے۔

اور یہ احتمال ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ حقوق العباد تو اللہ تعالےٰ بھی معاف نہیں فرماتا تو حق تلفی۔ قطع رحمی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام کہہ کر ثمن بخس کے ساتھ بیچ ڈالنا یہ سب حقوق العباد سے تھا۔ پھر کنوئیں میں ڈالنا یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا حق تھا تو یہ سب حق یوسف علیہ السلام کے تھے۔ اس کی معافی یعقوب علیہ السلام سے طلب کرنا محض صالحین اور ظاہرداری سے صالح بننا ہے اور ایسے صالحین ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں اکثر صالحین کہلاتے ہیں۔ یہ صالحیت محض دنیوی صالحیت ہے نہ کہ دینی۔ آگے ارشاد ہے۔

"قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ بولا ایک بولنے والا یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے ڈال دو اندھے کنوئیں میں کہ کوئی چلتا ہوا اسے آکر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہی ہے"۔

یہ بولنے والا یہودا تھا اس کی رائے میں وہ شر جو اوروں کا تھا اس سے کچھ آسانی تھی (روح)

قتادہ اور ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ وہ روبیل تھا۔

مجاہد کہتے ہیں وہ شمعون تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ دان تھا

بہرحال قرآن کریم ایک کو اس رائے کا محرک بتا رہا ہے جو قطعی ہے اس نے قتل کو گناہ عظیم تصور کیا اور قتل کی رائے کی مخالفت کی اور یہ کہنا یہودا کا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اور غَیٰبَتِ الْجُبِّ میں ڈالنے کی رائے دی غیابت جب سے مراد قعر یعنی گڑھا یا غار بھی ہو سکتا ہے جس سے دیکھنے والوں سے وہ گرا ہوا غائب ہو۔

علامہ ہروی فرماتے ہیں اَلْغَیَابَۃُ فِی الْجُبِّ شِبْہُ کَہْفٍ اَوْ طَاقٍ فِی الْبِئْرِ فَوْقَ الْمَاءِ یَغِیْبُ مَا فِیْہِ عَنِ الْعُیُوْنِ۔ غیابت جب غار کے مشابہ ہوتا ہے یا کنوئیں میں جو طاق ہوتا ہے جسے کوٹھی کہتے ہیں جس پر پہنچکر آدمی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَلْتَقِطْهُ کے معنی علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ اَیْ یَاْخُذُہٗ عَلٰی وَجْہِ الصِّیَانَۃِ عَنِ الضَّیَاعِ وَ التَّلَفِ فَاِنَّ الْاِلْتِقَاطَ اَخْذُ شَیْءٍ مُشْرِفٍ عَلَی الضَّیَاعِ۔
التقاط کہتے ہیں کسی چیز کو بحفاظت اٹھانا کہ وہ ضائع نہ ہو جائے اور عرف میں التقاط کے معنی کسی اونچی شے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے پکڑ لینا۔
اور ہروی کہتے ہیں چلتے کنویں کو جس میں پانی ہو جُب کہتے ہیں اور جو اندھا ہو جائے یعنی اس میں پانی نہ رہے اسے جُبّ کہتے ہیں۔ (روح المعانی)
اور سیّارہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو چلتی پھرتی کسی طرف سے گذرے اور اس میں برادرانِ یوسف کا منشا بھی پورا تھا کہ وہ سیارہ جو بالفاظ دیگر قافلہ ہو سکتا ہے جب اس کنوئیں سے نکال کر اسے لے جائے گا تو کسی کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ یوسف کہاں اور کس طرح اور کس جگہ لے جائے گئے۔
آگے اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ کا منشا یہ ہے کہ اول تو یوں ہی رہنے دو اور کچھ نہ کرو اور اگر کرنا ہی ہے تو ایسا کرو اور بس۔ چنانچہ یہودا کی یہ رائے سب نے قبول کر لی۔ اور متفق ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر آئے اور
"قَالُوْا یٰۤاَبَانَا۔ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ نہیں اعتبار فرماتے ہمارا یوسف پر حالانکہ ہم اس کے خیر اندیش ہیں بھیجد یجئے ہمارے ساتھ کل کہ خوب میوے کھائے اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے محافظ ہوں گے"۔
عربی میں رتع کہتے ہیں ایسی چرنے کو جیسے چوپایہ چرا کرتا ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں۔
اِنَّ الرَّتْعَ حَقِیْقَتُہٗ فِیْ اَکْلِ الْبَہَائِمِ۔ وَیُسْتَعَارُ لِلْاِنْسَانِ اِذَا اُرِیْدَ بِہِ الْاَکْلُ الْکَثِیْرُ۔
رتع حقیقت میں چوپایہ کے چرنے کو کہتے ہیں اور اسے انسان کے لیے اس جگہ استعارۃً کہا جاتا ہے جہاں بہت کھانے پینے کا ارادہ ہو۔ اسے پنجابی میں سیل کہتے ہیں اور اردو میں گوٹ جبکہ موسم ہو بارش کا اور سرد ہوا کے جھونکے ہوں اور کالی گھٹائیں گھر گھر کر اٹھ رہی ہوں اس وقت چند ہم چشم جمع ہو کر جنگل میں کسی ندی کے کنارے کسی چشمہ کے سہارے جا کر بیٹھتے اور تفریح کرتے ہیں تو اسے تفریح کے لیے خاص طور پر منتخب کرتے ہیں وہاں قدرتی طور پر آدمی گھر سے زیادہ ہی کھاتا پیتا ہے۔ اسے استعارۃً رتع کہتے ہیں۔
اور یَلْعَبْ عام کھیل کو بھی کہا جاتا ہے زیادہ طور پر اس کا اطلاق دوڑ یا کبڈی پر ہوتا ہے۔
"وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ اور ہم اس کے محافظ ہوں گے"۔ اس سے کہ اسے کسی قسم کی تکلیف ہو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ۔ فرمایا یعقوب علیہ السلام نے! مجھے رنجیدہ کرے گا کہ تم اسے لے جاؤ اور میں خائف ہوں کہ اسے (یوسف کو) بھیڑیا کھالے اور تم اس سے غافل رہو۔ بولے وہ (برادران یوسف) اگر کھالے اسے بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم پورے نقصان میں ہونگے"
یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی محبت کے ماتحت فرمایا کہ یوسف کے لے جانے۔ مجھ سے علیحدہ کرنے اور کچھ دیر کے لیے بھی آنکھوں سے اوجھل ہونے سے مجھے رنج ہوگا اس کی جدائی میں برداشت نہیں کرسکتا۔

دوسرے اس سرزمین میں بھیڑیوں کی کثرت ہے تو مجھے اس کا بھی خوف ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا کھا لے اور تم اپنی سیر و تفریح میں مشغول رہ کر اس سے غافل ہو جاؤ۔

تو سب بھائیوں نے مل کر جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا آخر ہم عُصبہ ہیں یعنی ایک جماعت ہیں اور ہماری موجودگی میں بھی ایسا ہوا تو پھر ہم کسی مصرف کے نہیں۔ گویا حضرت یعقوب علیہ السلام کو ظاہر داری سے مطمئن کرنا چاہا اور اس امر پر مصر ہوئے کہ ہمارے ساتھ یوسف بھیج دیے جائیں۔ اور اس کے ساتھ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا کے اقتضاء کا یہ بھی نظام ہوا جو وہب نے فرمایا اور ان کے علاوہ اہل سیر واخبار نے بھی لکھا کہ

اِنَّ اِخْوَةَ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالُوْا اَمَا تَشْتَهِیْ اَنْ تَخْرُجَ مَعَنَا اِلٰی مَوَاشِیْنَا فَنَصِیْدُ وَنَسْتَبِقُ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَلٰی قَالُوْا فَقُلْ اَبَاكَ اَنْ یُرْسِلَكَ مَعَنَا فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَفْعَلُ فَدَخَلُوْا بِجَمَاعَتِهِمْ عَلٰی یَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالُوْا یَا اَبَانَا اِنَّ یُوْسُفَ قَدْ اَحَبَّ اَنْ یَخْرُجَ مَعَنَا اِلٰی مَوَاشِیْنَا فَقَالَ یَعْقُوْبُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا تَقُوْلُ یَا بُنَیَّ قَالَ نَعَمْ یَا اَبَتِ اِنِّیْ اَرٰی مِنْ اِخْوَتِیْ مِنَ اللِّیْنِ وَاللُّطْفِ فَاُحِبُّ اَنْ تَاْذَنَ لِیْ وَكَانَ یَعْقُوْبُ یَكْرَهُ مُفَارَقَتَهٗ وَیُحِبُّ مَرْضَاتَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ وَاَرْسَلَهٗ مَعَهُمْ۔ (روح المعانی)

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے بھی کہا کہ کیا تم ہمارے ساتھ جنگل میں چل کر سیر و شکار کرنا کھیلنا پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں نہیں تو بھائیوں نے کہا تم خود اپنے والد سے اجازت لو کہ وہ تمہیں ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا کروں گا چنانچہ برادران مجتمع ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور آئے اور بولے ابا جان یوسف ہمارے ساتھ تفریح کو جانے کے خواہشمند ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا بیٹے تمہارا کیا ارادہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان میں ان میں نرمی اور لطف پاتا ہوں اس لیے چاہتا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں کہ مجھے اجازت مل جائے اگرچہ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کا جانا پسند نہیں کر رہے تھے اور آپ کی جدائی گوارہ نہ تھی مگر اس کے ساتھ ہی مرضی یوسف علیہ السلام کے خلاف بھی کچھ کرنا نہ چاہتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ نے انہیں اجازت دے دی اور ان کے ساتھ انہیں بھیج دیا۔

"فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ تو جب لے گئے اسے (یوسف کو) اور سب کی رائے اس پر مجتمع ہو گئی کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی کی کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتا دے گا دراں حالے کہ وہ نہ جانتے ہوں گے"۔

آلوسی فرماتے ہیں فَلَمَّا خَرَجُوا بِهٖ يَحْمِلُوْنَهٗ عَلٰى رِقَابِهِمْ وَيَعْقُوْبُ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَلَمَّا بَعُدُوْا عَنْهُ وَصَارُوْا بِهٖ اِلَى الصَّحْرَاءِ اَلْقَوْهُ اِلَى الْاَرْضِ وَاَظْهَرُوْا لَهٗ مَا فِىْ اَنْفُسِهِمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَبَسَطُوْا لَهُ الْقَوْلَ وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهٗ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ اِلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَاسْتَغَاثَ بِهٖ ضَرَبَهٗ فَلَمَّا فَطِنَ لِمَا عَزَمُوْا عَلَيْهِ جَعَلَ يُنَادِىْ يَا اَبَتَاهُ لَوْ رَاَيْتَ يُوْسُفَ وَمَا نَزَلَ بِهٖ مِنْ اِخْوَتِهٖ لَاَحْزَنَكَ ذَالِكَ وَاَبْكَاكَ يَا اَبَتَاهُ مَا اَسْرَعَ مَا نَسُوْا عَهْدَكَ وَضَيَّعُوْا وَصِيَّتَكَ وَجَعَلَ يَبْكِىْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَاَخَذَهٗ رُوْبِيْلُ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ جَثَمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَاَرَادَ قَتْلَهٗ فَقَالَ لَهٗ يُوْسُفُ مَهْلًا يَا اَخِىْ لَا تَقْتُلْنِىْ فَقَالَ لَهٗ يَا ابْنَ رَاحِيْلَ اَنْتَ صَاحِبُ الْاَحْلَامِ قُلْ لِرُؤْيَاكَ تُخَلِّصُكَ مِنْ اَيْدِيْنَا وَلَوّٰى عُنُقَهٗ فَاسْتَغَاثَ بِيَهُوْذَا وَقَالَ لَهٗ اتَّقِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِىَّ وَبَيْنَ مَنْ يُرِيْدُ قَتْلِىْ فَاَدْرَكَتْهُ رَحْمَةُ الْاُخُوَّةِ وَرَقَّ لَهٗ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ مَا عَلٰى هٰذَا عَاهَدْتُمُوْنِىْ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا هُوَ اَهْوَنُ لَكُمْ وَاَرْفَقُ بِهٖ قَالُوْا وَمَا هُوَ قَالَ تُلْقُوْنَهٗ فِىْ هٰذَا الْجُبِّ فَاِمَّا اَنْ يَّمُوْتَ اَوْ يَلْتَقِطَهٗ بَعْضُ السَّيَّارَةِ فَانْطَلَقُوْا اِلٰى بِئْرٍ هُنَالِكَ وَاسِعِ الْاَسْفَلِ ضَيِّقِ الرَّاْسِ فَجَعَلُوْا يُدْلُوْنَهٗ فِيْهَا فَتَعَلَّقَ بِشَفِيْرِهَا فَرَبَطُوْا يَدَيْهِ وَنَزَعُوْا قَمِيْصَهٗ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ رُدُّوْا عَلَىَّ قَمِيْصِىْ لِاَسْتَتِرَ بِهٖ فِى الْجُبِّ ثُمَّ جَعَلُوْا يُلْقُوْنَهٗ فِيْهَا فَقَالَ لَهُمْ يَا اِخْوَتَاهُ اَتَدَعُوْنِىْ وَحِيْدًا قَالُوْا اُدْعُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْكَوَاكِبَ تُؤْنِسُكَ۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بھائی لے کر نکلے تو انہوں نے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے اس رویہ کو بلاحظہ فرما رہے تھے جب چلتے چلتے اتنی دور ہو گئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اور جنگل بیابان آگیا تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے مارا اور اپنی دلی عداوت کا اظہار کر دیا اور زبان سے اوندھے سیدھے الفاظ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکالنے شروع کر دیے اور حضرت یوسف کو مارنے لگے آپ اُدھر سے پٹتے ہوئے اِدھر دوسرے بھائی کی طرف پناہ لینے جاتے تو وہ بھی مارتا جب حضرت یوسف قرائن سے سمجھ گئے کہ ان سب کا عزم میرے ساتھ اچھا نہیں تو آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پکارا اور کہا

"ابّا جان اگر آپ دیکھیں کہ یوسف کس حال میں ہے اور اس پر اس کے بھائیوں سے کیا مصیبت پہنچی ہے تو آپ غمگین ہوں اور گریہ فرمائیں ابّا جان جو عہد انہوں نے آپ سے کیے تھے وہ سب اتنی جلدی بھلا دیے اور آپ کی ہدایتیں سب ضائع کر دیں"۔

اور آپ نے رونا شروع فرمایا تو روبیل آپ کا علاتی بھائی آپ کو پکڑ کر زمین پر گرا کر آپ کے سینہ پر چڑھ گیا اور جان سے مارنے کا ارادہ کرنے لگا۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بھائی اس خیال سے باز آ اور مجھے جان سے نہ مار تو وہ بولا اے راحیل کے بیٹے تو تو صاحب الاحلام ہے یعنی خواب دیکھتا رہتا ہے اب تو اپنے خواب سے کہہ وہ تجھے ہمارے ہاتھوں سے خلاصی دلائے اور گردن میں کچھ لپیٹ کر اسے گھونٹنے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہودا کو مدد کے لیے پکارا اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور بیچ میں حائل ہو گیا اور اس کے دل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے رحم اور نرمی محسوس کی اور کہنے لگا اے بھائیو کیا یہی وہ ہے جس کا تم نے میرے ساتھ عہد کیا تھا۔ لو میں تمہیں اس سے آسان اور رافق طریقہ بتاتا ہوں سب بولے وہ کیا ہے۔ یہودا نے کہا یہ کنواں ہے اس میں یوسف کو ڈال دو یا مر جائے گا یا کوئی قافلہ چلتا ہوا اسے اٹھا لے جائے گا۔

چنانچہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر اس کنوئیں پر پہنچے جو اندر سے وسیع تھا اور اوپر سے تنگ تھا اور اس میں ڈول ڈالا اور رسی کا کنارہ لے کر اس سے آپ کے ہاتھ باندھے اور قمیص مبارک جسم سے اتار لیا۔

آپ نے فرمایا بھائیو! قمیص تو مجھے واپس کر دو تاکہ میں کنوئیں میں پہن کر بدن چھپا سکوں انہوں نے قمیص واپس نہ کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔

آپ نے وہاں سے انھیں پکارا اور فرمایا بھائیو کیا مجھے اس میں تنہا چھوڑ دو گے۔

بھائیوں نے جواب دیا سورج، چاند اور ستاروں کو بلا لے وہ تیرے مونس ہوں گے۔

ایک قول میں ہے جَعَلُوْهُ فِيْ دَلْوٍ ثُمَّ اَدْلَوْهُ فَلَمَّا بَلَغَ نِصْفَهَا اَلْقَوْهُ اِرَادَةً اَنْ يَّمُوْتَ وَكَانَ فِي الْبِئْرِ مَاءٌ فَسَقَطَ فِيْهِ ثُمَّ قَامَ عَلٰى صَخْرَةٍ فِيْهَا۔ ڈول میں باندھ کر آپ کو کنوئیں میں اتارا اور نصف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غصہ سے رسی چھوڑ دی تاکہ موت واقع ہو جائے۔ آپ پانی میں گرے پھر کنوئیں کی کوٹھی کے ایک پتھر پر سہارا لے کر بیٹھ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کنوئیں میں ڈال چکے تو بناوٹی رونا رو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو آواز دی آپ نے گمان فرمایا کہ اب شاید انہیں رحم آگیا ہے آپ نے جواب دیا تو انہوں نے پتھر مار کر ہلاک کرنا چاہا تو یہودا نے روک دیا (روح المعانی)

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قمیص تھا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیج کر اس وقت پہنایا تھا جبکہ آپ کو نار نمرود میں پھینکا گیا تھا وہ ایک چاندی کے خول میں رکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے آپ کے گلے میں چلتے وقت تعویذ کی طرح لٹکا دیا تھا۔ جب آپ کنوئیں میں پہنچ گئے تو فرشتہ آیا اس نے اس خول میں سے وہ قمیص نکال کر پہنا دیا۔ اس سے تمام کنواں روشن ہو گیا۔ (روح المعانی)

حسن کا ایک قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنوئیں میں ڈالا گیا تو اس کنوئیں کا پانی آپ کی برکت سے میٹھا ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی نگرانی بھی کرتا تھا اور کھانا بھی لاتا تھا۔ آپ تین دن اس کنوئیں میں رہے۔

حضرت جبریل امین دن میں آپ کے مونس رہے جب شام ہوئی تو وہ جانے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْ اَسْتَوْحِشُ اِذَا ذَهَبْتَ مجھے آپ کے جانے کے بعد وحشت ہوگی تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی اور کہا جب وحشت یا خطرہ محسوس ہو تو یہ دعا پڑھ لینا۔

یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَیَا غَوْثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَا مُفَرِّجَ کَرْبِ الْمَکْرُوْبِیْنَ قَدْ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ حَالِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ۔

اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے اور اے فریادیوں کی فریاد کو پہنچنے والے اور اے مصیبت والوں کی مصیبتیں دور کرنے والے تو میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے حال کو جانتا ہے اور تجھ پر میرا کوئی کام بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی تو ملائکہ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کے مونس بنے۔ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔ کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا اگر اس دعا کو رفع مصیبت کے لیے پڑھے تو ایک صحیح اللہ پیغمبر کی زبان اور جبریل کے بیان سے رفع مصائب کا موجب ہوگی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد بن مسلم طائفی فرماتے ہیں اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا اُلْقِیَ فِی الْجُبِّ قَالَ حضرت یوسف علیہ السلام جب کنوئیں میں ڈالے گئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔

یَا شَاھِدًا غَیْرَ غَائِبٍ وَیَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ وَّ یَا غَالِبًا غَیْرَ مَغْلُوْبٍ اِجْعَلْ لِّیْ فَرَجًا مِّمَّا اَنَا فِیْہِ۔

اے حاضر جو غائب نہیں ہے اور اے قریب جو دور نہیں ہے اور اے غالب جو مغلوب نہیں ہے میں جس مصیبت میں ہوں تو میرے لیے اس میں کشادگی پیدا کر۔

اور ایک قول ہے کہ آپ نے یہ دعا پڑھی۔

یَا اِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اِرْحَمْ ضَعْفِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَصِغَرَ سِنِّیْ۔

اے ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے معبود۔ میری کمزوری اور تدبیر کی کمی اور میری چھوٹی عمر پر رحم فرما

ابن مردویہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُلْقِیَ یُوْسُفُ فِی الْجُبِّ اَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا غُلَامُ مَنْ اَلْقَاکَ فِیْ ھٰذَا الْجُبِّ قَالَ اِخْوَتِیْ قَالَ وَلِمَ۔ قَالَ لِمَوَدَّۃِ اَبِیْ اِیَّایَ حَسَدُوْنِیْ قَالَ تُرِیْدُ الْخُرُوْجَ مِنْ ھٰھُنَا قَالَ ذَاکَ اِلٰی اِلٰہِ یَعْقُوْبَ قَالَ قُلْ۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَکْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تَجْعَلَ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ"۔

فَقَالَھَا فَجَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَمْرِہٖ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَرَزَقَہٗ مُلْکَ مِصْرَ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ثُمَّ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلْزِمُوْا بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَاِنَّھُنَّ دُعَاءُ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تو جبریل حاضر ہوئے۔ اور سوال کیا صاحبزادے آپ کو اس کنوئیں میں کس نے ڈالا۔

آپ نے فرمایا میرے بھائیوں نے۔

جبریل علیہ السلام نے پوچھا کس وجہ میں ڈالا۔

آپ نے فرمایا مجھ سے میرے والد کی محبت زیادہ تھی انہیں اس سے حسد ہوا۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یوسف! کیا آپ اس کنوئیں سے نکلنا چاہتے ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ معاملہ الٰہ یعقوب کی مرضی و مشیت پر ہے

جبریل نے عرض کیا تو آپ یہ دعا پڑھیں جو عربی عبارت میں ہم لکھ آئے ہیں اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے پوشیدہ چھپے ہوئے نام کی طفیل۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت کے مالک کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرے معاملہ میں کشادگی پیدا کر اور کوئی نکلنے کی راہ بنا اور مجھے ایسی جگہ سے رزق عطا فرما جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا"

آپ نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالے نے آپ کے معاملہ میں مخرج پیدا فرمایا جس سے آپ کنوئیں سے باہر تشریف لائے اور آپ کو سلطنت مصر عطا کی جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ ان کلمات کا ورد رکھو کہ یہ دعا برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں کے منہ سے نکلی ہے۔

لہٰذا وہ دعائیں جو اس قصہ میں مذکور ہیں ہم نے علیحدہ علیحدہ لکھ دی ہیں تاکہ مصیبت زدہ لوگ دفع بلا کے لیے اس کا ورد کریں اور اس کی برکات سے متمتع ہوں۔

وَاَوْحَيْنَا کے معنے اَیْ اَعْلَمْنَاهُ عِنْدَ ذَالِكَ تَبْشِيْرًا لَّهٗ۔ یعنی اللہ تعالے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بشارت بذریعہ الہام والقاء بتائی تاکہ آپ کی وحشت کا ازالہ ہو یا آپ کو تسلی ہو جائے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ بطریق الہام بتایا گیا۔

ایک قول ہے کہ مبشرات منامی کے ذریعہ بشارت دی۔

قتادہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو بھیج کر یہ بشارت دی کہ تم اپنے بھائیوں کو ایک دن ان تمام امور کی خبر دو گے کہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا اور آج میں تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہوں۔

چنانچہ ابن جریر، ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ جب برادران یوسف آپ کی خدمت میں پہنچے اور وہ بالکل اجنبی تھے اور اپنا صاع (پیمانہ) سامنے رکھا تو آپ نے اسے ملاحظہ کر کے فرمایا اِنَّهٗ يُخْبِرُنِيْ هٰذَا الْجَامُ اِنَّهٗ كَانَ لَكُمْ اَخٌ مِّنْ اَبِيْكُمْ يُقَالُ لَهٗ يُوْسُفُ يُدْنِيْهِ دُوْنَكُمْ وَاِنَّكُمْ اِنْطَلَقْتُمْ بِهٖ فَاَلْقَيْتُمُوْهُ فِيْ غَيَابَةِ الْجُبِّ فَاَتَيْتُمْ اَبَاكُمْ فَقُلْتُمْ اِنَّ الذِّئْبَ اَكَلَهٗ وَجِئْتُمْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِنَّ هٰذَا الْجَامَ يُخْبِرُهٗ بِخَبَرِكُمْ

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پیمانہ یا جام کو ملاحظہ فرما کر اپنے ان انجان بھائیوں سے فرمایا کہ یہ جام مجھے خبر دے رہا ہے کہ تمہارا ایک بھائی تھا باپ کے رشتہ سے یعنی ماں اس کی علیحدہ تھی اس کا نام یوسف تھا وہ تم سب سے چھوٹا تھا اور تم اسے اپنے ساتھ لے گئے اور کنوئیں میں ڈال کر واپس آ کر تم نے یہ بہانہ بنایا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا اور تم اس کے ثبوت میں اس کا قمیص جھوٹے خون میں آلودہ کر کے لائے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ سن کر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اس جام نے تو تمہارا سب حال بتا دیا۔

حضرت قتادہ کی روایت سے ہے کہ یہ القاء آپ پر اس وقت ہوا جبکہ آپ چھ سال کے تھے۔

ضحاک کہتے ہیں آپ کی عمر مبارک اس وقت بارہ سال کی تھی یا اٹھارہ سال کی۔

حسن کہتے ہیں سترہ سال کی عمر تھی۔

بہرحال اختلاف رواۃ سے عمروں کا اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ اس وقت تک بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔

اور جمیع اقوال سے یہ امر مسلم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بالغ نہیں تھے اور چالیس سال کے بعد وحی ہونا ظاہر ہے۔ بنا بریں وہ وحی بمعنی الہام ہی ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں نَعَمْ اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ نُبِّئُوْا فِیْ سِنِّ الْاَرْبَعِیْنَ وَقَدْ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی بَعْضِہِمْ کَیَحْیٰی وَعِیْسٰی عَلَیْہِمَا السَّلَامُ نُبِّئُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ بِکَثِیْرٍ۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ اکثر انبیاء کرام نبی چالیس سال کی عمر میں ہوئے اور کبھی اللہ تعالٰی نے بعض پر وحی اس سے قبل بھی فرمائی جیسے حضرت یحیٰی اور حضرت عیسٰی علیہما السلام پر۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَجَآءُوْٓ اَبَاہُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ اور آئے وہ (برادران یوسف علیہ السلام) اپنے باپ کے پاس رات ہوئے روتے۔ بولے اے ابا جان ہم جا رہے تھے دوڑ کرتے ہوئے مسابقت کرتے آپس میں اور یوسف کو ہم نے چھوڑا اپنے سامان کے پاس تو کھا گیا اسے بھیڑیا اور آپ نہیں یقین کریں گے ہمارا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کا (یوسف کا) قمیص جھوٹے خون سے (آلودہ کر کے) فرمایا (یعقوب علیہ السلام نے) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنا لی ہے تو صبر اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اس پر جو تم بیان کر رہے ہو"۔

یہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا تھا وہ مقام یعقوب علیہ السلام سے تین فرسخ تھا یعنی کنعان سے اس کی مسافت۔

جس کی توضیح کہ فرسخ کتنا ہوتا ہے ہم سورۂ ہود میں عذاب قوم لوط (علیہ السلام) کے واقعہ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ نواحی مقام اردن میں تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ کنواں مصر اور مدین کے مابین تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ خاص زمین اردن میں تھا۔

بعض کا خیال ہے کہ وہ ارض بیت المقدس میں تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر جو تھا قول تو کسی طرح صحیح نہیں اس لیے کہ کنعان اور بیت المقدس کے مابین مراحل کا بعد ہے اور واقعہ بموجب بیان قرآن کریم یہ ہے کہ صبح گئے اور شام کو اپنا کام کر کے روتے ہوئے کنعان آ گئے اور بیت المقدس ہرگز نہیں تھا بلکہ باقی سابقہ تین اقوال میں سے ایک قول صحیح ہو سکتا ہے۔

تو ان کا آثارات ہوتے تو یقینی تھا۔ اب عشا کے مفہوم پر راغب مفردات میں بتاتے ہیں۔

نماز مغرب سے عتمہ صلوۃ عشاء ہو سکتی ہے۔

عتمہ مغرب کے بعد سے عشاء کے وقت تک کو کہتے ہیں۔

تو وہ بناوٹی رونا روتے گیارہ کی بجائے دس سوا یوسف علیہ السلام کے واپس آئے جیسا کہ جھوٹے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

ابن منذر شعبی سے راوی ہیں قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰی شُرَیْحٍ تُخَاصِمُ فِیْ شَیْئٍ فَجَعَلَتْ تَبْکِیْ فَقَالُوْا یَا اَبَا اُمَیَّۃَ اَمَا تَرَاھَا تَبْکِیْ فَقَالَ قَدْ جَاءَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ اَبَاھُمْ عِشَاءً یَّبْکُوْنَ۔

ایک عورت قاضی شریح کے یہاں کسی مقدمہ پر آئی اور اس نے رونا شروع کیا تو سب کہنے لگے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ رو رہی ہے تو اسے جواب میں کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے باپ کے پاس روتے آئے تھے۔

اعمش کہتے ہیں لَا یُصَدَّقُ بَاکٍ بَعْدَ اِخْوَۃِ یُوْسُفَ اب کسی رونے والے کی تصدیق نہیں کی جا سکتی جب سے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا رونا دیکھا گیا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ان کے رونے کی آواز سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا۔

مَا بَالُکُمْ اَجَرٰی فِی الْغَنَمِ شَیْئٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَمَا اَصَابَکُمْ وَاَیْنَ یُوْسُفُ

تمہارا کیا حال ہے کیا تمہاری بکریوں پر کچھ بلا آئی۔ بولے نہیں فرمایا تو تمہیں کیا مصیبت پہنچی ہے اور یوسف کہاں ہے؟ تو وہ بولے۔

یَا اَبَانَا اِنَّا ذَھَبْنَا نَسْتَبِقُ ہم دوڑیں آگے بڑھ گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے فَکَاَنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّا لَمْ نُقَصِّرْ فِیْ مُحَافَظَتِہٖ وَلَمْ نَغْفُلْ عَنْ مُرَاقَبَتِہٖ بَلْ تَرَکْنَاہُ فِیْ اَحْرَزِ مَکَانٍ وَمَجْمَعِنَا بِمَرْاٰی مِنَّا وَمَا فَارَقْنَاہُ اِلَّا سَاعَۃً یَسِیْرَۃً بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ مَسَافَۃٌ قَصِیْرَۃٌ فَکَانَ مَا کَانَ۔

گویا وہ بولے ہم نے یوسف کی محافظت میں کوئی کوشش کی اور ہم اس سے غافل نہ ہوئے اس کا اورا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیال رکھا بلکہ محفوظ مقام اور جمع رہنے کی جگہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا ہم اس سے جدا نہ ہوئے مگر ذراسی دیر اس میں بھی ہمارا اور اس کا بُعد مختصر سا تھا۔ مگر جو ہونا تھا ہو گیا۔

اور اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہمارے اس بیان کی تصدیق نہیں فرمائیں گے اگرچہ ہم کتنے ہی سچے ہوں اور بکری ذبح کر کے (سخلہ محاورہ میں بکری کے بچے کو کہتے ہیں) اس کے خون میں آپ کا قمیص مبارک آلودہ کر کے لائے اور وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دکھا دیا۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ قتادہ سے راوی ہیں اِنَّهُمْ اَخَذُوْا ظَبْيًا فَذَبَحُوْهُ فَلَطَخُوْا بِدَمِهٖ الْقَمِيْصَ انہوں نے ایک ہرنی کو پکڑ کر ذبح کیا اور اس کے خون میں قمیص یوسف آلودہ کر کے لائے۔

وَلَمَّا جَاۗءُوْا بِهٖ جَعَلَ يُقَلِّبُهٗ يَقُوْلُ مَا اَرٰى بِهٖ اَثَرَ نَابٍ وَّلَا ظُفْرٍ اِنَّ هٰذَا السَّبُعَ دَحِيْمٌ۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو وہ قمیص دیا آپ اسے اُلٹ پلٹ کر ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور برادران یوسف علیہ السلام کو سنا رہے تھے کہ اس قمیص پر نہ دانت لگے ہیں نہ ناخن۔ بے شک یہ درندہ بڑا رحم دل تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ قمیص یوسف کو اپنے چہرہ مبارک پر ڈال کر گریہ فرماتے رہے حتی کہ خون سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا

تَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبًا اَحْلَمَ مِنْ هٰذَا اَكَلَ اِبْنِيْ وَلَمْ يُمَزِّقْ عَلَيْهِ قَمِيْصَهٗ۔
خدا کی قسم آج کے دن جیسا میں نے کبھی بھیڑیا نہ دیکھا وہ بڑا عقلمند تھا کہ میرے لخت جگر کو تو کھا گیا اور اس کے قمیص کو بالکل نہ پھاڑا۔

ایک روایت ہے کہ فرط غم سے آپ روتے روتے غش کھا گئے۔ آپ پر پانی ڈالا مگر آپ حرکت میں نہ آئے پھر پکارنے اور آوازیں دینے لگے مگر آپ نے جواب نہ دیا۔ یہودا نے آپ کے مخارج تنفس کو دیکھا تو اسے سانس بھی محسوس نہ ہوا۔ نبض پر ہاتھ رکھا تو نبض بھی حرکت میں نہ تھی تو یہودا کہنے لگا۔ وَيْلٌ لَّنَا مِنْ دَيَّانِ يَوْمِ الدِّيْنِ ضَيَّعْنَا اَخَانَا وَقَتَلْنَا اَبَانَا۔ وائے ہم پر قیامت تک کہ بھائی ہم نے ضائع کر دیا اور باپ کو بھی مار دیا۔

پھر جب آپ کو ہوش ہوا تو قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا۔ فرمایا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لیے بنا لی ہے۔

تسویل سے سَوَّلَتْ ہے کسی چیز کو دل میں گھڑ لینا اپنا طمع اور خواہش پوری کرنے کے لیے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں۔ اَلتَّسْوِيْلُ هُوَ تَزْيِيْنُ النَّفْسِ لِمَا تَحْرِصُ عَلَيْهِ وَتَصْوِيْرُ الْقَبِيْحِ بِصُوْرَةِ الْحَسَنِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تسویل کہتے ہیں دل میں کسی بات کو مزین صورت میں لانا جس کی حرص ہو اور بری صورت کو اچھی صورت میں دکھانا۔

ازہری کہتے ہیں کان التسویل بروزن تفعیل۔ من سوی الانسان وھوامنیتہ التی یطلبھا فتزین لطالبھا الباطل۔ تسویل۔ تفعیل کے وزن پہ ہے انسان کے اس سوال یا اس آرزو کو کہتے ہیں جسے وہ چاہتا ہے اور طالب امر باطل کو حق بنا کر للٹے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ برادران یوسف کے متعلق بعض کا قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوسف کو چور قتل کر گیا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کیف قتلوہ وترکوا قمیصہ ودھم الی قمیصہا اخوج منہم الی قتلہا۔ چور کس طرح قتل کر گیا اور قمیص چھوڑ گیا حالانکہ چور کو زیادہ حاجت قمیص کی ہوتی ہے قتل کی بہ نسبت۔ مگر یہ روایت محض روایت ہی ہے جسے درایت تسلیم نہیں کرتی (روح)

"فصبر جمیل"۔ تو صبر ہی اچھا ہے"۔

اور صبر جمیل کی تعریف میں حسن سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما لا شکوی فیہ ای الی الخلق والا فقد قال یعقوب علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔ صبر جمیل وہ ہے جس میں شکوہ لوگوں سے نہ ہو اور اگر اللہ تعالے کے حضور بھی شکوہ صبر میں نہ ہونا ضروری ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو فرمایا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ کیونکر صحیح ہوگا۔

اقول وباللہ التوفیق

صبر میں شکوہ کے الفاظ ناشائستہ سے رکنا بھی ضروری ہے اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرب خدود اور شق جیوب کو بھی رنج کے موقعہ پہ منع فرمایا۔ حیث قال من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ فلیس منا۔ جس نے رخسارے پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جہالت کے الفاظ پکارے جو جاہلیت میں پکارے جاتے تھے وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

لعن اللہ النائحۃ والمستمعۃ۔ اللہ کی لعنت ہے نوحہ کرنے والی عورت اور اسے سننے والی پر اور پھر آپ نے فرمایا۔ الصبر عند صدمۃ الاولی۔ صبر جمیل وہ ہے جو اول صدمہ کے موقعہ پہ ہو۔

"واللہ المستعان علی ما تصفون۔ اللہ ہی اس معاملہ یوسف میں میری مدد فرمائے گا۔" آگے ارشاد ہے۔

"وجاءت سیارۃ اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا قال یبشری بولا اے خوشخبری ہو یہ تو ایک ماہ پارہ بچہ ہے اور اسے چھپا لیا پونجی بنا کر اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(برادران یوسف نے) اسے کھوٹے داموں چند درہموں سے بیچ ڈالا اور انہیں اس رقم کی طرف رغبت نہ تھی"۔
وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ اَنَّ بُشْرٰی اِسْمُ صَاحِبٍ لَّهٗ نَادَاهُ لِيُعِيْنَهٗ عَلٰی اِخْرَاجِهٖ ۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ بُشرٰی کسی کا نام تھا اسے پکارا کہ وہ ڈول کھینچنے میں مدد دے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔
یہ قافلہ مدین سے مصر کی طرف جا رہا تھا اور راستہ بھول کر اس جنگل میں آ گیا۔ جہاں سے آبادی بہت دور تھی۔ اسے پانی کی ضرورت ہوئی تو یہی کنواں نظر پڑا پانی لانے والے کو بھیجا۔ یہ پانی لینے جو گیا تھا اس کا نام مالک بن ذعر خزاعی تھا اور یہ مدین کا رہنے والا تھا۔
اس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے مالک نے ڈول کھینچا دیکھا کہ پانی کے بجائے ایک حسین وجمیل بچہ آیا ہے جس کے حسن جہاں افروز نے آنکھیں خیرہ کر دیں یہ حضرت یوسف کو ساتھ لے کر قافلہ میں آیا اور مژدہ دیا یَا بُشْرٰی هٰذَا غُلَامٌ کہا سب نے آپ کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ مصر میں پہنچ کر اس سے کافی ووافی قیمت حاصل کریں گے محفوظ طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کو انہوں نے ایک خطیر رقم سمجھ کر چھپا لیا۔
آپ کے بھائی اس جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے اور کنوئیں کی خبر بھی رکھتے تھے۔ آج جو دیکھا تو حضرت کو اس کنوئیں میں نہ پایا تلاش کے بعد انہیں اس قافلہ پر شبہ ہوا۔ تجسّس کرنے پر مالک بن زعر خزاعی کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اس سے انہوں نے کہا یہ ہمارا غلام ہے ہمارے پاس سے فرار ہو گیا ہے یہ کسی کام کا نہیں ہے نافرمان ہے اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو ہم اسے نہایت ارزاں بیچ دیں گے اسے کہیں دور لے جا کر بیچ دینا تاکہ اس کی خبر ہمارے کان نہ سنیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام خاموش ان کی باتیں سنتے رہے اور خوف سے کچھ نہ فرمایا۔ روح المعانی میں اسی طرح ہے۔ حَيْثُ قَالَ
وَذٰلِكَ اَنَّ بَعْضَهُمْ رَجَعَ لِيَتَحَقَّقَ اَمْرَهٗ فَرَاٰهُ عِنْدَ السَّيَّارَةِ فَاَخْبَرَ اِخْوَتَهٗ فَجَاؤُا اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا هٰذَا غُلَامٌ اَبِقَ لَنَا فَاشْتَرُوْهُ مِنَّا فَاشْتَرَوْهُ وَسَكَتَ يُوْسُفُ مَخَافَةَ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ ۔
وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا بِالْعِبْرَانِيَّةِ لَاتُنْكِرِ الْعُبُوْدِيَّةَ نَقْتُلْكَ فَاَقَرَّبِهَا فَاشْتَرَوْهُ مِنْهُمْ
برادران یوسف نے عبرانی زبان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دھمکی دی کہ ہماری غلامی سے انکار نہ کرنا ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے چنانچہ آپ خاموش رہے اور انہوں نے آپ کو بیچ دیا۔
ایک قول یہ ہے کہ كَانَ يَهُوْذَا يَاْتِيْهِ بِالطَّعَامِ فَاَتَاهُ يَوْمًا اُخْرِجَ فَلَمْ يَجِدْهُ فِي الْجُبِّ وَوَجَدَهٗ عِنْدَ الرُّفْقَةِ فَاَخْبَرَ اِخْوَتَهٗ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا مَا قَالُوْا ۔
یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے روزانہ کھانا لاتا تھا آج جو کھانا لایا تو حضرت یوسف علیہ السلام

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کنوئیں میں نہ پایا تو اس نے اپنے بھائیوں کو خبر دی اور وہ آئے اور قافلہ والوں سے باتیں کیں جو مذکور ہو چکی ہیں اور ثمن بخس کی تعریف میں راغب کہتے ہیں بَاخِسٌ اَیْ نَاقِصٌ عَنِ الْقِیْمَۃِ نُقْصَانًا ظَاھِرًا۔ باخس یہ ہے کہ قیمت اتنی کم ہو جس میں کھلا نقصان ہو۔

مقاتل کہتے ہیں زَیْفٌ نَاقِصُ الْعِیَارِ۔ آپ کے مطابق قیمت نہ لی۔

قتادہ کہتے ہیں بَخْسٌ ظُلْمٌ لِاَنَّھُمْ ظَلَمُوْہُ فِیْ بَیْعِہٖ۔ بخس بمعنی ظلم ہے اس لیے کہ بھائیوں نے ان کے بیچنے میں ظلم ہی کیا تھا۔

ابن عباس اور ضحاک کہتے ہیں اَلْبَخْسُ الْحَرَامُ وَکَانَ ذَالِکَ حَرَامًا لِاَنَّہٗ ثَمَنُ الْحَرَامِ۔ بخس بمعنی حرام ہے اور یہ سودا حرام ہی تھا اس لیے کہ آزاد کا بیچنا حرام ہے۔

مختصر یہ کہ وہ ثمن بخس اور گنتی کے درہم بقول قتادہ بیس درہم تھے۔

حضرت ابن عباس کی ایک روایت کے مطابق بائیس درہم ہیں۔

ایک روایت میں بیس درہم اور ایک جوڑا ہیں اور جوتی۔

ایک قول ہے کہ تیس درہم اور حلہ اور جوتی تھی۔

ایک قول ہے کہ اٹھائیس درہم اور جوتی تھی۔

عکرمہ کہتے ہیں چالیس درہم تھے۔

پھر مالک بن زعر اور قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں لائے۔

اس زمانہ میں شاہ مصر ریان بن ولید بن ثروان عملیقی تھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حین حیات میں مر گیا بعد ایمان لانے کے پھر اس کے بعد قابوس بن مصعب والی سلطنت ہوا آپ نے اسے بھی دعوت ایمان دی لیکن اس نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس نے عنان حکومت قطفیر مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی تمام خزائن مصر اس کے تحت تصرف تھے۔

قطفیر کے نام میں اختلاف ہے بعض نے اطفیر بتایا بعض نے قنطورا بھی لکھا لیکن پہلا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

علامہ بغوی لکھتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوسف کو تہائی حسن ہمارے حسن سے ملا اور ثعلبی کعب احبار سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ کَانَ یُوْسُفُ حَسَنَ الْوَجْہِ جَعْدَ الشَّعْرِ۔ ضَخْمَ الْعَیْنَیْنِ مُسْتَوِیَ الْخَلْقِ اَبْیَضَ اللَّوْنِ غَلِیْظَ السَّاعِدَیْنِ وَالسَّاقَیْنِ خَمِیْصَ الْبَطْنِ۔ صَغِیْرَ السُّرَّۃِ وَکَانَ اِذَا تَبَسَّمَ رَاَیْتَ النُّوْرَ فِیْ ضَوْءِ حَلْقِہٖ وَاِنْ تَکَلَّمَ رَاَیْتَ شُعَاعَ النُّوْرِ مِنْ ثَنَایَاہُ وَلَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَسْتَطِيعُ اَحَدٌ وَصْفَهٗ وَكَانَ حُسْنُهٗ كَضَوْءِ النَّهَارِ عِنْدَ اللَّيْلِ وَكَانَ يَشْبَهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ خَلْقِهٖ قَبْلَ اَنْ يُصِيْبَ الْخَطِيْئَةَ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین چہرہ والے گھونگھریالے بال۔ موٹی موٹی آنکھیں۔ موزوں قامت سفید رنگ۔ بھرے ہوئے بازو اور پنڈلیاں۔ پچکا ہوا شکم۔ ناف نہایت چھوٹی رکھتے تھے۔ جب آپ تبسم فرماتے تو نور آپ کے تبسم میں چمکتا۔ جب گفتگو فرماتے تو دانتوں کی کیلوں سے شعاع نور نکلتی کسی میں آپ کے حسن کی تعریف کرنے کی قوت نہیں کہ اصل حلیہ بیان کر سکے آپ حسن آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ جبکہ آدم علیہ السلام نے ابھی غلطی نہیں کی تھی۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ اِنَّ جُدْرَانَ الْجُبِّ بَكَتْ عَلَيْهِ حِيْنَ خَرَجَ مِنْهَا کہ جب آپ کنوئیں سے باہر تشریف لائے تو کنوئیں کی دیواریں رو رہی تھیں۔ یہ ایک طرح تو صحیح بھی ہے کہ عرف میں کہتے ہیں فلاں عمارت کے کھنڈر اپنے مکینوں پر مرثیہ پڑھ رہے ہیں اور زِيْنَةُ الْمَكَانِ بِالْمَكِيْنِ بھی مشہور ہے۔

والی مصر کو عزیز مصر کہتے تھے اور وہ شاہ مصر کا وزیر اعظم ہوتا تھا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام بازار مصر میں لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی خریداروں نے قیمت بڑھانی شروع کی حتیٰ کہ آپ کے وزن کے برابر سونا اور اتنا ہی مشک اتنی ہی چاندی اور اتنا ہی حریر قیمت لگ گئی۔

آپ کی عمر مبارک اس وقت تیرہ سال یا سترہ سال کی تھی۔ آپ کا وزن چار سو رطل تھا

غرضیکہ نرخ بالا ہوتے ہوتے رعایا میں سے آپ کو کوئی نہ خرید سکا آخرش عزیز مصر نے آپ کو خرید لیا اور دوسرے خریدار منہ تکتے رہ گئے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ یوسف۔ پ ۱۲

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي

اور بولا وہ جس نے اسے خریدا تھا مصر سے اپنی بیوی کو اسے عزت سے رکھو شاید یہ ہمیں نفع دے یا بنا لیں ہم اسے بیٹا اور ایسے ہی متمکن کیا ہم نے یوسف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاَرْضِ ز وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

کو زمین میں اور اس لیے کہ سکھائیں ہم اسے تاویل باتوں کی اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جب پہنچا (یوسف) اپنی قوت کو دیا ہم نے اسے حکم اور علم اور ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور پھسلایا اسے اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اپنے نفس سے اور بند کر دیے دروازے اور بولی آؤ میں آمادہ ہوں تمہارے لیے فرمایا (یوسف نے) اللہ کی پناہ وہ میرا پالنے والا ہے جس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک فلاح نہیں پاتے ظالم۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝

اور بے شک آمادہ ہوئی وہ اور وہ بھی (یوسف) اس کی طرف آمادہ ہو جاتا اگر نہ دیکھ لیتا دلیل اپنے رب کی ایسے ہی ضرور پھیریں ہم اس سے برائی اور بے حیائی بے شک وہ ہمارے بندوں مخلصین سے ہے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور دوڑے دونوں دروازہ کی طرف اور چیر دیا عورت نے دامن قمیص اس کا پیچھے سے اور ملا دونوں کو اس کا خاوند دروازے کے پاس۔ بولی کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی سے بدی کا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا عذاب دردناک۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

کہا (یوسف نے) مجھے لبھایا اس نے کہ میں اپنے نفس کی حفاظت نہ کروں اور گواہی دی ایک نے اس کے گھر والوں سے اگر ہے قمیص پھٹا ہوا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا۔

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

اور اگر ہے اس کا قمیص پھٹا ہوا پیچھے سے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝

تو جب دیکھا اس کا قمیص پھٹا ہوا پیچھے سے کہا (عزیز) نے یہ تم عورتوں کا مکر ہے بے شک تمہارے مکر بڑے بھاری ہیں۔ اے یوسف ہٹو اس سے اور اے (زلیخا) تو معافی مانگ اپنے گناہ کی بے شک تو خطاوار ہے۔

حلِ لُغات تیسرا رکوع۔ یُوسُف۔ پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا
الَّذِی۔ جس نے
اشْتَرٰىهُ۔ خریدا تھا اسے
مِنْ مِّصْرَ۔ مصر سے
لِامْرَاَتِهٖ۔ اپنی بیوی کو
اَكْرِمِیْ۔ اچھا رکھنا
مَثْوٰىهُ۔ اسکی رہائش کو
عَسٰٓى۔ قریب ہے
اَنْ۔ یہ کہ
يَّنْفَعَنَآ۔ نفع دے ہمیں
اَوْ۔ یا
نَتَّخِذَهٗ۔ بنالیں ہم اسے
وَلَدًا۔ بیٹا
وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح
مَكَّنَّا۔ جگہ دی ہم نے
لِيُوْسُفَ۔ یوسف کو
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں
وَلِنُعَلِّمَهٗ۔ اور تاکہ سکھائیں ہم اسے
مِنْ تَاْوِيْلِ۔ انجام
الْاَحَادِيْثِ۔ باتوں کا
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
غَالِبٌ۔ غالب ہے
عَلٰٓى۔ اوپر
اَمْرِهٖ۔ اپنے کام کے
وَلٰكِنَّ۔ اور لیکن
اَكْثَرَ۔ اکثر
النَّاسِ۔ لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
وَلَمَّا۔ اور جب
بَلَغَ۔ پہنچا
اَشُدَّهٗ۔ اپنی قوت کو
اٰتَيْنٰهُ۔ دیا ہم نے اسکو
حُكْمًا۔ علم
وَّعِلْمًا۔ اور علم
وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح
نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم
الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو
وَرَاوَدَتْهُ۔ اور پھسلایا اسکو
الَّتِیْ۔ اس عورت نے
هُوَ۔ کہ وہ
فِیْ بَيْتِهَا۔ اس کے گھر میں تھا
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اسکے نفس سے
وَغَلَّقَتِ۔ اور بند کیے
الْاَبْوَابَ۔ دروازے
وَقَالَتْ۔ اور بولی
هَيْتَ لَكَ۔ آجاؤ
قَالَ۔ فرمایا
مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اللہ کی پناہ
اِنَّهٗ۔ یقیناً وہ ہے
رَبِّیْٓ۔ میرا رب
اَحْسَنَ۔ اچھا بنایا اسنے
مَثْوَایَ۔ میرا ٹھکانہ
اِنَّهٗ۔ یقیناً
لَا يُفْلِحُ۔ نہیں فلاح پاتے
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم
وَلَقَدْ۔ اور بیشک
هَمَّتْ۔ ارادہ کیا اس نے
بِهٖ۔ اس کے ساتھ
وَهَمَّ۔ اور ارادہ کرلیتا
بِهَا۔ اس کے ساتھ
لَوْلَآ۔ اگر نہ ہوتا
اَنْ رَّاٰ۔ کہ دیکھی اس نے
بُرْهَانَ۔ دلیل
رَبِّهٖ۔ اپنے رب کی
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
لِنَصْرِفَ۔ تاکہ پھیریں ہم
عَنْهُ۔ اس سے
السُّوْٓءَ۔ برائی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْفَحْشَاءَ۔ اور بے حیائی اِنَّہٗ۔ یقیناً وہ تھا مِنْ عِبَادِنَا ہمارے الْمُخْلَصِیْنَ۔ مخلص بندوں سے
وَاسْتَبَقَا۔ اور دوڑے دونوں الْبَابَ۔ دروازے کی طرف وَقَدَّتْ۔ اور پھاڑ دی اس نے
قَمِیْصَہٗ۔ اسکی قمیص مِنْ دُبُرٍ پیچھے سے وَّاَلْفَیَا۔ اور پایا دونوں نے سَیِّدَھَا۔ عورت کے مالک کو
لَدَا۔ پاس الْبَابِ۔ دروازے کے قَالَتْ۔ بولی مَاجَزَآءُ۔ نہیں بدلہ
مَنْ۔ اس کا اَرَادَ۔ جو ارادہ کرے بِاَھْلِکَ۔ تیری بیوی سے سُوْٓءًا۔ برائی کا
اِلَّآ اَنْ۔ مگر یہ کہ یُّسْجَنَ۔ قید کیا جائے اَوْعَذَابٌ۔ یا عذاب اَلِیْمٌ۔ دردناک
قَالَ۔ فرمایا ھِیَ۔ اس نے رَاوَدَتْنِیْ۔ پھسایا مجھے عَنْ نَّفْسِیْ۔ میری جان سے
وَشَھِدَ۔ اور گواہی دی شَاھِدٌ۔ ایک گواہ نے مِنْ اَھْلِھَا۔ عورت کے گھر والوں سے
اِنْ کَانَ۔ اگر ہے قَمِیْصُہٗ۔ اس کی قمیص قُدَّ۔ پھٹی ہوئی مِنْ قُبُلٍ۔ آگے سے
فَصَدَقَتْ۔ تو وہ سچی ہے وَھُوَ۔ اور وہ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔ جھوٹا ہے
وَاِنْ کَانَ۔ اور اگر ہے قَمِیْصُہٗ۔ اس کی قمیص قُدَّ۔ پھٹی ہوئی مِنْ دُبُرٍ۔ پیچھے سے
فَکَذَبَتْ۔ تو وہ جھوٹی ہے وَھُوَ۔ اور وہ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچا ہے۔
فَلَمَّا۔ پھر جب رَاٰ۔ دیکھی قَمِیْصَہٗ۔ اس کی قمیص قُدَّ۔ کہ پھٹی ہوئی ہے
مِنْ دُبُرٍ۔ پیچھے سے قَالَ۔ تو کہا اِنَّہٗ۔ یہ ہے مِنْ کَیْدِکُنَّ۔ تمہارا مکر
اِنَّ۔ بے شک کَیْدَکُنَّ۔ تمہارے مکر عَظِیْمٌ۔ بہت بڑے ہیں یُوْسُفُ۔ اے یوسف
اَعْرِضْ۔ جانے دو عَنْ ھٰذَا۔ اس بات کو وَاسْتَغْفِرِیْ۔ اور تو معافی مانگ لِذَنْۢبِکِ۔ اپنے گناہ کی
اِنَّکِ۔ یقیناً کُنْتِ۔ تو ہی تھی مِنَ الْخٰطِئِیْنَ۔ گنہگاروں سے

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورہ یوسف۔ پ ۱۲

" وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىہُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِہٖ اور کہا اس نے جس نے اسے خریدا مصر میں اپنی بیوی سے اسے عزت سے رکھ شاید یہ ہمیں نفع دے یا بنا لیں اسے ہم بیٹا اور اسی طرح ہم نے یوسف کو ٹھکانہ کیا زمین میں اور اس لیے کہ اسے تاویل کلام سکھائیں اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یہ خرید پہلی خرید کے بعد کی ہے۔ اس کا تذکرہ تو وَشَرَوْہُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ میں آ گیا اور وہ خرید قافلہ میں ہوئی اور یہ مصر۔

اس زمانہ کا بادشاہ مصر میں ریان بن ولید عملیقی تھا اور یہ حین حیات یوسف علیہ السلام ہی ایمان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایا اور مرگیا اور اس کے بعد قابوس بن مصعب جانشین ہوا اسے بھی دعوت ایمان دی گئی مگر اس نے قبول نہ کیا (روح المعانی)

ایک قول ہے کہ مصر کا اول بادشاہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور یہ چار سو برس زندہ رہا۔

اور عزیز مصر کے متعلق مجاہد کہتے ہیں کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خرید کے بعد مومن ہو گیا تھا۔ اس کا نام قطفیر یا اظفیر یا قنطورا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ہستیٔ مغتنم کے لیے عزت کا مقام مقرر کر اور اس کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو۔

مثوی محاورہ میں مجلس عالی اور مقام سامی پر بولتے ہیں اور مراد وہ حسن آسائش اور دیکھ بھال ہے جو مہمان کی تکریم کی مقتضی ہے اور وہ بیوی جو عزیز مصر کی تھی جس کا نام قطفیر تھا اس کا نام راعیل بنت رعابیل تھا۔ کَمَا قَالَ الْمُجَاهِدُ۔

اور سدّی کہتے ہیں وہ زلیخا تھی تملیخا کی بیٹی۔

اور ایک قول ہے کہ ان کا نام راعیل تھا اور لقب زلیخا۔

اور ایک قول کے مطابق نام زلیخا تھا اور لقب راعیل تھا۔

تو قطفیر عزیز مصر نے اپنی بیوی راعیل عرف زلیخا سے کہا اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ۔ انہیں عزت سے رکھو۔ شاید انسے ہمیں نفع پہنچے اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم ان کو بیٹا بنالیں یَعْنِيْ اَيْ نَتَبَنَّاهُ وَلَدًا یَعْنِيْ نُقِيْمُهٗ مَقَامَ الْوَلَدِ یعنی اولاد کے قائم مقام انہیں رکھ لیں۔ وَكَانَ فِيْمَا يُرْوٰى عَقِيْمًا اور یہ روایت ہے کہ زلیخا عقیمہ تھیں جسے بانجھ کہتے ہیں۔

اور نفع سے مراد یہ ہے کہ شاید وہ ہمارے کاموں میں اپنی تدبیر و دانائی سے ہمارے لیے نافع اور بہتر مددگار ہوں اور امور سلطنت و ملک داری میں ہمارے کام آئیں کیونکہ آثار رشد و نجابت ان کی پیشانی سے چمک رہے ہیں۔

وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مِنَ الْعَزِيْزِ لِمَا تَفَرَّسَ فِيْهِ مِنْ مَخَايِلِ الرُّشْدِ وَالنَّجَابَةِ۔ اور یہ عزیز مصر نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کے رشد و نجابت کو پہچان کر اپنی بیوی سے کہا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْمَا اَخْرَجَهٗ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَجَمَاعَةٌ اَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ۔ اَلْعَزِيْزُ۔ حِيْنَ تَفَرَّسَ فِيْ يُوْسُفَ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْمَرْأَةُ الَّتِیْ اَتَتْ مُوْسٰی فَقَالَتْ لِاَبِیْهَا یَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ
وَاَبُوْبَکْرٍ حِیْنَ اِسْتَخْلَفَ عُمَرَ

دنیا میں سب سے زیادہ فراست والے تین آدمی ہیں۔

عزیز مصر جب اس نے اپنی فراست سے یوسف علیہ السلام کے رشد و نجابت کو پہچانا اور اپنی بیوی زلیخا سے کہا اَکْرِمِیْ مَثْوٰاهُ۔

دوسرے شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جنہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا یَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ابّاجان انہیں ملازم رکھ لیں اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کا عقد دس سال کی خدمت پر مہر مقرر کر کے موسیٰ علیہ السلام سے کر دیا۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنہوں نے اپنی فراست سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اہل سمجھ کر خلیفہ مقرر کر دیا

"وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں تمکن عطا فرمایا اور اس لیے کہ اسے تاویل بتا یا سکھائیں یا باتوں کا انجام بتائیں اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر۔"

اس پر مجاہد کہتے ہیں تعبیر رؤیا کا علم سکھانا مقصود تھا

اور ایک قول یہ ہے وَمِثْلَ ذٰلِکَ التَّمْکِیْنِ الْبَدِیْعِ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَ اَهْلِهَا کَافَّةً مَحَلَّ مَحَبَّتِهٖ لِیَتَرَتَّبَ عَلٰی ذٰلِکَ مَا یَتَرَتَّبُ مِمَّا جَرٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَاَةِ الْعَزِیْزِ وَلِنُعَلِّمَهٗ بَعْضَ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَیُؤَدِّیْ ذٰلِکَ اِلَی الرُّتْبَةِ الْعُلْیَا وَالرِّیَاسَةِ الْعُظْمٰی۔

یہ تمکین بدیع مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ سے یہ مراد ہے کہ مصر کے تمام رہنے والوں کے دل میں اس کی محبت کا گھر کر دیں تا کہ جو کچھ زوجۂ عزیز مصر کے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین معاملہ ہو وہ جاری ہو۔ یعنے سب پر روشن ہو جائے۔

اور اس لیے بھی کہ بعض امور کی تاویل بھی ہم انہیں سکھائیں جس سے وہ مرتبۂ علیا اور ریاست عظمیٰ حاصل کریں۔

ایک قول ہے وَالْمُرَادُ بِهِ التَّمْکِیْنُ فِیْ قَلْبِ الْعَزِیْزِ اَوْفِیْ مَنْزِلِهٖ اس سے مراد عزیز مصر کے دل میں آپ کی وجاہت و منزلت کا متمکن کرنا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَرَادَ بِتَعْلِیْمِ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ تَفْهِیْمَ غَوَامِضِ اَسْرَارِ الْکُتُبِ الْاِلٰهِیَّةِ وَدَقَائِقِ سُنَنِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَیَکُوْنُ الْمَعْنٰی حِیْنَئِذٍ مَکَّنَّا لَهٗ فِیْ اَرْضِ مِصْرَ لِیَتَصَرَّفَ فِیْهَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِالْعَدْلِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مَعَانِیْ کُتُبِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَحْکَامَھَا وَدَقَائِقَ سُنَنِ الْاَنْبِیَاءِ فَیَقْضِیَ بِھَا بَیْنَ اَھْلِھَا
اس سے مراد تعلیم تاویل احادیث ہے اور سمجھانا ہے غوامض اسرار کتب آلہیہ کا اور دقائق سنن انبیاء علیہم السلام تو اس صورت میں وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ کے معنی یہ ہوں گے کہ انہیں نصرت حاصل ہو مصر میں عدل کرنے کا اور انہیں کتاب اللہ کے معانی سکھائے اور اس کے احکام و دقائق سنن انبیاء علیہم السلام بتا دیے جائیں تاکہ ان کے نور روشنی میں اہل مصر پر نفاذ احکام ہوں۔

اور اللہ تعالے اپنے امور پر اتنا غالب ہے کہ لَا یُمْنَعُ عَمَّا یَشَآءُ وَلَا یُنَازَعُ فِیْمَا یُرِیْدُ بَلْ اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۔ کوئی اس کی مشیت میں مانع نہیں اور اس کے ارادہ میں کسی کو منازعت کا حق نہیں بلکہ اس کا حکم تو ایسا ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

"لیکن بہت لوگ نہیں جانتے" کہ اس کی مشیت اور اس کا حکم ایسا ہے۔

" وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور جب وہ پہنچا اپنی قوت کو ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو"۔

یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے جسم کی مضبوطی میں پہنچے جسے سن وقوف کہتے ہیں جو انسانی نمو سے معتدبہ عمر تک پہنچ جائے۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک تیس چالیس کے اندر ہو گئی۔ اور جب قاضی نحوی تھذب الدین محمد بن علی بن ابی طالب سے عمر اشدّ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ پینتیس[۲۵] سال سے چالیس سال ہیں۔

زجاج کہتے ہیں وہ سترہ سال ہیں یا اکیس سال۔

ضحاک کہتے ہیں وہ بیس سال ہیں۔

ابن قتیبہ کا قول ہے وہ اڑتیس سال ہیں۔

حسن کہتے ہیں وہ چالیس سال ہیں۔

اور مشہور بھی یہی ہیں کہ انسان کا جسم بڑھتے بڑھتے چالیس تک جا کر ٹھہر جاتا ہے جب جسم کا نمو ٹھہر جاتا ہے تو قوی اور شمائل اور اخلاق بھی ٹھہر جاتے ہیں (روح المعانی)

حکم و علم کے عطا سے مراد شرعی اصطلاح میں علم نافع ہے جو مؤید عمل ہو یا حکم بین الناس مراد ہے۔ عمل خلاف علم محض سفاہت ہے اور علم سے مراد علم تاویل رویا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض نے حکم و علم کی تفسیر اس طرح کی کہ حکم سے مراد حکمت نبوت اور علم سے مراد تفقہ فی الدین ہے۔
ایک قول یہ بھی ہے حکم سے مراد اپنے نفس کو خواہشات باطلہ سے روکنا اور ناجائز امور سے نگاہ رکھنا ہے
اور علم سے مراد علم نظری ہے جس سے حقائق اشیا جانے جائیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ حکم سے مراد حکومت بین الناس ہے
اور علم سے مراد مصالح امور پر غور کرنا ہے۔
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ الْحُکْمَ النُّبُوَّۃُ وَالْعِلْمَ الشَّرِیْعَۃُ۔ کہ حکم سے مراد نبوت اور علم سے مراد شریعت ہے۔

"اور ایسے ہی ہم اپنی طرف سے نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں"۔

"وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا۔ اور پھسلایا اس عورت نے جس کے گھر میں وہ (یوسف) تھا اپنے آپ کے ساتھ اور بند کر دیے دروازے اور بولی (زلیخا) ھَیْتَ لَکَ یعنی جلدی کر یا ادھر آ میں تجھے اپنی طرف بلاتی ہوں بولے (یوسف) پناہ بخدا بے شک وہ (عزیز مصر) تو میرا پرورش کرنے والا ہے جس نے مجھے اچھی طرح پناہ میں رکھا بے شک (اللہ) ظالموں کے لیے بھلا نہیں کرتا"۔

یہاں سے اصل واقعہ کی طرف رجوع ہے۔
وَرَاوَدَتْہُ۔ رَوْدٌ سے ہے اس کے معنی نرمی کے ساتھ مطالبہ کرنے کے ہیں اور مراودہ یعنی مطالبہ ہے رفق و محبت سے۔ رَادَ یَرُوْدُ یعنی گیا اور لوٹ کر آیا کسی شے کی طلب میں۔ یہ لغت نہایت لطیف پہلو سے کسی کے طلب کے مظاہرے کو بیان کرتا ہے اس کا خلاصہ اساس میں بتایا وَمِنَ الْمَجَازِ رَاوَدَہٗ عَنْ نَفْسِہٖ خَادَعَہٗ عَنْھَا
خلاصہ یہ کہ زلیخا ہر پہلو سے آپ کو اپنی طرف لبھاتی، مائل کرتی۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ اعلیٰ مدارج عفت میں تھے اس کے ناز و انداز سے متاثر نہ ہوئے حتیٰ کہ اس نے ایک دن اپنی نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنے کمرے کے دروازے بھی بند کر دیے اور صاف منہ سے بک بیٹھی ھَیْتَ لَکَ۔ اس کی تفسیر میں محاورہ عرب کا استعمال علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔
ھَیْتَ لَکَ۔ اَیْ اَسْرِعْ۔ یعنی جلدی کر
ھَیْتَ لَکَ۔ قَالَ الْفَرَّاءُ تَعَالٰی یعنی آ وَزَعَمَ اَنَّھَا کَلِمَۃٌ حَوْرَانِیَّۃٌ وَقَعَتْ اِلٰی اَھْلِ الْحِجَازِ فَتَکَلَّمُوْا بِھَا۔ یہ حورانی زبان کا کلمہ ہے جو حجازی لوگ بولنے لگے۔
ھَیْتَ لَکَ۔ قَالَ اَبُوْ زَیْدٍ ھِیَ عِبْرَانِیَّۃٌ۔ یہ کلمہ عبرانی زبان کا ہے
ھَیْتَ لَکَ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ ھِیَ سُرْیَانِیَّۃٌ۔ یہ کلمہ سریانی زبان کا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هَیْتَ لَکَ۔ قَالَ السُّدِّیْ۔ ھِیَ قِبْطِیَّۃٌ۔ یہ کلمہ قبطی زبان کا ہے
هَیْتَ لَکَ۔ قَالَ مُجَاھِدٌ وَغَیْرُہٗ ھِیَ عَرَبِیَّۃٌ۔ یہ عربی جملہ ہے جب کسی مرد کو کوئی عورت اپنے نفس پر بلائے۔

قَالَ اَبُوْحَیَّانَ وَلَا یَبْعُدُ اِتِّفَاقُ اللُّغَاتِ فِیْ لَفْظٍ وَاحِدَۃٍ وَقَدْ وُجِدَ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ مَعَ لُغَاتِ غَیْرِھِمْ۔ ابوحیان کہتے ہیں عبرانی۔ سریانی۔ قبطی زبان میں بھی اگر یہ لغت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عربی میں نہ ہو۔ بہت سے عربی لغات ایسے ہیں کہ عربی ہیں اور دوسری زبانوں میں بھی مستعمل ہیں بنابریں اس محاورہ کا عربی میں ہونا کچھ بعید نہیں۔

وَقَالَ الْجَوْھَرِیُّ ھَوَّتَ وَھَیَّتَ۔ صَاحَ بِہٖ وَدَعَاہُ۔ ہوت اور ہیت پکارنے اور بلانے کے معنی دیتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے اَیْ اِرَادَتِیْ کَائِنَۃٌ لَکَ اَوْ اَقُوْلُ لَکَ۔ یعنی میرا ارادہ تیرے لیے ہو چکا ہے یا میں تجھے کہتی ہوں۔

اور ہَیْتَ لَکَ کے ایک معنی یہ بھی ہوتے ہیں تَہَیَّأْتُ لَکَ میں تیرے لیے پوری طرح تیار ہوں۔
اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ زلیخا پوری تیاری سے آمادہ تھیں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام قطعاً آمادہ نہ تھے۔ لِاَنَّ الْفِعْلَ حِیْنَئِذٍ مِّنَ التَّھَیُّوِ وَیُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَتَھَیَّأْ بِدَلِیْلِہٖ وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ۔

بعض نے ہَیْتَ لَکَ کے یہ معنی کئے تَہَیَّأْ لِیْ اَمْرُکَ لِاَنَّھَا لَمْ یَتَیَسَّرْ لَھَا الْخَلْوَۃُ بِہٖ قَبْلُ۔ تیار کر میرے لیے اپنا کام اس لیے کہ ایسی خلوت زلیخا کو اس سے قبل میسر نہیں ہوئی۔
اس کی اور بھی تاویلات بعیدہ بیان کی گئی ہیں بخوف طوالت انہیں ہم نظر انداز کرتے ہیں مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

علامہ ابن ہشام فرماتے ہیں لُغَۃٌ فِیْ ھَیْتَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْقِرَاءَۃَ کُلُّھَا لُغَاتٌ وَھِیَ فِیْھَا اِسْمُ فِعْلٍ بِمَعْنٰی ھَلُمَّ۔ ہیت کے معنی ہَلُمَّ کے ہیں۔
حضرت ابن عباس سے ایک قول منقول ہے کہ ہیت ہییت ہے مثل جئت۔

"قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ فرمایا یوسف علیہ السلام نے پناہ بخدا"۔
یہ نصب علی المصدر ہے۔ محاورہ میں عُذْتُ عَوْذًا وَعِیَاذًا وَعِیَاذَۃً وَمَعَاذًا بولتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَعَاذًا مِّمَّا تُرِیْدِیْنَ مِنِّیْ۔ میں اللہ عزوجل سے پناہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مانگتا ہوں اس سے جس کا تو مجھ سے ارادہ کر چکی ہے۔

وَھٰذَا اِجْتِنَابٌ مِّنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی اَتَمِّ الْوُجُوْہِ اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے علی اتمّ الوجوہ اجتناب تھا

خلاصہ یہ کہ جب راعیل عرف زلیخا نے مکان کے یکے بعد دیگرے ساتوں دروازے بند کر دیے اور چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز اور حرام خواہش پوری کریں چنانچہ اس نے غیر مبہم الفاظ میں ہیت لک کہہ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہا۔ چنانچہ ہَیْتَ لَکَ کے معنی۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ جلدی ادھر آ تیار ہو کے میرے لیے اور اپنا کام کر اس لیے کہ ایسی خلوت پھر نہیں ملے گی۔ میں تیرے لیے تیار ہوں۔ میں تجھ سے کہتی ہوں۔ میرا ارادہ تیرے لیے ہو چکا ہے۔ پکار کر حضرت یوسف کو اپنی طرف بلایا۔ جلدی کر وغیرہ ہیں۔ جو تمام کے تمام زلیخا کی نیت کے خراب ہونے پر دال ہیں۔

لیکن جس ہستی کو اللہ تعالےٰ نے اعلیٰ معارج عفت پر پہنچا دیا تھا وہ ایسی راہ کیسے اختیار فرما سکتے تھے۔ چنانچہ معاذ اللہ کہہ کر اس سے مجتنب ہوئے پھر

اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ فرما کر اس سے اجتناب ہی نہ کیا بلکہ اسے بھی امانتداری کی طرف متوجہ کیا اور کہا اِنَّ الشَّاْنَ الْخَطِیْرَ ھٰذَا اَیْ ھُوَ رَبِّیْٓ اَیْ سَیِّدِیْ الْعَزِیْزُ اَحْسَنَ تَعَھُّدِیْ حَیْثُ اَمَرَکِ بِاِکْرَامِیْ عَلٰٓی اَکْمَلِ وَجْہٍ فَکَیْفَ یُمْکِنُ السَّیِّئُ اِلَیْہِ بِالْخِیَانَۃِ وَفِیْ حُرْمَتِہٖ وَفِیْہِ اِرْشَادٌ لَّھَا اِلٰی رِعَایَۃِ حَقِّ الْعَزِیْزِ بِاَلْطَفِ وَجْہٍ کَذَا قَالَہُ الْمُعْنَی ذَھَبَ مُجَاھِدٌ وَّالسُّدِّیُّ وَابْنُ اَبِیْٓ اِسْحٰقَ۔

مجاہد۔ سدی اور ابن ابی اسحق یہ معنی لیتے ہیں کہ گویا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی خطرناک حرکت ایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے جبکہ عزیز مصر میرا سردار ہے اور اس نے تجھے میرے اکرام کا حکم دیا ہے اور وہ مجھ سے ہر پہلو پر اعزازی برتاؤ کرتا ہے تو مجھ سے اس کی امانت میں خیانت کیونکر ممکن ہے اس لیے کہ تو اس کی بیوی ہے اس میں گویا زلیخا کو بھی نہایت عمدہ ارشاد مقصود تھا کہ تجھے خود بھی حق عزیز مصر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اور اِنَّہٗ رَبِّیْ میں اطلاق ربّ ربّ حقیقی کی طرف نہ تھا اور اگر اس سے ربّ حقیقی مراد لیا جائے تو باطل ہے اس لیے کہ ایک نبی کریم کی زبان سے کسی مخلوق کے لیے ربّ کہہ دینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا تو جب یہاں ربّی سے مراد سیّدی تھی تو یہ حقیقت تھی کیونکہ آپ اس کے مملوک تھے اس نے آپ کو خرید لیا تھا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور صاحب بحر نے اِنَّہٗ رَبِّیْ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لی ہے تو ایسی صورت میں ربّی خبر اِنّ ہو گی اور احسن مثوای خبر ثانی تو اس کے معنی یہ ہوں گے اِنَّہٗ تَعَالٰی خَالِقِیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ بِعَطْفِہٖ قَلْبَ مَنْ اَمَرَكِ بِاِكْرَامِیْ عَلَیَّ فَكَیْفَ اَعْصِیْہِ بِارْتِكَابِ تِلْكَ الْفَاحِشَۃِ الْكَبِیْرَۃِ۔ وہ رب تعالیٰ مجدہ میرا خالق ہے اس لیے میرے لیے تجھے حکم دلایا کہ میرا اکرام ہو تو کیسے میں نافرمانی کروں ایسے فاحشہ کبیرہ کے ارتکاب کے ساتھ۔

وَفِیْہِ تَحْذِیْرٌ لَّہَا عَنْ عِقَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اس بیان میں لسے تحذیر عقاب و عذاب الٰہی تھی۔
"اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ" "بے شک وہ ظالم و بدکار لوگوں کا بھلا نہیں کرتا" (روح المعانی)
فلاح کے معنی ظفر و کامیابی کے ہیں۔ پھر یہ فلاح دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول فلاح دنیوی دوسرے فلاح اخروی۔

فلاح دنیوی۔ ظفر اور ایسی سعادت جس سے حیات دنیا پاک رہے اور وہ لقا۔ غنیٰ اور عزت ہے، دوسرے فلاح اخروی۔ وہ چار باتوں پر ہے۔ بقا بلا فنا۔ غنیٰ بلا فقر۔ عزت بغیر ذلت کے۔ علم بلا جہل کے۔ اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰہُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃْ ۔۔۔ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُہَاجِرَۃْ !

اور وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ ظلم کی تعریف ہے۔
كُلُّ مَنْ ظَلَمَ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَیَدْخُلُ فِیْ ذٰلِكَ الْمُجَازُوْنَ لِلْاِحْسَانِ بِالْاِسَاءَۃِ وَالْعُصَاۃُ لِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی دُخُوْلًا اَوَّلِیًّا۔ ہر وہ شخص جو ظلم کرے تو اس میں مجازاً داخل ہے گناہ اور نافرمانی الٰہی کے ساتھ

اور ایک قول یہ ہے اَلزُّنَاۃُ لِاَنَّہُمْ ظَالِمُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ وَلِلْمَزْنِیِّ بِاَہْلِہٖ۔ اس سے زانی لوگ مراد ہیں اس لیے کہ وہ ظالم ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اور مزنیہ لپنے اہل کے ساتھ ظالم ہے۔
اور ایک قول یہ ہے کہ ہر خائن ظالم ہے اس لیے کہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور وہ جو خائن ہے "وَلَقَدْ ہَمَّتْ بِہٖ" اور بے شک زلیخا نے اس کے ساتھ ارادہ کیا اور وہ (یعنی یوسف) بھی ارادہ کرتا اگر نہ دیکھ لیتا دلیل اپنے رب کی"۔
اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ زلیخا طمع نفسانی سے مغلوب و مقہور ہو کر آمادہ ہو چکی تھی اس جملہ کے آگے وقف کا اسی لیے آیت میں لگایا گیا کہ ہَمَّتْ بہ علیحدہ ہے اس کا مفہوم بمعنی صیغہ ماضی۔ آمادہ ہو جانا ہے اس کے بعد فرمایا وَہَمَّ بِہَا لَوْلَا۔ اور یوسف بھی آمادہ ہو جاتا یعنی آمادہ ہوا نہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ باقتضائے بشریت آمادگی ہونی ممکن تھی اگر نہ دیکھ لیتا وہ دلیل اپنے رب کی وہ برہان کیا تھا اس پر آلوسی لکھتے ہیں۔

اَیْ حُجَّتَہٗ بَاھِرَۃً اَلدَّالَّۃُ عَلٰی کَمَالِ قُبْحِ الزِّنَا وَسُوْءِ سَبِیْلِہٖ۔ حجت باہرہ دالۃ کا مشاہدہ اگر نہ ہوتا کہ زنا فعل قبیح علی وجہ الکمال ہے اور برا راستہ۔

وَالْمُرَادُ بِرُؤْیَتِہٖ لَھَا کَمَالُ اِیْقَانِہٖ بِھَا وَمُشَاھَدَتُہٗ لَھَا مُشَاھَدَۃً وَاصِلَۃً اِلٰی مَرْتَبَۃِ عَیْنِ الْیَقِیْنِ۔ رویت برہان کمال ایقان پر ہونا مراد ہے اور مشاہدہ سے مراد حق مشاہدہ ہے جو مرتبۂ حق الیقین تک ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَسَآءَ سَبِیْلًا (اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ یقیناً بے حیائی ہے اور برا راستہ) یہ الفاظ کمرہ کی چھت پر لکھے ہوئے ملاحظہ کیے۔

اور وَھَمَّ بِھَا کے ساتھ لَوْلَا جو فرمایا اس نے پہلے ہَمَّتْ اور اس ہَمَّ کے معنی میں فرق بھی کر دیا ہَمَّتْ بمعنی ماضی ہے جس کے صاف معنی ہیں کہ زلیخا آمادہ ہو گئیں اور دوسرا ہَمَّ وہ ہے جس پر لَوْلَا موجود ہے اس کے معنی استقبال کے ہو گئے یعنی یوسف بھی آمادہ ہو جاتا اگر برہان الٰہی نہ دیکھ لیتا۔ مگر چونکہ برہان الٰہی دیکھ لیا اس لیے آمادہ نہ ہوا۔

جیسے محاورہ میں بولتے ہیں اور اس کو جواب لَوْلَا کہتے ہیں جو محذوف ہوتا ہے جیسے اَنْتَ ظَالِمٌ اِنْ فَعَلْتَ کَذَا یا اِنْ فَعَلْتَ فَاَنْتَ ظَالِمٌ۔ تو ظالم تھا اگر ایسا کرتا یا اگر ایسا کرتا تو تو ظالم تھا مگر ایسا نہیں کیا تو ظالم نہیں ہوا۔

اس واقعہ میں بہت سے اقوال متکاذبہ بھی ارباب سیر کے ہیں یہ تمام اقوال بعض فساق مسلمین نے گھڑ ڈالے ہیں ان پر نہ ہمارا اعتقاد نہ ہم انہیں صحیح مانتے ہیں۔ (روح)

البتہ ایک روایت قابل تسلیم ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے جیسے ابونعیم نے حلیہ میں نقل کیا کہ زلیخا نے ایک بت اس مکان کے گوشہ میں قائم کر رکھا تھا جو موتیوں سے مکلل تھا اور اس پر یاقوت کے نگینے جڑے ہوئے تھے۔ اس نے جب یہ قبیح ارادہ کیا تو اس کے اور اپنے مابین ایک سفید کپڑا حائل کر لیا۔

فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَیُّ شَیْءٍ تَصْنَعِیْنَ فَقَالَتْ اَسْتَحْیِیْ مِنْ اِلٰھِیْ اَنْ یَّرَانِیْ عَلٰی ھٰذِہٖ الصُّوْرَۃِ فَقَالَ تَسْتَحْیِیْنَ مِنْ صَنَمٍ لَا یَاْکُلُ وَلَا یَشْرَبُ وَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ اِلٰھِیَ الَّذِیْ ھُوَ قَائِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا کیا ہے تو زلیخا نے کہا مجھے شرم آتی ہے اپنے معبود کے سامنے میں ایسے حال میں ہوں اور وہ مجھے دیکھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو ایک ایسے بت سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرماتی جو نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے اور میں نہ شرماؤں اپنے رب حی و قدیم سے جو ہر جان کے ساتھ قائم ہے اور جو کوئی جو کچھ کرتا ہے اسے دیکھ رہا ہے۔ ثُمَّ قَالَ لَا تَنَالِيْهَا مِنِّيْ اَبَدًا وَهُوَ الْبُرْهَانُ الَّذِيْ رَاٰى۔ پھر فرمایا اب تو مجھ سے نہیں لے سکتی کبھی بھی۔ یہی وہ برہان تھا جو آپ نے دیکھا۔

ابن جریر وغیرہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُثِّلَ لَہٗ یَعْقُوْبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ممثل ہو کر تشریف لائے اور آپ نے سینۂ یوسف علیہ السلام پر ہاتھ مارا۔

اور قتادہ فرماتے ہیں اِنَّہٗ مُثِّلَ لَہٗ یَعْقُوْبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَاضًّا عَلٰی اِصْبَعِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ یَا یُوْسُفُ اَتَھُمُّ بِعَمَلِ السُّفَھَاءِ وَاَنْتَ مَکْتُوْبٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام انگشت بدنداں نظر آئے اور فرما رہے تھے اے یوسف کیا بیوقوف سفیہوں کا کام کرتے ہو اور تم انبیاء کی فہرست میں لکھے ہوئے ہو۔

علامہ طیبی طَیَّبَ اللّٰہُ ثَرَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ فرماتے ہیں اِنَّ الْھَمَّ ھَمَّانِ ھَمٌّ ثَابِتٌ وَھُوَ مَا کَانَ مَعَہٗ عَزْمٌ وَعَقْدٌ وَرِضًا مِثْلَ ھَمِّ اِمْرَاَۃِ الْعَزِیْزِ وَھَمٌّ عَارِضٌ وَھُوَ الْخَطْرَۃُ وَحَدِیْثُ النَّفْسِ مِنْ غَیْرِ اخْتِیَارٍ وَلَا عَزْمٍ مِثْلَ ھَمِّ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

ہم دو قسم ہیں ایک تو ہم ثابت اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ ارادہ اور پختگی اور رضا ہو مثل امرأۃ عزیز کے کہ اس کی نیت یقیناً بدی کی طرف مائل ہو چکی تھی۔ اور دوسرا ہم عارض ہے اور وہ خطرہ اور حدیث نفس ہے جس میں کسی قسم کا اختیار و عزم نہیں ہوتا مثل ہم یوسف علیہ السلام کے انتہی مختصراً (روح)

"کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَاءَ ایسے ہم نے پھیر دی اس سے برائی اور بے حیائی بے شک وہ (یوسف) ہمارے مخلص بندوں سے ہے"۔

اس میں صیانت سردار کی طرف اشارہ ہے کہ اس سے بھی ہم نے یوسف علیہ السلام کو محفوظ رکھا۔ اور فحشاء و زنا سے بھی بچا لیا اور جسے ہم برگزیدہ مخلص چنا ہوا بندہ بنا لیتے ہیں اسے ایسے ہی محفوظ رکھ لیتے ہیں۔

"وَاسْتَبَقَا الْبَابَ اور دونوں بھاگے دروازے کو اور چیر دیا اس نے (زلیخا نے) اس کا قمیص پیچھے سے اور اَلْفَیَا مل گیا دونوں کو اس کا (زلیخا کا) خاوند دروازے کے پاس بولی (زلیخا) کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری بیوی سے بدی کا ارادہ کیا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا عذاب دردناک"۔

حضرت یوسف علیہ السلام اس فعل شنیع سے مجتنب ہو کر دروازے کی طرف دوڑے اور آپ کے پیچھے آپ کو پکڑنے کے لیے دوڑیں۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاسْتُشْكِلَ بِاَنَّہٗ كَيْفَ يَسْتَبِقَانِ الْبَابَ وَدُوْنَہٗ اَبْوَابٌ جوانيہ بِنَاءً عَلٰى مَا ذَكَرُوْا مِنْ اَنَّ الْاَبْوَابَ كَانَتْ سَبْعَةً وَاُجِيْبَ بِاَنَّہٗ رُوِيَ عَنْ كَعْبٍ اَنَّ اَقْفَالَ هَاتِيْكَ الْاَبْوَابِ كَانَتْ تَتَنَاثَرُ اِذَا اَقْرَبَ اِلَيْهَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَنْفَتِحُ لَہٗ۔

یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دونوں کیسے دوڑے جبکہ ان کے آگے دروازے مقفل تھے جیسا کہ مروی ہے کہ دروازے بھی سات مقفل تھے۔ فرماتے ہیں اور اس کا جواب دیا گیا بروایت کعب کہ قفل جو دروازوں پہ لگے ہوئے تھے کھل کھل کر گرتے جاتے تھے جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کے قریب پہنچتے۔ اور دروازہ کھلتا جاتا تھا (روح)

اور ایسا ہونا معجزہ اور کرامت سے کچھ بعید نہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ ہی فرمائے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ تو یہ سب کچھ نظام ہی من جانب اللہ اور خالص من جانب اللہ ہی ہو۔ اور زلیخا اپنی عنفوان خواہش میں پیچھے پیچھے دوڑیں اور جب یوسف ہاتھ نہ آئے تو دامنِ قمیص پر ہاتھ مار کر اسے کھینچا وہ پھٹ گیا۔ عربی محاورہ میں قَدَّ کے معنی قطع وشق کے آتے ہیں قَالَ اَبُوْحَيَّانَ اَيْ وَقَدَّتْ وَالْقَدُّ الْقَطْعُ وَالشَّقُّ۔

اَلْمُرَادُ هٰهُنَا اَنَّهَا جَذَبَتْہُ مِنْ وَرَاءٍ فَانْخَرَقَ الْقَمِيْصُ اِلٰى اَسْفَلِہٖ۔ اور یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف کھینچتی تھی پیچھے سے تو قمیص مبارک نیچے تک پھٹ گیا اور اَلْفَيَا کے معنی ہیں وَجَدَا یعنی پایا دونوں نے زلیخا کے خاوند کو لَدَى الْبَابِ اَيْ عِنْدَ الْبَابِ دروازے کے پاس تو ایسی صورت میں زلیخا کو اور کچھ نہ بن آئی سوا اس کے کہ حضرت کے ذمہ ہی الزام تراشے چھپا نچہ کہنے لگی۔

مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا۔ اس کی کیا سزا ہے جو تیری گھر والی کے ساتھ برا ارادہ کرے۔ یعنی زنا چاہیے۔

اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ما استفہامیہ لا کر اول سزا پوچھی پھر خود ہی تجویز بھی کر دی ہے تاکہ کہیں عزیز مصر غصہ میں از خود رفتہ ہو کر سزائے موت نہ دیدے تو خود ہی بولیں کہ یا تو انہیں قید کیا جائے یا کوئی تکلیف دہ سزا۔

وَذَكَرَ الْاِمَامُ فِيْ تَفْسِيْرِہٖ مَا فِيْہِ نَوْعُ مُخَالَفَةٍ لِذٰلِكَ حَيْثُ قَالَ اِنَّ فِي الْاٰيَةِ لَطَائِفُ۔ اس بیان میں کسی قسم کی مخالفت کا پہلو نہیں اس آیت کریمہ میں بہت سے لطیف پہلو ہیں۔

اَحَدُهَا اِنَّ حُبَّ الشَّدِيْدَ لِيُوْسُفَ عَلَيْہِ السَّلَامُ حَمَلَهَا عَلٰى رِعَايَةِ دَقِيْقَتَيْنِ فِيْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هٰذَا الْمَوْضِعِ۔ پہلی لطیف بات یہ ہے کہ زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام سے شدید محبت تھی اور اس محبت نے اسے مجبور کیا کہ دو صورتیں ہی سزا کی ہوں۔

اول اس کے بیان میں سجن آیا اور اس کے بعد کوئی عذاب۔

اس لیے کہ محب ایلام محبوب کی سعی نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اول جرم زنا پر حضرت کا نام نہ لے سکی بلکہ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا کہا جس میں حفاظت محبوب مضمر تھی اور سجن سے مراد ایک دن یا اس سے کم کی طرف اشارہ تھا۔ اس لیے حبس دائم اس بیان سے نہیں نکلتی۔

دوسری لطیف بات یہ ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اس عصمت کا اندازہ کیا جو آپ نے ظاہر فرمائی اس کے دل میں آپ کی عظمت بڑھ گئی۔ اور اس نے سمجھا کہ عنفوان شباب جس کو جوانی کہتے ہیں وہ دیوانی ہوتی ہے تو حضرت عنفوان شباب کے ساتھ کمال قوت اور نہایت شہوت کے اہل تھے اس کے باوجود آپ کی عصمت اس درجہ تھی کہ زلیخا کی طرف التفات نہ کیا اس سے زلیخا کی عقیدت آپ کی طہارت اور نزاہت کی طرف بڑھ چکی تھی تو اسے شرم آئی تھی کہ وہ ایسے فرشتہ اور ملک کریم پر برے قصد کا الزام کیسے رکھے تو اس نے تعریضاً مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ کہنے پر ہی اکتفا کی لیکن حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاک دامنی اور صفائے باطن سے بے خوف تھے بنا بر ایں آپ نے صاف فرما دیا۔

"قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ فرمایا یہی ہے جس نے مجھے اپنے نفس کی طرف لبھایا تھا"۔

میرا تو اس کی طرف کوئی برا ارادہ نہ تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا: اَنْتِ نہیں فرمایا یعنے یوں نہ کہا اَنْتِ رَاوَدْتِنِيْ بلکہ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ۔ بلکہ اس نے مجھے لبھانا چاہا فرمایا۔

مختصر یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صاف فرما دیا کہ میں پاک دامن ہوں باوجودیکہ زلیخا نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تو عزیز نے اس پر شاہد طلب کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وہاں تیسرا تو سوا تین ماہ بچے کے اور کوئی نہ تھا۔ عزیز مصر نے کہا وہ کیا گواہی دے گا جو بول بھی نہیں سکتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالے پر سب کچھ آسان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اور گواہی دی ایک گواہ نے زلیخا کے گھر والوں میں سے اگر ہے اس کا (یوسف کا) قمیص آگے سے پھٹا ہوا تو وہ (زلیخا) سچی ہے اور وہ (یوسف) جھوٹے ہیں۔ اور اگر ہے قمیص اس کا (یوسف کا) آگے سے پھٹا ہوا تو وہ (زلیخا) جھوٹی ہے اور وہ (یوسف) سچا ہے"۔

وَفِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَنَّهٗ ابْنُ اُخْتٍ لَّهَا وَكَانَ عُمْرُهٗ اِذْ ذَاكَ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ۔ بعض اخبار میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ بھانجہ تھا زلیخا کا اور اس کی عمر ابھی تین ماہ کی تھی۔

چنانچہ عزیز مصر متعجب تو ضرور تھا مگر اس نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ قمیص یوسف کو دیکھو اگر وہ آگے کی طرف سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچی اور حضرت یوسف غلط اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسف سچے ہیں۔

وَذَهَبَ جَمْعٌ اِلٰى اَنَّهٗ كَانَ اِبْنُ خَالٍ وَكَانَ فِى الْمَهْدِ اَنْطَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِبَرَائَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور ایک جماعت ادھر گئی ہے کہ وہ زلیخا کا ماموں کا لڑکا تھا اور گہوارہ میں تھا اللہ تعالے نے اسے برئیت یوسف علیہ السلام پر قوت گویائی عطا فرمائی۔

حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ فِى الْمَهْدِ وَهُمْ صِغَارٌ۔

اِبْنُ مَاشِطَةِ اِبْنَةِ فِرْعَوْنَ

وَشَاهِدُ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ۔

وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

چار بچوں نے گہوارہ میں گفتگو کی۔

فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی کا لڑکا

یوسف علیہ السلام کا شاہد

جریج کا گواہی دینے والا

اور عیسٰی بن مریم علیہما السلام۔

اور حاکم مستدرک میں اور احمد اپنی مسند میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں کہ اَلْمُشَارُ اِلَيْهِ اِنَّمَا زِيَادَةٌ عَلَى الْاَرْبَعِ۔ گہوارہ میں بولنے والے چار سے زائد ہیں۔

ایک وہ بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک حسین وجمیل سوار گذرا تو اس کی والدہ نے دعا کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِىْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الصَّبِىُّ الثَّدْىَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ۔

الٰہی اس میرے بچے کو اس سوار جیسا کرنا تو بچے نے چھاتی چھوڑ دی اور دعا کی الٰہی مجھے اس جیسا نہ کرنا۔

اور اصحاب اخدود کے واقعہ میں جو بروج میں ہے ایک بچے کا ماں کی گود سے چھین کر آگ میں ڈال

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینے کے بعد وہ آگ سے بولا تھا کہ ماں یہ آگ نہیں ہے آجا یہ تو پھول ہیں۔

اس طرح گیارہ تک مہد مادر میں بولنے والے پہنچتے ہیں جو منظوم ہیں۔

تَکَلَّمَ فِی الْمَھْدِ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ﷺ وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَالْخَلِیْلُ وَمَرْیَمُ

وَمُبْرِیْ جُرَیْجٍ ثُمَّ شَاھِدُ یُوْسُفَ وَطِفْلٌ الَّذِیْ الْاُخْدُوْدِ یَرْوِیْہِ مُسْلِمٌ

وَطِفْلٌ عَلَیْہِ مُرَّ بِالْاَمَۃِ الَّتِیْ یُقَالُ لَھَا تَزْنِیْ وَلَا تَتَکَلَّمُ

وَمَاشِطَۃٌ فِیْ عَھْدِ فِرْعَوْنَ طِفْلُھَا وَفِیْ زَمَنِ الْھَادِی الْمُبَارَکِ یُخْتَمُ

پنگھوڑے میں گفتگو کی نبی محمد اور یحییٰ اور عیسیٰ اور خلیل اور مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام نے۔

اور جریج کی بریت کرنے والے اور یوسف (علیہ السلام) کے گواہ نے اور اصحاب الاخدود کے اس بچے نے

اور اس بچے نے جس کے پاس سے لونڈی کو لے کر گذرے کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور وہ نہ بولتی تھی اور فرعون کے زمانہ میں کنگھی کرنے والی کے بیٹے نے اور ہادی مبارک کے زمانہ میں آخری بچے نے بات کی

" فَلَمَّا رَاٰ ی قَمِیْصَہٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ تو جب دیکھا (عزیز مصر نے) قمیص یوسف کہ وہ پھٹا ہوا تھا پیچھے سے بولا بے شک یہ مکر ہے تم عورتوں کا اور بے شک تمہارا مکر عظیم ہے۔ اے یوسف اس بات سے آپ اعراض کریں اور بخشش مانگ (اے زلیخا) اپنے گناہ سے بے شک خطا وار ہے"۔

عزیز مصر پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پاک دامن اور معصوم ہیں اور زلیخا نے تمام مکر و کید بھی کیے اور وہ ضرور خطا وار ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام سے عزیز نے کہا حضرت آپ مغموم نہ ہوں بے شک آپ کی پاک دامنی آپ کی چاک دامنی سے روشن ہو گئی۔ اس طرف آپ خیال ہی نہ فرمائیں۔ یعنی اس بات کو دبا دیں اس کا چرچا ہی نہ کریں اور زلیخا سے وَاسْتَغْفِرِیْ اس لیے بھی فرمایا گیا کہ انہوں نے ایک پاک دامن معصوم کو داغدار کرنا چاہا تھا اس لیے اسے توبہ کا حکم دیا اگرچہ عزیز مصر نے اس قصہ کو بہت دبانا چاہا لیکن اس کا چرچا ہو ہی گیا ؎

حضرت یوسف نے کیا کیا گل کھلائے مصر میں چاک دامانی سے ظاہر پاک دامانی ہوئی

اسی بنا پر بعض علماء سے مروی ہے۔

اَنَا اَخَافُ مِنَ النِّسَاءِ مَالَا اَخَافُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِنَّہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا وَقَالَ لِلنِّسَاءِ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ وَلِاَنَّ الشَّیْطَانَ یُوَسْوِسُ مُسَارَقَۃً

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهُنَّ يُوَاجِهْنَ بِہٖ۔

فرماتے ہیں ہم عورتوں سے جتنا ڈرتے ہیں اتنا شیطان سے نہیں ڈرتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مکر کو ضعیف کہا اور عورتوں کے مکر کو عظیم فرمایا۔

اور اس لیے بھی کہ شیطان چوروں کی طرح چھپ کر وسوسہ ڈالتا ہے اور عورتیں سامنے آکر حملہ کرتی ہیں۔ انتہی مختصراً۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ یوسف۔ پ ۱۲

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور بولیں کچھ عورتیں شہر میں کہ زوجہ عزیز اپنے نوجوان کو لبھاتی ہے اپنے نفس پر بیشک دلنشین ہو چکی ہے محبت زلیخا کے دل میں ہم تو اسے دیکھتے ہیں صراحۃً از خود رفتہ۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝

تو جب سنا زلیخا نے ان کا خفیہ چرچا تو بھیجا انہیں پیغام دعوت کھانے کا اور تیار کیں ان کے لیے مسندیں اور دیں ہر ایک کو ان میں سے چھریاں اور یوسف سے کہا نکلو یوسف تم ان پر تو جب دیکھا یوسف کو اس کی بڑائی کرنے لگیں اور کاٹ لیے اپنے ہاتھ اور بولیں حاش للہ یہ تو بشر نہیں یہ تو نہیں مگر فرشتہ ہے عزت والا۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

بولی زلیخا تو اس پر تم مجھے ملامت کرتی تھیں اس کی محبت میں اور بے شک میں نے انہیں اپنی طرف لبھایا تو انہوں نے اپنے کو معصوم ثابت کیا اور اگر نہ کریں گے وہ جو میں انہیں کہتی ہوں تو ضرور قید ہوں گے اور ہو جائیں گے ذلت والوں سے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ

فرمایا یوسف نے اے میرے رب قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جس کی طرف مجھے بلاتی ہیں اور نہیں اگر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ○
تو نہ پھیرے گا مجھ سے ان کا مکر تو پھنس جاؤں گا ان کے جال ہیں اور نادانوں میں داخل ہوں گا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
تو مستجاب فرمائی ان کے لیے ان کے رب نے دعا اور پھیر دیا اس سے ان کا مکر بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ○
پھر ظاہر کر دیں ان پر وہی نشانیاں جو دیکھ چکے تھے اور (بتا دیا) کہ ضرور بہ لائے چندے قید میں ہوں۔

حلِّ لغات چوتھا رکوع سُورۂ یُوسُف پ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا	نِسْوَةٌ۔ عورتوں نے	فِي الْمَدِيْنَةِ۔ شہر میں	اِمْرَاَتُ۔ بیوی
الْعَزِيْزِ۔ عزیز کی	تُرَاوِدُ۔ بُھاتی ہے	فَتٰىهَا۔ اپنے جوان کو	عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اسکے نفس سے
قَدْ۔ بے شک	شَغَفَهَا۔ اسکے دل میں پہنچ گئی حُبًّا۔ محبت		اِنَّا۔ بے شک ہم
لَنَرٰىهَا۔ دیکھتی ہیں اسے	فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ صاف گمراہی میں		فَلَمَّا۔ پھر جب
سَمِعَتْ۔ سنی اس نے	بِمَكْرِهِنَّ۔ ان کی چال	اَرْسَلَتْ۔ تو بھیجا	اِلَيْهِنَّ۔ ان کی طرف
وَاَعْتَدَتْ۔ اور تیار کیں	لَهُنَّ۔ ان کے لیے	مُتَّكَاً۔ مسندیں	وَّاٰتَتْ۔ اور دی
كُلَّ وَاحِدَةٍ۔ ہر ایک کو	مِّنْهُنَّ۔ ان میں سے	سِكِّيْنًا۔ چھری	وَّقَالَتِ۔ اور کہا
اخْرُجْ۔ نکل	عَلَيْهِنَّ۔ ان پر	فَلَمَّا۔ پھر جب	رَاَيْنَهٗ۔ انہوں نے دیکھا اسے
اَكْبَرْنَهٗ۔ اسکی بڑائی کی	وَقَطَّعْنَ۔ اور کاٹ لیے انہوں نے		اَيْدِيَهُنَّ۔ اپنے ہاتھ
وَقُلْنَ۔ اور کہا	حَاشَ۔ پاکی ہے	لِلّٰهِ۔ اللہ کو	مَا هٰذَا۔ نہیں یہ
بَشَرًا۔ انسان	اِنْ۔ نہیں ہے	هٰذَا۔ یہ	اِلَّا مَلَكٌ۔ مگر فرشتہ
كَرِيْمٌ۔ بزرگ	قَالَتْ۔ کہنے لگی	فَذٰلِكُنَّ۔ تو یہی ہے	الَّذِيْ۔ وہ جوان
لُمْتُنَّنِيْ۔ جو ملامت کرتی ہو تم	فِيْهِ۔ اس میں	وَلَقَدْ۔ اور بے شک	رَاوَدْتُّهٗ۔ میں نے اسے بُھایا
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اسکی جان سے	فَاسْتَعْصَمَ۔ تو وہ بچا رہا		وَلَئِنْ۔ اور اگر
لَّمْ يَفْعَلْ۔ نہ کیا اس نے	مَا اٰمُرُهٗ۔ جو میں اسے حکم دیتی ہوں	لَيُسْجَنَنَّ۔ تو ضرور قید کیا جائے گا	
وَلَيَكُوْنًا۔ اور ہو جائے گا	مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ۔ ذلیل لوگوں سے		قَالَ۔ بولا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبِّ۔ اے میرے رب اَلسِّجْنُ۔ قید خانہ اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا ہے اِلَیَّ مجھے
مِمَّا۔ اس چیز سے یَدْعُوْنَنِیْٓ۔ جو بلاتی ہیں مجھے اِلَیْہِ۔ اس کی طرف
وَاِلَّا۔ اور اگر نہ تَصْرِفْ۔ پھیرے گا تو عَنِّیْ۔ مجھ سے کَیْدَھُنَّ۔ ان کا مکر
اَصْبُ۔ تو میں مائل ہونگا اِلَیْھِنَّ۔ ان کی طرف وَاَکُنْ۔ اور ہو جاؤں گا میں مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔ جاہلوں سے
فَاسْتَجَابَ۔ تو قبول کر لی دعا لَہٗ۔ اسکے لیے رَبُّہٗ۔ اس کے رب نے
فَصَرَفَ۔ تو پھیر دیا عَنْہُ۔ اس سے کَیْدَھُنَّ۔ ان کا مکر اِنَّہٗ۔ بے شک وہ
ھُوَ السَّمِیْعُ وہی ہے سننے والا اَلْعَلِیْمُ۔ جاننے والا ثُمَّ بَدَا۔ پھر ظاہر ہوا لَھُمْ۔ ان کے لیے
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ مَا رَاَوُا۔ دیکھی انہوں نے اَلْاٰیٰتِ۔ نشانیاں لَیَسْجُنُنَّہٗ۔ ضرور قید کریں اسے
حَتّٰی حِیْنٍ۔ ایک وقت تک۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ یوسف پ ۱۲

"وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ اور کہنے لگیں شہر مصر میں عورتیں کہ عزیز کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک اس کی (یوسف کی) محبت اس کے (زلیخا) کے دل میں بھر گئی ہے۔ ہم تو بے شک اسے (زلیخا کو) از خود رفتہ صریح پا رہی ہیں تو جب سنا (زلیخا نے) ان کا خفیہ چرچا تو بلا بھیجا ان عورتوں کو اور ان (عورتوں) کے لیے مسندیں تیار کیں اور دی ہر ایک کو ان (عورتوں سے) چھری اور کہا (زلیخا نے) نکل آ ان (عورتوں) پر تو جب ان عورتوں نے دیکھا (یوسف کو) تو اس کی بڑائی میں بولیں اور کاٹ لیے (از خود رفتگی سے عورتوں نے) اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں (سب عورتیں) سبحان اللہ یہ بشر نہیں یہ تو فرشتہ ہے معزز۔"

شرفاء مصر کی عورتوں میں یہ باتیں ہونے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی کو ایک جوان زر خرید کی محبت میں اپنے ننگ و ناموس اور عصمت و عفت کا بھی پاس نہ رہا اور وہ محبت غلام میں اتنی از خود رفتہ ہو چکی ہے کہ اب اپنی اس کی محبت علانیہ اس کی آشفتگی کا ڈھنڈورا پیٹ چکی ہے۔

یہ عورتیں شرفاء مصر کی تھیں۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ وہ چالیس تھیں۔ قِیْلَ کَانَتْ اَرْبَعِیْنَ اِمْرَأَةً اور مقاتل سے مروی ہے کہ وہ پانچ تھیں۔ ایک امرأۃ خباز محل کی روٹی بنانے والے کی بیوی اور عزیز کے ساقی کی بیوی اور نواب محل شاہی کے چوکیدار کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی اور صاحب دواب آنے جانے والوں سے ملاقات کرانے والے کی بیوی۔

اور بقول کلبی وہ چار تھیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کَوْنُ قَوْلِهِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ اِشَاعَةً وَّاِفْشَاءً فِيْهَا۔ کہ ان کی باتوں سے شہر میں یہ آواز شائع ہو گئی۔

بہر حال منصوص قطعی اتنا ضرور ہے کہ مصر کی عورتوں میں چرچا ہو گیا اور زلیخا نے انہیں اپنے یہاں مہمان بلا کر حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دلآویز دکھایا اور انہوں نے ان چھریوں سے جو کھانے کے وقت وہاں کی تہذیب میں پھل یا لیموں تراشنے کو رکھی تھیں جمال حسن یوسف سے از خود رفتہ ہو کر لیموں کی بجائے اپنی انگلیاں تراش لیں۔

مجاہد سے ہے اِنَّ الطَّعَامَ يُحَزُّ حَزًّا بِالسِّكِّيْنِ وَاخْتَلَفُوْا فِي تَعْيِيْنِهِ فَقِيْلَ كَانَ لَحْمًا وَّكَانُوْا لَا يَنْهَشُوْنَ اللَّحْمَ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَهُ حَزًّا بِالسِّكِّيْنِ وَقِيْلَ كَانَ اُتْرُجًّا وَّمَوْزًا وَّبِطِّيْخًا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ یہ لوگ گوشت نوچ کر نہیں کھاتے تھے بلکہ چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے اور اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں گوشت چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ لیموں یا کیلا یا تربوز کاٹنے کے لیے چھری رکھی گئی۔

اور ان کی مہمانی میں مسندیں لگائی گئیں۔ دستر خوان سجایا گیا انواع و اقسام کے اطعمہ لذیذہ اور نعمت پسندیدہ ان کے آگے رکھے گئے۔ عرب میں عموماً آج بھی کھانے کے وقت گوشت کی مسلم ران یا دنبہ رکھا جاتا ہے اور اسے کاٹنے کے لیے چھریاں مہمانوں کے سامنے ہوتی ہیں تاکہ گوشت اور میوہ کاٹنے میں آسانی رہے اور کھانے کے موقع پر تکیہ وغیرہ کے سہارے بیٹھنا متکبروں کا طریقہ تھا اسی وجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابن ابی شیبہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں نَهَى النَّبِيُّ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ وَاَنْ يَّاْكُلَ مُتَّكِئًا۔

جب یہ تمام اہتمام ہو گیا اور تمام خواتین مصر دستر خوان پر جمع ہو گئیں تو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مکلف لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے۔

"وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ان پر نکل آؤ۔"

پہلے تو آپ نے عورتوں میں آنے سے تامل فرمایا لیکن جب اصرار پر تاکید بڑھی تو اس کے بعد اندیشہ مخالفت سے آپ کو آنا ہی پڑا۔

"تو جب عورتوں نے دیکھا (یوسف کو) آپ کی بڑائی کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے۔"

یہ از خود رفتگی اور بے خودی خواتین مصر پر اس وجہ میں طاری و ساری ہوئی کہ انہوں نے حسن مصری تو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو محض صباحت تک ہوتا ہے دیکھا ہوا تھا لیکن حسن صبیح کے ساتھ جمال عالم افروز اور انوار نبوت و رسالت کا کبھی معاینہ و مشاہدہ نہ کیا تھا اور اس جمال دلآویز کے ہوتے تواضع و انکسار کے چار چاند علیحدہ چمک رہے تھے اور تواضع و انکسار کی چاندنی میں ہیبت شاہانہ اور اقتدار دلربایانہ غرضکہ ایسی صباحت و جامعیت کا حسین اور ایسا جامع حسن ان کے تصور میں بھی نہ آیا تھا۔

دیکھتے ہی آنکھیں خیرہ ہوگئیں مہابت حسن سے لرزہ براندام لیموں یا کیلا یا ترپوز تراشتے تراشتے انگلیاں کاٹ بیٹھیں اور یہ حسن حسن عالمتاب محبوب وہاب سید اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن جہاں افروز کا تہائی حصہ تھا کما قال الحسن اِنَّہٗ اُعْطِیَ ثُلُثَ الْحُسْنِ۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُعْطِیَ ھُوَ وَاُمُّہٗ شَطْرَ الْحُسْنِ ابن جریر ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَاَیْتُ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔ حضور نے فرمایا میں نے یوسف علیہ السلام کا حسن ایسے دیکھا جیسے چودہویں کا چاند۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور یوسف علیہ السلام جب بازار مصر سے گذرتے تو چہرۂ زیبا کی شعاعیں دیواروں کو ایسے منور کر دیتیں جیسے سورج کا نور روشنی پھیلاتا ہے اور یہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کی دادی حضرت سارہ سے حصہ میں آیا۔

اور ہماری سرکار ابد قرار سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن اتنا کامل و اکمل تھا کہ امام محمد بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ؎

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا ۔۔۔ یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

تو ہمارے حضور فضیلتوں کے سورج ہیں اور حضور کے مقابلہ میں یوسف ہوں یا یونس عیسیٰ ہوں یا موسیٰ آدم ہوں یا یحییٰ تمام مثل ستاروں کے ہیں یہ سب نور بیزیاں کرتے رہے جب تک ہدایت کی شب رہی اور اس شمس ہدایت سراپا رحمت کے طلوع کے بعد کسی کا نور روشن نہ رہا ماند پڑگیا اس لیے

کَالزَّھْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَالْبَحْرِ فِیْ کَرَمٍ وَالدَّھْرِ فِیْ ھِمَمِ

وہ تازگی میں پھول ہیں اور شرف و بزرگی میں چودہویں کا چاند اور بخشش میں سمندر ہیں اور ہمتوں میں ایک زمانہ ہیں۔

ایسی جامعیت کسی کو نہ ملی نہ آگے مل سکتی ہے اس لیے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ان کی شان اعلیٰ میں فرمایا گیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی بِاَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں ترے عشق میں مردان عرب

اور زنان مصر نے اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ اس وجہ میں بھی کہا کہ یہ خواتین مصر کے عالی خاندان حسینہ و جمیلہ مخدرات عصمت تھیں اور شاہی مہمانی میں آتے ہوئے انہوں نے انواع و اقسام کے نفیس لباس ملبوس کیے ہوئے تھے۔ زیورات سے تمام کی تمام آراستہ و پیراستہ تھیں لیکن آپ نے کسی کی طرف بھی نظر نہ ڈالی اور قطعًا التفات نہ کیا۔ اس کے بعد زلیخا نے کہا جس کا تذکرہ آگے ارشاد ہے

"قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ تو یہ وہ ہیں جن پر تم نے مجھے طعنہ دیا اور بے شک میں نے انہیں اپنے نفس کی طرف لبھایا تو انہوں نے اپنی پاک دامنی کو بچایا اور اگر وہ نہ کریں گے جو میں انہیں کہتی ہوں تو ضرور قید کیے جائیں گے اور ضرور پڑیں گے وہ ذلت میں۔"

زلیخا نے زنان مصر سے کہا کہ اب تم نے دیکھ لیا کہ میرا از خود رفتہ محبت ہونا اور ان پر شیفتہ ہونا کوئی تعجب ناک نہ تھا اور تم نے جو ملامت کی حق بجانب نہ تھی اور فَاسْتَعْصَمَ کے معنی آلوسی فرماتے ہیں فَامْتَنَعَ عَمَّآ اَرَدْتُّ مِنْهُ یعنی جو میں نے خواہش کی اس سے انکاری ہو گئے۔

"وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ اور اگر انہوں نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے تو ضرور قید کیے جائیں گے۔"

اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے سفارش کی اور عرض کیا آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے ورنہ وہ آپ کے لیے فیصلہ کر چکی ہے کہ آپ کو جیل بھیجے۔ وہ کہتی ہے کہ جب یہ مجھ پر رحم نہیں کرتے، میرا دل لے کر میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور تیغ فراق سے میرا خون بہا رہے ہیں تو میں بھی یوسف کو چوروں، قاتلوں کے ساتھ جیل میں رکھوں گی تاکہ لذیذ کھانوں سے محروم رہیں آرام کی نیند انہیں بھی میسر نہ ہو جس طرح میں ہجر کے انگاروں پر لوٹ کر رات گذارتی ہوں۔ جدائی کی مصیبتیں جھیلتی ہوں صدمات کے ساتھ لیل و نہار گذارتی ہوں یہ بھی تو کچھ تکلیف اٹھائیں۔ میرے ساتھ حریر اور شاہانہ سریر پر انہیں عیش منظور نہیں تو قید خانہ میں چبھنے والے بوریے پر ننگے جسم سے لیٹ کر قدر عافیت معلوم کریں۔ یہ سب باتیں زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مواجہ میں کیں۔

آپ یہ سب کچھ سن کر مجلس سے اٹھ کر چلے تو مصری عورتیں سمجھانے بجھانے کے بہانہ آپ کے پیچھے آئیں اور بجائے حق زلیخا میں بولنے کے اپنی اپنی تمناؤں اور مرادوں کو پیش کرنے لگیں آپ ان کی ایسی بے حیا باتیں سن کر سخت برہم ہوئے (حسینی۔ خازن) اور دست بدعا ہوئے جس کا ذکر آگے ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ۔ یوسف نے عرض کیا اے میرے رب قید خانہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس کام سے جس کی طرف بلاتی ہیں (زلیخا اور یہ عورتیں) اور اگر تو مجھ سے نہ پھیرے گا ان کا مکر تو میں ان کی طرف مائل ہو کر جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔"

یعنی آپ نے بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ الٰہی اس سے مجھے قید اور قید خانہ زیادہ محبوب ہے جس فحش کاری کی طرف زلیخا مجھے بلا رہی ہے ان کے دام تزویر سے اگر تو نے مجھے نہ بچایا اور ان کے کید و مکر کو نہ پلٹا تو میں نادان جاہلوں میں ہو سکتا ہوں تو اب تو ہی مجھے اپنی عافیت اور پناہ میں لے۔

" فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ " تو اس کے رب نے اس کی دعا مستجاب فرمائی اور اس سے پھیر دیا ان عورتوں کا مکر بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔"

واقعہ یہ ہے کہ زنان مصر تمام جتن کرنے کے بعد امید پوری ہونے سے مایوس ہو گئیں اور کامیابی کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو سب نے زلیخا سے کہا اب مناسب یہی ہے کہ چند روز کے لیے انہیں قید خانہ بھیج دیا جائے تاکہ یوسف وہاں کی محنت و صعوبت دیکھ کر تمہارے پاس کی نعمت و راحت کی قدر کریں اور اس کے بعد شاید وہ تیری درخواست منظور کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

زلیخا کو اپنی نفسانی محبت کے پیش نظر زنان مصر کی یہ رائے پسند آئی اور عزیز مصر کے سامنے یہ مکر گانٹھا کہ غمگین صورت بنا کر بیٹھی اور عزیز کی طرف سے اس غم کی وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ اس عبری غلام کی وجہ سے میں بدنام و رسوا ہو گئی ہوں اس نے ہی ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ کہہ کر اپنے آپ کو بری کر لیا۔ اور تم نے بھی مجھے اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ اور اِسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ کہہ کر مجھ پر ہی جرم قائم کر دیا۔

عزیز مصر نے زلیخا کو تسلی دے کر پوچھا اب تو کیا چاہتی ہے؟

زلیخا نے کہا مجھے تو اس غلام سے اب نفرت ہو گئی ہے۔ لہٰذا میرا داغ مٹنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اسے قید خانہ میں بند کر دیا جائے تاکہ جو مجھے ملعون کہہ چکی ہیں وہ سمجھ لیں کہ دراصل خطاکار یوسف ہے میں نہیں ہوں۔

عزیز مصر کے ذہن میں بھی یہ بات آ گئی اور اس نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

" ثُمَّ بَدَا لَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ پھر انہیں یہی مناسب نظر آیا بعد اس کے کہ سب نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ ضرور اس (یوسف) کو ایک مدت کے لیے قید میں ڈالیں۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کو قید خانہ بھیج دیا۔

مضمون بالا علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بایں عبارت تحریر فرمایا۔

فَقَدْ رُوِیَ اِنَّهُنَّ قُلْنَ لَہٗ اَطِعْ مَوْلَاتَكَ وَاقْضِ حَاجَتَهَا لِتَاْمَنَ مِنْ عُقُوْبَتِهَا فَاِنَّهَا الْمَظْلُوْمَةُ وَاَنْتَ الظَّالِمُ وَزَیَّنَّ لَہٗ مُطَاوَعَتَهَا۔

وَرُوِیَ اَنَّ كُلًّا مِّنْهُنَّ طَلَبَتِ الْخَلْوَةَ لِنَصِیْحَتِهٖ فَلَمَّا خَلَتْ بِهٖ دَعَتْهُ اِلٰی نَفْسِهَا۔

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِ سِرًّا تَسْاَلُهُ الزِّیَارَةَ فَاَشَارَ ذٰلِكَ اِلَیْهِنَّ لَاعَنْهُنَّ اَیْضًا دَعَوْنَهُ اِلٰی اَنْفُسِهِنَّ صَرِیْحًا اَوْ اِشَارَةً۔

روایت کیا گیا ہے کہ ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا اپنی مالکہ کی فرمانبرداری کر اور اس کی حاجت پوری کر تاکہ تو اس کی سزا سے بچے وہ مظلوم ہے اور تو ہی ظالم ہے اور انہیں زلیخا کی فرمانبرداری کی ترغیب دلائی۔

یہ بھی روایت ہے کہ ان میں سے ہر ایک عورت نے خلوت طلب کی تاکہ اسے نصیحت کرے۔ جب وہ خلوت میں جاتی تو انہیں اپنے نفس کی طرف دعوت دیتی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک عورت نے آپ کی طرف پوشیدہ پیغام بھیجا کہ میں زیارت کی طالب ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ بات تو زلیخا کی ہوتی لیکن ساتھ ہی صراحۃً یا اشارۃً اپنے نفس کی طرف بھی دعوت دیتی۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ کی تفسیر

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّیْخِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْاٰیَاتِ فَقَالَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهَا اَحَدٌ قَبْلَكَ مِنَ الْاٰیَاتِ۔ قَدُّ الْقَمِیْصِ وَاَثَرُهَا فِیْ جَسَدِهٖ وَاَثَرُ السِّكِّیْنِ فَعَدَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْاَثَرَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَكَمْ یُذْكَرْ فِیْمَا سَبَقَ۔

عکرمہ فرماتے ہیں میں نے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نشانیاں عزیز مصر نے کیا دیکھی تھیں جن کے باوجود وہ بیوی کے مکر میں پھنسا اور قید خانہ میں آپ کو ڈال دیا تو آپ نے فرمایا اس سے پہلے مجھ سے ان نشانیوں کے متعلق کسی نے سوال نہیں کیا۔ قمیص کا پھاڑنا۔ اس کا اثر جسم مبارک پر ہونا۔ چھریوں کا واقعہ وغیرہ۔ شاہد بن کر طفل رضیع کا بولنا۔ یہ وہ نشانیاں تھیں جن کے دیکھنے کے بعد کوئی شبہ کی گنجائش باقی نہیں تھی مگر اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ کی وجہ میں عزیز مصر کی طرف سے یہ سب اقدام بے جا ہوئے۔ اور زلیخا کا عزیز سے اصرار کہ یوسف علیہ السلام

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیل بھیجے جائیں ورنہ میری رسوائی مٹ نہ سکے گی اس کا ماخذ یہ ہے۔

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا اِسْتَعْصَمَ عَنْہَا وَیَئِسَتْ مِنْہُ قَالَتْ لِلْعَزِیْزِ اِنَّ ھٰذَا الْغُلَامَ الْعِبْرَانِیَّ قَدْ فَضَحَنِیْ فِی النَّاسِ یُخْبِرُھُمْ بِاَنِّیْ رَاوَدْتُہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاَبٰی وَیَصِفُ الْاَمْرَ حَسْبَمَا یَخْتَارُ وَاَنَا مَحْبُوْسَۃٌ مَحْجُوْبَۃٌ فَاِمَّا اَنْ تَاْذَنَ لِیْ فَاَخْرُجَ فَاَعْتَذِرَ اِلَی النَّاسِ وَاُکَذِّبَہٗ وَاِمَّا اَنْ تَحْبِسَہٗ کَمَا اَنِّیْ مَحْبُوْسَۃٌ فَحُبِسَ۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ اُمِرَ بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَحُمِلَ عَلٰی حِمَارٍ وَضُرِبَ مَعَہُ الطَّبْلُ وَنُوْدِیَ عَلَیْہِ فِیْ اَسْوَاقِ مِصْرَ اَنَّ یُوْسُفَ الْعِبْرَانِیَّ رَاوَدَ سَیِّدَتَہٗ فَھٰذَا جَزَاؤُہٗ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَمَا قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ کُلَّمَا ذَکَرَ ھٰذَا بَکٰی۔

کہ جب یوسف علیہ السلام بدکرداری سے بچے رہے اور زلیخا مایوس ہوگئی تو اس نے عزیز سے کہا کہ اس عبرانی غلام نے یہ بتا کر کہ "اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا" مجھے لوگوں میں بدنام کر دیا ہے اور اب وہ اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے اور میں گھر میں بند ہوں یا تو مجھے بھی اجازت دے دو کہ میں بھی باہر نکل کر لوگوں میں اپنی بریت کروں اور اسے جھٹلاؤں اور یا پھر اسے بھی جیل میں بند کر دو جیسا کہ میں گھر میں بند ہوں" تو پھر آپ کو قید کیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق حکم دیا گیا تو ان کو گدھے پر سوار کیا گیا۔ اور ڈھول پیٹا گیا اور مصر کے بازاروں میں منادی کی گئی کہ یوسف عبرانی نے اپنی مالکہ کو ورغلانے کی کوشش کی اب اسے یہ سزا دی جا رہی ہے۔ تو ابو صالح کے قول کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی اس واقعہ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے۔

آپ کی مدت قید میں مختلف روایات ہیں اس لیے کہ حِیْن کی تقریباً تین مقدار ہیں۔

وَقِیْلَ الْحِیْنُ ھٰھُنَا خَمْسُ سِنِیْنَ۔ حین کا اطلاق پانچ سال پر ہوتا ہے۔

وَقِیْلَ بَلْ سَبْعَۃٌ۔ ایک قول ہے کہ سات سال پر حین بولا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حُبِسَ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً۔ مقاتل کہتے ہیں آپ بارہ سال تک محبوس رہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۲

وَدَخَلَ مَعَہُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ اور داخل ہوئے اس کے (یوسف کے) ساتھ قید خانہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

میں دو جوان بولا ان دو کا ایک کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور بولا دوسرا میں نے خواب میں دیکھا کہ اٹھائے ہوئے ہوں سر پر روٹیاں کہ کھا رہے ہیں پرندا س سے خبر دیجئے ہمیں اس کی تعبیر سے بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کو نیکو کار۔

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

فرمایا (یوسف نے) نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس کھانا جو تمہیں ملا کرتا ہے مگر میں اس کی تعبیر بتا دوں گا اس سے قبل کہ آئے تمہارے پاس یہ دونوں تعبیریں اس سے ہیں جو میرے رب نے مجھے سکھائیں میں نے چھوڑا دین اس قوم کا جو اللہ پر ایمان نہ لائیں اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○

اور میں نے پیروی کی ملت اپنے دادا کی ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کی نہیں زیبا ہمیں کہ شریک کریں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو یہ اللہ کا فضل ہے جو ہمارے اوپر اور لوگوں پر ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر گذار نہیں۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ

اے دونوں میرے قید خانہ کے ساتھیو کیا منفرق خدا بہتر ہے یا اللہ واحد قہار۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

نہیں پوجتے تم اللہ کے سوا مگر چند نام جو گھڑ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکم نہیں مگر اللہ کا حکم دیا اس نے کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا اور دوسرا وہ سولی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ز فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ؕ

دیا جائے تو کھائیں گے پرند اس کا سر حکم ہو چکا جس کا تم سوال کرتے ہو۔
اور فرمایا (یوسف نے) اسے جس کے متعلق گمان کیا کہ وہ نجات پائے گا میرا تذکرہ اپنے بادشاہ سے کرنا تو بھلا دیا اسے شیطان نے بادشاہ سے ذکر کرنے کو تو رہے (یوسف) جیل میں چند سال۔

حلِّ لغات پانچواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۲

وَدَخَلَ۔ اور داخل ہوئے مَعَهُ۔ اس کے ساتھ
السِّجْنَ۔ قید خانہ میں
فَتَيٰنِ۔ دو نوجوان
قَالَ۔ کہا
اَحَدُهُمَا۔ ایک نے ان دونوں سے
اِنِّيْ۔ بے شک میں
اَرٰىنِيْ۔ دیکھتا ہوں اپنے کو اَعْصِرُ۔ کہ نچوڑتا ہوں
خَمْرًا۔ شراب
وَقَالَ۔ اور کہا
الْاٰخَرُ۔ دوسرے نے
اِنِّيْ۔ بیشک میں
اَرٰىنِيْ۔ دیکھتا ہوں اپنے کو
اَحْمِلُ۔ کہ اٹھائی ہیں میں نے
فَوْقَ۔ اوپر
رَاْسِيْ۔ اپنے سر کے
خُبْزًا۔ روٹیاں
تَاْكُلُ۔ کھاتے ہیں
الطَّيْرُ۔ پرندے
مِنْهُ۔ اس سے
نَبِّئْنَا۔ بتا ہم کو
بِتَاْوِيْلِهٖ۔ اس کی تعبیر
اِنَّا۔ بیشک ہم
نَرٰىكَ۔ دیکھتے ہیں تجھے
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیک لوگوں سے
قَالَ۔ فرمایا
لَا يَاْتِيْكُمَا۔ نہیں آئے گا تمہارے پاس
طَعَامٌ۔ کھانا
تُرْزَقٰنِهٖ۔ جو تمہیں دیا جاتا ہے
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا۔ مگر بتا دوں گا میں تم دونوں کو
بِتَاْوِيْلِهٖ۔ اس کی تعبیر قَبْلَ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ
يَّاْتِيَكُمَا۔ آئے تمہارے پاس
ذٰلِكُمَا۔ یہ
مِمَّا۔ اس سے ہے
عَلَّمَنِيْ۔ جو سکھایا مجھے
رَبِّيْ۔ میرے رب نے
اِنِّيْ۔ بے شک میں نے
تَرَكْتُ۔ چھوڑ دیا ہے
مِلَّةَ۔ مذہب
قَوْمٍ۔ اس قوم کا
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
وَهُمْ۔ اور وہ
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت سے هُمْ۔ وہ
كٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں
وَاتَّبَعْتُ۔ اور میں نے پیروی کی
مِلَّةَ۔ مذہب
اٰبَآءِيْ۔ اپنے باپ دادا
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
وَاِسْحٰقَ۔ اور اسحٰق
وَيَعْقُوْبَ۔ اور یعقوب کی مَا كَانَ۔ نہیں ہے
لَنَآ۔ ہمارے لیے
اَنْ۔ یہ کہ
نُّشْرِكَ۔ شریک ٹھہرائیں ہم بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
مِنْ شَيْءٍ۔ کسی چیز کو
ذٰلِكَ۔ یہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ فَضْلِ۔ فضل سے اللّٰہِ۔ اللہ کا عَلَیْنَا۔ ہم پر وَعَلَی۔ اور اوپر
النَّاسِ۔ لوگوں کے وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن اَکْثَرَ۔ اکثر النَّاسِ۔ لوگ
لَا یَشْکُرُوْنَ۔ نہیں شکر کرتے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے ساتھیو
ءَاَرْبَابٌ۔ کیا رب مُّتَفَرِّقُوْنَ۔ بہت سے خَیْرٌ۔ بہتر ہیں اَمِ۔ یا
اللّٰہُ۔ اللہ الْوَاحِدُ۔ اکیلا الْقَھَّارُ۔ زبردست مَا۔ نہیں
تَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے تم مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا اِلَّا۔ مگر اَسْمَآءً۔ ناموں کی
سَمَّیْتُمُوْھَا۔ جو نام رکھے اس کے اَنْتُمْ۔ تم نے وَاٰبَآؤُکُمْ اور تمہارے باپوں نے
مَا۔ نہیں اَنْزَلَ۔ اتاری اللّٰہُ۔ اللہ نے بِھَا۔ اس کی
مِنْ سُلْطَانٍ۔ کوئی دلیل اِنِ۔ نہیں ہے اَلْحُکْمُ۔ حکم
اِلَّا لِلّٰہِ۔ مگر اللہ کا اَمَرَ۔ حکم دیا اس نے اَنْ لَّا۔ یہ کہ نہ تَعْبُدُوْا۔ پوجو تم
اِلَّا۔ مگر اِیَّاہُ۔ اسی کو ذٰلِكَ۔ یہ ہے الدِّیْنُ۔ دین
الْقَیِّمُ۔ سیدھا وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن اَکْثَرَ۔ اکثر النَّاسِ۔ لوگ
لَا یَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے قید خانے کے ساتھیو اَمَّا۔ اے پر
اَحَدُکُمَا۔ ایک تم میں سے فَیَسْقِیْ۔ پلائے گا رَبَّہٗ۔ اپنے مالک کو خَمْرًا۔ شراب
وَاَمَّا۔ اور پھر الْاٰخَرُ۔ دوسرا فَیُصْلَبُ۔ سو وہ سولی دیا جائیگا فَتَاْکُلُ۔ تو کھائیں گے
الطَّیْرُ۔ پرندے مِنْ رَّاْسِہٖ۔ اسکے سر سے قُضِیَ۔ فیصلہ ہو گیا الْاَمْرُ۔ کام کا
الَّذِیْ۔ وہ فِیْہِ۔ جس میں تَسْتَفْتِیٰنِ۔ تم جواب مانگتے تھے
وَقَالَ۔ اور کہا لِلَّذِیْ۔ اس کو ظَنَّ۔ جو خیال کیا اَنَّہٗ۔ کہ وہ
نَاجٍ۔ نجات پانے والا ہے مِّنْھُمَا۔ ان میں سے اذْکُرْنِیْ۔ ذکر کرنا میرا عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّكَ اپنے مالک کے فَاَنْسٰہُ۔ تو بھلا دیا اسے الشَّیْطٰنُ۔ شیطان نے ذِکْرَ۔ ذکر کرنا
رَبِّہٖ۔ اپنے مالک سے فَلَبِثَ۔ تو ٹھہرا فِی السِّجْنِ۔ قید خانہ میں بِضْعَ۔ چند
سِنِیْنَ۔ سال۔

مختصر تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۂ یوسف۔ پ ۱۲

"وَدَخَلَ مَعَہُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ۔ اور داخل ہوئے اس (یوسف) کے ساتھ جیل میں دو نوجوان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بولا ایک ان دو کا میں نے خواب میں دیکھا کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور کہا دوسرے نے میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اٹھائے ہوئے ہوں جس سے پرندے کھاتے ہیں بتائیں ہمیں تعبیر بیشک ہم آپ کو دیکھتے ہیں نیکو کاروں سے"۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہی دو جوان اور جیل گئے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

غُلَامَانِ كَانَا لِلْمَلِكِ الْأَكْبَرِ الرَّيَّانِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَحَدُهُمَا خَبَّازُهٗ وَصَاحِبُ طَعَامِهٖ وَالْاٰخَرُ سَاقِيْهِ وَصَاحِبُ شَرَابِهٖ وَكَانَ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا بِسَبَبِ اَنَّ جَمَاعَةً مِّنْ اَشْرَافِ مِصْرَ اَرَادُوا الْمَكْرَ بِالْمَلِكِ وَاغْتِيَالَهٗ فَضَمِنُوا لَهُمَا مَالًا عَلٰى اَنْ يَّسُمَّاهُ فِيْ طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ فَاَجَابَا اِلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ اِنَّ السَّاقِيْ نَدِمَ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ وَقَبِلَ الْخَبَّازُ الرِّشْوَةَ وَسَمَّ الطَّعَامَ فَلَمَّا حَضَرَ بَيْنَ يَدَيِ الْمَلِكِ الطَّعَامُ۔

قَالَ السَّاقِيْ لَا تَاْكُلْ اَيُّهَا الْمَلِكُ فَاِنَّ الطَّعَامَ مَسْمُوْمَةٌ

وَقَالَ الْخَبَّازُ لَا تَشْرَبْ فَاِنَّ الشَّرَابَ مَسْمُوْمٌ۔

فَقَالَ لِلسَّاقِيْ اِشْرَبْهُ فَشَرِبَهٗ فَلَمْ يَضُرَّهٗ۔

وَقَالَ لِلْخَبَّازِ كُلْ مِنْ طَعَامِكَ فَاَبٰى فَاَطْعَمَ مِنْ ذٰلِكَ لِدَابَّتِهٖ فَهَلَكَتْ۔

فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِحَبْسِهِمَا فَاتَّفَقَ اَنْ اُدْخِلَا مَعَهُ السِّجْنَ۔

یہ دونوں جوان بڑے بادشاہ ریان بن ولید کے ملازم تھے۔ ایک ان میں سے مہتمم مطبخ تھا اور دوسرا اس کا ساقی۔

اور ان دونوں پر بادشاہ ریان غضب ناک ہوگیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک جماعت نے اشراف مصر سے بادشاہ ریان کے لیے خفیہ تدبیر کرکے زہر دینا چاہا تھا اور ساقی و خباز سے سازباز کی اور ذمہ لیا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں کافی مال دیا جائے گا بشرطیکہ کھانے اور پینے میں شراب کے ذریعہ زہر دیں۔ دونوں لالچ میں آگئے اور اقرار کرلیا۔ پھر ساقی کو یہ فعل برا محسوس ہوا اور اپنے دل ہی دل میں نادم ہوکر اس ارادہ سے رک گیا۔

اور خباز داروغۂ مطبخ نے رشوۃ قبول کرلی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔

جب کھانا بادشاہ کے پیش ہوا تو ساقی نے عرض کیا لَا تَاْكُلْ اَيُّهَا الْمَلِكُ فَاِنَّ الطَّعَامَ مَسْمُوْمٌ حضور یہ کھانا نہ کھائیں اس لیے کہ زہر ملا ہے۔

اس پر خباز داروغۂ مطبخ بولا جہاں پناہ شراب بھی نہ پئیں اس لیے کہ یہ زہر ملی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بادشاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ تو یہ شراب پی اس نے بلا تکلف پی لی اسے کچھ نقصان بھی نہ ہوا۔

پھر داروغۂ مطبخ کو حکم ہوا کہ تو یہ کھانا کھا اس نے انکار کیا تو وہ کھانا جانور کو کھلایا گیا تو وہ مرگیا بادشاہ نے دونوں کو قید کا حکم دے دیا اور اس پر اتفاق ہوا کہ ان دونوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہی جیل بھیج دیا جائے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اوشان اور مرطش ایک ہی جیل میں بھیج دیے گئے۔

اور اس میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے حکم جیل سنا تو تو ان کے دل میں آپ کی محبت جوش مار رہی تھی اور ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ جہاں ان کے محبوب ہیں وہاں ہی یہ بھی ہوں۔

چنانچہ ابن اسحق وغیرہ سے مروی ہے اِنَّهُمَا لَمَّا رَأَيَاهُ قَالَا لَهٗ يَافَتٰى لَقَدْ وَاللّٰهِ اَحْبَبْنَاكَ حِيْنَ رَاَيْنَاكَ فَقَالَ لَهُمَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اُنْشِدُكُمَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ لَّا تُحِبَّانِيْ فَوَاللّٰهِ مَا اَحَبَّنِيْ اَحَدٌ قَطُّ اِلَّا دَخَلَ عَلَيَّ مِنْ حُبِّهٖ بَلَاءٌ لَقَدْ اَحَبَّتْنِيْ عَمَّتِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ مِنْ حُبِّهَا بَلَاءٌ ثُمَّ اَحَبَّنِيْ اَبِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ مِنْ حُبِّهٖ بَلَاءٌ ثُمَّ اَحَبَّتْنِيْ زَوْجَةُ صَاحِبِيْ هٰذَا فَدَخَلَ عَلَيَّ بِحُبِّهَا اِيَّايَ بَلَاءٌ فَلَا تُحِبَّانِيْ بَارَكَ تَعَالٰى فِيْكُمَا فَاَبَيَا اِلَّا حُبَّهٗ وَاللّٰهِ حَيْثُ كَانَ۔

جب ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگے اے شہزادے خدا کی قسم جب ہم نے آپ کو دیکھا تھا ہمارے دل میں آپ محبوب ہو گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے محبت نہ کرنا خدا کی قسم مجھ سے کبھی کسی نے محبت نہ کی مگر میری محبت سے اس پر بلا آئی۔

میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان پر بلاء تہمت آئی۔

پھر میرے ابا جان نے مجھ سے محبت کی تو ان پر اس محبت سے بلاء مفارقت آئی۔

پھر مجھ سے ملک عزیز کی بیوی نے محبت کی تو وہ بھی میری محبت سے بلا میں پھنس گئی۔

تو تم مجھ سے محبت نہ کرو اللہ تمہاری زندگی میں برکت دے تو دونوں نے ترک محبت سے انکار کیا اور کہا جہاں بھی آپ ہوں گے ہم آپ سے محبت کریں گے۔

قَالَ اَحَدُهُمَا۔ یعنی ساقی بولا میں نے خواب میں دیکھا کہ اَعْصِرُ خَمْرًا میں انگور نچوڑ رہا ہوں اور خواب کی اس طرح صورت بیان کی۔

رَاَيْتُ حَبَلَةً مِّنْ كَرْمٍ حَسَنَةٍ لَهَا ثَلَاثَةُ اَغْصَانٍ فِيْهَا عَنَاقِيْدُ عِنَبٍ فَكُنْتُ اَعْصِرُهَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَسْقِی الْمَلِكَ وَسَمَّاہُ بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْہِ لِاَنَّ الْخَمْرَ مِمَّا لَا یُعْصَرُ اِذْ عَصْرُ الشَّیْءِ اِخْرَاجُ مَا فِیْہِ مِنَ الْمَائِعِ بِقُوَّۃٍ۔

میں نے خواب میں انگور کا بوٹا دیکھا جس میں نہایت اعلیٰ درجہ کے انگور ہیں اور ان کے تین خوشے ہیں تو میں انہیں نچوڑ رہا ہوں اور ملک ریان کو پلا رہا ہوں اور لفظ خمر سے مراد عصارہ انگور ہے اور عصارۂ عنب کو خمر کے ساتھ مؤوّل کیا جاتا ہے۔

وَقِیْلَ الْخَمْرُ بِلُغَۃِ عَسَّانَ اِسْمٌ لِلْعِنَبِ۔ ایک قول ہے کہ خمر لغت غسان ہے اور یہ نام انگور کا ہے وَقِیْلَ فِیْ لُغَۃِ اَذْرَعَاتَ قَالَ الْمُعْتَمِرُ لَقِیْتُ اَعْرَابِیًّا یَحْمِلُ عِنَبًا فِیْ وِعَاءٍ فَقُلْتُ مَا تَحْمِلُ قَالَ خَمْرًا اَرَادَ الْعِنَبَ۔ لغت اذرعان یعنی کاشتکاروں کی زبان میں خمر انگور کو کہتے ہیں علامہ معتمر کہتے ہیں میں ایک بدو سے ملا جو انگور لیے جا رہا تھا ایک برتن میں تو میں نے کہا کیا لے جا رہا ہے تو اس نے کہا خمر اور اس سے مراد انگور تھے۔

اور دوسرا جوان کہنے لگا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھا کر جا رہا ہوں اور ان روٹیوں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر دیجئے ہم آپ کو نیکو کار دیکھتے ہیں۔

پہلا او شان ساقی بادشاہ تھا جس کا خواب بیان ہو چکا اور یہ دوسرا اوارونۃ مطبخ تھا جس کا نام مرطش تھا۔

رُوِیَ اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَخْرُجُ مِنْ مَطْبَخَۃِ الْمَلِكِ وَعَلٰی رَاْسِیْ ثَلَاثُ سِلَالٍ فِیْھَا خُبْزٌ وَالطَّیْرُ تَاْكُلُ مِنْ اَعْلَاہُ۔ مرطش نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میں شاہی مطبخ سے نکلا اور میرے سر پر تین طشت تھے جن میں روٹیاں تھیں اور پرندا اوپر سے کھا رہے تھے اس کی تعبیر ہمیں دیجئے۔

سلال کا لفظ توسّل سے ہے جیسے ٹرے یا خوان کہتے ہیں منتہی الارب میں ہے سَلّ جمعہ سلال طعام و جز آں در وے نہند۔

اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ کے معنی میں آلوسی لکھتے ہیں اَیْ مِنَ الَّذِیْنَ یُحْسِنُوْنَ تَاْوِیْلَ الرُّؤْیَا۔ یعنی ہم آپ کو ان میں سے دیکھتے ہیں جو تاویل رؤیا اچھی طرح بیان کریں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ روزہ دار رہتے ہیں اور شب بیداری کرتے ہیں۔ جیل میں جو بیمار ہو اس کی عیادت فرماتے ہیں جب کوئی تنگدست ہو اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اور یہ اس وجہ میں انہیں یقین ہوا کہ کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ دَخَلَ السِّجْنَ قَدْ قَالَ اِنِّیْ اَعْبُرُ الرُّؤْیَا وَاُجِیْدُ وَمِنَ الْعُلَمَاءِ كَمَا فِیْ قَوْلِ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ قِیْمَۃُ كُلِّ امْرِءٍ مَا یُحْسِنُہٗ وَذٰلِكَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَمَّا سَمِعَاهُ يَذْكُرُ لِلنَّاسِ مَا يَدُلُّ عَلٰى عِلْمِهٖ وَفَضْلِهٖ - اس کا خلاصہ مفہوم سعدی علیہ الرحمتہ کے اس شعر سے نکلتا ہے۔ ؎

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

"قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖ - فرمایا (یوسف نے) نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں رزق دیا جاتا ہے مگر میں تمہیں اس کی تعبیر اس کے آنے سے قبل تمہیں بتادوں گا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ حضرت نے تعبیر سے قبل اپنے کمال نبوت کا اظہار اور توحید کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیے اور اس امر کا اظہار فرمادیا کہ تم مجھے جن ظاہری امور سے میرا وزن کر رہے ہو میرا درجہ علم و عمل میں اس سے کہیں زیادہ ہے اور علم تعبیر اگرچہ ایک ظنی علم ہے لیکن نبی کی تعبیر ظنی نہیں ہوتی بلکہ علم غیب کی روشنی کی وجہ میں قطعی ہوتی ہے۔

جسے اللہ تعالے علوم غیبی عطا فرمائے اس سے تعبیر خواب سن کر محض خواب و خیال کا ظنی الجھاؤ نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ وہ تعبیر جو نبی کی زبان سے نکلتی ہے وہ قطعی، اذعانی اور یقینی ہوتی ہے جبھی تو حضرت نے تعبیر دے کر قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ فرمادیا اور چونکہ آپ کے علم میں آچکا تھا کہ ایک بری ہوگا اور دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا۔ تو آپ نے پہلے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور فرمایا۔ (مدارک وخازن)

"اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ - بیشک میں نے نہ مانا دین اس قوم کا جو ایمان باللہ سے منحرف ہے اور آخرت سے انکار کرتی ہے اور میں نے اختیار کیا دین اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا ہمیں زیبا نہیں کہ ہم شرک کریں اللہ کے ساتھ ذرہ بھر یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گذار نہیں"۔

اپنی شان نبوت کا اظہار فرماکر یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ ہم خاندانِ نبوت سے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد سب نبی ہیں اور شرک سے اجتناب توحید کے ساتھ اعتراف کرنے کو دین حق ثابت فرماکر دونوں جیل کے ساتھیوں کو مزید عقلی نظریہ سے افہام تفہیم کی اور فرمایا۔

"يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ - اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! اپنی عقل سے بتاؤ کیا علیحدہ علیحدہ متفرق خدا اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔ تم نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر چند نام گھڑے ہوئے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے اللہ نے نہیں اتاری ان کی کوئی سند (یاد

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھو، حکم تو صرف اور صرف اللہ ہی کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ نہ پوجا جائے اس کے سوا کوئی یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

اور اس کی پرستش کی بجائے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر خواب کی طرف توجہ فرمائی اور اس طرح ارشاد ہوا۔

"یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے قید خانہ کے ساتھیو تم میں ایک تو اپنے بادشاہ کو عصارۂ عنب پلائے گا۔ رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کے سر سے کھائیں گے قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیَانِ فیصلہ ہو چکا ہے اس معاملہ کا جس کی بابت تم تعبیر پوچھ رہے ہو"۔

یہ سن کر وہ دونوں قیدی ہنسنے لگے اور بولے حضرت ہم نے تو خواب دیکھا ہی نہیں تھا ہم تو امتحاناً بنا کر خواب سنا رہے تھے اور ہنسی کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا تم نے دیکھا یا نہ دیکھا اب یاد رکھو ہونا ایسا ہی ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا وہ حکم آلٰہی اٹل ہے حتیٰ کہ آپ نے اپنے علم لدنی کے تیقن پر اسے مخاطب کر کے فرما بھی دیا جس کے بری ہونے کی پیشگوئی آپ فرما چکے تھے چنانچہ ارشاد ہے۔

" وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ اور فرمایا (یوسف نے) اسے جس کے بری ہونے پر آپ کو یقین تھا کہ اپنے بادشاہ سے ہمارا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا ذکر کرنا تو یوسف چند سال جیل ہی میں رہے"۔

چنانچہ وہ ساقی اپنی ملازمت پر بحال ہو کر حضرت کا وعدہ ایسا بھولا کہ خیال بھی نہ آیا اور دوسرا داروغہ مطبخ صلیب دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سات برس جیل میں رہے۔

ایک قول ہے کہ پانچ برس رہے۔

ایک قول ہے بارہ سال رہے۔

اس کی تحقیق یہ ہے کہ اَلْبِضْعُ مَا بَیْنَ الثَّلَاثِ اِلَی التِّسْعِ کَمَا رُوِیَ عَنْ قَتَادَۃَ وَعَنْ مُجَاھِدٍ اِنَّہٗ مِنَ الثَّلَاثِ اِلَی التِّسْعِ۔ لفظ بضع تین سال سے نو سال تک پر استعمال ہوتا ہے۔

ابو عبیدہ کے نزدیک ایک سے دس سال تک پر بضع بولا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ سات آپ کے ٹھہرنے کی مدت ہے اور آپ اس سے قبل پانچ سال رہ چکے تھے تو کل مدت بارہ سال ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ

اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنِ اسْتَنْقَذَکَ مِنَ الْقَتْلِ حِیْنَ ھَمَّ اِخْوَتُکَ اَنْ یَقْتُلُوْکَ قَالَ اَنْتَ یَا رَبِّ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ فَمَنِ اسْتَنْقَذَكَ مِنَ الْجُبِّ اِذْ اَلْقَوْكَ فِيْهِ قَالَ اَنْتَ يَارَبِّ۔
قَالَ فَمَنِ اسْتَنْقَذَكَ مِنَ الْمَرْاَةِ اِذْ هَمَّتْ بِكَ قَالَ اَنْتَ يَارَبِّ۔
قَالَ فَمَا بَالُكَ نَسِيْتَنِيْ وَذَكَرْتَ اٰدَمِيًّا قَالَ يَارَبِّ كَلِمَةٌ تَكَلَّمَ بِهَا لِسَانِيْ۔
قَالَ وَعِزَّتِيْ لَاُدْخِلَنَّكَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ۔

اللہ تعالے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی کی کہ کس نے تمہیں قتل سے بچایا جب تمہارے بھائی تمہارے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

فرمایا پھر کس نے تمہیں کنوئیں میں بچایا جب تمہیں اس میں ڈالا تھا۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

فرمایا پھر کس نے تمہیں بچایا اس عورت سے جو تمہاری طرف آمادہ ہو گئی تھی۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

فرمایا تو تمہارا کیا حال ہے کہ مجھے بھول کر ایک آدمی سے مدد لیتے ہو۔ عرض کیا الٰہی یہ وہ کلمے ہیں جو میری زبان نے کہے۔

فرمایا تو اب مجھے میری عزت و جلال کی قسم تمہیں جیل میں بضع سنین داخل رکھوں گا۔ بضع کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع ۔ یوسف ۔ پ۱۲

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝

اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب میں دیکھی ہیں سات گائیں فربہ کہ انہیں سات گائیں دبلی کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی۔ اے درباریو جواب دو مجھے میری خواب میں اگر تم ہو خوابوں کی تعبیر والے۔

قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝

بولے پریشان خواب ہیں اور ہم نہیں تعبیر خواب پریشاں کے عالم۔

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝

اور بولا وہ جوان جو بری ہوا دو میں سے اور یاد آیا اسے ایک مدت کے بعد۔ میں تعبیر دوں گا تمہیں۔ تو مجھے بھیجو۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ

اے یوسف اے سچے ہمیں تعبیر دو سات گائیں فربہ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝

کھا رہی ہیں انہیں سات دبلی گائیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ واپس ہو کر لوگوں کی طرف جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ

فرمایا کاشت کرو گے تم سات برس متواتر تو جو کاٹو اسے بالوں میں رہنے دو مگر تھوڑا جو کھا سکو۔

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝

پھر آئے گا اس کے بعد سات سال کا زمانہ سخت کہ کہ کھا جائیں گے جو پہلے تم نے جمع کیا مگر تھوڑا جو تم بچا لو۔

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ۝

پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال کہ مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں دپھلوں سے) رس نچوڑیں گے۔

حل لغات چھٹا رکوع۔ سورۂ یوسف۔ پ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا	اَلْمَلِكُ۔ بادشاہ نے	اِنِّیْۤ۔ بیشک میں نے	اَرٰی۔ دیکھی ہیں
سَبْعَ۔ سات	بَقَرٰتٍ۔ گائیں	سِمَانٍ۔ موٹی	یَّاْكُلُهُنَّ۔ کھاتی ہیں انکو
سَبْعٌ۔ سات	عِجَافٌ۔ دبلی	وَّسَبْعَ۔ اور سات	سُنْۢبُلٰتٍ۔ بالیاں
خُضْرٍ۔ سبز	وَّاُخَرَ۔ اور دوسری	یٰبِسٰتٍ۔ خشک	یٰۤاَیُّهَا۔ اے
الْمَلَاُ۔ سردار و	اَفْتُوْنِیْ۔ جواب دو مجھے	فِیْ رُءْیَایَ۔ میری خواب میں	
اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم	لِلرُّءْیَا۔ خواب کی	تَعْبُرُوْنَ۔ تعبیر کرتے	قَالُوْا۔ بولے
اَضْغَاثُ۔ پریشان	اَحْلَامٍ۔ خواب ہیں	وَمَا نَحْنُ۔ اور نہیں ہم	بِتَاْوِیْلِ۔ تعبیر
الْاَحْلَامِ۔ پریشان خواب کی	بِعٰلِمِیْنَ۔ جاننے والے	وَقَالَ۔ اور کہا	الَّذِیْ۔ جس نے
نَجَا۔ نجات پائی تھی	مِنْهُمَا۔ ان دو میں سے	وَادَّكَرَ۔ اور یاد کیا	بَعْدَ۔ بعد
اُمَّةٍ۔ ایک مدت کے	اَنَا۔ میں	اُنَبِّئُكُمْ۔ خبر دیتا ہوں تم کو	بِتَاْوِیْلِهٖ۔ اس کی تعبیر کی
فَاَرْسِلُوْنِ۔ سو مجھے بھیجو	یُوْسُفُ۔ اے یوسف	اَیُّهَا۔ اے	الصِّدِّیْقُ۔ سچے
اَفْتِنَا۔ بتا ہمیں	فِیْ سَبْعِ۔ سات	بَقَرٰتٍ۔ گایوں	سِمَانٍ۔ موٹی ہیں
یَّاْكُلُهُنَّ۔ کھاتی ہیں انکو	سَبْعٌ۔ سات	عِجَافٌ۔ دُبلی	وَّسَبْعِ۔ اور سات

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُنۡبُلٰتٍ۔ بالیاں	خُضۡرٍ۔ سبز	وَّاُخَرَ۔ اور دوسری	یٰبِسٰتٍ۔ خشک
لَعَلِّیۡ۔ تاکہ میں	اَرۡجِعُ۔ لوٹوں	اِلَی۔ طرف	النَّاسِ۔ لوگوں کے
لَعَلَّهُمۡ۔ تاکہ وہ	یَعۡلَمُوۡنَ۔ جانیں	قَالَ۔ کہا	تَزۡرَعُوۡنَ۔ کاشت کروگے تم
سَبۡعَ۔ سات	سِنِیۡنَ۔ سال	دَاَبًا۔ محنت سے	فَمَا۔ پھر جو
حَصَدۡتُّمۡ۔ کاٹو تم	فَذَرُوۡهُ۔ تو چھوڑ دو تم اسکو	فِیۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ۔ بالیوں میں	اِلَّا۔ مگر
قَلِیۡلًا۔ تھوڑا	مِّمَّا۔ اس سے	تَاۡكُلُوۡنَ۔ جو تم کھاؤ	ثُمَّ۔ پھر
یَاۡتِیۡ۔ آئیں گے	مِنۡۢ بَعۡدِ۔ بعد	ذٰلِكَ۔ اس کے	سَبۡعٌ۔ سات سال
شِدَادٌ۔ سخت	یَّاۡكُلۡنَ۔ کھا جائیں گے	مَا۔ جو	قَدَّمۡتُمۡ۔ جمع کیا تم نے
لَهُنَّ۔ انکے لیے	اِلَّا۔ مگر	قَلِیۡلًا۔ تھوڑا	مِّمَّا۔ اس سے جو
تُحۡصِنُوۡنَ۔ بیج ڈالو تم	ثُمَّ۔ پھر	یَاۡتِیۡ۔ آئے گا	مِنۡۢ بَعۡدِ۔ بعد
ذٰلِكَ۔ اس کے	عَامٌ۔ ایک سال	فِیۡهِ۔ اس میں	یُغَاثُ۔ بارش ہوگی
النَّاسُ۔ لوگوں پر	وَفِیۡهِ۔ اور اس میں	یَعۡصِرُوۡنَ۔ شراب نچوڑیں گے۔	

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورہ یوسف۔ پ ۱۲

"وَقَالَ الۡمَلِكُ اِنِّیۡۤ اَرٰی سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ۔ اور کہا بادشاہ نے میں خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں فربہ کہ انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں سبز اور دوسری سات سوکھی اے درباریو بیان کرو میری خواب میں اگر ہو تم خواب کی تعبیر جانتے۔ سب بولے پریشان خوابیں ہیں اور ہم تو خوابوں کی تعبیریں جانتے ہی نہیں"۔

یہ بادشاہ ریان بن ولید شاہ اعظم مصر تھا اس نے یہ عجیب و غریب خواب دیکھا چونکہ یہ کافر تھا اس نے پریشان ہو کر ساحروں۔ کاہنوں اور معبروں کو جمع کر کے اپنا خواب بیان کیا۔ اس میں کافر بادشاہ کو ملک کہا گیا۔ بنا بریں کافر کو ملک کہنے کے جواز کو تسلیم کرنے والے اس آیت کو دلیل جواز بناتے ہیں اور جو اس کے مجوز نہیں وہ کہتے ہیں یہ کہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کتب الیٰ ھرقل عظیم الروم ولم یکتب ملک الروم۔ بہر حال یہ بحث لفظی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب عظیم مصر یا امیر مصر یا ملک مصر نے اپنا خواب بیان کیا اس میں لقرات سمان اور عجاف کہا۔

بقرات سمان عربی میں مُمۡتَلِئَاتٍ لَحۡمًا وَّشَحۡمًا پر بولتے ہیں جسکی اردو موٹی تازی گائیں ہوتی ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس لیے سمین فربہ کو کہتے ہیں۔
اور عجاف اس گائے کو کہتے ہیں جو جزدلہ ہو یعنی بہت دبلی کمزور ہو۔
توخواب کی صورت یہ تھی کہ ملک ریان نے دیکھا سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ خَرَجْنَ مِنْ نَهْرٍ يَابِسٍ ثُمَّ خَرَجَ عَقِبَهُنَّ سَبْعُ بَقَرَاتٍ عِجَافٍ يَأْكُلْنَ سَبْعًا سِمَانًا ۔سات موٹی گائیں ایک خشک نہر پر جارہی تھیں پھر ان کے پیچھے سات دبلی کمزور گائیں آئیں انہوں نے وہ ساتوں موٹی گائیں کھا لیں اور نگل گئیں۔
اور سات بالیں ہری تھیں ان پر سات سوکھی بالیں لپٹ گئیں اور انہوں نے ہری بالوں کو بھی سکھا دیا۔ ملک ریان ان سب کے مجمع میں یہ خواب سنا کر ان سے تعبیر کا طالب ہوا وہ اس کی پیچیدگی سے چکرا گئے۔ اور کہنے لگے یہ پریشان خواب ہیں اس کی تعبیر کچھ نہیں اور ایسے خوابوں کی تعبیر ہم جانتے بھی نہیں۔
" وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ اور بولا وہ جوان جو دو میں سے ایک بری ہوا تھا اور (آج) اسے یاد آیا ایک مدت کے بعد (یعنی شاہی ساقی) میں آپ کو تعبیر بتاؤں گا مجھے (قید خانہ بھیجو)
یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی خواب کی تعبیر دے کر فرمایا تھا کہ اپنے بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا لیکن یہ بری ہو کر اپنے منصب پر مامور ہو کر ایسا بھولا کہ یاد ہی نہ آیا۔ آج یہ خواب سنا اور معبروں کی طرف سے اسے احلام کہہ کر ٹال دیا گیا۔ اس لیے احلام و رویا پر ارباب عرف و محاورہ کے اختلاف ہیں حَيْثُ قَالَ وَ الْأَحْلَامُ جَمْعُ حُلُمٍ۔ احلام علم کی جمع ہے۔
وَقَالَ بَعْضُهُمُ الرُّؤْيَا وَالْحُلُمُ عِبَارَةٌ عَمَّا يَرَاهُ النَّائِمُ مُطْلَقًا لٰكِنْ غَلَبَتِ الرُّؤْيَا عَلٰى مَا يَرَاهُ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّيْءِ الْحَسَنِ ۔ بعض کا قول ہے کہ رویا اور حلم عبارت ہے اس سے جو سونے والا سوتے ہوئے مطلقاً دیکھے لیکن رویا کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو بھلائی اور اچھی چیز دیکھی جائے۔
وَالْحُلُمُ عِنْدَ الْعَرَبِ يُسْتَعْمَلُ اسْتِعْمَالَ الرُّؤْيَا وَالتَّفْرِيقُ مِنَ الْإِصْطِلَاحَاتِ الَّتِي سَنَّهَا الشَّارِعُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْفَصْلِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُسَمِّيَ مَا كَانَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ بِاسْمٍ وَاحِدٍ فَجَعَلَ الرُّؤْيَا عِبَارَةً عَنْ قِسْمِ الصَّالِحِ لِمَا فِيهَا مِنَ الدَّلَالَةِ عَلٰى مُشَاهَدَةِ الشَّيْءِ بِالْبَصَرِ وَالْبَصِيرَةِ۔
اور حلم عربی میں رؤیا پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اصطلاحی فرق اس وجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے فرمایا اور اس سے کراہت کی کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے اسے اور جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیطان کی طرف سے دیکھے دونوں کو ایک نام دیا جائے تو حضور نے رؤیا کو اس قسم کے خواب کے لیے استعمال فرمایا جو صالح ہو یا مشاہدہ شے بالبصر و البصیرۃ سے ہو۔

وَالْحُلْمُ عِبَارَةٌ عَمَّا كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ لِأَنَّ أَصْلَ الْكَلِمَةِ لَمْ تُسْتَعْمَلْ إِلَّا فِيمَا يُخَيَّلُ لِلْحَالِمِ فِي مَنَامِهِ مِنْ قَضَاءِ الشَّهْوَةِ بِمَا لَا حَقِيقَةَ لَهُ۔

اور حلم جس کی جمع احلام ہے یہ عبارت ہے اس خواب سے جو شیطان کی طرف سے ہو اس لیے اصل کلمہ حُلم ہرگز رؤیا پر مستعمل نہیں ہوتا مگر اس بدخوابی پر جو سوئے ہوئے قضائے شہوات کا موجب ہو جاتا ہے اور اسی وجہ میں محتلم اسے فقہاء نے کہا جسے نہانی حاجت بدخوابی سے ہوا ختلام اس بدخوابی پر بولتے ہیں اور بس۔

توریان بن ولید کے درباری منجم کاہن اسے احلام کی قسم سے سمجھے اسی وجہ میں انہوں نے کہا وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ أَيِ الْمَنَامِ الْبَاطِلَةِ بِعَالِمِينَ لِأَنَّهَا لَا تَأْوِيلَ لَهَا إِنَّمَا التَّأْوِيلُ لِلْمَنَامَاتِ الصَّادِقَةِ۔ ہم باطل خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے یعنی جو منام باطلہ سے دیکھے جاتے ہیں اس لیے کہ اس کی تعبیر ہوتی ہی نہیں البتہ منام صادقہ کی تعبیر ہوتی ہے۔

تو ساقی شاہی جس کا نام مرطش تھا بول پڑا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا وہ قول آج یاد آیا۔ جو آپ نے فرمایا تھا اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ اور وہ بھول گیا تھا۔ آج اس خواب کے سننے سے اسے یاد آیا۔ اور بادشاہ سے کہا کہ قید خانہ میں علم تعبیر کا ایک جیّد عالم ہے ان سے تعبیر لے کر میں آپ کو بتا دوں گا مجھے وہاں بھیج دیجئے بادشاہ نے ساقی کو بھیج دیا اس نے پہنچ کر عرض کیا۔

"یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اے یوسف اے سچے (تعبیر) دینے والے ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں جنہیں دوسری سات سوکھی بالوں نے خشک کر دیا میں لوٹ کر جاؤں تو شاید لوگ آگاہ ہوں"۔

بَعْدَ اُمَّةٍ کے معنی ایک مدّت مدید اس بنا پر کیے گئے کہ اس کی تعریف آلوسی کرتے ہیں اَیْ طَائِفَةٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَمُدَّةٍ طَوِیْلَةٍ یعنی زمانہ کے دور گذرنے اور مدت طویلہ کے بعد۔

اور اشہب عقیلی کہتے ہیں اِمَّةٍ بِکَسْرِ الْھَمْزَۃِ وَتَشْدِیْدِ الْمِیْمِ اَیْ نِعْمَةٍ عَلَیْهِ بَعْدَ نِعْمَةٍ یعنی امّہ سے مراد ساقی کی رہائی۔ نعمتوں پر نعمتوں سے تمتع حاصل کرنے میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وعدہ بھول گیا۔

زید بن علی رضی اللہ عنہ ابن عباس سے اَمَہٍ بفتح الھمزۃ مروی ہیں اَمَہَ یَاْمَہُ اَمْهًا اِذَا نَسِیَ یہاں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھولنے کے معنی ہیں۔

مختصر یہ کہ وہ جو ساقی ریان بن ولید کا شاہی اجازت نامہ لے کر جیل خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اس سے لئے ندا کا حرف محذوف ہے اور آپ کو صدیق یا یں غرض کہا کہ جَرَّبَ اَحْوَالَهٗ فِیْ مُدَّةِ اِقَامَتِهٖ فِی السِّجْنِ وہ آپ کے حالات کا تجربہ کر چکا تھا جبکہ آپ کے ساتھ جیل میں رہا تھا۔ چنانچہ اس لئے عرض کیا حضور یہ خواب ہمارے بادشاہ ریان بن ولید نے دیکھا ہے اور اس خواب کو وہ اپنے کاہنوں۔ منجموں اور معبروں کو کہہ چکا ہے سب اس کی تعبیر سے عاجز آ چکے ہیں آپ کا ذکر میں نے بادشاہ سے کیا ہے اور اس کے حکم سے میں آیا ہوں لہذا اَیۡتِنَا لَنَا مَآلَ ذٰلِكَ وَحُكْمَهٗ۔ اب آپ اس خواب کا انجام ظاہر فرمائیں تاکہ میں واپس جاکر بادشاہ کو اور اہل شہر کو سناؤں تاکہ وہ لوگ بھی آپ کا فضل اور مرتبہ جانیں تو حضرت یوسف علیہ السلام تمام خواب سن کر تعبیر فرمائی۔

"قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ۔ فرمایا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار"

دَاَبًا کے معنی تعب و مشقت کے ہیں اور عادت مستمرہ کے ہیں یعنی حسب عادت کاشت کرو گے۔

"تو جو کاٹو اسے بالوں میں رہنے دو" تاکہ خراب نہ ہو۔

"مگر تھوڑا جو تم کھانا چاہو کھا لو" اس سے بھوسی اتار لو اور اسے صاف کر لو باقی کو ذخیرہ بنا لو۔

"ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ پھر اس کے بعد سات سال ایسے سخت آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو کچھ تم نے پہلے ان سات سالوں کے لیے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو جمع کر رکھا ہو"

یہ اشارہ دبلی گاؤں اور سوکھی بالوں کی طرف ہے۔

"ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو دینے کے لیے اچھا سیراب کیا جائے گا اور اس میں دپھلوں سے رس) نچوڑیں گے۔ اَیْ یَعْصِرُوْنَ مِنَ الْعِنَبِ وَالْقَصَبِ وَالزَّیْتُوْنِ وَالسِّمْسِمِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْفَوَاکِهِ لِکَثْرَتِهَا۔ یعنی وہ رس نکالیں گے انگور سے گنے زیتون تل وغیرہ فواکہات سے بوجہ فراوانی کے یعنی انتہائی فراخی و شادابی ہو جائے گی۔

ساقی ریان بن ولید جس کا نام مرطش تھا حضرت یوسف علیہ السلام سے مفصل تعبیر لے کر آیا اور شاہ مصر ریان کو من و عن سنائی۔ بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی حتی کہ اسے یقین ہو گیا کہ تعبیر کے مطابق ہی ہونا ہے۔ چنانچہ ریان کو شوق پیدا ہوا کہ وہ اپنی خواب کی تعبیر حضرت یوسف کی زبان سے خود سنے چنانچہ آئندہ رکوع میں اس کی تفصیل ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع یوسف۔ پ ۱۲

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــَٔـلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝

اور کہا بادشاہ نے انہیں لاؤ میرے پاس تو جب اس کے (یوسف کے) پاس ایلچی پہنچا فرمایا (یوسف نے) واپس جا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس تو پوچھ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹے تھے اپنے ہاتھ بے شک میرا رب ان کے مکر جانتا ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے لبھایا یوسف کو اپنے نفس کی طرف بولیں سبحان اللہ نہیں پائی ہم نے اس میں کوئی برائی بولی عزیز کی بیوی (زلیخا) اب کھل گیا حق میں نے ہی اسے لبھایا اپنے نفس کی طرف اور وہ بے شک سچے ہیں۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝

(فرمایا یوسف نے) یہ میں نے اس لیے کیا کہ جان لے (عزیز) کہ میں نے خیانت غائبانہ نہیں کی اور بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کید خائن سے۔

حل لغات ساتواں رکوع یوسف۔ پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا	اَلْمَلِكُ۔ بادشاہ نے	اِئْتُوْنِيْ۔ لاؤ تم میرے پاس	بِهٖ اس کو
فَلَمَّا۔ پھر جب	جَآءَهُ۔ آیا اسکے پاس	اَلرَّسُوْلُ۔ ایلچی	قَالَ۔ فرمایا
اِرْجِعْ۔ واپس جا	اِلٰى۔ طرف	رَبِّكَ۔ اپنے مالک کی	فَسْئَلْهُ۔ پھر پوچھ اس سے
مَا بَالُ۔ کیا حال ہے	اَلنِّسْوَةِ۔ عورتوں کا	اَلّٰتِيْ۔ جنہوں نے	قَطَّعْنَ۔ کاٹے
اَيْدِيَهُنَّ۔ اپنے ہاتھ	اِنَّ۔ بے شک	رَبِّيْ۔ میرا رب	بِكَيْدِهِنَّ۔ ان کا مکر
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	قَالَ۔ کہا	مَا خَطْبُكُنَّ۔ کیا حال تھا تمہارا	
اِذْ۔ جب	رَاوَدْتُّنَّ۔ پھسلایا تم نے	يُوْسُفَ۔ یوسف کو	عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اسکے نفس سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قُلْنَ کہنے لگیں	حَاشَ۔ پاک ہے	لِلّٰہِ۔ اللہ	مَا۔ نہیں
عَلِمْنَا۔ جانی ہم نے	عَلَیْہِ۔ اس میں	مِنْ سُوْءٍ۔ کوئی برائی	قَالَتِ۔ بولی
امْرَاَةُ۔ عورت	الْعَزِیْزِ۔ عزیز کی	اَلْـٰٔنَ۔ اب	حَصْحَصَ۔ کھل گیا
الْحَقُّ۔ حق	اَنَا۔ میں نے	رَاوَدْتُہٗ۔ بھایا تھا اسے	عَنْ نَّفْسِہٖ۔ اسکی جان سے
وَاِنَّہٗ۔ اور بے شک وہ	لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچے لوگوں سے ہے		ذٰلِكَ۔ یہ اس لیے
لِیَعْلَمَ۔ کہ جانے	اَنِّیْ۔ کہ میں نے	لَمْ اَخُنْہُ۔ نہیں خیانت کی اس کی	
بِالْغَیْبِ۔ پیٹھ پیچھے	وَاَنَّ۔ اور بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	لَا یَھْدِیْ نہیں راہ دکھاتا
كَیْدَ۔ تدبیر	الْخَآئِنِیْنَ۔ خیانت کاروں کو۔		

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ یوسف۔ پ ۱۲

” وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ۔ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اسے میرے پاس تو جب آیا ایلچی آپ کے پاس فرمایا لوٹ جا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس تو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بے شک میرا رب ان کے فریب جانتا ہے۔“

ملک ریان بن ولید کو آپ سے ملنے کا اشتیاق بڑھا اور اپنا ایلچی آپ کو بلانے کے لیے جیل کی طرف بھیجا اس نے آپ کی خدمت میں ملک کا پیغام عرض کیا۔

آپ نے فرمایا واپس جا اور بادشاہ سے کہہ کہ میں اس سے قبل باہر آنے کے لیے آمادہ نہیں جبتک کہ ان عورتوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے میرے متعلق بات صاف نہ کر لی جائے کہ وہ مجھے کیسا آدمی سمجھتی ہیں اگرچہ اللہ تعالے ان کے مکر و فریب کو جانتا ہے۔ مگر تیرا بادشاہ ریان بن ولید تو نہیں جانتا ہے اس کے خیال میں تو یہی جچا ہوا ہوگا کہ میرا وزیر عزیز مصر سچا ہے۔ اس نے مجھے مجرم خائن سمجھ کر جیل بھیجا ہے اور یہ مدت طویل کی قید جو مجھے دی گئی اس میں وہ حق بجانب تھا۔ اسے آج کے قانون میں ہیپس کارپس کہتے ہیں۔

چنانچہ ریان کے پاس جب یہ پیغام پہنچا تو ملک ریان نے شرفاء مصر کی خواتین کو معہ زلیخا کے طلب کر لیا اور ان سے پوچھا تم نے یوسف کنعانی کو کیسا پایا۔

” قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ۔ بادشاہ نے کہا اے عور تو تمہارا کیا تجربہ ہے جب تم نے یوسف کا جی بھایا۔“ اس کے جواب میں تمام خواتین نے اپنے تجربہ کے مطابق جواب دیا۔ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْءٍ۔ سبحان اللہ وہ تو درحقیقت جو ہیں سو ہیں لیکن ہم نے بظاہر بھی ان میں کوئی بدی اور برائی نہیں دیکھی"۔

باآنکہ ہم نے بھی فرداً فرداً انہیں اپنی طرف لبھایا اپنے سے مانوس کرنا چاہا مگر وہ نہایت پاک دل پاک نفس، پاک باطن نکلے۔

جب زلیخا نے دیکھا کہ تمام زنانِ مصری نے اپنا خفیہ راز بھی بادشاہ سے نہ چھپایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صفائی میں اپنا ارادہ سو بھی ظاہر کر دیا تو خود بھی آگے بڑھی اور کہنے لگی۔

" قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِیْزِ الْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ

اب حق ظاہر ہو گیا اور باوجود راز مخفی رکھنے کے سب کچھ کھل گیا تو میں بھی ایک معصوم پر داغ گوارہ نہیں کرتی اب صاف صاف بتاتی ہوں کہ میں نے اسے اپنی طرف لبھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور میں نے اسے سب کچھ ڈر بھی سنائے مگر درحقیقت وہ سچے ہیں اور میں اور میرا الزام جھوٹا ہے۔

"حصحص کے متعلق راغب اصفہانی لکھتے ہیں اِنَّ حَصَّ وَحَصْحَصَ کَکَفَّ وَکَفْکَفَ وَکَبَّ وَکَبْکَبَ عَلٰی مَعْنٰی اَقَرَّ الْحَقُّ فِیْ مَقَرِّہٖ وَوُضِعَ فِیْ مَوْضِعِہٖ۔

یعنی حصحص حق قائم ہونے اور بات واضح ہو جانے کے معنی دیتا ہے۔

قَالَہُ الْخَلِیْلُ وَھُوَ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الْحِصَّۃِ وَھِیَ الْقِطْعَۃُ مِنَ الْجُمْلَۃِ اَیْ تَبَیَّنَتْ حِصَّۃُ الْحَقِّ مِنْ حِصَّۃِ الْبَاطِلِ وَالْمُرَادُ تَمَیُّزُ ھٰذَا عَنْ ھٰذَا۔

حصحص، حصہ سے ماخوذ ہے اور وہ مجموعہ میں سے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ واضح ہو گیا حق حصہ باطل حصہ سے اور اس سے مراد تمیز حاصل کرنا ہے ایک شے کی دوسری شے سے۔

اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی غرض سے یہ سوال اٹھایا تھا کہ اگر میں بلا صفائی باہر آگیا تو لوگوں میں میری تردامنی کا اشتباہ باقی رہ جائے گا۔

اب آپ کا جیل سے باہر لانا پاک دامنی کے چار چاند کی روشنی میں ہوا۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہی فرمایا۔

"ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ۔ یہ (یوسف علیہ السلام نے) اس لیے کیا کہ واضح ہو جائے کہ میں غائبانہ عزیز کی پیٹھ پیچھے خائن نہ تھا اور میں نے خیانت نہیں کی اور اللہ تعالےٰ خائنوں کے فریب چلنے نہیں دیتا"۔

چنانچہ ملک ریّان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پیام بھیجا کہ مصری عورتوں نے آپ کی پاکدامنی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیان کی اور خود عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے بھی اپنی غلطی اور قصور کو واضح الفاظ میں مان لیا۔ لہذا اب آپ تشریف لے آئیں"۔
اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے اعتراف قصور اور زنان مصر کی شہادتِ صفائی کے باوجود فرمایا۔ بقیہ صـــ۳۱۸ مختصر تفسیر میں ملاحظہ ہو۔

اظہار تشکر

فخر العلماء پروفیسر جناب قاری مشتاق احمد صاحب ایم۔ اے:
حضرت مفتی عبد الغنی عثمانی نے تفسیر کی تصحیح و دیگر علمی خدمات میں تعاون فرمایا۔
ادارہ ان تمام حضرات کا بے حد مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو ان کی خدمات کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

امین الحسنات خلیل احمد قادری اشرفی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارہ ۱۳

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o

اور میں بری نہیں کرتا اپنے نفس کو بے شک نفس امارہ ہے برائی کا حکم دینے والا مگر جس پہ رحم فرما دے میرا رب بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ج فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ o

اور کہا بادشاہ نے لاؤ انہیں میرے پاس میں چاہتا ہوں انہیں اپنے لیے چن لینا تو جب ان سے گفتگو کی کہا بادشاہ نے تم آج کے دن ہمارے معزز ہو امین ہو۔

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ o

فرمایا (یوسف نے) مجھے کر دے خزانچی زمین کا میں حفاظت والا اور علم والا ہوں۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ط نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ o وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ o

اور ایسے ہی متمکن کیا ہم نے یوسف کو زمین میں وہ اس سے جہاں چاہے پہنچاتے ہیں اپنی رحمت ہم جسے چاہیں اور نہیں ضائع فرماتے ہم بدلہ نیکوں کا۔ اور بے شک بدلہ آخرت کا ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

حل لغات ساتواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَمَا۔ اور نہیں	اُبَرِّئُ۔ بری کرتا ہیں	نَفْسِیْ۔ اپنے نفس کو	اِنَّ۔ بے شک
النَّفْسَ۔ نفس	لَاَمَّارَةٌ۔ حکم دینے والا ہے	بِالسُّوْءِ۔ برائی کا	اِلَّا مَا۔ مگر جس پہ
رَحِمَ۔ رحم کرے	رَبِّیْ۔ میرا رب	اِنَّ۔ بے شک	رَبِّیْ۔ میرا رب
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔ رحم کرنے والا ہے	وَقَالَ۔ اور کہا	اَلْمَلِكُ۔ بادشاہ نے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِئْتُوْنِیْ۔ لاؤ میرے پاس	بِہٖ۔ اس کو	اَسْتَخْلِصْهُ۔ میں خالص بنالوں اسکو	لِنَفْسِیْ۔ اپنے لیے
فَلَمَّا۔ پھر جب	كَلَّمَهٗ۔ بات کی اس سے	قَالَ۔ بولا	اِنَّكَ۔ بے شک تو
اَلْیَوْمَ۔ آج کے دن	لَدَیْنَا۔ ہمارے پاس	مَكِیْنٌ۔ مرتبے والا ہے	اَمِیْنٌ۔ امانت دار
قَالَ۔ فرمایا	اجْعَلْنِیْ۔ مقرر کر مجھے	عَلٰی۔ اوپر	خَزَآئِنِ۔ خزانوں
الْاَرْضِ۔ زمین کے	اِنِّیْ۔ بیشک میں	حَفِیْظٌ۔ حفاظت کرنے والا	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہوں
وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح	مَكَّنَّا۔ جگہ دی ہم نے	لِیُوْسُفَ۔ یوسف کو	فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں
یَتَبَوَّاُ۔ جگہ پکڑتا	مِنْهَا۔ اس سے	حَیْثُ۔ جہاں	یَشَآءُ۔ چاہتا
نُصِیْبُ۔ پہنچاتے ہیں ہم	بِرَحْمَتِنَا۔ اپنی رحمت	مَنْ۔ جسے	نَشَآءُ۔ چاہیں ہم
وَلَا نُضِیْعُ۔ اور نہیں ضائع کرتے	اَجْرَ۔ ہم اجر	الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کا	وَلَاَجْرُ۔ اور یقیناً اجر
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	خَیْرٌ۔ بہتر ہے	لِلَّذِیْنَ۔ ان کے لیے	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے
وَكَانُوْا۔ اور تھے	یَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار		

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

"وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔"

کہ میں اپنی طرف پاک دامنی کی نسبت اور نیکی کا بیان کرکے خود ہی پارسائی اور خود پسندی نہیں کرتا۔ بلکہ بارگاہ متعال میں تواضع اور انکسار کے لیے عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے کو اور اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا اور مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں اور میں گناہ سے بچنے اور اپنے نفس کو کسی فحش طریقہ پر نہ چلنے میں اپنی خوبی قرار نہیں دیتا بلکہ مانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ۔

"اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ۔ بے شک برائی کا حکم کرنے میں بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے بے شک میرا رب بخشنے والا۔ مہربان ہے۔"

یعنی جس مخصوص بندے کو وہ رب تعالےٰ شانہ اپنے کرم سے معصوم و محفوظ کرلے اس کا برائیوں سے بچا رہنا اس کا کمال نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کے رحم و کرم اور فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا بھی اسی کا کرم خاص ہے۔ پھر کیا ہوا وہ آگے ارشاد ہے۔

"وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ۔ اور کہا بادشاہ نے انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں خالص اپنی مصاحبت کے لیے مختص کرلوں۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جب ملک مصر ریان بن ولید کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی۔ نظافت طبعی علم باطنی پاک باطنی امانت شعاری، ایمانداری کا حال معلوم ہو گیا اور آپ کے حسن صبر اور حسن ادب کا قصہ اور قیدخانہ والوں کے ساتھ حسن سلوک اور مصائب و محن میں ثبات و استقلال واضح ہو گیا تو وہ آپ کے جامع الصفات ہونے کا قائل ہوا اس کے دل میں آپ کی تکریم و تعظیم پیدا ہوئی وہ آپ کا معتقد ہوا اور آدمی آپ کے لینے کو بھیجدیا اور اس شان سے بھیجا کہ اس کے ساتھ بادشاہ نے معززین کی ایک جماعت بہترین سواریوں اور شاہانہ سازوسامان اور نفیس پوشاکوں کے ساتھ قیدخانہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اخلاق نبوت اور شاہانہ سطوت سے انہیں بٹھایا اور ان کی درخواست پر آپ ان کے ساتھ ایوان شاہی میں تشریف لائے۔ آپ جب قیدخانہ سے رخصت ہوئے تو تمام قیدیوں کے لیے دعا فرمائی اور قیدخانہ سے باہر آکر دروازہ پر یہ لکھا۔

هٰذِهٖ مَنَازِلُ الْبَلْوٰى وَقُبُوْرُ الْاَحْيَاءِ وَشَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ وَتَجْرِبَةُ الْاَصْدِقَاءِ۔ یہ گھر نزول مصائب کا ہے اور زندوں کی قبروں کا اور دشمنوں کے ہنسنے کا اور دوستوں کے تجربہ کا۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس روایت کو مفصل نقل فرماتے ہیں۔

رُوِيَ اَنَّ الرَّسُوْلَ جَاءَهٗ فَقَالَ اَجِبِ الْمَلِكَ الْاٰنَ بِلَا مُعَاوَدَةٍ وَاَلْقِ عَنْكَ ثِيَابَ السِّجْنِ وَاغْتَسِلْ وَالْبَسْ ثِيَابًا جُدَدًا۔

فَفَعَلَ

فَلَمَّا قَامَ لِيَخْرُجَ دَعَا لِاَهْلِ السِّجْنِ اَللّٰهُمَّ عَطِّفْ عَلَيْهِمْ قُلُوْبَ الْاَخْيَارِ وَلَا تُعَمِّ عَلَيْهِمُ الْاَخْبَارَ فَهُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْاَخْبَارِ فِيْ كُلِّ بَلَدٍ۔

ثُمَّ خَرَجَ فَكَتَبَ عَلَى الْبَابِ

هٰذِهٖ مَنَازِلُ الْبَلْوٰى وَقُبُوْرُ الْاَحْيَاءِ وَشَمَاتَةُ وَتَجْرِبَةُ الْاَصْدِقَاءِ

پھر غسل فرما کر پوشاک زیب تن کی اور ابواب شاہی پہنچے فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰى بَابِ الْمَلِكِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِخَيْرِكَ مِنْ هٰذِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ غَيْرِهٖ

ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْعَرَبِيَّةِ

فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا هٰذَا اللِّسَانُ فَقَالَ لِسَانُ عَمِّيْ اِسْمَاعِيْلَ۔

ثُمَّ دَعَا لَهٗ بِالْعِبْرَانِيَّةِ فَقَالَ لَهٗ

وَمَا هٰذَا اللِّسَانُ اَيْضًا فَقَالَ هٰذَا لِسَانُ اٰبَائِيْ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وكان الملك يعرف سبعين لسانا فكلمه بها فاجابه بجميعها فتعجب منه۔
فقال ايها الصديق اني احب ان اسمع رؤياى منك فحكاها عليه السلام له طبق
ما راى لم يخرم منها حرفا فقال الملك اعجب من تاويلك اياها معرفتك لها فاجلسه معه
على السرير وفوض اليه امره۔

واخرج ابن جرير عن ابن اسحاق قال ذكروا ان قطفير (اعني عزيز مصر) هلك في
تلك الليالي وان الملك زوج يوسف امراته راعيل فقال لها حين ادخلت عليه
هذا خير مما كنت تريدين۔ فقالت ايها الصديق لا تلمني فاني كنت امراة كما ترى حسناء
جملاء ناعمة في ملك ودنيا۔ وكان صاحبي لا ياتي النساء وكنت كما جعلك الله تعالى في
حسنك وهيئتك فغلبتني نفسي على ما رايت فيزعمون انه وجدها عذراء فولدت
له رجلين افراثيم وميشا۔

وفي رواية ان الملك عزله ونصب يوسف عليه السلام منصبه وكان ذالك على الفور
بناء على انه لم تكن العدة في دينهم۔

اخرج الحكيم الترمذي عن وهب اصابت امراة العزيز حاجة فقيل لها لو اتيت
يوسف بن يعقوب فسالتيه فاستشارت الناس في ذالك فقالوا لا تفعلي فانا
نخاف عليك قالت كلا اني لا اخاف ممن يخاف الله تعالى فادخلت عليه فراته
في ملكه فقالت۔

الحمد لله الذي جعل العبيد ملوكا بطاعته ثم نظرت الى نفسها فقالت الحمد
لله الذي جعل الملوك عبيدا بمعصيته فقضى لها جميع حوائجها ثم تزوجها
فوجدها بكرا۔

وفي رواية انها تعرضت له في الطريق فقالت ما قالت فعرفها فتزوجها فوجدها
بكرا وكان زوجها عنينا۔

مضمون منقولہ عربی کا خلاصہ یہ ہے کہ

آپ نے بادشاہ کا پیام قبول فرما کر غسل کیا اور خلعت شاہی زیب تن فرما کر باہر آنے سے قبل تمام
قیدیوں سے رخصت ہوئے۔ اور ان کے حق میں دعا بھی فرمائی۔ جو عربی میں اول ہم لکھ آئے ہیں۔ اس کا ترجمہ
یہ ہے "الٰہی ان قیدیوں کی محبت حکومت کے اخیار کے دل میں پیدا کر اور ان کو [illegible]

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر جب آپ جیل سے باہر تشریف لائے اس کے دروازے پر لکھا۔
"یہ بلاؤں کے نزول کا مقام ہے اور زندوں کا قبرستان ہے اور دشمنوں کی بدگوئی کا مکان ہے۔ اور سچے دوستوں مقام امتحان ہے"۔
جب آپ شاہی قلعہ پر تشریف لائے تو یہ دعا کی۔
"الٰہی میں تجھ سے اس جگہ کی بھلائی تیری بھلائی کے ساتھ مانگتا ہوں اور یہاں کے شروں سے پناہ طلب کرتا ہوں"۔

پھر جب بادشاہ سے دوچار ہوئے۔
تو آپ نے اسے عربی میں سلام کیا بادشاہ نے دریافت کیا یہ کونسی زبان ہے آپ نے فرمایا میرے عمؓ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان ہے۔
پھر آپ نے اسے عبرانی زبان میں دعا دی۔
بادشاہ نے پوچھا یہ کون سی زبان ہے فرمایا یہ میرے ابّا کی زبان ہے۔
بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا باآنکہ وہ ستر زبانوں پر عبور رکھتا تھا۔
پھر بادشاہ نے آپ سے جس زبان میں گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اسے جواب دیا
اس وقت آپ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی۔ بادشاہ نے اس عمر میں آپ کی یہ وسعت علوم دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے برابر تخت نشین فرمایا۔
اور عرض کیا حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے خواب کی تعبیر آپ کی مبارک زبان سے سنوں آپ نے اس خواب کی اول تفصیل فرمائی پھر اس کی تعبیر من وعن بیان کر دی باوجودیکہ آپ کے سامنے خواب مجملاً بیان ہوا تھا اس پر بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا۔
اس کے بعد آپ نے اسے فرمایا۔ اب بہتر یہ ہے کہ اس تعبیر کے ظہور سے قبل غلہ جمع کیا جائے اور ان فراخی کے سات سالوں میں بکثرت کاشت کی جائے اور غلہ بالوں سمیت محفوظ رکھا جائے اور رعایا کی پیداوار سے خمس بطور ٹیکس وصول کیا جائے اس سے جو جمع ہوگا وہ مصر اور حوالی مصر کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا اور خلق خدا ہر طرف سے تیرے پاس غلہ خریدنے آئے گی اور اس سے تیرے ملک میں اتنے خزائن واموال جمع ہوں گے کہ تجھ سے پہلے ارباب حکومت جمع نہ کر سکے۔
بادشاہ نے کہا یہ انتظام کون کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا اس طرح ذکر ہے۔
"فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ۔ پھر جب اس سے بات کی تو بولا بے شک آج

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ہمارے یہاں معزز و معتمد ہیں"۔

" قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ فرمایا (یوسف نے) مجھے زمین کے خزانوں کا وزیر بنا دے بے شک میں حفاظت کرنے والا اور (میں حق کا) عالم ہوں"۔

آپ نے فرمایا کہ اپنی قلمرو کے تمام خزانے میرے سپرد کر دے کہ میں اس فن کا عالم ہوں۔

بادشاہ نے کہا آپ سے زائد اس عہدہ کا اور مستحق بھی کون ہو سکتا ہے۔

یہاں چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

اول احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلب امارت کسی کو جائز نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہیں اور اقامت احکام کسی ایک کے ساتھ خاص نہ ہو ایسی صورت میں امارت طلب کرنا مکروہ ہے۔ مگر جب عام طور پر حکومت نا اہلوں کے ہاتھ بازیچۂ اطفال بن رہی ہو اور اس کا اہل اس ایک کے علاوہ نہ ہو تو اسے ایسی حالت میں امارت طلب کرنا امیدوار بننا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام اسی حال میں تھے کہ آپ رسول الٰہی ہونے کے ساتھ مصالح امت کے عالم تھے۔ آپ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے۔ اس میں رعایا کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں اسی بنا پر آپ نے فرمایا اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ۔

آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہ نیت اقامت عدل جائز ہے۔

اور یہ بھی واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ احکام دین کا اجراء فرمانے کے لیے اگر فاسق بادشاہ کی تمکین بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

یہ مسئلہ بھی اس آیت کریمہ سے مل گیا کہ اپنی خوبیوں اور اپنے جوہروں کا بیان بہ نیت تفاخر و تکبر جائز نہیں لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے کی غرض سے یا رعایا کے حقوق کی محافظت کے خیال سے اپنی شخصیت کا تعارف کرانے کی ضرورت لاحق ہو تو ممنوع نہیں اسی بنا پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ اور ایسے ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر متمکن فرمایا جہاں چاہے رہے" تمام قلمرو ملک ریان کی ان کے تحت تصرف کی۔ اس عہدہ کے ایک سال بعد ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر آپ کی تاجپوشی کر دی۔ تلوار اور مہر شاہی آپ کے پیش کی طلائی تخت جواہر نگار

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر بٹھایا جو مرصع بجواہر تھا اور تمام ملک آپ کے زیر نگین کر دیا اور قطفیر جسے عزیز مصر کہتے تھے اسے معزول کر دیا یا وہ مرگیا۔

ایک روایت ہے کہ اول عزیز مصر معزول کیا گیا اور بعد چندے وہ مرگیا اور راعیل جس کا نام زلیخا تھا اسی وقت آپ کے عقد میں آگئی اس لیے کہ اس شریعت میں عدت کا قانون نہ تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے قریب تشریف لائے تو فرمایا۔

اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرٌ مِّمَّا تُرِيْدِيْنَ۔ زلیخا کیا یہ بہتر نہیں اس سے جو تونے چاہا تھا۔

اس پر زلیخا نے عرض کیا اے صدیق مجھے ملامت نہ کریں خوبرو نوجوان تھی عیش و عشرت میں تھی اور عزیز مصر قطفیر عورتوں سے سروکار ہی نہ تھا (اس لیے کہ وہ نامرد تھا) اور آپ کو اللہ تعالے نے یہ حسن و جمال عطا کیا تھا کہ اسے دیکھ کر میرا دل قابو میں نہ رہا اللہ نے آپ کو معصوم کیا ہے آپ اس فحش کاری سے محفوظ رہے۔ لیکن میں بھی سوا آپ کے کسی طرف نہ جھکی پاک دامن ہی رہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ پایا۔ اس کے بعد زلیخا سے دو فرزند ہوئے۔ افرائیم اور منشا۔ اور مصر کی آپ کی حکومت مضبوط ہوئی، آپ نے عدل کی بنیادیں قائم فرمائیں ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی محبت جاگزین ہوئی اور آپ نے ایام قحط میں قحط سالی سے رعایا کو محفوظ رکھنے کی غرض سے غلوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی اور اس کے لیے بہت وسیع عالی شان ذخیرے جمع کرنے کے گودام تعمیر کرائے اور کافی ذخائر جمع کیے۔

جب فراخی کے سات سال گذر گئے اور قحط کے ایام آئے۔ تو آپ نے بادشاہ کے لیے اور اس کے خدم و حشم کے واسطے روزانہ ایک وقت کا کھانا مقرر کیا۔

ایک روز دوپہر کے وقت ملک ریان نے حضرت سے بھوک کی شکایت کی آپ نے فرمایا یہ قحط کا ابتدائی وقت ہے پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے جمع تھے سب ختم ہوگئے۔ اور بازار کی سب منڈیاں خالی ہوگئیں۔

اہل مصر یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر آ کر جنس خریدنے لگے اس ذریعہ رعایا کے درہم و دینار آپ کے پاس آگئے۔

دوسرے سال زیورات و جواہرات سے غلہ خریدا۔

تیسرے سال چوپائے جانور دے کر غلہ حاصل کیا۔ اب ملک میں کوئی کسی جانور کا مالک نہ رہا۔

چوتھے سال غلہ کے بدلے تمام غلام باندیاں بیچ دیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچویں سال تمام اراضی و عملہ و جاگیریں فروخت کر کے غلہ خریدا۔ اور یہ تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے قبضہ میں آگئیں۔

چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو لوگوں نے اپنی اولادیں بیچ کر غلہ حاصل کیا اور وقت گذارا۔

ساتویں سال رعایا کا ہر فرد خود بک گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام کہلانے لگا۔ اب مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا۔

جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا اور جو عورت تھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کنیز۔ لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہی تھا کہ عظمت یوسفی۔ جلالت یوسفی کا مقابلہ کبھی کوئی سلطنت نہیں کر سکے گی۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ تو نے دیکھا اللہ تعالٰے کا مجھ پر کیسا کرم ہے اس نے کتنا بڑا احسان عظیم فرمایا کہ میں کبھی مصر میں غلام کنعانی کہلایا تھا۔ اور آج تمام مصر میرا غلام ہے اب بتا ان سب کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟

بادشاہ نے جواب دیا مجھے آپ کے فیصلہ میں کوئی دخل نہیں۔ اس لیے کہ میں اپنی طرف سے آپ کو مختار بنا چکا ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فوراً فرمایا بادشاہ میں تجھے اور اللہ تعالٰے کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا۔ اور ان کی تمام جاگیریں، اور ان کی تمام املاک واپس کیں۔

اس زمانۂ قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا ملاحظہ نہ فرمایا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں تو فرمایا اس اندیشہ سے کہ شکم سیر نہیں ہوتا کہ بھوکوں کو نہ بھول جاؤں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زن و مرد کو حضرت کا زر خرید بنانے میں اللہ تعالٰے کی یہ حکمت تھی کہ آئندہ کسی کو یہ کہنے کی جرأت اور موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص قطفیر عزیز مصر کے خریدے ہوئے ہیں۔ بلکہ سب پر یہ بات روشن رہے کہ مصر کا ہر شخص ان کا خریدا ہوا اور آزاد کیا ہوا غلام ہے۔

"نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے بدلہ نیکوں کا اور اخروی بدلہ یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔"

دنیا میں تو اللہ تعالٰے نے آپ کو نبوت و ملک و دولت سے نوازا اور آخرت کا اجر کا درجہ واضح

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ اس اجر سے بدرجہا بہتر ہے۔

ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ

"مومن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا و آخرت میں دونوں میں پاتا ہے اور کافر جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اسے کچھ نہیں سوائے عذاب کے"۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَجَاءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ؕ

اور آئے بھائی یوسف کے تو حاضر ہوئے (یوسف کے) دربار میں تو پہچان لیا انہیں یوسف نے اور وہ اس سے انجان رہے۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ؕ

اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لاؤ کیا تم نہیں دیکھتے میں پیمانہ پورا دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ؕ

تو اگر نہیں لائے تم میرے پاس تو نہیں ہے پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس اور تم قریب بھی نہ آنا۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ؕ

بولے ہم ضرور کوشش کریں گے اس کی اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا ہے۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ؕ

اور کہا (یوسف نے) اپنے غلاموں کو کر دو ان کی پونجی ان کی خورجیوں میں شاید وہ اسے پہچانیں جب لوٹ کر جائیں اپنے گھر شاید وہ پھر آئیں۔

فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ؕ

تو جب وہ گئے اپنے باپ کی طرف بولے ابا جان ہم سے غلہ روک دیا گیا تو بھیج دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو کہ پیمانہ کرا کر غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ

فرمایا (یعقوب) نے کیا تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا اس کے بھائی کے لیے کیا تھا پہلے تو اللہ ہی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بہترین محافظ ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝

تو جب کھولا انہوں نے اپنا اسباب تو پائی اپنی پونجی جو ان کو پھیر دی گئی ہے بولے ابا جان ہم کیا چاہیں یہ ہمارے حصہ کا غلہ ہے جو لوٹا دیا گیا ہمیں اور اپنا گھر کا غلہ لائیں اور حفاظت کریں اپنے بھائی کی اور زیادہ پائیں پیمانہ ایک اونٹ کا، یہ پیمانہ اس بادشاہ کو دینا آسان ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

فرمایا (یعقوب) نے ہرگز نہ بھیجوں گا میں اسے تمہارے ساتھ جبتک نہ دو اللہ کا یہ عہد کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم گھر جاؤ وہاں تو جب دے دیا (یعقوب) کو عہد بولے اللہ کا ذمہ ہے اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

اور فرمایا (یعقوب) نے اے میرے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازے سے اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے اور میں تمہیں بچا سکتا تمہیں اللہ سے کسی طرح کوئی حکم نہیں مگر اللہ کا اسی پر بھروسہ ہے میرا اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب داخل ہوئے ویسے ہی جس طرح انہیں کہا تھا ان کے باپ نے نہ بچا سکا انہیں اللہ سے کچھ مگر ایک حاجت تھی جی میں یعقوب کے وہ پوری کر دی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھانے سے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لغات آٹھواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَجَاءَ۔ اور آئے	اِخْوَةُ۔ بھائی	یُوْسُفَ۔ یوسف کے	فَدَخَلُوْا۔ وہ داخل ہوئے
عَلَیْہِ۔ اس پر	فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ۔ اور وہ پہچان گئے	لَہٗ۔ اس کو	مُنْکِرُوْنَ۔ نہ پہچانتے تھے
وَلَمَّا۔ اور جب	جَهَّزَهُمْ۔ تیار کر دیا ان کو	بِجَهَازِهِمْ۔ ان کا سامان	قَالَ۔ کہا
ائْتُوْنِیْ۔ لاؤ میرے پاس	بِاَخٍ۔ بھائی	لَّکُمْ۔ اپنا	مِنْ اَبِیْکُمْ۔ باپ کی طرف سے
اَلَا۔ کیا نہیں	تَرَوْنَ۔ دیکھتے تم	اَنِّیْ۔ کہ بیشک میں	اُوْفِی۔ پورا ناپتا ہوں
الْکَیْلَ۔ پیمانہ	وَاَنَا۔ اور میں	خَیْرُ۔ بہترین	الْمُنْزِلِیْنَ۔ مہمان نواز ہوں
فَاِنْ۔ پھر اگر	لَّمْ تَاْتُوْنِیْ۔ نہ لاؤ میرے پاس	بِہٖ۔ اس کو	فَلَا۔ تو نہیں ہے
کَیْلَ۔ ناپ	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	عِنْدِیْ۔ میرے پاس	وَلَا۔ اور نہ
تَقْرَبُوْنِ۔ قریب آنا میرے	قَالُوْا۔ بولے	سَنُرَاوِدُ۔ ہم کوشش کریں گے	عَنْهُ۔ اس کے متعلق
اَبَاهُ۔ اس کے باپ سے	وَاِنَّا۔ اور ہم یقینا	لَفَاعِلُوْنَ۔ کرنے والے ہیں	وَقَالَ۔ اور کہا
لِفِتْیٰنِہٖ۔ اپنے جوانوں کو	اجْعَلُوْا۔ رکھ دو	بِضَاعَتَهُمْ۔ ان کی پونجی	فِیْ۔ بیچ
رِحَالِهِمْ۔ انکی خرجیوں کے	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	یَعْرِفُوْنَهَا۔ پہچانیں اسکو	اِذَا۔ جب
انْقَلَبُوْا۔ پھریں وہ	اِلٰی۔ طرف	اَهْلِهِمْ۔ اپنے گھر والوں کے	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ
یَرْجِعُوْنَ۔ واپس آئیں	فَلَمَّا۔ پھر جب	رَجَعُوْا۔ واپس آئے	اِلٰی۔ طرف
اَبِیْهِمْ۔ اپنے باپ کی	قَالُوْا۔ بولے	یٰۤاَبَانَا۔ اے ہمارے باپ	مُنِعَ۔ روک دیا گیا
مِنَّا۔ ہم سے	الْکَیْلُ۔ ناپ	فَاَرْسِلْ۔ پھر بھیج	مَعَنَا۔ ہمارے ساتھ
اَخَانَا۔ ہمارے بھائی کو	نَکْتَلْ۔ ہم ناپ لائیں	وَاِنَّا۔ اور بیشک ہم	لَہٗ۔ اس کی
لَحٰفِظُوْنَ۔ حفاظت کرینگے	قَالَ۔ فرمایا	هَلْ۔ کیا	اٰمَنُکُمْ۔ میں اعتبار کروں تمہارا
عَلَیْهِ۔ اس سے	اِلَّا کَمَا۔ مگر جیسے	اَمِنْتُکُمْ۔ میں نے اعتبار کیا تمہارا	عَلٰۤی۔ اوپر
اَخِیْهِ۔ اسکے بھائی کے	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے	فَاللّٰهُ۔ پھر اللہ ہی	خَیْرٌ۔ بہتر
حٰفِظًا۔ محافظ ہے	وَهُوَ۔ اور وہ	اَرْحَمُ۔ بہترین	الرّٰحِمِیْنَ۔ رحم کرنے والا ہے
وَلَمَّا۔ اور جب	فَتَحُوْا۔ کھولا انہوں نے	مَتَاعَهُمْ۔ اپنا سامان	وَجَدُوْا۔ تو پائی انہوں نے
بِضَاعَتَهُمْ۔ اپنی پونجی	رُدَّتْ۔ کہ واپس کی گئی ہے	اِلَیْهِمْ۔ ان کی طرف	قَالُوْا۔ بولے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَآ اَبَانَا ۔ اے ہمارے باپ	مَا نَبْغِیْ ۔ ہم کیا چاہیں	هٰذِهٖ ۔ یہ ہے	بِضَاعَتُنَا ۔ ہماری پونجی
رُدَّتْ ۔ واپس کی گئی	اِلَيْنَا ۔ ہماری طرف	وَنَمِيْرُ ۔ اور ہم غلہ لائیں گے	اَهْلَنَا ۔ گھر والوں کے لیے
وَنَحْفَظُ ۔ اور حفاظت کریں گے	اَخَانَا ۔ اپنے بھائی کی	وَنَزْدَادُ ۔ اور زیادہ لائیں گے	كَيْلَ ۔ ماپ
بَعِيْرٍ ۔ ایک اونٹ کا	ذٰلِكَ ۔ یہ ہے	كَيْلٌ ۔ ماپ	يَّسِيْرٌ ۔ آسان
قَالَ ۔ فرمایا	لَنْ اُرْسِلَهٗ ۔ میں کبھی نہ بھیجوں گا اسے		مَعَكُمْ ۔ تمہارے ساتھ
حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ	تُؤْتُوْنِ ۔ دو تم مجھے		مَوْثِقًا ۔ عہد
مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ کا	لَتَاْتُنَّنِیْ ۔ کہ ضرور لاؤ گے تم میرے پاس		بِهٖ ۔ اس کو
اِلَّآ اَنْ ۔ مگر یہ کہ	يُّحَاطَ ۔ گھیرے جاؤ	بِكُمْ ۔ تم	فَلَمَّا ۔ پھر جب
اٰتَوْهُ ۔ دیا اس کو	مَوْثِقَهُمْ ۔ اپنا عہد	قَالَ اللّٰهُ ۔ کہا اللہ	عَلٰی مَا ۔ اس پر جو
نَقُوْلُ ۔ ہم کہتے ہیں	وَكِيْلٌ ۔ کارساز ہے	وَقَالَ ۔ اور فرمایا	يٰبَنِیَّ ۔ اے میرے بیٹو
لَا تَدْخُلُوْا ۔ نہ داخل ہو	مِنْۢ بَابٍ ۔ دروازے	وَّاحِدٍ ۔ ایک سے	وَّادْخُلُوْا ۔ اور داخل ہو
مِنْ اَبْوَابٍ ۔ دروازوں	مُّتَفَرِّقَةٍ ۔ مختلف سے	وَمَا ۔ اور نہیں	اُغْنِیْ ۔ کفایت کرتا میں
عَنْكُمْ ۔ تم سے	مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ سے	مِنْ شَیْءٍ ۔ کچھ بھی	اِنِ ۔ نہیں ہے
الْحُكْمُ ۔ حکم	اِلَّا ۔ مگر	لِلّٰهِ ۔ اللہ کا	عَلَيْهِ ۔ اسی پر
تَوَكَّلْتُ ۔ میں نے توکل کیا	وَعَلَيْهِ ۔ اور اسی پر	فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ بھروسہ کریں	الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔ بھروسہ کرنے والے
وَلَمَّا ۔ اور جب	دَخَلُوْا ۔ داخل ہوئے	مِنْ حَيْثُ ۔ جہاں سے	اَمَرَهُمْ ۔ ان کو حکم دیا تھا
اَبُوْهُمْ ۔ ان کے باپ نے	مَا كَانَ ۔ نہیں تھا	يُغْنِیْ ۔ کفایت کر سکتا تھا	عَنْهُمْ ۔ ان سے
مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ سے	مِنْ شَیْءٍ ۔ کچھ بھی	اِلَّا ۔ مگر	حَاجَةً ۔ ایک خواہش تھی
فِیْ نَفْسِ ۔ نفس	يَعْقُوْبَ ۔ یعقوب میں	قَضٰهَا ۔ جو پوری کر لی اس نے	وَاِنَّهٗ ۔ اور بیشک وہ
لَذُوْ ۔ صاحب	عِلْمٍ ۔ علم تھا	لِّمَا ۔ جو	عَلَّمْنٰهُ ۔ ہم نے اسے سکھایا
وَلٰكِنَّ ۔ اور لیکن	اَكْثَرَ ۔ اکثر	النَّاسِ ۔ لوگ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ نہیں جانتے

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع ۔ یوسف ۔ پ ۱۳

"وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ اور آئے بھائی یوسف کے تو داخل ہوئے دربار میں تو پہچان لیا یوسف نے انہیں اور وہ اس سے انجان رہے۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قحط کی شدت نے نہ صرف اہل مصر پر اثر ڈالا بلکہ یہ بلا عام ہوگئی اور بلاد و امصار بھی اس قحط کی شدت سے پریشان ہو کر غلہ لینے کے لیے مصر آنے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ ایک اونٹ سے زیادہ کا بار کسی کو نہ دیا جائے تاکہ مساوات قائم رہے اور سب کی مصیبت میں آسانی رہے۔ چنانچہ یہ مصیبت شام سے کنعان بھی پہنچی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے علاوہ اپنے دسوں بیٹوں کو غلہ کے لیے مصر بھیجا انہیں ہر حال میں دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو پیش ہونا تھا۔ چنانچہ یہ پیش ہوئے آپ نے پہچان لیا مگر وہ طویل مدت گذر جانے اور اس امر کا یقین رکھنے کے باعث نہ پہچان سکے کہ نہ معلوم یوسف بک بکا کر کہاں گئے یا زندہ بھی ہیں یا نہیں اب تک کنویں میں ڈالنے کے بعد سے چالیس سال کا زمانہ گذر چکا تھا انہیں تو قریب قریب اس امر کا یقین غالب تھا کہ آپ انتقال فرما چکے ہوں گے۔

اور یہاں قضاؤ قدر نے اپنے دریچۂ قدرت سے یہ کرشمہ دکھانا تھا کہ وہ تخت سلطنت پر متمکن ہیں اور شاہانہ لباس میں سطوت و جبروت شاہی پر جلوہ افروز ہیں اس وجہ میں وہ پہچان ہی نہ سکتے تھے بھائیوں نے عبرانی زبان میں آپ سے عرض معروض کی آپ نے بھی انہیں عبرانی میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا تم لوگ کون ہو انہوں نے عرض کیا ہم شام کے رہنے والے ہیں اور قحط کے مصیبت کے مارے یہاں آئے ہیں۔ اور آپ سے غلہ خریدنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا تم جاسوس تو نہیں ہو؟

سب بھائیوں نے عاجزانہ جواب دیا کہ قسم بخدا ہم جاسوس نہیں ہم سب بھائی ہیں اور ایک باپ سے ہیں اور ہمارے باپ بہت بزرگ معمر ہیں اور ان کا نام حضرت یعقوب ہے وہ اللہ کے نبی ہیں۔

آپ نے فرمایا تم کتنے بھائی ہو؟

کہنے لگے حضور ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی ہمارے ساتھ جنگل گیا تھا اسے بھیڑیا کھا گیا اور وہ بھائی ہم سب میں باپ کو بہت پیارا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اب تم کتنے بھائی ہو؟

عرض کیا حضور ہم دس ہیں۔

فرمایا گیارہواں کہاں ہے؟

بولے حضور وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ جو بھائی ہلاک ہوگیا وہ اسی کا حقیقی بھائی ہے والد صاحب کو اس سے کچھ تسلی ہوتی ہے اس لیے اسے ہم ساتھ نہ لائے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا ان کے اونٹ بھر دیے جائیں اور ان کی میزبانی فرما کر مکلف دعوت کے بعد انہیں زاد سفر دے کر رخصت کر دیا اور فرمایا اگر وہ بھائی بھی یہاں آیا تو اس کا اونٹ بھی بھر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے آتا ہے (روح المعانی)

"وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ" اور جب ان کا انتظام فرمایا تو کہا اپنا وہ بھائی جو سوتیلا ہے میرے پاس لاؤ (تو اس کا حصہ بھی لے جاؤ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پیمانہ دیتا ہوں اور میں آنے والوں کے لیے بہترین میزبان ہوں"۔

وَاَصْلُ الْجَهَازِ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُ مِنْ زَادٍ وَّمَتَاعٍ وَجَهَازُ الْعَرُوْسِ مَا تُزَفُّ بِهِ اِلٰى زَوْجِهَا وَالْمَيِّتِ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْ دَفْنِهٖ۔

اور جہاز اصل میں وہ سامان ہے جس کی مسافر کو ضرورت ہو اور دلہن کا جہاز وہ سامان ہے جو اسے جہیز کے طور پر شادی کے موقعہ پر دیا جاتا ہے اور میت کا جہاز وہ سامان ہے جو اس کے کفن دفن کے کام آئے۔

"تو دسوں بھائیوں کے اونٹ بھر کر فرمایا گیارہواں آئے گا تو اپنا حصہ لے جائے گا بلکہ شاید اسے اور زیادہ دیا جائے اور جو قیمت غلہ کی انہوں نے ادا کی تھی وہ خفیہ طور پر انہیں اونٹوں میں رکھوا دی جس کا ذکر آگے ہے۔

"فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ" تو اگر تم اسے لے کر میرے پاس نہ آئے تو تمہارے لیے میرے یہاں پیمانہ نہیں ہے اور تم ہی میرے پاس نہ آنا بولے ہم کوشش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں ضرور ایسا کرنا ہے اور (یوسف نے) غلاموں کو حکم دیا کہ انکی رقم ان ہی کی خورجیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر لوٹ کر جائیں اور شاید واپس آئیں"۔

یعنی ان کی ادا کی ہوئی رقم انہی کی خورجیوں میں غلاموں کو حکم دے کر رکھوا دی تاکہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی خورجیوں میں دیکھ کر جانیں کہ بادشاہ مصر میں اس شان کی سخاوت ہے دوسرے ایام قحط میں ان کے کام آئے اور علانیہ وہ رقم لینے سے جو شرم آتی اس سے بھی محفوظ رہیں اور اس لالچ میں پھر آنے کی سعی کریں اور بنیامین کو بھی ساتھ لے آئیں۔ یا خیال کریں کہ یہ رقم بھولے سے آگئی ہے لہٰذا واپس کرنے کے خیال سے آجائیں (روح المعانی)

"فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يَا اَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ" تو جب وہ لوٹ کر آئے اپنے باپ کے پاس بولے ابا جان ہم سے غلہ کا پیمانہ روک دیا گیا تو بھیج دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی (بنیامین) کو کہ پیمانہ کر اکر غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔ فرمایا یعقوب نے کیا میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بھائی کے بارے میں کیا تھا"۔

برادرانِ یوسف علیہ السلام نے واپس آکر حضرت یعقوب علیہ السلام سے وہاں کا سب حال سنا کر عرض کیا کہ ایک اونٹ کا بارِ غلہ ہم سے روک لیا گیا محض اس وجہ سے کہ ہمارا گیارہواں بھائی ہمارے ساتھ نہ تھا۔ لہٰذا اب آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ وہ بھی غلہ لاسکیں اور مطمئن رہیے ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے اور اگر آپ نے بنیامین کو نہ بھیجا تو غلہ نہ ملے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح اس کے بھائی کی تم نے حفاظت کی تھی کیا ویسی ہی محافظت اس کی کروگے اور میں اسی طرح کا بھروسہ تم پر کرلوں تم نے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے لے جانے کے وقت بھی پوری ذمہ داری لی تھی۔

"فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا۔ خیر تم تو کیا حفاظت کروگے اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہی بڑا رحم والا ہے۔ مہربانوں میں۔ تو جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی دی ہوئی رقم بوریوں میں پائی جو (خفیہ) واپس کردی گئی تھی۔ بولے ابا جان اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری رقم جو ہمیں واپس کردی گئی اور ہم اپنے گھر کے لیے اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بار اور زیادہ پائیں یہ بار بادشاہ کے لیے بہت آسان ہے"۔

نَمِيْرُ اَهْلَنَا کے معنی نَجْلِبُ لَهُمُ الْمِيْرَةَ طَعَامٌ۔ يَمْتَارُهُ الْاِنْسَانُ اَىْ مَا يَجْلِبُهٗ ہیں۔ یعنی میرا وہ طعام ہے جو انسان اپنے گھر لائے۔

"یہ بادشاہ پر بہت آسان ہے"۔ اس لیے کہ جس بادشاہ نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہماری ادا کی ہوئی رقم بھی خفیہ طور پر ہماری بوریوں میں رکھا دی اور اس طرح دے دی اس کے لیے ایک اونٹ کا غلہ لدوا کر دے دینا کیا مشکل ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

"قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ فرمایا میں ہرگز تمہارے ساتھ (بنیامین کو) نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا عہد نہ دے دو کہ ضرور اسے اپنے ساتھ لے کر آؤگے مگر یہ کہ تم ہی گھر جاؤ"۔

اللہ کا عہد یعنی جب تک قسم کھا کر اقرار نہ کروگے کہ ہم حضرت بنیامین کو ضرور بہ حفاظت واپس لائیں گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ بھیجنے کو تیار نہیں۔ البتہ اگر تم سب ہی کہیں گھر جاؤ تو وہ قسم تم پر نہیں ہوگی تم اس سے بری ہو۔

"فَلَمَّا اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ تو جب انہوں نے یعقوب کو عہد دے دیا اور کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ کا ذمہ ہے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت بنیامین کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا اور ساتھ ہی ہدایت کی جس کا ذکر آگے ہے۔

"وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ اور فرمایا دیکھو بیٹو تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا (بلکہ) جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو یقیناً اللہ کا ہی ہے میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے"۔

یہ علیحدہ علیحدہ شاہی محل میں داخلہ کی ہدایت سے نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے آپ نے فرمائی۔ اس لیے کہ درباریوں کے سامنے جب گیارہ کے گیارہ یک دم پہنچیں تو کہیں کثرت دیکھ کر کسی کی نظر نہ لگ جائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔ نظر حق ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلی بار جب یہ گئے تو اس وقت آپ نے نظر بد کی پرواہ نہ کی اور اب جب کہ بنیامین ہمراہ تھے تو نظر وغیرہ کے احتمالات کیوں پیدا ہو گئے اس کا جواب یہ ہے کہ

پہلی بار جب گئے تو وہاں کسے معلوم تھا کہ یہ سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور اب ایسی صورت میں جا رہے تھے کہ وہاں درباریوں کو یہ علم ہو چکا تھا کہ یہ سب ایک باپ کے بیٹے ہیں اس بنا پر نظر بد کی حفاظت کے لیے علیحدہ علیحدہ جانے کا حکم دیا گیا۔

اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ آفتوں اور بلاؤں سے بچنے کی تدبیر اور مناسب احتیاط کرنا طریقہ انبیاء ہے اور اس کے ساتھ ہی تمام امور اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دیں۔ جیسا تعلیم توکل میں حضور نے فرمایا اَعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اونٹ کو باندھ کر اللہ پر بھروسہ کر اور یہ یقین رکھ کہ جو مقدر میں ہے وہ کسی تدبیر سے ٹل نہیں سکتا۔

"وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ اور جب وہ داخل ہوئے جیسے حکم دیا تھا ان کے باپ نے وہ کچھ نہیں اللہ سے نہ بچا سکتا مگر ایک خواہش تھی حضرت یعقوب کے دل میں جو اس نے پوری کر لی اور بیشک وہ ذی علم ہے ہمارے سکھائے سے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

چنانچہ بموجب ہدایت حضرت یعقوب علیہ السلام شہر کے مختلف دروازوں سے بہ داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ حضور ہم حاضر ہیں۔ آگے کا بیان نویں رکوع میں ہے (روح المعانی)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ یوسف۔ پ ۱۳

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور جب داخل ہوئے یوسف پر جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو کہا میں تیرا ہی بھائی ہوں تو نہ غم کر جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝

تو جب ان کا سامان مہیا کر دیا وہ پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں پھر منادی دی ندا دینے والے نے اے قافلہ والو تم چور ہو۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم نے کیا چیز گم کی۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝

بولے ہم نے گم کیا بادشاہ کا پیمانہ اور جو لائے گا اسے اس کے لیے بوجھ ایک اونٹ کا اور ہم اس کے ضامن ہیں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝

کہنے لگے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے ہم نہیں آئے کہ فساد کریں زمین میں اور نہیں ہم چور۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝

بولے تو کیا سزا ہے اس کی اگر ہو تم جھوٹے۔

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں وہ ملے وہی اس کے بدلے غلام بنے ہمارے یہاں یہی سزا ہے ظالموں کی۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ

تو کھولا ان کی خورجیوں کو (بنیامین کی) خورجی سے پہلے پھر نکالا اسے بنیامین کی خورجی سے یہی تدبیر بتائی ہم نے یوسف کو نہیں حق تھا یوسف کو کہ (بلا وجہ) لے اپنے بھائی کو قانون شاہی میں مگر یہ کہ خدا چاہے۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہیں اور ہر علم والے سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○

بلند ایک علم والا ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○

بولے اگر اس نے چوری کی تو بے شک چوری کر چکا ہے اس کا بھائی اس سے پہلے تو یوسف نے ان کی بات دل میں رکھی اور ظاہر نہ کی انہیں جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بنا رہے ہو۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

بولے اے عزیز اس کے ایک باپ ہیں بڑے بوڑھے تو لے لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ بے شک ہم دیکھتے تمہیں احسان کرنے والا۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○

فرمایا پناہ خدا ہم کیسے لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا سامان ملا ورنہ ہم ظالموں سے ہیں۔

حل لغات نواں رکوع۔ یوسف۔ پ۱۳

وَلَمَّا۔ اور جب	دَخَلُوْا۔ داخل ہوئے	عَلٰى۔ اوپر	يُوْسُفَ۔ یوسف کے
اٰوٰى۔ جگہ دی	اِلَيْهِ۔ اپنے پاس	اَخَاهُ۔ اپنے بھائی کو	قَالَ۔ فرمایا
اِنِّیْ۔ بے شک میں	اَنَا۔ میں ہی	اَخُوْكَ۔ تیرا بھائی ہوں	فَلَا۔ سو نہ
تَبْتَئِسْ۔ برا منا	بِمَا۔ اس کا جو	كَانُوْا۔ وہ تھے	يَعْمَلُوْنَ۔ کرتے
فَلَمَّا۔ پھر جب	جَهَّزَهُمْ۔ تیار کر دیا ان کو	بِجَهَازِهِمْ۔ ان کا سامان	جَعَلَ۔ رکھ دیا
السِّقَايَةَ۔ پیمانہ	فِیْ رَحْلِ۔ بورے میں	اَخِيْهِ۔ اپنے بھائی کے	ثُمَّ۔ پھر
اَذَّنَ۔ آواز دی	مُؤَذِّنٌ۔ آواز دینے والے نے	اَيَّتُهَا۔ اے	الْعِيْرُ۔ قافلے والو
اِنَّكُمْ۔ یقیناً تم	لَسَارِقُوْنَ۔ چور ہو	قَالُوْا۔ بولے	وَاَقْبَلُوْا۔ اور متوجہ ہوکر
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مَاذَا۔ کیا	تَفْقِدُوْنَ۔ گم پاتے ہو	قَالُوْا۔ بولے
نَفْقِدُ۔ ہم گم پاتے ہیں	صُوَاعَ۔ پیمانہ	الْمَلِكِ۔ بادشاہ کا	وَلِمَنْ۔ اور جو اس کو
جَآءَ۔ لائے گا	بِهٖ۔ اس کو لسکے لیے	حِمْلُ۔ بوجھ ہے	بَعِيْرٍ۔ ایک اونٹ کا
وَاَنَا۔ اور میں	بِهٖ۔ اس کا	زَعِيْمٌ۔ ضامن ہوں	قَالُوْا۔ بولے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاللہ۔ خدا کی قسم　لقد۔ یقینا
لتفسد۔ کہ فساد کرتے پھریں
کنا۔ ہم　سارقین۔ چور
جزاؤہ۔ بدلہ ہے اس کا　ان۔ اگر
قالوا۔ بولے　جزاؤہ۔ اس کا بدلہ
فی رحلہ۔ اسکے بورے میں　فھو۔ تو وہی
نجزی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم　الظالمین۔ ظالموں کو
قبل۔ پہلے　وعاء۔ بورے
استخرجھا۔ نکالا اس کو　من وعاء۔ بورے
کدنا۔ تدبیر کی ہم نے　لیوسف۔ یوسف کیلئے
اخاہ۔ اپنے بھائی کو　فی دین۔ قانون
یشاء۔ چاہے　اللہ۔ اللہ
من۔ جس کے　نشاء۔ چاہیں
ذی علم۔ علم والے کے　علیم۔ کوئی علم والا ہے
یسرق۔ اسنے چوری کی ہے　فقد۔ تو بے شک
من قبل۔ پہلے　فاسرھا۔ تو چھپایا اسکو
ولم یبدھا۔ اور نہ ظاہر کیا اس کو
انتم۔ تم　شر۔ برے ہو
اعلم۔ خوب جانتا ہے　بما۔ جو کچھ
یایھا۔ اے　العزیز۔ عزیز
ابا۔ باپ ہے　شیخا۔ بڑا ہی
احدنا۔ ہم میں سے ایک　مکانہ۔ اس کی جگہ
من المحسنین۔ نیک لوگوں سے
اللہ۔ خدا کی　ان۔ یہ کہ
وجدنا۔ کہ پایا ہم نے　متاعنا۔ اپنا سامان

علمتم۔ تم نے جانا کہ
فی الارض۔ زمین میں
قالوا۔ بولے
کنتم۔ ہو تم
من۔ وہ ہے جو
جزاؤہ۔ اس کا بدلہ ہے
فبدا۔ پھر شروع کیا
اخیہ۔ اپنے بھائی سے
اخیہ۔ اپنے بھائی سے
ما کان۔ نہیں تھا
الملک۔ شاہی میں
نرفع۔ بلند کرتے ہیں
وفوق۔ اور اوپر
قالوا۔ بولے
سرق۔ چوری کی تھی
یوسف۔ یوسف نے
لھم۔ انکے سامنے
مکانا۔ مرتبہ میں
تصفون۔ تم بیان کرتے ہو
ان۔ بیشک
کبیرا۔ بوڑھا
انا۔ بیشک
قال۔ فرمایا
ناخذ۔ پکڑیں ہم
عندہ۔ اسکے پاس

ما جئنا۔ نہیں آئے ہم
وما۔ اور نہیں
فما۔ پھر کیا
کذبین۔ جھوٹے
وجد۔ پایا جائے
کذلک۔ اسی طرح
باوعیتھم۔ انکے بوروں سے
ثم۔ پھر
کذلک۔ اسی طرح
لیاخذ۔ کہ پکڑ سکتا
الا ان۔ مگر یہ کہ
درجت۔ درجے
کل۔ ہر ایک
ان۔ اگر
اخ لہ۔ اسکے بھائی نے بھی
فی نفسہ۔ اپنے دل میں
قال۔ فرمایا
واللہ۔ اور اللہ
قالوا۔ بولے
لہ۔ اس کا
فخذ۔ سو تو لے لے
نرٰک۔ دیکھتے ہیں تجھے
معاذ اللہ
الا من۔ مگر اس کو
انا۔ بیشک ہم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِذًا۔ اس وقت لَّظٰلِمُوْنَ۔ یقیناً ظالم ہوں گے

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع۔ یوسف۔ پ۱۳

" وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اور جب داخل ہوئے وہ یوسف پر جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو کہا میں یقیناً تیرا بھائی ہوں تو نہ غم کر یہ جو کچھ کر رہے ہیں رکنے دے"۔

برادرانِ یوسف حضرت بنیامین کو جب لے کر آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا پھر انہیں عزت سے اپنے یہاں مہمان بنایا اور دسترخوان علیحدہ علیحدہ لگا کر دو دو کو ایک ایک دسترخوان پر بٹھایا سب دو دو دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت بنیامین تنہا رہ گئے آپ کو اس وقت فطرتاً اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کی یاد نے رولا دیا اور کہنے لگے آج اگر میرا بھائی یوسف ہوتا تو وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھاتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دسترخوان پر بٹھا لیا اور فرمایا بَقِیَ اَخُوْکُمْ بِنْیَامِیْنُ وَحِیْدًا فَقَالُوْا کَانَ لَہٗ اَخٌ فَھَلَکَ قَالَ فَلَنَا اُجْلِسُہٗ مَعِیْ فَاَخَذَہٗ وَاَجْلَسَہٗ مَعَہٗ عَلٰی مَائِدَۃٍ وَجَعَلَ یُوَاکِلُہٗ۔ تمہارا ایک بھائی بنیامین اکیلا رہ گیا۔ بھائیوں نے عرض کیا حضور ان کا ایک بھائی تھا وہ ہلاک ہو گیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہم اسے اپنے ساتھ بٹھا رہے ہیں اور انہیں پکڑ کر اپنے ہی دسترخوان پر بٹھا لیا اور کھانا شروع کر دیا۔

فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ اَمَرَھُمْ بِمِثْلِ ذٰلِکَ وَقَالَ یَنَامُ کُلُّ اِثْنَیْنِ مِنْکُمْ عَلٰی فِرَاشٍ فَبَقِیَ بِنْیَامِیْنُ وَحْدَہٗ فَقَالَ ھٰذَا یَنَامُ عِنْدِیْ عَلٰی فِرَاشِیْ فَنَامَ مَعَ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَجَعَلَ یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَضُمُّہٗ وَیَشُمُّ رِیْحَہٗ حَتّٰی اَصْبَحَ وَسَاَلَہٗ عَنْ وَلَدِہٖ فَقَالَ لِیْ عَشْرَۃُ بَنِیْنَ اِشْتَقَقْتُ اَسْمَاءَھُمْ مِنْ اِسْمِ اَخٍ لِّیْ ھَلَکَ فَقَالَ لَہٗ اَتُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ اَخَاکَ بَدَلَ اَخِیْکَ الْھَالِکِ قَالَ مَنْ یَّجِدُ اَخًا مِثْلَکَ اَیُّھَا الْمَلِکُ وَلٰکِنْ لَّمْ یَلِدْکَ یَعْقُوْبُ وَلَا رَاحِیْلُ فَبَکٰی یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَامَ اِلَیْہِ وَعَانَقَہٗ وَتَعَرَّفَ اِلَیْہِ عِنْدَ ذٰلِکَ وَقَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْکَ یُوْسُفُ (عَلَیْہِ السَّلَامُ)

تو جب رات ہوئی تو سب کو ایک ایک بستر پر دو دو بھائیوں کے سونے کا حکم ہوا اس موقعہ پر بھی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنیامین تنہا رہ گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ہمارے ساتھ سوئیں گے تو بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ سوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انھیں خوب پیار کیا اور ان کی خوشبو لی حتی کہ صبح ہو گئی۔

پھر یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب کی اولاد کے متعلق دریافت کیا۔ بنیامین نے عرض کیا دس بیٹے ایک باپ اور ایک ماں سے ہیں اور میں اور یوسف میرے بھائی ایک ماں سے تھے اب میں تنہا ہوں میرے بھائی ہلاک ہو چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ ہم تمہارے بھائی بن جائیں تمہارے حقیقی بھائی کے بدلے۔ بنیامین نے نہایت سنجیدہ جواب دیا۔ عرض کیا حضور آپ جیسا بھائی کسے مل سکتا ہے لیکن آپ کو یعقوب علیہ السلام سے نسبت تولیدا ور راحیل سے نسبت ولادت نہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے آنسو نکل پڑے اور آپ نے کھڑے ہو کر بنیامین کو گلے لگا لیا اور بتایا کہ بنیامین غم نہ کریں تیرا بھائی یوسف ہوں۔ اب اس کا غم نہ کر جو یہ کر رہے ہیں۔
لَا تَبْتَئِسْ کے معنے لَا تَحْزَنْ ہوتے ہیں (روح المعانی)

آپ نے اپنے بھائی کو مطمئن فرما کر فرمایا کہ اس راز سے باقی بھائیوں کو مطلع نہ کرنا اور اب میں تمہیں اپنے سے جدا نہ ہونے دوں گا۔ بنیامین نے عرض کیا یہ تو صحیح ہے مگر آپ کی جدائی کا انہیں یعنی والد کو کافی غم پہنچ چکا ہے اور میرے رکھنے سے مزید غم ہو گا۔ آپ نے فرمایا اب غم کے ایام ختم ہو چکے اس کی پرواہ نہ کر د لیکن تمہارے روکنے کے لیے بجز اس کے اور کوئی سبیل نہیں ہے کہ میں تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب کروں۔
بنیامین نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

"فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ۔ تو جب ان کا سامان مہیا کر دیا۔"

یعنی ہر ایک کو ایک بار شتر غلہ دے دیا اور ایک بار شتر بنیامین کے نام کا خاص کر دیا۔ جہاز کا لغوی و عرفی استعمال آٹھویں رکوع میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ تو خلاصہ آیت یہ ہے کہ ان دس بھائیوں کے ساتھ گیارہویں بھائی بنیامین کا اونٹ بھی لاد دیا گیا۔

"مگر اس میں بموجب حکم شاہی نظر بچا کر حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہی سقایہ جس میں آپ پانی نوش فرماتے تھے رکھ دیا اور حضرت بنیامین کی خورجی میں اسے چھپا دیا۔"

اسی پیالہ سے رعایا کو کھانا بھی ماپ کر دیا جاتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ وہ برتن تھا جس سے جانوروں کا پانی دیا جاتا اور اس سے دانہ بھی ماپ کر دیتے تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ پیالہ یا پیمانہ چاندی کا مرصع بہ جواہر تھا بروایت عکرمہ وغیرہ۔
اور ابن عباس حسن بن زید سے مروی ہے کہ وہ پیمانہ یا کٹورا سونے کا تھا۔
ایک قول ہے کہ چاندی کا تھا اس پر سونے کی منوت کاری تھی۔
بہرحال یہ برتن چاندی کا تھا یا سونے کا مرصع بہ جواہر تھا یا سنہری منوت کا تھا۔ ضرور تھا۔ جیسا بھی تھا اور وہ حضرت بنیامین کی خورجی میں رکھا گیا اور بعدازاں جب یہ قافلہ کنعان کو چلنے لگا تو منادی ندا کرتا ہوا آیا اور کہا
"اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ اے قافلہ والو تم چور ہو"۔
اور چونکہ حدیث میں ارشاد ہے لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بنا بریں منادی نے ندا میں عیر کہا اس لیے کہ اَلْعِیْرُ اَلْاِبِلُ الَّتِیْ عَلَیْهَا الْاَحْمَالُ سُمِّیَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهَا تَعِیْرُ اَیْ تَذْهَبُ وَتَجِیْئُ۔ عیر وہ اونٹ ہے جس پر بوجھ لادا جائے اس لیے یہاں عیر کہا کہ وہ آتا جاتا رہتا ہے یہ سن کر سب کے سب بھائی متعجب ہو کر منادی کی طرف متوجہ ہوئے۔
"قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ سب کے سب بولے اور ندا کنندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم کیا چیز گم کر بیٹھے بولے بادشاہ سلامت کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو لے سے لا کر دے گا اس کے لیے ایک بار اونٹ کا غلہ (انعام) ہے اور ہم اس کے ضامن ہیں"۔
برادران یوسف متحیر ہو کر پوچھنے لگے کیا گم ہو گیا۔ تَفْقِدُوْنَ پر راغب کہتے ہیں اَلْفَقْدُ عَدَمُ الشَّیْئِ بَعْدَ وُجُوْدِهٖ۔ فقد کہتے ہیں اس چیز کے گم ہونے کو جو پہلے موجود ہو۔ تو منادی بولا۔
"قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ۔ ہم بادشاہ سلامت کا پیمانہ نہیں پاتے"۔
آلوسی فرماتے ہیں وَلَمْ یَقُوْلُوْا سَرَقْتُمُوْهُ۔ منادی کنندہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ پیمانہ تم نے چرایا ہے۔ بلکہ یہ کہا پیمانہ مفقود ہے۔ اور وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ اور جو وہ پیالہ پیدا کر کے لائے گا اس کو ایک اونٹ غلہ انعام ملے گا اور ہم لوگ اس کے ضامن ہیں۔ اس پر برادران یوسف پریشان ہو کر کہنے لگے جس کو ذکر فرمایا۔
"قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ۔ بولے خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ ہم یہاں اس زمین میں فساد کرنے آئے اور نہیں ہم چور"۔
اس لیے کہ چوری تو سب سے بڑا فساد ہے اور اس قسم کے فساد کو ہماری طرف تم منسوب کرتے ہو اور حقیقت یہ ہے کہ ہم چور ہرگز نہیں ہیں۔ اس پر ندا کنندہ اور شاہی پولیس نے جواب دیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ۔ بولے تو کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ"۔
یعنی مال مسروقہ تم ہیں نکل آئے اور تمہارا دعویٰ باطل ثابت ہو جائے تو اس کی سزا تمہارے مذہبی قانون میں کیا ہے؟

"قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ۔ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں وہ پیالہ ملے وہی اس کے بدلے غلام بن کر رہے۔ ایسا ہی ہمارے یہاں ظالموں کی سزا میں حکم ہے"۔
یعنی شریعت یعقوبی میں چور کی یہ سزا ہے کہ جو چور ثابت ہو وہ غلام بنایا جائے اور اسے غلاموں میں رہنا پڑتا ہے۔

چنانچہ انہیں کہا گیا لَابُدَّ مِنْ تَفْتِيْشِ رِحَالِكُمْ فَرَدُّوْهُمْ بَعْدَ اَنْ سَارُوْا مَنْزِلًا اَوْ بَعْدَ اَنْ خَرَجُوْا اِلَى الْعِمَارَةِ اِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اب لازمی ہو گیا ہے کہ تمہارے راحلہ یعنی کجاوے دیکھے جائیں لہٰذا قافلہ واپس کر دو۔ یہ ان کا واپس جانا روانگی کے بعد ہوا۔ یا عمارت شاہی سے رخصت ہونے کے بعد دربار میں واپس لایا گیا۔

"فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ تو شروع کی گئی تفتیش اور تلاشی لی گئی (حضرت بنیامین) کی خورجی کی تلاشی سے پہلے پھر اسے تلاشی لیتے لیتے برادر یوسف علیہ السلام کی خورجی میں سے اس پیمانہ کو نکال لیا ایسے ہی ہم نے یوسف کو تدبیر سمجھائی"۔

غرضکہ وہ پیالہ یا پیمانہ نقرئی یا طلائی حضرت بنیامین کی خورجی سے نکل آیا اور وہ نکلنا ہی تھا اس لئے کہ حضرت بنیامین کو روکنے کی یہی سبیل تھی۔ اس لیے کہ

"مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ شاہی قانون میں کسی کو یہ حق ہی نہ تھا کہ بھائی کو بلا وجہ لے سکیں مگر یہ کہ خدا چاہے"۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ شریعت یعقوب میں اس کے لیے کیا حکم ہے جس کے پاس سے مال مسروقہ برآمد ہو تو شریعت یعقوبی میں تو چور غلام بنا کر رکھ لینا تھا اور شریعت مصری میں چور کی سزا مارنا یا مسروقہ مال سے دو چند مال لینا مقرر تھیں۔ اور یہ جو کچھ ہوا سب مشیّت الٰہی سے ہوا۔ چنانچہ ان کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس کی سزا برادران یوسف سے ہی پوچھیں تو انہوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ۔ جس کے راحلہ میں مال مسروقہ ملے وہی غلام بنا کر رکھ لیا جائے۔

"نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ ہم جسے چاہیں اس کے درجے بلند کریں اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر ایک علم والے سے اوپر علم والا ہے۔"

اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اِنَّ اِخْوَةَ يُوْسُفَ كَانُوْا عُلَمَاءَ اِلَّا اَنَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْهُمْ۔ کہ برادران یوسف اگرچہ عالم تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سے علم میں بھی افضل تھے اس کے بعد جب ثبوت جرم ہو چکا اور برادران یوسف نے سمجھ لیا کہ چوری بنیامین کے ذمہ لگی تو بجائے رنجیدہ ہونے کے اپنی عصبیت کے تعصب میں اظہار تعصب اس طرح کر بیٹھے۔

"قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔ بھائی بولے اگر (بنیامین) نے چوری کی ہے تو (یہ نئی بات نہیں) بے شک اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے پہلے تو یوسف علیہ السلام نے (سنکر) یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی (اور دل ہی میں) فرمایا تم شریر ترین جگہ پر ہو اور اللہ بہتر جاننے والا ہے جو باتیں تم بناتے ہو۔"

اس کی تفسیر میں ابن اسحق ابن جریر، ابن ابی حاتم مجاہد سے مروی ہیں قَالَ كَانَ اَوَّلُ مَا دَخَلَ عَلٰى يُوْسُفَ مِنَ الْبَلَاءِ فِيْمَا بَلَغَنِيْ اَنَّ عَمَّتَهٗ كَانَتْ تَحْضُنُهٗ وَكَانَتْ اَكْبَرُ وُلْدِ اِسْحٰقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ اِلَيْهَا مِنْطَقَةُ اَبِيْهَا وَكَانُوْا يَتَوَارَثُوْنَهَا بِالْكِبَرِ لَا تُحِبُّ اَحَدًا اَحَبَّهَا اِيَّاهُ ... نَفْسُ يَعْقُوْبَ اِلَيْهِ فَاَتَاهَا فَقَالَ يَا اُخْتَاهُ سَلِّمِيْ اِلَيَّ يُوْسُفَ ... عَنِّيْ سَاعَةً فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَنَا بِتَارِكَتِهٖ فَدَعْهُ عِنْدِيْ اَيَّامًا اَنْظُرُ اِلَيْهِ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُسَلِّيْنِيْ فَلَمَّا خَرَجَ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِهَا ... تِلْكَ الْمِنْطَقَةِ فَحَزَمَتْهَا عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تَحْتِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ قَالَتْ فَقَدْتُ مِنْطَقَةَ اِسْحٰقَ ... اَخَذَهَا فَالْتَمَسَتْ ثُمَّ قَالَتْ اِكْشِفُوْا اَهْلَ الْبَيْتِ ... فَوَجَدُوْهَا مَعَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ سَلَمٌ لِيْ اَصْنَعُ فِيْهِ مَا شِئْتُ فَلَمَّا ... يَعْقُوْبُ ... الْخَبَرَ فَقَالَ اَنْتِ وَذَاكِ اِنْ كَانَ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ سَلَمٌ لَكِ ... عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَتْ ...

ترجمہ

سب سے پہلی مصیبت جو یوسف علیہ السلام کو پہنچی وہ یہ تھی کہ آپ کی پھوپھی آپ کی پرورش کرتی تھی اور یہ پھوپھی اسحق علیہ السلام کی سب سے بڑی اولاد تھی یہ اپنے باپ کے کمربند کی وارث تھی کیونکہ ورثہ میں سب سے بڑی اولاد کو ملتا تھا اور اس پھوپھی کو یوسف علیہ السلام سے بڑی محبت تھی جب وہ کچھ بڑے ہو گئے تو یعقوب علیہ السلام کے دل میں یوسف علیہ السلام اپنے پاس لے آنے کا خیال آیا۔ بہن کے پاس آکر کہا بہن اب مجھے یوسف دے دو خدا کی قسم اب مجھ سے اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکتا تو بہن نے کہا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یں لسے نہیں چھوڑوں گی آپ ابھی کچھ دن لسے میرے پاس رہنے دیں میں اس معاملہ پر غور کروں گی ۔
جب یعقوب علیہ السلام اس کے پاس سے چلے آئے تو اس نے جلدی سے وہ کمربند اٹھایا اور یوسف کے کپڑوں کے نیچے اس کی کمر میں باندھ دیا پھر کہنے لگی میرے باپ اسحق کا کمربند گم ہو گیا ہے لسے دیکھو کون لے گیا ہے تو اس کی تلاش شروع ہوئی پھر کہنے لگی گھر والوں کی جامہ تلاشی لو چنانچہ تلاشی ہوئی تو وہ کمربند یوسف علیہ السلام کے پاس سے برآمد ہو گیا تو پھوپھی نے کہا اب یہ میرے سپرد ہوا اب میں جو چاہوں گی اس کے متعلق کروں گی ۔

پھر یعقوب علیہ السلام بہن کے پاس آئے تو اس نے بھائی کو سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا اب تو جان اور یہ جانے اگر واقعی اس نے ایسا کیا ہے ۔ تو پھوپھی نے یوسف علیہ السلام کو روک لیا اور جب تک پھوپھی فوت نہ ہو گئی تب تک یعقوب علیہ السلام یوسف کو نہ لے سکے ۔
دوسری صورت کے متعلق ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیۂ کریمہ کے متعلق فرمایا ۔
مَاکَانَ یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَنَمًا لِجَدِّہٖ اَبِیْ اُمِّہٖ مِنْ ذَھَبٍ وَّفِضَّۃٍ فَکَسَرَہٗ فَاَلْقَاہُ عَلَی الطَّرِیْقِ فَعَیَّرَہٗ اِخْوَتُہٗ بِذٰلِکَ ۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک بت اپنے نانا کا چرایا تھا جسے وہ پوجتے تھے آپ نے لسے چرایا اور توڑ کر راستہ میں پھینک دیا ۔ اس سے آپ پر الزام تراشا گیا حالانکہ در حقیقت یہ چوری نہ تھی بلکہ بت پرستی مٹانے کی غرض سے اپنے جد کریم ابراہیم خلیل کی سنت کی پیروی کی تھی ۔

اور اس اہتمام لگانے سے ان کا مدعا یہ تھا کہ ہم لوگ تو بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں تو اگر بنیامین نے ایسا کیا تو اس کا ہمارے اوپر کوئی اثر نہیں ۔
اب جبکہ حضرت بنیامین اس بہانہ سے روک لیے گئے تو انہیں اپنے میثاق و معاہدہ کا خیال آیا تو گھبرائے اور دربار یوسفی میں حاضر ہو کر بولے ۔
"قَالُوْا یٰۤاَیُّھَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَہٗۤ اَبًا شَیْخًا کَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَکَانَہٗ ۔ بولے اے عزیز مصر اس کے باپ بڑے بوڑھے ہیں تو ہم سے اس کی جگہ کسی ایک کو لے لے بے شک ہم تیرے احسانات دیکھ رہے ہیں" ۔
بنیامین کے والد کو اس سے بہت زیادہ محبت ہے اس سے ان کے دل کو تسلی رہتی ہے لہذا ہم میں سے ایک کو رکھ لے لیکن بنیامین کو رخصت کر دیجئے آپ نے جواب دیا ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ۔ فرمایا (یوسف نے) پناہ بخدا کہ ہم لیں تم سے کسی کو مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا (اگر اس کے خلاف کریں) تو ہم پھر ظالموں میں سے ہیں۔"

اور یہ تمہارے مذہب کے بھی خلاف ہے تم نے خود ہی فیصلہ سنایا تھا مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَاؤُهٗ پھر اس کے خلاف ہم کیسے عملدرآمد کر سکتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

فَلَمَّا اسْتَیْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ۝

تو جب مایوس ہو گئے اس سے علیحدہ جا کر سرگوشی کرنے لگے بولا بڑا ان کا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے عہد اللہ کا اور اس سے پہلے بھی جو کچھ تم زیادتی کر چکے ہو یوسف کے معاملہ میں تو میں تو ہرگز نہ چھوڑوں گا یہ زمین حتی کہ اجازت دیں ابا جان یا حکم دے اللہ اور وہ بہترین حکم دینے والا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ۝ وَ سْـَٔلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا وَ الْعِیْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِیْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝

لوٹ جاؤ تم اپنے باپ کے پاس تو کہو ابا جان بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے گواہی نہ دی تھی مگر جتنی ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب دان نہ تھے اور پوچھ لو اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۝

فرمایا تمہارے دل نے حیلہ تمہیں بنا دیا تو صبر ہی اچھا ہے قریب ہے کہ ان سب کو اللہ مجھ سے ملا دے گا بے شک وہ علم والا حکمت والا ہے۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ۝

اور پلٹے ان سے اور کہا اے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی آنکھیں غم سے اور وہ غم کھا رہے تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝

بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے حتی کہ ہو جائیں آپ گور کنارے یا جان سے گزر جائیں۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

فرمایا میں تو فریاد کرتا ہوں غم اور پریشانی میں اللہ سے اور مجھے اللہ کی وہ شانیں یاد ہیں جو تم نہیں جانتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اے بیٹو جاؤ یوسف کی تلاش کرو اور اس کے بھائی کی اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اس سے مایوس نہیں ہوتے اس کی رحمت سے مگر قوم کافروں کی۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

تو جب داخل ہوئے اس پر بولے اے عزیز پہنچی ہمیں اور گھر والوں کو مصیبت اور ہم آئے ہیں کچھ پونجی بے قدر لے کر تو ہمیں پورا پیمانہ دے کر اور ہم پر خیرات کر کر اجر لے بے شک اللہ اجر دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝

فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کیا کیا یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جب تم جاہل تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

بولے کیا فی الواقع آپ یوسف ہیں فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بے شک اللہ نے احسان کیا ہم پر بے شک وہ جو پرہیزگار ہو اور صبر کرے تو بے شک اللہ ضائع نہ کرتا بدلہ نیکوں کا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ۝

بولے قسم بخدا بے شک فضیلت دی اللہ نے آپ کو ہم پر اور بے شک ہم خطا کار ہیں۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

فرمایا تم پر کوئی ملامت نہیں آج اللہ بخشے تمہیں اور وہ بڑا مہربان رحم والا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي

لے جاؤ یہ میرا قمیص تو ڈال دو اسے اوپر چہرہ ابا جان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۚ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ○ کے ہو جائیں گے وہ بصیر اور میرے پاس آ جاؤ معہ اہل و عیال کے سب۔

حلِّ لغات دسواں رکوع۔ یُوسُف۔ پ ۱۳

فَلَمَّا۔ پھر جب — اسْتَيْئَسُوا۔ نا امید ہو گئے وہ — مِنْهُ۔ اس سے

خَلَصُوا۔ علیحدہ ہوئے — نَجِيًّا۔ مشورہ کے لیے — قَالَ۔ بولا — كَبِيرُهُمْ۔ ان کا بڑا

أَلَمْ۔ کیا نہیں — تَعْلَمُوا۔ جانا تم نے — أَنَّ۔ بے شک — أَبَاكُمْ۔ تمہارے باپ نے

قَدْ۔ یقیناً — أَخَذَ۔ لیا — عَلَيْكُمْ۔ تم سے — مَوْثِقًا۔ عہد پختہ

مِنَ اللهِ۔ اللہ کا — وَمِنْ قَبْلُ۔ اور پہلے — مَا۔ جو — فَرَّطْتُمْ۔ کوتاہی کی تم نے

فِي يُوسُفَ۔ یوسف کے متعلق — فَلَنْ أَبْرَحَ۔ سو میں نہ جاؤں گا اس

الْأَرْضَ۔ زمین سے — حَتَّى۔ یہاں تک کہ — يَأْذَنَ۔ اجازت دے — لِي۔ مجھے

أَبِي۔ میرا باپ — أَوْ۔ یا — يَحْكُمَ۔ حکم دے — اللهُ۔ اللہ

لِي۔ مجھ کو — وَهُوَ۔ اور وہ ہے — خَيْرُ۔ بہتر — الْحَاكِمِينَ۔ حکم دینے والا

ارْجِعُوا۔ لوٹ لو — إِلَى۔ طرف — أَبِيكُمْ۔ اپنے باپ کی — فَقُولُوا۔ پھر کہو

يَا أَبَانَا۔ اے ہمارے باپ — إِنَّ۔ یقیناً — ابْنَكَ۔ تیرے بیٹے نے — سَرَقَ۔ چوری کی

وَمَا۔ اور نہیں — شَهِدْنَا۔ گواہی دی ہم نے — إِلَّا۔ مگر — بِمَا۔ جو

عَلِمْنَا۔ ہم نے جانا — وَمَا۔ اور نہیں — كُنَّا۔ تھے ہم — لِلْغَيْبِ۔ غیب کی

حَافِظِينَ۔ نگرانی کرنے والے — وَاسْأَلِ۔ اور پوچھ — الْقَرْيَةَ۔ بستی سے

الَّتِي۔ جس میں — كُنَّا۔ تھے ہم — فِيهَا۔ اس میں — وَالْعِيرَ۔ اور قافلہ سے

الَّتِي۔ اس سے — أَقْبَلْنَا۔ جو آئے ہم — فِيهَا۔ اس میں — وَإِنَّا۔ اور یقیناً ہم

لَصَادِقُونَ۔ بے شک سچے ہیں — قَالَ۔ فرمایا — بَلْ۔ بلکہ

سَوَّلَتْ۔ بنا لیا ہے — لَكُمْ۔ تمہارے لیے — أَنْفُسُكُمْ۔ تمہاری جانوں نے — أَمْرًا۔ ایک حیلہ

فَصَبْرٌ۔ تو صبر ہی — جَمِيلٌ۔ اچھا ہے — عَسَى۔ قریب ہے — اللهُ۔ اللہ

أَنْ۔ یہ کہ — يَأْتِيَنِي۔ لے آئے ان کو — بِهِمْ۔ میرے پاس — جَمِيعًا۔ سب کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّہٗ ۔ بے شک وہ　ھُوَ ۔ وہی ہے　اَلْعَلِیْمُ ۔ جاننے والا　اَلْحَکِیْمُ ۔ حکمت والا

وَتَوَلّٰی ۔ اور منہ پھیرا　عَنْھُمْ ۔ ان سے　وَقَالَ ۔ اور کہا　یٰاَسَفٰی ۔ اے افسوس

عَلٰی ۔ اوپر　یُوْسُفَ ۔ یوسف کے　وَابْیَضَّتْ ۔ اور سفید ہوگئیں

عَیْنٰہُ ۔ اس کی آنکھیں　مِنَ الْحُزْنِ ۔ غم کی وجہ سے　فَھُوَ ۔ سو وہ

کَظِیْمٌ ۔ غم کا بھرا ہوا تھا　قَالُوْا ۔ بولے　تَاللّٰہِ ۔ خدا کی قسم　تَفْتَؤُا ۔ تو ہمیشہ

تَذْکُرُ ۔ یاد کرتا رہیگا　یُوْسُفَ ۔ یوسف کو　حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ　تَکُوْنَ ۔ ہوجائے تو

حَرَضًا ۔ بوڑھا　اَوْ تَکُوْنَ ۔ یا ہوجائے　مِنَ الْھٰلِکِیْنَ ۔ ہلاک ہونے والوں سے

قَالَ ۔ فرمایا　اِنَّمَا ۔ سوائے اسکے نہیں　اَشْکُوْا ۔ میں شکوہ کرتا ہوں　بَثِّیْ ۔ اپنے اندوہ

وَحُزْنِیْ ۔ اور اپنے غم کا　اِلَی اللّٰہِ ۔ اللہ کی طرف　وَاَعْلَمُ ۔ اور میں جانتا ہوں　مِنَ اللّٰہِ ۔ اللہ سے

مَالَا ۔ جو نہیں　تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے تم　یٰبَنِیَّ ۔ اے میرے بیٹو　اِذْھَبُوْا ۔ جاؤ

فَتَحَسَّسُوْا ۔ تلاش کرو　مِنْ یُّوْسُفَ ۔ یوسف کو　وَاَخِیْہِ ۔ اور اسکے بھائی کو

وَلَا ۔ اور نہ　تَایْئَسُوْا ۔ مایوس ہو　مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ۔ اللہ کی رحمت سے

اِنَّہٗ ۔ بے شک　لَا یَایْئَسُ ۔ نہیں مایوس ہوتی　مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ۔ اللہ کی رحمت سے

اِلَّا ۔ مگر　اَلْقَوْمُ ۔ قوم　اَلْکٰفِرُوْنَ ۔ کافروں کی　فَلَمَّا ۔ پھر جب

دَخَلُوْا ۔ داخل ہوئے　عَلَیْہِ ۔ اس پر　قَالُوْا ۔ بولے　یٰاَیُّھَا ۔ اے

اَلْعَزِیْزُ ۔ عزیز　مَسَّنَا ۔ پہنچی ہمیں　وَاَھْلَنَا ۔ اور ہمارے گھر والوں کو　الضُّرُّ ۔ تکلیف

وَجِئْنَا ۔ اور لائے ہم　بِبِضَاعَۃٍ ۔ پونجی　مُّزْجٰۃٍ ۔ کھوٹی　فَاَوْفِ ۔ سو پورا دے

لَنَا ۔ ہم کو　اَلْکَیْلَ ۔ ماپ　وَتَصَدَّقْ ۔ اور صدقہ کر　عَلَیْنَا ۔ ہم پر

اِنَّ ۔ یقیناً　اللّٰہَ ۔ اللہ　یَجْزِی ۔ جزا دیتا ہے　الْمُتَصَدِّقِیْنَ ۔ صدقہ کرنیوالوں کو

قَالَ ۔ کہا　ھَلْ ۔ کیا　عَلِمْتُمْ ۔ تم جانتے ہو　مَّا ۔ کہ کیا

فَعَلْتُمْ ۔ کیا تھا تم نے　بِیُوْسُفَ ۔ یوسف　وَاَخِیْہِ ۔ اور اسکے بھائی سے　اِذْ اَنْتُمْ ۔ جب تم

جٰھِلُوْنَ ۔ جاہل تھے ۔　قَالُوْا ۔ بولے　ءَاِنَّکَ ۔ کیا تو　لَاَنْتَ ۔ تو ہی ہے

یُوْسُفُ ۔ یوسف　قَالَ ۔ فرمایا　اَنَا ۔ میں ہی　یُوْسُفُ ۔ یوسف ہوں

وَھٰذَا ۔ اور یہ　اَخِیْ ۔ میرا بھائی ہے　قَدْ ۔ بے شک　مَنَّ ۔ احسان کیا

اللّٰہُ ۔ اللہ نے　عَلَیْنَا ۔ ہم پر　اِنَّہٗ ۔ بے شک وہ　مَنْ ۔ جو آدمی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَتَّقِ۔ پرہیز گار ہو	وَیَصْبِرْ۔ اور صبر کرے	فَاِنَّ۔ تو یقیناً	اللّٰہَ۔ اللہ
لَا یُضِیْعُ۔ نہیں ضائع کرتا	اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اجر نیکی کرنے والوں کا		قَالُوْا۔ بولے
تَاللّٰہِ۔ خدا کی قسم	لَقَدْ۔ بیشک	اٰثَرَکَ۔ چن لیا تجھے	اللّٰہُ۔ اللہ نے
عَلَیْنَا۔ ہم پر	وَاِنْ۔ اور بے شک	کُنَّا۔ ہم ہی تھے	لَخٰطِئِیْنَ۔ خطاکار
قَالَ۔ فرمایا	لَا تَثْرِیْبَ۔ کوئی گرفت نہیں		عَلَیْکُمْ۔ تم پر
اَلْیَوْمَ۔ آج کے دن	یَغْفِرُ۔ بخشے	اللّٰہُ۔ اللہ	لَکُمْ۔ تم کو
وَھُوَ۔ اور وہ ہے	اَرْحَمُ۔ سب سے بڑھ کر	الرّٰحِمِیْنَ۔ رحم کرنے والا	اِذْھَبُوْا۔ لے جاؤ
بِقَمِیْصِیْ۔ میری قمیص	ھٰذَا۔ یہ	فَاَلْقُوْہُ۔ پھر ڈالو اسے	عَلٰی۔ اوپر
وَجْہِ۔ چہرے	اَبِیْ۔ باپ میرے کے	یَاْتِ۔ ہو جائے گا	بَصِیْرًا۔ دیکھنے والا
وَاْتُوْنِیْ۔ اور لے آؤ میرے پاس	بِاَھْلِکُمْ۔ اپنا بال بچہ	اَجْمَعِیْنَ۔ سب۔	

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

" فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْہُ۔ تو جب مایوس ہو گئے اس سے علیحدہ جا کر سرگوشی کرنے لگے بولا بڑا ان کا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے عہد اللہ کا اور اس سے پہلے جو کچھ زیادتی کر چکے ہو تم یوسف کے معاملہ میں تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا یہ زمین حتیٰ کہ اجازت دیں ابا جان یا حکم دے اللہ مجھے اور وہ تمام حکم والوں سے بہترین حاکم ہے "۔

اول تو کوشش کی کہ دوسرے بھائیوں میں سے ایک کو رکھ لیں اور بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے معاذ اللہ فرما کر جب سختی سے جواب دیدیا کہ مجھ سے یہ امید نہ رکھو کہ میں قصوروار کی جگہ بے قصور کو رکھ لوں۔ تو سب بھائی مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ بنیامین کا ہمارے ساتھ جانا ممکن نہیں ہے۔

تو بعض سیر کی روایات میں ایسے قصے بھی ہیں کہ

روبیل یا بروایت دیگر شمعون غضب ناک ہو کر کہنے لگا بادشاہ ہمارے بھائی بنیامین کو آپ دیدیں ورنہ میں ایسی چنگھاڑ لگاؤں گا کہ مصر کی حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔

آپ نے اپنے صاحبزادہ کو جو راعیل زلیخا سے تھا حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر اسے پکڑ لو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ مسلم امر تھا کہ آل یعقوب کا غضب وغصہ سوائے آل یعقوب کے کسی کے ہاتھ سے نہیں رکتا تھا تو جب اس لڑکے نے اسے پکڑا روبیل یا شمعون کا غصہ سکون میں آگیا۔

تو روبیل بولا اور اپنے بھائیوں کی طرف مخاطب ہوا مَنْ مَسَّنِیْ مِنْكُمْ تم میں سے کس نے مجھے چھوا۔ فَقَالُوْا مَا مَسَّكَ مِنَّا اَحَدٌ۔ ہم میں سے کسی نے تجھے نہیں چھوا تو وہ کہنے لگا لَقَدْ مَسَّنِیْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ یقیناً مجھے آل یعقوب سے کسی نے چھوا ہے۔

تو اس نے کہا مصر کے دروازوں پر تم کھڑے ہو جاؤ اور میں بادشاہ کے پاس رہتا ہوں اور سب مل کر یکبارگی حملہ کریں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی یہ نیت دیکھی آپ کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک کے کندھے پکڑ کر گرا دیا اور فرمایا یٰمَعْشَرَ الْعِبْرَانِیِّیْنَ تَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا اَحَدَ اَشَدُّ مِنْكُمْ قُوَّةً۔ اے عبرانیو! تمہارا یہ گمان ہے کہ تم سے زیادہ کوئی قوی نہیں ہے۔ یہ سن کر اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قوۃ دیکھ کر نرم ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔

یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۔ بادشاہ ! بنیامین کے باپ نہایت ضعیف ہیں لہٰذا آپ ہم میں سے کسی کو روک لیں مگر بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے وہی جواب دیا جو پہلے گذر چکا۔

ابو ربیعہ سے مروی ہے کہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اَیْئَسُوْا۔ اِسْتَیْاَسُوْا۔ اَیِسَ یَیْئَسُ سے ہے اس کا استعمال وہاں ہوتا ہے۔ لَمَّا انْقَطَعَ طَمَعُهُمْ بِالْكُلِّیَّةِ۔ جب کہ جو چاہیں اس سے انقطاع مکمل طور پر ہو گیا تو خَلَصُوْا۔ یعنی علیحدہ ہو کر سرگوشی کرنے لگے۔ یعنی اِنْفَرَدُوْا عَنْ غَیْرِهِمْ وَاعْتَزَلُوا النَّاسَ وَقَوْلُ الزَّجَّاجِ اِنْفَرَدَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ۔

نَجِیًّا) اَیْ مُتَنَاجِیْنَ مُتَشَاوِرِیْنَ فِیْمَا یَقُوْلُوْنَ لِاَبِیْهِمْ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

یعنی علیحدہ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے کہ اب ابا جان سے کیا کہیں گے۔ ہمارا ان سے میثاق اللہ کے ساتھ تھا کہ بنیامین کو ہم ضرور ساتھ لائیں گے۔

قَالَ كَبِیْرُهُمْ۔ ان سب کا بڑا بھائی شمعون بولا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے کبیر السّن مراد ہے اور وہ روبیل تھا۔

قتادہ کہتے ہیں جو عقل میں سب سے زیادہ تھا اور وہ یہوذا مراد ہے۔

وہب اور کلبی محمد بن اسحٰق سے راوی ہیں کہ وہ لاوی تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہر حال وہ جو بھی تھا ان میں کا ایک بڑا بولا۔

"اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاکُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْکُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰہِ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا۔

"وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ اور اس سے پہلے بھی جو زیادتی تم یوسف کے ساتھ کر چکے ہو" اسے بھی غور کر لو۔

"فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ۔ تو میں ہرگز ہرگز یہ زمین نہ چھوڑوں گا"

وَعَنٰی بِہَا اَرْضَ مِصْرَ اَیْ فَلَنْ اُفَارِقَ اَرْضَ مِصْرَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْٓ۔ حتی کہ اجازت دیں مجھے ابا جان اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ یا اللہ تعالےٰ حکم دے وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ۔

بَرَاحَ بِالْاِنْصِرَافِ الْکِبَرِ۔ آگے ارشاد ہے۔ براح ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ جانے کے معنی دیتا ہے۔

"اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یٰٓاَبَانَا۔ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ تو عرض کرو ابا جان آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم تو اپنے ہی معاہدہ کے گواہ تھے جو ہم جانتے تھے اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے"

جاؤ اور ابا جان سے عرض کرو کہ ہم بنیامین کی محافظت کے ذمہ دار تھے ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ اس پر چوری کا الزام لگے گا یا وہ چوری کریگا۔ ہمیں خبر نہیں کہ یہ الزام اس پر لگایا گیا یا اس نے واقعی ایسا کیا۔ باقی رہا یہ کہ ہم اس معاملہ میں کتنے سچے ہیں اس کی تصدیق آپ اس قافلہ سے کر لیں جن کے ساتھ ہم آئے ہیں۔

"وَسْئَلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِیْ کُنَّا فِیْہَا وَالْعِیْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِیْہَا اور پوچھ دیکھئے اس بستی سے جس میں ہم تھے یعنی اہل مصر سے اور اس قافلہ سے اطمینان کر لیجئے جس میں ہم آئے اور ہم بالکل سچے ہیں"

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ اور حسن فرماتے ہیں کہ قریہ سے مراد مصر ہے اور قافلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کنعانی تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہمسایہ تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ قافلہ صنعاء کا تھا۔

"قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا۔ یعقوب علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا تمہارے دل نے کچھ حیلہ بنا دیا۔ لہذا۔

"فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِہِمْ جَمِیْعًا۔ صبر ہی اچھا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی یوسف علیہ السلام اور بنیامین اور ان کے تیسرے بھائی یہوذا یالاوی یا روبیل کو۔
"اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۔ بے شک وہی علم وحکمت والا ہے"۔ اس کے بعد
"وَتَوَلّٰی عَنْھُمْ۔ بھائیوں سے منہ پھیرلیا اور انتہائے غم واندوہ میں فرمانے لگے۔
"وَقَالَ یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ اور کہا اے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اسی غم میں آنکھیں سفید ہوگئیں اور وہ غصہ کھاتا رہا"

اسف کی تعریف میں آلوسی فرماتے ہیں۔ اَلْاَسَفُ اَشَدُّ الْحُزْنِ عَلٰی مَا قِیْلَ وَقَالَ الْاِمَامُ اِنَّ مِثْلَ ھٰذِہِ الْمِحْنَۃِ الشَّدِیْدَۃِ تُزِیْلُ عَنِ الْقَلْبِ الْخَوَاطِرَ وَیَکُوْنُ حَاجِیًا کَثِیْرًا الْجُوْعِ اِلَیْہِ تَعَالٰی کَثِیْرًا لِلدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ فَیَصِیْرُ ذٰلِکَ سَبَبًا لِکَمَالِ الْاِسْتِغْرَاقِ۔
ایک قول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف اور بنیامین کی حیات اور ان کے مکان کا علم تھا اور ان کے آنے اور ان سے ملنے کا یقین واثق تھا۔

اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ۔ لَمْ تُعْطَ اُمَّۃٌ مِنَ الْاُمَمِ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِلَّا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ لَمْ یَعْلَمُوْہُ وَلَمْ یُوَفَّقُوْا لَہٗ عِنْدَ نُزُوْلِ الْمُصِیْبَۃِ بِھِمْ اَلَا یُرٰی اِلٰی یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اَصَابَہٗ مَا اَصَابَہٗ لَمْ یَسْتَرْجِعْ وَقَالَ مَا قَالَ۔
کسی امت کو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نہیں عطا ہوا سوائے امت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی کسی کو یہ سکھایا نہ گیا کہ نزول مصائب کے موقعہ پر انا للہ کہے حضرت یعقوب علیہ السلام پر جو مصائب آئے اسی وجہ میں انہوں نے استرجاع یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں فرمایا بلکہ جو کچھ کہا وہ یا اسفٰی وغیرہ اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ فرمایا۔

وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ۔ آنکھوں کا سپید ہو جانا درحقیقت کثرت بکا ء و گریہ سے تھا۔ اس لیے کہ اِنَّ الْعَبْرَۃَ اِذَا کَثُرَتْ مَحَقَتْ سَوَادَ الْعَیْنِ وَقَلَّبَتْہُ اِلٰی بَیَاضٍ کَدْرٍ جب گریہ زیادہ ہو تو آنکھوں کی سیاہی ڈھل جاتی ہے اور گدمیل سپیدی سے بدل جاتی ہے۔
ایک قول یہ ہے کہ اِنَّہٗ کِنَایَۃٌ عَنِ الْعَمٰی فَیَکُوْنُ قَدْ ذَھَبَ بَصَرُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یہ کنایہ نابینا ہونے کی طرف ہے۔

وَالْمُرَادُ مِنَ الْاٰیَۃِ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَارَتْ فِیْ عَیْنَیْہِ غِشَاوَۃٌ بَیْضَھَا۔ آیہ کریمہ میں مراد یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے دونوں آگم تھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدْرِكُ إِدْرَاكًا ضَعِيفًا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ضعف بصارت کے ساتھ دیکھنے لگے تھے۔ اور انبیاء کرام کے نابینا ہونے پر ہم اول بحث کر آئے ہیں۔ اس میں مادر زاد اندھا ہونا نبی علیہم السلام کے لیے نہیں ہے۔ عوارض سے ایسا ہوا ہے تو وہ زائل ہو گیا تھا۔

عبد اللہ بن احمد زوائد میں اور ابن جریر اور ابو الشیخ سے مروی ہے۔ قَالَ كَانَ مُنْذُ خَرَجَ يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى يَوْمِ رَجَعَ ثَمَانُونَ سَنَةً لَمْ يُفَارِقِ الْحُزْنُ قَلْبَهُ وَدُمُوعُهُ تَجْرِي عَلَى خَدَّيْهِ وَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهُ وَمَا عَلَى الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ وَاللّٰهِ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْهُ۔

یوسف علیہ السلام کے جدا ہونے سے ملنے تک اسی سال کی مدت گذری اس مدت میں آپ کا حزن قلب مبارک سے نہیں ہٹا اور آنسو آپ کے رخسارۂ مبارک سے بہتے رہے اور آپ ہمیشہ روتے رہے حتی کہ آپ کی بینائی جاتی رہی۔

اس آیۂ کریمہ سے جواز تاسف وبکاء بر نزول مصائب میں استدلال کیا ہے۔

وَقَدْ رَوَى الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى عَلَى وَلَدِهِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَخْشَعُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا اپنے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر اور فرمایا کہ آنسو بہا رہی ہے اور دل خاشع ہے اور ہم زبان سے نہ کہیں گے مگر وہی جس سے ہمارا رب راضی ہے اور اے ابراہیم تیری جدائی میں ہم غمگین ہیں۔

وَإِنَّمَا الْمَنْهِيُّ عَنْهُ مَا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ النِّيَاحَةِ وَلَطْمِ الْخُدُودِ وَالصُّدُورِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَتَمْزِيقِ الثِّيَابِ۔ اور جو شریعت میں ممنوع ہے وہ وہ افعال ہیں جو جاہل کرتے ہیں مثل نوحہ کے۔ رخساروں کو پیٹنے کے۔ سینہ کوبی کرنے کے گریبان چاک کر دینے کے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کے

وَرَوَيَا أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ إِلَيْهِ صَبِيٌّ لِبَعْضِ بَنَاتِهِ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالَى فِيمَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَعْقَعَ سے تَقَعْقَعَ ہے اِضْطَرَبَ وَتَحَرَّکَ صَوَّتَ عَنِ التَّحَرُّکِ اور شَنٌّ قَوْسٌ مُشَنَّۃٌ تکلیف سے مثل کمان دہرا ہونا۔ (المنجد)

حضور کی خدمت میں صاحبزادیوں میں سے کسی صاحبزادی کا بچہ لایا گیا حضور نے اسے اپنی گود میں لیا اور دیکھا کہ اس کا سانس چل رہا ہے اور وہ دوہرا ہوا جاتا ہے تو حضور کی چشم مبارک سے آنسو ابل پڑے حضرت سعد نے عرض کیا حضور یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے یہ مادہ عطا فرماتا ہے اور اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

کشاف میں ہے اِنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَبْکِیْ وَقَدْ نَہَیْتَنَا عَنِ الْبُکَاءِ قَالَ مَا نَہَیْتُکُمْ عَنِ الْبُکَاءِ وَاِنَّمَا نَہَیْتُکُمْ عَنْ صَوْتَیْنِ اَحْمَقَیْنِ صَوْتٌ عِنْدَ الْفَرَحِ وَصَوْتٌ عِنْدَ التَّرَحِ۔ حضور کی چشم مبارک سے آنسو دیکھ کر عرض کیا گیا۔ کیا حضور بھی گریہ فرماتے ہیں اور ہمیں حضور نے رونے سے منع فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے تمہیں رونے سے نہیں روکا البتہ میں نے منع کیا ہے دو آوازوں سے جو احمق نکالتے ہیں ایک آواز خوشی کے موقعہ پر اور ایک آواز ایسی ہنسی کی جو موجب حزن و ملال ہو۔ تَرِحَ تَرَحًا وَتَتَرَّحَ حَزِنَ۔ تَرَّحَہٗ اَحْزَنَہٗ (منجد)

"قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ (ابناء یعقوب) بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے حتی کہ آپ گور کنارے جا لگیں گے یا جان سے گذر جائیں گے"۔

تَفْتَؤُا اَیْ لَا تَزَالُ یعنی ہمیشہ رہیں گے ان کی یعنی یوسف کی یاد میں حتی کہ آپ مریض ہو کر ہلاکت تک پہنچ جائیں گے۔ حَرَضَ۔ مَنْ اَذَابَہٗ ھَمٌّ اَوْ مَرَضٌ وَجَعَلَہٗ ھَمُّہٗ نَحِیْفًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ یا ہلاک ہو جائیں گے

"قَالَ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ فرمایا (یعقوب) نے میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں اللہ کی وہ شانیں جو تم نہیں جانتے"۔

اَلْبَثُّ فِی الْاَصْلِ اِثَارَۃُ الشَّیْءِ وَتَفْرِیْقُہٗ کَبَثَّتِ الرِّیْحُ التُّرَابَ وَاسْتُعْمِلَ فِی الْغَمِّ الَّذِیْ لَا یُطِیْقُ صَاحِبُہُ الصَّبْرَ عَلَیْہِ۔ بث ایسے غم پر استعمال ہوتا ہے جس پر مغموم صبر کی طاقت نہ رکھے اور لغت میں بث وہ غم ہے جو سارے جسم میں پھیل جائے۔

وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ فِی الْخَبَرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ کُنُوْزِ الْبِرِّ اِخْفَاءُ الصَّدَقَۃِ وَکِتْمَانُ الْمَصَائِبِ وَالْاَمْرَاضِ وَمَنْ بَثَّ لَمْ یَصْبِرْ۔ حضور نے فرمایا بھلائی کے خزانوں سے ہے صدقہ خفیہ دینا اور مصیبت کا غم چھپانا اور امراض میں تکلیف برداشت کرنا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب کیفیت بثّ تک پہنچ جائے تو پھر صبر کی طاقت نہیں رہتی۔

"وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ - اللہ کے لطف و رحمت کو میں اس درجہ تک جانتا ہوں کہ تم اسے نہیں جانتے"

حدیث میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ کو بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یہ خواب اور جگہ بھی مروی ہے مگر اس کی سند کسی نے بھی نہیں بتائی اور نہ حوالہ دیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ نضر بن حارث فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ اَنَّ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَکَثَ اَرْبَعَۃً وَّعِشْرِیْنَ عَامًا لَا یَدْرِیْ اَیُوْسُفُ حَیٌّ اَمْ مَیِّتٌ حَتّٰی تَمَثَّلَ لَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ لَہٗ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اُنْشِدُکَ بِاللّٰہِ اِلٰہِ یَعْقُوْبَ ھَلْ قَبَضْتَ رُوْحَ یُوْسُفَ قَالَ لَا فَعِنْدَ ذٰلِکَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام چوبیس سال اس حال میں رہے کہ آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت یوسف زندہ ہیں یا انتقال فرما گئے۔ حتیٰ کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام متمثل ہو کر آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو انہوں نے عرض کیا میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا فرمایا میں تمہیں الہ یعقوب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو نے روح یوسف قبض کی ہے آپ نے عرض کیا نہیں تو اس اطمینان کے بعد فرمایا۔

"یٰبَنِیَّ اذْھَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْہِ۔ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور مایوس نہ ہو اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ"۔

تحسّس کی تعریف ہے اَلْاَصْلُ بِالْحَالَۃِ وَفِیْہِ مِنَ التَّجَسُّسِ بِالْجِیْمِ جیسا کہ [illegible] میں فَتَجَسَّسُوْا جیم کے ساتھ بھی ہے۔ اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف اور [illegible] میں کی تجسیس کے لیے صرف فرمایا اور تیسرے کا ذکر نہ فرمایا یعنی جس نے لن ابرح الارض کہہ کر مصر میں قیام کر لیا تھا اس لیے کہ لِاَنَّ غَیْبَتَہٗ اِخْتِیَارِیَّۃٌ لَا یَعْسُرُ اِزَالَتُھَا۔ یعنی ان کا غائب ہونا اختیاری تھا جس کا ازالہ مشکل نہ تھا اس لیے کہ وہ جب چاہتا آسکتا تھا۔

وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ یَعْنِیْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ فَرَجِہٖ سُبْحَانَہٗ، نہ مایوس ہو اللہ تعالیٰ کی کشادگیوں سے۔ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلتَّنَفُّسُ يُقَالُ اَرَاحَ الْاِنْسَانُ اِذَا تَنَفَّسَ ثُمَّ اُسْتُعِيْرَ لِلْفَرَجِ۔ روح سے استعارہ کشادگی کا کیا گیا ہے۔

اور عمر بن عبد العزیز اور حسن اور قتادہ نے اس کی تفسیر میں رحمۃ فرمایا یعنی تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔

"اِنَّہٗ لَا یَیْئَسُ بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرٍ یَرْجُوْہُ فِی الْبَلَاءِ وَیَحْمَدُہٗ فِی الرَّخَاءِ۔ بے شک مومن اللہ تعالے سے ہمیشہ بھلائی کا طالب رہتا ہے بلاؤں میں امید رکھتا ہے اور کشادگی میں حمد کرتا ہے۔

وَذَکَرَ الْاِمَامُ اَنَّ الْیَاسَ لَا یَحْصِلُ اِلَّا اِذَا اعْتَقَدَ الْاِنْسَانُ اَنَّ الْاِلٰہَ غَیْرُ قَادِرٍ عَلَی الْکَمَالِ اَوْ غَیْرُ عَالِمٍ بِجَمِیْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ اَوْ لَیْسَ بِکَرِیْمٍ وَاعْتِقَادُ کُلٍّ مِّنْ ھٰذِہِ الثَّلَاثِ یُوْجِبُ الْکُفْرَ۔

مایوسی اس وقت نہیں ہوتی جب تک انسان یہ عقیدہ نہ کرلے کہ

(۱) اللہ تعالے قادر نہیں علی وجہ الکمال۔

(۲) اور عالم جمیع معلومات نہیں۔

(۳) یا وہ کریم و کارساز نہیں۔

اور یہ تینوں اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔

اور جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ یاس و ناامیدی گناہ کبیرہ ہے۔

اور آیہ کریمہ بھی یاس کو علامت کفر بتا رہی ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یاس اکبر کبائر سے ہے اور یہی حکم قنوط اور سوء ظن کا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ فرمان الٰہی ہے۔

یہ حکم سن کر برادران یوسف پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے ارشاد ہے۔

"فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْہِ قَالُوْا یٰاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا۔ تو جب داخل ہوئے (بارگاہ یوسف میں) تو عرض پیرا ہوئے اے عزیز مصر ہمیں پہنچی مصیبت اور ہمارے گھر والوں کو اور ہم لائے ہیں بے قدر پونجی تو آپ ہمیں پورا پیمانہ دیں اور ہم پر خیرات کریں بے شک اللہ صلہ دیتا ہے خیرات والوں کو"۔

بضاعت مزجٰۃ ایسی پونجی پر استعمال ہوتا ہے جسے ہر تاجر پسندیدہ نظر سے نہ دیکھے اور اپنے پاس سے دفع کر دے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے کہ جنگل والے لوگوں کا سامان بضاعت مزجاۃ کہلاتا ہے جیسے صوف اور سمن۔
ایک قول ہے رسی چھال وغیرہ بضاعت مزجاۃ کہلاتی ہے۔
کلبی کہتے ہیں یہ لغت عجمی ہے۔ بعض نے کہا یہ لغت قبطی ہے۔
ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مقصد ان کا یہ تھا کہ بنیامین کو وہ کسی طرح واپس کر دیں۔
جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا انتہائی انکسار دیکھا تو آپ نے ان پر انکشاف حقیقت فرمانے کو تمہید شروع کی اور فرمایا۔
"قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا اور اس کے بھائی سے کیا برتاؤ کیے جب تم جاہل تھے"۔
یعنی وہ جہالت جو تم کر چکے ہو وہ جہل تمہارا زائل ہوا یا نہیں؟
ابن اسحق سے مروی ہے کہ جب بھائیوں نے اپنا عجز اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہو جانا ظاہر کر کے بضاعت مزجاۃ یعنی ایسی کھوٹی پونجی جسے کوئی سوداگر مال کی قیمت میں قبول نہ کرے اور چند کھوٹے درہم اور اثاث البیت کی چند پرانی چیزیں جو بوسیدہ تھیں پیش کیں اور اس کے بدلے غلہ اور بنیامین کو مانگا تو حضرت یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور گریہ طاری ہو گیا اور چشم گوہر فشاں سے دھڑا دھڑ اشک گرنے لگے وَلَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهٗ فَشَرَعَ فِي التَّعَرُّفِ بِهِمْ اور آپ کو اپنے پر ضبط نہ ہو سکا تو آپ نے اپنے تعارف کی تمہید شروع فرمائی اور مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ۔ کہا۔
صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ جب بیٹوں کو آپ نے مصر سہ بارہ بھیجا تو انہیں ایک خط بھی لکھ دیا کہ یہ عزیز مصر کو دے کر ہمارا حال سنانا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔
مِنْ يَعْقُوْبَ اِسْرَائِيْلَ اللّٰهِ بْنِ اِسْحٰقَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى عَزِيْزِ مِصْرَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ مُوَكَّلٌ بِنَا الْبَلَاءُ۔
اَمَّا جَدِّيْ فَشُدَّتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَرُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ لِيُحْرَقَ فَنَجَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَعَلَتِ النَّارُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا۔
وَاَمَّا اَبِيْ فَوُضِعَ عَلٰى قَفَاهُ السِّكِّيْنُ لِيُقْتَلَ فَفَدَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔
وَاَمَّا اَنَا فَكَانَ لِيْ ابْنٌ وَّكَانَ اَحَبَّ اَوْلَادِيْ اِلَيَّ فَذَهَبَ بِهٖ اِخْوَتُهٗ اِلَى الْبَرِّيَّةِ ثُمَّ اَتَوْنِيْ بِقَمِيْصِهٖ مُلَطَّخًا بِالدَّمِ وَقَالُوْا قَدْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ فَذَهَبَتْ عَيْنَايَ مِنْ بُكَائِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ كَانَ لِيْ ابْنٌ كَانَ اَخَاهُ مِنْ اُمِّهٖ فَكُنْتُ اَتَسَلّٰى بِهٖ فَذَهَبُوْا بِهٖ ثُمَّ رَجَعُوْا فَقَالُوْا اِنَّهٗ سَرَقَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاِنَّكَ حَبَسْتَهُ لِذَالِكَ وَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ لَا نَسْرِقُ وَلَا نَلِدُ سَارِقًا فَاِنْ رَدَدْتَهُ عَلَيَّ وَاِلَّا دَعَوْتُ عَلَيْكَ دَعْوَةً تُدْرِكُ السَّابِعَ مِنْ وَلَدِكَ ـ وَالسَّلَامُ

یہ نامہ یعقوب اسرائیل اللہ کی طرف سے ہے جو اسحٰق علیہ السلام کا بیٹا ہے اور وہ ابراہیم خلیل اللہ کا۔ عزیز مصر کی طرف۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ ہے کہ ہم ایسے گھرانہ سے ہیں جن پر بلائیں مقرر ہیں۔

میرے دادا کے لیے یہ بلا آئی کہ ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے۔ انہیں آگ میں جلانے کے لیے پھینکا گیا تو اللہ نے انہیں نجات دی اور آگ ان پر برد و سلام کی۔

پھر میرے باپ تھے ان پر چھری رکھی گئی تاکہ انہیں ذبح کیا جائے تو اللہ نے ان کے بدلے فدیہ جنت کے مینڈھے کا بھیجا۔

اب میں ہوں تو میرا ایک لخت جگر تھا جو تمام بیٹوں سے مجھے محبوب ترین تھا اسے اس کے بھائی جنگل لے گئے اور خون آلود قمیص لے کر آئے اور بولے اسے بھیڑیا کھا گیا اس غم میں روتے روتے میری آنکھیں جاتی رہیں پھر اس کا حقیقی بھائی تھا اس سے میں تسلی اور سکون حاصل کرتا تھا اسے مصر لے گئے اور واپس آکر مجھ سے کہا اس نے چوری کی اور وہاں کے عزیز نے اسے قید کر لیا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس گھرانہ سے ہیں کہ نہ چوری کرتے ہیں نہ ایسی اولاد جنتے ہیں جو چور ہو تو اگر تو رحم کر کے اسے واپس کر دے تو بہتر ورنہ میں بد دعا کروں گا جس سے تجھے تیری اولاد کے ساتھ یہ صدمہ پہنچے۔ والسلام

ابن ابی حاتم سے مروی ہے فَلَمَّا قَرَءَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكِتَابَ لَمْ يَتَمَالَكْ نَفْسَهُ وَصَبْرَهُ فَقَالَ لَهُمْ ذَالِكَ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ نامۂ مبارک پڑھا تو آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور بھائیوں سے مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ فرما کر تمہید تعارف فرمائی۔

ایک روایت ہے کہ جب آپ نے نامۂ یعقوب علیہ السلام پڑھا تو جواب لکھا وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا تَظْفَرْ كَمَا ظَفَرُوْا هٰذَا۔ آپ بھی صبر کریں جیسے آپ کے بزرگوں نے صبر کیا فتحیاب ہوں گے جیسے پہلے وہ فتحیاب ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو برادران یوسف نے کیسے پہچانا؟

سَبَبُ مَعْرِفَتِهِمْ اِيَّاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ عَرَفُوْهُ بِرُوْيَتِهِ وَشَمَائِلِهِ وَكَانَ قَدْ اَدْنَاهُمْ اِلَيْهِ وَلَمْ يُدْنِهِمْ مِنْ قَبْلُ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے کہ آپ کو دیکھ کر اور آپ کے شمائل سے انہوں نے پہچانا اس لیے کہ آج وہ قریب آگئے تھے اس سے پہلے وہ دور ہی رہتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ اول پردہ سے گفتگو ہوتی تھی آج آپ نے پردہ ہٹا دیا تھا۔

تو بھائیوں نے غور سے دیکھ کر عرض کیا

"ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ کیا آپ ہی یوسف ہیں"؟ آپ نے جواب دیا۔

"قَالَ اَنَا يُوْسُفُ فرمایا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا"۔

اور ہمیں جدائی کے بعد سلامتی اور عزت سے ملا دیا اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اس لیے کہ "اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ جو پرہیزگاری سے صبر کرے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا بولے (برادرانِ یوسف) خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطا کار تھے فرمایا (یوسف نے) تم پر کچھ ملامت نہیں آج کے دن اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ بڑا مہربانوں میں مہربان ہے"۔

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا کے معنی آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اِخْتَارَكَ وَفَضَّلَكَ عَلَيْنَا بِالصَّبْرِ وَالتَّقْوٰى۔ اللہ نے آپ کو اختیار فرمایا اور ہم پر فضیلت صبر و تقوی دی

وَرَوَيَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِالصَّبْرِ وَالْعِلْمِ وَقِيْلَ بِالْمُلْكِ۔

وَقِيْلَ بِالْعِلْمِ

وَقَالَ صَاحِبُ الْغُنْيَا بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَالْخَلْقِ وَالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْاِحْسَانِ وَالْمُلْكِ وَالسُّلْطَانِ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا اَذَانَا

اور لَاتَثْرِيْبَ کے معنی یہ ہیں اَیْ لَاتَانِيْبَ وَلَالَوْمَ عَلَيْكُمْ۔

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کا حال دریافت کیا۔

انہوں نے عرض کیا حضور آپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بینائی کمزور ہو چکی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

"اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا۔ لے جاؤ میرا یہ کرتا اسے ابا جان کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں بحال ہو کر پھر بصارت پر آ جائیں گی اور لے آؤ تمام گھر بھر کو میرے پاس"۔

یہ قمیص وہی تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بطور تعویذ آپ کے بازو یا گلے میں لٹکایا تھا اور یہ قمیص تبرکاً آپ کے پاس تھا۔ یہی قمیص حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ میں جلتے وقت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنایا تھا جس سے آپ آگ سے مامون رہے اور یہ جنت کی قمیصوں میں سے تھا۔
اس کی برکت سے خلیل آگ سے محفوظ رہے اور یوسف علیہ السلام چاہ کنعان میں ہر بلا سے مصئون رہے اور اسی اصل سے اہل سنت بزرگانِ دین کے پہنے ہوئے کپڑے سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور مزارات اولیاء کے غلاف کو برکت والا جانتے ہیں کہ غلاف ان کی قبر سے مس کیا ہوا ہوتا ہے اور کپڑا ان کے جسم سے مس کر کے موجب برکت ہوتا ہے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قمیص کو موجب شفا بھی قرار دیا جب ہی تو فرمایا اَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ اور نتیجہ بتایا۔ یَاْتِ بَصِیْرًا۔ ان کی آنکھوں میں نور آجائے گا اور سب کنبہ کو آنے کا حکم دیدیا۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِیْعِ ابْنِ اَنَسٍ اَنَّهُمْ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ مِنْ وُلْدِہٖ وَوُلْدِ وُلْدِہٖ۔ وہ کنبے والے بہتر آدمی بیٹے پوتے سب تھے۔

وَقِیْلَ ثَمَانُوْنَ۔ ایک روایت ہے کہ وہ اسّی تھے۔

وَقِیْلَ تِسْعُوْنَ۔ ایک روایت ہے کہ نوّے تھے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمْ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ۔ وہ ترانوے تھے۔

وَقِیْلَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ وَقَدْ نَمَوْا فِیْ مِصْرَ فَخَرَجُوْا مِنْهَا مَعَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَهُمْ سِتُّمِائَةِ اَلْفٍ وَخَمْسُمِائَةٍ وَبِضْعَةٌ وَّسَبْعُوْنَ رَجُلًا۔

ایک روایت ہے کہ یہ چھیانوے تھے اور ان کے اندر مصر میں اتنی نشو ونما ہو گئی کہ انہیں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ پانچ سو اور ستّر اور چند آدمی تھے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔ یوسف پ ۱۳

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ہ	اور جب جدا ہوا قافلہ فرمایا یعقوب نے بیشک میں پا رہا ہوں یوسف کی خوشبو اگر تم نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔
قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ہ	بولے (بیٹے) خدا کی قسم آپ اپنی پرانی وارفتگی میں ہیں۔
فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰی	اور جب آیا خوشی سنانے والا ڈالا اس نے ان کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

منہ پر وہ کرتا تو لوٹ آئیں ان کی آنکھیں فرمایا کیا میں نہیں کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ۝

بولے ابا جان ہمارے لیے معافی مانگئے ہمارے گناہوں کی بے شک ہم ہی خطاوار تھے۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

فرمایا جلدی میں تمہارے لیے بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝

تو جب داخل ہوئے وہ یوسف پر اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو ان شاء اللہ امن کے ساتھ۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور سب اس کے لیے سجدہ کو گرے اور کہا یوسف نے ابا جان یہ ہے تعبیر میرے خواب کی جو پہلے ہوا تھا اور کر دیا اللہ نے اسے سچا اور بے شک احسان کیا مجھ پر جب مجھے نکالا قید خانہ سے اور لے آیا آپ کو گاؤں سے بعد اس کے کہ ناچاقی ڈالی شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بے شک میرا رب احسان کرتا ہے جو چاہے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

اے میرے رب بے شک تو نے دی مجھے سلطنت اور سکھایا تو نے مجھے تاویل کرنا باتوں کا بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا تو ہی میرا کام بنانے والا ہے دنیا میں اور آخرت میں اٹھا مجھے مسلمان اور ملا مجھے صالحین میں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

یہ ہیں کچھ خبریں غیب کی جو وحی کرتے ہیں ہم تیری طرف اور تم نہ تھے ان کے پاس جب انہوں نے اپنا کام

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ پختہ کیا تھا اور وہ خفیہ تدبیریں تھے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ تم کتنا ہی چاہو ایمان لانے والے۔

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور نہیں مانگتے تم ان سے بدلہ یہ تو نہیں مگر نصیحت ہے سب جہان والوں کو۔

حلِ لغات گیارہواں ۱۱ رکوع۔ سورۂ یوسف پ ۱۳

وَلَمَّا۔ اور جب	فَصَلَتِ۔ الگ ہوا	الْعِيْرُ۔ قافلہ	قَالَ۔ کہا
اَبُوْهُمْ۔ ان کے باپ نے	اِنِّیْ۔ بیشک میں	لَاَجِدُ۔ پاتا ہوں	رِيْحَ۔ خوشبو
يُوْسُفَ۔ یوسف کی	لَوْلَآ۔ اگر نہ ہو	اَنْ۔ یہ کہ کہو	تُفَنِّدُوْنِ۔ سٹھیا گیا ہے
قَالُوْا۔ بولے	تَاللّٰهِ۔ خدا کی قسم	اِنَّكَ۔ یقیناً تو	لَفِیْ۔ بے شک
ضَلٰلِكَ۔ اپنی وارفتگی	الْقَدِيْمِ۔ پرانی کے ہے	فَلَمَّآ۔ پھر جب	اَنْ۔ ایسا ہوا کہ
جَآءَ۔ آیا	الْبَشِيْرُ۔ خوشخبری دینے والا	اَلْقٰهُ۔ ڈالا اسکو	عَلٰی۔ اوپر
وَجْهِهٖ۔ اسکے چہرے کے	فَارْتَدَّ۔ پھر ہو گیا	بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا	قَالَ۔ فرمایا
اَلَمْ۔ کیا نہیں	اَقُلْ۔ کہا تھا میں نے	لَّكُمْ۔ تم سے	اِنِّیْ۔ کہ یقیناً میں
اَعْلَمُ۔ جانتا ہوں	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	مَا لَا۔ جو نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم
قَالُوْا۔ بولے	يٰٓاَبَانَا۔ اے ہمارے باپ	اسْتَغْفِرْ۔ بخشش مانگ	لَنَا۔ ہمارے لیے
ذُنُوْبَنَا۔ ہمارے گناہ کی	اِنَّا۔ بیشک	كُنَّا۔ ہم ہی تھے	خٰطِـئِيْنَ۔ گنہگار
قَالَ۔ کہا	سَوْفَ۔ عنقریب	اَسْتَغْفِرُ۔ بخشش مانگوں کا	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
رَبِّیْ۔ اپنے رب سے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا
الرَّحِيْمُ۔ مہربان	فَلَمَّا۔ پھر جب	دَخَلُوْا۔ داخل ہوئے	عَلٰی۔ اوپر
يُوْسُفَ۔ یوسف کے	اٰوٰی۔ جگہ دی	اِلَيْهِ۔ اپنے پاس	اَبَوَيْهِ۔ اپنے ماں باپ کو
وَقَالَ۔ اور کہا	ادْخُلُوْا۔ داخل ہو	مِصْرَ۔ مصر میں	اِنْ شَآءَ۔ اگر چاہے
اللّٰهُ۔ اللہ	اٰمِنِيْنَ۔ امن سے	وَرَفَعَ۔ اور اٹھایا	اَبَوَيْهِ۔ اپنے ماں باپ کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَی۔ اوپر | اَلْعَرْشِ۔ تخت کے | وَخَرُّوْا۔ اور گر پڑے | لَہٗ۔ اسکے لیے
سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے | وَقَالَ۔ کہا۔ اور | یٰاَبَتِ۔ اے میرے باپ | ھٰذَا۔ یہ ہے
تَاْوِیْلُ۔ تعبیر | رُءْیَایَ۔ میرے خواب کی | مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے | قَدْ۔ بیشک
جَعَلَھَا۔ بنایا اس کو | رَبِّیْ۔ میرے رب نے | حَقًّا۔ سچا | وَقَدْ۔ اور بیشک
اَحْسَنَ۔ احسان کیا | بِیْ۔ مجھ پر | اِذْ۔ جبکہ | اَخْرَجَنِیْ۔ نکالا مجھے
مِنَ السِّجْنِ۔ قید خانے سے | وَجَاءَ۔ اور لایا | بِکُمْ۔ تم کو
مِنَ الْبَدْوِ۔ گاؤں سے | مِنْ بَعْدِ۔ بعد | اَنْ۔ اس کے | نَّزَغَ۔ دشمنی ڈالی
الشَّیْطٰنُ۔ شیطان نے | بَیْنِیْ۔ میرے درمیان | وَبَیْنَ اور درمیان | اِخْوَتِیْ۔ میرے بھائیوں کے
اِنَّ۔ بے شک | رَبِّیْ۔ میرا رب | لَطِیْفٌ۔ مہربان ہے | لِّمَا۔ جس کے لیے
یَشَاءُ۔ چاہے | اِنَّہٗ۔ بے شک وہ | ھُوَ۔ وہی | الْعَلِیْمُ۔ جاننے والا
الْحَکِیْمُ۔ حکمت والا ہے | رَبِّ۔ اے میرے رب | قَدْ۔ بے شک | اٰتَیْتَنِیْ۔ دی تو نے مجھے
مِنَ الْمُلْکِ۔ سلطنت | وَعَلَّمْتَنِیْ۔ اور سکھائی تو نے مجھے
مِنْ تَاْوِیْلِ۔ انجام معلوم کرنا | الْاَحَادِیْثِ۔ باتوں کا | فَاطِرَ۔ اے پیدا کرنے والے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں | وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے | اَنْتَ۔ تو ہے | وَلِیّٖ۔ میرا دوست
فِی۔ بیچ | الدُّنْیَا۔ دنیا | وَالْاٰخِرَۃِ۔ اور آخرت کے | تَوَفَّنِیْ۔ فوت کر مجھے
مُسْلِمًا۔ مسلمان | وَّاَلْحِقْنِیْ۔ اور ملا دے مجھے | بِالصّٰلِحِیْنَ۔ نیکوں سے
ذٰلِکَ۔ یہ ہیں | مِنْ اَنْبَاءِ۔ خبریں | الْغَیْبِ۔ غیب کی | نُوْحِیْہِ۔ وحی کرتے ہیں انکو
اِلَیْکَ۔ تیری طرف | وَمَا۔ اور نہیں تھا | کُنْتَ۔ تو | لَدَیْھِمْ۔ انکے پاس
اِذْ۔ جبکہ | اَجْمَعُوْا۔ جمع کیا انہوں نے | اَمْرَھُمْ۔ اپنا کام | وَھُمْ۔ اور وہ
یَمْکُرُوْنَ۔ تدبیر کرتے تھے | وَمَا۔ اور نہیں | اَکْثَرُ۔ اکثر لوگ | النَّاسِ۔ لوگ
وَلَوْ۔ اگرچہ | حَرَصْتَ۔ تو حرص رکھے | بِمُؤْمِنِیْنَ۔ ایمان لانے والے | وَمَا۔ اور نہیں
تَسْـَٔلُھُمْ۔ مانگتا تو ان سے | عَلَیْہِ۔ اس پر | مِنْ اَجْرٍ۔ کوئی بدلہ | اِنْ ھُوَ۔ نہیں وہ
اِلَّا۔ مگر | ذِکْرٌ۔ نصیحت | لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ جہان والوں کے لئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو گیارہواں رُکوع۔ یُوسُف۔ پ ۱۳

"وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ۔ جب (مصر سے) قافلہ جدا ہوا فرمایا (یعقوب) ان کے والد نے بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہوں۔ بولے بیٹے پوتے خدا کی قسم آپ اپنی پرانی خود رفتگی میں ہیں"۔

یعنی جب برادران کنعان کے لیے قمیص یوسف علیہ السلام لے کر قافلہ کے ساتھ مصر سے چلے۔ تو مصر سے بیت المقدس کے قریب یہ مقام تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ جزیرہ تھا۔

اور مصر سے کنعان آنے کا راستہ آٹھ دن کا تھا بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

اور حسن اور ابن جریج فرماتے ہیں اسّی فرسخ کا فاصلہ تھا۔

اور بروایت حسن دوسرا قول ہے کہ تیس دن کی مسافت پر تھا۔

ایک قول ہے دس رات کی مسافت پر تھا۔

تو اتنے بعد مسافت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو وہ خوشبو پہنچ گئی۔

ابوایوب ہروی فرماتے ہیں کہ ہوا نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی تو اس نے وہ خوشبو آپ کے مشام دماغ کو پہنچا دی۔

تو آپ نے وہ خوشبو محسوس فرما کر اپنے پوتوں کو فرمایا اور پاس والوں سے ذکر کیا کہ آج مجھے یوسف کی بو آ رہی ہے اگر تم مجھے فَنَدْ سے منسوب نہ کرو فند سے تُفَنِّدُوْنِ ہے اس کے معنی ضعف رائے اور کمزوری عقل کے ہوتے ہیں اور وہ بھی ایسے موقعہ پر جب کہ بڑھاپا اور کبیر السِنّ ہونے سے ہو جسے عرف اردو میں سٹھیا جانا کہتے ہیں۔

شیخ فرماتے ہیں مُفَنَّدٌ اِذَا خَسِیَ رَأْیُہٗ۔

تو سب نے مل کر کہہ دیا۔ تَاللّٰہِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ۔ قسم بخدا ابّا جان آپ تو یوسف کی محبت میں از خود رفتہ ہو چکے ہیں اس لیے کہ اب حضرت یوسف کہاں۔ اتنی مدت مدیدہ کے اندر نہ معلوم وہ کہاں وفات پا چکے ہوں۔

ادھر کنعان کو جب قافلہ چلا تو یہوذا نے کہا کہ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور انہیں اس خبر سے میں نے ہی غمگین کیا تھا آج یہ قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بحین حیات ہونے کی فرحت انگیز خبر بھی میں ہی سناؤں گا۔"

تو یہوذا برہنہ سر برہنہ پا کر تلے کراسی فرسنگ دوڑتا آیا راستہ میں کھانے کے لیے سات روٹیاں لایا تھا فرط شوق میں یہ عالم تھا کہ تمام سفر میں وہ روٹیاں بھی ختم نہ کر سکا۔

چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ يَهُوْذَا رُوِيَ اَنَّهٗ قَالَ لِاِخْوَتِهٖ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ ذَهَبْتُ اِلٰى اَبِيْ بِقَمِيْصِ التَّرْحَةِ فَدَعُوْنِيْ اَذْهَبُ اِلَيْهِ بِقَمِيْصِ الْفَرْحَةِ فَتَرَكُوْهُ۔

"فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ۔ تو جب آیا خوشی سنانے والا اس نے وہ قمیص حضرت یعقوب کے منہ پر ڈالا تو بھی بینائی لوٹ آئی اور فرمایا کیا میں نہ کہتا تھا کہ میں وہ اللہ کی شانیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (برادران یوسف) بولے ابّا جان ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم ہی خطاکار ہیں۔ فرمایا (یعقوبؑ نے) میں عنقریب تمہارے لیے بخشش مانگوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت جب درست ہو گئی تو یہوذا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال پوچھا۔

یہوذا نے کہا حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا مجھے بادشاہی کا کیا کرنا ہے یہ بتاؤ کہ وہ کس دین اور ملت پر ہیں۔

یہوذا نے عرض کیا وہ دین اسلام پر ہیں۔

آپ نے فرمایا الحمد للہ اب اللہ کی نعمت پوری ہو گئی۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے پچھلی رات نماز پڑھ کر اللہ کے دربار میں برادران یوسف کے لیے بخشش مانگی وہ قبول ہو گئی اور اس کی خبر بذریعہ وحی آئی کہ ان کی دعا قبول ہو گئی۔

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَّرَ الْاِسْتِغْفَارَ اِلَى السَّحَرِ لِاَنَّ الدُّعَاءَ فِيْهِ مُسْتَجَابٌ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہوذا کو کہہ دیا تھا کہ اباجان اور تمام اہل وعیال اور کنبہ کے سب افراد کو مصر لے آؤ اور یہوذا وغیرہ برادران یوسف کے ساتھ دو دو سواریاں کوتل گھوڑوں کی بھیج دی تھیں اور بہت کچھ سامان بھی بھیجا تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے یہ پیام بشارت نظام سن کر اپنے تمام اہل و عیال کو جمع فرمایا تو کل مرد و زن کی تعداد بہتر (۷۲) تھی۔

انہیں مصر کے اندر پہنچ کر اس قدر برکت ہوئی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زائد تھے جس کی تفصیل ہم اول لکھ آئے ہیں۔ با آنکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انکے چار سو برس بعد مبعوث ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنا قافلہ لے کر قریب مصر ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملک اعظم کو اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور کافی مصری سوار ہمراہ لے کر آپ اپنے والد ماجد کے استقبال کے لیے صدہا ریشمی پھریرے اڑاتے قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہوذا کے ہاتھ کے سہارے تشریف لا رہے تھے جب آپ کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا جنگل میں منگل ہے۔ تمام صحرا زرق برق سواروں سے بھرا ہوا ہے تو آپ نے یہوذا سے فرمایا کیا یہ فرعون مصر کا لشکر ہے۔ جو اس شان و شکوہ سے آ رہا ہے۔

یہوذا نے عرض کیا حضور یہ فرعونی لشکر نہیں بلکہ آپ کے نور نظر لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کا لشکر ہے۔

آپ متعجبانہ نظر سے اس لشکر کے تجمل کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ روح الامین عرض پیرا ہوئے۔ حضور فضائے ہوائی میں نظر فرمائیں آپ کے اس جشن میں ملائکہ سماوی بھی شریک ہوئے ہیں جو آپ کے غم میں آپ کے ساتھ روتے رہے ہیں۔

آج ان کی تسبیح اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ طبل و بوق کی آوازیں سنیئے۔

یہ ہجرت زدہ قافلہ ۱۰ محرم الحرام کو ایک جگہ جمع ہوا اور والد و ولد پسر و پدر قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو سلام کرنا چاہا کہ جبریل امین نے عرض کیا حضور خاموش رہیں آج ابتداء بہ سلام کا موقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیجیئے۔

چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَامُذْهِبَ الْاَحْزَانِ۔ اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے تجھ پر سلام ہو۔

پھر ہجران کشیدہ باپ حضرت یعقوب علیہ السلام اور مصائب و آلام چشیدہ حضرت یوسف علیہ السلام دونوں گلے ملے اور گریۂ حسرت میں دونوں خوب روئے۔

پھر اس مزین و آراستہ فرودگاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے لیے آراستہ کی گئی تھی بہ یعقوبی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیمپ خیموں اور مکلف فرش فروش سے آراستہ تھا۔
یہ پہلا دخول حدود مصر میں تھا۔
اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ یہ تمام واقعہ روح المعانی میں مذکور ہے۔

"فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْہِ اَبَوَیْہِ۔ تو جب وہ سب یوسف کے یہاں داخل ہوئے اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ چاہے تو امان کے ساتھ"۔

اب یہ دوسرا دخول شہر مصر کا ہے کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیُّ اَحَدُھُمَا دُخُوْلٌ عَلَیْہِ خَارِجَ الْبَلْدَۃِ وَالثَّانِیْ دُخُوْلٌ فِی الْبَلْدَۃِ اٰوٰی اِلَیْہِ اَبَوَیْہِ وَالْمُرَادُ بِھِمَا اَبُوْہُ وَخَالَتُہٗ لَیَّا۔ یہاں والدین سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی خالہ لیّا ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے اس سے مراد والدہ یوسف علیہ السلام راحیل ہی ہیں
اور خالہ قائم مقام ماں کے ہوتی ہے جیسے چچا قائم مقام باپ کے ہوتا ہے۔
تو آپ نے فرمایا اب شہر میں امن وامان سے داخل ہو جیئے۔

"وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ۔ اور بلند کیا ماں باپ کو تخت پر اور سب اس کے لیے سجدہ میں گرے"۔
جب دخول ثانی حضرت یعقوب اور برادران یوسف کا مصر کے اندر ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے والدین کو یا اپنے والد اور خالہ کو تخت پر بٹھایا اور ان کا اکرام کیا تو والد اور ماسی یعنی خالہ اور تمام بھائی سجدہ تحیت و تواضع میں گرے۔

یہ سجدۂ تحیت یا تعظیمی شریعت یوسفی میں جائز تھا۔
اور شریعت محمدیہ میں سجدہ خواہ تعظیمی ہو یا تحیت ہو حرام ہے ہماری شریعت میں تعظیم کے لیے قیام مصافحہ، دست بوسی جائز کی گئی
مسئلہ سجدۂ عبادت اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کے لیے کسی صورت اور کسی نیت سے جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا شرک ہے اور اگر وہی سجدہ بہ نیت عظمت ہو جیسے سجدۂ تعظیمی کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ بھی حرام ہے اگر چہ اس نیت سے یہ سجدہ شرک نہیں۔ لیکن مرتکب حرام فاسق ہے اور محلل حرام کافر خارج از اسلام۔
صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں سجدہ کرنے کی اجازت چاہی تھی تو حضور نے منع فرمادیا۔ بلکہ فرمایا اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَتَسْجُدُ ھَا۔ بھلا یہ تو بتا اگر تو ہماری قبر سے گذرے گا تو کیا اسے بھی سجدہ کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں تو فرمایا جس کی قبر کو سجدہ نہیں اس کے عین حیات بھی اسے سجدہ نہیں۔ کیونکہ یہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرستش ہے اور پرستش سوا حی وقیوم کسی کی بھی جائز نہیں۔

اور اسی لیے قرآن کریم میں ہے لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ سورج چاند کو سجدہ نہ کرو اور سجدہ اللہ تعالٰے ہی کو کرو جس نے تمام کائنات اور چاند سورج پیدا فرمائے۔

مختصر یہ کہ خالق کے لیے سجدہ ہے اور مخلوق کے لیے ہرگز سجدہ روا نہیں۔

اور وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا میں بھی معنی حقیقی لینے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ صاحب روح المعانی نے ان تمام اختلافات کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے وہو ہذا۔

وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا۔ اَیْ عَلَی الْجِبَاهِ کَمَا هُوَ الظَّاهِرُ وَهُوَ کَمَا قَالَ اَبُو الْبَقَاءِ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ لِاَنَّ السُّجُوْدَ یَکُوْنُ بَعْدَ الْخُرُوْرِ وَکَانَ جَائِزًا عِنْدَهُمْ۔

یہ سجدہ پیشانی سے تھا اس لیے کہ سجدہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔

دوسرا قول ہے وَهُوَ جَارٍ مَجْرَی التَّحِیَّةِ وَالتَّکْرِمَةِ کَالْقِیَامِ وَالْمُصَافَحَةِ وَتَقْبِیْلِ الْیَدِ وَنَحْوِهَا مِنْ عَادَاتِ النَّاسِ الْفَاشِیَةِ فِی التَّعْظِیْمِ وَالتَّوْقِیْرِ۔ سجدہ سے مراد تعظیم وتکریم و تحیہ ہے جیسے قیام اور مصافحہ اور ہاتھ چومنا اور مثل اس کے تعظیم وتکریم ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ کَانَ السُّجُوْدُ تَحِیَّةَ الْمُلُوْکِ عِنْدَهُمْ۔ سجدۂ تحیت بادشاہوں میں تھا انکے نزدیک وَاَعْطَی اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ الْاُمَّةَ السَّلَامَ تَحِیَّةَ اَهْلِ الْجَنَّةِ کَرَامَةً مِّنْهُ تَعَالٰی۔ اللہ تعالٰے نے اس امت مرحومہ کو سلام تحیت اہل جنت عطا فرمایا یہ احترام ہے اس امت کا۔

مَا کَانَ ذٰلِکَ اِلَّا اِیْمَاءً بِالرَّاْسِ۔ یہ سجدہ ایسا نہ تھا بلکہ سر سے اشارہ کرنے کا تھا۔

وَقِیْلَ کَانَ کَالرُّکُوْعِ الْبَالِغِ دُوْنَ وَضْعِ الْجَبْهَةِ عَلَی الْاَرْضِ۔ ایک قول ہے کہ وہ سجدہ مثل رکوع کے تھا وضع جبہہ علی الارض اس میں نہیں تھا۔

وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِهِ التَّوَاضُعُ غَیْرَ الْمُرَادِ بِهِ الْخُرُوْرُ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد محض تواضع ہے۔ اس کے علاوہ ما نحن فیہ کی تائید میں اور اقوال بھی ہیں جو بخوف طوالت نہیں لکھے گئے۔

" وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ اور کہا (یوسف نے) ابا جان یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ بے شک کر دیا اسے میرے رب نے سچ اور بے شک اسی نے احسان کیا مجھ پر کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ نا چاقی ڈال دی تھی شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بے شک میرا رب آسان کرنے والا ہے جس بات کو چاہے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے"۔

یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے صغر سنی میں دیکھا تھا جس کا سورۃ کے شروع میں ذکر ہو چکا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ - یہاں اخرجنی من السجن سے اپنے ابتلاء و مصائب کا ذکر اس وجہ میں فرمایا اور کنوئیں کا تذکرہ نہ کیا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں۔

ارباب سیر و تواریخ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں چوبیس سال عیش و آرام سے رہے۔ (روح المعانی)

اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ پر آلوسی لکھتے ہیں ای لطیف التدبیر اذ ما من صعب الا وتنفذ فیہ مشیتہ تعالیٰ ومتسھل دونھا کذا افادہ غیرہ۔

جب آپ کی وفات کے دن قریب ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ انہیں ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحق علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا جائے بعد وفات حضرت یوسف علیہ السلام نے سال کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسد اطہر رکھ کر شام میں پہنچایا اور حضرت عیص برادر یعقوب علیہ السلام کی وفات بھی اسی وقت ہوئی اور آپ کی ولادت بھی ساتھ ہی ہوئی تھی دفن بھی ایک ہی قبر میں کیے گئے۔

حضرت یعقوب اور حضرت عیص علیہما السلام دونوں کی عمر ایک سو پنتالیس سال تھی۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا فرمائی۔

"رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ۔ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے تاویل احادیث کا فن سکھایا۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے تو ہی میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں اٹھا مجھے مسلمان اور ان سے ملا جو تیرے قرب کے لائق صالح ہیں"

اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کا ایک ایک لفظ وہ ہے جس سے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود ہے۔

اور الحاق بالصالحین سے مراد حضرت ابراہیم و حضرت اسحق و حضرت یعقوب علیہم السلام انبیاء کرام مراد ہیں۔ قرآن کریم میں صالحین دو قسم کے ہیں ایک تَکُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ ہیں اور ایک اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ہیں۔

اور چونکہ انبیاء کرام تمام معصوم ہوتے ہیں بنا بریں حضرت یوسف علیہ السلام کی معصومیت میں بھی کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا تو یہ دعا اظہار انکسار کے لیے ہے یا تعلیم امت کے لیے کہ وہ ہمیشہ حسن خاتمہ اور صلاحیت کی دعا کرتے رہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام تیئس سال دنیا میں بقید حیات رہے پھر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی وفات ہوگئی۔

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ۔ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا ایکا کیا تھا اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور نہیں اکثر آدمی جو تمہاری خواہش پر ایمان لائیں اور تم نہیں مانگتے اس تبلیغ پر ان سے کوئی بدلہ نہیں ہے یہ مگر سارے جہان کو نصیحت"۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دفن میں اہل مصر نے بڑا اختلاف کیا۔

حالانکہ آپ کی وصیت یہی تھی کہ انہیں اسی زمین میں دفن کیا جائے جہاں حضرت ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام مدفون ہیں۔ لیکن مصری یہ چاہتے تھے کہ حضرت یہاں ہی دفن ہوں بلکہ ہر محلہ والا اپنے محلہ میں دفنانے پر مصر تھا۔

آخر یہ رائے طے پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ کی قبر مبارک سے چھوتا ہوا گذرے اور اس کی برکت سے تمام اہل مصر فیضیاب ہوں۔ چنانچہ آپ کو سنگ رخام یا سنگ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ کی قبر مبارک چار سو برس تک وہیں رہی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تابوت سنگی نیل سے نکالا اور آپ کے آباء کرام کے پاس ملک شام میں لے جاکر دفن کیا۔

اور اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ سے مراد برادران یوسف کا خفیہ مشورہ ہے اور وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ سے مراد تعلیم قرآن کریم ہے اور انباء غیب سے مراد وہ اخبارات بھی ہیں جو حضور نے بیان فرمائیں۔ اور واقعہ یوسف علیہ السلام۔ حالات نوح و لوط علیہم السلام کا تفصیل سے بیان کرنا غیبی خبر اور معجزہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی آپ کتنا ہی انہیں ایمان کی طرف بلائیں یہ ایمان نہ لائیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں ۱۲ رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝	اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ گذرتے ہیں لوگ ان پر اور وہ ان سے بے خبر ہی رہتے ہیں
وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝	اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے مگر شرک کرتے ہوئے
اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ	کیا اس سے امن میں ہیں کہ آئے اللہ کا عذاب انہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

گھیر لینے والا یا آجائے قیامت اچانک اور وہ بے خبر رہ جائیں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

فرمادیجئے یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر میں اور جو میرے پیرو ہیں اور پاکی ہے اللہ کو اور میں مشرک نہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور نہ بھیجا ہم نے تم سے پہلے رسول مگر سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے ہیں اور سب شہر والے تھے تو کیا یہ لوگ سیر نہیں کرتے زمین میں تو دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے تو کیا تمہیں عقل نہیں

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

حتیٰ کہ جب مایوس ہوئے رسول ظاہر اسباب سے اور سمجھے لوگ کہ رسول نے ان سے غلط کہا تھا تو آئی ہماری مدد تو نجات دی ہم نے جسے چاہا اور نہیں پھر سکتا ہمارا عذاب قوم مجرمین سے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک ان کے قصوں سے عبرت ہوتی ہے عقل والوں کو نہیں یہ کوئی بنائی ہوئی بات لیکن تصدیق ہے ان کے لیے جو ان سے اگلے ہیں اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت و رحمت ایمان والی قوم کو۔

حلِ لغات بارہواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

وَكَاَيِّنْ۔ اور کتنے ہی — مِّنْ اٰيَةٍ۔ نشان ہیں — فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں — يَمُرُّوْنَ۔ گزرتے ہیں — عَلَيْهَا۔ اس پر — وَهُمْ۔ اور وہ

عَنْهَا۔ اس سے — مُعْرِضُوْنَ۔ منہ پھیرتے ہیں — وَمَا۔ اور نہیں — يُؤْمِنُ۔ ایمان لاتے

اَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے — بِاللّٰهِ۔ اللہ پر — اِلَّا وَهُمْ۔ مگر وہ ہوتے ہیں — مُشْرِكُوْنَ۔ شرک کرنے والے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَفَاَمِنُوْا۔ کیا وہ مطمئن ہیں　اَنْ۔ یہ کہ　تَاْتِیَھُمْ۔ آئے انکے پاس

غَاشِیَۃٌ۔ ڈھانپنے والی　مِّنْ عَذَابِ۔ عذاب　اللّٰہِ۔ الٰہی سے　اَوْ۔ یا

تَاْتِیَھُمُ۔ آئے انکے پاس　السَّاعَۃُ۔ قیامت　بَغْتَۃً۔ ناگہاں　وَّھُمْ۔ اور وہ

لَا یَشْعُرُوْنَ۔ نہ جانتے ہوں　قُلْ۔ کہہ　ھٰذِہٖ۔ یہ ہے

سَبِیْلِیْ۔ میری راہ　اَدْعُوْا۔ میں بلاتا ہوں　اِلَی۔ طرف　اللّٰہِ۔ اللہ کی

عَلٰی بَصِیْرَۃٍ۔ بصیرت پر　اَنَا۔ میں　وَمَنِ۔ اور وہ جس نے

اتَّبَعَنِیْ۔ پیروی کی میری　وَسُبْحٰنَ۔ اور پاک ہے　اللّٰہِ۔ اللہ　وَمَا۔ اور نہیں

اَنَا۔ میں　مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکوں سے　وَمَا۔ اور نہیں

اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے　مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے　اِلَّا۔ مگر　رِجَالًا۔ مردوں کو

نُّوْحِیْٓ۔ وحی کرتے ہیں ہم　اِلَیْھِمْ۔ ان کی طرف　مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی۔ بستیوں والوں سے

اَفَلَمْ۔ کیا نہیں　یَسِیْرُوْا۔ پھرے وہ　فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں　فَیَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھیں وہ

کَیْفَ۔ کیسا　کَانَ۔ ہوا　عَاقِبَۃُ۔ انجام　الَّذِیْنَ۔ ان کا

مِنْ قَبْلِھِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے　وَلَدَارُ۔ اور یقینا گھر　الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کا

خَیْرٌ۔ بہتر ہے　لِّلَّذِیْنَ۔ ان کے لیے جو　اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہیں　اَفَلَا۔ کیا نہیں

تَعْقِلُوْنَ۔ تم سمجھتے　حَتّٰی۔ یہانتک کہ　اِذَا۔ جب　اسْتَیْئَسَ۔ مایوس ہو گئے

الرُّسُلُ۔ رسول　وَظَنُّوْا۔ اور خیال کر چکے　اَنَّھُمْ۔ کہ وہ　قَدْ۔ یقینا

کُذِبُوْا۔ جھٹلائے گئے　جَآءَھُمْ۔ آئی انکے پاس　نَصْرُنَا۔ ہماری مدد　فَنُجِّیَ۔ پھر نجات دیا گیا

مَنْ۔ وہ جسے　نَّشَآءُ۔ ہم نے چاہا　وَلَا۔ اور نہیں　یُرَدُّ۔ پھیرا جاتا

بَاْسُنَا۔ ہمارا عذاب　عَنِ الْقَوْمِ۔ قوم　الْمُجْرِمِیْنَ۔ مجرمین سے　لَقَدْ۔ بے شک

کَانَ۔ ہے　فِیْ قَصَصِھِمْ۔ ان کے واقعات میں　عِبْرَۃٌ۔ عبرت

لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ عقلمندوں کے لیے　مَا کَانَ۔ نہیں ہے　حَدِیْثًا۔ بات

یُّفْتَرٰی۔ بنائی ہوئی　وَلٰکِنْ۔ اور لیکن　تَصْدِیْقَ۔ تصدیق ہے　الَّذِیْ۔ اس کی

بَیْنَ یَدَیْہِ۔ جو اس سے پہلے ہے　وَتَفْصِیْلَ۔ اور تفصیل ہے　کُلِّ۔ ہر ایک

شَیْءٍ۔ چیز کی　وَّھُدًی۔ اور ہدایت　وَّرَحْمَۃً۔ اور رحمت　لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم

یُّؤْمِنُوْنَ۔ ایمان والی کے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو بارہواں رکوع۔ یوسف۔ پ ۱۳

" وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ گذرتے ہیں اس پر لوگ اور وہ ان سے بے خبر ہوتے ہیں"۔

یعنی خالق اور اس کی توحید وصفات پر دلالت کرنے والی بہت سی نشانیاں ہلاک شدہ امتوں اور ان کے کھنڈرات ہر مقام پر ہیں اور دیکھنے والے انہیں دیکھ کر بجائے عبرت حاصل کرنے کے اعراض کرتے ہیں۔ "كَاَيِّنْ" کے معنی كَمْ مِّنْ آيَةٍ ہوتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں اِنَّ كَاَيِّنْ - اِسْمُ كَمِّ التَّكْثِيْرِيَّةِ الْخَبَرِيَّةِ فِي الْمَعْنٰى مُرَكَّبٌ مِّنْ كَافِ التَّشْبِيْهِ -

" وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ - اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے اللہ پر مگر شرک کرتے ہوئے"۔

ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ، شعبی اور قتادہ اور اکثر مفسرین اس آیت کریمہ کو رد مشرکین کے لیے بتاتے ہیں اس لیے کہ وہ خالقیت و رازقیت الٰہی کا اقرار کرنے کے باوجود بت پرستی کرتے اور غیروں کو عبادت میں اللہ کا شریک مانتے ہیں۔

وہ ایام حج میں تلبیہ بھی کہتے تو اس طرح کہتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ۔

وَعَنِ ابْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَقَتَادَةَ وَمُجَاهِدٍ اَيْضًا اِنَّ هٰؤُلَاءِ كُفَّارُ الْعَرَبِ مُطْلَقًا اَقَرُّوْا بِالْخَالِقِ الرَّازِقِ الْمُمِيْتِ وَاَشْرَكُوْا بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ۔

وَقِيْلَ اَشْرَكُوْا بِقَوْلِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا اِنَّهُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ اَقَرُّوْا بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَشْرَكُوْا بِهٖ مِنْ حَيْثُ كَفَرُوْا بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَوْ مِنْ حَيْثُ عَبَدُوْا عُزَيْرًا وَالْمَسِيْحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

وَقِيْلَ كَفَرُوْا بِالنَّبِيِّ وَاتِّخَاذِهِمْ اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا۔

یہ کفار عرب کے حق میں نازل ہوئی وہ اللہ تعالے کو خالق رازق۔ ممیت ماننے کے باوجود شرک کرتے تھے بتوں کو پوج کر۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے کہ سب کچھ مان کر بھی کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔
اور ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں اللہ تعالے کی توحید تسلیم کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اور حضرت عزیر اور مسیح علیہما السلام کو پوجتے ہیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ عیسٰی و عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے اور اپنے رہبان و احبار کو رب اعتقاد کرتے ہیں۔
اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بزرگان دین، صوفیائے سالکین، غوث، قطب، ابدال، اوتاد حتی کہ انبیاء کرام کو جو بھی رب اعتقاد کرلے وہ مسلمان نہیں۔ مگر ان سے خوش اعتقادی، انہیں اللہ کا مقرب جاننا، ان سے بلاؤں کے دفع میں دعاؤں سے مدد لینا۔ ان کے حضور حاضر آنا، استعانت کرنا یہ سب چیزیں جائز اور مباح ہیں ان سے مسلمان کے اسلام پر اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ صادق نہیں آتا۔ اس لیے کہ وہ انہیں رب تسلیم کرتے تھے اور جو شخص انہیں مقرب الٰہی سمجھے حتی کہ مستجاب الدعوات بھی جانے وہ اس حکم میں نہیں۔
"اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔ کیا اس سے امن میں ہو کہ آجائے تمہیں گھیرتا ہوا عذاب الٰہی یا آجائے قیامت اچانک اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔"
اس آیت کریمہ میں استفہام انکاری ہے جو توبیخ و تہدید کے معنی بھی رکھتا ہے۔ کما فی البحر۔
گویا مشرکین عرب اور اہل کتاب کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہیں کس چیز سے امن حاصل ہے اگر عذاب الٰہی تمہیں گھیر لے یا قیامت آجائے اور اچانک آجائے تو تم کیا کرو گے۔ لہٰذا اے محبوب
"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ۔ فرما دیجئے یہ میری راہ ہے میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ میں اور جو میرا پیرو ہو اور اللہ کے لیے پاکی ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں۔"
اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ میں توحید کی راہ پر بلاتا ہوں اور دعوت ایمان دیتا ہوں۔ دل کی آنکھ والوں کو میں اور جو میرے پیرو ہیں۔ یعنی مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ میں اور میرے صحابہ جو احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں اور یہ معدن علم، فراستِ ایمان و لشکر رحمٰن ہیں۔
ابن مسعود فرماتے ہیں کہ طریقۂ مصطفٰے علیہ التحیہ والثناء اگر حاصل کرنا ہو تو گذرے ہوئے لوگوں کا طریقہ حاصل کرو اس لیے کہ وہ حضور کے اصحاب ہیں جن کے دل امت میں سب سے زیادہ پاک ہیں۔
ان کے علوم سب سے زیادہ عمیق ہیں۔
اور ان میں تکلف اور بناوٹ سب سے کم۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالے نے اشاعتِ دین محمد مصطفٰی کے لیے برگزیدہ کرلیا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ۔ وہ ذات وہ ذات ہے کہ اسی کے لیے پاکی زیبا ہے وہی جملہ عیوب و نقائص اور شرکاء و انداد سے منزّہ ہے"۔

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے رسول مگر مرد ہی تھے وحی کرتے ہیں ہم ان پر وہ سب شہر کے ہی ساکن تھے"۔

یعنی رسول جتنے بھی ہم نے بھیجے وہ نہ فرشتے تھے نہ عورت۔ یہ اہل مکہ کو جواب ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نبی نہ بنایا انہیں کہا گیا کہ اس میں تمہیں تعجب کیوں ہے جبکہ تم سے پہلے بھی کبھی کوئی نبی فرشتہ ہو کر نہیں آیا۔ من اہل القریٰ سے یہ مراد ہے جیسا کہ حسن سے مروی ہے کہ اہل بادیہ اور جنات میں سے بھی کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ نبی ہمیشہ اہل قری یعنی شہری ہوگا۔

"اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ۔ تو کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے تو دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں"۔

یعنی عاد۔ ثمود۔ قوم نوح۔ قوم لوط وغیرہ پہلی قومیں کس طرح ہلاک کی گئیں اور یہ سب سزا انبیاء کرام کو جھٹلانے کی تھی۔

"حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْاَسَ الرُّسُلُ۔ حتیٰ کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھنے لگے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچالیا اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب قوم مجرمین سے"۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ اسباب ظاہر جب منقطع ہو گئے اور منکرین اپنی قساوت پر اڑے رہے تو انبیاء کرام ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے اور مثل نوح علیہ السلام کہہ بیٹھے رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ اور منکرین و مشرکین تعویق عذاب سے مغرور و مطمئن ہو گئے حالانکہ عذاب الٰہی میں تاخیر ہوتے اور عیش و آسائش میں ان کا زیادہ دیر رہنا انہیں غلطی میں پھانس دیتا ہے۔ حالانکہ پہلی امتوں کو بھی مہلتیں دی جا چکی ہیں (تفسیر ابو السعود) اور جب وہ عذاب کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو اچانک ان پر عذاب آیا اور وہ عذاب پھر کسی دنیاوی قوت سے نہ لوٹایا گیا۔

"لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ بے شک ان کے قصوں میں عبرت ہے عقل والوں کے لیے یہ کوئی ایسی بات نہیں جس میں افتراء ہو لیکن اپنے کاموں کی تفصیل ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے"۔

یعنی انبیاء کرام کے قصص و واقعات اور ان کی قوم کے حالات جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقعہ سے بڑے بڑے نتائج منکشف ہوتے ہیں۔

اس قصہ سے صبر کا نتیجہ ملتا ہے سلامت وکرامت کا۔

ایذا رسانی اور بدخواہی کا انجام ندامت ہوتا ہے۔

اللہ پر بھروسہ رکھنے والا آخرکار کامیاب ہوتا ہے۔

بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔

اگر رحمت الٰہی دستگیری فرمائے تو کسی کی بداندیشی، بدخواہی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

اس کے بعد قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے۔

"مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى۔ نہیں ہے یہ کوئی گھڑی ہوئی افتراء پردازی کہ کسی انسان نے اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہو۔ کیونکہ اس کا اعجاز من جانب اللہ ہونے کو قطعی طور پر ثابت کر رہا ہے۔ اس میں ہر چیز کا مفصل بیان اس شان سے ہے کہ وہ انسان کے قبضۂ قدرت سے بالاتر ہے اور توریت وانجیل وغیرہ کتب آلہیہ کی یہ مصدق اور وہ اس کی مصدق ہیں اور عامۂ مؤمنین کے لیے یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے۔

بحمد اللہ سورۂ یوسف بخیر وخوبی ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الرَّعْد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ مکی ہے اس کی تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

طریق مجاہد سے ابن عباس اور علی بن ابی طلحہ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے۔

اس کے علاوہ باختلاف روات اس کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور بعض مکی۔

چنانچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے مگر ستائیس آیتیں کوفی ہیں اور چار مدنی اور پانچ بصری اور سات شامی۔

اس کی فضیلت میں ابن ابی شیبہ اور مروزی فرماتے ہیں کہ اگر دم آخر یہ سورہ پڑھی جائے تو سکرات میں تخفیف ہوتی ہے اور اگر میت پر پڑھی جائے تو اس کی سختی میں تخفیف کا موجب ہوتی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع ۔ سورۃ رعد ۔ پ ۱۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع اللہ بخشنے والے مہربان کے نام سے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور وہ جو نازل کی گئی تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستون کہ تم دیکھو پھر قصد کیا عرش کا اور مسخر کیا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے مقررہ وعدے پر تدبیر کرتا ہے کام کی مفصل بتاتا ہے نشانیاں تاکہ تمہیں رب سے ملنے کا پورا یقین ہو۔

وَهُوَ الَّذِىۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡهٰرًا ؕ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيۡهَا زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝

اور وہ وہ ہے جس نے پھیلایا زمین کو اور کیا اس میں لنگروں کو اور نہریں بنائیں اور ہر قسم کے پھل بنائے اس میں وہ دو طرح کے چھپاتا ہے رات سے دن کو اور دن کو رات سے بیشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں فکر کرنے والوں کو

وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّنَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰى بَعۡضٍ فِى الۡاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝

اور زمین میں مختلف قطعے پاس پاس ہیں اور باغ انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت ایک تھنے کے اور الگ الگ سیراب کیے ہوتے ایک ہی پانی سے اور بہتر کرتے ہیں ایک کو دوسرے سے پھلوں پر ذائقوں میں بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝

اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب تو ان کے کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئی پیدا وار ہوں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب سے اور یہ وہ ہیں کہ طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں اور یہی جہنم والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥

اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے رحمت سے پہلے عذاب کی اور بے شک ان سے اگلوں کو سزائیں ہو چکیں اور بے شک تمہارا رب بخشش کرنے والا ہے لوگوں پر ان کے ظلم کے باوجود اور بے شک تمہارا رب سخت سے عذاب دینے ہیں۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ٥

اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہوئے کیوں نہ نازل ہوئی نشانی ان پر ان کے رب سے تم تو اے محبوب ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ہادی۔

حل لغات پہلا رکوع۔ سورۂ رعد۔ پ ۱۳

الٓمّٓرٰ	تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آئتیں ہیں	الْكِتٰبِ۔ کتاب کی
وَالَّذِيْٓ۔ اور وہ جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
الْحَقُّ۔ حق ہے	وَلٰكِنَّ۔ اور لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے		اَللّٰهُ۔ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے
رَفَعَ۔ بلند کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو	بِغَيْرِ۔ بغیر	عَمَدٍ۔ ستون کے
تَرَوْنَهَا۔ کہ دیکھو تم اس کو	ثُمَّ۔ پھر	اسْتَوٰى۔ قصد کیا	عَلَى۔ اوپر
الْعَرْشِ۔ عرش کے	وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا	الشَّمْسَ۔ سورج	وَالْقَمَرَ۔ اور چاند کو
كُلٌّ۔ ہر ایک	يَّجْرِيْ۔ چلتا ہے	لِاَجَلٍ۔ واسطے مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر کے
يُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے	الْاَمْرَ۔ کام کی	يُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتا ہے	الْاٰيٰتِ۔ آئتیں
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	بِلِقَآءِ۔ ساتھ ملاقات	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کے	تُوْقِنُوْنَ۔ یقین کرو
وَهُوَ۔ اور وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے کہ	مَدَّ۔ پھیلایا	الْاَرْضَ۔ زمین کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجَعَلَ۔ اور بنائے   فِيْهَا۔ اس میں   رَوَاسِيَ۔ پہاڑ   وَاَنْهٰرًا۔ اور نہریں
وَمِنْ كُلِّ۔ اور ہر طرح کے   الثَّمَرٰتِ۔ پھل   جَعَلَ۔ بنائے   فِيْهَا۔ اس میں
زَوْجَيْنِ۔ جوڑے   اثْنَيْنِ۔ دو دو   يُغْشِي۔ ڈھانپتا ہے   الَّيْلَ۔ رات کو دن سے
النَّهَارَ۔ اور دن کو رات سے   اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں   لَاٰيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم   يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ سمجھدار کے   وَفِي الْاَرْضِ۔ اور زمین میں ہیں
قِطَعٌ۔ ٹکڑے   مُّتَجٰوِرٰتٌ۔ ملے ہوئے   وَّجَنّٰتٌ۔ اور باغ   مِّنْ اَعْنَابٍ۔ انگوروں سے
وَّزَرْعٌ۔ اور کھیتی   وَّنَخِيْلٌ۔ اور کھجور   صِنْوَانٌ۔ زیادہ ٹہنی والے   وَّغَيْرُ۔ اور نہ
صِنْوَانٍ۔ زیادہ ٹہنیوں والے   يُّسْقٰى۔ پلائے جاتے ہیں   بِمَآءٍ۔ پانی   وَّاحِدٍ۔ ایک سے
وَنُفَضِّلُ۔ اور برتری دیتے ہیں ہم   بَعْضَهَا۔ ان کے بعض کو   عَلٰى۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے   فِي الْاُكُلِ۔ مزے میں   اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں
لَاٰيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں   لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم   يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند کے   وَاِنْ۔ اور اگر
تَعْجَبْ۔ تعجب کرے تو   فَعَجَبٌ۔ تو عجیب ہے   قَوْلُهُمْ۔ ان کی بات   ءَاِذَا۔ کیا جب
كُنَّا۔ ہو جائیں گے ہم   تُرٰبًا۔ مٹی   ءَاِنَّا۔ کیا ہم   لَفِيْ۔ بیچ
خَلْقٍ۔ پیدائش   جَدِيْدٍ۔ نئی کے   اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ ہیں   الَّذِيْنَ۔ جنہوں نے
كَفَرُوْا۔ کفر کیا   بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے   وَاُولٰٓئِكَ۔ اور یہی ہیں کہ   الْاَغْلٰلُ۔ طوق ہوں گے
فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ۔ ان کی گردنوں میں   وَاُولٰٓئِكَ۔ اور یہی ہیں   اَصْحٰبُ۔ ساتھی
النَّارِ۔ آگ کے   هُمْ۔ وہ   فِيْهَا۔ اس میں   خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ۔ اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے   بِالسَّيِّئَةِ۔ برائی   قَبْلَ۔ پہلے
الْحَسَنَةِ۔ نیکی سے   وَقَدْ۔ اور بے شک   خَلَتْ۔ گزر چکی   مِنْ قَبْلِهِمُ۔ ان سے پہلے
الْمَثُلٰتُ۔ سزائیں   وَاِنَّ۔ اور بے شک   رَبَّكَ۔ تیرا رب   لَذُوْ۔ صاحب
مَغْفِرَةٍ۔ بخشش ہے   لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے   عَلٰى ظُلْمِهِمْ۔ ان کے ظلم کے باوجود
وَاِنَّ۔ اور بے شک   رَبَّكَ۔ تیرا رب   لَشَدِيْدُ۔ سخت   الْعِقَابِ۔ عذاب دینے والا ہے
وَيَقُوْلُ۔ اور کہتے ہیں   الَّذِيْنَ۔ وہ جو   كَفَرُوْا۔ کافر ہیں   لَوْلَآ۔ کیوں نہیں
اُنْزِلَ۔ اتاری گئی   عَلَيْهِ۔ اس پر   اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی   مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب سے
اِنَّمَآ۔ سوائے اس کے نہیں   اَنْتَ۔ تو   مُنْذِرٌ۔ ڈرانے والا ہے   وَّلِكُلِّ۔ اور واسطے ہر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَوْمٍ۔ قوم کے   هَادٍ۔ ہدایت دینے والا ہے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورہ رعد۔ پ ۱۳

"الٓمّٓرٰ" اس کی تفسیر میں آلوسی فرماتے ہیں اَنَا اللّٰہُ الْمَلِكُ اَرٰی میں اللہ ہوں۔ بادشاہ ہوں۔ سب کو دیکھ رہا ہوں۔

یہ حروف مقطعات سے ہیں ان کے حقیقی معنی تو اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ اللہ ہی جانتا ہے مگر معنی نادیلی وہ ہوسکتے ہیں جو آپ کو بتائے گئے۔

اَخْرَجَ اِبْنُ جَرِیْرٍ وَّاَبُو الشَّیْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ مَعْنٰی ذَالِكَ اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَرٰی۔ یہ متعدد اقوال میں سے ایک مشہور قول ہے۔

"تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ۔ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور وہ جو نازل ہوئی تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے"۔

یہ قرآن کریم کی آیتیں ہیں اور جو آپ پر نازل ہوا وہ بھی قرآن کریم ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ حق ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں اور جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے اور مشرکین مکہ کی طرح بکواس کرتے ہیں کہ یہ کلام حضور ہی کا ہے انہوں نے خود بنالیا ہے ان کا اس آیۂ کریمہ میں ردّ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ اپنی شان ربوبیت کے دلائل اور عجائب قدرت کا بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستون کہ تم دیکھو پھر عرش کی طرف قصد فرمایا اور سورج اور چاند مسخر کیے ہر ایک مدت مسمّٰی تک چلتا ہے۔ تدبیر فرماتا ہے تمام کاموں کی اور مفصل بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں تاکہ تمہیں اپنے رب سے ملنے کا یقین ہو"۔

صاحب جمل اور خازن فرماتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں۔

ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند فرمایا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ درحقیقت کوئی ستون نہیں ہے۔

دوسرے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ ستون کے ہوتے ہوئے تم اسے بلا ستون دیکھ رہے ہو۔ ان دونوں میں سے قول اول صحیح ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّہٗ قَالَ السَّمَاءُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلٰی اَرْبَعَةِ اَمْلَاكٍ - كُلُّ زَاوِيَةٍ مُوَكَّلٌ بِهَا مَلَكٌ ۔ آسمان چار گوشوں پر ہے اور ہر گوشہ پر فرشتہ اسے تھامے ہوئے ہے۔

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ اَنَّ الْعَمَدَ جَبَلُ قَافٍ فَاِنَّهٗ مُحِيْطٌ بِالْاَرْضِ وَالسَّمَآءُ عَلَيْهِ كَالْقُبَّةِ - بعض کا یہ خیال ہے کہ آسمان کا ستون کوہ قاف ہے اس لیے کہ وہ محیط علی الارض ہے اور اس پر آسمان مثل قبہ یا سرپوش کے ہے"۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فَالْحَقُّ اِنَّ الْعَمَدَ قُدْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰی وُجُوْدِ الصَّانِعِ الْحَكِيْمِ تَعَالٰی شَانُهٗ - حق بات یہ ہے کہ آسمان کا ستون قدرت الٰہی ہے اور یہ دلیل واضح ہے وجود صانع حکیم پر۔

اور فلاسفۂ قدیم نے تصریح کی ہے۔ کہ بِاَنَّ الْمَرْئِیْ هُوَ كُرَةُ الْبُخَارِ وَثِخْنُهَا كَمَا قَالَ صَاحِبُ التُّحْفَةِ - اَحَدٌ وَّخَمْسُوْنَ مِيْلًا وَتِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ دَقِيْقَةً وَالْمَجْمُوْعُ سَبْعَةَ عَشَرَ فَرْسَخًا وَثُلُثُ فَرْسَخٍ تَقْرِيْبًا۔ جو ہمیں یہ نظر آرہا ہے یہ کرہ بخار ہے اور اس کا حجم صاحب تحفہ کے نزدیک اکیاون میل اور انسٹھ دقیقہ ہے جس کا مجموعہ سترہ فرسخ اور ایک ثلث ہے اور یہ تخمینہ تقریبی ہے۔

اور بعض محققین کہتے ہیں کہ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا مَانِعَ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ كَوْنِ الْمَرْئِیْ هُوَ السَّمَآءُ الدُّنْيَا الْمُسَمَّاةُ بِفَلَكِ الْقَمَرِ عِنْدَ الْفَلَاسِفَةِ - یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ جو ہمیں نظر آرہا ہے وہ سماء دنیا ہے جس کا نام فلک القمر ہے فلاسفہ کے نزدیک۔

پھر ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جسے حضور تک مرفوع کیا گیا ہے۔
مِنْهَا اِنَّ وَرَآءَ اَرْضِنَا بَحْرًا مُحِيْطًا ثُمَّ جَبَلًا يُقَالُ لَهٗ قَافٌ ثُمَّ اَرْضًا ثُمَّ بَحْرًا ثُمَّ جَبَلًا وَهٰكَذَا عَدَّ سَبْعًا مِّنْ كُلٍّ۔
ہماری زمین سے پرے ایک بحر محیط ہے پھر پہاڑ ہے جسے قاف کہتے ہیں پھر زمین ہے پھر دریا ہے اور پھر پہاڑ ہے اس طرح سات طبقے گناتے ہیں۔ والعلم عند اللہ علی حقیقۃ الحال۔

"ثُمَّ اسْتَوٰی۔ پھر استوی فرمایا جیسا کہ اس کے لیے زیبا و لائق ہے عرش پر۔ اس کے متعلق مفسرین نے فرمایا اِسْتِعَارَةٌ تَمْثِيْلِيَّةٌ لِلْحِفْظِ وَالتَّدْبِيْرِ یعنی یہ استعارہ ہے محافظت اور تدبیر سے۔
اسی وجہ سے بعض نے ثُمَّ اسْتَوٰی کے معنی لیں قصد کرد بسوئے عرش "بھی کیے یعنی تخلیق عرش کی طرف التفات مشیت ہوا۔

بعض نے کہا اِسْتَوٰی بِاسْتَوْلٰی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض اس طرف گئے کہ فَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهِ الْقَصْدُ اِلٰی اِيْجَادِ الْعَرْشِ كَمَا قَالُوْا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لِاَنَّ اِيْجَادَهٗ قَبْلَ اِيْجَادِ السَّمٰوٰتِ۔

یہ قصد الی العرش سے ایجاد عرش مراد نہیں اس لیے کہ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ سے ثابت ہوتا ہے ایجاد عرش ایجاد سماء سے قبل ہوئی۔

بہرحال استوی علی العرش کے معنی یہ ہرگز نہیں جو بعض زنادقہ نے کردئے کہ مستوی عرش ہوا اور اس کے وزن سے معاذ اللہ کرسی چرچرا رہی ہے۔ اس لیے کہ وہ ذات والاصفات جہت و مکان سے منزہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نعت سید عالم میں ایک شعر فرمایا جس میں ذات واجب تعالےٰ شانہ کی صفات کا بھی عقیدہ واضح کردیا۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

"وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ"۔ یعنی سورج اور چاند کو اپنی اطاعت کے لیے ایسا مسخر فرمایا کہ دونوں منازل اور اپنے درجات میں سیدھے چلتے ہیں۔

كَمَا قَالَ تَعَالٰی۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ سورج کی طاقت نہیں کہ چاند کو پکڑلے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے ہر ایک ایک محور میں چل رہے ہیں۔

اور اس رات دن کے انقلاب وتبدل میں بندوں کے منافع اور آبادی کے مصالح ہیں اسی لیے فرمایا كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ہر ایک ایک مقررہ وقت کے وقت چلتے ہیں تاکہ دنوں کا حساب تنخواہوں کے تعین اوقات کے تقاضے سب آسان ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اجل مسمیٰ سے ان کے درجات اور منازل مراد ہیں۔ یعنے دونوں ایک حد تک اپنی منازل میں گردش کرتے ہیں۔ اس سے متجاوز نہیں ہوسکتے۔ شمس و قمر سے ہر ایک کے لیے ایک رفتار ہے سورج اتنا بطی الحرکت ہے کہ ایک سال میں اس کا ایک چکر ختم ہوتا ہے اور چاند اتنا سریع الحرکت ہے کہ ایک مہینہ میں اپنا دورہ پورا کرتا ہے۔

"كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ" امور علم علوی اور سفلی کی تدبیر اسی سے کی جاتی ہے۔

"يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ"۔ مفصل نشانیاں اسی طرح بیان فرماتاہے۔

"لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ"۔ تاکہ تم اللہ سے ملنے کا یقین کرو اور سمجھو کہ نیست کرکے وہ اسی طرح ہست

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے پر قادر ہے جیسے رات ختم کر کے دن لانے پر اسی طرح زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرنے کی بس اسی کو قدرت ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ اور وہی ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا"۔

مدّ الارض اس لیے فرمایا کہ اَلْمَدُّ الْبَسْطُ اَلْمَدُّ اِلٰی مَا لَا یُرٰی مُنْتَهَاهَا۔ یعنی مدّ پھیلانے کو کہتے ہیں مگر مدّ اس پھیلانے کو کہتے ہیں جس کی انتہا نظر نہ آئے۔

ابن ابی حاتم عبداللہ بن عمر سے راوی ہیں اِنَّ الدُّنْیَا مَسِیْرَۃُ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ اَرْبَعُ مِائَۃِ عَامٍ خَرَابٌ وَمِائَۃٌ عُمْرَانٌ۔ دنیا پانچ سو برس کی مسافت تک ہے۔ چار سو برس ویران اور سو برس کا بُعد مسافت آباد ہے۔

"وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ۔ اور اس میں لنگر ڈالے"۔

رواسی پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ جِبَالًا ثَوَابِتَ فِیْ اَحْیَازِهَا مِنَ الرَّسْوِ وَهُوَ ثَبَاتُ الْاَجْسَامِ الثَّقِیْلَۃِ۔ رواسی جمع ہے رسو کی وہ بھاری جسم ہیں جو ایک جگہ قائم ہوں یعنی ان سے مراد پہاڑ ہیں سعدی علیہ الرحمۃ بھی فرما چکے ہیں ؎

زمین از تپ ولرزہ آمد ستوہ　　　　بر و کوفت بر دامنش میخ کوہ

اس لحاظ سے رواسی میخوں کے معنی میں ہے۔ رَسو میخ اور لنگر بھی درحقیقت جہازوں کے لیے میخ ہیں کہ اس سے جہاز قائم رہ سکے۔ تو زمین بھی چونکہ پانی اور ہوا پر ہے تو اس کی نوعیت بھی ایک جہاز کی شکل میں ہے۔ بنابریں اس کے قائم رکھنے کو پہاڑوں کے لنگر یا میخ تجویز ہوئے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ فَخَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْجِبَالَ عَلَیْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِیْدُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْحَدِیْدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَاءُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ الْهَوَاءُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْهَوَاءِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ یَتَصَدَّقُ الصَّدَقَۃَ بِیَمِیْنِهٖ یُخْفِیْهَا عَنْ شِمَالِهٖ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کے قائم رکھنے کو پہاڑ پیدا فرمائے جس سے وہ ٹھہر گئی تو ملائکہ نے عرض کیا الٰہی پہاڑوں سے زبردست مخلوق بھی پیدا کی ہے فرمایا ہاں لوہا پھر سوال ہوا اس سے بڑی مخلوق فرمایا ہاں۔ آگ اور اس سے زبردست پانی اور پانی سے زبردست ہوا اور ہوا سے زبردست انسان کہ وہ صدقہ ایک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ سے ایسی شان میں دیتا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ بے خبر ہوتا ہے۔

گویا صدقہ دے کر مخفی کرنا زمین۔ پہاڑ۔ لوہا۔ آگ۔ پانی۔ ہوا سب سے زبردست کام ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے کہ

سب سے پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس ہے۔ اخرج ابن ابی حاتم عن عطاء۔

اور تمام پہاڑوں کا مجموعہ ۱۸۷ پہاڑ ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ

اقلیم اول میں بیس پہاڑ ہیں۔

اقلیم ثانی میں ستائیس ہیں۔

اقلیم ثالث میں تینتیس ہیں۔

اقلیم رابع میں پچپن ہیں۔

اقلیم خامس میں تیس ہیں۔

اقلیم سادس میں گیارہ ہیں۔

اقلیم سابع میں گیارہ ہیں۔

میزان کل ۱۸۷

"وَاَنْهَارًا۔ اور نہریں بنائیں"

اور نہریں اللہ تعالیٰ نے زمین میں کافی پیدا فرمائیں۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اِنَّهَا مِائَةٌ وَسِتَّةٌ وَّتِسْعُوْنَ نَهْرًا۔ یعنی کل نہریں ایک سو چھیانوے ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ اس سے بھی زائد نہریں ہیں۔

لیکن نہر سے مراد وہ نہریں ہیں جو قدرتی طور پر چشموں اور بارش سے جاری ہیں

فَجَاءَ اَرْبَعَةٌ مِنْهَا مِنَ الْجَنَّةِ۔ چار نہریں جنت کی ہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ۔ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ۔ سیحان۔ جیحان۔ فرات اور نیل یہ سب جنت کی نہریں ہیں۔

پہلی دونوں نہریں جو سیحان اور جیحان ہیں یہ ارض ارمن میں ہیں۔ اور جو بہری کہتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ جیحان شام میں ہے یہ غلط ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور سیحون اور جیحون ان میں سے سیحون نہر ہندی ہے اور وہ پہاڑیوں کے کنارے کنارے چشموں سے نکلتی ہے اور بحر حبشی میں ساحل ہند پر ختم ہوتی ہے اس کے بہاؤ کی مقدار چار سو فرسخ ہے اور جیحون نہر بلخ ہے۔ یہ چشموں سے نکل کر خوارزم سے ہوتی ہوئی جرجان تک جاتی ہے اس کا طول ایک سو میل کی مسافت تک ہے۔

اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ چار نہریں بلاد اسلامی میں سب سے بڑی ہیں۔ نیل مصر میں۔ فرات عراق میں سیحان وجیحان یا سیحون وجیحون یہ بلاد خراسان میں ہیں۔ یہ نہریں بھی باعتبار اقالیم اس طرح ہیں۔

اقلیم اول میں تیس نہریں۔
اقلیم دوم میں ستائیس
اقلیم سوم میں بائیس
اقلیم چہارم میں بائیس
اقلیم پنجم میں پچیس
اقلیم ششم میں چالیس
اقلیم ہفتم میں چالیس
میزان کل ۲۰۶

بہرحال ۲۰۶ ہوں یا ایک سو چھیانوے قرآن کریم میں اُنہار فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا "وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا اور زمین میں ہر طرح کے پھل بنائے ہم نے اس میں دو دو طرح کے"۔ سیاہ سپید، ترش شیریں، چھوٹے بڑے، بری بحری۔ بستانی پہاڑی، گرم سرد، خشک وتر سب فائدہ والے اور ان کی نشو و نما انہیں نہروں سے ہے اور اس میں بھی صناع مطلق کے وجود کی دلیلیں ہیں۔ "يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ۔ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو"۔

کہ یہ تمام آثار حکیم مطلق کے وجود برحق پر دلالت کرتے ہیں جیسے دوسری جگہ فرمایا يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ یعنی دن کو رات ڈھانپ لیتی ہے۔

"وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں پاس پاس اور باغ انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت جو ایک ہی کیاری سے اگے اور الگ الگ نشو و نما پائی سب کو ایک ہی پانی دیا گیا اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر اور افضل کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہونے کے باوجود کوئی قابل زراعت ہے کوئی ناقابل زراعت کوئی پتھریلا کوئی ریتیلا کوئی ذائقہ میں کھٹا میٹھا کوئی کسیلا کوئی کڑوا۔

اس پر ابن جریر حسن رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالے نے قلوب بنی آدم کی مثال بھی دی ہے کہ زمین ید قدرت میں تھی اور وہ ایک ہی تھی اس کے مختلف قطعات ہوئے ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا اس سے مختلف قسم کے پھل پھول، بیل بوٹے، اچھے برے بغیر کانٹے کے اور کانٹے دار پیدا ہوئے ان پر جیسے پانی برسا۔

اسی طرح آدمی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا ہوا ان پر آسمان سے ہدایت کا پانی برسا اس سے بعض نرم دل بنے ان میں خشوع و خضوع پیدا ہوا بعض سخت دل ہوئے ان میں لہو ولعب اور لغویات پیدا ہوئے تو جس طرح زمین کے قطعات اپنے پھل پھول میں مختلف ہیں اسی طرح انسانی قلوب اپنی کیفیت و اسرار میں مختلف ہیں چنانچہ اصل عبارت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ابن جریر نے جو فرمائی وہ یہ ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ الْحَسَنِ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اَنَّهٗ قَالَ هٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِقُلُوْبِ بَنِیْ اٰدَمَ کَانَتِ الْاَرْضُ فِیْ یَدِ الرَّحْمٰنِ طِیْنَةً وَّاحِدَةً فَسَطَحَهَا وَبَطَحَهَا فَصَارَتْ قِطَعًا مُّتَجَاوِرَةً فَیَنْزِلُ عَلَیْهَا الْمَاءُ مِنَ السَّمَاءِ فَتُخْرِجُ هٰذِهِ زَهْرَتَهَا وَثَمَرَهَا وَتُخْرِجُ نَبَاتَهَا وَتُخْرِجُ هٰذِهِ سَبْخَهَا وَمِلْحَهَا وَخَبِیْثَهَا وَکِلْتَاهُمَا تُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ فَلَوْ کَانَ الْمَاءُ مِلْحًا قِیْلَ اِنَّمَا اسْتَسْبَخَتْ هٰذِهِ مِنْ قِبَلِ الْمَاءِ۔

کَذٰلِكَ النَّاسُ خُلِقُوْا مِنْ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَنْزِلُ عَلَیْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ تَذْکِرَةٌ فَتَرِقُّ قُلُوْبٌ فَتَخْشَعُ وَتَخْضَعُ وَتَقْسُوْ قُلُوْبٌ فَتَلْهُوْ وَتَسْهُوْ۔

پھر فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا جَالَسَ الْقُرْاٰنَ اَحَدٌ اِلَّا قَامَ مِنْ عِنْدِهٖ بِزِیَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

آگے ارشاد ہے جس میں مشرکین کا رد اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔

"وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا کُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب ان کے کہنے پر بھی ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے پیدا وار بنیں گے"

"اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ۔ یہ وہ ہیں جو انکار کر رہے ہیں اپنے رب سے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور وہی لوگ جہنم والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اے محبوب اگر آپ کے فرمانے پر وہ تعجب کر رہے ہیں تو ان کے اس قول پر بھی تو تعجب ہے کہ وہ مٹی ہو کر پھر پیدا ہونا ممکن نہیں سمجھتے باآنکہ انکی ابتدائی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی ہے تو جس چیز سے وہ نیست سے ہست ہوتے اس چیز سے دوبارہ بن جانا یا نیا دیا جانا کیوں تعجب ناک ہے لہذا اے محبوب آپ ان کے اس تعجب پر کوئی پرواہ نہ کریں آپ تو ان میں صادق و امین مانے ہوتے ہیں مگر یہ بے سمجھے بوجھے اعتراض و تعجب ان کے عناد پر ہے اور وہ اپنے رب سے منکر ہو رہے ہیں اس کا بدلہ بروز قیامت یہ ہوگا کہ ان گلوں میں طوق ہوں گے اور جہنم میں جل رہے ہوں گے اور وہ اسی عذاب کے سزاوار ہیں۔

"وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ اور (اے محبوب) تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہو چکیں اور بے شک تمہارا رب لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم تو (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی"۔

یعنی مشرکین مکہ بطور تمسخر عذاب مانگ رہے ہیں اور موجودہ رحمت و عافیت کی قدر نہیں کرتے ان سے پہلے بھی جو عذاب سے ہلاک ہوئے ایسا ہی کیا کرتے تھے آخر انہیں عذاب نے ہلاک کیا اور ان کے تمسخر کا انہیں بدلہ مل گیا اور آج وہ جہنم میں پڑے ہوئے ہیں کم از کم پہلی مثالیں ان کے لیے سبق عبرت ہیں اللہ تعالے کی تو یہ شان ہے کہ وہ عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی طرف کوئی نشانی کیوں نہیں اتری یہ ان کی بے ایمانی کی بات ہے انہوں نے تمام دلائل و براہین اور معجزات سب دیکھے اور بھلا دئے یہ ان کی انتہائی بے انصافی اور نادانی ہے۔

اور یہ کوئی معقول بات نہیں کہ منکر جو مانگے وہی اسے دکھایا جائے اس کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ قیامت تک یہ سلسلہ نامتناہی ہوگا۔

قانون قدرت یہ ہے کہ انبیائے کرام کو ایسے معجزات دیے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کی صداقت کا قائل ہو جائے یا ایسے معجزات عطا ہوتے ہیں جس میں وہ قوم مہارت تامہ رکھ کر دعویدار ہوتی ہے تو اس کا دعوی توڑنے کو وہ معجزات عطا ہوتے ہیں جیسے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو شفائے امراض و احیاء اموات یہ ایسے معجزے تھے جن کے آگے یونان کے دعویدار عاجز آگئے۔

اسی طرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عرب کی فصاحت و بلاغت اوج کمال کو پہنچ چکی تھی ۔۔۔ وہ لوگ زمانہ بھر میں خوش بیانی اور جامعیت میں زمانہ پر فائق تھے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسلم کو اللہ تعالےٰ نے وہ معجز بیان معجزہ عطا فرمایا کہ تمام بلغاء و فصحاء عرب عاجز آگئے اور قرآن کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہ لا سکے۔

اور تمام بلغاء و فصحاء مان گئے کہ یہ کلام ربانی عظیم الشان نشان ہے اور اس کا مقابلہ ناممکن اور محال ہے اگرچہ عاند جاحد پھر بھی انکار پر اڑے رہے۔

تو آخر کو ارشاد ہو گیا کہ ان منکروں کو انکار کرنے دو اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ آپ ڈر سنانے والے اور تمام اقوام عالم کے لیے ہادی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۂ رعد۔ پ ۱۳

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ

اللہ جانتا ہے جو حمل ہوتا ہے کسی مادہ کو اور جو گھٹتے ہیں رحم اور جو بڑھتے ہیں اور ہر شے اس کے پاس ایک اندازہ سے ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

جاننے والا ہے ہر چھپی کا اور ظاہر کا بڑا ہے بلندی والا ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝

برابر ہے تم میں سے جو بات خفیہ کہے اور جو آواز سے اور وہ جو چھپا ہے رات میں اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝

اس کے لیے (یعنی آدمی کے لیے) بدلی والے (فرشتہ) ہیں اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہیں بحکم الٰہی بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم سے (اپنی نعمت) حتیٰ کہ وہ بدل لیں خود اپنی حالت دلوں کی اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو پھر نہیں سکتی اور نہیں اس کے سوا کوئی حمایتی۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈر اور خوف کو اور امید کو اور اٹھاتا ہے بادل بوجھل۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ج وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ج وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ہ

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ط وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ہ

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ ط قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ لا اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ لا اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ط قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ہ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج

اور تسبیح کرتا ہے رعد اس کی حمد میں اور فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک تو وہ پہنچا تا ہے جسے چاہے اور وہ جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں اور وہ سخت گرفت والا ہے۔

اسی کو پکارنا حق ہے اور وہ جو پکارتے ہیں اس کے سوا نہیں سنتے ان کی کچھ مگر وہ ایسا ہے جو ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف تاکہ وہ پہنچ جائے اس کے منہ کو اور نہیں پہنچنے والا وہ اس تک اور نہیں پکار کافروں کی مگر رائیگاں۔

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور مجبوری سے اور کافر کا سایہ سجدہ کرتا ہے صبح اور شام۔

فرما دیجئے کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا فرما دیجئے اللہ ہے فرما دیجئے تو کیا پکڑ لیے ہیں تم نے اس کے سوا حمایتی جو نہیں مالک اپنے جانوں کے نفع اور نہ نقصان کے فرما دیجئے کیا برابر ہیں اندھے اور آنکھ والے یا کیا برابر ہیں اندھیریاں اور نور کیا بنا لیے ہیں اللہ کے شریک جنہوں نے پیدا کیے مثل پیدا کیے اللہ کے تو مشابہ نظر آئی تخلیق انہیں فرما دیجئے اللہ ہی ہے خالق ہر شے کا اور وہ ایک ہے سب پر غالب

اس نے نازل کیا آسمان سے پانی تو بہ نکلے نالے اپنے اپنے مقدار میں تو اٹھا لایا بہاؤ نالے جھاگ ابھرا ہوا اور جس پر دھکاتے ہیں آگ میں چاہتے ہیں زیور یا اور اسباب جھاگ اٹھتے ہیں ویسے ہی ایسے ہی مثال دیتا ہے اللہ حق اور باطل کی تو جھاگ تو جاتی رہتی ہے پھک کر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ
اور وہ جو لوگ نفع حاصل کریں تو ٹھہرتا ہے زمین میں ایسے ہی مثال دیتا ہے اللہ۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ
جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم سنا ان کے لیے بھلائی ہے اور وہ جو نہیں سنتے وہ اگر جو زمین میں ہے سب اور مثل اس کے اور ان کی ملک سے صدقہ دے دیں یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے برا حساب ہے۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۠
اور ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور برا بچھونا ہے۔

حلِّ لغات دوسرا رکوع سورہ رعد پ ۱۳

اَللّٰهُ۔ اللہ
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے
مَا۔ جو
تَحْمِلُ۔ اٹھاتی ہے
كُلُّ۔ ہر
اُنْثٰى۔ مادہ
وَمَا۔ اور جو
تَغِيْضُ۔ کم کرتے ہیں
الْاَرْحَامُ۔ رحم
وَمَا۔ اور جو
تَزْدَادُ۔ زیادہ کرتے ہیں
وَكُلُّ۔ اور ہر
شَيْءٍ۔ چیز
عِنْدَهٗ۔ اس کے پاس
بِمِقْدَارٍ۔ اندازے سے ہے
عَالِمُ۔ جاننے والا ہے
الْغَيْبِ۔ چھپی
وَالشَّهَادَةِ۔ اور ظاہر کا
الْكَبِيْرُ۔ بڑا ہے
الْمُتَعَالِ۔ بلند
سَوَآءٌ۔ برابر ہے
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
مَنْ۔ جو
اَسَرَّ۔ چھپائے
الْقَوْلَ۔ بات کو
وَمَنْ۔ اور جو
جَهَرَ۔ ظاہر کرے
بِهٖ۔ اس کو
وَمَنْ۔ اور جو
هُوَ۔ وہ
مُسْتَخْفٍ۔ چھپنے والا ہے
بِالَّيْلِ۔ رات میں
وَسَارِبٌ۔ اور چلنے والا ہے
بِالنَّهَارِ۔ دن کو
لَهٗ۔ اسکے لیے
مُعَقِّبٰتٌ۔ نگران ہیں
مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ اسکے آگے
وَمِنْ خَلْفِهٖ۔ اور اس کے پیچھے
يَحْفَظُوْنَهٗ۔ حفاظت کرتے ہیں اسکی
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ اللہ کے حکم سے
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
لَا يُغَيِّرُ۔ نہیں بدلتا
مَا بِقَوْمٍ۔ جو کسی قوم پر نعمت ہے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يُغَيِّرُوْا۔ بدل دیں وہ
مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کا طرز عمل
وَاِذَا۔ اور جب
اَرَادَ۔ ارادہ کرتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
بِقَوْمٍ۔ کسی قوم سے
سُوْٓءًا۔ برائی کا
فَلَا۔ تو نہیں ہے
مَرَدَّ۔ پھرنا
لَهٗ۔ اس کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وما - اور نہیں | لھم - واسطے ان کے | من دونہ - اسکے سوا | من وال - کوئی بچانے والا
ھو - وہ اللہ | الذی - وہ ہے | یریکم - جو دکھاتا ہے تم کو | البرق - بجلی
خوفا - خوف | وطمعا - اور امید سے | وینشیٔ - اور اٹھاتا ہے | السحاب - بادل
الثقال - بھارے | ویسبح - اور تسبیح کہتا ہے | الرعد - رعد | بحمدہ - اسکی حمد کی
والملٰئکۃ - اور فرشتے | من خیفتہ - اسکے ڈر سے | ویرسل - اور بھیجتا ہے | الصواعق - بجلی
فیصیب - پھر پہنچاتا ہے | بھا - وہ بجلی | من - جسے | یشاء - چاہے
وھم - اور وہ | یجادلون - جھگڑتے ہیں | فی اللہ - اللہ کے بارے میں | وھو - اور وہ ہے
شدید - سخت | المحال - عذاب والا | لہ - اس کے لیے | دعوۃ - دعوت ہے
الحق - حق کی | والذین - اور وہ جو | یدعون - پکارتے ہیں | من دونہ - اسکے سوا
لا یستجیبون - نہیں جواب دیتے | لھم - ان کو | بشیٔ - کچھ بھی
الا - مگر | کباسط - جیسے پھیلانے والا | کفیہ - اپنے ہاتھ | الی - طرف
الماء - پانی کی | لیبلغ - تاکہ پہنچے | فاہ - اسکے منہ کو | وما - اور نہیں
ھو - وہ | ببالغہ - پہنچنے والا اسکو | وما - اور نہیں | دعاء - پکار
الکافرین - کافروں کی | الا فی - مگر | ضلال - ضائع | وللہ - اور اللہ کو
یسجد - سجدہ کرتا ہے | من - جو | فی السموات - آسمانوں میں ہے
والارض - اور زمین میں | طوعا - خوشی سے | وکرھا - اور مجبوری سے | وظلالھم - اور انکے سائے
بالغدو - پہلے پہر | والاصال - اور پچھلے پہر | قل - کہہ | من - کون ہے
رب - رب | السموات - آسمانوں | والارض - اور زمین کا | قل - کہہ
اللہ - اللہ | قل - کہہ | افاتخذتم - کیا پکڑے تم نے | من دونہ - اس کے سوا
اولیاء - کارساز | لا یملکون - جو نہیں مالک | لانفسھم - اپنی جانوں کے | نفعا - نفع
ولا - اور نہ | ضرا - نقصان کے | قل - کہہ | ھل - کیا
یستوی - برابر ہے | الاعمٰی - اندھا | والبصیر - اور دیکھنے والا | ام ھل - یا کیا
تستوی - برابر ہیں | الظلمات - اندھیرے | والنور - اور نور | ام - کیا
جعلوا - بنائے انہوں نے | للہ - اللہ کے لیے | شرکاء - شریک | خلقوا - پیدا کیا انہوں نے
کخلقہ - اسکی پیدائش جیسا | فتشابہ - تو مشابہ ہو گئی | الخلق - پیدائش | علیھم - ان پر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قُلْ ۔ کہہ	اَللّٰہُ ۔ اللہ ہی	خَالِقُ ۔ پیدا کرنے والا ہے	کُلِّ ۔ ہر
شَیْءٍ ۔ چیز کا	وَھُوَ ۔ اور وہ	الْوَاحِدُ ۔ اکیلا ہے	الْقَھَّارُ ۔ زبردست
اَنْزَلَ ۔ اس نے اتارا	مِنَ السَّمَآءِ ۔ بلندی سے	مَآءً ۔ پانی	فَسَالَتْ ۔ تو بہ نکلیں
اَوْدِیَۃٌ ۔ وادیاں	بِقَدَرِھَا ۔ اپنے اندازے سے	فَاحْتَمَلَ ۔ تو اٹھائی	السَّیْلُ ۔ سیلاب نے
زَبَدًا ۔ جھاگ	رَّابِیًا ۔ چڑھنے والی	وَمِمَّا ۔ اور اس سے جو	یُوْقِدُوْنَ ۔ پھونکتے ہیں
عَلَیْہِ ۔ اس پر	فِی النَّارِ ۔ آگ میں	اِبْتِغَآءَ ۔ چاہنے	حِلْیَۃٍ ۔ زیور کے
اَوْ ۔ یا	مَتَاعٍ ۔ سامان کے	زَبَدٌ ۔ جھاگ ہے	مِّثْلُہٗ ۔ اسکی مثل
کَذٰلِکَ ۔ اسی طرح	یَضْرِبُ ۔ بیان کرتا ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	الْحَقَّ ۔ حق
وَالْبَاطِلَ ۔ اور باطل کو	فَاَمَّا ۔ پھر جو	الزَّبَدُ ۔ جھاگ ہے	فَیَذْھَبُ ۔ وہ چلی جاتی ہے
جُفَآءً ۔ پھک کر	وَاَمَّا ۔ اور جو چیز	مَا یَنْفَعُ ۔ نفع دیتی ہے	النَّاسَ ۔ لوگوں کو
فَیَمْکُثُ ۔ وہ ٹھہرتی ہے	فِی الْاَرْضِ ۔ زمین میں	کَذٰلِکَ ۔ اسی طرح	یَضْرِبُ ۔ بیان کرتا ہے
اللّٰہُ ۔ اللہ	الْاَمْثَالَ ۔ مثالیں	لِلَّذِیْنَ ۔ جنہوں نے	اسْتَجَابُوْا ۔ فرمانبرداری کی
لِرَبِّھِمْ ۔ اپنے رب کی انکے لیے	الْحُسْنٰی ۔ بھلائی ہے	وَالَّذِیْنَ ۔ اور جنہوں نے	لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا ۔ نافرمانی کی
لَہٗ ۔ اس کی	لَوْ اَنَّ ۔ اگر ہو	لَھُمْ ۔ ان کے لیے	مَا ۔ جو کچھ
فِی الْاَرْضِ ۔ زمین میں ہے	جَمِیْعًا ۔ سب	وَّمِثْلَہٗ ۔ اور اتنا ہی	مَعَہٗ ۔ اس کے ساتھ
لَافْتَدَوْا ۔ تو فدیہ دیں	بِہٖ ۔ اس کو	اُولٰٓئِکَ ۔ یہ لوگ ہیں کہ	لَھُمْ ۔ ان کے لیے
سُوْٓءُ ۔ برا	الْحِسَابِ ۔ حساب ہے	وَمَاْوٰھُمْ ۔ اور انکا ٹھکانہ	جَھَنَّمُ ۔ جہنم ہے
وَبِئْسَ ۔ اور برا ہے	الْمِھَادُ ۔ بچھونا ۔		

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع ۔ سورۂ رعد پ ۱۳

"اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ۔ اللہ جانتا ہے جو حمل کسی مادہ کے ہوتا ہے اور جو رحم گھٹتا ہے یا بڑھتا ہے اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقدار سے ہے"۔

یعنی مقادیر الٰہی ایسی معین ہے کہ اس سے کوئی چیز گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔

"عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ وہ عالم ہے ہر غیب کا اور ظاہر کا سب سے بڑا بلندی والا"۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی دل کی چھپی باتیں حیات سے مخفی چیزیں اور زبان سے علانیہ کہی ہوئی باتیں سب اس کے علم میں ہیں۔ "سَوَاءٌ مِّنْكُمْ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے بولے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے"۔

سَارِبٌ بِالنَّهَارِ اَیْ ظَاهِرٌ فِیْهِ مِنْ سَرَبَ اِذَا ذَهَبَ فِیْ سِرْبَتِهٖ اَیْ طَرِیْقَتِهٖ۔ سارب بمعنی راہ چلنے کے آتا ہے

اور رات کو چھپ کر جو عمل کیے ہیں اور دن میں ظاہری طور سے جو کچھ کیا ہے ہر کام اللہ کے علم میں ہے اور اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔

"لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ انسان کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے"۔

حدیث میں آیا ہے تم میں فرشتے نوبت بہ نوبت آتے ہیں رات اور دن میں اور نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں اللہ تعالے ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔

مجاہد کہتے ہیں ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت کے لیے مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس اور موذی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روکتا ہے بجز اس کے جس کا پہنچنا مشیت الٰہی میں ہو (صحیح بخاری)

اس کے علاوہ اور احادیث ہیں جو آلوسی نے روح المعانی میں نقل فرمائی ہیں وہو ہذا۔ اور معقبات کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں مَلَائِكَةٌ تَعْتَقِبُ فِیْ حِفْظِهٖ۔ جَمْعُ مُعَقِّبَةٍ مِنْ عَقَّبَ مُبَالَغَةً فِیْ عَقَبَهٗ اِذَا جَاءَ عَلٰی عَقِبِهٖ وَاَصْلُهٗ مِنَ الْعَقِبِ وَهُوَ مُؤَخَّرَةُ الرِّجْلِ۔

وَفِی الصَّحِیْحِ يَتَعَاقَبُ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ۔ انسان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اور یہ دونوں جمع ہوتے ہیں صبح کی نماز اور عصر کی نماز میں۔

اور یہ بھی فرمایا اِنَّ مَعَ الْعَبْدِ غَيْرُ الْمَلَائِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ۔ کرام کاتبین کے علاوہ حفاظت کرنے والے فرشتے علیحدہ مقرر ہیں۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِی الدُّنْيَا وَغَيْرُهُمْ عَنْ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ قَالَ لِكُلِّ عَبْدٍ حَفَظَةٌ يَحْفَظُوْنَهٗ لَا يَخِرُّ عَلَيْهِ حَائِطٌ اَوْ يَتَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ اَوْ تُصِيْبُهٗ دَابَّةٌ حَتّٰی اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِيْ قَدْ دَكَّنَهُ خَلَتْ عَنْهُ الْحَفَظَةُ فَاَصَابَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّصِيْبَهُ۔

ہر بندے پر محافظ ملائکہ ہوتے ہیں کہ اس پر دیوار نہ گر جائے وہ کنوئیں میں نہ چلا جائے یا کوئی جانور اس پر حملہ نہ کر دے یہاں تک کہ تقدیر الٰہی جو اس کے لیے ہے وہ آئے جب ایسا ہوتا ہے تو حفظہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسے وہ تکلیف پہنچتی ہے جو اللہ چاہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَالطَّبْرَانِيُّ وَالصَّابُوْنِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُكِّلَ بِالْمُؤْمِنِ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ مَلَكًا يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَا لَمْ يُقَدَّرْ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ لِلْبَصَرِ سَبْعَةُ اَمْلَاكٍ يَذُبُّوْنَ عَنْهُ كَمَا يُذَبُّ عَنْ قَصْعَةِ الْعَسَلِ مِنَ الذُّبَابِ فِي الْيَوْمِ الصَّائِفِ وَمَا لَوْ بَدَا لَكُمْ لَرَاَيْتُمُوْهُ عَلٰى كُلِّ سَهْلٍ وَّجَبَلٍ كُلُّهُمْ بَاسِطٌ يَدَيْهِ فَاغِرٌ فَاهُ وَمَا لَوْ وُكِلَ الْعَبْدُ فِيْهِ اِلٰى نَفْسِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَاخْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ۔

ہر مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے محافظ مقرر ہیں جب تک تقدیر الٰہی نہ آجائے اس سے تکلیفوں کو روکتے ہیں۔ آنکھ کی حفاظت پر سات فرشتے مقرر ہیں وہ اس طرح تکالیف کو دور کرتے ہیں جیسے گرمیوں کے دن میں شہد کے پیالہ سے مکھیاں دور کی جاتی ہیں اگر وہ فرشتے نظر آسکیں تو تم انہیں ہر میدان اور ہر پہاڑ پر دیکھو اور اگر انسان کو اس کے نفس کے سپرد آنکھ جھپکنے تک بھی کیا جائے تو شیطان اسے اچک لے جائیں

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ كِنَانَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْعَبْدِ كَمْ مَعَهُ مِنْ مَّلَكٍ فَقَالَ مَلَكٌ عَنْ يَّمِيْنِكَ عَلٰى حَسَنَاتِكَ وَهُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ اِذَا عَمِلْتَ حَسَنَةً كُتِبَتْ عَشْرًا فَاِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً قَالَ الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ لِلَّذِيْ عَلَى الْيَمِيْنِ اَاَكْتُبُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَتُوْبُ فَاِذَا قَالَ ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ اُكْتُبْ اَرَاحَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ مَا اَقَلَّ مُرَاقَبَتَهُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاَقَلَّ اسْتِحْيَاءَهُ مِنْهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ وَمَلَكَانِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُوْنَهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَمَلَكٌ قَابِضٌ عَلٰى نَاصِيَتِكَ فَاِذَا تَوَاضَعْتَ لِلّٰهِ تَعَالٰى رَفَعَكَ وَاِذَا تَجَبَّرْتَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَحَكَ وَمَلَكٌ قَائِمٌ عَلٰى فِيْكَ لَا يَدَعُ اَنْ تَدْخُلَ الْحَيَّةُ فِيْهِ وَمَلَكَانِ عَلٰى عَيْنَيْكَ فَهٰؤُلَاءِ عَشَرَةُ اَمْلَاكٍ يَنْزِلُوْنَ عَلٰى كُلِّ ابْنِ اٰدَمَ فِي النَّهَارِ وَيَنْزِلُ مِثْلُهُمْ فِي اللَّيْلِ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ایک بندے کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے کتنے فرشتے مقرر ہیں ؟

تو حضور نے فرمایا داہنا فرشتہ نیکیوں کا ہے جو بائیں فرشتہ کا امیر ہوتا ہے جب انسان کوئی نیک عمل کرے تو وہ فرشتہ بمیں دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جب کوئی گناہ کرتا ہے تو بایاں فرشتہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے ابھی نہیں شاید یہ استغفار کرلے تو جب تیسری بار اجازت طلب کرتا ہے تو وہ اجازت دیتا ہے۔ الخ

اور دو فرشتے انسان کے آگے اور دو پیچھے ہوتے ہیں جس کے متعلق لہ معقبات من بین یدیہ میں ذکر ہے وہ بحکم الٰہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اور ایک فرشتہ پیشانی تھامے ہوئے ہے اور ایک فرشتہ منہ کا محافظ ہے اور دو فرشتے آنکھوں کے محافظ ہیں یہ دس فرشتے ایک بندے کے لیے مقرر ہیں جو صبح و شام بدلتے رہتے ہیں۔ مختصر طور پر ترجمہ ختم ہوا۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اپنی کبیر میں اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل میں طریق عطا بن یسار سے ابن عباس راوی ہیں کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل مدینہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور حضور تشریف فرما تھے تو دونوں حضور کے سامنے بیٹھ گئے اور کہنے لگے اگر ہم دونوں اسلام لے آئیں تو آپ ہمارے لیے کیا کریں گے ؟

حضور نے فرمایا تیرے لیے وہی ہے جو عام مسلمانوں کے لیے ہے اور تجھ پر وہی پابندیاں ہیں جو عام مسلمانوں پر ہیں۔

تو اربد اور ابن طفیل کہنے لگا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ کے بعد آپ کی جگہ پر میں رہوں۔

حضور نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا نہ تجھے اور نہ تیری قوم کو یہ منصب نہیں مل سکتا البتہ تیری مدد گھوڑوں سے کی جا سکتی ہے۔

اربد بولا میرے حصہ میں وبر یعنی جنگل کا حصہ کر دو اور مدر یعنی شہری حصہ آپ اپنے لیے کر لیجئے۔

حضور نے فرمایا نہیں۔

تو کہنے لگا میں آپ کے مقابلہ میں سوار اور فوج سے ملک بھر دوں گا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْنَعُکَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ تو حضور نے فرمایا اللہ تعالٰے تجھے روک دیگا اور تو کچھ نہ کر سکے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے اوس وخزرج کے قبائل سے ڈرانا چاہا تو جب یہ دونوں مایوس ہو کر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکلے تو عامر بن طفیل نے کہا اربد میں حضور کو باتوں میں مشغول کرتا ہوں اور تو تلوار سے گردن مار۔ تو لوگ اپنے قانون دیت کے مطابق ہم سے ان کی دیت لے کر راضی ہوجائیں گے اور ہم سے مقابلہ اور جنگ پسند نہ کریں گے تو ہم دیت ادا کر دیں گے۔

اربد کہنے لگا اچھا پھر ایسا ہی کر۔

فَاَقْبَلَا رَاجِعِیْنَ۔ دونوں واپس لوٹے

حضور سے عرض کرنے لگے یَا مُحَمَّدُ قُمْ مَعِیْ اُکَلِّمْکَ۔ حضور میرے ساتھ اٹھ کر تشریف لائیں کچھ باتیں کرنی ہیں۔

تو حضور اس کے ساتھ تشریف لائے انہوں نے ایک دیوار کی اوٹ میں ٹھہر کر گفتگو شروع کی تو عامر نے باتیں کرنی شروع کر دیں اور اربد نے تلوار سونتی۔ تو جب اربد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ شل ہوگیا اور تلوار اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔

تو حضور عامر کے ساتھ ہی ملتفت رہے تو اربد نے حضور کی طرف نگاہ ڈالی اور کچھ نہ کر سکا حضور اس کے پاس سے تشریف لے آئے۔

تو عامر نے اربد سے پوچھا تجھے کیا ہوگیا؟

تو اربد بولا میں نے اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہی تھا کہ شل ہوگیا۔

پھر یہ وہاں سے چلا تو اس پر اللہ تعالے نے صاعقہ محرقہ ڈالا جس سے اربد ہلاک ہوگیا اور عامر وادی جرید میں گیا وہاں اس کے ایک زخم ہوگیا اور اسی میں مرگیا اس پر اللہ تعالے نے یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ سے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ تک۔

پھر حضور نے فرمایا اَلْمُعَقِّبٰتُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ یَحْفَظُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ معقبات اللہ کے حکم سے وہی ہیں جنہوں نے محافظت کی۔ تو مورد اگرچہ یہ واقعہ ہے لیکن اس کا حکم عام ہے قیامت تک۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ۔ بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت جبتک وہ خود اپنی حالت نہ بدل لیں اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرمالے تو کوئی اسے پھیرنے والا نہیں اور اس کے سوا اس کا کوئی حامی نہیں"۔

یعنی دنیا میں کسی قوم کی حالت عزت سے ذلت کی طرف اس وقت تک اللہ تعالے نہیں بدلتا جب تک وہ معاصی میں مبتلا ہو کر منہیات کے ارتکاب میں نہ پڑ جائے اور جب اللہ تعالے کی طرف سے کسی کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے برائی کا ارادہ ہو جائے تو اسے کوئی رد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مَرَدّ مصدر میمی ہے اس کے معنی ہوتے ہیں اَیْ فَلَا رَدَّ لَہٗ اور اس مبتلاء عذاب و ہلاک کا سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی حمایتی نہیں ہو سکتا۔ وَال کے معنی ہیں یَلِیْ اُمُوْرَھُمْ مِّنْ خَیْرٍ وَّنَفْعٍ یعنی نفع و نقصان میں کوئی اس کے قریب نہیں ہو سکتا۔

"ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈر اور امید کو اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے اور تسبیح کرتا ہے رعد اس کی حمد میں اور فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک تو پہنچاتا ہے اسے جس پر چاہے اور جو اللہ کے (وجود میں) جھگڑتے ہیں اور اس کی گرفت سخت ہے۔"

اس کے متعلق ابو الشیخ حضرت حسن بصری سے راوی ہیں خَوْفًا لِاَھْلِ الْبَحْرِ وَطَمَعًا لِاَھْلِ الْبَرِّ وہ بجلی دریا والوں کے لیے خوف اور خشکی والوں کے لیے امید کی موجب ہے۔

اور قتادہ کہتے ہیں خَوْفًا لِلْمُسَافِرِ مِنْ اَذَی الْمَطَرِ وَطَمَعًا لِلْمُقِیْمِ فِیْ نَفْعِہٖ مسافر کے لیے بارش کی اذیتوں کی وجہ میں خوف ہے اور امید مقیم کے لیے اس کے منافع کی۔

اور ماوردی کہتے ہیں خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَطَمَعًا فِی الثَّوَابِ عذاب کی وجہ میں خوف اور ثواب کی وجہ میں امید رہتی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ بجلی اگر گرے تو نقصان کا خوف ہوتا ہے اور امن سے بارش ہو تو نفع کی امید ہوتی ہے اور جو سفر میں جنگل بیابان میں ہوں اور بجلی چمک رہی ہو یا دل گرج رہے ہوں تو دل دہل جاتا ہے اور عام مسافر خائف ہوتا ہے برخلاف کاشتکار کے وہ یہ امید منفعت جنگل میں بھی اپنے کھیت میں پانی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

اور یسبح الرعد پر مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

(۱) ھُوَ اِسْمٌ لِلصَّوْتِ الْمَعْلُوْمِ یہ رعد اس آواز کا نام ہے جو عام طور پر مسموع ہوتی ہے جسے گرج کہتے ہیں۔

(۲) اَیْ یُسَبِّحُ السَّامِعُوْنَ لِذٰلِكَ الصَّوْتِ مُتَّبِعِیْنَ بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی فَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ جب گرج ہوتی ہے تو سننے والے تسبیح کرتے ہیں اور سُبْحَانَ اللہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں۔

(۳) اِنَّمَا التَّجَوُّزُ فِی التَّسْبِیْحِ وَالتَّحْمِیْدِ حَیْثُ شَبَّہَ دَلَالَۃَ الرَّعْدِ بِنَفْسِہٖ عَلٰی تَنْزِیْھِہٖ تَعَالٰی عَنِ الشَّرِیْكِ

تسبیح رعد سے مراد اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس آواز میں اللہ تعالیٰ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے خالق اور قادر ہونے ہر نقص سے منزّہ ہونے کی بھی دلیل ہے اور اس قوت والا وہی ہو سکتا ہے جو شریک سے بھی منزہ ہو۔

(۴) وَقِيلَ الرَّعْدُ اِسْمُ مَلَكٍ فَاِسْنَادُ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ اِلَيْهِ حَقِيْقَةً۔ رعد ایک فرشتے کا نام ہے اور تسبیح اور تحمید اس کی طرف حقیقتًا منسوب ہے۔

اس پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ الْيَهُوْدَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ بِيَدَيْهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ يَسُوْقُهُ حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالُوْا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ نَسْمَعُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَوْتُهُ فَقَالُوْا صَدَقْتَ۔

یہود نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا یہ رعد کیا ہے تو حضور نے فرمایا ملائکہ الٰہی کے فرشتوں سے یہ بھی ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر حکمران ہے اس کے ہاتھ میں چابک آگ کا ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے جس طرح امر الٰہی ہو تو وہ بولے حضرت یہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہیں حضور نے فرمایا اس کی آواز ہے تو یہودی کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد آواز سن کر ہمیں کیا پڑھنا چاہئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا عمل تھا وہ ذیل میں مذکور ہے

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ اَوْ سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ حَتّٰى يُعْرَفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ الشَّرِيْفِ ثُمَّ يَقُوْلُ لِلرَّعْدِ سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهُ وَلِلرِّيْحِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب آندھی آتی یا گرج مسموع فرماتے تو آپ کا روئے زیبا اتنا خوفزدہ ہو جاتا کہ چہرۂ اقدس سے ظاہر ہو جاتا۔

پھر گرج سن کر فرماتے سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهُ۔ (پاک ہے وہ جس کی پاکیزگی بیان کرتا ہے)

اور آندھی ہوتی تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا (اے اللہ اس کو رحمت بنا دے اور نہ بنا اس کو عذاب)

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب گرج سنتے یا بجلی چمکتی تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ
وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ۔ (اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے
ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے)
وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ قَوْمًا سَمِعُوا الرَّعْدَ فَکَبَّرُوْا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الرَّعْدَ فَسَبِّحُوْا وَلَا تُکَبِّرُوْا۔
لوگ جب گرج سنتے تو اللہ اکبر کہتے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم گرج کڑک سنا کرو تو تسبیح
کیا کرو تکبیر نہ کہا کرو۔
اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گرج کڑک سنتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
(پاک ہے اللہ اسی کی تعریف ہے پاک ہے اللہ بڑا) پڑھا کرتے تھے۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ
قَالَ سُبْحَانَ مَنْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ۔
حضور جب رعد کی آواز سنتے تو سُبْحَانَ مَنْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ (پاک ہے وہ جس کی تسبیح اور حمد
رعد بیان کرتا ہے) پڑھا کرتے تھے۔
اور وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ کے یہ معنی ہیں اَیْ وَیُسَبِّحُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ مِنْ ھَیْبَتِہٖ وَاِجْلَالِہٖ
اِجْلَالِہٖ، تمام ملائکہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں ہیبت و جلال الٰہی کے خوف سے۔
وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ۔ صَوَاعِق صَاعِقَۃ کی جمع ہے وَالْمُرَادُ ھٰھُنَا النَّارُ النَّازِلَۃُ مِنَ السَّحَابِ
مَعَ صَوْتٍ شَدِیْدٍ۔ اس سے مراد وہ آگ ہے جو بادلوں سے آواز شدید کے ساتھ نازل ہوتی ہے جسے
بجلی اور کڑک کہتے ہیں۔
فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ تو پہنچاتا ہے اللہ تعالےٰ اس آگ کو جس پر چاہے فَیُھْلِکُہٗ اور اسے ہلاک
کر دیتا ہے۔
وَاسْتَدَلَّ بِمَا اَخْرَجَہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلرَّعْدُ مَلَکٌ اِسْمُہُ الرَّعْدُ
وَصَوْتُہٗ ھٰذَا تَسْبِیْحُہٗ فَاِذَا اشْتَدَّ زَجْرُہٗ احْتَکَّ السَّحَابُ وَاصْطَدَمَ مِنْ خَوْفِہٖ فَتَخْرُجُ الصَّوَاعِقُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ بَيْنِهٖ۔

رعد ایک فرشتہ ہے اور یہ آواز اس کی تسبیح ہے تو جب اس کا تشدد و زجر ہوتا ہے تو اس سے صواعق یعنی آگ نکلنے لگتی ہے۔

اور فلاسفہ کی تحقیق یا اوہام کا خلاصہ یہ ہے

اِنَّ الدُّخَانَ الْمُحْتَبَسَ فِیْ جَوْفِ السَّحَابِ اِذَا نَزَلَ وَفَرَّقَ السَّحَابَ قَدْ یَشْتَعِلُ بِقُوَّۃِ السَّخْنَیْنِ الْحَاصِلِ مِنَ الْحَرَکَۃِ الشَّدِیْدَۃِ وَاِذَا اشْتَعَلَ فَلَطِیْفُہٗ یَنْطَفِیُٔ سَرِیْعًا وَھُوَ الْبَرْقُ وَکَثِیْفُہٗ لَا یَنْطَفِیُٔ حَتّٰی یَصِلَ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ الصَّاعِقَۃُ الخ

یہ بخارات محتبسہ ہیں جوف سحاب میں جب یہ برستا ہے تو بادل سے بادل ٹکراتے ہیں اور بعض اپنی سختی سے ٹکریں آگ دیتے ہیں حرکت شدیدہ کے باعث تو اس میں جو لطیف ہوتے ہیں وہ چمک کر سرد ہو جاتے ہیں اسے برق کہتے ہیں اور جو کثیف ہوتے ہیں وہ سرد نہیں ہوتے یہانتک کہ وہ زمین کی طرف آتے ہیں اسے صاعقہ کہتے ہیں۔

ایک قول اس کے متعلق یہ ہے کہ اِنَّھَا نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ فَمِ الْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِالسَّحَابِ اِذَا اشْتَدَّ زَجْرُہٗ یہ وہ آگ ہے جو رعد علیہ السلام کے منہ سے نکلتی ہے جو بادلوں پر حکمران ہیں جب وہ بادلوں پر زجر فرماتے ہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّیْخِ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ قَالَ اِنَّ بُحُوْرًا مِّنْ نَّارٍ دُوْنَ الْعَرْشِ یَکُوْنُ مِنْھَا الصَّوَاعِقُ۔ عرش کے نیچے آگ کے دریا ہیں ان سے یہ صواعق محرقہ نکلتے ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

جو گرج سنے وہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پاک ہے وہ اللہ کہ جس کی تسبیح اور حمد رعد بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے ڈر سے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ الصَّاعِقَۃُ تُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ وَالْکَافِرَ وَلَا تُصِیْبُ ذَاکِرًا۔ بجلی کافر اور مومن دونوں پر پڑ سکتی ہے لیکن ذاکر پر نہیں پڑتی۔

ایک یہودی حضور کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسی حال میں اس کھوپڑی پر بجلی گری۔ اس وقت یہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک جابر حکمران کی طرف وفد بھیجا کہ اسے دعوت اسلام دے اس نے ان سے کہا اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ اِلٰہِ مُحَمَّدٍ اَمِنْ لُؤْلُؤٍ ھُوَ اَمْ مِنْ ذَھَبٍ اَوْ مِنْ نُحَاسٍ مجھے یہ بتاؤ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا موتی کا ہے یا سونے کا یا تانبہ کا تو اس پر بجلی گری اور اسے ہلاک کر گئی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شَدِیْدُ الْمِحَالِ کے معنی ہیں آلوسی فرماتے ہیں اَیِ الْمُمَاحَلَۃُ وَھِیَ الْمُکَایَدَۃُ مِنْ مَحَلَ بِفُلَانٍ اِذَا کَادَہٗ وَعَرَّضَہٗ لِلْھَلَاکِ۔ مکر کے جواب ہیں جو گرفت کی جاتی ہے جو ہلاکت تک ہو اس موقعہ پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وَکَانَ اَصْلُہٗ مِنَ الْمَحْلِ بِمَعْنَی الْقَحْطِ۔ اس کا اصل محل سے ہے جس کا قحط ہوتا ہے

آگے ارشاد ہے۔

"لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ۔ اسی کا پکارنا سچا ہے" یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور لا الٰہ الا اللہ کہنا یا اس کی توحید کی تائید کرنا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہی دعا قبول کرتا ہے اور اس سے دعا کرنا حق ہے اور وہی دعا کا سزاوار ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس کے ماتحت گیارہ اقوال نقل فرماتے ہیں۔

(۱) لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ۔ اَیْ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَیِ الدُّعَاءُ وَالتَّضَرُّعُ الثَّابِتُ۔ یعنی اور تضرع اللہ کے حضور ہی کرنا صحیح ہے

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وَالْمُرَادُ اَنَّ اِجَابَۃَ ذَالِکَ لَہٗ تَعَالٰی دُوْنَ غَیْرِہٖ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پکارنے والے کی دعا قبول کرنا اللہ تعالے کے لیے ہے۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے اَلْمُرَادُ بِدَعْوَۃِ الْحَقِّ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَوْفِ فَاِنَّہٗ لَایُدْعٰی فِیْہِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی دعاء خوف و مصیبت میں سوا اللہ تعالے کے کسی سے نہیں کی جاتی اور جو بتوں سے مدد مانگتے ہیں وہ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِیَّاہُ کے مصداق ہیں۔

(۴) چوتھا قول ماوردی کا ہے اَلدَّعْوَۃُ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ اَیْ طَلَبُ الْاِقْبَالِ وَالْمُرَادُ بِہٖ الْعِبَادَۃُ مطلب قبول کے معنی میں ہے اس سے مراد عبادت ہے۔

(۵) پانچواں قول یہ ہے کہ حَاصِلُ الْمَعْنٰی اَنَّ الَّذِیْ یَحِقُّ اَنْ یُّعْبَدَ ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی دُوْنَ غَیْرِہٖ اس کے حاصل معنی یہ ہیں کہ حقدار عبادت وہی ایک ذات ہے اس کے سوا نہیں۔

(۶) چھٹا قول یہ ہے اِنَّ الدَّعْوَۃَ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ وَمُتَعَلِّقُھَا مَحْذُوْفٌ اَیْ لِلْعِبَادَۃِ۔ دعوت بمعنی دعا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے یعنی عبادت ہیں

(۷) ساتواں قول یہ ہے کہ اِنَّہٗ الَّذِیْ یَحِقُّ اَنْ یُّدْعٰی اِلٰی عِبَادَتِہٖ دُوْنَ غَیْرِہٖ وہی ذات حقدار ہے کہ اسے عبادت میں پکارا جائے غیر کے لیے عبادت نہیں۔

(۸) آٹھواں قول یہ ہے کہ فَاِنَّہٗ اِذَا کَانَتِ الدَّعْوَۃُ اِلٰی عِبَادَتِہٖ سُبْحَانَہٗ حَقًّا کَانَتْ عِبَادَتُہٗ جَلَّ شَانُہٗ حَقًّا جب دعوت عبادت حق تعالے میں ہو تو اس میں اللہ تعالے کو ہی حق ہے کہ اس کی عبادت ہو۔

(۹) نواں قول حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ہے اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحَقِّ ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی دعوت حق سے مراد عبادت الٰہی ہے۔

(۱۰) اور دسواں قول تمام اقوال کا خلاصہ ہے کَمَا قَالَ الزَّمَخْشَرِیُّ وَالْمَعْنٰی عَلَیْہِ کَمَا قَالَ لَہٗ دَعْوَۃُ الْمَدْعُوِّ الْحَقِّ الَّذِیْ یَسْمَعُ فَیُجِیْبُ. آیۂ کریمہ دعوت فرمایا اسی کے لیے جو سنے اور قبول کرے۔ پتھر کنکر، درخت، بت اس کے اہل نہیں۔

(۱۱) گیارہواں قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہے اِنَّ دَعْوَۃَ الْحَقِّ التَّوْحِیْدُ۔ دعوت الحق سے مراد ند اتوحید ہے۔

"وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اور وہ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ ان کی نہیں سنتے کچھ بھی مگر مثل اس کی جو ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف کہ پہنچ جائے اس کے منہ میں اور وہ نہیں پہنچے گا اور نہیں پکار کافروں کی مگر رائیگاں"۔

یعنی جو اللہ کے سوا غیر خدا کو معبود جان کر مثل کفار بتوں کو پکارتے یا عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے ایک پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلانے والا اور پانی کو پکارنے والا تاکہ وہ پانی کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں آجائے حالانکہ اس پانی میں طاقت ہی نہیں کہ وہ کسی کے منہ میں بلانے سے آجائے اس لیے کہ پانی کو نہ علم نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو سمجھے اور پانی میں یہ قدرت نہیں کہ اپنی جگہ سے حرکت کرسکے اور وہ اپنی جگہ اور مقر سے خلاف طبیعت اوپر چڑھ کر پکارنے والے کے منہ میں پہنچ سکے۔ یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے پکارنے کی خبر نہ ان کی حاجت کا شعور نہ ان کے نفع پہنچانے کی وہ کچھ قدرت رکھیں۔

محاورہ عرب کی تمثیل علامہ راغب مفردات میں فرماتے ہیں۔

اَلدُّعَاءُ کَالنِّدَاءِ اِلَّا اَنَّ النِّدَاءَ قَدْ یُقَالُ بِیَا اَوْ اَیَا وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّضَمَّ اِلَیْہِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاِسْمِ وَالنِّدَاءُ لَا یَکَادُ یُقَالُ اِلَّا اِذَا کَانَ مَعَہُ الْاِسْمُ نَحْوُ یَا فُلَانُ وَقَدْ یُسْتَعْمَلُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مَوْضَعَ الْاٰخَرِ قَالَ تَعَالٰی کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً وَیُسْتَعْمَلُ اِسْتِعْمَالَ التَّسْمِیَۃِ نَحْوُ دَعَوْتُ اِبْنِیْ زَیْدًا اَیْ سَمَّیْتُہٗ قَالَ تَعَالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا حَثًّا عَلٰی تَعْظِیْمِہٖ وَذٰلِكَ مُخَاطَبَۃُ مَنْ کَانَ یَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ۔

(۱) خلاصہ یہ ہے کہ ندا باسم منادی سے ہو یا بلا اسم منادی جیسے قرآن کریم میں ہے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً گدھے کی طرح پکارنا ہی پکارنا ہو۔

(۲) دوسری نداء بہ اسم مسمّٰی جیسے لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ مِثْلَ یَا مُحَمَّدُ اس میں تعظیما حضور کے نام پاک سے ندا ممنوع قرار دی گئی۔

(۳) تیسرے دعا بمعنی سوال ہے جیسے اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ اَیْ سَلْہُ یعنے آپ اپنے رب سے سوال کریں۔

(۴) چوتھا دعا بمعنی استغاثہ اِنْ اَتَاکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ جب عذاب الٰہی آئے تو کیا سوا خدا کے اور کو پکارو گے یعنی اس کے سوا کسی سے استغاثہ کرو گے ایسے ہی وَادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا میں ہے۔ وَادْعُوْا شُہَدَاءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ۔

(۵) لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا۔ بمعنی حسرت وندامت پکارنا یا افسوس کرنا۔

(۶) رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ۔ یدعوننی۔ میں بمعنی آمادگی اور برانگیختہ کرنے کے ہیں۔

(۷) وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ تَدَّعُوْنَ بمعنی تَطْلُبُوْنَ یہاں طلب کرنے کے معنی ہوں گے۔

(۸) بمعنی دعوٰی کردن۔ فَمَا کَانَ دَعْوٰہُمْ اِذْ جَاءَہُمْ بَاْسُنَا۔

(۹) بمعنی دعاء عبادت۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰہُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

"وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے یا مجبوری سے اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح وشام۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ طوعاً مومن کرتا ہے اور کرہاً منافق اور کافر کرتا ہے اور پرچھائیں سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی پرچھائیں اللہ تعالیٰ کو۔

ایک قول یہ ہے کہ جن، انسان، فرشتے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں حتیٰ کہ جب آفتاب مشرق سے مغرب کو جاتا ہے اور سورج غروب ہوتا ہے تو سب چیزوں کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں۔

ابن انباری کہتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ پرچھائیوں کو ایسا فہم عطا کر دے کہ وہ اسے سجدہ کریں۔

بعض کہتے ہیں کہ سجدہ سے مراد سایہ کا ایک رخ سے دوسرے رخ کی طرف مائل ہونا اور آفتاب کے ارتفاع و نزول کے ساتھ دراز کوتاہ ہوتا ہے (خازن)

اور اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سجدہ بوضع جبہہ علی الارض خالص اللہ تعالیٰ کے ہے۔

اور سجدہ بالاختیار یا بالایماء یا سجدہ بالرکوع یا شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ بمعنے تواضع مصافحہ اور تعظیم و تکریم تک جو ہے وہ غیر اللہ میں سے معظمین کے لیے مباح ہے۔

مگر جو تعظیم میں سجدہ بمعنے حقیقی غیر اللہ کے لیے کرتے ہیں عام اس سے کہ وہ مرشدین کو ہو یا مقابر کو اس کی حرمت میں آیۂ کریمہ کے مفہوم منطوق کے ماتحت کوئی شک و شبہ نہیں اور اس قسم کے سجدہ کو حلال جاننے والا کافر ہوگا اور بلا حلال سمجھے کرنے والا یقیناً فاسق مستحق عذاب جبار ضرور ہوگا۔ اس کی تحقیق انیق ہم اس سے پہلے سورۂ یوسف میں لکھ چکے ہیں۔

عَنْ قَتَادَۃَ اِنَّ السُّجُوْدَ عِبَادَۃٌ عَنِ الْھَیْئَۃِ الْمَخْصُوْصَۃِ۔ سجدہ عبادت ہے ہیئت مخصوصہ سے۔

"قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰہُ۔ فرما دیجئے کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔ فرما دیجئے اللہ ہے"۔

یہاں لیے حضور کو فرمایا کہ آپ ہی فرما دیں کہ وہ رب اللہ تعالیٰ ہے اس لیے کہ اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور مشرکین باوجود اس کے کہ غیر اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں اس امر کے یقیناً مقر ہیں کہ آسمان اور زمین کا خالق یقیناً اللہ ہی ہے تو جب یہ امر یقیناً مسلم ہے تو انہیں الزاماً فرمائیں۔

"قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ۔ فرمائیں کیا تم پکڑتے ہو اس کے سوا سے اپنا حمایتی جو مالک نہ ہو اپنی جان کے لیے نفع و ضرر کا فرما دیجئے کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور آنکھ والے یا کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھیریاں اور اجالے کیا اللہ کے لیے بناتے ہو وہ شریک جنہوں نے بنایا اور مشابہ خالق کے تخلیق کی برابر ہوا فرما دیجئے اللہ ہی خالق ہے ہر چیز کا اور وہ سب پر غالب ہے"۔

تو جب بتوں۔ ستاروں۔ درختوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو دوسروں کو کیا نفع و

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرر پہنچا سکتے ہیں پھر ایسی مخلوق کو معبود بنانا اور اس حقیقی خالق رازق قوی و قادر کو چھوڑنا انتہا درجہ کی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں معنی ان پر واضح ہے مگر توہمات کی الجھن میں ایسے مشتبہ ہیں کہ بت پرستی کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بت اللہ تعالے کی طرح کسی مخلوق کو بنانے کی طاقت رکھنا تو کجا وہ عام بندوں کی مصنوعات کے مثل بھی کچھ نہیں بنا سکتے تو جماد محض اور بے جانوں کا پوجنا عقل کے بھی خلاف ہے اور ہر ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو مخلوق ہو وہ اپنے خالق کی ہی اطاعت و عبادت کرتی ہے اور جو مخلوق مخلوق کی بندگی کرے اور اسے پوجے اور اسے خدا کی عبادت میں شریک عبادت سمجھے اسے عقل عقلاً بھی کسی طرح تسلیم نہیں کرتی

"اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ۔ اس نے اتارا آسمان سے پانی تو بہا نالوں میں اس کی وسعت و مقدار سے تو اٹھالائی پانی کی رو جھاگ ابھرے ہوئے اور جس پر دھکاتے ہیں آگ میں گہنا یا اور اسباب بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں ایسی مثال دیتا ہے اللہ تعالے حق و باطل کی تو جھاگ تو جاتا رہتا ہے پھک کر اور وہ جو لوگوں کے نفع کو ہے وہ زمین میں ٹھہرتا ہے اللہ یونہی مثالیں بیان فرماتا ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالے نے حق و باطل کی مثال دی ہے کہ پانی تو آسمان سے ہی برستا ہے اور اس سے ندی نالے اپنی اپنی مقدار میں بہ نکلتے ہیں تو اس بہاؤ میں جب موجیں آپس میں متصادم ہوتی ہیں تو زبد یعنے جھاگ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ پانی کے اوپر بہتا آجاتا ہے۔

ایسے ہی کبھی باطل غالب آکر اونچا نظر آنے لگتا ہے لیکن درحقیقت اَلْحَقُّ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى حق ہمیشہ بلند ہی رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اسی طرح وہ کوڑا کرکٹ اگر پانی پر بلند ہو کر بہتا ہے مگر انجام کار اسے کوڑے میں رہنا ہے۔

رَابِیًا کے معنی عَالِیًا ہے یعنی وہ جھاگ کوڑا وغیرہ پانی کے اوپر ہوتا ہے۔

دوسری مثال دی کہ زیور وغیرہ کے لیے سونا چاندی، تانبہ پگھلاتے ہیں اس پر بھی اوس کا جھاگ اور میل اوپر آجاتا ہے لیکن اس کے اوپر آجانے سے اس کی قیمت اور قدر اس چاندی سونے سے زائد نہیں ہو جاتی ایسے ہی کفر اور باطل اگر اسلام کے مقابل بلند ہوتا نظر بھی آجائے تو اسے بالآخر پست اور ذلیل ہی ہو جانا ہے چنانچہ فرمایا

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً تو جھاگ (اور میل) وہ تو پھینک دیا جاتا ہے جَفَا الْمَاءُ بِالزَّبَدِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِذَا قَذَفَ محاورہ ہے۔ یعنی صاف ہو گیا پانی جھاگ اور میل سے جب اس جھاگ اور میل کو پھینک دیتے ہیں تو جُفاء کے معنی دور کرنے کے ہوئے اور اسی سے باطل کو تشبیہ دی اور وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ سے حق کی تشبیہ دے کر فرمایا کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ ایسے ہی اللہ مثالوں سے تمہیں سمجھاتا ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

فَحَاصِلُ الْکَلَامِ فِی اٰیَتَیْنِ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَثَّلَ الْحَقَّ وَھُوَ الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ عِنْدَ الْکَثِیْرِ فِیْ فَیَضَانِہٖ مِنْ جُنَابِ الْقُدْسِ عَلٰی قُلُوْبٍ خَالِیَۃٍ عَنْہُ مُتَفَاوِتَۃِ الْاِسْتِعْدَادِ۔

خلاصہ کلام ان دونوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حق کی مثال دی جو قرآن کریم ہے اکثر مفسرین کے نزدیک باعتبار فیضان بارگاہ قدس سے جو قلوب صافیہ عن الوسخ پر ہوتا ہے باعتبار استعداد و تحمل کے۔

وَفِیْ جَرَیَانِہٖ عَلَیْھَا مُلَاحَظَۃً وَحِفْظًا وَعَلَی الْاَلْسِنَۃِ مُذٰکَرَۃً وَتِلَاوَۃً مَعَ کَوْنِہٖ مُمِدًّا الْحَیَاتَھَا الرُّوْحَانِیَّۃَ

اور اس اجراء میں اس کے احکام کی محافظت کی جاتی ہے وہ زبانوں پر حفاظ کے جاری رہتا ہے اس کی تلاوت ممد حیات روحانی ہوتی ہے۔

اور باطل کی مثال کفر ہے کہ اس میں کافر مبتلا ہوتے ہیں اپنی کوتاہ نظری سے وہ زَبَدًا رَّابِیًا تو ہو سکتے ہیں یعنی کبھی کسی موقعہ پر اونچے ہو سکتے ہیں لیکن بہت جلدی وہ مضمحل ہو کر رہیں گے۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ مَثَلُ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ نَفَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْھَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا

میری بعثت کی مثال اللہ تعالےٰ نے مجھے بھیج کر ہدایت و علم جو دیا وہ بارش سے دی کہ زمین پر برسی اس میں جو ٹکڑا زمین کا پاک تھا اس پر پھل پھول کافی ہوئے اور اس سے جو پانی بچا تو لوگوں نے اس سے یہ فائدہ حاصل کیا کہ اس سے سیراب ہوئے سبزہ پھل وغیرہ کھایا یہ تو اسلام۔ ایمان۔ ایقان۔ تقوی۔ طہارت ہے مثل صوفیاء و اولیاء کے۔

فَاَصَابَ طَائِفَۃً مِنْھَا اُخْرٰی اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِکُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَاءً فَذٰلِکَ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ مُتَعَلِّمٌ وَعَالِمٌ۔

اور ایک طائفہ وہ ہے کہ اس نے پانی روک کر نہ رکھا تو اس پر سبزہ وغیرہ نہ اگا۔ گھاس پیدا نہ ہوتی یہ وہ ہے جسے اللہ نے تفقہ فی الدین عطا فرمایا اور میری بعثت کا اسے یہ نفع پہنچا تو اس نے علم حاصل کیا اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسروں کو سکھایا یہ مثل علمائے کرام کی ہے۔

وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ أُرْسِلْتُ۔

اور تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے اس طرف التفات ہی نہ کیا اور ہدایت کو کوشش قبول سے ہی نہ سنا یہ مثال کافر کی ہے ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست　　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

اب آگے کافر جاحد اور مومن قابل کے اجر و زجر کی تفصیل ہے۔

"لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى" ان کے لیے جنہوں نے قبول کیا حکم اپنے رب کا حسنٰی ہے یعنی جنت" "وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ" اور وہ جنہوں نے قبول نہ کیا ان کے لیے اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور بھی ان کے ملک میں ہوتا اور وہ اسے (اپنی نجات کے لیے) فدیہ کر دیتے۔ یہی ہیں جن کا برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت برا بچھونا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ رعد۔ پ ۱۳

أَفَمَنْ يَّعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمٰى ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ مثل اس کے ہوگا جو اندھا ہے۔ نصیحت تو وہی مانتے گا جو عقلمند ہے۔

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور نہیں توڑتے قول و قرار کو۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝

اور وہ جو ملاتے ہیں اسے جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف رکھتے ہیں حساب کے برے نتیجہ کا۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

اور وہ جو صبر کریں اپنے رب کی رضامندی چاہنے کو اور نماز قائم رکھیں اور خرچ کریں ہمارے دئے ہوئے سے خفیہ اور ظاہر اور ٹالتے ہیں بھلائی کر کے برائی کو یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝

بسنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا سے اور ان کی بیویوں سے اور اولاد سے اور فرشتے داخل ہوں ان پر ہر ایک دروازے سے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

سلام کہتے تم پر بدلہ تمہارے صبر کا تو اچھا ہے پچھلا گھر۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ

اور وہ جو اللہ کا عہد توڑیں بعد اس کے کہ پکا کیا ہو اور قطع کریں اسے جو حکم دیا اللہ نے جوڑنے کا اور فساد زمین میں کریں یہ وہ ہیں کہ انہیں لعنت ہے اور ان کا برا گھر ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور انہوں نے کافر دنیا کی زندگی میں اور نہیں حیات دنیا آخرت کے مقابلہ میں مگر کچھ دن برتنا۔

حل لغات تیسرا رکوع سورہ رعد۔ پ ۱۳

اَفَمَنْ۔ کیا جو آدمی	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	اَنَّمَا۔ کہ وہ جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا ہے
اِلَيْكَ۔ طرف تیری	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے		الْحَقُّ۔ وہ حق ہے۔
كَمَنْ۔ اس جیسا ہے	هُوَ۔ کہ وہ	اَعْمٰى۔ نابینا ہے	اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں
يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت لیتے ہیں	اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ عقل والے لوگ		اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
يُوْفُوْنَ۔ پورا کرتے ہیں	بِعَهْدِ۔ عہد	اللّٰهِ۔ اللہ کا	وَلَا۔ اور نہیں
يَنْقُضُوْنَ۔ توڑتے	الْمِيْثَاقَ۔ عہد پختہ	وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جو	يَصِلُوْنَ۔ ملاتے ہیں
مَآ۔ اس چیز کو کہ	اَمَرَ۔ حکم دیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	بِهٖ۔ اسکے متعلق
اَنْ۔ یہ کہ	يُّوْصَلَ۔ ملایا جائے	وَيَخْشَوْنَ۔ اور ڈرتے ہیں	رَبَّهُمْ۔ اپنے رب سے
وَيَخَافُوْنَ۔ اور خوف کھاتے ہیں		سُوْٓءَ۔ برے	الْحِسَابِ۔ حساب کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جنہوں نے صَبَرُوا۔ صبر کیا اُبْتِغَاءَ۔ واسطے چاہنے وَجْہِ۔ رضامندی
رَبِّھِمْ۔ اپنے رب کے وَاَقَامُوا۔ اور قائم کی انہوں نے الصَّلٰوۃَ۔ نماز
وَاَنْفَقُوْا۔ اور خرچ کیا انہوں نے مِمَّا۔ اس سے جو رَزَقْنٰھُمْ۔ دیا ہم نے ان کو
سِرًّا۔ پوشیدہ وَعَلَانِیَۃً۔ اور ظاہر وَیَدْرَءُوْنَ۔ اور دور کرتے ہیں
بِالْحَسَنَۃِ۔ نیکی سے السَّیِّئَۃَ۔ برائی کو اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ ہے لَھُمْ۔ انکے لیے
عُقْبَی۔ آخرت کا الدَّارِ۔ گھر جَنّٰتُ۔ باغ عَدْنٍ۔ ہمیشہ کے
یَدْخُلُوْنَھَا۔ داخل ہوں گے ان میں وَمَنْ۔ اور جو صَلَحَ۔ نیک ہوا
مِنْ اٰبَآئِھِمْ۔ انکے باپ دادا سے وَاَزْوَاجِھِمْ۔ اور انکی بیویوں سے
وَذُرِّیّٰتِھِمْ۔ اور ان کی اولاد سے وَالْمَلٰٓئِکَۃُ۔ اور فرشتے یَدْخُلُوْنَ۔ داخل ہونگے
عَلَیْھِمْ۔ ان پر مِنْ کُلِّ بَابٍ۔ ہر دروازے سے سَلٰمٌ۔ سلام ہے
عَلَیْکُمْ۔ تم پر بِمَا۔ بدلے صَبَرْتُمْ۔ تمہارے صبر کے فَنِعْمَ۔ تو اچھا ہے
عُقْبَی۔ آخرت کا الدَّارِ۔ گھر وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جو یَنْقُضُوْنَ۔ توڑتے ہیں
عَھْدَ۔ عہد اللّٰہِ۔ اللہ کا مِنْ بَعْدِ۔ بعد اسکے مِیْثَاقِہٖ۔ مضبوط کرنے کے
وَیَقْطَعُوْنَ۔ اور توڑتے ہیں مَا۔ جو اَمَرَ۔ حکم دیا ہے
اللّٰہُ۔ اللہ نے بِہٖ۔ اسکے متعلق اَنْ۔ یہ کہ یُّوْصَلَ۔ ملایا جائے
وَیُفْسِدُوْنَ۔ اور فساد کرتے ہیں فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ ہیں کہ
لَھُمْ۔ ان کے لیے اللَّعْنَۃُ۔ لعنت ہے وَلَھُمْ۔ اور ان کے لیے ہے سُوْٓءُ۔ برا
الدَّارِ۔ گھر اَللّٰہُ۔ اللہ یَبْسُطُ۔ پھیلاتا ہے الرِّزْقَ۔ رزق
لِمَنْ۔ جس کے لیے یَّشَآءُ۔ چاہے وَیَقْدِرُ۔ اور تنگ کرتا ہے وَفَرِحُوْا۔ اور خوش ہوئے وہ
بِالْحَیٰوۃِ۔ زندگی الدُّنْیَا۔ دنیا پر وَمَا۔ اور نہیں ہے الْحَیٰوۃُ۔ زندگی
الدُّنْیَا۔ دنیا کی فِی الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے مقابلہ میں اِلَّا۔ مگر
مَتَاعٌ۔ معمولی سامان۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۂ رعد پ ۱۳

"اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انزا حق ہے"۔

یعنی اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔

"کَمَنْ هُوَ اَعْمٰى۔ وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے"۔

ایسا اندھا جو حق کو دیکھ ہی نہیں سکتا اور اسی وجہ میں وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتا۔

"اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ نصیحت تو وہی مانتا ہے جسے عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں"۔

اور اسے اپنا رب مان کر اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کے حکم سے منحرف نہیں ہوتے۔

"وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ اور عہد کر کے اسے نہیں توڑتے اور وہ جو جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا"۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر اور بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے۔

یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں۔

سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودّت و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں اور سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے۔

اور شریعت محمدیہ میں ان امور کا لحاظ رکھنا ان پر عمل پیرا ہونے پر تاکید اکید آئی ہے اور اس معاملہ میں بکثرت احادیث وارد و صادر ہیں (روح المعانی)

چنانچہ حضرت قتادہ سے مروی ہے وَمِنْ اَعْظَمِ الْمَوَاثِيْقِ عَلٰى مَا قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ اَنْ لَّا يَسْاَلَ الْعَبْدُ سِوَا مَوْلَاهُ جَلَّ شَانُهٗ۔ ایفائے عہد کا بڑا درجہ یہ ہے جو شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ بندہ کسی سے سوال نہ کرے سوا اپنے رب عز و جل کے۔

اور ابو حمزہ خراسانی کے ایک قصہ سے اس میثاق باللہ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے آپ نے اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ کسی سے سوا ذات احد کے سوال نہ کریں گے تو اتفاقاً آپ ایک کنوئیں میں گر گئے آپ نے ایفائے عہد میں گذرنے والوں سے قطعاً سوال نہ کیا اور کسی سے استمداد کا طالب نہ ہوا کہ کوئی انہیں کنوئیں سے نکال لے حتیٰ کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے آپ کے سوال کے بغیر آپ کو نکالا اور آپ نے اسے دیکھا بھی نہیں کہ کون نکال رہا ہے تو آپ کو غیبی آواز آئی كَيْفَ رَاَيْتَ ثَمَرَةَ التَّوَكُّلِ۔ اے ابو حمزہ تم نے توکل کا کیسا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھل دیکھا۔

اور ابن جوزی فرماتے ہیں ابوحمزہ نے اس میں غلطی کی اِنَّ التَّوَکُّلَ لَا یُنَافِی الْاِسْتِغَاثَۃَ فِی تِلْکَ الْحَالِ
اس لیے کہ توکل میں ایسی حالت کے اندر استغاثہ منافی نہیں۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا جَاعَ فَلَمْ یَسْأَلْ حَتّٰی مَاتَ دَخَلَ النَّارَ جب آدمی
بھوکا ہو اور کسی سے سوال نہ کرے اور مرجائے وہ جہنمی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے ابوحمزہ کی جہالت پر لطف وکرم فرمایا کہ اسے کنوئیں سے نکلوا دیا۔
آگے فرماتے ہیں لَا یَلِیْقُ الْاِسْتِغَاثَۃُ بِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یَفْعَلُہُ النَّاسُ الْیَوْمَ
مَعَ اَھْلِ الْقُبُوْرِ الَّذِیْنَ یَتَخَیَّلُوْنَ فِیْھِمْ مَا یَتَخَیَّلُوْنَ فَاھًا ثُمَّ اٰھًا مِمَّا یَفْعَلُوْنَ

خدا کے سوا کسی غیر خدا سے استغاثہ نہیں چاہئے جیسا کہ لوگ آج اصحاب قبور کے ساتھ کیا کیا خیال کرتے
ہیں افسوس افسوس ان کے ان افعال پر کہ مقابر کو سجدہ کریں اور اس سجدہ کو سجدہ تعظیمی اور کیا کیا صورتیں
جائز بتائیں یا صاحب قبر سے استعانت اس نسبت سے کرتے ہیں کہ معین و ممد حقیقی یہی صاحب قبر ہے خدا
چاہے یا نہ چاہے معاذ اللہ یہی سب کچھ دے سکتے ہیں جیسے کسی جاہل نے کہا (روح المعانی)

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا غم ہے ! کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا !

ایسے اعتقادات فاسدہ کاسدہ کو علامہ آلوسی نے خطرناک اور رذیلہ خبیثہ فرمایا۔

اور اگر مظہر عون الٰہی جان کر ارباب قبور سے استعانت کرے تو مضائقہ نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ اِذَا
تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ جب تم اپنے کاموں میں متحیر و متفکر ہو جاؤ تو اصحاب
قبور کی روحانیت سے مدد لو اور یہ عقیدہ رکھو کہ یہ اللہ کے مقرب ہیں ان کے تقرب کی برکت سے اللہ تعالیٰ
ہمارا کام درست فرمائے گا۔

"وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف کرتے ہیں حساب کی برائی سے" تو وہ محاسبہ
سے قبل اپنے نفس سے محاسبہ کرتے ہیں (روح المعانی)

ایک قول یہ ہے کہ اَلْخَشْیَۃُ اَشَدُّ الْخَوْفِ خشیۃ سخت ترین خوف کو کہتے ہیں۔

"وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز
قائم رکھی اور خرچ کیا ہمارے دیے ہوئے سے چھپے اور ظاہر اور برائی کے بدلے بھلائی کی ان کے لیے پچھلے
گھر کا نفع ہے۔"

یعنی وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا تکالیف اطاعت پر اور مصائب پر اور معصیت شعاری سے باز رہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اللہ کے دیئے ہوئے سے خرچ کیا پوشیدہ اس لیے کہ صدقات وخیرات اور نوافل پوشیدہ کرنا افضل ہے اور فرائض خواہ وہ زکوٰۃ ہو یا پنجگانہ عبادت اس کا ظاہری طور پر کرنا افضل ہے۔

اور یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ یعنی یَدْفَعُوْنَ الشَّرَّ بِالْخَیْرِ وَیُجَازُوْنَ الْاِحْسَانَ بِالْاِحْسَانِ یعنی دفع کریں شر کو بھلائی سے اور ہر اساءت وبرائی کو احسان سے مثلاً بدزبانی کا جواب شیریں زبانی سے اور جو ان کے کسی حق کو لے کر انہیں محروم کردے اس پر عطا کریں جب ان پر ظلم ہو معاف کریں جب کوئی ان سے پیوند قطع کرے یہ اسے ملائیں اور جب گناہ کریں بارگاہ حق میں توبہ کریں جب ناجائز کام دیکھیں اسے جائز صورت میں بدلنے کی سعی کریں جہل دیکھیں تو اسے علم سے تبدیل کریں ایذا دیکھیں تو اس پر صبر کریں ان کے لیے پچھلا گھر یعنی جنت نفع کا مقام ہے۔

"جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا بسنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولادیں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر آئیں اور کہیں سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو بہتر ہے پچھلا گھر"۔

جنت عدن ہمیشگی والا گھر جس میں ایسے نیک داخل ہوں گے اور مَنْ صَلَحَ جو نیک ہوئے اس کے باپ دادا بیوی اور اولاد سے (روح المعانی)

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ جبیر بن مطعم سے راوی ہیں جب آدمی جنت میں جائے گا تو کہے گا اَیْنَ اُمِّیْ اَیْنَ وَلَدِیْ اَیْنَ زَوْجَتِیْ۔ میری ماں۔ میرا بیٹا میری بیوی کہاں ہے؟ تو اسے کہہ دیا جائے گا لَمْ یَعْمَلُوْا مِثْلَ عَمَلِكَ انہوں نے تیرے جیسے عمل نہیں کیے تو وہ کہے میں نے تو عمل اپنے لیے اور ان کے لیے کیے ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھ کر تفسیر کی مَنْ صَلَحَ مِنْ ۱ مَنَ۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں واضح فرمادیا کہ اِنَّ الْاَنْسَابَ لَا تَنْفَعُ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهَا اَعْمَالٌ صَالِحَۃٌ بَلِ الْاٰبَاءُ وَالْاَزْوَاجُ وَالذُّرِّیَّۃُ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ۔ انساب وہاں نفع نہ دیں گے جب کہ اس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں بلکہ باپ دادا بیوی اولاد بھی جنت میں نہ جائیں گے مگر اعمال صالحہ کے ساتھ (روح المعانی)

علامہ واحدی نے اس کا رد کیا انہوں نے فرمایا اَلصَّحِیْحُ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ مِنْ ثَوَابِ الْمُطِیْعِ سُرُوْرَهٗ بِحُضُوْرِ اَهْلِهٖ مَعَهٗ فِی الْجَنَّۃِ۔

اللہ تعالیٰ مطیع کے عمل کے ثواب والدین، اولاد، بیوی کو بھی ثواب عطا فرمائے گا تاکہ جنت میں جانے والے کے سرور میں کمی نہ ہو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ملائکہ ابواب جنت سے داخل ہوکر کہیں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔

ابن ابی حاتم انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرما کر سنایا کہ مومن ایک موتی کے خیمہ میں ہوگا اس میں کوئی جوڑ نہ ہوگا اس کا طول ہوا میں ساٹھ میل ہوگا اس میں چار ہزار سونے کے دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر ستر ہزار ملائکہ ہوں ہر فرشتے کے پاس اللہ تعالے کی طرف سے ہدیہ باذن الٰہی ہو

اور وہ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ سنا رہا ہو۔

ایک حدیث ابن جریر محمد بن ابراہیم سے لائے فرماتے ہیں کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاۤءِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَکَذَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم قبور شہداء پر ہر سال کے شروع پر تشریف لاکر فرماتے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ اور ایسا ہی حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی کیا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا سب سے پہلے جو جنت میں اللہ کی مخلوق سے داخل ہوگا وہ فقراء مہاجرین ہوں گے الی آخر الحدیث (روح المعانی)

اب حسب اسلوب بیان قرآن معجز بیان جہنمیوں کا تذکرہ شروع ہے اس لیے کہ جنتیوں کے حال سے مطلع فرما دیا گیا۔

"وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ اور وہ جو توڑیں اللہ کا عہد پختہ کرنے کے بعد اور کاٹیں اسے جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے فرمایا اور زمین میں فساد پھیلائیں یہ وہ ہیں جن کے لیے لعنت اور ان کا برا گھر ہے"۔

یعنی جنہوں نے اللہ کے حضور عہد کر کے توڑ دیا اور فساد پھیلاتے رہے ان کا برا گھر جہنم ہے

"اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاۤءُ وَیَقْدِرُ اللہ کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے"۔

اور کافر خوش ہے دنیا کی زندگی پر اور نہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر کچھ برت لینا۔

ترمذی شریف میں ہے عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَکَ فَقَالَ وَمَالِیْ وَلِلدُّنْیَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَہَا۔

حضور آرام گزیں ہوئے ایک چٹائی پر تو جب اس سے اٹھے تو پہلوئے مبارک پر اس کے نشان تھے تو ہم نے عرض کیا حضور ہم لوگ کوئی گدا کیوں نہ بنالیں تو حضور نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے یہی ناکہ جیسے گھوڑے سوار درخت کا سایہ لے کر ستائے پھر روانہ ہو جائے اور اس سایہ کو چھوڑ دے۔ یہی عرف محاورہ عربی میں متاع کل ہے یعنی چند ساعت کا برتنا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ رعد پ ۱۳

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ط قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ ہ

اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب کے پاس سے فرما دیجئے بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے اسے جو اس کی طرف رجوع لائے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ہ

وہ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوئے ان کے دل ذکر اللہ سے خبردار رہو اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ہ

وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیئے انہیں خوشی ہے اور نیک انجام۔

کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْٓ اُمَّۃٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَیْھِمُ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ ہ

ایسے ہی بھیجا ہم نے تمہیں اس امت میں جس سے پہلے گذر چکیں امتیں تاکہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے وحی کی تمہاری طرف اور وہ کفر کر رہے ہیں رحمن سے فرما دیجئے وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی ط بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ط اَفَلَمْ یَایْئَسِ

اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا کٹ جاتی زمین یا مردے باتیں کرتے (یہ پھر بھی نہ مانتے) بلکہ اللہ کے ہاتھ سب کام ہے تو کیا نہ مایوس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَاۤءُ اللّٰهُ لَهَدَى
النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ
قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

ہوئے مومن اس سے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں
کو ہدایت دے دیتا سب کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ
جو کافر ہیں پہنچتا ہے انہیں صدمہ جو وہ کرتے ہیں ہمک
سے یا اترے ان کے گھروں کے نزدیک حتیٰ کہ آئے
وعدہ اللہ کا بے شک اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ

حلّ لغات چوتھا رکوع سورۂ رعد پ ۱۳

وَيَقُوْلُ ۔ اور کہتے ہیں	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	كَفَرُوْا ۔ کافر ہوئے	لَوْلَا ۔ کیوں نہیں
اُنْزِلَ ۔ اتاری گئی	عَلَيْهِ ۔ اس پر	اٰيَةٌ ۔ کوئی نشانی	مِّنْ رَّبِّهٖ ۔ اسکے رب سے
قُلْ ۔ کہہ	اِنَّ ۔ بے شک	اللّٰهَ ۔ اللہ	يُضِلُّ ۔ گمراہ کرتا ہے
مَنْ ۔ جسے	يَّشَاۤءُ ۔ چاہے	وَيَهْدِيْۤ ۔ اور ہدایت دیتا ہے	اِلَيْهِ ۔ اپنی طرف
مَنْ ۔ اس کو جو	اَنَابَ ۔ رجوع کرے	اَلَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے
وَتَطْمَئِنُّ ۔ اور تسلی پاتے ہیں		قُلُوْبُهُمْ ۔ ان کے دل	بِذِكْرِ ۔ یاد
اللّٰهِ ۔ الٰہی سے	اَلَا ۔ خبردار	بِذِكْرِ ۔ یاد	اللّٰهِ ۔ الٰہی سے
تَطْمَئِنُّ ۔ تسلی پاتے ہیں		الْقُلُوْبُ ۔ دل	اَلَّذِيْنَ ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَعَمِلُوا ۔ اور عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے	طُوْبٰى ۔ خوشی ہے
لَهُمْ ۔ ان کے لیے	وَحُسْنُ ۔ اور اچھا ہے	مَاٰبٍ ۔ انجام	كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح
اَرْسَلْنٰكَ ۔ بھیجا ہم نے تجھے		فِيْۤ اُمَّةٍ ۔ اس امت میں کہ	قَدْ ۔ بے شک
خَلَتْ ۔ گذر چکیں	مِنْ قَبْلِهَاۤ ۔ اس سے پہلے	اُمَمٌ ۔ امتیں	لِّتَتْلُوَا ۔ تاکہ تو پڑھے
عَلَيْهِمُ ۔ ان پر	الَّذِيْۤ ۔ وہ جو	اَوْحَيْنَاۤ ۔ وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ ۔ تیری طرف
وَهُمْ ۔ اور وہ	يَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کرتے ہیں	بِالرَّحْمٰنِ ۔ رحمان کا	قُلْ ۔ کہہ
هُوَ ۔ وہ	رَبِّيْ ۔ میرا رب ہے	لَاۤ اِلٰهَ ۔ نہیں کوئی معبود	اِلَّا هُوَ ۔ مگر وہی
عَلَيْهِ ۔ اسی پر	تَوَكَّلْتُ ۔ میں نے بھروسہ کیا	وَاِلَيْهِ ۔ اور اسی طرف ہے	مَتَابِ ۔ میرا پھرنا
وَلَوْ ۔ اور اگر	اَنَّ ۔ بے شک	قُرْاٰنًا ۔ قرآن	سُيِّرَتْ ۔ چلائے جائیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِہٖ - اس کے ساتھ
بِہٖ - اس کے ساتھ
بِہٖ - اس کے ساتھ
اَلْاَمْرُ - حکم
اَلَّذِیْنَ - وہ جو
یَشَآءُ - چاہے
جَمِیْعًا - سب کو
تُصِیْبُھُمْ - پہنچے گی انکو
اَوْ - یا
حَتّٰی - یہاں تک کہ
اللّٰہَ - اللہ

اَلْجِبَالُ - پہاڑ
اَلْاَرْضُ - زمین
اَلْمَوْتٰی - مردے
جَمِیْعًا - سب
اٰمَنُوْا - ایمان لائے
اللّٰہُ - اللہ
وَلَا یَزَالُ - اور ہمیشہ رہیں گے
بِمَا - بدلے
تَحُلُّ - اترے
یَاْتِیَ - آئے
لَا یُخْلِفُ - نہیں خلاف کرتا

اَوْ - یا
اَوْ - یا
بَلْ - بلکہ
اَفَلَمْ - کیا نہیں
اَنْ - یہ کہ
لَھَدَی - تو ہدایت دے
اَلَّذِیْنَ - وہ جو
صَنَعُوْا - انکی کمائی کے
قَرِیْبًا - قریب
اَمْرُ اللّٰہِ - اللہ کا فیصلہ
اَلْمِیْعَادَ - وعدہ

قُطِّعَتْ - کاٹی جائے
کُلِّمَ - کلام کریں
لِلّٰہِ - اللہ کے لیے ہے
یَایْئَسِ - مایوس ہوئے
لَوْ - اگر
النَّاسَ - لوگوں کو
کَفَرُوْا - کافر ہوئے
قَارِعَۃٌ - مصیبت
مِنْ دَارِھِمْ - انکے گھروں کے
اِنَّ - بیشک

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ رعد پ ۱۳

"وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ اور کہنے لگے وہ جو کافر ہیں کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے فرما دیجئے اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی راہ کی اسے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ وہ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوئے ان کے دل اللہ کی یاد سے۔ خبردار رہو اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں"۔

کافروں کی یہ ڈھٹائی تھی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیات و معجزات بکثرت دیکھنے کے باوجود بھی کہتے رہتے کہ ان کے پاس اللہ تعالے کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری۔ با آں کہ حضور کے معجزات اتنے ان کے مشاہدہ میں آچکے تھے کہ ان کی گنتی مشکل ہے درختوں نے جڑیں چھوڑ کر تعمیل حکم میں حضور کے آگے شہادت دی۔ ٹوٹی ہڈیاں جڑیں نکلی ہوئی آنکھیں درست ہوئیں۔ سنگریزوں نے کلمہ پڑھا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ڈوبا سورج والیس آیا۔ مٹھی بھر کنکریوں سے فوج اندھی ہوئی۔

چاند شق ہو۔ پیڑ بولیں۔ جانور سجدہ کریں۔ بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں اِنَّ الْاٰیَاتِ الْبَاھِرَۃَ [illegible] [illegible] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُؤْتُوْھَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَبِیٌّ قَبْلَہٗ وَکَفٰی بِالْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ اٰیَۃً فَاِذَا جَحَدُوْھَا وَلَمْ یَعْتَدُّوْا بِھَا کَانَ ذٰلِکَ مَوْضِعًا لِلتَّعَجُّبِ وَالْاِنْکَارِ۔

حضور کو بے گنتی نشانیاں من جانب اللہ عطا ہوئیں جو کسی نبی کو آپ سے پہلے نہیں دی گئیں۔ اور قطع نظر دیگر معجزات ونشانات کے سب میں بڑا معجزہ اور نشانیاں اتنا زبردست ہے کہ سب معجزات ایک طرف اور صرف قرآن کریم ایک طرف جس نے بڑے بڑے بلغاء خطبا ادباء ناظم ناثر اور شعراء کو کھلا چیلنج کر دیا اور آج تک بدستور وہ چلا آرہا ہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اور اس معارضہ کے مطالبہ پر اعلان عام کہ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا۔

لیکن اس وقت کے تمام بلغاء وفصحاء دبے لیجے رہے اور آج چودہ سو برس کے قریب زمانہ گذر گیا اور اب تک کسی کو جرأت مقابلہ نہ ہوسکی۔ اس بران کا سردار عبداللہ بن امیہ اور فصحاء مکہ کا یہ کہنا کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ غایت درجہ کا مکابرہ اور انتہا درجہ کا عناد ہی ہے۔

اس پر اللہ تبارک و تعالے عز اسمہ کا یہ جواب بالکل صحیح ہے کہ اے محبوب فرما دیجئے اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور وہ ہدایت پر نہیں آسکتا اور اسے مادرزاد اندھے کی طرح یہی کہنے کی سوجھتی ہے کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ۔

اور جو ہدایت یافتہ ہے وہ وہی ہے جس نے اللہ تعالے کی طرف رجوع فرمایا اور ایمان لاکر اللہ کے ذکر کے ساتھ اپنے دل کو مطمئن کر لیا اور ذکر الٰہی سے جو دلوں کو چین اور اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوسکتا۔

اور ذکر الٰہی اس کی رحمت وفضل کو یاد کرکے ہی ہوتا ہے۔

اس کے احسان وکرم کو پیش نظر رکھ کر بھی ہوتا ہے۔

حضور سید یوم النشور کی تشریف آوری اور ذکر جبط وحی بھی ذکر اللہ ہے اس سے طمانیت حاصل ہوتی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا کو پڑھنے سے طمانیت قلب ہوتی ہے۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ بھی ذکر الٰہی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ بھی ذکر الٰہی ہے۔ اس پر غور کرنے اور سمجھنے سے بھی طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس کے عدل اور عقاب کو دیکھ کر دل خائف ہو جاتے ہیں با آنکہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ بھی ذکر الٰہی ہے لیکن جہاں آیۂ کریمہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ پڑھیں وہاں اس کی عبارتی قہاری کی شان پیش نظر رکھ کر دلوں میں خوف پیدا کر کے آگے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا پڑھ کر بھی وہی اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کی شان رحمت پیش نظر رکھ کر وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ جب پڑھیں گے تو اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ہی غالب رہے گا اس لیے کہ یہ مواعید تمام کے تمام یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ کے ساتھ ہیں۔ اور یَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ کے بعد ذکر الٰہی خواہ مواعید عذاب کے ساتھ ہو یا بشارات ثواب کے ماتحت سب سے اطمینانِ قلب ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے تو سننے والا اس کی قسم پر اعتبار ہی یوں کرتا ہے کہ اسے طمانیت قلب حاصل ہو جاتی ہے۔

تفسیر خازن سے آلوسی نقل فرماتے ہیں اِنَّ هٰذَا فِی الْحَلْفِ بِاللّٰهِ وَذَالِكَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حُلِفَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی سَکَنَ قَلْبُهٗ۔

شانِ نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ حِیْنَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَعْنٰی ذَالِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَحَبَّ اَصْحَابِیْ۔

جب آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضور نے صحابہ سے فرمایا تمہیں معلوم ہے اس آیہ کریمہ کے کیا معنی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے فرمایا جو اللہ اس کے رسول اور میرے صحابہ سے محبت رکھے وہ مطمئن القلوب ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت مولا شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا وَذَاكَ مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَحَبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ صَادِقًا غَیْرَ کَاذِبٍ وَاَحَبَّ الْمُؤْمِنِیْنَ شَاهِدًا اَوْ غَائِبًا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ اس کی صفت ہے جس کا دل مطمئن ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور میرے اہل بیت کو سچے دل سے محبوب رکھے جھوٹی دکھاوے کی محبت نہ ہو اور مسلمان مومنین کو حاضر و غائب محبوب رکھے۔

وَذَكَرَ الْإِمَامُ فِي بَيَانِ اطْمِينَانِ الْقَلْبِ بِذِكْرِهٖ تَعَالٰى وُجُوْهًا۔
فَقَالَ اِنَّ الْمَوْجُوْدَاتِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ
مُؤَثِّرٌ لَا يَتَاَثَّرُ۔ وَمُتَاَثِّرٌ لَا يُؤَثِّرُ۔ وَمَوْجُوْدٌ يُؤَثِّرُ وَيَتَاَثَّرُ۔
فَالْاَوَّلُ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ وَالثَّانِيْ هُوَ الْجِسْمُ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ خَاصِيَّةٌ اِلَّا الْقَبُوْلُ لِلْاٰثَارِ الْمُتَنَافِيَةِ وَالصِّفَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ۔ وَالثَّالِثُ الْمَوْجُوْدَاتُ الرُّوْحَانِيَّةُ فَاِنَّهَا اِذَا تَوَجَّهَتْ اِلَى الْحَضْرَةِ الْاِلٰهِيَّةِ صَارَتْ قَابِلَةً لِلْاٰثَارِ الْفَائِضَةِ عَلَيْهَا مِنْهَا۔ وَاِذَا تَوَجَّهَتْ اِلٰى اَعْلَامِ الْاَجْسَامِ اِشْتَاقَتْ اِلَى التَّصَرُّفِ فِيْهَا لِاَنَّ عَالَمَ الْاَرْوَاحِ مُدَبِّرٌ لِعَالَمِ الْاَجْسَامِ۔

موجودات تین اقسام پر ہے۔
مُؤَثِّرٌ لَا يَتَاَثَّرُ۔ وہ صرف واجب الوجود باری تعالیٰ عزّ اسمہ کی ذات ہے۔
مُتَاَثِّرٌ لَا يُؤَثِّرُ۔ وہ جسم ہے کہ اس میں اثرات متنافیہ کے قبول کرنے کے سوا اس میں کوئی خاصیت نہیں ہے۔ اسی وجہ میں اس کی صفات بھی مختلف ہوتی ہے۔
يُؤَثِّرُ يَتَاَثَّرُ۔ وہ موجودات رُوحانیہ ہیں وہ جب الوہیّت کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اثرات فائضہ قبول کرتی ہے۔

اور جب وہ اعلام اجسام کی طرف آتی ہے تو اس پر تصرف کرتی ہے اس لیے کہ ارواح مدبّرہ اجسام ہیں۔

تو قلب انسان جب اجسام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور قلق واضطراب بڑھ جاتا ہے اور اس کا میلان اجسام پر مستولی ہونے کی طرف ہوتا ہے اور اس میں تصرف کرنا چاہتا ہے۔

اور جب وہ متوجہ ہوتا ہے مطالعۂ تجلیاتِ الٰہیّہ کی طرف تو اس میں انوار صمدیت پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ساکن اور مطمئن ہو جاتا ہے۔

"اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے ان کے لیے طوبیٰ ہے اور نیک انجام"۔

نیک عمل ایمان کے ساتھ مستوجب طوبیٰ ہے۔ اس کی تصریح میں ۱۴ قول ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱) قِيْلَ مَصْدَرٌ مِنْ طَابَ كَبُشْرٰى وَزُلْفٰى وَالْوَاوُ مُنْقَلِبَةٌ مِّنَ الْيَاءِ۔ یہ مصدر ہے طاب سے جیسے بُشرٰی اور زُلفٰی یہاں واؤ یا سے بدلا ہے۔ یہ دعا کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

(۲) ابوالحسن طوبٰی۔ طیبۃ کی جمع ہے جیسے کیسہ کی جگہ کوسٰی بھی کہتے ہیں۔

(۳) ابن جریر وغیرہ ابن عباس سے راوی ہے کہ اس کے معنی فرح اور آنکھ کی ٹھنڈک کے ہیں۔

(۴) ضحاک اس کے معنی غبطہ کے لیتے ہیں۔

(۵) قتادہ حُسنٰی لَهُمْ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں یعنی نیک انجام یا جنت۔

(۶) ایک قول ہے اَصَابُوْا خَيْرًا بھلائی کو پہنچنے کے معنی مراد ہیں۔

(۷) نخعی کے نزدیک خیر کثیر لهم۔ بہت سی بھلائیاں ان کے لیے۔

(۸) اور ایک قول انہیں سے ہے کَرَامَةٌ لَّهُمْ۔ عزت ان کے لیے۔

(۹) سمیط بن عجلان کے نزدیک دَوَامُ الْخَيْرِ لَهُمْ۔ ہمیشہ بھلائیاں ان کے لیے۔

(۱۰) اور بقول اس کے معنی ہیں عیش طیب ان کے لیے۔

(۱۱) ابن عباس اور ابن جریر سے ہے اِنَّ طُوْبٰى اِسْمُ الْجَنَّةِ بِالْحَبْشِيَّةِ وَقِيْلَ بِالْهِنْدِيَّةِ۔ طوبٰی جنت کا نام ہے لغت حبشی اور ہندی میں

(۱۲) قرطبی کہتے ہیں اَلصَّحِيْحُ اَنَّهَا عَلَمٌ لِشَجَرٍ فِي الْجَنَّةِ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔

(۱۳) احمد۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن حبان۔ طبرانی۔ بیہقی سے راوی ہے کہ طوبٰی بعث ونشر کے لیے عام ہے۔

(۱۴) سہیل وغیرہ اور عتبہ بن عبد کہتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور کیا جنت میں پھل بھی ہوں گے۔؟

حضور نے فرمایا ہاں جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبٰی کہتے ہیں وہ وسط جنت میں ہے۔

بدوی نے عرض کی حضور ہماری زمین میں اس جیسا کوئی درخت ہے؟

فرمایا کوئی درخت زمین میں اس کے مشابہ نہیں لیکن کیا تو شام کی طرف گیا ہے؟

عرض کیا نہیں۔

فرمایا وہاں ایک درخت ہے جو جوزہ کے نام سے مشہور ہے وہ ایک تنہ سے اگتا ہے اور اوپر جاکر پھیلتا ہے۔

عرض کیا حضور وہ کتنا عریض وطویل ہے؟

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا اس کی ایک ڈالی کے اونٹ کا سوار گذرے تو وہ مرجائے لیکن ڈالی ختم نہ ہو۔
عرض کی حضور جنت میں انگور ہیں فرمایا ہاں۔
وَحُسْنَ مَاٰبٍ تو خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ طوبیٰ لہم فرما کر اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ انہیں راحت دوامی ہے۔ نعمت حشر و نشر سے متمتع ہوں گے خوشحالی کا انہیں مژدہ ہے ان کی شان رحمت دیکھ کر دوسرے غبطہ کریں گے یعنی رشک اور حسد نہیں اس لیے کہ یہ جنت میں معدوم ہے البتہ غبطہ جس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کی نعمت جیسی نعمت کی آرزو دل میں پیدا ہوگی حسد اور رشک میں یہی فرق ہے کہ حسد یہ ہے کہ اس کی نعمت زائل ہو جائے اور اسے مل جائے یہ مذموم بات ہے۔
اور زبان حبشی کے لحاظ سے انہیں جنت ہے طوبیٰ جنت کا وہ درخت ہے جس کا سایہ ہر جنت میں جائے اور یہ درخت جنت عدن میں ہوگا طوبیٰ وہ درخت ہے جس کی جڑ شہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایوان عالی میں ہو اور اس کی شاخیں ہر قصر میں جنت کے ہوں گی اس درخت میں سوا کالے رنگ کے تمام خوشگوار رنگ ہوں اس ایک درخت میں انواع و اقسام کے پھل ہوں گے اس کی جڑ سے کافور اور سلسبیل کی نہریں رواں ہیں۔
"كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ ایسے ہی ہم نے آپ کو ایسی امت میں مبعوث فرمایا جس سے پہلے گذر چکیں بہت سی امتیں کہ آپ انہیں پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور وہ کفر کرتے ہیں رحمٰن کے ساتھ"

یعنی اے محبوب ہم نے آپ کی امت سب سے پچھلی امت بنائی اور آپ خاتم النبیین سید المرسلین ہیں آپ کی رسالت کا شکوہ آپ کی نبوت کی شان سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ! سب سے اعلیٰ و بالا ہمارا نبی !
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی ! چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی !

اور یہ اس لیے کہ تاج خاتمیت سے آپ کو نوازا گیا تاکہ آپ ہی انہیں احکام سنائیں اور بتادیں کہ اب آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں آپ ہی خاتم انبیا آخر انبیاء افضل انبیاء اور اشرف انبیاء ہیں۔
اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جیسے قتادہ اور مقاتل فرماتے ہیں۔
اِنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ مُشْرِكِيْ مَكَّةَ لَمَّا اَرَادُوْا كِتَابَ الصُّلْحِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَقَدْ كَتَبَ فِيْهِ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَمَا نَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ اِلَّا مُسَيْلَمَةَ وَقِيْلَ سَمِعَ اَبُوْ جَهْلٍ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَقَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا يَنْهَانَا عَنْ عِبَادَةِ الْاٰلِهَةِ وَهُوَ يَدْعُوْ اِلٰهَيْنِ فَنَزَلَتْ۔

یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لیے آیا اور صلحنامہ لکھنا طے پایا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ لکھو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور بولے ہمارے دستور کے مطابق لکھوائیں ہم رحمن کو نہیں جانتے وہ مسیلمہ تھا اور باسمک اللّٰھم لکھواؤ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا وہ کفار تو رحمن کے منکر ہیں لیکن آپ جو ہم وحی کریں اسے سناتے رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نے یا اللہ یا رحمن فرمایا تو ابوجہل کہنے لگا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں تو متعدد خداؤں کی پوجا سے منع کرتے ہیں اور خود دو خدا پوج رہے ہیں یعنے ایک اللہ اور دوسرا رحمن تو اس کا اب جواب فرمایا۔

"قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فرما دیجئے وہی میرا رب ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا مگر وہی ایک ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے"

یعنی وہ رحمن جس کے تم منکر ہو وہی میرا رب ہے وہی میرا خالق اور میرے تمام امور کا مختار اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میرا ہر معاملہ اس کے سپرد ہے اور میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع ہوں۔

"وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اور اگر ایسا قرآن ہوتا جس کے سبب پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرنے لگتے (تو پھر بھی یہ کافر نہ مانتے) بلکہ ہر کام اللہ کے ہی اختیار میں ہے"

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہ شعبی سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا كَمَا تَزْعُمُ فَبَاعِدْ جَبَلَيْ مَكَّةَ اَخْشَبَا هٰذَيْنِ مَسِيْرَةَ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ اَوْ خَمْسَةٍ فَاِنَّهَا ضَيِّقَةٌ حَتّٰى نَزْرَعَ فِيْهَا وَنَرْعٰى وَابْعَثْ لَنَا اٰبَاءَنَا مِنَ الْمَوْتٰى حَتّٰى يُكَلِّمُوْنَا وَيُخْبِرُوْنَا اَنَّكَ نَبِيٌّ اَوْ اَحْمِلْنَا اِلَى الشَّامِ اَوْ اِلَى الْيَمَنِ اَوْ اِلَى الْحِيْرَةِ حَتّٰى نَذْهَبَ وَنَجِيْئَ فِيْ لَيْلَةٍ كَمَا زَعَمْتَ اَنَّكَ فَعَلْتَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

کفار قریش نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ اپنی نبوت ہم سے تسلیم کرانا چاہتے ہیں تو آپ قرآن کریم پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیجئے تاکہ ہمیں کھیتیاں کرنے کے لیے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کر دیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کر لیں اور قصی بن کلاب سے لے کر ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے تاکہ وہ ہم سے کہیں کہ آپ نبی ہیں اور شام و یمن وغیرہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنگ میدان کر دیجئے تاکہ ہم آ ئیں جائیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا کہ یہ حیلے بہانے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں اللہ رب العزت انہیں جانتا ہے اور ہر کام اسی کے ماتحت ہے

" اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا۔ تو کیا مایوس نہ ہوئے وہ جو ایمان لائے کہ اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا"

یا یئس کے معنی میں علامہ آلوسی نے چند معنی بیان فرمائے ہیں۔

اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یَعْنِیْ اَفَلَمْ یَعْلَمُوْا۔ بِلُغَةِ هَوَازِنَ۔ کیا نہیں جانتے مسلمان

دوسرا قول یہ ہے۔ وَالظَّاهِرُ اِنَّ اِسْتِعْمَالَ الْیَاسِ فِیْ ذٰلِكَ حَقِیْقَةٌ۔ یاس نا امیدی ہے ظاہر معنی ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے وَیُشْهِدُ لِاِرَادَةِ الْعِلْمِ هٰهُنَا قِرَاءَةُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَعِکْرِمَةَ وَابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ وَالْجَحْدَرِیِّ وَاَبِیْ یَزِیْدِ الْمَدَنِیِّ وَجَمَاعَةٍ اَفَلَمْ یَتَبَیَّنْ۔ کیا نہیں ظاہر ہوا۔ یعنی یایئس کے معنی ظہور علم کے ہیں۔

چوتھا قول ہے اَیْ اَغَفَلُوْا عَنْ کَوْنِ الْاَمْرِ جَمِیْعِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی فَلَمْ یَعْلَمُوْا یعنی وہ غافل ہیں اس سے کہ تمام امور اللہ تعالے کے قبضہ میں ہیں نہیں جانتے۔

کَاَنَّهٗ قِیْلَ۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَوْ شَاءَ هِدَایَتَهُمْ لَهَدَاهُمْ وَاِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ لَوْ یَشَآءُ ذٰلِكَ۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ کیا نہیں جانتے کہ اللہ اگر چاہتا تو سب ہدایت پا جاتے مگر اللہ کی مشیت نہیں یہ اس کی تصریح میں فرماتے ہیں۔

وَذٰلِكَ لِمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ الْکُفَّارَ لَمَّا سَاَلُوْا وَدَّ الْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ یُّظْهِرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی لِیَجْتَمِعُوْا عَلَی الْاِیْمَانِ۔

یہ واقعہ یوں ہے کہ جب کفار مکہ نے پہاڑ ہٹنے، مردوں کے بولنے کا مطالبہ کیا تو صحابہ نے دل میں چاہا کہ اللہ تعالے جب قادر ہے اور یقینا قادر ہے تو ایسا اگر ہو جائے تو اچھا ہے تاکہ سب ایک طریقہ پر چل کر رہیں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

پانچواں قول یہ ہے وَالْیَاسُ بِمَعْنَی الْقُنُوْطِ کَمَا هُوَ الشَّائِعُ فِیْ مَعْنَاهُ اَیْ اَلَمْ یَعْلَمِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حَالَهُمْ هٰذِهٖ فَلَمْ یَقْنُطُوْا مِنْ اِیْمَانِهِمْ حَتّٰی وَدُّوْا ظُهُوْرَ مُقْتَرَحَاتِهِمْ۔

یاس بمعنی قنوط ہے گویا یہ معنی ہیں کیا مومن نہیں جانتے ان کے حال کو تو مایوس نہ ہوئے ان کے ایمان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے اور ان کے مطالبات کے پورا ہونے کی پرواہ نہ کریں جسے ہم ہدایت دینا چاہیں گے وہ ان مطالبات کے پورا ہوئے بغیر بھی ایمان لائے گا۔

اور اگر اسلام لانے کے لیے منکروں کے مطالبات ہی پورے کرنے ضروری ہوں تو ان کے مطالبات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

"وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ اور ہمیشہ رہیں گے کافر کہ ان کے کیے پر انہیں ضرب لگتی رہے گی یا وہ ضرب اور دھمک ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی حتیٰ کہ آجائے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ کا وعدہ خلاف نہ ہوگا۔

یعنی یہ مشرک اپنے عناد و حسد کی وجہ میں ہمیشہ انواع و اقسام کے حوادث و مصائب کا شکار ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ وعدہ حق آجائے یعنی قیامت قائم ہو۔

اس کے بعد آئندہ رکوع میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے تسلی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایسے لایعنی سوالات آپ سے پہلے بھی یہ سرکش کرتے رہے ہیں اور ہم نے کچھ دن انہیں مہلت دے کر عذاب میں مبتلا کر دیا۔

ایسے ہی ان کا حشر ہوگا کہیں شکست پائیں گے کہیں قتل ہوں گے کہیں قید و بند میں مبتلا کیے جائیں گے اور ان کے باطل معبود ان کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ رعد پ ۱۳

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ٥

اور بے شک ہنسی کی گئی رسولوں سے تم سے پہلے تو میں نے مہلت دی انہیں جو کافر تھے پھر پکڑا انہیں تو کیسا تھا میرا عذاب۔

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ أَمْ تُنَبِّئُوْنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ٥

تو کیا وہ جو قائم ہے ہر جان پر کہ اس کے اعمال کیسے ہیں اور کیا انہوں نے اللہ کا شریک فرما دیجئے ان کا نام لو یا بتاتے ہو اسے وہ جو نہیں اس کے علم میں زمین بھر میں یا یوں ہی اوپری باتیں کرتے ہو بلکہ اچھا لگا کافروں کی نظر میں ان کا فریب اور روکے گئے راہ سے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں اس کا کوئی ہادی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝

ان کے لیے عذاب ہے دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے زیادہ سخت ہے اور نہیں ان کا کوئی بچانے والا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝

مثال اس جنت کی جس کا تقویٰ والے وعدہ دیے گئے ہیں رواں ہیں اس کے نیچے نہریں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ یہ ہے انجام ان کا جو پرہیز گار ہیں اور انجام کافروں کا آگ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝

اور وہ جنہیں دی ہم نے کتاب وہ خوش ہوتے ہیں اس پر جو تم پر اترا اور ان کی جماعتوں میں وہ بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں بعض کا۔ فرما دیجئے مجھے حکم ہے کہ میں پوجوں اللہ کو اور نہ شرک کروں اس کے ساتھ اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا پھرنا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝

اور ایسے ہی نازل کیا ہم نے فیصلہ عربی اس کی طرف اور اے سننے والے اگر پیروی کی تو نے ان کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ آگیا تیرے پاس علم تو نہیں تیرا اللہ کے مقابل کوئی حمایتی نہ بچانے والا۔

حلِ لغات پانچواں رکوع سورۂ رعد پ ۱۳

وَلَقَدِ۔ اور بے شک — اسْتُهْزِئَ۔ ٹھٹھا کیا گیا — بِرُسُلٍ۔ رسولوں سے

مِّنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے — فَاَمْلَيْتُ۔ تو مہلت دی میں نے — لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جو

كَفَرُوْا۔ کافر تھے — ثُمَّ۔ پھر — اَخَذْتُهُمْ۔ میں نے ان کو پکڑا

فَكَيْفَ۔ سو کیسا — كَانَ۔ ہوا — عِقَابِ۔ میرا عذاب — اَفَمَنْ۔ کیا جو

هُوَ۔ وہ — قَاۗىِٕمٌ۔ قائم ہے — عَلٰى۔ اوپر — كُلِّ۔ ہر

نَفْسٍ۔ جان کے — بِمَا۔ جو کچھ — كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا — وَجَعَلُوْا۔ اور بنالئے انہوں نے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے　شُرَكَآءَ۔ شریک　قُلْ۔ کہہ　سَمُّوْهُمْ۔ نام لو ان کا
اَمْ۔ یا　تُنَبِّئُوْنَهٗ۔ خبر دیتے ہو تم اس کو　بِمَا۔ جو
لَا يَعْلَمُ۔ نہیں جانتا　فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں　اَمْ۔ یا　بِظَاهِرٍ۔ اوپر کی
مِنَ الْقَوْلِ۔ بات کہتے ہو　بَلْ۔ بلکہ　زُيِّنَ۔ زینت دی گئی　لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے　مَكْرُهُمْ۔ ان کی تدبیر　وَصُدُّوْا۔ اور روک دے گئے وہ
عَنِ السَّبِيْلِ۔ راستے سے　وَمَنْ۔ اور جسے　يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے
اللّٰهُ۔ اللہ　فَمَا۔ تو نہیں ہے　لَهٗ۔ اسکے لیے　مِنْ هَادٍ۔ کوئی ہادی
لَهُمْ۔ ان کے لیے　عَذَابٌ۔ عذاب ہے　فِي الْحَيٰوةِ۔ زندگی　الدُّنْيَا۔ دنیا میں
وَلَعَذَابُ۔ اور عذاب　الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا　اَشَقُّ۔ بہت سخت ہے　وَمَا۔ اور نہیں
لَهُمْ۔ ان کے لیے　مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے　مِنْ وَّاقٍ۔ کوئی بچانے والا　مَثَلُ۔ مثال
الْجَنَّةِ۔ جنت کی　الَّتِيْ۔ جو　وُعِدَ۔ وعدہ دیے گئے ہیں　الْمُتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں　مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے　الْاَنْهٰرُ۔ نہریں　اُكُلُهَا۔ اسکے پھل
دَآئِمٌ۔ ہمیشہ ہیں　وَظِلُّهَا۔ اور اسکے سائے　تِلْكَ۔ یہ ہے　عُقْبَى۔ انجام
الَّذِيْنَ۔ ان کا　اتَّقَوْا۔ جو پرہیزگار ہیں　وَعُقْبَى۔ اور انجام　الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کا
النَّارُ۔ آگ ہے　وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جو　اٰتَيْنٰهُمُ۔ دی ہم نے ان کو　الْكِتٰبَ۔ کتاب
يَفْرَحُوْنَ۔ خوش ہیں　بِمَا۔ اس سے جو　اُنْزِلَ۔ اتاری گئی　اِلَيْكَ۔ تیری طرف
وَمِنَ الْاَحْزَابِ۔ اور لشکروں سے　مَنْ۔ وہ بھی ہے جو　يُّنْكِرُ۔ انکار کرتا ہے
بَعْضَهٗ۔ اسکے بعض کا　قُلْ۔ کہہ　اِنَّمَآ۔ سوائے اسکے نہیں　اُمِرْتُ۔ میں حکم دیا گیا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ　اَعْبُدَ۔ عبادت کروں میں　اللّٰهَ۔ اللہ کی　وَلَآ۔ اور نہ
اُشْرِكَ۔ شرک کروں میں　بِهٖ۔ اس کے ساتھ　اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف　اَدْعُوْا۔ میں بلاتا ہوں
وَاِلَيْهِ۔ اور اسی کی طرف　مَاٰبِ۔ پھرنا ہے　وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح　اَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اسے اتارا
حُكْمًا۔ حکم　عَرَبِيًّا۔ عربی زبان میں　وَلَئِنِ۔ اور اگر　اتَّبَعْتَ۔ تو پیروی کرے
اَهْوَآءَهُمْ۔ انکی خواہشوں کی　بَعْدَ۔ بعد　مَا۔ اسکے جو　جَآءَكَ۔ آیا تیرے پاس
مِنَ الْعِلْمِ۔ علم　مَا لَكَ۔ نہیں ہے تیرے لیے　مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے　مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی حمایتی
وَلَا۔ اور نہ　وَاقٍ۔ کوئی بچانے والا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو پانچواں رکوع۔ رعد۔ پ ۱۳

"وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور بے شک ہنسی کی گئی رسولوں سے آپ سے پہلے تو ہم نے کچھ مہلت دی کافروں کو پھر انہیں پکڑا تو کیسا تھا ہمارا عذاب تو کیا وہ جو قائم ہے ہر جان پر اس کے عمل کی نگہداشت پر اور وہ اللہ کے شریک کرتے ہیں۔ فرما دیجئے ان کے نام لو یا بتلاتے ہو اسے وہ جو اس کے علم میں زمین پر ہی نہیں یا یوں ہی اوپری بات بناتے ہو بلکہ اچھا نظر آیا کافروں کو ان کا فریب اور راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔"

اس میں اللہ تعالے نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے اور فرمایا ہے یہ عاند حاسد۔ جاہل کفار جو آپ کے احکام پر استہزاء کر رہے ہیں یہ ان کی نئی بات نہیں یہ آپ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے رہے ہیں اس سے آپ رنجیدہ اور غمگین نہ ہوں کیونکہ ہادیوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں اور ہماری طرف سے ان کے اس استہزاء پر مہلت ملتی رہی۔

فَاَمْلَیْتُ یعنی اَیْ تَرَکْتُھُمْ مُلَاوَۃً مِّنَ الزَّمَانِ کَمَا یُمْلٰی لِلْبَھِیْمَۃِ فِی الْمَرْعٰی۔ ہم انہیں کچھ دن ڈھیل دیتے ہیں جیسے جانور کو اس کی چراگاہ میں رسی ڈھیلی کر دی جاتی ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالْمَعْنٰی اِنَّ ذٰلِکَ لَیْسَ مُخْتَصًّا بِکَ بَلْ ھُوَ اَمْرٌ مُّطَّرِدٌ قَدْ فُعِلَ بِرُسُلٍ جَلِیْلَۃٍ کَثِیْرَۃٍ کَائِنَۃٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَمْھَلْتُ الَّذِیْنَ فَعَلُوْہُ بِھِمْ۔ اس کے معنی ہوئے کہ اے محبوب مشرکین کی یہ استہزاء آپ کے ساتھ ہی مختص نہیں ہیں بلکہ یہ ان کی عادت اور پرانی عادت ہے انہوں نے آپ سے قبل اولوالعزم انبیاء کے ساتھ بھی یا ایسے تمسخر کیے تو جب بھی ہم نے ان جانوروں کی رسی ڈھیلی کی اور کچھ دن انہیں مہلت دی جب یہ باز ہی نہ آئے تو پھر ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ پھر انہیں پکڑا تو ایسا پکڑا کہ دنیا میں ہی قحط، قتل، قید میں مبتلا کیے گئے اور آخرت کا عذاب جہنم علیحدہ ہے۔

فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ فرمانے سے مراد تعجب ہے تاکہ سننے والا سمجھ سکے کہ عذاب الٰہی زبردست ہے پھر اَفَمَنْ ھُوَ قَائِمٌ کے معنی ہیں رَقِیْبٌ مُّھَیْمِنٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ کَائِنَۃٍ مَّا کَانَتْ بِمَا کَسَبَتْ فَعَلَتْ مِنْ خَیْرٍ اَوْ شَرٍّ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ۔ یعنی وہ ذات قائم ہے ہر جان پر جو ہو چکی یا ہو گی اس کے ہر فعل خیر و شر پر کہ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ یہ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس ذات ذوالجلال سے کچھ مخفی نہیں ہے۔ جیسے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ میں یا اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ یا جیسے اَفَمَنْ یَّعْلَمُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ ۔ وغیرہ میں استفہام انکاری ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ ۔ یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی یہ سمجھتے ہوئے بھی یہ مشرکین اللہ تعالٰے کے شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

اے محبوب! آپ فرمائیں سَمُّوْھُمْ ۔ تم ان کے نام تو لے کر بتاؤ اور ثابت کرو کہ یہ نفع وضرر کے مجاز ومختار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اَمْ تُنَبِّئُوْنَہٗ تم ایسے ناموں کی خبر دے رہے ہو جنہیں زمین بھر میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ مستحق عبادت ہیں۔ اس لیے کہ علم اس کا ہر شئے کو محیط ہے اور اس سے ماوراء باطل محض ہے۔

اَمْ بِظَاھِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یہ محض تمہاری زبانی باتیں ہیں جیسے زنگی کا نام کافور رکھ لیا جائے۔

ضحاک وقتادہ کہتے ہیں اِنَّ الظَّاھِرَ مِنْ ظَاھِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ الْبَاطِلِ مِنْہُ ۔ ظاہراً مِّنَ الْقَوْلِ کے معنی باطل اور لغویات ہے۔

جبائی کہتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ مِنْ ظَاھِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ظَاھِرُ کِتَابٍ اَنْزَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَمّٰی بِہِ الْاَصْنَامَ اٰلِھَۃً حَقِیْقَۃً ۔ ظَاھِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ سے مراد ظاہر کتاب ہے جو اللہ تعالٰے نے نازل فرمائی اور ان کا نام بت فرمایا۔

" بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَکْرُھُمْ ۔ بلکہ اچھا نظر آیا کافروں کی نظر میں ان کا مکر وفریب اور وہ راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں انہیں عذاب ہے دنیا کی زندگی میں اور بے شک عذاب آخرت سخت تر ہے اور انہیں اس سے یعنی اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں"۔

یعنی جو کافروں نے اپنے دل سے باتیں گھڑلی ہیں وہ انہیں کے لیے وبال ہیں اور انہیں رشد وہدایت سے اور سیدھی راہ سے روک رہا ہے صَدّ عربی محاورہ میں روکنے کے معنی دیتا ہے اور جو گمراہ شدہ ہو اس کا کوئی ہادی نہیں ہو سکتا ان کے لیے دنیا میں عذاب یہ ہے کہ وہ قتل وقید ہوں یا اور مصائب میں مبتلا رہیں۔ اور عذاب آخرت تو دوامی ہے اور وہ شدید ترین ہے اور ان کے لیے اس عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں وَاقٍ کے معنی محافظ کے ہیں یعنی مَا لَھُمْ مِّنْ وَّاقٍ وَحَافِظٍ مِّنْ عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ آگے ارشاد ہے " مَثَلُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۔ مثل اس جنت کی جس کا وعدہ پرہیزگاروں کے لیے ہے اس کے نیچے رواں ہیں نہریں اس کے میوے ہمیشہ اس کا سایہ دوامی یہ انجام ہے ان کا جو پرہیزگار ہیں اور انجام کافروں کا آگ ہے"۔

مَثَلُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ اس کے معنی ہیں اَیْ نَعْتُھَا وَصِفَتُھَا یعنی جنت کی تعریف اور صفت کَمَا اَخْرَجَہٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّیْخِ عَنْ عِکْرِمَۃَ فَھُوَ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ مِنْ مَثَلْتُ الشَّیْءَ اِذَا وَصَفْتَہٗ وَقَرَّبْتَہٗ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِلۡفَهۡمِ - یعنی ایسے طریق سے کسی شے کی صفت بیان کرنا جو افہام عامہ کے قریب ہو وہاں مثل بولتے ہیں۔
ابو علی فرماتے ہیں مثل کی تفسیر صفت سے کرنا پختہ اور سیدھی تفسیر نہیں ہے وَاِنَّمَا مَعۡنَاہُ التَّشۡبِیۡہُ
اس کے صحیح معنی تشبیہ کے ہیں۔
بعض محققین کہتے ہیں کہ مَثَل تین معانی میں مستعمل ہے۔
اصل لغت کے لحاظ سے بمعنی تشبیہ کے ہے۔
یا بمعنی قول کے ہے۔
یا بمعنی صفت عجیبہ۔
وہ جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے جو کفر و معاصی سے بچے رہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس جنت کے نیچے نہریں رواں ہیں اُکُلُہَا دَائِمٌ اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو کھائی جائیں وہ ہمیشہ ہوں گی۔
دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے پھل کبھی منقطع نہ ہوں گے
تیسرا قول یہ ہے جیسے ابراہیم تیمی نے فرمایا کہ اس کی ماکولات کی لذتیں دائمی ہوں گی بھوک میں بڑھیں اور شکم سیری میں نہ کم ہوں۔ اور اس کا سایہ کبھی نہ گھٹے جیسے موسم خزاں میں پتے جھڑ جاتے ہیں وہاں خزاں کو دخل ہی نہیں۔
تِلۡکَ عُقۡبَی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ عُقۡبَی الۡکٰفِرِیۡنَ النَّارُ۔ یہ انجام ہے پرہیزگاروں کا اور وہ انجام کافروں کا کہ ان کے لیے آگ ہے۔
" وَالَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ اور جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس پر خوش ہیں جو دلے محبوب (آپ پر اترا اور ان میں ایک جماعت ہے کہ وہ اس کے بعض سے منکر ہے"۔
ماوردی فرماتے ہیں یہ آیۂ کریمہ اہل کتاب کے مومنین مثل عبداللہ بن سلام اور کعب احبار اور ان کی مثل علماء یہود پر اتری اس میں حبشہ اور نجران کے نصاری کے مومنین بھی شامل ہیں اور وہ جماعت جو اس کے بعض پر ایمان لاتی ہے اور بعض سے کفر کرتی ہے وہ یہود و نصاری کے مشرکین ہیں جو حضور کی عداوت میں اندھے ہیں اور انہوں نے حضور پر چڑھائیاں بھی کیں۔
ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں کہ اس سے مراد بنو امیہ۔ بنو مغیرہ اور اسی طرح کہا ابو طلحہ نے۔
" قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ۔ فرما دیجئے مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے"۔
یعنی مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں عقلاً و نقلاً اسی کی اطاعت و عبادت کروں اس لیے کہ ہر شے میں اس کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدرت کے دلائل موجود ہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا خلاف عقل ہے۔

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّہٗ اٰیَۃٌ ۔۔۔۔ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

اس میں میں تمہیں بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں اور میں بھی آخر اسی کی طرف لوٹوں گا۔

"وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ حُکْمًا عَرَبِیًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ ۔ اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا اور (اے سننے والے) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو وہ اللہ سے تیری حمایت نہ کر سکے گا اور کوئی تیرا حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا"۔

یعنی جس طرح انبیاء سابقہ پر ان کی زبانوں میں احکام نازل ہوئے اسی طرح ہم نے یہ قرآن کریم (اے محبوب) آپ پر آپ کی زبان عربی میں اتارا۔ قرآن کریم کو یہاں حُکْمًا عَرَبِیًّا اس لیے کہا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام احکام حلال و حرام کا بیان مفصل ہے۔

بعض کا قول ہے کہ چونکہ تمام مخلوق پر اس قرآن کریم کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا گیا اس لیے اس کا نام حکم رکھا گیا۔

اور چونکہ کفار ہر ایک کو اپنی طرف بلانے پر کوشاں تھے تو فرمایا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ یعنی اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشات لاغیہ طاغیہ کا اتباع کرے گا تو تیرا آخرت میں کوئی حمایتی اور بچانے والا نہ ہوگا۔

آئندہ رکوع کا شان نزول یہ ہے۔

کافروں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی عیب نہ ملا تو یہ عیب لگایا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر یہ نبی ہوتے تو دنیا ترک کر دیتے بیوی بچوں سے واسطہ ہی نہ رکھتے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ بیوی بچے ہونا منافی نبوت نہیں ان سے پہلے انبیاء کے بھی بیوی بچے تھے اور تمہارے بڑے انہیں نبی مانتے تھے۔ یہ اعتراض تمہارا محض حسد و عناد کے ماتحت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ رعد۔ پ ۱۳

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً ؕ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ لِکُلِّ	اور بے شک بھیجے ہم نے رسول تم سے پہلے اور کیں ہم نے ان کے لیے بیویاں اور بچے اور نہیں تھا کسی رسول کا یہ کام کہ لائے کوئی نشان مگر اللہ کے حکم سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَجَلٍ كِتَابٌ ۝

ہر وقت لکھا ہوا ہے۔

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور قائم کرتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

اور اگر ہم دکھا دیں تجھے بعض وہ جس کا ہم وعدہ دیتے ہیں یا بلا لیں ہم تمہیں تو بہرحال تم پر تو پہنچانا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم لاتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہیں اسے اس کے کناروں سے اور اللہ حکم دیتا ہے نہیں پیچھے ہٹنے والا اس کا حکم اور وہ حساب جلدی لینے والا ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

اور فریب کر چکے ہیں ان سے پہلے تو اللہ کے لیے ہیں سب خفیہ تدبیریں جانتا ہے جو کماتی ہے کوئی جان اور عن قریب جان لیں گے کافر کس کے لیے ہے آخر گھر

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں نہیں تم رسول فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ جس کے پاس ہے علم کتاب کا۔

حل لغات چھٹا رکوع سورہ رعد پ ۱۳

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے	رُسُلًا۔ رسول	مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے
وَجَعَلْنَا۔ اور بنائے ہم نے	لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَزْوَاجًا۔ بیوی	وَذُرِّيَّةً۔ اور بچے
وَمَا۔ اور نہیں	كَانَ۔ ہے	لِرَسُوْلٍ۔ واسطے کسی رسول کے	اَنْ۔ یہ کہ
يَّاْتِيَ۔ لائے	بِاٰيَةٍ۔ کوئی نشانی	اِلَّا۔ مگر	بِاِذْنِ۔ حکم
اللّٰهِ۔ الٰہی سے	لِكُلِّ۔ واسطے ہر	اَجَلٍ۔ وقت کے	كِتَابٌ۔ تحریر ہے
يَمْحُو۔ مٹاتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	مَا يَشَاءُ۔ جو چاہے	وَيُثْبِتُ۔ اور ثابت رکھتا ہے
وَعِنْدَهُ۔ اور اس کے پاس ہے		اُمُّ۔ بنیاد	الْكِتٰبِ۔ کتاب کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاِنْ مَّا۔ اور اگر نُرِیَنَّکَ۔ دکھائیں ہم تجھ کو بَعْضَ۔ بعض الَّذِیْ۔ وہ عذاب
نَعِدُھُمْ۔ جو ہم وعدہ دیتے ہیں ان کو اَوْ۔ یا نَتَوَفَّیَنَّکَ تجھے فوت کرلیں
فَاِنَّمَا۔ توسوائے اس کے نہیں عَلَیْکَ۔ تیرے ذمہ ہے اَلْبَلَاغُ۔ پہنچانا وَعَلَیْنَا۔ اور ہم پر ہے
الْحِسَابُ۔ حساب اَوَلَمْ۔ کیا نہیں یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے کہ اَنَّا۔ ہم
نَاْتِی۔ آتے ہیں الْاَرْضَ۔ زمین کو نَنْقُصُھَا۔ کم کرتے ہیں ہم اس کو
مِنْ اَطْرَافِھَا۔ اس کے کناروں سے وَاللّٰہُ۔ اور اللہ یَحْکُمُ۔ حکم دیتا ہے
لَا مُعَقِّبَ۔ نہیں کوئی پیچھا کرنے والا لِحُکْمِہٖ۔ اس کے حکم کا وَھُوَ۔ اور وہ ہے
سَرِیْعُ۔ جلدی الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا وَقَدْ۔ اور بیشک مَکَرَ۔ فریب کیا
الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں نے مِنْ قَبْلِھِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے۔ فَلِلّٰہِ۔ تو اللہ کے لیے ہے
الْمَکْرُ۔ تدبیر جَمِیْعًا۔ ساری یَعْلَمُ۔ جانتا ہے مَا تَکْسِبُ۔ جو کماتا ہے
کُلُّ۔ ہر نَفْسٍ۔ جی وَسَیَعْلَمُ۔ اور جلدی جانیں گے الْکُفَّارُ۔ کافر
لِمَنْ۔ کہ کس کے لیے ہے عُقْبَی۔ آخر الدَّارِ۔ گھر وَیَقُوْلُ۔ اور کہتے ہیں
الَّذِیْنَ۔ وہ جو کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے لَسْتَ۔ نہیں تو مُرْسَلًا۔ رسول
قُلْ۔ فرمادیجئے کَفٰی۔ کافی ہے بِاللّٰہِ۔ اللہ شَھِیْدًا۔ گواہ
بَیْنِیْ۔ درمیان میرے وَبَیْنَکُمْ۔ اور درمیان تمہارے وَمَنْ۔ اور وہ عِنْدَہٗ۔ جس کے پاس ہے
عِلْمُ۔ علم الْکِتٰبِ۔ کتاب کا۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورہ رعد۔ پ ۱۳

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً۔ اور بے شک بھیجے ہم نے رسول پہلے اور کیے ہم نے ان کے لیے بیوی بچے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ لائے کوئی نشان مگر اللہ کے حکم سے ہر ایک وقت کتاب میں ہے۔ اللہ مٹاتا ہے جو چاہے اور قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے"۔
اس آیۂ کریمہ میں یہود کے اس حاسدانہ قول کا رد ہے جو انہوں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا تھا جیسے کلبی لکھتے ہیں کہ۔
یہود نے حضور پر یہ اعتراض کیا تھا اور کہا تھا مَا نَرٰی لِھٰذَا الرَّجُلِ ھِمَّۃً اِلَّا النِّسَآءَ وَالنِّکَاحَ وَلَوْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانَ نَبِيًّا كَمَا زَعَمَ لَشَغَلَهٗ اَمْرُ النُّبُوَّةِ عَنِ النِّسَآءِ۔ یعنی انھیں عورتوں سے نکاح کی طرف شوق ہے۔ اگر یہ نبی ہوتے تو نبوت کے مراتب والے کو عورتوں سے کیا تعلق ہوتا۔

اس کا رد فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو رسول آئے سب کی بیویاں اور اولاد تھیں تو اسی طرح ہم نے ان کے لیے بیوی اور اولاد کی اس لیے کہ اَلتَّزَوُّجُ لَا یُنَافِی النُّبُوَّةَ۔ تزوج عقد منافی نبوت نہیں اور پہلے بہت سے رسولوں میں تو بیویاں کافی مقدار میں تھیں۔

ذُكِرَ اَنَّهٗ كَانَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثَمِائَةِ اِمْرَاَةٍ مَهْرِيَّةٍ وَسَبْعُمِائَةِ سَرِيَّةٍ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیوی اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

وَاَنَّهٗ كَانَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِائَةُ اِمْرَاَةٍ۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں تو ان کا یہ اعتراض حاسدانہ جاہلانہ ہی ہے۔ پھر باوجود اس کے حضور کے لیل ونہار کی یہ شان تھی کہ كَانَ يَجُوْعُ الْاَيَّامَ حَتّٰى يَشُدَّ عَلٰى بَطْنِهِ الشَّرِيْفِ الْحَجَرَ وَمَعَ ذَا يَطُوْفُ عَلٰى جَمِيْعِ نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ۔ کہ کئی کئی دن بے خورد ونوش رہتے حتی کہ بطن مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور باوجود اس کے حضور تمام ازواج میں باری باری ہر رات تشریف لے جاتے۔

وَفِيْ تَكْثِيْرِ نِسَائِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَوَائِدُ جَمَّةٌ اور اس تکثیر نسا میں بہت سے فوائد تھے۔ جن کا تعلق مسائل شرعیہ سے ہے جو عورتوں کے ذریعہ ہی شائع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرضیت غسل وعدم فرضیت کے مسائل فرمائے۔ یہ مرد کس طرح تعلیم دے سکتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

اور مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ میں اس امر کی تصریح فرمائی کہ اللہ کے رسول معجزات وغیرہ بطور تماشہ دکھانے تشریف نہیں لائے مگر جہاں مشیت الٰہی ہوئی وہاں کسی دعوی کی تردید میں معجزات پیش کیے۔ جیسے جادوگروں کے دعوی انانیت کو توڑنے اور فرعون کے ادعاء الوہیت باطل کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا لے کر تشریف لائے۔ ید بیضا سے ان کی نظریں خیرہ کی گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یونانیوں کے دعوے کے رد کے لیے احیاء اموات ابراء اکمہ وابرص اور اندھے مادرزاد کے انکھیارہ کر دینے کے معجزات لائے تاکہ ان کی انانیت ٹوٹے۔

ہمارے حضور کے عہد میں بلاغت وفصاحت کے دریا امنڈ رہے تھے میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجانے والے تھے تو قرآن کریم کا وہ زندہ معجزہ عطا ہوا کہ قیامت تک زندہ رہے گا اور تا قیام قیامت اس کے مقابلہ میں کسی کو آنے کی تاب نہیں۔

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یعنی ہر وقت اور مدت کے لیے حکم معین ہے جو بندوں کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس لیے کہ شرائع بتمامہ بندوں کے اصلاح احوال کے لیے ہے جو مبدأ و معاد میں اس سے والبستہ ہے تو تغیر اوقات کے مطابق تغیر احوال بھی ہوتا ہے۔ جیسے مریض کے احوال کے مطابق علاج بھی متبدل ہوتا رہتا ہے۔ یَمۡحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ کے یہ معنی ہیں کہ احکام ہیں بحسب اوقات بمقتضائے حکمت جو اللہ تعالےٰ منسوخ فرماتا ہے۔ وَیُثۡبِتُ اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور منسوخ نہیں کرتا۔

اس آیۂ کریمہ میں اٹھارہ اقوال ہیں۔

(۱) پہلا تو بیان ہو چکا۔

(۲) دوسرا قول عکرمہ کا ہے یَمۡحُوا بِالتَّوۡبَةِ جَمِیۡعَ الذُّنُوۡبِ وَیُثۡبِتُ بَدَلَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ کَمَا قَالَ تَعَالٰی اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمۡ حَسَنَاتٍ۔ توبہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ تمام گناہ محو فرما کر حسنات اس کی جگہ لکھ دیتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ مذکورہ میں فرمایا کہ جو توبہ کرے اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگے تو ان کے تمام گناہ نیکیوں سے بدل دیے جاتے ہیں۔

(۳) تیسرا قول ابن جریر سے ہے یَغۡفِرُ مَا یَشَآءُ مِنۡ ذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ وَیَتۡرُكُ مَا یَشَآءُ فَلَا یَغۡفِرُهٗ گناہوں میں سے جتنے بندے کے گناہ اللہ چاہے بخش دیتا ہے اور جتنے چاہے نہیں بخشتا۔

(۴) چوتھا قول یہ ہے۔ یَمۡحُوا مَا یَشَآءُ مِمَّنۡ حَانَ اَجَلُهٗ وَیُثۡبِتُ مَا یَشَآءُ مِمَّنۡ لَمۡ یَاۡتِ اَجَلُهٗ۔ جس کی معافی کا وقت آجائے وہ بخش دیتا ہے اور جس کی معافی کا وقت نہ ہوا ہو اسے وہ ثابت رکھتا ہے۔

(۵) پانچواں قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے یَمۡحُوا مَا یَشَآءُ مِنَ الۡقُرُوۡنِ لِقَوۡلِهٖ تَعَالٰی اَوَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِنَ الۡقُرُوۡنِ وَیُثۡبِتُ مَا یَشَآءُ مِنۡهَا لِقَوۡلِهٖ سُبۡحَانَهٗ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِیۡنَ۔

گذشتہ قوموں سے جو چاہے مٹا دے جیسے فرمایا ہے کہ بہت سے ہلاک کر دیے ہم نے تم سے پہلے جماعتیں اور قائم رکھیں جو ہم نے چاہیں جیسا کہ ارشاد ہے پھر پیدا کرتے ہیں ہم اس کے بعد دوسری جماعت

(۶) چھٹا قول ربیع کی طرف سے ہے هٰذَا فِی الۡاَرۡوَاحِ حَالَةَ النَّوۡمِ یَقۡبِضُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیۡهِ فَمَنۡ اَرَادَ مَوۡتَهٗ فَجَاۡةً اَمۡسَكَ رُوۡحَهٗ فَلَمۡ یُرۡسِلۡهَا وَمَنۡ اَرَادَ بَقَاۡئَهٗ اَرۡسَلَ رُوۡحَهٗ بَیَانُهٗ قَوۡلُهٗ تَعَالٰی اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِهَا۔

یہ آیت ارواح کے معاملہ میں ہے جو اللہ تعالےٰ سونے والے کی روح قبض فرماتا ہے تو جس کے ساتھ موت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا اچانک ارادہ فرمالے کہ اس کی روح روک لیتا ہے اور جس کی قبض تہ کرنی ہو تو اسے واپس فرما دیتا ہے جیسا کہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا میں فرمایا۔

(۷) ساتواں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور ضحاک بھی اس میں متفق ہیں یَمْحُوْا مِنْ دِیْوَانِ الْحَفَظَۃِ مَا لَیْسَ مِنْ حَسَنَۃٍ وَّلَا سَیِّئَۃٍ لِاَنَّہُمْ مَامُوْرُوْنَ بِکِتَابِ کُلِّ قَوْلٍ وَّفِعْلٍ وَ یُثْبِتُ مَا ھُوَ حَسَنَۃٌ اَوْ سَیِّئَۃٌ۔

دفتر حفظہ سے مٹا دیتے ہیں اسے جو نہ نیکی ہو نہ گناہ اس لیے کہ حفظہ مامور ہیں ہر قول اور فعل کے لکھنے پر اور قائم رکھتے ہیں ہر نیکی بدی کو۔

(۸) آٹھواں قول یہ ہے کہ بعض مخلوق سے مٹا دیتے ہیں اور بعض سے حیوانات و نباتات و اشجار و صفات و احوال کو قائم رکھتے ہیں۔

(۹) نواں قول یہ ہے کہ دنیا میں مٹا دیتے ہیں اور آخرت میں ثابت رکھتے ہیں۔

(۱۰) دسواں قول حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے یہ وہ فرق ہے جو مدت حیات بنی آدم میں لیلۃ القدر کو لکھا جاتا ہے۔

(۱۱) گیارہواں قول یہ ہے شعبان کی پندرہویں شب کو مرنے والوں کی مدت دفتر احیاء سے مٹا دی جاتی ہے اور دفتر اموات میں ان کے نام لکھ دیے جاتے ہیں۔

(۱۲) بارہواں قول سدی کلبی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ چاند کو مٹاتا ہے اور سورج کو ثابت فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے فَمَحَوْنَا اٰیَۃَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَا اٰیَۃَ النَّہَارِ مُبْصِرَۃً۔

(۱۳) تیرہواں قول ابن عباس سے ہے امور عبادت کو جسے چاہے مٹائے اور ثابت رکھے مگر سعادت اور شقاوت اور مقررہ مدتیں یہ محو نہیں ہوتیں۔

(۱۴) چودھواں قول مرفوع ہے ابن مردویہ سے۔ یہ حکم رزق اور زندگی اور سعادت و شقاوت کے لیے ہے اور اسی وجہ میں صحابہ اور تابعین بارگاہ متعال میں تضرع کے ساتھ عرض پیرا ہوتے تھے کہ انہیں سعداء کی جماعت میں کرے۔

(۱۵) پندرہواں ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں۔ اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ مَا دَعَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا وُسِّعَ عَلَیْہِ فِیْ مَعِیْشَتِہٖ۔ فرماتے ہیں یہ دعا جو بندہ مانگے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی معاش میں وسعت دیتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الطَّوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَہْرَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللاجئین وجار المستجیرین ومامن الخائفین ان کنت کتبتنی عندک فی ام الکتاب شقیا فامح عنی اسم الشقاوۃ واثبتنی عندک سعیدا وان کنت کتبتنی عندک فی ام الکتاب محروما مقترا علی رزقی فامح حرمانی ویسر رزقی واثبتنی عندک سعیدا موفقا للخیر فانک تقول فی کتابک الذی انزلت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب۔

اے احسان کرنے والے جس پر احسان نہیں کیا جاتا اے بزرگی اور عزت کے مالک اے فراخی والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پناہ لینے والوں کا مددگار ہے اور پناہ کے طالبوں کی پناہ ہے اور ڈرنے والوں کے امن کی جگہ اگر تو نے مجھے اپنے پاس لوح محفوظ میں بدبخت لکھا ہے تو مجھ سے بدبختی کا نام مٹا دے اور مجھے اپنے پاس نیک بخت ثابت کر اور اگر تو نے مجھے اپنے پاس لوح محفوظ میں محروم اور تنگدست لکھا ہے تو میری محرومی کو مٹا دے اور میرا رزق آسان کر اور مجھے اپنے پاس نیک بخت اور بھلائی کی توفیق والا ثابت کر کہ تو نے کہا ہے اپنی اس کتاب میں جو تو نے اتاری ہے مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ہے لوح محفوظ۔

(۱۶) سولہواں قول یہ ہے

واخرج عبد بن حمید وغیرہ عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال وھو یطوف بالبیت

عبد بن حمید وغیرہ نے روایت کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اللھم ان کنت کتبت علی شقوۃ اوذنبا فامحہ واجعلہ سعادۃ ومغفرۃ فانک تمحوا ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب۔

اے اللہ اگر تو نے مجھ پر بدبختی یا کوئی گناہ لکھا ہے تو اسے مٹا دے اور بنا دے اس کو نیک بختی اور بخشش کر تو مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے اور تیرے پاس لوح محفوظ ہے۔

(۱۷) سترھواں قول یہ ہے ابن جریر شقیق ابی وائل سے ہے کہ وہ کثرت سے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔

اللھم ان کنت کتبتنا اشقیاء فامحنا واکتبنا سعداء وان کنت کتبتنا سعداء فاثبتنا فانک تمحوا ما تشاء وتثبت۔

اے اللہ اگر تو نے ہمیں بدبخت لکھا ہے تو ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیک بخت لکھ اور اگر تو نے ہمیں نیک بخت لکھا ہے تو ہمیں ثابت رکھ کہ تو مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۸) اٹھارہواں قول ابن سعد وغیرہ کلبی سے ہے کہ وہ یوں دعا کرتے تھے۔

"یَمْحُوا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الرِّزْقِ وَیَزِیْدُ فِیْہِ وَیَمْحُوْ مِنَ الْاَجَلِ وَیَزِیْدُ فِیْہِ" فَقِیْلَ لَہٗ مَنْ حَدَّثَکَ بِھٰذَا فَقَالَ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رِیَابِ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اللہ مٹاتا ہے رزق اور زیادہ کرتا ہے اس میں اور مٹاتا ہے مدت اور زیادہ کرتا ہے اس میں۔

آپ سے کہا گیا یہ آپ کو کس نے بتایا فرمایا ابو صالح نے جابر بن عبد اللہ بن رئاب انصاری سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں جو علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نقل فرمائے ہیں بخیال طوالت وہ نہیں لکھے گئے من شاء فلینظر فیہ۔

" وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ اور اس کے پاس ام الکتاب ہے"۔ اس کے متعلق عبد الرزاق اور ابن جریر کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہے وَالْمَشْھُوْرُ اَنَّھَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ قَالُوْا وَھُوَ اَصْلُ الْکِتٰبِ اِذْ مَا مِنْ شَیْءٍ مِنَ الذَّاھِبِ وَالثَّابِتِ اِلَّا وَھُوَ مَکْتُوْبٌ فِیْہِ کَمَا ھُوَ۔

مشہور قول یہی ہے کہ ام الکتاب لوح محفوظ ہے اس لیے وہی اصل کتاب ہے اس لیے کہ کوئی شے آنے جانے والی نہیں مگر جیسی وہ ہے وہ لکھی ہے اس میں۔

"وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں بعض وہ جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے یا اٹھالیں تمہیں تو بہرحال تم پر تو پہنچانا ہے اور ہم پر حساب لینا"۔

یعنی وہ عذاب جس کا تمہیں وعدہ ہے اس میں سے کچھ تمہیں دکھا دیں یا تمہیں وفات دے کر ہم تمہیں اپنے پاس اٹھالیں تو بھی اے محبوب آپ کا کام حکم پہنچانا ہی ہے اور حساب تو ہمیں ہی لینا ہے۔

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں اور اللہ حکم دیتا ہے اس کو پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور وہ حساب سرعت سے لینے والا ہے"۔

یعنی ہم شرک کی زمین کو اس کی وسعت میں دمبدم کم کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کفار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کر کے ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے کسی کو یہ مجال نہیں کہ اس کے حکم کو پیچھے ڈال سکے اور کوئی اس کے فرمان میں تبدل و تغیر نہیں کر سکتا۔

" وَقَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اور بے شک مکر کیا انہوں نے جو ان سے اگلے ہیں تو ساری

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خفیہ تدبیر کا مالک اللہ ہی ہے جانتا ہے جو کچھ ان کی جان کمائے اور عنقریب جان لیں گے کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر اور کافر کہتے ہیں آپ رسول نہیں فرما دیجئے اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جس کے پاس ہے علم کتاب کا"۔

یعنی ان مشرکین سے قبل بھی بہت سے مشرک مکر کر چکے ہیں یعنی خفیہ تدابیر اسلام کے خلاف سب ہی کر چکے ہیں لیکن انہیں کیا یہ معلوم نہیں کہ بغیر مشیت الٰہی کسی کی کچھ چل ہی نہیں سکتی پھر جب حقیقت میں مشیت الٰہی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا تو مخلوق کے کسی فریب یا مکر سے کیوں اندیشہ ہو اور وہ ذات قادر و قیوم ہر ایک کے کسب کے عالم ہیں اور ان کمانے والوں اور کسب کرنے والوں سے وہ واقف ہی نہیں بلکہ ان کے ہر مکر کی خبر بھی اس کے یہاں مقرر ہے اور یہ منکر عنقریب جان لیں گے کہ راحت و عیش آخرت ایمان والوں کے لیے ہے اور آخرت کی ذلت اور خواری کفار کے لیے ہے۔

اور کافروں کا آپ کی نبوت سے انکار کرنا اور کہنا لَسْتَ مُرْسَلًا یعنی آپ نبی نہیں ہیں اس کا جواب یہی کافی ہے کہ انہیں فرما دیں کہ اس معاملہ میں میرا گواہ اللہ تعالے کافی ہے یا وہ جنہوں نے میرے معجزات دیکھ کر مجھ سے بیعت کی اور وہ میری نبوت کے گواہ ہیں اور وہ گواہ ہیں جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

قتادہ عبد الرزاق۔ ابن جریر۔ ابن المنذر وغیرہ فرماتے ہیں كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ بِالْحَقِّ اہل کتاب میں ایک جماعت شہادت حق دیتی تھی۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ ان سے مراد عبد اللہ بن سلام ہیں۔ وَيُعْرِفُوْنَهٗ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَالْجَارُوْدُ وَتَمِيْمُ الدَّارِيُّ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ اور دوسری روایت میں عبد اللہ بن سلام، جارود۔ تمیم داری۔ سلمان فارسی کا نام بتایا۔

اور ان عالموں میں صرف یہود کے علماء ہی مراد نہیں ہیں بلکہ علماء توریت احبار اور علماء انجیل رہبان دونوں ہی وہ تھے جنہوں نے توریت و انجیل میں حضور کے مناعت و مناقب پڑھے اور حضور پر ایمان لائے اور آپ کی رسالت کی تصدیق فرمائی۔

تمت سورۃ الرعد

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُوْرَةُ اِبْرَاهِیْم

مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ابراہیم مکی ہے اس کی باون آئتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ابراہیم پ ۱۳

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

یہ کتاب ہے کہ نازل کی ہم نے تمہاری طرف تاکہ نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا اور سب خوبیوں والا ہے۔

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝

وہ اللہ کہ اس کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور خرابی ہے کافروں کے لیے عذاب شدید سے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝

جنہیں پیاری ہے حیوۃ دنیا آخرت پر اور روکتے ہیں راستے سے اللہ کے اور چاہتے ہیں اس میں کجی یہ گمراہی میں ہیں دور کی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۗ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں کہ وہ انہیں ظاہر کرے تو جسے گمراہ کرے اللہ جسے چاہے اور ہدایت کرے جسے چاہے اور وہ عزت و حکمت والا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ

اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر نکال اپنی قوم کو ظلمتوں سے نور کی طرف اور یاد دلا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○

انہیں اللہ کے دن بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر والے شکر گذار کے لیے۔
اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم کو یاد کرو نعمتیں اللہ کی جو تم پر کیں جب اس نے نجات دی تمہیں آل فرعون سے تکلیف دیتا تھا تمہیں برے عذاب سے اور ذبح کرتا تھا تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا تمہاری بیٹیاں اور اس میں تمہارے رب کا بہت بڑا امتحان ہوا۔

حلِّ لغات پہلا رکوع سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

الٓرٰ ۱۳۔ کِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا ہم نے اس کو اِلَيْكَ۔ تیری طرف
لِتُخْرِجَ۔ تاکہ نکالے تو النَّاسَ۔ لوگوں کو مِنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیریوں سے
اِلَى۔ طرف النُّوْرِ۔ روشنی کی بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے
اِلٰى۔ طرف صِرَاطِ۔ راستے الْعَزِيْزِ۔ غالب الْحَمِيْدِ۔ تعریف کیے گئے کی
الَّذِیْ۔ وہ لَهٗ۔ جس کا ہے مَا فِی۔ جو کچھ السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے
وَمَا۔ اور جو کچھ فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے وَوَيْلٌ۔ اور خرابی ہے لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے لیے
مِنْ عَذَابٍ۔ عذاب شَدِيْدِۨ۔ سخت سے الَّذِيْنَ۔ وہ جو يَسْتَحِبُّوْنَ۔ پسند کرتے ہیں
الْحَيٰوةَ۔ زندگی الدُّنْيَا۔ دنیا کی عَلَى۔ اوپر الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَيَصُدُّوْنَ۔ اور روکتے ہیں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُوْنَهَا۔ اور چاہتے ہیں اس میں عِوَجًا۔ کجی اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
فِیْ۔ بیچ ضَلٰلٍ۔ گمراہی بَعِيْدٍ۔ دور کے ہیں وَمَا۔ اور نہیں
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے مِنْ رَّسُوْلٍ۔ کوئی رسول اِلَّا۔ مگر بِلِسَانِ۔ زبان
قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم میں لِيُبَيِّنَ۔ تاکہ بیان کرے لَهُمْ۔ ان کے لیے فَيُضِلُّ۔ پھر گمراہ کرتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے وَيَهْدِیْ۔ اور ہدایت دیتا ہے مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهُوَ۔ اور وہ الْعَزِيزُ۔ غالب الْحَكِيمُ۔ حکمت والا ہے وَلَقَدْ۔ اور بے شک
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے مُوسٰی۔ موسٰی کو بِاٰيٰتِنَآ۔ اپنی آیتیں دے کر اَنْ۔ یہ کہ
اَخْرِجْ۔ نکال قَوْمَكَ۔ اپنی قوم کو مِنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیریوں سے
اِلَى۔ طرف النُّوْرِ۔ روشنی کی وَذَكِّرْهُمْ۔ اور یاد دلا ان کو بِاَيّٰمِ۔ دن
اللّٰهِ۔ اللہ کے اِنَّ۔ بے شک فِيْ۔ بیچ ذٰلِكَ۔ اس کے
لَاٰيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ۔ واسطے ہر ایک صَبَّارٍ۔ صبر کرنے والے شَكُوْرٍ۔ شکر کرنے والے کے
وَاِذْ۔ اور جب قَالَ۔ کہا مُوْسٰى۔ موسٰی نے لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم کو
اُذْكُرُوْا۔ یاد کرو نِعْمَةَ۔ احسان اللّٰهِ۔ اللہ کا عَلَيْكُمْ۔ اپنے اوپر
اِذْ۔ جب اَنْجٰىكُمْ۔ نجات دی اس نے تم کو مِّنْ اٰلِ۔ آل فِرْعَوْنَ۔ فرعون سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ۔ پہنچاتے تھے تم کو سُوْٓءَ۔ برا الْعَذَابِ۔ عذاب
وَيُذَبِّحُوْنَ۔ اور ذبح کرتے تھے اَبْنَآءَكُمْ۔ تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ۔ اور زندہ رکھتے
نِسَآءَكُمْ۔ تمہاری بیٹیاں وَفِيْ ذٰلِكُمْ اور اس میں بَلَآءٌ۔ امتحان تھا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب کا
عَظِيْمٌ۔ بہت بڑا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

"الٓرٰ ۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ ۔ یہ کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تمہاری طرف نازل کی تاکہ تم نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے روشنی میں ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے"۔

"الٓرٰ"۔ اس کے متعلق سورۃ رعد میں ہم لکھ چکے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ اَرٰی ترجمہ بنتا تھا یہاں اَنَا اللّٰهُ اَرٰی (میں اللہ دیکھتا ہوں) ہوگا اس لیے کہ وہاں الٓمّٓرٰ تھا۔ اور یہاں الٓرٰ ہے۔

آگے فرمایا گیا یہ کتاب عظیم ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ آپ اے محبوب نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف۔ یہ کنایہ ہے اندھیریوں میں کفر و ضلالت اور جہل و غوایت سے اور نور سے مراد ایمان ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر ظلمت کو صیغہ جمع میں لاکر ظلمات فرمایا اور نور کو منفرد کیا اس میں اس امر کی طرف ایماء و اشارہ ہے کہ کفر و ضلالت اور جہالت و غوایت کے راستے بہت ہیں لیکن دین حق کی راہ تو ایک صراط مستقیم ہی ہے۔ آگے صراط فرما کر وہی دین اسلام مراد لیا ہے۔

"اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اللہ وہ ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور خرابی ہے کافروں کے لیے سخت عذاب سے جنہیں محبوب ہے زندگی دنیا کی آخرت پر روکتے ہیں راستے سے اللہ کے اور اس راہ میں کجی چاہتے ہیں یہ لوگ ہیں گمراہی بعید میں"۔

اللہ تعالےٰ کا ہی ملک سب کچھ ہے آسمانوں میں ہو یا زمین میں اس لیے کہ وہ سب کا خالق و مالک ہے اور اس کے بندے اور مملوک ہیں بنا بریں اس کی اطاعت وعبادت سب پر لازم ہے اور اس کے سوا کسی کی پرستاری کرنا شرک ہے اور جو شرک کرے وہ مشرک اور کافر ہے اس کے لیے خرابی و عذاب شدید ہے۔ ان میں یہ مرض بھی ہے کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی دین حق قبول کرنے سے روکتے ہیں دنیا کی زندگی انہیں اتنی محبوب ہے کہ آخرت کی بھلائی پر آنا نہیں چاہتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں یہ لوگ گمراہ ہو کر حق سے بہت دور ہو گئے ہیں۔

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجے ہم نے رسول مگر ان کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ انہیں روشن اور صاف طور پر بتائیں تو گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ عزت والا اور حکمت والا ہے"

گویا یہ عادۃ اللہ ہے کہ جس قوم میں رسول مبعوث کیا گیا اسے اسی قوم کی زبان میں مبعوث فرمایا گیا اگرچہ اس کی دعوت عام اور دوسری قوموں پر اور دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اتباع لازم ہو جیسے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کی بعثت تو ایک قوم میں ہوئی لیکن آپ کی رسالت تمام آدمیوں اور تمام ملکوں پر لازم ہے۔ بلکہ جنوں اور ہر مخلوق کی طرف آپ کی رسالت ہے اور آپ سب کے نبی ہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔

تو جس قوم میں وہ نبی تشریف لائے انہیں اسی زبان میں تبلیغ فرمائی تاکہ ان کی قوم اچھی طرح سمجھ لے اس کے بعد دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے سے وہ احکام پہنچا دئے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیے جائیں۔

بعض مفسرین اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم کی ضمیر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو ہمارے حبیب کی زبان میں وحی فرمائی یعنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وحی ہمیشہ ہم نے عربی میں کی۔

اوراس کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ وَقِيْلَ الضَّمِيْرُ قَوْمِهٖ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ كَمَا اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِيْ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ لَمْ يُنَزَّلْ وَحْيٌ اِلَّا بِالْعَرَبِيَّةِ ثُمَّ تَرْجَمَ كُلُّ نَبِيٍّ لِقَوْمِهٖ۔

وحی ہر پیغمبر پر عربی میں ہوئی اور پھر اپنی اپنی قوم کے لیے ہر نبی نے اس کی زبان میں ترجمہ کردیا۔روح المعانی۔اتقان۔حسینی۔

نوٹ

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ زبان عربی تمام زبانوں سے افضل ہے اس سے ہدایت و ضلالت جو ہوئی وہ مشیت حق کے ماتحت ہوئی اوراس کی ذات والاصفات ہی عزت وحکمت والی ہے۔

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ۔ اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ نکال اپنی قوم کو اندھیریوں سے نور میں وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اور یاد دلا انہیں اللہ کے دن بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے"۔

اس آیۂ کریمہ میں سابقہ اجمال کی تفسیر ہے جو فرمایا تھا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ تو اس آیت میں فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم میں اپنے معجزات کے ساتھ بھیجا۔

ابن جریر وغیرہ۔مجاہد،عطا۔عبید بن عمیر فرماتے ہیں اَلْاٰيَاتُ التِّسْعُ الَّتِيْ اَجْرَاهَا اللهُ تَعَالٰى عَلٰى يَدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ نو معجزات ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جاری فرمائے اور اس کی اصل قرآن کریم میں بھی ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ۔ ان آیات میں ید بیضا اور عصا کے ذریعہ سات آٹھ معجزات ہیں۔

جیسے عصا کی طرف سے عصا ہونے کے باوجود حَيَّةٌ تَسْعٰى کا ظہور فلق بحر نیل کا ظہور آپ کی دشمنوں سے محافظت اندھیرے میں روشن شمع ہوجانا جنگل میں پانی دینا۔سایہ کرنا وغیرہ

اور موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں بھیجا جو آپ کی قوم تھی اور حکم ہوا کہ انہیں ظلمت کفر وجہالت سے نکالو جس میں وہ مبتلا ہیں اور نور ایمان اور توحید وغیرہ اتباع شریعت کی طرف لاؤ اور انہیں ان ایام کی یاد دلاؤ جس میں ان پر احسان کیے گئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طبری فرماتے ہیں کہ ان پر نعمتیں جو کی گئیں۔آسمان سے خوان اترنے۔منّ وسلویٰ اتارا گیا۔

ایام اللہ کی تفسیر میں ابن عباس اور ربیع اور مقاتل اور ابن زید فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِاَيَّامِ اللّٰهِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَقَائِعُہٗ سُبْحَانَہٗ وَنِقَمَاتُہٗ فِی الْاُمَمِ الْخَالِیَۃِ۔ ایام اللہ سے مراد وہ وقائع ہیں جن میں طوفان جراد۔ قمل۔ ضفادع۔ دم وغیرہ متواتر نازل ہوئے۔

اور دوسرا قول یہ ہے وَمِنْ ذَالِکَ اَیَّامُ الْعَرَبِ لِحُرُوْبِہَا وَمَلَاحِمِہَا کَیَوْمِ ذِیْ قَارٍ۔ یَوْمِ فُجَّارٍ۔ یَوْمِ قِضَّۃٍ وَغَیْرِہٖ۔

اور تیسرا قول نسائی اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں اور بیہقی شعب الایمان میں ابی بن کعب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر ایام اللہ میں فرماتے ہیں کہ احسانات الٰہی جو بنی اسرائیل پہ ہوئے وہ مراد ہیں۔

راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن اور معراج ہے گویا ان دونوں ایام کی یاد قائم کرنا بھی اس آیۂ کریمہ کے حکم میں داخل ہے اور اس اصل کے تحت ان بزرگوں کے ایام ولادت ووفاۃ بھی آتے ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے نعمتیں علم و عرفان اور تقرب کی نازل کیں۔

جیسے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک۔ سرکار الہند غریب نواز اجمیری، قطب عالم بختیار کعکی۔ محبوب الٰہی سلطان الاولیاء دہلوی۔ بابا فریدالدین گنج شکر۔ حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ان کی ولادت کا جشن۔ ان کی وفات کے دن کا عرس حدّ شریعت تک وَذَکِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ کے تحت آتا ہے۔

پھر اسی میں محرّم الحرام کا عشرہ۔ یوم بدر وغیرہ۔ رمضان المبارک سب ایام اللہ ہیں اور ان کی تذکیر منصوص یا قتضاء النص واضح ہے اور آگے کی آیت میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ تذکیر بایام اللہ کی تعمیل میں ہے۔ اور اس میں بہت سی نشانیاں ہیں صابر وشکور کے لیے اور شکور عام ہے ہر قسم شکر پر شکر تین قسم پہ ہے اور ان تینوں اقسام پر شکور حاوی ہے۔ شکر القلب۔ شکر اللسان۔ شکر الجوارح۔ چنانچہ اب آگے ارشاد ہے

" وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (اور اے محبوب یاد فرمائیں) جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہوا جب اس نے تمہیں نجات دی فرعونیوں سے جو تم کو بُری مار دیتے تھے اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تھے تمہاری بیٹیاں اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا"۔

یہاں "یاد فرمائیے اے محبوب" اس لیے بڑھایا گیا کہ اِذْ کا مقتضا اُذْکُرْ کو محذوف رکھتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں مَشْرُوْعٌ فِیْ بَیَانِ تَصَدِّیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِمَا اُمِرَ بِہٖ مِنَ التَّذْکِیْرِ وَاِذْ مَنْصُوْبٌ عَلَی الْمَفْعُوْلِیَّۃِ عِنْدَ کَثِیْرٍ مِّنْھُمْ خُوْطِبَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَعْلِیْقُ الذِّکْرِ بِالْوَقْتِ مَعَ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ تَذْکِیْرُ مَا وَقَعَ فِیْہِ مِنَ الْحَوَادِثِ لِمَا مَرَّ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَیْ اُذْکُرْ لَھُمْ وَقْتَ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

خلاصہ یہ کہ اس میں مخاطبہ حضور کی طرف ہے کہ وہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام ان کی یعنی کفار کے لیے یاد فرمائیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم قبط اور بنی اسرائیل کو فرمایا اُذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔

اور سُوْءٌ بقول راغب ذَھَابٌ فِیْ طَلَبِ الشَّیْءِ اور سوء مصدر ہے سَاءَ یَسُوْءُ جو جنس عذاب السیّٔ کے معنی دیتا ہے۔

اور بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ میں بھی بلاء کا ترجمہ فضل اس لیے کیا کہ قرآن کریم میں بلاء شر اور خیر دونوں معنے میں استعمال کیا گیا ہے کما قال تعالیٰ وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً۔ وَذٰلِکَ بِاعْتِبَارِ الْمَآلِ الَّذِیْ ھُوَ الْاِنْجَاءُ اَوْ بِاعْتِبَارِ اَنَّ بَلَاءَ الْمُؤْمِنِ تَرْبِیَۃٌ لَّہٗ وَنَفْعٌ فِی الْحَقِیْقَۃِ۔

مومن پر جو بلاء آتی ہے وہ اس کی تربیت کے لیے آتی ہے اور تربیت میں تکلیف ہوتی ہے مگر اس کا مآل نجات ہی نجات ہے اور نجات فضل الٰہی ہے بنا برایں یہاں بلاء بمعنی فضل مفسرین نے فرمائی۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ابراہیم پ ۱۳

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنْ تَکْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

اور کہا موسیٰ نے اگر کافر ہو جاؤ تم اور جو زمین میں سب تو بیشک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا۔

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ

کیا نہ آئیں تمہیں خبریں ان کی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی۔

وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ۛؕ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ ؕ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَھُمْ

اور وہ جو ان کے بعد ہوئے نہیں جانتا انہیں مگر اللہ آئے ان کے پاس روشن دلیلوں کے ساتھ تو لے گئے وہ اپنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ○

ہاتھ اپنے منہ میں اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے اور ہم شک میں ہیں اس سے جس طرف تمہیں بلاتے ہو وہ کھلی بات نہیں ہے۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

کہا ان کے رسولوں نے کیا اللہ میں شک ہے جو بنانے والا آسمانوں اور زمین کا ہے بلاتا ہے تمہیں تاکہ بخش دے تمہیں گناہ تمہارے اور موخر کر دے تمہیں تمہاری مقررہ مدت تک عذاب سے بولے تم تو ہمارے جیسے بشر ہو تم چاہتے ہو یہ کہ ہمیں روک دو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان سے تو لاؤ کوئی روشن سند۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

کہا انہیں ان کے رسولوں نے ہم نہیں مگر تم جیسے بشر لیکن اللہ احسان فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور نہیں ہمارا کام یہ کہ ہم لائیں تمہارے پاس سند مگر اللہ کے حکم سے اور اوپر اللہ ہی کے بھروسہ کرتے ہیں مومن۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

اور کیا ہوا ہمیں کہ نہ بھروسہ کریں ہم اللہ پر اور بے شک ہدایت دی ہمیں ہماری راہوں کی اور ہم ضرور صبر کریں گے اوپر ان اذیتوں کے جو تم ہمیں دے رہے ہو اور اوپر اللہ کے بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

حل لغات دوسرا رکوع سورۂ ابراہیم ۔ پ ۱۳

وَاِذْ ۔ اور جب	تَاَذَّنَ ۔ اعلان کیا	رَبُّكُمْ ۔ تمہارے رب نے	لَئِنْ ۔ اگر
شَكَرْتُمْ ۔ تم شکر کرو	لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۔ تو میں تمہیں زیادہ دوں گا		وَلَئِنْ ۔ اور اگر
كَفَرْتُمْ ۔ تم ناشکری کرو	اِنَّ ۔ تو بے شک	عَذَابِيْ ۔ میرا عذاب	لَشَدِيْدٌ ۔ البتہ سخت ہے
وَقَالَ ۔ اور کہا	مُوْسٰى ۔ موسیٰ نے	اِنْ ۔ اگر	تَكْفُرُوْٓا ۔ تم کفر کرو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنْتُمْ۔ تم   وَمَنْ۔ اور جو   فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں ہیں   جَمِیْعًا۔ سب

فَاِنَّ۔ تو بے شک   اللّٰہَ۔ اللہ   لَغَنِیٌّ۔ بے نیاز ہے   حَمِیْدٌ۔ تعریف کیا گیا

اَلَمْ۔ کیا نہیں   یَاْتِکُمْ۔ آئی تمہارے پاس   نَبَؤُا۔ خبر   الَّذِیْنَ۔ ان کی جو

مِنْ قَبْلِکُمْ۔ تم سے پہلے تھے۔   قَوْمِ۔ قوم   نُوْحٍ۔ نوح کی

وَعَادٍ۔ اور عاد   وَثَمُوْدَ۔ اور ثمود کی   وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جو   مِنْ بَعْدِھِمْ۔ انکے بعد ہوئے

لَا یَعْلَمُھُمْ۔ نہیں جانتا ان کو   اِلَّا اللّٰہُ۔ مگر اللہ   جَآءَتْھُمْ۔ آئے انکے پاس

رُسُلُھُمْ۔ ان کے رسول   بِالْبَیِّنٰتِ۔ دلائل کے ساتھ   فَرَدُّوْٓا۔ تو لے گئے وہ   اَیْدِیَھُمْ۔ اپنے ہاتھ

فِیْٓ۔ بیچ   اَفْوَاھِھِمْ۔ اپنے مونہوں کے   وَقَالُوْٓا۔ اور بولے

اِنَّا۔ بیشک ہم نے   کَفَرْنَا۔ کفر کیا   بِمَآ۔ ساتھ اس کے جو   اُرْسِلْتُمْ۔ بھیجے گئے ہو تم

بِہٖ۔ ساتھ اس کے   وَاِنَّا۔ اور بیشک ہم   لَفِیْ۔ البتہ بیچ   شَكٍّ۔ شک کے ہیں

مِمَّا۔ اس سے   تَدْعُوْنَنَآ۔ جو بلاتے ہو تم   اِلَیْہِ۔ طرف اسکی   مُرِیْبٍ۔ شک کرنے والے

قَالَتْ۔ کہا   رُسُلُھُمْ۔ انکے رسولوں نے   اَفِی۔ کیا بیچ   اللّٰہِ۔ اللہ کے

شَكٌّ۔ شک ہے   فَاطِرِ۔ جو پیدا کرنے والا ہے   السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں   وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا

یَدْعُوْکُمْ۔ وہ بلاتا ہے تم کو   لِیَغْفِرَ۔ تاکہ بخشے   لَکُمْ۔ تم کو

مِنْ ذُنُوْبِکُمْ۔ تمہارے گناہ   وَیُؤَخِّرَکُمْ۔ اور مہلت دے گا تم کو

اِلٰٓی۔ طرف   اَجَلٍ۔ مدت   مُّسَمًّی۔ مقرر کی   قَالُوْٓا۔ بولے

اِنْ۔ نہیں ہو   اَنْتُمْ۔ تم   اِلَّا۔ مگر   بَشَرٌ۔ آدمی

مِّثْلُنَا۔ ہمارے جیسے   تُرِیْدُوْنَ۔ تم چاہتے ہو   اَنْ۔ یہ کہ

تَصُدُّوْنَا۔ روک دو تم ہم کو   عَمَّا۔ اس چیز سے   کَانَ۔ جو تھے

یَعْبُدُ۔ عبادت کرتے   اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا   فَاْتُوْنَا۔ تو لاؤ ہمارے پاس   بِسُلْطٰنٍ۔ سند

مُّبِیْنٍ۔ کھلی   قَالَتْ۔ کہا   لَھُمْ۔ ان کو   رُسُلُھُمْ۔ ان کے رسولوں نے

اِنْ۔ نہیں   نَّحْنُ۔ ہم   اِلَّا۔ مگر   بَشَرٌ۔ آدمی

مِّثْلُکُمْ۔ تمہارے جیسے   وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن   اللّٰہَ۔ اللہ   یَمُنُّ۔ احسان کرتا ہے

عَلٰی۔ اوپر   مَنْ۔ جس کے   یَّشَآءُ۔ چاہے   مِنْ عِبَادِہٖ۔ اپنے بندوں سے

وَمَا۔ اور نہیں   کَانَ۔ ہے   لَنَآ۔ ہمارے لیے   اَنْ۔ یہ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَّاْتِيَكُمْ ۔ لائیں ہم تمہارے پاس	بِسُلْطَانٍ ۔ سند	اِلَّا ۔ مگر
بِاِذْنِ ۔ ساتھ حکم	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	وَعَلَى ۔ اور اوپر
اللّٰهِ ۔ اللہ کے	فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ چاہئے کہ بھروسہ کریں	الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان والے
وَمَا لَنَآ ۔ اور کیا ہے ہمیں	اَنْ لَّا ۔ یہ کہ نہ	نَتَوَكَّلَ ۔ توکل کریں ہم
عَلَى ۔ اوپر	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	وَقَدْ ۔ اور بیشک
هَدٰنَا ۔ ہدایت دی اسنے ہمیں	سُبُلَنَا ۔ ہماری راہوں کی	وَلَنَصْبِرَنَّ ۔ اور صبر کرینگے ہم
عَلٰى ۔ اوپر	مَا ۔ اس کے جو	اٰذَيْتُمُوْنَا ۔ تکلیف دیتے ہو تم ہمیں
وَعَلَى ۔ اور اوپر	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ بھروسہ کریں
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔ بھروسہ کرنے والے ۔		

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع ۔ سورۃ ابراہیم ۔ پ ۱۳

"وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۔ اور (یاد فرمائیں) جب سنا دیا تمہارے رب نے کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے"۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ کے متعلق آلوسی روح المعانی میں تین قول نقل فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَئِنْ شَكَرْتُمْ ۔ اَىْ لَئِنْ وَحَّدْتُّمْ وَاَطَعْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ فِي الثَّوَابِ ۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ کے یہ معنی ہیں کہ اگر تم توحید الٰہی اور اطاعت رسالت پناہی میں مضبوط ہو گئے تو تمہارا ثواب ہم زیادہ کریں گے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اِنَّ الْمَعْنٰى لَئِنْ شَكَرْتُمْ اِنْعَامِىْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ مِنْ طَاعَتِىْ ۔ اگر تم شکر گذار رہے تو میں اپنی عطا و انعام کو تم پر زیادہ کروں گا

تیسرا قول یہ ہے جیسے امام فرماتے ہیں ۔ اِنَّ حَقِيْقَةَ الشُّكْرِ الْاِعْتِرَافُ بِنِعْمَةِ الْمُنْعِمِ مَعَ تَعْظِيْمِهٖ ۔ حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم حقیقی کے انعام کا اعتراف ایسے کیا جائے کہ اس کی تعظیم بھی اس میں ہو۔ اور مزید تفصیل فرماتے ہیں۔

وَبَيَانُ زِيَادَةِ النِّعَمِ بِهٖ اَنَّ النِّعَمَ مِنْهَا رُوْحَانِيَّةٌ وَمِنْهَا جِسْمَانِيَّةٌ وَالشَّاكِرُ يَكُوْنُ اَبَدًا فِىْ مُطَالَعَةِ اَقْسَامِ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنْوَاعِ فَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ ۔ نعمت کے زیادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نعمت روحانی اور نعمت جسمانی دو صورت میں ہوتی ہے اور شکر کرنے والا ہر حال میں مطالعہ اقسام نعمت الٰہیہ میں محو رہتا ہے اور اس کے فضل و کرم پر نظر رکھتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَذَالِكَ يُوجِبُ تَاكُّدَ مَحَبَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُحْسِنِ اِلَيْهِ بِذَالِكَ وَمَقَامُ الْمَحَبَّةِ اَعْلٰى مَقَامَاتِ الصِّدِّيْقِيْنَ. ثُمَّ قَدْ يَتَرَقَّى الْعَبْدُ مِنْ تِلْكَ الْحَالَةِ اِلٰى اَنْ يَكُوْنَ حُبُّهُ لِلْمُنْعِمِ شَاغِلًا عَنِ الْاِلْتِفَاتِ اِلَى النِّعْمَةِ وَهٰذِهِ اَعْلٰى وَاَعْلٰى فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا اَنَّ الْاِشْتِغَالَ بِالشُّكْرِ يُوْجِبُ زِيَادَةَ النِّعَمِ الرُّوْحَانِيَّةِ وَكَوْنِهِ مُوْجِبًا لِزِيَادَةِ النِّعَمِ الْجِسْمَانِيَّةِ فَلِلْاِسْتِقْرَاءِ الدَّالِّ عَلٰى اَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ اِشْتِغَالُهُ بِالشُّكْرِ اَكْثَرَ كَانَ وُصُوْلُ النِّعَمِ اِلَيْهِ اَكْثَرَ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ

شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور شکر کی اصل یہ ہے کہ انسان نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے۔ اور حقیقتِ شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے اس میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالے کی نعمتوں اور اس کے فضل و کرم اور احسان کا مطالعہ و مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاتا ہے تو لَاَزِیْدَنَّکُمْ کی بشارت کے مطابق اس پر نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں تو پھر بندے کے دل میں اللہ تعالے کی محبت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ مقام اعلیٰ و بالا پر فائز ہو جاتا ہے۔

پھر اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت کا اس پر اتنا استیلاء ہو جائے کہ اس کا دل نعمتوں کی طرف ملتفت ہی نہ رہے اس مقام کو مقام صدیقی کہتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ اور کہا موسیٰ نے اگر تم کافر ہو جاؤ اور جتنے زمین میں ہیں سب کفر میں چلے جائیں تو بے شک اللہ بے پروا خوبیوں والا ہے"۔

اس رویہ سے تم ہی نقصان میں رہو گے اور اس کی نعمتوں سے محروم اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بے پروا ہے کہ تم اس کے شکر گذار ہو یا کفران نعمت کرنے والے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شکر نعمت منعم واجب ہے اور نہیں تو اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ کا وعید تمہارے لیے ہے پھر عذاب دیکھ کر یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا کہنا۔ یا یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ کہنا سب بے کار ہوگا۔ آگے ارشاد ہے

"اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ کیا نہیں آئیں تمہارے پاس ان کی خبریں جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور وہ جو ان کے بعد ہوئے انہیں نہیں جانتا کوئی مگر اللہ ان کے پاس آئے ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ تو وہ اپنے ہاتھ لے جاتے تھے اپنے منہ کی طرف اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو بھیجا گیا تمہارے ساتھ اور ہم اس سے شک میں ہیں جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو وہ بات ہم پر کھلنے نہیں دیتا"۔

یعنی قوم نوح اور عاد و ثمود کا ان کے رسولوں کی مخالفت کی وجہ میں جو حشر ہوا کیا تمہیں اس کی خبر نہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ انہوں نے معجزات دکھلائے انہیں دعوتِ توحید دی تو وہ غصہ میں آکر شدتِ غیظ و غضب سے اپنے ہاتھ کاٹتے تھے۔ کَمَا قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ یَعْنِیْ عَضُّوا اَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے کتاب اللہ سن کر تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے گویا اس سے انکار کرنے کی کوئی نہ کوئی راہ اختیار کی اور صاف کہا کہ ہمارا شک آپ کی بات واضح نہیں ہونے دیتا یعنی شک اور کفر ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔

اس لیے کہ کفر عدم ایمان کو کہتے ہیں اسی بنا پر ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّ اَلْکُفْرَ عَدَمُ الْاِیْمَانِ مُتَعَلِّقُ اَلْکُفْرِ وَالشَّکُّ وَاحِدٌ۔

اور مُرِیْب کے معنی ہیں مُوْقِعَۃُ الرِّیْبَۃِ کے یعنی مِنْ اَرَابَنِیْ بِمَعْنٰی اَوْقَعَنِیْ فِی الرِّیْبَۃِ اَوْذِیْ رِیْبَۃٍ مِنْ اَرَابَ صَارَ ذَارِیْبَۃٍ وَھِیَ قَلَقُ النَّفْسِ وَعَدَمُ اطْمِیْنَانِہَا بِالشَّیْءِ۔

خلاصہ یہ کہ ریب، شک کے معنی میں مستعمل ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"قَالَتْ رُسُلُھُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ۔ فرمایا ان کے رسولوں نے انہیں کیا اللہ میں شک کرتے ہو جو آسمان اور زمین بنانے والا ہے۔ تمہیں بلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے گناہ اور مؤخر کر دے تمہارا عذاب تمہاری اسی مقررہ زندگی تک"۔

یعنی انبیاء کرام نے انہیں جواب دیا کہ اللہ کی قدرت مطلقہ میں شک کر رہے ہو جس میں کوئی عقل والا شک نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اس کے وجود کی روشن دلیل آسمان و زمین کا بنانا ہے وہ تمہیں بلاتا ہے اپنی طاعت و ایمان کی طرف اور چونکہ ایمان لانے کے بعد پہلے گناہ تمام معاف ہو جاتے ہیں تو وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ ایام شرک کے تمہارے گناہ معاف فرما دے اور تم ایمان والوں میں شمار کیے جاؤ تو اس کے جواب میں وہ بولے۔

"قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ بولے تم نہیں مگر ہمارے مثل ہی بشر ہو تُرِیْدُوْنَ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک لو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ ہمیں دکھانے کو روشن سند ہمارے پاس"۔

یعنی مشرکین نے انبیاء کرام کو ان کی ظاہری شبیہ پر دیکھ کر کہا کہ آپ لوگ ہمارے جیسے ہی بشر ہیں تو جب آپ اور ہم ایک جیسے ہیں تو آپ کیسے نبی ہو گئے اور ہم کیوں نبی نہ بنائے گئے لہٰذا ہمارے پاس کوئی روشن دلیل لاؤ یہ ان کا کہنا محض عناد سے تھا ورنہ انبیاء کرام لے کتنی معجزات و بینات لا چکے تھے اس آیہ کریمہ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا۔ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ صورت بشری میں مبعوث ہوتے ہیں مگر ان کی حقیقت صفت بشری سے بالا ہوتی ہے۔

دوسرے کسی نبی کی شان میں بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ دینا اتباع کفار ہے مومن انہیں صورتاً بشر مانتا ہے مگر ان کی حقیقت کو بشریت سے بالا جانتا ہے۔ ؎

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو — اللہ ہی کو معلوم ہے تم کون ہو کیا ہو

دوسرا شعر اس سے بھی واضح تر ہے ؎

محمد سِرِّ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے — شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

کسی عاشق کی طرف سے ایک اور شعر ہے ؎

محمد سے صفت پوچھو خدا کی — خدا سے پوچھیے شانِ محمد

ہمارے آقا و مولا وہ بشر ہیں کہ جامی کہتے ہیں ؎

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔

؎ موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ جمال — تو عین ذات مے نگری در تبسمی!

بہر حال انبیاء کرام کو مادی نگاہوں سے دیکھنے والے مشرک اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ہی کہتے رہے اور معجزات و بینات کے مشاہدہ کے باوجود فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ہی سناتے رہے۔

"قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمایا انہیں ان کے رسولوں نے کہ بے شک ہم نہیں مگر بشر ہیں مثل تمہارے۔ لیکن اللہ جس پر احسان فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے (وہ مناصب و مراتب علیا کے اعتبار سے مخلوق پر فائق ہو جاتا ہے)

اور یہ ایسا جواب تھا جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ماننے والا انکار نہیں کر سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ارشاد الٰہی ہے اور پھر انبیاء کرام نے جو جواب دیا وہ ان کی شایان شان ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم لائیں تمہارے پاس کوئی سند مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں مسلمان۔ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اور بے شک ہدایت کی ہمیں ہماری راہوں کی اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور اللہ پر بھروسہ کرنا ہی بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے۔

اس آیہ کریمہ میں انبیاء کرام کی زبان سے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ کسی نبی کا معجزہ اس کے اپنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اختیار سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ بحکم الٰہی۔ اور کوئی نبی معجزہ نہیں لاتا مگر بحکم الٰہی اور اس سب کا بھروسہ اللہ تعالےٰ پر ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے۔ اس لیے ہدایت و ضلالت دونوں من جانب اللہ ہوتی ہیں اور کافر جو ایذائیں انبیاء کو پہنچاتے ہیں اس پر ان کا صبر کرنا ہی حق ہے اور شر اعداء کا دفع کرنا اور ان کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا اللہ ہی کا کام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں سے ہم ضرور تمہیں نکال دیں گے اپنی زمین سے یا تم لوٹ آؤ ہماری ملت پر تو وحی کی انہیں ان کے رب نے ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

اور ضرور ہم بسائیں گے تم کو زمین میں ان کے بعد یہ اس کے لیے ہے جو ڈرے میرے حضور کھڑے ہونے سے اور ڈرے میرے عذاب کے وعدے سے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور نامراد ہوا ہر سرکش عناد والا۔

مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ۝

ان کے پیچھے جہنم ہے اور پلایا جائے گا انہیں پانی پیپ کا۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

گھونٹ لے گا اور نہیں اترے گا حلق سے اور موت آئے گی ہر طرف سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے عذاب گاڑھا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

مثال ان کی جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل مثل راکھ کے ہیں کہ سخت آیا جھونکا ہوا کا آندھی کے دن نہ قبضہ کر سکے اپنی کمائی سے کچھ یہ ہے ان کی دور کی گمراہی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ
کیا نہ دیکھا تو نے کہ بے شک اللہ نے بنائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ اگر چاہے تو لے جائے تمہیں اور لائے نئی مخلوق۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ
اور نہیں یہ اللہ پر کچھ دشوار

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ
اور علانیہ نکلیں گے اللہ کے حضور تو جو کمزور تھے وہ کہیں گے تکبر کرنے والوں سے ہم تھے تمہارے پیرو تو کیا تم بے پروا کر سکتے ہو ہمیں عذاب الٰہی سے کچھ کہیں گے اگر ہدایت دیتا ہمیں اللہ تو ہم تمہیں ہدایت دیتے برابر ہے ہمارے اوپر بیقراری کریں یا صبر سے رہیں نہیں ہمارے لیے کوئی پناہ۔

حلّ لغات تیسرا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳

وَقَالَ۔ اور کہا — الَّذِيْنَ۔ انہوں نے جو — كَفَرُوْا۔ کافر تھے — لِرُسُلِهِمْ۔ اپنے رسولوں کو
لَنُخْرِجَنَّكُمْ۔ ضرور نکال دینگے ہم تم کو — مِنْ اَرْضِنَآ۔ اپنی زمین سے
اَوْ۔ یا — لَتَعُوْدُنَّ۔ یقیناً لوٹو گے تم — فِيْ۔ بیچ
مِلَّتِنَا۔ ہمارے مذہب کے — فَاَوْحٰٓى۔ تو وحی کی — اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف — رَبُّهُمْ۔ ان کے رب نے
لَنُهْلِكَنَّ۔ ضرور ہلاک کریں گے ہم — الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو — وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ۔ اور ضرور
آباد کریں گے ہم تم کو — الْاَرْضَ۔ زمین کا — مِنْ بَعْدِهِمْ۔ ان کے بعد
ذٰلِكَ۔ یہ — لِمَنْ۔ اس کے لیے ہے جو — خَافَ۔ ڈرا — مَقَامِيْ۔ میرے سامنے کھڑا ہونے سے
وَخَافَ۔ اور ڈرا — وَعِيْدِ۔ میرے عذاب کے وعدہ سے — وَاسْتَفْتَحُوْا۔ اور فیصلہ
مانگا انہوں نے — وَخَابَ۔ اور نامراد ہوا — كُلُّ۔ ہر ایک — جَبَّارٍ۔ سرکش
عَنِيْدٍ۔ ضدی — مِّنْ وَّرَآئِهٖ۔ اس کے پیچھے ہے — جَهَنَّمُ۔ جہنم
وَيُسْقٰى۔ اور پلایا جائے گا — مِنْ مَّآءٍ۔ پانی — صَدِيْدٍ۔ پیپ کا — يَّتَجَرَّعُهٗ۔ گھونٹ گھونٹ
پیئے گا اس کو — وَلَا يَكَادُ۔ اور نہیں قریب — يُسِيْغُهٗ۔ کہ نگل سکے اس کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيَاتِيْهِ۔ اور آئے گی اس کے پاس اَلْمَوْتُ۔ موت مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک
مَكَانٍ۔ جگہ سے وَّمَا۔ اور نہیں هُوَ۔ وہ بِمَيِّتٍ۔ مرنے والا
وَمِنْ وَّرَآئِهٖ۔ اور اس کے پیچھے عَذَابٌ۔ عذاب ہے غَلِيْظٌ۔ گاڑھا
مَثَلُ۔ مثال الَّذِيْنَ۔ ان کی كَفَرُوْا۔ جو منکر ہوئے بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے
اَعْمَالُهُمْ۔ ان کے عمل كَرَمَادِ۔ مثل راکھ کے ہیں اِشْتَدَّتْ۔ کہ سخت چلی بِهِ۔ اس پر
الرِّيْحُ۔ ہوا فِيْ يَوْمٍ۔ دن عَاصِفٍ۔ آدھی کے لَا يَقْدِرُوْنَ۔ نہیں قدرت رکھتے
مِمَّا۔ اس چیز سے جو كَسَبُوْا۔ کمایا انہوں نے عَلٰى۔ اوپر
شَيْءٍ۔ کسی چیز کے ذٰلِكَ۔ یہ ہے هُوَ۔ وہ الضَّلٰلُ۔ گمراہی
الْبَعِيْدُ۔ دور کی اَلَمْ۔ کیا نہیں تَرَ۔ دیکھا تونے اَنَّ۔ کہ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ نے خَلَقَ۔ پیدا کیا السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے اِنْ۔ اگر يَّشَاْ۔ وہ چاہے يُذْهِبْكُمْ۔ تو لے جائے
تم کو۔ وَيَاْتِ۔ اور لے آئے بِخَلْقٍ۔ پیدائش جَدِيْدٍ۔ نئی
وَمَا۔ اور نہیں ذٰلِكَ۔ یہ عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ پر بِعَزِيْزٍ۔ کچھ مشکل
وَبَرَزُوْا۔ اور نکلیں گے لِلّٰهِ۔ اللہ کے سامنے جَمِيْعًا۔ سب فَقَالَ۔ تو کہیں گے
الضُّعَفٰٓؤُا۔ کمزور لوگ لِلَّذِيْنَ۔ ان کو اسْتَكْبَرُوْا۔ جو متکبر تھے اِنَّا۔ بے شک
كُنَّا۔ ہم تھے لَكُمْ۔ تمہارے تَبَعًا۔ تابع فَهَلْ۔ تو کیا
اَنْتُمْ۔ تم مُّغْنُوْنَ۔ بچانے والے ہو عَنَّا۔ ہم کو مِنْ عَذَابِ۔ عذاب
اللّٰهِ۔ الٰہی سے مِنْ شَيْءٍ۔ کچھ قَالُوْا۔ تو کہیں گے وہ لَوْ۔ اگر
هَدٰىنَا۔ ہدایت دیتا ہم کو اللّٰهُ۔ اللہ لَهَدَيْنٰكُمْ۔ تو ہدایت دیتے ہم تم کو
سَوَآءٌ۔ برابر ہے عَلَيْنَا۔ ہم پر اَجَزِعْنَا۔ کہ بے صبری کریں اَمْ۔ یا
صَبَرْنَا۔ صبر کریں مَا لَنَا۔ نہیں ہمارے لیے مِنْ مَّحِيْصٍ۔ کوئی پناہ کی جگہ

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

"وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ۔ اور کہا انہوں نے جو کافر ہوئے اپنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسولوں سے ہم ضرور تمہیں نکال دیں گے اپنی زمین سے یا تم لوٹ آؤ ہماری ملت پر تو وحی کی انہیں ان کے رب نے کہ ہم ہلاک کریں گے ضرور ان ظالموں کو اور ضرور تمہیں بسائیں گے زمین میں ان کے بعد یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور ڈرے اس سے جو میں نے عذاب کا وعدہ دیا۔"

کافروں نے خصوصاً قوم شعیب نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کو اپنی زمین مدین سے نکال دیں گے ورنہ آپ ہمارے طریقہ پر آجائیں تو اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ یہ تو آپ کو کیا نکالیں گے ان کے نکالنے سے پہلے ہم انہیں ہلاک کردیں گے۔ اور ان کے مساکن واماکن پر تمہیں قبضہ دیں گے۔

چنانچہ حدیث میں ہے مَنْ اٰذٰی جَارَہٗ اَوْرَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی دَارَہٗ۔ جو اپنے ہمسایہ کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اس ہمسایہ کو مالک بنا تا ہے۔

اور ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ۔ یہ اس کے لیے ہے جو بروز قیامت میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے یعنی جب حساب کے لیے اللہ کے حضور کھڑا ہوا ہو اس سے خائف ہو اور میرے مواعید عذاب سے ڈرے۔ آگے ارشاد ہے۔ کہ

انبیاء ورسل علیہ السلام نے بارگاہ الوہیت میں استفتاح کیا یعنی مدد طلب کی۔ یا امتوں نے اپنے رسولوں کے مابین اللہ تعالے سے استمداد کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور استفتاح کیا انہوں نے اور نامراد ہوا ہر جابر سرکش"۔

یعنی اللہ تعالے کی طرف انبیاء اور متبعین کی مدد فرمائی گئی اور فتح دی اور سرکش معاند جاحد کافر نامراد ہوئے اور ایسے نامراد ہوئے کہ انہیں اپنی خلاصی کی کوئی سبیل نہ رہی۔ جبّار۔ متکبر عن عبادۃ اللہ کو کہتے ہیں اور عنید۔ معاند للحق کو کہتے ہیں۔

"مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ ان کے پیچھے جہنم ہے اور پلایا جائے گا اسے پانی پیپ کا گھونٹ لے گا اس کے اور نہیں اتر سکے گا اس کے حلق سے اور آئے گی اسے موت ہر طرف سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے اور عذاب شدید ہوگا۔"

ماء صدید کے متعلق مجاہد۔ قتادہ۔ ضحاک کہتے ہیں هُوَ مَا يَسِيْلُ مِنْ اَجْسَامِ اَهْلِ النَّارِ جہنمیوں کے جسم سے جو بہے گا اوسے ماء صدید کہتے ہیں۔

اور محمد بن کعب اور ربیع کہتے ہیں مَا يَسِيْلُ مِنْ فُرُوْجِ الزُّنَاةِ وَالزَّوَانِيْ۔ زانی مرد وعورت سے جو مواد بہے اسے صدید کہتے ہیں۔

عکرمہ کہتے ہیں هُوَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ۔ وہ خون اور پیپ جہنم کا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور تجرّع کہتے ہیں بمشکل حلق سے اتارنے کو یتجرّعہ ای یتکلّف جرعہ مرّۃً بعد اخریٰ لغلبۃ العطش واستیلاء الحرارۃ۔

حدیث میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اسے سخت ناگوار معلوم ہوگا جب اور قریب ہوگا تو اس کا چہرہ جھلس جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی۔ جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ اصل حدیث یہ ہے۔

اخرج احمد والترمذی والنسائی والحاکم وصححہ وغیرھم عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انہ قال فی الاٰیۃ یقرب الیہ فیتکرھہ فاذا ادنی منہ شوی وجھہ ووقعت فروۃ راسہ فاذا شربہ قطع امعائہ حتی یخرج من دبرہ یقول اللہ تعالیٰ وسقوا ماء حمیما فقطع امعاءھم وقال سبحانہ وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ۔

اور یاتیہ الموت من کل مکان کے معنی جمیع الجھات ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اور ابراہیم تیمی فرماتے ہیں من کل مکان من جسدہ حتی من اطراف شعرہ

اور من ورائہ عذاب غلیظ پر فرماتے ہیں یستقبل کل وقت عذابا اشد واشق مما کان قبلہ یعنی پہلی ساعت سے آنے والی ساعت کا عذاب شدید تر ہوگا۔

"مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح۔ مثال ان کی جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل مثل راکھ کے ہیں کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آندھی کے دن میں آیا نہ قدرت پائیں گے اپنی کمائی پر کچھ یہ ہے ان کی گمراہی دور کی"۔

یعنی کافر مشرک جو اپنے خیال میں نیک عمل کرتے ہیں خیرات و صدقات اور محتاجوں کی امداد اور مسافروں کی اعانت۔ بیماروں کی خبر گیری۔ صلہ رحمی۔ یتیموں۔ اسیروں کی ہمدردی کرتے ہیں وہ ایسی رائیگاں اور عبث ہے جیسے راکھ کہ ایک جگہ جمع کر لی ہو اور ریح عاصف یعنی تیز و تند جھونکا آندھی کا آیا اور سب کو اڑا کر لے گیا اس لیے کہ ان کی یہ نیکیاں مبنی بر ایمان نہیں۔ ہر عمل صالح سے مقدم ایمان ہے اگر ایمان نہیں تو کوئی عمل صالح مقبول نہیں اور ہونا بھی ایسا چاہئے۔ اس لیے کہ جس کے لیے اعمال کیے جا رہے ہیں وہ رب سبحانہ وتعالیٰ ہے جب وہی نہ مانا گیا اور اس پر ایمان نہ ہوا تو عمل کس کے لیے اگر پتھر دل۔ بتوں اور درختوں اور چاند تارے شمس و قمر کے لیے وہ عمل ہیں تو ان سے ہی اس کا اجر لینا چاہئے اور جب وہ جماد محض اور بے شعور ہیں تو بدلہ کس سے لینے کا وہ حق رکھتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحیح بخاری میں ہے حضرت صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا راوی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ابن جدعان نے زمانۂ جاہلیت میں بہت صلہ رحمی کی ہے مساکین کو وہ بہت کچھ کھلاتا تھا کیا اسے اس کا فائدہ پہنچیگا۔؟

فرمایا نہیں اسے کچھ نفع نہ ہوگا اس لیے کہ اس نے کبھی اللہ تعالےٰ کے حضور یہ نہ کہا الٰہی میری خطائیں قیامت کے دن معاف فرمادے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ابْنَ جَدْعَانَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ یَصِلُ الرَّحِمَ وَ یُطْعِمُ الْمَسَاکِیْنَ ھَلْ ذَالِکَ نَافِعَہٗ ؟

قَالَ لَا اِنَّہٗ لَمْ یَقُلْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔

اور قرآن پاک میں بھی صاف ارشاد ہے۔ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِلْأُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّ لَوِافْتَدٰی بِہٖ۔ آگے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

" اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ۔ (اے محبوب) کیا نہ دیکھا آپ نے کہ اللہ نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ اگر چاہے تو ان سب کو لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ پر کچھ مشکل اور دشوار نہیں "۔

یہ آسمان وزمین کی تخلیق ایسی شان حق ہے کہ اس میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان کی پیدائش بے کار نہیں وہ اگر انہیں معدوم کردے اور ان کی بجائے ایسی مخلوق لے آئے جو مطیع و فرمانبردار ہو تو اس کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں جب وہ آسمان وزمین پیدا کر دینے پر قادر تھا تو ان سب کے فنا کر دینے پر بطریق اولیٰ قادر ہے غرضیکہ ہست کو نیست کر دینے اور نیست کو ہست کر دینا اسے کچھ مشکل نہیں۔

" وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا اور سب ظاہر ہوں گے خدا کے حضور تو کہیں گے وہ جو کمزور تھے ان سے جو متکبر تھے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے تو کیا تم ہمیں بے پرواہ کر سکتے ہو عذاب الٰہی سے کچھ کہیں گے وہ متکبر کافر اگر ہدایت کرتا ہمیں اللہ تو ہم تمہیں ہدایت کرتے تو (اب) برابر ہے ہمارے لیے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں "۔

بُرُوز۔ عربی محاورہ میں ظہور کے معنی میں مستعمل ہے تو یہاں چونکہ قبروں سے ظہور ہونا ہے اس لیے بَرَزُوْا فرمایا گیا۔ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَالْمُرَادُ بِبُرُوْزِھِمْ لِلّٰہِ ظُھُوْرُھُمْ مِنْ قُبُوْرِھِمْ لِلّٰہِ لَا لِغَیْرِہٖ لِاَجْلِ حِسَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

اور ضعفاء سے مراد وہ بیوقوف ضعیف الرائے لوگ مراد ہیں جو دولتمند متکبرین کفار کے پیرو کار تھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج وہ انہیں ملامت کرتے ہوئے کہیں گے کہ تم تو ڈوبے تھے صنم ہم کو بھی تم لے ڈوبے دنیا میں تم نے ہمیں اپنا پیرو کار رکھا گمراہ کیا راہ حق سے روکا اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہے اب تمہارا وہ غرور و تکبر و تعلیاں کہاں گئیں۔ اب جو عذاب ہم پر تمہاری بدولت ہوا اسے کچھ تو کم کرو۔

تو وہ خفتا۔ حمقاء متکبر جواب دیں گے کہ اللہ نے جب ہمیں ہدایت نہ دی گمراہ کیا تو تمہیں کیسے ہدایت کر سکتے تھے آج خلاصی کی کوئی راہ نہیں نہ ہم لوگوں کے لیے ہمارا کوئی شفیع ہے آؤ ہم تم مل جل کر صبر کریں چنانچہ حدیث میں ہے کہ پانچ سو برس تک صبر کرتے رہیں جب اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو کہیں آؤ تم ہم مل کر روئیں تو پانچ سو برس روتے رہیں گے جب اس سے بھی کام نہ ہوگا تو کہیں گے سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔ اصل حدیث یہ ہے۔

اَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يُظُنُّ اٰيَةٌ، قَالَ يَقُوْلُ اَهْلُ النَّارِ هَلُمُّوْا فَلْنَصْبِرْ فَيَصْبِرُوْنَ خَمْسَمِائَةَ عَامٍ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُمْ قَالُوْا هَلُمُّوْا فَلْنَجْزَعْ فَيَبْكُوْنَ خَمْسَمِائَةَ عَامٍ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُمْ قَالُوْا سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔

محیص، عربی میں عام مایوسی کے معنی میں بولتے ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَالْمَعْنٰى لَيْسَ لَنَا مَحَلٌّ نَنْجُوْا فِيْهِ مِنْ عَذَابِهٖ۔ اَوْ لَا نَجَاةَ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ وَالْمَحِيْصُ مِنْ حَاصَ حَادَ وَفَرَّ وَهُوَ اِسْمُ مَكَانٍ كَالْمَبِيْتِ وَالْمَصِيْفِ اَوْ مَصْدَرٌ مِيْمِیٌّ كَالْمَغِيْبِ وَالْمَشِيْبِ۔

با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۂ ابراہیم۔ پ ۱۳

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

اور کہے گا شیطان جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ نے تم کو وعدہ دیا سچا اور میں نے وعدہ دیا تم کو وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا تھا اور نہیں تھا میرا تم کو قابو مگر اتنا کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو نہ ملامت کرو مجھے اور ملامت کرو اپنے کو نہ میں تمہاری مدد کو پہنچ سکوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو میں منکر ہوں اس سے جو تم نے مجھے شریک ٹھہرایا ہے بے شک ظالموں کے لیے دردناک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلِیْمٌ ○

عذاب ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ○

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کا اکرام اس میں سلام ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ○

کیا تم نے نہ دیکھا کیسی مثال دی اللہ نے مثال پاکیزہ بات کی مثل پاکیزہ درخت کے ہے جس کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں دیتا ہے اپنا پھل ہر وقت رب کے حکم سے اور مثال دیتا ہے اللہ لوگوں کے لیے تاکہ وہ سمجھیں۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ﹰاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○

اور مثال گندی بات کی مثل گندے درخت کے ہے کہ کاٹ دیا گیا زمین کے اوپر سے نہیں اسے کوئی قرار۔

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ○

اللہ ثابت رکھتا ہے انہیں جو ایمان لائے قول ثابت پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔

حلِ لغات چوتھا رکوع سورۃ ابراہیم پ۱۳

وَقَالَ۔ اور کہے گا

الشَّیْطٰنُ۔ شیطان

لَمَّا۔ جب

قُضِیَ۔ فیصلہ ہو جائے گا

الْاَمْرُ۔ کام کا

اِنَّ۔ بے شک

اللّٰهَ۔ اللہ نے

وَعَدَكُمْ۔ وعدہ دیا تم کو

وَعْدَ۔ وعدہ

الْحَقِّ۔ سچا

وَوَعَدْتُّكُمْ۔ اور میں نے وعدہ دیا تم کو

فَاَخْلَفْتُكُمْ۔ تو خلاف کیا

وَمَا۔ اور نہیں

كَانَ۔ تھا

لِیَ۔ میرا

عَلَیْكُمْ۔ تم پر

مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ کوئی غلبہ

اِلَّآ اَنْ۔ مگر یہ کہ

دَعَوْتُكُمْ۔ میں نے تمہیں بلایا

فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ۔ تو تم نے میرا کہا مانا

فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ۔ تو نہ ملامت کرو مجھے

وَلُوْمُوْٓا۔ اور ملامت کرو

اَنْفُسَكُمْ۔ اپنے آپ کو

مَآ اَنَا۔ نہیں ہوں میں

بِمُصْرِخِكُمْ۔ بچانے والا تم کو۔

وَمَا۔ اور نہیں

اَنْتُمْ۔ تم

بِمُصْرِخِیَّ۔ بچانے والے مجھ کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنِّیْ۔ بے شک میں نے   کَفَرْتُ۔ انکار کیا   بِمَا۔ اس کا   اَشْرَکْتُمُوْنِ۔ جو شریک بنایا
تم نے مجھے   مِنْ قَبْلُ۔ پہلے   اِنَّ۔ بے شک   الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالم
لَھُمْ۔ ان کے لیے   عَذَابٌ۔ عذاب ہے   اَلِیْمٌ۔ دردناک   وَاُدْخِلَ۔ اور داخل کیے جائینگے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو   اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے   وَعَمِلُوا۔ اور عمل کیے   الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
جَنّٰتٍ۔ باغوں میں   تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں   مِنْ تَحْتِھَا۔ انکے نیچے   الْاَنْھٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں   فِیْھَا۔ اس میں   بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم
رَبِّھِمْ۔ اپنے رب کے   تَحِیَّتُھُمْ۔ ان کا تحفہ   فِیْھَا۔ اس میں۔   سَلٰمٌ۔ سلام ہوگا۔
اَلَمْ۔ کیا نہ   تَرَ۔ دیکھا تو نے   کَیْفَ۔ کس طرح   ضَرَبَ۔ بیان کی
اللّٰہُ۔ اللہ نے   مَثَلًا۔ مثال   کَلِمَۃً۔ کلمے   طَیِّبَۃً۔ پاک کی
کَشَجَرَۃٍ۔ جیسے درخت   طَیِّبَۃٍ۔ پاک   اَصْلُھَا۔ اسکی جڑ   ثَابِتٌ۔ ثابت ہے
وَفَرْعُھَا۔ اور اس کی شاخ   فِی السَّمَآءِ۔ آسمان میں ہے   تُؤْتِیْ۔ دیتا ہے   اُکُلَھَا۔ اپنا پھل
کُلَّ۔ ہر   حِیْنٍ۔ وقت   بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم   رَبِّھَا۔ اپنے رب کے
وَیَضْرِبُ۔ اور بیان کرتا ہے   اللّٰہُ۔ اللہ   الْاَمْثَالَ۔ مثالیں   لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے
لَعَلَّھُمْ۔ تاکہ وہ   یَتَذَکَّرُوْنَ۔ نصیحت حاصل کریں   وَمَثَلُ۔ اور مثال
کَلِمَۃٍ۔ کلمے   خَبِیْثَۃٍ۔ گندے کی   کَشَجَرَۃٍ۔ جیسے درخت   خَبِیْثَۃِ۔ گندا جو
نِ اجْتُثَّتْ۔ کاٹ لیا گیا   مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ۔ زمین کے اوپر سے   مَا لَھَا۔ نہیں ہے اس کو
مِنْ قَرَارٍ۔ کوئی ثبات   یُثَبِّتُ۔ ثابت رکھتا ہے   اللّٰہُ۔ اللہ   الَّذِیْنَ۔ ان کو
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے   بِالْقَوْلِ۔ ساتھ بات   الثَّابِتِ۔ ثابت کے   فِی الْحَیٰوۃِ۔ زندگی
الدُّنْیَا۔ دنیا میں   وَفِی۔ اور بیچ   الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے   وَیُضِلُّ۔ اور گمراہ کرتا ہے
اللّٰہُ۔ اللہ   الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو   وَیَفْعَلُ۔ اور کرتا ہے   اللّٰہُ۔ اللہ
مَا یَشَآءُ۔ جو چاہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ ابراہیم پ ۱۳

"وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ۔ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ نے تمہیں سچا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے جھوٹا کیا تھا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا تم نے قبول کیا تو اب مجھ پر ملامت نہ کرو اور ملامت کرو اپنے نفس کو اب میں نہ تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو"۔

یعنی جب میدان حشر میں حساب وکتاب سے فیصلہ ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور کہیں گے کہ کمبخت تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں پھنسایا تو وہ جواب دے گا کہ اگرچہ میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ مرنے کے بعد نہ نشر ہے نہ جزا و سزا جنت ہے نہ دوزخ مگر اللہ تعالے کا وعدہ بھی تو تمہارے کانوں تک پہنچ چکا تھا جس میں تمہیں بتا دیا گیا تھا کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکی بدی کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا میں جھوٹا تھا میرا بیان بھی جھوٹا ہوا۔

پھر میں نے تمہیں کہا ہی تو تھا میں تمہیں مجبور تو نہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں میرے بیانات بلا حجت و برہان تھے محض وساوس اور خواہشات نفسانی کے موافق تھے تو یہ تمہاری غلطی تھی کہ بلا حجت و برہان دعاوی کو تم نے مان لیا اور معجزات و بینات سے جو انبیا و رسل کے بیانات تھے وہ تم نے قبول نہ کیے تو اب تم اپنے اوپر ملامت کرو اس لیے کہ اللہ تعالے تمہیں برابر فرما رہا تھا کہ شیطان کے بہکائے میں نہ آنا وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے مجھ پر ملامت بیکار ہے۔

تم میں جو انبیاء و رسل آئے انہوں نے حجتیں پیش کیں براہین قائم فرمائے مگر تم نے ان کی نہ سنی ان کے خلاف ہوئے اور میں چونکہ تمہاری خواہشات کے مطابق تمہیں غلط راہ پر بلاتا تھا تم میری سنتے تھے تو یہ تمہاری غلطی تھی جس کا آج خمیازہ بھگت رہے ہو پھر میں نہ دنیا میں تمہاری کسی مصیبت میں فریاد کو پہنچا نہ آج پہنچ سکتا ہوں اس لیے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا کا اعلان تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا رہا تھا اس بنا پر تو تمہیں سمجھنا چاہیے تھا کہ جو تمہارا دشمن ہے وہ تمہاری بھلائی کیسے چاہ سکتا ہے دشمن سے خیر اندیشی کی امید رکھنا حماقت ہی ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ۔ اَیْ اُحْکِمَ وَفُرِغَ مِنْہُ وَہُوَ الْحِسَابُ وَدَخَلَ اَہْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ وَاَہْلُ النَّارِ النَّارَ خَطِیْبًا فِیْ مَحْفَلِ الْاَشْقِیَاءِ مِنَ الثَّقَلَیْنِ۔

حساب وکتاب کے بعد جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو شیطان اشقیاء کے مجمع میں کھڑا ہو کر بطور خطیب بولے گا۔

اَخْرَجَ اِبْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ قَامَ اِبْلِیْسُ خَطِیْبًا عَلٰی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْبَرٍ مِّنْ نَّارٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ۔ قیامت کے دن شیطان ناری منبر پر خطیب بن کر کھڑا ہوا اور کہے اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ۔ الخ

وَعَنْ مُقَاتِلٍ اِنَّ الْكُفَّارَ يَجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ بِالْمَلَامَةِ فَيَرْقٰى مِنْبَرًا مِّنْ نَّارٍ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ الخ۔

کفار آگ میں شیطان کو ملامت کرتے ہوئے گھیریں گے تو وہ آگ کے منبر پر کھڑا ہو کر جواب دے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ الخ

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ عَسَاكِرٍ لٰكِنْ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مِنْ حَدِيْثِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يَرْفَعُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكُفَّارَ حِيْنَ يَرَوْا شَفَاعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتُوْنَ اِبْلِيْسَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَهُمْ فَقُمْ اَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا فَاِنَّكَ اَضْلَلْتَنَا فَيَقُوْمُ فَيَثُوْرُ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَنْتَنُ رِيْحٍ شَمَّهَا اَحَدٌ فَيَقُوْلُ مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

کفار جب حضور کی شفاعت مومنین کے لیے دیکھیں گے تو شیطان کے پاس سب جمع ہو کر آئیں اور کہیں ایمان والوں نے تو اپنی شفاعت کرنے والا پا لیا تو اب کھڑا ہو اور ہماری شفاعت کر اس لیے کہ تو نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو اس کی مجلس سے ایسی بدبو پھیلے گی کہ ایسی بدبو کبھی کسی انسان نے نہ سونگھی ہوگی تو پھر وہ کچھ بیان کرے گا جو اللہ نے فرمایا ہے

لہٰذا آج نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ یعنی مَا اَنَا بِمُغِيْثِكُمْ مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ محاورہ میں بولتے ہیں اِسْتَصْرَخَنِيْ فَاَصْرَخْتُهٗ یعنی اِسْتَغَاثَنِيْ فَاَغَثْتُهٗ مجھ سے فریاد کی میں اس کی فریاد کو پہنچا۔

پھر تم نے مجھے اللہ کا شریک مانا اور میں اس عقیدے سے بیزار تھا اور اب بھی بیزار ہوں لیکن تم نے مجھے اپنی خواہشات کے ماتحت خدا کا شریک ٹھہرایا تو اب میں تمہیں کہتا ہوں

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ میں انکار کرتا ہوں اس سے جو تم نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا اس سے پہلے بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں تم نے جو مجھے شریک ٹھہرایا اس سے میں بیزار ہوں اور اس کی پیش گوئی قرآن کریم میں پہلے ہی فرما دی گئی تھی وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ۔ اور داخل کیے جائیں گے وہ جو ایمان لائے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اچھے عمل کیے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اپنے رب کے حکم سے ان کا اکرام ملنے وقت سلام ہے"۔

یعنی جنتوں میں داخل ہونے کے بعد ان کے اکرام میں اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی طرف سے آپس میں ملنے وقت سلام کیا جائے گا اور وہ آپس میں خوش وخرم سلام سلام کے ساتھ ہی ایک دوسرے سے ملیں گے۔

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ کیا آپ نے اے محبوب نہ دیکھا کہ اللہ کیسی مثال بیان فرماتا ہے پاک بات کی"

یعنی کلمہ طیبہ کی یا توحید کی یہ مخاطبہ سید المخاطبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مخاطبہ ہر اس مسلمان سے ہے جو اپنے اعمال کی اصلاح کر چکا ہو۔

"كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے"۔

یعنی ایسی ہی کلمۂ ایمان کی کیفیت ہے کہ اس کی جڑ قلب مومن میں مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی اعمال آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے پھل یعنی برکت اور ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں، کلمہ طیبہ سے مراد قرآن کریم ہے كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَصَمِّ

ایک قول ہے کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں دعوت اسلام مراد ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد تسبیح و تنزیہ ہے۔

عبد الرزاق اور ترمذی شعیب بن حجاب سے راوی ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو ہمارے پاس ایک تازہ کھجوروں کا طبق لایا گیا۔ حضرت انس نے فرمایا کُلْ يَا اَبَا الْعَالِيَةِ فَاِنَّ هٰذَا مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِيْ ذَكَرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ۔

ابو العالیہ کھاؤ اس لیے کہ یہ اس درخت کا پھل ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔

اور ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِّنْ بُسْرٍ فَقَالَ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ حَتّٰى بَلَغَ كَلِمَةً قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ۔ حضور کے سامنے کھجوروں کی کھڑ لائی گئی تو حضور نے آیہ کریمہ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طَيِّبَةٍ۔ تُؤْتِيْ حِيْنٍ تک پڑھی اور فرمایا وہ کھجور ہے۔

ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ اِنَّمَا جَوْزُ الْهِنْدِ وہ اخروٹ کا درخت ہے۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں اِنَّهَا شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ وہ ایک درخت ہے جنت میں۔

اور ایک قول ہے كُلُّ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ طَيِّبَةِ الثِّمَارِ۔ اس سے مراد ہر وہ درخت ہے جو پھل دار ہو اور اس کا پھل اچھا ہو۔

" وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور ایمان لاکر اپنی عاقبت درست کریں اور مثالیں دے کر سمجھانے سے یہ مقصد ہے کہ سننے والے کے ذہن میں اچھی طرح آجائے۔

" وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ اور گندی بات کی مثال اس درخت خبیث کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھیڑ دیا گیا اور اسے کوئی قیام نہیں"

کلمہ خبیثہ سے مراد کلام کفر ہے۔ اِجْتُثَّتْ۔ اَيْ اُقْتُلِعَتْ مِنْ اَصْلِهَا وَحَقِيْقَةُ الْاِجْتِثَاثِ اَخْذُ الْجُثَّةِ۔ اِجْتُثَّتْ کے معنی اکھیڑ دینے کے ہیں یعنی جڑ سے اسے اکھاڑ ڈالا ہو کہ پھر اسے کھڑے رہنے کا سہارا ہی نہ رہے۔ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ اسے نہ ہو کسی قسم کا قرار وَالْمُرَادُ بِهٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمَنْعُوْتَةِ الْحَنْظَلَةُ اس سے مراد درخت حنظل ہے جسے اناری بھی کہتے ہیں اور اندرائن بھی پنجاب میں کوڑ تونبی بھی کہتے ہیں۔ یہ مزہ میں تلخ ہوتا ہے بو اس کی ناگوار اور اس کی جڑیں زمین میں ثابت و مستحکم نہیں ہوتیں اور اس کی شاخیں بلند بھی نہیں ہوتیں۔

ضحاک کہتے ہیں اس سے مراد درخت کثوث ہے

زجاج کہتے ہیں اس سے مراد درخت ثوم یعنی لہسن ہے۔

ایک قول ہے کل درخت کانٹے دار اس سے مراد ہیں۔

ایک قول ہے اس سے مراد طحلب یعنی کاہی ہے۔

ایک قول ہے اس سے مراد کھمبی ہے جو موسم بارش میں زمین سے سفید رنگ کی چھتری سی نکلتی ہے

ایک قول ہے كُلُّ شَجَرٍ لَا يَطِيْبُ لَهٗ ثَمَرٌ ہر وہ درخت مراد ہے جس میں پھول پھل نہ ہوں

ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّهَا شَجَرَةٌ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْاَرْضِ۔ وہ ایسا درخت ہے کہ زمین پر پیدا ہی نہیں ہوا

شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ پر آلوسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے تفسیر شجرۃ الخبیثہ میں بنی امیہ بھی مراد لیے ہیں۔ لیکن علامہ آلوسی نے اس پر ایک نقل فرما کر محاکمہ کیا ہے وہو ہذا۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ الْحَاتِمِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَلَّبَ الْعِبَادَ ظَھْرًا وَّبَطْنًا فَکَانَ خَیْرُ عِبَادِہٖ الْعَرَبَ وَقَلَّبَ الْعَرَبَ ظَھْرًا وَّبَطْنًا فَکَانَ خَیْرُ الْعَرَبِ قُرَیْشًا وَھِیَ الشَّجَرَۃُ الْمُبَارَکَۃُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ۔ لِاَنَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ مِنْ قُرَیْشٍ وَاَخْبَارُ الطَّائِفَتَیْنِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ رَکِیْکَۃٌ وَاَحْوَالُ بَنِیْ اُمَیَّۃَ الَّتِیْ یَسْتَحِقُّوْنَ بِھَا مَا یَسْتَحِقُّوْنَ غَیْرُ خَفِیَّۃٍ عِنْدَ الْمُوَافِقِ وَالْمُخَالِفِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندوں کو اللہ تعالے نے پشت اور بطن سے منتقل فرمایا تو خیر عباد اللہ میں عرب ہوئے۔ پھر عرب ظہراً وبطناً جب بدلے گئے تو خیر العرب قرار پائے قریش اور یہ شجرہ مبارکہ ہے یہ وہ ہیں جن کی صفت اللہ تعالے نے اپنی پاک کتاب میں فرمائی اور کہا مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اور بنی امیہ بھی قریش سے ہیں اور اخبار شیعہ وسنی اس بحث میں نہایت رکیک ہیں۔

پھر بنی امیہ کے حالات ایسے بھی ہیں جن پر خیال کرتے ہوئے یَسْتَحِقُّوْنَ مَا یَسْتَحِقُّوْنَ ہی کہا جائے گا اور وہ ہر دو فریق پر روشن ہیں تو وہ حدیث جو حضرت علی اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس کی صحت پر ہمیں تامل ہے۔ اور یہی صواب ہے

اور شجرۂ خبیثہ کی تحقیق میں اکثر محققین اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد حنظل ہے یا وہ جھاڑ ہے جس میں تنہ ہی نہیں بعض نے درخت کثوث کہا ہے۔

اور امام رازی رحمہ اللہ نے اس موضع پر جو کہا وہ بھی ملخصاً بیان کر دینا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے۔

اِنَّہٗ تَعَالٰی ذَکَرَ فِی الْمَثَلِ الْاَوَّلِ شَجَرَۃً مَّوْصُوْفَۃً بِاَرْبَعِ صِفَاتٍ ثُمَّ شَبَّہَ الْکَلِمَۃَ الطَّیِّبَۃَ بِھٰذِہٖ الصِّفَۃِ

اَلْاُوْلٰی کَوْنُھَا (طَیِّبَۃً) وَذٰلِکَ یَحْتَمِلُ کَوْنُھَا طَیِّبَۃً لِّلْمَنْظَرِ۔ وَکَوْنُھَا طَیِّبَۃَ الرَّائِحَۃِ وَکَوْنُھَا طَیِّبَۃَ الثَّمَرَۃِ بِمَعْنٰی کَوْنُھَا لَذِیْذَۃً مُّسْتَطَابَۃً۔

وَالثَّانِیْ کَوْنُ (اَصْلُھَا ثَابِتٌ)، وَھُوَ صِفَۃُ کَمَالٍ لَھَا لِاَنَّ الشَّیْئَ الطَّیِّبَ اِذَا کَانَ فِیْ مَعْرِضِ الزَّوَالِ فَھُوَ۔

وَاِنْ کَانَ یَحْصِلُ الْفَرَحُ بِوِجْدَانِہٖ اِلَّا اَنَّہٗ یُعْظِمُ الْحُزْنَ بِالْخَوْفِ مِنْ زَوَالِہٖ وَاَمَّا اِذَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَمْ يَكُنْ كَذَالِكَ فَإِنَّهُ يَعْظُمُ السُّرُوْرُ بِهِ مِنْ غَيْرِ مَا يُنَغِّصُ ذَالِكَ۔

وَالثَّالِثَةُ كَوْنُ فَرْعِهَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ اَيْضًا صِفَةُ كَمَالٍ لَهَا لِاَنَّهَا مَتٰى كَانَتْ مُرْتَفِعَةً كَانَتْ بَعِيْدَةً عَنْ عُفُوْنَةِ الْاَرْضِ وَقَاذُوْرَاتِ الْاَبْنِيَةِ فَكَانَتْ ثَمَرَتُهَا نَقِيَّةً خَالِصَةً عَنْ جَمِيْعِ الشَّوَائِبِ۔

وَالرَّابِعَةُ كَوْنُهَا دَائِمَةَ الثَّمَرِ، كَمَا قَالَ اُكُلُهَا دَائِمٌ۔ لِاَنَّ ثَمَرَهَا حَاضِرٌ فِي بَعْضِ الْاَوْقَاتِ دُوْنَ بَعْضٍ۔ وَهُوَ صِفَةُ كَمَالٍ اَيْضًا اِذِ الْاِنْتِفَاعُ غَيْرُ مُنْقَطِعٍ حِيْنَئِذٍ۔

ترجمہ رازی قدس سرہ العزیز

اللہ تعالے نے پہلی مثال میں شجرۂ موصوفہ کو چار صفات پر متصف فرما کر اسے کلمۃ الطیبہ سے ممثل فرمایا۔

(۱) پہلی صفت یہ ہے کہ وہ (طیبہ) ہو یہ صفت اس امر کی محتمل ہے کہ وہ دیکھنے میں بھی طیبۃ المنظر ہو۔ اور طیبۃ الرائحہ یعنی اس کی خوشبو بھی پاک ہو اس کا پھل بھی پاک ہو یعنی لذیذ اور دل خوش کرنے والا اور اس کی تغذّی بھی طیبۃ الثمرۃ ہو یعنی اس کے کھانے سے کھانے والے کو نفع ہی زیادہ ہو اور یہ خوبی یا کھجور کے درخت میں یا کلمہ طیبہ میں۔

(۲) دوسری صفت یہ ہے کہ وہ (اصلھا ثابت) کا مصداق ہو اور یہ صفت بھی اس کے کمال پر دال ہے اس لیے کہ پاک شے اگر معرض زوال میں ہو تو اگرچہ اس سے فرحت و جدانی حاصل ہو گی مگر حزن و خوف بھی لاحق ہو گا اس کے زوال کے خطرے سے اور اگر وہ اصل ثابت کے ساتھ ہے تو سرور ہی سرور حاصل ہو گا اور خطرہ زوال سے طبیعت منغض نہ ہو گی۔

(۳) تیسری صفت یہ ہے کہ وہ (فرعھا فی السماء) کے ساتھ ہو اور یہ صفت بھی اس کے کمال کی ہے اس لیے کہ جب وہ بلند ہو گا تو عفونت ارضی سے اور قاذورات ردّیہ سے محفوظ رہے گا پھر اس کا پھل بھی خالص نقی اور ستھرا ہو گا جمیع شوائب سے

(۴) چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ دائمۃ الثمر ہو (جیسا کہ فرمایا اکلھا دائم) اس لیے کہ جس کا پھل کبھی ہو اور کبھی نہیں جیسے فصول کے پابند پھل تو ان سے نفع بھی کبھی ہو گا اور کبھی نہیں اور دائم الثمر وہی ہو گا جس سے انتفاع غیر منقطع ہو۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ان صفات کے ساتھ انسان کو متّصف ہونا لازمی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جہاں تک ممکن ہو اسے چاہئے کہ اپنے کو اطاعت آلہی میں ثابت کرے اور اس میں تساہل نہ برتے
پھر یہ سمجھ لے کہ اس شجرہ میں چار صفات ہیں۔
پہلی صفت انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ معرفت آلہی کے ساتھ جو ہر نفس ناطقہ کو
نرم نہ کر لے اور روح قدسیہ کو جلا نہ دے لے تو اس میں خوشبو پیدا ہو گی۔
اور اس کے پھلوں کی لذت یہ ہے کہ بدن کو ملائم کرے۔
دوسری بات یہ ہے کہ اصل شجرہ معرفت اللہ اکمل اقویٰ کر لے تو پھر اس کی جڑیں جو ہر نفس قدسیہ
میں راسخ ہوں گی۔
اور جو ہر نفس قدسیہ اور جو ہر مجردہ کون و فساد سے مامون ہو جائے گا اور جب اس درجہ پر آجائے گا
تو تغیر اور فنا سے بعید ہو جائے گا۔
اور جب یہاں تک پہنچ جائے گا تو وہ مورد ہو گا تجلی سبحان کا یہ لوازم ہیں اس کی ذات میں نور النور
کے ظہور کے اور مبادیات ظہور کے۔
تیسری صفت اس شجرہ طیبہ میں فرعہا فی السماء کی یوں ہو گی کہ جیسے اس کی اغصان اور شاخیں آسمان
پر ہیں ایسی ہی شجرۂ معرفت کی شاخیں ہواء عالم آلہی میں ہوں گی اور اس کی ڈالیں ہواء عالم جسمانی میں
جیسے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا التعظیم لامر اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسی محبت آلہی اور تشوق ذات
اور مواظبت ذکر جل شانہ اور انقطاع ماسواہ کی کیفیت پیدا ہو کہ اسی کو ہر لحظہ ہر آن دیکھے اور اس کے
تصور میں سب سے منقطع ہو جائے۔
پھر جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والشفقۃ علی خلق اللہ مومن کا شعار ہے۔ تو اس تصور
سے اس میں رافت و رحمت اور صفح اور تجاوز عن الاساءۃ سرایت کر جائے انتہی مختصراً۔
چنانچہ بعض محققین نے فرمایا مَنْ اٰثَرَ الْعِرْفَانَ لِلْعِرْفَانِ فَقَدْ وَقَعَ بِالسَّاحِلِ وَمَنْ اٰثَرَ
الْعِرْفَانَ لَا لِلْعِرْفَانِ بَلْ لِلْمَعْرُوْفِ فَقَدْ خَاضَ لُجَّۃَ الْوُصُوْلِ۔
جس نے عرفان چاہا عرفان حاصل کرنے کو وہ ساحل پر رہا اور جس نے عرفان چاہا صرف اس ذات
کے لیے جو معروف ہے اس نے لجۂ وصول میں غوطہ لگایا۔
مفصل بحث روح المعانی میں دیکھنا چاہئے۔
ایسے ہی شجرہ خبیثہ کا حال اسے بھی تین صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔
(۱) پہلی صفت اس کا خبیث ہوتا ہے اور یہ صفت محتمل ہے اس امر کی کہ اس میں بو بھی خبیث ہو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذائقہ بھی خبیث ہو صورت بھی خبیث ہو۔

(۲) دوسری صفت یہ ہے کہ وہ زمین سے ایسے معلق ہو جیسے کاہی سڑے پانی پر۔

(۳) تیسری صفت یہ ہے کہ اسے قرار کہیں نہ ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھ جاہل ہو کہ اشراک باللہ بھی اس میں ہو گا اور یہ پہلی آفت اور عنوانات مخافات اور راس الشقاوات ہے پھر اس کا خبث ظاہر ہو گا۔

مختصر یہ کہ ایسے خبائث سے احتراز و اجتناب لازمی ہے آگے ارشاد ہے۔

"یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔ اللہ قائم رکھتا ہے ایمان والوں کو قول ثابت پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور اللہ جو چاہے کرے"۔

یعنی اللہ تعالے ایمان والوں کو ایمان پر قائم و ثابت رکھتا ہے حیٰوۃ دنیا اور آخرت میں اور ہر ابتلاء و مصائب کے وقت انہیں صبر و استقامت عطا فرماتا ہے۔ راہ حق اور دین قویم سے وہ کسی مصیبت اور شدت میں نہیں ہٹتے حتی کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام اور ان سے پہلے اصحاب اخدود جن کا ذکر سورہ بروج میں ہے۔

اور جرجیس، شمسون اور حضرت بلال، صہیب رومی وغیرہ اور جسے گمراہ کرتا ہے وہ دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلیل ہوتا ہے۔

چنانچہ قبر جو اول منزل آخرت ہے اس میں جب منکر و نکیر آکر اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے۔ تمہارا دین کیا ہے اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ اس ہستی مقدس کی شان میں تو کیا کہتا تھا تو یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے مصداق وہاں بھی اتنے مضبوط اور پختہ ہوں گے کہ اس ہول میں بھی ثابت قدم رہ کر جواب دینگے۔

مَنْ رَّبُّكَ کا جواب رَبِّیَ اللّٰهُ ہو گا

مَا دِیْنُكَ پر دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ جواب دیں گے

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ کے موقعہ پر کفن چاک کرکے نور ایمان سے حضور کو پہچان کر قدموں پر لوٹ جائے اور کہے هٰذَا حَبِیْبِیْ وَمَحْبُوْبِیْ وَسَیِّدِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ اللہ کے محبوب میرے آقا ہیں اللہ کے بندے اور عالم کے آقا ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہو کہ اس کی قبر وسیع کر دی جائے اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آنے لگیں اور ایمان کے نور سے قبر منور ہو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر آسمان سے ندا آئے کہ تمہارے سوالوں کے جواب میں میرا بندہ سچا نکلا۔

اس مضمون کی اصل علامہ آلوسی روح المعانی میں اس سند سے فرماتے ہیں۔

اَیْ یُثَبِّتُھُمْ بِالْبَقَاءِ عَلٰی ذَالِكَ مُدَّةَ حَیَاتِھِمْ فَلَا یَزَالُوْنَ اِذَا فُتِنُوْا لَمْ یَفْتَتِنُوْا وَ یَجَادِلُ زَلَّلَھُمْ عَنْہُ کَمَا جَرٰی لِاَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَلِجُرْجِیْسَ وَشَمْسُوْنَ وَکَمَا جَرٰی بِبِلَالٍ وَکَثِیْرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

"وَفِی الْاٰخِرَةِ" اَیْ بَعْدَ الْمَوْتِ وَذَالِكَ فِی الْقَبْرِ الَّذِیْ ھُوَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ وَفِیْ مَوَاقِفِ الْقِیَامَةِ فَلَا یَتَلَعْثَمُوْنَ اِذَا سُئِلُوْا عَنْ مُعْتَقَدِھِمْ ھُنَاكَ وَلَا تُدْھِشُھُمُ الْاَحْوَالُ وَالْاَھْوَالُ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ اَلتَّثْبِیْتُ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اِذَا جَاءَ الْمَلَکَانِ اِلَی الرَّجُلِ فِی الْقَبْرِ فَقَالَا لَہٗ مَنْ رَّبُّكَ قَالَ رَبِّیَ اللّٰہُ قَالَا وَمَا دِیْنُكَ قَالَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ قَالَا وَمَنْ نَّبِیُّكَ قَالَ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْمُرَادُ مِنَ (الْاٰخِرَةِ) یَوْمُ الْقِیَامَةِ۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ (یُثَبِّتُ اللّٰہُ) فِی الْاٰخِرَةِ الْقَبْرُ وَعَلٰی ھٰذَا فَالْمُرَادُ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مُدَّةُ الْحَیٰوةِ وَاِلٰی ذَالِكَ ذَھَبَ جُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَاخْتَارَہُ الطَّبْرِیُّ نَعَمْ اِخْتَارَ بَعْضُھُمْ اَنَّ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا مِنْ حَیَاتِھِمْ وَالْاٰخِرَةُ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ وَالْعَرْضِ۔

اور بعض محققین اس طرف گئے ہیں کہ ثابت رہنا دنیا میں فتح ونصرت پانا ہے اور آخرت میں جنت اور ثواب ہے۔

"وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ" یعنی جن کی پیدائش میں ضلال عن الحق ہے انہیں اللہ گمراہ ہی کرتا ہے اس کا حشر یہ ہے کہ وہ قبر میں منکر نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکے گا ہر سوال پر اس کے منہ سے یہی نکلے گا ھَاھَا لَا اَدْرِیْ۔ افسوس افسوس میں نہیں جانتا اس پر آسمان سے ندا آئے گی کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ اسے دوزخ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف اس کی مرقد کا دروازہ کھول دو پھر اسے دوزخ کی گرمی اور لپٹ پہنچتی ہے اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آجاتی ہیں عذاب کے فرشتے اس پر مسلط کر دیے جاتے ہیں وہ اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔

مضمون بالا سے اس کی اصل ملتی ہوئی علامہ آلوسی اس طرح فرماتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْبَیْهَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ الْکَافِرَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ تَنَزَّلُ عَلَیْهِ الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وَجْهَهٗ وَدُبُرَهٗ فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهٗ اُقْعِدَ فَیُقِیْلُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیْهِمْ شَیْئًا وَاَنْسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ذِکْرَ ذٰلِكَ وَاِذَا قِیْلَ لَهٗ مَنِ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْکُمْ لَمْ یَهْتَدِ لَهٗ وَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیْهِمْ شَیْئًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ ابراہیم پ ۱۳

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جنہوں نے بدل دی نعمت اللہ کی کفر سے اور اپنی قوم کو اتارا تباہی کے گھر۔ جہنم میں اس کے اندر جائیں گے اور بری ہے ٹھہرنے کی جگہ۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَکُمْ اِلَی النَّارِ ۝

اور کیا انہوں نے اللہ کے برابر تاکہ گمراہ کردیں راہ سے فرمادیجئے کچھ دن رہ لو تمہارا لوٹنا آگ ہی ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

فرمادیجئے میرے بندوں کو جو ایمان لائے نماز قائم رکھیں اور خرچ کریں ہمارے دیے میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے کہ آئے ان پر وہ دن جس میں نہ بیع ہوگی نہ یارانہ۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی تو نکالے اس سے پھل تمہارے کھانے کو اور مسخر کیا تمہارے لیے کشتی کو تاکہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیں تمہارے لیے نہریں۔ اور مسخر کیے تمہارے سورج اور چاند برابر چل رہے ہیں اور مسخر کیا تمہارے لیے رات اور دن۔ اور دیا تمہیں ہر اک وہ جو تم نے مانگا اور اگر گنو نعمتیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۠ — اللہ کی نہ شمار کر سکو گے بے شک انسان ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔

حلِّ لغات رکوع پانچواں سورۃ ابراہیم پ ۱۳

اَلَمْ۔ کیا نہیں	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلٰی۔ طرف	الَّذِیْنَ۔ ان کی جنہوں نے
بَدَّلُوْا۔ بدل دیا	نِعْمَتَ۔ نعمت	اللّٰہِ۔ الٰہی کو	کُفْرًا۔ ناشکری میں
وَاَحَلُّوْا۔ اور اتارا انہوں نے	قَوْمَهُمْ۔ اپنی قوم کو	دَارَ۔ گھر	الْبَوَارِ۔ ہلاکت میں
جَهَنَّمَ۔ جہنم ہے	یَصْلَوْنَهَا۔ داخل ہوں گے اس میں		وَبِئْسَ۔ اور برا ہے
الْقَرَارُ۔ ٹھکانا	وَجَعَلُوْا۔ اور بنائے انہوں نے	لِلّٰہِ۔ اللہ کے	اَنْدَادًا۔ شریک
لِیُضِلُّوْا۔ تاکہ گمراہ کرے	عَنْ سَبِیْلِهٖ۔ اس کی راہ سے		قُلْ۔ کہہ
تَمَتَّعُوْا۔ فائدہ اٹھاؤ	فَاِنَّ۔ تو بے شک	مَصِیْرَکُمْ۔ تمہارا لوٹنا	اِلَی۔ طرف
النَّارِ۔ آگ کی	قُلْ۔ کہہ	لِعِبَادِیَ۔ میرے بندوں کو	الَّذِیْنَ۔ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	یُقِیْمُوْا۔ کہ قائم کریں	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	وَیُنْفِقُوْا۔ اور خرچ کریں
مِمَّا۔ اس سے	رَزَقْنٰهُمْ۔ جو دیا ہم نے انکو	سِرًّا۔ پوشیدہ	وَّعَلَانِیَةً۔ اعلانیہ
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	اَنْ۔ اس سے	یَّاْتِیَ۔ کہ آئے	یَوْمٌ۔ وہ دن
لَا بَیْعٌ۔ کہ نہیں ہے تجارت	فِیْهِ۔ اس میں	وَلَا۔ اور نہیں	خِلٰلٌ۔ دوستی
اَللّٰہُ۔ اللہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے	خَلَقَ۔ جس نے پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو
وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو	وَاَنْزَلَ۔ اور اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَآءً۔ پانی
فَاَخْرَجَ۔ تو نکالا	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ پھلوں سے	
رِزْقًا۔ رزق	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا	لَکُمْ۔ تمہارے لیے
الْفُلْکَ۔ کشتیوں کو	لِتَجْرِیَ۔ تاکہ چلیں	فِی الْبَحْرِ۔ سمندر میں	بِاَمْرِهٖ۔ اس کے حکم سے
وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا	لَکُمْ۔ تمہارے	الْاَنْهٰرَ۔ نہروں کو	وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا
لَکُمْ۔ تمہارے	الشَّمْسَ۔ سورج	وَالْقَمَرَ۔ اور چاند	دَآئِبَیْنِ۔ پیہم چلنے والے
وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا	لَکُمْ۔ تمہارے	الَّیْلَ۔ رات	وَالنَّهَارَ۔ اور دن کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاٰتٰىكُمْ۔ اور دیا اس نے تم کو	مِّنْ كُلِّ۔ ہر	مَا۔ اس چیز سے
سَاَلْتُمُوْهُ۔ جو تم نے اس سے مانگا	وَاِنْ۔ اور اگر	تَعُدُّوْا۔ شمار کرو تم
نِعْمَتَ۔ نعمت	اللّٰهِ۔ الٰہی کو	لَا تُحْصُوْهَا۔ تو تم نہ گن سکو گے۔
اِنَّ۔ بے شک	الْاِنْسَانَ۔ انسان	لَظَلُوْمٌ۔ بڑا ظالم	كَفَّارٌ۔ بڑا ناشکرا ہے

مختصر تفسیر اُردو پانچواں رُکوع سورہ ابراہیمؑ پ ۱۳

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔ کیا نہ دیکھا آپ نے انہیں جنہوں نے بدل ڈالی اللہ کی نعمت کفر سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر وہ جہنم ہے پہنچیں گے اس میں اور وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی" یہ تعجیباً حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

وَالْمُرَادُ بِهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَسْكَنَهُمْ حَرَمَهٗ وَجَعَلَهُمْ قُوَّامَ بَيْتِهٖ وَاَكْرَمَهُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَفَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ بَدَلَ مَا اَلْزَمَهُمْ مِنَ الشُّكْرِ الْعَظِيْمِ اَوْ اَصَابَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالنِّعْمَةِ وَالسَّعَةِ لِاِيْلَافِهِمُ الرِّحْلَتَيْنِ فَكَفَرُوْا نِعْمَتَهٗ سُبْحَانَهٗ فَضَرَبَهُمْ جَلَّ جَلَالُهٗ بِالْقَحْطِ سَبْعَ سِنِيْنَ وَقُتِلُوْا وَاُسِرُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَحَصَلَ لَهُمُ الْكُفْرُ بَدَلَ النِّعْمَةِ وَبَقِيَ ذَالِكَ طَوْقًا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ۔

اس سے مراد اہل مکہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالے نے انہیں حرم میں سکونت پذیر کیا اور بیت اللہ کا متولی کیا اور انہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ باعزت کیا تو انہوں نے کفران نعمت کیا باآنکہ ان پر شکر عظیم لازم تھا یا یہ کہ اللہ تعالے نے انہیں نعمتوں میں وسعتیں دیں تو انہوں نے اپنا رجحان نعمت کے بدلہ میں کفران نعمت کی طرف کیا تو اللہ تعالے نے ان پر سات سال کا قحط مسلط کیا اور وہ قتل کیے گئے اور قید ہوئے بدر والے دن تو انہیں کفر بلا نعمت کے بدلے اور لعنت کا طوق ان کی گردنوں میں پڑا۔

وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَالطَّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهُمْ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ هٰؤُلَاءِ الْمُبَدِّلِيْنَ هُمَا الْاَفْجَرَانِ مِنْ قُرَيْشٍ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَبَنُو الْمُغِيْرَةِ فَاَمَّا بَنُو الْمُغِيْرَةِ فَقَطَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى دَابِرَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ وَاَمَّا بَنُوْ اُمَيَّةَ فَمُتِّعُوْا اِلٰى حِيْنٍ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں یہ نعمت بدلنے والے وہ دو فجار قریش سے ہیں بنو امیہ اور بنو مغیرہ۔ پھر بنو مغیرہ کو تو اللہ تعالے نے قطع ہی فرما دیا یوم بدر کے ساتھ اور بنو امیہ کچھ دن زندگی آرام و عیش سے گذارتے رہے۔

"وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا۔ اور بنایا انہوں نے اللہ کے لیے برابر والا کہ اس کی راہ سے گمراہ کریں فرما دیجئے اے محبوب کچھ دن آرام کرو تو تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہے"۔

یعنی انہوں نے بتوں کو اللہ کا مثل بنایا۔ نِدّ عربی میں شریک کو کہتے ہیں اور ہر شریک مثل ہی ہوتا ہے

"لِیُضِلُّوْا تاکہ وہ بہکا دیں سبیل قویم سے جو توحید ہے تو انہیں فرما دیجئے یہ حضور کو ارشاد ہے تَمَتَّعُوْا آرام سے گذار لو جن شہوات ولذائذ میں تم ہو تو بے شک اس کے بعد تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہے گویا یہ جواب منکرین ومشرکین کو تہدیدًا دیا گیا۔

"قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرما دیجئے میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ خرچ کریں خفیہ اور ظاہر اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہو نہ یارانہ"

وَلَا خِلَالٌ۔ بقول اخفش جمع خلیل کی ہے جیسے اخلاء و اخلہ۔
وَالْمُرَادُ وَاحِدٌ وَهُوَ نَفْیُ اَنْ یَّكُوْنَ هُنَاكَ خَلِیْلٌ یَنْتَفِعُ بِہٖ بِاَنْ یَّشْفَعَ لَہٗ اَوْ یُسَامِحُہٗ۔ خلال خلیل کی جمع ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا دوست نہ ہوگا جس سے نفع پہنچے یا وہ سفارش کر سکے۔ دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے۔
اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔ سورہ بقرہ میں ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ۔

خلاصہ یہ کہ مومن کے لیے تین باتیں اپنے عمل میں مضبوطی سے اختیار کرنی ضروری ہیں "نماز پنجگانہ قائم رکھیں۔ اور جو اللہ نے انہیں رزق اور مال سے عطا فرمایا ہے اسے پوشیدہ دیں۔ تیسرے بوقت ضرورت علانیہ بھی دیں اور اس دن سے پہلے یہ کام کرنا ضروری ہے کہ جس دن بیع و شراء تجارت اور دوستی کام نہ آئیں گے۔

"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین اور نازل کیا آسمان سے پانی تو اس سے نکالے کچھ پھل تمہارے کھانے کو اور تمہارے لیے کشتی مسخر کی کہ وہ چلے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیں تمہارے لیے نہریں اور مسخر کیے تمہارے لیے سورج اور چاند جو برابر چل رہے ہیں اور مسخر کیے رات اور دن"۔

دَائِبَيْن کا ترجمہ دَائِمَيْن ہے یعنی ہمیشہ مسخر ہی رہیں گے۔

بعض نے اس کی تفسیر کی وَاَصْلُ الدَّاْبِ الْعَادَةُ الْمُسْتَمِرَّةُ۔ دآب عادت مستمرہ کے معنی میں ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فرما کر یہ معنی مراد لیے کہ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَمَا فِيْهِمَا مِنَ الْاَجْرَامِ الْعَلَوِيَّةِ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا مِنْ اَنْوَاعِ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ آسمان پیدا فرمائے اور جو کچھ اس میں اجرام علویہ ہیں سب اور زمین بھی پیدا فرمائی معہ انواع مخلوقات کے۔

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً۔ اَلسَّمَاءُ السَّحَابُ یعنی آسمان سے ابر مراد لے کر فرمایا کہ ابر دل سے پانی اتارا کیونکہ ایک قسم بارش کی وہ ہے جسے مطر کہتے ہیں اور سحاب کو سماء اس لیے فرمایا کہ ہم سے بلند ہوتے ہیں وَكُلُّ مَا عَلٰى فَهُوَ سَمَاءٌ اور جو ہم سے بلند اور اونچا وہ محاورہ میں سماء ہے

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلْمُرَادُ مِنَ السَّمَاءِ الْفَلَكُ الْمَعْلُوْمُ فَاِنَّ الْمَطَرَ مِنْهُ يَبْتَدِئُ اِلَى السَّحَابِ وَمِنَ السَّحَابِ اِلَى الْاَرْضِ۔ سماء سے مراد وہ آسمان ہے جو ہمیں نظر آرہا ہے اور مطر اسی سے سحاب یعنی ابر میں آتا ہے اور ابر سے زمین کی طرف برستا ہے۔

عام اس سے کہ وہ شعاع شمسیہ کے ذریعے سمندر سے بخار بن کر اعلی کو چڑھ کر ابر بنے یا بخارات علویہ ہی سے ابر تیار ہو اس میں نزاع تحقیقی ہے سائنس والوں کی۔ جہاں تک نظر و تحقیق ہوئی انہوں نے اس پہ حصر کر لیا اور اس کے خلاف قرآن کریم میں یوں ہے کہ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ہی فرمایا ہے اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مینہ برستا اوپر سے ہے۔ خواہ وہ سمندر سے بخار بن کر ابر بنے خواہ بخارات عالیہ سے ہی ابر بن کر برس جائے۔ اس کے بعد اس کا فائدہ فرمایا کہ

"فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ اسی مینہ کے ذریعہ تمہاری معاش اور خورد و نوش کے لیے پھل نکالے کہ تم اسے کھاؤ۔ گویا فرمایا تَعِيْشُوْنَ بِهٖ وَهُوَ بِمَعْنَى الْمَرْزُوْقِ مُرَادًا بِهِ الْمَعْنَى اللُّغَوِيُّ وَهُوَ كُلُّ مَا يُنْتَفَعُ بِهٖ فَيَشْمَلُ الْمَطْعُوْمَ وَالْمَلْبُوْسَ۔ اس میں حیات کے ضروریات سب داخل ہیں یعنی جس سے انتفاع حاصل ہو اس پر رِزْقًا لَّكُمْ حاوی ہے تو مطعوم اور ملبوس دونوں کا بیان اس میں آگیا۔

یعنی مینہ سے پھل کھانے کے بھی نکالے اور پہننے کے مثل روئی۔ سن۔ ریشم وغیرہ بھی پیدا فرمائے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ ۔ اور کشتی تمہارے لیے مسخر کی کہ اس کے بنانے اور استعمال کرنے دونوں کی قوتیں تمہیں عطا کیں۔

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ ۔ تاکہ جہاں چاہو جدھر چاہو سمندر میں چلو اللہ کے حکم و مشیّت سے وَ کَنَ التَّسْخِيْرُ الرِّيَاحِ ۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ ۔ اور نہریں تمہارے لیے مسخر فرمائیں کہ ان سے پانی پیو اور اپنے باغ اور کھیتیوں کو پلاؤ۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۔ اور سورج چاند بھی تمہارے لیے مسخر کیے جو دائمین فی الحرکۃ ہیں۔ ہمیشہ چلتے رہیں گے حتیٰ کہ عمر دنیا ختم ہو جائے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّيْخِ فِي الْعَظَمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَلشَّمْسُ بِمَنْزِلَةِ السَّاقِيَةِ تَجْرِيْ بِالنَّهَارِ فِي السَّمَاءِ فِيْ فَلَكِهَا فَاِذَا غَرَبَتْ جَرَتْ بِاللَّيْلِ فِيْ فَلَكِهَا تَحْتَ الْاَرْضِ حَتّٰى تَطْلُعَ مِنْ مَشْرِقِهَا وَكَذٰلِكَ الْقَمَرُ ۔ سورج اپنی منزل چلتا ہے دن میں آسمان پر اپنے محور میں اور جب غروب ہوتا ہے رات میں چلتا ہے اپنے محور میں زمین کے اندر حتیٰ کہ اپنے مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے۔

اور فلاسفر کی تحقیق علیحدہ ہے اسے ہم یہاں نقل نہیں کرتے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۔ اور رات دن تمہارے لیے مسخر کیے کہ ایک کے پیچھے ایک آ جا رہا ہے

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۔ اور جو کچھ تم نے مانگا اور چاہا ہم نے اس میں سے تمہیں دیا جو مصلحت و حکمت کے موافق تھا۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے لَا تُطِيْقُوْا حَصْرَهَا ۔ تم میں قوت و طاقت ہی نہیں کہ ان کا حصر کر سکو چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ نِعْمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اِلَّا فِيْ مَطْعَمِهٖ وَمَشْرَبِهٖ فَقَدْ قَلَّ عِلْمُهٗ وَحَضَرَ عَذَابُهٗ جو اللہ کی نعمت کھانے پینے سے زیادہ نہیں جانتا وہ علم میں کم ہے اور اس پر عذاب ہے کفران نعمت کا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔ بے شک انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد ابو جہل ہے

زجاج فرماتے ہیں کہ انسان اسم جنس ہے اور یہاں اس سے ہر کافر مراد ہے اور اس کی تصریح کی کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْ جو انسان پہ ہے وہ جنس کے لیے ہے یعنی الف لام جنسی ہے بنا بریں جنس کافر مراد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ ابراہیم ۔ پ ۱۳

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝

اور یاد فرمائیں جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور بچا مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے کہ پوجیں بتوں کو۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے میرے رب بے شک ان بتوں نے گمراہ کر دئے بہت لوگ تو جو میرا پیرو ہوا تو وہ تو میرا ہے اور جو نافرمان ہوا تو تو ہی بے شک بخشنے والا مہربان ہے

رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

اے میرے رب میں بسا رہا ہوں اپنی کچھ اولاد کو ایک نالے میں جو غیر مزروع ہے تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے میرے رب تاکہ وہ نماز قائم رکھیں تو کر دے ان کے دل ان کی طرف مائل اور انہیں دے کھانے کو کچھ پھل تاکہ وہ شکر گزار ہوں۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

اے میرے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور ظاہر کریں اور نہیں چھپا ہوا اللہ پہ کچھ زمین میں نہ آسمان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۗ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے عطا کیا مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا اور دعا قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

اے رب میرے بخش مجھے اور میرے والدین اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِّ لُغات چھٹا رکوع۔ سورۃ ابراہیمؑ۔ پ ۱۳

وَاِذْ۔ اور جب	قَالَ۔ کہا	اِبْرٰهِيْمُ۔ ابراہیم نے	رَبِّ۔ اے میرے رب
اجْعَلْ۔ بنا دے	هٰذَا۔ اس	الْبَلَدَ۔ شہر کو	اٰمِنًا۔ امن والا
وَاجْنُبْنِيْ۔ اور بچا مجھ کو	وَبَنِيَّ۔ اور میرے بیٹوں کو	اَنْ۔ یہ کہ	نَعْبُدَ۔ عبادت کریں ہم
الْاَصْنَامَ۔ بتوں کی	رَبِّ۔ اے میرے رب	اِنَّهُنَّ۔ بیشک انہوں نے	اَضْلَلْنَ۔ گمراہ کیا ہے
كَثِيْرًا۔ بہت سے	مِّنَ النَّاسِ۔ لوگوں کو	فَمَنْ۔ پھر جس نے	تَبِعَنِيْ۔ میری پیروی کی
فَاِنَّهٗ۔ تو وہ	مِنِّيْ۔ مجھ سے ہے	وَمَنْ۔ اور جس نے	عَصَانِيْ۔ میری نافرمانی کی
فَاِنَّكَ۔ تو بیشک تو	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
اِنِّيْ۔ بیشک میں نے	اَسْكَنْتُ۔ آباد کیا	مِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ اپنی کچھ اولاد کو	
بِوَادٍ۔ ایسے نالے میں	غَيْرِ۔ جو نہیں ہے	ذِيْ زَرْعٍ۔ کھیتی والا	عِنْدَ۔ نزدیک
بَيْتِكَ۔ تیرے گھر	الْمُحَرَّمِ۔ عزت والے کے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لِيُقِيْمُوا۔ تاکہ قائم کریں
الصَّلٰوةَ۔ نماز	فَاجْعَلْ۔ تو بنا دے	اَفْئِدَةً۔ دل	مِّنَ النَّاسِ۔ لوگوں کے
تَهْوِيْ۔ کہ جھک آئیں	اِلَيْهِمْ۔ انکی طرف	وَارْزُقْهُمْ۔ اور رزق دے انکو	مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔ پھلوں کا
لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَشْكُرُوْنَ۔ شکر کریں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اِنَّكَ۔ بیشک تو
تَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	نُخْفِيْ۔ ہم چھپائیں	وَمَا۔ اور جو
نُعْلِنُ۔ ظاہر کریں	وَمَا۔ اور نہیں	يَخْفٰى۔ چھپی رہتی	عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ پر
مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی چیز	فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں	وَلَا۔ اور نہ	فِي السَّمَآءِ۔ آسمان میں
اَلْحَمْدُ۔ سب تعریف	لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہے	الَّذِيْ۔ جس نے	وَهَبَ۔ دیا
لِيْ۔ مجھے	عَلَى۔ اوپر	الْكِبَرِ۔ بڑھاپے کے	اِسْمٰعِيْلَ۔ اسمٰعیل
وَاِسْحٰقَ۔ اور اسحٰق	اِنَّ۔ بیشک	رَبِّيْ۔ میرا رب	لَسَمِيْعُ۔ سننے والا ہے
الدُّعَآءِ۔ دعائیں	رَبِّ۔ اے میرے رب	اجْعَلْنِيْ۔ بنا مجھ کو	مُقِيْمَ۔ قائم کرنے والا
الصَّلٰوةِ۔ نماز کا	وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ اور میری اولاد کو بھی		رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
وَتَقَبَّلْ۔ اور قبول کر	دُعَآءِ۔ دعاء		

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو چھٹا رکوع سورۃ ابراہیم ۔ پ ۱۳

"وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ ۔ اور یاد فرمائیں جب عرض کیا ابراہیم نے اے میرے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بچا اس سے کہ پوجیں بتوں کو اے میرے رب بے شک ان بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے تو جس نے میرا اتباع کیا تو وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مکہ معظّمہ کے لیے کی تھی کہ اتنا امن رکھ کہ قیامت قائم ہونے تک یہ شہر پُرامن رہے اور ویران نہ ہو اور اس کے رہنے والے امن میں رہیں اللہ تعالےٰ نے حضرت خلیل علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی ۔ چنانچہ آج تک اور آج سے قیامت تک یہ شہر بلد امین ہے ۔ حملے بھی ہوئے چڑھائیاں بھی ہوئیں لیکن اسے کوئی بھی ویران نہ کر سکا اور قیامت تک کوئی اسے ویران نہ کر سکے گا اور اس کی خصوصیات میں یہ بات ہے کہ یہ حرم ہے ۔

اس میں نہ کسی انسان کا خون بہانے کی اجازت ہے نہ کسی پر ظلم کرنے کی حتیٰ کہ حدود حرم میں شکار مارنے سبزہ کاٹنے تک کی اجازت نہیں اور وَاجْنُبْنِیْ میں اپنی ذات کو بھی جو شریک کیا وہ تواضع و انکسار کے لیے ہے ورنہ ہر نبی معصوم ہے اور بت پرستی تو اکبر کبائر ہے وہ تو صغائر سے بھی معصوم ہے گویا آپ نے دعا میں یوں عرض کیا کہ تو نے اپنے کرم و رحمت سے مجھے معصوم فرمایا ہے لیکن باوجود اس عصمت کے میں تیرے حضور دست احتیاج پھیلاتا ہوں ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ میں مفعول فعل محذوف ہے اس لحاظ سے اس کے معنی یہ ہوئے اُذْكُرْ ذَالِكَ الْوَقْتَ وہ وقت یاد فرمائیں ۔ دوسرا دعا یہ تھی وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اس کے معنی ہیں بَعِّدْنِیْ وَاِيَّاهُمْ دور کر مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے ان کی عبادت سے وَاَصْلُ التَّجَنُّبِ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّجُلُ فِیْ جَانِبٍ غَيْرِ مَا عَلَيْهِ غَيْرُهٗ ثُمَّ اُسْتُعْمِلَ بِمَعْنَى الْبُعْدِ ۔ تجنب کہتے ہیں اس کو کہ آدمی ایک جانب رہے پھر اس کا استعمال بُعد کے معنی میں ہو گیا ۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْصِمُهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ ذَالِكَ هَضْمًا لِنَفْسِهٖ وَاِظْهَارًا لِلْحَاجَةِ ۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا ۔ اے میرے رب ان بتوں نے بہت لوگ گمراہ کر دیے فَمَنْ تَبِعَنِیْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاِنَّہٗ مِنِّیْ "تو جو میرا متبع ہوا وہ تو میرا ہے اور جو نافرمان ہوا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے"۔

یعنی بہت بہت لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے گویا سبب ضلالت یہ ہوئے ورنہ وہ تو جماد محض ہیں تو چونکہ سبب ضلالت وہ بت ہیں اس لیے انہیں اَضْلَلْنَ فرمایا۔

اور میرے سپرد وہ ہیں جو میرے فرمانبردار ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ تیرے سپرد ہیں تو چاہے تو انہیں فرما کر توفیق توبہ عطا فرما دے آگے ارشاد ہے۔

"رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ۔ اے میرے رب میں نے بسائی کچھ اپنی اولاد ایک نالے میں جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے عزت والے گھر کے پاس"۔

یعنی اس وادی میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے اور ذریت سے مراد صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں نہیں ہوئی بلکہ آپ سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے ہیں

حضرت ہاجرہ ام اسمٰعیل علیہما السلام قبط سے تھیں اور اَمَہ حضرت سارا تھیں انہیں حضرت سارا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت ہوگئی تو حضرت سارا کو اپنی اولاد نہ ہونے اور حضرت ہاجرہ سے صاحبزادہ ہونے پر غبطہ ہوا حضرت سارا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حکمت الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا۔

چنانچہ حضرت خلیل اللہ کو وحی ہوئی کہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں آپ بحکم رب العالمین ہاجرہ اور اسمٰعیل کو ملک شام سے سرزمین حرم میں لے آئے اور کعبۂ مقدسہ کے نزدیک اتارا اس وقت اس جنگل میں کوئی آبادی نہ تھی اور نہ یہاں کوئی چشمہ نہ کنواں۔

پھر آپ ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں انہیں پانی دے کر واپس چلے گئے اور ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ حضرت ہاجرہ نے عرض کیا آپ کہاں جا رہے ہیں ؟ اور ہمیں اس جنگل بیابان میں بے رفیق و انیس چھوڑ رہے ہیں آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی طرف التفات بھی نہ کیا۔ حضرت ہاجرہ نے جب دیکھا کہ آپ کی طرف سے جواب بھی نہیں ہے تو آپ سمجھیں کہ اس میں کوئی راز ہے۔

تو حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضرت کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے۔؟

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشارہ سے فرمایا کہ ہاں۔
یہ سمجھ کر آپ نے اطمینان کیا اور فرمایا اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا اللہُ۔ بس اب ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے اور چلتے ہوئے بارگاہ متعال میں رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ
اس کے بعد فرما کر دعا کی۔

حضرت ہاجرہ اپنے فرزند ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں۔ اس جنگل میں گرمی کی شدت تھی جو پانی تھا وہ ختم ہو گیا۔ اب حضرت ذبیح اللہ کا حلق پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی جستجو میں آبادی کی تلاش کے لیے صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں پر چڑھیں اور درمیانی راہ دوڑ کر طے فرمائی۔

یہ ادھر سے اُدھر دوڑنا ہی اصل ہے سعی صفا و مروہ کی جو حاجی کرتے ہیں اور یہ سنت ہاجرہ اس طرح قیامت تک کے لیے جاری ہو گئی۔

ساتویں بار جب آپ کی نظر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر پڑی تو وہاں پانی کا چشمہ بہ رہا تھا۔ یہ چشمہ فرشتہ کے پَر مارنے یا حضرت ذبیح علیہ السلام کی ایڑیوں کے رگڑنے سے جاری ہوا۔
یہ چشمہ اس پتھریلی خشک زمین میں جب ابلنے لگا تو حضرت ہاجرہ اس کے چاروں طرف مٹی جمع کرتی جاتی تھیں اور فرماتی جاتی تھیں زمزم زمزم۔ اس کے معنی تھم تھم ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ بھی ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ ع

اس میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش

آیہ کریمہ میں عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ جو فرمایا اس سے مراد بیت اللہ شریف ہے۔
یہ طوفان نوح (علیہ السلام) سے قبل کعبہ مقدسہ اس جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ آپ کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا۔
ایک لطیف بات اس قصہ سے یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو آپ نے قطعًا دعا نہ فرمائی اور اس وقت آپ نے دعا فرمائی اس میں یہ راز ہے کہ اگرچہ دعا نہ کرنا اور کارسازی حق پر اعتماد رکھنا بھی ایک درجہ توکل ہے جو اپنی منزل و مقام میں بہتر ہے۔
لیکن اس مقام سے جب بلند مقام پر عارف پہنچتا ہے تو دعا کرنا ہی اس کے لیے افضل ہوتا ہے۔
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے درجات جب پہلے مقام سے بلندی پر آئے تو آپ نے دعا فرمائی اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سے ادنیٰ درجہ پر دعا کے لیے لب بند رکھے۔

اس واقعہ کو علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

وَذَالِكَ اِنَّ هَاجَرَ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ كَانَتْ اَمَةً مِّنَ الْقِبْطِ لِسَارَةَ فَوَهَبَتْهَا مِنْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا وَلَدَتْ اِسْمٰعِيْلَ غَارَتْ فَلَمْ تُقَارِّهْ عَلٰى كَوْنِهٖ مَعَهَا فَاَخْرَجَهَا وَابْنَهَا اِلٰى اَرْضِ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِىْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ هَاجَرُ فَقَالَتْ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِى الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَلَا شَىْءٌ۔

قَالَتْ لَهٗ ذَالِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهٗ۔

آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟

قَالَ نَعَمْ۔

قَالَتْ اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا۔

ثُمَّ رَجَعَتْ وَانْطَلَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهٗ وَ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ وَكَانَ اِذْ ذَاكَ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ ثُمَّ دَعَا بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبَّنَا اِنِّىْ اَسْكَنْتُ (اِلٰى) لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

ثُمَّ اِنَّهَا جَعَلَتْ تُرْضِعُ اِبْنَهَا وَتَشْرَبُ مِمَّا فِى السِّقَاءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ عَطِشَتْ وَعَطِشَ اِبْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِىَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ فَهَبَطَتْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِىَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْىَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتْهُ ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ فَفَعَلَتْ ذَالِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا سَبْعًا۔

فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ سَمِعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ۔

فَاِذَا هِىَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَتَعْرِفُ مِنْهُ فِي سَقَائِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ۔ لَاتَخَافِي الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَبْنِيْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَايُضِيْعُ اَهْلَهٗ۔

وہ فرشتہ جس کے ذریعہ چشمہ زمزم جاری ہوا اس نے حضرت ہاجرہ سے کہا آپ کسی قسم کا خوف نہ کریں یہاں بیت اللہ ہے اور اس کی تعمیر اس بچے اور اس کے باپ کے ہاتھوں ہوگی اور اللہ تعالٰے خلیل کے اہل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام اس جنگل میں تھے کہ قبیلہ بنی جرہم کے کچھ آدمی ادھر سے گذرے انہوں نے یہاں کچھ پرندے اڑتے دیکھے انہوں نے کہا پرندتو اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس جگہ پانی نہ ہو چنانچہ انہوں نے آدمی بھیجا کہ معلوم کرے یہاں پانی کس جگہ ہے اس آنے والے نے تلاش کرتے کرتے پانی پالیا آخر وہ آئے اور انہوں نے کہا۔

اگر آپ اجازت دیں تو ہم بھی یہاں اس پانی میں شرکت کرلیں اور ہمارے مویشیوں کے دودھ میں ہم آپ کو شریک کرلیں گے۔

مختصر یہ کہ اس طرح مکہ معظمہ کی آبادی شروع ہوئی پھر انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اپنی لڑکی بیاہ دی۔ باقی طویل قصہ ہے جو کتب سیر میں ملاحظہ کریں۔ بقیہ عبارت قصہ مذکورہ کی یہ ہے

ثُمَّ اِنَّهٗ مَرَّتْ بِهَا رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا لَا يَطِيْرُ اِلَّا عَلَى الْمَاءِ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَاِذَا بِالْمَاءِ فَاَتَاهُمْ فَقَصَدُوْهُ وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَهٗ فَقَالُوْا اَشْرِكِيْنَا فِيْ مَائِكِ نُشْرِكْكِ فِيْ اَلْبَانِنَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا اَدْرَكَ اِسْمَاعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَوَّجُوْهُ امْرَاَةً مِّنْهُمْ وَتَمَامُ الْقِصَّةِ فِيْ كُتُبِ السِّيَرِ۔

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔ اس سے مراد وادی مکہ شرفہا اللہ تعالٰے مراد ہے اور غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ اس لیے فرمایا کہ مکہ معظمہ کی زمین میں اس امر کی صلاحیت ہی نہ تھی کہ اس میں کھیتی کیاری ہوسکے اور ایسی بنجر پتھریلی زمین میں مرکز عبادت اور مقام ختم المرسلین مقرر فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ یہاں سے توحید کے چشمہ پھوٹنے پر سوائے تعجب کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ وہاں سے سلسلہ تبلیغ ہونا ہی تھا اس لیے کہ وہ تجارت کا مرکز تھا۔ پھل اور پھولوں کا خزانہ تھا۔ پیداوار کا معدن تھا ہر طرف سے تاجروں کا وہاں آنا جانا تھا اس وجہ میں تبلیغ مکمل ہوئی۔

اب یہی کہا جائے گا کہ کوہستانی گھاٹیوں میں سنگلاخ جنگل میں جہاں نہ زراعت تھی نہ باغ حتیٰ کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خرموں کے درخت بھی اس سے دور دور ہیں وہاں آوازہ حق بلند فرما کر چار دانگ عالم میں توحید کا ڈنکا بجا دینا بہ صرف اور صرف اس نبی البطحی امی لقبی کی معجز نمائی اور تائید الٰہی تھی۔ ورنہ اسباب ظاہری تو بالکل، ایسی جگہ سے ایسے کارہائے نمایاں کی امید ہی نہیں کر سکتے۔ آگے ارشاد ہے۔

"رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ۔ اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ قائم رکھیں نماز تو تو کر دے دل لوگوں کے ان کی طرف مائل"۔

یعنی حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد اس وادیٔ غیر ذی زرع میں تیرے ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیت حرم کے پاس اکناف عالم اور اطراف بلاد سے لوگ آئیں ان کے دل اس مکان مطہر کے شوق زیارت میں کھنچیں۔

اس آیۂ کریمہ میں اہل ایمان کے لیے یہ دعا ہے کہ انہیں حج بیت اللہ میسر ہو اور سکان مکہ مکرمہ کے لیے اور ان کی اولاد کے واسطے یہ دعا کہ جب باہر کے ممالک کے لوگ زیارت و حج کے لیے آئیں گے تو یہاں کے رہنے والے ان سے منتفع ہوں گے۔ مختصر یہ کہ اس دعا میں دینی و دنیوی دونوں برکات مضمر ہیں۔

اور خلیل اللہ کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ قیامت تک یہ زائرین کا مرکز بن گیا۔ ایام حج اور غیر ایام حج ہر موسم میں طواف بیت اللہ بھی بارہ مہینہ ہوگا اور ہوتا رہتا ہے اور زائرین بھی ہر موسم میں یہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

مختصراً اس قصہ کا آخر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ کا وصال ہو گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بنی جرہم کے ساتھ سکونت پذیر رہے۔

"وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور انہیں پھلوں میں سے روزی عطا فرما تاکہ وہ شکر گزار ہوں"۔

"رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ۔ اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور نہیں کچھ مخفی اللہ پر زمین اور آسمان میں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔

یعنی اپنے فضل سے ایسے جنگل غیر ذی زرع میں یہاں کے رہنے والوں کو ہر قسم کے پھلوں سے متمتع فرما۔ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شان سے مستجاب فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہر قسم کے پھل تازہ اب تک ملتے ہیں۔ آلوسی فرماتے ہیں۔ یہ دعائیں حضرت نے فرمائیں۔

وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ۔ اور دوسری دعا وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔ چنانچہ اس مقام مقدسہ کے لیے قلوب مومنین کا رجحان اتنا بڑھا کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر ملک ہر اقلیم کا آدمی یہاں کی زیارت کو حاضر آتا ہے اور پھلوں کی افراط کا یہ عالم ہے کہ
حَتّٰی اِنَّہٗ یَجْتَمِعُ فِیْ مَکَّۃَ الْمُکَرَّمَۃِ الْبَوَاکِیْرُ وَالْفَوَاکِہُ الْمُخْتَلِفَۃُ الْاَزْمَانِ مِنَ الرَّبِیْعِیَّۃِ وَالصَّیْفِیَّۃِ وَالْخَرِیْفِیَّۃِ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ۔
مکہ مکرمہ میں ربیع و خریف صیف و شتا کے تمام پھل ایک ہی دن میں حاصل ہوتے ہیں۔
اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الطَّائِفِیِّ۔ اِنَّ الطَّائِفَ کَانَتْ مِنْ اَرْضِ فِلَسْطِیْنَ فَلَمَّا دَعَا اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ رَفَعَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَوَضَعَھَا حَیْثُ وَضَعَھَا رِزْقًا لِلْحَرَمِ۔

طائف ارض فلسطین سے تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تو اللہ تعالے نے اٹھایا اور مکہ مکرمہ کے قریب کر دیا تاکہ ہر قسم کے پھل اہل مکہ کو ملتے رہیں۔
وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِقْتَلَعَھَا فَجَاءَ وَطَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ سَبْعًا وَلِذَا سُمِّیَتِ الطَّائِفُ ثُمَّ وَضَعَھَا قَرِیْبَ مَکَّۃَ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ طائف کو اکھاڑ کر اٹھایا اور روح الامین علیہ السلام نے بیت اللہ کے سات طواف کر کے طائف کو مکہ معظمہ کے قریب رکھ دیا اسی وجہ سے اس کا نام طائف رکھا گیا۔
وَرُوِیَ نَحْوُ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ اِنَّ اللّٰہَ نَقَلَ قَرْیَۃً مِّنْ قُرَی الشَّامِ فَوَضَعَھَا بِالطَّائِفِ لِدَعْوَۃِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔
اللہ تعالے نے شام کے قریوں میں سے ایک قریہ طائف سے ملا کر دعاء ابراہیم علیہ السلام مستجاب فرمائی۔
اور رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ پر آلوسی نقل فرماتے ہیں۔
اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ اِنَّ مُرَادَہٗ مَا نُخْفِیْ مِنْ حُبِّ اِسْمٰعِیْلَ وَاُمِّہٖ وَمَا نُعْلِنُ لِسَارَۃَ مِنَ الْجَفَاءِ لَھُمَا
آیۂ کریمہ میں جو فرمایا رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ اس سے مراد محبت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہیں اور وَمَا نُعْلِنُ سے حضرت سارہ نے جو غیرت اولاد کا مظاہرہ کیا وہ ہے۔
بہر حال آگے خود ہی فرمایا وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ اور اللہ تعالے پر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی شئے زمین و آسمان کی مخفی نہیں۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان دعاؤں کے بعد یہ بھی ظاہر فرمانا ضروری تھا کہ تیرے حضور جو دعائیں کر رہا ہوں یہ صرف اظہار عبودیت اور خشوع و خضوع تیری عظمت سے کر رہا ہوں ورنہ تیرے علم سے کچھ مخفی نہیں۔

وَقِیْلَ اَرَادَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّكَ اَعْلَمُ بِاَحْوَالِنَا وَمَصَالِحِنَا وَاَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا اِلَى الطَّلَبِ لٰکِنْ نَدْعُوْكَ لِاِظْهَارِ الْعُبُوْدِيَّةِ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گذارش میں یہ ارادہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عرض بھی ہو جائے اور دعا بھی کہ الٰہی تو ہمارے حالات اور ہماری بہبود و سود سے واقف ہے اور رحم کرنے والا ہماری جانوں پر اگرچہ تیرے حضور طلب کی ضرورت نہیں لیکن میں اس لیے مانگ رہا ہوں کہ اپنی عبودیت کا اظہار کر سکوں۔

اس پر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رباعی میں بتایا کہ ظہور حال مستغنی عن السوال ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَيَمْنَعُنِي الشَّكْوٰى اِلَى النَّاسِ اَنَّنِيْ عَلِيْلٌ وَمَنْ اَشْكُوْ اِلَيْهِ عَلِيْلٌ
وَيَمْنَعُنِي الشَّكْوٰى اِلَى اللّٰهِ اَنَّهٗ عَلِيْمٌ بِمَا اَشْكُوْهُ قَبْلَ اَقُوْلُ

لوگوں سے یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس لیے مجھے منع کیا کہ جس کی طرف میں یہ شکوہ کر رہا ہوں وہ خود بھی علیل ہے۔

اور اللہ کے حضور شکوے سے مجھے یوں منع کیا کہ وہ میرے عرض سے پہلے اس حال سے واقف ہے جس کا شکوہ کر رہا ہوں۔

اس کے بعد بارگاہ الوہیت میں حمد فرمائی۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ۔ اس کے وجہ منیر کو حمد ہے جس نے کبر سنی اور بڑھاپے میں جب کہ میں اولاد کی طرف سے ناامید ہو چکا تھا تو لڑکے دو صاحبزادے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ حضرت اسمٰعیل ننانوے سال کی عمر میں اور حضرت اسحاق ایک سو بارہ سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔

"اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے"۔ اور دعا آپ نے یہ کی تھی کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

اس کے بعد آپ نے بارگاہ حق میں عرض کیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو"۔

اس لیے کہ آپ کی ذریت میں بعض کے متعلق باعلام واخبار الٰہی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کافر ہوں گے اس لیے آپ نے دعا میں وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ فرمایا اور مِن تبعیضیہ لگایا تاکہ سب ذریت کے لیے نہیں بلکہ بعض ذریت کے لیے پابندی نماز اور محافظت کی دعا ہے۔

"رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ اے ہمارے رب میری دعا سن لے قبول فرمالے"۔

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہو"۔

آلوسی فرماتے ہیں وَکَانَتْ اُمُّہٗ عَلٰی مَارَوَی الْحَسَنُ مُؤْمِنَةً فَلَا اِشْكَالَ فِیْ اِسْتِغْفَارِ لَهَا وَاَمَّا الْاِسْتِغْفَارُ لِاَبِیْهِ فَقَدْ قِیْلَ فِی الْاِعْتِذَارِ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ قَبْلَ اَنْ یَّتَبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

آپ کی والدہ مومنہ تھیں تو ان کے لیے تو کوئی اشکال استغفار میں نہیں۔ اور استغفار باپ کے لیے اس پر اعتذار ہو چکا کہ وہ اس امر سے قبل کی دعا تھی جب تک آپ پر یہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اور اس پر مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس دعا میں آپ نے اپنے والد نوح علیہ السلام مراد لیے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس دعا میں حضرت آدم و حوا مراد ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ ابراہیم پ ۱۳

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ۙ

اور نہ گمان کرنا کہ اللہ غافل ہے ظالموں کے کام سے انہیں تو مہلت دی ہے صرف اس دن تک کہ اس میں آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ

بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے نہ پلٹ سکیں گے اس طرف اپنی پلک اور ان کے دل اڑ رہے ہوں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝

اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے جب آئے ان پر عذاب تو کہیں وہ جو ظالم ہیں اے ہمارے رب موخر کر دے ہمیں تھوڑی مدت کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں تم قسم نہ کھا چکے تھے پہلے کہ نہیں تمہیں دنیا سے ہٹ کر جانا۔

وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝

اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں کھل گیا کہ ہم نے کیا کیا ان کے ساتھ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے کر تمہیں بتایا۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

اور بے شک انہوں نے مکر کیا اپنا اور اللہ کے پاس ان کے مکر کا جواب ہے اگرچہ ہو ان کا مکر ایسا کہ پہاڑ ٹل جائیں۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اور نہ گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

وہ دن جب کہ بدل دی جائے زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور نکلیں اللہ کے لیے جو ایک غالب ہے۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

اور تم مجرموں کو دیکھو گے اس دن کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں۔

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

ان کے کرتے رال کے ہوں اور ان کے منہ آگ چھپائے تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کے عمل کا بے شک اللہ حساب لینے میں جلدی کرتا ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

یہ حکم پہنچانا ہے لوگوں کو اور ڈرانا اس سے تاکہ جان لیں کہ بے شک اللہ ہی ایک ہے اور تاکہ نصیحت مانیں عقل والے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لغات ساتواں رکوع سورہ ابراہیم۔ پ ۱۳

وَلَا۔ اور نہ   تَحْسَبَنَّ۔ خیال کر   اللّٰہَ۔ اللہ کو   غَافِلًا۔ غافل

عَمَّا۔ اس سے   یَعْمَلُ۔ جو کرتے ہیں   الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم   اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں

یُؤَخِّرُھُمْ۔ مہلت دیتا ہے ان کو   لِیَوْمٍ۔ اس دن کے لیے کہ   تَشْخَصُ۔ جھک جائیں

فِیْہِ۔ اس میں   الْاَبْصَارُ۔ آنکھیں   مُھْطِعِیْنَ۔ دوڑتے ہونگے   مُقْنِعِیْ۔ اٹھائے ہوئے

رُءُوْسِھِمْ۔ اپنے سروں کو   لَا یَرْتَدُّ۔ نہیں لوٹیں گی   اِلَیْھِمْ۔ ان کی طرف   طَرْفُھُمْ۔ انکی نگاہیں

وَاَفْئِدَتُھُمْ۔ اور ان کے دل   ھَوَآءٌ۔ اڑتے ہونگے   وَاَنْذِرِ۔ اور ڈرا

النَّاسَ۔ لوگوں کو   یَوْمَ۔ جس دن   یَاْتِیْھِمُ۔ آئے گا انکے پاس   الْعَذَابُ۔ عذاب

فَیَقُوْلُ۔ پھر کہیں گے   الَّذِیْنَ۔ وہ جو   ظَلَمُوْا۔ ظالم ہیں   رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب

اَخِّرْنَا۔ مہلت دے ہمیں   اِلٰی۔ طرف   اَجَلٍ۔ مدت   قَرِیْبٍ۔ قریب کی

نُجِبْ۔ ہم قبول کریں   دَعْوَتَکَ۔ تیری پکار   وَنَتَّبِعِ۔ اور پیروی کریں   الرُّسُلَ۔ رسولوں کی

اَوَلَمْ۔ کیا نہیں   تَکُوْنُوْا۔ تھے تم   اَقْسَمْتُمْ۔ قسمیں کھاتے   مِّنْ قَبْلُ۔ پہلے

مَا لَکُمْ۔ کہ نہیں ہے تمہیں   مِنْ زَوَالٍ۔ کوئی زوال   وَسَکَنْتُمْ۔ اور بسے تم   فِیْ مَسٰکِنِ۔ گھروں میں

الَّذِیْنَ۔ ان کے جنہوں نے   ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا   اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جانوں پر   وَتَبَیَّنَ۔ اور ظاہر ہوگیا

لَکُمْ۔ تمہارے لیے   کَیْفَ۔ کس طرح   فَعَلْنَا۔ کیا ہم نے   بِھِمْ۔ انکے ساتھ

وَضَرَبْنَا۔ اور بیان کیں ہم نے   لَکُمُ۔ تمہارے لیے   الْاَمْثَالَ۔ مثالیں

وَقَدْ۔ اور بیشک   مَکَرُوْا۔ مکر کیا انہوں نے   مَکْرَھُمْ۔ اپنا مکر   وَعِنْدَ۔ اور اللہ کے

اللّٰہِ۔ پاس ہے   مَکْرُھُمْ۔ ان کا مکر   وَاِنْ۔ اور بے شک   کَانَ۔ تھا

مَکْرُھُمْ۔ ان کا مکر   لِتَزُوْلَ۔ کہ ٹل جائیں   مِنْہُ۔ اس سے   الْجِبَالُ۔ پہاڑ

فَلَا۔ پھر نہ   تَحْسَبَنَّ۔ خیال کر   اللّٰہَ۔ اللہ کو   مُخْلِفَ۔ خلاف کرنے والا

وَعْدِہٖ۔ اپنے وعدے کا   رُسُلَہٗ۔ اپنے رسولوں سے   اِنَّ۔ بیشک   اللّٰہَ۔ اللہ

عَزِیْزٌ۔ غالب ہے   ذُوانْتِقَامٍ۔ بدلہ لینے والا۔   یَوْمَ۔ جس دن

تُبَدَّلُ۔ بدل جائے گی   الْاَرْضُ۔ زمین   غَیْرَ۔ سوائے   الْاَرْضِ۔ زمین کے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالسَّمٰوٰتُ۔ اور آسمان بھی وَبَرَزُوْا۔ اور نکلیں گے لِلّٰهِ۔ اللہ
الْوَاحِدِ۔ اکیلے الْقَهَّارِ۔ زبردست کیلیے وَتَرَى۔ اور دیکھے گا تو الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کو
يَوْمَئِذٍ۔ اس دن مُقَرَّنِيْنَ۔ جکڑے ہوئے فِي الْاَصْفَادِ۔ زنجیروں میں
سَرَابِيْلُهُمْ۔ ان کے کرتے مِّنْ قَطِرَانٍ۔ رال کے ہوں گے
وَتَغْشٰى۔ اور ڈھانپے گی وُجُوْهَهُمُ۔ ان کے چہروں کو النَّارُ۔ آگ
لِيَجْزِيَ۔ تاکہ بدلہ دے اللّٰهُ۔ اللہ كُلَّ۔ ہر نَفْسٍ۔ آدمی کو
مَّا۔ جو كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا اِنَّ۔ بے شک اللّٰهَ۔ اللہ
سَرِيْعُ۔ جلدی لینے والا ہے الْحِسَابِ۔ حساب هٰذَا۔ یہ بَلٰغٌ۔ پہنچانا ہے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کو وَلِيُنْذَرُوْا۔ اور تاکہ وہ ڈرائے جائیں بِهٖ۔ اس کے ساتھ
وَلِيَعْلَمُوْٓا۔ اور تاکہ جانیں وہ کہ اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں هُوَ۔ وہ
اِلٰهٌ۔ معبود ہے وَّاحِدٌ۔ ایک وَلِيَذَّكَّرَ۔ اور تاکہ نصیحت لیں اُولُوا۔ صاحب
الْاَلْبَابِ۔ عقل لوگ۔

مختصر تفسیر اردو بستانواں رکوع۔ سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

" وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اور نہ گمان کرنا کہ اللہ غافل ہے ظالموں کے کام سے انہیں تو مہلت دی ہے صرف اس دن تک کہ آنکھیں پتھرا جائیں گی بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے نہ پلٹ سکیں گی اس وقت اپنی پلک اور ان کے دل اڑ رہے ہوں گے اور ڈراؤ لوگوں کو اس دن سے جب آئے ان پر عذاب تو کہیں ظالم لوگ اے ہمارے رب مؤخر کردے ہمیں ایک قریب مدت تک عذاب۔ ہم تیری دعوت قبول کرلیں اور رسولوں کی پیروی کیا تم نہ تھے قسم کھانے والے اس سے قبل تم کہ تمہیں دنیا میں کوئی زوال نہیں اور بسے رہے تم ظالموں کے گھروں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ظاہر ہوگیا تمہیں کہ ہم نے کیا کیا ان کے ساتھ اور ہم نے مثالیں دے کر تمہیں بتایا۔"

یہ خطاب ان کی طرف ہے جو اس وہم میں تھے کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالےٰ غافل ہوسکتا ہے انہیں فرمایا گیا کہ یہ گمان نہ رکھنا البتہ یہ ہے کہ انہیں ڈھیل دی گئی ہے اس دن تک جس دن تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ہوگا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخص بصر پر راغب فرماتے ہیں مِنْ هَوْلِ مَا يَرَوْنَ۔ دہشت زدہ آدمی کی نظر جس حال میں ہو جاتی ہے اسے شخص بصر کہتے ہیں۔

حضرت قتادہ سے عبد بن حمید راوی ہیں شَخَصَتْ فِيهِ اَبْصَارُهُمْ فَلَا تَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ۔ توخلاصہ یہ ہوا کہ آنکھیں چڑی کی چڑی رہ جانا۔ پتھرا جانا حیرت و استعجاب میں جو حال ہوتا ہے حیرت زدہ تکتا رہ جاتا ہے۔

مُهْطِعِيْنَ۔ مُسْرِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِىْ ایسے دوڑنا جیسے مجرم آواز پڑنے پر حاکم کی طرف دوڑتا ہے۔

احمد بن یحییٰ کہتے ہیں اَلْمُهْطِعُ الَّذِىْ يَنْظُرُ فِىْ ذُلٍّ وَّخُشُوْعٍ۔ مہطع اس دیکھنے والے کو کہتے ہیں جو ذلت اور خوف کے وقت دیکھے۔

ابن انباری کہتے ہیں اَلْاِهْطَاعُ اَلتَّجْمِيْعُ وَهُوَ قَبْضُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ اہطاع دوڑ کر آگے کی چیز کو پکڑنا ہے۔

مُقْنِعِىْ رُءُوْسِهِمْ۔ اچک اچک کر خوفزدہ ہو کر دیکھنا۔

لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ۔ لَا تَطْرِفُ اَعْيُنُهُمْ وَتَارَةً يَّتِيْهُوْنَ فَلَا تَطْرِفُ اَبْصَارُهُمْ مبہوت ہو کر ایک طرف بت بن جانا۔ اِدھر اُدھر نظر نہ پھیر سکنا۔

وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ۔ اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں۔ یعنی خالی عقل و فہم فرط حیرت و دہشت ہیں۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ یعنی اے محبوب ڈرائیں لوگوں کو خطاب سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ اِنَّ تَاخِيْرَ عَذَابِهِمْ لِمَاذَا وَّ اَمَرَكَ بِاِنْذَارِهِمْ وَتَخْوِيْفِهِمْ مِنْهُ فَالْمُرَادُ بِالنَّاسِ الْكُفَّارُ الْمُعَبَّرُ عَنْهُمْ بِالظَّالِمِيْنَ۔ اور فرما دیجئے کہ عذاب میں تاخیر کیوں ہے اس لیے کہ تمہیں ہدایت اور انذار کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ ناس سے مراد وہی کفار ہیں جنہیں ظالم کہا گیا ہے۔

يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ۔ اس دن سے جس دن ان پر عذاب آئے گا اس سے مراد قیامت ہے یا موت کا دن مراد ہے جس میں سکرات کے وقت ملائکہ عذاب اسے نظر آئیں گے۔

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ تو اس وقت کہیں گے وہ جو ظالم ہیں

رَبَّنَا اَخِّرْنَا۔ الٰہی موخر کر دے ہم سے عذاب اور وہ دنیا میں بھیجے جانے کی آرزو کریں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ تھوڑی مدت تک یعنی وہ طلب کریں گے مدت بسیر تاکہ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ۔ مانیں ہم تیرے وعدہ کو اور رسولوں کی پیروی کریں۔ تو انہیں فرمایا جائے گا۔

اَوَلَمْ تَکُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مَّا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ کیا تم نے قسمیں کھا کر نہیں کہا تھا کہ تمہیں کوئی زوال نہیں۔ انہیں عیش و آرام ہیں تمہیں ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے اور نہ قبر میں کچھ ہوگا نہ قبر سے نشر اور حشر میں جانا ہے۔

ذَکَرَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ اِنَّہٗ قَالَ لِاَھْلِ النَّارِ خَمْسُ دَعَوَاتٍ یُجِیْبُہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اَرْبَعٍ مِنْھَا فَاِذَا کَانَتِ الْخَامِسَۃُ لَمْ یَتَکَلَّمُوْا بَعْدَھَا اَبَدًا۔

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ۔

فَیُجِیْبُہُمُ اللّٰہُ ذٰلِکُمْ بِاَنَّہٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ۔

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ۔ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔

فَیُجِیْبُہُمْ۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ۔ رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ۔

فَیُجِیْبُہُمْ۔ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ۔ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ۔

فَیُجِیْبُہُمْ۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ۔

یَقُوْلُوْنَ۔ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۔

فَیُجِیْبُہُمْ۔ اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ۔

فَلَا یَتَکَلَّمُوْنَ بَعْدَھَا اِنْ ھُوَ اِلَّا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ۔ وَعِنْدَ ذٰلِکَ انْقَطَعَ رَجَاؤُھُمْ۔

علامہ بیہقی فرماتے ہیں۔ جہنمیوں کی پانچ بار دعائیں ہوں۔
اللہ تعالے انہیں چار بار جواب عطا فرمائے۔
جب پانچویں بار وہ پکاریں تو اس کے بعد وہ کبھی نہ بول سکیں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی بار پکاریں۔ رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ۔ اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا تو اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا تو کیا اس عذاب سے نکلنے کی کوئی راہ ہے۔

تو اس کا جواب رب العزت فرمائے ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ۔ یہ اس پر ہوا کہ جب اللہ ایک پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم ایمان لاتے تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے۔

دوبارہ پھر جہنمی پکاریں اور عرض کریں۔

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھیر کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا۔ تو اب چکھو بدلا اس کا کہ تم اس دن کی حاضری بھولے ہوئے تھے۔

پھر سہ بارہ وہ پکاریں اور عرض کریں۔

رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ۔ اے ہمارے رب موخر کر ہمیں عذاب تھوڑی دیر کہ ہم تیری دعوت مانیں اور رسولوں کا اتباع کریں۔

اس کا جواب ملے اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ تو کیا نہ تھے تم قسم کھانے والے کہ تمہیں دنیا سے ہٹ کر کہیں جانا نہیں۔

پھر چوتھی بار وہ پکاریں۔

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ۔ اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

اس کا جواب ملے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ۔ تو کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہو۔

پھر پانچویں بار پکاریں۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔

تو اس کا جواب ملے اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ دھتکارے پڑے رہو اور مجھ سے کوئی کلام نہ کرو۔

تو اس کے بعد وہ نہ بول سکیں مگر زفیر و شہیق اور اس کے ساتھ ہی ان کی امید منقطع ہو جائے اور آپس میں ایک دوسرے پر منہ کے بل گریں اور جہنم بند کر دیا جائے۔

اَللّٰهُمَّ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَنَعُوْذُ بِكَنَفِكَ مِنْ عَذَابِكَ وَنَسْأَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِلْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيْ يَوْمِنَا لِغَدِنَا وَالتَّقَرُّبَ اِلَيْكَ بِمَا يُرْضِيْكَ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ الْاَمْرُ مِنْ يَدِنَا۔

"وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ۔ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا" اور وَجُوِّزَ اَنْ يَكُوْنَ الْمَعْنٰى وَقَرَرْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِهِمْ مُطْمَئِنِّيْنَ سَائِرِيْنَ سِيْرَتَهُمْ فِي الظُّلْمِ بِالْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ۔ گویا پہلی قومیں اپنے کفر و عناد سے جو ہلاک کی گئیں ان کی جگہ اب تم بسے۔

"وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ اور تم پر ظاہر ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا"۔ اہلاک و عذاب سے ان کے کرنے کا بدلہ کس طرح دیا۔

"وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۔ اور ہم نے مثالیں دے کر تمہیں بتایا"۔ انبیاء کرام کی زبان سے اور قرآن کریم میں ان کے حال اور ان کے کوتک بیان کیے۔

"وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ اور بے شک انہوں نے خفیہ چالیں چلیں"۔ ابطال حق کے لیے پوری چالیں اور سرکشی میں حد سے متجاوز ہو گئے۔

"وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ۔ اور اللہ کے پاس ان کی خفیہ چالوں کا جواب ہے"۔ گویا یہ عبارت یوں ہوئی۔ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ يَعْنِيْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى جَزَاءُ مَكْرِهِمْ۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایک مکر ہے عربی زبان میں اور ایک ہے اردو محاورہ میں۔

عربی میں مکر کہتے ہیں کسی کے مقابلہ میں خفیہ تدبیر کرنا خواہ وہ ابطال حق کے لیے ہو یا احقاق حق کے لیے۔

اردو میں مکر مقام مذموم میں مستعمل ہے۔ عوام اپنے محاورہ میں مکر اسی کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں جو مکر آیا ہے جیسے اس آیہ کریمہ میں اس کے علاوہ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ وَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا وغیرہ یہاں مکر بمعنی خفیہ تدبیر ہے۔

علاوہ برایں عرف میں اس کے معنی ہی یوں کیے جاتے ہیں جس سے اس خفیہ تدبیر کا انتساب بھی حق تعالے شانہ پر نہیں ہوتا۔

جیسے وَمَکَرُوْا اور کفار اور منافقین نے خفیہ تدبیریں ابطال حق کے لیے کیں تو مَکَرَ اللّٰہُ یعنے اللہ تعالے نے ان کی خفیہ تدبیر کو بیکار کر دیا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

ایسے ہی اس آیہ کریمہ میں فرمایا وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَھُمْ فِیْ اِبْطَالِ الْحَقِّ وَتَقْرِیْرِ الْبَاطِلِ مَکْرَھُمُ الْعَظِیْمَ اور بے شک انہوں نے خفیہ تدبیر کی اپنی طرف سے پوری خفیہ ابطال حق کے لیے یعنی انہوں نے مکر عظیم کیا۔

"وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَالُ۔ یعنی اگرچہ ان کا مکر اپنی غایت شدت میں ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ بھی ٹل جائیں"۔

اس میں مفسرین سے بعض اس طرف گئے کہ اِنْ کَانَ میں اِنْ نافیہ ہے اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہوں نے سخت سے سخت تدبیریں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آیات الٰہی اور شرع مصطفائی کے ابطال کے لیے کیں لیکن وہ بمنزلہ پہاڑ کے تھیں انہیں وہ ٹلا نہ سکے نہ ہلا سکے۔ ان کی حیلہ اور خفیہ تدبیریں سب رکھی کی رکھی رہ گئیں۔

اَلْمَکْرُ صَرْفُ الْغَیْرِ عَمَّا یَقْصِدُہٗ بِحِیْلَۃٍ وَذَالِکَ ضَرْبَانِ۔

مَکْرٌ مَحْمُوْدٌ وَذَالِکَ اَنْ یُتَحَرّٰی بِذَالِکَ فِعْلٌ جَمِیْلٌ وَعَلٰی ذَالِکَ قَالَ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔

وَمَذْمُوْمٌ وَھُوَ اَنْ یُّتَحَرّٰی بِہٖ فِعْلٌ قَبِیْحٌ۔ قَالَ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکْرِھِمْ۔

وَقَالَ فِی الْاَمْرَیْنِ وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا۔

وَقَالَ بَعْضُھُمْ مِنْ مَّکْرِ اللّٰہِ اِمْھَالُ الْعَبْدِ وَتَمْکِیْنُہٗ مِنْ اَعْرَاضِ الدُّنْیَا۔

وَلِذَالِکَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَنْ وُّسِّعَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّہٗ مَکْرُ اللّٰہِ فَھُوَ مَخْدُوْعٌ عَنْ عَقْلِہٖ۔

مکر دو قسم پر ہے محمود۔ جو من جانب اللہ ہو۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔

اور مذموم وہ ہے جو کہ فعل قبیح کے لیے خفیہ تدبیر کی جائے۔ (مفردات راغب اصفہانی)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۔ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے"

اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ جو آپ سے وعدہ کیا ہے کہ ظالموں کو عذاب ہو گا وہ ہو کر رہے گا۔ اور وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اپنے رسولوں کی مدد ضرور فرمائے گا ان کے دین کو غلبہ دے گا ان کے دشمنوں کو ہلاک فرمائے گا وہ غالب اور قادر ہے (روح)

"یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ ۔ جس دن بدل جائے زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور نکلیں لوگ اللہ واحد قہار کے لیے"

زمین و آسمان کی تبدیلی کے لیے مفسرین کے دو قول ہیں۔ (روح المعانی)

ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیے جائیں مثلاً زمین کی ایک سطح ہو جائے نہ اس پر پہاڑ ہوں نہ ٹیلے نہ غار نہ درخت نہ عمارت اور آسمان پر نہ ستارے رہیں نہ آفتاب و ماہتاب۔ یہ تبدیلی ذات کی نہیں اوصاف کی ہے۔ اس کے متعلق آلوسی نے چودہ پندرہ قول نقل فرمائے ہیں۔ مختصراً انہیں پر ہی اکتفا کیا گیا۔ اسی طرح برزخ کے معنی میں کئی قول ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے زمین کی جگہ دوسری زمین چاندی کی ہوگی جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ کوئی معصیت کی گئی ہو۔ اور آسمان سونے کا۔

یہ دونوں قول اگرچہ بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں مگر دونوں صحیح ہیں اس کی وجہ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلی صفات ہو اس کے بعد حساب و کتاب ہو کر تبدیلی شان بھی ہو جائے۔

"وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۔ اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ ساتھ یعنی بیڑیوں میں بندھے ہوں"

اصفاد۔ صفد کی جمع ہے جو قید کے وقت گلے۔ گردن۔ پیروں میں ڈالی جاتی ہیں اسے اردو میں بیڑی کہتے ہیں (روح)

"سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ ۔ ان کے پیرہن رال کے ہوں"

قَطِرَانٌ هُوَ مَا یُحْلَبُ مِنْ شَجَرَةِ الْاَبْهَلِ فَیُطْبَخُ وَتُهْنَأُ بِهِ الْاِبِلُ الْجَرْبٰی فَیُحْرِقُ الْجَرَبَ

قطران۔ ابہل درخت سے نچوڑ کر پکاتے ہیں اور اونٹ کھاج پر ملتے ہیں۔ یہ رال ہی ہے (روح) اس پر بھی تین چار قول ہیں۔

ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قطران دو کلمہ ہیں قطر پگھلا ہوا تانبہ اور آن بمعنی شدید الحرارت ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ۔ اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی تا کہ اللہ بدلہ دے ہر جان کو اس کی کرنی کا بے شک اللہ حساب میں دیر نہیں کرتا یہ پہنچانا ہے حکم لوگوں کو تاکہ وہ ڈریں اور جانیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں"۔

یہ وہ آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالٰے کی توحید کی دلیلیں ہیں انہیں پڑھیں اور نصیحت حاصل کریں

یہ آخر آیت حضرت صدیق اکبر کے حق میں نازل ہوئی۔

بحمد اللہ سورۂ ابراہیم ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ

اس میں ۹۹ آیتیں اور ۶ رکوع ۶۵۴ کلمے دو ہزار سات سو ساٹھ حرف ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ کے متعلق ابن مردویہ سید المفسرین حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں اِنَّهَا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ۔ یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔

اور ایسا ہی قتادہ اور مجاہد مجمع البیان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اِنَّهَا مَكِّيَّةٌ اِلَّا قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ وَقَوْلَهٗ تَعَالٰی كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۔

مجمع البیان میں حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ مکی ہے مگر ایک آیت وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ دوسری كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ مدنی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِّ لغات پہلا رکوع۔ سورۂ حجر۔ پ ۱۳

الٓرٰ ۔ تِلْكَ۔ یہ ۔ اٰیٰتُ۔ آیتیں ہیں ۔ اَلْكِتٰبِ۔ کتاب
وَقُرْاٰنٍ۔ اور قرآن ۔ مُّبِیْنٍ۔ روشن کی

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۂ حجر۔ پ ۱۳

"الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی"
یہاں تِلْكَ اسم اشارہ لاکر اس سے مراد تِلْكَ السُّوْرَةُ لی ہے یعنی یہ سورت مبارک کامل حقیق ہے
بعض اس طرف گئے کہ فَالْمُرَادُ بِہٖ جَمِیْعُ الْقُرْاٰنِ۔ اس سے مراد تمام قرآن کریم ہے۔ جو
حضور پر نازل ہوا۔
الٓرٰ:۔ قَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ فِیْہِ۔ اس کے متعلق اول بیان ہو چکا یہاں بھی اس کے معنی تاویلی
اَنَا اللّٰہُ اَرٰی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد

بحمدہٖ تعالیٰ تیرہواں پارہ ختم ہُوا اور چودھواں پارہ شروع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
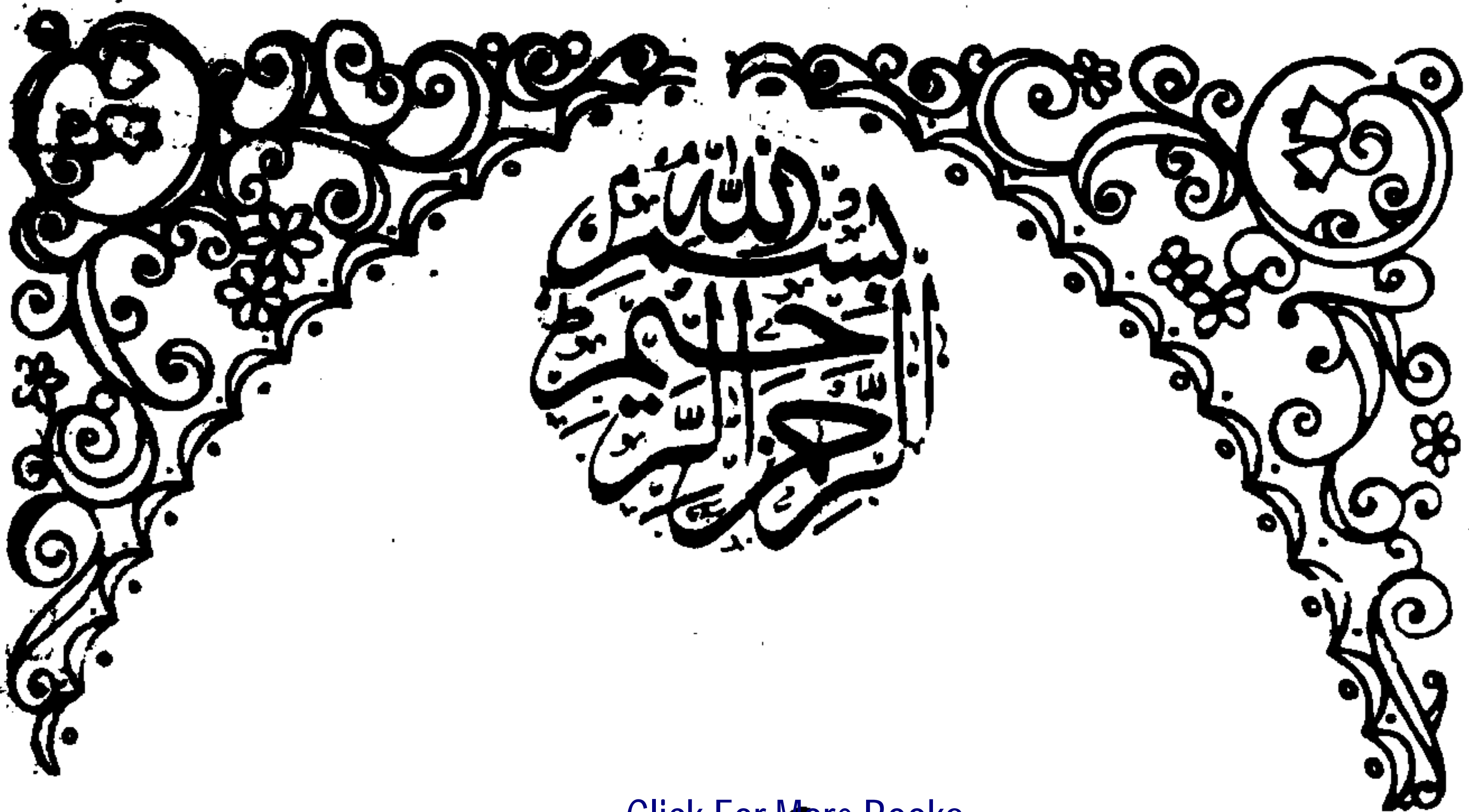
پارہ ۱۴

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ حجر پ ۱۴

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

بہت سے کافر آرزو کرینگے کہ کاش ہوتے ہم مسلمان چھوڑ دو انہیں کہ کھائیں اور کچھ متمتع ہولیں اور مشغول کردے انہیں کھیل تو عنقریب جان لیں گے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک معلوم شدہ نوشتہ تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝

کوئی سبقت نہیں کرے کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ پیچھے ہٹے۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝

اور بولے کہ اے وہ جس پہ نازل ہوا قرآن بے شک تم مجنون ہو۔

لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

کیوں نہیں لاتے فرشتے ہمارے پاس اگر ہو تم سچے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

اور ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر کسی کام کے لیے اور جو اتر آئیں تو انہیں مہلت نہ ملے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور بے شک بھیجے ہم نے آپ سے پہلے پہلی جماعتوں میں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

اور نہیں آیا ان کے پاس رسول مگر اس سے استہزاء

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَسْتَهْزِءُوْنَ ○	کرتے رہے۔
كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِىْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○	ایسے ہی ہم اس تمسخر کے ان مجرموں کے دلوں میں راہ دیں۔
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ○	نہیں وہ ایمان لاتے اور بے شک پہلی پرالوں کی راہ گزر چکی ہے۔
وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ○	اور اگر ہم کھولیں ان پر دروازہ آسمان سے تو ہوں وہ اس میں چڑھتے۔
لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○	جب بھی کہتے ہماری نگاہیں نشہ میں ہیں۔ بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے۔

حلِ لغات پہلا رکوع۔ سورۂ حجر۔ پ ۱۴

الٓرٰ۔	تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ۔ کتاب
وَقُرْاٰنٍ۔ اور قرآن	مُّبِيْنٍ۔ روشن کی	رُبَمَا۔ بہت دفعہ	يَوَدُّ۔ خواہش کریں گے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	لَوْ۔ کاش	كَانُوْا۔ وہ ہوتے
مُسْلِمِيْنَ۔ مسلمان	ذَرْهُمْ۔ چھوڑ ان کو کہ	يَاْكُلُوْا۔ کھائیں	وَيَتَمَتَّعُوْا۔ اور فائدہ لیں
وَيُلْهِهِمُ۔ اور غافل کرے ان کو		الْاَمَلُ۔ امید	فَسَوْفَ۔ پھر جلدی
يَعْلَمُوْنَ۔ جانیں گے	وَمَا۔ اور نہیں	اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کی ہم نے	مِنْ قَرْيَةٍ۔ کوئی بستی
اِلَّا۔ مگر	وَلَهَا۔ واسطے اس کے	كِتَابٌ۔ نوشتہ ہے	مَّعْلُوْمٌ۔ مقرر
مَا۔ نہیں	تَسْبِقُ۔ آگے بڑھتی	مِنْ اُمَّةٍ۔ کوئی امت	اَجَلَهَا۔ اپنی مدت سے
وَمَا۔ اور نہ	يَسْتَاْخِرُوْنَ۔ پیچھے رہتی	وَقَالُوْا۔ اور بولے	يٰۤاَيُّهَا۔ اے
الَّذِىْ۔ وہ کہ	نُزِّلَ۔ اتارا گیا ہے	عَلَيْهِ۔ تجھ پر	الذِّكْرُ۔ قرآن
اِنَّكَ۔ یقیناً تو	لَمَجْنُوْنٌ۔ دیوانہ ہے	لَوْمَا۔ کیوں نہیں	تَاْتِيْنَا۔ لاتا تو ہمارے پاس
بِالْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتے	اِنْ۔ اگر	كُنْتَ۔ ہے تو	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ سچے
لوگوں سے	مَا۔ نہیں	نُنَزِّلُ۔ اتارتے ہم	الْمَلٰٓئِكَةَ۔ فرشتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَّا ۔ مگر بِالْحَقِّ ۔ ساتھ حق کے وَمَا ۔ اور نہ کَانُوْا ۔ ہوں گے
اِذًا ۔ اس وقت مُنْظَرِیْنَ ۔ مہلت دیے گئے اِنَّا ۔ یقینًا نَحْنُ ۔ ہم نے
نَزَّلْنَا ۔ اتارا الذِّکْرَ ۔ قرآن کو وَاِنَّا ۔ اور یقینًا ہم ہی لَہٗ ۔ اس کی
لَحٰفِظُوْنَ ۔ حفاظت کرینگے وَلَقَدْ ۔ اور بے شک اَرْسَلْنَا ۔ بھیجے ہم نے مِنْ قَبْلِكَ ۔ تجھ سے پہلے
فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ۔ پہلے گروہوں میں وَمَا ۔ اور نہیں یَاْتِیْهِمْ ۔ آیا انکے پاس
مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ کوئی رسول اِلَّا ۔ مگر کَانُوْا ۔ تھے وہ
بِهٖ ۔ اس کے ساتھ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ ٹھٹھا کرتے کَذٰلِكَ ۔ اسی طرح
نَسْلُكُهٗ ۔ چلاتے ہیں ہم اس کو فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ۔ مجرموں کے دلوں میں
لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ نہیں ایمان لاتے بِهٖ ۔ ساتھ اس کے وَقَدْ ۔ اور بے شک
خَلَتْ ۔ گذر چکا سُنَّةُ ۔ طریقہ الْاَوَّلِیْنَ ۔ پہلوں کا وَلَوْ ۔ اور اگر
فَتَحْنَا ۔ کھولیں ہم عَلَیْهِمْ ۔ ان پر بَابًا ۔ دروازہ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے
فَظَلُّوْا ۔ پھر ہوں فِیْهِ ۔ اس میں یَعْرُجُوْنَ ۔ چڑھتے لَقَالُوْا ۔ تو کہیں
اِنَّمَا ۔ صرف یہ ہے سُكِّرَتْ ۔ کہ نشہ میں ہیں اَبْصَارُنَا ۔ ہماری نگاہیں بَلْ ۔ بلکہ
نَحْنُ ۔ ہم قَوْمٌ ۔ قوم ہیں مَّسْحُوْرُوْنَ ۔ جادو کی گئی۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع ۔ سورۂ حجر ۱۴

• رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۔ اکثر آرزو کریں گے کافر یہ کہ کاش مسلمان ہوتے ۔ چھوڑ دو انہیں تاکہ وہ کھائیں اور برتیں دنیا سے، نفع حاصل کریں اور کھیل میں ڈالے انہیں امید تو عنقریب یہ لوگ جان لیں گے۔

یہ آرزوئیں کہنے کے دو وقت ہو سکتے ہیں۔

یا بوقت نزع روح ملائکہ عذاب کو دیکھ کر کافر آرزو کرے گا کہ کاش میں مسلمان ہوتا تو یہ مصیبت نہ آتی ۔ اب گمراہی کا بدلہ ہی ملنا ہے۔

یا یوم آخرت ۔ بروز قیامت شدائد و اہوال قیامت سے سراسیمہ ہو کر اپنا انجام وہاں دیکھ کر ۔ زجاج کہتے ہیں کہ کافر کی یہ آرزو بعد مرگ دوامی ہوگی جب مسلمانوں پر رحمت اور اپنے اوپر زحمت دیکھے گا تو چلائے گا اور کہے گا یٰلَیْتَنِیْٓ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔ کبھی مایوس ہو کر کہے گا ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَا لَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہے اے محبوب ذَرْهُم انہیں چھوڑ دیجئے تا کہ یہ دنیا کی عارضی عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول جائیں اور یہاں کے راگ و رنگ انہیں ملاہی و مزامیر عیاشی و بد معاشی میں مبتلا رکھیں اور یہاں کے عارضی تنعم و تلذذ اور طول حیات میں منہمک رہیں اور ایمان سے محروم ہوں۔

پھر بعد چندے انہیں پتہ لگ جائے گا کہ اس غفلت و حسد اور جحد اور کفر کا انجام کیا ہے اس ارشاد میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ طول امل یعنی لمبی امیدوں میں گرفتار رہنا دنیاوی لذائذ اور طلب دنیا میں غرق ہو جانا ایمان کے خلاف ہے۔

حضرت مولائے کائنات اسد اللہ شیر خدا فرماتے ہیں لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع ہوا و ہوس حق سے روک دیتا ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس مضمون کو ذرا وضاحت اور تفصیل سے بیان فرماتے ہیں وھو ہذا۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِىُّ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّهُمَا تَذَاكَرَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَقَالَا هٰذَا حَيْثُ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَ اَهْلِ الْخَطَايَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الْمُشْرِكُوْنَ مَا اَغْنٰى عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ فَيَغْضَبُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُمْ فَيُخْرِجُهُمْ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ۔

جب گنہگاران امت میں سے مشرکین جہنم کے ساتھ جمع ہوں تو مشرکین ان سے کہیں کہ تمہاری توحید پرستی نے بھی تمہیں عذاب سے نہیں بچایا تو غضب الہٰی مشرکین پر ہوا اور گنہگاران امت اللہ کے فضل و رحمت سے جہنم سے نکال دیے جائیں۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِىُّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ نَاسًا مِنْ اُمَّتِىْ يُعَذَّبُوْنَ بِذُنُوْبِهِمْ فَيَكُوْنُوْنَ فِى النَّارِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنُوْا ثُمَّ يُعَيِّرُهُمْ اَهْلُ الشِّرْكِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا نَرٰى مَا كُنْتُمْ فِيْهِ مِنْ تَصْدِيْقِكُمْ نَفَعَكُمْ فَلَا يَبْقٰى مُوَحِّدٌ اِلَّا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

حضور فرماتے ہیں کچھ لوگ میری امت میں سے اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے جہنم میں ہوں تو مشرکین انہیں طعن کریں اور کہیں ہم تو تمہاری تصدیق توحید کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے تو اللہ کی رحمت سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی موحد جہنم میں نہ رہے سب جہنم سے نکال لیے جائیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور لفظ ربما۔ رُبَّ بضم الراء وتشدید الباء بھی ہے اور رَب بفتح الراء بھی ہے۔ اس لفظ کا استعمال ستر ہ طریقہ پر ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِي رُوْحِ الْمَعَانِي۔ اس کے معنی سب سے کم کیے گئے ہیں۔ یعنے بہت سے۔ جیسے رُبَّ شَيْءٍ يَوَدُّهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

آگے ارشاد ہے۔

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا۔ اس کے معنی ہیں اُتْرُكْهُمْ یعنی انھیں چھوڑو وَالْمُرَادُ مِنَ الْاَمْرِ التَّخْلِيَةُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ شَهَوَاتِهِمْ اِذْ لَمْ تَنْفَعْهُمُ النَّصِيْحَةُ وَالْاِنْذَارُ۔ یعنی اس امر سے مراد علیحدہ ہونا ہے ان میں اور ان کی شہوات میں اس لیے کہ جب انھیں نصیحت نفع نہیں دیتی اور انذار سے وہ بے پروا ہیں تو کھائیں۔ پئیں اور حیات دنیا سے تمتع حاصل کریں۔

وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ وَيُشْغِلُهُمُ التَّوَقُّعُ لِطُوْلِ الْاَعْمَارِ۔ اور انہیں مشغول رہنے دو امیدوں میں عمروں کی زیادتی میں اس خیال پر کہ بعد مرنے کے عاقبت میں ایمان و طاعت کا بدلہ کچھ نہ ملے گا۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ وہ عنقریب اپنی بداعمالی و بداعتقادی کا نتیجہ جان لیں گے دنیا میں تو ذلت قتل و قید اور آخرت میں عذاب سرمدی۔

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اِنَّمَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اِثْنَتَيْنِ طُوْلَ الْاَمَلِ وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى فَاِنَّ طُوْلَ الْاَمَلِ يُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ۔

حضرت اسد اللہ نے فرمایا مجھے دو باتوں کا تم پر خوف ہے اول امیدوں کا لمبا ہونا دوسرے خواہشات کا پیرو ہونا۔ اس لیے کہ امید دراز کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے اور اتباع حرص و ہوا حق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَهٗ قَالَ صَلَاحُ اَحْوَالِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ وَاِهْلَاكُ اٰخِرِهَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ۔

اس امت کی بہتری زہد و یقین میں ہے اور آخر ہلاکت اس امت کی بخل اور طول امل یعنی امیدوں کی درازی میں ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ۔ اور جو ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر اس کے لیے ایک مقررہ نوشتہ تھا کوئی آگے نہیں بڑھتا اپنی مدت سے نہ پیچھے ہٹے "۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جس قوم اور جماعت پر جو ہلاکت یا عذاب نازل ہوا اور ہو گا وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوتا ہے وہ اسی وقت ہلاک کیا جاتا ہے۔

"وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ اور کافر بولے کہ اے وہ جس پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو۔"

یہ جملہ کفار مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس کو مخاطب کر کے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ کہنے لگے۔

"لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ۔ کیوں نہیں لاتے ہمارے پاس فرشتے اگر تم سچے ہو۔"

یہ بطور تمسخر واستہزاء کفار مکہ نے کہا جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا تھا اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ۔ اور ثبوت دعوی پر بھی یہ مطالبہ تھا گویا انہوں نے حضور کی تصدیق نبوت معجزات وبراہین سے نہیں مانی بلکہ یہ مطالبہ کیا کہ فرشتہ آئے اور آپ کے رسول ہونے اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کی گواہی دے تو ہم تسلیم کر سکتے ہیں اس کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ ملا کہ۔

"مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ ہم نازل نہیں فرمایا کرتے بے کار طریقہ پر اپنے فرشتوں کو اور جب وہ اترتے ہیں تو منکروں کو مہلت نہیں ملتی۔"

یعنی جب تک فرشتے نازل نہیں ہوتے اسی وقت تک تم باتیں بھی بنا رہے ہو اور تکذیب کر رہے ہو لیکن جب فرشتہ نازل ہو گا تو تم میں دم ہی نہ رہے گا۔ ذراسی مخالفت اور انکار کے ساتھ ہی تم پر نزول عذاب بھی ہو جائے گا۔

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بے شک ہم نے نازل فرمایا ذکر (قرآن) اور بیشک ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

یعنی اس قرآن پاک کے محافظ ہم ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس میں تحریف و تبدیلی کمی وزیادتی کی کسی کو گنجائش ہی نہیں۔

تمام جن وانس اور ساری مخلوق میں سے کسی کو مقدور نہیں کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کر سکے یا تغیر وتبدل کرے اور اس حفاظت کے لیے اللہ تعالےٰ نے اس قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ توریت۔ انجیل زبور باآنکہ کتاب اللہ ہیں لیکن ان کے متعلق وعدۂ محافظت نہیں فرمایا یہ خصوصیت صرف اور صرف قرآن کریم کی ہے۔ اس حفاظت کی چند صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو ایسا معجز بنایا کہ کلام بشر اس سے مل ہی نہیں سکتا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے یہ کہ اس کلام پاک کو اللہ تعالیٰ نے معارضہ اور مقابلہ سے ایسا محفوظ فرمایا کہ کوئی اس کے مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو سکا۔

تیسرے یہ کہ تمام مخلوق اس کے مٹانے اور معدوم کرنے سے عاجز کی گئی۔ کفار باوجود کمال عداوت کے اس مقدس کتاب کو مٹا نہ سکے۔ آگے مشرکین کے مجنون کہنے اور حضور کے ساتھ استہزاء کرنے پر تسلی فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ۔ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے اگلی جماعتوں میں رسول بھیجے اور ان کے پاس نہیں آیا کوئی رسول مگر اس سے تمسخر کرتے ہیں ایسے ہی ہم نے اس تمسخر کو ان کے دلوں میں جو مجرم ہیں راہ دی ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ کفار مکہ کی یہ نئی حماقت و جہالت نہیں ہے کہ آپ سے تمسخر کرتے اور مجنون ہونے کا عیب لگاتے ہیں آپ سے پہلے نبیوں۔ رسولوں کے ساتھ بھی ایسے ہی استہزاء اور تمسخر کیے گئے ہیں اور یہ بات ان کے حسد و عناد اور جہالت کی وجہ میں ہم نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہے۔

اور اس پر مزید یہ کہ وہ باوجود معجزات و آیات دیکھنے پر بھی ایمان نہیں لاتے چنانچہ ارشاد ہے۔

"لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کے طریقہ پر پڑ گئے ہیں"۔

یعنی سید الانس والجان اور قرآن پر ایمان لانے سے منحرف ہیں اور یہی طریقہ ان سے پہلے جاہلوں کا تھا۔ کہ انبیاء کرام کی تکذیب کرتے تھے آخر ش عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے آگے ارشاد ہے۔

"وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ۔ اور اگر ہم ان پر دروازہ آسمان کا کھول دیں کہ ان میں اس سے چڑھ جائیں جب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے"۔

ظَلَّ کے معنی حدیث سے ملتے ہیں فَظَلَّ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فَظَلُّوْا اَیْ فِیْ ذَالِكَ الْبَابِ یَعْرُجُوْنَ اَیْ یَصْعَدُوْنَ یعنی وہ دن میں اس دروازے سے چڑھیں۔

یعنی ان کفار کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لیے آسمان میں دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں اس میں چڑھنا میسر ہو جاتا اور دن میں اس سے گزرتے اور آنکھوں سے آنا جانا دیکھتے جب بھی نہ مانتے اور کہہ دیتے ہماری نظر بندی کی گئی ہے اور ہم پر جادو ہوا ہے تو ایسے ضدی ہٹیلے جاہلوں کے لیے ملائکہ آکر اگر شہادت دیں تو انہیں ہدایت کیونکر ملے گی۔ لہٰذا ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ حجر پ ۱۴

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

اور بے شک بنائے ہم نے آسمان میں برج اور اسے مزین کیا دیکھنے والوں کے لیئے۔

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

اور محفوظ کیا ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے۔

اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ روشن۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝

اور زمین پھیلائی ہم نے اور ڈالے اس میں لنگر اور اگائی ہم نے اس میں ہر شے انداز سے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝

اور کیں ہم نے اس میں روزیاں اور وہ کر دیے جنہیں تم نہیں دیتے روزی۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

اور کوئی شے نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانہ ہیں اور نہیں اتارتے ہم اسے مگر ایک مقدار معلوم سے۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝

اور بھیجیں ہم نے ہوائیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں تو اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو پلایا اسے تمہیں اور نہیں تم اس کے خزانچی۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

اور بے شک ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝

اور بے شک ہمیں معلوم ہیں آگے بڑھنے والے تم میں سے اور بے شک ہم جانتے ہیں جو تم میں پیچھے رہے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور تیرا رب انکو اکٹھا کرے گا وہ یقیناً حکمت والا علم والا ہے۔

حل لغات دوسرا رکوع سورۃ حجر پ ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک   جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے   فِي السَّمَآءِ۔ آسمان میں   بُرُوْجًا۔ برج

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَزَیَّنّٰہَا۔ اور زینت دی ہم نے اسے لِلنّٰظِرِیْنَ۔ دیکھنے والوں کے لیے
وَحَفِظْنٰہَا۔ اور محفوظ کیا ہم نے اس کو مِنْ کُلِّ۔ ہر ایک شَیْطٰنٍ۔ شیطان
رَّجِیْمٍ۔ مردود سے اِلَّا۔ مگر مَنِ۔ جس نے اسْتَرَقَ۔ چوری لگائے
السَّمْعَ۔ کان فَاَتْبَعَہٗ۔ تو پیچھے لگا اسکے شِہَابٌ۔ شعلہ مُّبِیْنٌ۔ ظاہر
وَالْاَرْضَ۔ اور زمین مَدَدْنٰہَا۔ پھیلایا ہم نے اس کو وَاَلْقَیْنَا۔ اور ڈالے ہم نے
فِیْہَا۔ اس میں رَوَاسِیَ۔ لنگر وَاَنْبَتْنَا۔ اور اگائی ہم نے فِیْہَا۔ اس میں
مِنْ کُلِّ۔ ہر ایک شَیْءٍ۔ چیز مَّوْزُوْنٍ۔ اندازے سے وَجَعَلْنَا۔ اور بنائی ہم نے
لَکُمْ۔ تمہارے لیے فِیْہَا۔ اس میں مَعَایِشَ۔ روزی وَمَنْ۔ اور اسکی
لَّسْتُمْ۔ کہ نہیں تم لَہٗ۔ اس کو بِرٰزِقِیْنَ۔ روزی دینے والے وَاِنْ۔ اور نہیں
مِّنْ۔ کوئی شَیْءٍ۔ چیز اِلَّا۔ مگر عِنْدَنَا۔ ہمارے پاس
خَزَآئِنُہٗ۔ اسکے خزانے ہیں وَمَا۔ اور نہیں نُنَزِّلُہٗٓ۔ اتارتے ہم اسکو اِلَّا۔ مگر
بِقَدَرٍ۔ ایک اندازے مَّعْلُوْمٍ۔ مقرر سے وَاَرْسَلْنَا۔ اور بھیجیں ہم نے الرِّیٰحَ۔ ہوائیں
لَوَاقِحَ۔ رس بھری فَاَنْزَلْنَا۔ پھر اتارا ہم نے مِنَ السَّمَآءِ۔ بلندی سے
مَآءً۔ پانی فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ۔ پھر وہ پلایا ہم نے تم کو وَمَا۔ اور نہیں
اَنْتُمْ۔ تم لَہٗ۔ اس کے بِخٰزِنِیْنَ۔ خزانچی وَاِنَّا۔ اور بیشک
لَنَحْنُ۔ ہم ہی نُحْیٖ۔ زندہ کرتے ہیں وَنُمِیْتُ اور مارتے ہیں وَنَحْنُ۔ اور ہم ہی
الْوٰرِثُوْنَ۔ وارث ہیں وَلَقَدْ۔ اور بیشک عَلِمْنَا۔ جانتے ہیں ہم الْمُسْتَقْدِمِیْنَ۔ آگے بڑھنے
والوں کو مِنْکُمْ۔ تم سے وَلَقَدْ۔ اور بیشک عَلِمْنَا۔ ہم جانتے ہیں
الْمُسْتَاْخِرِیْنَ۔ پیچھے رہنے والوں کو۔ وَاِنَّ۔ اور بیشک رَبَّکَ ھُوَ۔ تیرا رب وہ
یَحْشُرُھُمْ۔ انکو اکٹھا کریگا اِنَّہٗ بے شک وہ حَکِیْمٌ۔ حکمت والا عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ حجر۔ پ ۱۴

"وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ اور بے شک بنائے ہم نے آسمان میں برج اور آراستہ کیا ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے اور اسے ہم نے محفوظ کیا ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن شعلہ۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بروج کواکب وسیارگان کی منازل کو کہتے ہیں یہ بارہ ہیں۔
حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔
اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آسمان میں محل بھی ہیں باغ بھی ہیں وہاں چار دیواریاں بھی ہیں۔
فَقَدْ اَخْرَجَ عِنْدَ ابْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ اَنَّہٗ قَالَ جَعَلْنَا قُصُوْرًا فِی السَّمَآءِ فِیْہِمُ الْحَرَسُ۔ یعنی جَعَلْنَا فِی السَّمَاءِ بُرُوْجًا کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے آسمان میں محل بنائے اور ان کے لیے چوکیدار رکھوالے بھی ہیں۔
اور بروج سے بڑے ستارے بھی مراد لیے ہیں۔
وَاَخْرَجَ اَبُوْ صَالِحٍ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْبُرُوْجِ الْکَوَاکِبُ الْعِظَامُ۔ کہ بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں۔
اور سید المفسرین ابن عباس تفسیر ذٰلِکَ بِالْبُرُوْجِ الْاِثْنَیْ عَشَرَ الْمَشْہُوْرَۃِ وَہِیَ سِتَّۃٌ شِمَالِیَّۃٌ ثَلٰثَۃٌ رَبِیْعِیَّۃٌ وَثَلٰثَۃٌ صَیْفِیَّۃٌ وَاَوَّلُہَا الْحَمَلُ وَسِتَّۃٌ جَنُوْبِیَّۃٌ ثَلٰثَۃٌ خَرِیْفِیَّۃٌ وَثَلٰثَۃٌ شَتَائِیَّۃٌ وَاَوَّلُہَا الْمِیْزَانُ۔
بارہ برجیں مشہور ہیں اور وہ چھ شمال میں ہیں تین ربیعی اور تین صیفی اور پہلا ان کا حمل ہے اور چھ جنوبی ہیں تین خریفی تین شتائی اور پہلا ان کا میزان ہے۔
بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اَصْغَرُ النُّجُوْمِ کَالْجَبَلِ الْعَظِیْمِ۔ سب سے چھوٹا ستارہ ایک بھاری پہاڑ کے برابر ہے۔
"وَزَیَّنّٰہَا لِلنّٰظِرِیْنَ اور اسے ہم نے دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا" ستاروں اور شمس و قمر کے ساتھ۔
"وَحَفِظْنٰہَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ۔ اور اسے ہم نے محفوظ رکھا ہر شیطان مردود سے"
رجیم۔ کے معنی ایک تو یہ کہ وہ مطرود عن الخیر ہے اور رجم کا اطلاق رمی بالرجام پر ہوتا ہے یعنی پتھروں سے مارا گیا تو اس جگہ فَالْمُرَادُ بِالرَّجِیْمِ الْمَرْمِیُّ بِالنُّجُوْمِ ہے۔ رجیم یعنی مارا گیا نجوم سماویہ سے اور رجم کا اطلاق اہلاک اور قتل پر بھی ہوتا ہے۔ آگے استثناء کر کے فرمایا۔
"اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ مُّبِیْنٌ۔ مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن شعلہ"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالِاسْتِرَاقُ اِفْتِعَالٌ مِنَ السَّرِقَةِ وَهُوَ اَخْذُ الشَّیْءِ بِخُفْیَةٍ شَبَّهَ بِهٖ خَطْفَهُمْ الْیَسِیْرَةَ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَهُوَ الْمَذْکُوْرُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔

اِسْتِرَاق۔ بوزن افتعال سرقہ سے ہے اور سرقہ کہتے ہیں خفیہ طریق سے کسی شے کے اٹھانے کو یہ مشابہ خطفہ کے ہے جو ملاء اعلیٰ سے شیاطین کرتے تھے جیساکہ قرآن کریم میں ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔ یہ تمام قرآن کریم میں صرف ایک ہی جگہ ہے پارہ ۲۳۔ رکوع ۵ جس کے معنی ہیں مگر جو اچک لے چلا ایک آدھ بار۔

اور شہاب کی تعریف میں علامہ راغب کہتے ہیں۔

اَلشُّعْلَةُ السَّاطِعَةُ مِنَ النَّارِ الْمُوْقَدَةِ وَیُطْلَقُ عَلَی الْکَوْکَبِ لِبَرِیْقِهٖ کَشُعْلَةِ النَّارِ۔ چمکتا شعلہ دھکائی ہوئی آگ کا اور اس کا اطلاق اس تارے پر بھی کیا جاتا ہے جو چمک میں شعلہ نار کی طرح ہوتا ہے۔

وَاَصْلُهٗ مِنَ الشُّهْبَةِ وَهِیَ بَیَاضٌ۔ فَیَقُوْلُوْنَ فَرَسٌ اَشْهَبُ۔ اصل اس کی شہبہ سے ہے جو سپیدی ہے۔ چنانچہ گھوڑا اگر سبزہ ہو یعنی مثل کاغذ کے سپید ہو تو اسے فرس اشہب کہتے ہیں۔

اس کے اثرات پر علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

فَحَکَی الْقُرْطُبِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الشِّهَابَ یَجْرَحُ وَیُحْرِقُ وَلَا یَقْتُلُ۔ شہاب زخمی کر دیتا ہے اور جلا دیتا ہے مگر قتل نہیں کرتا۔

عَنِ الْحَسَنِ وَطَائِفَةٍ اَنَّهٗ یَقْتُلُ۔ ایک جماعت اس طرف ہے کہ وہ ہلاک کر دیتا ہے۔

وَنَقَلَ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَرْکَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا یَسْتَرِقُوْنَ السَّمْعَ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَیُرْمَوْنَ بِالْکَوَاکِبِ فَلَا تُخْطِیْ اَبَدًا فَمِنْهُمْ مَنْ تَقْتُلُهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ تُحْرِقُ وَجْهَهٗ اَوْ جَنْبَهٗ اَوْ یَدَهٗ اَوْ حَیْثُ یَشَاءُ اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ تُخَبِّلُهٗ فَیَصِیْرُ غُوْلًا فَیُضِلُّ النَّاسَ فِی الْبَرَارِیْ۔

شیاطین ایک پر ایک آسمان دنیا کی طرف چڑھتے ہیں کہ ملائکہ کی گفتگو اڑائیں تو فرشتے انہیں کواکب مارتے ہیں اور وہ کبھی خالی نہیں جاتا۔ بعض اس سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا منہ یا پہلو یا ہاتھ جھلس جاتا ہے اور بعض اس سے بدحواس ہو جاتے ہیں وہ غول بیابانی بن جاتے ہیں جسے اردو میں چھلاوہ کہتے ہیں یہ لوگوں کو جنگل میں راہ سے بھٹکا دیتا ہے۔

اور فلاسفہ قدیم نے اسے بنظر مادی اور طرح تحقیق کیا وہ کہتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ الْاَرْضَ اِذَا سَخُنَتْ بِالشَّمْسِ اِذْ تَفِعُ مِنْهَا بُخَارٌ يَابِسٌ فَاِذَا بَلَغَ كُرَةَ النَّارِ الَّتِيْ دُوْنَ الْفَلَكِ اِحْتَرَقَ بِهَا فَتِلْكَ الشُّعْلَةُ هِيَ الشِّهَابُ۔

زمین جب شعاع شمس سے سخت ہو جاتی ہے تو اسے بخارات یابس اٹھ لے جاتے ہیں تو جب وہ کرۂ نار کے اندر پہنچ جاتا ہے جو آسمان سے نیچے ہے تو وہ جل جاتا ہے۔ یہ شعلہ شہاب ہے۔

نجوم یا شہاب ثاقب کے متعلق زمانۂ جاہلیت کے اعتقادات و نظریات

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے اور وحی سنتے تو جو کچھ سنتے اس میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر اپنے کاہنوں سے کہتے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو تمام شیاطین روک دیے گئے حضور سے قبل رمی نجوم نہ تھا جب ایسا ہوا کہ ان پر شہاب ثاقب مارے گئے تو شیطان کہنے لگا یہ بلاوجہ روک نہیں ہوئی لازمی طور پر کوئی بات نئی ہونے والی ہے۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ہوا نجم کی رمی نہ تھی یہاں تک کہ حضور کی بعثت ہوئی تو یہ رمی علی الشیاطین ہونے لگی تو قریش نے دیکھ کر کہا یہ ایسی بات ہے کہ اس سے پہلے نہیں ہوئی۔

چنانچہ روایت ہے کہ رمی بالنجوم کے سبب سب سے پہلے جو قبیلہ گھبرایا وہ بنی ثقیف تھا۔ چنانچہ یہ ایک شخص کے پاس آئے جسے عمرو بن امیہ کہتے تھے یہ بنی علاج کا ایک آمر تھا اس نے یہ دانشمندانہ کیا تو اس نے وہی خبر دی جو حدیث شریف میں آتی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ قریش نے جانوروں کو چارے ڈال لیے۔ غلام آزاد کیے اور گمان کیا کہ اب فنا کا زمانہ آگیا یا کوئی نئی بات ظہور میں آنے والی ہے تو وہ انتظار کرتے رہے۔

تو عمرو بن امیہ سے جب بات کی تو اس نے بھی یہی کہا کہ یا تو برائے چند ہے جلتے ہیں پھر اکٹھے۔ یا ایسا جب ہوتا ہے جب کسی نبی کا ظہور ہونے والا ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ زمین آسمان کے مابین پانچسو برس کی راہ ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ اِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا حَدَثَ مِثْلُ هٰذَا۔ حضور اپنے اصحاب میں جلوہ افروز تھے کہ تارا ٹوٹا اور خوب روشن ہوا تو حضور نے انہیں فرمایا تم جہالت کے زمانہ میں ایسی صورت رونما ہونے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر کیا کہتے تھے۔ سب نے عرض کیا حضور ہم کہا کرتے تھے کہ کسی بادشاہ کی ولادت ہوئی یا کوئی صاحب سلطنت مرا ہے۔

تو حضور نے فرمایا فَاِنَّهَا لَا تُرْمٰی لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیٰوتِہٖ وَلٰکِنْ رَبُّنَا تَعَالٰی اِذَا قَضٰی الْاَمْرَ فِی السَّمَاءِ سَبَّحَتْ حَمَلَۃُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ وَیُسَبِّحُ اَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتّٰی یَنْتَهِیَ التَّسْبِیْحُ اِلٰی هٰذِهِ السَّمَاءِ وَیُخْبِرُوْنَ اَهْلَ السَّمَاءِ حَمَلَۃَ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَیُخْبِرُوْنَهُمْ وَلَا یَزَالُ حَتّٰی یَنْتَهِیَ الْخَبَرُ اِلٰی هٰذِهِ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُہُ الْجِنُّ فَیُرْمَوْنَ فَمَا جَاؤُا بِہٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ یَزْدَادُوْنَ فِیْہِ۔

حضور نے فرمایا یہ رمی نہ کسی کی موت پر ہے نہ کسی کی پیدائش پر لیکن رب تبارک وتعالیٰ جب کوئی حکم نافذ فرماتا ہے تو حملۃ العرش تسبیح کرتے ہیں پھر اس کے نیچے کے ملائکہ تسبیح کرتے ہیں پھر تمام آسمانوں میں وہ تسبیح کی جاتی ہے حتیٰ کہ اس آسمان تک وہ تسبیح آتی ہے تو آسمان دنیا کے فرشتے پوچھتے ہیں حملۃ العرش سے اللہ تعالےٰ کا کیا حکم ہوا؟ تو انہیں وہ خبر دیتے ہیں پھر یہ خبر ہمارے اس آسمان تک آتی ہے تو جن اس خبر کو اچک لیتے ہیں تو ان پر شہاب ثاقبہ مارے جاتے ہیں تو وہ جن جو خبر لاتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے مگر وہ اس میں کچھ اور بڑھا دیتے ہیں۔

بحث طویل کے بعد ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ كَانُوْا لَا یُحْجَبُوْنَ عَنِ السَّمٰوَاتِ فَلَمَّا وُلِدَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ مُنِعُوْا مِنْ ثَلٰثِ سَمٰوَاتٍ وَلَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنِعُوْا مِنَ السَّمٰوَاتِ كُلِّهَا۔

شیاطین آسمانوں میں داخل ہو کر وہاں کی خبریں کاہنوں کے پاس لاتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیے گئے۔

"وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا اور پھیلادی ہم نے زمین اور اس میں لنگر ڈالے اور اگائی ہم نے ہر چیز اس میں اندازے سے"۔

مَدَدْنَاهَا کے معنی بَسَطْنَاهَا ہیں یعنی ہم نے زمین کو پھیلایا۔

قَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰہُ تَعَالٰی طِیْنَۃً فَقَالَ لَهَا انْبَسِطِیْ فَانْبَسَطَتْ۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو اٹھا کر فرمایا پھیل جا تو وہ پھیل گئی۔

عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ اُمَّ الْقُرٰی مَكَّۃُ وَمِنْهَا دُحِیَتِ الْاَرْضُ وَبُسِطَتْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں کہ ام القریٰ مکہ معظمہ ہے اور یہیں سے تمام زمین پھیلائی گئی اور یہیں سے وہ پھیل کر عام ملکوں تک گئی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ بَسَطْنَاھَا عَلٰی وَجْہِ الْمَاءِ۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاھَا کے یہ معنی ہیں کہ پانی پر زمین کو ہم نے پھیلایا۔

وَقِیْلَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ جَعَلْنَاھَا مُمْتَدَّۃً فِی الْجِھَاتِ الثَّلَاثِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ وَالْعُمْقِ۔ ایک قول یہ ہے کہ وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاھَا سے یہ مراد ہے کہ ہم نے زمین کو جہات ثلاثہ طول، عرض اور عمق میں پھیلایا۔

"وَاَلْقَیْنَا فِیْھَا رَوَاسِیَ" اَیْ جِبَالًا ثَوَابِتَ اور ڈالا ہم نے اس پر لنگر، یعنی پہاڑ قائم کیے۔ رَوَاسِی جمع ہے راسیہ کی۔ اور اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ بھی دوسری جگہ فرمایا۔ تو اس ڈالنے کی حکمت یہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا بَسَطَ الْاَرْضَ عَلَی الْمَاءِ مَالَتْ کَالسَّفِیْنَۃِ فَاَرْسَاھَا بِالْجِبَالِ الثِّقَالِ لِئَلَّا یَمِیْلَ بِاَھْلِھَا۔ اللہ تعالے نے جب زمین کو پانی پر پھیلایا تو وہ کشتی کی طرح ادھر ادھر حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالے نے اس پر بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ حرکت نہ کرے۔

"وَاَنْبَتْنَا فِیْھَا" اور اگائے ہم نے اس میں یعنی زمین میں اور پہاڑوں میں۔ فیھا کی ضمیر پہاڑ اور زمین دونوں طرف ہے۔

"مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ"۔ ہر چیز اندازے سے یعنی ایسی مقدار معین سے کہ جیسے موزون بھی کہا جائے اور اقتضاء حکمت بھی پورا ہو جائے۔ موزون کے معنی تناسب اور معتدل کے محاورہ میں مستعمل ہوتے ہیں۔

"وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ اور کردیں ہم نے تمہارے لیے اس میں روزیاں" مثل گندم، جو، باجرہ، جوار، مکی وغیرہ کے اور پھلوں میں تمام انواع واقسام فواکہ کھجور، سیب، کیلا، انار، انگور یہ سب معایش میں داخل ہیں۔

"وَمَنْ لَّسْتُمْ لَہٗ بِرَازِقِیْنَ" اور وہ بھی ہم نے پیدا فرمائے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔ یعنی ایک تو وہ جنہیں روزی دینا، جن کے لیے معاش بہم پہنچانا تمہارے سپرد ہے جیسے عیال، مملوک، دواب خانگی اور مثل اس کے۔ دوسرے وہ کہ جن کی معاش تمہارے ذمہ نہیں جیسے وحوش وطیور دواب وانعام وغیرہ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ" ۔ اور نہیں کوئی چیز مگر اس کے ہمارے پاس خزانہ ہیں اور ہم نہیں اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے"۔

یہاں خزانے سے مراد اقتدار و اختیار ہے اور اِنْ نافیہ ہے اور مِنْ مزید تاکید کے لیے لایا گیا۔ اس کی عبارت گویا یوں ہوئی۔ مَا شَیْءٌ مِّنَ الْاَشْیَاءِ الْمُمْکِنَۃِ یعنی اشیاء ممکنہ میں سے کوئی شے ایسی نہیں جو ہمارے اختیار و اقتدار میں نہ ہو۔

"وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ وَمَا اَنْتُمْ لَہٗ بِخَازِنِیْنَ اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بار ور کرنے والی تو اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو وہ سیراب کرتا ہے اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں"۔

یعنی ہواؤں کے ذریعہ ہم نے پانی بادلوں میں بھر کر تمہاری آبادیوں کو سیراب کیا اور وہ پانی تمہارے اختیار میں نہیں اگرچہ تم اس پر قبضہ کرنے کو تمام اسباب مہیا کرتے ہو علیحدہ علیحدہ ہیڈ بناتے ہو پانی کو روک کر اسے تقسیم کرتے ہو لیکن بااین ہمہ وہ تمہارے قبضہ میں نہیں جب مشیت الٰہی تمہارے نظام کے خلاف ہو جائے تو وہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور پانی تمہارے قبضہ میں نہیں رہتا جسے تم سیلاب اور طوفان کے نام سے ظاہر کرتے ہو۔ اور پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہی محتاج ہوتے ہو۔ یہ تمام امور تمہارے عجز اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر دال ہیں۔

لَوَاقِح۔ عربی محاورہ میں ملاقح کے معنی میں مستعمل ہے جو ملحقہ کی جمع ہے اس سے مراد ابر وں کا ملحق ہو کر برسنا ہے۔ آلوسی لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ مُلْحِقَاتٌ لِلشَّجَرِ۔ فَیَکُوْنُ قَدْ اُسْتُعِیْرَ اللَّقْحُ لِصَبِّ الْمَطَرِ فِی السَّحَابِ اَوِ الشَّجَرِ۔

آگے فرماتے ہیں۔ رِیَاحٌ لَوَاقِحُ ایک قسم کی ہوا ہے جسے ریح جنوب کہتے ہیں کَمَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا عَنْ قَتَادَۃَ مَرْفُوْعًا۔

فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ۔ یَعْنِیْ جَعَلْنَاہُ لَکُمْ سُقْیًا تَسْقُوْنَ بِہٖ مَزَارِعَکُمْ وَمَوَاشِیَکُمْ۔

"وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ اور بے شک ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں اور بے شک ہم جانتے ہیں تم میں آگے بڑھنے والوں کو اور بے شک ہم جانتے ہیں تم میں پیچھے رہنے والوں کو"۔

اس آیۂ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ مخلوقات کا کام ہی حادث و فانی ہے اور ہر مدعی ملک کی ملک ضائع ہونے والی ہے اور وارث مطلق وہی ایک ذات ہے جو رب اول ہے دنیا ہے اور وہی رہیگا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس کے علم میں ہے کہ پہلے انبیاء کرام کی امتیں اور سب سے پچھلی امت مرحومہ محمدیہ میں کیا فرق ہے اور ان میں سے کون اطاعت۔ ریاضت۔ عبادت میں سبقت کرنے والی ہے اور کون دنی الحوصلہ پست بن کر پیچھے رہ گئی ہے۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول حضرت ربیع بن انس سے مروی ہے۔

عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ فِي الصَّلٰوةِ فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَكَانُوْا بَنُوْعُذْرَةَ دُوْرُهُمْ قَاصِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا نَبِيْعُ دُوْرَنَا وَنَشْتَرِيْ دُوْرًا قَرِيْبَةً مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى الْاٰيَةَ۔

حضور نے صف اول میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کا اژدحام صف اول کی طرف ہونے لگا اور قبیلہ بنی عذرہ کے لوگ وہ تھے جن کے مکان مسجد نبوی سے بُعد پر تھے۔ انہوں نے کہا ہم اپنے مکان بیچ کر مسجد نبوی کے قریب مکان بنالیں گے تاکہ صف اول کی فضیلت سے محروم نہ رہیں۔

اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر موقوف ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اللہ تعالے اگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو بہ عذر پیچھے رہ گئے انہیں جانتا ہے اس سے کچھ مخفی نہیں ہے۔

ابن ماجہ۔ احمد۔ ترمذی اور حاکم اپنی صحیح میں اور بیہقی اپنی سنن میں طریق ابی الجوزاء سے بروایت ابن عباس راوی ہیں کہ كَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَاْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

ایک خاتون نہایت حسینہ جمیلہ تھیں اور حضور کے پیچھے نماز کو آتی تھیں تو صحابہ میں بعض تو وہ تھے کہ آگے بڑھ کر صف اول میں اس غرض سے مل جاتے تھے کہ انہیں وہ خاتون نظر ہی نہ آسکیں اور بعض وہ تھے کہ صفوف میں پیچھے شرکت کرتے اور جب رکوع میں جاتے تو اپنی بغل کے تلوے سے انہیں دیکھتے رہتے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی کہ پیچھے رہنے والوں کی بدنیت بھی ہمارے علم میں ہے اور آگے بڑھنے والوں کی صفاء قلب بھی ہمارے علم میں ہے۔ ہم پر کچھ مخفی نہیں وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى نیت پر جزاء عمل ہے اور ہر شخص کی جو نیت ہے ویسا ہی اس کا بدلہ ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اور بے شک تمہارا رب۔ انہیں محشور فرمائے گا (بروز قیامت) بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے۔"

یعنی جس حال میں ان کا خاتمہ ہوا ہے اسی کے مطابق ان کا انجام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
اور بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کو بجتی مٹی سے جو ایک خمیر دار گارا تھی۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝
اور جنوں کو پیدا کیا ہم نے اس سے قبل دھکی ہوئی آگ سے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
اور یاد فرمائیں جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں کو میں پیدا کرنے والا ہوں ایک بشر بجنی مٹی خمیر شدہ گارے سے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝
تو جب میں اسے برابر کر لوں اور پھونک دوں اس میں اپنی خاص روح تو گر جانا تم اس کے لیے سجدہ میں۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝
تو سجدہ کیا سب فرشتوں نے جمع ہو کر۔

اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝
مگر شیطان نہ مانا اس نے یہ کہ ہوتا وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔

قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝
فرمایا اے شیطان کیا ہوا تجھے کہ نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
بولا مجھے زیبا نہ تھا کہ بشر کو سجدہ کروں تو نے اسے بنایا بجنی مٹی خمیر کی ہوئی گارے سے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝
ارشاد ہوا نکل جا (جنت سے) تو بیشک مردود ہے۔

وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝
اور بے شک تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دن تک۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝
عرض کرنے لگا میرے رب مجھے مہلت دے اس دن

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک جب اٹھائے جائیں۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

فرمایا بے شک تو مہلت دیے ہوؤں سے ہے۔ وقت مقررہ تک۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

عرض کی اے میرے رب قسم ہے مجھے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں خوشگوار بناؤں گا زمین میں اور بہکاؤں گا سب کو۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

مگر تیرے خاص بندے چنے ہوئے۔

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝

ارشاد ہوا یہ راہ ہے میری سیدھی۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

بے شک میرے بندوں پر تیرا قابو نہ پہنچیگا مگر جو تیری اتباع میں گمراہ ہوں۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور بے شک جہنم ان کا وعدہ ہے سب کا

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

اس کے سات در ہیں ہر در کیلئے ان میں سے ایک حصہ ہے تقسیم کیا ہوا۔

حل لغات تیسرا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک — خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے — الْاِنْسَانَ۔ انسان کو — مِنْ صَلْصَالٍ۔ بجنے والی
مٹی — مِنْ حَمَاٍ۔ کیچڑ — مَّسْنُوْنٍ۔ بدبودار سے — وَالْجَآنَّ۔ اور جن
خَلَقْنٰهُ۔ پیدا کیا ہم نے اس کو — مِنْ قَبْلُ۔ پہلے — مِنْ نَّارِ۔ آگ کے
السَّمُوْمِ۔ شعلہ سے — وَاِذْ۔ اور جب — قَالَ۔ کہا — رَبُّكَ۔ تیرے رب نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں سے — اِنِّيْ۔ بیشک میں — خَالِقٌ۔ پیدا کرنے والا ہوں
بَشَرًا۔ انسان کو — مِنْ صَلْصَالٍ۔ بجنے والی مٹی — مِّنْ حَمَاٍ۔ کیچڑ
مَّسْنُوْنٍ۔ بدبودار سے — فَاِذَا۔ پھر جب — سَوَّيْتُهٗ۔ میں برابر کرلوں اسے
وَنَفَخْتُ۔ اور پھونکوں — فِيْهِ۔ اس میں — مِنْ رُّوْحِيْ۔ اپنی روح — فَقَعُوْا۔ تو گر پڑو
لَهٗ۔ اسکے لیئے — سٰجِدِيْنَ۔ سجدہ کرتے — فَسَجَدَ۔ پھر سجدہ کیا — الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتوں نے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كُلُّهُمْ۔ تمام کے　اَجْمَعُوْنَ۔ تمام نے　اِلَّآ۔ مگر　اِبْلِيْسَ۔ ابلیس نے
اَبٰى۔ انکار کیا　اَنْ۔ یہ کہ　يَّكُوْنَ۔ ہو　مَعَ۔ ساتھ
السّٰجِدِيْنَ۔ سجدہ کرنے والوں کے　قَالَ۔ کہا　يٰٓاِبْلِيْسُ۔ اے ابلیس
مَا لَكَ۔ کیا ہے تجھے　اَلَّا۔ یہ کہ نہ　تَكُوْنَ۔ ہوا تو　مَعَ۔ ساتھ
السّٰجِدِيْنَ۔ سجدہ کرنے والوں کے　قَالَ۔ کہا　لَمْ اَكُنْ۔ نہیں ہوں میں
لِاَسْجُدَ۔ کہ سجدہ کروں　لِبَشَرٍ۔ بشر کو　خَلَقْتَهٗ۔ کہ پیدا کیا تو نے اس کو
مِنْ صَلْصَالٍ۔ بجنے والی مٹی　مِّنْ حَمَاٍ۔ کیچڑ　مَّسْنُوْنٍ۔ بدبودار سے
قَالَ۔ کہا　فَاخْرُجْ۔ نکل جا　مِنْهَا۔ اس سے　فَاِنَّكَ۔ یقیناً تو
رَجِيْمٌ۔ مردود ہے　وَّاِنَّ۔ اور بے شک　عَلَيْكَ۔ تجھ پر　اللَّعْنَةَ۔ لعنت ہے
اِلٰى۔ طرف　يَوْمِ۔ دن　الدِّيْنِ۔ قیامت کے　قَالَ۔ بولا
رَبِّ۔ اے میرے رب　فَاَنْظِرْنِيْٓ۔ مہلت دے مجھے　اِلٰى۔ طرف　يَوْمِ۔ دن کی کہ
يُبْعَثُوْنَ۔ اٹھائے جائیں　قَالَ۔ فرمایا　فَاِنَّكَ۔ یقیناً۔ تو　مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔ مہلت
دیا گیا ہے　اِلٰى۔ طرف　يَوْمِ۔ دن　الْوَقْتِ۔ وقت
الْمَعْلُوْمِ۔ مقرر کے　قَالَ۔ کہا　رَبِّ۔ اے میرے رب　بِمَآ۔ بوجہ اس کے کہ
اَغْوَيْتَنِيْ۔ تو نے گمراہ ٹھہرایا　لَاُزَيِّنَنَّ۔ میں زینت دوں گا　لَهُمْ۔ ان کے لیے　فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ۔ اور میں گمراہ کروں گا ان　اَجْمَعِيْنَ۔ سب کو　اِلَّا۔ مگر
عِبَادَكَ۔ بندے تیرے　مِنْهُمُ۔ ان میں سے　الْمُخْلَصِيْنَ۔ خالص　قَالَ۔ فرمایا
هٰذَا۔ یہ ہے　صِرَاطٌ۔ راہ　عَلَيَّ۔ مجھ پر　مُسْتَقِيْمٌ۔ سیدھی
اِنَّ۔ بیشک　عِبَادِيْ۔ میرے بندے　لَيْسَ۔ نہیں ہے　لَكَ۔ تیرا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر　سُلْطٰنٌ۔ کوئی غلبہ　اِلَّا۔ مگر　مَنِ۔ جس نے
اتَّبَعَكَ۔ پیروی کی تیری　مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ گمراہوں میں سے　وَاِنَّ۔ اور بیشک
جَهَنَّمَ۔ جہنم　لَمَوْعِدُهُمْ۔ وعدہ ہے ان　اَجْمَعِيْنَ۔ سب کا　لَهَا۔ اس کے
سَبْعَةُ۔ سات　اَبْوَابٍ۔ دروازے ہیں　لِكُلِّ۔ ہر ایک　بَابٍ۔ دروازے کا
مِنْهُمْ۔ ان میں سے　جُزْءٌ۔ حصہ ہے　مَّقْسُوْمٌ۔ تقسیم کیا ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ۔ اور بے شک بنایا ہم نے انسان کو بجتی مٹی سیاہ سڑی ہوئی گارے سے"۔

عربی میں صلصال سوکھی ہوئی کیچڑ کی پپڑی کو کہتے ہیں جو بجنے لگتی ہے کما قال الآلوسی۔ مِنْ صَلْصَالٍ اَیْ طِیْنٍ یَابِسٍ یَتَصَلْصَلُ اَیْ یُصَوِّتُ اِذَا نُقِرَ۔ اَخْرَجَہٗ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَۃَ وَنَقَلَہٗ فِی الْوُرُوْدِ الْمُصْنُوْنِ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ وَنَقَلَ عَنْہُ اَبُوْ حَیَّانَ اِنَّہٗ قَالَ هُوَ الطِّیْنُ الْمَخْلُوْطُ بِالرَّمْلِ وہ ریتیلی مٹی ہے۔

مِنْ حَمَإٍ۔ حما اس مٹی کو کہتے ہیں جو پانی کے نیچے بیٹھ کر متغیر اللون ہو کر کالی ہو جاتی ہے۔ جیسے خمیر کی ہوئی یا سڑی مٹی کہتے ہیں۔ حَیْثُ قَالَ الْآلُوْسِیُّ مِنْ حَمَإٍ مِّنْ طِیْنٍ تَغَیَّرَ وَاسْوَدَّ مِنْ مُجَاوَرَۃِ الْمَاءِ۔

مَسْنُوْنٍ۔ قَالَ قَتَادَۃُ وَمَعْمَرٌ اَلْمَسْنُوْنُ الْمُنْتِنُ۔ سڑی ہوئی بدبودار مٹی کو مسنون کہتے ہیں۔

"وَالْجَانَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ اور قوم جن کو پیدا کیا اس سے پہلے بے دھوئیں کی آگ سے"۔

جانّ سے مراد ابو الجن ہے علامہ طبرسی فرماتے ہیں وَهُوَ اِبْلِیْسُ۔ اس سے مراد ابلیس ہے۔ وَرُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَۃَ اِنَّہٗ هُوَ اَبُو الْجِنِّ۔ ابلیس ابو الجن ہے۔ یعنی ابو البشر آدم علیہ السلام ہیں اور ابو الجن ابلیس ہے۔ اس کی تخلیق مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ سے ظاہر فرمائی ہے نار سموم ایسی گرم ہوا کو کہتے ہیں جو ہلاک کر دے۔

ابن عباس فرماتے ہیں وَاَکْثَرُ مَا تَهُبُّ فِی النَّهَارِ وَقَدْ تَهُبُّ لَیْلًا وَسُمِّیَتْ سَمُوْمًا لِاَنَّهَا بِلُطْفِهَا تَنْفُذُ فِیْ مَسَامِ الْبَدَنِ وَمِنْہُ سَمُّ الْقَاتِلِ۔

یہ ہوا اکثر صبح چلتی ہے اور کبھی کبھی شام کو بھی اور سموم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ اتنی لطیف ہوتی ہے کہ مسام بدن میں نفوذ کر جاتی ہے اور اسی سے سم قاتل ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلسَّمُوْمُ نَارٌ لَا دُخَانَ لَهَا وَمِنْهَا تَکُوْنُ الصَّوَاعِقُ۔ سموم وہ آگ ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس میں دھواں نہ ہو اور صواعق محرقہ بھی اسی سے ہیں۔

ایک قول ہے کہ وَالْمَارِجُ مِنَ النَّارِ الْمُفْرِطَۃُ الْحَرَارَۃِ۔ اس سے مراد ہر وہ آگ ہے جس کی حرارت مفرط ہو۔

ایک قول میں حدیث سے یہ تعریف کی گئی کہ اِنَّ النَّارَ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْھَا الْجَانُّ اَشَدُّ حَرَارَۃً مِّنَ النَّارِ الْمَعْھُوْدَۃِ۔ جس آگ سے جن بنائے گئے وہ سخت ترین ہے اس عام آگ سے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَھٰذِہِ النَّارُ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ السَّمُوْمِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْھَا الْجَانُّ وَتَلَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاٰیَۃَ۔

مومن کا خواب مقام نبوت سے سترواں حصہ ہے اور یہ آگ ستر درجہ کم ہے نار سموم سے جس کے ساتھ جن پیدا کئے گئے پھر وَالْجَانَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ تلاوت فرمائی۔

فلاسفہ اگرچہ اپنی مادی نگاہ کے ماتحت وجود جن سے انکار بھی کر چکے ہیں اور بعض نے انہیں اجسام ہوائیہ یا ناریہ بھی مانا۔ لیکن جمہور ارباب ملل واصحاب روحانیات ان کے وجود کے قائل ہیں اور وہ انہیں ارواح سفلیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں مفصل بحث روح المعانی میں دیکھی جائے۔

وَاَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الْاَسْمَاءِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالدَّیْلَمِیُّ وَغَیْرُھُمْ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ مَرْفُوْعًا اَلْجِنُّ ثَلَاثَۃُ اَصْنَافٍ۔

فَصِنْفٌ لَّھُمْ اَجْنِحَۃٌ یَطِیْرُوْنَ فِی الْھَوَاءِ۔

وَصِنْفٌ حَیَّاتٌ وَکِلَابٌ۔

وَصِنْفٌ یَحِلُّوْنَ وَیَظْعَنُوْنَ۔

جن تین قسموں پر ہیں۔

ایک قسم ہے جس کے پر ہیں وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

دوسری قسم سانپ اور کتوں کی شکل میں ہے۔

تیسری قسم اتنی لطیف ہے کہ وہ اجسام انسانی میں چلتے پھرتے ہیں۔

بہر حال قرآن کریم میں سورۂ جن میں ان کا تذکرہ مفصل ہے پھر متعدد مقامات پر اس قوم کا ذکر فرمایا گیا بنابریں ہمیں اس سے انکار کرنے کی مجال نہیں کہ جن کا وجود نہیں لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جن ہیں اور ضرور ہیں فضاء ہوائیہ میں اڑتے ہوں یا سانپ کتے کی شکل میں پھرتے ہوں یا اجسام میں حلول کرتے ہوں۔

علاوہ ازیں کاہنوں کی کیفیت جن احادیث سے ملتی ہے ان میں بھی جنوں کا وجود واضح ہے بنا برایں ہمیں اس مقام پر ان احادیث کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ لسان الجنّہ سے واضح ہوتا ہے۔ علامہ یوسف نبہانی اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں نقل فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔

فصل چہارم۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔

عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن وقاص حاکم قادسیہ کو حکم بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ کو حلوان بھیج دو کہ وہ اطراف عراق فتح کریں۔

چنانچہ حضرت سعد نے تین سو سواروں کے ساتھ حضرت نضلہ کو حلوان بھیج دیا۔ آپ نے وہاں فتح حاصل کی اور وہاں کے غنائم ہمراہ لے کر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک پہاڑ کے قریب شام ہوگئی حضرت نضلہ نے نماز مغرب کے لیے اذان دی۔

جب آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو غیبی آواز آئی کَبَّرْتَ کَبِیْرًا یَا نَضْلَۃُ۔ جب آپ نے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو آواز آئی ہٰذِہٖ کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ جب آپ نے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو آواز آئی ہٰذَا دِیْنٌ صَادِقٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ صَادِقٌ یہی دین سچا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ان کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ انہی کی امت پر دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہا تو آواز آئی کہ اسے خوشخبری ہے جو نماز کی طرف آئے اور اس پر مداومت کرے۔ جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو آواز آئی اس نے فلاح پائی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا جب آخر اذان پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو آواز آئی کَبَّرْتَ کَبِیْرًا پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو آواز آئی یہ کلمہ اخلاص ہے اے نضلہ اللہ نے تجھ پر جہنم حرام کیا۔

حضرت نضلہ فرماتے ہیں کہ اذان سے فارغ ہو کر میں بولا اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے فرشتہ ہے یا جن؟ جب تو نے مجھے آواز سنائی ہے تو اپنی زیارت سے بھی مشرف کر ہم اللہ کے رسول کے وفد میں سے ہیں۔

پھر یکایک وہ پہاڑ چکی کی طرح گھوما اور شق ہوا اور ایک بزرگ سفید ریش پشمینہ پہنے ظاہر ہوئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرماکر بیٹھے ہم نے جواب سلام دے کر پوچھا۔
آپ کون ہیں ؟
فرمایا میں زریب ابن برتملہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی ہوں مجھے اس پہاڑ میں رہنے کا حکم تھا اور اس کی مدت یہ فرمائی گئی ہے کہ جب تک میں آسمان سے نزول نہ کروں تجھے یہیں رہنا ہے اس وقت تک مجھے زندہ رہنے کی دعا بھی فرمائی گئی۔
جب وہ نازل ہوں گے خنزیر قتل کریں گے صلیب توڑیں گے اور نصاریٰ نے جو انہیں ابن اللہ کہا اس سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے۔
پھر اس جن نے پوچھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ؟
میں نے کہا وفات ہو گئی۔
یہ سنتے ہی وہ گریہ کرنے لگے اور دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ انسکھاٹے متواتر سے ریش مبارک تر ہو گئی اس کے بعد انہوں نے پوچھا حضور کے جانشین خلیفہ کون ہیں ؟
میں نے کہا حضرت صدیق ابو بکر تھے رضی اللہ عنہ اور وہ بھی انتقال فرما گئے
اس نے پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ ہیں ؟
میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
یہ سن کر زریب ٹھنڈا سانس لے کر بولے خیر حضور کی زیارت میری قسمت میں نہ تھی۔ اب عہد فاروقی ہے ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دینا اور عرض کرنا حضور ہر کام میں راست روی اور اعتدال اختیار فرمائیں۔ قیامت قریب ہے اس کی علامتیں یہ ہیں جو امت مرحومہ میں عام ہو جائیں گی ان سے اجتناب فرمانا اول علامت یہ ہے کہ۔
مرد مرد آپس میں لواطت یعنی بدفعلی کرنے لگیں گے۔
عورت عورت کے ساتھ چپٹی کھیلے گی۔
نسب بدلنے میں سعی ہو گی۔
اپنے سردار کو چھوڑ کر اغیار کی غلامی اختیار کریں گے۔
بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں چھوٹے بڑوں کا وقار ترک کر دیں۔
امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر ترک ہو جائے۔
علم دین درہم و دنانیر کے عوض بکنے لگے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارش عذاب کی صورت میں برسے۔
اولاد والدین کے رنج کا موجب ہو۔
منبر اونچے اونچے بنائے جائیں۔
قرآن مجید کا اتنا ہی احترام رہ جائے کہ اسے چاندی سونے سے سجایا جائے۔
مساجد ظاہری زیب و زینت سے مزین ہوں مگر نمازی کم ہوں۔
رشوت خوری عام ہو۔
مکان نہایت شاندار بنائے جائیں
ہر ایک نفسانی خواہشات کا متبع ہو جائے۔
دین۔ دنیا کے بدلے بیچا جائے۔
خونریزی عام ہونے لگے۔
رشتہ داروں میں باہمی رنجشیں ہوں۔ صلہ رحمی منقطع ہو جائے۔
فتوے پیسے کے بدلے مستفتی کی مرضی سے لکھے جائیں۔
باہمی قتل و قتال کا نام جہاد ہو جائے۔
اہل علم و فضل، ادنیٰ مالدار و جاہل حکمران کی تعظیم کریں۔
عورتیں گھوڑوں پر سوار ہو کر ہوا خوری کریں۔
یہ باتیں کہتے کہتے وہ نظر سے غائب ہو گئے۔

یہ خبر جب عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ آپ نے حضرت سعد کو لکھا کہ وہ مہاجرین و انصار کو ہمراہ لے کر اس پہاڑ پر جائیں اور ان سے ملاقات کر کے ہمارا سلام انہیں پہنچائیں مجھے حضور نے فرمایا تھا کہ جانب عراق ایک پہاڑ ہے اس میں بعض مردان خدا رہتے ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری سنت کی وصیت فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت سعد چار ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ اس پہاڑ پر تشریف لائے اور چالیس دن پنجگانہ اذان دی مگر ملاقات نہ ہوئی۔

اسی حجۃ اللہ میں بروایت ابن سعد اور ابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل مکہ معظمہ سے حرا کی طرف جا رہے تھے۔ راہ میں مجھ سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا مکہ سے میرا نکلنا اس وجہ سے ہوا کہ مجھ سے میری قوم مخالف ہو گئی ہے۔ اس مخالفت کے چند وجوہ ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول یہ کہ میں نے بتوں کی پوجا سے انکار کیا اور یہ ان کے آبائی معبود تھے۔

دوم یہ کہ دین مذہب ابراہیمی کا پیرو بن کر اس نبی آخرالزمان کے انتظار میں ہوں جو اولاد اسمٰعیل سے عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں گے۔ ان کا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ میں ان کا زمانہ پاؤں لیکن میں ان پر غائبانہ ایمان لا چکا ہوں۔ اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور اس امر پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ اگر تمہاری عمر میں وہ تمہیں ملیں تو ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دینا۔ میں تمہیں ان کی علامات ظاہر کیے دیتا ہوں تاکہ تمہیں ان کے جاننے میں شک وشبہ نہ ہو۔

وہ درمیانہ قد و قامت کے ہوں گے۔

وہ بال بھی درمیانہ درجہ کے رکھتے ہوں گے۔

ان کی چشم سحر آفریں سے سرخ ڈورا ہر وقت نظر آئے گا۔

ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

ان کا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

وہ اسی شہر مکہ میں پیدا ہوں گے۔

وہ اسی شہر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں گے۔

جب ان کی قوم ان کی ہدایت سے برہم ہوگی تو وہ ہجرت فرما کر طیبہ تشریف لے جائیں گے وہاں ان کی نبوت کا اثر زور پر ہوگا اور چند دنوں میں وہ سب پر غالب ہو جائیں گے۔ خبردار انہیں دھوکہ نہ دینا۔ ان پر ایمان لانا۔

وہ آخری نبی ہوں گے ان کا دین آخری دین حق ہوگا ان کے بعد قیامت تک کوئی بھی سچا نبی نہ ہوگا۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ جب بموجب خبر حضرت زید میں نے حضور کو مکہ معظمہ میں دعوت نبوت کرتے دیکھا اور مذکورہ صفات حضور میں پائیں تو میں ایمان لے آیا اور تمام قصہ حضرت زید کا حضور کے سامنے عرض کیا۔ حضور نے ان کے لیے دعاء رحمت فرمائی اور فرمایا میں انہیں جنت میں چلتا پھرتا دیکھتا ہوں ان کے دامنِ قبا دراز ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت آدمی کو جاتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص زمانۂ جاہلیت میں یا تو ہمارے دین پر تھا اور یا پھر کاہن۔ اسے ذرا بلاؤ جب وہ حاضر آیا آپ نے فرمایا۔ "کیا زمانۂ جاہلیت میں تو کاہن تھا"؟

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نے عرض کیا "ہاں"۔
آپ نے فرمایا "اس زمانہ کی تعجب خیز کوئی بات سنا جو تیرا جن لایا ہو"۔
وہ کہنے لگا ایک دن بازار میں میرا جن گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا۔
اَلَمْ تَرَ اِلَی الْجِنِّ وَاِبْلَاسِہَا وَیَاْسِہَا مِنْ بَعْدِ اِنْکَاسِہَا وَلُحُوْقِہَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِہَا۔ کیا نہ دیکھا تو نے جنوں کو اور ان کی حیرت و ناامیدی کو آسمان کی خبریں سننے کے بعد لوٹ کر آنے آسمان سے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سچ ہے۔
میں بھی ایام جاہلیت میں ایک بت کے پاس تھا۔ سو گیا کہ ایک بچھڑا لایا گیا جسے اس بت پر ذبح کیا گیا کہ اچانک ایک آواز آئی جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہ آئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔
یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔
اے خبر پوچھنے والے حیرت زدہ ایک کام ظاہر ہونے والا ہے نجات کا ایک مرد فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر تو۔
اس آواز سے لوگ وحشت زدہ ہو کر بھاگے مگر میں نے کہا میں ہرگز نہ ہٹوں گا جب تک تحقیق نہ کر لوں کہ یہ کون بولنے والا ہے کہ اچانک پھر آواز آئی۔ جو وہی تھی۔
یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔
یہ سن کر میں بھی چل دیا چند ہی دن گذرے کہ عام چرچا شروع ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔
ابوالہیثم بن تیہان قضاعی قبیلہ بنی عبد الاشہل کے حلیف موحد تھے وہ فرماتے ہیں میں نے انسانوں سے ہی نہیں بلکہ جنوں سے بھی حضور کے فضائل سنے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ چاندنی رات میں چلتے چلتے مجھے اونٹنی پر نیند آگئی کہ یک لخت اونٹنی چمکی۔ میں چونک پڑا تو دیکھا مثل ستاروں کے بہت سی آگ جگہ جگہ چمک رہی ہے میں نے ان چنگاریوں کی طرف اونٹنی ہانکی جب میں قریب پہنچا تو وہ چنگاریاں جمع ہو گئیں اور اس کے گرد اگرد میں نے ایسے آدمی دیکھے جو عجیب الخلقت تھے اور ان میں کچھ شور ہو رہا تھا۔ میں خائف ہوا۔ اونٹنی بھی وہاں سے کودی۔ میں اونٹنی سے اترا تو چند نیلگوں رنگ کے آدمی عجیب وغریب حلیہ میں میرے سامنے آئے مجھے ان سے اتنا خوف آیا کہ میں چیخا اور پکارا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان جنوں کے سردار سے کہ ان میں سے چند آدمی مجھے اشارہ سے اپنی طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلانے لگے۔

پھر ان میں سے چند آدمیوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو؟ اور چار آدمی میرے آگے آئے اور سلام علیک کہا۔ پھر بیٹھ گئے ان کی شکلیں بھی ہیبت ناک تھیں وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کہاں کے آدمی ہو؟

میں نے کہا میں قبیلہ بنی غسان سے ہوں یہ قبیلہ بنی قبیلہ کی شاخ ہے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے گھبرا کر کہا کیا میں یہاں جنوں کے حاکم کی امان میں نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا تم کسی سے نہ ڈرو بے شک تم امن میں ہو۔

میں نے کہا میں یمن جانا چاہتا ہوں وہاں ایک کاہن ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے اس لیے کہ ہم لوگ کاہنوں پر یقین رکھتے ہیں۔ آج کاہن کی بجائے میں تم سے ہی مل گیا لہٰذا اب تم بھی مجھے کچھ مستقبل کی خبریں سنا دو۔

انہوں نے آپس میں کچھ باتیں کر کے مجھ سے پوچھا تم کس کے باپ ہو؟

میں نے کہا میں ابو عامر ہوں۔

اس نے ایک مقفی مسجع خوشنما عبارت میں مجھے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور جب میں نے مزید سوالات کیے تو انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کر دیا اور بتایا کہ۔

ان کا رنگ کھلا ہوا ہو گا۔

وہ درمیانہ قد و قامت کے ہوں گے۔

کنکھیوں سے زیادہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

جو انہیں ستائے گا اس سے درگذر فرمائیں گے۔

ان کی چشم مخمور نہایت کشادہ خوشنما ہوں گی۔

ان کے دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت ہو گی۔

وہ آسان اور سیدھا راستہ بتائیں گے۔

وہ خوش نصیب ہے جو ان کی پیروی کرے۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں شب بھر وہیں رہ کر صبح روانہ ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ ابو عامر راہب تو روانہ ہو گئے اور میں قصبتہ الیمامۃ کی نشستگاہ میں بیٹھ گیا کہ ایک آدمی جو وہاں بیٹھا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہوذہ بادشاہ کے پاس تھا کہ دربان نے عرض کیا دمشق کا راہب حاضری کی اجازت چاہتا ہے

ہوذہ نے اجازت دی وہ آگیا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرتے راہب نے کہا آپ کے ملک کے شہر بہت خوبصورت ہیں۔

ہوذہ نے کہا ہاں ہمارے شہر عرب کے لیے موجب فخر و مباہات ہیں۔

راہب بولا تمہارے شہروں میں وہ کونسا شہر ہے جس میں نبی آخر الزمان کی ولادت ہوگی اور وہاں سے ہجرت فرما کر دوسرے شہر میں ہجرت فرما کر اپنے دین کی طرف دعوت عام دیں گے۔

ہوذہ نے کہا اسے یثرب کہتے ہیں وہ ہم سے نزدیک ہے۔

ان کا فرمان مجھے آچکا ہے وہ اپنے دین کی طرف مجھے بلا رہے ہیں مگر میں نے ابھی ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

راہب نے کہا کیوں قبول نہ کیا ؟

ہوذہ بولا محبت سلطنت کی وجہ سے مجھے خوف ہے کہ مجھے اس دین کے قبول کرنے کے بعد میری قوم مجھے معزول نہ کر دے۔

راہب نے کہا اگر تو ان کی اطاعت کر لیتا تو وہ تجھے تیرے تخت پر ہی رکھتے تیری بھلائی ان کی پیروی میں ہے وہ بے شک نبی آخر الزمان ہیں وہ وہ ہیں جن کی تشریف آوری کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انجیل میں ان کے اوصاف مذکور ہیں۔

ہوذہ نے راہب سے پوچھا تم نے ان کی اطاعت کیوں نہ کی ؟

راہب بولا مجھے شراب نوشی کی عادت ہے اور وہ شراب حرام فرمائیں گے۔

ہوذہ نے کہا میرا ارادہ تو ان کی اطاعت کر لینے کا ہے اور میرا ان سے یہی سوال ہوگا کہ مجھے میرے ملک پر بدستور قائم رکھیں اس کا وعدہ مجھ سے ان کے قاصد کر گئے ہیں۔

اس کے بعد ہوذہ نے اپنے منشی کو بلا کر عریضہ لکھوایا اور کچھ ہدایا ساتھ کر کے انہیں حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔

یہ خبر جب رعایا کو ملی وہ بادشاہ سے بگڑی اور معزول کر دینے کی دھمکی دی۔ قاصد ڈر گیا اور روانگی ملتوی کر دی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھ مدت بعد وہ راہب ملک شام آیا تو حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے راہب سے دریافت کیا کہ ہوذہ سے تو نے جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق گفتگو کی تھی وہ صحیح تھی؟

راہب نے کہا ہاں صحیح تھی تجھے چاہئے کہ ان کی پیروی کرے انہوں نے راہب سے یہ سن کر اپنے گھر آکر بارگاہ رسالت میں حاضری کا انتظام کیا اور ایمان لے آیا۔

اسی حجۃ اللہ میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا واقعہ اس طرح ہے۔

کہ جب طائف کا محاصرہ ہوا اور اسے حضور نے فتح کر لیا تو واپسی کے موقعہ پر غیلان بن سلمہ سے ملے۔ اور کہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کام بہت بلند ہو گیا ہے اور گروہ کے گروہ ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

غیلان نے کہا ہاں اب یہ بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟

عروہ فرماتے ہیں میں نے کہا اہل عرب اپنے کو عقلمند سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم نے اس وقت حضور کا اتباع نہ کیا تو ہم سے زیادہ بیوقوف کوئی نہ ہوگا۔

غیلان کہنے لگا عروہ ایسی باتیں تم سے سننا مجھے پسند نہیں۔ تم سردار قوم ہو اگر ایسے خیال ظاہر کرو گے تو تم ہلاک کر دیے جاؤ گے۔

میں نے کہا سچی بات پر اگر جان جاتی ہے تو جائے۔

میں صاف کہتا ہوں کہ حضور کے سچے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ میں نے آج تک کسی سے وہ واقعہ بیان نہیں کیا جو مجھ پر گزر چکا ہے آج تمہیں سناتا ہوں۔

میں بغرض تجارت نجران جا رہا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نہ ظہور ہوا تھا نہ کسی نے حضور کی مخالفت کی تھی۔

اثناء راہ میں قافلہ سے علیحدہ میں ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ کہ دو لڑکیاں میری طرف آتی نظر آئیں۔ حتی کہ وہ میرے پاس بیٹھ گئیں۔ میں نے لیٹے لیٹے آنکھیں بند کر لیں اور ان دونوں لڑکیوں میں گفتگو شروع ہوئی۔

لڑکی:۔ یہ کون شخص ہے۔؟

دوسری:۔ یہ عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم کا سردار ہے جو سب پر غالب ہے اور اتنا سخی ہے کہ اکثر تنگدست رہتا ہے۔

لڑکی:۔ یہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟

دوسری:۔ طائف کے قبیلہ بنی ثقیف سے آیا ہے اور نجران جا رہا ہے جہاں کے لوگ اس کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالف ہیں۔

لڑکی:۔ اس سفر میں اس کی بہتری ہے یا نہیں؟

دوسری:۔ اس پر راستہ آسان ہوگا اور یہ سب پر غلبہ پائے گا۔

لڑکی:۔ آخر انجام کیا ہوگا؟

دوسری:۔ یہ سردار ہی رہے گا اور ایک نبی آخر الزمان کا پیرو بن کر بڑا رتبہ پائے گا۔

لڑکی:۔ وہ نبی کون ہیں اس نے کہا۔

دَاعٍ مُجَابٌ لَہٗ اَمْرٌ عُجَابٌ بِاٰیَتِہٖ مِنَ السَّمَآءِ کِتَابٌ یَبْہَرُ الْاَلْبَابَ وَیَقْہَرُ الْاَرْبَابَ۔

وہ اللہ کی طرف سے اللہ کی طرف ایک بلانے والا ہے جس کی دعوت قبول ہوگی اور امور عجیب اس سے ظاہر ہوں گے آسمان سے اس کے پاس ایک کتاب اترے گی جو اہل عقل کے عقلوں کو روشن کر دے گی اور سرداروں کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکیاں نہ معلوم کہاں گئیں اور میں ایسا سویا کہ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو میں اٹھا۔ طائف گیا اور وہاں سے

جب میں واپس نجران پہنچا تو بڑے پادری سے ملا جو میرا دوست تھا۔ اس نے بھی مجھ سے کہا عروہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا ہے جو تمہارے حرم مکہ سے ظہور فرما کر حق کی راہنمائی کریں گے۔

یہ سن کر میں نے راہب سے کہا تمہاری اس میں کیا رائے ہے؟

راہب نے کہا قسم مسیح کی بے شک وہ سچے نبی ہیں سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کسی نبی کا ظہور نہ ہوگا اگر تمہارے زمانہ میں وہ تشریف لے آئیں تو تم ضرور ان کی پیروی کر لینا اس میں تمہاری نجات ہے۔

یہ سن کر میں نے اس راز کو بھی مخفی رکھا اور راہب کو تاکید کر دی کہ وہ بھی کسی پر اس امر کا اظہار نہ کرے۔

آخر میں نے دیکھا کہ قبیلہ بنی ثقیف کا تشدد حضور کی مخالفت میں بڑھ گیا اور میں خود بھی انہیں میں تھا۔ آخر شب میں بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور ایمان کامل سے مشرف ہوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب و غریب قصہ حجۃ اللہ میں مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور کی معیت میں ایک روز میں مدینہ طیبہ سے باہر گیا کہ اچانک ایک ضعیف العمر لکڑی ٹیکتا آیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور نے اس کی چال سے اندازہ فرما کر بتایا کہ اس بڈھے کی چال تو جنوں کی سی ہے اتنے میں وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔

اس نے حضور سے گفتگو شروع کی تو حضور نے فرمایا تیرا طرز تکلم تو جنوں کا سا ہے۔

اس نے عرض کیا حضور میرا نام ہامہ ہے اور میرے باپ کا نام ہام تھا اور ہام لاقیس کا بیٹا تھا اور لاقیس ابلیس کا بیٹا تھا۔

حضور نے فرمایا تو تم میں اور ابلیس میں دو ہی پشت ہیں۔؟

عرض کیا بے شک

حضور نے فرمایا تیری عمر کتنی ہے ہامہ؟

حضور میں طویل زمانے دیکھ چکا ہوں۔ قابیل نے جب حضرت ہابیل کو قتل کیا تھا میں اس وقت چند سال کا تھا اور اکثر ٹیلوں پر چڑھ کر شکار کرتا آئندہ و رونده کو خرابی میں ڈالتا تھا۔

حضور: تو برے کام میں رہتا تھا۔

ہامہ: پھر حضور میں حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لایا اور جب آپ نے اپنی قوم کے لیے بد دعا فرمائی تو میں نے حضرت نوح علیہ السلام پر اظہار ناراضگی کیا آپ اس سے نادم ہو کر رونے لگے حتی کہ میں بھی رو پڑا۔

پھر حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی ان کے بد دعا کرنے پر میرا ایسا ہی معاملہ ہوا۔

پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان پر ایمان لایا اور جب انہیں آتش نمرود میں ڈالا گیا میں ان کے ساتھ تھا۔

اسی طرح جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو میں ان سے پہلے کنوئیں میں اتر گیا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہا۔

پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر ایمان لایا انہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر تو زمانہ خاتم الانبیاء کا پائے تو میرا سلام عرض کرنا

حضرت انس فرماتے ہیں یہ سب سن کر جواب سلام پر حضور نے عَلَیْکَ وَعَلَیْہِ یَا ہَامَہ فرما کر ارشاد فرمایا ہامہ اب اپنا مدعا کہو۔

ہامہ نے عرض کیا حضور موسیٰ علیہ السلام نے مجھے توریت پڑھائی تھی اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عیسٰی علیہ السلام نے انجیل پڑھائی۔

اب میری آرزو ہے کہ حضور مجھے قرآن کریم پڑھائیں

چنانچہ حضور نے ہامہ کو سورۂ واقعہ۔ عم یتساءلون۔ اذا الشمس کورت۔ قل یا ایہا الکافرون۔ سورۂ اخلاص۔ فلق۔ ناس۔ سکھا کر رخصت کیا

اس کے بعد اس کے انتقال کی خبر حضور سے ہم نے نہیں سنی۔ میرا گمان ہے کہ ابھی تک وہ زندہ ہوں گے۔

بتوں سے بھی جنوں کی آوازیں ان کے پجاریوں نے سنیں۔

خصائص کبرٰی سے علامہ نبہانی نقل فرماتے ہیں کہ راشد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بت جس کا نام سواع تھا۔ مقام معلاۃ میں چند قبائل کا معبود بنا ہوا تھا۔

ان میں سے قبیلہ بنی ظفرہ نے میرے ہاتھ سواع کے لیے بھینٹ بھیجی میں صبح کے وقت اس بت کے پاس پہنچا کہ اس کے جوف سے میں نے یہ آواز سنی۔

اَلْعَجَبُ کُلَّ الْعَجَبِ مِنْ خُرُوْجِ نَبِیٍّ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یُحَرِّمُ الزِّنَا وَالرِّبٰوا وَالذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَحُرِسَتِ السَّمَآءُ وَرُمِیْنَا بِالشُّھُبِ۔

انتہائی تعجب ہے کہ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی کے ظہور پر جو زنا اور بیاج کو حرام کرے گا۔ اور ذبح للاصنام ممنوع قرار دے گا اور روک دیا گیا آسمانوں سے خبریں سننا اور ہم پر شعلے پھینکے گئے۔

میں یہ آواز سن کر متحیر تھا کہ دوسرے بت سے جس کا نام ضمار تھا آواز آئی۔

تُرِكَ الضِّمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ وَخَرَجَ اَحْمَدُ نَبِیٌّ يُّصَلِّى الصَّلٰوةَ وَيَاْمُرُ بِالزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْبِرِّ وَالصِّلَةِ لِلْاَرْحَامِ۔

ضمار ترک کر دیا گیا جو پوجا جاتا تھا اور ظاہر ہو گئے احمد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نماز پڑھاتے اور زکوٰۃ دلاتے اور روزہ رکھاتے ہیں اور بھلائی، اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

کہ اتنے میں تیسرے بت سے یہ آواز آئی۔

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰی۔ بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُّهْتَدٰی۔ نَبِیٌّ يُّخْبِرُكُمْ بِمَا سَبَقَ وَمَا يَكُوْنُ غَدًا۔

نبوت و ہدایت کے جو مالک ہیں۔ بعد ابن مریم قریش سے ہدایت دیتے ہیں وہ نبی وہ ہیں جو خبر دیتے ہیں گذشتہ کی اور جو کل ہونے والا ہے اس کی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راشد فرماتے ہیں میں نے سواع بت کو دیکھا کہ اس کے گرد جو بھینٹ کا گوشت پڑا ہوا تھا اسے لومڑیاں کھا رہی تھیں اور سواع کو چاٹتے چاٹتے اس پر چڑھیں اور پیشاب کرنے لگیں میں نے برجستہ اسی وقت یہ شعر کہا ؎

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاْسِہٖ لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں موتیں۔ بے شک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتیں آخرش یہ حال دیکھ کر میں مدینہ منورہ گیا اور شرف اسلام سے مشرف ہوا۔

اس کے بعد میں نے حضور سے ایک قطعہ زمین طلب کی حضور نے عطا فرمائی اور ایک برتن میں پانی بھر کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر مجھے عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اس پانی کو اس زمین پر چھڑک دے تیری ضرورت پوری ہوگی اور اس سے ایک چشمہ نکلے گا اسے اپنی ضرورت میں خرچ کرنا اور زائد سے لوگوں کو نہ روکنا۔

چنانچہ اس زمین سے ایسا چشمہ ابلا کہ تمام زمین میں خرما لگا کر خوب پھلے پھولے اس چشمہ کا نام آج تک ماء الرسول ہے اس سے جو بیمار غسل کرتے ہیں شفایاب ہوتے ہیں۔

اور بروایت حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیاں چرا رہا تھا کہ ایک شخص سپید پوش شتر مرغ پر سوار نمودار ہوا اور مجھ سے کہنے لگا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی السَّمَاءِ قَدْ تَعِبَ حُرَّاسُہَا وَاِنَّ الْحَرْبَ قَدْ حَرَّقَتْ اَنْفَاسَہَا
وَاِنَّ الْخَیْلَ قَدْ وُضِعَتْ اَحْلَاسُہَا وَاِنَّ الَّذِیْ نَزَلَ عَلَیْہِ الْبِرُّ وَالتَّقْوٰی
صَاحِبُ النَّاقَۃِ الْقَصْوٰی

کیا تو نے نہ دیکھا آسمان کی طرف کہ رنج و تعب ہے آسمان سے خبریں اڑا کر لانے والوں کو اور خانہ جنگیوں سے جانیں جل گئیں اور گھوڑوں کے پالان اتر گئے اور بے شک وہ ہستی جس پر احسان اور پرہیزگاری کا نزول ہوا وہ قصوٰی اونٹنی والا ہے۔

یہ سن کر میں گھبرایا ہوا اپنے بت کے پاس آیا جسے ضمار کہتے تھے اور میں نے اسے چوما۔ سجدہ کیا کہ ناگاہ اس میں سے یہ آواز آنے لگی۔

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَیْمٍ کُلِّہَا اُوْدِیَ ضِمَارُ وَعَاشَ اَہْلُ الْمَسْجِدِ
اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْہُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّہْتَدِیْ
اُوْدِیَ ضِمَارُ کَانَ یُعْبَدُ مَرَّۃً قَبْلَ الْکِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٖ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنی سلیم کے تمام قبائل کو کہہ دے۔ ضمار مارا گیا مسجدیں آباد ہو گئیں۔
نبوت و ہدایت کے وارث تشریف لے آئے۔ بعد ابن مریم قریش میں ہدایت دینے
ضمار خطرہ میں ہے جو پوجا جارہا تھا کتاب اللہ سے قبل جسے نبی آخر الزمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
لائے۔

فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے ضمار توڑ دیا اور اپنی قوم بنی حارثہ کو ساتھ لے کر حضور سید الکل فی الکل کی خدمت میں پہنچا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا حضور نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا عباس کس چیز نے تمہیں اسلام کی طرف مائل کیا؟

میں نے واقعہ گذشتہ سنا دیا۔ حضور نے تصدیق سنائی اور مجھے داخل اسلام کیا۔

حضرت مازن قصہ یہ فرماتے ہیں کہ عمان کے قریب بادر نامی بت کا میں پجاری تھا۔ ایک دن اس کی بھینٹ کے لیے بکرا ذبح کر رہا تھا کہ اس میں سے یہ آواز آنے لگی۔

یَا مَازِنُ اِسْمَعْ تُسَرُّ۔ ظُهُوْرُ خَیْرِ الْبَشَرِ۔ بُعِثَ نَبِیٌّ مِّنْ مُّضَرٍ۔ یَدِیْنُ بِدِیْنِ اللّٰهِ بَرْ فَدَعْ نَحِیْتًا مِّنْ حَجَرٍ۔ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرٍ

اے مازن سن اور خوش ہو خیر البشر کے ظہور سے۔ بنی مضر سے نبی کا ظہور ہو گیا۔ دین الٰہی لے کر بھلائی اور احسان کر رہا ہے تو اب چھوڑ دے گھڑے ہوئے پتھروں کو نجات پا جائے جہنم کی آگ سے

حضرت مازن فرماتے ہیں کہ اس آواز سے میں متحیر خوفزدہ تھا کہ پھر اس میں سے آواز آنے لگی۔

اَقْبِلْ اِلَیَّ اَقْبِلْ۔ تَسْتَمِعُ مَا لَا تَجْهَلُ۔ هٰذَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ جَاءَ الْحَقُّ فَنَزَلَ۔

دیکھ دیکھ میری طرف اور سن جہالت نہ کر یہ نبی مرسل آئے ہیں حق کی طرف سے نازل ہوئے ہیں

مختصر یہ کہ حجاز سے آنے والوں کی زبانی سنا کہ وہاں نبی مرسل احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ سب کو اللہ واحد قہار کے احکام سناتے ہیں۔ بس میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خدمت عالی میں پہنچا اور جاتے ہوئے اس بت کے ٹکڑے کر دیے۔ حضور سے سب قصہ عرض کیا اور یہ اشعار میں نے سنائے۔

كَسَرْتُ بَادِرًا جُذَاذًا وَكَانَ لَنَا	رَبًّا نَطِيفُ بِهِ ضِلًّا بِتَضْلَالِ
بِالْهَاشِمِيِّ هُدِيْنَا مِنْ ضَلَالَتِنَا	وَلَمْ يَكُنْ دِيْنُهُ شَيْئًا عَلٰى بَالِ
يَا رَاكِبًا بَلِّغَنْ عَمْرًا وَاِخْوَتَهَا	اِنِّیْ لِمَا قَالَ رَبِّیْ بَادِرٌ قَالِ

میں نے بادر کے ٹکڑے کر ڈالے ہیں جو میرا رب بنا ہوا تھا اور میں اس کا ہمیشہ طواف کرتا تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے ہاشمی سرکار تم نے ہدایت فرمائی میری گمراہیوں سے اور نہ رہا وہ دین میری نظر میں جس پر میرا ایمان و یقین تھا۔

اے جانے والے سوار عمرو اور اس کے بھائیوں کو یہ خبر دے دے میں نے جو کچھ کیا باد رکے حکم سے ہی کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے اسلام قبول کیا اور اس بارگاہ میں اپنے عیب ظاہر کئے چنانچہ میں نے عرض کیا حضور میں گانے بجانے کا شوقین ہوں۔ شراب خوری کی مجھے عادت ہے۔ زنا کاری کا مجھ میں عیب ہے قحط سالی نے مجھے مفلس قلاش کر دیا ہے۔ میرا تمام کنبہ تباہ ہو چکا ہے۔ میری اولاد کوئی نہیں ہے۔ اب سوالی ہوں کہ اللہ مجھ سے میرے عیب دور فرما دے اور اولاد بھی عطا فرمائے اور شرم وحیا بھی دے۔

آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْهُ بِالطَّرَبِ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ وَبِالْحَرَامِ الْحَلَالَ وَبِالْخَمْرِ رِيًّا لَا اِثْمَ فِيْهِ وَبِالْعَهْرِ الْعِفَّةَ وَاٰتِهٖ بِالْحَيَاءِ وَهَبْ لَهٗ وَلَدًا۔

الٰہی اس کے گانے بجانے کو قراءت قرآن سے بدل دے اور حرام کاری کی بجائے حلال کی توفیق عطا فرما اور شراب کی جگہ اسے تروتازگی بخش جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بجائے زنا کے اسے عفت اور پارسائی دے اور حیا عطا فرما اور اولاد صالح نصیب کر۔

اس دعا کی برکت سے میرے سب عیب جاتے رہے اور کئی حج کیے۔ قرآن کریم یاد کیا اور چار عورتیں میرے نکاح میں آئیں میرے ارد گرد تک کی سب آبادیاں سرسبز اور شاداب ہوئیں اور حسان جیسا نیک بیٹا عطا فرمایا۔ انتہی مختصراً۔

بحث اجنہ کے ماتحت منقول میں مضمون طویل ہو گیا پھر یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم فرما چکا ہو اس کے وجود کا انکار بھی دیر پا ہو۔

فلاسفہ قدیم بھی انکار کرتے کرتے آخر اجسام ہوائیہ کی صورت میں مان کر ہی رہے۔

آج تک فلاسفہ جدید بھی منکر رہے لیکن اب تو فرانسیسی ڈاکٹر نہ صرف مان رہا ہے بلکہ دکھانے کا بھی دعویدار ہے۔

اور عربی کی لغات میں ایک لطافت بھی ایسی ہے کہ اس کے اعتبار سے جن کا نظر سے مخفی ہونا لازم ہو جاتا ہے یہ مسلمہ اصول ہے کہ جس لغت کے اول جیم اور اس کا مابعد نون ہو وہ اسی چیز کا نام

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا جو مخفی عن البصر ہو۔ مثلاً

جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو رحم مادر میں مخفی ہو۔

جنان اس باغ کو کہا جائے گا جو دیواروں سے مخفی ہو۔ یا جنان دل کو کہا جائے گا جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔

جنت وہ باغیچہ کہلائے گا جسے دیواریں مخفی رکھیں۔

جن وہ مخلوق ہے جو آنکھ سے نظر نہ آئے۔

جنون وہ مرض ہے جس کا سدّہ نبض کے ذریعہ بھی محسوس نہ ہو۔

جُنّہ اس ڈھال کو کہتے ہیں جس سے اپنے کو حملہ سے محفوظ کر سکے۔

بہر حال لطیفہ زبان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جن ایسی ناری مخلوق ہے جس کو نظر دیکھنے سے قاصر ہے۔

ایسے ہی ف ر۔ جس لغت کے اول میں ہو وہ اس چیز کے لیے استعمال ہوگا جو کو دنے والا بھاگنے والا ہو جیسے فرس گھوڑا۔ فرار۔ پارہ۔ فراست۔ پرواز عقل۔ وقس علی ہذا

یہ بحث مانحن فیہ میں طویل کرنے سے اصل مقصد کو فوت کرنے والا ہے۔ اس لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب آگے تفسیر آیت کی طرف ملتفت ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ اور یاد فرمائیں) جب آپ کے رب نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے جو خمیر شدہ سیاہ گارا ہوگی تو جب میں برابر کر لوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح سے تو گر جانا تم اس کے لیے سجدہ میں۔ تو سجدہ کیا تمام فرشتوں نے مگر ابلیس نے کہ انکار کیا اس سے کہ ہو وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔"

نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے معنی حیات عطا کرنے کے ہیں۔

فَقَعُوْا لَهٗ۔ یعنی اس کی تعظیم و تکریم کے لیے سٰجدین۔ سجدہ کرنا۔ آلوسی فرماتے ہیں

اَمَرَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی وَجْهِ التَّحِیَّةِ وَالتَّعْظِیْمِ اَوْ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِمَنْزِلَةِ الْقِبْلَةِ۔

اللہ تعالے نے ملائکہ کو سجدہ کا آدم علیہ السلام کے لیے جو حکم دیا وہ تحیت و تعظیم آدم کے لیے تھا یا سجدہ اللہ تعالے کے لیے تھا اور آدم بمنزلہ قبلہ تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علاوہ بریں یہ بحث ہم اول مفصل کر چکے ہیں جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ سجدۂ تحیت وتعظیم شرائع آدم ویوسف علیہما السلام میں غیر اللہ کے لیے جائز تھا اور سجدۂ عبودیت صرف اللہ تعالے کے لیے تھا لیکن شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدۂ تعظیم بھی غیر اللہ کے لیے حرام ہوگیا بنا بریں اب سجدہ کسی قسم کا بھی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

اور یہ سجدہ بصورت انحنا تھا جو بعض نے لکھا وہ صحیح نہیں اس لیے کہ ملائکہ مامور بالسجدہ تھے۔ اس لیے کہ حکم فقعوا ہوا اور قعوا بمعنی سقوط ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مجرد انحناء سے تعمیل حکم نہیں ہوئی بلکہ سجدہ ہی کیا گیا۔

كَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ۔ وَفِيْ اَمْرِهِمْ بِالْوُقُوْعِ اَيِ السُّقُوْطِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ لَيْسَ الْمَامُوْرُ بِهٖ مُجَرَّدُ الْاِنْحِنَاءِ كَمَا قِيْلَ بَلِ السُّجُوْدُ بِالْمَعْنَى الْمُتَبَادِرِ۔ چنانچہ ارشاد ہے

"فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ"۔ بِحَيْثُ لَمْ يَتَاَخَّرْ فِيْ ذٰلِكَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ اَحَدٍ بَلْ اَوْقَعُوا الْفِعْلَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ۔

یہ سجدہ ایسی حیثیت میں ہوا کہ ملائکہ میں سے ایک بھی مقدم مؤخر نہ رہا بلکہ سب نے اجتماعی سجدہ بیک وقت کیا سوا ابلیس کے اس نے خود بینی کی اور ملائکہ کے ساتھ سجدہ میں نہ گرا۔

اور اِلَّآ اِبْلِيْسَ میں استثناء منفصل ہے اس لیے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا بلکہ وہ جن تھا اسے یہاں تغلیباً بیان فرمایا گیا۔

حَيْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتِثْنَاءٌ مُّتَّصِلٌ لِاَنَّهٗ كَانَ جِنِّيًّا مُّفْرَدًا مَّغْمُوْرًا بِالْاُلُوْفِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ نَعُدُّهٗ مِنْهُمْ تَغْلِيْبًا۔

اور قرآن کریم میں اسے قوم جن سے ہی بتایا گیا كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ۔ آگے ارشاد ہے۔

"قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ فرمایا (اللہ تعالے نے) اے ابلیس کیا ہوا تجھے کہ نہ ہوا تو سجدہ والوں کے ساتھ۔ بولا مجھ سے زیبا نہ تھا کہ میں بشر کو سجدہ کرتا جسے تو نے بنایا بجتی مٹی سے جو سیاہ خمیر شدہ گارے سے تھی۔ فرمایا نکل جا تو اس (جنت) سے کہ تو مردود ہے اور بیشک تجھ پر لعنت ہے قیامت تک"۔

یعنی اللہ تعالے کی طرف سے امتثال امر نہ کرنے پر اس سے مطالبہ ہوا تو نے سجدہ کیوں نہ کیا تو اس نے جواب دیا میں بشر کو جو جسم کثیف رکھتا ہے کس طرح سجدہ کرتا باآنکہ میں جسم ناری سے ہوں۔ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

گستاخانہ جواب پر اسے جنت سے نکال دیا گیا اور طوق لعنت ڈال دیا گیا جو قیامت تک رہے گا۔ اس کے بعد بروز قیامت ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا ہو گا جس سے کبھی خلاصی نہ ہو گی یہ فیصلہ پا کر شیطان عرض کرنے لگا۔

"قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ۔ بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک جب سب اٹھائے جائیں"۔

یعنی قیامت تک اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دنیا کی زندگی میں قیامت تک زندہ رہے اس لیے کہ قیامت کے بعد تو کوئی نہ مرے گا اور قیامت تک کی اس نے مہلت مانگ لی۔ چنانچہ اس کی عرض قبول ہوئی اور ارشاد ہوا۔

"قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ فرمایا تو مہلت دیا گیا ہے وقت مقرر تک"۔

وقت مقررہ وہ نفخۂ اولی ہے جس میں تمام مخلوق مرجائے گی اور شیطان بھی نفخۂ اولی سے نفخۂ ثانیہ تک ضرور مرے گا اور یہ مدت نفخۂ اول سے ثانیہ تک چالیس سال ہے اور اسے یہ مہلت دینا بھی اس کی شقاوت کی حد ہے نہ کہ اکراماً اس مہلت کی وجہ میں اس پر عذاب بھی شدید ہو گا۔

آلوسی فرماتے ہیں یَمُوْتُ عِنْدَ النَّفْخَۃِ الْاُوْلٰی وَبَیْنَہَا وَبَیْنَ نَفْخَۃِ الثَّانِیَۃِ الَّتِیْ یَقُوْمُ فِیْہَا الْخَلْقُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔

اور احنف بن قیس علیہ الرحمۃ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ اُرِیْدُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ فَاِذَا اَنَا بِحَلْقَۃٍ عَظِیْمَۃٍ وَکَعْبُ الْاَحْبَارِ فِیْہَا یُحَدِّثُ وَ ھُوَ یَقُوْلُ لَمَّا حَضَرَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْوَفَاۃُ قَالَ یَا رَبِّ سَیَشْمَتُ بِیْ عَدُوِّیْ اِبْلِیْسُ اِذَا رَاٰنِیْ مَیِّتًا وَھُوَ مُنْظَرٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَاُجِیْبَ اَنْ یَا اٰدَمُ اِنَّکَ سَتُرَدُّ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیُؤَخَّرُ اللَّعِیْنُ اِلَی الْمُنْظَرَۃِ لِیَذُوْقَ اَلَمَ الْمَوْتِ بِعَدَدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔

حضرت احنف فرماتے ہیں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضری کی غرض سے مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک جم غفیر دیکھا جس میں حضرت کعب احبار تقریر فرما رہے تھے آپ اس وقت بیان کر رہے تھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب میرا دشمن شیطان طعنہ دیگا جب وہ مجھے میت دیکھے گا اور وہ مہلت دیدیا گیا ہے قیامت تک کے لیے تو انہیں جناب باری کی طرف سے جواب ملا اے آدم آپ کو تو ہم جنت میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس لا رہے ہیں اور اس لعین کو اس کی مہلت میں چھوڑ رہے ہیں تاکہ وہ اولین و آخرین کا الم موت کا عذاب چکھے۔

ثُمَّ قَالَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ صِفْ لِي كَيْفَ تُذِيقُهُ الْمَوْتَ فَلَمَّا وَصَفَهُ قَالَ يَا رَبِّ حَسْبِي فَضَجَّ النَّاسُ وَقَالُوا يَا أَبَا إِسْحٰقَ كَيْفَ ذَالِكَ۔

پھر ملک الموت سے آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے بیان کر تو کس طرح اسے موت کا ذائقہ دیگا جب ملک الموت نے اس کی تفصیل بیان کر دی تو آپ نے عرض کی اے میرے رب اب مجھے کافی ہے۔ تو لوگ چیخ پڑے اور کہنے لگے اے ابو اسحق یہ کیسے ہو گا۔

تو آدم علیہ السلام نے اس کی تفصیل بیان کرنے سے انکار فرمایا تو لوگوں نے الحاح و عجز سے پوچھا آپ نے فرمایا اللہ تعالے ملک الموت کو فرمائے گا نفخۃ الاولی کے بعد کہ میں نے تجھے تمام اہل سموات وارضین کی موت عطا کی اور آج میں تجھے لباس غضب وغصہ سے ملبوس کرتا ہوں تو اب نکل میرے غضب کے ساتھ میرے ردّ کیے ہوئے ابلیس کی طرف اور اسے ذائقہ موت دے۔ اور ڈال اس پر اولین و آخرین کی تلخیاں اور ہوں گے تیرے ساتھ ستر ہزار اژدھے جو غیظ و غضب میں بھرے ہوں پھر اس کی روح خبیث ستر ہزار کتوں کے قبضہ میں ہو۔ پھر مالک جہنم کو آواز پڑے کہ وہ جہنم کا دروازہ کھولے پھر اس پر فرشتہ ایسی صورت میں آئے کہ اگر اسے آسمان والے یا زمین والے دیکھ لیں تو مر جائیں اور اس کے ہول اور دہشت کی برداشت نہ کریں۔

پھر حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے کہا جائے آج اپنے دشمن کا حال دیکھ لو تو وہ عرض کریں الہی تو نے اپنی نعمتیں ہم پر پوری کر دیں۔ روح المعانی۔ اس کے بعد ارشاد ہے

" قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي۔ شیطان بولا اے میرے رب تو نے مجھے جس وجہ میں گمراہ کیا مجھے قسم ہے کہ اسے زمین میں خوشگوار زندگی جچا کر ضرور انہیں گمراہ کروں گا مگر جو تیرے بندے ان میں سے چنے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ راستہ میری طرف سیدھا ہے بے شک میرے بندوں پہ تجھے کچھ قابو نہیں مگر جو تیری پیروی کریں وہ گمراہوں سے ہیں اور بیشک جہنم ان کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے"۔

لَأُزَيِّنَنَّ میں لام قسمیہ ہے یعنی مجھے قسم ہے کہ میں ذریت آدم علیہ السلام کی نظر میں دنیا کی زینت جچا کر سب کو گمراہی کی طرف مائل کروں گا۔ سوا ان کے جو تیری توحید و عبادت کے لیے برگزیدہ ہیں ان پہ میرا مکر و کید کارگر نہ ہو گا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قَالَ هٰذَا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا یہ میرا راستہ حق ہے سیدھا ہے اس میں انحراف کی گنجائش نہیں۔

اِنَّ عِبَادِیْ بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ اگر وہ ایماندار ہیں

اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ مگر وہ جو تیرے پیرو ہو کر گمراہ ہو جائیں اور تیری اتباع کی طرف جھک جائیں تو ان کے لیے۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ۔ بے شک جہنم ان کا وعدہ ہے جہاں ابلیس کا مقام ہے وہاں ہی وہ بھی جائیں گے۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ۔ اس کے سات دروازے ہیں جس سے ہر ایک اپنے اپنے جرم کے مطابق جائے گا۔ كَمَا رَوٰی عِكْرِمَةُ وَقَتَادَةُ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْبَعْثِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ اَنَّهُ قَالَ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعَةٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَيُمْلَاُ الْاَوَّلُ ثُمَّ الثَّانِيْ ثُمَّ الثَّالِثُ حَتّٰى تُمْلَاَ كُلُّهَا۔

جہنم کے سات دروازے ایک پر ایک ہے تو پہلا جب پر ہو جائے تو پھر دوسرا پھر تیسرا حتی کہ تمام جہنم بھر جائے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اِنَّهَا جَهَنَّمُ۔ وَالسَّعِيْرُ وَاللَّظٰى وَالْحُطَمَةُ۔ وَالسَّقَرُ وَالْجَحِيْمُ وَالْهَاوِيَةُ وَهِيَ اَسْفَلُهَا۔ وہ دروازے سات ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ جہنم۔ سَعیر۔ لَظٰی۔ حطمہ۔ سَقر۔ جحیم۔ ہاویہ۔ اور یہ جہنم کا نیچے والا دروازہ ہے۔

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ ہر دروازہ ہر جماعت کے لیے مقرر ہے جس فریق کے جرم کے قابل جو ہے اسے اس سے داخل کیا جائے گا۔

۱:۔ فَبَابٌ لِلْمُوَحِّدِيْنَ الْعُصَاةِ۔ ایک دروازہ نافرمان موحدین کے لیے ہے۔

۲:۔ وَبَابٌ لِلْيَهُوْدِ۔ ایک دروازہ یہودیوں کے لیے جنہوں نے حضرت عزیر کو ابن اللہ کہا۔

۳:۔ وَبَابٌ لِلنَّصَارٰى۔ ایک دروازہ نصارے کے لیے ہے جنہوں نے مسیح ابن مریم کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا۔

۴:۔ وَبَابٌ لِلصَّابِئِيْنَ۔ ایک دروازہ صابیوں کے لیے ہے جو دین اسلام سے منحرف ہو کر نیا دین گھڑتے ہیں۔

۵:۔ وَبَابٌ لِلْمَجُوْسِ۔ ایک دروازہ مجوس آتش پرستوں کے لیے ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۶:- وَبَابٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ ایک دروازہ بت پرست مشرکوں کے لیے ہو۔
۷:- وَبَابٌ لِلْمُنَافِقِيْنَ۔ ایک دروازہ منافقوں کے لیے ہو

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ حجر پ ۱۴

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ؕ	بے شک پرہیزگار باغوں میں اور چشموں میں ہیں۔
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ؕ	ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امن میں۔
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ؕ	اور کھینچ لیے ہم نے جو کچھ ان کے سینوں میں کینے تھے آپس میں بھائی بھائی تختوں پر روبرو۔
لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ؕ	نہ پہنچے انہیں اس میں کچھ تکلیف اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں۔
نَبِّئْ عِبَادِيْۤ اَنِّيْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؕ	خبر دو میرے بندوں کو کہ میں بے شک بخشنے والا مہربان ہوں
وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ؕ	اور بے شک میرا عذاب دردناک ہے۔
وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ	اور سناؤ انہیں حال مہمانان ابراہیم کا۔
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا	جب وہ داخل ہوئے اس کے پاس تو بولے سلام
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ؕ	فرمایا میں تم سے خائف ہوں۔
قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ؕ	وہ بولے نہ خوف کرو ہم آپ کو ایک لڑکے علم والے کی بشارت دیتے ہیں۔
قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ؕ	فرمایا تم مجھے بشارت دیتے ہو اس پر کہ مجھے پیری آ چکی ہے اب کیا بشارت دیتے ہو
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ	بولے ہم بشارت دیتے ہیں آپ کو حق کی تو نہ ہوں آپ نا امید
قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ	فرمایا کون نا امید ہے رحمت رب سے مگر گمراہ
قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ؕ	فرمایا تو تمہارا کام کیا ہے اے بھیجے ہوئے فرشتو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

بولے ہم بھیجے گئے ہیں قوم مجرمین کی طرف۔ مگر آل لوط انہیں ہم سب کو بچالیں گے تمام کو مگر ان کی بیوی کے لیے ہم لازم کر چکے ہیں وہ پیچھے رہ جانے والی ہے۔

حل لغات چوتھا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

اِنَّ۔ بے شک	اَلْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگار لوگ ہوں گے		فِيْ۔ بیچ
جَنّٰتٍ۔ باغوں	وَّعُيُوْنٍ اور چشموں ہیں		اُدْخُلُوْهَا۔ داخل ہو جا اس میں
بِسَلٰمٍ۔ سلامتی سے	اٰمِنِيْنَ۔ امن والے		وَنَزَعْنَا۔ اور کھینچ لیا ہم نے
مَا۔ جو کچھ	فِيْ صُدُوْرِهِمْ۔ ان کے سینوں میں ہے		مِنْ غِلٍّ۔ کینہ سے
اِخْوَانًا۔ بھائی بھائی	عَلٰى۔ اوپر	سُرُرٍ۔ تختوں کے	مُتَقٰبِلِيْنَ۔ روبرو
لَا يَمَسُّهُمْ۔ نہیں پہنچے گی ان کو		فِيْهَا۔ اس میں	نَصَبٌ۔ کوئی تکلیف
وَمَا۔ اور نہ	هُمْ۔ وہ	مِنْهَا۔ اس سے	بِمُخْرَجِيْنَ۔ نکالے جائیں گے
نَبِّئْ۔ خبر دو	عِبَادِيْ۔ میرے بندوں کو	اَنِّيْ۔ کہ بے شک میں	اَنَا۔ میں ہی
الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا	الرَّحِيْمُ۔ مہربان ہوں	وَاَنَّ۔ اور بیشک	عَذَابِيْ۔ میرا عذاب
هُوَ۔ وہ	الْعَذَابُ۔ عذاب ہے	الْاَلِيْمُ۔ دردناک	وَنَبِّئْهُمْ۔ اور خبر دے ان کو
عَنْ ضَيْفِ۔ مہمانوں		اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کی	اِذْ۔ جب
دَخَلُوْا۔ داخل ہوئے	عَلَيْهِ۔ اس پر	فَقَالُوْا۔ تو بولے	سَلٰمًا۔ سلام
قَالَ۔ فرمایا	اِنَّا۔ بیشک ہم	مِنْكُمْ۔ تم سے	وَجِلُوْنَ۔ خوفزدہ ہیں
قَالُوْا۔ بولے	لَا تَوْجَلْ۔ نہ ڈر	اِنَّا۔ ہم	نُبَشِّرُكَ۔ خوشخبری دیتے ہیں تجھ کو
بِغُلٰمٍ۔ ایک لڑکے	عَلِيْمٍ۔ جاننے والے کی	قَالَ۔ فرمایا	اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ۔ کیا خوشخبری
دیتے ہو مجھے	عَلٰۤى۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	مَّسَّنِيَ۔ پہنچا مجھے
الْكِبَرُ۔ بڑھاپا	فَبِمَ۔ پھر کس کی	تُبَشِّرُوْنَ۔ خوشخبری دیتے ہو مجھے۔	
قَالُوْا۔ بولے	بَشَّرْنٰكَ۔ خوشخبری دی ہم نے تجھ کو		بِالْحَقِّ۔ سچی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَا۔ پھر نہ　تَکُنْ۔ ہو تو　مِّنَ الْقَانِطِیْنَ۔ نا امیدوں سے
قَالَ۔ فرمایا　وَمَنْ۔ اور کون　یَقْنَطُ۔ نا امید ہوتا ہے　مِنْ رَّحْمَۃِ۔ رحمت
رَبِّہٖ۔ اپنے رب سے　اِلَّا۔ سوائے　الضَّآلُّوْنَ۔ گمراہوں کے　قَالَ۔ فرمایا
فَمَا۔ پھر کیا　خَطْبُکُمْ۔ کام ہے تمہارا　اَیُّھَا۔ اے　الْمُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے ہوؤ
قَالُوْٓا۔ بولے　اِنَّآ۔ بیشک ہم　اُرْسِلْنَآ۔ بھیجے گئے ہیں　اِلٰی۔ طرف
قَوْمٍ۔ قوم　مُّجْرِمِیْنَ۔ مجرموں کی　اِلَّآ۔ مگر　اٰلَ۔ آل
لُوْطٍ۔ لوط　اِنَّا۔ کہ ہم　لَمُنَجُّوْھُمْ۔ انکو نجات دینے والے ہیں
اَجْمَعِیْنَ۔ سب کو　اِلَّا۔ مگر　امْرَاَتَہٗ۔ اس کی بیوی　قَدَّرْنَآ۔ اندازہ کیا ہم نے
اِنَّھَا۔ کہ وہ ہے　لَمِنَ۔ یقیناً　الْغٰبِرِیْنَ۔ پیچھے رہنے والوں سے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۂ حجر پ ۱۴

"اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ بے شک پرہیزگار باغوں میں اور چشموں میں ہیں۔ داخل ہوں ان میں سلامتی سے امن کے ساتھ"۔

یعنی پرہیزگاروں کا مستقر باغوں چشموں میں ہے۔ متقین سے مراد بقول کشاف بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما پرہیزگار ہیں اَلَّذِیْنَ اتَّقُوا الْکُفْرَ وَالْفَوَاحِشَ وَلَھُمْ ذُنُوْبٌ تُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَغَیْرُھَا۔ جو کفر سے بچیں اور فواحش سے مجتنب رہیں اور ان کے ایسے گناہ ہوں جن کا کفارہ نماز وغیرہ ہو جائیں۔

وَنَقَلَ الْاِمَامُ عَنْ جُمْھُوْرِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ اِنَّ الْمُرَادَ بِھِمُ الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ الشِّرْکَ۔ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ الصَّحِیْحُ۔

اور جمہور صحابہ و تابعین کی یہی رائے ہے کہ متقی سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک باللہ سے پرہیز رکھیں اور یہی حق و صحیح ہے (روح المعانی)

اس کے بعد آیۂ کریمہ کا ظاہر مفہوم فرماتے ہیں۔

ذَکَا ھِرُالْاٰیَۃِ یَقْتَضِیْ حُصُوْلَ الْجَنّٰتِ وَالْعُیُوْنِ لِکُلِّ مَنِ اتَّقٰی عَنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ اِلَّا اَنَّ الْاُمَّۃَ مُجْتَمِعَۃٌ عَلٰی اَنَّ التَّقْوٰی عَنِ الْکُفْرِ شَرْطٌ فِیْ حُصُوْلِ ھٰذَا الْحُکْمِ۔ (روح المعانی)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توظاہر آیت حصول جنت اور عیون ہر اس شخص کے لیے مقتضی ہے جو ایک گناہ سے بھی پرہیز کرے۔ اس لیے کہ جمہور علماء امت اس امر پر مجتمع ہیں کہ کفر سے تقوی اس حکم کے حصول کی شرط ہے۔ (روح المعانی)

بعض نے یہاں تک فرمایا وَالظَّاهِرُ فَثَبَتَ اَنَّ الْحُكْمَ الْمَذْكُوْرَ يَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ الْقَائِلِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَعْصِيَةِ۔ وَهٰذَا تَقْرِيْرٌ بَيِّنٌ وَكَلَامٌ ظَاهِرٌ۔

ظاہر مفہوم منطوق تو یہ ثابت کرتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ کا حکم ہر اس شخص پر متناول ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والا ہے اگرچہ وہ عصیان کار ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ تقریر بین اور فرمان ظاہر ہے (روح المعانی)

آگے فرماتے ہیں کہ وَاِخْرَاجُ الْعُصَاةِ مِنَ النَّارِ ثَابِتٌ بِنُصُوْصٍ اُخَر۔ سیاہ کاران امت کا جہنم سے نکالنا بھی دوسری نصوص سے ثابت ہے۔

اور ایسے ہی اِدْخَالُ التَّائِبِيْنَ الْجَنَّةَ بَلْ غَيْرِهِمْ اَيْضًا۔ ثابت ہے کہ توبہ کرنے والے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

وَاَلْ۔ لِلْاِسْتِغْرَاقِ وَهُوَ اِمَّا مَجْمُوْعِيٌّ فَيَكُوْنُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَّقِيْنَ جَنَّةٌ وَّعَيْنٌ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ میں الف لام استغراقی ہے یا تو پھر مجموعی ہے تو ہر ایک متقی کے لیے جنت اور چشمہ علیحدہ علیحدہ مانا جائے گا۔

اَوْ اِفْرَادِيٌّ فَيَكُوْنُ لِكُلٍّ جَنَّاتٌ وَّعُيُوْنٌ۔ یا افرادی ہے تو جنات وعیون سب کے لیے ایک ہی ہو گا۔

آگے عیون یعنی چشموں کی تحقیق پر فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالْعُيُوْنِ يَحْتَمِلُ كَمَا قِيْلَ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَنْهَارَ الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى۔ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَنَابِعَ مُتَغَايِرَةً لِتِلْكَ الْاَنْهَارِ وَهُوَ الظَّاهِرُ۔

عیون سے مراد ہو سکتا ہے کہ وہ نہریں ہوں جیسا کہ فرمایا جنت کی مثال جس کا وعدہ متقیوں کے لیے ہوا یہ ہے کہ اس میں نہریں ہوں گی ایسے پانی کی جو گندہ نہ ہو اور دودھ کی نہریں ہوں جس کا ذائقہ خراب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہو سکے اور شہد کی نہریں ہوں جو صاف ستھرا ہو۔

اور ان نہروں کے منبع ہوں جو انہیں نہروں سے بہتے ہوں اور ظاہر ایسا ہی ہے۔

وَيُمْكِنُ اَنْ تَجْرِيَ الْعُيُوْنُ مِنْ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ لِاَنَّهُمْ مُطَهَّرُوْنَ عَنِ الْحِقْدِ وَالْحَسَدِ

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی نہر ہر نعمت کی بہتی تمام جنتوں میں پہنچے اس لیے کہ اہل جنت حقد و حسد سے پاک ہوں گے۔ تو انہیں اپنے جنتی بھائی سے اس امر کی جلن نہیں ہو گی کہ اسے وہی نعمت کیوں ملی جو اسے ملی ہے۔

اُدْخُلُوْهَا۔ یہ متقیوں کو من جانب اللہ امر ہے۔

بِسَلٰمٍ۔ یعنی ہر آفت و زوال سے محفوظ رہتے ہوئے۔

اٰمِنِيْنَ۔ مِنْ طَارِدٍ۔ یعنی اب اس سے نکلنے کا بھی تمہیں امن ہے۔ یہ نعمت تمہارے لیے دوامی اور غیر فانی ہے۔

اس کے بعد ایک خاص بات اہل جنت کے لیے ہے جس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

"وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔ اور کھینچ لیے ہم نے جو کچھ ان میں ان کے سینوں میں کینے اور حسد تھے"۔

غِلّ۔ عربی محاورہ میں کپڑے پر جو میل کچیل ہوتا ہے اسے کہتے ہیں۔ پھر اس سے استعارہ کیا حقد و حسد سے یعنی کینہ اور بغض۔ تو اب اس کا استعمال ہر بری خصلت پر ہونے لگا۔ كَالْحِقْدِ وَالْحَسَدِ وَغَيْرِهِمَا۔

وَهٰذَا النَّزْعُ قِيْلَ فِي الدُّنْيَا۔ اور یہ حسد و کینہ نکال لینے کے متعلق ایک قول ہے کہ دنیا میں ہی انہیں اس عیب سے پاک کر دیا گیا ہے (روح)

آیۂ کریمہ کا شان نزول

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ عَسَاكِرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَاَيْتُ فِيْ بَعْضِ النُّسَخِ زِيَادَةً وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق و فاروق اور اسد اللہ کی شان میں نازل ہوئی۔ اور بعض نسخوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔

آپ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر قسم کھائی اور فرمایا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاللّٰهِ رَبِّنَا لَفِيْهِمْ اُنْزِلَتْ وَفِيْمَنْ تَنَزَّلُ اِلَّا فِيْهِمْ۔ قسم بخدا یہ آیت انہیں چاروں کے لیے نازل ہوئی اور ان کے علاوہ اور کس کے حق میں نازل ہو سکتی تھی۔

قُلْتُ اَیُّ غِلٍّ هُوَ قَالَ غِلُّ الْجَاهِلِيَّةِ اِنَّ بَنِيْ تَيْمٍ وَبَنِيْ عَدِيٍّ وَبَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا اَسْلَمَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ تَحَابُّوْا فَاَخَذَتْ اَبَابَكْرٍ الْخَاصِرَةُ فَجَعَلَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يُسَخِّنُ يَدَهٗ فَيَكْوِيْ بِهَا خَاصِرَةَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

میں نے عرض کیا وہ کیا غل تھا فرمایا زمانۂ جاہلیت میں بنی عدی۔ بنی تیم۔ بنی ہاشم ان میں جاہلیت کے زمانہ میں بڑی کشید گی تھی جب یہ اسلام لے آئے تو باہمی وداد و محبت کے مجسمہ ہو گئے۔

وَيُشْعِرُ بِذٰلِكَ عَلٰى مَا قِيْلَ مَا اَخْرَجَهٗ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاكِمُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لِابْنِ طَلْحَةَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَاَبُوْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ۔

فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اس آیت کا مورد میں اور تمہارے والد ہوں۔

وَقِيْلَ اِنَّ ذٰلِكَ فِي الْاٰخِرَةِ بَعْدَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آخرت میں بعد دخول جنت ہوگا۔

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طَرِيْقِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا مِنَ الشَّحْنَاءِ وَالضَّغَائِنِ حَتّٰى اِذَا اَتَوْا وَتَقَابَلُوْا عَلَى السُّرُرِ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا مِنْ غِلٍّ۔

ابو امامہ فرماتے ہیں جنتی جب جنت میں داخل ہوں تو ان میں جو کچھ حیات دنیا میں کینہ و حسد تھا وہ سب ہوگا۔ حتیٰ کہ جب وہ تخت نشین ہوں تو اللہ تعالےٰ سب کچھ ان کے دلوں سے کھینچ لے جو غل و غش تھا۔

تو آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے طَهَّرَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ مِنْ اَنْ يَتَحَاسَدُوْا عَلَى الدَّرَجَاتِ فِي الْجَنَّةِ وَنَزَعَ سُبْحَانَهٗ مِنْهَا كُلَّ غِلٍّ وَاَلْقٰى فِيْهَا التَّوَادَّ وَالتَّحَابَّ۔

اللہ تعالےٰ جنتیوں کے دل حسد سے پاک کر دے گا تا کہ وہ جنتیوں کے اعلیٰ و ادنیٰ درجات پر حسد نہ کریں اور ان کے دلوں میں مودت و محبت ڈال دے گا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ بھائی بھائی تخت نشین ہوں روبرو بیٹھے ہوئے"۔
سُرُر: بضمتین۔ سریر کی جمع ہے اور یہ سرور سے مشتق ہے۔ اہل نعمت و وسعت کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

وَاِطْلَاقُہٗ عَلٰی سَرِیْرِ الْمَیِّتِ لِلتَّشْبِیْہِ فِی الصُّوْرَۃِ وَلِلتَّفَاؤُلِ بِالسُّرُوْرِ الَّذِیْ یَلْحَقُ الْمَیِّتَ بِرُجُوْعِہٖ اِلٰی جَوَارِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَخَلَاصِہٖ مِنْ سِجْنِہِ الْمُشَارِ اِلَیْہِ بِمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ۔

اور میت کے لیے سریر میت کا اطلاق تشابہ صوری کے اعتبار سے ہے اور اس میں تفاؤل ہے اس سرور سے جو میت کو جوار الٰہی سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔ دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور جنت ہے کافر کی۔

وَیُجْمَعُ عَلٰی اَسِرَّۃٍ وَھِیَ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا مِنْ ذَھَبٍ مُکَلَّلَۃٍ بِالْیَوَاقِیْتِ وَالزَّبَرْجَدِ وَالدُّرِّ وَسَعَتُہٗ کُلُّ سَعَۃٍ مَا بَیْنَ صَفَاءٍ اِلَی الْجَابِیَۃِ۔

اور اسے بعض بنی کلب اور بنی تمیم نے بفتح را پڑھا ہے وہ اس روایت کی بنا پر ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ تخت سونے کے جڑاؤ ہوں گے یاقوت اور زبرجد اور موتیوں سے اور ان کا عرض و طول اتنا ہوگا جتنا صفا سے جابیہ تک ہے۔

وَفِیْ کَوْنِہِمْ عَلٰی سُرُرٍ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّھُمْ فِیْ رِفْعَتِہِمْ وَکَرَامَتِہِمْ تَامَّۃً۔ اور سریر کی طرف اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ وہ رفعت و کرامت پر علی وجہ الکمال پہنچے ہوئے ہوں گے۔

مُتَقٰبِلِیْنَ کے معنی متساوین کے ہیں کہ وہ ہر پہلو سے منصب و نعمت میں مساوی ہوں۔
چنانچہ بعض حدیثوں میں ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ فِی الْجَنَّۃِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّلْقٰی اَخَاہُ الْمُؤْمِنَ سَارَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمْ اِلٰی صَاحِبِہٖ فَیَلْتَقِیَانِ وَیَتَحَدَّثَانِ۔ مومن جنت میں جب اپنے بھائی مومن سے ملنے کا ارادہ کرے گا تو ہر ایک معہ تخت و زیبائش کے ملے گا تو وہ اپنے اپنے تخت سے ملیں گے اور گفتگو کریں گے۔

"لَا یَمَسُّھُمْ فِیْھَا نَصَبٌ وَّمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ۔ انہیں جنت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں"۔
نصب کے معنی تعب کے ہیں اور اس پر تنوین تنکیر ہے یعنی تعب یا کسی قسم کی بھی تکلیف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہوگی۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّ قُوَّۃَ الْوَاحِدِ مِنْہُمْ اَدْ بَعِیْنَ رَجُلًا مِّنْ رِجَالِ الدُّنْیَا۔ ایک جنتی میں دنیا کے چالیس آدمیوں کی طاقت ہوگی۔ اور وہ ہمیشہ اس نعمت سے متمتع رہیں۔

"نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ خبر دے دیجئے میرے بندوں کو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور بیشک میرا عذاب دردناک ہے"۔

یعنی میرے متقی بندوں کو خبر دو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور کافروں مشرکوں کے لیے میرا عذاب بھی دردناک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار متقی عن الکفر والشرک کے لیے غفور رحیم کی بشارت ہے اور کفار و مشرکین کے لیے المناک عذاب چنانچہ

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ مِنْ طَرِیْقِ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِطَّلَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَابِ وَنَحْنُ مِنْہُ بَنُوْ شَیْبَۃَ فَقَالَ اَلَا اَرَاکُمْ تَضْحَکُوْنَ ثُمَّ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا کَانَ عِنْدَ الْحِجْرِ رَجَعَ اِلَیْنَا الْقَہْقَرٰی فَقَالَ اِنِّیْ لَمَّا خَرَجْتُ جَاءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِیْ نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ وَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی سَبْقِ الرَّحْمَۃِ۔

ایک صحابی اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے فرماتے ہیں کہ باب بنی شیبہ پر حضور جلوہ فرما ہوئے اور ہم سے فرمایا کیا میں تمہیں ہنستا خوش ہوتا نہیں دیکھتا پھر تشریف لے گئے حتی کہ جب ہم حجر اسود کے پاس تھے تو حضور واپس لوٹ کر تشریف لائے اور فرمایا میں جب جا رہا تھا تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بولے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو کیوں مایوس کرتے ہو انہیں مطلع کردو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لیے ہوئے ہے غَلَبَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ۔

فَقَدْ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَجَمَاعَۃٌ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ بَلَغَنَا اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ الْعَبْدُ قَدْرَ عَفْوِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَمَا تَوَرَّعَ مِنْ حَرَامٍ وَلَوْ یَعْلَمُ قَدْرَ عَذَابِہٖ لَبَخَعَ نَفْسَہٗ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا اگر بندہ اللہ تعالےٰ کی بخشش اور رحمت کا اندازہ کرے تو تورع و تقوی ترک کردے اور اگر شان عذاب جان لے تو تو اپنی جان ہلاک کردے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ وَغَیْرُھُمَا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ خَلَقَ الرَّحْمَۃَ یَوْمَ خَلَقَھَا مِائَۃَ رَحْمَۃٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَۃً وَاَرْسَلَ فِیْ خَلْقِہٖ کُلِّھِمْ رَحْمَۃً وَّاحِدَۃً فَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ کُلَّ الَّذِیْ عِنْدَہٗ مِنْ رَحْمَۃٍ لَمْ یَیْأَسْ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَلَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَاْمَنْ مِنَ النَّارِ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے رحمت پیدا فرماکر اسے سو حصہ کیا اور اپنے پاس ننانوے حصے رحمت رکھی اور ایک حصہ رحمت کا تمام مخلوق کو دیا تو اگر کافر جان لے کہ اللہ تعالےٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ ہرگز مایوس نہ ہو اور اگر مومن جان لے جتنا اس کے یہاں المناک عذاب ہے تو اپنے کو مامون من العذاب نہ سمجھے۔

اس بنا پر حضور نے ارشاد فرمایا اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔ ایمان امید و خوف کے مابین ہے ؎

واں نہ رحمت میں کمی یاں نہ گناہوں میں قصور

جتنی رحمت ہے بس اتنا ہی گنہگار ہوں میں

اب قصہ ضیف ابراہیم علیہ السلام کا دوبارہ تذکرہ مختصراً فرمایا گیا۔ اس کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جو سورہ ابراہیم (علیہ السلام) میں بیان ہو چکا۔ یہاں اسے اجمالاً پھر دہرایا گیا ہے اور ارشاد ہوا۔

"وَنَبِّئْھُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ۔ اور خبر دو انہیں مہمان ابراہیم کی جب وہ داخل ہوئے ان پر تو بولے سلام ہے۔ فرمایا میں تم سے خائف ہوں۔ فرشتے بولے آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں ایک علم والے صاحبزادے کی۔ فرمایا (ابراہیم نے) کیا ایسی حالت میں بشارت دیتے ہو کہ مجھے ضعیفی پیرانہ سالی آچکی ہے تو کس لیے ایسی بشارت دیتے ہو فرشتوں نے عرض کی ہم آپ کو حق بشارت دے رہے ہیں آپ ناامید نہ ہوں۔"

یعنی یہ مہمان فرشتے تھے آپ نے ان کے لیے وقت آنے اور ان کے آگے بھنی ران رکھی تو نہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھانے سے آپ کو خوف ہوا کہ یہ اجنبی کون ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی تو آپ کو اسباب ظاہری کے لحاظ سے تعجب ہوا اس لیے کہ آپ کی عمر مبارک ایک سو بیس برس تک پہنچ چکی تھی اور آپ کی زوجہ حضرت سارہ ننانوے سال کی ہوگئی تھیں تو آپ نے جو فرمایا اپنی اور بیوی کی پیرانہ سالی کے باعث فرمایا۔

مَسَّنِیَ الْکِبَرُ۔ مجھے بڑھاپا آگیا اب یہ بشارت کیسی ہے؟

تو فرشتوں نے یقین دلانے کی غرض سے عرض کیا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ۔ یہ بشارت اللہ تعالے کی طرف سے ہے آپ ناامید نہ ہوں قضاء الٰہی اس پر جاری ہو چکی ہے کہ آپ کے ایک صاحب زادہ ایسا ہو جس سے آپ کی ذریت پھیلے تو آپ نے فرمایا

"قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ۔ فرمایا کون ہے جو رحمت الٰہی سے مایوس ہو مگر گمراہ لوگ"۔

اس لیے کہ اس کی رحمت سے ناامید تو کافر ہی ہے البتہ جو سنت الٰہیہ ہے اس کے لحاظ سے یہ بشارت تعجب خیز ہے پھر آپ نے فرمایا۔

"قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ تو فرمایا تمہارا یہاں آنے میں اور کیا کام ہے بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر اولاد لوط ان سب کو ہم بچالیں گے مگر اس کی عورت کے لیے ہم مقرر کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والی ہے"۔

یعنی آپ نے فرمایا اس بشارت کے علاوہ تمہارا اور کیا کام ہے انہوں نے عرض کیا ہم قوم لوط پر عذاب لاتے ہیں اسے ہلاک کریں گے مگر ان کی اولاد جو ایماندار ہے اسے بچالیں گے اور ان کی کافرہ بیوی بھی اس عذاب میں ہلاک کی جائے گی۔

وَجِل۔ عربی میں اضطراب نفس کو کہتے ہیں جو کسی خوف کی بنا پر ہو۔

وَکَانَ الْعَادَةُ اِنَّ الضَّیْفَ اِذَا لَمْ یَاْكُلْ مِمَّا یُقَدَّمُ لَهٗ ظَنُّوْا اَنَّهٗ لَمْ یَجِئْ بِخَیْرٍ۔ وہاں کی قوم میں یہ رواج تھا کہ جب مہمان پیش کیے ہوئے کھانے کو نہ کھائے تو سمجھتے تھے کہ یہ کسی خیر کے ماتحت نہیں آیا۔

اور انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑا تلا ہوا پیش کیا تو انہوں نے نہیں کھایا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً۔ اور ایسی بشارتیں ہو چکی ہیں کما قال فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَهُوَ قَآىٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِيَحْيٰى۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی۔
اور حضرت مریم علیہا السلام کو لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ فرمایا وغیرہ وغیرہ

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورہ حجر پ۱۴

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۝
توجب لوط کے گھر والوں میں بھیجے ہوئے (فرشتے) آئے۔

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝
کہا تم قوم بےگانہ ہو۔

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝
بولے بلکہ ہم تو لائے ہیں تمہارے پاس وہ جس میں یہ شک کرتے ہیں۔

وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝
اور لائے ہیں ہم آپ کے پاس سچا حکم اور ہم بے شک سچے ہیں۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝
تو روانہ ہو جائیں آپ اپنے اہل کے ساتھ رات میں اور آپ سب کے پیچھے رہیں اور نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں کا حکم ہے۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝
اور فیصلہ کر دیا ہم نے اس سے کام کا کہ صبح اس قوم کی جڑ کٹ جائے گی۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝
اور آئے بستی والے خوشیاں مناتے۔

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝
کہا لوط نے یہ میرے مہمان ہیں مجھے شرمندہ نہ کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝
اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝
بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا اوروں میں دخل دینے سے۔

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝
فرمایا یہ میری قوم کی لڑکیاں ہیں اگر تم کرنا چاہو۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝
آپ کی جان کی قسم (اے محبوب) وہ بے شک اپنے نشہ میں اندھے ہوئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ه
تو پکڑا انہیں ایک چنگھاڑ نے صبح ہوتے۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ه
تو کیا ہم نے اس بستی کا بلند نیچے اور برسایا ہم نے ان پر کنکروں کا مینہ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ه
بیشک اس میں نشانیاں ہیں اہل فراست کیلئے۔

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ه
اور بیشک وہ بستی اس راہ پہ ہے جو اب تک چلتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ه
بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ه
اور بے شک تھے جھاڑی والے ظالم۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ه
تو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور بے شک یہ بستیاں کھلے راہ ہیں۔

حلّ لغات پانچواں رکوع سورہ حجر پ ۱۴

فَلَمَّا۔ پھر جب	جَاءَ۔ آئے	اٰلَ۔ آل	لُوْطِ۔ لوط کے پاس
الْمُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے ہوئے	قَالَ۔ فرمایا	اِنَّكُمْ۔ تم	قَوْمٌ۔ قوم ہو
مُّنْكَرُوْنَ۔ بیگانہ	قَالُوْا۔ بولے	بَلْ۔ بلکہ	جِئْنٰكَ۔ لائے ہیں ہم
تیرے پاس	بِمَا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے وہ	فِيْهِ۔ اس میں
يَمْتَرُوْنَ۔ شک کرتے	وَ۔ اور	اَتَيْنٰكَ۔ اور آئے ہم تیرے پاس	
بِالْحَقِّ۔ حق لے کر	وَاِنَّا۔ اور ہم یقیناً	لَصٰدِقُوْنَ۔ بے شک سچے ہیں	
فَاَسْرِ۔ پھر لے جا	بِاَهْلِكَ۔ اپنے گھر والوں کو	بِقِطْعٍ۔ ایک ٹکڑے سے	مِّنَ الَّيْلِ۔ رات میں
وَاتَّبِعْ۔ اور پیچھے رہ	اَدْبَارَهُمْ۔ ان کے	وَلَا۔ اور نہ	يَلْتَفِتْ۔ پیچھے پھر کر
دیکھے۔	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	اَحَدٌ۔ کوئی	وَامْضُوْا۔ اور چلے جاؤ
حَيْثُ۔ جہاں	تُؤْمَرُوْنَ۔ حکم دیے جاتے ہو تم		وَقَضَيْنَا۔ اور فیصلہ کیا
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	ذٰلِكَ۔ اس	الْاَمْرَ۔ بات کا	اَنَّ۔ کہ بیشک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دَابِرَ۔ جڑ	هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کی	مَقْطُوْعٌ۔ کاٹی جائے گی	مُّصْبِحِیْنَ۔ صبح کے وقت
وَجَآءَ۔ اور آئے	اَهْلُ۔ رہنے والے	الْمَدِیْنَةِ۔ شہر کے	یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ خوش ہو کر
قَالَ۔ فرمایا	اِنَّ۔ بے شک	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ لوگ	ضَیْفِیْ۔ میرے مہمان ہیں
فَلَا۔ تو نہ	تَفْضَحُوْنِ۔ ذلیل کرو تم مجھے۔		وَاتَّقُوا۔ اور ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَلَا۔ اور نہ	تُخْزُوْنِ۔ رسوا کرو مجھے	قَالُوْا۔ بولے
اَوَلَمْ۔ کیا نہیں	نَنْهَكَ۔ روکا ہم نے تجھے	عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ دوسرے لوگوں سے	
قَالَ۔ فرمایا	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ	بَنٰتِیْ۔ میری بیٹیاں ہیں	اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	فٰعِلِیْنَ۔ کرنے والے	لَعَمْرُكَ۔ تیری زندگی کی قسم	
اِنَّهُمْ۔ یقیناً وہ	لَفِیْ۔ بیچ	سَكْرَتِهِمْ۔ اپنی مستی کے	یَعْمَهُوْنَ۔ اندھے ہیں
فَاَخَذَتْهُمُ۔ پھر پکڑ لیا ان کو		الصَّیْحَةُ۔ چنگھاڑ نے	مُشْرِقِیْنَ۔ صبح ہوتے
فَجَعَلْنَا۔ پھر بنایا ہم نے	عَالِیَهَا۔ اس کے اوپر کو	سَافِلَهَا۔ اس کا نچلا	وَاَمْطَرْنَا۔ اور بارش برسائی ہم نے
عَلَیْهِمْ۔ ان پر	حِجَارَةً۔ پتھر	مِّنْ سِجِّیْلٍ۔ کنکریوں کے	اِنَّ۔ بیشک
فِیْ ذٰلِكَ۔ اس میں	لَاٰیٰتٍ۔ البتہ نشانی ہے	لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ ایمان والوں کے لیے	
وَاِنْ۔ اور بیشک	كَانَ۔ تھے	اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ۔ جھاڑی والے	
لَظٰلِمِیْنَ۔ یقیناً ظالم	فَانْتَقَمْنَا۔ تو ہم نے بدلہ لیا ان سے		مِنْهُمْ۔ ان سے
وَاِنَّهُمَا۔ اور بیشک وہ دونوں	لَبِاِمَامٍ۔ راہ	مُّبِیْنٍ۔ کھلی پر ہیں	

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع، سورہ حجر پ ۱۴

"فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ۔ تو جب آئے لوط کے گھر والوں میں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے"
یہ فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں متمثل ہو کر آئے۔ لوط علیہ السلام نے انہیں دیکھ کر خطرہ محسوس فرمایا کہ قوم بدعادت اور بدخصلت ہے ان کے حسن کی طرف اگر ان کا میلان ہوا تو میں انہیں کیسے روک سکوں گا تو آپ نے فرمایا۔

"قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ۔ کہا تم بیگانی قوم سے ہو۔"
نہ تو میں تمہیں اس ملک کا باشندہ جانتا ہوں اور نہ مسافر سمجھ سکتا ہوں اس لیے کہ تم میں مسافروں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صَیْحَہ۔ عربی میں ابن منذر اور ابن جریج کے نزدیک مثل صاعقہ آواز کو کہتے ہیں یا پھر اس آواز کو جس سے قوم ہلاک ہو جائے، اردو میں اس کو چنگھاڑ کہہ سکتے ہیں۔

" قَالُوْا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِیْنَ" کا مفہوم آلوسی فرماتے ہیں اَیْ عَنْ اِجَارَةِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَحَیْلُوْلَتِكَ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ، جس کا خلاصہ وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں۔

" قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْ" یَعْنِیْ نِسَاءَ الْقَوْمِ یعنی قوم کی لڑکیاں اور اس پر سورۂ ہود میں مفصل بیان ہو چکا۔

"لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ" قَسَمٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِعُمْرِ نَبِیِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ عَلٰى مَا عَلَیْهِ جُمْهُوْرُ الْمُفَسِّرِیْنَ۔

وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْهِ وَغَیْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا ذَرَاَ وَمَا بَرَاَ اَكْرَمَ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا سَمِعْتُ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ قَسَمَ بِحَیَاةِ اَحَدٍ غَیْرِهٖ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے کوئی جان پیدا ہی نہ فرمائی حضور سے اکرم و اعلیٰ اور ہم نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سوا حضور کے کسی کی حیات کی قسم نہ سنی۔

اور بعض نے جو اقوال اس کے علاوہ کہے ہیں ان کا آلوسی نے خود ہی رد فرما دیا ہے

وَقِیْلَ هُوَ الْقَسَمُ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ بِعُمْرِ لُوْطٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ مَعَ مُخَالَفَتِهٖ لِمَا نُوْرِدُ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قسم ملائکہ نے عمر لوط علیہ السلام کی لی۔ مگر یہ مخالف ماثور ہے وغیرہ۔ اور "لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ" کے معنی ابن عباس نے لِلنَّاظِرِیْنَ فرمائے۔

وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِلْمُتَفَرِّسِیْنَ۔ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے معنی اہل فراست کیے ہیں۔

مجاہد نے لِلْمُعْتَبِرِیْنَ فرمائے یعنی عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے۔

وَذَكَرَ اَنَّ اَصْلَ التَّوَسُّمِ التَّثَبُّتُ وَالتَّفَكُّرُ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الْوَسْمِ وَهُوَ التَّاْثِیْرُ بِحَدِیْدَةٍ مُّحْمَاةٍ فِیْ جِلْدِ الْبَعِیْرِ۔ تثبت و تفکر یہ وسم سے ماخوذ ہے اور وہ لوہا گرم کر کے اونٹ پر نشان لگانے کو کہتے ہیں۔ تو یہاں بھی وہ علامت خاص مہلکین مجرمین کی سب کے لیے ہے۔

" لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ"۔ اَیْ طَرِیْقٍ ثَابِتٍ یَّسْلُكُہُ النَّاسُ وَیَرَوْنَ اٰثَارَهَا۔ وہ ہلاک شدگان کے کھنڈر شاہراہ پر ہیں کہ وہاں سے گذرنے والے ان کا حال دیکھ سکیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ لَظٰلِمِیْنَ"۔ اصحاب ایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو فرمایا گیا ہے اور ایکہ اصل میں درخت کو کہتے ہیں جو جھاڑی کی شکل میں ہو۔

بعض نے بیری کی جھاڑی فرمائی۔

"وَاِنَّہُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ"۔ اور وہ دونوں یعنی قوم لوط اور قوم شعیب علیہما السلام بطریق واضح راستہ میں رہگذر عام پر ہلاک شدہ موجود ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ حجر۔ پ۱۴

وَلَقَدْ کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

اور بے شک جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو۔

وَاٰتَیْنٰہُمْ اٰیٰتِنَا فَکَانُوْا عَنْہَا مُعْرِضِیْنَ ۝

اور ہم نے دیں انہیں اپنی نشانیاں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہوئے۔

وَکَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ۝

اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں میں گھر بے خوف۔

فَاَخَذَتْہُمُ الصَّیْحَۃُ مُصْبِحِیْنَ ۝

تو انہیں پکڑا صیحہ نے صبح ہوتے۔

فَمَآ اَغْنٰی عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝

تو نہ مستغنی کر سکی ان کی محنت۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ۝

اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے مگر حق کے ساتھ اور بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم درگذر کرو اچھی طرح۔

اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝

بے شک تمہارا رب ہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝

اور بے شک ہم نے تمہیں سات آیتوں والی جو دہرائی جاتی ہے اور قرآن عظمت والا۔

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْہُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور نہ دراز کرو اپنی آنکھ اس طرف جو ہم نے برتنے کو جوڑوں میں سے دی اور غم نہ کرو اور جھکا لو اپنے بازو ایمان والوں کے لیے۔

وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ۝

اور فرما دو میں ہوں کھلا ڈر انے والا (اس عذاب سے)

کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ ۝

جیسا ہم نے نازل کیا بانٹنے والوں پر۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ہ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ہ	جنہوں نے کلام الٰہی کے تکے بوٹی کر دیے۔ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور پوچھیں گے ان سب کو۔
عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ	جو کچھ وہ کرتے تھے۔
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ہ	تو دو ٹوک سنا دو جس کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے اعراض کرو۔
اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ہ	بے شک ہم کافی ہیں ان مسخروں سے۔
اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ہ	وہ جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا ٹھہراتے ہیں تو جلدی جان لیں گے۔
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ہ	اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی طرف سے دل تنگ ہیں جو وہ بکواس کرتے ہیں۔
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ہ	تو تسبیح کرو اپنے رب کی اور ہو جاؤ سجدہ والے
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ہ	اور اللہ کی عبادت کرو مرتے دم تک۔

حلِ لغات چھٹا رکوع۔ سورۂ حجر۔ پ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	كَذَّبَ۔ جھٹلایا	اَصْحٰبُ۔ اصحاب	الْحِجْرِ۔ حجر نے
الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں کو	وَاٰتَیْنٰهُمْ۔ اور دیں ہم نے انکو	اٰیٰتِنَا۔ اپنی نشانیاں	فَكَانُوْا۔ سو رہے تھے وہ
عَنْهَا۔ اس سے	مُعْرِضِیْنَ۔ منہ پھیرنے والے	وَكَانُوْا۔ اور تھے وہ	یَنْحِتُوْنَ۔ کھودتے
مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں سے	بُیُوْتًا۔ گھر	اٰمِنِیْنَ۔ بے خوف	فَاَخَذَتْهُمُ۔ تو پکڑا ان کو
الصَّیْحَةُ۔ چنگھاڑ نے	مُصْبِحِیْنَ۔ صبح ہوتے	فَمَا۔ تو نہ	اَغْنٰى۔ کفایت کی
عَنْهُمْ۔ ان سے	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے وہ	یَكْسِبُوْنَ۔ کماتے
وَمَا۔ اور نہیں	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو	وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
وَمَا۔ اور جو	بَیْنَهُمَاۤ۔ ان کے درمیان ہے	اِلَّا۔ مگر	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ
وَاِنَّ۔ اور بیشک	السَّاعَةَ۔ قیامت	لَاٰتِیَةٌ۔ آنے والی ہے	فَاصْفَحِ۔ تو در گزر کر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الصَّفْحَ ۔ درگزر کرنا الْجَمِيْلَ ۔ اچھا اِنَّ ۔ بے شک رَبَّكَ ۔ تیرا رب
هُوَ ۔ وہی ہے الْخَلّٰقُ ۔ پیدا کرنے والا الْعَلِيْمُ ۔ جاننے والا وَلَقَدْ ۔ اور بیشک
اٰتَيْنٰكَ ۔ دیں ہم نے تجھ کو سَبْعًا ۔ سات آیتیں مِّنَ الْمَثَانِيْ ۔ بار بار پڑھی
جانے والیں وَالْقُرْاٰنَ ۔ اور قرآن الْعَظِيْمَ ۔ باعظمت لَا تَمُدَّنَّ ۔ نہ دراز کر
عَيْنَيْكَ ۔ اپنی آنکھیں اِلٰى ۔ طرف مَا ۔ اسکی مَتَّعْنَا ۔ جو فائدہ دیا ہم نے
بِهٖ ۔ اس کا اَزْوَاجًا ۔ جوڑے جوڑے مِّنْهُمْ ۔ ان میں سے وَلَا ۔ اور نہ
تَحْزَنْ ۔ غم نہ کھا عَلَيْهِمْ ۔ ان پر وَاخْفِضْ ۔ اور جھکا دے جَنَاحَكَ ۔ اپنے بازو
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ایمان والوں کے لیے وَقُلْ ۔ اور کہہ اِنِّيْ ۔ بے شک میں
اَنَا ۔ میں ہی ہوں النَّذِيْرُ ۔ ڈرانے والا الْمُبِيْنُ ۔ ظاہر كَمَا ۔ جس طرح
اَنْزَلْنَا ۔ ہم نے اتارا عَلَى ۔ اوپر الْمُقْتَسِمِيْنَ ۔ تقسیم کرنے والوں کے
الَّذِيْنَ ۔ وہ جنہوں نے جَعَلُوا ۔ بنایا الْقُرْاٰنَ ۔ قرآن کو عِضِيْنَ ۔ ٹکڑے
فَوَرَبِّكَ ۔ سو تیرے رب کی قسم لَنَسْئَلَنَّهُمْ ۔ ہم ضرور پوچھیں گے ان سے
اَجْمَعِيْنَ ۔ سب سے عَمَّا ۔ اس سے كَانُوْا ۔ جو تھے يَعْمَلُوْنَ ۔ وہ کماتے
فَاصْدَعْ ۔ سو تو کر بِمَا ۔ جو تُؤْمَرُ ۔ حکم دیا جاتا ہے تو وَاَعْرِضْ ۔ اور منہ پھیر لے
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ مشرکوں سے اِنَّا ۔ بیشک ہم كَفَيْنٰكَ ۔ کفایت کریں
گے تجھے الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۔ ٹھٹھا کرنے والوں سے الَّذِيْنَ ۔ وہ جو
يَجْعَلُوْنَ ۔ بناتے ہیں مَعَ ۔ ساتھ اللّٰهِ ۔ اللہ کے اِلٰهًا ۔ معبود
اٰخَرَ ۔ دوسرا فَسَوْفَ ۔ تو جلدی يَعْلَمُوْنَ ۔ جانیں گے وَلَقَدْ ۔ اور بے شک
نَعْلَمُ ۔ جانتے ہیں ہم اَنَّكَ ۔ کہ تیرا يَضِيْقُ ۔ تنگ ہوتا ہے صَدْرُكَ ۔ سینہ
بِمَا ۔ اس سے جو يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں فَسَبِّحْ ۔ سو تسبیح بیان کر بِحَمْدِ ۔ ساتھ حمد
رَبِّكَ ۔ رب اپنے کے وَكُنْ ۔ اور ہو مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۔ سجدہ کرنے والوں سے
وَاعْبُدْ ۔ اور عبادت کر رَبَّكَ ۔ اپنے رب کی حَتّٰى ۔ یہاں تک کہ يَاْتِيَكَ ۔ آئے تیرے پاس
الْيَقِيْنُ ۔ یقین (موت)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورہ حجر۔ پ ۱۴

"وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اور بے شک حجر والوں نے جھٹلایا رسولوں کو اور ہم نے انہیں نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں سے گھر بے خوف تو انہیں صیحہ نے پکڑ لیا صبح ہوتے اور انہیں ان کی محنت مستغنی نہ کر سکی"۔

حجر ایک وادی ہے مدینہ منورہ اور شام کے مابین اس میں قوم ثمود رہتی تھی انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور چونکہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کرام کی تکذیب ہے اس لیے مرسلین کی تکذیب فرمایا گیا اس لیے کہ ہر نبی تمام نبیوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتا رہا ہے انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے پہاڑ کی چٹان سے ناقہ ظاہر ہونا طلب کیا تھا جو بہت سے عجائب پر مشتمل تھا۔

مثلاً اس کا عظیم الجثہ ہونا۔ پیدا ہوتے ہی بچہ جننا۔ کثرت سے دودھ دینا بلکہ اتنا دودھ دینا کہ تمام قوم ثمود کو کافی تھا۔ یہ معجزہ حضرت صالح علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور قوم ثمود کے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تھا۔ لیکن وہ ایمان نہ لائے۔

اس کا مفصل حال سورۂ شمس میں آئے گا اور اعراف میں گذر چکا۔

آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ حَيْثُ كَذَّبُوْا رَسُوْلَهُمْ صَالِحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ مَنْ كَذَّبَ وَاحِدًا مِنْ رُسُلِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ فَكَأَنَّمَا كَذَّبَ الْجَمِيْعَ لِاتِّفَاقِ كَلِمَتِهِمْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَالْأُصُوْلِ الَّتِيْ لَا تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأُمَمِ۔ اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے۔

وَالْحِجْرُ وَادٍ بَيْنَ الْحِجَازِ وَالشَّامِ كَانُوْا يَسْكُنُوْنَهٗ۔ جو ایک جنگل ہے مابین حجاز اور شام میں یہ قوم آباد تھی۔

وَقَدْ نَهٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ كَمَا فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ مِنَ الدُّخُوْلِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنُوْا بَاكِيْنَ حَذَرًا أَنْ يُّصِيْبَهُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔

حضور نے اپنے صحابہ کو منع فرمایا کہ اس ہلاک شدہ قوم پر نہ جاؤ اور اگر جاؤ تو غضب الٰہی سے ڈرتے روتے جاؤ تاکہ جو ان پر گذری تم اس سے محفوظ رہو کما فی صحیح البخاری۔

وَجَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّاسَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اسْتَقَوْا مِنْ مِيَاهِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاٰبَارِ الَّتِیْ كَانَتْ تَشْرَبُ مِنْهَا ثَمُوْدُ وَعَجَنُوْا مِنْهَا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ بِاللَّحْمِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِهْرَاقِ الْقُدُوْرِ وَاَنْ یَّعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِیْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ یَّسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِیْ كَانَتْ تَرِدُ لَنَا قَةُ۔

لوگ غزوۂ تبوک کے سال انہیں کنوؤں سے پانی لینے لگے جس سے قوم ثمود پانی پیتی تھی تو ان لوگوں نے اس سے پانی لے کر آٹا گوندھا اور ہانڈیاں پکائیں جن میں گوشت تھا تو حضور نے وہ گوشت پھینکنے کا حکم دیا اور آٹا اونٹوں کو کھلا دینے کی ہدایت فرمائی اور اونٹ جہاں سے پانی پیتے تھے وہ پانی استعمال کرنے کا حکم دیا (روح المعانی)

بعض روایتوں میں ہے کہ ناقہ کے اندر سے پانچ معجزے ظاہر ہوئے۔ چٹان سے اس کا نکلنا اور فوراً بچہ دینا۔ اور اس کا عظیم الجثہ ہونا کہ اس کے مشابہ کوئی ناقہ ہی نہ تھا۔ اور اتنا دودھ دینا کہ تمام قوم کو مکتفی ہو۔

وَاٰتَیْنٰهُمْ اٰیٰتِنَا میں اس کی طرف اشارہ فرمایا گیا اگرچہ اس کے علاوہ اور بھی معجزات تھے لیکن ذکر نہ کرنا ہمارے لیے مضر نہیں اس لیے اجمالاً بیان کر دینے میں اتنا ہی کافی ہے پھر فرمایا۔

"فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ"۔ قوم نے خود ہی یہ معجزہ طلب کیا اور پھر خود ہی اس سے منحرف ہوئے اور اپنی حفاظت کے لیے۔

"وَكَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ"۔ پہاڑوں میں اپنے لیے مکان تراشتے تاکہ عذاب سے مامون رہیں اس پر چند قول ہیں۔

(۱) یہ مکان نزول عذاب سے محفوظ و مامون رہنے کے لیے انہوں نے بنائے۔

(۲) موت سے بچنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔

(۳) مکان منہدم ہونے کے خوف سے اور چوروں کی نقب زنی کے خطرہ سے بچنے کو ایسا کیا۔

(۴) ابن عطیہ کہتے ہیں صحیح یہ ہے جو مجھے ظاہر ہوا کہ وہ انجام آخرت سے محفوظ رہنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے تھے۔

تو ان پر عذاب ہی ایسا آیا کہ کہیں بھی انہیں پناہ نہ ملی چنانچہ ارشاد ہے۔

"فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ"۔ تو انہیں پکڑ لیا صیحہ نے صبح کے وقت اور صیحہ اور رجفہ مترادف المعنی ہے سورہ اعراف میں فاخذتھم الرجفۃ آیا ہے۔

اور حاصل مفہوم یہ ہے کہ صیحہ دن میں ہوا رات میں نہیں تو اس چنگھاڑ یا صاعقہ سے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" وہ مستغنی نہ ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا تھا یعنی پہاڑ تراش کر مکان بنانا اس میں محفوظ رہنا سب بیکار گیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے عبث مگر حق طریقہ پر اور بیشک قیامت آنے والی ہے تو تم اے محبوب اچھی طرح درگزر فرمائیں۔ بیشک تمہارا رب ہی بڑا خالق اور علم والا ہے۔

یعنی جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے وہ ملتبس بہ حق ہے اور باحکمت ہے اور اسی حکمت کے مقتضیات سے یہ قوموں کی ہلاکت بھی ہے۔ اس کے علاوہ قیامت آئے گی اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا و سزا ملے گی۔ اس میں حضور کو تسلی کے لیے فرمایا کہ اے محبوب آپ مخالفین کی ایذاؤں پر صبر و تحمل فرمائیں۔

(نوٹ) مضمون آیۂ کریمہ ناسخ قتال نہیں ہے اور صبر و تحمل کی ہدایت سے یہ صبر و تحمل کا حکم بھی منسوخ نہیں۔

بلکہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اور منصب مصطفیٰ کی بلندی دکھاتے ہیں وہو ہذا۔

وَفَسَّرَ الرَّاغِبُ الصَّفْحَ بِتَرْكِ التَّثْرِيْبِ۔ صفح عربی میں کسی کو کسی فعل پر ملامت کرنے سے رکنے کو کہتے ہیں۔

وَذُكِرَ اَنَّهُ اَبْلَغُ مِنَ الْعَفْوِ وَفِىْ اَمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَادِرٌ عَلَى الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ فَكَاَنَّهُ قِيْلَ۔ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَحَمَّلْ اَذِيَّتَهُمْ وَلَا تَعْجَلْ بِالْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ وَعَامِلْهُمْ مُعَامَلَةَ الصَّفُوْحِ الْحَلِيْمِ۔ وَحَاصِلُ ذٰلِكَ اَمْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَالَقَتِهِمْ بِخُلُقٍ مَّرْضِيٍّ وَحِلْمٍ وَتَاَنٍّ بِاَنْ يُّنْذِرَهُمْ وَيَدْعُوَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَبْلَ الْقِتَالِ ثُمَّ يُقَاتِلُهُمْ وَعَلٰى هٰذَا فَالْاٰيَةُ غَيْرُ مَنْسُوْخَةٍ۔

صفح۔ عفو کا بلند درجہ ہے اور حضور سیدنا صلے اللہ علیہ وسلم کو فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ کے ساتھ جو حکم ہوا وہ اس بنا پر کہ حضور کو ان سے انتقام لینے کی قدرت حاصل تھی تو گویا یہ فرمایا گیا کہ اے محبوب ان سے چشم پوشی فرمائیں اور ان کی ایذا کا تحمل کرو اور انتقام لینے میں عجلت نہ فرمائیں بلکہ ان سے ایسا برتاؤ رکھیں جیسے ایک حلیم چشم پوشی کرنے والا برتاؤ کرتا ہے۔

تو خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ حضور کے ساتھ مشرکین کی مخالفتیں جو تھیں ان کا جواب خلق پسندیدہ اور بردباری سے دیں تاکہ انہیں انذار و تنذیر بھی ہو اور آپ کی دعا بھی جہاد و قتال سے قبل ان کی ہدایت کے لیے ہو۔ اس کے بعد پھر جہاد و مقاتلہ ہو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی بنا پر یہ آیۃ کریمہ منسوخ بہ آیات القتال نہیں ہوئی۔ اگرچہ ابن عباس۔ قتادہ۔ مجاہد۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اِنَّھَا مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ السَّیْفِ۔ یہ منسوخ بہ آیات السیف ہے۔ بہرحال حضور کے صاحب خلق عظیم ہونے کے ساتھ پہلا مضمون مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ اور بے شک دی ہم نے آپ کو سات آیتیں جو دہرائی جائیں اور قرآن عظمت والا۔"

یعنی سبع مثانی الحمد شریف کا نام بھی ہے۔ اور یہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور بخاری مسلم میں اس سے مراد الحمد شریف ہی ہے۔

اور اس کے تقریباً ستر نام احادیث میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

سورۃ الحمد۔ اس لیے کہ اس کی ابتداء حمد سے ہے۔

سورۃ الشکر۔ اس لیے کہ حمد بنیاد شکر ہے جس نے حمد کا طریقہ جان لیا اسے قواعد شکر بھی آ گئے۔

سورۃ الکنز:۔ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ یہ سورہ مبارکہ اس خزانہ سے نازل ہوئی جو کنز عرش سے ہے۔ اس بنا پر اس کا نام سورۃ الکنز ہو گیا۔

سورۃ المناجات:۔ اس لیے کہ بندہ اس کے ذریعہ بارگاہ متعال میں مناجات کرتا ہے۔

سورۃ التفویض:۔ بندہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر اپنے تمام امور اپنے رب کے سپرد کر دیتا ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْ لِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ عَلٰی اِخْتِیَارِیْ

سورۃ الفاتحہ:۔ پنجگانہ صلوۃ مفروضہ اور نافلہ میں ابتداء اسی سورۃ مبارکہ سے ہوتی ہے۔

سورۃ الوافیہ:۔ اس کا پڑھنے والا کافی و وافی اجر پاتا ہے۔

سورۃ الشافیہ:۔ حضور نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شِفَاءٌ لِّکُلِّ دَاءٍ اور فرمایا فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ الحمد تمام امراض کے لیے شفاء ہے۔ اسی بنا پر اس کا نام شافیہ ہے۔

سورۃ الرقیہ:۔ رقیہ کہتے ہیں منتر پڑھ کر دم کرنے کو جس سے مریض کا مرض دفع ہوتا ہے۔ ایک صحابی نے مرگی والے پر یہ سورہ مبارکہ پڑھ کر دم کیا وہ شفایاب ہو گیا۔

ایک صحابی نے حالت سفر میں مار گزیدہ کے لیے پانی پڑھ کر دم کیا اور پلایا وہ شفا پا گیا۔

سورۃ الاساس:۔ نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بنا بریں اسے سورۃ الاساس فرمایا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سورۃ الصلوٰۃ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جان منزکی سید الطیبہ علیہ التحیہ نے
فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے مابین تقسیم کیا ہے۔
جب بندہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ ملائکہ سے فرماتا ہے میرے
بندے نے مجھے یاد کیا۔
جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری خوبیاں بیان
کر رہا ہے۔
جب اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو ارشاد باری ہوتا ہے میرے بندے نے میری عظمت
بیان کی ہے۔
جب مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے اب یہ میری ملکیت تام ظاہر کر رہا ہے۔
جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے یہ قول میرے اور بندے کے
مابین مشترک ہے۔ عبادت میرا حق ہے اور استعانت بندہ کا حق ہے اس نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہہ کر میرا حق
ادا کیا اور ایاک نستعین کہہ کر اپنا حق مجھ سے طلب کیا۔
جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ تو حضرت جلت مجدہ فرماتا ہے یہ مضمون تمام بندے
کے حق میں ہے۔
میں اس کا مطالبہ پورا کروں گا۔ سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ مغضوب علیہم سے بچاؤں گا۔ گمراہی سے
محفوظ رکھوں گا۔
بنا بریں اس سورۂ مبارکہ کا نام سورۃ الصلوٰۃ ہوا۔
سورۃ سبع مثانی:۔ چونکہ اس سورۂ مبارکہ میں سات آیت ہیں بنا بریں سبعہ ہوئی اور مثانی
اس لیے کہ فرائض و نوافل میں اس کا پڑھنا واجب ہے فرضوں میں ابتدائی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب
ہے۔ مقتدی ہو تو اس کا حکم آگے آ رہا ہے اور منفرد پر واجب ہے یوں یہ سبع مثانی کہی گئی۔
بعض نے فرمایا رب جل وعلا کی راہ کے سات راستے ہیں اور ہر راستہ کے دروازے کی کنجی الحمد ہے۔
ہر آیت ہر اک دروازہ کی کنجی ہے۔
جب مصلی اس سورۂ مبارکہ کو پڑھ لیتا ہے تو ساتوں راستہ کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ سات
دروازے یہ ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب ذکر۔ باب شکر۔ باب رجا۔ باب خوف۔ باب اخلاص۔ باب دعا۔ باب انس۔

سورۃ قرآن عظیم:۔ اس لیے اس کا نام ہے کہ سب سے اول یہ سورت قرآن کریم میں آتی ہے اور اس سورۃ مبارکہ کا اجر عظیم ہے۔

سورۃ تعلیم المسئلہ:۔ اس لیے اس کا نام ہے کہ اس میں اللہ تعالٰے نے بندے کو سوال کرنے کے آداب بتلائے ہیں۔

سورۃ کافیہ:۔ اس لیے نام ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کی قراءت اجر میں تمام قرآن پاک کے برابر ہے۔ اور نماز کی قراءت میں کافی ہے۔

سورۃ ام الکتاب:۔ اس لیے فرمایا کہ تمام قرآن کریم اس سورۃ مبارکہ میں ہے جیسے تمام انسان بطن اُمّ میں ہوتا ہے۔

سورۃ ام القرآن:۔ بھی اس کا نام مذکورہ وجہ سے ہوا۔

سورۃ الرحمۃ:۔ یہ سورۃ مجمۂ رحمت اس وجہ میں ہے کہ اس میں وہ سات حروف نہیں جو سات عذابوں کے لیے بیان ہوئے یعنی

ث۔ جیم۔ خا۔ زا۔ شین۔ ظا۔ فا۔

(۱) ث:۔ سے عذاب ثبور ہے یعنی ہلاکت

(۲) ج:۔ سے جحیم ہے۔

(۳) خ:۔ سے خزی یعنی ہر طرح کا خسران۔

(۴) ز:۔ سے زفیر جو آواز اعلی جہنم ہے یا زقوم جو اہل جہنم کی غذا ہے۔

(۵) ش:۔ سے مراد شہیق اہل نار ہے جیسا کہ ارشاد ہے لھم فیہا زفیر و شہیق

(۶) ظ:۔ سے مراد لظی ہے کہ طبقہ جہنم کا نام ہے۔

(۷) ف:۔ سے مراد فراق کہ ہر جہنمی علیحدہ علیحدہ قید تنہائی میں ہو۔

مختصر فضائل سورۃ مبارکہ

جو شخص اس سورت مبارکہ کو بخشوع و خضوع تلاوت کرتا ہے وہ اللہ تعالٰے کی رحمت سے ساتوں قسم کے عذاب سے محفوظ و مصئون رہتا ہے۔

انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان ان کی مدد سے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اول:۔ شہوت کہ اس کی وجہ سے ہر ظلم اس کے لیے جرم محسوس نہیں ہوتا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوم غضب :- کہ اس کی وجہ سے وہ غیر پہ ظلم روا سمجھتا ہے۔
سوم حرص :- اس کی وجہ سے انسان اپنے رب کی نافرمانی کر گذرتا ہے۔
جو شخص اس سورۂ مبارکہ کو بہ نیت دعا پڑھتا رہے وہ ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہے۔
علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَاِطْلَاقُ ذَالِکَ عَلَی الْفَاتِحَۃِ لِاَنَّھَا تُکَرَّرُ قِرَاءَتُھَا فِی الصَّلٰوۃِ
اسے سبع مثانی اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس کا نماز میں دوبارہ پڑھنا لازم وواجب ہے۔
اور ایک قول حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے اور مجاہد بھی کہتے ہیں اِنَّ اِطْلَاقَ الْمَثَانِیْ عَلَی الْفَاتِحَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ اِسْتَثْنَاھَا وَادَّخَرَھَا لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔
اس سورۂ مبارکہ پہ مثانی کا اطلاق اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالے نے اسے مستثنیٰ کر کے اس امت کے لیے محفوظ رکھا۔ فَلَمْ یُعْطِھَا لِغَیْرِھِمْ۔ تو یہ سورت سوائے امت مرحومہ کے اور کسی کو نہیں عطا کی گئی ہے۔
اور قرآن عظیم اس کے بعد جو فرمایا اس کے متعلق بخاری ابو سعید بن معلی سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ۔ اَلَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔
باقی احکام قراءۃ الفاتحہ اور فاتحہ خلف الامام کی مفصل بحث ہم سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں۔ من شاء فلینظر۔ اب آگے ارشاد ہے۔
"لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ نہ اٹھائیں آپ اپنی دونوں آنکھیں اس کی طرف جو ہم نے متمتع ہونے کو دی کچھ جوڑوں کو انسانوں میں سے اور نہ غم فرمائیں ان پر اور جھکا دیجئے اپنے رحمت کے بازو مومنین کے لیے"۔
یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کے مقابل تمام دنیائے فانی کی نعمتیں حقیر ہیں تو آپ متاع دنیا سے مستغنی رہیں اور جو ہماری طرف سے چند روزہ نعمت دنیا یہود و نصاریٰ و مشرکین کو ملی ہیں ان کی طرف ممد داعین نہ فرمائیں یعنی انہیں مومنین للچائی ہوئی نگاہ سے نہ دیکھیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں کوئی نہیں جو قرآن کریم کی برکات کی وجہ سے دنیا کی ہر عیش سے مستغنی نہ ہوا اور حقیقتاً قرآن کریم ایسی نعمت لازوال ہے جس کے سامنے تمام دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں بشرطیکہ ایمان میں جلا ہو اور جلا میں نور ایقان ورنہ فَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ کسی دنیوی انعمے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے کبھی موجب اطمینان نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ حرص و آز کے چشمہ سے ہر چیز کو دیکھے گا اور یہاں چشمۂ ایمان و نور ایقان کی ضرورت ہے اور آیت میں مخاطبہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ایمان والوں سے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

كِنَايَةٌ عَنِ التَّوَاضُعِ لَهُمْ وَالرِّفْقِ بِهِمْ وَاَصْلُ ذَالِكَ اَنَّ الطَّائِرَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَضُمَّ فَرْخَهٗ اِلَيْهِ بَسَطَ جَنَاحَيْهِ لَهٗ وَالْجَنَاحَانِ مِنْ اِبْنِ اٰدَمَ جَانِبَاهُ۔

کنایہ ہے تواضع سے مومنین کے لیے اور ان کی حفاظت سے اور اصل اس کی یہ ہے کہ پرند جب چاہتا ہے کہ اپنے بچے کو چمٹا لے تو اپنے پر اس کے لیے پھیلاتا ہے اور انسان کے دونوں پر اس کے دونوں پہلو ہیں۔

گویا حضور کو فرمایا کہ آپ ایمان والوں کو اپنے ساتھ لگائے رہیں تاکہ ان کا حوصلہ بڑھا رہے اور آپ فرما دیجئے۔

"وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ اور فرما دیجئے میں ہی ڈر سنانے والا کھلم کھلا اس عذاب سے جیسا ہم نے نازل کیا بانٹنے والوں پر جنہوں نے قرآن تقسیم کر ڈالا حق و باطل میں"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ

وہ اہل کتاب یہود و نصاری ہیں جنہوں نے جزء جزء کر کے بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔

اَیْ قَسَّمُوْهُ اِلٰى حَقٍّ وَّبَاطِلٍ حَيْثُ قَالُوْا عِنَادًا وَّعَدَاوَةً بَعْضُهٗ حَقٌّ مُّوَافِقٌ لِّلتَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِيْلِ وَبَعْضُهٗ بَاطِلٌ مُّخَالِفٌ لَّهُمَا۔

یعنی انہوں نے قرآن کریم کو حق و باطل میں عناد اور عداوت سے تقسیم کر ڈالا اور کہا بعض حصہ اس قرآن کا حق ہے انجیل و توریت کے موافق ہے اور بعض باطل اور مخالف توریت ہے۔ اور مخالف انجیل۔

فَقَدْ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ الْحَبْرِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۔ مَا عِضِيْنَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَّكَفَرُوْا بِبَعْضٍ اور اِقْتَسَمُوْهُ لَا نْفُسِهِمْ اِسْتِهْزَاءً بِهٖ۔

ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ کس جماعت کے لیے ہے تو حضور نے فرمایا اس سے مراد یہود و نصاری ہیں عرض کیا حضور اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عِضِیْن بین عِضِیْن سے کیا مراد ہے تو حضور نے فرمایا بعض قرآن پر ایمان اور بعض سے کفر وہ تقسیم کرتے تھے استہزاء کرنے کے لیے چنانچہ حضرت عکرمہ سے مروی ہے۔

اِنَّ بَعْضَھُمْ کَانَ یَقُوْلُ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ لِیْ وَبَعْضُھُمْ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ لِیْ وَھٰکَذَا۔ یہود و نصاریٰ میں ایسے بازاری مذاق ہوتے تھے کہ ایک کہتا سورۃ بقرہ میرے لیے ہے اور دوسرا کہتا آل عمران میرے لیے ہے۔

وَجُوِّزَ اَنْ یُّرَادَ بِالْمُقْتَسِمِیْنَ جَمَاعَۃٌ مِّنْ قُرَیْشٍ وَھُمْ اِثْنَا عَشَرَ وَقَالَ ابْنُ السَّائِبِ سِتَّۃَ عَشَرَ رَجُلًا۔

اور بعض نے کہا کہ مقتسمین سے مراد ایک جماعت قریش مکہ ہے اور وہ بارہ ہیں ابن السائب فرماتے ہیں سولہ آدمی ہیں۔

حنظلہ بن ابی سفیان۔ عتبہ۔ شیبہ ابنا ربیعہ۔ ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل۔ عاص بن ہشام۔ ابوقیس بن اسید۔ قیس بن فاکہہ۔ زہیر بن امیہ۔ ہلال بن عبدالاسود۔ سائب بن الصیفی۔ نضر بن حارث۔ ابوالبختری بن ہشام۔ زمعہ بن حجاج۔ امیہ بن خلف۔ اوس بن مغیرہ۔

اور اوس بن مغیرہ نے ولید بن مغیرہ کو ایام موسم حج میں اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے راہ پر رہے تاکہ جو باہر سے آئیں انہیں نفرت دلائے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روکے۔

چنانچہ ان میں سے علیحدہ علیحدہ مداخل طرق مکہ پر ٹھہرے رہتے تو جو آتا اس سے کہتے لَا تَغْتَرُّوْا بِالْخَارِجِ فَاِنَّہٗ سَاحِرٌ دھوکے میں نہ آنا وہ جادوگر ہے۔

وَیَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِلْاٰخَرِ کَذَّابٌ وَالْاٰخَرُ شَاعِرٌ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ۔ بعض کہتے وہ جھوٹا ہے کوئی کہتا شاعر ہے اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کہتے۔

فَاَھْلَکَھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ بَدْرٍ وَّقَبْلَہٗ بِاٰفَاتٍ تو اللہ تعالےٰ نے ان کو بدر میں ہلاک کیا۔ اور قبل بدر بہت سی آفتوں سے مارا۔

چنانچہ ولید بن مغیرہ اور اسود قبل بدر ہی ہلاک کیے گئے۔

ایک قول ہے اَلْعِضَۃُ فِیْ لُغَۃِ قُرَیْشٍ اَلسِّحْرُ یَقُوْلُوْنَ لِلسَّاحِرِ عَاضِہٌ وَلِلسَّاحِرَۃِ عَاضِھَۃٌ عِضَۃٌ قریشی لغت میں سحر کو کہتے ہیں اور ساحر کو عاضہ اور ساحرہ کو عاضہہ بولتے ہیں۔

اور ابن عدی نے اپنی کامل میں اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ لغت کے معنی کی تصدیق ہوتی ہے لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْعَاضِهَةَ وَالْمُسْتَعْضِهَةَ۔ اللہ کی لعنت جادو کرنے والی اور جادو کرانے والی پر۔ آگے ارشاد ہے۔

"فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور پوچھیں گے ان سب سے جو کچھ وہ کرتے تھے تو آپ علانیہ دو ٹوک فرمادیں جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور مشرکوں سے اعراض فرمائیں بے شک ہم کافی ہیں تمہیں ان ہنسنے والوں پر جو اللہ کے ساتھ بناتے ہیں دوسرے معبود تو عنقریب وہ جان لیں گے"۔

یعنی اے محبوب بروز قیامت ان سب سے ان کی اعمالی حالت کا جائزہ لیا جائے گا اور آپ پرواہ نہ کریں انہیں بکنے دیں جو کچھ یہ قرآن اور آپ کی شان میں بکتے ہیں۔

علامہ کلبی صدع کے معنی فرماتے ہیں اَیْ اَظْهِرْهُ وَاَجْهِرْهُ يُقَالُ صَدَعَ بِالْحُجَّةِ اِذَا تَكَلَّمَ جِهَارًا۔ یعنی صاف ظاہر فرمادیں ان پر اور علانیہ حکم پہنچائیں۔ صَدَعَ بِالْحُجَّةِ بولتے ہی اس وقت ہیں جب علانیہ کلام کیا جائے۔

دوسرا قول ہے وَجَوَّزَ اَنْ يَكُوْنَ اَمْرًا مِنْ صَدْعِ الزُّجَاجَةِ وَهُوَ تَفْرِيْقُ اَجْزَائِهَا اَیْ اَفْرِقْ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ اور یہاں صدع سے مراد دو ٹوک حکم دینے کے ہیں صَدْعُ الزُّجَاجَةِ محاورہ میں جب بولتے ہیں جب شیشہ ٹوٹ کر علیحدہ علیحدہ ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حق و باطل میں صاف فرق فرمادیں۔

چنانچہ ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ جو حکم قرآن کریم میں ہے اسے صاف فرمادیں۔

وَيُحْكٰی اَنَّ بَعْضَ الْعَرَبِ سَمِعَ قَارِئًا يَقْرَأُهَا فَسَجَدَ فَقِيْلَ لَهٗ فِیْ ذَالِكَ فَقَالَ سَجَدْتُّ لِبَلَاغَةِ هٰذَا الْكَلَامِ وَلَمْ يَزَلْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا كَمَا رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ نُزُوْلِ ذَالِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ خَرَجَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

روایت ہے کہ عرب کا ایک شخص کسی پڑھنے والے سے اس آیت کو سن کر سجدہ میں گر گیا تو اسے کہا گیا یہ کیوں ایسا کیا بولا میں نے اس کلام کی بلاغت پر سجدہ کیا اور اس وقت تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مخفی طور پر تبلیغ فرماتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اس آیۂ کریمہ کے نزول سے قبل مخفی تبلیغ تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ علانیہ تبلیغ کو نکل آئے۔

اور اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ لَا تَلْتَفِتْ اِلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَلَا تُبَالِ بِهِمْ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ہرگز ان کی بکواس کی طرف التفات نہ فرمائیں اور ان کی کچھ پرواہ نہ کریں۔
فَلَیْسَتِ الْاٰیَۃُ مَنْسُوْخَۃً۔ تو اس آیہ کریمہ کا آیات سیف سے منسوخ ہونا لازم نہیں آتا اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آیات سیف سے یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ لیکن ابن حاتم و ابو داؤد فی ناسخہ۔ یہ سب اس کے نسخ پر ہیں۔
وَقِیْلَ ھِیَ مِنْ اٰیَاتِ الْمُھَادَنَۃِ الَّتِیْ نَسَخَتْھَا اٰیَۃُ السَّیْفِ۔ بہرحال اس کے منسوخ ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے۔
"اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ بے شک ہم تمہیں کافی ہیں ان ہنسنے والوں پر جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو عنقریب وہ جان لیں گے کہ تم دل تنگ ہوتے ہو ان کی بکواس سے تو اللہ تعالے کی تسبیح کرتے رہو اور سجدہ والوں میں ہو جاؤ اور اس کی عبادت کرتے رہو مرتے دم تک"۔
یعنی آپ کے ساتھ یا قرآن کے ساتھ جو استہزاء کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ وہ عنقریب اس کا بدلہ پا لیں گے اور ان کے قلع قمع کا وقت آ رہا ہے۔
یہ پیشگوئی من جانب اللہ مشرکین مکہ کے لیے ہوئی۔ چنانچہ طبرانی اوسط میں اور بیہقی اور ابو نعیم دلائل میں اور ابن مردویہ بسند حسن فرماتے ہیں۔
اَلْمُسْتَھْزِءُوْنَ اَلْوَلِیْدُ بْنُ الْمُغِیْرَۃِ۔ وَالْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ یَغُوْثَ وَالْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ وَالْحٰرِثُ بْنُ عَیْطَلِ السَّھْمِیُّ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ۔
فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَشَکَاھُمْ اِلَیْہِ فَاَرَاہُ الْوَلِیْدَ فَاَوْمَاَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اَکْحَلِہٖ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ کَفَیْتُکَہٗ۔
ثُمَّ اَرَاہُ الْاَسْوَدَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَوْمَاَ اِلٰی عَیْنِہٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ کَفَیْتُکَہٗ۔
ثُمَّ اَرَاہُ الْحٰرِثَ فَاَوْمَاَ اِلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ کَفَیْتُکَہٗ۔
ثُمَّ اَرَاہُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ فَاَوْمَاَ اِلٰی اَخْمَصِہٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ کَفَیْتُکَہٗ۔
فَاَمَّا الْوَلِیْدُ فَمَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ خُزَاعَۃَ وَھُوَ یَرِیْشُ نَبْلًا فَاَصَابَ اَکْحَلَہٗ فَقَطَعَھَا۔
وَاَمَّا الْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ فَنَزَلَ تَحْتَ سَمُرَۃٍ فَجَعَلَ یَقُوْلُ یَا بَنِیَّ اَلَا تَدْفَعُوْنَ عَنِّیْ قَدْ ھَلَکْتُ اُطْعَنُ بِالشَّوْکِ فِیْ عَیْنِیْ فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ مَا نَرٰی شَیْئًا فَلَمْ یَزَلْ کَذٰلِکَ حَتّٰی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَمِيَتْ عَيْنَاهُ۔
وَاَمَّا الْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوْثَ فَخَرَجَ فِيْ رَاْسِهٖ قُرُوْحٌ فَمَاتَ مِنْهَا۔
وَاَمَّا الْحَرْثُ فَاَخَذَ الْمَاءُ الْاَصْفَرُ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى خَرَجَ رَجِيْعُهٗ مِنْ فِيْهِ فَمَاتَ مِنْهُ۔
وَاَمَّا الْعَاصُ فَرَكِبَ الطَّائِفَ فَرَبَضَ عَلٰى شَبْرُقَتِهٖ فَدَخَلَ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمِهٖ شَوْكَةٌ فَقَتَلَتْهُ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ کفار قریش کے پانچ سردار ولید بن مغیرہ۔ اسود بن عبد یغوث۔ اسود بن مطلب حرث بن عیطل سہمی۔ عاص بن وائل تھے۔

یہ لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت خلاف تھے آپ کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرتے رہتے تھے۔ جب جبریل امین حضور کی خدمت میں ہوئے آپ نے فرمایا ان لوگوں نے مخالفت میں تو حد کر دی ہے۔

ایک روز حضور مسجد حرام میں رونق افروز تھے کہ یہ پانچوں آئے اور حسب سابق طعن و تمسخر کرنے لگے اس کے بعد طواف کعبہ میں مشغول ہو گئے کہ روح الامین حاضر ہوئے اور آپ نے

۱ ولید بن مغیرہ کی پنڈلیوں کی طرف نظر ڈالی۔
۲ اور اسود بن مطلب کی آنکھ پر نگاہ کی۔
۳ پھر اسود بن عبد یغوث کو دیکھا۔
۴ پھر حرث کے پیٹ پر نظر کی۔
۵ پھر حرث بن عیطل کی طرف توجہ فرمائی۔

چنانچہ تھوڑی دیر میں یہ سب اندھے ہو کر۔ زخمی ہو کر۔ منہ سے نجاست ڈال کر۔ بدحواس ہو کر۔ کانٹے سے پاؤں میں زخم ہو جانے سے ہلاک ہو گئے۔

اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا۔ غرضیکہ سب ہلاک ہو کر جہنم میں گئے۔ اور باقی ماندہ دشمن سردار قریش کے بھی ہلاک کر دیے گئے اور قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔

ان باتوں سے حضور تنگدل ہو رہے تھے۔

اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ هُمُ السَّبْعَةُ الَّذِيْنَ اَلْقَوُا الْاَذٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ كَمَا جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ الْبُخَارِيِّ وَهُمْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَعُقْبَةُ بْنُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُعَیْطٍ۔ وَعَمَّارُ بْنُ الْوَلِیْدِ۔
وَفِی الْاَعْلَامِ لِلسُّهَیْلِیِّ اِنَّهُمْ قُذِفُوْا بِقَلِیْبِ بَدْرٍ۔
یہ استہزاء کرنے والے سات مذکورہ افراد تھے۔ جن کے انجام کو اعلام میں سہیلی فرماتے ہیں کہ یہ سب قلیب بدر میں ڈال دیے گئے۔
اور درمنثور میں ان کی ہلاکت کی تفصیل بہت طویل بیان کی گئی ہے۔
آگے تصریح کی گئی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب زیادہ غمگین ہوتے تو نماز کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔ وَقَدْ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْزَنَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَی الصَّلٰوةِ۔
اور صحیح حدیث میں حضور نے دنیا سے تین چیزیں ہی پسند فرمائی ہیں۔ حَیْثُ قَالَ حُبِّبَ لِیْ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ۔
تمہاری دنیا سے میرے لیے تین چیزیں محبوب کردی گئیں۔ خواتین۔ اور خوشبو اور آنکھوں کے لیے ٹھنڈک کی گئی نماز میں۔
"وَاعْبُدْ رَبَّکَ" یَعْنِیْ دُمْ عَلَیْهِ عَلٰی مَا اَنْتَ عَلَیْهِ مِنْ عِبَادَتِكَ سُبْحَانَهٗ۔ یعنی ہمیشہ عبادت الٰہی میں رہو جیسے کہ آپ ابھی ہیں۔
دوسرا قول یہ ہے وَالْمَعْنٰی دُمْ عَلَی الْعِبَادَةِ مَا دُمْتَ فِیْهَا مِنْ غَیْرِ اِخْلَالٍ
"حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ"۔ اَیِ الْمَوْتُ حتیٰ کہ آئے موت۔
وَقَالَ ابْنُ بَحْرٍ الْیَقِیْنُ النَّصْرُ عَلَی الْکَافِرِیْنَ الَّذِیْنَ وَعَدَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یعنی یقین سے مراد وہ فتح ہے جس کا حضور سے وعدہ کیا گیا۔
وَقَالُوْا اِنَّ الْعَبْدَ مَتٰی حَصَلَ لَهٗ ذٰلِكَ سَقَطَ عَنْهُ التَّکْلِیْفُ بِالْعِبَادَةِ۔ بعض نے کہا جب کیفیت موت طاری ہو جاتی ہے۔ تو اس پر سے تکلف عبادت ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لیے حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ۔ فرمایا۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

سورۃ نحل مکیہ ہے مگر فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ سے آخر سورۃ تک جو آیتیں ہیں وہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور اس میں اقوال کا اختلاف ہے اس میں ۱۶ رکوع ایک سو اٹھائیس آیتیں دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے سات ہزار سات سو سات حرف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ نحل۔ پ ۱۴

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝	آتا ہے اللہ کا حکم تو نہ جلدی کرو پاکی اور برتری ہے اسے ان سے جو شریک بنا رہے ہو۔
يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝	نازل کرتا ہے فرشتوں کو حکم کی جان کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں پر تاکہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کوئی نہیں تو ڈرتے رہو
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝	پیدا کئے آسمان اور زمین حق کے ساتھ برتر ہے ان سے جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝	پیدا کیا انسان کو ایک صاف بوند سے تو جبھی وہ کھلا جھگڑالو ہے۔
وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝	اور چار پائے پیدا کیے تمہارے لیے ان میں گرم لباس ہے اور بہت سے نفع اور ان میں سے کھاتے ہو۔
وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝	اور تمہارے لیے ان میں تجمل ہے جب شام واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝	اور اٹھاتے ہیں تمہارا بوجھ شہر کی طرف کہ نہیں تم وہاں پہنچ سکتے مگر اپنی جان مشقت میں ڈال کر بے شک تمہارا رب مہربان۔ رحم والا ہے۔
وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔
وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ	اور اللہ پر بیچ کی راہ ہے اور اس میں ٹیڑھ بھی ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور اگر چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا۔

حلّ لغات پہلا رکوع۔ سورۂ نحل۔ پ ۱۴

اَتٰى۔ آتا ہے — اَمْرُ۔ حکم — اللّٰهِ۔ اللہ کا — فَلَا۔ تو نہ

تَسْتَعْجِلُوْهُ۔ جلدی کرو تم اس کی — سُبْحٰنَهٗ۔ وہ پاک ہے — وَتَعٰلٰى۔ اور بلند ہے

عَمَّا۔ اس سے — يُشْرِكُوْنَ۔ جو شرک کرتے ہیں — يُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے — الْمَلٰٓئِكَةَ۔ فرشتوں کو

بِالرُّوْحِ۔ روح کے ساتھ — مِنْ اَمْرِهٖ۔ اپنے حکم سے — عَلٰى۔ اوپر — مَنْ۔ جس کے

يَّشَآءُ۔ چاہتا ہے — مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے — اَنْ۔ یہ کہ — اَنْذِرُوْا۔ ڈراؤ

اَنَّهٗ۔ بے شک — لَآ اِلٰهَ۔ نہیں کوئی معبود — اِلَّآ اَنَا۔ مگر میں — فَاتَّقُوْنِ۔ تو مجھ سے ڈرو

خَلَقَ۔ پیدا کیا — الْاِنْسَانَ۔ انسان کو — مِنْ نُّطْفَةٍ۔ نطفہ سے — فَاِذَا۔ تو ناگہاں

هُوَ۔ وہ — خَصِيْمٌ۔ جھگڑالو ہے — مُّبِيْنٌ۔ ظاہر — وَالْاَنْعَامَ۔ اور چارپائے

خَلَقَهَا۔ پیدا کیا ان کو — لَكُمْ۔ تمہارے لیے — فِيْهَا۔ اس میں — دِفْءٌ۔ آرام ہے

وَّمَنَافِعُ۔ اور منافع — وَمِنْهَا۔ اور اس سے — تَاْكُلُوْنَ۔ کھاتے ہو تم — وَلَكُمْ۔ اور تمہارے لیے

فِيْهَا۔ اس میں — جَمَالٌ۔ خوبصورتی ہے — حِيْنَ۔ جب — تُرِيْحُوْنَ۔ چرا کر لاتے ہو

وَحِيْنَ۔ اور جب — تَسْرَحُوْنَ۔ چرنے کو لیجاتے ہو — وَتَحْمِلُ۔ اور اٹھاتے ہیں — اَثْقَالَكُمْ۔ تمہارے بوجھ

اِلٰى۔ طرف — بَلَدٍ۔ شہر کی — لَّمْ تَكُوْنُوْا۔ کہ نہیں تھے تم — بٰلِغِيْهِ۔ وہاں پہنچنے والے

اِلَّا۔ مگر — بِشِقِّ۔ ساتھ مشقت — الْاَنْفُسِ۔ نفس کے — اِنَّ۔ بیشک

رَبَّكُمْ۔ تمہارا رب — لَرَءُوْفٌ۔ مہربان ہے — رَّحِيْمٌ۔ رحمت والا — وَّالْخَيْلَ۔ اور گھوڑے

وَالْبِغَالَ۔ اور خچر — وَالْحَمِيْرَ۔ اور گدھے — لِتَرْكَبُوْهَا۔ تاکہ تم ان پر سوار ہو۔

وَزِيْنَةً۔ اور زینت — وَيَخْلُقُ۔ اور پیدا کرے گا — مَا لَا۔ جو نہیں — تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم

وَعَلَى۔ اور اوپر — اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے — قَصْدُ۔ درمیانی — السَّبِيْلِ۔ راہ

وَمِنْهَا۔ اور اس سے — جَآئِرٌ۔ ٹیڑھے بھی ہیں — وَلَوْ۔ اور اگر — شَآءَ۔ چاہتا

لَهَدٰىكُمْ۔ تو ہدایت دیتا تم — اَجْمَعِيْنَ۔ سب کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ۱۴

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ الخ

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ

کفار مکہ نے عذاب موعود کے نزول اور قیامت قائم ہونے سے تکذیب کرنے کو استہزائً جلدی کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ جس کی تم جلدی کر رہے ہو وہ آیا ہی جانو اس کا وقت بہت قریب ہے اور وہ اپنے وقت پر یقیناً ظاہر ہوگا اور یہ بھی سمجھ لو کہ جب وہ واقع ہو جائے گا تو تمہیں اس سے خلاصی کی کوئی راہ نہ ملے گی اور وہ بت جنہیں تم پوج رہے ہو اس وقت وہ تمہارے کام نہ آئیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ نازل ہوئی تو کفار اپنے آپ میں کہنے لگے کہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ قیامت بہت قریب آگئی تو اس خوف سے وہ ان باتوں سے رک گئے جو آپس میں کرتے تھے حتیٰ کہ انتظار کا زمانہ موخر ہو گیا تو کہنے لگے مَا نَرٰی شَیْئًا ہم تو ابھی تک کچھ نہیں دیکھتے۔

پھر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوا اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ تو وہ اس سے اور زیادہ خائف ہوئے اور پھر انتظار کرنے لگے جب اس پر بھی امتداد زمانہ ہو گیا تو سب مل کر حضور سے عرض کرنے لگے مَا نَرٰی شَیْئًا مِمَّا تُخَوِّفُنَا حضور جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں ہم تو اس کی کوئی علامت نہیں دیکھتے۔

تو پھر یہ آیت نازل ہوئی اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَوَثَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ النَّاسُ رُءُوْسَھُمْ تو اس پر حضور اچھل پڑے اور لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا تو نازل ہوا فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ تو لوگوں کو اطمینان ہوا۔

پھر حضور نے فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَاَشَارَ بِاُصْبُعَیْہِ اِنْ کَادَتْ لَتَسْبِقُنِیْ میں مبعوث ہوا ہوں اور قیامت یہ سامنے ہے اور اپنی انگشت مبارک سے ایسا اشارہ کیا جیسے کہ قیامت آ رہی ہے۔

اور بعض فضلاء کا قول ہے کہ اس سے مراد مومنین کو خبر دینا تھا۔ جیسا کہ ابن مردویہ سے راوی ہیں لَمَّا نَزَلَتْ اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ۔ ذُعِرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی نَزَلَتْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ فَسَکَنُوْا۔ جب اتیٰ امر اللہ نازل ہوئی تو اصحاب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم خائف ہوئے اور بہت گھبرائے یہاں تک کہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ نازل ہوئی تو سکون ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ آ بھی گیا حکم تو اللہ کا تو تم جلدی نہ کرو پاکی اور بلندی سے اسے ان سے جنہیں شریک ٹھہرا رہے ہیں"۔

اس لیے کہ وہ وَاحِدٌ اور اَحَدٌ ہے۔ لاشریک لہ ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔

"یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ۔ نازل فرماتا ہے ملائکہ کو روح یعنی وحی کی جان کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں پر کہ ڈر سناؤ اور یہ کہ کوئی معبود نہیں مگر میں تو ڈرو مجھ سے اس نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ۔ بلند و بالا ہے ان کے شرک سے۔ اس نے پیدا کیا انسان کو ایک صاف قطرہ سے تو وہ کھلم کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کیے تمہارے لیے ان میں گرم لباس (کا سامان) ہے اور بہت نفع اور ان میں تم کھاتے ہو اور تمہارے لیے ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو اور وہ اٹھاتے ہیں تمہارا بوجھ اس شہر کی طرف کہ تم نہیں اس تک پہنچنے والے مگر جان کی تکلیفوں سے بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے"۔

"یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ۔ نازل کرتا ہے ملائکہ کو جان احکام یعنی وحی لے کر اپنے جس بندے پر چاہے"۔

اور نبوت سے نوازے یعنی حضور خاتم النبیین سے قبل لاکھوں کو نبوت سے نوازا اور اب صرف اور صرف خاتم الانبیاء حبیب کبریا پر ہی وحی ہے کیونکہ قَدِ انْقَطَعَتِ النُّبُوَّۃُ وَالرِّسَالَۃُ۔ نبوت و رسالت حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی فَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ۔

اور خود حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے ناتح۔ قاطع۔ جامع۔ مانع فیصلہ فرمانے کو یہ اعلان فرما دیا اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَآءِ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ اور ان انبیاء علیہم السلام کا کام یہ تھا کہ بذریعہ وحی جو اوامر و احکام ہوں۔

"اَنْ اَنْذِرُوْا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ تاکہ ڈر سناؤ اور فرماؤ کہ کوئی معبود نہیں مگر میں تو مجھ سے ہی ڈرو"۔

میری ہی عبادت کرو میرے سوا کسی کو نہ پوجو کیونکہ میں خالق کل قادر کل ہوں کہ

"خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ آسمان اور زمین میں نے بنائے حق کے ساتھ"۔

جنہیں اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور بے مثال خلاقی اور توحید کے بے شمار دلائل ہیں۔

"تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ وہ بلند ہے ان کے شریکوں سے اس نے آدمی کو ایک صاف بوند سے بنایا تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا فرمائے ان میں تمہارے لیے گرم لباس کے لیے اون بنایا اور بہت سے منافع ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہاری شان تجمل ان میں ہے جب انہیں واپس لاتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔"

یعنی قطرہ مصفیٰ منی سے انسان کو بنایا جس میں نہ حس ہے نہ حرکت پھر اسے اپنی قدرت مطلقہ سے انسان بنایا قوت و طاقت بخشی۔ دوسری جگہ فرمایا۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ۔

ہلاک ہو جائے انسان کیا ناشکرا ہے کہ باوجود بے نہایت احسانوں اور بے گنت نعمتوں کے وہ سرکش ہے وہ کس چیز سے بنایا گیا ایک صاف ستھری بوند سے اسے پیدا کیا پھر اسے اس کی راہ آسان کی پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔

گویا اس قدرت کے باوجود بھی وہ ہمارے قبضۂ اقتدار میں ہے اس پر وہ جھگڑالو بنا ہوا ہے۔ اور یہ بھی ہم نے اسے بتادیا ہے کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا۔ کوئی زمین پہ چلنے والا نہیں مگر ہم اس کی چوٹی پر قبضہ رکھتے ہیں۔ ایک جھٹکے میں حیات ختم کر دیتے ہیں۔ باوجود اس کے وہ جھگڑالو ہے۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول امیہ بن خلف کے حق میں ہے یہ وہ خبیث الخبیث تھا کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کو نہیں مانتا تھا ایک روز مردے کی گلی ہڈی وہ اٹھالایا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا حضور آپ کے خیال میں اللہ تعالٰے اس ہڈی کو زندہ کر دے گا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں اپنے دلائل قدرت ظاہر فرمائے کہ ہڈی کا زندہ ہونا اسی طرح خلاف عقل نہیں جس طرح ایک قطرہ سے آدمی بننا۔ تو اگر ہڈی زندہ نہیں ہو سکتی تو اس قطرہ سے اتنا لحیم شحیم ثمین انسان کیونکر بن گیا اور اگر ایک قطرہ سے بنانے والا انسان بنا سکتا ہے انڈے میں بے حس و بیجان زردی اور سپیدی سے چوزہ نکال سکتا ہے تو گلی ہڈی میں اسے جان ڈال دینا کس عقل میں خلاف عقل ہے۔

پھر دابۃ الارض چوپایوں پر اون پیدا ہوتی ہے اسے تم کاٹ کر گرم لباس بنا لیتے ہو تو اس جانور پر وہ اون دوبارہ کیسے آجاتی ہے اور اس کے علاوہ اس کے خون کے اجزا سے سفید و شفاف دودھ تم کیسے نکالتے ہوا نہیں ذبح کر کر کے تم کھائے جا رہے ہو لیکن پھر حلال جانور کے برابر اور جانوروں میں وہ کثرت نہیں ہوتی باآنکہ بکری دو یا تین انتہا چار بچے دیتی ہے لیکن کتا آٹھ۔ خنزیر بارہ تک دیتا ہے وہ اسکے بالمقابل کم ہیں اور بکری روزانہ ہر شہر ہزاروں ذبح ہونے کے باوجود ہر جگہ اور ہر شہر میں ہر وقت کافی دستیاب ہو سکتی ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکومت کی طرف سے کبھی کبھی کتے مارنے کا انتظام ہوتا ہے تو اس پر ہی کتا بعض شہر میں خال خال نظر آنے لگتا ہے یا آنکہ وہ چار سے آٹھ تک بچے دیتا ہے یہ سب اس کے کمال قدرت کے دلائل ہیں اور انہیں چار پایوں میں اونٹ۔ گھوڑا۔ بیل ہیں جو تمہارے لیے پانی نکالتے ہیں۔ جوتنے، بالوں سے دانہ نکالنے میں مدد دیتے ہیں۔

اور انہیں جب اپنے دروازے پر لا کر باندھتے ہو تو اس سے تمہارا تجمل۔ تمہاری شان نظر آتی ہے۔ صبح چرنے کو بھیجنے میں ایک شان معلوم ہوتی ہے اور واپس گھر لانے میں علیحدہ ہی شان معلوم ہوتی ہے۔

پھر اپنا سامان ایک بستی سے دوسری بستی میں لے جانے کے لیے ان کی مدد کے تم محتاج ہو آج جبکہ سائنس پورے فروغ پر ہے میلوں کی راہ گھنٹوں میں طے کر لیتے ہو۔ زمین پر۔ ہوا میں۔ دریا میں ہر جگہ چل رہے ہو لیکن با ایں ہمہ سہولت ہے آج بھی بیل۔ اونٹ۔ گدھے۔ خچر بغیر تمہارا کام نہیں چل سکا۔ اس لیے فرمایا۔

وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ اور وہ چار پائے تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایک ایسی بستی میں کہ تم اس تک بغیر ان کے نہیں پہنچ سکتے مگر اپنی جانیں مشقت میں ڈال کر وہاں نہ جیپ کار بکار آتی ہے نہ کار کار آمد ہوتی ہے نہ بسیں وہاں پہنچ سکتی ہیں نہ ایروپلین نہ ریل گاڑی غرضیکہ سب کچھ ترقی اور مادی عروج حاصل کرنے کے باوجود تم اللہ تعالٰی کی پیدا کردہ سواری کے بہر حال محتاج ہو پہاڑوں پر۔ تنگ گلیوں میں تمہاری یہ سواریاں بیکار ہیں۔

بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے کہ اس نے تمہارے آرام اور نفع کے لیے۔
"وَالۡخَیۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡهَا وَزِیۡنَةً" گھوڑے، خچر، گدھے۔ اونٹ پیدا فرمائے تاکہ جہاں تم کار۔ بس۔ لاری، جیپ۔ ایروپلین۔ سائیکل۔ موٹر سائیکل ریل وغیرہ کامیاب نہ ہو سکو تو وہاں ان سے مدد لو۔

"اور ان پر سوار ہو اور یہ تمہاری زینت کے لیے ہیں"۔

پھر فرما دیا کہ یہ سب مشین۔ انجن کی سواریاں ان کا نقشہ ان کے بنانے کا طریقہ بھی تو ہماری ہی قدرت کاملہ کے ذریعہ تمہاری حس مشترک میں آیا۔ اور انہیں سواریوں پر بس نہیں ہے
"وَیَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ" اور وہ پیدا کرے گا دتمہاری حس مشترک میں اس کا نقشہ کھینچ کر یا کسی اور طریقہ سے ایسی ایسی سواریاں جنہیں تم ابھی تک نہیں جانتے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ آج سے سو برس قبل ہمارے علم میں موٹر سائیکل۔ بس۔ ٹرک۔ لاریاں۔ ایرو پلین کہاں تھے۔ اس خلاق عالم نے ہمارے ہاتھوں یہ سب بنوا دیے۔ اور نہ معلوم ان کے علاوہ کیا کیا بنوائے گا یا بنائے گا۔ جیسے برقی مشینیں۔ آلات جہیر الصوت۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن اور کیا کیا۔

"وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ اور اللہ پر بیچ کی راہ ہے اور کوئی ٹیڑھی راہ اور اگر چاہتا تو تم سب کو راہ دے دیتا۔"

اور صراط مستقیم اور دین اسلام پر لے آتا۔ اور جائر راہ ویسی ہے جس پر چلنے والا منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

تُرِيْحُوْنَ کے معنی اَیْ تَرُدُّوْنَهَا بِالْعَشِيِّ مِنَ الْمَرْعٰى اِلٰى مَرَاحِهَا۔ یعنی چراگاہ سے واپس آکر آرام لینے کی جگہ۔

تَسْرَحُوْنَ کے معنی تُخْرِجُوْنَهَا غُدْوَةً مِّنْ حَظَائِرِهَا۔ صبح اپنے باڑہ سے نکل کر چرنے کو جانا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ کے معنی مَشَقَّتِهَا وَتَعَبِهَا سخت تکلیف اور محنت ہیں۔

قَصْدُ السَّبِيْلِ میں قصد مصدر ہے بمعنی فاعل يُقَالُ سَبِيْلٌ قَصْدٌ وَقَاصِدٌ اَیْ مُسْتَقِيْمٌ جَائِرٌ اَیْ عَادِلٌ عَنِ الْمَحَجَّةِ مُنْحَرِفٌ عَنِ الْحَقِّ۔ حجج شرعی سے منحرف اور دلائل حقہ کے خلاف

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورہ نحل۔ پ ۱۴

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ۔

وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے جس سے پینا اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اگاتا ہے تمہارے لیے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے فکر و غور کرنے والوں کے لیے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اور مسخر کیے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے بندھے ہوتے ہیں اللہ کے حکم سے بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

اور جو کچھ تمہارے لیے پیدا کیا زمین میں مختلف ہیں رنگ اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کے لیے۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور وہی ہے جس نے مسخر کیا دریا تاکہ کھاؤ اس سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے زیور جو پہنتے ہو اور دیکھتے ہو کشتیاں چیرتی ہیں ان کے لیے تاکہ تلاش کرو اللہ کا فضل تاکہ شکر گزار ہو۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اور ڈالے اس نے زمین میں لنگر کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

اور علامتیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے تو نصیحت نہیں مانتے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو اسے شمار نہ کر سکو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

اور وہ جن کو پوجتے ہیں اللہ کے سوا نہیں پیدا کر سکتے کچھ اور وہ پیدا کیے گئے ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۂ نحل پ ۱۴

هُوَ۔ وہ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے	اَنْزَلَ۔ اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
مَآءً۔ پانی	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْهُ۔ اس میں	شَرَابٌ۔ پینا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَفِیْہِ۔ اور اس میں   شَجَرٌ۔ درخت ہیں   فِیْہِ۔ کہ ان میں   تُسِیْمُوْنَ۔ تم چراتے ہو
یُنْۢبِتُ۔ اگاتا ہے   لَکُمْ۔ تمہارے لیے   بِہِ۔ اس کے ساتھ   الزَّرْعَ۔ کھیتی
وَالزَّیْتُوْنَ۔ اور زیتون   وَالنَّخِیْلَ۔ اور کھجور   وَالْاَعْنَابَ۔ اور انگور   وَمِنْ کُلِّ۔ اور ہر طرح کے
الثَّمَرٰتِ۔ میوے   اِنَّ۔ بیشک   فِیْ ذٰلِکَ۔ اس میں   لَاٰیَۃً۔ یقیناً نشانی ہے
لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے   یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ جو غور و فکر کرتے ہیں   وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا
لَکُمُ۔ تمہارے   الَّیْلَ۔ رات کو   وَالنَّهَارَ۔ اور دن کو   وَالشَّمْسَ۔ اور سورج
وَالْقَمَرَ۔ اور چاند   وَالنُّجُوْمُ۔ اور ستارے   مُسَخَّرٰتٌ۔ تابع ہیں   بِاَمْرِهٖ۔ اسکے حکم سے
اِنَّ۔ بیشک   فِیْ ذٰلِکَ۔ اس میں   لَاٰیٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں   لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے
یَّعْقِلُوْنَ جو سمجھیں   وَمَا۔ اور جو   ذَرَاَ۔ پیدا کیا اس نے   لَکُمْ۔ تمہارے لیے
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں   مُخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں   اَلْوَانُهٗ۔ اس کے رنگ   اِنَّ۔ بے شک
فِیْ ذٰلِکَ۔ اس میں   لَاٰیَۃً۔ البتہ نشان ہے   لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے   یَّذَّکَّرُوْنَ۔ جو نصیحت لیں
وَهُوَ۔ اور وہ   الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے   سَخَّرَ۔ تابع کیا   الْبَحْرَ۔ دریا کو
لِتَاْکُلُوْا۔ تاکہ کھاؤ   مِنْهُ۔ اس سے   لَحْمًا۔ گوشت   طَرِیًّا۔ تازہ
وَتَسْتَخْرِجُوْا۔ اور نکالو   حِلْیَۃً۔ زیور   تَلْبَسُوْنَهَا۔ کہ جسے تم پہنو
وَتَرَی۔ اور دیکھتا ہے تو   الْفُلْکَ۔ کشتیوں کو   مَوَاخِرَ۔ چیرنے والی پانی کو   فِیْهِ۔ اس میں
وَلِتَبْتَغُوْا۔ اور تاکہ تم تلاش کرو   مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کا فضل   لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تَشْکُرُوْنَ۔ شکر کرو   وَاَلْقٰی۔ اور ڈالے   فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں   رَوَاسِیَ۔ لنگر
اَنْ۔ یہ کہ   تَمِیْدَ۔ نہ حرکت کرے   بِکُمْ۔ تمہارے ساتھ   وَاَنْهٰرًا۔ اور نہریں
وَسُبُلًا۔ اور راستے   لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم   تَهْتَدُوْنَ۔ راہ پاؤ   وَعَلٰمٰتٍ۔ اور نشان
وَبِالنَّجْمِ۔ اور ستاروں سے   هُمْ۔ وہ   یَهْتَدُوْنَ۔ راہ پاتے ہیں   اَفَمَنْ۔ کیا جو
یَّخْلُقُ۔ پیدا کرتا ہے   کَمَنْ۔ اس جیسا ہے   لَا یَخْلُقُ۔ جو نہیں پیدا کرتا   اَفَلَا۔ کیا پھر نہیں
تَذَکَّرُوْنَ۔ نصیحت لیتے تم   وَاِنْ۔ اور اگر   تَعُدُّوْا۔ تم گنو   نِعْمَۃَ۔ نعمتیں
اللّٰهِ۔ اللہ کی   لَا تُحْصُوْهَا۔ تو نہ گن سکو تم ان کو   اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ   لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا   رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے   وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
یَعْلَمُ۔ جانتا ہے   مَا تُسِرُّوْنَ۔ جو تم چھپاتے ہو   وَمَا۔ اور جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ دُوْنِ۔ سوائے تَعْلِنُوْنَ۔ تم ظاہر کرتے ہو وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جو یَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہیں
اللہِ۔ اللہ کے لَا یَخْلُقُوْنَ۔ وہ نہیں پیدا کرتے شَیْئًا۔ کچھ بھی
وَھُمْ۔ اور وہ یُخْلَقُوْنَ۔ پیدا کیے گئے ہیں اَمْوَاتٌ۔ مُردے ہیں غَیْرُ۔ نہیں ہیں
اَحْیَاءٍ۔ زندہ وَمَا۔ اور نہیں یَشْعُرُوْنَ۔ جانتے اَیَّانَ۔ کب
یُبْعَثُوْنَ۔ اٹھائے جائیں گے۔

مختصر تفسیر اُردو دوسرا رکوع۔ سورۂ نحل۔ پ ۱۴

"ھُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً۔ وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے پینے کو اور اس سے درخت پیدا کیے جن سے چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لیے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشان ہے فکر و غور کرنے والوں کے لیے"۔

اب دوسری نعمتوں کے ساتھ دلائل توحید واضح فرماتے اور نزول ماء کی صورت میں بارش سے ظاہر فرمائی اور ابروں سے ظاہر فرمائی اور بتایا کہ یہ سب کچھ تمہارے لیے ہے پھر وہ پانی تمہارے پینے کے لیے بھی ہوتا ہے اور تمہارے باغوں کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے بھی۔

اور شجر سے تُسِیْمُوْنَ بھی فرمایا جس کے استعاری معنی چر لینے کے ہیں اس لیے کہ مَا تَاکُلُہُ الْاِبِلُ فَتَسْمَنُ اَسْنِمَتُھَا وہ پتے درختوں کے اونٹ کھا کر فربہ ہوتے ہیں اسی بنا پر صاحب نہایہ نے فرمان سید اکرم نقل فرمایا وَلَا تَاکُلُوْا ثَمَنَ الشَّجَرِ فَاِنَّہٗ سُحْتٌ درخت کے پتوں کی قیمت نہ کھاؤ کہ وہ سحت ہے اور سحت حرام ہے اس پر آلوسی فرماتے ہیں۔

فِیْہِ تُسِیْمُوْنَ اَیْ تَرْعَوْنَ۔ یُقَالُ اَسَامَ الْمَاشِیَۃَ وَسَوَّمَھَا جَعَلَھَا تَرْعٰی وَسَامَتْ بِنَفْسِھَا فَھِیَ سَائِمَۃٌ وَسَوَامٌ رَعَتْ حَیْثُ شَاءَتْ یعنی چراتے ہو۔ محاورہ میں اَسَامَ الْمَاشِیَۃَ وَسَوَّمَھَا بولتے ہیں یعنی جانور کو چرنے کے لیے چھوڑ دینا تاکہ وہ چر کر فربہ ہو جائے اور اس سے سائمہ اور سوام ہے جو ایسے جانور پر بولتے ہیں جو جہاں چاہے چرے۔

علامہ زجاج فرماتے ہیں اَلسُّوْمَۃُ وَھِیَ مَا سَمَّتُہُ الْعَلَامَۃُ لِاَنَّ الْمَوَاشِیَ تُؤَثِّرُ عَلَامَاتٍ فِی الْاَرْضِ وَالْاَمَاکِنِ الَّتِیْ تَرْعَاھَا۔

سومۃ نشان لگا ہوا جانور ہے کہ اس علامت کے بعد وہ زمین میں جہاں چاہے چرتا پھرے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"یُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِہِ الزَّرۡعَ۔ اس پانی سے تمہارے لیے کھیتی پڑھاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل مختلف صورت اور رنگ ہیں"۔

اور مختلف رنگ اور مزے کے ساتھ خاصیت اور مزاج بھی مختلف ہیں اور سب ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور اوصاف ہیں ایک دوسرے سے جدا ہیں یہ بھی اللہ تعالے کی شان قدرت کی ایک دلیل ہے۔

ان انواع پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں اِنَّہٗ مُخۡتَلِفُ اَیۡ اَنۡوَاعٌ حَتّٰی سَمِعۡتُ اَنَّہَا عَلٰی خَمۡسِیۡنَ صِنۡفًا کَثِیۡرًا لتَّمۡرِ وَکَثِیۡرُ اللَّوۡنِ وَالطَّبۡعِ وَاَنَّہٗ سَمِعَ فِیۡ مِصۡرَ مِنۡ اَصۡنَافِ التَّمۡرِ مَا یَقۡرُبُ مِنۡ ثَلٰثِمِائَۃِ صِنۡفٍ۔ مصر میں تو کھجوریں تین سو قسم تک ہیں چنانچہ مدینہ منورہ میں بموقع حج ہیں نے خود برنی۔ حلوہ، عجوہ شلبی وغیرہ کھجوریں دیکھیں۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ یہ کئی قسم پر منقسم ہیں اور انگور بڑا چھوٹا موٹے چھلکے والا اور منہ میں گھل جانے والا غرض اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

"اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو"۔

اس کی حکمت وقدرت اور وحدانیت پر۔

"وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ اور اس نے مسخر کیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے جو بندھے ہوئے ہیں اس کے حکم سے اس میں بے شک نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے"۔

جو ان میں غور کر کے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالے فاعل حقیقی اور مختار مطلق ہے اور تمام علویات و سفلیات سب اس کے تحت قدرت ہیں۔

"وَمَا ذَرَاَ لَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اور جو کچھ تخلیق کیا رنگ رنگ کا بیشک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو"

یہ رنگ خواہ حیوانوں میں ہوں یا درختوں میں نقاش ازل کی قدرت کے مظاہر ہیں اور صبغۃ اللہ پر دلیل۔ اور اس کا ثبوت کہ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً آگے ارشاد ہے۔

"وَھُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ اور وہی صناع مطلق ہے کہ جس نے دریا مسخر کیا"۔

کہ اس میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرو آگ بوٹ اور لانچ میں جہاں چاہو جاؤ اور غوطہ زنی کر کے غوطہ زن کشتیوں میں دریا کی تہ تک پہنچو اور شکار کر کے لاؤ۔

"لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡہُ لَحۡمًا طَرِیًّا۔ تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور اس میں سے زیورات نکالو جسے تم پہنو اور آپ دیکھیں گے کہ کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور احسان مانو"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیورات کے لیے موتی مرجان بھی دریا سے ملتے ہیں مچھلی کا گوشت بھی اسی دریا سے حاصل ہوتا ہے یہ سب نعمتیں جتا کر احسان مند بنایا گیا۔ لحم طری پر آلوسی فرماتے ہیں۔
وَیَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ مِنَ اللَّحْمِ الطَّرِیِّ لَحْمُ السَّمَكِ اور ہو سکتا ہے کہ تازہ گوشت سے مراد مچھلی کا گوشت ہو۔
اور احناف میں مچھلی کے سوا دریائی جانوروں میں سے کوئی نہیں کھاتے کَمَا قَالَ وَلَا یُؤْکَلُ عِنْدَنَا حَیَوَانُ الْبَحْرِ اِلَّا السَّمَكُ۔
وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ۔ اس کے معنی کشتیاں تم دیکھتے ہو پانی چیر کر چلتی ہیں اس لیے کیے گئے کہ جَوَارِیْ فِیْہِ اس کا ترجمہ ہے چلتی ہیں اس پانی میں۔ ماخرہ کی جمع مواخرہ ہے اور ماخرہ کے معنے جاریہ کے ہیں۔ وَاَصْلُ الْمَخْرِ الشَّقُّ مخر کے اصلی معنی چیرنے کے ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں مَخَرَ الْمَاءُ الْاَرْضَ اِذَا شَقَّهَا۔ پانی نے چیر دیا زمین کو جبکہ وہ زمین کو پھاڑ دے۔
"وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اور اس نے زمین میں ڈالے لنگر کہ کہیں تمہیں لے کر جھک جھولے نہ کھائے۔ اَنْ تَمِیْدَ کے معنی جھک جھولے ہے اور بھی محاورہ میں ہو سکتے ہیں اس لیے کہ وَالْمَیْدُ اِضْطِرَابُ الشَّیْءِ الْعَظِیْمِ۔ مید عربی میں کسی بڑی چیز کے اضطراب کو کہتے ہیں۔
اس لیے کہ زمین بھی مثل کشتی کے پانی پر ہے اور جہاز اور کشتیاں چھوٹے ہوں یا بڑے اگر انہیں لنگر ڈال کر نہ روکا جائے تو وہ ضرور اتنا مضطرب ہوگا کہ ادھر ادھر جھوکے کھانے لگے گا اسی طرح اگر زمین پر پہاڑوں کے لنگر نہ ہوں تو ضرور ہلنے لگے اور ادھر سے ادھر جھک جائے۔
"وَاَنْهَارًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اور ندیاں اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ۔"
اور اپنے مقصود کی طرف پہنچ سکو۔
وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ اور علامتیں رکھیں اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں۔"
علامات سے مراد ہواؤں کے رخ سے یہ جاننا کہ بارش آ رہی ہے یا آندھی ہوا گرم ہے یا سرد بلکہ بعض لوگ ایسا صحیح شامہ رکھتے ہیں کہ مٹی سونگھ کر نیچے کا پانی بتا دیتے ہیں کہ یہاں میٹھا اور یہاں کھاری پانی ہے آلوسی فرماتے ہیں۔
وَحُکِیَ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَشُمُّ التُّرَابَ فَیَعْرِفُ بِشَمِّہِ الطَّرِیْقَ وَاَنَّهَا مَسْلُوْکَۃٌ اَوْ غَیْرُ مَسْلُوْکَۃٍ وَلِہٰذَا الْمَسَافَۃُ مَسَافَۃٌ اَخْذٌ السَّوْفِ بِمَعْنَی الشَّمِّ۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ راستہ کی مٹی سونگھ کر راستہ جان لیتے ہیں اور بتا دیتے ہیں کہ یہ راستہ جاتا ہے یا نہیں اور اس مسافت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو مسافت کہا گیا کہ وہ ماخوذ ہے سوف سے اور سوف شمّ کو کہتے ہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا مَعَالِمُ الطُّرُقِ بِالنَّهَارِ۔ علامات سے مراد راستہ جاننے کے ذرائع ہیں جیسے سنگ میل وغیرہ کہ دن میں اس کے راہ مقصود تک پہنچا جاتا ہے وعلی ہذا القیاس۔

وَعَنِ الْكَلْبِيِّ اَنَّهَا الْجِبَالُ۔ کلبی کے نزدیک علامات سے مراد پہاڑ ہیں

وَعَنْ قَتَادَةَ اَنَّهَا النُّجُوْمُ۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ ستارے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عِيْسٰى۔ اَلْمُرَادُ مِنْهَا الْاُمُوْرُ الَّتِيْ يُعْلَمُ بِهَا مَا يُرَادُ مِنْ خَطٍّ اَوْ لَفْظٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ هَيْئَةٍ۔ اس سے مراد وہ تمام امور ہیں جو خطوط اور الفاظ و اشارات سے ظاہر ہوں یا ہیئت راستہ کے

"وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ بِاللَّيْلِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ ستاروں سے راہ خشکی اور تری دریا اور میدان میں پاتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالنَّجْمِ الْجِنْسُ فَيَشْمَلُ الْجِنْسَ وَغَيْرَهَا مِمَّا يُهْتَدٰى بِهٖ۔ نجم سے مراد ہر وہ ستارہ ہے جسے دیکھ کر راہ مل جاتی ہے۔

وَعَنِ السُّدِّيِّ تَخْصِيْصُ ذٰلِكَ بِالثُّرَيَّا وَالْفَرْقَدَيْنِ وَبَنَاتِ النَّعْشِ وَالْجَدِّيِّ۔ سدی کہتے ہیں کہ نجم سے یہاں مخصوص طور پر ثریا اور فرقدین اور بنات النعش اور جدی مراد ہیں۔

وَعَنِ الْفَرَّاءِ تَخْصِيْصُهٗ بِالْجَدِّيِّ وَالْفَرْقَدَيْنِ۔ جدی اور فرقدین سے مراد لی جاتی ہے۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جدی ستارہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هُوَ الْجَدِّيُّ۔

اور جنگلوں میں رات اور دن کے لیے ایسی علامتیں ہوتی ہیں جس کے ذریعہ سمت قبلہ اور راستہ معلوم کیا جاتا ہے آگے ارشاد ہے جس میں بت پرستوں سے استفہام انکاری ہے۔

"اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ۔ تو کیا جو پیدا فرماتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو کچھ نہ بنا سکے تو کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے تم"

یعنی اللہ تعالے جو خالق کل اور مالک کل ہے وہ اور یہاں بستہ جو جماد محض ہیں جن میں پیدا کرنے کی طاقت تو کہاں اپنی مکھی بھی اڑانے کی سکت نہیں دونوں کو برابر مانتے ہو۔ لہذا ہوش کرو اور نصیحت حاصل کرو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گنتا چاہو تو تم ان کا شمار نہ کرسکو گے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

اللہ تعالےٰ کی نعمتیں عالم میں نہیں صرف جسم انسان میں اتنی بے گنتی اور بے شمار ہیں کہ ان کا احصاء انسان کی قوت سے بالا ہے مثلاً کان۔ ناک۔ آنکھ ہاتھ۔ پیر۔ امعاء۔ گردہ پھیپھڑا۔ دل۔ دماغ جگر۔ انگلیاں ناخن۔ بال۔ چہرہ۔ دانت۔ زبان۔ حلق۔ نرخرہ۔ گردن۔ پسلیاں۔ پنڈلیاں۔ ایڑیاں۔ ران۔ کمر پیٹھ اور کیا کیا ان میں سے ہر ایک نعمت ہے کہ جب وہ نہیں ہوتی تو اس کی قدر آتی ہے۔

ایک سیر کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کسی عارف کامل کے حضور جب آتا تو یہی درخواست کرتا کہ حضور میرے لیے اتنی تو دعا ہو جائے کہ میں نان جویں کا محتاج نہ رہوں۔

رہنے کو گھر نہیں بسنے کو مقام نہیں پہننے کو کپڑا نہیں بیوی نہیں بچہ نہیں تو بقول غالب ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے۔

اس کے وہ عارف کامل اسے تسلی دیتے اور فرماتے میاں یہ تمہاری ناشکری ہے۔ اگر تم غور سے دیکھو گے تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ کچھ نہ ہوتے بھی تم ایک ایک ایسی نعمت سے متمتع ہو کہ اس کے بدلے تم ایک سلطنت منظور نہ کرو۔ وہ سن کر خاموش ہو جاتا اور سوچتا کہ وہ کونسی ایسی نعمت ہے جس کے بدلے میں سلطنت ٹھکرا دوں۔

آخر شش وقت آگیا کہ وہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت کا عرفان حاصل کرے۔ تنگدستی نے گھبرا وطن چھوڑا یا۔ مسافرت میں نکلا۔ ایک شہر میں پہنچا کہ وہاں کے والی سلطنت کی ایک آنکھ تھی۔ حکماء وقت نے دوسری آنکھ لگانے کا اس شرط پر وعدہ کیا تھا کہ کوئی آنکھ دینا منظور کرے تو ہم وہ نکال کر لگا دیں گے۔

یہ حضرت بھی پہنچے وہاں کی حکومت ظالم جابر نہ تھی انہیں غریب الوطن۔ غریب مفلس دیکھ کر دربار شاہی میں پیش کیا۔ بادشاہ نے ان سے کہا ہمیں آپ کی ایک چیز درکار ہے اور اس کے معاوضہ میں ہم آپ کو اپنی آدھی سلطنت کا مالک بناتے ہیں آپ منظور کر لیجئے۔ اس مسافر نے کہا وہ کیا چیز ہے جو آپ مجھ سے آدھی سلطنت کے عوض طلب کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا میری ایک آنکھ ہے۔ آپ دو آنکھوں کے مالک ہیں میں آپ کی صرف ایک آنکھ لے کر اپنی آنکھ میں لگانا چاہتا ہوں اور اس کے بدلے میں آپ کو آدھی سلطنت کا مالک بناتا ہوں اس نے کہا صاحب یہ تو مجھے منظور نہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد اسے اس عارف کا قول یاد آیا کہ تیرے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ سلطنت اس کی قیمت میں تجھے منظور نہ ہو۔

تو فوراً عرفان عطاء معطی ہوا اور وہ دنیا سے مستغنی ہو گیا۔ اسی لیے ارشاد ہوا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔

"وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو"۔ یعنی اعتقادیات ایسے امور ہیں جو عموماً خفیہ ہوتے ہیں۔ زبان سے ظاہر کیے بغیر واضح نہیں ہوتے۔ اور بت پرستی ایسی چیز ہے کہ عام طور پر ظاہر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالے دونوں کیفیتوں کا عالم ہے ظاہر ہو یا مخفی ہو۔

"وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اور وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں بے جان مردے ہیں نہ زندہ نہیں اور انہیں شعور نہیں کہ کس دن بعث و حشر اور نشر ہو گا۔

تحقیق تَدْعُوْا

اس کا مبدأ اشتقاق دعا ہے یہ مثل ندا کے ہے مگر ندا کبھی یا کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی آیا کے ساتھ ہوتی ہے اس کی تفصیل ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں لیکن مزید معلومات کے لیے یہاں بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس کا استعمال متعدد مواقع پر ہے جس کے معنی ہر موقعہ پر علیحدہ علیحدہ کیے جاتے ہیں۔

بمعنی تسمیہ:۔ یعنی کسی کا نام لے کر بلانا دُعَا وہاں استعمال ہوتی ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ اس میں حضور کی تعظیم و تکریم کی تعلیم ہے۔ یعنی ہمارے حبیب کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں تم ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو یعنی یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ تبا لغوا فی تعظیمہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مثل يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ وغیرہ کہہ کر پکارو۔

بمعنی سوال و استغاثہ:۔ استعمال ہوتا ہے جیسے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا۔ يَعْنِيْ اُدْعُ بِمَعْنٰى سَلْهُ۔ سوال کریں اللہ سے۔

بمعنی استغاثہ:۔ استعمال ہوتا ہے قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَتَاكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ۔ جب تم پر اللہ کا عذاب آئے تو اللہ کے سوا کسی سے استغاثہ کرو گے بَلْ اِيَّاهُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَدْعُوْنَ ۔ بلکہ یقیناً تم اللہ سے ہی استغاثہ کرو گے۔
وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۔ مدد لو اللہ سے خوف اور امید کے ساتھ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ ۔ جب انسان کو مصیبت آتی ہے تو اللہ سے استغاثہ کرتا ہے۔
بمعنی تاسّف: کبھی استعمال ہوتا ہے لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا بِمَعْنٰى يَا حَسْرَتَا يَا لَهْفِيْ۔
بمعنی دعوۃ: یعنی بلانے کے معنی میں بھی مستعمل ہے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ ۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ ۔ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْ اِلَى النَّارِ ۔ لَا جَرَمَ اَنَّ مَا تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ۔
بمعنی ضرورۃ وعبادۃ: کبھی استعمال ہوتا ہے وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وہ جو پوجتے ہیں اللہ کے سوا۔
علامہ آلوسی لکھتے ہیں اَیْ وَالْاٰلِهَةُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَهُمْ اَيُّهَا الْكُفَّارُ یعنی ان معبودوں کو جنہیں تم پوجتے ہوئے کافرو۔
بمعنی دعا: کبھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔
اس کے بعد عقلی نظریہ ظاہر فرمایا کہ خالق کے مقابلہ میں غیر خالق کی پوجا بے عقلی ہے اور پھر غیر خالق بھی وہ جو خود بے جان جامد محض ہیں یعنی بت جنہیں اس کا شعور نہیں کہ حشر و نشر اور بعث کب ہوگا اس لیے کہ اپنی تکلیف و آسائش کا شعور نہیں انہیں اور کسی چیز کا شعور کب ہو سکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ نحل۔ پ ۱۴

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝	تمہارا خدا ایک خدا ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں۔
لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝	حقیقتاً اللہ جانتا ہے ان کا چھپا اور ظاہر بیشک اللہ نہیں پسند کرتا متکبروں کو۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝	اور جب کہا جائے ان سے کیا نازل کیا تمہارے رب نے بولیں پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ؀

تاکہ اٹھائیں پورے بوجھ اپنے قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اپنی جہالت سے خبردار برا بوجھ ہے جو اٹھا رہے ہیں۔

حلّ لغات تیسرا رکوع سورۂ نحل۔ پ ۱۴

اِلٰهُكُمْ۔ خدا تمہارا — اِلٰهٌ۔ خدا — وَّاحِدٌ۔ ایک ہے — فَالَّذِيْنَ۔ پھر وہ جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان نہیں لاتے — بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر — قُلُوْبُهُمْ۔ ان کے دل
مُّنْكِرَةٌ۔ منکر ہیں — وَهُمْ۔ اور وہ — مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔ متکبر ہیں — لَا جَرَمَ۔ حقیقتاً
اَنَّ۔ بے شک — اللّٰهَ۔ اللہ — يَعْلَمُ۔ جانتا ہے — مَا۔ جو
يُسِرُّوْنَ۔ وہ چھپاتے ہیں — وَمَا۔ اور جو — يُعْلِنُوْنَ۔ وہ ظاہر کرتے ہیں — اِنَّهٗ۔ بیشک
لَا يُحِبُّ۔ نہیں پسند کرتا — الْمُسْتَكْبِرِيْنَ۔ تکبر کرنے والوں کو
وَاِذَا۔ اور جب — قِيْلَ۔ کہا جاتا ہے — لَهُمْ۔ ان کو — مَّاذَا۔ کیا
اَنْزَلَ۔ اتارا — رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے — قَالُوْا۔ تو کہتے ہیں — اَسَاطِيْرُ۔ کہانیاں
الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں کی — لِيَحْمِلُوْا۔ تاکہ اٹھائیں — اَوْزَارَهُمْ۔ اپنے بوجھ — كَامِلَةً۔ پورے
يَوْمَ۔ دن — الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے — وَمِنْ اَوْزَارِ۔ اور کچھ بوجھ — الَّذِيْنَ۔ ان کے
يُضِلُّوْنَهُمْ۔ جن کو گمراہ کرتے ہیں — بِغَيْرِ۔ بغیر — عِلْمٍ۔ علم کے
اَلَا۔ خبردار — سَاۗءَ۔ برا ہے — مَا۔ جو — يَزِرُوْنَ۔ بوجھ اٹھاتے ہیں

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ نحل۔ پ ۱۴

"اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ۔ تمہارا خدا ایک خدا ہے تو جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں"۔

اللہ عزوجل ایک ہے اور ایسا ایک ہے کہ اس ایک کی تجزی محال ہے جس طرح عددی ایک وہ ہے جس کا نصف بھی ہو جاتا ہے اور چوتھائی بھی اس سے نکل آتا ہے ذات واجب تعالےٰ شانہ کے ایک ہونے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی یہ شان ہے کہ وہ عددی ایک سے بھی بالا ہے۔ اپنی ذات وصفات میں نظیر و شریک و ندیم و ضد سے بھی پاک ہے لاشریک لہ ہے اس کی وحدانیت تسلیم کرنے سے جو انکاری ہیں ان کے دل منکر ہیں اور باوجود اس کے کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے وہ از روئے تکبر اتباع نہیں کرتے۔

"لَاجَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ حقیقتاً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا متکبروں کو"۔

لاجرم کے معنی حق اور واضح ہیں۔ یعنی واضح امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حال اور ظاہری اعمال سب جانتا ہے۔

یحییٰ بن سلام فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ هٰهُنَا بِمَا یُسِرُّوْنَ تَشَاوُرُهُمْ فِیْ دَارِ النَّدْوَةِ فِیْ قَتْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اس سے مراد ان کے وہ مشورے ہیں جو دار الندوۃ میں حضور کے قتل کے متعلق کفار مکہ کرتے تھے۔

اور علانیہ یہ کہ ان کے سرکش اور ظلم قرآن کریم کا استہزاء کرتے۔

"وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ اور جب ان سے کہا جائے کیا اتارا تمہارے رب نے تو کہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں"۔

یعنی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے لوگ آتے تو راستہ میں عوام پوچھتے تو بیچ میں یہ سرکشوں کے سرغنے کہہ دیتے کچھ نہیں پہلی کہانیاں ہیں۔

چنانچہ اس کا شان نزول نضر بن حارث کے متعلق ہے اس نے بہت سی کہانیاں یاد کر رکھی تھیں۔ تو جب کوئی قرآن کریم کی نسبت صحابہ سے سوال کرتا کہ آج کیا حکم نازل ہوا تو وہ باوجود اس کے کہ جانتا اور سمجھتا تھا کہ قرآن پاک کی معجز بیانی اور اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اپنی گمراہی سے دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کے لیے یہی بکواس کرتا اور کہتا ایسی کہانیاں مجھے بہت یاد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے اساطیر الاولین کہنے سے ہمارا کلام معجز نظام اساطیر الاولین نہیں ہو سکتا۔

"لِیَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ تاکہ اٹھائیں بوجھ پورا قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں جہالت سے گمراہ کرتے ہیں خبردار بہت برا ہے وہ بوجھ جو اٹھا رہے ہیں"۔

یعنی خود گمراہ ہو کر اپنی گمراہی کا بوجھ اٹھاتے ہیں پھر گمراہ گری کا بوجھ علیحدہ اپنے سر لیتے ہیں جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً فَلَهٗ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ جو کسی اچھے کام کا طریقہ جاری کرے اسے اس کا اجر ہے اور جو اس کی تحریک پر چلے ان کے برابر بھی ثواب ہوگا بلا نقص اجر عاملین اور جو برا طریقہ جاری کرے اسے اس کا گناہ ہوگا اور ان کا جو اس کی تحریک سے گمراہ ہو بلا نقص وزر یعنی گمراہ ہونے والوں کو علیحدہ عذاب ہوگا اور اس محرک کو سب کے برابر۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ نحل پ ۱۴

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

بے شک فریب کیا تھا ان سے پہلوں نے تو اللہ نے آلیا ان کی تعمیر کو بنیادوں سے تو گری ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا انہیں اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں تم جھگڑتے تھے کہیں گے وہ جنہیں علم دیا گیا بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی ان پر ہے جو کافر ہیں۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

وہ جنہیں موت دیتے ہیں فرشتے جو ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو آب ڈالیں گے صلح کہ نہیں تھے ہم عمل کرتے برائی کا کیوں نہیں بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

تو داخل ہو جہنم کے دروازے سے ہمیشہ رہنے والے ہیں اس میں تو یقیناً برا ٹھکانا ہے متکبروں کا۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝

اور کہا گیا ان سے جو پرہیزگار تھے کیا کچھ نازل کیا تمہارے رب نے بولے بہتری ان کے لیے جو بھلا کام کر گئے اس دنیا میں وہ بھلائی میں ہیں اور گھر آخرت کا بہتر ہے اور اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ

باغ آباد ہیں جن میں وہ داخل ہوں جاری ہیں نیچے ان کے نہریں ان کے لیے اس میں ہیں جو چاہیں ایسا ہی اللہ بدلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جنہیں وفات دیتے ہیں فرشتے عمدگی کے ساتھ کہتے ہو سلام تم پر داخل ہو جنت میں بدلہ تمہارے عملوں کا۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

کیا انتظار ہے یہی کہ آئیں ان پر فرشتے یا آئے حکم الٰہی تیرے رب کا ایسے ہی کرتے رہے وہ جو ان سے پہلے تھے اور نہیں ظلم کرتا اللہ مگر وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

تو پہنچا انہیں عذاب ان کے عمل کا اور گھیر لیا انہیں جس پر وہ ہنستے تھے۔

حل لغات چوتھا رکوع سورہ نحل پ ۱۴

قَدْ۔ بیشک — مَكَرَ۔ فریب کیا — الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے — مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے

فَاَتَى۔ تو آیا — اللّٰهُ۔ اللہ — بُنْيَانَهُمْ۔ انکی تعمیروں کو — مِنَ الْقَوَاعِدِ۔ بنیادوں

سے — فَخَرَّ۔ تو گر پڑا — عَلَيْهِمُ۔ ان پر — السَّقْفُ۔ چھت

مِنْ فَوْقِهِمْ۔ ان کے اوپر سے — وَاَتٰهُمُ۔ اور آیا ان کے پاس — الْعَذَابُ۔ عذاب

مِنْ حَيْثُ۔ ایسی جگہ سے کہ — لَا يَشْعُرُوْنَ۔ وہ نہیں سمجھتے تھے۔

ثُمَّ۔ پھر — يَوْمَ۔ دن — الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے — يُخْزِيْهِمْ۔ ان کو ذلیل کریگا

وَيَقُوْلُ۔ اور کہے گا — اَيْنَ۔ کہاں ہیں — شُرَكَآءِيَ۔ میرے شریک — الَّذِيْنَ۔ وہ

كُنْتُمْ۔ کہ تھے تم — تُشَآقُّوْنَ۔ جھگڑتے — فِيْهِمْ۔ ان کے متعلق — قَالَ۔ تو کہیں گے

الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں — اُوْتُوا۔ دیا گیا — الْعِلْمَ۔ علم — اِنَّ۔ بیشک

الْخِزْيَ۔ رسوائی — الْيَوْمَ۔ آج کے دن — وَالسُّوْٓءَ۔ اور برائی — عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں پر ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِيْنَ ۔ وہ کہ تَتَوَفّٰهُمُ ۔ فوت کرتے ہیں انکو الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ فرشتے ظَالِمِيْٓ ۔ کہ وہ ظلم کرنیوالے ہیں

اَنْفُسِهِمْ ۔ اپنی جانوں پر فَاَلْقَوُا ۔ تو وہ ڈالیں گے السَّلَمَ ۔ صلح مَا كُنَّا ۔ نہیں تھے ہم

نَعْمَلُ ۔ عمل کرتے مِنْ سُوْٓءٍ ۔ بُرے بَلٰٓى ۔ کیوں نہیں اِنَّ ۔ بیشک

اللّٰهَ ۔ اللہ عَلِيْمٌ ۔ جانتا ہے بِمَا ۔ جو كُنْتُمْ ۔ تھے تم

تَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے فَادْخُلُوْٓا ۔ تو داخل ہو جاؤ اَبْوَابَ ۔ دروازوں جَهَنَّمَ ۔ جہنم میں

خَالِدِيْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے فِيْهَا ۔ اس میں فَلَبِئْسَ ۔ تو بُرا ہے مَثْوَى ۔ ٹھکانہ

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۔ متکبروں کا وَقِيْلَ ۔ اور کہا جائے لِلَّذِيْنَ ۔ ان کو اتَّقَوْا ۔ جو پرہیزگار ہیں

مَاذَا ۔ کیا اَنْزَلَ ۔ اتارا رَبُّكُمْ ۔ تمہارے رب نے قَالُوْا ۔ بولے

خَيْرًا ۔ بھلائی لِلَّذِيْنَ ۔ ان کے لیے اَحْسَنُوْا ۔ جو نیک ہیں فِيْ ۔ بیچ

هٰذِهِ ۔ اس الدُّنْيَا ۔ دنیا کے حَسَنَةٌ ۔ بھلائی ہے وَلَدَارُ ۔ اور یقیناً گھر

الْاٰخِرَةِ ۔ آخرت کا خَيْرٌ ۔ بہتر ہے وَلَنِعْمَ ۔ اور اچھا ہے دَارُ ۔ گھر

الْمُتَّقِيْنَ ۔ پرہیزگاروں کا جَنّٰتُ ۔ باغ ہیں عَدْنٍ ۔ ہمیشہ کے يَدْخُلُوْنَهَا ۔ داخل ہونگے

اس میں تَجْرِيْ ۔ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ۔ انکے نیچے الْاَنْهٰرُ ۔ نہریں

لَهُمْ ۔ ان کے لیے ہے فِيْهَا ۔ اس میں مَا ۔ جو کچھ يَشَآءُوْنَ ۔ وہ چاہیں

كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح يَجْزِي ۔ بدلہ دیتا ہے اللّٰهُ ۔ اللہ الْمُتَّقِيْنَ ۔ پرہیزگاروں کو

الَّذِيْنَ ۔ وہ کہ تَتَوَفّٰهُمُ ۔ فوت کرتے ہیں انکو الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ فرشتے طَيِّبِيْنَ ۔ عمدگی سے

يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں سَلٰمٌ ۔ سلام ہو عَلَيْكُمُ ۔ تم پر اُدْخُلُوا ۔ داخل ہو جاؤ

الْجَنَّةَ ۔ جنت میں بِمَا ۔ بدلہ اس کا کہ كُنْتُمْ ۔ تھے تم تَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے

هَلْ ۔ کیا يَنْظُرُوْنَ ۔ انتظار کرتے ہیں اِلَّآ ۔ مگر اَنْ ۔ یہ کہ

تَاْتِيَهُمُ ۔ آئیں انکے پاس الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ فرشتے اَوْ ۔ یا يَاْتِيَ ۔ آئے

اَمْرُ ۔ فیصلہ رَبِّكَ ۔ تیرے رب کا كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح فَعَلَ ۔ کیا

الَّذِيْنَ ۔ انہوں نے مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ جو ان سے پہلے تھے۔ وَمَا ۔ اور نہیں

ظَلَمَهُمُ ۔ ظلم کیا ان پر اللّٰهُ ۔ اللہ نے وَلٰكِنْ ۔ اور لیکن كَانُوْٓا ۔ تھے وہ

اَنْفُسَهُمْ ۔ اپنی جانوں پر يَظْلِمُوْنَ ۔ ظلم کرتے فَاَصَابَهُمْ ۔ تو پہنچائی ان کو سَيِّاٰتُ ۔ برائی

مَا عَمِلُوْا ۔ اس کی جو عمل کیے انہوں نے وَحَاقَ ۔ اور گھیرا بِهِمْ ۔ ان کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَا۔ اس نے　　　كَانُوْا۔ جو تھے وہ　　　يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ نحل پ ۱۴

"قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ بے شک فریب کاری کی انھوں نے جو ان سے پہلے تھے تو لیا اللہ نے ان کی عمارتوں کو بنیادوں سے تو گر ی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے۔"

مکر کی تعریف میں علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَالْمَكْرُ صَرْفُ الْغَيْرِ عَمَّا يَقْصُدُهٗ بِحِيْلَةٍ۔ مکر کہتے ہیں پلٹانا کسی اور کی طرف اس بات کو جو اس کے لیے تھی کسی حیلہ سے۔

جیسے قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے ان کا ہی طبقہ الٹ دیا اور ہلاک کر دیا یا جیسے مشرکین مکہ نے حضور کے قتل کے لیے خفیہ تدابیر کیں اللہ تعالےٰ نے ان کی بنیادیں اکھاڑ دیں اور ظاہر ہے کہ بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں تو چھت قائم نہیں رہ سکتی تو وہ ان کی چھت ان پر ہی پڑی۔

علامہ راغب فرماتے ہیں بنیان جمع ہے مثل شعیر اور شعیرہ اور تمر اور تمرہ اور نخل اور نخلہ اور یہ تذکیر و تانیث دونوں پر مستعمل ہوتا ہے تو اس کا اطلاق ہر اس کیفیت پر ہوتا ہے جو موجب ہلاکت ہو تو اسے یوں سمجھنا چاہیئے کہ کفار کی طرف سے ہمیشہ خفیہ تدابیر و حیل کی عمارتیں تعمیر ہوتی رہیں ہمارے رسل و انبیاء کی مخالفت میں لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی بنیادیں ہلا دیں اور ان کی اس تعمیر کی چھت ان پر ہی الٹی جا پڑی کہ انھیں شعور بھی نہ ہوا۔

یہ ایک تمثیل ہے کہ پچھلی امتوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ فریب کرنے کے لیے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں منصوبوں میں ہلاک کر دیا ان کا حال ایسا ہوا جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئی اسی طرح کفار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہو گئے جیسے ضرب المثل ہے مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ جُبًّا وَقَعَ فِيْهِ مُكِبًّا۔

فارسی میں بولتے ہیں چاہ کن را چاہ در پیش۔ چنانچہ بعض نے یوں بھی کہا اِنَّ الْمُرَادَ اَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی خیالی عمارت جتنی بنائی گر گئی ان کے عمل حبط ہو گئے۔

وَقِيْلَ الْكَلَامُ مَبْنِيٌّ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَذٰلِكَ اِنَّ نَمْرُوْدَ بْنَ كِنْعَانَ بَنٰى صَرْحًا بِبَابِلَ لِيَصْعَدَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِزَعْمِہٖ اِلَی السَّمَآءِ وَیَعْرِفُ اَمْرَھَا وَیُقَاتِلُ اَھْلَھَا وَاَفْرَطَ فِیْ عُلُوِّہٖ فَکَانَ طُوْلُہٗ فِی السَّمَآءِ عَلٰی مَا حَکَی النَّقَّاشُ وَرُوِیَ عَنْ کَعْبٍ فَرْسَخَیْنِ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ عبارت منصوصہ مبنی علی الحقیقۃ ہے اور یہ اس طرح کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک منارہ بنایا کہ اس پر چڑھ کر اپنے گمان میں آسمان پر جائے اور وہاں کے حالات سے آگاہ ہو کر وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دے تو اس کا طول نقاشی اور حضرت کعب کی روایت کے مطابق دو فرسخ تھا۔

اور بقول ابن عباس اور وہب کَانَ اِرْتِفَاعُہٗ خَمْسَۃَ اٰلَافِ ذِرَاعٍ وَعَرْضُہٗ ثَلَاثَۃَ اٰلَافِ ذِرَاعٍ فَبَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ رِیْحًا فَھَدَمَتْہُ وَخَرَّ سَقْفُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَتْبَاعِہٖ فَھَلَکُوْا۔
اس عمارت کی بلندی پانچ ہزار گز اور عرض تین ہزار گز تھا تو اللہ تعالے نے آندھی بھیجی جس سے وہ گری اور اس کی چھت اس پر اور اس کے متبعین پر آئی جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔
وَقِیْلَ ھَدَمَہٗ جِبْرِیْلُ بِجَنَاحِہٖ۔ ایک قول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے پر سے اسے ہلاک کیا۔

اور یہ مصیبت اس پر اور اس کی قوم پر آئی تو بو کھلا کر انواع و اقسام کی آوازوں میں وہ چیخنے لگے جسے عربی میں تبلبلت کہتے ہیں۔
فَتَکَلَّمُوْا یَوْمَئِذٍ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ لِسَانًا فَلِذٰلِکَ سُمِّیَتْ بَابِلُ وَکَانَ قَبْلَ ذٰلِکَ لِسَانُ النَّاسِ السُّرْیَانِیَّۃُ۔
تو اس دن لوگوں میں تہتر زبانوں کا استعمال ہوا جو از خود رفتگی میں وہ بلبلا کر بول رہے تھے اسی وجہ میں اس آبادی کا نام بابل ہو گیا اور اس سے قبل ان کی زبان سریانی تھی۔
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس روایت کے خلاف بھی ایک مشہور قصہ ہے کہ
اِنَّ مُوْجِبَہٗ اَنَّ ھِلَاکَ نَمْرُوْدَ کَانَ بِمَا ذَکَرُوا الْمَشْھُوْرُ اَنَّہٗ عَاشَ بَعْدَ قِصَّۃِ الصَّرْحِ وَاَھْلَکَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَعُوْضَۃٍ وَصَلَتْ لِدِمَاغِہٖ اِظْھَارًا لِکَمَالِ خِسَّتِہٖ وَعَجْزِہٖ۔
ہلاک نمرود کا ایک واقعہ تو وہ ہے جو بیان ہو چکا اور دوسرا یہ بھی مشہور ہے کہ اس عمارت کے بعد وہ زندہ رہا پھر اللہ تعالے نے اس کے دماغ میں مچھر پہنچایا اور اس سے پریشان رہ کر عاجز آ کر ہلاک ہوا اس میں اس کی انتہائی بے بسی اور کمزوری دکھانی مقصود تھی کہ دعوائے خدائی کرنے والے کا یہ حشر ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معجم البلدان میں ہے کہ بابل کا اصل نام نوید سیف الجبار تھا اور پھر نام مشتری ستارہ سے مشتق تھا لِاَنَّ بَابَل بِاللِّسَانِ الْبَابَلِي الْاَوَّلِ اِسْمٌ لِّلْمُشْتَرِيْ۔ اس لیے کہ زبان بابلی میں بابل مشتری ستارے کو کہتے ہیں۔

"ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُخْزِیْهِمْ۔ پھر قیامت کے روز وہ رسوا کیے جائیں" اور اللہ تعالے ان سے فرمائے "اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِیْهِمْ۔ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں جھگڑتے تھے"

جیسے دوسری جگہ فرمایا اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ یعنی وہ کہاں ہیں میرے شریک جنہیں تمہارا گمان تھا یا تم نے گھڑ رکھے تھے اور ان کی حمایت میں مسلمانوں سے جھگڑتے تھے۔

"قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہیں گے علم والے آج ساری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے"۔

یعنی ان امتوں کے انبیاء اور علماء جو انہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دیتے اور نصیحت کرتے تھے اور یہ لوگ ان کی نصیحت نہ مانتے تھے وہ کہیں گے آج جو عذاب تم پر ہے وہ تمہارے جحود انکار اور کفر کی وجہ میں ہے اور اس رسوائی کا سبب بھی تمہاری گمراہی ہے۔

"اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہے تھے"۔

یعنی کفر میں مبتلا تھے لیکن جب وہ عذاب میں پکڑے جائیں گے تو

"فَاَلْقَوُا السَّلَمَ۔ اب صلح ڈالیں گے (اور کہیں گے) ہم تو کوئی عمل برا نہ کرتے تھے"۔

اور صاف مکر جائیں گے اور کہہ دیں گے کہ ہم نے ایسے کام نہ کیے تھے۔ اس کا جواب من جانب اللہ یہ ہو گا کہ

بَلٰۤى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ہاں کیوں نہیں بے شک اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کوتکوں کو"۔

یعنی آج تمہارا انکار تمہیں بری کرنے والا نہیں اس لیے کہ اللہ تعالے علام الغیوب ہے وہ خوب تمہارے اعمال و افعال کا جاننے والا ہے بس اب اس کا جواب صرف یہ ہے کہ تمہیں فرشتے دے رہے ہیں "فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ۔ اب داخل ہو دروازۂ جہنم میں ہمیشہ اس میں رہو تو بہت برا ٹھکانا ہے مغرور و متکبر لوگوں کا"۔

آج تمہارا عذر مسموع نہیں اس لیے کہ آج دار الجزاء میں ہو دار العمل سے تم آچکے ہو اور اس آیۂ کریمہ سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ مشرکین کفار جبکہ اسی کفر و شرک میں مر گئے ان کے لیے اس نص صریح سے خلود

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم اور تابد بالعذاب ثابت ہوگیا۔ اسی حکم میں مرتدین اور خلاف اسلام منکرین مرنے والے بھی داخل ہیں۔

"وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ اور کہا گیا انہیں جو پرہیز گار ہیں کہ تمہارے رب نے کیا اتارا بولے بہتری انہیں جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کے لیے بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر ہے اور یقیناً دار آخرت بہت اچھا گھر ہے پرہیز گاروں کا"

یعنی ایمان والوں کو کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا اور کیا بدلہ دیا تو وہ کہیں گے ہمارا بدلہ بہترین ہے اس لیے کہ قرآن کریم تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع ہے دینی و دنیوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

قبائل عرب ایام حج میں حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کی تحقیقات کے لیے مکہ مکرمہ میں قاصد بھیجتے تھے یہ قاصد جب مکہ مکرمہ آتے تو انہیں پہلے شہر کے کناروں پہ کفار کے قاصد کارندے ملتے جیسا کہ اس سے پہلے رکوع میں بیان ہوچکا ان سے یہ قاصد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتے چونکہ یہ لوگ بہکانے پر مامور تھے لہذا ان میں سے کوئی حضور کو ساحر کہتا کوئی کاہن بتاتا کوئی شاعر کہتا کوئی کذاب کوئی مجنون کہہ دیتا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا کہ خبردار تم ان سے نہ ملنا۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اس پر وہ قاصد جواب دیتے۔ کہ

اگر ہم مکے پہنچ کر ان سے ملے بغیر اپنی قوم کے پاس گئے تو ہم ان کو کیا جواب دیں گے اور قاصد کے فرض منصبی کے یہ بات بالکل خلاف ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جہاں جائیں اپنے بیگانوں سے ملیں ان کے حالات کی تحقیقات کریں پھر جو کچھ معلومات حاصل ہوں وہ بلا کم وکاست اپنی قوم کو واپس جاکر بتائیں (روح)

چنانچہ قاصد لوگ ان مشرکین کے کارندوں سے باتیں کرکے اصحاب رسول سے ملتے ان سے حضور کے حالات معلوم کرتے صحابہ کرام حضور کے کمالات، صداقت نبوت کے دلائل سناتے قرآن کریم کے مضامین سے مطلع کرتے اس کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں کیا گیا ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ ان پرہیز گاروں کے لیے جنت ہیں۔

"جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا بسنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں رواں ہیں انہیں اس میں جو چاہیں ملے گا ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیز گاروں کو انہیں وہ فرشتے جو جان نکالتے ہیں پاکی سے کہتے ہیں کہ سلام تم پر داخل ہو جنت میں بدلہ اپنے عمل (خیر) کا"۔

طیبین سے مراد یہ ہے کہ وہ شرک و کفر سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے اقوال و افعال اور اخلاق و خصائل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان کا دامن محرمات و ممنوعات کے داغوں سے پاک ہوتا ہے انہیں قبض روح کے وقت جنت اور رضوان اور رحمت وکرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں اس حال میں انہیں موت خوشگوار معلوم ہوتی ہے اور ان کی جان فرح و سرور کے ساتھ اس جسم خاکی سے نکلتی ہے اور ملائکہ عزت و حرمت سے اس کا خیر مقدم سلام کے ساتھ کرتے ہیں (خازن)

بیہقی محمد بن کعب قرظی سے راوی ہیں ۔ اِذَا اسْتَنْقَعَتْ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت بندۂ مومن کے پاس فرشتۂ رحمت آ کر کہتا ہے کہ اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام اور اللہ تبارک و تعالےٰ تجھ پر سلام فرماتا ہے اس کے ساتھ ہی کفار کے لیے ارشاد ہے (روح المعانی)

"هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کیا انتظار کر رہے ہیں یہی نا کہ آئیں ان پر فرشتے یا آئے ان پر تمہارے رب کا عذاب"۔

یعنی کفار کیوں ایمان نہیں لاتے وہ کس کا انتظار کر رہے ہیں یہی انتظار کہ ان پر عذاب کے فرشتے آئیں یا روح قبض کرنے وقت یا بروز قیامت ۔

"كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ ایسا ہی کیا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں اور انہیں گھیر لیا اس نے جس پر وہ ہنستے تھے"۔

یعنی پہلی امتوں کے کفار نے بھی ایسا ہی کفر کیا اور اپنے کفر و تکذیب پر اڑے رہے تو انہوں نے اپنے اعمال خبیثہ کی سزا پائی ۔

وَحَاقَ بِهِمْ کے معنی آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَحَاطَ بِهِمْ وَاَصْلُ مَعْنَى الْحَيْقِ الْاِحَاطَةُ مُطْلَقًا ثُمَّ خُصَّ فِي الْاِسْتِعْمَالِ بِاِحَاطَةِ الشَّرِّ۔

حاق کے معنی گھیرنے کے ہیں حیق کے اصل معنی محض احاطہ کے ہیں پھر اس کا استعمال خصوصی احاطۂ شریہ ہو گیا ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ نحل پ۱۴

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

اور بولے شرک کرنے والے اگر اللہ چاہتا تو نہ پوجتے اس کے سوا کسی شے کو ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ حرام ٹھہراتے ہم اس کے حکم کے خلاف کچھ ایسا ہی کیا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے تو کیا ہے رسولوں پر مگر صاف تبلیغ۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○

اور بے شک بھیجے ہم نے ہر امت میں ایک رسول کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے اجتناب کرو تو ان میں سے اللہ نے کسی کو ہدایت کی اور ان میں سے کسی پر پختہ ہوئی گمراہی تو سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

إِنْ تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ○

اگر تم حرص کرو ان کی ہدایت کی تو بے شک ہدایت نہیں دیتا اللہ جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی کوشش سے اپنی حلف میں کہ نہ اٹھائے گا اللہ اس کو جو مر چکا ہاں کیوں نہیں وعدہ اللہ پر ہے سچا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ○

اس لیے کہ انہیں ظاہر کر دے جس بات میں جھگڑتے ہیں اور اس لیے کہ جان لیں وہ جو کافر ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

ہمارا فرمانا کسی شے کو جب ارادہ کریں یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا تو ہو جاتی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لغات پانچواں رکوع سورہ نحل پ۱۴

وَقَالَ۔ اور کہا	الَّذِیْنَ۔ انہوں نے جو	اَشْرَکُوْا۔ مشرک ہوئے	لَوْ۔ اگر
شَآءَ۔ چاہتا	اللّٰہُ۔ اللہ	مَا۔ تو نہ	عَبَدْنَا۔ عبادت کرتے ہم
مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا	مِنْ شَیْءٍ۔ کسی چیز کی	نَحْنُ۔ ہم	وَلَآ۔ اور نہ
اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا	وَلَا۔ اور نہ	حَرَّمْنَا۔ حرام کرتے ہم	مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا
مِنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز	کَذٰلِکَ۔ اسی طرح	فَعَلَ۔ کیا	الَّذِیْنَ۔ انہوں نے جو
مِنْ قَبْلِہِمْ۔ ان سے پہلے تھے	فَھَلْ۔ تو کیا ہے	عَلَی۔ اوپر	الرُّسُلِ۔ رسولوں کے
اِلَّا۔ مگر	الْبَلٰغُ۔ پہنچانا	الْمُبِیْنُ۔ ظاہر	وَلَقَدْ۔ اور بیشک
بَعَثْنَا۔ بھیجے ہم نے	فِیْ کُلِّ۔ ہر ایک	اُمَّۃٍ۔ امت میں	رَسُوْلًا۔ رسول
اَنِ۔ یہ کہ	اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	اللّٰہَ۔ اللہ کی	وَاجْتَنِبُوا۔ اور بچو
الطَّاغُوْتَ۔ شیطان سے	فَمِنْہُمْ۔ تو بعض ان سے	مَنْ۔ وہ ہیں جن کو	ھَدَی اللّٰہُ۔ ہدایت کی اللہ نے
وَمِنْہُمْ۔ اور بعض ان سے	مَّنْ۔ وہ ہیں کہ	حَقَّتْ۔ حق ہوئی	عَلَیْہِمْ۔ ان پر
الضَّلٰلَۃُ۔ گمراہی	فَسِیْرُوْا۔ تو پھرو	فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	فَانْظُرُوْا۔ پھر دیکھو
کَیْفَ۔ کیسا	کَانَ۔ ہوا	عَاقِبَۃُ۔ انجام	الْمُکَذِّبِیْنَ۔ جھٹلانے والوں کا
اِنْ۔ اگر	تَحْرِصْ۔ تو حرص رکھے	عَلٰی۔ اوپر	ھُدٰىھُمْ۔ ان کی ہدایت کے
فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ تعالے	لَا یَھْدِیْ۔ نہیں ہدایت دیتا	مَنْ۔ اسے جو
یُّضِلُّ۔ گمراہ کرے	وَمَا۔ اور نہیں	لَھُمْ۔ ان کے لیے	مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ کوئی مددگار
وَاَقْسَمُوْا۔ اور قسم کھائی انہوں نے	بِاللّٰہِ۔ اللہ کی	جَھْدَ۔ مضبوط	اَیْمَانِہِمْ۔ اپنی قسمیں
لَا یَبْعَثُ۔ نہیں اٹھائیگا	اللّٰہُ۔ اللہ	مَنْ۔ اسے جو	یَّمُوْتُ۔ مرے گا
بَلٰی۔ کیوں نہیں	وَعْدًا۔ وعدہ ہے	عَلَیْہِ۔ اس پر	حَقًّا۔ سچا
وَلٰکِنَّ۔ اور لیکن	اَکْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ	لَا یَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
لِیُبَیِّنَ۔ تاکہ بیان کرے	لَھُمُ۔ ان کے لیے	الَّذِیْ۔ وہ جس میں	یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے ہیں
فِیْہِ۔ اس میں	وَلِیَعْلَمَ۔ اور جلدی جانیں گے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّھُمْ۔ بیشک وہ   کَانُوْا۔ تھے   کَاذِبِیْنَ۔ جھوٹے   اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں
قَوْلُنَا۔ کہ ہمارا کہنا   لِشَیْءٍ۔ کسی چیز کو   اِذَا۔ جب   اَرَدْنٰہُ۔ ارادہ کریں ہم اس کا
اَنْ۔ یہ کہ   نَّقُوْلَ۔ ہم کہیں   لَہٗ۔ اس کو   کُنْ۔ ہو جا
فَیَکُوْنُ۔ تو ہو جاتی ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ نحل پ۱۴

"وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔ اور بولے وہ شرک کر رہے تھے اگر چاہتا اللہ تو نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ حرام ٹھہراتے اس کے حکم کے خلاف کسی چیز کو۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو مشرکین کی طرف سے نکلتے رہے ہیں جیسے سورہ انعام میں بھی ان کے تذکرہ میں فرمایا سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْشَآءَ اللّٰہُ الخ اور سورۂ زخرف میں بھی فرمایا وَقَالُوْا لَوْشَآءَ اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً اس کے جواب میں ارشاد ہو چکا ہے قُلْ فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ۔ فرما دیجئے اللہ کے لیے اس کی حقانیت پر حجت بالغہ ہے۔

وہی ان کے جملوں کو یہاں دہرا کر فرمایا جس کے یہ معنی ہیں لَوْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَدَمَ عِبَادَتِنَا لِشَیْءٍ غَیْرَہٗ سُبْحٰنَہٗ کَمَا تَقُوْلُ مَا عَبَدْنَا ذٰلِکَ۔ یعنی اگر اللہ چاہتا کہ ہم سوا اس کے کسی کی عبادت نہ کریں جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو ہم کبھی اس کے غیر کی پوجا نہ کرتے۔

اور ہم ہی نہیں ہمارے اجداد و آباء بھی نہ پوجتے اور نہ حرام ٹھہراتے اس کے حکم کے خلاف بحیرہ سائبہ اور حام وغیرہ کو۔

اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ حالانکہ اس میں محض مشیت پر عدم اور وجود ہے حضور نے یہ نہیں فرمایا وَمَا شَآءَ عَدَمَ کَوْنِہٖ لَمْ یَکُنْ بلکہ یہ فرمایا۔ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔ جس چیز کا وجود نہ چاہے نہیں ہو سکتی نہ یہ کہ جو فعل انسان کہے اس کا عدم بھی ضروری ہے (روح المعانی)

اسی وجہ میں وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی ہمارا عقیدہ ہے یعنی ہم اللہ تعالے کو خالق خیر و شر تسلیم کرتے ہیں۔ دنیا میں دنیا کی تمام برائیاں بنانے والا اور دنیا میں دنیا کی تمام بھلائیاں بنانے اور پیدا کرنے کی نسبت اس ذات کی طرف ہے اس لیے کہ وہ صناع مطلق ہے اچھی سے اچھی چیز اچھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے اچھا فعل بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے اور بری سے بری چیز اور برے سے برا فعل بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔

اگر خالق خیر و شر اسے نہ مانا جائے تو اس کے قادر مطلق ہونے میں نقص لازم آتا ہے۔

خنزیر، درندے، زقوم۔ سم الفار۔ بول و براز افعال میں زنا۔ حرام۔ چوری۔ ڈاکہ اور تمام افعال قبیحہ وعادات رذیلہ کا وہی خالق ہے اسی طرح

حسین وجمیل اشیاء طیبہ سیب۔ انگور۔ حلال جانور ہرن۔ بکرا دنبہ۔ حلوا اور حامض نیکی وعبادت حق اس کا بھی وہی خالق ہے۔

تو خالق خیر و شر ہوتا تو اس کا لازمی ہے لیکن ہر بری چیز کی برائی پر مطلع کرنے کے لیے اپنے رسولوں کا بھیجنا بس اسی کا فعل ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ فلاں چیز اللہ تعالے نے بنا کر اس کی برائی سے ہمیں انبیاء کرام کے ذریعہ مطلع فرمادیا اس سے اجتناب کا حکم دیا اور ہمیں اپنے افعال پر اختیار بھی اسی نے دیا اور برے افعال پہ سزا نیک افعال پر جزا بھی مرتب فرمادی۔

نیک وبد سے تجھ کو ماہر کردیا اب تو اپنے فعل کا مختار ہے اور قصیدہ بدء الامالی میں ہے جو کہ عقائد کی کتاب ہے ؎

مُرِیْدُ الْخَیْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِیْحِ وَلٰکِنْ لَیْسَ یَرْضٰی بِالْمُحَالِ

وہ بھلائی اور بدترین برائی کا ارادہ کرنے والا ہے لیکن وہ برائی اور تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

یہ عقیدہ جبریوں کا ہے کہ ہم سے ہر فعل ہوگا جو اللہ چاہے گناہ چاہے گناہ نیکی چاہے نیکی اور یہ عقیدہ باطل ہے۔ جبریہ قدریہ عقیدہ والے اسی وجہ میں گمراہ مانے گئے ہیں۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مشرکین کا یہ کہنا کہ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ باطل تھا اور اس کہنے سے ان کی مراد تکذیب رسل الکرام تھی اور ان کی شان میں طعن مقصود تھی کہ اگر اللہ تعالے چاہتا کہ ہم موحد بنیں اور شرک نہ کریں اور جسے اس نے حرام کیا اسے حلال نہ بنائیں تو ہم ایسا ہی کرتے مگر چونکہ اللہ تعالے نے ہی ایسا چاہا تو اس کے مطابق ہم نے کفر و شرک کیا۔ تو اس پہ ارشاد الٰہی ہوا۔

"کَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ایسا ہی ان سے پہلے کر گئے ہیں"۔

یعنی ایسے اقوال شنیعہ افعال رذیلہ پہلی امتیں کر چکی ہیں اور ہمارے رسولوں سے مجادلہ کر کے باطل پر مصر رہ چکی ہیں اور یہ نہ سمجھیں کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ رسولوں پر کیا ذمہ ہے یہی کہ وہ کھلا حکم پہنچا دیں"۔
بُرے بھلے کی خبر دیدیں آلوسی فرماتے ہیں۔
اَیْ لَیْسَتْ وَظِیْفَتُهُمْ اِلَّا الْاِبْلَاغُ لِلرِّسَالَةِ الْمُوْضِحُ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَالْمُظْهِرُ اَحْکَامِ الْوَحْیِ الَّتِیْ مِنْهَا تَحَتُّمُ تَعَلُّقِ مَشِیَّتِهٖ تَعَالٰی بِاِهْتِدَاءٍ مَنْ صَرَفَ قُدْرَتَهٗ وَاِخْتِیَارَهٗ اِلٰی تَحْصِیْلِ الْحَقِّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔
انبیاء کرام کے ذمہ سوائے تبلیغ حق اور واضح طور پر طریق حق اور احکام وحی پہنچا دیں اور کچھ نہیں ہے رہا ہدایت ملنا یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے چنانچہ ارشاد باری ہے جو لوگ ہماری طرف رجوع کرتے ہیں کوشاں ہیں انہیں یقیناً ہم اپنی راہ کا راستہ بتا دیتے ہیں۔
فَاِنَّ الرُّسُلَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَیْسَ شَاْنُهُمْ اِلَّا تَبْلِیْغُ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِیْ۔ اس لیے کہ انبیاء کی شان ارفع یہی ہے کہ وہ تبلیغ اوامر و نواہی فرمائیں۔
وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا یَشَاءُ الشِّرْكَ وَالْمَعَاصِیْ بِالْبَیَانِ وَالْبُرْهَانِ وَیَطَّلِعُوْا عَلٰی بُطْلَانِ الشِّرْكِ وَقُبْحِهٖ وَبَرَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَنَّهُمْ فَاعِلُوْهَا بِقَصْدِهِمْ وَاِرَادَتِهِمْ وَاِخْتِیَارِهِمْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَاعِثُهُمْ عَلٰی جَمِیْلِهَا وَمُوَفِّقُهُمْ لَهٗ وَزَاجِرُهُمْ عَنْ قَبِیْحِهَا وَمُوْعِدُهُمْ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ مِمَّا هُوَ عَلٰی هٰذَا الْمِنْوَالِ۔
اور اللہ تعالٰی کبھی شرک اور معاصی نہیں چاہتا اس کے لیے بیان و برہان کے ذریعہ اس کا بطلان ظاہر فرما دیا اور بتا دیا کہ شرک قبیح ہے اور اللہ تعالٰی اس سے بیزار ہے ایسے افعال کے مرتکبوں پر زجر فرمائی گئی اور آخرت میں اس کی سزا پر مواعید آئے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اور بے شک بھیجا ہم نے ہر امت میں ایک رسول کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو تو ان میں سے کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی کو گمراہی پسند آئی تو سیر کرو زمین میں اور دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا"۔
یعنی گزشتہ امتوں میں رسول تشریف لائے انہوں نے ہدایت کی اور کہا صرف ایک اللہ کو پوجو اور طاغوت سے اجتناب کرو ورنہ عاد و ثمود اور ہامان و قارون کا سا حشر ہوگا۔
آلوسی طاغوت کی تعریف میں فرماتے ہیں هُوَ کُلُّ مَا یَدْعُوْا اِلَی الضَّلَالَةِ۔ ہر وہ چیز جو گمراہی کی طرف بلائے وہ طاغوت ہے۔
قَالَ الْحَسَنُ هُوَ الشَّیْطَانُ۔ حسن بصری فرماتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْمُرَادُ مِنْ اِجْتِنَابِہٖ اِجْتِنَابُ مَا یَدْعُوْا اِلَیْہِ۔ اجتناب سے مراد یہی ہے کہ ہر اس بات سے بچا جائے جس کا مقتضی گمراہی ہو۔

تو ان میں سے بعض تو وہ نکلے جو حق کی طرف راہ پاگئے اللہ کی اطاعت وعبادت کی طرف جھکے طاغوت سے مجتنب رہے اللہ نے انہیں اس کی توفیق دی اور ان میں سے بعض وہ تھے جنہیں گمراہی لازم نظر آئی حَقَّتْ کا ترجمہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں ثَبَتَتْ وَوَجَبَتْ اِذْ لَمْ یُوَفِّقْهُمْ وَلَمْ یُرِدْ هِدَایَتَهُمْ ان پر گمراہی قائم ہوئی اور ضلالت لازم ہوگئی اس لیے کہ ہدایت ان کی رفیق نہ ہوئی اور ان پر ان کی ہدایت وارد نہ ہوئی۔

اور امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ اَرَادُوْا مِنْ قَوْلِهِمْ ذٰلِکَ اِنَّهٗ لَمَّا کَانَ الْکُلُّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی کَانَ بِعْثَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ عَبَثًا۔ مشرکین کا یہ خیال کہ افعال صالحہ اور طالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں یوں بھی صحیح نہیں اگر یہی ہے تو بعثت انبیاء علیہم السلام عبث ہو جاتی ہے اور فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَةِ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہیں ہوسکتا۔

پھر یہ کہ ہدایت یافتہ امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے گمراہ پیدا ہی کیوں کیے اس کے دو جواب ہیں اول تو یہ کہ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِهَا۔ حقیقت اشیاء اضداد کے وجود سے ہی جانی جاتی ہے تو مومن کی عظمت کفار کے وجود میں ہی جانی جاسکتی تھی اس لیے ان کا ہونا بھی ضروری تھا جیسے دن کی قدر رات ہونے سے آتی ہے صحت کی قدر بیمار ہونے پر ہوتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اِنَّ لِلّٰهِ سُبْحٰنَهٗ اَنْ یَّفْعَلَ فِیْ مُلْکِهٖ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا وَلِمَ لَمْ تَفْعَلْ ذٰلِکَ۔

جب کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے تو مالک اپنے ملک میں جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔ اس کے دربار عزت میں یہ جائز ہی نہیں ہے کہ اس کے حضور کہا جاوے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔

تو زمین پھر کر سیر کر کے دیکھو کہ ان گمراہوں کا انجام کیا ہوا انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ان کے ویران شہر اور ان کی بستیاں ان کی ہلاکت پر آج تک مرثیہ خواں ہیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور سمجھ لو کہ اگر تم بھی ایسا کر گئے اور اپنے کفر پر مصر رہے تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ آگے ارشاد ہے "اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰاهُمْ۔ اگر تم اے محبوب ان کی ہدایت کی حرص کرو تو بیشک اللہ ہدایت نہ دیگا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے جو اس کی طرف سے گمراہ کیا گیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں"۔

حرص عربی میں فرط ارادہ کو کہتے ہیں۔

یعنی اے محبوب عالم و عالمیاں اگر آپ ان کے ایماندار ہونے حرص فرمائیں تو جو اپنی گمراہی میں ثابت ہو گئے ہیں اور ان کی شقاوت ازلی ہے انہیں کسی طرح ہدایت نہ ہو گی جیسا کہ پہلے پارہ کے پہلے رکوع میں ارشاد ہوا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ جو شقی ازلی اور کافر ہیں برابر ہے کہ انذار و تنذیر کریں یا نہ کریں وہ ایماندار نہیں ہوں گے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر اللہ تعالے نے مہر فرما دی ہے جس کی وجہ سے وہ اندر کا کفر باہر نہیں نکال سکتے اور ایمان قبول نہیں کر سکتے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے۔

"وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر اپنی حلف کو مضبوط کر لیا ہے کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا"

"بلیٰ ہاں کیوں نہیں وعدہ اس کا سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تاکہ ان پر روشن ہو جائے جس بات پر وہ جھگڑتے ہیں اور اختلاف کرتے ہیں اور اس لیے کہ جان لیں وہ جو کافر ہیں کہ وہ جھوٹے تھے ہمارا قول تو یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز کو جب ہم چاہیں فرما دیں ہو جا وہ ہو جاتی ہے"۔

شان نزول آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ

ایک مشرک مسلمان کا مقروض تھا۔ مسلمان نے اس سے تقاضا کیا دوران گفتگو میں اس نے اس طرح اللہ تعالے کی قسم کھائی کہ مجھے اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنا رکھتا ہوں اس پر مشرک بولا یہ تمہارا کیا خیال ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھے گا۔

تو اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ مشرک یہ قسم کھاتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد نہ اٹھے گا یہ غلط ہے وہ ضرور اٹھایا جائے گا۔

اور اس کی حکمت یہ ہے کہ منکروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ نحل۔ پ ۱۴

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا	اور جنہوں نے ہجرت کی اس دین الٰہی کی خاطر بعد اس کے کہ مظلوم ہوئے انہیں ہم جگہ دیں گے اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

دنیا میں اچھی اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں تو پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

روشن دلیلوں اور کتابوں سے اور نازل کیا ہم نے تمہاری طرف اے محبوب ذکر تاکہ بیان کرو لوگوں کو جو نازل ہوا ان پر تاکہ فکر کریں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

کیا امن میں ہیں جو مکر کرتے ہیں گناہوں کے اس سے کہ دھنسا دے اللہ انہیں زمین میں یا لے آئے ان پر عذاب ایسی جگہ سے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝

یا پکڑے انہیں چلتے پھرتے تو نہیں وہ عاجز کر سکتے۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

یا انہیں پکڑ لے کسی خوف پر تو بیشک تمہارا رب مہربان رحم والا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝

کیا نہ دیکھا ان کا حال جو پیدا کی اللہ نے کہ پرچھائیاں ان کی جھکتی ہیں دائیں بائیں سجدہ کرتی اللہ کو اور وہ اس کے آگے ذلیل ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں چلنے والے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

ڈرتے ہیں اپنے رب سے اوپر سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِّ لغات چھٹا رکوع سورہ نحل پ ۱۴

وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جنہوں نے ۔ هَاجَرُوْا۔ ہجرت کی ۔ فِی اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ میں ۔ مِنْ بَعْدِ۔ پیچھے

مَا ظُلِمُوْا۔ اسکے جو ظلم کیے گئے ۔ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔ ہم ضرور جگہ دیں گے انہیں ۔ فِی الدُّنْیَا۔ دنیا میں

حَسَنَةً۔ اچھی ۔ وَلَاَجْرُ۔ اور یقیناً اجر ۔ الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا ۔ اَکْبَرُ۔ بہت بڑا ہے

لَوْ کَانُوْا۔ کاش وہ ۔ یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہوں ۔ اَلَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے ۔ صَبَرُوْا۔ صبر کیا

وَعَلٰی۔ اور اوپر ۔ رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے ۔ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ وہ بھروسہ کرتے ہیں ۔ وَمَا۔ اور نہیں

اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے ۔ مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے ۔ اِلَّا۔ مگر ۔ رِجَالًا۔ مرد

نُوْحِیْ۔ وحی کرتے ہم ۔ اِلَیْهِمْ۔ انکی طرف ۔ فَسْئَلُوْا۔ تو پوچھو ۔ اَهْلَ الذِّکْرِ۔ علم والوں سے

اِنْ۔ اگر ۔ کُنْتُمْ۔ تم ہو ۔ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے ۔ بِالْبَیِّنٰتِ۔ ساتھ دلائل

وَالزُّبُرِ۔ اور کتابوں کے ۔ وَاَنْزَلْنَا۔ اور اتارا ہم نے ۔ اِلَیْكَ۔ تیری طرف ۔ الذِّکْرَ۔ ذکر

لِتُبَیِّنَ۔ تاکہ تم بیان کرو ۔ لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے ۔ مَا نُزِّلَ۔ جو اتارا گیا ۔ اِلَیْهِمْ۔ ان کی طرف

وَلَعَلَّهُمْ۔ اور تاکہ وہ ۔ یَتَفَکَّرُوْنَ۔ سوچیں ۔ اَفَاَمِنَ۔ کیا مطمئن ہیں ۔ الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے

مَکَرُوا۔ فریب کیے ۔ السَّیِّاٰتِ۔ برے ۔ اَنْ۔ یہ کہ ۔ یَّخْسِفَ۔ غرق کر دے

اللّٰهُ۔ اللہ ۔ بِهِمُ۔ ان کو ۔ الْاَرْضَ۔ زمین میں ۔ اَوْ۔ یا

یَاْتِیَهُمُ۔ آئے انکے پاس ۔ الْعَذَابُ۔ عذاب ۔ مِنْ حَیْثُ۔ ایسی جگہ سے ۔ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ کہ نہ سمجھیں

اَوْ۔ یا ۔ یَاْخُذَهُمْ۔ پکڑے انکو ۔ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ۔ ان کے چلنے پھرنے میں

فَمَا۔ پھر نہیں ۔ هُمْ۔ وہ ۔ بِمُعْجِزِیْنَ۔ عاجز کرنے والے ۔ اَوْ۔ یا

یَاْخُذَهُمْ۔ پکڑے انکو ۔ عَلٰی تَخَوُّفٍ۔ ڈرنے پر ۔ فَاِنَّ۔ پھر بیشک ۔ رَبَّکُمْ۔ تمہارا رب

لَرَءُوْفٌ۔ مہربان ہے ۔ رَّحِیْمٌ۔ رحم کرنے والا ۔ اَوَلَمْ۔ کیا نہیں ۔ یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے

اِلٰی۔ طرف ۔ مَا۔ اس کی جو ۔ خَلَقَ۔ پیدا کیا ۔ اللّٰهُ۔ اللہ نے

مِنْ شَیْءٍ۔ کوئی بھی چیز ۔ یَتَفَیَّؤُا۔ تو جھکتے ہیں ۔ ظِلٰلُهٗ۔ ان کے سائے ۔ عَنِ الْیَمِیْنِ۔ دائیں

وَالشَّمَآئِلِ۔ اور بائیں سے ۔ سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے ۔ لِلّٰهِ۔ اللہ کو ۔ وَهُمْ۔ اور وہ

دَاخِرُوْنَ۔ ذلیل ہو(ں) ۔ وَلِلّٰهِ۔ اور اللہ کے لیے ۔ یَسْجُدُ۔ سجدہ کرتی ہے ۔ مَا۔ جو چیز

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے	وَمَا۔ اور جو	فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے	
مِنْ دَآبَّةٍ۔ جاندار	وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔ اور فرشتے	وَهُمْ۔ اور وہ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ نہیں
تکبر کرتے	يَخَافُوْنَ۔ ڈرتے ہیں	رَبَّهُمْ۔ اپنے رب سے	مِنْ فَوْقِهِمْ۔ اپنے اوپر سے
وَيَفْعَلُوْنَ۔ اور کرتے ہیں	مَا۔ جو	يُؤْمَرُوْنَ۔ حکم دیے جاتے ہیں۔	

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورۂ نحل پ ۱۴

"وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ اور جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں بعد مظلوم ہونے کے انہیں ضرور ہم اچھی جگہ دیں گے دنیا میں اور بے شک آخرت کا اجر بڑا ہے اگر وہ جانیں جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

شان نزول

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیۂ کریمہ ان صحابہ کرام کی شان میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کیے اور آخر انہیں دین اسلام کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا۔ بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور بعض مدینہ منورہ ہی آ گئے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کو جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دار الہجرۃ بنایا تھا دار الاقامۃ اور اپنا مامن بنا لیا۔

اور لو کانوا یعلمون انہیں فرمایا جو کافر ہی رہے یا مومن تو تھے مگر ہجرت نہ کر سکے۔ اگر جان لیتے کہ اس ہجرت کا اجر کتنا عظیم ہے تو ضرور ہجرت کر بیٹھتے اور جو کفار کی اذیتوں پر صبر کر کے اللہ کے بھروسہ پر وطن گھر بار سب کو خیرباد کہہ کر آ گئے ان کے مقامات بہت بلند ہیں۔

اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ هُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ظَلَمَهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ فَخَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ حَتّٰى لَحِقَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ ثُمَّ بَوَّاَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى الْمَدِيْنَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَجَعَلَ لَهُمْ دَارَ هِجْرَةٍ وَجَعَلَ لَهُمْ اَنْصَارًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ...

وَعَدَ سُبْحٰنَهٗ بِقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَلَا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اَيْ مَبَاءَةً حَسَنَةً وَ كَذَا اَصْلُهٗ لَنُنْزِلَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا مَنْزِلًا حَسَنًا۔

یہ حضور کے صحابہ تھے جن پر اہل مکہ نے ظلم کیے تو وہ اپنے گھروں سے نکل کر ایک جماعت حبشہ کی طرف چلی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ منورہ میں ایسے آباد فرمایا جیسا کہ ان سے وعدہ کیا تھا یعنی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا میں انہیں منازل حسن عطا فرمائے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ دَارًا حَسَنَۃً۔ حسن بصری فرماتے ہیں اس سے مراد اچھے گھر ہیں۔

لَنُبَوِّئَنَّہُمْ عَلٰی مَعْنٰی لَنُعْطِیَنَّہُمْ مَنْزِلَۃً حَسَنَۃً۔ لَنُبَوِّئَنَّہُمْ کے معنی ہیں ضرور ہم عطا فرمائیں گے انہیں اچھے مکان۔

وَعَنْ مُجَاہِدٍ اَنَّ التَّقْدِیْرَ مَعِیْشَۃً حَسَنَۃً اَیْ رِزْقًا حَسَنًا۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد اچھی زندگی اور اچھا رزق ہے۔

وَیُفَسَّرُ بِذٰلِکَ بِکُلِّ شَیْئٍ حَسَنٍ نَالَہُ الْمُہَاجِرُوْنَ فِی الدُّنْیَا۔ یوں بھی اس کی تفسیر کی گئی کہ ہر شے جو مہاجرین سے مشرکین نے لی دنیا میں اس سے بہتر ملے گی۔

وَقَدْ تُعْتَبَرُ ہٰذِہِ التَّبْوِئَۃُ بِحَیْثُ تَشْمَلُ اِعْطَاءَ کُلِّ شَیْئٍ صَارَ لِلْمُہَاجِرِیْنَ عَلٰی نَحْوِ السَّابِقِ

اور اس سے یہ بھی مراد لی گئی کہ انہیں ہجرت سے قبل جو کچھ ملا ہوا تھا وہ سب عطا ہو۔

وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ صُہَیْبٍ وَبِلَالٍ وَعَمَّارٍ وَخَبَّابٍ وَعَابِسٍ وَجُبَیْرٍ وَاَبِیْ جَنْدَلِ بْنِ سُہَیْلٍ اَخَذَہُمُ الْمُشْرِکُوْنَ فَجَعَلُوْا یُعَذِّبُوْنَہُمْ لِیَرُدُّوْہُمْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَاَمَّا صُہَیْبٌ فَقَالَ لَہُمْ اَنَا رَجُلٌ کَبِیْرٌ اِنْ کُنْتُ مَعَکُمْ لَمْ اَنْفَعْکُمْ وَاِنْ کُنْتُ عَلَیْکُمْ لَمْ اَضُرَّکُمْ فَافْتَدٰی مِنْہُمْ بِمَالِہٖ وَہَاجَرَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَبِحَ الْبَیْعُ یَا صُہَیْبُ وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نِعْمَ الْعَبْدُ صُہَیْبٌ۔

یہ آیت ان سات کے حق میں نازل ہوئی جنہیں مشرکین نے پکڑ کر سخت تکلیفیں دیں تاکہ یہ اسلام سے منحرف ہو جائیں چنانچہ حضرت صہیب نے تو انہیں یہ کہا دیکھو میں کبیر السن ضعیف ہوں اگر تمہارے ساتھ رہوں تو تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا اور اگر میں تمہارے مقابلہ میں آؤں تو تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتا لہٰذا میرا مال رکھ لو اور مجھے چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے ان کا مال لے کر انہیں رہا کر دیا اور یہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حال سنا فرمایا صہیب سود المفع والا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صہیب اچھا بندہ خدا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مہاجر عام جو بھی دین کے لیے ہجرت کرے یا کر چکا اول کے ہوں یا آخر کے سب کے لیے یہ عام بشارت ہے اس لیے کہ اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ یہ اصول مقرر ہے کہ عام الفاظ کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا۔

اور وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ کے ماتحت بعض نے فرمایا مِمَّا یُعَجِّلُ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا۔ دنیا میں جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھ انہیں فراخی ملے اس پر آخرت کا اجر بہت بڑا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَعْطَى الرَّجُلَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ عَطَاءً يَقُوْلُ لَهٗ خُذْ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَكَ هٰذَا مَا وَعَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الدُّنْيَا وَمَا اَخَّرَ لَكَ فِى الْاٰخِرَةِ اَفْضَلُ ثُمَّ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

جب کوئی مہاجر کو کچھ دے تو اسے کہتے یہ لے اللہ برکت کرے تیرے لیے جو تجھ سے تیرے رب نے وعدہ کیا یہ دنیا میں ہے اور جو آخرت میں ہے وہ افضل ترین ہے پھر یہ آیۂ کریمہ پڑھتے۔ آگے ارشاد ہے جس میں کفار قریش کا رد ہے جو انہوں نے حضور کی رسالت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ

اَللّٰهُ اَعْظَمُ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُهٗ بَشَرًا هَلَّا بَعَثَ اِلَيْنَا مَلَكًا۔ اللہ کی ذات اس سے بالا ہے کہ اس کا رسول بشر کی بشریت میں ہو کیوں نہ بھیجا اس نے ہماری طرف فرشتہ رسول بنا کر۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْۤ اِلَيْهِمْ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف وحی کی ہم نے"۔

اَىْ جَرَتِ السُّنَّةُ الْاِلٰهِيَّةُ حَسْبَمَا اقْتَضَتْهُ الْحِكْمَةُ بِاَنْ لَّا نَبْعَثَ لِلدَّعْوَةِ الْعَامَّةِ اِلَّا بَشَرًا نُّوْحِىْ اِلَيْهِمْ بِوَاسِطَةِ الْمَلَكِ فِى الْاَغْلَبِ الْاَوَامِرَ وَالنَّوَاهِىَ لِيُبَلِّغُوْهَا وَيَتَحَرَّزُ بِاللّٰهِ الْعَامَّةِ عَنْ بَعْثِ الْمَلَكِ لِلْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِلتَّبْلِيْغِ اِذْ بَعْثُهُمْ كَبَعْثَةِ لِمَنْ يَّرَى لِلْمُبَاشَرَةِ۔

یعنی سنت الٰہی اسی میں جاری ہے جو مقتضائے حکمت بھی ہے کہ دعوت عامہ کے لیے سوائے بشر کے کسی کو وحی نہ ہو جو اکثر بواسطۂ ملک اوامر و نواہی پہنچائے جاتے ہیں اور دعوت عامہ میں فرشتہ کی بعثت سے احتراز فرمایا گیا بلکہ اگر کسی فرشتہ کے ذریعہ بشارت بھی دی گئی تو اسے بھی متشکل بہ بشر کر کے مبعوث فرمایا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو یا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو۔

پھر دوسری جگہ صاف ارشاد بھی فرمایا گیا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۤئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِىَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۤءُ۔ اس کے ساتھ حکم فرمایا کہ اگر تم اس حال سے جاہل ہو تو۔

"فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تو پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اہل کتاب سے جو یہود اور نصاریٰ ہیں ہیں۔

مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد توریت ہے جیسا کہ ارشاد ہوا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ فَاَهْلُہُ الْیَھُوْدُ تو اہل ذکر سے مراد یہود ہوتے ہیں۔

اور وہ اہل کتاب جو اسلام نہیں لائے انہیں یہاں یوں فرمایا کہ اِنَّھُمُ الَّذِیْنَ لَایُتَّھَمُوْنَ عِنْدَ اَھْلِ مَکَّۃَ فِیْ اِخْبَارِھِمْ بِاَنَّ الرُّسُلَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ کَانُوْا رِجَالًا فَاِخْبَارُھُمْ بِذٰلِکَ حُجَّۃٌ عَلَیْھِمْ یعنی مشرکین مکہ اون کی بات پر یقین رکھتے ہیں جو اہل کتاب سے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور انہیں خبر دینے میں انھوں نے ابھی متہم نہیں کیا تھا اور وہ بھی یہی کہیں گے کہ رسول علیہ السلام مرد ہی تھے تو ان کی خبر ان پر حجت ہو گی۔

اور اعمش اور ابن عیینہ اور ابن جبیر فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ مَنْ اَسْلَمَ مِنْھُمْ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ وَسَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔ اس سے مراد جو مسلمان ہو گئے تھے وہ ہیں جیسے ابن سلام اور سلمان فارسی۔

اور ابو جعفر اور ابن زید کا قول ہے اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الذِّکْرِ الْقُرْاٰنُ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمَّاہُ ذِکْرًا فِیْ مَوَاضِعِ مِنْھَا وَاَھْلُ الذِّکْرِ عَلٰی ھٰذَا الْمُسْلِمُوْنَ مُطْلَقًا۔ ذکر سے مراد قرآن کریم ہے اس لیے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو بہت مواقع پر ذکر فرمایا ہے اور اہل ذکر سے مراد اس صورت میں مطلقاً مسلمان ہیں۔

اور رمانی اور زجاج اور زہری فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِاَھْلِ الذِّکْرِ عُلَمَاءُ اَخْبَارِ الْاُمَمِ السَّالِفَۃِ کَائِنًا مَّنْ کَانَ فَالذِّکْرُ بِمَعْنَی الْحِفْظِ۔ اہل ذکر سے مراد وہ عالم ہیں جو گذشتہ امتوں کے حالات جانتے ہیں اور یہاں ذکر سے مراد حفظ ہے۔

جبائی کہتے ہیں اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ لَمْ یُبْعَثُوْا اِلَی الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اِلَّا مُتَمَثِّلِیْنَ بِصُوَرِ الرِّجَالِ۔ ملائکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف بھی نہیں آئے مگر متمثل بصورت انسان ہو کر۔ اور ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی روح الامین کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو بار ہی ملاحظہ فرمایا۔

اور امام قاضی سے ناقل ہیں کہ جبائی کا یہ کہنا اس معنی میں ہے کہ انبیاء کرام کی خدمت میں ان کی امت کی حاضری کے اندر کوئی فرشتہ اصلی صورت میں نہیں آیا مگر انسانی صورت میں متمثل ہو کر جیسا کہ روایت ہے اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَضَرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَحْضَرٍ مِّنْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَصْحَابِہٖ فِیْ صُوْرَۃِ دِحْیَۃَ الْکَلْبِیِّ وَفِیْ صُوْرَۃِ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِكٍ وَفِیْ صُوْرَۃِ اَعْرَابِیٍّ لَمْ یَعْرِفُوْہُ
جبریل علیہ السلام صحابہ کی موجودگی میں جب حضور کی خدمت میں حاضر آئے تو تین شکلوں میں آئے۔ کبھی بصورت دحیہ کلبی یا بصورت سراقہ یا بصورت اعرابی کہ کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔
وَاسْتَدَلَّ بِھَا اَیْضًا عَلٰی وُجُوْبِ الْمُرَاجَعَۃِ لِلْعُلَمَاءِ فِیْمَا لَا یَعْلَمُ۔ اس سے مراجعت للعلماء کا وجوب ثابت ہوا ان کے لیے جو نہیں جانتے۔
وَفِی الْاِکْلِیْلِ لِلْجَلَالِ السُّیُوْطِیِّ اَنَّہٗ اِسْتَدَلَّ بِھَا عَلٰی جَوَازِ تَقْلِیْدِ الْعَامِیِّ فِی الْفُرُوْعِ۔
سیوطی نے اس سے جواز تقلید پر فروع میں استدلال کیا۔
اور جلال المحلی نے کہا اِنَّہٗ یَلْزَمُ غَیْرَ الْمُجْتَھِدِ عَامِیًّا کَانَ اَوْ غَیْرَہٗ التَّقْلِیْدُ لِلْمُجْتَھِدِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ غیر مجتہد پر تقلید لازم ہے تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ اس آیت کریمہ کے مفہوم کے مطابق۔
اور علامہ سبکی نے تو صاف فرما دیا کہ اِنَّ مُخَالِفَ الْاَرْبَعَۃِ کَمُخَالِفِ الْاِجْمَاعِ۔ ائمہ اربعہ کا مخالف ایسا ہے جیسا اجماع کا مخالف۔
حدیث میں ہے کہ جہل کے مرض کی شفا علماء سے سوال کر کے معلومات حاصل کرنا ہے چنانچہ وہ بتا دیں گے کہ سنت الٰہیہ یہی ہے کہ اس کے رسول مرد ہی ہوں۔
"بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ روشن دلیلوں اور کتابوں کے ذریعہ اور اے محبوب نازل کیا ہم نے تمہاری طرف ذکر تاکہ تم واضح طور پر بیان فرما دو جو ان کی طرف اترا تاکہ وہ فکر کریں"۔
یہاں ذکر سے مراد قرآن کریم ہے چنانچہ علامہ آلوسی اس کی تفسیر ان الفاظ میں فرما رہے ہیں اَیْ بِالْمُعْجِزَاتِ وَالْکُتُبِ وَالْاَوْلٰی لِلدَّلَالَۃِ عَلَی الصِّدْقِ۔ یعنی بالبینات سے مراد معجزات ہیں اور زبر سے مراد کتب ہیں توریت۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن کریم تو اوّل دلائل باہرہ اور معجزات قاہرہ تصدیق کے لیے ہیں۔
وَالثَّانِیْ لِبَیَانِ الشَّرَائِعِ وَالتَّکَالِیْفِ اور دوسرے احکام شرعی اور اس پر پابند رہنے میں مکلف فرمانا۔
"وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّکْرَ" اَیِ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ مِنَ التَّذْکِیْرِ اِمَّا بِمَعْنَی الْوَعْظِ اَوْ بِمَعْنَی الْاِیْقَاظِ مِنْ سِنَۃِ الْغَفْلَۃِ۔
یعنی نازل کیا ہم نے تمہاری طرف ذکر یعنی قرآن اور وہ تذکیر سے ہے خواہ بمعنی وعظ و نصیحت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو خواہ بمعنی جگانے کے ہو غفلت کی نیند سے۔

"لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" لِلنَّاسِ كَافَّةً وَيَدْخُلُ فِيْهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ دُخُوْلاً اَوَّلِيًّا مَا نُزِّلَ فِيْ ذَالِكَ الذِّكْرِ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِنْ اَحْوَالِ الْقُرُوْنِ الْمُهْلَكَةِ بِاَفَانِيْنِ الْعَذَابِ حَسَبَ اَعْمَالِهِمْ مَعَ اَنْبِيَائِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْمُوْجِبَةِ لِذَالِكَ عَلٰى وَجْهِ التَّفْصِيْلِ بَيَانًا شَافِيًا كَمَا يُنْبِئُ عَنْهُ۔

یعنی اس قرآن پاک سے تمام لوگوں کو حقیقت حقانیت واضح کر دی جائے اور اس حکم میں اہل مکہ اول داخل ہیں جو کچھ اس میں نازل ہوا احکام اور شرائع اعنی احوال ماضیہ اور ہلاکت منکرین کا حال عذاب سے ان کے اعمال کے موجب جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیے علی وجہ التفصیل بیان شافی تاکہ وہ فکر و تدبر کر کے اپنے کو راہ راست پر لائیں۔ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اس کے بعد ارشاد ہے

"اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ۔ کیا بے خوف ہیں وہ لوگ جو گناہوں میں مکر کرتے ہیں"

"اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اس سے کہ دھنسا دے اللہ انہیں زمین میں"

"اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں شعور بھی نہ ہو یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے تو وہ (اللہ) کو عاجز نہیں کر سکتے"۔

قارون کا خسف زندہ نظیر ہے اسے زمین میں دھنسا یا گیا اور اسے پتہ بھی نہ چلا کہ کس طرح دھنسایا گیا۔ اور تقلبہم کے معنی یہ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَيْ حَرَكَتِهِمْ اِقْبَالاً وَّاِدْبَارًا وَالْمُرَادُ مَا اَخْرَجَهُ اِبْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ قَتَادَةَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ اَسْفَارِهِمْ وَحَمْلُهُ عَلٰى ذَالِكَ قَالَ الْاِمَامُ مَاْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ وَالْمُرَادُ فِيْ حَالِ مَا يَتَقَلَّبُوْنَ فِيْ قَضَاءِ مَكْرِهِمْ وَالسَّعْيِ فِيْ تَنْفِيْذِهٖ وَقِيْلَ الْمُرَادُ فِيْ حَالِ تَقَلُّبِهِمْ عَلَى الْفُرُشِ يَمِيْنًا وَّشِمَالاً۔

اس سے مراد ان کی وہ کروٹیں ہیں جو دائیں بائیں لیتے ہیں۔

ابن جریر۔ قتادہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ صبح کے وقت جب آدمی سونے سے اٹھ کر کروٹیں لیتا ہے وہ مراد ہے۔

امام فرماتے ہیں کہ یہ مضمون اسی آیت سے ماخوذ ہے جو فرمایا لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ۔ اے سننے والے نہ دھوکہ دے تجھے کھلے بندوں پھرنا کافروں کا شہروں میں۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ بھی آیا ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کے یہ معنی ہیں اور ہم ان کی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہے اپنی کلائیاں غار کی چوکھٹ پر۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ تقلبہم اور فی تقلبہم کے یہ معنی ہیں کہ وہ بے فکر کروٹیں لیتے رہیں گے اور ہمارا عذاب انہیں پکڑ لے گا۔

"اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ" اَیْ بِالْمَخَافَةِ وَحَذَرٍ مِنَ الْهِلَاكِ وَالْعَذَابِ بِاَنْ یُّهْلِكَ قَوْمًا قَبْلَهُمْ اَوْ یُحْدِثَ حَالَاتٍ یُخَافُ مِنْهَا غَیْرَ ذَالِكَ كَالرِّیَاحِ الشَّدِیْدِ وَالصَّوَاعِقِ وَالزَّلْزَالِ فَیَتَخَوَّفُوْا فَیَاْخُذَهُمْ بِالْعَذَابِ۔

ایسے خوفناک اور ڈرانے والے امور ظاہر ہوں جس سے پہلی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں مثل سخت آندھی یا کڑک یا زلزلوں کے تو اس میں وہ مبتلا ہو کر عذاب سے ہلاک ہوں۔

"فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" بیشک تمہارا رب مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔ اور عذاب نازل فرمانے میں جلدی نہیں کرتا۔

"اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ" اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی اس کی پرچھائیں دائیں اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے خوف کرتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو"

سجدہ کی بحث ہم اول کر چکے ہیں مختصر طور پر یہاں بھی دہراتے ہیں۔

سجدہ دو صورتوں پر ہے ایک سجدۂ اطاعت یہ عبادت ہے جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔

دوسرا سجدہ انقیاد و خضوع کے لیے جیسا کہ سایہ دار درخت اور سایہ کا سجدہ یہ ہر چیز کا سجدہ اس کی حسب حیثیت ہے۔ مکانوں اور ملائکہ کا سجدہ سجدہ اطاعت ہے اور یہ عبادت میں داخل ہے۔ اور اس کے ماسوا جو سجدے ہیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے وہ سجدۂ انقیاد و خضوع ہے اور یہ بھی مخصوص بذات الٰہی ہے غیر کے لیے نہیں۔

اور یفعلون ما یومرون سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ ملائکہ بھی انسان کی طرح مکلف بالاحکام ہیں۔

اور جب یہ واضح و لائح ہو گیا کہ آسمان زمین کی کل کائنات اللہ کے حضور خاضع و خاشع اور متواضع ہے تو سب ایک ہی ذات کے عابد و مطیع ہوئے تو سب اسی کے مملوک اور اس کے تحت قدرت و

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصرف ثابت ہوئے تو اس کے غیر کے حضور کسی قسم کا سجدہ کرنا قطعًا ناروا ہوا اور اسی لیے شرک سے منع کیا گیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

اور فرما دیا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو خدا وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھ ہی سے ڈرو۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کے دین کے فرمانبرداری لازم ہے تو اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝

اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر جب پہنچتی ہے تمہیں کوئی تکلیف تو اسی کی پناہ میں جاتے ہو۔

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

پھر جب کھول دیتا ہے تم سے برائی کو تو تمہارا ایک فریق اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ ناشکری کرے ہمارے دیے ہوئے سے تو برت لو کچھ دن تو عنقریب جان لو گے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝

اور کرتے ہیں ان کے لیے جنہیں نہیں جانتے حصہ ہمارے دیے ہوئے رزق سے قسم بخدا کہ تم ضرور پوچھے جاؤگے جو کچھ تم جھوٹ باندھتے ہو۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

اور بناتے ہیں اللہ کی بیٹیاں اسے پاکی ہے اور اپنے لیے جو چاہتے ہیں۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝

اور جب انہیں بشارت دی جائے بیٹی کی تو دن میں اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ

چھپاتا پھرتا ہے قوم سے بری بشارت کی وجہ میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کیا اسے گاڑ دے ذلت کے ساتھ یا دبا دے گا مٹی میں خبردار برا ہے جو فیصلہ کیا ہے۔ ان کا جو ایمان نہ لائے آخرت میں ان کا برا حال ہے اور اللہ کے لیے سب بلند شان ہے اور وہ عزت و حکمت والا ہے۔

حلِّ لغات ساتواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

وَقَالَ۔ اور فرمایا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	لَا تَتَّخِذُوْا۔ نہ بناؤ	اِلٰهَيْنِ۔ خدا
اثْنَيْنِ۔ دو	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	هُوَ۔ وہ	اِلٰهٌ۔ خدا
وَّاحِدٌ۔ ایک ہے	فَاِيَّايَ۔ تو خاص مجھ سے	فَارْهَبُوْنِ۔ ڈرو	وَلَهٗ۔ اور اسی کا ہے
مَا۔ جو	فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے		وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں
وَلَهُ۔ اور اسی کا	الدِّيْنُ۔ دین	وَاصِبًا۔ لازم ہے	اَفَغَيْرَ۔ کیا سوائے
اللّٰهِ۔ اللہ کے	تَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے ہو	وَمَا۔ اور جو بھی	بِكُمْ۔ تمہارے پاس
مِّنْ نِّعْمَةٍ۔ نعمت ہے	فَمِنَ اللّٰهِ۔ وہ اللہ سے ہے	ثُمَّ اِذَا۔ پھر جب	مَسَّكُمُ۔ پہنچی ہے تمہیں
الضُّرُّ۔ تکلیف	فَاِلَيْهِ۔ تو اسی کی	تَجْئَرُوْنَ۔ پناہ لیتے ہو	ثُمَّ اِذَا۔ پھر جب
كَشَفَ۔ کھولتا ہے	الضُّرَّ۔ تکلیف	عَنْكُمْ۔ تم سے	اِذَا۔ تو ناگہاں
فَرِيْقٌ۔ ایک فریق	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے	بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے	يُشْرِكُوْنَ۔ شرک کرتے ہیں
لِيَكْفُرُوْا۔ تاکہ انکار کریں	بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ۔ اس کا جو دیا ہم نے انہیں		فَتَمَتَّعُوْا۔ تو فائدہ اٹھاؤ
فَسَوْفَ۔ تو جلدی	تَعْلَمُوْنَ۔ جانو گے تم	وَيَجْعَلُوْنَ۔ اور بناتے ہیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے
الْبَنٰتِ۔ بیٹیاں	سُبْحٰنَهٗ۔ وہ پاک ہے	وَلَهُمْ۔ اور ان کے لیے ہے	مَّا۔ جو
يَشْتَهُوْنَ۔ وہ چاہیں	وَاِذَا۔ اور جب	بُشِّرَ۔ خبر دیا جاتا ہے	اَحَدُهُمْ۔ کوئی ان کا
بِالْاُنْثٰى۔ لڑکی کی	ظَلَّ۔ تو ہو جاتا ہے	وَجْهُهٗ۔ اس کا منہ	مُسْوَدًّا۔ سیاہ
وَهُوَ۔ اور وہ ہوتا ہے	كَظِيْمٌ۔ غصہ میں بھرا ہوا	يَتَوَارٰى۔ چھپتا ہے	مِنَ الْقَوْمِ۔ قوم سے
مِنْ سُوْٓءِ۔ برائی	مَا۔ اس کی سے	بُشِّرَ۔ جو خبر دیا گیا	بِهٖ۔ اس کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَيُمْسِكُهُ۔ کیا روک رکھے اسے
عَلٰی۔ اوپر
هُوْنٍ۔ ذلت کے
اَمْ۔ یا
يَدُسُّهٗ۔ گاڑ دے اسے
فِي التُّرَابِ۔ مٹی میں
اَلَا۔ خبردار
سَآءَ۔ برا ہے
مَا۔ جو
يَحْكُمُوْنَ۔ فیصلہ کرتے ہیں
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لیے
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر
مَثَلُ۔ مثال ہے
السَّوْءِ۔ بری
وَلِلّٰهِ۔ اور اللہ کے لیے
الْمَثَلُ۔ مثال ہے
الْاَعْلٰى۔ بلند
وَهُوَ۔ اور وہ
الْعَزِيْزُ۔ غالب ہے
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا۔

مختصر تفسیر اُردو ساتواں رکوع سورۂ نحل پ۱۴

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اور فرمایا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو خدا وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھی سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے تو کیا سوا اللہ کے کسی غیر سے ڈرو گے"۔

یہ اعلان اس بنا پر کیا گیا کہ دو خدا کا تصور ممتنع العقل ہے چنانچہ قرآن کریم میں برہان قاطع کے بیان میں فرمایا گیا۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر ایک خدا کے سوا چند خدا ہوتے تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اس لیے کہ ہر خدا اپنی مشیت وارادہ میں دوسرے خدا کا پابند نہیں ہوتا اگر ہوتا تو پھر ایک ہی خدا الٰہ الحق رہ جاتا اور اگر من حیث ہو بہو یہ دوسرا خدا بھی قادر ہوتا تو جب ایک خدا کسی شے کو بنانا چاہتا ممکن ہے کہ دوسرا خدا اسے مٹانا چاہتا ایک زندہ کرتا دوسرا مار دیتا بنا بریں فرمایا گیا لَفَسَدَتَا فساد عام ہو جاتا لہٰذا عقل اس امر کی متقاضی ہے کہ قادر و قیوم محی و ممیت خالق و رازق ایک ہی ہو دو ہونا خلاف عقل ہے۔

"اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھی سے ڈرو"

فَارْهَبُوْنِ۔ رہب سے ہے یعنی خوف تو اس کے معنی یہ ہوئے اِنْ رَهِبْتُمْ شَيْئًا فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اگر تم کسی شے سے ڈرتے ہو تو مجھی سے ڈرو۔

"وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے"۔

"وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا۔ اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَتَّقُوْنَ"۔ وَلَہُ الدِّیْنُ وَحْدَہٗ اَیِ الطَّاعَۃُ وَالْاِنْقِیَادُ وَاصِبًا اَیْ وَاجِبًا لَازِمًا لَا زَوَالَ لَہٗ۔

لَہُ الدِّیْنُ کے معنی اطاعت وانقیاد ہے اور وَاصِبًا کے معنی وَاجِبًا کے معنی ہیں یعنی واجب ولازم اطاعت جس کا کبھی زوال ہی نہیں صرف اور صرف اسی کی ہے۔

اور ربیع بن انس نے واصبًا کے معنی خالصًا کے کیے ہیں

اور فراء نے کہا اَلْوَاصِبُ الدَّائِمُ۔

آگے اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَتَّقُوْنَ۔ یہ ہمزہ انکار کے لیے ہے اور فَ تعقیب کے لیے یعنی جب یہ کائنات اسی کے تحت تصرف ہے اور اسی کی اطاعت خالص دوامی اور لازم وواجب ہے تو کیا پھر بھی اس کے غیر سے ڈروگے یعنی اسی سے ڈرنا لازم ہے۔

"وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ یعنی کوئی ایسی نعمت نہیں جو تمہیں ملی مگر وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْہِ تَجْئَرُوْنَ پھر پہنچتی ہے تمہیں کوئی برائی تو اسی کی طرف جئر اور صیاح کرتے ہو"۔

یعنی تضرع اور زاری اسی کی طرف کہتے ہو تجئرون جؤار سے ہے اور جؤار اصل میں صیاح الوحش یعنی جنگلی جانوروں کی چیخ کو کہتے ہیں اس کا استعمال محاورہ عرب میں رفع صوت بالدعا میں ہو گیا جسکے حاصل معنی تضرع وزاری کے ہوگئے۔

"ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنْکُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْکُمْ بِرَبِّھِمْ یُشْرِکُوْنَ پھر جب کھول دی تمہاری تکلیف تم سے تو تم میں ایک فریق وہ ہے جو اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے تاکہ کفران نعمت کریں ان سے جو ہم نے انہیں عطا کیا۔ فتمتعوا تو کچھ دن متمتع ہو لو پھر عنقریب جان لوگے"۔

چند روز آرام عیش کے ساتھ زندگی گذار لو اس کے بعد اس ناشکری کا نتیجہ پالوگے"۔

"وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا اور کرتے ہیں ان کے لیے جنہیں نہیں جانتے حصے ہمارے دیے ہوئے رزق سے۔ تَاللّٰہِ قسم بخدا تم سے ضرور سوال ہونا ہے اس سے جو جھوٹ باندھتے ہو"۔

یعنی بتوں کے نام کا حصہ لات ومنات کا حصہ جن کے متعلق انہیں ان کا نافع وضار ہونا معلوم ہی نہیں مگر ان کے لیے چڑھاوے اور بھینٹ نکالتے ہو ان کے متعلق تم پوچھے جاؤ گے اور ضرور تم سے بازپرس ہوگی کہ یہ افتراء پردازی تم نے کس سے سیکھی اور کیوں کی۔

"وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنَاتِ اور بناتے ہیں اللہ کے لیے بیٹیاں سُبْحٰنَہٗ اس کے لیے پاکی ہے اور اپنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے جو جی چاہتا ہے کرتے ہو اور جب خوشخبری دی جائے بیٹی ہونے کی تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے اس بشارت کے بری ہونے کے باعث کیا اسے روکے رکھے گا ذلت پر یا اسے دبا دے گا مٹی میں خبردار برا ہے جو تم نے فیصلہ کیا"۔

ظَلَّ۔ اَیْ صَارَ۔ یعنی ہو جاتا ہے وَاَصْلُ مَعْنَی الظِّلِّ اَقَامَ نَہَارًا۔ یعنی دن بھر

وَجْہُہٗ مُسْوَدًّا مِنَ الْکَاٰبَۃِ وَالْحَیَاءِ مِنَ النَّاسِ۔ دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے رنج اور لوگوں سے شرم کے باعث وَاِسْوِدَادُ الْوَجْہِ کِنَایَۃٌ عَنِ الْعُبُوْسِ وَالْغَمِّ وَالْفِکْرَۃِ وَالنُّفْرَۃِ الَّتِیْ لَحِقَتْہُ بِوِلَادَۃِ الْاُنْثٰی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کفار مکہ میں خوف شماتت اور شرم خاوند کے باعث ان کے یہاں لڑکی کا ہونا معیوب و منحوس سمجھا جاتا تھا حتی کہ جب بچہ پیدا ہوتا معلوم کرتے کیا ہوا۔ اگر بیٹا ہوتا تو معلوم کر کے خوشی اور مسرت کرتے اور اگر معلوم ہوتا کہ بیٹی ہوئی ہے تو اس کا گلا گھونٹ کر اسے دفنا دیتے یا زندہ ہی گاڑ آتے اور اس کی خبر بھی دینا موجب شرم سمجھتے۔

وَھُوَ کَظِیْمٌ اَیْ مَمْلُوٌّ غَیْظًا وَاَصْلُ الْکَظْمِ مَخْرَجُ النَّفْسِ۔ کظم کے معنی غصہ سے بھر جانے کے ہیں اور اصل میں کظم سانس نکالنے کو کہتے ہیں اور کظم الغیظ کے معنی فیصلہ کرنے اور روکنے کے بھی ہیں تو یہاں یہ معنی ہوئے کہ ٹھنڈی سانس لے کر اپنے غصہ کو دباتا ہے۔

اور جہالت پر جہالت یہ تھی کہ پیدا ہونا من جانب اللہ ہوتا ہے خواہ لڑکی یا لڑکا اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں لیکن مشرکین مکہ عورت پر ناراض ہوتے تھے کہ اس نے لڑکی کیوں جنی۔

چنانچہ اصمعی سے مروی ہے کہ ایک عورت نے لڑکی جنی اس کا نام زلفاء رکھا اس کے خاوند کو جب علم ہوا تو اس نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے اس پر رباعی کہی ؎

مَا لِاَبِی الزَّلْفَاءِ لَا یَاْتِیْنَا　　　یَظَلُّ فِی الْبَیْتِ الَّذِیْ یَلِیْنَا

یَوَدُّ اَنْ لَا نَلِدَ الْبَنِیْنَا　　　وَاِنَّمَا نَاْخُذُ مَا یُعْطِیْنَا

زلفاء کے باپ کو کیا ہوا کہ ہمارے گھر نہیں آیا۔ دن بھر اس گھر میں رہا جو ہمارے ہی قریب ہے۔

ایسا انتظام کر دے کہ ہم منفرد رہیں اور ہم اولاد نہ جنیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تو وہی لیں گے جو ہمیں دیا جائے گا۔

اور فرماتے ہیں وَالْفَقِیْرُ قَدْ رَاَیْتُ مَنْ طَلَّقَ زَوْجَتَہٗ لِاَنَّہَا وَلَدَتْ اُنْثٰی۔ ایک فقیر کو میں نے دیکھا کہ اپنی بیوی کو اس نے اس وجہ سے طلاق دیدی کہ اس نے لڑکی جنی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اللہ تعالیٰ تعریضاً فرماتا ہے کہ تم ہمارے لیے تو لڑکیاں فرشتوں کو ستاروں کو سورج کو بناتے ہو اور اپنے لیے لڑکی اتنی معیوب سمجھتے ہو کہ۔

"یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ چھپتا پھرتا ہے قوم سے بشارت کے بری ہونے پر"۔ یتوارٰی کے معنی یَسْتَخْفِیْ کے ہیں یعنی چھپلانے کے۔

وَیُرْوٰی اَنَّ بَعْضَ الْجَاهِلِیَّةِ یَتَوَارٰی فِیْ حَالِ الطَّلْقِ فَاِنْ اُخْبِرَ بِذَکَرٍ ابْتَهَجَ اَوْ بِاُنْثٰی حَزِنَ وَبَقِیَ مُتَوَارِیًا اَیَّامًا یُدَبِّرُ فِیْهَا مَا یَصْنَعُ۔

روایت ہے کہ بعض اہل جاہلیت ایام حمل کے گذرنے پر جب وضع حمل کے دن آتے تو چھپ جاتے پھر اگر لڑکے کی خبر پاتے تو خوش ہوتے اور اگر لڑکی کی اطلاع پاتے تو غمگین ہو کر لوگوں سے اپنے کو چھپاتے پھرتے اور سوچتے کہ اس کا کیا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"اَیُمْسِکُهٗ عَلٰی هُوْنٍ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا" یعنی اَیْ یَتْرُکُهٗ وَیُرَبِّیْهِ عَلٰی هُوْنٍ اَیْ ذُلٍّ۔ یعنی اسے ذلت کے ساتھ چھوڑے گا۔

"اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ یا اسے مٹی میں دبا دے گا"۔

یَدُسُّهٗ اَیْ یُخْفِیْهِ فِی التُّرَابِ وَالْمُرَادُ یَئِدُهٗ وَیَدْفِنُهٗ حَیًّا حَتّٰی یَمُوْتَ۔ وَاِلٰی هٰذَا ذَهَبَ السُّدِّیُّ وَقَتَادَةُ وَابْنُ جُرَیْجٍ وَغَیْرُهُمْ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اِهْلَاکُهٗ سَوَآءٌ کَانَ بِالدَّفْنِ حَیًّا اَمْ بِاَمْرٍ اٰخَرَ فَقَدْ کَانَ بَعْضُهُمْ یُلْقِی الْاُنْثٰی مِنْ شَاهِقٍ۔

رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَقَدْ کَانَتْ لِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ بِنْتٌ وَاَمَرْتُ اِمْرَاَتِیْ اَنْ تُزَیِّنَهَا وَاَخْرَجْتُهَا فَلَمَّا انْتَهَیْتُ اِلٰی وَادٍ بَعِیْدِ الْقَعْرِ اَلْقَیْتُهَا فَقَالَتْ یَا اَبَتِ قَتَلْتَنِیْ فَلَمَّا ذَکَرْتُ قَوْلَهَا لَمْ یَنْفَعْنِیْ شَیْئٌ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَدْ هَدَمَهُ الْاِسْلَامُ وَمَا فِی الْاِسْلَامِ یَهْدِمُهُ الْاِسْتِغْفَارُ وَکَانَ بَعْضُهُمْ یُغْرِقُهَا وَبَعْضُهُمْ یَذْبَحُهَا۔

یَدُسُّهٗ کے معنی مٹی میں چھپلانے کے ہیں اور اس سے مراد زندہ درگور کر دینا ہے جسے موؤدۃ کہتے ہیں یا دفن کر دینا زندہ کا حتی کہ مر جائے اور یہی تحقیق سدی اور قتادہ اور ابن جریج وغیرہم کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دسّاس کے معنی ہلاک کر دینے کے ہیں عام اس سے کہ دفن کیا یا نہیں دفن ہو یا کسی اور طریقہ سے۔ چنانچہ بعض لڑکی کو گڑھے میں ڈال دیتے تھے بعض شاہق یعنے پہاڑ سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑھکا دیتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضور قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے ایمان کی حلاوت جب سے میں مسلمان ہوا نہیں پائی اس لیے کہ جاہلیت میں میری بیٹی تھی میں نے اپنی بیوی کو کہا اسے سجا پہنا جب اس نے اسے اچھے لباس سے مزین کر دیا تو میں اسے لے کر چلا یہاں تک کہ میں نے اسے ایک جنگل میں لے جا کر ایک گہرے گڑھے میں ڈال دیا اور وہ پکارتی رہی ابا جان! کیا مجھے مارنا چاہتے ہو کیا مجھے ہلاک کرتا ہے تو جب تک اس کے یہ کلمے میں سنتا رہا مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیان سن کر فرمایا جو کچھ جاہلیت میں کیا اسے اسلام نے مٹا دیا اور جو گناہ اسلام لانے کے بعد ہوا اسے استغفار مٹا دے گی۔

اور اہل جاہلیت میں یہ رواج اتنا عام تھا کہ کوئی تو پانی میں غرق کر دیتا اور کوئی اپنی بیٹی کو ذبح کر ڈالتا۔

"اَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ. خبردار بہت برا ہے تمہارا محاکمہ"۔

کہ اللہ تعالے کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے ہو اور اپنے لیے اسے اتنا معیوب سمجھتے ہو۔

"لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ - ان کے لیے جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کا حال برا ہے اور اللہ کی شان سب سے بلند و بالا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے"۔

اور وہ والد و ولد سے پاک ہے اور منزہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ جمیع صفات جلال و کمال سے متصف ہے۔

مَثَلُ السَّوْءِ يَعْنِيْ صِفَةُ السَّوْءِ الَّتِيْ هِيَ كَالْمَثَلِ الْقَبِيْحِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اَيِ الصِّفَةُ الْعَجِيْبَةُ الشَّانِ الَّتِيْ هُوَ مَثَلٌ فِي الْعُلُوِّ تَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

اور اگر اللہ گرفت کرتا لوگوں کو ان کے ظلم پر تو نہ چھوڑتا زمین پر کوئی چلنے والا لیکن مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ وقت تک تو جب ان کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ

وقت آئے گا نہ پیچھے ہٹیں ایک ساعت اور نہ آگے بڑھیں۔

وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ مَا یَکْرَھُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُھُمُ الْکَذِبَ اَنَّ لَھُمُ الْحُسْنٰی لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ ہ

اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے وہ جو اپنے لیے کراہت کرتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں زبان سے جھوٹی کہ ان کے لیے بھلائی ہے تو لازم ہوئی ان کے لیے آگ اور وہ حد سے گذرے ہوئے ہیں۔

تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطَانُ اَعْمَالَھُمْ فَھُوَ وَلِیُّھُمُ الْیَوْمَ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہ

قسم بخدا بیشک بھیجے ہم نے کئی امتوں کی طرف تم سے پہلے رسول تو بھلے کر دکھلائے ان کے لیے شیطان نے ان کے کام تو وہی ان کا رفیق ہے آج اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ہ

اور نہیں اتاری ہم نے تم پر عذاب مگر اس لیے کہ ظاہر کر دو ان پر جو اختلاف کر رہے ہیں اس میں اور ہدایت و رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ہ

اور اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی تو زندہ کیا اس سے زمین کو بعد مرنے کے بیشک اس میں نشانی ہے سننے والوں کو۔

حلِّ لُغات آٹھواں رُکوع سُورہ نحل پ ۱۴

وَلَوْ۔ اور اگر	یُؤَاخِذُ۔ پکڑے	اللّٰہُ۔ اللہ	النَّاسَ۔ لوگوں کو
بِظُلْمِھِمْ۔ انکے ظلم پر	مَّا۔ تو نہ	تَرَکَ۔ چھوڑے	عَلَیْھَا۔ اس پر
مِنْ دَآبَّۃٍ۔ کوئی چلنے والا	وَلٰکِنْ۔ اور لیکن	یُؤَخِّرُھُمْ۔ وہ مہلت دیتا ہے انکو	
اِلٰی۔ طرف	اَجَلٍ۔ وقت	مُّسَمًّی۔ مقرر کی	فَاِذَا۔ تو جب
جَآءَ۔ آجاتا ہے	اَجَلُھُمْ۔ ان کا وقت	لَا یَسْتَاخِرُوْنَ تو نہیں پیچھے ہٹتے	
سَاعَۃً۔ ایک گھڑی	وَلَا۔ اور نہ	یَسْتَقْدِمُوْنَ۔ آگے بڑھتے ہیں	

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيَجْعَلُوْنَ اور بناتے ہیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے	مَا۔ جو	يَكْرَهُوْنَ۔ برا جانتے ہیں
وَتَصِفُ۔ اور بیان کرتی ہیں	اَلْسِنَتُهُمُ۔ ان کی زبانیں	الْكَذِبَ۔ جھوٹ	اَنَّ۔ کہ بیشک
لَهُمُ۔ ان کے لیے	الْحُسْنٰى۔ بھلائی ہے	لَاجَرَمَ۔ لازمًا	اَنَّ۔ یقینًا
لَهُمُ۔ ان کے لیے	النَّارَ۔ آگ ہے	وَاَنَّهُمْ۔ اور بیشک وہ	مُّفْرَطُوْنَ۔ حد سے بڑھتے ہیں
تَاللّٰهِ۔ خدا کی قسم	لَقَدْ۔ بیشک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے	اِلٰٓى۔ طرف
اُمَمٍ۔ امتوں کی	مِّنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	فَزَيَّنَ۔ تو خوشنما بنائے	لَهُمُ۔ ان کے لیے
الشَّيْطٰنُ۔ شیطان نے	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	فَهُوَ۔ تو وہ	وَلِيُّهُمُ۔ ان کا دوست ہے
الْيَوْمَ۔ آج کے دن	وَلَهُمْ۔ اور انکے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔ دردناک
وَمَا۔ اور نہیں	اَنْزَلْنَا۔ اتاری ہم نے	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	الْكِتٰبَ۔ کتاب
اِلَّا۔ مگر	لِتُبَيِّنَ۔ تاکہ تو ظاہر کرے	لَهُمُ۔ ان کے لیے	الَّذِى۔ وہ کہ
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کرتے ہیں	فِيْهِ۔ اس میں	وَهُدًى اور ہدایت	وَّرَحْمَةً اور رحمت
لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم	يُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ نے	اَنْزَلَ۔ اتارا
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَآءً۔ پانی	فَاَحْيَا۔ تو زندہ کیا	بِهِ۔ اس سے
الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَعْدَ۔ بعد	مَوْتِهَا۔ اس کی موت کے	اِنَّ۔ کہ بے شک
فِىْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	لَاٰيَةً۔ البتہ نشانی ہے	لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم کے
يَّسْمَعُوْنَ۔ جو سنتے ہیں			

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴

"وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ۔ اور اگر گرفت کرتا اللہ لوگوں کو انکے ظلم پر نہ چھوڑتا زمین پر کوئی چلنے والا اور لیکن مہلت دیتا ہے ایک مقرر وقت تک تو جب ان کا وقت آئے گا نہ پیچھے ہٹے ایک ساعت نہ آگے بڑھے"۔

آیت کریمہ کا مفہوم منطوق یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالے اپنے بندوں کا مواخذہ فرماتے ہیں اگر عجلت کرتا اور ان کی گرفت ان کی معصیت شعاری پر کرتا تو سب کو ہلاک کر دیتا جو زمین پر چلنے والے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمین پر چلنے والوں سے مراد یا کافر ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

یا یہ معنی ہیں کہ زمین پر چلنے والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑتا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو زمین پر رہا وہ ہلاک کر دیا گیا صرف وہی محفوظ رہے جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ظالم ہلاک کر دئیے جاتے ان کی نسلیں منقطع ہو جاتیں۔ اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہتا۔

" وَلٰکِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لیکن انہیں مہلت دیتا ہے ایک مقررہ وعدے تک" لینے ان کے لیے دنیا کی زندگی کی ایک مقررہ مدت ہے جس میں انہیں مہلت دے دی گئی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا ان پر رحم و کرم ہے وہ مقررہ مدت ان کی عمر کے دن ہیں یا قیامت۔

" فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ توجب وہ وقت مقررہ آجائے گا نہ موخر ہو گی ایک ساعت نہ آگے بڑھے گی اور اللہ کے لیے وہ کرتے ہیں جو اپنے لیے مکروہ جانتے ہیں" (یعنی بیٹیاں اور شریک)

جب ان کے لیے بیٹی ہو تو منہ کالا ہو جاتا ہے اپنی قوم سے چھپتے پھرتے ہیں اور اس لڑکی کو جب تک ہلاک نہ کر دیں انھیں چین نہیں آتا اور اپنے ملک میں شریک بھی گوارا نہیں مگر ہمارے لیے دونوں بناتے ہیں لڑکیاں بھی اور شریک بھی۔

" وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْکَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰی اور تعریف کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ ان کے لیے بھلائی ہے یعنی جنت"۔

کفار باوجود اپنے کفر و شرک اور افتراء کے کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کا شریک ہے یہ کہہ کر بھی گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ صَادِقٌ فِی الْبَعْثِ فَلَنَا الْجَنَّةُ بِمَا نَحْنُ عَلَیْهِ۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اس بات میں کہ مرنے کے بعد خلقت اٹھائی جائے گی تو جنت ہمیں کو ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں اسی کا رد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

" لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ تو لازمی طور پر ان کے لیے آگ ہے اور وہ اپنی ضد میں مفرط ہیں"۔

لَا جَرَمَ۔ اَیْ حَقًّا یہی حق ہے اَنَّ لَهُمْ مَکَانَ مَا زَعَمُوْهُ مِنَ الْحُسْنٰی النَّارُ الَّتِیْ لَیْسَ وَرَاءَهَا عَذَابٌ اِیْمَا عَذَابٌ۔ کہ ان کے لیے جنت کے بجائے جس کا انہیں گمان ہے آگ ہے اور ایسی آگ ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اس کے بعد اور اس سے زیادہ عذاب ہی نہیں۔ اس میں لَا ردِّ کلام کے لیے کفار پر فرمایا اور جرم بمعنی کسب ہے وَاِلیٰ ھٰذَا اَذْھَبَ الزَّجَاجُ۔

وَقَالَ قُطْرُبُ جَرَمَ بِمَعْنٰی ثَبَتَ وَوَجَبَ قطرب کے نزدیک جرم کے معنی ثابت ہوگیا اور لازم ہوا کے ہیں۔

ایک قول میں لَاجَرَمَ کے معنی حَقًّا کے ہیں۔

اور قراءت حسن اور عیسٰی بن عمر میں اِنَّ لَھُمُ النَّارُ ہے۔

"وَاَنَّھُمْ مُفْرَطُوْنَ" اَیْ مُقَدَّمُوْنَ مُعَجَّلُ بِھِمْ اِلَیْھَا۔ یعنی حد سے بڑھنے والے اور جلدی جانے والے۔

مجاہد اور ابن جبیر اور ابن ہند کہتے ہیں اَیْ مُتْرَکُوْنَ فِی النَّارِ مَنْسِیُّوْنَ فِیْھَا اَبَدًا مِنْ اَفْرَطْتُ فُلَانًا خَلْفِیْ اِذَا تَرَکْتُہٗ وَنَسِیْتُہٗ۔ مُفْرَطُوْنَ کے معنی چھوڑ دیے گئے جہنم میں اور اس میں ڈال کر بھلا دیے گئے ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں۔

محاورہ میں ہے اَفْرَطْتُ فُلَانًا خَلْفِیْ۔ بولتے ہیں جب ترک کرکے بھلا دیں

اور ابن عباس۔ ابن مسعود اور ابو رجاء اور شیبہ۔ نافع اور اکثر قرائے مدینہ مُفْرِطُوْنَ بکسر الراء پڑھتے ہیں یعنی اسم فاعل کے ساتھ مِنْ اِفْرَاطِ اللَّازِمِ اِذَا تَجَاوَزَ۔ لازمی افراط کے معنی ہیں جبکہ وہ متجاوز ہو جائے یَعْنِیْ مُتَجَاوِزُوْا الْحُدُوْدِ فِیْ مَعَاصِیِ اللّٰہِ تَعَالٰی حدود حکم سے نکل کر اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں بڑھ جانے والے۔

اور ابو جعفر مُفَرِّطُوْن بتشدید الراء وکسرہ پڑھتے ہیں جس کے معنی مُقَصِّرُوْنَ فی طاعۃ اللہ کے ہوتے ہیں یعنی اللہ کی اطاعت میں قاصر رہنے والے اور مُقَدَّمُوْنَ اِلَی النَّارِ اور جہنم کی طرف بڑھنے والے۔

"تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ۔ (اے محبوب) قسم بخدا ہم نے بھیجے کتنی امتوں کی طرف (اپنے رسول) فَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ تو بھلے کر دکھلائے انہیں شیطان نے ان کے عمل"

یعنی انہوں نے اپنی بداعمالیوں کو نیکی سمجھ لیا اور ہمارے رسولوں کی ہدایت سے انحراف کیا اور دنیا میں شیطان کے کہے پر چلے۔

"فَھُوَ وَلِیُّھُمُ الْیَوْمَ تو آج کے دن وہی ان کا رفیق اور دوست ہے اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے"

وَلی کی تفصیل ہم پہلے مفصل بیان کرچکے ہیں یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ میں وہاں دیکھی جائے تو یہاں فرمایا کہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر ذلیل وخوار ہوں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ولی اس جگہ بمعنی ناصر استعمال ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ لَا نَاصِرَ لَهُمْ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمِ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آج ان کا معین و مددگار شیطان ہے لیکن آخرت میں شیطان کے سوا ان کا کوئی رفیق نہ ہوگا اور وہ خود گرفتار عذاب ہوگا اس دن وہ ان کی کچھ مدد نہ کر سکے گا۔

"وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اور نہ اتاری ہم نے تم پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ تم روشن اور واضح کردو لوگوں پر جس بات میں وہ اختلاف کریں اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے"

"وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی"

"فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا تو اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرجانے کے بعد بیشک اس میں نشانی ہے ان کو جو گوش قبول سے سنیں"۔

آیہ کریمہ میں الکتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور لتبین سے مراد وضاحت احکام وامور دین ہیں اور اَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ سے مراد روئیدگی۔ سرسبزی وشادابی ہے اور زمین کی موت سے مراد خشک سالی اور بے سبزہ و بے گیاہ ہوجانا ہے اور لِقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو گوش قبول سے سن کر سمجھتے ہیں غور کرتے ہیں کہ حی قادر وقیوم نے زمین کو اس کی موت یعنی بنجر ہوجانے کے بعد قوت نامیہ بخشی جو درحقیقت زندہ کرنے کے حکم میں ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرنے پر کیوں نہ قادر ہوگا۔

یسمعون کے معنی مولی ابن کمال فرماتے ہیں اُرِيْدَ بِهِ السَّمْعُ الْقَبُوْلُ۔ سمع سے یہاں مراد سمع قبول ہے اب موت کے معنی محاورہ عرب میں جیسے ہیں وہ مفردات امام راغب اور منجد سے ہم اس جگہ پیش کرتے ہیں۔

(منجد) مَاتَ يَمُوْتُ مَوْتًا۔ حَلَّ بِهِ الْمَوْتُ وَفَارَقَتِ الرُّوْحُ جَسَدَهٗ۔ جب موت حائل ہوجائے تو روح جسم سے علیحدہ ہوجاتی ہے۔

مَاتَتِ الرِّيْحُ سَكَنَتْ۔ ہوا کا مرنا اس کا سکون ہے۔

مَاتَتِ النَّارُ۔ بَرَدَ رَمَادُهَا۔ آگ مرگئی یعنی اس کی راکھ سرد ہوگئی۔

مَاتَ الْحَرُّ۔ اَيْ زَالَ۔ گرمی مرگئی یعنی زائل ہوگئی۔

مَاتَ الْبَرْدُ۔ سردی کے ازالہ پر مستعمل ہے۔

مَاتَتِ الْخَمْرُ۔ سَكَنَ غَلْيَانُهَا۔ جبکہ اس کا جوش سکون پر آجائے

مَاتَ الثَّوْبُ۔ بَلِيَ۔ کپڑا گل جائے تو بولتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَاتَ الْمَكَانُ - خَلَا مِنَ الْعِمَارَةِ - جب کہ اس کی عمارت نہ رہے اور اس کے رہنے والے سے خالی کر دیں۔

مَاتَ فَوْقَ الرَّحْلِ - اَیْ اِسْتَثْقَلَ فِیْ نَوْمِہٖ - سواری پر چلتے سو گیا۔

مَاتَ اللَّحْمُ - بَالَغَ فِیْ نُضْجِہٖ - جبکہ پکا کر اسے ریشہ ریشہ کر دیا جائے۔

مَاتَ الْقَلْبُ - اِذَا ضَعُفَ - دل مر گیا جبکہ ضعف آجائے

اَلْمَوْتُ وَالْمَوْتَۃُ - زَوَالُ الْحَیَاتِ عَمَّنْ کَانَتْ فِیْہِ۔

راغب اصفہانی مفردات میں کہتے ہیں۔

مَوْت:- اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَیَاتِ - موت کی قسمیں بموجب اقسام حیات ہوتی ہیں۔

فَالْاَوَّلُ مَا ھُوَ بِاِزَاءِ الْقُوَّۃِ النَّامِیَۃِ الْمَوْجُوْدَۃِ فِی الْاِنْسَانِ وَالْحَیْوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ نَحْوُ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا - اَحْیَیْنَا بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا۔

موت کی قسمیں قوت نامیہ کی کیفیت پر منقسم ہیں۔ انسان حیوان اور نباتات میں جیسے اَحْیَیْنَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اور اَحْیَیْنَا بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا۔ اس میں قوۃ نامیہ کے زوال پر موت کا لفظ مستعمل ہوا۔

۲ زوال قوت حاسہ کے معنی ہیں جیسے یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا اور اَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا۔

۳ اَلثَّالِثَۃُ زَوَالُ الْقُوَّۃِ الْعَاقِلَۃِ وَھِیَ الْجَھَالَۃُ نَحْوُ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنَاہُ - اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی یعنی تم بے عقلوں کو نہیں سنا سکتے۔

اَلرَّابِعُ الْحُزْنُ الْمُکَدِّرُ لِلْحَیَاۃِ جیسے وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ زندگی تلخ ہونے کے معنی میں بھی موت کا استعمال ہوتا ہے۔

اَلْخَامِسُ اَلْمَنَامُ نیند کے معنی ہیں فَقِیْلَ اَلنَّوْمُ مَوْتُ الْخَفِیْفُ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِیْلٌ جیسے وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ۔

زَوَالُ الْقُوَّۃِ الْحَیْوَانِیَّۃِ وَاِبَانَۃُ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ۔ قوت حیوانیہ کے زوال اور روح کا جسم سے علیحدہ ہونا بھی موت ہے جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ یہ تو زوال قوت نامیہ کے معنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے۔
تحلّل کے معنی ہیں اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ہے یعنی ستموت عنقریب تم کو مرنا ہے اس لیے کہ لَابُدَّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ ہر ایک کے لیے کسی نہ کسی قسم کی موت لازمی ہے یہاں موت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ موت ابانت روح عن الجسد نہیں ہے بَلْ هُوَ اِشَارَةٌ اِلٰى مَا يَعْتَرِى الْاِنْسَانَ فِىْ كُلِّ حَالٍ مِنَ التَّحَلُّلِ وَالنَّقْصِ فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِى الدُّنْيَا يَمُوْتُ جُزْءً فَجُزْءً۔

اسی بنا پر میّت اور مائت میں فرق کیا گیا ہے چنانچہ اَلْمَائِتُ هُوَ الْمُتَحَلِّلُ۔ میت مائت سے متحلل کے معنی ہیں ہے اور میّت میتہ سے موت کے معنی دیتا ہے۔
عدم تحضّر کے معنی میں مستعمل ہے سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ۔ بَلْدَةً مَّيْتًا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں عبرت حاصل ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس سے جو اس کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون سے دودھ خالص گلے سے آسان اترتا پینے والوں کے لیے۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اور پھلوں سے کھجور اور انگور کے کہ بناتے ہو اس سے نبیذ اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کے لیے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝

اور الہام کیا تمہارے رب نے مکھی کو یہ کہ بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں اور چھتوں میں۔

ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

پھر کھا ہر قسم کے پھلوں سے تو چل اپنے رب کی راہیں جو تیرے لیے نرم و آسان ہیں نکلتا ہے اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے بے شک اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَتَفَكَّرُوْنَ ۝	میں نشانی ہے غور کرنے والوں کو۔
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝	اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں وفات دی اور تم میں وہ بھی ہے جو پھیرا جاتا ہے ذلیل عمر کی طرف تاکہ نہ جانے بعد جاننے کے کچھ اور بیشک اللہ جاننے والا قادر ہے۔

حلِّ لغات نواں رکوع سورہ نحل۔ پ ۱۴

وَاِنَّ۔ اور بے شک　لَكُمْ۔ تمہارے لیے　فِي۔ بیچ　اَلْاَنْعَامِ۔ چارپایوں کے
لَعِبْرَةً۔ یقیناً عبرت ہے　نُسْقِيْكُمْ۔ پلاتے ہیں ہم تمہیں　مِمَّا۔ اس سے
فِيْ بُطُوْنِهٖ۔ جو اس کے پیٹوں میں ہے　مِنْۢ بَيْنِ۔ درمیان　فَرْثٍ۔ گوبر
وَّدَمٍ۔ اور خون سے　لَّبَنًا۔ دودھ　خَالِصًا۔ خالص　سَآئِغًا۔ خوشگوار
لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ پینے والوں کے لیے　وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ۔ اور کھجور کے پھلوں
وَالْاَعْنَابِ اور انگور سے　تَتَّخِذُوْنَ۔ بناتے ہو　مِنْهُ۔ اس سے　سَكَرًا۔ نبیذ
وَّرِزْقًا۔ اور رزق　حَسَنًا۔ اچھا　اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں
لَاٰيَةً۔ البتہ نشانی ہے　لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم　يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند کے　وَاَوْحٰى۔ اور وحی کی
رَبُّكَ۔ تیرے رب نے　اِلَى۔ طرف　النَّحْلِ۔ شہد کی مکھی کے　اَنِ۔ یہ کہ
اتَّخِذِيْ۔ بنا　مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں میں　بُيُوْتًا۔ گھر　وَّمِنَ الشَّجَرِ۔ اور درختوں پہ
وَمِمَّا۔ اور اس سے جو　يَعْرِشُوْنَ۔ مکان بناتے ہیں　ثُمَّ۔ پھر　كُلِيْ۔ کھا
مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے　الثَّمَرٰتِ۔ پھل　فَاسْلُكِيْ۔ پھر چل　سُبُلَ۔ راستوں پہ
رَبِّكِ۔ اپنے رب کے　ذُلُلًا۔ نرمی سے　يَخْرُجُ۔ نکلتا ہے　مِنْۢ بُطُوْنِهَا۔ اس کے پیٹوں
میں سے　شَرَابٌ۔ شربت　مُّخْتَلِفٌ۔ مختلف ہیں　اَلْوَانُهٗ۔ اس کے رنگ
فِيْهِ۔ اس میں　شِفَآءٌ۔ شفاء ہے　لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے　اِنَّ۔ بیشک
فِيْ ذٰلِكَ۔ اس میں　لَاٰيَةً۔ نشانی ہے　لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم　يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ سمجھ دار کے
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ نے　خَلَقَكُمْ۔ تمہیں پیدا کیا　ثُمَّ۔ پھر　يَتَوَفّٰىكُمْ۔ تمہیں مارے گا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمِنْكُمْ۔ اور بعض تم سے	مَنْ۔ وہ ہے جو	يُرَدُّ۔ پھیرا جاتا ہے	اِلٰى۔ طرف
اَرْذَلِ۔ نکمی	الْعُمُرِ۔ عمر کے	لِكَيْ لَا۔ تاکہ نہ	يَعْلَمَ۔ جانے
بَعْدَ۔ بعد	عِلْمٍ۔ جاننے کے	شَيْئًا۔ کچھ بھی	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	قَدِيْرٌ۔ قدرت والا۔	

مختصر تفسیر اُردو نواں رکوع۔ سورہ نحل پ ۱۴

"وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً۔ اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں سبق عبرت ہے"۔

آلوسی فرماتے ہیں اَيْ مَعْبَرًا يُعْبَرُ بِهٖ مِنَ الْجَهْلِ اِلَى الْعِلْمِ وَاَصْلُ مَعْنَى الْعِبَرِ وَالْعُبُوْرِ التَّجَاوُزُ مِنْ مَحَلٍّ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ یعنی چوپایوں کے حالات دیکھنے سے ایسا سبق عبرت ملتا ہے کہ انسان جہل سے علم کی طرف آجاتا ہے۔

وَاَصْلُ مَعْنَى الْعِبَرِ وَالْعُبُوْرِ۔ عبر اور عبور کے اصل معنی تجاوز کے ہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر۔

وَقَالَ الرَّاغِبُ الْعُبُوْرُ يُخْتَصُّ بِتَجَاوُزِ الْمَاءِ بِسِبَاحَةٍ وَّنَحْوِهَا۔ راغب کہتے ہیں عبور کہتے ہیں پانی سے پار ہونے کو تیر کر یا کسی طرح۔

وَالْمَشْهُوْرُ عُمُوْمُهٗ فَاِطْلَاقُ الْعِبْرَةِ عَلٰى مَا يُعْتَبَرُ بِهٖ۔ اور مشہور معنی اطلاق پر ہیں یعنے ایسے دلائل جس سے عبرت حاصل ہو۔ تو

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً کے معنی یہ ہوئے کہ تمہارے لیے چوپایوں میں سبق عبرت ہے اگر تم غور کرو تو بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہو اور تم پر حکومت الٰہیہ کے عجائب و غرائب کا انکشاف ہو سکتا ہے کہ۔

"نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ آسانی سے اترتا پینے والوں کے لیے"

ایسا خالص دودھ جس میں کسی دوسری چیز کی آمیزش بھی نہیں باآنکہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ حیوان کے جسم میں ایک ہی مقام ہے جہاں چارا گھاس بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور اسی چارے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے دودھ۔ خون۔ گوبر پیدا ہوتا ہے لیکن دودھ گوبر سے علیحدہ اور خون دودھ سے علیحدہ رہتا ہے حتیٰ کہ خون کا رنگ اور گوبر کی بوتک اس میں نہیں ہوتی ہر چیز اپنی اپنی کیفیت میں خالص اور بے لوث نکلتی ہے اس سے اس صناع مطلق کی عجیب کاری واضح ہوتی ہے۔

اس مضمون سے قبل پہلے رکوع میں مسئلہ بعثت کا بیان ہو چکا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مردوں کو زندہ اٹھائے جانے سے جو کفار مکہ منکر ہیں اس انکار کی وجہ ان کے دو شبہے ہیں۔

ایک یہ کہ "جو چیز فاسد ہو گئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح آسکتی ہے" اس شبہ کا ازالہ تو فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا فرما کر کر دیا گیا اور بتا دیا کہ مردہ زمین پر محض بارش کر کے بغیر کسی بیج کے ہم اسے سرسبز کر دیتے ہیں۔ پہلے اس میں سے کیفیت تخضر و نمو جاتی رہی تھی لیکن وہ پھر سرسبز ہوئی تو اگر تم گوش قبول سے سنو تو تمہارے شبہ کے ازالہ کے لیے یہی ایک مثال کافی ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ فیض قدرت قادر یہ شان رکھتا ہے پھر کسی مردہ کے جسم کے اجزاء منتشرہ کو پھر جمع کر کے حیات تازہ بخش دینا ہمارے لیے کیوں مشکل ہو۔

پھر اسی رکوع میں پہلی آیت میں ظاہر فرمایا کہ گوبر خون میں سے خالص دودھ پلا دینے پر ہم ہی قادر ہیں اور ہماری یہ قدرت روزانہ تمہارے مشاہدہ میں ہے کہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ تمہیں ملتا ہے اور اس کے قرب و جوار میں جو چیزیں ہیں ان کی آمیزش تو کہاں اس کا رنگ و بو بھی اس میں کبھی نہیں آسکتا۔

پھر اس حکیم مطلق کی حکمت مطلقہ سے کیا بعید ہے کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر مجتمع فرما دے۔

شقیق بلخی فرماتے ہیں کہ قدرت کاملہ کا مظاہرہ علی وجہ الکمال یہی ہے کہ چارا گھاس جس سے گوبر خون بن رہا ہے اسی سے صاف دودھ ایسا آئے کہ کسی چیز کی بو اور رنگ بھی نہ آئے ہمیں چاہیئے تو یہ تھا کہ جیسے اس نے ہمیں دودھ گوبر خون سے علیحدہ کر کے صاف ستھرا عطا فرمایا ہم بھی اپنی طرف سے اس کی عبادت ایسی خالص کریں کہ اس میں بوئے ریا اور نجاست ہوا و حرص کا شائبہ بھی نہ ہوتا کہ شرف قبول سے مشرف ہوں لیکن اس کی خالص نعمتوں کے شکر میں ہم مخلصانہ اطاعت سے بھی محروم ہیں

فرث کی تعریف علامہ آلوسی یوں کرتے ہیں اَلْفَرْثُ عَلٰی مَا فِی الصِّحَاحِ السِّرْجِیْنُ مَا دَامَ فِی الْکَرِشِ وَالْجَمْعُ فُرُوْثٌ۔ فرث بروایات صحیحہ سرگین یعنی گوبر ہے جب تک وہ اوجڑی میں ہے اور اس کی جمع فروث ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَفِي الْبَعْرِ كَثِيْفٌ مَّا يَبْقٰى مِنَ الْمَاكُوْلِ فِي الْكَرْشِ وَالْمِعٰى۔ فرث وہ فضلہ ہے جو ہضم کے بعد اوجھڑی اور امعاء میں رہ جاتا ہے۔

وَرَوٰى ذٰلِكَ الْكَلْبِيُّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ الْبَهِيْمَةَ اِذَا اعْتَلَفَتْ وَانْطَبَخَ الْعَلَفُ فِيْ كَرْشِهَا كَانَ اَسْفَلُهٗ فَرْثًا وَاَوْسَطُهٗ لَبَنًا وَاَعْلَاهُ دَمًا۔ جانور جب چرتا ہے اور وہ چرا ہوا معدہ میں پکتا ہے تو اس کا نیچے کا حصہ تو گوبر بن جاتا ہے اور اس کے اوسط میں دودھ اور اوپر خون بن جاتا ہے۔

فخر الدین رازی کہتے ہیں اَللَّبَنُ وَالدَّمُ لَا يَتَوَلَّدَانِ فِي الْكَرْشِ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ الْحِسُّ فَاِنَّ الْحَيَوَانَاتِ تُذْبَحُ دَائِمًا وَلَا يُرٰى فِيْ كَرْشِهَا شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ وَلَوْ كَانَ تَوَلُّدُ مَا ذُكِرَ فِيْهِ لَوَجَبَ اَنْ يُشَاهَدَ فِيْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ۔

دودھ اور خون کرش یعنی اوجھڑی میں پیدا نہیں ہوتا اور اس کی دلیل مشاہدہ ہے اس لیے کہ حیوانات ہمیشہ ذبح ہوتے ہیں اور کبھی اس کی اوجھڑی میں ایسا نہ دیکھا گیا اور اگر ایسا ہوتا تو لازمی طور پر کبھی تو دیکھا جاتا اس کے بعد کہتے ہیں۔

بَلِ الْحَقُّ اِنَّ الْحَيَوَانَ اِذَا تَنَاوَلَ الْغِذَاءَ وَصَلَ اِلٰى مِعْدَتِهٖ وَاِلٰى كَرْشِهٖ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَغَيْرِهَا فَاِذَا طُبِخَ وَحَصَلَ الْهَضْمُ الْاَوَّلُ فِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْهُ صَافِيًا انْجَذَبَ اِلَى الْكَبِدِ وَمَا كَانَ كَثِيْفًا نَزَلَ اِلَى الْاَمْعَاءِ ثُمَّ ذٰلِكَ الَّذِيْ يَحْصُلُ فِي الْكَبِدِ يَنْضَجُ وَيَصِيْرُ دَمًا وَذٰلِكَ هُوَ الْهَضْمُ الثَّانِيْ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ مَخْلُوْطًا بِالصَّفْرَاءِ وَالسَّوْدَاءِ وَزِيَادَةِ الْمَائِيَّةِ

صحیح تحقیق یہ ہے کہ حیوان جب غذا کھاتا ہے وہ معدہ اور اوجھڑی میں جاتی ہے اگر وہ چوپایہ ہو یا کوئی اور تو جب وہ پک جاتی ہے اور ہضم اول شروع ہو جاتا ہے تو جو اس میں صاف ہوتی ہے وہ تو جگر میں جذب ہو جاتی ہے اور جو حصہ کثیف ہوتا ہے وہ امعاء میں چلا جاتا ہے۔

پھر اس سے جو حاصل ہوتا ہے وہ جگر میں جا کر پکتا ہے اور خون بن جاتا ہے یہ ہضم ثانی ہے اور یہ صفراء کے ساتھ مخلوط ہو کر اس کی تلچھٹ سودا بن جاتی ہے اور زائد اجزاء مائیہ ہو جاتے ہیں۔

وَاَمَّا الصَّفْرَاءُ فَتَذْهَبُ اِلَى الْمَرَارَةِ وَالسَّوْدَاءُ اِلَى الطِّحَالِ وَالْمَاءُ اِلَى الْكُلْيَةِ وَمِنْهَا اِلَى الْمَثَانَةِ۔ اور صفراء مرارہ (پتہ) میں چلا جاتا ہے اور سوداء طحال یعنی تلی میں اور پانی گردہ میں اور اس سے مثانہ تک پہنچتا ہے۔

وَاَمَّا ذٰلِكَ الدَّمُ فَاِنَّهٗ يَدْخُلُ فِي الْاَوْرِدَةِ وَالْعُرُوْقِ النَّابِتَةِ مِنَ الْكَبِدِ وَهُنَاكَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَحْصِلُ الْهَضْمُ الثَّالِثُ: اور یہ خون داخل ہو جاتا ہے وریدوں اور عروق ثابتہ میں جگر سے اس مقام پر حاصل ہوتا ہے ہضم ثالث۔

وَبَيْنَ الْكَبِدِ وَالضَّرْعِ عُرُوْقٌ كَثِيْرَةٌ فَيَنْصَبُّ الدَّمُ مِنْ تِلْكَ الْعُرُوْقِ اِلَى الضَّرْعِ وَالضَّرْعُ لَحْمٌ غُدَدِيٌّ رِخْوَةٌ بِيْضٌ فَيُقَلِّبُ اللّٰهُ الدَّمَ فِيْهِ اِلٰى صُوْرَةِ اللَّبَنِ۔

اور جگر اور تھنوں میں بہت سی رگیں ہیں تو خون ان عروق سے گرتا ہے تھنوں میں اور تھن یا پستان ایک غدری گوشت ہے نرم سفید تو اللہ تعالیٰ خون کو اس میں دودھ کی شکل کے ساتھ بدل دیتا ہے۔

اب ایک اعتراض پیدا کر کے دفع دخل مقدر کرتے ہیں۔

لَا يُقَالُ اِنَّ هٰذَا الْمَعْنٰى حَاصِلَةٌ فِى الْحَيَوَانِ الذَّكَرِ فَلِمَ لَمْ يَحْصِلْ مِنْهُ اللَّبَنُ۔

لِاَنَّا نَقُوْلُ۔ یہ نہ کہا جائے کہ اس معنی سے حیوان نر بھی مادہ کی طرح ہے تو پھر نر سے دودھ کیوں نہیں پیدا ہوتا اس بنا پر ہم کہتے ہیں۔

اَلْحِكْمَةُ الْاِلٰهِيَّةُ اِقْتَضَتْ تَدْبِيْرَ كُلِّ شَيْءٍ عَلَى الْوَجْهِ اللَّائِقِ بِهٖ الْمُوَافِقِ لِمَصْلِحَتِهٖ فَاَوْجَبَتْ مِزَاجَ الذَّكَرِ حَارًّا يَابِسًا وَمِزَاجَ الْاُنْثٰى بَارِدًا رَطْبًا۔ فَاِنَّ الْوَلَدَ اِنَّمَا يَتَوَلَّدُ فِىْ دَاخِلِ بَدَنِ الْاُنْثٰى فَكَانَ اللَّائِقُ بِهَا اِخْتِصَاصُهَا بِالرُّطُوْبَةِ لِتَصِيْرَ دَمًا لِلتَّوَلُّدِ وَسَبَبًا لِقَبُوْلِ التَّمَدُّدِ فَتَتَّسِعُ لِلْوَلَدِ ثُمَّ اِنَّ تِلْكَ الرُّطُوْبَةَ بَعْدَ انْفِصَالِ الْجَنِيْنِ تَنْصَبُّ اِلَى الضَّرْعِ فَتَصِيْرُ مَادَّةً لِغِذَائِهٖ كَمَا كَانَتْ كَذٰلِكَ قَبْلُ فِى الرَّحِمِ۔

حکمت الٰہیہ کا مقتضا ہے کہ ہر شے کی تدبیر اس کے لائق فرمائے اور مصلحت موافق پر رکھے تو لازم ہوا کہ نر کا مزاج حار یابس ہو اور مادہ کا مزاج بارد رطب۔

اس لیے کہ بچہ مادہ کے بدن میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے رطوبت پیدا فرمادی جو تولد کے لیے سبب ہو اور اس میں قبولیت کا مادہ ہو تو بچہ کے لیے وہ رطوبت موجب توسیع رحم ہوتی ہے پھر جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہی رطوبت تھنوں میں پہنچ کر دودھ کی شکل میں بدل جاتی ہے تاکہ اس کی غذا کا کام دے جیسے قبل حمل تھی۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ

اِنَّهٗ اِذَا وَرَدَ الْغِذَاءُ الْكَرِشَ انْطَبَخَ فِيْهِ وَتَمَيَّزَتْ مِنْهُ اَجْزَاءٌ لَطِيْفَةٌ تَنْجَذِبُ اِلَى الْكَبِدِ فَيَنْطَبِخُ فِيْهَا فَيَحْصِلُ الدَّمُ فَتَسْرِىْ اَجْزَاءٌ مِنْهُ اِلَى الضَّرْعِ وَيَسْتَحِيْلُ لَبَنًا بِتَدْبِيْرِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ۔

جب غذا اوجڑی میں وارد ہو کر پک جاتی ہے اور اس سے اجزاء لطیفہ ممیز ہو جاتے ہیں تو وہ جگر میں جا کر جذب ہوتے ہیں اور اس میں پکتے ہیں تو خون بن جاتے ہیں پھر وہ خون تھنوں میں پھیل کر دودھ کی شکل میں مستحیل ہو جاتا ہے یہ اس حکیم و علیم کی تدبیر ہے۔

"خَالِصًا" يَعْنِيْ مُصَفًّى عَمَّا يَصْحَبُهُ مِنَ الْاَجْزَاءِ الْكَثِيْفَةِ بِتَضْيِيْقِ مَخَارِجِهِ اَوْ صَافِيًا لَا يَسْتَصْحِبُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَلَا رَائِحَةُ الْفَرْثِ۔

یعنی ایسا صاف کہ اجزاء کثیفہ سے اپنے تنگ مخارج سے نکلتا ہے یا ایسا صاف کہ اس میں خون کا رنگ بھی نہیں اور گوبر کی بو بھی نہیں ہوتی اور۔

"سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ" يَعْنِيْ سَهْلَ الْمُرُوْرِ فِيْ حَلْقِهِمْ لِدُهْنِيَّتِهٖ۔ آسانی سے حلق سے اتر جانے والا اپنی دہنیت کی وجہ سے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَرِبَ اَحَدٌ لَبَنًا فَشَرِقَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی دودھ نہیں پیتا تو روشن ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا دودھ خالص آسانی سے حلق میں اتر جانے والا پینے والوں کو۔

"وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔

یعنی سرکہ۔ رُبّ اور خرما اور مویز۔

اس کے متعلق فقہاء نے لکھا ہے کہ۔

مویز اور انگور وغیرہ کا رس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے تو اس کو نبیذ کہتے ہیں یہ اگر نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے۔ اور اس حکم کا ماخذ فقہاء نے اسی آیۂ کریمہ کو اور احادیث کو مانا ہے۔

وَفَسَّرُوا الرِّزْقَ الْحَسَنَ بِالْخَلِّ وَالرُّبِّ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔ اور رزق حسن کی تفسیر میں سرکہ اور رُبّ اور کھجور اور کشمش فرمائے ہیں۔

اور سکر لغت حبشیہ میں سرکہ کو کہتے ہیں۔ عَلٰى مَا ذُكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ السَّكَرَ هُوَ الْخَلُّ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِلُغَةِ الْحَبَشِيَّةِ اَوْ عَلٰى مَا نُقِلَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ اَنَّ السَّكَرَ الْمَطْعُوْمَ الْمُتَفَكَّهَةَ۔ اور سکر کھانے کی چیز ہے جو پھلوں سے بنائی جاتی ہے

ذَهَبَ الْحَنَفِيُّوْنَ وَقَالُوا الْمُرَادُ بِالسَّكَرِ مَا لَا يُسْكِرُ مِنَ الْاَنْبِذَةِ۔ احناف اس طرف گئے ہیں کہ سکر سے مراد وہی نبیذ ہے جو نشہ نہ لائے۔

وَاسْتَدَلُّوْا عَلَيْهِ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِمْتَنَّ عَلٰى عِبَادِهٖ بِمَا خَلَقَ لَهُمْ مِّنْ ذٰالِكَ وَلَا يَقَعُ الْاِمْتِنَانُ اِلَّا بِالْمُحَلَّلِ فَيَكُوْنُ ذٰالِكَ دَلِيْلًا عَلٰى جَوَازِ شُرْبِ مَا دُوْنَ الْمُسْكِرِ مِنَ النَّبِيْذِ فَاِذَا اِنْتَهٰى اِلَى السُّكْرِ لَمْ يَجُزْ۔

اور احناف نے اسی آیۂ کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا اس پر جو ان کے لیے پیدا فرمایا ان اشیاء سے اور اللہ کا احسان حلال ہی چیز پر ہو سکتا ہے بنا بریں یہ آیت دلیل ہے جوازِ شرب نبیذ پر نشہ آور ہونے سے درے درے جب وہ نشہ تک پہنچ جائے۔ پھر حلال نہیں۔

چنانچہ حرمت مسکرات پر حدیث ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْخَمْرَ بِعَيْنِهَا اَلْقَلِيْلَ مِنْهَا وَالْكَثِيْرَ وَالسُّكْرَ بِضَمِّ السِّيْنِ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ۔ اللہ تعالے نے خمر کم زیادہ مقدار پر مطلقاً حرام فرمائی اور سُکر بضم سین ہر قسم کی شراب پر عائد ہے۔

اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاصِلُ شُرْبُ النَّبِيْذِ مَا لَمْ يَصِلْ اِلَى الْاِسْكَارِ۔ نبیذ تمر جب تک اس میں نشہ نہ آجائے حلال ہے۔

ذَهَبَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَاَبُوْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِيُّ وَكَانَ اِمَامَ زَمَانِهٖ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ تَعَلَّمَ وَكَانَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ يَشْرَبُهٗ كَمَا ذَكَرَ ذَالِكَ الْقُرْطُبِيُّ فِىْ تَفْسِيْرِهٖ۔ ابوجعفر طحاوی اور سفیان ثوری جن کے شاگرد ابوجعفر ہیں فرماتے ہیں کہ آپ نبیذ پیا کرتے تھے اور یہ امام تھے اپنے زمانے کے۔

تمام بحث کا خلاصہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ نبیذ تمر وہ پی سکتا ہے جسے اس کی وہ مدت معلوم ہو جب اس میں نشہ آجاتا ہے اور جسے نہ معلوم ہو وہ اگر نہ پئے تو احتیاط اسی میں ہے۔

چنانچہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ اس کی حلت و حرمت میں متردد ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں اِنَّ السَّكَرَ وَاِنْ كَانَ مُبَاحًا فَهُوَ مِمَّنْ يُحْسِنُ اِجْتِنَابُهٗ۔ سکر اگرچہ مباح ہے لیکن بہتر اجتناب ہی ہے۔

"وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ اور الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو۔"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روح المعانی میں آلوسی فرماتے ہیں اور اَوْحٰی کا ترجمہ الہام کرتے ہیں حَیْثُ قَالَ اَلْھَمَھَا وَاَلْقٰی فِیْ رَوْعِھَا وَعَلَّمَھَا بِوَجْہٍ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ۔ یعنی الہام فرمایا اس کو اور اس کے دل میں ڈالا اور اسے (اقلیدس کا قاعدہ) ایسا سکھایا کہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ لطیف وخبیر۔

وَفَسَّرَ بَعْضُھُمُ الْاِیْحَاءَ بِتَسْخِیْرِھَا لِمَا اُرِیْدَ مِنْھَا اور بعض نے تفسیر کی کہ اس کی طرف ایحاء فرمایا اس کام کا جو اس سے لینے کا ارادہ کیا۔

وَمَنَعُوْا اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ حَقِیْقَۃَ الْاِیْحَاءِ اِنَّمَا یَکُوْنُ لِلْعُقَلَاءِ وَلَیْسَ النَّحْلُ مِنْھَا۔ اس سے ممانعت کی گئی کہ یہاں اوحیٰ سے مراد ایحاء حقیقی لی جائے۔ اس لیے کہ ایحاء اہل عقول پر ہوتا ہے اور مکھی ان میں سے نہیں

اس کا جواب آلوسی دے کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ

وحی جو اصطلاح شرعی میں ہے وہ محض عاقل پر ہی نہیں ہوتی اور مکھی کو اس اعتبار سے لا العقل کہنا بھی صحیح نہیں اس لیے کہ اس سے ایسے افعال صادر و وارد ہوتے ہیں جس سے اس طرف خیال جاتا ہے کہ وہ ذوی العقول سے ہے اور اتنی فضیلت رکھتی ہے کہ اس کے اکثر حالات کے سمجھنے سے ذی عقل بھی قاصر ہیں۔

فَتَرَاھَا یَکُوْنُ بَیْنَھَا وَاحِدٌ کَالرَّئِیْسِ ھُوَ اَعْظَمُھَا جُثَّۃً یَکُوْنُ نَافِذَ الْحُکْمِ عَلٰی سَائِرِھَا وَالْکُلُّ یَخْدِمُوْنَہٗ وَیَحْمِلُوْنَ عَنْہُ وَسُمِّیَ الْیَعْسُوْبُ وَالْاَمِیْرُ۔ تم دیکھو گے ان کے اندر ایک مکھی ہوتی ہے وہ مثل بادشاہ کے ہے وہ ان سب سے جسم میں بڑی ہوتی ہے اس کا حکم نافذ العمل ہوتا ہے تمام مکھیاں اس کی پیروی ہوتی ہیں اس کا نام یعسوب ہے یا امیر النحل۔

وَذَکَرُوْا اَنَّھَا اِذَا نَفَرَتْ عَنْ وَکْرِھَا ذَھَبَتْ بِجَمْعِیَّتِھَا اِلٰی مَوْضِعٍ اٰخَرَ فَاِذَا اَرَادُوْا عَوْدَھَا اِلٰی وَکْرِھَا ضَرَبُوْا لَھَا الطُّبُوْلَ وَاٰلَاتِ الْمُوْسِیْقِیْ وَرَدُّوْھَا بِوَاسِطَتِہٖ تِلْکَ الْاَلْحَانَ اِلٰی وَکْرِھَا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ بادشاہ جب ان سے ناراض ہو جاتا ہے تو ان کا چھتہ چھوڑ کر کسی دوسرے چھتہ پر چلا جاتا ہے تو جب یہ مکھیاں اسے منا کر لانا چاہتی ہیں تو طبل اور موسیقی کے الحان وکر یا سکے آگے بجاتی ہیں اس ذریعہ سے اسے اپنے چھتے میں لاتی ہیں۔

وَھِیَ تَبْنِی الْبُیُوْتَ الْمُسَدَّسَۃَ مِنْ اَضْلَاعٍ مُتَسَاوِیَۃٍ وَالْعُقَلَاءُ لَا یُمْکِنُھُمْ ذٰلِکَ اِلَّا بِاٰلَاتٍ مِثْلَ الْمِسْطَرَۃِ وَالْفِرْجَارِ وَتَخْتَارُھَا عَلٰی غَیْرِھَا مِنَ الْبُیُوْتِ الْمُشَکَّلَۃِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِاَشْکَالٍ اُخْرٰی کَالْمُثَلَّثَاتِ وَالْمُرَبَّعَاتِ وَالْمُخَمَّسَاتِ وَغَیْرِھَا۔ وَفِیْ ذَالِکَ سِرٌّ لَطِیْفٌ فَاِنَّھُمْ قَالُوْا ثَبَتَ فِی الْھِنْدَسَۃِ اِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مُشَکَّلَۃً بِاَشْکَالٍ اُخْرٰی یَبْقٰی فِیْمَا بَیْنَھَا بِالضَّرُوْرَۃِ فُرَجٌ خَالِیَۃٌ ضَائِعَۃٌ وَلَھَا اَحْوَالٌ عَجِیْبَۃٌ غَیْرُ ذَالِکَ قَدْ شَاھَدَھَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ سُبْحَانَ مَنْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی۔

وہ مکھی اپنے گھر مسدستہ الاضلاع بناتی ہے پھر وہ اضلاع متساوی ہوتے ہیں عقلاء کے لیے یہ ممکن نہیں مگر آلات کی مدد سے جیسے مسطرہ خط کھینچنے کا رول یا مسطر اور پرکار لیکن مکھی ان آلات کی مدد کے بغیر بناتی ہے۔ پھر اپنے گھر اشکال مشکلہ کی دوسری شکلوں میں بھی بناتی ہے جیسے مثلث یا مربع یا مخمس وغیرہ کے۔

پھر اس میں بھی ایک لطیف راز ہے جیسے کہا گیا کہ فن ہندسہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ اگر اشکال مشکلہ بنائی جاتی ہیں تو ان کے مابین ضرور فرج خالیہ ضائع رہتی ہے۔

لیکن اس مکھی کی بنائی ہوئی شکلوں میں یہ بات نہیں ہے اس کے علاوہ اس کے بہت سے عجیب وغریب احوال ہیں جو لوگوں نے مشاہدہ کیے۔ بس اسی کی ذات کے لیے پاکی ہے جس نے ہر شئے کو ایسی عجیب چیزیں بنانے کی راہ دی۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

کشمیر سرینگر میں نشاط باغ کے پاس ایک شخص کا مکان ہے جسے بابا کمالا کہتے ہیں اس کے یہاں ایک پورا شہر مکھیوں کا آباد ہے اور اس میں صندوقوں کے اندر علیحدہ علیحدہ محلے آباد ہیں۔

ہم جب اس کے پاس شہد لینے گئے تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کو کس پھول کا شہد چاہیئے؟ اس نے ایسی عجیب بات سنائی جسے ہم سن کر محو حیرت ہو گئے۔

اس نے کہا میرے یہاں نیم کے شہد کی مکھی ہے وہ صرف نیم سے ہی شہد بناتی ہے اور اگر وہ نیم کے علاوہ کسی اور پھول کا شہد لے آتی ہے تو ان کے یہاں اس کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ اس نے صندوق میں دکھایا چند مکھیاں کٹی ہوئی دو دو ٹکڑے ہوئی پڑی تھیں اس نے کہا یہ مکھی اپنے مخصوص پھول کے علاوہ کسی اور پھول کا شیرہ لائی اور ماری گئی۔ ان کا بادشاہ اسے سزائے موت سے درے اور کوئی سزا نہیں دیتا۔

چنانچہ اس نے کہا میرے پاس اس آبادی میں نیم کے شہد کی مکھی ہے۔ گلاب کے پھول والی ہے زعفران والی ہے۔ بنفشہ والی ہے۔ نرگس والی ہے۔ نیلوفر والی ہے۔ گرڈھل والی ہے۔ کنیر والی ہے پیا بانسہ والی ہے۔ خیار شنبر والی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم نے پہلے گلاب والی مکھی کا شہد طلب کیا تو اس میں یقیناً گلاب کی خوشبو تھی

پھر زعفران کا شہد مانگا اس میں قطعی زعفران مہک رہی تھی۔

دوسرے روز ہم نے نیم کا شہد طلب کیا اس میں فی الواقع نیم کی بو تھی اور تلخی بھی۔

ایک روز میرے ساتھی انجینئر میر حبیب اللہ کو زکام ہوا بنفشہ کا شہد طلب کیا اس نے ہمیں زیادہ سریع الاثر تھا۔

حسب موقع ہم نے بھی اپنا مشاہدہ عرض کر دیا جس سے علامہ آلوسی کے بیان کردہ فضائل کی مزید توثیق اور تصدیق ہوتی ہے۔

اور اسی بابا کمالا نے اس امر کی بھی تصدیق کی کہ جب ان کا بادشاہ ناراض ہو جاتا ہے تو یہ نہایت دلآویز نغمہ بجا کر اسے راضی کرتی ہیں جن ایام میں ہم سرینگر تھے اس وقت یعسوب غالباً ان سے خوش تھا ہمیں وہ موسیقاری سننی میسر نہ ہوئی۔

اب جس دن معطی حقیقی اپنے خاصوں کے صدقے میں اس خطہ کو پاکستان میں دے دیگا تو انشاء اللہ پھر بابا کمالا یا اس کی اولاد سے مل کر مزید معلومات عجیبہ حاصل ہوں گی وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ اب حسب موقع وحی کی لغوی و شرعی تحقیق بھی ملاحظہ کریں۔

علامہ راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں

وَحْی:۔ اَصْلُ الْوَحْیِ الْاِشَارَۃُ السَّرِیْعَۃُ الْمُتَضَمِّنُ السُّرْعَۃَ۔ اصل میں وحی اشارہ سریعہ کو کہتے ہیں یا اس حکم کو جو متضمن سرعت ہو۔

(۱) قِیْلَ اَمْرٌ وَحْیٌ۔ وَذَالِکَ یَکُوْنُ بِالْکَلَامِ عَلٰی سَبِیْلِ الرَّمْزِ وَالتَّعْرِیْضِ کہا جاتا ہے حکم دیا مجھے وحی سے اور یہ کبھی اشارات میں کلام کرنے کے موقعہ پر ہوتا ہے یا بطریق تعریض۔

(۲) وَقَدْ یَکُوْنُ بِصَوْتٍ مُّجَرَّدٍ عَنِ التَّرْکِیْبِ وَبِاِشَارَۃٍ بِبَعْضِ الْجَوَارِحِ وَبِالْکِنَایَۃِ اور کبھی یہ مجرد آواز میں ہوتا ہے جو مجرد عن الترکیب ہو یا جسم کے کسی اشارہ اور کبھی کنایہ کے طور پر ہوتا ہے۔

(۳) وَقَدْ حُمِلَ عَلٰی ذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ عَنْ زَکَرِیَّا فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْھِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا۔ کبھی وحی اللہ تعالٰے کی طرف سے محمول ہوتی ہے جیسے ارشاد باری ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْھِمْ الخ کہ وہ نکلے عبادت خانہ سے اپنی قوم کی طرف تو وحی کی ان کی طرف۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) فَقَدْ قِیْلَ رَمْزٌ وَقِیْلَ اِعْتِبَارٌ وَقِیْلَ کُتُبٌ وَعَلٰی ھٰذِہِ الْوُجُوْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ اور ایسے ہی کیا ہم نے ہر نبی کا دشمن شیاطین انس کو کہ خفیہ منصوبے کرتے ہیں از روئے تکبر۔
وَقَوْلُہٗ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِھِمْ۔ اور بے شک شیاطین اپنے حمائیتیوں سے خفیہ باتیں کرتے ہیں۔

یہ دونوں مثالیں وحی بمعنی توسوس شیطانی پر ہیں جس پر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ فرمایا گیا۔ فرما دیجئے پناہ لوگوں کے رب کی اور مالک کی اور خدا کی شر وسوسہ شیطانی سے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّۃً اَلْخَبَرِ اور شیطان کے اشارہ ہوتے ہیں بھلائی کی شکل کے اندر۔

(۵) وَیُقَالُ لِلْکَلِمَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ الَّتِیْ تُلْقٰی اِلٰی اَنْبِیَآئِہٖ وَاَوْلِیَآئِہٖ وَحْیٌ وَذٰلِکَ اَضْرُبٌ حَسْبَمَا دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا۔
وَذٰلِکَ اِمَّا بِرَسُوْلٍ مُشَاھَدٍ تُرٰی ذَاتُہٗ وَیُسْمَعُ کَلَامُہٗ کَتَبْلِیْغِ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلنَّبِیِّ فِیْ صُوْرَۃٍ مُّعَیَّنَۃٍ وَاِمَّا بِسَمَاعِ کَلَامٍ مِّنْ غَیْرِ مُعَایَنَۃٍ کَسَمَاعِ مُوْسٰی کَلَامَ اللّٰہِ وَاِمَّا بِاِلْقَاءٍ فِی الرَّوْعِ کَمَا ذُکِرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ وَاِمَّا بِاِلْھَامٍ نَحْوُ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ وَاِمَّا بِتَسْخِیْرٍ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَوْ بِمَنَامٍ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَبَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ۔ فَالْاِلْھَامُ وَالتَّسْخِیْرُ وَالْمَنَامُ دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اِلَّا وَحْیًا۔

اور رسول سے جو کلام ہوتا ہے وہ یا تو ایسی صورت میں کہ وہ مشاہدۂ ذات کرتا ہے یا کلام سنتا ہے مثل تبلیغ جبریل کے کہ نبی کو کسی صورت معین میں۔ یا روح القدس دل میں ڈالتا ہے یا بطریق الہام جیسے وحی کی ہم نے موسی کی والدہ کو کہ دودھ پلاؤ یہ الہام تھا یا بطور تسخیر جیسے واوحی ربک الی النحل وحی یعنے الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو یا بذریعہ خواب جس پر حضور نے فرمایا وحی منقطع ہے میرے بعد اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے خواب ہیں تو الہام تسخیر اور الہام منام دلالت کرتے ہیں قول حق پر الا وحیا۔

(۶) وَسِمَاعُ الْکَلَامِ مُعَایَنَۃً۔ دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔ یا کلام معاینہ یعنی سننا بدون

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ من وراء حجاب پر دلالت کرتا ہے۔

(۷) وَتَبْلِیْغُ جِبْرِیْلَ فِیْ صُوْرَۃٍ مُّعَیَّنَۃٍ دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ اور یا بھیجا جاوے رسول یہ دلالت کرتا ہے جبریل کے ذریعہ پر۔

(۸) وَقَوْلُہٗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ فَذَالِکَ لِمَنْ یَدَّعِیْ شَیْئًا مِّنْ اَنْوَاعِ مَاذَکَرْنَاہُ مِنَ الْوَحْیِ اَیَّ نَوْعٍ اِدَّعَاہُ مِنْ غَیْرِ اَنْ حَصَلَ لَہٗ اور غیر نبی اگر دعوی وحی کرے تو اظلم ترین خلق ہے اور جھوٹا مدعی ہے یہ دعوی وہی کرے گا جسے کچھ حاصل نہ ہو اور محض جھوٹ بکتا پھرے کہ مجھے وحی ہوئی جیسے مرزا غلام احمد قادیانی۔

(۹) قَوْلُہٗ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ الْاٰیَۃَ فَھٰذَا الْوَحْیُ ھُوَ عَامٌّ فِیْ جَمِیْعِ اَنْوَاعِہٖ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے قبل مگر اسے وحی فرمائی۔

وَذَالِکَ اَنَّ مَعْرِفَۃَ وَحْدَانِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَعْرِفَۃُ وُجُوْبِ عِبَادَتِہٖ لَیْسَتْ مَقْصُوْرَۃً عَلَی الْوَحْیِ الْمُخْتَصِّ بِاُولِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ بَلْ یُعْرَفُ ذَالِکَ بِالْعَقْلِ وَالْاِلْھَامِ کَمَا یُعْرَفُ بِالسَّمْعِ فَالْقَصْدُ مِنَ الْاٰیَۃِ تَنْبِیْہٌ اَنَّہٗ مِنَ الْمُحَالِ اَنْ یَکُوْنَ رَسُوْلًا لَا یَعْرِفُ وَحْدَانِیَّۃَ اللّٰہِ وَوُجُوْبَ عِبَادَتِہٖ۔

یہ اس لیے ہے کہ معرفت وحدانیت الٰہی اور معرفت وجوب عبادت وحی پر منحصر نہیں ہوتا اس لیے کہ انبیاء اولو العزم معرفت الٰہی اور وجوب اطاعت عقل سے ہی جانتے ہیں اور الہام سے جو جانے وہ غیر رسول ہوگا اس لیے کہ انبیاء کے لیے عدم عرفان حق محال ہے۔

(۱۰) وَقَوْلُہٗ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ فَذَالِکَ وَحْیٌ بِوَسَاطَۃِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَوْلُہٗ وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ فَذٰلِکَ وَحْیٌ اِلَی الْاُمَمِ بِوَسَاطَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَمِنَ الْوَحْیِ الْمُخْتَصِّ بِالنَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِتَّبِعْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔

اور جب وحی کی ہیں نے حواریوں کی طرف یہ وحی بوساطت عیسٰی علیہ السلام تھی اور وحی کی ہم نے اچھے کام کرنے کی یہ وحی اللہ کی طرف سے بوساطت انبیاء علیہم السلام ہے اور وحی جو مخصوص نبی علیہ السلام کو ہوئی وہ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ اور یوحی الی انما الھکم الہ واحد یہ خاص وحی انبیاء ہے۔ غیر نبی کو نہیں ہو سکتی۔

(۱۱) وَقَوْلُہٗ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْہِ۔ فَوَحْیُہٗ اِلٰی مُوْسٰی بِوَسَاطَۃِ جِبْرِیْلَ۔ اور وحی کی ہم نے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موسیٰ اور ان کے بھائی کو بوساطت جبریل۔

(۱۲) وَوَحْیُہٗ تَعَالٰی اِلٰی ھٰرُوْنَ بِوَسَاطَۃِ جِبْرِیْلَ وَمُوْسٰی۔ اور ہارون علیہ السلام کو وحی بوساطت جبریل و موسیٰ تھی۔

(۱۳) وَقَوْلُہٗ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَذَالِکَ وَحْیٌ اِلَیْھِمْ بِوَسَاطَۃِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ فِیْمَا قِیْلَ۔ یہ وحی بوساطت لوح و قلم ہوئی۔

(۱۴) وَقَوْلُہٗ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَھَا فَاِنْ کَانَ الْوَحْیُ اِلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ فَقَطْ فَالْمُوْحٰی اِلَیْھِمْ مَحْذُوْفٌ ذِکْرُہٗ کَاَنَّہٗ قَالَ اَوْحٰی اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ لِاَنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ ھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَیَکُوْنُ کَقَوْلِہٖ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ۔

اور وحی تمام آسمانوں سے مراد یا اہل سماء ملائکہ ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ہے جب وحی کی تمہارے رب نے فرشتوں کو یا محض القاء تسخیر ہے۔

اور منجد میں وحی لغوی اور شرعی کی تحقیق یہ ہے۔

(۱) وَحٰی یَحِیْ وَحْیًا۔ اِلٰی فُلَانٍ اَشَارَ اِلَیْہِ اَرْسَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلًا۔ فلاں کی طرف اشارہ کیا یا فلاں کی طرف قاصد بھیجا۔

(۲) وَحٰی اِلَیْہِ کَلَامًا کَلَّمَہٗ سِرًّا اَوْکَلَّمَہٗ بِمَا یُخْفِیْہِ عَنْ غَیْرِہٖ۔ اسے وحی کی گفتگو سے یا ایسا کلام کیا جو غیر سے مخفی ہو۔

(۳) اَللّٰہُ فِیْ قَلْبِہٖ کَذَا۔ اَلْھَمَہٗ اِیَّاہُ۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ ڈالا۔ کَذَا اَلْھَمَہٗ ایسے ہی الہام کیا۔

(۴) اَلْکِتَابَ۔ کَتَبَ الذَّبِیْحَۃَ ذَبَحَھَا بِسُرْعَۃٍ۔ لکھنا کسی کو کہ جلدی ذبح کر دے۔

(۵) وَحْیًا وَوَحًی وَوَحَاءً وَتَوَحّٰی۔ اَسْرَعَ۔ جلدی کی۔

(۶) اَوْحٰی اِیْحَاءً۔ اِلٰی فُلَانٍ۔ اَشَارَ وَاَوْمَاءَ کَلَّمَہٗ بِکَلَامٍ یُخْفِیْہِ عَنْ غَیْرِہٖ۔ اشارۃً کسی کو کہنا کہ غیر سے مخفی ہو۔ بَعَثَہٗ اللّٰہُ اَلْھَمَہٗ

(۷) اَلْوَحْیُ اَلْمَکْتُوْبُ وَالرِّسَالَۃُ اَلْقَیْتَہٗ اِلٰی غَیْرِکَ لِیَعْلَمَہٗ ثُمَّ غَلَبَ فِیْ مَا یُلْقِیْہِ اللّٰہُ اِلٰی اَنْبِیَائِہٖ۔

(۸) اَلْوَحْیُ۔ اَلصَّوْتُ اَلْعَجَلَۃُ۔

(۹) مُوْتَۃٌ وَحْیٌ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۰) اَلْاَدْحٰی۔ اَلْاَسْرَعُ۔

"اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور چھتوں میں"۔

اس پر ابو حیان فرماتے ہیں کہ یہاں وحی سے مراد اجماعًا الہام ہے اِنَّ فِیْ ذَالِکَ نَظْمًا اِلَّا اَنَّ الْوَحْیَ هٰهُنَا بِمَعْنَی الْاِلْهَامِ اِجْمَاعًا۔

"بُیُوْتًا" اَوْکَارًا۔ یعنی اپنے چھتے بنا۔

"مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ" درخت سے اور چھتوں سے۔

کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ زَیْدٍ وَغَیْرِهٖ اَوْ اُسْقُوْفٍ کَمَا نُقِلَ عَنِ الطَّبْرِیِّ اَوْ اَعَمُّ مِنْهُمَا کَمَا قَالَ الْبَعْضُ۔ وَمِنْ فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلٰثَۃِ لِلتَّبْعِیْضِ بِحَسَبِ الْاَفْرَادِ وَبِحَسَبِ الْاَجْزَاءِ فَاِنَّ النَّحْلَ لَا یَبْنِیْ کُلَّ شَجَرٍ وَکُلَّ جَبَلٍ وَکُلَّ مَا یَعْرِشُوْنَ وَلَا فِیْ کُلِّ مَکَانٍ۔

مِن تبعیضیہ یہاں اس لیے لایا گیا کہ تین مقاموں پر اسے چھتے بنانے کا الہام ہوا شجر، جبل اور چھت مگر وہ ہر پہاڑ اور ہر درخت اور ہر چھت پر اپنے چھتے نہیں بناتی۔ بلکہ محفوظ مقام کا انتخاب کرتی ہے پھر حکم ہوا۔

"ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا" پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لیے نرم و آسان ہیں"۔

یعنی پھلوں کی تلاش کے لیے چل اور یہ تیرے لیے آسان کیا گیا یعنی وہ کتنی ہی دور نکل جائے راہ نہ بھٹکے گی اور اپنے مقام پر واپس آجائے گی۔

وَقَالَ الْاِمَامُ رَاَیْتُ فِیْ کُتُبِ الطِّبِّ اَنَّہٗ تَعَالٰی دَبَّرَ هٰذَا الْعَالَمَ عَلٰی وَجْهٍ یَحْدُثُ فِی الْهَوَاءِ طَلٌّ لَطِیْفٌ فِی اللَّیَالِیْ وَیَقَعُ عَلٰی اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ فَقَدْ تَکُوْنُ تِلْکَ الْاَجْزَاءُ لَطِیْفَۃً صَغِیْرَۃً مُنْفَرِقَۃً عَلَی الْاَوْرَاقِ وَالْاَزْهَارِ وَقَدْ تَکُوْنُ کَثِیْرَۃً بِحَیْثُ یَجْتَمِعُ مِنْهَا اَجْزَاءٌ مَحْسُوْسَۃٌ وَهٰذَا مِثْلُ التَّرَنْجَبِیْنِ فَاِنَّہٗ طَلٌّ یَنْزِلُ مِنَ الْهَوَاءِ وَیَجْتَمِعُ عَلَی الْاَطْرَافِ فِیْ بَعْضِ الْبُلْدَانِ۔

امام فرماتے ہیں میں نے کتب طب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس عالم کی تدبیر ایسی شان سے فرماتا ہے کہ ہوا میں بھی شبنم سے لطیف چیز راتوں میں پیدا کرتا ہے جو درختوں کے پتوں پر گر کر خشک ہوتی ہے اور چھوٹے چھوٹے اجزاء کی شکل میں پھولوں پتوں پر جم جاتی ہے اور کبھی کافی گرتی ہے اور شکل ترنجبین کے ملتی ہے بعض ملکوں میں یہ کافی ہوتی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اس کی قسم اول بالہام الٰہی یہ مکھی لے جاتی ہے۔ پھولوں پتوں سے اور کھاتی ہے اور جب شکم سیر ہو جاتی ہے تو اسے لاکر چھتے میں جمع کر لیتی ہے تاکہ چاندنی راتوں میں اسے کھلائے فَاِنَّ طَبِیْعَۃَ التُّرَنْجَبِیْنَ قَرِیْبَۃٌ مِّنَ الْعَسَلِ فِی الطَّعْمِ وَالشَّکْلِ وَلَاشَکَّ اِنَّہٗ طَلٌّ یَحْدِثُ فِی الْھَوَاءِ ترنجبین کا مزاج شہد سے قریبی ہے ذائقہ میں بھی یہ شہد کے مشابہ اور وہ یقیناً ہوا سے اوس بن کر تیار ہوتی ہے۔

یہ اللہ تعالٰے کی قدرت و حکمت ہے کہ اس نے ایک مکھی کو اتنی عقل اور دانائی عطا فرمائی اور اتنی باریک صنعتکاری پر قادر کیا۔

"فَاسْلُکِیْ" اَیِ اسْلُکِیْ فِیْ تِلْکَ الْمَسَالِکِ یعنی چل سَلَکَ یَسْلُکُ کے چلنا چلانا ہی معنی ہوتے ہیں۔

"ذُلُلًا" اَیْ مُذَلَّلَۃً ذَلَّلَھَا اللّٰہُ وَسَھَّلَھَا۔ آسانی کے معنی میں مستعمل ہے۔

یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔ نکلتی ہے اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔"

یعنی پینے کی چیز شہد جو نکلتی ہے اس کے رنگ ابیض۔ اصفر۔ احمر۔ اسود ہوتے ہیں۔ اور یہ رنگ بھی مکھی کی عمر کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔

فَالْاَبْیَضُ لِفَتِیِّھَا وَالْاَصْفَرُ لِکَھْلِھَا وَالْاَحْمَرُ لِمُسِنِّھَا وَالْاَسْوَدُ لِلطَّاعِنِ فِیْ ذٰالِکَ جِدًّا سپید شہد جوان مکھی کا ہوگا اور زرد ادھیڑ عمر والی کا اور لال بوڑھی مکھی کا اور کالا اس کا ہوگا جو اس سے زائد عمر میں پہنچکر محنت کرے۔

فِیْہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے اِمَّا بِنَفْسِہٖ کَمَا فِی الْاَمْرَاضِ الْبَلْغَمِیَّۃِ اَوْمَعَ غَیْرِہٖ کَمَا فِیْ سَائِرِ الْاَمْرَاضِ اِذْ قَلَّمَا یَکُوْنُ مَعْجُوْنٌ لَایَکُوْنُ فِیْہِ عَسَلٌ فَلَہٗ دَخْلٌ فِیْ اَکْثَرِ مَا بِہِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَعَاجِیْنِ وَالتَّرَاکِیْبِ۔

یا تو اس شفاء سے مراد خالص شہد میں جو ہے وہ ہے جیسے امراض بلغمیہ میں اس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

یا مع غیرہ تمام امراض میں شفاء ہے اس لیے کہ بہت کم ایسی معجونیں ہیں جن میں شہد شامل نہ ہو تو اسے اس کے شفاء ہونے کے بعد تمام معجون اور مرکبات میں داخل رکھا گیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تو کسی زخم یا دنبل کا علاج شہد کے سوا کسی اور چیز سے نہ فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَشْكُوْ قَرْحَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا جَعَلَ عَلَيْهِ عَسَلًا حَتّٰى الدُّمَّلِ اِذَا كَانَ بِهٖ طَلَاهُ عَسَلًا فَقُلْنَا لَهٗ تُدَاوِی الدُّمَّلَ بِالْعَسَلِ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِمُدَاوَاةِ الدُّمَّلِ بِالْعَسَلِ فَقَدْ ذَكَرَ الْاَطِبَّاءُ اَنَّهٗ يُنَقِّي الْجُرُوْحَ وَيُدَمِّلُ وَيَاْكُلُ اللَّحْمَ الزَّائِدَ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی زخم یا کوئی تکلیف نہ ہوتی مگر شہد استعمال فرماتے حتیٰ کہ پھوڑا بھی اگر ہوتا تو شہد کا طلا کرتے تو ایک بار ہم نے سوال کیا کہ حضرت آپ دنبل پر بھی شہد استعمال فرماتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کیا اللہ تعالےٰ نے فیہ شفاء للناس نہیں فرمایا۔

اور یہ امر مسلم ہے کہ شہد کا استعمال دمل پر مفید ہے اس لیے کہ اطبا نے شہد کے خواص میں لکھا ہے کہ وہ زخم پاک کرتا اور مندمل کرتا ہے اور زائد گوشت کھا لیتا ہے۔

اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِیْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهٗ عَسَلًا فَمَا زَادَهٗ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ اذْهَبْ فَاسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا زَادَهٗ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِذْهَبْ فَاسْقِهٖ عَسَلًا فَذَهَبَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

ایک شخص بارگاہ شفاء میں حاضر آئے اور عرض کی حضور میرے بھائی کو دست آرہے ہیں فرمایا اسے شہد پلا اس نے پلایا پھر حاضر آیا اور عرض کی شہد سے کوئی فائدہ نہیں ہوا فرمایا جا شہد ہی پلا اس نے پھر شہد پلایا اور حاضر ہو کر عرض کی حضور دست بدستور ہیں حضور نے فرمایا جا وہی شہد پلا وہ گیا اور شہد پلایا پھر حاضر ہوا اور عرض کی حضور اس سے دست اور زیادہ ہو گئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے جا وہی شہد پلا وہ گیا اور شہد پلایا اسے آرام ہو گیا۔

آلوسی فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آدمی کا علم تھا کہ یہ دست شہد سے ہی جائیں گے اس لیے کہ اس مریض کے معدہ میں رطوبات لزجہ غلیظہ جمی ہوئی تھیں تو جب قابض دوا پہنچائی جاتی تو اسے فائدہ نہ ہوتا اور وہ پھسل کر دستوں میں آجاتی اور دست بدستور رہتے تو اس شہد نے جلاء معدہ کر کے دستوں کو بند کر دیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی قسم کا ایک واقعہ عہد ماموں میں ہوا کہ ثمامہ عبسی خواص ماموں سے تھا اسے ایک رات دن میں سو بار دست آئے اور اطباء عاجز آ گئے آخر یزید بن یوحنا طبیب ماموں بلایا گیا اس نے مسہل ہی دیا وہ شفایاب ہو گیا۔

حالانکہ دوسرے اطباء کا یہ گمان تھا کہ دستوں پر اس کمزوری میں اگر اور دست کرائے گئے تو یہ مر جائے گا۔

ماموں نے یزید بن یوحنا سے پوچھا کہ آپ نے کیا تشخیص کر کے مسہل دیا اس نے کہا اس کے جوف میں کیموس فاسد بڑھ گیا تھا تو غذا اور دوا کو داخل ہونے کی راہ نہ ملتی تو میں نے سمجھا جب تک اسے صاف نہ کیا جائے صحت مشکل ہے۔ چنانچہ میں نے اسہال کرائے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں وہ بھی ہیں جو سب سے ناقص اور حقیر عمر میں پھیر دیے جاتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے بے شک اللہ علم اور قدرت والا ہے۔"

ارذل عمر سے مراد اَخَسُّہٗ وَاَحْقَرُہٗ وَھُوَ وَقْتُ الْھَرَمِ الَّذِیْ تَنْتَقِصُ فِیْہِ الْقُوٰی وَتَفْسُدُ الْحَوَاسُّ۔ ذلیل و حقیر عمر ہے اور وہ وقت ساٹھ ستر سال سے زائد عمر یہ آتا ہے اس میں حواس بھی باختہ ہو جاتے ہیں اور نادان بچوں سے بھی زیادہ بہک جاتا ہے چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمر سے پناہ طلب فرمائی۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُہٗ عَنْ عِکْرِمَۃَ اِنَّہٗ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ یُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ جو قرآن پڑھے وہ ارذل عمر سے بچا رہے گا۔

اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ اَنَسٍ۔ کَانَ مِنْ دُعَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔

حضور کی دعا میں یہ لفظ ہوتے تھے لے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں بخل۔ کسل اور ارذل عمر اور عذاب قبر اور فتنہ دجال اور حیات کے فتنوں اور موت کے فتنوں سے۔

لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ کے یہی معنی ہیں کہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۗ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

اور بڑائی دی اللہ نے تم میں ایک دوسرے کو رزق میں جو جسے فضیلت دی وہ نہیں لوٹا سکتے اپنا رزق اپنے غلاموں کو کہ وہ ان میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت سے منحرف ہوتے ہو۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۗ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

اور اللہ نے بنائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور بنائے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور رزق دیا تمہیں پاک تو کیا باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمت سے منکر ہوتے ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا انہیں جو نہیں مالک روزی کے آسمان سے نہ زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

تو نہ بناؤ اللہ کی مثل بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۗ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

مثال دیتا ہے اللہ اس بندے کی جو اس کی ملک میں نہیں مقدور رہے کچھ اور ایک وہ جسے ہم نے اچھی روزی دی تو وہ خرچ کرتا ہے اس سے خفیہ و علانیہ کیا دونوں برابر ہو جائیں گے سب حمد اللہ کو ہی ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۗ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَ

اور مثال دیتا ہے اللہ ان دو آدمیوں کی ایک ان کا گونگا ہے کسی بات پر قادر نہیں اور وہ بار ہے اپنے مالک پر جو بھیجا جائے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہے وہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرے اور وہ سیدھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؁ راہ پر ہے۔

حلِّ لغات دسواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴

وَاللّٰہُ۔ اور اللہ نے فَضَّلَ۔ بزرگی دی بَعْضَکُمْ۔ بعض تمہارے کو عَلٰی۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے فِی الرِّزْقِ۔ رزق ہیں فَمَا۔ پھر نہیں الَّذِیْنَ۔ وہ جو
فُضِّلُوْا۔ بزرگی دیے گئے بِرَادِّیْ۔ لوٹانے والے رِزْقِھِمْ۔ اپنا رزق عَلٰی۔ اوپر
مَا مَلَکَتْ۔ انکے جو مالک ہیں انکے اَیْمَانُھُمْ۔ دائیں ہاتھ فَھُمْ۔ تو وہ
فِیْہِ۔ اس ہیں سَوَاءٌ۔ برابر ہوں اَفَبِنِعْمَۃِ۔ تو کیا نعمت اللّٰہِ۔ الٰہی کا
یَجْحَدُوْنَ۔ وہ انکار کرتے ہیں وَاللّٰہُ۔ اور اللہ نے جَعَلَ۔ بنائیں
لَکُمْ۔ تمہارے لیے مِنْ اَنْفُسِکُمْ تمہاری جانوں ہیں سے اَزْوَاجًا۔ بیویاں
وَّجَعَلَ۔ اور بنائے لَکُمْ۔ تمہارے لیے مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ۔ تمہاری بیویوں سے
بَنِیْنَ۔ بیٹے وَحَفَدَۃً۔ اور پوتے وَّرَزَقَکُمْ۔ اور رزق دیا تم کو
مِّنَ الطَّیِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں کا اَفَبِالْبَاطِلِ۔ کیا باطل کے ساتھ
یُؤْمِنُوْنَ۔ وہ ایمان لاتے ہیں وَبِنِعْمَۃِ اور ساتھ نعمت اللّٰہِ۔ اللہ کے
ھُمْ۔ وہ یَکْفُرُوْنَ۔ انکار کرتے ہیں وَیَعْبُدُوْنَ۔ اور پوجتے ہیں
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے اللّٰہِ۔ اللہ کے مَا لَا۔ انکو جو نہیں یَمْلِکُ۔ مالک ہیں
لَھُمْ۔ ان کے لیے رِزْقًا۔ رزق کے مِّنَ السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں سے
وَالْاَرْضِ اور زمین سے شَیْئًا کسی چیز کے وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اور نہیں طاقت رکھتے
فَلَا۔ تو نہ تَضْرِبُوْا۔ بیان کرو لِلّٰہِ۔ اللہ کے لیے الْاَمْثَالَ۔ مثالیں
اِنَّ۔ تحقیق اللّٰہَ۔ اللہ یَعْلَمُ۔ جانتا ہے وَاَنْتُمْ۔ اور تم
لَا تَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ضَرَبَ۔ بیان کی اللّٰہُ۔ اللہ نے مَثَلًا۔ مثال
عَبْدًا۔ بندے مَّمْلُوْکًا۔ غلام کی لَّا یَقْدِرُ۔ جو نہیں قادر عَلٰی شَیْءٍ۔ کسی چیز پر
وَّمَنْ۔ اور وہ جو رَّزَقْنٰہُ۔ رزق دیا ہم نے اسے مِنَّا۔ اپنی طرف سے رِزْقًا۔ رزق
حَسَنًا۔ اچھا فَھُوَ۔ تو وہ یُنْفِقُ۔ خرچ کرتا ہے مِنْہُ۔ اس سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سِرًّا۔ پوشیدہ	وَجَهْرًا۔ اور ظاہر	هَلْ۔ کیا	يَسْتَوُوْنَ۔ برابر ہیں
اَلْحَمْدُ۔ سب تعریف	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے ہے	بَلْ۔ بلکہ	اَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہیں علم رکھتے		وَضَرَبَ۔ اور بیان کی	اللّٰهُ۔ اللہ نے
مَثَلًا۔ مثال	رَّجُلَيْنِ۔ دو آدمیوں کی	اَحَدُهُمَا۔ ایک ان کا	اَبْكَمُ۔ گونگا ہے
لَا يَقْدِرُ۔ نہیں طاقت رکھتا		عَلٰى۔ اوپر	شَيْءٍ۔ کسی چیز کے
وَهُوَ۔ اور وہ	كَلٌّ۔ بوجھ ہے	عَلٰى۔ اوپر	مَوْلٰىهُ۔ اپنے مالک کے
اَيْنَمَا۔ جہاں بھی	يُوَجِّهْهُ۔ منہ کرے	لَا يَاْتِ۔ نہیں لاتا	بِخَيْرٍ۔ بھلائی
هَلْ۔ کیا	يَسْتَوِيْ۔ برابر ہے	هُوَ۔ وہ	وَمَنْ۔ اور وہ جو
يَّاْمُرُ۔ حکم دیتا ہے	بِالْعَدْلِ۔ انصاف کا	وَهُوَ۔ اور وہ	عَلٰى۔ اوپر
صِرَاطٍ۔ راہ	مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کے ہے۔		

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴

"وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ۔ اور اللہ نے فضیلت دی بعض تمہارے کو بعض پر تو نہیں ہیں وہ جنہیں فضیلت دی کہ وہ اپنا رزق اپنے غلاموں مملوکوں کی طرف پھیر دیں تو وہ اس میں برابر ہو جائیں تو کیا اللہ کی نعمت سے منکر ہو"۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنایا اور کسی کو مالک اور کسی کو مملوک تو انہیں یہ کب گوارا ہے کہ وہ اپنی روزی اپنی باندی غلاموں کو دے کر سب برابر کے ہو جائیں تو جب تم اپنے باندی غلاموں کو اپنا مساوی بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کی مخلوق کو اللہ کے مساوی قرار دینا تمہیں کیسے گوارا ہو گیا یہ مشرکین کے شرک کا نفیس رد ہے۔ آگے فرمایا تو کیا اللہ کی نعمتوں سے مکرتے اور منحرف ہوتے ہو اور غیر خدا کی پرستاری کہتے ہو۔ اور نعمت سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو مجسمہ فضل الٰہی ہیں اس سے منکر ہوتے ہو اور غیروں کی طرف جھکتے ہو۔

"وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا کئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے"۔

حفدہ عربی محاورہ میں جمع ہے حافدہ کی۔ حافد بروزن کاتب حَفَدَ يَحْفِدُ حَفْدًا و حُفُوْدًا و

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حُفَّدًا اَمَّا اِذَا اَسْرَعَ فِي الْخِدْمَتِ۔ خدمت میں جلدی کرنے والے۔ حدیث میں بھی ہے وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ۔

وَجَاءَ فِي لُغَتِهٖ كَمَا قَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ اَحْفَدَ اِحْفَادًا

وَالْمُرَادُ بِالْحَفَدِ، عَلٰى مَارُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْاَزْهَرِيِّ۔ وَجَاءَ فِي رِوَايَتِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاخْتَارَهٗ اِبْنُ الْعَرَبِيِّ اَوْلَادُ الْاَوْلَادِ۔ پوتے کے معنی میں مستعمل ہے۔

"وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَمْلِكُ لَهُمْ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا اسے جو نہیں مالک انہیں روزی دینے میں آسمان اور زمین سے کچھ تو اللہ کے لیے مثل نہ بناؤ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق کی پوجا کرتے ہو یعنی بت پرستی کرتے ہو جس کی روزی رسانی کی بھی قطعاً طاقت نہیں تو کسی غیر خدا کو خدا کے مثل نہ بناؤ وہی سب کچھ جانتا ہے اور تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہے۔

"ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ مثال دی اللہ نے ایک بندہ ہے کسی کا مملوک جو کچھ مقدرت نہیں رکھتا اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے خفیہ اور علانیہ کیا وہ دونوں برابر ہیں۔ الحمد للہ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں بلکہ اکثر نہیں جانتے"۔

یعنی ایک خود مختار و متصرف دوسرا مجبور محض دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں جب نہیں ہو سکتے تو جس ذات مستجمع الصفات کے کوئی برابر نہیں تو مخلوق کو اس کے برابر ماننا کتنی بے عقلی اور جہالت ہے یہ آیت کریمہ بروایت ابن عساکر حضرت عباس کی تحقیق میں ہشام بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی اور یہ وہ ہیں جو سراً وجہراً سخاوت کرتے اور ان کا غلام ابو الجوزاء اس قسم کی سخاوت کے خلاف تھا اور آپ کو منع کیا کرتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت خلیفۃ المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابو جہل لعین کے حق میں نازل ہوئی۔

"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ اور مثال دیتا ہے اللہ ان دو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدمیوں کی ایک گونگا جو کسی کام کی قدرت نہیں رکھتا وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر جائے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہے وہ اور وہ انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے
اَبکم۔ بکم سے ہے وَالْاَبْكَمُ الْاَخْرَسُ الْمُقَارِنُ لِلْخِلْقَةِ وَبِذٰلِكَ الصَّمَمُ فَصَاحِبُهُ لَا يَفْهَمُ لِعَدَمِ السَّمْعِ وَلَا يُفْهِمُ غَيْرَهُ لِعَدَمِ الْفَهْمِ وَالنُّطْقِ۔
ابکم۔ بکم سے ہے اور ابکم اس مادرزاد گونگے کو کہتے ہیں جس کے لیے بہرا ہونا لازمی ہو تو وہ بوجہ عدم سمع کچھ نہ سمجھ سکے اور غیر کو بوجہ عدم نطق کچھ نہ سمجھا سکے۔
وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ۔ ثَقِيْلٌ وَعِيَالٌ عَلٰى مَنْ يَعُوْلُهُ وَيَلِيْ اَمْرَهُ۔ وہ بار ہو اپنے آقا پر جس کے ذمے اس کی خورد و نوش ہے۔
اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ اَيْ حَيْثُمَا يُرْسِلُهُ مَوْلَاهُ فِيْ اَمْرِ الدِّيَانَاتِ بِنُجْحٍ وَكِفَايَةِ مُهِمٍّ۔ جہاں اس کا آقا بھیجے کسی کام کو تو نہ لائے کوئی نتیجہ اور نہ امر مطلوبہ میں فائدہ مند ہو۔
تو گویا اس کے معنی یہ ہوئے کہ جیسے گونگا بہرا کسی کام کا نہیں اور اس کے مقابل مَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ يَعْنِيْ مَنْ هُوَ مِنْطِيْقٌ ذُوْ فَهْمٍ ذُوْ رَأْيٍ وَرُشْدٍ۔ وہ ہے جو سمجھ کر بات کرے صاحب الرائے ہو نیک ہو اور سیدھی راہ پر ہو کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں۔
وَمَا رُوِيَ مِنْ اَنَّ الْاَبْكَمَ اُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ وَالْاٰمِرُ بِالْعَدْلِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ۔ ایک روایت ہے کہ ایمان کی بات کہنے سننے سے گونگا بہرا ابوجہل تھا اور انصاف و عدل کا حکم دینے والے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔
ایک قول ہے کہ اَلْاَبْكَمُ اُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ وَالْاٰمِرُ بِالْعَدْلِ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ۔ ابکم سے مراد ابی بن خلف ہے اور آمر بالعدل سے مراد عثمان بن مظعون ہیں۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو روایات کی سند مرتبہ صحت پر نہیں اور صحیح روایت یہ ہے
مَا اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَغَيْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَمَوْلًى لَهُ كَافِرٍ وَهُوَ اُسَيْدُ بْنُ اَبِي الْعِيْصِ كَانَ يَكْرَهُ الْاِسْلَامَ وَكَانَ عُثْمَانُ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَيَكْفِيْهِ الْمُؤْنَةَ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَنْهَاهُ عَنِ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ فَنَزَلَتْ فِيْهِمَا۔
یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام آزاد شدہ کافر تھا جس کا نام اسید بن ابی العیص تھا یہ اسلام کو بنظر کراہت دیکھتا اور حضرت عثمان اللہ کی راہ میں خرچ فرماتے اور یہ آپ کو منع کرتا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
خلاصہ آیت یہ ہے کہ،
مومن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے وہ گونگا بہرہ ہے حکم حق سننے سے عاری اور حق سے بے بہرہ اور مومن آمر بالعدل اور صراط مستقیم پر قائم ہے یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورہ نحل پ۱۴

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اور اللہ ہی کے لیے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل پلک جھپکنے کے یا اس سے بھی قریب تر بے شک اللہ ہر شئے پر قادر ہے

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اللہ نے تمہیں نکالا شکمہائے مادر سے تم کچھ نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم شکر گذار ہو۔

اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا نہیں دیکھتے پرندوں کو مسخر ہیں فضا میں آسمان کے نہیں روک سکتا انہیں کوئی مگر اللہ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَ یَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ۝

اور اللہ نے کیے تمہارے لیے گھر بسنے والے رہنے کو اور کیا تمہارے لیے کھالوں سے چوپایوں کے گھر جو تمہیں ہلکے ہوتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزل پر ٹھہرنے کے دن اور ان اونوں سے اور پھیریوں سے اور بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت تک متمتع ہوتا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ

اور اللہ نے بنائے تمہارے لیے پیدا کیے ہوئے سے سایہ اور کیا تمہارے لیے پہاڑوں سے چھپنے کا مقام

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْکُمْ بَاْسَکُمْ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ ○

اور کیا تمہارے لیے ایسا پہناوا جو گرمی سے بچائے اور ایسا پہناوا جو لڑائی میں محفوظ کر دے ایسے ہی تمام کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم تسلیم کرو۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

تو اگر منحرف ہو تو بے شک نہیں (اے محبوب) تم پر مگر پہنچا دینا واضح۔

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا وَاَکْثَرُھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ○

جانتے ہیں وہ اللہ کی نعمت پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان کے اکثر کافر ہیں۔

حلِّ لُغات گیارہواں رکوع سورۂ نحل پ۱۴

وَلِلّٰہِ اور اللہ کے لیے ہے — غَیْبُ۔ غیب — السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں — وَالْاَرْضِ اور زمین کا
وَمَا۔ اور نہیں — اَمْرُ۔ معاملہ — السَّاعَۃِ۔ قیامت کا — اِلَّا۔ مگر
کَلَمْحِ۔ جیسے جھپکنا — الْبَصَرِ۔ آنکھ کا — اَوْ ھُوَ۔ یا وہ — اَقْرَبُ۔ قریب تر ہے
اِنَّ۔ بیشک — اللّٰہَ۔ اللہ — عَلٰی۔ اوپر — کُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ چیز کے — قَدِیْرٌ۔ قادر ہے — وَاللّٰہُ۔ اور اللہ نے — اَخْرَجَکُمْ۔ نکالا تم کو
مِنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ۔ تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے — لَا تَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے تھے تم
شَیْئًا۔ کچھ بھی — وَّجَعَلَ۔ اور بنائے — لَکُمُ۔ تمہارے لیے — السَّمْعَ۔ کان
وَالْاَبْصَارَ اور آنکھیں — وَالْاَفْئِدَۃَ اور دل — لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم — تَشْکُرُوْنَ۔ شکر کرو
اَلَمْ۔ کیا نہیں — یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے — اِلَی۔ طرف — الطَّیْرِ۔ پرندوں کی
مُسَخَّرٰتٍ۔ کہ تابع ہیں — فِیْ جَوِّ۔ فضائے — السَّمَآءِ۔ آسمانی ہیں — مَا۔ نہیں
یُمْسِکُھُنَّ تھامتا انکو — اِلَّا۔ مگر — اللّٰہُ۔ اللہ — اِنَّ۔ بے شک
فِیْ ذٰلِکَ۔ اس میں — لَاٰیٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں — لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم — یُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے
وَاللّٰہُ۔ اور اللہ نے — جَعَلَ۔ بنائے — لَکُمْ۔ تمہارے لیے — مِنْ بُیُوْتِکُمْ۔ تمہارے
گھروں میں — سَکَنًا۔ سکون — وَّجَعَلَ۔ اور بنائے — لَکُمْ۔ تمہارے لیے
مِنْ جُلُوْدِ چمڑوں — الْاَنْعَامِ۔ جانوروں سے — بُیُوْتًا۔ گھر — تَسْتَخِفُّوْنَھَا۔ ہلکا پاتے ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تم ان کو — یَوْمَ۔ دن — ظَعْنِکُمْ۔ اپنے سفر کے — وَيَوْمَ۔ اور دن
اِقَامَتِكُمْ۔ اپنے ٹھہرنے کے — وَمِنْ اَصْوَافِهَا۔ اور بھیڑوں کی اون
وَاَوْبَارِهَا۔ اور اونٹوں کی پشم — وَاَشْعَارِهَا۔ اور بکریوں کے بالوں سے
اَثَاثًا۔ سامان ہے — وَّمَتَاعًا۔ اور فائدہ — اِلٰى۔ طرف — حِيْنٍ۔ ایک مدت کے
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ نے — جَعَلَ۔ بنائے — لَكُمْ۔ تمہارے لیے — مِّمَّا۔ اس سے جو
خَلَقَ۔ پیدا کیا — ظِلٰلًا۔ سائے — وَجَعَلَ اور بنائیں — لَكُمْ۔ تمہارے لیے
مِّنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں سے — اَكْنَانًا۔ چھپنے کی جگہیں — وَّجَعَلَ اور بنایا — لَكُمْ۔ تمہارے لیے
سَرَابِيْلَ۔ لباس جو — تَقِيْكُمُ۔ بچاتا ہے تمہیں — الْحَرَّ۔ گرمی سے — وَسَرَابِيْلَ۔ اور لباس جو
تَقِيْكُمْ۔ بچاتا ہے تمہیں — بَاْسَكُمْ۔ تمہاری لڑائی سے — كَذٰلِكَ۔ اسی طرح — يُتِمُّ۔ پورا کرتا ہے
نِعْمَتَهٗ۔ اپنا احسان — عَلَيْكُمْ۔ تم پر — لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم — تُسْلِمُوْنَ۔ تسلیم کرو
فَاِنْ۔ پھر اگر — تَوَلَّوْا۔ پھریں — فَاِنَّمَا۔ تو صرف — عَلَيْكَ۔ آپ کے ذمہ
الْبَلٰغُ۔ پہنچانا ہے — الْمُبِيْنُ۔ ظاہر — يَعْرِفُوْنَ۔ پہچانتے ہیں — نِعْمَتَ۔ نعمت
اللّٰهِ۔ خداوندی کو — ثُمَّ۔ پھر — يُنْكِرُوْنَهَا۔ انکار کرتے ہیں — وَاَكْثَرُهُمُ۔ اور انکے اکثر
الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر ہیں۔

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

"وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ ہی کے لیے ہے علم غیب آسمانوں اور زمین کا اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل ایک پلک جھپکنے کے یا اس سے بھی قریب بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔"

یہاں غیب کی تعریف آلوسی یہ فرماتے ہیں۔

اَیْ جَمِیْعُ الْاُمُوْرِ الْغَائِبَۃِ عَنْ عُلُوْمِ الْمَخْلُوْقِیْنَ بِحَیْثُ لَا سَبِیْلَ لَھُمْ اِلٰی اِدْرَاکِھَا حِسًّا وَلَا اِلٰی فَھْمِھَا عَقْلًا۔ یعنی تمام امور غائبہ علوم مخلوق سے اس حیثیت ہیں کہ اس کے ادراک کی قوت حس میں نہ ہو اور اس علم سے مراد علم حضوری ہے۔

پھر اس کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ علم حضوری اللہ تعالے کے لیے جمیع غیوب کا ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد علم قیامت ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔

ان پانچ چیزوں کے علم کو ہی علم خمس کہتے ہیں۔ یعنی

علم قیامت [1]	علم ماذا تکسب [2] غدًا
علم انزال [3] مطر	علم بای [4] ارض تموت
علم الارحام [5]	

لیکن اس کے متعلق اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ علوم خمس اور ماسوائے اس کے تمام علوم ذاتی طور پر سوائے اس علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا نہ نبی بذاتہ کسی علم کا عالم نہ ولی نہ غوث نہ قطب۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی پر کسی علم کا انکشاف فرمادے تو وہ جان سکتا ہے۔

بنابرایں کم اور زیادہ اور جمیع علوم کے عطا ہونے میں اگر اللہ تعالےٰ عطا فرمانا چاہے تو کسی کو کلام نہیں ہوسکتا۔

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ جمیع علوم صرف اور صرف اللہ ہی کو ہیں اور معاذاللہ اللہ تعالےٰ بھی قادر نہیں کہ کسی کو علم غیب عطا فرمادے تو یہ عقیدہ قرآن کریم کی نصوص کے خلاف ہوگا۔

اس لیے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ غیب کا جاننے والا اللہ ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر جسے پسندیدہ فرمائے اپنے رسولوں سے۔

عبادت کا مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ غیب کا عالم ذاتی ہے اور اس صفت میں وہ منفرد ہے (خازن وبیضاوی)

تو اس علم ذاتی کو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا یا اس علم پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنی کو اطلاع تام اور کشف کامل عطا فرماتا ہے جسے اس کے لیے پسند فرمائے۔

پھر یہ علم غیب بعطاء الٰہی جو ہوتا ہے وہ اس نبی کے لیے معجزہ ہوتا ہے اور ایسے ہی جو اولیاء پر انکشاف ہو وہ انبیاء کرام کے علم سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کا علم باعتبار کشف وانجلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند وبالا ارفع واعلیٰ ہے اس لیے کہ اولیاء پر جو انکشاف ہوگا وہ بوساطت انبیاء ہی ہوتا ہے جو فیوض انبیاء کرام سے ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سید الرسل عالم السبل رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتضیٰ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسولوں میں سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہیں اللہ تعالے نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم سے نوازا چنانچہ یہ آیۂ کریمہ بعطاءِ الٰہی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام رسل مرتضیٰ کے لیے علم غیب ہونا ثابت کرتی ہے اور علم عطائی کلی اس وجہ میں واضح ہوتا ہے کہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ میں ضمیر علم غیب کی طرف ہے۔

اور علم غیب بھی وہ علم غیب جس کا عالم ذاتی اللہ تعالے ہے تو فرق یہ نکلا کہ علم الٰہی ذاتی غیر عطائی حضوری ہے اور علم انبیاء و اولیا عطائی حصولی ہیں گویا علم الٰہی ذاتی اور علم خلق عطائی ہے علم الٰہی واجب ہے اور علم خلق ممکن۔ علم الٰہی قدیم ازلی غیر منتہی ہے اور علم خلق حادث علم الٰہی نا مخلوق ہے اور علم خلق مخلوق علم الٰہی نا مقدور ہے اور علم خلق مقدور۔ علم انبیاء و اولیاء حادث غیر قدیم عطائی منتہی ہے اور علم الٰہی ضروری البقاء ہے علم خلق جائز الفنا۔ علم الٰہی ممتنع التغیر علم خلق ممکن التبدل ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ علم خمس بھی کسی کو عطا ہوا یا نہیں؟

اس پر مندرجہ ذیل پیش کرتا ہوں جو آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے تاکہ شبہ میں پڑنے سے ہر ناظر مضمون محفوظ ہو جائے۔

سب سے پہلے لغوی تحقیق لفظ غیب کی ملاحظہ ہو مفردات راغب میں ہے

غَیْب۔ اَلْغَیْبُ مَصْدَرٌ۔ غیب مصدر ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں غَابَتِ الشَّمْسُ اِذَا اسْتَتَرَتْ عَنِ الْعَیْنِ۔ سورج غائب ہو گیا جبکہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائے۔

کَذَا قَالَ تَعَالٰی اَمْ کَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ یا وہ غائب ہے۔ یہ مثال تو غائب عن النظر ہونے کی ہے۔

اور کبھی غائب کا لفظ اس پر بھی استعمال ہوتا ہے جو حواس انسانی اور علم انسان سے مخفی ہو جیسے فرمایا وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسا مخفی عن العلم والحواس نہیں مگر کتاب مبین میں ہے جو لوح محفوظ یا قرآن کریم ہے۔

اور کبھی غیب اور غائب کا استعمال باعتبار مخلوق انسانی ہوتا ہے نہ کہ اللہ تعالے کی ذات سے فَاِنَّہٗ لَا یَغِیْبُ عَنْهُ شَیْءٌ اس لیے کہ اس ذات پاک سے تو کوئی غائب ہی نہیں ہو سکتی لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اسی لیے فرمایا کہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ اَیْ مَا یَغِیْبُ عَنْکُمْ وَمَا تَشْهَدُوْنَهٗ۔ یعنی وہ عالم الغیب والشہادۃ بایں معنی ہے کہ جو تم سے غائب و مخفی ہے اور جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور وہ غیب جس پر ہمیں ایمان کی تعریف میں فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ ایمان لاتے ہیں غیب پر۔ وہ مَا لَا یَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِ ہے یعنی جو حواس کے تحت نہ آسکے۔ وَلَا تَقْتَضِیْہِ بَدَاھَۃُ الْعُقُوْلِ اور عقل کی روشنیاں اس کا ادراک نہ کر سکیں وَاِنَّمَا یُعْلَمُ بِخَبَرِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَبِنَفْیِہٖ یَقَعُ عَلَی الْاِنْسَانِ اِسْمُ الْاِلْحَادِ وہ صرف انبیاء کرام کے خبروں سے جانا جا سکتا ہے اور اس کے نہ ماننے سے انسان پر الحاد و زندقہ واقع ہو جاتا ہے۔

یہ ایمان باللہ بتعلم الانبیاء ہے جس کا ادراک عقل و درایت اور حواس سے بالا ہے۔ انتہی مختصراً۔

اور ایمان عقلی جیسے خطیب الانبیا ابراہیم علیہ السلام کے حال میں مذکور ہے یہ محض ایمان بالغیب ہے نہ کہ ادراک غیب۔

تقریر مسئلہ علم غیب بموجب مذہب احناف اہلسنت

حضرت حق جلت و مجد عز اسمہ نے اپنے نبی مکرم تاجدار عرب و عجم مالک رقاب علم مظہر اتم جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی و مرتضٰی صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیائے جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ کا علم عطا فرمایا۔

بدأ الخلق سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک سب حضور پر مثل کف دست روشن و ظاہر ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ آیہ کریمہ سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ حق تعالےٰ شانہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ و التحیات کو قرآن کریم پڑھایا اور قرآن کریم تمام اشیاء کے بیان کا حامل ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ۔ تو جب کلام پاک ہر چیز کے بیان کا حامل ہے اور حضور ہادی سبل سید الکل فی الکل اس کے عالم تو بلاشبہ حضور جملہ اشیاء کے عالم ہوئے۔

چنانچہ ابن سراقہ سے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے راوی ہیں کہ

اِنَّہٗ قَالَ یَوْمًا مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْعَالَمِ اِلَّا وَھُوَ فِی كِتَابِ اللّٰہِ فَقِیْلَ لَہٗ اَیْنَ الْخَانَاتُ فَقَالَ فِیْ قَوْلِہٖ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَۃٍ فِیْھَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فَھِیَ الْخَانَاتُ

(تفسیر اتقان)

ابن سراقہ نے فرمایا کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن پاک میں نہ ہو کسی نے کہا سراؤں کا ذکر قرآن میں کہاں ہے آپ نے فرمایا آیہ کریمہ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَۃٍ میں جو فرمایا وہ غیر مسکونہ گھر سرا نہیں تو کیا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے حضور اس کے عالم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں تو تمام عالم کی اشیاء کے حضور عالم ہوئے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ افہام عامہ اس کے فہم سے قاصر رہیں۔
وَكُلُّ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ ۵

آگے جو آیہ کریمہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ہے اس پر صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں
قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ۔

اور تفسیر حسینی میں ہے "یا بوجود آرد محمد صلے اللہ علیہ وسلم را و بیاموزاند وے را آنچہ بود و ہست و باشد" آیہ کریمہ کا مفہوم ہر دو تفاسیر کے بموجب قول یہ ہوا کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرما کر علوم ماکان و مایکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا

واضح رہے کہ اس عقیدہ میں ہم حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم نہیں ثابت کر رہے اور نہ جمیع معلوت الٰہیہ کا۔ بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔

یوں سمجھیے کہ جیسے ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔ مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔

علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم سمجھانے کے لیے اقل قلیل یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم الٰہی کے مقابل کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتے۔

اس پر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ لعطاء الٰہی ہمارے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع کائنات اور ماکان و مایکون کے علوم حاصل ہیں۔

ہم اپنے عقیدہ میں مماثلت و مساوات کے قائل نہ ہوتے ہوئے عطا آلہی اور فضائل رسالت پناہی کے منکر بھی نہیں ہیں۔

پھر ہم اپنے عقیدہ کے ثبوت میں مذکورہ آیات ہی پر اکتفا نہیں رکھتے بلکہ آیۂ کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ بھی ہمارے عقیدہ کی مؤید ہے جس کے یہ معنی ہیں اے محبوب تمہارے رب نے تمہیں تعلیم فرما دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اللہ تعالے یوں نہیں کہ تمہیں مطلع کر دے غیب پر لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تمہیں بڑا ثواب ہے۔

جمل میں ہے وَالْمَعْنٰی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ اَىْ يَصْطَفِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلَى الْغَيْبِ اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ کے یہ معنی ہیں کہ چھانٹ لیتا ہے اور برگزیدہ فرماتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے تو مطلع کرتا ہے اسے غیب پر۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ عالم الغیب ہی عالم الغیب ہے تو کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر جس کو مرتضیٰ کر لے رسولوں میں سے۔

محققین نے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ پر بلاغت کلام معجز نظام کا اظہار فرمایا

چنانچہ فرماتے ہیں لَا يُظْهِرُ غَيْبَهٗ عَلٰۤى اَحَدٍ کیوں نہ فرمایا جس کے صاف معنی تھے کہ اللہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا اور فرمایا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا۔

یہ اس لیے کہ اظہارِ غیب تو اولیاء کرام پر بھی ہوتا ہے جو بذریعہ انبیاء کرام ہے۔ تو پھر انبیاء و اولیاء میں مابہ الامتیاز غیب ظاہر ہونے میں کوئی چیز نہ رہتی۔

اس لیے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا فرمایا جس کے معنی یہ ہوئے کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر غالب اور مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں میں سے مرتضیٰ رسولوں کو۔ اور دونوں بیانوں میں فرق عظیم واضح و لائح ہے۔

روح البیان جلد رابع میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے۔

قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ اِنَّهٗ تَعَالٰى لَا يُطْلِعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِىْ يَخْتَصُّ بِهٖ عِلْمُهٗ اِلَّا الْمُرْتَضٰى الَّذِىْ يَكُوْنُ رَسُوْلًا وَمَا لَا يَخْتَصُّ بِهٖ يُطْلِعُ عَلَيْهِ غَيْرَ الرَّسُوْلِ۔

ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ نہیں ہے وہ غیب پر بخیل۔

ھُوَ کا مرجع یا اللہ تعالیٰ ہے یا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم۔ ہمارے عقیدہ کی مؤید تینوں صورتیں ہیں۔

اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ ھُوَ کا مرجع ہے تو وہ سخی جتنا جس کو چاہے دے کسی کو مقدار معین کرنے کا حق ہی نہیں پہنچتا۔

اور اگر قرآن کریم کی طرف ضمیر ھُوَ ہے تو حضور اکرم کے لیے علم القرآن فرما ہی دیا گیا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اگر ہُوَ کا مرجع حضور کو مانا جائے تو ہمارا مقصد بہرحال پورا ہوتا ہے۔

اب علم خمس پر مختصراً کچھ منقولات عرض ہیں۔

تفسیر احمدی میں ملا جیون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ وَذَالِكَ اَنْ تَقُوْلَ اِنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَاَوْلِيَائِهٖ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ بِمَعْنَى الْمُخْبِرِ۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمادے اور خبیر بمعنی مخبر بھی آتا ہے

اور یہ ماننا پڑے گا کہ جتنی قرآنی آیات میں مذکور ہے کہ کوئی غیب نہیں جانتا ان سب کا مقصد یہی ہے کہ خود بخود بلا تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالے کی تعلیم سے جان سکتا ہے۔

جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ میں علامہ شنوانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں لَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ فَلَا يَعْلَمُ ذَالِكَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ لَا يَعْلَمُ هٰذِهِ الْخَمْسَ عِلْمًا لَدُنِّيًا ذَاتِيًا بِلَا وَاسِطَةٍ اِلَّا اللّٰهُ فَالْعِلْمُ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ مِمَّا اخْتَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا وَاَمَّا بِوَاسِطَةٍ فَلَا يَخْتَصُّ بِهٖ تَعَالٰى۔

خلاصہ کلام شنوانی یہ ہے کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ تعالے کے سوا کسی کو نہیں لیکن علم بواسطہ یہ اللہ تعالے کے ساتھ مختص نہیں وہ قادر و مختار مطلق ہے جسے چاہے تعلیم فرمادے۔ اور اس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔

چنانچہ شیخ محقق علامہ مدقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی کے موید ہیں حیث قال۔

" و مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقلی ہیچکس انہیا را نداند کہ آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آں را نداند مگر آنکہ وے تعالے از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔"

یعنی مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور عقل کی مدد سے نہیں جان سکتا اس لیے کہ یہ امور غیب ہیں سوائے رب عزاسمہ کوئی اس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ جل شانہ نے وحی یا الہام کے ذریعہ تعلیم فرمایا ہو۔

اس سے بحمدہ تعالے واضح لائح روشن ظاہر و باہر اظہر من الشمس ابین من الامس ہو گیا کہ آیات شریفہ جتنی بھی قرآن کریم میں لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وغیرہ وارد ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ سب نفی مطلق کی نہیں بلکہ بلا عطاء الٰہی کی ہیں کہ خود بخود اپنی عقل و درایت سے جاننے کی کسی شخص کو بھی طاقت نہیں۔

پھر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شرح فقہ اکبر میں جو تکفیر عقیدہ فرما رہے ہیں۔ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمْ وہ بھی لامحالہ ذاتی علم پر ہے

وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔

یعنی اچھی طرح جان لے کہ انبیاء علم غیب خود نہ جانتے تھے مگر وہی جو تعلیم الٰہی ملا اور احناف نے صراحۃً تکفیر کی ہے اس اعتقاد کی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم (بلا عطاء الٰہی) غیب جانتے تھے اس لیے کہ یہ معارضہ ہے آیہ کریمہ قُلْ لَّا یَعْلَمُ الخ کی یعنی فرما دیجئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں ہے (بالذات) غیب سے مگر اللہ۔

بالذات کی قید یہاں یوں لازم لگانی ضروری ہوئی کہ علم الٰہی ذاتی ہے تو علم الٰہی من حیث ہو ہو کی ہی نفی ہے اور اللہ تعالےٰ کے لیے جو علم عطائی کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

چنانچہ شرح جامع صغیر میں علامہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ اس آیت میں بھی نفی علم ذاتی کی ہے علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

اَمَّا قَوْلُہٗ لَا یَعْلَمُ فَمُفَسَّرٌ بِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ بِذَاتِہٖ وَمِنْ ذَاتِہٖ اِلَّا ھُوَ۔ فرمان الٰہی لا یعلم خود اس امر کا مفسر ہے کہ کوئی اپنے آپ یا اپنی ذات سے نہیں جانتا مگر وہی علام الغیوب۔

امام نووی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں۔ مسئلۃ مَا مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاَشْیَاءُ ذٰلِکَ مَعَ اَنَّہٗ قَدْ عُلِمَ مَا فِیْ غَدٍ مِنْ مُعْجِزَاتِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَفِیْ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔

سوال:۔ اس کے کیا معنی ہیں جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ اور مثل اس کے اور آیتیں باآنکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کل ہونا ہے اسے اپنے معجزہ سے جانا اور کرامات اولیاء رضی اللہ عنہم میں ایسے واقعات ہیں۔

الجواب:۔ مَعْنَاہُ لَا یَعْلَمُ ذٰلِکَ اِسْتِقْلَالًا وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْکَرَامَاتُ فَحَصَلَتْ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ لَا اِسْتِقْلَالًا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے معنی ہیں کہ مستقل بالذات کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات وکرامات سے تو وہ باعلام اللہ حاصل ہیں نہ کہ بالاستقلال۔

ابن حجر مکی رحمہ اللہ اپنے فتاوی حدیثیہ میں بھی ایسا ہی فرمارہے ہیں۔

مَعْنَاهَا لَا يَعْلَمُ ذَالِكَ اِسْتِقْلَالًا وَعِلْمَ اِحَاطَةٍ بِكُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْكَرَامَاتُ فَبِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهُمْ عُلِمَتْ۔

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی نہیں جانتا آسمانوں اور زمین میں بالذات اور وہ علم جس کا احاطہ جمیع معلومات پر ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالٰے کا ہے لیکن معجزات اور کرامات کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے وہ باعلام الٰہی ہوتا ہے جس سے انہیں معلوم ہوجاتا ہے۔

علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں هٰذَا لَا يُنَافِي الْاٰيَاتِ اِلَّا اللّٰهُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّ الْمَعْنٰى عِلْمُهٗ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَاَمَّا اِطِّلَاعُهٗ عَلَيْهِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَمْرٌ مُتَحَقِّقٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

یہ آیہ کریمہ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اس امر کے منافی نہیں ہیں کہ انبیاء واولیاء کو علم نہیں ہوتا اس لیے کہ نفی علم اس علم کی ہے جو بلا واسطہ ہو لیکن اس پر مطلع کردینا باعلام اللہ تعالٰے تو یہ متحقق ہے دوسری آیہ کریمہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ ہے

اب اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ کی مفصل تفسیر وتصریح عرض ہے۔

ترجمہ

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم

اور اتارتا ہے مینہ

اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گا۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گا۔

بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیۂ کریمہ کا نزول حارث بن عمرو کے معاملہ میں ہوا جس نے نبی کریم رؤف رحیم کے حضور حاضر ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔
میں نے کھیتی کی ہے فرمائیے بارش کب ہوگی۔
میری عورت حاملہ ہے اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔
یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں نے کل کیا کیا یہ تبائیں میں کل کیا کروں گا۔
مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا آپ تبائیں میں کہاں مروں گا۔
اس کے جواب میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اس میں تبایا گیا کہ ان چیزوں کا بالذات علم بلا واسطہ صرف اللہ تعالٰی کے پاس ہے۔
اور وہی علم والا ہے اور بتلانے والا۔ جس کو چاہے اپنے اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں عطا فرما دے اور خبردار کر دے۔
اس آیہ کریمہ میں جن پانچ امور کی نسبت علم خصوصی اپنی ذات کی طرف مختص کیا اسی کو علم الخمس کہتے ہیں انہیں پانچ امور کی نسبت سورہ جن میں ارشاد ہوا
عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ جس کا مفہوم واضح ہے کہ وہ عالم الغیب ان علوم خمسہ پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر جسے اپنا مرتضیٰ و محبوب اور برگزیدہ بنا لیا اسے مطلع فرما دیتا ہے اور وہ بطریق معجزہ اور کرامت عطا ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہے
جسے علم ذاتی۔ دائم البقا۔ غیر حادث۔ قدیم ازلی۔ ابدی حضوری غیر منتہی کہتے ہیں۔
تو جو علم عطائی۔ حصولی۔ منتہی ہو اس کا عطا ہونا اس اختصاص کے منافی نہیں اس پر ہم اول مختصر تقریر لکھ چکے ہیں۔
اور بارش کب ہوگی۔ حمل میں کیا ہے۔ کل کیا کرے گا۔ کہاں مرے گا۔ قیامت کب ہوگی ان کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و احادیث سے ثابت ہیں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق و یعقوب علیہما السلام کی بشارت دی۔
حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت دی۔
حضرت مریم کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خوشخبری دی۔
تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے مطلع کیا اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو خلاصہ یہ نکلا کہ آیہ کریمہ کے معنی قطعی یہی ہیں کہ بغیر اعلام الٰہی کوئی نہیں جانتا اور یہ واہمہ پیش کرنا کہ اللہ کے بتلانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہے محض باطل اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔

اب اس مسئلہ میں تین مفروضہ نکلتے ہیں۔

اول یہ کہ ان اشیاء کا علم بغیر تعلیم الٰہی کسی کو نہیں ہو سکتا۔

دوسرے یہ کہ ان اشیاء کا علم مخصوص بذات الٰہی ہے اور باعلام الٰہی بھی کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

تیسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان اشیاء کا علم اپنے لیے خاص رکھا ہے اور کسی کو بتایا ہی نہیں۔

تو نمبر ایک تو بلا خلاف مسلم ہے اس میں کسی کو کلام نہیں۔

اور نمبر دو کو صحیح ماننے والا سخت بے دین و ملحد ہے اس لیے کہ وہ نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ کا منکر ہے۔

نمبر تین بھی بالکل غلط اور دعویٰ بے دلیل ہے اس کے خلاف بہت سے دلائل ہیں۔

عِلْمُ السَّاعَۃِ

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ

جب روح الامین نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو حضور نے مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر یہی آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ اس پر علامہ مدقق محدث محقق شیخ دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

"مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ایںہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانا ند۔"

علاوہ ازیں مقتضائے الفاظ جواب سے واضح ہوتا ہے کہ جواب جبریل میں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں جانتا بلکہ الفاظ کا مفہوم یہ بتا رہا ہے کہ حضور نے یہ فرمایا کہ تم کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے لیکن ایسا جواب میں کیسے دوں جس کے اخفاء کا حکم ہے۔

چنانچہ اس کی تائید صاحب روح البیان جلد دوم میں فرماتے ہیں جو یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَۃِ کے تحت مرقوم ہے فَذَهَبَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اِلٰى اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَۃِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ لَا يُنَافِى الْحَصْرَ فِى الْاٰيَۃِ كَمَا لَا يَخْفٰى۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کا وقت باعلام الٰہی جانتے تھے اور وہ منافی حصر نہیں آیت میں جیسا کہ مخفی نہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے فَاِنْ قِیْلَ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ عِنْدَہٗ مِنْھَا عِلْمًا وَالْاٰیَاتُ تَقْتَضِیْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مُتَفَرِّدٌ بِعِلْمِھَا فَالْجَوَابُ کَمَا قَالَ الْحَلَبِیُّ اَنَّ مَعْنَاہُ اَنَا النَّبِیُّ الْاٰخِیْرُ فَلَا یَلِیْنِیْ نَبِیٌّ اٰخَرُ وَ اَنْ تَلِیَنِیْ الْقِیٰمَۃُ وَالْحَقُّ کَمَا قَالَ جَمْعٌ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی کُلِّ مَا اَبْھَمَہٗ عَنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ اَمَرَہٗ بِکَتْمِ بَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ تمام علوم عطا فرما دیے جو آپ سے مبہم رکھے گئے تھے لیکن بعض علوم ظاہر فرمانے کی اجازت ملی اور بعض کے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت تھی۔

مینہ کا علم

مشکوٰۃ میں طویل حدیث ترمذی سے نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدے الساعۃ میں حضور کے یہ الفاظ مروی ہیں ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ مَطَرًا لَا یَکُنُّ مِنْہُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّ لَا وَبَرٍ۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ فتنہ یاجوج و ماجوج کے بعد اللہ تعالےٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر اور گاؤں کا مکان خالی نہ رہے گا۔

دوسری حدیث میں اسی مشکوٰۃ کے اندر باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ میں عبد اللہ بن عمر کی روایت میں ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ مَطَرًا کَاَنَّہُ الطَّلُّ فَیَنْبُتُ مِنْہُ اَجْسَادُ النَّاسِ۔ ہے۔ یعنی جب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تعالےٰ مثل شبنم کے ایک بارش بھیجے گا جس سے مرے ہوئے لوگوں کے جسم اگیں گے۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور سینکڑوں سال قبل بارش کی خبر سنا چکے ہیں۔

رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے

اس کی خبر بھی حضور نے حضرت امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور اس وقت دی جبکہ حضرت امام مہدی کا استقرار نطفہ بھی نہیں ہوا

ایسے ہی حضور نے حضرت شہزادہ حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل منقول ہے کہ

آپ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا میں نے آج رات ایک نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے حضور نے فرمایا وہ کیا دیکھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کیا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم پاک کا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا۔
حضور نے فرمایا یہ خواب تو مبارک ہے ان شاء اللہ فاطمۃ الزہرا کے لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔
تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ غُلَامًا یَّکُوْنُ فِیْ حِجْرِكِ۔
بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نقل فرماتے ہیں کہ۔
"والد ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید۔ شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند"۔
اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی تو نبی ہے ولی بھی رحم کی خبریں دیتے ہیں۔

کل کی بات جاننا

قلعہ خیبر پر لشکر اسلام ہے اور قلعہ فتح نہیں ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالے اس کے ہاتھ پر خیبر فتح کرے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا الفاظ حدیث مشکوٰۃ شریف میں یہ ہیں۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں۔ باب مناقب علی بن ابی طالب۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔
اور وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ۔ یوم بعاث کی لڑکیوں کو گاتے سن کر منع فرمایا حالانکہ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ صحیح تھا۔ اس کی وجہ وجیہ مرقاۃ میں بیان ہو چکی ہے۔ حَیْثُ قَالَ وَاِنَّمَا مَنَعَ الْقَائِلَۃَ بِقَوْلِھَا وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ لِکَرَاھَۃِ نِسْبَۃِ عِلْمِ الْغَیْبِ اِلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّمَا یَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَیْبِ مَا اَعْلَمَہٗ اَوْ لِکَرَاھَۃِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْ اَثْنَآءِ ضَرْبِ الدُّفِّ وَاَثْنَآءِ مَرْثِیَۃِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصَبِہٖ عَنْ ذٰلِكَ۔
یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو دو وجہ سے منع فرمایا۔
ایک تو یہ کہ انہوں نے غیب کی نسبت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی حالانکہ حضور بتعلیم الٰہی علوم غیبیہ کے عالم ہیں نہ کہ مطلقاً۔
دوسرے یہ کہ حضور نے اسے مکروہ جانا کہ دف کے ساتھ حضور کا ذکر کیا جائے یا مقتولین کے مراثی میں آپ کے مناقب گائے جائیں یہ امر حضور کے علو منصب کے خلاف تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہاں اور کس زمین پر مرے گا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے۔
وَرُبَمَا قَالُوْا اِنِّیْ اَمُوْتُ بِمَوْضِعِ كَذَا وَمِنْهُمْ اَبُوْ غَرِيْبِ الْاَصْفَهَانِيْ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ مَرِضَ فِيْ شِيْرَازَ فِيْ زَمَانِ الشَّيْخِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَفِيْفٍ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَقَالَ اِذَا مِتُّ فِيْ شِيْرَازَ فَلَا تَدْفِنُوْنِيْ اِلَّا فِيْ مَقَابِرِ الْيَهُوْدِ فَاِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ طَرْسُوْسَ فَبَرِأَ وَمَضٰى اِلٰى طَرْسُوْسَ وَمَاتَ بِهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔
اکثر اولیاء اللہ نے فرمایا کہ ہم فلاں جگہ مریں گے اور انہی میں سے ابوغریب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ شیراز میں ابوعبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مریض ہوئے۔ فرمایا اگر میں شیراز میں مروں تو تم مجھے یہودیوں کے مقبرہ میں دفن کرنا۔
(اس لیے کہ یہود کی دعا مسترد ہے اور میں یہودی نہیں میری دعا کیوں مسترد ہو) میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میں طرسوس میں مروں۔ چنانچہ آپ صحت یاب ہو کر طرسوس تشریف لے گئے۔ اور وہاں وفات پائی۔
خود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات اور مدفن بتایا۔ چنانچہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو روانگی کے وقت فرمایا۔ اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو شاید تم میری اس مسجد اور قبر پر گذرو۔
معاذ یہ کلمۂ جانگداز سن کر آپ حضور کے فراق کے تصور میں بیقرار ہو کر رونے لگے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے
عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھتے ہیں۔
قَالَ الْمُزَنِيْ دَخَلْتُ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِيْ عِلَّتِهِ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَقُلْتُ كَيْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَصْبَحْتُ مِنَ الدُّنْیَا رَاحِلًا وَلِاِخْوَانِیْ مُفَارِقًا وَلِکَاْسِ الْمَنِیَّۃِ شَارِبًا وَبِسُوْءِ اَعْمَالِیْ مُلَاقِیًا وَعَلَی اللّٰہِ وَارِدًا۔

مزنی فرماتے ہیں ان ایام مرض میں حضرت امام شافعی سے میں ملا جس میں وہ فوت ہوئے میں نے عرض کیا کس حال میں صبح کی ہے۔ فرمایا اس حال میں کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں اور اللہ تعالٰی کے حضور جانے والا ہوں۔

یہ مبحث اتنا وسیع ہے کہ اس پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں لیکن بوجہ خوف طوالت اسی مضمون پر اکتفا کرتا ہوں اور تفسیر کے اصل مضمون کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

"وَمَآ اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ۔ اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل پلک جھپکنے کے بلکہ اس سے بھی قریب بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے"۔

اس لیے کہ پلک جھپکانے میں بھی حرکت ہے اور ہر حرکت میں دو زمانے اور دو سکون اور دو مقام و مکان لازمی ہیں۔ فلاسفہ نے حرکت کی تعریف میں کہا۔

اَلْحَرَکَۃُ کَوْنَانِ فِیْ اٰنَیْنِ فِیْ مَکَانَیْنِ۔ حرکت اس ہونے والی کو کہتے ہیں جو دو آن اور دو مکان میں ہو تو لمح بصر میں بھی زمانہ ہے اس لیے کہ بغیر زمانہ کے حرکت حاصل نہیں ہوتی۔ اس میں بھی جملہ شرائط فلاسفہ نے رکھے اور کہا۔

مبدا۔ منتہیٰ۔ زمان۔ محرک۔ متحرک۔ مقصد یہ امور حرکت میں لازمی ہیں اور واجب تعالٰی شانہ کو یہ قدرت ہے کہ وہ کسی شے کو وجود میں لانا چاہے تو کُنْ فرما دے تو بلا زمان و مکان اس کا وجود میں آنا لازم ہے۔ اس لیے اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ فرمایا کہ لمح البصر بھی تمہارے افہام سے قریب کرنے کو کہا گیا ورنہ اس کی قدرت کاملہ اس کی بھی محتاج نہیں وہ جب چاہے اس سے قریب تر درجے اور دقیقے اور لمحے سے پہلے قیامت لے آئے اس لیے کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے۔ سب کچھ کر سکتا ہے یہ شرائط عقل بھی اسی کی مخلوق ہیں اور حرکت بھی اسی نے پیدا فرمائی۔ اور

"وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا اور اسی اللہ جل وعلا نے تمہیں نکالا شکمہائے مادر سے اس وقت جبکہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل تاکہ تم شکر کرو"۔

یعنی تم اپنی ابتداء پیدائش میں جاہل اور بے خبر اور اول فطرت میں علم و معرفت سے بے بہرہ تھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر کان۔ آنکھ۔ دل ہم نے تمہیں دیئے تاکہ ان کے ذریعے اپنی پیدائش کے جہل کو دور کرو اور علم وعمل سے فیضیاب ہو کر اپنے منعم حقیقی اور محسن تحقیقی کا شکر کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو اور اس کا حق نعمت ادا کرنے سے قاصر نہ رہو۔

آگے اپنی شیون قدرت کا شمہ ظاہر فرمایا۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تعبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے تمہیں کان دیئے تاکہ تم مواعظ الٰہیہ سنو اور آنکھیں دیں کہ اس کے الغائبات دیکھو اور بطون امہات سے نکل کر تم آدمی بنے اور عقلمند ہوتے اس سے عظمت شان قادر کا توازن کرو۔

"اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ کیا نہ دیکھے انہوں نے پرندے جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ نہیں روک سکتا انہیں کوئی اللہ کے سوا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے"۔

آلوسی نے بروایت کعب فرمایا کہ پرند اتنا مسخر بالحکم ہے کہ لَا تَرْتَفِعُ اَکْثَرَ مِنْ اِثْنَیْ عَشَرَ مِیْلًا۔ بارہ میل سے زائد وہ بلندی پر پرواز نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اس سے آگے ہوا اتنی لطیف ہے کہ اس میں اس کی برداشت ہی نہیں ہے۔ تو اگر اس مقدار سے آگے بڑھنا چاہے تو لطافت ہوا اسے پرواز سے عاری کر کے گرا دے گی۔ اس کے جسم کا ثقل اس میں جانے کے قابل ہی نہیں رہتا اور اس حد میں بھی ثقل جسم بالطبع اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ گرے لیکن اس حد تک انہیں جو سما میں جو پرواز کی طاقت عطا کی۔ اور خلاف طبیعت اس میں پرواز کی قوت بخشی اور اس سے آگے چونکہ حکم نہیں اس کی پرواز بھی روک دی گئی تو اس میں بھی ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

"وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا اور اللہ نے بنائے تمہارے لیے تمہارے گھر رہنے بسنے کی جگہ اور بنائے تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ ایسے گھر جو ہلکے پڑتے ہیں تمہیں تمہارے سفر کے دنوں میں اور منزلوں کے اندر ٹھہرنے میں"۔

جیسے خیمے جو حجاز میں اکثر کھالوں کے ہوتے ہیں جنگل میں قیام ومقام کرتے ہیں انہیں وہ ہلکے پڑتے ہیں اور آسانی سے جہاں چاہیں لگائے جاتے ہیں اور جب چاہیں اٹھا لیے جاتے ہیں۔

ظَعَنَ کی تعریف آلوسی وَقْتَ تَرْحَالِكُمْ فِی النَّقْضِ وَالْحَمْلِ لکھتے ہیں یعنی سفروں میں لے جانے اور لگانے میں آسان ہوتے ہیں۔

ظَعَنَ۔ یقال ظَعَنَ یَظْعَنُ ظَعْنًا اِذَا شَخَصَ قَالَ یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَالظَّعِیْنَةُ الْهَوْدَجُ اِذَا كَانَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فِيْهَا الْمَرْاَةُ اِنْ تَكُنْ بِهٖ عَنِ الْمَرْاَةِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِي الْهَوْدَجِ۔

ظعن جگہ قیام کے بنانے کو کہتے ہیں اور ظعینہ ہودج کو کہتے ہیں جب اس میں عورت ہو پھر اس کے ٹھہرنے کی جگہ پر استعمال ہونے لگا اگرچہ اس میں عورت نہ ہو۔ تو پڑاؤ کی جگہ پر اس کا اطلاق مفہوم ہو گیا۔

" وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ اور ان کی اون سے اور بھری اور بالوں سے کچھ گھر کا سامان اور نفع حاصل کرنے کی چیزیں ایک وقت تک"۔

اون سے سویٹر اور پہننے کے لباس بھری اور بالوں سے غالیچہ۔ قالین۔ چادریں یہ گھر کا سامان ہے اس آیہ کریمہ سے کچھ مسائل بھی مستنبط ہوئے۔

یہ تفصیل اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کی کچھ بتا دی اور اس سے اشارتاً اس امر کا جواز بھی بیان کر دیا کہ اون اور پشمینہ اور بال پاک ہیں۔

لیکن بالوں کے پاک ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سور کے بال بھی اس طہارت میں داخل ہیں اس لیے کہ خنزیر نجس العین ہے اس کی ہر چیز شارع علیہ السلام نے حرام و نجس قرار دی ہے حتیٰ کہ ہر جانور حلال حرام میتہ کی کھال رنگ لینے کے بعد پاک ہو جاتی ہے مگر سور کی کھال بدستور نجس رہتی ہے حَيْثُ قَالَ۔ كُلُّ اِهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ اِلَّا جِلْدُ الْاٰدَمِيِّ وَالْخِنْزِيْرِ۔ اور آدمی کی جلد کا اس بنا پر استعمال ناجائز قرار دیا گیا کہ ایسا کرنا اس کے احترام کے خلاف ہے۔

" وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ اور اللہ نے کیے تمہارے لیے اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے اور کیے تمہارے لیے پہاڑوں سے پناہ لینے کے مقام اور تمہارے لیے بنائے کچھ پہناوے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۔ ایسے ہی پوری کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم تسلیم کرو"۔

ظلال سے مراد وہ سائے ہیں جو مکانوں۔ دیواروں۔ درختوں اور ابر وغیرہ سے قدرتی ظاہر ہوتے ہیں اور چھتوں کے سائے وہ جس کے نیچے انسان آرام لیتا ہے۔

اور پہاڑوں میں اکنان غار وغیرہ گھپائیں ہیں جن کے اندر امیر و غریب بوقت ضرورت آرام کرتے ہیں۔

اور سرابیل سربال کی جمع ہے یہ کرتہ ہے گرمی سے بچانے کے لیے ململ۔ ڈوریہ جیسے درحقیقت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالےٰ نے ہی بنایا اس لیے کہ اس نے آدمی میں قدرت پیدا فرمائی پھر ہمارے دماغوں میں اس سے انتفاع کے طریقے ڈالے ہم نے اس کا سوت باریک موٹا کاتا اس سے باریک موٹا دبیز سب کچھ قسم کا کپڑا ہم نے حاصل کر لیا۔

اور دوسرا کرتہ جسے زرہ کہتے ہیں جوشن بکتر خود یہ جنگ میں ہمارے اوپر تیر و تلوار کے گھاؤ سے محفوظ رکھتے ہیں یہ سب تمہارے لیے تمہاری حوائج کا سامان ہے جس کی اصل اللہ تعالےٰ نے ہی پیدا فرمائی تو ان کو دیکھ کر اس کی نعمتوں کا اعتراف کر کے اسلام لاؤ یعنی گردن اطاعت جھکاؤ اور اس کو تسلیم کرو۔

"فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ تو اگر وہ انحراف کریں تو اے محبوب! آپ پر تو صاف پہنچا دینا ہے یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ جانتے ہیں اللہ کی نعمتیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر کافر ہیں۔"

یعنی اے محبوب اس بیان کے بعد بھی اگر وہ آپ کی تصدیق اور اطاعت سے انحراف کریں اور اپنے کفر پر اڑے رہیں تو آپ کے ذمہ روشن ظاہر واضح لائح احکام پہنچا دینا ہے تو جب آپ نے پیغام پہنچا دیا تو آپ کا فرض پورا ہو گیا اور انحراف کرنے والوں پر ان کے انحراف کا وبال رہے گا اور وہ خود ان تمام نعمتوں کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں پھر بھی اگر شکر نہ بجا لائیں تو وہ جانیں اس کا وبال ان پر ہے۔

سدی کہتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد ذات اقدس مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے یعنی یہ فرمایا کہ اے محبوب آپ کو وہ جانتے ہیں کہ آپ پیغمبر ہیں مگر حسد و عناد اور ضد و کد سے منحرف ہیں اور اسلام قبول کرنے کی بجائے کافر ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۂ نحل۔ پ ۱۴

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝	اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر نہ اجازت ہوا نہیں جو کافر ہوئے اور نہ وہ منائے جائیں۔
وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا	اور جب دیکھیں وہ جو ظلم کرنے والے ہیں عذاب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

تو نہ ہلکا کیا جائے اور نہ مہلت دیے جائیں۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور جب دیکھیں وہ جو مشرک ہیں اپنے شریکوں کو بولیں اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک کہ تھے ہم پوجتے تیرے سوا تو ڈالیں ان کی طرف اپنی بات کہ بیشک تم جھوٹے ہو۔

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور بولیں اللہ کی طرف جھکتے ہوئے اس دن دور جاتی رہیں گی ان سے جو افتراء کرتے تھے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ

وہ جو کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے ہم نے بڑھایا عذاب پر عذاب بدلہ ان کے فساد کا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

اور جس دن اٹھائیں ہم ہر گروہ میں ایک گواہ ان پر انہی میں سے اور (اے محبوب) تمہیں لائیں ہم گواہ بنا کر ان پر اور نازل کیا ہم نے تم پر کتاب کو کہ بیان ہے ہر شئے کا اور ہدایت و رحمت اور بشارت مسلمانوں کے لیئے

حلِ لغات بارہواں رکوع سورہ نحل۔ پ ۱۴

وَيَوْمَ۔ اور جس دن	نَبْعَثُ۔ اٹھائیں گے ہم	مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک	اُمَّةٍ۔ امت سے
شَهِيْدًا۔ گواہ	ثُمَّ۔ پھر	لَا يُؤْذَنُ۔ نہ اجازت دی جائے	لِلَّذِيْنَ۔ انکو جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	وَلَا هُمْ۔ اور نہ وہ	يُسْتَعْتَبُوْنَ۔ منائے جائیں	
وَاِذَا۔ اور جب	رَاَى۔ دیکھیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	ظَلَمُوا۔ کافر ہیں
الْعَذَابَ۔ عذاب	فَلَا۔ تو نہ	يُخَفَّفُ۔ ہلکا کیا جائے	عَنْهُمْ۔ ان سے
وَلَا۔ اور نہ	هُمْ۔ وہ	يُنْظَرُوْنَ۔ مہلت دیے جائیں	وَاِذَا۔ اور جب
رَاَى۔ دیکھیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اَشْرَكُوْا۔ مشرک ہیں	شُرَكَآءَهُمْ۔ اپنے شریکوں کو
قَالُوْا۔ تو کہیں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ ہیں	شُرَكَآؤُنَا۔ ہمارے شریک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو كُنَّا۔ ہم تَدْعُوْا۔ پکارا کرتے تھے مِنْ دُوْنِكَ۔ تیرے سوا
فَاَلْقَوْا۔ تو وہ ڈالیں اِلَیْهِمْ۔ انکی طرف اَلْقَوْلَ۔ بات اِنَّكُمْ۔ کہ تحقیق تم
لَكٰذِبُوْنَ۔ جھوٹ بولتے ہو وَاَلْقَوْا۔ اور ڈالیں وہ اِلَى۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کی یَوْمَئِذِ۔ اس دن السَّلَمَ۔ صلح کی بات وَضَلَّ۔ اور بھول جائے
عَنْهُمْ۔ ان سے مَّا۔ جو كَانُوْا تھے وہ یَفْتَرُوْنَ۔ افتراء کرتے
اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے وَصَدُّوْا۔ اور روکا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ خدا کی
راہ سے زِدْنٰهُمْ۔ زیادہ دیں گے ہم ان کو عَذَابًا۔ عذاب
فَوْقَ۔ اوپر الْعَذَابِ۔ عذاب کے بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ كَانُوْا۔ تھے وہ
یُفْسِدُوْنَ۔ فساد کرتے وَیَوْمَ۔ اور جس دن نَبْعَثُ۔ اٹھائیں ہم فِیْ كُلِّ۔ ہر ایک
اُمَّةٍ۔ امت میں شَهِیْدًا۔ گواہ عَلَیْهِمْ۔ ان پر مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ انکی جانوں سے
وَجِئْنَا۔ اور لائیں ہم بِكَ۔ تجھ کو شَهِیْدًا۔ گواہ عَلٰى۔ اوپر
هٰۤؤُلَآءِ۔ ان کے وَنَزَّلْنَا۔ اور اتاری ہم نے عَلَیْكَ۔ تجھ پر الْكِتٰبَ۔ کتاب
تِبْیَانًا۔ بیان کرنے والی لِّكُلِّ۔ ہر ایک شَیْءٍ۔ چیز کو وَّهُدًى۔ اور ہدایت
وَّرَحْمَةً۔ اور رحمت وَّبُشْرٰى۔ اور خوشخبری لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ مسلمانوں کے لیے۔

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

"وَیَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ۔"
اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو اور نہ وہ منائے جائیں۔
یعنی قیامت کے دن ہر امت میں ایک گواہ یعنی ان کا نبی اٹھایا جائے جو انکی تصدیق و تکذیب ایمان و کفر کی شہادت دے گا اور وہ نہ منائے جائیں۔
یعنی ان سے اس وقت یہ نہ کہا جائے گا کہ تم اب بھی توبہ کر کے اپنا عذاب جو غضب الٰہی سے تم پر مسلط ہے کم کرا لو اس لیے کہ یہ واقعہ جب ہو گا جب آخرت میں دار الجزاء کے اندر وہ ہوں گے یہاں سے نہ رجوع الی الدنیا ممکن ہے نہ یہاں کوئی عمل ہے اس لیے کہ دار العمل تو دنیا تھی۔
اور اس کے معنی صاف ہیں کہ فَالْمُرَادُ بِالْاِسْتِعْتَابِ الْمَنْفِیِّ لَا نَفْیُ الْاِسْتِعْتَابِ یہاں وہ انکار جو منفی ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کی طرف سے تھا وہ دائم و مستمر ہو گیا نہ کہ اس استمرار کے کسی پہلو سے نفی بھی ممکن ہو یعنی توبہ وغیرہ سے وہ دفع ہو سکے یہ نہ ہو گا۔

"وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور جب دیکھیں ظلم کرنے والے عذاب کو تو نہ کم اور ہلکا ہو وہ عذاب نہ انہیں مہلت ملے"۔

یعنی جب کفار عذاب دیکھیں تو وہ عذاب ان کی معذرت والحاح سے کم اور ہلکا نہ ہو وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اَیْ یُمْهَلُوْنَ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں۔ اگرچہ عرض کریں کہ ہمیں دنیا میں بھیجا جائے تاکہ عمل و اتباع رسل کریں ان کی یہ عرض بھی مسموع نہ ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ آج وہ دن ہے کہ نہ کلام کریں اور نہ انہیں اجازت ہو کہ اپنا عذر پیش کر سکیں۔

"وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جو شرک کرنے والے ہیں اپنے شریکوں کو کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک جنہیں ہم پوجتے تھے تیرے سوا تو ڈالیں وہ ان پر اپنی بات کہ بے شک تم جھوٹے ہو اور پیش کریں اللہ کے حضور اس دن جھکتے ہوئے عاجزی اور بیکار جائیں وہ سب جو افترا کرتے تھے۔

یعنی جب مشرکین کے سامنے بت وغیرہ آئیں جنہیں وہ پوجتے تھے اَلَّذِیْنَ كَانُوْا یَزْعُمُوْنَهُمْ شُرَكَآءَ لِلّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَهُمْ مَعَهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ جن کے متعلق ان کا گمان تھا کہ وہ اللہ کے شریک ہیں اور اللہ تعالٰی کے ساتھ ان کی پوجا کرتے تھے۔

اور اس سے مراد تمام وہ ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے صنم۔ وثن۔ شیطان۔ آدمی۔ فرشتہ سب یعنی بطریق شرک جنکو بھی وہ معبود ٹھہراتے تھے اور ان کے لیے اپنے مال میں سے حصہ نکالتے تھے جانوروں میں سے کھیتیوں میں سے تو انہیں دیکھ کر بولیں۔

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِیْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم پوجتے تھے جن کا ہم اتباع کرتے تھے فَاَلْقَوْا یعنی مشرک عاجزی سے کہیں الٰہی یہ ہیں ہمارے مفروضہ معبود تو اب ہم عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور ان سے کہیں اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ بے شک تم جھوٹے معبود ہو وَضَلَّ عَنْهُمْ ضَاعَ وَبَطَلَ ان کی سب افترا پردازیاں ضائع اور باطل ہو جائیں۔

"اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وہ جو کفر کر چکے اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم نے انہیں عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی ان پر دوہرا عذاب اس لیے ہے کہ ایک تو خود کفر کیا اور دوسروں کو خدا کی راہ سے روکا اور گمراہ کیا۔

ابن مردویہ اور خطیب براء بن عازب سے راوی ہیں اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ عَقَارِبُ كَاَمْثَالِ النَّخْلِ الطِّوَالِ يَنْهَشُوْنَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ وَرَوٰى نَحْوَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ، وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ حضور عذاب پر دوسرا عذاب کیا ہوگا۔ فرمایا کھجور کے طویل درخت کی مثل بچھو مسلط ہوں جو جہنم میں ان کے ڈنک لگاتے رہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ السُّدِّيْ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَهْلَ النَّارِ اِذَا جَزِعُوْا مِنْ حَرِّهَا اسْتَغَاثُوْا بِضَحْضَاحٍ فِي النَّارِ فَاِذَا اَتَوْهُ تَلَقَّاهُمْ عَقَارِبُ كَاَنَّهُنَّ الْبِغَالُ الدُّهْمُ وَاَفَاعِيْ كَاَنَّهُنَّ الْبَخَاتِيُّ فَتَلْدَغُهُمْ فَذَالِكَ الزِّيَادَةُ۔

جہنمی جب آگ سے گھبرا کر تھوڑا سا پانی طلب کریں گے آگ میں تو ان کے پاس بچھو آئیں گے مثل شوخ خچروں کے اور زہریلے سانپ گویا کہ وہ بختی اونٹ ہیں اور انہیں ڈنک ماریں گے یہ ہے وہ زیادت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اِنَّهَا اَنْهَارٌ مِنْ صُفْرٍ مُذَابٍ يَسِيْلُ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يُعَذَّبُوْنَ بِهَا۔ وہ گندھک کی نہر پگھلائی ہوئی عرش کے نیچے سے بہتی ہوئی ہو جس سے انہیں عذاب پر عذاب دیا جائے۔

وَعَنِ الزَّجَّاجِ يَخْرُجُوْنَ مِنْ حَرِّ النَّارِ اِلَى الزَّمْهَرِيْرِ فَيُبَادِرُوْنَ مِنْ شِدَّةِ بَرْدِهٖ اِلَى النَّارِ

جہنمی شدت گرما سے آگ سے نکل کر زمہریر کی طرف آئیں اور یہاں کی برودت سے پریشان ہو کر پھر آگ کی طرف لپکیں۔

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ اَيْ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الَّذِيْ يَسْتَحِقُّوْنَهٗ بِكُفْرِهِمْ بِسَبَبِ اسْتِمْرَارِهِمْ عَلَى الْاِفْسَادِ وَهُوَ الصَّدُّ عَنِ السَّبِيْلِ۔ یعنی عذاب پر عذاب وہ ہے جس کے وہ مستحق ہیں اپنے کفر کی وجہ اور ہمیشہ عذاب میں رہنا اس لیے ہے کہ وہ دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے تھے۔

" وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ۔ اور جس دن ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ اٹھائیں انہیں میں سے اور اے محبوب (لائیں) تم کو شاہد بنا کر ان سب پر وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اور ہم نے تم پر یہ کتاب (یعنی قرآن) اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو"۔

ہر امت میں جو انہیں میں سے گواہ اٹھائے جائیں گے یہ اس امت کے نبی علیہ السلام ہوں گے۔ اور ان امتوں اور شہادت کے لیے حضور سید الانبیاء علیہ السلام لائے جائیں گے جیسا کہ دوسری آیۂ کریمہ میں بھی اس کا ذکر ہو چکا۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا۔

آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَهُوَ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَبِيُّهُمُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْهِمْ فِي الدُّنْيَا۔ یعنی ان کا وہ نبی جو دنیا میں ان کے اندر مبعوث ہو چکا تھا۔

اور مِنْ اَنْفُسِهِمْ پر فرماتے ہیں اِنَّهٗ مِنْهُمْ وَذٰلِكَ لِيَكُوْنَ اَقْطَعَ لِلْمَعْذِرَةِ یعنی وہ گواہ انہی میں سے ہوں تاکہ ان کے عذر اور بہانہ کو قطع کرنے والے ہوں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو ابن عطیہ سے منقول ہے يَجُوْزُ اَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى شُهَدَاءَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ گواہ صالحین میں سے اٹھائے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلْمُرَادُ بِالشَّهِيْدِ اَجْزَاءٌ مِنَ الْاِنْسَانِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ تَعَالٰى يُنْطِقُ عَشَرَةَ اَجْزَاءٍ مِّنْهُ وَهِيَ الْاُذُنَانِ وَالْعَيْنَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْيَدَانِ وَالْجِلْدُ وَاللِّسَانُ فَتَشْهَدُ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ قَالَ فِيْ صِفَةِ الشَّهِيْدِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ اللہ تعالےٰ دس اجزاء سے شہادت دلائے شہید سے مراد انسانی اعضاء ہیں۔ دو کان۔ دو آنکھ۔ دو پیر۔ دو ہاتھ اور جلد اور زبان۔

اس پر کہا گیا ہے وَيَاْبٰى ذٰلِكَ اِذْ لَا يَصِحُّ وَصْفُ اٰحَادِ الْاَعْضَاءِ بِاَنَّهَا مِنَ الْاُمَّةِ اس روایت سے انکار کیا گیا ہے اس لیے کہ اعضاء کی صفت امت پر صحیح نہیں ہوتی۔

وَعِنْدَ اَكْثَرِ الْمُفَسِّرِيْنَ وَلَمْ يَسْتَبْعِدْ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ بِهِمْ مَا يَشْمَلُ الْحَاضِرِيْنَ وَغَيْرَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَاَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكُمْ۔

اکثر مفسرین نے فرمایا یہ ہرگز مستبعد نہیں کہ اس سے مراد حاضرین میدان قیامت میں نبی بھی شامل ہوں اس لیے کہ اعمال امت حضور پر پیش ہوتے رہیں گے۔ قیامت تک بعد وفات بھی۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَاَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شَيْءٍ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ۔

میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم جو چاہو کہہ لیتے ہو اور اس کا تمہیں جواب مل جاتا ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے تو جو نیک عمل میں دیکھوں گا اللہ کا شکر کروں گا اس پر اور جو برا عمل دیکھوں گا تو اللہ کے حضور بخشش طلب کروں گا تمہارے لیے۔ انتہی۔

آخر میں صاف لکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ شہداء صرف اور صرف انبیاء کرام ہی ہیں۔
اَلْمُرَادُ بِهِمْ شُهَدَاءُ الْاُمَمِ وَهُمُ الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِعِلْمِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِعَقَائِدِهِمْ وَاسْتِجْمَاعِ شَرْعِهِ لِقَوَاعِدِ هٰؤُلَاءِ الْاُمَّةِ لِاَنْ كَوْنَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَهِيْدًا عَلٰى اُمَّتِهٖ عُلِمَ مِمَّا تَقَدَّمَ فَالْاٰيَةُ مَسُوْقَةٌ لِشَهَادَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ۔

شہید سے مراد شہداء امم ہی ہیں اور وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اس لیے کہ انہیں ان کے عقائد کا علم ہوتا ہے اور استجماع شرعیہ کا اس لیے کہ وہ امت کے لیے سب احکام دیتے رہے نہ کہ امتی امتی پر گواہ ہو اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے گواہ ہیں کہ وہ ان کے ما تقدم پر واقف ہیں اور سیاق آیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت انبیاء پر ظاہر کرتا ہے۔

اور اس کی تائید وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا بھی کر رہی ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

آیہ کریمہ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰؤُلَاءِ کے بعد ہی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمانا برائے دفع دخل مقدر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی ممکن ہے معترض یہ کہہ دے کہ ظہور حضور پُر نور سے پہلے انبیاء اور امم ماضیہ پر حضور کی شہادت بلا رویت ہی ہو سکتی ہے اور جو شہادت بلا رویت وحصول علم اذعانی ہو اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوتا تو حضور کی شہادت انبیاء اور امم ماضیہ پر جو ہوگی وہ مفید نہیں ہو سکتی۔

تو اس اعتراض کے دفع کے لیے ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم نے اے ہمارے محبوب کتاب یعنی قرآن کریم نازل فرما کر عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ فرما دیا کہ سید اکرم کو علم قرآن دیا پھر اس کے حقائق ودقائق کا بیان بھی سکھا دیا اور وہ کوئی تاریخ یا سیر کی کتاب نہیں جس پر کسی کو شبہ کرنے کی گنجائش ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنابریں اس قرآن کے علم سے جو شہادت حضور کی ہوگی وہ قطعی یقینی اذعانی ہوگی اسے سماعی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ عینی سے بھی بلند پایہ ہوگی۔

اس قرآن کریم میں تبیانا لکل شئی ہے ہر شے کا روشن بیان ہے۔ ماضیہ و مستقبلہ تمام حالات و کوائف قصص و واقعات سب اللہ تعالے نے فرمائے جن میں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ مَنْ شَكَّ فَقَدْ كَفَرَ۔

تو یہاں مضمون سبق کی تائید میں وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمایا صحیح اور ضروری ہے پھر مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ بھی فرمادیا گیا

ترمذی کی حدیث ہے کہ حضور سرور عالم مالک رقاب امم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی صحابہ نے ان سے خلاص کا طریقہ پوچھا حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے اور تم سے بعد کے حالات کی بھی اور تمہارے موجودہ حالات کی بھی خبر ہے۔

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے فرمایا جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کرلے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا امت کے تمام علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث پاک قرآن کی شرح ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حکم بھی دیا وہ وحی تھا جو آپ کو قرآن پاک سے مفہوم ہوا۔

حضرت ابوبکر بن مجاہد سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو۔ کسی نے سوال کیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ میں بُیُوتٌ غیر مسکونہ سے مراد سرائے نہیں تو کیا ہے؟

ابوالفضل مرسی نے فرمایا اولین و آخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ قرآن سے وہی علوم نکال سکتا ہے جس پر انکشاف ہوجائے اور جس کی جتنی علمیت و ذہنیت ہے اتنا ہی وہ کلام پاک سے استفادہ کرسکتا ہے۔

علامہ آلوسی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ روح المعانی میں لکھتے ہیں۔

اِنَّهٗ قَالَ مَرَّةً بِمَكَّةَ ـ سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ اُخْبِرُكُمْ عَنْهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ـ فَقِيْلَ مَا تَقُوْلُ فِي الْمُحْرِمِ يَقْتُلُ الزُّنْبُوْرَ۔ آپ نے ایک بار مکہ معظمہ میں اعلان فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو دریافت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرو میں تمہیں قرآن کریم سے جواب دونگا تو آپ سے عرض کیا گیا حضرت محرم کے لیے تتیا یعنی ڈیمو مارنے کا کیا حکم ہے؟

فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو حکم ہمارا رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ۔ حضرت حذیفہ حضور سے راوی ہیں کہ میرے بعد پیروی کرنا ابوبکر و عمر کی۔ گویا پیشگوئی فرمادی کہ میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد عمر میرے خلیفہ ہوں گے اور ان سے یہ حدیث ہے۔

حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ كُدَامٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَمَرَ بِقَتْلِ الْمُحْرِمِ الزُّنْبُوْرَ۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا محرم کو کہ زنبور یعنی تتیا جسے بزبان پنجابی ڈیمو کہتے ہیں مار دے۔

تو حضور کا فرمان فرمانِ قرآن اور حضور کے خلفاء کا فرمان فرمان واجب الاذعان فرمان مصطفےٰ بنا بریں تو فرمان خلفاء باتباع فرمان الٰہی ہوا۔

بخاری شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ۔ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔

اللہ نے لعنت فرمائی جسم سوئی سے گدانے والی اور گودنے والی پر۔
اور بالوں میں بال بٹ کر بال لمبے کرانے والی اور بٹنے والی پر۔
اور دانتوں میں چھید کرا کر سونے کی کیل لگانے والی پر۔
اور اللہ تعالےٰ نے جو قدرتی حسن دیا اسے متغیر کرنے والی پر۔

خواہ وہ پلاسٹک سے ہو یا پاؤڈر سے خواہ وہ لالی لگانے سے ہو خواہ بال کاٹنے سے وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

فَقَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ فِيْ ذٰلِكَ تو ایک عورت اس حال میں تھیں انہوں نے اس پر اعتراض کیا فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا جس پر حضور لعنت فرمائیں ہم کیوں اس پر لعنت نہ کریں۔
تو وہ خاتون کہنے لگیں لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ۔ حضرت! میں نے یہ قرآن کریم جو ہمارے سامنے ہے پڑھا ہے مگر ہم نے تو اس میں وہ نہ پایا جو آپ فرما رہے ہیں
قَالَ لَئِنْ کُنْتِ قَرَأْتِیْہِ لَقَدْ وَجَدْتِیْہِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو قرآن پڑھتی تو یقیناً پالیتی کیا تو نے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ نہیں پڑھا۔
قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَدْ نَہٰی عَنْہُ۔ خاتون نے عرض کیا بیشک پڑھا ہے فرمایا یہی حکم ہے کہ حضور نے ایسی بناوٹوں سے منع فرمایا ہے اور کلام حق ہے فرمان محمد۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔
اور شیخ اکبر قدس سرہ نے تو قرآن کریم سے حوادث کونیہ اتنے نکالے ہیں جن کا احصاء ممکن نہیں۔
وَقَدْ رَاَیْتُ جَدْوَلًا حَرْفِیًّا مَنْسُوْبًا اِلَی الشَّیْخِ کَتَبَ عَلَیْہِ اَنَّہٗ یُعْرَفُ مِنْہُ حَوَادِثُ اَھْلِ الْمَحْشَرِ۔ ایک جدول حرفی شیخ اکبر قدس سرہ کا دیکھا جس سے حوادث اہل محشر معلوم ہو جاتے ہیں۔
اور ایک جدول دوسرا ہے جس سے حوادث اہل جنت واضح ہوتے ہیں۔
اور تیسرا ایک جدول ہے جس سے حوادث اہل نار روشن ہیں۔ وَکُلُّ ذٰلِکَ عَلٰی مَا یَزْعُمُوْنَ مُسْتَخْرَجٌ مِّنَ الْکِتَابِ الْکَرِیْمِ اور یہ سب کچھ انہوں نے قرآن کریم سے نکالنے کا دعویٰ فرمایا ہے۔
وَمِثْلُ ذٰلِکَ الْجَفْرُ الْجَامِعُ الْمَنْسُوْبُ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ فَاِنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّہٗ جَامِعٌ لِمَا شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْحَوَادِثِ الْکَوْنِیَّۃِ وَھُوَ اَیْضًا مُسْتَخْرَجٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔
اور ایسا ہی جفر جامع ہے جو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ جامع حوادث کونیہ ہے اور یہ مستخرج من القرآن العظیم ہے۔ روح المعانی
وَقَدْ نَقَلَ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیْ عَنِ الْمُرْسِیْ اَنَّہٗ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنُ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ بِحَیْثُ لَمْ یُحِطْ بِہَا عِلْمًا حَقِیْقَۃً اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَنْ فَضْلُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلَیْہِ ثُمَّ وَرِثَھُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ سَادَاتُ الصَّحَابَۃِ وَاَعْلَامُھُمْ مِثْلُ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَۃِ وَمِثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ حَتّٰی قَالَ الْاَوَّلُ لَوْ ضَاعَ لِیْ عِقَالُ بَعِیْرٍ لَوَجَدْتُّہٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیوطی علامہ مرسی سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا قرآن کریم جامع ہے علوم اولین و آخرین کا حتیٰ کہ اس کا احاطہ از روئے علم حقیقتاً کوئی نہ کر سکا سوائے اللہ تعالےٰ کے پھر حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یا جن پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہو۔

پھر اس علم کے وارث ہوئے سادات صحابہ اور ان میں سے جو ان پر حاکم ہیں مثل خلفاء اربعہ اور مثل ابن عباس اور ابن مسعود حتیٰ کہ اول درجے والے تو فرما گئے کہ اگر میرے اونٹ کا عقال بھی گم ہو جائے تو میں کتاب اللہ سے پالیتا ہوں۔

ثُمَّ وَرِثَهُمُ التَّابِعُوْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ ثُمَّ تَقَاصَرَتِ الْهِمَمُ وَفَتَرَتِ الْعَزَائِمُ وَتَضَاءَلَ اَهْلُ الْعِلْمِ وَضَعُفُوْا عَنْ حَمْلِ مَا حَمَلَهُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ مِنْ عُلُوْمِهِ وَسَائِرِ فُنُوْنِهِ فَنَوَّعُوْا فُنُوْنَهُ وَعُلُوْمَهُ وَقَامَتْ كُلُّ طَائِفَةٍ بِفَنٍّ مِنْ فُنُوْنِهِ۔

پھر ان کے علوم پر تابعین وارث ہوئے پھر ہمتیں قاصر ہوگئیں اور عزائم کمزور ہوگئے اور اہل علم پراگندہ خیال ہوگئے اور ضعیف الہمت ہوگئے اس بار کے اٹھانے میں جو صحابہ اور تابعین نے اٹھایا تھا ان کے علوم اور فنون سے تو انواع و اقسام کے علوم ایجاد کیے اور علیحدہ علیحدہ ایک جماعت ایک فن پر جم گئی اور وہ اس کے ماتحت چلنے لگ گئی۔

وَقِيْلَ لَا يَخْلُو الزَّمَانُ مِنْ عَارِفٍ بِجَمِيْعِ ذَالِكَ وَهُوَ الْوَارِثُ الْمُحَمَّدِيُّ وَيُسَمَّى الْغَوْثُ وَ قُطْبُ الْاَقْطَابِ وَالْمَظْهَرُ الْاَتَمُّ وَمَظْهَرُ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ اِلٰى غَيْرِ ذَالِكَ۔

اور یہ بھی ایک قول ہے کہ زمانہ کبھی عارف سے خالی نہیں ہوتا وہ تمام علوم پر حاوی ہوتا ہے اور وہ وارث محمدی ہوتا ہے اس کا نام غوث اور قطب الاقطاب اور مظہر اتم اور مظہر اسم اعظم ہوتا ہے۔

"وَهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو"

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِلْجَمِيْعِ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ وَحِرْمَانُ الْكَفَرَةِ مِنْ جِهَةِ تَفْرِيْطِهِمْ۔ ہدایت حضور کی ذات یا قرآن کریم سب کے لیے ہے بقرینہ آیۂ کریمہ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ اور باوجود اس کے کافروں کی محرومی ان کی تفریط عقیدہ کفریہ شرکیہ کی بنا پر ہے۔

"وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ"۔ خَاصَّةً اور بشارت خصوصیت سے مومنین و مسلمین کے لیے ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بشارت ان سب کے لیے ہے جو ہدایت و رحمت سے منتفع ہوں اس لیے کہ ہدایت دلالت موصولہ ہے اور رحمت رحمت تامّہ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں ۱۳ رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے ہدایت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم یاد رکھو۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ○

اور پورا کرو عہد اللہ کا جبکہ تم عہد کرلو اور نہ توڑو اپنا عہد قسم والا بعد موکد کرلینے کے اور کرچکے ہو تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا ۚ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اور نہ ہو اس عورت کی طرح جس نے توڑ دیا اپنا سوت بعد مضبوط ہونے کے ریزہ ریزہ پکڑتے ہو اپنی قسمیں مداخلت باہمی کی وجہ سے کہ نہ ہو ایک گروہ دوسرے سے زیادہ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے اور تم پہ ظاہر کردے گا قیامت کے دن جس بات پر تم اختلاف کرتے تھے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○

اور اگر چاہتا اللہ ضرور کرتا تمہیں ایک گروہ لیکن گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور ضرور تم پوچھے جاؤ گے اس سے جو تھے تم کرتے

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اور نہ پکڑو اپنی قسموں کو بہانہ اپنے آپس میں تو لغزش کرے قدم جم جانے کے بعد اور چکھو تم برائی بدلہ اس کا کہ روکتے تھے تم اللہ کی راہ سے اور تمہیں دردناک عذاب ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا

اور نہ لو اللہ کے عہد کے بدلے قیمت ذلیل بے شک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥
وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانو۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۚ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥
جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا اور ضرور جزا دیں گے ہم انہیں جو صبر کریں ان کا بدلہ سب سے اچھا ہے جو ہیں وہ عمل کرتے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥
جو عمل نیک کرے مرد اور عورت سے حال آنکہ وہ مومن ہو تو ہم ضرور اسے زندگی دیں گے زندگی اچھی اور انہیں جزا دیں گے اچھی بدلے سے جو ان کے عمل کے لائق ہو۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥
تو جب پڑھو تم قرآن تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ٥
بے شک اس کا نہیں کوئی قابو ان پر جو ایمان والے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ٥
اس کا قابو تو ان پر ہے جو اس سے دوستی کریں اور وہ جو اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔

حلِ لغات تیرہواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
يَاْمُرُ۔ حکم دیتا ہے
بِالْعَدْلِ۔ انصاف
وَالْاِحْسَانِ۔ اور نیکی
وَاِيْتَآئِ۔ اور دینے کا
ذِى الْقُرْبٰى۔ قرابت والوں کو
وَيَنْهٰى۔ اور روکتا ہے
عَنِ الْفَحْشَآءِ۔ بے حیائی سے
وَالْمُنْكَرِ۔ اور بری بات
وَالْبَغْيِ۔ اور سرکشی سے
يَعِظُكُمْ۔ نصیحت کرتا ہے تم کو
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ۔ یاد رکھو
وَاَوْفُوْا۔ اور پورا کرو
بِعَهْدِ۔ عہد
اللّٰهِ۔ اللہ کا
اِذَا۔ جب
عَاهَدْتُّمْ۔ عہد کرو تم
وَلَا۔ اور نہ
تَنْقُضُوا۔ توڑو
الْاَيْمَانَ۔ قسمیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَعْدَ۔ بعد　تَوْکِیْدِھَا۔ مضبوط کرنے اسکے کے　وَقَدْ۔ اور بیشک
جَعَلْتُمْ۔ بنایا تم نے　اللّٰہَ۔ اللہ کو　عَلَیْکُمْ۔ اپنے اوپر　کَفِیْلًا۔ ضامن
اِنَّ۔ بیشک　اللّٰہَ۔ اللہ　یَعْلَمُ۔ جانتا ہے　مَا۔ جو
تَفْعَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو　وَلَا۔ اور نہ　تَکُوْنُوْا۔ ہو جاؤ تم　کَالَّتِیْ۔ اس عورت کی طرح
نَقَضَتْ۔ جس نے توڑ دیا　غَزْلَھَا۔ اپنا سوت　مِنْ بَعْدِ۔ بعد　قُوَّۃٍ۔ مضبوط کرنے کے
اَنْکَاثًا۔ ٹکڑے ٹکڑے　تَتَّخِذُوْنَ۔ بناتے ہو تم　اَیْمَانَکُمْ۔ اپنی قسموں کو　دَخَلًا۔ مداخلت
بَیْنَکُمْ۔ آپس میں　اَنْ۔ یہ کہ　تَکُوْنَ۔ ہو　اُمَّۃٌ۔ ایک جماعت
ھِیَ۔ وہ　اَرْبٰی۔ زیادہ　مِنْ اُمَّۃٍ۔ دوسری سے　اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں
یَبْلُوْکُمُ۔ آزماتا ہے تمہیں　اللّٰہُ۔ اللہ　بِہٖ۔ اس سے　وَلَیُبَیِّنَنَّ۔ اور ظاہر کرے گا
لَکُمْ۔ تمہارے لیے　یَوْمَ۔ دن　الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے　مَا کُنْتُمْ۔ جو تھے تم
فِیْہِ۔ اس میں　تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے　وَلَوْ۔ اور اگر　شَآءَ۔ چاہے
اللّٰہُ۔ اللہ　لَجَعَلَکُمْ۔ تو بنا دے تم سب کو　اُمَّۃً۔ جماعت
وَّاحِدَۃً۔ ایک　وَّلٰکِنْ۔ اور لیکن　یُّضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے　مَنْ۔ جس کو
یَّشَآءُ۔ چاہے　وَیَھْدِیْ۔ اور ہدایت دیتا ہے　مَنْ۔ جس کو　یَّشَآءُ۔ چاہے
وَلَتُسْئَلُنَّ۔ اور ضرور پوچھے جاؤ گے تم　عَمَّا۔ اس سے　کُنْتُمْ۔ جو تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے　وَلَا۔ اور نہ　تَتَّخِذُوْا۔ بناؤ تم　اَیْمَانَکُمْ۔ اپنی قسموں کو
دَخَلًا۔ مداخلت کا سبب　بَیْنَکُمْ۔ آپس میں　فَتَزِلَّ۔ کہ پھسل جائیں　قَدَمٌ۔ قدم
بَعْدَ۔ بعد　ثُبُوْتِھَا۔ ثابت قدمی کے　وَتَذُوْقُوا۔ اور چکھو تم　السُّوْٓءَ۔ برائی
بِمَا۔ بدلے اسکے جو　صَدَدْتُّمْ۔ روکا تم نے　عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ خدا کی راہ سے
وَلَکُمْ۔ اور تمہارے لیے　عَذَابٌ۔ عذاب ہے　عَظِیْمٌ۔ بڑا　وَلَا۔ اور نہ
تَشْتَرُوْا۔ خریدو　بِعَھْدِ۔ عہد　اللّٰہِ۔ خداوندی سے　ثَمَنًا۔ قیمت
قَلِیْلًا۔ ذلیل　اِنَّمَا۔ بیشک جو　عِنْدَ۔ پاس　اللّٰہِ۔ خدا کے ہے
ھُوَ۔ وہ　خَیْرٌ۔ بہتر ہے　لَّکُمْ۔ تمہارے لیے　اِنْ۔ اگر
کُنْتُمْ۔ ہو تم　تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے　مَا۔ جو　عِنْدَکُمْ۔ تمہارے پاس ہے
یَنْفَدُ۔ ختم ہو جائے گا　وَمَا۔ اور جو　عِنْدَ۔ پاس　اللّٰہِ۔ اللہ کے ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَاقٍ ۔ باقی رہنے والا ہے ۔ وَلَنَجْزِيَنَّ ۔ اور ضرور بدلہ دیں گے ہم ۔ الَّذِيْنَ ۔ ان کو
صَبَرُوْا ۔ جو صابر ہیں ۔ اَجْرَهُمْ ۔ انکے اجر کا ۔ بِاَحْسَنِ ۔ اچھا ۔ مَا ۔ اس سے
كَانُوْا ۔ جو تھے وہ ۔ يَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے ۔ مَنْ ۔ جو ۔ عَمِلَ ۔ عمل کرے
صَالِحًا ۔ اچھے ۔ مِّنْ ذَكَرٍ ۔ مرد ہو ۔ اَوْ اُنْثٰى ۔ یا عورت ۔ وَهُوَ ۔ اور وہ
مُؤْمِنٌ ۔ مومن ہو ۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ ۔ تو ضرور زندگی دیں گے ہم اسکو ۔ حَيٰوةً ۔ زندگی
طَيِّبَةً ۔ اچھی ۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ ۔ اور بدلہ دیں گے ہم انکو ۔ اَجْرَهُمْ ۔ انکے اجر کا
بِاَحْسَنِ ۔ اچھا ۔ مَا ۔ اس کا ۔ كَانُوْا ۔ جو تھے وہ ۔ يَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے
فَاِذَا ۔ پھر جب ۔ قَرَاْتَ ۔ پڑھے تو ۔ الْقُرْاٰنَ ۔ قرآن ۔ فَاسْتَعِذْ ۔ تو پناہ لے
بِاللّٰهِ ۔ اللہ کی ۔ مِنَ الشَّيْطٰنِ ۔ شیطان ۔ الرَّجِيْمِ ۔ مردود سے ۔ اِنَّهٗ ۔ بیشک وہ
لَيْسَ ۔ نہیں ہے ۔ لَهٗ ۔ اس کا ۔ سُلْطٰنٌ ۔ کوئی غلبہ ۔ عَلَى ۔ اوپر
الَّذِيْنَ ۔ ان کے جو ۔ اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ۔ وَعَلٰى ۔ اور اوپر ۔ رَبِّهِمْ ۔ اپنے رب کے
يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ وہ بھروسہ کرتے ہیں ۔ اِنَّمَا ۔ سوا اسکے نہیں ۔ سُلْطٰنُهٗ ۔ غلبہ اس کا ۔ عَلَى ۔ اوپر
الَّذِيْنَ ۔ انکے ہے ۔ يَتَوَلَّوْنَهٗ ۔ جو اس سے دوستی کریں ۔ وَالَّذِيْنَ ۔ اور وہ
هُمْ ۔ کہ وہ ۔ بِهٖ ۔ اس کو ۔ مُشْرِكُوْنَ ۔ شریک ٹھہرائیں

مختصر تفسیر اردو تیرہواں (۱۳) رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔
بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔"

اس آیۂ کریمہ میں چھ باتوں کا حکم ہے۔
عدل۔ احسان۔ ایتاء ذی القربیٰ۔ نہی عن الفحشاء۔ نہی عن المنکر۔ نہی عن البغی۔ اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
عدل کی تعریف یہ ہے اَيِ الْمُرَاعَاةُ التَّوَسُّطِ بَيْنَ طَرَفَيِ الْاِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيْطِ۔ افراط و تفریط سے بچ کر درجہ متوسط کو ملحوظ رکھنا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْعَدْلُ عَلٰی مَا رَوَاہُ عَنْہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ ۔ اسماء وصفات الٰہیہ میں عدل کہے وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُہُمْ وَضَمَّ اِلَیْہِ بَعْضُہُمُ الْقَوْلَ بِالْکَسْبِ الْمُتَوَسِّطِ بَیْنَ مَحْضِ الْجَبْرِ وَالْقَدْرِ وَمِنَ الْحِکَمِ الْعَمَلَ التَّعَبُّدَ بِاَدَاءِ الْوَاجِبَاتِ الْمُتَوَسِّطِ بَیْنَ الْبَطَالَۃِ وَتَرْکِ الْعَمَلِ لِزَعْمِ اَنَّہٗ لَا فَائِدَۃَ فِیْہِ اِذِ الشَّقِیُّ وَالسَّعِیْدُ مُتَعَیَّنَانِ فِی الْاَزَلِ کَمَا ذَہَبَ اِلَیْہِ بَعْضُ الْمَلَاحِدَۃِ وَالتَّرَہُّبِ بِتَرْکِ الْمُبَاحَاتِ تَشَبُّہًا بِالرُّہْبَانِ وَمِنَ الْحِکَمِ الْخُلُقِیَّۃِ الْجُوْدُ الْمُتَوَسِّطُ بَیْنَ الْبُخْلِ وَالتَّبْذِیْرِ ۔

عدل یہ ہے کہ عمل متوسط ہو اور جبریہ قدریہ کے مسئلہ میں حد سے نہ بڑھے اور عملی حیثیت سے عبادت اداء واجبات کے ساتھ ہو اور باطل طریقہ سے اجتناب ہو اس خیال کو دفع کرے کہ عمل کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ گمان ہے ملاحدہ کا کہ شقی اور سعید مقرر ہو چکے ہیں ازل میں ۔ یا جائز امور سے اجتناب کرنے لگے ۔ جیسے راہبوں کا طریقہ ہے اور اخلاقی کیفیت میں بخشش کرے تو ایسی کہ میذر یعنی فضول خرچ بھی نہ ہو اور بخیل بھی نہ ہو ۔

وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ اَنَّ الْعَدْلَ اِسْتِوَاءُ السَّرِیْرَۃِ وَالْعَلَانِیَۃِ فِی الْعَمَلِ ۔ عدل خفیہ و علانیہ کے مابین عمل میں رہنا ہے یعنی ریا کے وہم میں اگر مقام خفی نہ ملے تو عبادت ہی ترک کر دے بلکہ عمل میں اپنے رب کے ساتھ خلوص ہو خواہ سری ہو یا علانیہ ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ اِنَّہٗ قَالَ دَعَانِیْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَقَالَ لِیْ صِفْ لِیَ الْعَدْلَ فَقُلْتُ بَخٍ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ جَسِیْمٍ ۔ کُنْ لِصَغِیْرِ النَّاسِ اَبًا وَلِکَبِیْرِہِمْ اِبْنًا وَلِلْمِثْلِ مِنْہُمْ اَخًا وَلِلنِّسَاءِ کَذٰلِکَ وَعَاقِبِ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ ذُنُوْبِہِمْ وَعَلٰی قَدْرِ اَجْسَادِہِمْ وَلَا تَضْرِبَنَّ لِغَضَبِکَ سَوْطًا وَاحِدًا فَتَکُوْنَ مِنَ الْعَادِیْنَ ۔

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے بلا کر فرمایا عدل کی تعریف بتلایئے ۔ میں نے کہا خوب سوال کیا تم نے یہ بہت بھاری بات ہے ۔

● چھوٹوں کے لیے آپ بمنزلہ باپ ہوں بڑوں کے سامنے بمنزلہ بیٹے کے ہوں ۔ برابر والوں میں بھائی کے موافق ہوں اور ایسا ہی عورتوں میں درجہ رہے اور کسی کو سزا نہ دیں مگر اس کے گناہ کے برابر اور اسکی جسمانی طاقت پر اور کسی کو غصہ کے اندر کوڑے نہ لگائیں ورنہ پھر آپ اللہ کے نافرمان ہو جائیں گے ۔ یہ ہے عدل ۔ آگے فرماتے ہیں ۔ شاید یہ تعریف سائل کے درجہ اور مقام کے موافق فرمائی تھی ۔ اس لیے کہ عمر بن عبد العزیز والی ملک خلیفۃ المسلمین تھے ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو خلاصہ تعریف عدل کا یہ ہے۔

جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عدل یعنی انصاف یہ ہے کہ آدمی لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے اور نیکیوں میں فرائض کا خاص خیال رکھے اور شرک سے مجتنب رہے۔

اور احسان کی تعریف یہ ہے کہ اعمال و عبادات میں مسابقت کرے جیسا کہ بخاری شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ عبادت کرتے وقت مومن اس خیال میں محو ہو جائے کہ گویا وہ اللہ کے حضور میں حاضر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ خیال پختہ نہ ہو تو کم از کم یہ تصور ضرور رہے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِہٖ مِنْ طَرِیْقِ الْعَکْلِیْ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ مَرَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ بِقَوْمٍ یَّتَحَدَّثُوْنَ فَقَالَ فِیْمَ اَنْتُمْ فَقَالُوْا تَذَاکَرْنَا الْمُرُوْءَۃَ فَقَالَ اَمَا کَفَاکُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِہٖ اِذْ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ فَالْعَدْلُ الْاِنْصَافُ وَ الْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ فَمَا بَقِیَ بَعْدَ ھٰذَا۔

فرماتے ہیں حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ ایک جماعت میں گذرے جو گفتگو کر رہی تھی آپ نے فرمایا کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا مروّۃ پر گفتگو کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تمہیں فرمان الٰہی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کافی نہیں ہے؟

فَالْعَدْلُ الْاِنْصَافُ تو عدل انصاف ہے وَالْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ۔ یعنی دوسروں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند ہو کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے۔

ایک قول یہ ہے کہ عدل انصاف ہے اور انصاف توحید ہے اور احسان نیکی ہے اور نیکی اخلاص ہے

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا الْاِحْسَانُ اَنْ تُحْسِنَ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ لَیْسَ الْاِحْسَانُ اَنْ تُحْسِنَ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْکَ

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اپنے ساتھ برائی کرنے والے سے چشم پوشی کرے یہ احسان نہیں کہ اپنے محسن کے ساتھ احسان کرے۔

وَلِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا بَعْدَ مَا فَسَّرَ الْعَدْلَ بِالتَّوْحِیْدِ فَسَّرَ الْاِحْسَانَ بِاَدَاءِ الْفَرَائِضِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عدل کی تفسیر توحید سے کر کے احسان کی تفسیر ادائے فرائض سے فرمائی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ عدل افعال میں ہوتا ہے اور احسان اقوال میں۔

"وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی" اَیْ اِعْطَاءُ الْاَقَارِبِ حَقَّهُمْ مِنَ الصِّلَةِ وَالْبِرِّ وَهٰذَا دَاخِلٌ فِی الْعَدْلِ اَوِ الْاِحْسَانِ۔ یعنی اقارب واعزّا کو ان کے حق دے کر صلہ رحمی کرنا اور بھلائی کرنا۔ یہ عدل میں داخل ہے یا احسان میں۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِذِی الْقُرْبٰی مَا یَعُمُّ سَائِرَ الْاَقَارِبِ سَوَاءٌ کَانُوْا مِنْ جِهَةِ الْاُمِّ اَوْ مِنْ جِهَةِ الْاَبِ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ بِذَوِی الْاَرْحَامِ الَّذِیْنَ حَثَّ الشَّارِعُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صِلَتِهِمْ عَلَی الْاَصَحِّ۔

اور ظاہر ہے ذوی القربٰی عام ہے تمام اقارب کے لیے عام اس سے کہ وہ ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے اور یہ وہی ہیں جو ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور ذوی الارحام وہی ہیں جن کی صلہ رحمی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تاکید فرمائی۔

ایک قول یہ ہے ذوی الارحام وہ اقارب ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں۔

وَذَکَرَ الطَّبْرَسِیُّ اَنَّ الْمَرْوِیَّ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ الْمَرْوِیَّ مِنْ ذَوِی الْقُرْبٰی هٰهُنَا قَرَابَتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُرَادُوْنَ فِیْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی

طبرسی کہتے ہیں کہ بروایت جعفر ذوی القربٰی سے اس جگہ قرابت حضور صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہے جو فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی میں بیان ہوئی

"وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ" فحش باتوں سے روکتا ہے۔ اور وہ ہے اَلْاِفْرَاطُ فِیْ مُتَابَعَةِ الْقُوَّةِ الشَّهْوَانِیَّةِ کَالزِّنَا مَثَلًا۔ فحش جس کی جمع فحشاء ہے اس سے مراد شہوانی قوت کی طرف بطور افراط متوجہ ہونا ہے۔ جیسے زنا مثلاً۔

وَفَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْفَحْشَاءَ بِهٖ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے ہر بے حیائی مراد لیتے ہیں۔

"وَالْمُنْکَرِ" مَا یُنْکَرُ عَلٰی مُتَعَاطِیْهِ مِنَ الْاِفْرَاطِ فِیْ اِظْهَارِ الْقُوَّةِ الْغَضَبِیَّةِ۔ اس سے قوت غضبانیہ کا اظہار مراد ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُقَاتِلٍ تَفْسِیْرُهٗ بِالشِّرْکِ۔ اس سے مراد شرک ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَعَنِ السَّائِبِ اِنَّہٗ مَا وَعَدَ عَلَیْہِ بِالنَّارِ۔ ہر وہ کام جس پر جہنم کا وعدہ ہے۔
وَعَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ اِنَّہٗ مُخَالَفَۃُ السَّرِیْرَۃِ لِلْعَلَانِیَۃِ۔ ہر وہ عیب جو خفیہ کے خلاف علانیہ ہو وہ مراد ہے۔
وَقِیْلَ مَا لَا یُوْجِبُ الْحَدَّ فِی الدُّنْیَا لٰکِنْ یُّوْجِبُ الْعَذَابَ فِی الْاٰخِرَۃِ۔ دنیا میں اس کی سزا نہ ہو آخرت میں اس کا عذاب ضروری ہو۔
وَقَالَ الزَّمَخْشَرِیُّ مَا تُنْکِرُہُ الْعُقُوْلُ۔ جس سے عقل انکار کرے۔ لیکن اس پر ابن منیر نے اعتراض کیا ہے وہ کہتے ہیں یہ خیال اعتزالی یعنی معتزلہ کا یہ خیال ہے کہ جو کام عقل پسند نہ کرے وہ ہی منکر ہے۔ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ اَلْمُنْکَرُ مَا اَنْکَرَہُ الشَّرْعُ لَوَافَقَ الْحَقَّ۔ منکر وہ ہے جس سے شریعت انکار کرے تو مسلّم ہو سکتا ہے۔
"وَالْبَغْیَ" یعنی لوگوں پر اپنی بلندی دکھانے کو جبر کرنا بغی ہے اور یہ آثار قوت وہمیہ شیطانیہ سے ہے بعض نے کہا اَلْبَغْیُ التَّطَاوُلُ بِالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ بڑھنا ظلم اور سیاہ کاری کے ساتھ۔
وَالْحَاصِلُ اِنَّ الْعَدْلَ عِبَارَۃٌ عَنِ الْقَدْرِ الْوَاجِبِ مِنَ الْخَیْرَاتِ۔ عدل مقدار واجب ہے بھلائی کی۔
وَالْاِحْسَانُ عِبَارَۃٌ عَنِ الزِّیَادَۃِ فِی الطَّاعَاتِ بِحَسْبِ الْکَمِّیَّۃِ وَبِحَسْبِ الْکَیْفِیَّۃِ وَبِحَسْبِ الدَّوَاعِیْ وَالصَّوَارِفِ وَبِحَسْبِ الْاِسْتِغْرَاقِ فِیْ شُھُوْدِ مَقَامِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَالرُّبُوْبِیَّۃِ احسان عبارت ہے طاعات میں زیادتی کرنے سے بمقدار کمیت وکیفیت اور دواعی وصوارف اور استغراق کی مقام عبودیت میں شہود مقام ربوبیت کا۔
اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس بشر پر کو چار قوی ودیعت فرمائے ہیں قوائے شہوانیہ۔ قوائے بہیمیہ۔ قوائے غضبیہ سبعیہ اور قوائے وہمیہ شیطانیہ۔ یا عقلیہ ملکیہ۔
پھر عقلیہ ملکیہ تہذیب انسانی کا محتاج نہیں اس لیے کہ وہ جوہر ملائکہ سے ہے۔
اور قوت شہوانیہ تحصیل لذات شہوانیہ کرتی ہے۔
اور لذات شہوانیہ اذن شریعت سے خارج ہے اسی بنا پر اسے فحش فرمایا اور یہی عن الفحشاء فرما کر اسے مہذب کیا۔
اور قوت غضبانیہ سبعیہ اس کی سعی ہمیشہ شر اور بلا اور ایذاء خلق کی طرف مائل کرنا ہے اس لیے و یہی عن المنکر فرمایا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَالْمُنْكَرُ عِبَارَةٌ عَنِ الْاِفْرَاطِ الْحَاصِلِ فِیْ اٰثَارِ الْقُوَّةِ الْغَضَبِیَّةِ۔ اور منکر عبارت ہے افراط حاصل قوت غضبانیہ سے۔

اور قوت وہمیہ شیطانیہ کوشش کرتی ہے ہمیشہ استعلاء علی الناس والترفع واظہار الریاستہ والتقدم اس کے مہذب کرنے کے لیے نہی عن البغی فرمائی اِذْ لَا مَعْنٰی لَہٗ اِلَّا التَّطَاوُلُ وَالتَّرَفُّعُ عَلَی النَّاسِ اس لیے کہ تطاول وترفع علی الناس ایک بے معنی اور بغی محض ہے اس سے روکا گیا۔

کَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِجْتَمَعَ اٰیَةٌ لِلْخَیْرِ وَالشَّرِّ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیۂ کریمہ خیر وشر کے لیے جامع ہے۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ الْحَسَنِ نَحْوَ ذٰلِكَ۔ اور حسن سے اسی کے موافق روایت ہے۔

وَاَخْرَجَ الْمَاوَرْدِیْ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِیْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ بَلَغَ اَکْثَمَ بْنَ صَیْفِیٍّ مَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ اَنْ یَّاتِیَہٗ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَانْتَدَبَ رَجُلَانِ فَاَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَا نَحْنُ رُسُلُ اَکْثَمَ یَسْأَلُكَ مَنْ اَنْتَ وَمَا جِئْتَ بِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ تَلَا عَلَیْهِمْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ قَالُوْا اُرْدُدْ عَلَیْنَا هٰذَا الْقَوْلَ فَرَدَّدَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِمْ حَتّٰی حَفِظُوْہُ فَاَتَیَا اَکْثَمَ فَاَخْبَرَاہُ فَلَمَّا سَمِعَ الْاٰیَةَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرَاہُ یَاْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَیَنْهٰی عَنْ مَذَامِّهَا فَکُوْنُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ رُؤُسًا وَلَا تَکُوْنُوْا اَذْنَابًا۔

اکثم بن صیفی حضور کی گذرگاہ پر پہنچا اور ارادہ کیا کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر آئے کہ اس کی قوم آگئی تو انہوں نے دو آدمی بطور وکیل مقرر کیے کہ وہ حضور کی خدمت میں جاکر باتیں کریں۔ چنانچہ یہ دونوں بطور مندوب پہنچے اور حضور سے عرض کیا ہم دونوں اکثم کے فرستادے ہیں یہ معلوم کرنے آئے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کس تعلیم کو لے کر آپ تشریف لائے ہیں؟

حضور نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ خدا کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔

پھر حضور نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔

فرستادوں نے عرض کیا اس کلام کو پھر دہراؤ۔ حضور نے دوبارہ سنایا اور انہوں نے یاد کرلیا اور وہ اکثم کے پاس آئے اور وہی کلام سنایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب اکتم نے یہ آیت سنی تو بولا میں دیکھتا ہوں کہ وہ مکارم اخلاق اور نہی فحشاء و منکرات فرما رہے ہیں تو تمہیں چاہیئے کہ اس ہستی مقدس کی حمایت میں تم آگے بڑھو اور اذناب یعنی سفلہ لوگوں کے ساتھ نہ رہو۔

تو آیۂ کریمہ اکتم کے لیے وہ ہوئی جس کے متعلق احمد اور طبرانی اور بخاری ادب المفرد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِسْتَقَرَّ الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَ مَحَبَّتِہٖ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی اکتم کے لیے بھی وہ سبب ایمان بنی جیسے سبب ایمان بنی تھی عثمان بن مظعون کے لیے اور معہ حب حبیب محبت حضور سے۔

عثمان بن ابو العاص سے مروی ہے فرماتے ہیں کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اِذْ شَخَصَ بَصَرَہٗ فَقَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ بِھٰذَا الْمَوْضِعِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ الخ

میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اچانک چشمہائے مبارک کھلی رہ گئیں پھر فرمایا ابھی جبریل آئے اور حکم دے گئے اس آیت کو اس جگہ رکھوں یعنی تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّلْمُسْلِمِیْنَ کے بعد اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ رکھی جائے۔

"یَعِظُکُمْ" اَیْ یُنَبِّھُکُمْ بِمَا یَاْمُرُ وَیَنْہٰی سُبْحَانَہٗ اَحْسَنَ تَنْبِیْہًا۔ یعنی تمہیں تنبیہ فرمادی ہے امر و نہی کی باری تعالےٰ کی طرف سے۔ اچھی تنبیہ

"لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ طَلَبًا لِاَنْ تَتَّعِظُوْا بِذٰلِکَ وَتَتَنَبَّھُوْا۔ تاکہ نصیحت حاصل کرو اور متنبہ رہو۔"

خلاصہ مفہوم آیۂ کریمہ یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

اول عدل کا حکم دیا جس پر عمل کرنے سے انصاف و مساوات حاصل ہوگی جو اقوال و افعال پر عام ہے اس کے مقابل وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ فرما کر بے حیائی سے روک دیا جو اقبح اقوال و افعال ہے۔

پھر ہمیں دوسرا حکم احسان کا دیا یعنی ظالم کے ظلم کا انتقام لینے کی بجائے معاف کرنا برائی کرنیوالے کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ اس سے آگے منکر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار۔

تیسرا حکم ہمیں دیا گیا وایتاء ذی القربیٰ ہے یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک۔ صلہ رحمی شفقت و محبت کرنا اور اس کے مقابل تیسرے عیب یعنی بغی سے ہمیں روکا اور وہ تکبر ہے یعنی اپنے کو اونچا بنانا اپنے علاقہ والوں کے حقوق کرنا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی بناپر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کی جامع ہے اور یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے ایمان کی باعث ہوئی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اس آیت کا یہ اثر ہوا کہ ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا۔

اور ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے مجسمہ جہل و عناد بھی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اکثم بن صیفی بھی ایمان کی طرف مائل ہوگیا۔

آگے حکم ہے ان کے حق میں جنہوں نے حضور سے اسلام پر بیعت کی تو مورد خاص ہوا لیکن اب حکم عام ہے ہر عہد کے پورا کرنے کے لیے جو جائز ہو اور ہر وعدہ جو اسلام کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ "وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ اور پورا کرو عہد اللہ کا جب کہ تم نے عہد کیا اور نہ توڑو قسمیں بعد مؤکد مضبوط کرنے کے اور تم اللہ کو کر چکے ہو اپنے اوپر ضامن بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے"۔

ایک شان نزول تو اول بیان ہو چکا۔ دوسرا قتادہ اور مجاہد سے مروی ہے۔ نَزَلَتْ فِيْمَا كَانَ مِنْ تَحَالُفِ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ اَمْرِ الْمَعْرُوْفِ اَوْ نَهْيٍ عَنْ مُنْكَرٍ۔ یہ آیہ کریمہ ان کے لیے نازل ہوئی جو جہالت کے دور میں امر بمعروف اور نہی عن منکر پر حلف لے چکے تھے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مَزِيْدَةَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ بَيْعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَنْ اَسْلَمَ بَايَعَ عَلَى الْاِسْلَامِ۔ اس حدیث کا ترجمہ پہلے شان نزول کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

وَظَاهِرُهَا اَنَّهَا فِي الْبَيْعَةِ عَلَى الْاِسْلَامِ مُطْلَقًا۔ فَالْمُرَادُ بِعَهْدِ اللّٰهِ تِلْكَ الْبَيْعَةُ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ۔ گویا اس آیۂ کریمہ کا ظاہر یہ ہے کہ یہ معاہدہ و بیعت اسلام کرنے والوں کے حق میں مطلقاً نازل ہوئی تھی تو اس سے مراد ہر اس مسلمان کا معاہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی معاہدہ کرے۔

چنانچہ اصولی دلیل کے ماتحت علامہ آلوسی بھی اسے عام فرما رہے ہیں۔ حَيْثُ قَالَ اِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّهُ عَامٌّ فِيْ كُلِّ مُوَثَّقٍ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْتَضِيْهِ كَلَامُ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ وَسَبَبُ النُّزُوْلِ لَيْسَ مِنَ الْمُخَصِّصَاتِ وَلِذَا قَالُوْا۔ اَلْاِعْتِبَارُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ۔

اس آیۂ کریمہ میں ظاہر حکم عام ہے ہر وعدہ و قسم پر۔ اور نزول آیت بھی مخصصات سے نہیں ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ اصول ہے کہ عموم الفاظ معتبر ہوتا ہے نہ کہ خصوصیت سبب۔ لہٰذا یہ حکم عام ہوا اگرچہ اصمؒ کے نزدیک یہ ہے۔ کہ اَلْمُرَادُ بِہٖ الْجِہَادُ وَمَا فُرِضَ فِی الْاَمْوَالِ مِنْ حَقٍّ۔ اس سے مراد جہاد ہے اور وہ جو اپنے اوپر فرض کر لیا جائے مال سے۔ حق آلہی ہیں لیکن یہ جمہور کے مقابل ایک ہی رائے ہے۔

" اِذَا عَاھَدْتُّمْ" پر بھی دو قول ہیں لیکن اس کا جواب ہو جانے پر مسلک جمہور عموم پر ہے چنانچہ آلوسیؒ لکھتے ہیں۔

وَقِیْلَ اَلْمُرَادُ بِہٖ النَّذْرُ۔ ایک قول ہے اس سے مراد نذر مان کر پورا کرنے کی تاکید ہے
وَقِیْلَ اَلْیَمِیْنُ۔ ایک قول ہے کہ اس سے قسم پوری کرنا مراد ہے۔

لیکن امام فرماتے ہیں کہ اس جگہ فرمان آلہی وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا میں تکرار اس لیے ہے کہ واضح ہو جائے کہ اِنَّ الْوَفَاءَ بِالْعَھْدِ وَالْمَنْعَ مِنَ النَّقْضِ مُتَقَارِبَانِ لِاَنَّ الْاَمْرَ بِالْفِعْلِ یَسْتَلْزِمُ النَّھْیَ عَنِ التَّرْکِ۔ عہد پورا کرنے کا حکم اور نہی اس کے نقض کے قریب قریب اس لیے بیان ہوئیں کہ امر بالفعل مستلزم نہی ہوتا ہے ترک سے۔

" وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا اور نہ توڑو قسمیں مضبوط کر کے وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا اور تم اللہ کو کر چکے ہو اپنے اوپر ضامن اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو"

یعنی اس کے نام کی قسم کھا کر اس کے عہد کو نہ توڑو اس پر آلوسی فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمُرَادَ کَوْنُ الْعَقْدِ مُؤَکَّدًا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا بِذِکْرِ غَیْرِہٖ کَمَا تَفْعَلُہُ الْعَامَّۃُ الْجَھَلَۃُ اس لیے کہ عقد یمین موکد بذکر اللہ ہے اور یہ لازمی ہے نہ کہ بذکر غیر اللہ جیسے عام جاہل لوگوں کی زبان زد ہوتا ہے جسے یمین لغو کہتے ہیں مثلاً لَا وَاللّٰہِ بَلٰی وَاللّٰہِ یا اردو میں مثلاً [illegible] قسم تیرے سر کی قسم یہ یمین لغو ہے جس پر دوسری جگہ ارشاد ہے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ اللہ تمہاری لغو قسموں کا مواخذہ نہیں کرتا چنانچہ آلوسی بھی فرماتے ہیں اَللَّغْوُ الْیَمِیْنُ لَیْسَتْ کَذٰلِکَ۔

اور توکید بمعنی توثیق ہے اور قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا اَیْ شَاھِدًا اَوْ رَقِیْبًا یعنے تم اللہ کو شاہد اور رقیب کر چکے ہو۔ اس لیے کہ رقیب مکفول کے حال پر نظر رکھنے والا ہوتا ہے اسی لیے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ بے شک جانتا ہے اللہ جو تم کرتے ہو فَیُجَازِیْکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ تو وہ تمہارے عمل کا بدلہ دے گا۔ آگے مثال میں ایک معتوہ العقل عورت کی مثال دے کر ارشاد

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٰہی ہوتا ہے۔

"وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا اور نہ ہو اس عورت کی طرح جس نے توڑ ڈالا اپنا سوت مضبوط کر کے ریزہ ریزہ کر ڈالا۔"

غَزَلَ يَغْزِلُ بِكَسْرِ الزَّاءِ وَهُوَ فِي الْجُرْمِ فَكُّ أَجْزَائِهِ بَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ يَعْنِي كَالْمَرْأَةِ الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ إِبْرَامِهِ۔ غزل کے معنی اجزاء کا علیحدہ کرنا ہے۔

أَنكَاثًا جَمْعُ نِكْثٍ بِكَسْرِ النُّونِ وَهُوَ مَا يُنْكَثُ فَتْلُهُ۔ انکاثاً جمع نکث کی ہے یہ اپنے الجھے ہوئے سوت کو سلجھا کر ریزہ ریزہ کرنا ہے۔

وَقِيلَ الْمُرَادُ الْمَرْأَةُ الْمَعْلُومَةُ عِنْدَ الْمُخَاطِبِيْنَ كَانَتْ تَغْزِلُ فَإِذَا بَرِمَتْ غَزْلَهَا تَنْقُضُهُ وَكَانَتْ تُسَمّٰى خَرْقَاءَ۔ مکہ میں یہ ایک مشہور عورت تھی اس کا نام خرقاء تھا یہ سوت سلجھاتی جب دھاگے صاف نکل آتے تو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی۔

قَالَ ابْنُ الْأَنْبَارِيِّ كَانَ اسْمُهَا رَيْطَةَ بِنْتُ عَمْرِو الْمُرِّيَّةَ تُلَقَّبُ الْحَفْرَاءَ۔ ابن انباری کہتے ہیں یہ عورت تھی اس کا نام ریطہ تھا یہ عمرو المریہ کی بیٹی تھی اس کا لقب حفراء تھا۔

وَقَالَ الْكَلْبِيُّ وَالْمُقَاتِلُ هِيَ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِسْمُهَا رَيْطَةُ بِنْتُ سَعْدِ التَّيْمِيِّ اتَّخَذَتْ مِغْزَلًا قَدْرَ ذِرَاعٍ وَصَنَارَةً مِثْلَ إِصْبَعٍ وَفُلْكَةً عَظِيْمَةً عَلَى قَدْرِهَا فَكَانَتْ تَغْزِلُ هِيَ وَجَوَارِهَا مِنَ الْغَدَاةِ إِلَى الظُّهْرِ ثُمَّ تَأْمُرُهُنَّ فَتَنْقُضُ مَا غَزَلْنَ۔

یہ ایک عورت قریش سے تھی جس کا نام ریطہ بنت سعد تیمی تھا یہ سوت کاتا کرتی اور اپنی لونڈیوں سے بھی کتواتی صبح سے دوپہر تک پھر حکم دیتی کہ سب توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالو۔

وَرَوَى ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ أَنَّهَا شَكَتْ جُنُوْنَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلَبَتْ أَنْ يَدْعُوَ لَهَا بِالْمُعَافَاةِ فَقَالَ لَهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ تَعَالٰى اللهُ تَعَالٰى وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَاحْتَسَبْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ فَاخْتَارَتِ الصَّبْرَ وَالْجَنَّةَ۔ اس عورت نے اپنے جنون کے لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی حضور نے فرمایا اگر تو صحت چاہتی ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر تو ثواب میں جنت ملے گی چنانچہ اس نے صبر منظور کیا اور جنت قبول کی۔

وَعَنْ مُجَاهِدٍ هٰذَا فِعْلُ نِسَاءِ نَجْدٍ تَنْقُضُ إِحْدَاهُنَّ غَزْلَهَا ثُمَّ تَنْفُشُهُ فَتَغْزِلُهُ بِالصُّوْفِ۔ یہ نساء نجد کا فعل تھا کہ ایک سے عہد توڑ کر دوسرے سے عہد کر لیتی تھیں۔ اسکو سوت کات کر توڑنے سے تشبیہ دی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا قول یہ ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال میں پاتے تو پہلی جماعت سے جو حلف کیا تھا اسے توڑ دیتے اور دوسرے سے حلف کر لیتے اللہ تعالے نے اس سے منع فرما کر ایفاء عہد کا حکم دیا اور فرمایا۔

"تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّۃٌ ھِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّۃٍ لیتے ہو اپنی قسمیں بے اصل بہانہ کر کے کہیں ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ نہ ہو تو اللہ تمہیں اس سے آزماتا ہے اور ضرور تمہیں ظاہر فرما دے گا قیامت کے دن جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے"

اَرْبٰی کے معنی اَزْیَدُ عَدَدًا وَاَوْفَرُ مَالًا کے ہیں یعنے تعداد میں زیادہ اور مال میں وافر۔

دوسرا ترجمہ اَرْبٰی کے یہ ہیں وَھُوَ الرِّبٰی بمعنی زیادۃ وہ اربو ہے بمعنی زیادہ

اور بروز قیامت تمہیں تمہارے ان اختلاف سے مطلع کر کے تمہیں اپنے اعمال کے بدلے ثواب و عذاب دے گا۔

" وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور تم سے ضرور سوال ہوگا جو تم کر رہے ہو"۔

یعنی اے لوگو اگر اللہ چاہتا تو تم سب ایک دین اسلام پر متفق ہوتے لیکن اس نے اپنی حکمت کے ماتحت ایسا نہ چاہا بلکہ جسے چاہا گمراہ کیا اور گمراہی کے لیے پیدا فرمایا اور اس میں گمراہی کا مادہ ڈال دیا اور جسے چاہا ہدایت کے لیے پیدا فرمایا اس میں قبول ہدایت کا مادہ ڈال دیا۔

وَلَتُسْئَلُنَّ اور ضرور تم پوچھے جاؤ گے قیامت کے روز بطریق محاسبہ جو کچھ تم کرتے رہے دنیا میں۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ مشیت الٰہی اسلام کی طرف ہی تھی لیکن اس نے چاہا کہ افتراق و اختلاف بھی ہو تا کہ حق و باطل کی امتیاز میں آسانی رہے اور تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا کا مقتضی بھی یہی تھا اور صانع مطلق ہونے کی بھی اسی میں شان نظر آتی ہے) تو ایمان و کفر۔ تصدیق و تکذیب پیدا فرمائے

اس میں معتزلہ خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ گمراہی اللہ تعالے کی مشیت سے نہیں اور جو گمراہی ہے وہ خلاف مشیت الٰہی ہے۔

اس کا جواب علامہ زمخشری آیت کے مفہوم منطوق سے یہ دیتے ہیں کہ

لَوْ شَآءَ اللّٰہُ عَلٰی طَرِیْقَۃِ الْاِلْجَاءِ وَالْقَسْرِ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً مُّسْلِمَۃً فَاِنَّہٗ سُبْحٰنَہٗ قَادِرٌ عَلٰی ذٰلِکَ لٰکِنْ اِقْتَضَتِ الْحِکْمَۃُ اَنْ یُّضِلَّ وَیُخْذِلَ مَنْ یَّشَآءُ مِمَّنْ عَلِمَ سُبْحٰنَہٗ اَنَّہٗ یَخْتَارُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْكُفْرَ وَيُصِمُّهُمْ عَلَيْهِ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ بِاَنْ يَّلْطِفَ بِمَنْ عَلِمَ اَنَّهٗ يَخْتَارُ الْاِيْمَانَ۔

اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک جماعت مسلمہ پیدا فرماتا اس لیے کہ وہ قادر تھا اس پر لیکن اقتضاء حکمت ہی یہ تھا کہ جسے چاہے گمراہ کر کے ذلیل کرے اس نے کفر اختیار کیا اور حق سننے سے بہرا ہو گیا اور جسے چاہا وہ ہدایت پر آگیا اس پر اللہ کا لطف و کرم ہوا اس نے ایمان قبول کیا۔ انتہی مختصراً (روح المعانی)

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

اور نہ پکڑو اپنی قسمیں بہانہ بنا کر تو متزلزل ہو جائیں گے قدم بعد جمنے کے اور برائی چکھو گے بدلہ اس کا کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور تمہیں عذاب ہوگا دردناک۔

یعنی قسم توڑنے سے راہ حق سے اور طریقہ اسلام سے تمہارے قدم متزلزل ہو جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذائقہ عذاب چکھو آخرت میں۔ اللہ کی راہ سے روکنے کے باعث اس پر تمہیں دردناک عذاب لازمی ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ اور اللہ تعالے کے عہد کو ذلیل و قلیل رقم میں نہ بیچو۔ یعنی دنیا کے بدلے دین فروخت نہ کرو۔

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ یعنی دنیا جو ناپائیدار ہے اس کے قلیل و ذلیل نفع کے لالچ میں اللہ کے عہد کو توڑنا نا عاقبت اندیشی ہے اور آخرت کی جزاء و سزا جو ہے وہ قطعی ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔

يَنْفَدُ کے معنی يَنْقُصُ وَيَفْنٰى ہے وَاِنْ جَمَّ عَدَدُهٗ وَطَالَ مَدَدُهٗ يُقَالُ نَفِدَ يَنْفَدُ نَفَادًا وَّنُفُوْدًا اِذَا ذَهَبَ وَفَنٰى یعنی ختم ہو جانے والا اور فنا ہونے والا ہے اگرچہ کافی عدد میں ہو محاورہ میں نَفِدَ يَنْفَدُ نَفَادًا وَّنُفُوْدًا بولتے ہیں جب جاتا رہے اور فنا ہو جائے اور ما عند اللہ سے مراد خزائن رحمت دنیویہ اور اخرویہ ہیں۔ بَاقٍ یعنی لَا نَفَادَ لَهٗ اسے فنا نہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ اِنَّ الْمُرَادَ بِمَا عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ الثَّوَابُ الْاُخْرَوِيُّ۔ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ثواب اخروی ہے۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ اور ضرور ہم جزا دیں گے انہیں جو صبر کرنے والے ہیں ان کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلہ جوان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔
یعنی جو مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے یا احکام کی اتباع اور حفاظت کریں گے انہیں ہم اس کا ضرور بدلہ دیں گے۔
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ اچھے کام کیا ہیں وَهُوَ الصَّبْرُ فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْمَالِ الْقَلْبِيَّةِ اور سب سے بہترین کام یہ ہے کہ وہ دل کے عمل سے ہے۔ آگے اس پر فرمایا جو آئندہ آیت ہے۔
اور یہ بھی ہے کہ اس میں اس امر کی بشارت ہے کہ ان کے ادنیٰ سے عمل کی بھی ایسی جزا ہو گی جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے (تفسیر ابو السعود)
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو وہ مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی دینگے اور ضرور انہیں اس کا بدلہ دیں گے جوان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔
یعنی عمل نیک کے بدلے کا وہی مستحق ہے جو مومن ہو اس لیے کہ کفار کے اعمال خواہ کتنے ہی صالح ہوں رائیگاں ہیں۔ عمل صالح کا موجب ثواب ہونا جب ہی ہو گا جبکہ اس میں ایمان ہو۔
حیات طیبہ سے مراد وہ حیات ہے جو جنت میں ہو گی چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔
وَالْمُرَادُ بِالْحَيٰوةِ الطَّيِّبَةِ الْحَيَاةُ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ هُنَاكَ حَيٰوةٌ بِلَا مَوْتٍ وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ وَصِحَّةٌ بِلَا سَقَمٍ وَمُلْكٌ بِلَا هَلَاكٍ وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ۔
اس لیے کہ جنت کی زندگی بلا موت ہو گی اور وہاں کا غنی بلا فقر اور صحت بلا مرض اور ملک بلا ہلاک اور سعادت بلا شقاوت حاصل ہو گی۔
اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَبْدٌ هُمَا عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَا تَطِيْبُ الْحَيٰوةُ لِاَحَدٍ اِلَّا فِي الْجَنَّةِ۔ حیوٰۃ طیبہ کسی کو نہیں ملتی مگر جنت میں۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے اپنے لیے غنیمت سمجھو۔

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔
تندرستی کو بیماری سے پہلے۔
ثروت کو ناداری سے پہلے۔
فراغت کو شغل سے پہلے۔
زندگی کو موت سے پہلے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی نے خوب کہا ہے۔

لَا طِيْبَ لِلْعَيْشِ مَا دَامَتْ مُنَغَّصَةً ۔۔۔ لَذَّاتُهُ بِادِّكَارِ الْمَوْتِ وَالْهَرَمِ

یعنی زندگی میں مزا نہیں جب تک منہمک ہو اس کی لذتیں بے مزہ ہیں موت اور بڑھاپے کے خیال میں۔ وَقَالَ تَتُرَيْكُ هِيَ حَيَاةٌ تَكُوْنُ فِي الْبَرْزَخِ۔

فَقَدْ جَاءَ اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ۔ قبر باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں سے یا گڑھا ہے جہنم کے گڑھوں سے۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّهُ فَسَّرَهَا بِذَالِكَ وَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر فرما کر کہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اور ایک حدیث میں ہے اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا يَنْفَدُ۔ قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

حضرات ابوبکر وراق سے ایک حدیث میں ہے۔ هِيَ حَيٰوةٌ يُّصْحِبُهَا حَلَاوَةُ الطَّاعَةِ۔ حیات طیبہ وہ حیات ہے جس میں اطاعت کی شیرینی ہو۔

اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ الْحَيٰوةُ الطَّيِّبَةُ الرِّزْقُ الْحَلَالُ۔ آپ سے حیات طیبہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا حیات طیبہ رزق حلال ہے۔

ایک حدیث میں ہے اَيُّمَا لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهِ جو گوشت رشوت سے پلے اس سے آگ بہتر ہے۔ یعنی حرام سے پلا ہوا جسم آگ میں جلیگا اور رزق حرام گویا آگ ہے جو حرام خور پیٹ میں ڈالتا ہے۔

آلوسی نے اس پر بحث طویل فرمائی ہے۔ (روح المعانی)

اور حیات طیبہ کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں رزق حلال وقناعت عطا فرما کر اس کی دنیاوی زندگی موجب فرحت کریں گے اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر۔

بعض نے کہا اچھی زندگی سے مراد لذت عبادت ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مومن اگرچہ فقیر ہو اس کی حیات دولتمند کافر کی عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ تعالے کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر فرمائی ہے اس پر راضی رہتا ہے اور اس کا دل حرص کی پریشانی سے محفوظ رہ کر بے فکر ہو جاتا ہے اور کافر حریص ہوتا ہے ہمیشہ رنج وتعب اور تحصیل مال کے فکر میں پریشان رہتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان رجیم سے بے شک اس کا کوئی قابو نہیں ان پر جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

یعنی قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا کرو یہ امر استحبابی ہے یعنی اعوذ پڑھنا اس امر سے مستحب ہے۔ اس کے مفصل مسائل ہم نے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کیے ہیں۔

اور شیطانی توسوس اگر ہو بھی تو اثر پذیر نہیں ہو سکتا اور اسے مومن قبول نہیں کرتا کما قال الآلوسی کَیْلَا یُوَسْوِسُكَ فِی الْقِرَاءَةِ۔

وَرَوَی الثَّعْلَبِیُّ وَالْوَاحِدِیُّ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَرَأَ عَلَیْهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَقَالَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ قُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ هٰكَذَا اَقْرَاَنِیْهِ جِبْرِیْلُ عَنِ الْقَلَمِ عَنِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور کے سامنے پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ تو حضور نے فرمایا اے ابن ام عبد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہہ ایسے ہی جبریل نے مجھے سنایا قلم سے اور لوح محفوظ سے۔

ہاں ابوداؤد اور بیہقی سے مروی ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ذکر افک کہتے ہوئے فرمایا۔ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ۔ الخ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چہرہ انور کھول کر فرمایا جبکہ ذکر افک ہوا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ الخ (روح المعانی)

دونوں حدیثوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ تلاوت کلام پاک یا نمازمیں وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھی جائے اور اس کے علاوہ مواقع پر السمیع العلیم پڑھا سکتے ہیں۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ۔ اس کا قابو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَیْ یَجْعَلُوْنَهٗ وَلِیًّا عَلَیْهِمْ فَیُحِبُّوْنَهٗ وَیُطِیْعُوْنَهٗ وَیَسْتَجِیْبُوْنَ دَعْوَتَهٗ۔ جو اسے اپنا دوست

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنا کر اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اس کے اغوا پر پھنس کر اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع سورہ نحل پ۱۴

وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب ہم بدلیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے کافر کہتے ہیں تم تو دل سے بنا لائے ہو۔ بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

فرما دیجئے نازل کیا ہے اسے روح قدس نے تمہارے رب کی طرف سے حق کہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی بشر سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف الحاد کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ عربی زبان ہے روشن۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بے شک وہ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں پر نہیں ہدایت دیتا انہیں اور انہیں دردناک عذاب ہے۔

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

افتراء تو جھوٹا وہی کرتے ہیں جو نہ ایمان لائیں اللہ کی آیتوں پر یہ ہی جھوٹے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

جو کفر کرے اللہ سے ایمان لا کر مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل مطمئن ہو ایمان پر ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہوا تو اس پر غضب ہے اللہ کی طرف سے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور یہ اس لیے کہ انہوں نے پسند کی دنیا کی زندگی آخرت پر اور اس لیے کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا کافروں کو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

یہ ہیں وہ جن کے مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر اور وہی غافل ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَاجَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ لازمی ہوا کہ وہ آخرت میں نقصان میں ہوں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لیے جنہوں نے ہجرت کی بعد ستائے جانے کے پھر انہوں نے جہاد کیا بیشک تمہارا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

حلِ لغات چودھواں رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

وَاِذَا۔ اور جب	بَدَّلْنَا۔ ہم بدلتے ہیں	اٰیَةً۔ ایک آیت	مَّكَانَ۔ جگہ
اٰیَةٍ۔ دوسری آیت کے	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِمَا۔ جو
یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں	اَنْتَ۔ تو ہے
مُفْتَرٍ۔ جھوٹ بنانے والا	بَلْ۔ بلکہ	اَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے	لَا یَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
قُلْ۔ آپ کہیں	نَزَّلَهٗ۔ اتارا ہے اسے	رُوْحُ۔ روح	الْقُدُسِ۔ القدس نے
مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے		بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	لِیُثَبِّتَ۔ تاکہ ثابت رکھے
الَّذِیْنَ۔ ان کو	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	وَ۔ اور	هُدًى۔ ہدایت
وَ۔ اور	بُشْرٰی۔ خوشخبری	لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ مسلمانوں کے لیے۔	
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ یقینا	نَعْلَمُ۔ ہم جانتے ہیں۔	اَنَّهُمْ۔ کہ وہ
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں	یُعَلِّمُهٗ۔ سکھاتا ہے اسے	بَشَرٌ۔ ایک آدمی
لِسَانُ۔ زبان	الَّذِیْ۔ اس کی جو	یُلْحِدُوْنَ۔ نسبت کرتے ہیں	اِلَیْهِ۔ اس کی طرف
اَعْجَمِیٌّ۔ عجمی ہے	وَهٰذَا۔ اور یہ	لِسَانٌ۔ زبان	عَرَبِیٌّ۔ عربی ہے
مُّبِیْنٌ۔ ظاہر	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے
بِاٰیٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ الٰہی پر	لَا یَهْدِیْهِمُ۔ نہیں ہدایت دیتا	اللّٰهُ۔ انہیں اللہ
وَلَهُمْ۔ اور ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِیْمٌ۔ دردناک	اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں
یَفْتَرِی۔ بناتے ہیں	الْكَذِبَ۔ جھوٹ	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے
بِاٰیٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ الٰہی پر	اُولٰٓئِكَ۔ یہی	هُمُ۔ وہ لوگ ہیں
الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر	مَنْ۔ جو	كَفَرَ۔ کفر کرے	بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	اِیْمَانِهٖۤ۔ اپنے ایمان کے	اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ وہ جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُکْرِہَ۔ مجبور ہو جائے | وَقَلْبُہٗ۔ اور اس کا دل | مُطْمَئِنٌّ۔ تسلی میں ہو | بِالْاِیْمَانِ۔ ایمان سے
وَلٰکِنْ۔ لیکن | مَنْ۔ وہ جو | شَرَحَ۔ کھل گیا | بِالْکُفْرِ۔ کفر کے ساتھ
صَدْرًا۔ اس کا دل | فَعَلَیْہِمْ۔ تو ان پر | غَضَبٌ۔ غضب ہے | مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ کا
وَلَھُمْ۔ اور ان کے لیے | عَذَابٌ۔ عذاب ہے | عَظِیْمٌ۔ بہت بڑا | ذٰلِکَ۔ یہ
بِاَنَّھُمْ۔ اس لیے | اسْتَحَبُّوا۔ کہ پسند کیا انہوں نے | الْحَیٰوۃَ۔ زندگی | الدُّنْیَا۔ دنیا کو
عَلَی۔ اوپر | الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے | وَاَنَّ۔ اور بے شک | اللّٰہَ۔ اللہ
لَا یَھْدِی۔ نہیں ہدایت دیتا | الْقَوْمَ۔ قوم | الْکٰفِرِیْنَ۔ کافر کو
اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ | الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں جو | طَبَعَ۔ مہر کی | اللّٰہُ۔ اللہ نے
عَلٰی۔ اوپر | قُلُوْبِھِمْ۔ ان کے دلوں کے | وَسَمْعِھِمْ۔ اور ان کے کانوں کے
وَاَبْصَارِھِمْ۔ اور ان کی آنکھوں کے | وَاُولٰٓئِکَ۔ اور یہ لوگ | ھُمُ۔ وہی ہیں
الْغٰفِلُوْنَ۔ غافل | لَاجَرَمَ۔ لازمًا | اَنَّھُمْ۔ وہی ہیں | فِی الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت میں
ھُمُ۔ وہی | الْخٰسِرُوْنَ۔ خسارہ اٹھانے والے | ثُمَّ۔ پھر
اِنَّ۔ بے شک | رَبَّکَ۔ تیرا رب | لِلَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے | ھَاجَرُوْا۔ ہجرت کی
مِنْ بَعْدِ۔ بعد | مَا۔ اس کے | فُتِنُوْا۔ جو فتنے میں ڈالے گئے | ثُمَّ۔ پھر
جٰھَدُوْا۔ جہاد کیا | وَصَبَرُوْا۔ اور صبر کیا | اِنَّ۔ بیشک | رَبَّکَ۔ تیرا رب
مِنْ بَعْدِھَا۔ اس کے بعد | لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا ہے | رَّحِیْمٌ۔ مہربان

مختصر تفسیر اُردو چودہواں رکوع سورۃ نحل پ ۱۴

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ۔ اور جب بدلیں ہم کوئی آیت آیت کی جگہ اور اللہ خوب جانتا ہے جو نازل فرماتا ہے تو کہتے ہیں (کافر لوگ) تم تو دل سے بنا لاتے ہو۔ بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں۔

یعنی جب اپنی حکمت سے ہم ایک حکم منسوخ کر کے دوسرا حکم ہم دیتے ہیں تو مشرکین اپنی جہالت سے اس نسخ پر اعتراض کرتے اور کہتے ہیں یہ تو اپنے دل سے بنا لاتے ہیں۔

شان نزول یہ ہے

کہ مشرکین مکہ اپنے عناد و حسد و جہالت سے تبدیل حکم پر اعتراض کرتے اور اس کی حکمت سے ناواقف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کے سبب اس کا تمسخر کرتے اور کہتے کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز حکم دیتے ہیں اور دوسرے روز دوسرا حکم دے دیتے ہیں یہ سب کچھ وہ اپنے دل سے بنا لیتے ہیں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اس میں فرمایا کہ کافروں کو کیا معلوم کہ تبدیل حکم میں کیا حکمت ہے اور اس میں بندوں کے لیے کیا مصلحت ہے

بدّل کے معنی علامہ راغب مفردات میں فرماتے ہیں۔

بَدَل۔ اَلْاِبْدَالُ وَالتَّبَدُّلُ وَالْاِسْتِبْدَالُ جَعْلُ شَیْءٍ مَکَانَ اٰخَرَ وَھُوَ اَعَمُّ مِنَ الْعِوَضِ۔ فَاِنَّ الْعِوَضَ اَنْ یَصِیْرَ لَکَ الثَّانِیْ بِاِعْطَاءِ الْاَوَّلِ۔

وَالتَّبْدِیْلُ قَدْ یُقَالُ لِلتَّغْیِیْرِ مُطْلَقًا وَاِنْ لَمْ یَاْتِ بِبَدَلِہٖ قَالَ تَعَالٰی فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ۔ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ وَقَالَ تَعَالٰی فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ۔ قِیْلَ ھُوَ اَنْ یَعْمَلُوْا اَعْمَالًا صَالِحَۃً تُبْطِلُ مَا قَدَّمُوْہُ مِنَ الْاِسَاءَۃِ وَقِیْلَ اَنْ یَعْفُوَ تَعَالٰی عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ وَیَحْتَسِبُ بِحَسَنَاتِھِمْ وَقَالَ تَعَالٰی فَمَنْ بَدَّلَہٗ بَعْدَ مَا سَمِعَہٗ۔ وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ۔ وَبَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَکَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اَیْ تُغَیَّرُ عَنْ حَالِھَا۔ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ۔ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ۔ وَقَوْلُہٗ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اَیْ لَا یُغَیَّرُ مَا سَبَقَ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ تَنْبِیْھًا عَلٰی مَا عَلِمَہٗ اَنْ سَیَکُوْنَ یَکُوْنُ عَلٰی مَا قَدْ عَلِمَہٗ لَا یَتَغَیَّرُ عَنْ حَالِہٖ۔ وَقِیْلَ لَا یَقَعُ فِیْ قَوْلِہٖ خَلْفٌ وَعَلَی الْوَجْھَیْنِ قَوْلُہٗ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ قِیْلَ مَعْنَاہُ اَمْرٌ وَھُوَ نَھْیٌ عَنِ الْخِصَاءِ۔ وَالْاِبْدَالُ قَوْمٌ صَالِحُوْنَ یَجْعَلُھُمُ اللّٰہُ مَکَانَ اٰخَرِیْنَ مِثْلَھُمْ مَاضِیْنَ وَحَقِیْقَتُہٗ ھُمُ الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا اَحْوَالَھُمُ الذَّمِیْمَۃَ بِاَحْوَالِھِمُ الْحَمِیْدَۃِ وَھُمُ الْمُشَارُ اِلَیْھِمْ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ۔ وَالْبَادِکَۃُ مَا بَیْنَ الْعُنُقِ اِلَی التَّرْقُوَۃِ وَالْجَمْعُ الْبَادِلُ۔

بدل۔ ابدال۔ تبدّل اور استبدال کے معنی کسی شے کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دینا ہے اور اس میں اس کا عوض جاننا بھی ضروری ہے کہ اس جگہ دوسری چیز کو پہلی کے بدلہ میں کیا ہے۔

اور تبدیل کا لفظ کبھی مطلق تغییر پر بھی استعمال ہوتا ہے خواہ اس کی جگہ اس کا بدل لایا جائے یا نہیں۔ جیسے قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے بیان میں فرمایا فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ۔ اور وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ یعنی اعمال صالحہ نے اعمال سیئہ باطل کر دیے یا یہ کہ سابقہ گناہ معاف کر کے اس پر نیکیوں کا اجر دے دیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور فَمَنْ بَدَّلَہٗ بَعْدَ مَا سَمِعَہٗ اور وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ اور وَبَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ اور ثُمَّ بَدَّلْنَا مَکَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ اور یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ یہاں تغیر ہے ایک حال سے دوسرے حال میں اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ۔ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ اور وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ اور مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ یعنی جو لوح محفوظ میں ہے وہ نہیں بدلے گا اس میں تنبیہ ہے اس امر کی کہ جو ہوگا وہی ہوگا اس کے خلاف واقع نہ ہوگا۔

آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ مِنَ الْمَصَالِحِ فَکُلٌّ مِّنَ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یُنَزِّلُ حَسْبَمَا تَقْتَضِیْہِ الْحِکْمَۃُ وَالْمَصْلَحَۃُ فَاِنَّ کُلَّ وَقْتٍ لَہٗ مُقْتَضًی غَیْرُ مُقْتَضَی الْاٰخَرِ فَکَمْ مِّنْ مَّصْلَحَۃٍ تَنْقَلِبُ مَفْسَدَۃً فِیْ وَقْتٍ اٰخَرَ لِانْقِلَابِ الْاُمُوْرِ الدَّاعِیَۃِ اِلَیْھَا۔

اور اللہ خوب جانتا ہے جو نازل فرماتا ہے اس کے معالح اور ہر ناسخ سے منسوخ کی وجہ تو نازل فرماتا ہے ویسا ہی جیسا اقتضاء حکمت و مصلحت ہوتا ہے اس لیے کہ ہر وقت کا مقتضی پہلے مقتضی کے غیر ہوگا اور بہت سے معالح بدلیں گے کسی مفسدہ کے ماتحت دوسرے وقت میں بوجہ انقلاب امور داعیہ آگے اس پر نظریات عقل پیش فرماتے ہیں۔

وَنَرَی الطَّبِیْبَ الْحَاذِقَ قَدْ یَاْمُرُ الْمَرِیْضَ بِشَرْبَۃٍ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ یَنْھَاہُ عَنْھَا وَیَاْمُرُہٗ بِضِدِّھَا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ طبیب حاذق حکم دیتا ہے مریض کو کسی شربت کا پھر اس سے منع کرکے اس کی ضد استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔

فَمَا الشَّرَائِعُ اِلَّا مَصَالِحُ لِلْعِبَادِ وَاَدْوِیَۃٌ لِاَمْرَاضِھِمُ الْمَعْنَوِیَّۃِ فَتَخْتَلِفُ حَسْبَ اِخْتِلَافِ ذٰلِکَ فِی الْاَوْقَاتِ۔ سُبْحَانَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ اور احکام شرائع بھی درحقیقت بندوں کی اصلاح کے لیے ہیں اور مثل ادویہ ان کے امراض کے لیے اور علاج کے لیے احکام ہیں تو لازمی طور پر اوقات کے اختلاف کے ساتھ احکام مختلف ہوتے ہیں اسی کا نام ناسخ و منسوخ ہے۔

اور یہ نسخ اتنا ضروری ہے کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے جامع کوفہ میں ایک شخص کو تفسیر قرآن کرتے دیکھا آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو ناسخ و منسوخ جانتا ہے اس نے انکار کیا آپ نے اسے مسجد سے نکال دیا اور حکم دیا کہ خبردار ہماری مساجد میں قطعاً تفسیر بیان نہ کرنا کما نقل علامۃ ھبۃ اللّٰہ بن اَبِی الْقَاسِمِ فِیْ رِسَالَۃِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

اسی میں ایک روایت ہے کہ حضور نے ایک آیت صحابہ کو سنائی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے یاد کر لیا اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی بیاض میں لکھ لیا صبح وہ مجھے یاد نہ رہی۔ بیاض میں دیکھا تو اس میں بھی نہ تھی میں نے عرض کیا تو حضور نے فرمایا نُسِخَتِ الْبَارِحَۃَ وہ آیت شام کو منسوخ ہو چکی ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ اگر ناسخ و منسوخ نہ مانا جائے تو بہت سی آیتوں میں تعارض واقع ہو جائے گا مثلاً لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔ تمہارا دین تمہیں مبارک اور ہمارا دین ہمیں۔ اس کے مقابل یَاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ۔ تو اگر ہر ایک اپنے اپنے دین پر رہ سکتا ہے تو حضور کو جہاد کفار و منافقین کا حکم کیوں ہوا۔ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ مشرکین سے مقاتلہ کرو حتیٰ کہ فتنۂ شرک نہ رہے اور خالص دین اسلام ہی اللہ کا رہ جائے اور اس قسم کی آیات جہاد اور آیات امن میں کیونکر تطبیق ہو گی۔

بہر حال یہی ماننا پڑے گا کہ ابتداء اسلام میں جہاد نہیں تھا اس وقت یہ حکم تھا جب اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا نازل ہوئی تو پہلی آیتیں منسوخ الحکم اور ماموراً التلاوۃ ہو گئیں۔

ایسے ہی جس عورت کا خاوند مر جائے اس کے لیے اس وقت تک یہ حکم تھا جب تک بیوی کے لیے میراث کا حکم نہیں آیا تھا کہ وَصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ پھر جب ازواج کی میراث کا حکم آگیا تو یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا کا حکم نافذ ہو گیا اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ آیات کا معاملہ یہ ہے کہ تلاوت میں داخل ہیں۔

اسی لیے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ کا جملہ توبیخ کفار کے لیے فرمایا گیا اور تنبیہ کی گئی کہ کفار جاہل ہیں کہ تبدیلی کی حکمت سے جاہل ہو کر ایسے لایعنی اعتراض تراشتے ہیں اور ہمارے حبیب پر افترا کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے گھڑ کر احکام سنا دیتے ہیں حالانکہ جس کلام کی مثل بنانا قدرت بشری سے باہر ہے وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔ خالق کا کلام مخلوق کے کلام سے کبھی مساوی نہیں ہو سکتا۔

وَقَدْ بَالَغُوْا قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ نِسْبَۃِ الْاِفْتِرَاءِ اِلٰی حَضْرَۃِ الصَّادِقِ الْمُصَدَّقِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ وَجَّھُوا الْخِطَابَ اِلَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور مشرکین مردودین نے حضور کی طرف افتراء کی نسبت کرنے میں مبالغہ سے کام لیا اور اس ہستی صادق و مصدوق کو مخاطب کرکے اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ کہا جو ان کے کفر اور نزغات شیطانی کے اثر سے تھا اس لیے کہ وہی ان کا ولی تھا۔ بنا بر ایں حضور کو حکم ہوا کہ

قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ۔ فرما دیجئے اسے روح القدس نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تاکہ ثابت قدم کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو۔ اور بیشک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو انہیں کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی زبان کی طرف ڈھالتے اور الحاد کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان ہے"۔

اے حبیب فرما دیجئے کہ یہ قرآن مدلول علیہ یا آیہ ہے۔ وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ علامہ طبرسی فرماتے ہیں یہ ناسخ مدلول علیہ بما تقدم ہے یعنی اِذَا بَدَّلْنَا آيَةً سے ہی ثابت ہے کہ ناسخ و منسوخ منصوص بالقرآن ہے۔

اور روح القدس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں وَاُطْلِقَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ يَنْزِلُ بِالْقُدُسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَىْ مِمَّا يُطَهِّرُ النُّفُوْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ وَالْفَيْضِ الْاِلٰهِيِّ۔ يَعْنِي نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ فرما کر اطلاق اس لیے کیا گیا کہ جب اس کا نزول قدس کے ذریعہ اللہ تعالے کی طرف سے ہوا جب جب اس کا نزول قدس کے ذریعہ اللہ تعالے کی طرف سے ہوا جو نفوس کو پاک کرتا ہے قرآن سے اور حکمت و فیض الٰہی سے یعنی اس کو روح القدس (جبریل علیہ السلام) نے اتارا تو اس میں یعنی نزول میں شک کرنیوالا وہی ہو سکتا ہے جو شیطان کا دوست

وَقِيْلَ مُطَهَّرَةٌ مِّنَ الْاَدْنَاسِ الْبَشَرِيَّةِ اور ایک قول میں یہ فرمانا اس لیے ہے کہ ادناس بشریت سے پاک جو ہے وہی اسے لایا ہے تو پھر بشریت کا التباس کیونکر ممکن ہے۔

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَعْنِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ بِمَا يَجِبُ الْاِيْمَانُ بِهٖ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْحُجَجِ الْقَاطِعَةِ وَالدَّلَالَةِ السَّاطِعَةِ۔ یعنی تاکہ ایمان پر ثابت قدم رہیں اس کے حجج قاطعہ اور دلائل ساطعہ دیکھ کر۔

اَوْ عَلَى الْاِيْمَانِ بِاَنَّهُ كَلَامُهُ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوا النَّاسِخَ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ رِعَايَةً لِلْمَصَالِحِ رَسَخَتْ عَقَائِدُهُمْ وَاطْمَاَنَّتْ بِهٖ قُلُوْبُهُمْ۔ یعنی ایمان پر قائم ہوں گے جب یہ سمجھ لیں گے کہ یہ کلام الٰہی ہے تو جب وہ ناسخ کو سنیں گے اور غور کریں گے کہ اس میں کیا کیا مصالح ہیں ان کے عقیدہ راسخ ہوں گے اور دل مطمئن ہوں گے۔

"وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ۔ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں انہیں کوئی بشر سکھاتا ہے"

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر قرآن بتاتا ہے اس سکھلانے والے کے متعلق متعدد قول ہیں جس کی بنا پر مشرکین کی یہ بکواس تھی۔

قِيْلَ جَبْرُ الرُّوْمِيُّ غُلَامُ عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ وَكَانَ قَدْ قَرَاَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ اِلَيْهِ اِذَا اٰذَاهُ اَهْلُ مَكَّةَ فَقَالُوْا مَا قَالُوْا۔

ایک قول تو یہ ہے کہ جبر رومی عامر بن حضرمی کا غلام تھا یہ توریت اور انجیل پڑھا کرتا تھا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف فرما ہو جاتے تھے اس وجہ میں ان وہمیوں نے اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ کہہ کر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایذادی اور جو کچھ کہا وہ کہا۔

وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنِ السُّدِّیِّ۔ سدی سے ایسا ہی مروی ہے۔

وَقِیْلَ مَوْلٰی لِحُوَیْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰی اِسْمُہٗ عَائِشٌ اَوْ یَعِیْشُ کَانَ یَقْرَأُ الْکُتُبَ وَقَدْ اَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُہٗ قَالَہُ الْفَرَّاءُ وَالزَّجَّاجُ۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ایک غلام آزاد شدہ حویطب بن عبد العزی کا تھا اس کا نام عائش یا یعیش تھا یہ توریت وانجیل پڑھا کرتا تھا اور بعد میں وہ اسلام لایا اور اچھے عقیدہ کا مسلمان ہو گیا۔ یہ روایت فراء اور زجاج سے ہے

وَقِیْلَ اَبَا فُکَیْہَۃٍ مَوْلٰی لِاِمْرَأَۃٍ مَکِّیَّۃٍ قِیْلَ اِسْمُہٗ یَسَارٌ وَکَانَ یَہُوْدِیًّا قَالَہٗ مُقَاتِلٌ وَابْنُ جُبَیْرٍ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَقُلْ کَانَ یَہُوْدِیًّا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ابا فکیہ غلام آزاد شدہ مکہ کی ایک عورت کا تھا اس کا نام یسار کہا جاتا ہے۔ یہ یہودی تھا مقاتل کی روایت سے اور یہ روایت ابن جبیر بھی ہے مگر انہوں نے یہودی نہیں کہا۔

وَاَخْرَجَ اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ وَالْبَیْہَقِیُّ وَجَمَاعَۃٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُسْلِمِ الْحَضْرَمِیِّ قَالَ کَانَ لَنَا عَبْدَانِ نَصْرَانِیَّانِ مِنْ اَہْلِ عَیْنِ التَّمْرِ یُقَالُ لِاَحَدِہِمَا یَسَارٌ وَلِلْاٰخَرِ جَبْرٌ وَکَانَا یَصْنَعَانِ السُّیُوْفَ بِمَکَّۃَ وَکَانَا یَقْرَآنِ الْاِنْجِیْلَ فَرُبَّمَا مَرَّ بِہِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُمَا یَقْرَآنِ فَیَقِفُ وَیَسْتَمِعُ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّمَا یَتَعَلَّمُ مِنْہُمَا۔

چوتھا قول یہ ہے جسے عبد اللہ بن مسلم حضرمی نے کہا کہ ہمارے دو غلام نصرانی تھے عین التمر کے رہنے والے ایک کو یسار کہتے تھے اور دوسرے کو جبر یہ مکہ میں تلواریں بناتے تھے اور انجیل پڑھا کرتے تھے تو اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف سے گذرتے اور وہ انجیل پڑھ رہے ہوتے تو حضور وہاں ٹھہر کر استماع فرماتے تو مشرکوں نے کہنا شروع کر دیا یہ تو ان دونوں نصرانیوں سے سیکھتے ہیں۔

وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَنَّہٗ قِیْلَ لِاَحَدِہِمَا اِنَّکَ تُعَلِّمُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا بَلْ ہُوَ یُعَلِّمُنِیْ۔

پانچواں قول یہ ہے کہ مشرکین نے ان کے ایک سے پوچھا کیا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتا ہے تو اس نے کہا نہیں بلکہ وہ مجھے سکھاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ قَالَ کَانَ بِمَکَّۃَ غُلَامٌ اَعْجَمِیٌّ رُوْمِیٌّ لِبَعْضِ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَہٗ بَلْعَامٌ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُہُ الْاِسْلَامَ فَقَالَتْ قُرَیْشٌ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هٰذَا یُعَلِّمُ مُحَمَّدًا عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ جِھَۃِ الْاَعَاجِمِ۔

چھٹا قول یہ ہے کہ جیسے ابن عباس نے فرمایا کہ مکہ میں ایک عجمی رومی غلام تھا قریش کے کسی آدمی کے پاس جسے بلعام کہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اسلام کے احکام سکھاتے تھے تو قوم قریش بکنے لگ گئی کہ یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عجمی تعلیم دیتا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الضَّحَّاکِ اَنَّہٗ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَضَعَّفَ ھٰذَا بِاَنَّ الْاٰیَۃَ مَکِّیَّۃٌ وَسَلْمَانُ اَسْلَمَ بِالْمَدِیْنَۃِ۔

ساتواں قول یہ ہے کہ وہ عجمی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اس کی تضعیف اس لیے کی گئی کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور سلمان فارسی مدینہ منورہ میں اسلام لائے تھے۔

وَرِوَایَۃٌ اَنَّہٗ اَسْلَمَ بِمَکَّۃَ وَاشْتَرَاہُ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَعْتَقَہٗ بِھَا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں اسلام لائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔

وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ عَنْ بَعْضِ النَّصَارٰی اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ کَانَ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَرَدَّدُ اِلَیْہِ فِیْ غَارِ حِرَاءٍ رَجُلَانِ نَصْرَانِیَّانِ وَیَھُوْدِیٌّ یُعَلِّمَانِہٖ۔

آٹھواں قول ایک نصاری کے مخبر نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم غار حراء میں دو آدمیوں کا تردد فرمایا کرتے تھے ایک نصرانی تھا ایک یہودی جو حضور کو پڑھایا کرتے تھے۔ معاذ اللہ اس کا جواب یہ ہے کہ

وَلَمْ اَجِدْ ھٰذَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ کِذْبٌ بُھْتٌ لَا مَنْشَاَلَہٗ وَبُحْتٌ مَحْضٌ لَا شُبْھَۃَ فِیْہِ۔ اور کبھی کسی مشرک سے ہم نے یہ افتراء نہ سنا جو اس نصرانی نے کہا یہ کذب خالص اور ایسا بہتان ہے کہ اس کا سر پیر نہیں اس کے دروغ بے فروغ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اور حضور کی ذات اقدس کو کسی بشر سے سیکھنے اور پڑھنے کی کیوں حاجت ہوتی مَعَ کَوْنِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَعْدَنًا لِعُلُوْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ جبکہ حضور کو اللہ تعالے نے معدن علوم اولین والآخرین بنایا (روح المعانی)

"لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ۔ اس کی زبان جس کی طرف ان کا گمان ہے عجمی ہے وَھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ اور اس قرآن کی زبان عربی روشن ہے۔"

الحاد عربی میں جھکنے اور مائل ہونے کو کہتے ہیں۔ حَیْثُ قَالَ اَلْاِلْحَادُ وَالْمَیْلُ یُقَالُ لَحَدَ وَاَلْحَدَ اِذَا مَالَ عَنِ الْقَصْدِ وَمِنْہُ لَحْدُ الْقَبْرِ لِاَنَّہٗ حُفْرَۃٌ مَائِلَۃٌ عَنْ وَسَطِہٖ وَالْمُلْحِدُ لِاَنَّہٗ اَمَالَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَذْهَبٌ عَنِ الْاَدْيَانِ كُلِّهَا۔

الحاد مائل ہونا ہے۔ بولتے ہیں لَحَدَ وَاَلْحَدَ جبکہ اپنے قصد سے ایک طرف جھکے یا مائل ہو اور اسی سے قبر کی لحد ہے اس لیے کہ وہ قبر میں ایک ایسا حفرہ کھودا جاتا ہے جو ایک طرف اس کے وسط سے ہو اور ملحد اسی کو کہتے ہیں جو بے مذہب ہو کر آزادی کی طرف جھک جائے۔

اَلْاَعْجَمِيُّ الْغَيْرُ الْمُبَيِّنُ۔ اعجمی کھلے ہوئے غیر کو کہتے ہیں قَالَ اَبُو الْفَتْحِ الْمُوْصَلِيُّ تَرْكِيْبُ ع ج م فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْاِبْهَامُ وَالْاِخْفَاءُ وَضِدُّ الْبَيَانِ وَالْاِيْضَاحِ۔ ابو الفتح موصلی عجمی کے لفظ کا استعمال ابہام اور اخفاء کے معنی میں لکھتا ہے اور اس کی ضد بیان و ایضاح بتاتا ہے۔

وَمِنْهُ قَوْلُهُمْ رَجُلٌ اَعْجَمُ وَامْرَاَةٌ عَجْمَاءُ اِذَا كَانَا لَا يُفْصِحَانِ۔ اور محاورہ میں رجل اعجم اور امرأۃ عجماء جب بولیں گے جبکہ فصاحت کے خلاف بولیں۔

وَسَمَّوْا صَلٰوةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ الْعَجْمَاوَيْنِ۔ لِاَنَّ الْقِرَاءَةَ فِيْهِمَا سِرٌّ۔ ظہر عصر کی نمازوں کو عجماوین کہتے ہیں اس لیے کہ ان میں قراءت سرّی ہوتی ہے۔

اور لکنت کے معنی میں عجم بولتے ہیں۔

اسی لیے آگے فرمایا وَهٰذَا اَيْ اَلْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ يَعْنِيْ ذُوْ بَيَانٍ وَّفَصَاحَةٍ اور یہ قرآن کریم زبان عربی میں فصیح و بلیغ ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کریم کی نورانیت، علوم اور حلاوۃ بیان جب تسخیر قلوب کرنے لگی اور مشرکین نے دیکھا کہ دنیا اس کی طرف مائل ہو رہی ہے اور اس کی مخالفت میں ہماری تمام تدابیر بیکار ہو چکی ہیں تو انہوں نے اس قسم کی افتراء پردازیاں اٹھانی شروع کر دیں جنہیں حرکات مذبوحی سے تعبیر کر سکتے ہیں کبھی کہا۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کبھی کہہ دیا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ یہ کچھ نہیں مگر پہلے قصے ہیں۔ جب اس سے بھی اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نہ روک سکے تو کہنے لگے اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ۔ تم تو اسے بنالاتے ہو۔

غرضیکہ ہزار کوششیں کیں کہ کسی طرح لوگ اس پاک کتاب سے بدظن ہوں اور ان کی مکاریوں میں آئیں لیکن ان کا کوئی مکر بھی کارگر نہ ہوا آخر انہوں نے اڑانی شروع کی اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ایک آدمی انہیں یہ کلام پاک سکھاتا ہے جس کا ذکر ہم بیان کر چکے اس کے ردّ میں خود قرآن عظیم نے یہ عظیم زد فرمادیا اور سنایا کہ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ یہ تو زبان عربی میں فصیح و بلیغ کلام ہے کہ عجمی تو عجمی تمہارے وہ فصحاء بھی اس کے مقابل نہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھہر سکے جو میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْکُ بجاتے اور ھَلْ مِنْ فَصِیْحٍ ۔ ھَلْ مِنْ شَاعِرٍ کے آوازے لگاتے تھے۔ تمہارے فصحاء و بلغاء جنہیں اپنی زبانوں پر ناز اور فخر تھا وہ تو اس کلام معجز نظام کو سن کر دبے بجھے رہ گئے حیران و ششدر ہو گئے اور انہوں نے کہہ دیا کہ یہ کلام ایسا کلام ہے کہ انسان سے اس کا مقابلہ محال ہے تو ایک عجمی کی طرف اس کی نسبت کرنا کس قدر بے شرمی ہے اور کتنا باطل دعوی ہے پھر جس کی طرف تم نسبت تلمذ کر رہے تھے وہ خود بھی حلقہ بگوش غلام ہو گیا اور بارگاہ رسالت میں زانوئے ادب طے کر چکا۔ اسے بھی اس کلام پاک نے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ آج وہ صدق و اخلاص کے ساتھ مومن ہے۔ لہٰذا اب ہمارا فیصلہ ہے کہ۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰہُ بیشک وہ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں پر انہیں راہ نہیں دے گا اللہ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ اور افتراء وہی کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ آپ ہی جھوٹے ہیں"۔

یعنی جو حسد اور عناد کے ماتحت ایمان نہیں لاتے اور تصدیق نہیں کرتے اور اس پر انہیں تکذیب اور انکار کی وجہ سے دردناک عذاب ہوگا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور افتراء پردازی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ آگے حکم عام سنایا اور فرمایا

"مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ جو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل مطمئن بالایمان ہو" وہ مغضوب نہیں آیہ کریمہ کا شان نزول آگے بیان ہوگا۔

وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰیَةِ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ وَالْاِقْرَارُ لَیْسَ رُكْنًا فِیْهِ۔ اس آیہ کریمہ سے ایمان کے لیے استدلال کیا گیا کہ ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور محض اقرار اس میں رکن نہیں ہے بلکہ اس تصدیق کی اطلاع اقرار باللسان ہے اسی لیے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کہا گیا۔

"وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ ہاں البتہ وہ جس کا دل کفر کے ساتھ کھلا ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے زبردست عذاب ہے"۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اور شان نزول ظاہر کرتے ہیں کہ

رُوِیَ اَنَّ قُرَیْشًا اَكْرَهُوْا عَمَّارًا وَاَبَوَیْهِ یَاسِرًا وَسُمَیَّةَ عَلَی الْاِرْتِدَادِ فَاَبَوْا فَرَبَطُوْا سُمَیَّةَ بَیْنَ بَعِیْرَیْنِ وَوُجِئَ بِحَرْبَةٍ فِیْ قُبُلِهَا وَقَالُوْا اِنَّمَا اَسْلَمْتِ مِنْ اَجْلِ الرِّجَالِ فَقَتَلُوْهَا وَقَتَلُوْا یَاسِرًا وَهُمَا اَوَّلُ قَتِیْلَیْنِ فِی الْاِسْلَامِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

قریش نے اجبار و اکراہ کا بار حضرت عمار اور ان کے باپ یاسر اور ان کی والدہ حضرت سمیہ پر ڈالا اور جبر کیا لیکن انہوں نے مرتد ہونے سے انکار کر دیا تو حضرت سمیہ کو دو اونٹوں میں باندھ کر برچھے سے آپ کو شہید کر ڈالا اور وہ برچھا آپ کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں مارا اور کہا تو لوگوں کے رجحان کو دیکھ کر مسلمان ہوئی ہے پھر حضرت یاسر کو بھی شہید کر دیا۔ یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں۔

وَاَمَّا عَمَّارٌ فَاَعْطَاهُمْ بِلِسَانِهٖ مَا اُكْرِهُوْا عَلَيْهِ۔ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَمَّارًا كَفَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنَّ عَمَّارًا مُلِئَ اِيْمَانًا مِّنْ قَرْنِهٖ اِلٰى قَدَمِهٖ وَاخْتَلَطَ الْاِيْمَانُ بِلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ۔ اب عمار رہ گئے تھے آپ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو وہ بطریق اکراہ کہلانا چاہتے تھے تو حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا حضور عمار نے کفر قبول کر لیا۔ حضور نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا عمار کے سر سے پیر تک ایمان مملو ہے اور اس کے گوشت اور خون میں ایمان رل چکا ہے۔

اس کے بعد ان سے پیچھا چھڑا کر حضرت عمار بارگاہ رسالت میں روتے ہوئے آئے۔ حضور نے فرمایا کیا ہوا حضرت عمار نے عرض کیا حضور بہت ہی برا ہوا اور میری زبان سے مشرکین نے بہت برے کلمے نکلوائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل تو مطمئن بالایمان تھا۔ حضور نے اپنے دست اقدس سے ان کے آنسو پونچھے اور نہایت شفقت و رحمت سے فرمایا عمار اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ بحالت اکراہ کلمۂ کفر کہہ دینا جائز ہے تاکہ جان بچ جائے بشرطیکہ دل مطمئن بالایمان ہو اور اگر کلمۂ کفر نہ کہے اور اپنی جان دے دے تو وہ شہید ہو گا اور اکراہ پر صبر کرنے کا اسے اجر ملے گا۔

چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اکراہ پر صبر کیا اور وہ سولی پر شہید کر دیے گئے جب نوک سنان جگر سے پار ہو رہی تھی تو آپ روضۂ مقدس کے رخ یعنی مدینہ کی طرف منہ کر کے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَلَا لَا اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ‏ ‏ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

اور ایک روایت میں ہے۔

اِنَّهُمْ اَخَذُوْهُ فَلَمْ يَتْرُكُوْهُ حَتّٰى سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ ثُمَّ تَرَكُوْهُ فَلَمَّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا وَرَاءَكَ قَالَ شَرٌّ مَا تُرِكْتُ حَتّٰى نِلْتُ مِنْكَ وَذَكَرْتُ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ قَالَ كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ قَالَ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ عَادُوْا فَعُدْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشرکین نے آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک آپ سے حضور کے لیے گالیاں نہ کہلوالیں اور اپنے بتوں کے لیے اچھے کلمات۔ جب آپ نے ان کی ضد پوری کردی تو آپ کو چھوڑا۔ جب آپ بارگاہِ رسالت میں حاضر آئے تو حضور نے فرمایا کیا کر آئے۔ عرض کیا حضور بہت ہی برا ہوا مجھ سے ان کے معبودوں کے لیے کلمات خیر نکلوائے۔ فرمایا تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا حضور دل تو ایمان پر جما ہوا تھا فرمایا اگر پھر ایسا ہو تو ایسا کر لینا پرواہ نہ کرنا۔

دوسرا واقعہ اور ہے

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ عَنْ مَعْمَرٍ، اَنَّ مُسَیْلَمَۃَ الْکَذَّابَ اَخَذَ رَجُلَیْنِ فَقَالَ لِاَحَدِھِمَا مَا تَقُوْلُ فِیْ مُحَمَّدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِیَّ فَقَالَ اَنْتَ اَیْضًا فَخَلَّاہُ وَقَالَ لِلْاٰخَرِ مَا تَقُوْلُ فِیْ مُحَمَّدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِیَّ قَالَ اَنَا اَصَمُّ فَاَعَادَ عَلَیْہِ ثَلَاثًا فَاَعَادَ فِیْ جَوَابِہٖ فَقَتَلَہٗ فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَبَرُھُمَا فَقَالَ اَمَّا الْاُوْلٰی فَقَدْ اَخَذَ بِرُخْصَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَمَّا الثَّانِیْ فَقَدْ صَدَعَ بِالْحَقِّ فَھَنِیْئًا لَہٗ۔

مسیلمہ کذاب نے دو آدمی مکہ کے پکڑے ایک سے پوچھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تو کیا کہتا ہے اس نے کہا اللہ کا رسول تو کہنے لگا میرے حق میں کیا کہتا ہے اس نے کہا تجھے بھی تو اسے چھوڑ دیا۔

پھر دوسرے سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا کہتا ہے اس نے کہا اللہ کا رسول ہیں تو میں ؟ کہا ہوں۔ مسیلمہ نے کہا میرے متعلق کیا کہتا ہے اس نے کہا میں بہرا ہوں تین بار اس نے سوال کیا انہوں نے مسیلمہ کے متعلق وہی جواب دیا آخر وہ شہید کر دیے گئے۔

پہلا واقعہ حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے فرمایا پہلا تو وہ ہے جس نے اللہ تعالے کی رخصت پر عمل کیا اور دوسرا وہ ہے جس نے حق کے ساتھ جان دیدی تو اسے مبارک ہو۔

وَاسْتَدَلَّ بِاِبَاحَۃِ التَّلَفُّظِ بِالْکُفْرِ عِنْدَ الْاِکْرَاہِ عَلٰی اِبَاحَۃِ سَائِرِ الْمَعَاصِیْ۔ اس تلفظ بالکفر کے جواز سے استدلال کیا بوقت اکراہ اور تمام معاصی کا جواز بھی اس سے عندالاکراہ قرار دیا گیا مثل شرب خمر، اکل میتہ اور لحم خنزیر وغیرہ کے۔ اور جو آدمی دل سے کفر کرے اس پر زبردست عذاب اس لیے ہے کہ۔

"ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ"

یہ اس لیے کہ وہ دنیا کی زندگی پسند کرتا ہے آخرت پر اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی وہ اس سے محبت کرتا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس کام کی جس سے ایمان مضبوط ہو اور بقول ثانی ایسے کاموں کی ہدایت نہیں فرماتا جس سے جنت کا مستحق ہو جائے۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ یہی وہ ہیں جن پر مہر کی اللہ نے ان کے دلوں پر ان کے کانوں پر ان کی آنکھوں پر اور یہی لوگ ہیں غفلت والے۔

یعنی اپنے انجام و عاقبت کار کو نہیں سوچتے اور وہ تدبر نہیں کرتے اور نہ مواعظ و نصائح پر کان دھرتے ہیں نہ طریق رشد و صواب دیکھتے ہیں۔

"لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ لازمی طور پر یہ آخرت میں نقصان و خسران میں ہیں" یعنی ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

"ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پھر بیشک تمہارا رب ان کے لیے جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر جہاد کیا اور صبر کیا بیشک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے"۔

هَاجَرُوْا سے مراد مکہ معظمہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا ہے مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا۔ کفار نے ان پر سختیاں کیں انہیں کفر پر مجبور کیا جیسے حضرمی کہ مجبوراً مرتد ہوئے پھر اسلام لائے اور ہجرت کر کے مدینہ آئے یا جیسے عمار بن یاسر پھر انہوں نے تمام مصائب پر صبر کیا اور ہجرت کے بعد جہاد کیا اس آیت کا نزول حضرت عمار اور ان جیسوں کے حق میں ہوا۔ لیکن

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ یہ آیۂ کریمہ عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اس پر ابن عطیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار کے حق میں ہی یہ آیت نازل ہوتی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ یہ بلند درجے والے ہیں اور ابن اسحٰق نے جن کے نام بتائے یہ وہ ہیں کہ اسلام چھوڑ کر کفر کے ساتھ ملے پھر اللہ تعالیٰ نے باب توبہ ان پر کھولا۔

وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا نَزَلَتْ فَكَتَبَ بِهَا الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى مَنْ كَانَ اَسْلَمَ بِمَكَّةَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ لَكُمْ مَخْرَجًا فَخَرَجُوْا فَلَحِقَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَاتَلُوْهُمْ حَتّٰى نَجَا مَنْ نَجَا وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ان مسلمانوں کو لکھا جو مکہ میں اسلام

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لائے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے نکلنے کی راہ یعنی ہجرت نکال دی ہے چنانچہ وہ مکہ سے نکل رہے تھے کہ مشرکین نے انہیں گھیر لیا آخر مقابلہ ہوا پھر جو بچ کر آگیا وہ بچ گیا اور جو شہید ہو گیا وہ ہو گیا۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں ۱۵ رکوع سورۂ نحل پ ۱۴

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

جس دن آئے گی ہر جان جھگڑتی اپنی ہی جان سے اور دیا جائے گا ہر جان کو اس کا بدلہ اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور مثال دی اللہ نے ایک بستی کی کہ امان و اطمینان سے تھی آتا تھا اسے اس کا رزق بھرپور ہر طرف سے تو انہوں نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں سے تو چکھایا اللہ نے انہیں لباس بھوک اور خوف کا پہنا کر بدلہ ان کے کیے کا۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

اور بیشک آئے ان کے پاس رسول ان میں سے تو جھٹلایا انہیں تو پکڑا انہیں عذاب نے اور وہ ظالم تھے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

تو کھاؤ اللہ کی دی ہوئی حلال و پاکیزہ اور شکر کرو نعمت الٰہی کا اگر ہو تم اسے پوجنے والے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تم پر تو یہی حرام کیا مردار اور خون اور گوشت سور کا اور وہ جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ تو جو مضطر ہو یلا نافرمانی کے نہ سرکشی کرتا تو بے شک بخشنے والا ہے مہربان۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور نہ کہو اسے جو بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ افتراء کرو اللہ پر جھوٹ بیشک وہ جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ کامیاب نہ ہوں گے۔
نفع بس تھوڑے دن اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ

اور ان پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام کیا ان چیزوں کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جن کا بیان کر دیا پہلے اور ہم نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔
پھر بے شک تمہارا رب ان کے لیے جو برے عمل کرتے ہیں اپنی جہالت سے پھر توبہ کریں بعد اس کے اور سنور جائیں بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

حلِ لغات پندرہواں رکوع سورہ نحل پ ۱۴

يَوْمَ۔ جس دن   تَاْتِيْ۔ آئے گی   كُلُّ۔ ہر ایک   نَفْسٍ۔ جان
تُجَادِلُ۔ جھگڑا کرے گی   عَنْ نَّفْسِهَا۔ اپنی ہی جان سے   وَتُوَفّٰى۔ اور پورا دیا جائیگا
كُلُّ۔ ہر ایک   نَفْسٍ۔ آدمی   مَّا۔ جو   عَمِلَتْ۔ اس نے کمایا
وَهُمْ۔ اور وہ   لَا يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم نہ کیے جائیں گے   ضَرَبَ۔ بیان کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے   مَثَلًا۔ مثال   قَرْيَةً۔ ایک بستی کی   كَانَتْ۔ جو تھی
اٰمِنَةً۔ امن و   مُّطْمَئِنَّةً۔ اطمینان والی   يَاْتِيْهَا۔ آتا تھا اس کے پاس   رِزْقُهَا۔ اس کا رزق
رَغَدًا۔ بافراغت   مِّنْ كُلِّ۔ ہر ایک   مَكَانٍ۔ جگہ سے   فَكَفَرَتْ۔ تو کفر کیا اس نے
بِاَنْعُمِ۔ نعمت   اللّٰهِ۔ الٰہی کا   فَاَذَاقَهَا۔ تو چکھایا اسکو   اللّٰهُ۔ اللہ نے
لِبَاسَ۔ لباس   الْجُوْعِ۔ بھوک   وَالْخَوْفِ۔ اور خوف کا   بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ
كَانُوْا۔ تھے وہ   يَصْنَعُوْنَ۔ کرتے   وَلَقَدْ۔ اور بیشک   جَآءَهُمْ۔ آیا انکے پاس
رَسُوْلٌ۔ رسول   مِّنْهُمْ۔ انہی سے   فَكَذَّبُوْهُ۔ تو انہوں نے جھٹلایا اس کو
فَاَخَذَهُمُ۔ تو پکڑ لیا ان کو   الْعَذَابُ۔ عذاب نے   وَهُمْ۔ اور وہ
ظٰلِمُوْنَ۔ ظالم تھے   فَكُلُوْا۔ تو کھاؤ   مِمَّا۔ اس سے جو   رَزَقَكُمُ۔ رزق دیا تمہیں
اللّٰهُ۔ اللہ نے   حَلٰلًا۔ حلال   طَيِّبًا۔ پاک   وَّاشْكُرُوْا۔ اور شکر کرو
نِعْمَتَ۔ نعمت   اللّٰهِ۔ الٰہی کا   اِنْ۔ اگر   كُنْتُمْ۔ ہو تم
اِيَّاهُ۔ خاص اس کی   تَعْبُدُوْنَ۔ عبادت کرتے   اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں   حَرَّمَ۔ حرام کیا اس نے
عَلَيْكُمُ۔ تم پر   الْمَيْتَةَ۔ مردار   وَالدَّمَ۔ اور خون   وَلَحْمَ۔ اور گوشت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الخنزیر۔ سور کا	وما۔ اور جو	اُھِلّ۔ پکارا گیا	لغیرِ۔ واسطے سوا
اللہ۔ اللہ کے	فمن۔ پھر جو	اضطرّ۔ مجبور ہو جائے	غیرَ۔ نہ ہو
باغٍ۔ سرکش	ولا۔ اور نہ	عادٍ۔ حد سے بڑھنے والا	فانّ۔ تو بیشک
اللہ۔ اللہ	غفورٌ۔ بخشنے والا	رحیمٌ۔ مہربان ہے	ولا۔ اور نہ
تقولوا۔ کہو	لما۔ جو	تصف۔ بیان کریں	السنتکم۔ تمہاری زبانیں
الکذب۔ جھوٹ	ھذا۔ یہ	حلالٌ۔ حلال ہے	وھذا۔ اور یہ
حرامٌ۔ حرام	لتفتروا۔ تاکہ باندھو	علی۔ اوپر	اللہ۔ اللہ کے
الکذب۔ جھوٹ	انّ۔ بیشک	الذین۔ وہ جو	یفترون۔ باندھتے ہیں
علی۔ اوپر	اللہِ۔ اللہ کے	الکذبَ۔ جھوٹ	لا۔ نہیں
یفلحون۔ کامیاب ہوتے	متاعٌ۔ فائدہ ہے	قلیلٌ۔ تھوڑا سا	ولھم۔ اور واسطے انکے
عذابٌ۔ عذاب ہے	الیمٌ۔ دردناک	وعلی۔ اور اوپر	الذین۔ انکے جو
ھادوا۔ یہودی ہوئے	حرّمنا۔ ہم نے حرام کیا	ما۔ جو	قصصنا۔ بیان کیا ہم نے
علیک۔ تجھ پر	من قبلُ۔ پہلے سے	وما۔ اور نہیں	ظلمنا۔ ظلم کیا ہم نے
ھم۔ ان پر	ولکن۔ لیکن	کانوا۔ تھے وہ	انفسھم۔ اپنی جانوں پر
یظلمون۔ ظلم کرتے	ثمّ۔ پھر	انّ۔ بیشک	ربّک۔ تیرا رب
للذین۔ ان کو جنہوں نے	عملوا۔ عمل کیے	السوء۔ برے	بجھالۃٍ۔ جہالت سے
ثمّ۔ پھر	تابوا۔ توبہ کی انہوں نے	من بعد۔ بعد	ذالک۔ اس کے
واصلحوا۔ اور درستی کی	انّ۔ بیشک	ربّک۔ تیرا رب	من بعدِھا۔ اسکے بعد
لغفورٌ۔ یقیناً بخشنے والا	رحیمٌ۔ مہربان ہے۔		

مختصر تفسیر اردو پندرھواں رکوع سورۃ نحل پ۱۴

"یوم تاتی کل نفسٍ تجادل عن نفسھا۔ جس دن آئے گی ہر جان جھگڑتی اپنی جان سے اور بھرپور دیا جائے اس کے عمل کا بدلہ اور وہ ظلم نہ کیے جائیں"۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں باہمی جھگڑا ہوگا۔ حتی کہ روح اور جسم کے مابین بھی خصومت ہوگی۔ روح کہے گی یارب نہ میرے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ تھے کہ میں کسی کو پکڑتی نہ پاؤں تھے کہ چلتی نہ آنکھ تھی کہ دیکھتی۔

جسم عرض کرے یا رب میں تو لکڑی کی طرح تھا نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا نہ پاؤں چل سکتا تھا نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی جب یہ روح اپنی شعاع مجھ پر ڈالتی تھی تو میں زبان سے بولتا تھا۔ آنکھ سے دیکھتا تھا پاؤں سے چلتا تھا لہذا جو کچھ کیا اس روح نے کیا۔

تو اللہ تعالے ان پر ایک مثال بیان فرمائے کہ ایک اندھا اور ایک لولا دونوں ایک باغ میں گئے۔ اندھے کو تو پھل نظر نہ آتے تھے اور لولا ان پھلوں تک ہاتھ نہ پہنچا سکتا تھا۔ تو اندھے نے اس لولے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو ایسی صورت میں دونوں سزا کے مستحق ہوئے کیونکہ ارتکاب جرم دونوں نے مل کر کیا۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں ابن عباس سے منقولہ بالا کی اصل اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذِهِ الْمُجَادَلَةُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ يَقُوْلُ الْجَسَدُ بِكَ نَطَقَ لِسَانِيْ وَاَبْصَرَتْ عَيْنِيْ وَمَشَتْ رِجْلِيْ وَلَوْلَاكَ كُنْتُ خَشْبَةً مُلْقَاةً۔

وَتَقُوْلُ الرُّوْحُ اَنْتَ كَسَبْتَ وَعَصَيْتَ لَا اَنَا وَاَنْتَ كُنْتَ الْحَامِلُ وَاَنَا الْمَحْمُوْلُ۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَضْرِبُ لَكُمَا مَثَلًا اَعْمٰى حَمَلَ مُقْعَدًا اِلٰى بُسْتَانٍ فَاَصَابَا مِنْ ثِمَارِهٖ فَالْعَذَابُ عَلَيْكُمَا۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں شان تخویف ہے اور اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ دن جسے قیامت کہتے ہیں ایسا ہوگا کہ ہر جان اپنی خلاصی چاہے گی۔ چنانچہ خلیب الانبیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک پر بھی یہ لفظ ہوں رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ لَا اَسْاَلُكَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ الٰہی میں اپنی جان کی امن چاہتا ہوں اور تیرے حضور میرا اور کوئی سوال نہیں۔

پھر حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا میں ابن عطیہ کہتے ہیں۔

اَلنَّفْسُ الْاُوْلٰى هُوَ الْمَعْرُوْفَةُ وَالثَّانِىْ هُوَ الْبَدَنُ۔ پہلا نفس تو روح معروفہ ہے اور دوسرا نفس بدن ہے۔

عسکری کہتے ہیں اَلْاِنْسَانُ يُسَمّٰى نَفْسًا تَقُوْلُ الْعَرَبُ مَا جَاءَنِىْ اِلَّا نَفْسٌ وَحْدَهٗ اَىْ اِنْسَانٌ وَحْدَهٗ۔ انسان کو نفس کہا جاتا ہے۔ عرب کا محاورہ ہے وہ کہتے ہیں میرے پاس نہیں آیا مگر ایک نفس یعنی ایک انسان۔ اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَتُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ یَعْنِیْ تُعْطٰی وَافِیًا کَامِلًا۔ یَعْنِیْ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ کے یہ معنی ہیں کہ ہر جان کو دیا جائے پورا پورا کامل مَا عَمِلَتْ اَیْ جَزَآءَ عَمَلِهَا۔ یعنی اس کے عمل کا بدلہ اَلَّذِیْ عَمِلَتْهُ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا جو اس نے کیا اگر اچھا کیا تو اچھا اور اگر برا کیا تو برا بدلہ دیا جائے وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہ ہو یعنی عذاب میں بلا قصور کچھ زیادتی نہ ہو۔

"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ اور اللہ تعالے نے مثال دی اس قریہ کی کہ رہتے تھے اس میں امن و اطمینان سے آتا تھا رزق اس کا کثرت سے اور ہر طرف سے تو کفران نعمت کیا انہوں نے اللہ کی نعمتوں سے تو چکھائی اللہ نے لباس میں بھوک اور خوف کی سزا کہ جیسا وہ کرتے تھے۔"

یعنی اللہ تعالے نے مثال بیان فرمائی ایسے لوگوں کے لیے جن پر انعام کیا تو وہ اس نعمت سے متکبر و مغرور ہو گئے اور ناشکری کرنے لگے حتیٰ کہ کافر ہو گئے یہ سبب اللہ تعالے کی ناراضگی کا ہوا۔ انکی مثال ایسی سمجھو جیسے مکہ مکرمہ کے رہنے والے امان و اطمینان سے رہتے تھے نہ اس بستی پر غنیم کا خطرہ تھا نہ وہاں کے لوگ قتل و قید کے مصائب سے آشنا تھے۔ ان پر بدعائے ابراہیم وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ کا یہ اثر تھا کہ ہر طرف سے رزق روزی پھل پھول رغداً وسیع طور پر آتا تھا تو انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو ان پر سات سال متواتر حضور کی بددعا سے قحط اور خشک سالی کی ایسی مصیبت آئی کہ مردار کھاتے اور امن و امان کی بجائے خوف و ہراس طاری ہو گیا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کے اندیشے میں رہنے لگے اور جیسے انسان کے جسم سے لباس لپٹا ہوتا ہے ان پر قحط۔ جوع۔ خوف و ہراس مثل لباس لپٹ گیا اور یہ بدلہ ان کی کرنی کا تھا۔

"وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ اور بے شک آئے ان کے پاس ایک رسول تو انہوں نے جھٹلایا تو پکڑ لیا انہیں عذاب نے اور وہ ظالم بے انصاف تھے۔"

یَعْنِیْ وَلَقَدْ جَآءَ اَهْلَ تِلْكَ الْقَرْیَةِ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ اَیْ مِنْ جِنْسِهِمْ یَعْرِفُوْنَهٗ بِاَصْلِهٖ وَنَسَبِهٖ یعنی اس بستی میں تشریف لائے ایک رسول جو انہیں میں سے تھے اور وہ لوگ ان کے اصل و نسب کو جانتے تھے تو انہیں جھٹلانے لگ گئے تو فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ ظالم تھے اخذ عذاب کی ترتیب سنت الٰہی کے مطابق ہی ہوتی ہے کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ چنانچہ کفار مکہ کے فسادیوں نے جب تکذیب میں اتنا مبالغہ کیا کہ انواع و اقسام کے الزام کذاب، مفتری، مجنون کے لگائے تو حضور نے بددعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَیْهِمْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سِنِيْنَ كَسِنِیْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ مِّنْ جَرْبٍ شَدِيْدٍ وَّاَزْمِنَةٍ مَّا عَلَيْهَا مَزِيْدٌ فَاضْطَرُّوْا اِلٰی اَكْلِ الْجِيْفَةِ وَالْكِلَابِ الْمَيْتَةِ وَالْعِظَامِ الْمَحْرُوْقَةِ وَالْعِلْهِزِ۔

وَالْعِلْهِزُ هُوَ طَعَامٌ يُتَّخَذُ فِیْ سِنِی الْمَجَاعَةِ مِنَ الدَّمِ وَالْوَبَرِ۔

وَكَانَ اَحَدُهُمْ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰی شِبْهَ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ وَقَدْ ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ مِنْ سَرَايَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانُوْا يُغِيْرُوْنَ عَلٰی مَوَاشِيْهِمْ وَعِيْرِهِمْ وَقَوَافِلِهِمْ ثُمَّ اَخَذَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ مَّا اَخَذَهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ هٰذَا مَا اخْتَارَهٗ شَيْخُ الْاِسْلَامِ۔

اس دعا کے بعد وہ مردار اور کتے اور ہڈیاں اور علہز کھانے پر مجبور ہو گئے۔

علہز قحط میں بھوک سے تنگ آکر جنگل سے کھنب لے کر خون کے ساتھ پکا کر کھاتے ہیں۔ اسے علہز کہتے ہیں۔

پھر حرام اور خبیث اموال جو کھایا کرتے تھے یعنی لوٹ، غصب اور مکاسب خبیثہ سے حاصل کیے ہوئے مال علیحدہ تھے۔

آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک سے پریشان ہوئے اور برداشت کی طاقت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں۔ عورتوں بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمائیں اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے لیے کھانا وغیرہ لے جایا جائے۔ چنانچہ اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ خازن اور روح المعانی میں بھی اسی طرح ہے۔

رَوَاهُ الْاِمَامُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا ثُمَّ نَقَلَ الْكَلْبِیَّ مَا يَسْتَدْعِیْ اَنَّ الْخِطَابَ لِاَهْلِ مَكَّةَ حَيْثُ قَالَ اِنَّ رُؤَسَاءَ مَكَّةَ كَلَّمُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَهِدُوْا وَقَالُوْا عَادَيْتَ الرِّجَالَ فَمَا بَالُ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ وَكَانَتِ الْمِيْرَةُ مَا قَدْ قُطِعَتْ عَنْهُمْ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ فِی الْحَمْلِ اِلَيْهِمْ فَحُمِلَ الطَّعَامُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰی فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔

اس وقت ان کا یہ حال ہوا کہ جب ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے بھوک کی وجہ سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسمان پر دھواں سا نظر آتا اور ان پر زمین تنگ ہو گئی ان سرایا کے باعث جو حضور نے بھیجے اور وہ جہاں کہیں تھے انکے مویشیوں اور قافلوں کی صورتیں بھی بدل گئیں پھر وہ مشرکین بدر والے دن عذاب میں مبتلا ہوئے اور یہاں رسول سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ تو کھاؤ اس سے جو اللہ تمہیں دے حلال اور طیب وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور شکر کرو نعمتوں کا جو اللہ کی ہیں اگر تم اسے پوجتے ہو"

علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ گندہ خواری سے نجات پاکر پاک چیزیں کھاؤ اور مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمہیں دیا اس لیے کہ حضور نے خود فرمایا وَاللّٰهُ هُوَ الْمُعْطِىْ وَاَنَا الْقَاسِمُ دینے والا اللہ ہی ہے مگر تقسیم والے ہم ہیں۔ چنانچہ آلوسی بھی اس سے ملتا جلتا بیان دے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں

فَانْتَهُوْا عَمَّا اَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ كُفْرَانِ النِّعَمِ وَتَكْذِيْبِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْلَا يَحِلَّ بِكُمْ مَا حَلَّ بِهِمْ وَاعْرِفُوْا حَقَّ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِىْ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَالَ كَوْنِهٖ حَلٰلًا طَيِّبًا وَذَرُوْا مَا تَفْتَرُوْنَ مِنْ تَحْرِيْمِ الْبَحَائِرِ وَنَحْوِهَا وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاعْرِفُوْا حَقَّهَا وَلَا تُقَابِلُوْهَا بِالْكُفْرَانِ۔

تو باز آؤ جس حال پر تم ہو اس سے کفران نعمت اور تکذیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم تاکہ تمہیں وہی حلال ہے جو حلال ہے اور سمجھو نعمت الٰہی کا حق اور اتباع کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا احکام میں امر و نہی میں اور کھاؤ جو رزق دے اللہ تمہیں جو حلال اور پاک ہے اور چھوڑو افتراء پردازی اور بحیرہ سائبہ کے حرام کر لینے سے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کا حق پہچانو اور کفر کے ساتھ مقابلہ کرو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کر۔

"اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ تم پر یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے"۔

یعنی یہ چار چیزیں حرام ہیں تم پر مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور اہلال لغیر اللہ کا ذبیحہ۔

اہلال لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی بجائے بِاسْمِ فُلَانٍ کہہ کر ذبح کیا جائے۔ چنانچہ مفسرین نے اس امر کی تصریح فرمائی کہ اہلال کہتے ہی ان الفاظ کو ہیں جو عند الذبح بولے جائیں۔ چنانچہ مشرکین مکہ بتوں پر جو جانور ذبح کرتے وہاں اہلال اس بت کے ساتھ کرتے جس کے سامنے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ جانور ذبح کرتے۔ ہُبَل کے سامنے بِاسْمِ ہُبَل کہتے لَات کے سامنے بِاسْمِ لَات عُزّٰی کے آگے بِاسْمِ عُزّٰی
چنانچہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ وقت ذبح اگر بِاسْمِ مُحْیِ الدِّیْن یا بِاسْمِ مُعِیْنُ الدِّیْن حتیٰ کہ بِاسْمِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہے وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کی توضیح ہم اس آیت کریمہ کے تحت پارہ وَلَوْ اَنَّنَا میں کر چکے ہیں۔

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر عزیزی کے پہلے ڈھائی پاروں میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس زمانہ میں جو بدعات و منکرات ہوتے تھے وہ سب لکھ کر مسئلہ کا لب لباب یوں بیان کیا۔

"و کنہہ این مسئلہ آنست کہ جان را برائے غیر جان آفرین نیاز کردن روا نیست"۔ اس مسئلہ کی جڑ صرف یہ ہے کہ جان دینا جان آفرین کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔

پھر آگے فرماتے ہیں "لیکن معنیش ہمیں است کہ دادن جان برائے خدا ثوابے کہ دارد بآں مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برائے مردہ کردہ آید" یعنی جو ذبح کرتے ہیں اس کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ جان دینا خدا کے لیے بھی ایک ثواب رکھتا ہے تو وہ ثواب جو جان دینے کا اسے مل رہا ہے وہ ہی موتیٰ کو بخش رہا ہے اور اس سے یہ مطلب نہیں کہ ذبح مردے کے لیے کر رہا ہے۔

اسی لیے قرآن کریم میں مَا اُھِلَّ تقریباً چار جگہ وارد ہے مگر سب جگہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ ہی فرمایا گیا اور مَا اُھِلَّ بِغَیْرِ اللّٰہِ کہیں نہ فرمایا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لغیر اللہ اور بغیر اللہ میں بون بعید ہے بغیر اللہ کے معنی ہو جاتے ہیں غیر خدا کے نام کے ساتھ ذبح کرنا اور ذبح کے وقت جان خدا کے نام پر دینا اور لغیر اللہ کے معنی ہوتے ہیں کہ اس کا ذبح بھی غیر اللہ کے لیے اور جان بھی غیر اللہ کے لیے یہ حرام ہے۔

پھر اُہِلَّ باعتبار لغت محض ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ اِہْلَال ہِلَال پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور اِہْلَال نوزائیدہ بچے پر بھی بولا جاتا ہے اور اِہْلَال تلبیۂ حج پر بھی مستعمل ہے۔

چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِیْحَۃً وَّقَصَدَ بِذَبْحِہَا التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ صَارَ مُرْتَدًّا۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان ذبیحہ ذبح کرتے وقت تقرب لغیر اللہ کا قصد کرے تو مرتد ہے۔

اور عام ذبیحے جو بزرگوں کو ثواب پہنچانے کو ہوتے ہیں ان میں یہ بات نہیں بلکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح کر کے اور جان دینے کا ایک مستقل ثواب جو ہے وہ بھی میت کے حق میں بخشتے ہیں اور گوشت کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثواب علیحدہ یہی وجہ ہے کہ گیارہویں اور عام فاتحہ میں ذبح کنندہ بازاری گوشت پر فاتحہ کرنے میں خوش نہیں ہوتا اس لیے کہ اس میں موتی کو ثواب فقط گوشت کا پہنچتا ہے اور اگر وہ ذبح خود کرے تو جان جان آفرین کو نذر کرنے کا جو ثواب مل رہا ہے وہ بھی یہ موتی کو پیش کرتا ہے تو دہرا ثواب مل جاتا ہے۔

جیسے قربانی میں صرف جان جان آفرین کو پیش کرنے کے بعد اسے ثواب مل جاتا ہے اب رہا گوشت وہ جتنا غربا میں تقسیم کرے گا ماجور ہوگا۔

یہاں نیازوں میں جان اور گوشت دونوں کا ثواب پیش ہو جاتا ہے لیکن بموجب تصریح شاہ صاحب اس امر کا لحاظ لازمی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"آرے نام خدا براں جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا از دل دور کردہ"

بنا بریں محض ذبیحہ کسی کے نامزد کر دینے سے حرام کیسے ہو سکتا ہے۔ بہرحال جانور خرید تے وقت مشتری کا نام رکھا جاتا ہے وہ فروخت ہوگا جس کی وہ اس کی ملک ہے اس کا نام اس پر لیا جائے گا۔ قربانی کا بکرا۔ دنبہ۔ بھیڑ۔ گائے بھی ہو ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد بھی یہی کہا جاتا ہے کہ یہ بکرا فلاں کا ہے یہ گائے فلاں کی ہے۔

تو اگر بغرض ایصال ثواب جانور خرید کر کہہ دیا کہ یہ جانور غوث پاک کا ہے یا یہ دنبہ غریب نواز کا ہے جس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ اس کا ایصال ثواب انہیں کے پیش ہوگا۔

تو اس سے علت وحرمت لازم نہیں آتی البتہ عند الذبح اگر غیر خدا کا نام لے کر چھری پھیری جائے تو کسی کے نام پر بھی وہ ذبح ہو سوا خدا عزوجل کے سب کے نام کا ذبیحہ حرام اور مردار ہوگا۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ حرام صرف یہی چار نہیں ہیں اور انہی پر حصر نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں یہ حصر محض حصر اضافی ہے۔ ورنہ

اَلْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ یہ تو میتہ میں داخل ہیں اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ یہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت ہیں۔

"فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ تو جو ایسا مضطر ہو کہ نافرمانی نہ کرے نہ سرکشی کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

اگر ایسا اضطرار و مخمصہ ہو کہ کھانا حرام و مردار کا لازم ہو جائے تو بقدر ضرورت و سد رمق کھا سکتا ہے اور اللہ اس قصور کو بخشنے والا مہربان ہے اَیْ لَا یُؤَاخِذُ سُبْحَانَہٗ بِذٰلِکَ یعنی اگرچہ یہ سب حرام قطعی ہیں لیکن ایسی اضطراری حالت میں کہ اس کے بغیر جان بچانا مشکل ہو تو معاف ہے بشرطیکہ بقدر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرورت وسدّ رمق استعمال کرے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۔ اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ پر جھوٹا افتراء کرو بیشک جو افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ فلاح نہیں پائیں گے۔"

زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کرلیا کرتے تھے اور اس حلت وحرمت کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی مخالفت کی گئی اور فرمایا گیا یہ خالص اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔

جیسے فی زماننا بھی ایسا کیا جاتا ہے کہ اہلال بغیر اللہ کا برقع اوڑھ کر گیارہویں شریف کے فاتحہ بزرگان دین کا ایصال ثواب، میلاد پاک کی شیرینی، عرس مبارک کا تبرک، ایصال ثواب کے کھانے کو بلا ثبوت مدعی حرام کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی حرمت شریعت میں وارد نہیں۔ انہیں توبیخ کر کے فرمایا لَا يُفْلِحُوْنَ ایسے لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔ کیونکہ وہ بلا ثبوت افترا کرتے ہیں۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَیْ لَا تَقُوْلُوْا فِیْ شَانِ الَّذِیْ تَصِفُہٗ اَلْسِنَتُكُمْ مِنَ الْبَهَائِمِ بِالْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ فِیْ قَوْلِكُمْ مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا۔ یعنی نہ کہو اس کے معاملہ میں جو تمہاری زبانیں کہہ دیتی ہیں جانوروں سے حرام وحلال جیسے مشرکین کہہ دیا کرتے تھے کہ جو بچہ اس جانور کے پیٹ میں ہے وہ خالص مردوں کے لیے حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام۔

اس پر مفصل تقریر فرما کر آخر میں خلاصہ کرتے ہیں۔

وَحَاصِلُ مَعْنَى الْاٰيَةِ عَلٰى مَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعَسْكَرِيُّ لَا تُسَمُّوْا مَا لَمْ يَأْتِكُمْ حِلُّهٗ وَحُرْمَتُهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا وَّلَا حَرَامًا فَتَكُوْنُوْا كَاذِبِيْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّ مَدَارَ الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ لَيْسَ اِلَّا حُكْمُهٗ سُبْحَانَهٗ۔

خلاصہ معنی آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ تم ہرگز حلال وحرام نہ کہو جب تک حلت وحرمت اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حلال وحرام نہ ہو اگر ایسا کرو گے تو تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والے ہو جاؤ گے اس لیے کہ حلت وحرمت کا مدار سوائے حکم الٰہی کسی چیز پر نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو نضرہ فرماتے ہیں۔ لَمْ اَزَلْ اَخَافُ الْفُتْيَا مُنْذُ سَمِعْتُ اٰيَةَ النَّحْلِ اِلٰى يَوْمِىْ هٰذَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں فتویٰ دینے میں اب خائف رہتا ہوں جب سے میں نے آیۂ سورۂ نحل سنی یعنی لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔

قَالَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ كَرِهَ مَالِكٌ وَّقَوْمٌ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُفْتِیْ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ فِی الْمَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِيَّةِ۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ امام مالک اور ان کی جماعت اسے مکروہ سمجھتی تھی کہ مفتی حلال و حرام مسائل اجتہادیہ میں کہے۔

لَا يُفْلِحُوْنَ کے معنی لَا يَفُوْزُوْنَ بِمَطْلُوْبٍ ہیں یعنی وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچیں گے۔

"مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ چند روز تمتع حاصل کرلیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے" یعنی دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو مٹ جانے والی ہے ہمیشہ نہیں رہے گی اور آخرت میں انکے لیے عذاب دردناک ہے۔

"وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ اور ان پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو بیان کر چکے ہم تم پر پہلے اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا لیکن وہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے"۔

"ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ۔ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لیے جو عمل کر بیٹھے برے اپنی جہالت سے۔ پھر توبہ کریں اس کے بعد اور اپنی اصلاح کرلیں بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے" سورۂ انعام میں یہودیوں پر خاص حرمت نازل ہو چکی ہے حَيْثُ قَالَ

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ۔ یعنی ہم نے یہودیوں پر حرام کیا ہر ناخون دار جانور۔ یہ حرمت ان کے ظلم کا بدلہ ہے جو انہوں نے اپنی جانوں پر کیا۔ بغاوت و معصیت کا ارتکاب کر کے اس کی سزا میں بہت سی چیزیں ان پر حرام ہوئیں جیسا کہ فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ۔

اور جنہوں نے جہالت سے برے عمل کر لیے بعد میں توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی اور نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات حاصل کر لیے تو ضرور اللہ ان کی بخشش فرما دے گا۔

بامحاورہ ترجمہ سولھواں[۱۶] رکوع سورۂ نحل پ[۱۴]

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ	بے شک ابراہیم ایک امام تھا نیک خصائل اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا اور مشرک نہ تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

شکر کرنے والا اللہ کی نعمتوں پر چن لیا اسے اور ہدایت کی اسے سیدھے راہ کی۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور دی ہم نے اسے دنیا میں بھلائی اور بیشک وہ آخرت میں صالحین سے ہے۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

پھر ہم نے وحی کی تمہاری طرف کہ تتبع ہو ملت ابراہیم کے کہ وہ سب سے علیحدہ ہے اور نہیں وہ مشرک۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

ہفتہ تو کیا تھا انہی پر جو اختلاف میں پڑ گئے تھے اور بیشک تمہارا رب فیصلہ کردے گا قیامت کو جس بات میں وہ اختلاف میں ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

بلاؤ اپنے رب کی راہ پر حکمت اور احسن نصیحت سے اور بحث کرو ان سے ایسے طریقہ پر جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝

اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف دی تھی اور اگر تم صبر کرو تو وہ بہتر ہے صبر والوں کو۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

اور (اے محبوب) صبر کرو تم اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور نہ ہو دل تنگ ان کے مکروں سے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

بے شک اللہ ساتھ ہے ان کے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

حلِ لغات سولھواں رکوع سورۃ نحل پ ۱۴

اِنَّ۔ بیشک — اِبْرَاهِيْمَ۔ ابراہیم — كَانَ۔ تھا — اُمَّةً۔ امام

قَانِتًا۔ فرمانبردار — لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے — حَنِيْفًا۔ ایک رخ — وَلَمْ۔ اور نہیں

يَكُ۔ تھا وہ — مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے — شَاكِرًا۔ شکرگزار

لِاَنْعُمِهٖ۔ اسکی نعمتوں کا — اِجْتَبٰىهُ۔ چن لیا اسے — وَهَدٰىهُ۔ اور ہدایت دی اسے — اِلٰی۔ طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صِرَاطٍ۔ راہ　مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کی　وَاٰتَيْنٰهُ۔ اور دیا ہم نے اسکو　فِي الدُّنْيَا۔ دنیا میں

حَسَنَةً۔ بھلا　وَاِنَّهٗ۔ اور بیشک وہ　فِي الْاٰخِرَةِ۔ آخرت میں　لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ یقیناً

نیکوں سے ہے　ثُمَّ۔ پھر　اَوْحَيْنَآ۔ وحی کی ہم نے　اِلَيْكَ۔ تیری طرف

اَنِ۔ یہ کہ　اتَّبِعْ۔ پیروی کر　مِلَّةَ۔ مذہب　اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم

حَنِيْفًا۔ حنیف کی　وَمَا۔ اور نہیں　كَانَ۔ تھا وہ　مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ شرک

کرنے والوں سے　اِنَّمَا۔ سوائے اسکے نہیں　جُعِلَ۔ بنایا گیا　السَّبْتُ۔ ہفتہ

عَلَى۔ اوپر　الَّذِيْنَ۔ ان کے جنہوں نے　اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا　فِيْهِ۔ اس میں

وَاِنَّ۔ اور بیشک　رَبَّكَ۔ تیرا رب　لَيَحْكُمُ۔ ضرور فیصلہ کرے گا　بَيْنَهُمْ۔ ان میں

يَوْمَ۔ دن　الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے　فِيْمَا۔ اس میں　كَانُوْا۔ جو تھے

فِيْهِ۔ اس میں　يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے　اُدْعُ۔ بلاؤ　اِلٰى۔ طرف

سَبِيْلِ۔ راہ　رَبِّكَ۔ اپنے رب کی　بِالْحِكْمَةِ۔ حکمت　وَالْمَوْعِظَةِ۔ اور نصیحت

الْحَسَنَةِ۔ اچھی سے　وَجَادِلْهُمْ۔ اور بحث کرو ان سے　بِالَّتِيْ۔ ایسی طرح

هِيَ۔ کہ وہ　اَحْسَنُ۔ بہت اچھی ہو　اِنَّ۔ بیشک　رَبَّكَ۔ تیرا رب

هُوَ۔ وہ　اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے　بِمَنْ۔ اس کو جو　ضَلَّ۔ گمراہ ہوا

عَنْ سَبِيْلِهٖ۔ اس کی راہ سے　وَهُوَ۔ اور وہ　اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ ہدایت پانے والوں کو　وَاِنْ۔ اور اگر　عَاقَبْتُمْ۔ سزا دو تم

فَعَاقِبُوْا۔ تو سزا دو　بِمِثْلِ۔ مثل　مَا۔ اس کے جو　عُوْقِبْتُمْ۔ تم سزا دیے گئے

بِهٖ۔ اس کے ساتھ　وَلَئِنْ۔ اور اگر　صَبَرْتُمْ۔ تم صبر کرو　لَهُوَ۔ تو وہ

خَيْرٌ۔ بہتر ہے　لِّلصّٰبِرِيْنَ۔ صبر کرنے والوں کے لیے　وَاصْبِرْ۔ اور صبر کر

وَمَا۔ اور نہیں ہے　صَبْرُكَ۔ تیرا صبر　اِلَّا۔ مگر　بِاللّٰهِ۔ ساتھ اللہ کے

وَلَا۔ اور نہ　تَحْزَنْ۔ غم کھا　عَلَيْهِمْ۔ ان پر　وَلَا۔ اور نہ

تَكُ۔ ہو تو　فِيْ ضَيْقٍ۔ تنگی میں　مِّمَّا۔ اس سے جو　يَمْكُرُوْنَ۔ تدبیر کرتے ہیں

اِنَّ۔ بیشک　اللّٰهَ۔ اللہ　مَعَ۔ ساتھ　الَّذِيْنَ۔ انکے ہے جو

اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہیں　وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ　هُمْ۔ کہ وہ　مُحْسِنُوْنَ۔ نیکی کرنے والے ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو سولھواں رکوع سورۂ نحل۔ پ ۱۴

"اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ بیشک ابراہیم ایک امام تھے۔ فرمانبردار اللہ کے سب سے جدا اور وہ مشرک نہ تھے۔ شکر گزار اللہ کی نعمتوں پر اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دنیا میں دی بھلائی اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہے"۔

اس پر علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَیْ كَانَ عِنْدَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْخَیْرِ مَا كَانَ عِنْدَ اُمَّةٍ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ الْكَثِیْرَةُ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنی بھلائیاں تھیں جتنی ایک امت کے پاس ہوں اور امت جماعت کثیر کو کہتے ہیں۔

فَاِطْلَاقُهَا عَلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِاسْتِجْمَاعِهٖ كَمَالَاتٍ لَاتَكَادُ تُوْجَدُ اِلَّا مُتَفَرِّقَةً فِیْ اُمَّةٍ جَمَّةٍ۔ اور آپ کی ذات پر اطلاق امت اس وجہ میں کیا گیا کہ آپ نے کمالات اتنے جمع فرمائے کہ ایک میں وہ جمع ہونے ممکن نہیں تھے سوائے متفرق جماعتوں کثیرہ کے۔

وَلَیْسَ عَلَی اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اور اللہ تعالے کی قدرت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ عالم ایک میں جمع فرمادے۔

وَهُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَئِیْسُ الْمُوَحِّدِیْنَ وَقُدْوَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ الَّذِیْ نَصَبَ اَدِلَّةَ التَّوْحِیْدِ وَرَفَعَ اَعْلَامَهَا وَخَفَضَ رَایَاتِ الشِّرْكِ وَجَزَمَ بِمُتَوَاتِرِ الْحُجَجِ هَامَهَا۔ اور وہ صلے اللہ علیہ وسلم رئیس الموحدین اور قدوۃ المحققین اس شان کے تھے کہ توحید کے دلائل مخالفین پر قائم فرمادیے اور علمہائے اسلام بلند کرکے شرک کے جھنڈے نگونسار کردیے اور متواتر حجج قاطعہ بیان کرکے انکے سر کچل ڈالے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّیَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اُمَّةً لِانْفِرَادِهٖ بِالْاِیْمَانِ فِیْ وَقْتِهٖ مُدَّةً مَّا۔ اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت خلیل کو امت اس لیے کہا گیا کہ آپ اپنے وقت میں ایک مدت تک تنہا ایمان پر تھے۔

وَفِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِسَارَةَ لَیْسَ عَلَی الْاَرْضِ الْیَوْمَ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُكِ۔ بخاری میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلیل علیہ السلام نے حضرت سارہ کو فرمایا آج کے دن کوئی مومن روئے زمین پر نہیں سوا میرے اور تمہارے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَذُكِرَ فِي الْقَامُوسِ اِنَّ مِنْ مَعَانِي الْاُمَّةِ مَنْ هُوَ عَلَى الْحَقِّ مُخَالِفٌ لِسَائِرِ الْاَدْيَانِ
اور صاحب قاموس کہتے ہیں کہ امت کے معنی یہ ہیں کہ جو حق پر ہو تمام مذاہب کے خلاف۔
وَالظَّاهِرُ اَنَّهُ مَجَازٌ بِجَعْلِهِ اُمَّةً كَاَنَّهُ جَمِيعُ ذٰلِكَ الْعَصْرِ لِاَنَّ الْكَفَرَةَ بِمَنْزِلَةِ الْعَدَمِ
اور ظاہر ہے کہ مجازاً آپ ہی اس زمانہ میں جماعت تھے۔ اس لیے کہ کفار بمنزلہ عدم تھے۔
وَقِيلَ الْاُمَّةُ هُنَا فُعْلَةٌ بِمَعْنَى مَفْعُولٍ كَالرِّحْلَةِ بِمَعْنَى الْمَرْحُولِ اِلَيْهِ وَالنُّخْبَةِ بِمَعْنَى مُنْتَخَبٍ مِنَ اللّٰهِ اِذَا قَصَدَهُ اَوِ اقْتَدٰى بِهِ اَيْ كَانَ مَامُوْرًا اَوْ مُؤْتَمًّا بِهِ فَاِنَّ النَّاسَ يَقْصُدُوْنَهُ لِلْاِسْتِفَادَةِ وَيَقْتَدُوْنَهُ بِسِيْرَتِهِ. یعنی آپ کی پیروی سب پر لازم تھی۔
وَقَالَ ابْنُ الْاَنْبَارِيُّ هٰذَا مِثْلُ قَوْلِ الْعَرَبِ فُلَانٌ رَحْمَةٌ وَعَلَّامَةٌ وَنَسَّابَةٌ يَقْصُدُوْنَ بِالتَّانِيْثِ التَّنَاهِيَ فِي الْمَعْنَى الْمَوْصُوْفِ۔ ابن انباری کہتے ہیں یہ محاورہ عرب کے ماتحت امۃ کہا گیا جیسے کہتے ہیں فلان رحمۃ ہے علامہ ہے نسابہ ہے اس میں مراد تانیث تناہی ہے اور معنی موصوف میں لیتے ہیں۔

اور یہاں حضرت خلیب ۔ یہ ۔تیل اللہ علیہ السلام کا تذکرہ مذاہب مشرکین کی تردید اور ان کے منصب نبوت پر طعن کرنے اور جیسے اللہ نے حلال فرمایا اس کے حرام کر لینے کے بعد ۔ اس لیے کیا گیا کہ حقیقت دین اسلام اور بطلان شرک ثابت ہو جائے اور اس میں قریش کے دعوی کا بھی رد ہے جو کہ انہوں نے گمان اور زعم باطل کیا تھا کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں۔ اور یہودیوں نے علیحدہ دعوی کیا تھا تو اس بیان کا یہ فائدہ ہوا کہ آپ کے حال اور مشرکین کے احوال کی کیفیت صاف کھل کر سامنے آگئی۔ اس سے آگے فرمایا۔

"قَانِتًا لِلّٰهِ" اَيْ مُطِيْعًا لَهُ سُبْحَانَهُ فَائِمًا بِاَمْرِهِ تَعَالٰى "حَنِيْفًا" مَائِلًا عَنْ كُلِّ دِيْنٍ بَاطِلٍ اِلَى الدِّيْنِ الْحَقِّ غَيْرَ زَائِلٍ عَنْهُ. یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالے کے مطیع اور اس کے حکم پر قائم تھے ایسے حنیف تھے کہ تمام ادیان و ملل سے علیحدہ اور ہر باطل دین سے جدا تھے اور دین حق پر قائم غیر زائل تھے۔

"وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" فِيْ اَمْرٍ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ اَصْلًا وَّفَرْعًا۔ اور آپ ہرگز مشرک نہ تھے کسی امر میں اپنے دین سے اصول و فروع میں۔
وَقِيْلَ رَدًّا عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ فِيْ قَوْلِهِمْ نَحْنُ عَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ۔ اور یہ قول بھی ہے کہ کفار قریش کے اس قول کا رد بھی ہے جو انہوں نے کہا تھا ہم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَقِيْلَ لِذٰلِكَ وَلِلرَّدِّ عَلَى الْيَهُوْدِ الْمُشْرِكِيْنَ بِقَوْلِهِمْ عُزَيْرُ بْنُ اللّٰهِ ۔ اور اس میں یہود کا بھی رد کیا گیا ہے جو شرک کر کے بھی دین ابراہیم پر اپنے آپ کو کہتے اور ساتھ ہی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بھی مانتے تھے۔

چنانچہ دوسرے مقام پر صاف فرمایا مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امت فرما کر قَانِتًا لِّلّٰهِ اور حَنِيْفًا فرما کر تیسری صفت فرمائی۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والے۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہے اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَتَغَدّٰى اِلَّا مَعَ ضَيْفٍ فَلَمْ يَجِدْ ذَاتَ يَوْمٍ ضَيْفًا فَاَخَّرَ غَدَاءَهٗ فَاِذَا هُوَ بِفَوْجٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِىْ صُوْرَةِ الْبَشَرِ فَدَعَاهُمْ اِلَى الطَّعَامِ فَخَيَّلُوْا اَنَّ بِهِمْ جُذَامًا فَقَالَ الْاٰنَ وَجَبَتْ مُوَاكَلَتُكُمْ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اَنَّهٗ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكُمْ بِهٖ ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ صبح کا کھانا بغیر مہمان کے تناول نہ فرماتے تھے۔ ایک روز کوئی مہمان نہ آیا تو آپ نے کھانے کا وقت موخر فرما دیا کہ ایک جماعت ملائکہ صورت بشری میں آئی۔ آپ نے انہیں کھانے پر بلایا کہ آپ کو گمان ہوا ان میں سے جذام والے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اب تو مجھ پر واجب ہو گیا تمہارا کھلانا اس وجہ میں کہ میں اللہ کا شکر کروں کہ مجھے اس مرض سے محفوظ رکھا جس میں تم مبتلا ہو۔

" اِجْتَبٰهُ يَعْنِىْ اِخْتَارَهٗ وَاصْطَفَاهُ لِلنُّبُوَّةِ ۔ یعنی اسے اختیار کیا اور برگزیدہ فرمایا نبوت کے لیے وَاَصْلُ الْاِجْتِبَاءِ الْجَمْعُ عَلٰى طَرِيْقِ الْاِصْطِفَاءِ وَيُطْلَقُ عَلٰى تَخْصِيْصِ اللّٰهِ تَعَالَى الْعَبْدَ بِفَيْضٍ اِلٰهِىٍّ يَتَحَصَّلُ لَهٗ مِنْهُ اَنْوَاعٌ مِّنَ النِّعَمِ بِلَا سَعْىٍ مِّنْهُ وَيَكُوْنُ لِلْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَمَنْ يُّقَارِبُهُمْ ۔

اجتباء اصل میں چن لینا ہے بطریق اصطفاء اور اس کا اطلاق اللہ تعالے کی طرف سے تخصیص پر ہے جب وہ اپنے بندے کو فیض الٰہی اور ان کے نعمتوں کے لیے منتخب فرمائے جو بلا سعی حاصل ہوں اور یہ عموماً انبیاء علیہم السلام کے لیے ہوتا ہے۔

" وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ "۔ اور ہدایت دی اسے سیدھی راہ کی طرف جو موصل الی اللہ ہو۔ اور وہ ملت اسلامیہ ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور دی ہم نے اسے دنیا میں بھلائی اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہے۔"

دنیا میں حسنہ یعنی بھلائی یہ دی کہ رسالت اور اموال و اولاد اور ثنائے حسن اور قبولیت عامہ ایسی بخشی کہ تمام فرقے اور جماعتیں مسلمان، یہودی، نصاری اور مشرکین عرب سب ان کی عظمت کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔

آلوسی بھی یہی کہتے ہیں بِاَنْ حَبَّبَهٗ اِلَی النَّاسِ حَتّٰی اَنَّ جَمِیْعَ اَهْلِ الْاَدْیَانِ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَ یُثْنُوْنَ عَلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَسْبَمَا سَاَلَ بِقَوْلِهٖ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔

وَرُوِیَ هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ وَغَیْرِهٖ عَنِ الْحَسَنِ۔ اَلْحَسَنَةُ النُّبُوَّةُ۔ حسنہ سے مراد نبوت ہے۔

وَقِیْلَ الْاَوْلَادُ الْاَبْرَارُ عَلَی الْکِبَرِ۔ ایک قول ہے کہ حسنہ سے مراد نیک اولاد ہے ضعیف العمر میں

وَقِیْلَ الْمَالُ یَصْرِفُهٗ فِیْ وُجُوْهِ الْخَیْرِ وَالْبِرِّ۔ ایک قول ہے کہ حسنہ سے مراد مال ہے جسے آپ نے خرچ کیا بھلائی اور نیکیوں میں۔

وَقِیْلَ عُمُرُهُ الطَّوِیْلُ فِی السَّعَةِ وَالطَّاعَاتِ۔ حسنہ سے مراد طویل عمر، فراخ دستی اور اطاعت حق کے ساتھ۔ اور

"وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ" یہ بھی انہی درجات علیا میں سے ہے جیسے کہ آپ کی دعا بھی تھی وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

وَاَرَادَ مِنْهُ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔ اور صالحین سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں۔

صالحین قرآن کریم میں متعدد مواقع پر ہے۔

کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

وَتَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ۔

وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

حضرت صالح یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا۔

اس میں ایک تو صالح وہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان میں ڈال کر اپنے کو صالح بنانے کے لیے مشہور کیا اور تَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ۔ کہا

اور ایک صالح وہ ہیں جس میں دعا کی گئی کہ صالحین میں مجھے ملا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور صالح وہ ہیں جو صفت انبیاء میں کہا گیا اور وہ مخصوص نبی کے لیے ہے:
ایک صالح اسم گرامی ہے نبی صالح علیہ السلام کا۔
اور پہلا کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ یہ بھی انبیاء کرام کے حق میں فرمایا گیا۔
بہر حال صلح سے صالح جو ہے وہ ضد فساد ہے یعنی فساد فی الارض کو روک کر صلاحیت کی طرف اپنا میلان کرنا۔

اور سیاسی صالحین کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے ہمیں اس کا پتہ نہیں ملا۔

"ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ پھر وحی کی ہم نے تیری طرف کہ اتباع کرو ملت ابراہیم کی جو حنیف اور ہر باطل سے الگ ہے اور وہ مشرک نہ تھے"۔

یہاں وحی کی تصریح اس لیے ضروری نہیں کہ ہم اس سے پہلے وحی پر سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں۔ اب اتَّبِعْ ملۃ ابراہیم سے یہاں مراد اتباع عقائد و اصول دین ابراہیم میں موافقت کرنا ہے۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس ملت کی اتباع کا حکم ہوا۔ اس میں آپ کی رفعت درجت اور اعلیٰ منزلت کا اظہار ہے کہ آپ کا دین ابراہیمی سے موافقت کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے خاص شرف و فضیلت کا موجب ہے اس لیے کہ حضور اکرم الاکرمین افضل الاولین والآخرین ہیں۔

حدیث میں ہے کہ تمام انبیاء کرام اور جمیع خلائق سے حضور کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارے نبی   سب سے بالا و والا ہمارے نبی

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل یہود و نصاریٰ نہ مشرک تھے اور نہ ہی آپ نے کسی کو اللہ تعالےٰ کا شریک مانا۔

"اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ۔ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور بیشک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں بروز قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے"

یعنی شنبہ کی تعظیم اور اس دن کا شکار ترک کرنے کا حکم دے کر اس وقت کو عبادت کے لیے مخصوص کرنا یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا اور اس کا واقعہ مفصل پہلے بیان ہو چکا۔

مختصر ایہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمعہ کی تعظیم کا حکم فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لیے خاص کرو اور اس دن کچھ کام نہ کرو اس میں انہوں نے اختلاف کیا اور کہا وہ دن جمعہ نہیں بلکہ سنیچر یعنی ہفتہ ہے سوا ایک چھوٹی سی جماعت کے جو بموجب حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام جمعہ پر ہی راضی ہو گئی تھی اللہ تعالےٰ نے یہود کو سنیچر کا ہی حکم دیا اور اس دن شکار بھی حرام فرما

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا۔ اس میں ان پر یہ ابتلاء ہوا کہ ان سے اس دن پر بھی صبر نہ ہوا اور اس دن بھی وہ خلاف حکم شکار کسی بہانہ سے کرنے لگے آخر ش ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں۔

سورۂ اعراف میں اس کی تفصیل آ چکی ہے (روح المعانی) قیامت کے دن مطیع کو ثواب اور عاصی کو عقاب فرمائے گا۔

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے اور بحث کرو ان سے اس طریقہ پر جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو"۔

اس آیۂ کریمہ میں حضور کو خطاب ہے کہ خلق کو دین اسلام کی طرف دعوت دو بالحکمۃ یعنی ایسی دلیل محکم سے جو حق کو واضح کر کے شبہات زائل کر دے اور اچھی نصیحت یعنی ترغیب و ترہیب کے ساتھ ایسے طریقہ سے کہ ہِیَ اَحْسَنُ جو بہتر طریقہ ہو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہوا کہ دعوت حق اور اظہار حقانیت کے لیے مناظرہ مشروع ہے لیکن موجودہ زمانہ کا مناظرہ جس میں ہر شخص احقاق حق کی بجائے محض مکابرہ اور مجادلہ کرتا ہے وہ مشروع نہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

رُوِیَ اَنَّ الْاٰیَۃَ مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ السَّیْفِ۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے لیکن مفہوم آیت کے اعتبار سے یہ منسوخ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ دعوت الی سبیل الحق اور دفع شبہات کے بعد ہی آیات سیف کا نفاذ ہوتا ہے۔ اور جہاد کا حکم جب ہی ہوتا ہے جبکہ وہ دلائل اور دعوت حق کو قبول نہ کریں۔

"وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف دی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ہے اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا اجر اللہ ہی کی توفیق سے ہے"۔

یعنی سزا بقدر جنایت یعنی قصور کے مطابق ہو اس سے زائد نہ ہو۔ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَالْاٰیَۃُ نَزَلَتْ فِیْ شَانِ التَّمْثِیْلِ بِحَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ اُحُدٍ فَقَدْ صَحَّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی حَمْزَۃَ یَوْمَ اُسْتُشْھِدَ نَنْظُرُ اِلٰی مَنْظَرٍ لَمْ یَنْظُرْ اِلٰی شَیْءٍ قَطُّ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانَ اَوْجَعُ لِقَلْبِهٖ مِنْهُ وَنَظَرَ اِلَيْهِ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَقَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ فَاِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ فَعُوْلًا لِلْخَيْرَاتِ وَلَوْلَا حُزْنَ مَنْ بَعْدَكَ عَلَيْكَ لَسَرَّنِيْ اَنْ اَتْرُكَكَ حَتّٰى يَحْشُرَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَزْوَاجٍ شَتّٰى اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِيْنَ مِنْهُمْ مَكَانَكَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ ۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ

یہ آیۂ کریمہ حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ جنگ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہرے زخمی کر کے ان کی شکلیں تبدیل کر ڈالی تھیں۔ ان کے شکمہائے مبارک چاک کر کے ان کے اعضاء کاٹے تھے ان ہی میں حضور کے پیارے چچا حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضور نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو بہت صدمہ محسوس کیا اور حضور نے قسم کھائی کہ ایک حمزہ کا بدلہ ستر کافروں سے لونگا اور ان ستر کا یہی حال کروں گا اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ ایک کے بدلے ایک کو سزا دینا صحیح ہے اور صرف حمزہ کے بدلے ستر سے بدلہ لینا صحیح نہیں۔ چنانچہ حضور نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اسلام میں یہ حکم ہے کہ مُثلہ کرنا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ کر کسی کی ہیئت تبدیل کرنا حرام ہے۔ خواہ وہ مشرک ہو یا یہودی۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ اور اے محبوب اس کا غم نہ کیجئے اور (مشرکین) کے مکروں فریبوں سے دلتنگ نہ ہوں بے شک اللہ انکے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور وہ جو نیکیاں کرتے ہیں ہو

یعنی ان شہداء کا غم کر کے ان سے انتقام نہ لیں ان کے فریب اور مکاریاں اگر ایسی ہی رہیں اور ایمان نہ لائے تو ہماری اعانت و نصرت آپ کے ساتھ ہے اور ہم آپ کے معین و ناصر ہیں۔

الحمدللہ چودہواں پارہ ختم ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارہ سُبحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سورہ بنی اسرائیل مکیہ ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاکی ہے اسے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ دکھائیں ہم اسے اپنی نشانیاں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝

اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

ان کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بیشک تھا وہ بندہ شکر گزار

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝

اور حکم دیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ ضرور تم فساد کرو گے زمین میں دو بار اور ضرور تکبر کرو گے تکبر کرنا بڑا۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

توجب آیا وعدہ پہلی بار بھیجے ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے تو تلاش کو گھسے اندر شہروں کے اور تھا وعدہ ایسا کہ پورا ہونا تھا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝

پھر ہم نے لوٹایا تمہارا حملہ ان پر اور مدد کی ہم نے تمہاری مالوں اور بیٹوں سے اور کر دیا تمہیں بڑے جتھے والا۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ

اگر تم بھلائی کرو تو اپنا بھلا کرو گے اور اگر برائی کرو تو اپنے لیے توجب آیا وعدہ آخری تاکہ بگاڑیں دشمن

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝

تمہارا منہ اور مسجد میں داخل ہوں جیسے داخل ہوئے تھے پہلی بار اور تباہ کر دیں جس پر قابو پائیں تباہ کرنا۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَہَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝

قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم شرارت پھر کرو گے تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور کیا ہے ہم نے جہنم کافروں کا قید خانہ۔

اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝

بے شک یہ قرآن ہدایت کرتا ہے انھیں جو سب سے سیدھی راہ ہے اور بشارت دیتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔

وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

اور یہ کہ جو ایمان نہ لائیں آخرت پر تیار کیا ہے ان کے لیے عذاب دردناک۔

حلِ لغات پہلا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵

سُبْحٰنَ۔ پاک ہے	الَّذِیْ۔ وہ جس نے	اَسْرٰی۔ سیر کرائی	بِعَبْدِہٖ۔ اپنے بندے کو
لَیْلًا۔ مختصر رات میں	مِّنَ الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْحَرَامِ۔ حرام سے	اِلَی۔ طرف
الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْاَقْصَا۔ اقصیٰ کے	الَّذِیْ۔ وہ کہ	بٰرَکْنَا۔ برکت رکھی ہم نے
حَوْلَہٗ۔ اس کے گرداگرد	لِنُرِیَہٗ۔ تاکہ دکھائیں ہم اسے	مِنْ اٰیٰتِنَا۔ اپنی نشانیاں	اِنَّہٗ۔ بے شک وہ
ھُوَ۔ وہی ہے	السَّمِیْعُ۔ سننے والا	الْبَصِیْرُ۔ دیکھنے والا	وَاٰتَیْنَا۔ اور دی ہم نے
مُوْسٰی۔ موسیٰ کو	الْکِتٰبَ۔ کتاب	وَجَعَلْنٰہُ۔ اور بنایا ہم نے اسکو	ھُدًی۔ ہدایت
لِبَنِیْٓ۔ واسطے بنی	اِسْرَآءِیْلَ۔ اسرائیل کے	اَلَّا۔ یہ کہ نہ	تَتَّخِذُوْا۔ پکڑو
مِنْ دُوْنِیْ۔ میرے سوا	وَکِیْلًا۔ کوئی کارساز	ذُرِّیَّۃَ۔ اولاد	مَنْ۔ اسکی جو
حَمَلْنَا۔ اٹھایا ہم نے	مَعَ۔ ساتھ	نُوْحٍ۔ نوح کے	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ
کَانَ۔ تھا	عَبْدًا۔ بندہ	شَکُوْرًا۔ شکر گزار	وَقَضَیْنَآ۔ اور فیصلہ کیا ہم نے
اِلٰی۔ طرف	بَنِیْ۔ بنی	اِسْرَآءِیْلَ۔ اسرائیل کے	فِی الْکِتٰبِ۔ کتاب میں
لَتُفْسِدُنَّ۔ ضرور فساد کرو گے تم		فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	مَرَّتَیْنِ۔ دوبار
وَلَتَعْلُنَّ۔ اور بڑائی کروگے	عُلُوًّا۔ بڑائی	کَبِیْرًا۔ بہت بڑی	فَاِذَا۔ پھر جب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَاءَ۔ آیا   وَعْدُ۔ وعدہ   اُوْلٰھُمَا۔ پہلا دونوں سے   بَعَثْنَا۔ تو بھیجے ہم نے
عَلَیْکُمْ۔ تم پر   عِبَادًا۔ بندے   لَّنَا۔ اپنے   اُولِیْ بَاْسٍ۔ لڑائی
شَدِیْدٍ۔ سخت والے   فَجَاسُوْا۔ تو وہ گھس گئے   خِلٰلَ۔ اندر   الدِّیَارِ۔ گھروں کے
وَکَانَ۔ اور تھا   وَعْدًا۔ وعدہ   مَّفْعُوْلًا۔ پورا ہونے والا   ثُمَّ۔ پھر
رَدَدْنَا۔ لوٹایا ہم نے   لَکُمُ۔ تمہارے لیے   الْکَرَّۃَ۔ حملہ   عَلَیْھِمْ۔ ان پر
وَاَمْدَدْنٰکُمْ۔ اور مدد دی ہم نے تمہیں   بِاَمْوَالٍ۔ مالوں   وَّبَنِیْنَ۔ اور بیٹوں سے
وَجَعَلْنٰکُمْ۔ اور بنایا ہم نے تمہیں   اَکْثَرَ۔ زیادہ   نَفِیْرًا۔ جتھے والا
اِنْ۔ اگر   اَحْسَنْتُمْ۔ تم نیکی کرو   اَحْسَنْتُمْ۔ تو نیکی کروگے   لِاَنْفُسِکُمْ۔ اپنی جانوں کیلئے
وَاِنْ۔ اور اگر   اَسَاْتُمْ۔ تم برائی کرو   فَلَھَا۔ تو اسی کے لیے ہے   فَاِذَا۔ پھر جب
جَاءَ۔ آیا   وَعْدُ۔ وعدہ   الْاٰخِرَۃِ۔ پچھلا   لِیَسُوْٓءٗا۔ تاکہ بگاڑیں
وُجُوْھَکُمْ۔ تمہارے منہ   وَلِیَدْخُلُوا۔ اور تاکہ داخل ہوں   الْمَسْجِدَ۔ مسجد میں   کَمَا۔ جیسے
دَخَلُوْہُ۔ داخل ہوئے تھے   اَوَّلَ۔ پہلی   مَرَّۃٍ۔ مرتبہ   وَّلِیُتَبِّرُوْا۔ اور تاکہ برباد کریں
مَا عَلَوْا۔ جس پر غالب آئیں   تَتْبِیْرًا۔ برباد کرنا   عَسٰی۔ قریب ہے   رَبُّکُمْ۔ تمہارا رب
اَنْ۔ یہ کہ   یَّرْحَمَکُمْ۔ رحم کرے تم پر   وَاِنْ۔ اور اگر   عُدْتُّمْ۔ پھر کروگے
عُدْنَا۔ ہم پھر سزا دینگے   وَجَعَلْنَا۔ اور بنایا ہم نے   جَھَنَّمَ۔ دوزخ کو   لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا
حَصِیْرًا۔ قید خانہ   اِنَّ۔ بیشک   ھٰذَا۔ یہ   الْقُرْاٰنَ۔ قرآن
یَھْدِیْ۔ ہدایت دیتا ہے   لِلَّتِیْ۔ اس راہ کی   ھِیَ۔ کہ وہ   اَقْوَمُ۔ بہت سیدھی ہے
وَیُبَشِّرُ۔ اور خوشخبری دیتا ہے   الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو   الَّذِیْنَ۔ وہ جو   یَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہیں
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے   اَنَّ۔ بیشک   لَھُمْ۔ ان کے لیے   اَجْرًا۔ اجر ہے
کَبِیْرًا۔ بہت بڑا   وَّاَنَّ۔ اور بیشک   الَّذِیْنَ۔ وہ جو   لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے
بِالْاٰخِرَۃِ۔ ساتھ آخرت کے   اَعْتَدْنَا۔ تیار کیا ہم نے   لَھُمْ۔ ان کے لیے   عَذَابًا۔ عذاب
اَلِیْمًا۔ دردناک

مختصر تفسیر اردو۔ رکوع اول سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

اس سورۃ کا نام بنی اسرائیل۔ سورۃ اسراء۔ سورۃ وسبحان ہے۔ یہ سورت مکی ہے۔ لیکن اس میں بقول قتادہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آٹھ آیتیں وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ سے نَفِیْرًا تک مکی نہیں ہیں۔
قاضی بیضاوی کے نزدیک تمام کی تمام سورۃ مکی ہے۔ کما قال روح المعانی
اس سورۃ میں بارہ رکوع اور ایک سو دس آیتیں بصری ہیں اور ایک سو گیارہ آیتیں کوفی ہیں اور تین ہزار چار سو ساٹھ حرف ہیں۔
"سُبْحٰنَ"۔ پاکی ہے اسے۔ یعنی اس کی ذات ہر عیب اور نقص اور مجبوری سے پاک اور منزہ ہے۔
آلوسی فرماتے ہیں سُبْحَانَ مَصْدَرُ سَبَّحَ تَسْبِیْحًا بِمَعْنٰی نَزَّہَ تَنْزِیْھًا۔ لَا بِمَعْنٰی قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سبحان مصدر ہے سَبَّحَ تَسْبِیْحًا کا اس کا معنی ہے "پاک ہے پاک ہونا"
عقد الفرید میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَفْسِیْرِ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَقَالَ تَنْزِیْہٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَنْ کُلِّ سُوْءٍ۔ حضور سے سبحان اللہ کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا پاکی ہے اللہ تعالے کو ہر قسم کی برائی سے۔
طیبی فرماتے ہیں۔ فِیْ قَوْلِ الزَّمَخْشَرِیِّ اَنَّہٗ دَلَّ عَلَی التَّنْزِیْہِ الْبَلِیْغِ عَنْ جَمِیْعِ الْقَبَائِحِ الَّتِیْ یُضِیْفُھَا اِلَیْہِ اَعْدَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یہ جملہ اللہ تعالے کی ذات کو منزہ ظاہر کرتا ہے تمام قبائح سے جو دشمن الٰہی اس کی طرف لگاتے ہیں۔
"اَلَّذِیْ اَسْرٰی۔ وہ ذات جس نے سیر کرائی"۔ وَالْاِسْرَاءُ السَّیْرُ بِاللَّیْلِ خَاصَّۃً۔ اَسْرٰی محاورہ عرب میں رات کی سیر کو کہتے ہیں۔
وَقَالَ اللَّیْثُ یُقَالُ اَسْرٰی لِاَوَّلِ اللَّیْلِ۔ لیث کے نزدیک اَسْرٰی رات کی ابتدائی سیر کو کہتے ہیں۔
"بِعَبْدِہٖ۔ اپنے بندے کو"
عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ سُلَیْمَانَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا وَصَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الدَّرَجَاتِ الْعَالِیَۃِ وَالْمَرَاتِبِ الرَّفِیْعَۃِ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ یَا مُحَمَّدُ بِمَ نُشَرِّفُکَ قَالَ بِنِسْبَتِیْ اِلَیْکَ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔
جب حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالے نے وحی کی اور فرمایا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کس نام سے آپ کو مشرف کروں؟ حضور نے عرض کیا اس نسبت سے جو میری تیرے پاس ہے عبودیت کی تو اللہ تعالے نے فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔
اور حدیث میں بھی وارد ہے قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔
اللہ کے بندے ہیں بندوں کے مگر مولے — یہ شان نرالی ہے یہ شان ہے بس اعلے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس صفت کے ساتھ حضور کو متصف کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلو عقیدہ میں آخر ابن اللہ کہنے لگے تو یہاں ایسے اعتقادیات کا سدِّ باب بھی مقصود تھا۔

پھر اس قسم کے مقام رفیعہ عطا فرمانے میں اللہ تعالیٰ نے صفت عبدیت کسی کو عطا بھی نہیں فرمائی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور حضور کے لیے ارشاد ہوا۔ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔

اس سے حبیب اور کلیم کا فرق بھی ظاہر ہوگیا۔ بہرحال عبدیت ہی وہ مقام ہے کہ جب وہ تقرب خاص میں پہنچ جاتا ہے تو پرتوِ ذات اس پر اتنے وارد و صادر ہوتے ہیں کہ اس بندے کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اس کی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے پیر خدائی پیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہو چکا ہے تو وہاں اِذَا تَقَرَّبَ عَبْدِیْ ہی فرمایا گیا۔

تو معلوم ہوا تمام مدارج تقرب میں درجہ عبدیت ہی ایک ایسا خاص مقام ہے کہ اس سے بلند مقام بندے کا اور کوئی نہیں اور اس کے علاوہ جتنے خطابات ہیں اور جتنے بھی مناصب ہیں وہ سب اس سے ادنیٰ اور فروتر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

"لَیْلًا۔ رات کے تھوڑے حصہ میں"۔

یہ ظرف ہے اَسْرٰی کا۔ اور لَیْل پر تنوین تنکیر اور تقلیل کے لیے لائی گئی اور مدت اسریٰ کی تقلیل اور بعض اجزا لیل ظاہر فرمائی گئی۔ چنانچہ قرأت عبداللہ اور حذیفہ مِنَ اللَّیْلِ بھی ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بعض حصہ رات سے جیسے مِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ فرمایا گیا۔

معراج کے معنی کی تحقیق

یہ لفظ عروج سے مشتق ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔

چونکہ احادیث میں تذکرۂ معراج کے موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عُرِجَ بِیْ فرمایا یعنی میں چڑھایا گیا

پیغمبران اولوالعزم کی روحانی رفعتوں میں ایک درجۂ خاص

واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز نبوت سے کسی وقت خاص میں یہ منصب رفیع قرب خاص کی صورت میں روحانیات کے ذریعہ اپنے اپنے مقام و تقرب کے اعتبار سے ضرور ملتا ہے اور وہ وقت کچھ ایسی شانِ خاص رکھتا ہے کہ ان کی چشم حق بین کے سامنے سے تمام مادی حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں اور اسباب سماعت کے جملہ اعتباری قوانین ان کے حق میں منسوخ قرار پاتے ہیں حتیٰ کہ قیود زمانی و مکانی کی بھی زنجیریں کٹ جاتی ہیں۔ آسمان و زمین کے تمام مناظر خفیہ بے حجاب ان کے سامنے آتے اور وہ حلۂ نور زیب تن

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرما کر بارگاہ احدیت میں پیش ہوتے ہیں اور اپنے اپنے مدارج کے مطابق قرب بارگاہ حاصل کر کے فیوض ربانی سے معمور اور نور عرفانی سے منور ہو کر مسرور ہوتے ہیں۔
حتیٰ کہ ان مقربان خاص میں سے ایک ہستی اخص الخواص وہ بھی ہے جسے علو درجت میں اتنا بلند کیا کہ محبوب حق ہو کر جلوہ گاہ قدس میں معہ جسد و روح بار یابی ملی اور ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی دو چلۂ کمان سے بھی زیادہ نزدیک ہو کر اپنے منصب کا فرمان خاص لے کر اپنے کاشانۂ عالی پر دم زدن میں واپس آ گئے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جلوۂ حق کا پرتو دیکھ کر ایک درجہ کی معراج حاصل فرماتے ہیں اور یہ معراج ان کی شایان شان تھی اور اس جلوہ کی بھی تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ جمال   تو عین ذات می نگری در تبسمی

یوحنا رسول کا مکاشفہ

مجموعہ انجیل میں مفصل موجود ہے کہ آپ کو بذریعہ خواب بہت سے مناظر دکھائے گئے حتیٰ کہ تمثیلی رنگ میں واقعات قیامت بھی ان کے سامنے پیش ہوئے اس مکاشفہ کی تفصیل بائیس باب میں ختم ہوئی ہے۔ اس میں آثار قیامت جزا میں جنت سزا میں دوزخ وغیرہ کے متعلق اکثر ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جو قرآن کریم سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔
انہی واقعات کے تتبع میں مجوس نے زردشت کے لیے بدھ دھرم نے بدھ کے لیے اور کس کس نے اپنے اپنے مفروضہ رشی مہاتماؤں کے لیے بہت سے واقعات اختراع کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں لکھ ڈالے لیکن اصل اصل ہی ہے اور نقل نقل ہی ہے۔
حضرت خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب منصب نبوت پر سرفراز فرمایا گیا تو اس کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح ہے۔
وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ یعنی اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی۔ یہ سیر ملکوت یعنی آسمان و زمین کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا تھا حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو یہ بھی ایک معراج تھی۔
اس تمہید سے یہ ثابت ہوا کہ سیر ملکوت انبیاء کرام کو ہمیشہ کرائی گئی۔ عام اس سے کہ روحانی ہو یا جسمانی۔ ہر ایک نے اپنے منصب کے مطابق مشاہدات فرمائے۔
مگر جس طرح آفتاب کا منور کن جمال کواکب کے دعاوی حسن کو توڑ دیتا ہے اور جس طرح صباحت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوسفی مصر کے مغروران زیبائی کو شرمندہ کر دیتا ہے اسی طرح مدنی تاجدار کے ملاحت حسن کے حضور کنعانی صباحت کو سر نیاز خم کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی کائنات کے سلسلۂ لیل و نہار کی تمام زیب وزینت والے اوقات حبیب و محبوب کے شب وصال کے حضور سر بگریباں ہیں۔

اگرچہ عہد نبوت کے حق نما وقائع اس قدر کثیر ہیں کہ مجلدات کبار بھی ان کو حاوی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن بعض اعجاز نما کوائف اپنے ساتھ کچھ ایسی دلآویزی اور تجلیاں رکھتے ہیں کہ وہ حیطۂ تحریر میں آنے سے قبل ہی اپنی حقانیت و صداقت کے سکے صفحات قلوب پر جما دیتے ہیں انہی میں سے یہ واقعہ عظیمہ جلیلہ شریفہ ہے جو ابتداء سورہ بنی اسرائیل میں آپ کے پیش نظر ہے جس کی وجہ سے اس سورہ مبارکہ کا نام سورۂ اسریٰ بھی ہے اور سورۂ سبحان بھی اور بنی اسرائیل بھی۔

اور درحقیقت یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ مجموعہ لیل و نہار کی ورق گردانی اگر کی جائے تو ایسا مرقعہ نظر نہ آئے گا جو لیل اسریٰ کی رنگینی کا مقابلہ کر سکے۔

فلسفی تاریکیاں

جو اوہام باطلہ فاسدہ کاسدہ سے متولد ہوتی ہیں حقیقت بینی سے محروم رہ کر اس واقعہ عظیمہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور قدرت قادر کے کرشمہ جو روزمرہ بیشمار نگاہوں کے سامنے آتے رہتے ہیں عقل نابینا کو حیرت جلوہ گری بنا کر ششدر کر دیا کرتے ہیں اور حکمت الٰہیہ کے دقائق غامضہ تک جب وہ عقل کج خرام نہیں پہنچ سکتی تو انکار بھی کر بیٹھتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حقیقت قدرت قادر تک یہ عقل کا ٹٹو پہنچ ہی کہاں سکتا ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اور جب یہ عقل تیرہ اس حد تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں تو یہ قصور عقل کا ہے نہ کہ اس کمال قدرت کا۔ نصف النہار میں ضعف بصارت یا شپرہ چشمی اگر دور کی اشیاء یا نقش و نگار کے دقیقہ کا مطالعہ و مشاہدہ نہ کرنے دے تو وہ اشیاء و نقوش باطل اور معدوم نہیں ہو سکتے۔

اس عقل اور اس آنکھ کو علاج کی ضرورت ہے تاکہ وہ حقائق کا ادراک کر سکے اسے ایمانی عینک کی ضرورت ہے تاکہ وہ کمال قدرت کا معائنہ کر سکے۔

غرضیکہ اوہام باطلہ کے اعتراضات خود باطل ہیں اور خیال باطل کی بنا پر کسی شے کو باطل کہہ دینا باطل ہی ہوگا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنہیں فیاض حقیقی نے اپنے مبدأ فیض سے ایمانی انوار عطا کیے وہ دیکھتے ہی تصدیق کرتے بلکہ سنتے ہی ایمان لے آتے ہیں

ابتداء مضمون میں ہم نے چند نظائر پیش کیے تھے کہ حسب درجہ و منصب موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کو بھی ایک قسم کی روحانی معراج ہوئی۔

لیکن چونکہ حضور سید یوم النشور سرور عالم رحمت مجسم سرور انبیاء محبوب خدا باعث وجود آدم موجب تخلیق عالم صلے اللہ علیہ وسلم منصب میں سب سے بالا ہیں نبوت میں سب سے اعلیٰ ہیں اس لیے آپ کو اس قادر سبحان نے اس حظیرۂ قدس اور بارگاہ لامکان میں معہ جسم و روح بلایا اور وہ درجہ عطا فرمایا جہاں کسی بھی فرزند آدم کی رسائی نہیں ہوئی نہ قیامت تک ہو. حتیٰ کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی وسعت نگاہ اور حد نظر سے وراء الوراء ہے۔ بہ مقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔

اب یہاں مسئلہ معراج پر ایک تقریر پیش کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے جسے پڑھکر الجھے خیال اوندھے الٹے اندھی عقلیں بینا ہو سکیں اور الجھنے والے سلجھ سکیں۔

"مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک"۔

اس پر آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

اَلظَّاهِرُ اِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمَسْجِدُ الْمَشْهُوْرُ بَيْنَ الْخَاصِ وَالْعَامِ بِعَيْنِهٖ فَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَاكَ فِي الْحِجْرِ مِنْهُ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مسجد سے مراد وہی مسجد مشہور ہے جسے عوام و خواص مسجد حرام کہتے ہیں یہاں سے یہ معراج شروع ہوتی ہے اور اس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم حجر کے پاس تھے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا فِي الْحِجْرِ۔ مالک بن صعصعہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ ہم حجر میں تھے۔

ایک روایت ہے کہ فِي الْحَطِيْمِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ فَغَسَلَهٗ ثُمَّ اُعِيْدَ ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ الْحَدِيْثَ۔

دوسری روایت ہے کہ حضور حطیم میں سونے جاگنے کی کیفیت میں تھے کہ کوئی آنے والا آیا اس نے سینہ سے شق کر کے دل نکالا اور اسے غسل دیا پھر اسی جگہ رکھ دیا پھر ایک چارپایہ خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا لایا گیا سفید رنگ کا جسے براق کہا گیا پھر ہمیں اس پر سوار کیا۔ الیٰ آخر الحدیث۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض روایات میں ہے۔ اَنَّہٗ جَآءَ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَھُوَ مُضْطَجِعٌ فِی الْحِجْرِ بَیْنَ عَمِّہٖ حَمْزَۃَ وَابْنِ عَمِّہٖ جَعْفَرٍ فَاحْتَمَلَتْہُ الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَجَاءُوْا بِہٖ اِلٰی زَمْزَمَ فَاَلْقَوْہُ اِلٰی ظَھْرِہٖ وَشَقَّ جِبْرِیْلُ صَدْرَہٗ مِنْ ثُغْرَۃِ نَحْرِہٖ اِلٰی اَسْفَلِ بَطْنِہٖ بِغَیْرِ اٰلَۃٍ وَلَا سَیَلَانِ دَمٍ وَلَا وُجُوْدِ اَلَمٍ ثُمَّ قَالَ لِمِیْکَائِیْلَ اِئْتِنِیْ بِطَسْتٍ مِّنْ مَّآءِ زَمْزَمَ فَاَتَاہُ بِہٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبَہُ الشَّرِیْفَ وَغَسَلَہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَعَادَہٗ اِلٰی مَکَانِہٖ وَمَلَاَہٗ اِیْمَانًا وَّحِکْمَۃً وَّخَتَمَ عَلَیْہِ ثُمَّ خَرَجَ بِہٖ اِلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَاِذَا بِالْبُرَاقِ مُسَرَّجًا مُلْجَمًا فَرَکِبَہُ الْخَبَرَ۔

جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام حضور کی خدمت میں آئے اور حضور حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے درمیان آرام گزین تھے مقام حجر میں تو ملائکہ نے حضور کو وہاں سے اٹھایا اور زمزم پہ لاکر پشت کے اوپر لٹایا اور جبریل نے سینۂ مبارک ایسے شق فرمایا کہ نہ کوئی آلہ تھا اور نہ خون بہا اور نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ پھر میکائیل کو فرمایا طشت میں زمزم کا پانی لاؤ وہ لائے پھر قلب مبارک نکالا اور اسے تین بار غسل دیا پھر اسے اس کی جگہ رکھ کر ایمان و حکمت سے مملو کرکے مہر کی پھر مسجد حرام کے دروازہ پر لائے۔ تو وہاں براق زین لگام کسا ہوا کھڑا تھا اس پر حضور کو سوار کیا۔ آخر حدیث تک

اور ہر دو روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حجر ہو یا حطیم دونوں سے مراد حرم ہے اور وَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَارِ فَاخِتَۃَ اُمِّ ھَانِیٍٔ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ اور حضور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تھے۔

اس واقعہ کے بعد حضور مسجد میں تشریف لائے وَاَخْبَرَ بِہٖ قُرَیْشًا فَمِنْ مُصَفِّقٍ وَّوَاضِعٍ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ تَعَجُّبًا وَّاِنْکَارًا وَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ اٰمَنَ بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَسَعٰی رِجَالٌ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اِنْ کَانَ ذَالِکَ لَقَدْ صَدَقَ قَالُوْا اَتُصَدِّقُہٗ عَلٰی ذَالِکَ قَالَ اِنِّیْ اُصَدِّقُہٗ عَلٰی اَبْعَدَ مِنْ ذَالِکَ اُصَدِّقُہٗ بِخَبَرِ السَّمَآءِ غُدْوَۃً اَوْرَوْحَۃً فَسُمِّیَ الصِّدِّیْقُ۔

حضور نے جب اس واقعہ کی خبر دی تو وہ تالیاں بجانے لگے اور بعض سر پر ہاتھ رکھ کر تعجب کرنے لگے اور انکار کر گئے اور اکثر مرتد ہو گئے اور بعض اس واقعہ کے بعد ایمان لائے اور مشرکین دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوا ہے تو یقیناً سچ ہے۔

مشرکین بولے آپ اس پر تصدیق کر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس تصدیق پر متعجب ہو میں نے اس سے ابعد امور کی تصدیق کی ہے یعنی صبح و شام جو آسمانی خبریں آتی ہیں میرا ایمان ان پر بھی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ صدیق کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نام سے موسوم ہو گئے۔

اس کے بعد قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو بیت المقدس دیکھ چکے تھے فَاسْتَنْعَتُوْهُ اِیَّاهُ تو انہوں نے وہاں کی تعریف و کیفیت معلوم کرنی چاہی فَجُلِّیَ لَهٗ فَطَفِقَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ وَیَنْعَتُهٗ لَهُمْ۔ اللہ نے آپ کے سامنے وہ متجلی فرما دیا تو آپ اس کی طرف نظر ڈال کر اس کے حالات فرمانے لگے یعنی انہوں نے در معلوم کیے حضور نے گن کر بتا دیے ستون پوچھے سب فرما دیے۔

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اب دیکھ دیکھ فرمانے لگے اور اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی شے کا دیکھنا دو حال سے خالی نہیں ہوتا ایک دیکھنا سرسری طور پر ہوتا ہے وہ یقیناً دیکھنا ہوتا ہے لیکن اس کی تفصیل سرسری نظر سے دیکھ کر نہیں بتائی جا سکتی۔

مثلاً شالامار باغ

لاہور کا کونسا ایسا رہنے والا ہے جس نے نہ دیکھا ہو لیکن عام دیکھنے والے سوال پر یہ جواب نہیں دے سکیں گے کہ اس میں فوارے کتنے ہیں اس کی وہ نہر جو دروازے سے بارہ دری تک ہے اس میں کتنے فوارے ہیں اور دوسرے طبقہ کے حوض میں کتنے تو اس کا جواب نہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو جواب نہ دے سکا اس نے شالامار دیکھا ہی نہیں۔

ایک دیکھنا تفصیلی ہوتا ہے

وہ لازمی طور پر یہ بتا سکے گا کہ اس میں کیا کیا ہے اور کس مقدار و تعداد میں ہے حتیٰ کہ انجینئر لوگ کے اور سیر تو اس کی اینٹیں بھی بتا سکیں گے کہ ایک دیوار میں اتنی اینٹ اور اتنا مصالحہ لگا ہے۔

تو مشرکین اپنی حاسدانہ نظر سے وہ سوال کر رہے تھے جو سرسری دیکھنے کے بعد بتانا ممکن نہ تھا اور اس پر ان کی نیت تردید کرنے کی تھی اللہ تعالے نے اپنے حبیب لبیب کے سامنے تمام بیت المقدس ہی متجلی فرما دیا تاکہ منکرین کو کوئی رخنہ انکار کے لیے نہ ملے۔ آخر تفصیلی جواب سن کر مشرکین کو کہنا پڑا۔

اَمَّا النَّعْتُ فَقَدْ اَصَابَ۔ نقشہ بیان کرنے میں تو آپ صائب ہیں۔ لیکن

اَخْبِرْنَا عَنْ عِیْرِنَا فَهِیَ اَهَمُّ اِلَیْنَا هَلْ لَقِیْتَ مِنْهَا شَیْئًا۔ ہمارا قافلہ بھی بیت المقدس کو جا رہا ہے اس کی خبر دیجئے۔ آپ کو ملا یا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔

نَعَمْ مَرَرْتُ بِعِیْرِ بَنِیْ فُلَانٍ وَهِیَ بِالرَّوْحَاءِ وَقَدْ اَضَلُّوا الْبَعِیْرَ لَهُمْ وَهُمْ فِیْ طَلَبِهٖ وَفِیْ رِحَالِهِمْ قَدَحٌ مِنْ مَّاءٍ فَعَطِشْتُ فَاَخَذْتُهٗ وَشَرِبْتُهٗ وَوَضَعْتُهٗ كَمَا كَانَ فَاسْئَلُوْا هَلْ وَجَدُوا الْمَاءَ فِی الْقَدَحِ حِیْنَ رَجَعُوْا قَالُوْا هٰذِهٖ اٰیَةٌ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور نے فرمایا ہاں ہم بنی فلاں کے قافلہ سے گذرے وہ روحاء میں تھا ان کا اونٹ گم گیا تھا وہ اس کی تلاش میں تھے ان کے کجاوہ میں ایک پیالہ پانی تھا مجھے پیاس تھی میں نے اس پیالہ کا پانی پیا اور اسے وہیں رکھ دیا جہاں رکھا تھا تم اس قافلہ سے پوچھو کہ جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے پیالہ میں پانی پایا یا نہیں مشرکین یہ سنکر بولے البتہ یہ ایک نشانی ہے ہم تحقیق کریں گے۔

حضور نے فرمایا میں ایک قافلہ نہیں بلکہ مَرَرْتُ بِعِيْرِ بَنِيْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ رَاكِبَانِ قَعُوْدًا فَنَفَرَ بَعِيْرُ لَهُمَا مِنِّيْ فَانْكَسَرَ فَاسْأَلُوْهُمَا عَنْ ذَالِكَ قَالُوْا هٰذِهٖ اٰيَةٌ اُخْرٰى۔

ہم بنی فلاں اور فلاں کے قافلے سے گذرے وہ اونٹوں پر سوار تھے کہ ایک اونٹ ان کا ہماری سواری سے چمکا اور قافلہ سے ٹوٹ گیا یہ بھی ان لوگوں سے پوچھو۔ مشرکین بولے یہ دوسری نشانی ہے۔

ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الْعِدَّةِ وَالْاَحْمَالِ وَالْهَيْئَاتِ فَمُثِّلَتْ لَهُ الْعِيْرُ فَاَخْبَرَهُمْ عَنْ كُلِّ ذَالِكَ۔ پھر مشرکین نے کہا پہلے قافلہ میں کتنے آدمی تھے اور کتنے سامان کے اونٹ تھے اور ان کی ہیئتیں کیا تھیں تو اللہ تعالے نے ان کی کیفیت کا نقشہ بھی حضور کو دکھا دیا۔ چنانچہ حضور نے ان کی تعداد اور سامان کے اونٹ اور ان کی کیفیت سب مفصل بتادی۔

پھر اس واقعہ کی تاریخ اور دن میں بھی مختلف اقوال ہیں۔

ذَكَرَ النَّوَوِيُّ فِيْ رَوْضَةِ الْاَخْيَارِ اَنَّهٗ كَانَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ بِعَشْرِ سِنِيْنَ وَثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ۔ یہ واقعہ نبوت کے دس سال تین ماہ بعد ہوا۔

وَفِي الْفَتَاوٰى اَنَّهٗ كَانَ سَنَةَ خَمْسٍ اَوْ سِتٍّ مِنَ النُّبُوَّةِ۔ یہ واقعہ نبوت سے پانچ چھ سال کے بعد ہوا۔

وَنَقَلَ عَنْهُ الْفَاضِلُ الْمُلَّا اَمِيْنُ الْعُمَرِيُّ فِيْ شَرْحِ الشِّفَاءِ۔ اَلْجَزْمَ بِاَنَّهٗ كَانَ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ عَشَرَةَ مِنَ الْبِعْثَةِ۔ پختہ تحقیق ملا امین کی یہ ہے کہ معراج بعثت کے بارہویں سال ہوئی

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے تین سال قبل انتقال فرمایا اور یہ واقعہ ایک سال پانچ ماہ قبل ہجرت ہوا یا ایک سال تین ماہ قبل ہجرت۔

اور محی السنۃ وغیرہ نے شہور و ایام کے اختلافات اس طرح بیان کیے

فَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ فَتَاوٰى كَانَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ۔ امام نووی نے اس واقعہ کو ماہ ربیع الاول میں بتایا ہے۔

وَقَالَ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ تَبَعًا لِلْقَاضِيْ عِيَاضٍ فَاِنَّهٗ شَهْرُ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ۔ یہ واقعہ ربیع الآخر میں ہوا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَجَزَمَ فِي الرَّوْضَةِ بِاَنَّهٗ رَجَبٌ ۔ اور صاحب روضہ نے قطعی فیصلہ رجب کے متعلق دیا۔
وَقِيْلَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ۔ ایک قول ہے کہ رمضان المبارک میں معراج ہوئی۔
وَقِيْلَ فِيْ شَوَّالٍ ۔ ایک قول ہے کہ شوال میں ہوئی۔
ایک قول ہے کہ جو بھی مہینہ ہو وہ ہو وہ ستائیسویں شب تھی اور ہفتہ کی رات تھی۔
ایک قول بروایت واقدی بھی اسی طرح ہے۔
ایک قول ہے کَانَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِمَكَانِ فَضْلِهَا وَفَضْلِ الْاِسْرَاءِ وہ جمعہ کی رات تھی۔
وَوَرَدَ بِاَنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلّٰى بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ يَوْمٍ بَعْدَ الْاِسْرَاءِ الظُّهْرَ وَلَوْ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ يَكُنْ فَرْضُ الظُّهْرِ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد معراج پہلے دن ظہر ادا فرمائی اور اگر جمعہ ہوتا تو ظہر فرض ادا نہ ہوتی۔
اور محمد بن عمر السفیری فرماتے ہیں اور علامہ عمری نے شرح ذات الشفا میں بھی فرمایا اِنَّ الْجُمُعَةَ وَالْجَنَازَةَ وَجَبَتَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ جمعہ اور جنازہ تو واجب ہوئی ہیں پنجوقتہ نمازوں کی فرضیت کے بعد۔
وَفِيْ شَرْحِ الْمِنْهَاجِ لِلْعَلَّامَةِ ابْنِ حَجَرٍ اَنَّ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ فُرِضَتْ بِمَكَّةَ وَلَمْ تُقَمْ بِهَا لِفَقْدِ الْعَدَدِ اَوْ لِاَنَّ شِعَارَهَا الْاِظْهَارُ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا مُسْتَخْفِيًا وَاَوَّلُ مَنْ اَقَامَهَا بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ بِقَرْيَةٍ عَلٰى مِيْلٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ ۔
علامہ ابن حجر شرح منہاج میں فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ مکہ میں فرض ہوئی مگر وہ بوجہ فقدان عدد معتلین قائم نہ ہو سکی یا یہ کہ جمعہ کے لیے اس کا اظہار شعار میں تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر ادا فرماتے تھے۔
اور سب سے پہلے جس نے یہ جمعہ قائم کیا وہ مدینہ منورہ میں قبل ہجرت اسعد بن زرارہ نے ایک میل مدینہ سے دور قائم کیا۔
وَنَقَلَ الدَّمِيْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْاَثِيْرِ اَنَّهٗ قَالَ الصَّحِيْحُ عِنْدِيْ اَنَّهَا كَانَتْ لَيْلَةَ الْاِثْنَيْنِ علامہ دمیری ابن اثیر سے راوی ہیں کہ معراج شریف پیر کے روز ہوئی
وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنِيْرِ ۔ ابن منیر نے بھی اسی کو اختیار کیا۔
وَفِي الْبَحْرِ قِيْلَ اِنَّ الْاِسْرَاءَ كَانَ فِيْ سَبْعٍ عِشْرِيْنَ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ ۔ معراج سترہ ربیع الاول کو ہوئی وَالرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ اِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ سَنَةً وَتِسْعَةِ اَشْهُرٍ وَثَمَانِيَةٍ وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا ۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکاون سال نو ماہ ۱۸ یوم تھی۔
ایک روایت یہ بھی ہے اِنَّهَا لَيْلَةُ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ ۔ وہ ستائیسویں شب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ربیع الآخر تھی۔

یہ نو اقوال اختلافی ہیں لیکن نفس معراج کا ان میں کوئی منکر نہیں۔

اور پھر ربیع الاول۔ ربیع الآخر۔ شوال۔ رمضان کی اگرچہ روایات ہیں لیکن ان میں صاحب روضہ کی روایت میں جو جزمی حتمی فیصلہ ہے وہ رجب ہی کا ہے۔

اس کی تائید ابن قتیبہ، دینوری اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہ بھی کر رہے ہیں اور متاخرین میں امام رافعی امام نووی بھی اسی کو بہ نظر یقین دیکھ رہے ہیں۔

علامہ عبدالغنی محدث مقدسی بھی رجب کے مؤید ہیں بلکہ ستائیس تاریخ کی بھی تصریح فرماتے ہیں۔ پھر علامہ زرقانی بھی اسی ۲۷ رجب کے مؤید ہیں۔

تو خلاصۂ بحث یہ ہوا کہ قدیم روایات کا بڑا حصہ اس معراج کو ہجرت سے پہلے تسلیم کر رہا ہے اور رجب کی ستائیس تاریخ ہی قابل ترجیح ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ معراج نومی تھی یا یقظی؟ اس میں بھی اختلافی قول ہیں۔

حَیْثُ قَالَ وَاخْتُلِفَ اَیْضًا اَنَّہٗ فِی الْیَقْظَۃِ اَوْ فِی الْمَنَامِ فَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ فِی الْمَنَامِ۔ ایک قول حسن سے ہے کہ یہ نومی تھی۔

اور حضرت صدیقہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ کا جو قول ہے وَاللّٰہِ مَا فُقِدَ جَسَدُ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَلٰکِنْ عُرِجَ بِرُوْحِہٖ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ مِثْلُہٗ۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا میں نے جسد اطہر سید عالم کو اپنے سے گم نہ کیا مگر آپ کو روحانی طور پر لے جایا گیا اور حضرت امیر معاویہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَلَعَلَّہٗ لَمْ یَصِحَّ عَنْہُمَا کَمَا فِی الْبَحْرِ۔ غالباً یہ روایت قطعاً صحیح نہیں ہے اس لیے کہ کَانَتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اِذْ ذَاکَ صَغِیْرَۃً وَلَمْ تَکُنْ زَوْجَتَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَانَ مُعَاوِیَۃُ کَافِرًا یَوْمَئِذٍ۔ حضرت ام المومنین اس وقت اتنی صغیر السن تھیں کہ حضور کی زوجیت میں نہیں آئی تھیں اور امیر معاویہ اس دن تک مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے وہ بحالت کفر تھے۔

پھر عمدۃ الصحائف نے مشکوٰۃ جلد ثانی باب الولی فصل اول سے نقل کیا

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَہَا وَھِیَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَزُفَّتْ اِلَیْہِ وَھِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ۔ حضور نے حضرت صدیقہ سے عقد سات سالہ عمر میں فرمایا اور آپ کی رخصت نو سال کی عمر میں ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ کا عقد معراج سے دو سال قبل شوال کے مہینہ میں ہوا۔ اور مکہ معظمہ میں ہی آپ جلوہ آرا تھے۔ کہ صدیقہ رخصت ہو کر تشریف لائیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب دو سال بعد آپ رخصت ہو کر آئیں وہ ماہ شوال تھا تو دو سال بعد ماہ شوال ہی میں تشریف لائیں تو اس سے واضح ہوا کہ معراج کے چار ماہ بعد آپ تشریف لائیں۔

پھر قرینہ بھی اس پر صاف ہے کہ اگر حضرت ام المومنین تشریف لائے ہوئے ہوتیں تو حضور حجر یا حطیم میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان پر استراحت پذیر کیوں ہوتے۔ بہر حال سیدہ ام المومنین کے یہاں سے ہی معراج ہوئی ہوتی۔

اور اگر مان بھی لیں کہ سیدہ رخصت ہو کر آ چکی تھیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ معراج حضرت ام ہانی کے یہاں سے کیوں ہوئی اور اگر یہ بھی مان لیں کہ حضرت ام ہانی کے یہاں ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو اب مشکل یہ واقع ہوتی ہے کہ آیت کا مفصلہ بیان قرآن فوت ہوتا ہے وہاں وہ اسری جو مسجد حرام سے بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ تک ہوا وہ یقینا جسم مع الروح سے تھا۔

اس لیے کہ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرمایا گیا ہے اور عبد کا اطلاق جسم مع الروح پر ہوتا ہے حیث قال الآلوسی وَاَیْضًا اَلْعَبْدُ ظَاھِرٌ فِی الرُّوْحِ وَالْبَدَنِ۔ اس میں عبد ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق روح اور بدن پر ہوتا ہے نہ کہ فقط روح پر۔

پھر جمہور کا فیصلہ آلوسی نقل فرماتے ہیں۔ وَذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّہٗ فِی الْیَقْظَۃِ بِبَدَنِہٖ وَرُوْحِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالرُّؤْیَا تَکُوْنُ بِمَعْنَی الرُّؤْیَۃِ فِی الْیَقْظَۃِ وَقَالَ الْوَاحِدِیُّ اَنَّھَا رُؤْیَۃُ الْیَقْظَۃِ لَیْلًا۔

اور جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ جاگتے ہوئے معراج ہوئی بدن اور روح صلے اللہ علیہ وسلم کو اور رؤیا کا اطلاق ہی رویت فی الیقظہ یعنی جاگتے ہوئے دیکھنے پر ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اور واحدی بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ معراج رات کے کچھ حصہ میں جاگتے ہوئے ہوئی۔

پھر ایک نہایت واضح اور مدلل بحث نقل فرماتے ہیں اَنَّہٗ قَالَ وَاحْتَجَّ الْجُمْھُوْرُ لِذٰلِکَ بِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ مَنَامًا مَا تَعَجَّبَ مِنْہُ قُرَیْشٌ وَلَا اسْتَحَالُوْہُ لِاَنَّ النَّائِمَ قَدْ یَرٰی نَفْسَہٗ فِی السَّمَاءِ وَیَذْھَبُ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ وَلَا یَسْتَبْعِدُہٗ اَحَدٌ۔

جمہور اس امر کو بھی حجت لاتے ہیں کہ اگر یہ معراج منام و خواب ہی میں ہوئی تھی تو قریش نے کیوں تعجب کیا اس لیے کہ خواب کے مشاہدات کو وہ محال نہیں جانتے تھے اس لیے کہ سوتے ہوئے انسان اپنے کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسمانوں میں دیکھتا ہے اور مشرق سے مغرب تک پہنچا ہوا پاتا ہے اور اسے کسی نے مستبعد نہیں کہا۔

پھر یہ بھی صورت تطبیق پیش کرتے ہیں کہ

وَ تَصْحِیْحُ الْحَدِیْثَیْنِ فِیْ ذٰلِكَ بِاَنَّ الْاِسْرَاءَ كَانَ مَرَّتَیْنِ اِحْدٰهُمَا فِیْ نَوْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ فَاُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ تَوْطِئَةً وَتَیْسِیْرًا لِمَا یَضْعُفُ عَنْهُ قُوَی الْبَشَرِ۔ ثُمَّ اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ وَبَدَنِهٖ بَعْدَ النُّبُوَّةِ قَالَ فِی الْكَشْفِ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَبِهٖ یَحْصُلُ الْجَمْعُ بَیْنَ الْاَخْبَارِ۔

دونوں حدیثوں کی تطبیق و تصحیح یہ ہے کہ حضور کو اسراء دوبار ہوا ایک بار خواب میں قبل نبوت تو آپ کو سوتے ہوئے سیر کرائی گئی تاکہ آپ کو باقتضاء قوی بشری آسان ہو جائے پھر دوسری بار روح و بدن کے ساتھ آپ کو سیر کرائی گئی بعد نبوت کے۔ کشف میں فرماتے ہیں یہی کشف حق ہے اور اس سے جمع بین الاخبار حاصل ہو جاتا ہے۔

اور باب الاشارات میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے علامہ آلوسی نقل فرماتے ہیں۔

وَنَقَلَ الشَّیْخُ قُدِّسَ سِرُّهٗ اَنَّ الْاِسْرَاءَ وَقَعَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِیْنَ مَرَّةً۔ اسراء روحانی تو حضور کو تیس بار ہوئی۔

وَفِیْ كَلَامِ الشَّیْخِ عَبْدُ الْوَهَّابِ الشَّعْرَانِیْ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِسْرَاءَاتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَتْ اَرْبَعًا وَثَلَاثِیْنَ وَاحِدٌ بِجِسْمِهٖ وَالْبَاقِیْ بِرُوْحِهٖ حضور کو اسراء تو چونتیس بار ہوا ایک بجسد و روح اور باقی روحانی۔

اور خصائص صغری میں ہے۔

وَخُصَّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالْاِسْرَاءِ وَمَا تَضَمَّنَهٗ مِنْ خَرْقِ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْعُلُوِّ اِلٰی قَابَ قَوْسَیْنِ وَوَطْئِهٖ مَكَانًا مَا وَطِئَهٗ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَاِنَّ قَطْعَ الْمَسَافَةِ الطَّوِیْلَةِ فِی الزَّمَنِ الْقَصِیْرِ مِمَّا یَكُوْنُ كَرَامَةً لِلْوَلِیِّ لِتَحِیَّةِ ذٰلِكَ بِطَیِّ الْمَسَافَةِ وَهُوَ مِنْ اَعْظَمِ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا کی گئی۔ اس اسراء میں خرق سماوات سبع اور علو الی قاب قوسین عطا ہوا اور ان مقامات خاص پر آپ کے قدم نوری پہنچے جہاں نبی مرسل اور ملک مقرب کو رسائی نہ ہوا اور مسافت طویلہ تھوڑے سے وقت میں طے فرمانا یہ کرامت ولایت ہے اور اسے طے مسافت کہتے ہیں اور خارق عادات امور کا بڑا مقام ہے۔

مزید براں صاحب تمہید علامہ ابو شکور سالم محمد بن عبد السعید بن شعیب کبشی رحمہ اللہ نے اس حدیث

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی نہایت ہی نفیس توجیہ فرمائی۔ حیث قال

اَلْجَوَابُ عَنْ هٰذَا اِنْ یَّقُوْلَ اِنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا فُقِدَ جَسَدُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ یَعْنِیْ مَا فُقِدَ جِسْمُہٗ عَنِ الرُّوْحِ بَلْ کَانَ مَعَ رُوْحِہٖ وَالْمِعْرَاجِ مَا کَانَ لِلرُّوْحِ بَلْ کَانَ لَھُمَا۔ وَاَمَّا خَبْرُ مُعَاوِیَۃَ اَنَّہٗ قَالَ کَانَتْ رُؤْیَا صَالِحَۃً اَرَادَ لَھُمَا الْیَقْظَۃَ وَکَانَ قَدْ رَأَی بِعَیْنِہٖ بِدَلِیْلِ اِنَّ الرُّؤْیَا مَصْدَرٌ لِاَنَّہٗ یُقَالُ رَأَی رُؤْیًا فَکَانَ هٰذَا رُؤْیَا بِالْعَیْنِ۔

وَلِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ فِی الْمَنَامِ لَمْ یُنْکِرْھَا اَحَدٌ لِاَنَّ کُلَّ جُحُوْدٍ وَکَافِرٍ وَعَاصٍ یَرَی الرُّؤْیَا فِی الْمَنَامِ فَلَمْ یَظْھَرْ تَخْصِیْصُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضِیْلَۃً وَّمَعْنًی فَدَلَّ اِنَّ هٰذَا کَانَ فِی الْیَقْظَۃِ وَ کَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنَاکَ اَرَادَ بِہٖ الرُّؤْیَا بِالْعَیْنِ فِی الْیَقْظَۃِ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی اِلَّا فِتْنَۃً لِلنَّاسِ یَعْنِیْ اَبَا جَھْلٍ وَّمَنْ تَابَعَہٗ لِاَنَّہٗ اَنْکَرَ حَیْثُ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ شَجَرَۃَ الزَّقُّوْمِ فِی النَّارِ قَالَ کَیْفَ تَبْقَی الشَّجَرَۃُ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ارْتَدُّوْا بِسَبَبِ الْمِعْرَاجِ وَاَوَّلُ مَنْ صَدَّقَہٗ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

اس قول کا جواب صاف یہ ہے جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں مفقود ہوا جسد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج میں یعنی آپ کا جسم مبارک روح سے مفقود نہیں ہوا بلکہ جسد روح کے ساتھ تھا اور وہ معراج روحانی نہ تھی بلکہ جسد و روح سے تھی۔

اور معاویہ والی حدیث جس میں انہوں نے کہا وہ رویا صالحہ تھا اس سے ان کا مقصد جاگتے ہوئے مشاہدہ فرمانے کا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ حضور نے بہ چشمہائے سر تمام مشاہدہ فرمایا۔

اس پر یہ دلیل واضح ہے کہ رویا مصدر ہے۔ اسی لیے تو کہتے ہیں رَأَی رُؤْیًا۔ تو یہ رویا بالعین ہوتا ہے۔

اور اگر یہ رویا سوتے میں ہوا ہوتا تو ہرگز کوئی انکار ہی نہ کرتا اس لیے کہ جحود۔ کافر، عاصی نہ معلوم کیا کیا خواب میں دیکھتے ہیں (اور اس زمانہ میں تو معبرین دکانیں لگا کر تعبیر خواب دینے کو بیٹھے ہوتے تھے اور عجیب عجیب خواب جو بالکل خلاف عقل ہوتے تھے سنتے اور تعبیر دیتے تھے) پھر اگر یہ معراج خواب اور منام میں ہی تھی تو حضور کے اس خواب کی مخالفت کے کیا معنی ہوتے۔

دوسرے اس بیان میں حضور کی ذات اقدس کی کچھ تخصیص بھی ظاہر نہ ہوتی اور نہ اس میں فضیلت معراج ہی کچھ نظر آتی نہ اس مخالفت کے کوئی معنی حاصل ہوتے۔

تو ثابت ہوا یہ رویا جاگتے ہوئے ہوا تھا اور اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہوا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اس میں مقصد ارشاد ہی یہ ہے کہ رویا بالعین تھا اور جاگتے ہوئے مشاہدہ کرایا گیا تھا کہ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ امتحان ہو جائے لوگوں کا یعنی ابوجہل اور اس کے متبعین کا اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا جبکہ حضور نے فرمایا کہ تھوہر کا درخت جہنم میں ہے۔

ابوجہل کہنے لگا تھوہر کا درخت جہنم میں کیسے رہا اور بہت سے کمزور ایمان والے مرتد ہو گئے محض واقعہ معراج کو سنکر۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ضرور جاگتے ہوئے تھی اور روح مع الجسم تھی اس کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی وہ حضرت صدیق اکبر تھے۔ رضی اللہ عنہ

اب یہ سوال بصورت اعتراض قدرتاً پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار تو فرمایا کہ ہم ام ہانی کے مکان میں تھے دوسرے بیان میں فرمایا ہم حجر میں تھے تیسرے موقع پہ فرمایا ہم حطیم میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔

اور قرآن کریم فرماتا ہے مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

تو یہ مختلف مقامات کے ساتھ ارشاد اصل واقعہ کو مشکوک کر دیتا ہے اور مشکوک روایات حجت نہیں ہو سکتیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ قرب و بلا صفت و مجاورت کے یا اتحاد مکان و شہرت کے ایک ہی شے کو مختلف ناموں سے تعبیر کرنے کے باوجود ایک ہی شے مراد ہوتی ہے۔

مثلاً کوئی کہے

مرکزی جمعیۃ العلماء میں گیا تھا دوسرا کہے دواخانہ قادری میں گیا تھا۔ تیسرا کہے حکیم صاحب قادری کے پاس گیا تھا۔ چوتھا کہے ابوالحسنات سے مل کر آیا ہوں۔ پانچواں کہے صدر جمعیت سے ملا تھا چھٹا کہے مفتی صاحب کے پاس اکبری منڈی گیا تھا۔ ساتواں کہے خطیب مسجد وزیر خاں سے ملا تھا۔ آٹھواں کہے صدر مجلس عمل سے باغیچی صمدو میں مل کر آیا ہوں۔ تو یہ آٹھوں بیان ایک ہی سے ملنے کے معنی دیں گے اس میں اختلاف عنوان سے اصل کارد نہیں ہو گا۔

اسی طرح چونکہ حجر، حطیم، بیت ام ہانی، بیت فاختہ، مسجد حرام سب حرم میں ہیں یا لملحق و مجاور۔ اس لیے حضور نے حجر فرمایا ہو یا مسجد حرام، حطیم بتایا ہو یا حجر یا بیت ام ہانی سب چونکہ ایک ہی مقام پر ہیں لہذا روایت کو اس سے ضعف نہیں پہنچتا۔

چنانچہ منجد اور منتہی الارب میں صاف موجود ہے "حطیم دیوار خانہ کعبہ جانب مغرب کہ در انجا ناؤدان کعبہ است و در زمان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام داخل کعبہ بود و حجر دیوار کعبہ گرد اگرد جانب شمال

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اندرون حطیم"۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں حضرت ام ہانی کا مکان حرم میں تھا اور تحقیق یہ ہے کہ آپ ام ہانی کے مکان میں استراحت پذیر تھے کہ حضرت جبریل نے حاضر ہو کر حضور کو جگایا۔

اور منجد میں ہے۔ حَطِیْمٌ جِدَارُ حِجْرِ الْکَعْبَۃِ۔ وَقِیْلَ مَا بَیْنَ الرُّکْنِ وَزَمْزَمَ وَالْمَقَامِ۔ تو ثابت ہوا کہ حجر، حطیم، بیت ام ہانی، مسجد حرام ان سب سے مقصود حرم ہی ہے۔ جہاں سے معراج ہوئی تو تعدد اسم مکانی بوجہ اتحاد حقیقی ایک ہی پر اطلاق ہے تو اعتراض معترض حجت نہیں۔

اب معراج کے متعلق عقیدہ اہلسنت کیا ہے۔ یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے۔

علامہ ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ اپنی تمہید شریف میں معراج کے متعلق اعتقاد کی یوں تصریح فرماتے ہیں ثُمَّ الْکَلَامُ فِی الْمِعْرَاجِ فِیْ حَدِّ الشُّهْرَةِ مَنْ اَنْکَرَ یَصِیْرُ مُبْتَدِعًا فَاسِقًا وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ کَافِرًا۔

معراج کے معاملہ میں جو حد شہرت ہے اس سے جو انکار کرے گا وہ مبتدع فاسق ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ کافر نہ ہوگا۔

وَاَجْمَعْنَا عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ الْمِعْرَاجَ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ یَصِیْرُ کَافِرًا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ جو بیت المقدس تک کی بھی معراج کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

ثُمَّ هٰهُنَا ثَلٰثَةُ اَشْیَاءٍ۔

اَلْاِسْرَاءُ۔ وَالْمِعْرَاجُ وَالْاِعْرَاجُ۔

فَاَمَّا الْاِسْرَاءُ مِنْ مَّکَّۃَ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَهٰذَا اِمَّا لَا یُنْکِرُهٗ الْمُعْتَزِلَۃُ وَمَنْ اَنْکَرَ یَصِیْرُ کَافِرًا لِاَنَّ هٰذَا اُثْبِتَ بِالنَّصِّ بِدَلِیْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا تفسیر خازن میں ہے۔ وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَۃٌ عَنْ مَّجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

اسراء وہ ہے جو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک ہوا یہ وہ ہے کہ اس سے معتزلہ بھی انکار نہیں کرتے اور جو اس سے منکر ہو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ۔

وَالْمِعْرَاجُ مَا کَانَ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَۃِ۔

معراج زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ جو اقتضاء النص سے ثابت ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ۔ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

وَالْاِعْرَاجُ۔ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَۃِ اِلَی الْعَرْشِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اعراج ساتویں آسمان سے عرش تک ہے۔ اس کے آگے جو معراج ہے اس کے لیے ارشاد ہے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی۔ اس پر سید المفسرین ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ھُوَ الرَّفْرَفُ۔ آیات ربہ الکبری سے مراد رفرف ہے۔

معراج جسمانی بنظر تفلسف

فلاسفہ قدیم معراج جسمانی کے استحالہ پر یوں اڑے ہوئے ہیں کہ ان کی مادی نظریں جسم ثقیل کے صعود کو عقلاً محال دیکھ رہی ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ان کے ماننے میں حائل ہے کہ خرق والتیام سما عقلاً ممنوع ہے۔

تیسرے کرۂ ناری جو مابین السماء والارض ہے اس سے عبور محال ہے۔

بنا بریں وہ کہتے ہیں کہ جب حضور کو یہ معراج بجسد وروح ہوئی تھی اور آپ معہ جسم وروح آسمانوں پر تشریف لے گئے تو کرۂ ناری کی مزاحمت سے کیسے محفوظ رہے۔

اس کے جواب میں اولاً باعتبار دلائل نقلی وعقلی ہمیں کچھ الزامی جواب عرض کرتے ہیں اس کے بعد اصول فلاسفہ کی روشنی میں جواب عرض کیا جائے گا۔

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُوْدِ

اول یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضرت ابوالبشر آدم صفی اللہ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے ساتھ یقیناً بہشت میں تھے اور حضرت حوا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ پھر جب اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا کا حکم ہوا تو جیسے جانے میں حیلولہ حائل ہونا چاہیئے ویسے آنے میں بھی کرۂ ناری کی مزاحمت لازمی تھی۔ مگر آپ جنت سے سراندیپ تشریف لائے اور حضرت حوا جدہ اتریں تو ان کے اترنے میں بھی خرق والتیام ہوا یا نہیں؟ اور کرۂ ناریہ حائل ہوا یا بغیر مزاحمت آپ آگئے۔

اگر کہا جائے کہ آپ بلا خرق والتیام اترے تو ہم کہیں گے حضور بھی بلا خرق والتیام تشریف لے گئے اور اگر کہا جائے کہ اترتے ہوئے آسمان میں دروازے تھے جس سے آپ اترے تو ہمارا جواب بھی وہی ہے کہ انہیں دروازوں سے حضور تشریف لے گئے۔

رہی مزاحمت کرۂ نار جیسے ان کے ساتھ نہ ہوئی ایسے ہی حضور کے ساتھ بھی نہ ہوئی اور یہ عقیدہ کہ جس جنت سے آدم علیہ السلام نکلے وہ پہلے ہی ارض فلسطین میں تھی یہ صرف معتزلہ کا ۔۔۔ ہ ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمہور اہل سنت اس اعتقاد کو گمراہی جانتے ہیں اور مفہوم منطوق قرآن مجید بھی اس کے خلاف ہے۔
دوسرے ہمارے عقیدہ میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام آسمان دوم پر یہود کی دست برد سے بچانے کے لیے پہنچائے گئے تو خرق والتیام اور کرہ نار بہر حال آئے تو جو صورت وہاں ہوئی وہی صورت اس معراج کے موقعہ پر ہوئی ہوگی۔
رہا مرزائی عقیدہ تو اس سے مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ قانون حکومت کے اعتبار سے مسلمان ہیں نہ کہ قانون اسلامی کے اعتبار سے۔
اسلام تو انہیں قطعاً یقیناً حتماً اذعاناً مرتد کہتا ہے اس لیے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے معنی میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں۔
جنہیں اسلام نہیں مانتا۔ یہی حال لاہوری مرزائیوں کا ہے کہ وہ اس کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ جو دعوی نبوت کر چکا ہے۔
اسلام تو ہر اس شخص کو مرتد کہتا ہے جو حضور کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرے یا دعوی نبوت کرنے والے کو مجدد یا بھلا مانس مانتے۔
بہر حال یہ نظیر بھی ہمارے دعوی کی موید ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دوم تک پہنچے ہمارے حضور بھی ویسے ہی تمام طبقات سماویہ تک پہنچ کر واپس تشریف لائے۔
حضرت الیاس علیہ السلام بھی آسمانوں پر ہیں۔
حضرت اخنوخ بھی آسمان پر ہیں۔
پھر جملہ ارواح بھی بعد قبض آسمانوں سے ہو کر اپنے برزخ میں آتی ہیں۔
پھر ہماری نظریں آنکھ اٹھاتے ہی فلک الافلاک سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں اور ان سے کوئی شے مزاحم نہیں ہوتی۔
سورج چوتھے آسمان سے نور بیزی کرتا ہے اور اس کے انوار معہ قرص خورشید ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں یہ کیسے؟
باآنکہ ہیئت والے آفتاب کو زمین سے ۱۶۷ گنا بتاتے ہیں بلکہ چوتھا اور آٹھواں حصہ اور کہتے ہیں جیسا کہ التصریح میں ہے۔
اور بحساب تذکرہ ۱۶۶ مثل اور بقول بعض ۱۶۵ مثل ہے۔
اور غیاث الدین جمشید کاشی نو ۳۲۶ مثل کہہ رہا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو عقلی گھوڑے دوڑانے والے تو جو کہیں وہ سب صحیح اور جو مشاہدہ فرما کر تاج نبوت سے آراستہ ہو کر بتائیں ان کے ماننے میں عقلی حیلولہ حائل ہیں۔

بنابراین اگر وہ ماہ نبوت

خورشید رسالت کوکب محبوبیت اقل قلیل مدت میں قاب قوسین تک جا کر د مزدن میں واپس تشریف لے آئے تو کیا استبعاد ہے۔

پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ جسم ثقیل کا عدم صعود اور خرق والتیام سما کا استحالہ یہ مسئلہ عدم قبول حرکت زمینیہ پر مبنی ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان یہ حرکت قبول نہیں کرتا۔ مگر اس سے امتناع اس کا اجزاء فلک کے لیے لازم نہیں آتا۔ اس لیے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ جزء فلک ایسے دائرہ پر ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے اور وہ وہاں سے حرکت کرے تو اس کی حرکت تحت و فوق کی طرف جو فلک سے محدود ہیں واقع ہوگی اور ان کی تقدیم محدد کے فلک پر لازم نہ آئے گی۔

اور یہ کہنا کہ کلام حرکت طبعی میں ہے محض ناتمام ہے۔ اس لیے کہ لطلان قاسر پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔

علاوہ براین آمد و رفت ملائکہ زمین پر بہ اتفاق عقلاء ثابت ہے۔

تو اگر جسم ثقیل کا صعود محال ہی رکھا جائے تو ملائکہ جو جسم لطیف رکھتے ہیں ان کا نزول بھی محال ماننا پڑے گا اور یہ شرعاً و عقلاً باطل ہے۔

پھر ضیاء خورشید تو چوتھے آسمان سے آ رہی ہے۔

اور ضیاء مشتری چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچ رہی ہے۔

اور نظر سیکنڈ کے اقل قلیل درجہ میں بلا شکست شیشہ پار ہو جاتی ہے۔

تو اگر وہ جسم نوری جو ملائکہ و آفتاب و مشتری اور نظر سے لطیف بلکہ الطف ہے بے خرق سما متجاوز ہو گیا تو کیا استحالہ لازم آتا ہے۔

علاوہ بریں معترض کو معلوم ہونا چاہئے کہ خرق والتیام کا وہاں اڑنگا لگ سکتا ہے جہاں آمد و رفت کی راہ نہ ہو۔

اور شریعت مطہرہ میں تو آسمان کے دروازے قرآن و حدیث سے ثابت ہیں وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۔ قرآن کریم بتا رہا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور احادیث سے ثابت ہے کہ روح الامین نے خازن سما سے دروازہ کھلوایا جس سے حضور داخل ہو کر آسمان اول و دوم تک پہنچے تو خرق والتیام کی بحث تو یہاں لانی ہی فضول ہے۔

اب یہ اعتراض باقی رہ جاتا ہے

کہ حضور سید یوم النشور سیاح این آں شہسوار لامکاں جب تشریف لے گئے تو بعد تقرب الٰہی اور حصول نعمائے غیر متناہی تمام عجائب و غرائب ارضی و سماوی جنت و دوزخ وغیرہ دیکھتے بھالتے اس سرعت سے واپس تشریف لائے کہ آلوسی بعض احادیث سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ وَجَدَ فِرَاشَہٗ لَمْ یَبْرُدْ مِنْ اَثَرِ النَّوْمِ۔ وَقِیْلَ اِنَّ غُصْنَ شَجَرَۃٍ اَصَابَہٗ بِعِمَامَتِہٖ فِیْ ذَھَابِہٖ، فَلَمَّا رَجَعَ وَجَدَہٗ بَعْدُ یَتَحَرَّکُ۔

حضور جب واپس تشریف لائے تو بستر مبارک گرم تھا اور عمامہ اقدس سے ایک درخت کی ڈالی جو اٹک کر ہلی تھی وہ ہلتی ہوئی ملی۔

تو اس سرعت سیر میں تمام مشاہدہ محال ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حرکت کے سریع اور بطی ہونے کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔

چنانچہ آج وائرلیس ٹیلیفون۔ لاسلکی پیام کے ذرائع ہزارہا میل کی خبریں سیکنڈ سے بھی کم مدت میں لاتے لے جاتے ہیں۔

ایروپلین آواز کی رفتار تک تو ایجاد ہو چکا اور وہ بھی مادیات کی قوت سے اور وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی بشارت ہے۔

قرآن کریم میں بلقیس شہزادی کا تخت ملک سبا سے چشم زدن میں پیش کر دینا یہ قرآن کریم بتا رہا ہے تو یہاں بھی عقل کا ٹٹو حائل ہو کر قرآن کا منکر ہو جائے گا۔

تو اس عقلی گھوڑ دوڑ کی پیروی میں

ہم اسلام۔ قرآن۔ رسول۔ احکام سب کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

پھر یہ تمام دعاوی بھی وہ ہیں جو محض استقرائی ہیں۔ عقلاء کی جماعت کسی دعوی پر آج تک قائم و ثابت نہیں رہی۔ کل جو بات کہی آج اس کے خلاف خود ہی بول پڑے۔

پھر یہ تمام استحالے اگر حاوی بھی ہیں تو مخلوق کے افعال و حرکات پر حاوی ہیں۔ یہاں تو مسئلہ معراج میں رب العزت جلت و مجد و عز اسمہ نے پہلے دفع دخل مقدر فرمانے کے لیے سُبْحٰنَ کہہ کر مضمون معراج بیان کیا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بتا دیا ہے کہ یہ حرکت جسے فلاسفہ الٹے پھر رہے ہیں اس کی تعریف ہدیہ سعیدیہ میں یہ ہے
اَلْحَرْكَةُ كَوْنَانِ فِيْ آنَيْنِ فِيْ مَكَانَيْنِ۔
حرکت نام ہے اس ہونے والی کا جو دو آن اور دو مکان میں ختم ہو۔
اس میں چند شرطیں بھی ہیں یعنی حرکت کے لیے۔
محرک[1] متحرک[2]۔ مدۃ حرکت[3]۔ مبدأ حرکت[4]۔ منتہائے حرکت[5]۔ مقصد حرکت[6] کا ہونا بھی ضروری ہے۔
چنانچہ قرآن کریم نے ان عقلی دیوالوں کے وجود سے پہلے ہی یہ تمام امور واضح کر دیے۔ اور بتا دیا کہ حرکت میں سب سے اول محرک کو سمجھنا ضروری ہے کہ وہ کون ہے۔
چنانچہ فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰی۔ پاک ہے ہر قسم کے عجز اور عیب اور مجبوری اور نقص سے وہ ذات جو لے گئی۔ اور وہ محرک اول ہے۔
"بِعَبْدِهٖ"۔ اپنے بندے کو۔ یہ متحرک ہیں۔
"لَيْلًا"۔ تھوڑے سے حصہ میں رات کے یہ زمان حرکت ہے اس پر تنوین تقلیل اس لیے لگائی کہ رات کا اقل قلیل حصہ ثابت ہو جائے۔
"مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"۔ یہ مبدأ حرکت ہے یعنی مسجد حرام سے۔
"اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى"۔ یہ منتہائے حرکت ہے یعنی مسجد اقصیٰ تک۔
اس پر آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔
وَهُوَ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ۔ اور وہ بیت المقدس ہے۔
وَوَصَفَهٗ بِالْاَقْصٰى اَيِ الْاَبْعَدِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَنْ بِالْحِجَازِ۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اقصیٰ بعید ترین مقام حجاز سے مراد ہے۔
وَقَالَ غَيْرُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ سُمِّيَ بِهٖ لِاَنَّهٗ اَبْعَدُ الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ تُزَارُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَبَيْنَهُمَا نَحْوٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ اس حد کو مقرر کر لینے سے یہ مراد ہے کہ مسجد حرام سے بعید ترین مسجد بتا دی جائے جس کے سفر کے لیے چالیس رات لازم ہیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ لِاَنَّهٗ لَيْسَ وَرَاءَهٗ مَوْضِعُ عِبَادَةٍ فَهُوَ اَبْعَدُ مَوَاضِعِهَا۔ یعنی وہ مسجد جس کے بعد موضع عبادت ہی نہ ہو اور وہ بعید ترین ہے۔
اَلَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ۔ اس کی تفسیر آگے بیان ہو گی۔
لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا۔ تاکہ دکھائیں ہم اسے اپنی نشانیوں سے۔ یہ مقصد حرکت ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس تفصیل سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جانے آنے والا اگر بندہ ہے تو اس پر یہ استحالے لازم آسکتے ہیں اس لیے کہ اس پر ہی قیود عقل صادق ہوتی ہیں۔ اور حبیب لے جانے والا وہ ہو جسے قادر علی الاطلاق کہا جاتا ہے جس کی صفت ہی سبحان ہے جو ہر قسم کی عقلی مادی پابندیوں سے منزہ و مبرا ہے۔

جس نے عقل اور مادہ پیدا فرمایا جو خالق روح اور صانع جسم کثیف و لطیف ہے تو اس پر یہ قیود عقلی عائد نہیں اور اس نے خود فرمایا اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔

وہ لے گیا اپنے بندے کو۔ اس نے سیر کرائی اپنے بندے کو۔ اس نے مشاہدہ کرایا اپنی نشانیوں کا۔ تو سیر کرانے والا سبحٰن۔ سیر کرنے والا حبیب رحمٰن۔ پھر عقلی استحالوں کا اس پر کیا اثر۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔

اب بقیہ کوائف معراج مختصراً پیش کر کے تفسیر آیہ کریمہ شروع ہو گی۔

وَذَكَرَ الْعَلَائِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ اَنَّهٗ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ خَمْسَةُ مَرَاكِبٍ

تفسیر علائی میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے لیلۃ الاسراء میں پانچ سواریاں تھیں۔

پہلی سواری براق تھا جو بیت المقدس تک لے گیا۔

دوسری سواری معراج جس کے ذریعہ بیت المقدس سے سماء دنیا تک فائزی ہوئی

تیسری سواری اجنحۃ الملائکہ تھے جنہوں نے سماء دنیا سے سماء سابع تک پہنچایا۔

چوتھی سواری جناح رسول الملائکہ جبریل تھے۔ جس کے ذریعہ حضور سماء سابع سے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔

پانچویں سواری رفرف تھا جس نے سدرۃ المنتہیٰ سے قاب قوسین تک پہنچایا۔ پھر آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ سواریوں کا تعین محض اظہار کرامت و رفعت منزلت کے لیے تھا ورنہ

فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّوْصِلَهٗ اِلٰى اَيِّ مَوْضِعٍ اَرَادَ فِيْ اَقَلِّ مِنْ طَرْفَةِ الْعَيْنِ

اللہ تعالے قادر مطلق تھا وہ چاہتا تو چشم زدن سے پہلے جہاں تک چاہتا لے جاتا۔

وَقَدْ كَانَ لَهٗ عَشْرُ مَرَاقٍ سَبْعَةٌ اِلَى السَّمٰوَاتِ وَالثَّامِنُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَالتَّاسِعُ اِلَى الْمُسْتَوَى الَّذِيْ سَمِعَ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَالْعَاشِرُ اِلَى الْعَرْشِ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

اور حضور کے لیے دس زینے تھے۔

سات۔ ہفت سماوات تک۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آٹھواں زینہ سدرۃ المنتہی پر
نواں زینہ اس مقام مستوی پر جہاں صریف قلم مسموع ہو رہے تھے
اور دسواں زینہ عرش الٰہی پر

وَذَكَرَ مَوْلَانَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الدَّشْتِيُّ ثُمَّ الْجَامِيُّ اَنَّ الْمِعْرَاجَ اِلَى الْعَرْشِ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَاِلٰى مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ بِالرُّوْحِ وَاَنْشَدَ بِالْفَارِسِيَّةِ۔

مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں کہ معراج مع الروح والجسد عرش معلی تک ہوئی اور اس کے ماوراء تمام سیر روحانی تھی۔ چنانچہ جامی علیہ الرحمۃ نے فارسی میں فرمایا ہے۔

چو رفرف شد مشرف از وجودش	گرفت از دست رفرف عرش زودش
بدست عرش تن چوں خرقہ بگذاشت	علم بر لا مکاں بے خرقہ افراشت
گلے بر واند ازیں دہلیز ہیئت	بداں درگاہ و الا دست بردست
جہت را بہرہ از شش در رہانید	مکاں را مرکب از تنگی جہانید
مکانے یافت خالی وز مکاں نیز	کہ تن محرم نبود آں جا و جاں نیز

آگے آلوسی فرماتے ہیں۔ وَكَاَنَّهٗ لَاحَظَ اِنَّ الْعُرُوْجَ فَوْقَ الْعَرْشِ بِالْجَسَدِ يَسْتَدْعِيْ مَكَانًا
جامی نے گویا یہ دیکھا کہ عروج فوق العرش مع الجسد والروح ممکن تھا۔ اس لیے کہ جسم کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن آلوسی اسے درست نہیں مانتے اس لیے کہ اس کے لیے آثار میں سے کوئی سند نہیں ہے۔

وَقَدْ تَقَرَّرَ عِنْدَ الْحُكَمَاءِ اَنَّ مَا وَرَاءَ الْعَرْشِ لَا خَلَاءَ وَلَا مَلَاءَ وَبِهٖ تَنْتَهِي الْاَمْكِنَةُ وَتَنْقَطِعُ الْجِهَاتُ۔ اور حکماء کی یہ تحقیق ہے کہ ماوراء عرش عظیم نہ خلا ہے نہ ملا اور اسی جگہ امکانات ختم ہو جاتے ہیں اور جہات منقطع۔

اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُهُمْ اَمْرُ الْمِعْرَاجِ اَجَلُّ مِنْ اَنْ يُكَيَّفَ وَمَاذَا عَسٰى يُقَالُ سِوٰى اَنَّ الْقَادِرَ الَّذِيْ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ دَعَا حَبِيْبَهُ الَّذِيْ خَلَقَهٗ مِنْ نُوْرِهٖ اِلٰى زِيَارَتِهٖ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ مَنْ اَرْسَلَ مِنْ خَوَاصِّ مَلَائِكَتِهٖ فَكَانَ جِبْرِيْلُ هُوَ الْاٰخِذُ بِرِكَابِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ الْاٰخِذُ بِزِمَامِ دَابَّتِهٖ اِلٰى اَنْ وَصَلَ اِلٰى مَا وَصَلَ۔

مسئلہ معراج اتنا عظیم الشان مسئلہ ہے کہ اس کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی البتہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ محب قادر وہ ہے جو کسی شے سے عاجز نہیں اس نے اپنے حبیب کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور اپنی زیارت کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے بلایا اور آپ کی طرف جنہیں بھیجا وہ اخص الخواص ملائکہ تھے۔
چنانچہ جبریل علیہ السلام جو رسول ملائکہ ہیں ان کے ذمہ یہ خدمت لگی کہ وہ سرکار مدینہ کی رکاب تھامے چلیں اور میکائیل علیہ السلام باگ پکڑے ہوئے چلیں حتی کہ وہاں پہنچے جہاں تک پہنچے۔
حبیب اللہ تعالے نے اپنے حبیب سے ولائی شان کا مظاہرہ فرمایا حتی کہ حضور اس منزل تک پہنچے۔ پھر کتنی ہی مسافت ہو اس کے حبیب کے لیے طویل نہیں اور کوئی جسم ہو وہ منزل دنی پہنچنے سے نہیں رک سکتا اور یہ مع خالص جسد نور تھا کسی نے خوب کہا ہے۔

قصۂ بیرنگ معراج از من بے دل مپرس قطرہ دریا گشت و پیغمبر نمیدانم چہ شد

شقِّ صدر کی بحث

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر اَلَمْ نَشْرَحْ میں لکھا ہے کہ حضور کا شق صدر چار مرتبہ ہوا۔
پہلا شق صدر۔ اس وقت ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک چار سال کی تھی اس شق کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے قلب مبارک سے وہ مادہ نکال دیا جائے جو کھیل کود سے مانوس کرتا ہے اور باقتضائے طفولیت یہ ایام طفولیت میں ہوتا ہے۔

دوسرا شقِّ صدر

ابتداء شباب میں ہوا تاکہ وہ تمام خواہشات جو باقتضاء شباب ہوتی ہیں دور کردی جائیں۔

تیسرا شقِّ صدر

قریب نزول وحی چالیس سال کی عمر میں ہوا تاکہ آپ میں قوت تحمل وحی آجائے۔

چوتھا شقِّ صدر

اظہار نبوت سے بارہویں سال ہوا تاکہ آپ میں استعداد قوت مشاہدۂ عجائب سماوی وارضی روحی ملکوتی جبروتی پیدا ہوجائے اور معائنہ تجلیات ذاتی و صفاتی و لاہوتی حاصل ہو اور درحقیقت یہ شق صدر مبادیات معراج جسمانی تھا۔
اس لیے کہ روح مجرد عن المادہ ہوتی ہے اس کے لیے شق صدر کی حاجت ہی نہ تھی۔
لیکن چونکہ جسم کے ساتھ معراج منظور تھی تو اس شق صدر سے جسم و جسمانیات کو اس مشاہدہ کے قابل کرنا مقصود تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتے رہے وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کے پھر نہ پائی
سواری دلہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
جلو میں جو مرغِ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکائے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں خود جہت کے لالے کسے بتائیں کدھر گئے تھے
سراغ اَین و مَتیٰ کہاں تھا نشان کَیف و اِلیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل!
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں اترے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے

معراج رات میں ہونے کا فلسفہ

بہانا پیر دراغ ملگجا تھا۔ اٹھا دیا : فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

آلوسی فرماتے ہیں۔

وَاِنَّمَا اُسْرِیَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلًا لِمَزِیْدِ الْاِحْتِفَالِ بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّ اللَّیْلَ وَقْتُ الْخَلْوَۃِ وَالْاِخْتِصَاصِ وَمُجَالَسَۃِ الْمُلُوْکِ وَلَایَکَادُ یَدْعُوا الْمَلِکُ لِحَضْرَتِہٖ لَیْلًا اِلَّا مَنْ ھُوَ خَاصٌّ عِنْدَہٗ وَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ قَوْمًا مِّنْ اَنْبِیَائِہٖ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بِاَنْوَاعِ الْکَرَامَاتِ وَھُوَ کَالْاَصْلِ لِلنَّہَارِ۔

حضور کی سیر رات میں مزید احتفال کے لیے ہوئی اس لیے کہ رات اوقات خلوت اور خصوصیت کے لیے ہوتی ہے اور شاہوں کے دربار میں رات عام اجازت نہیں ہوتی مگر اسی کے لیے جو اخص الخواص ہو اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالے نے حضور کو کرم خاص کے ساتھ تمام انبیاء میں خصوصی اعزاز بخشا۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ

اِنَّ الْمُسَافِرَ یَقْطَعُ فِی اللَّیْلِ مَا لَا یَقْطَعُ فِی النَّهَارِ وَهٰهُنَا جَاءَ عَلَیْکُمْ بِاللّٰهِ لُجَتِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی بِاللَّیْلِ مَا لَا تُطْوٰی بِالنَّهَارِ۔

مسافر رات میں جتنی منزل طے کر لیتا ہے اتنی دن میں طے نہیں کر سکتا اور اس جگہ یہ سیر دُلجہ میں یعنی اول شب میں ہوئی اس لیے کہ زمین رات میں جتنی طے ہو جاتی ہے دن میں نہیں ہوتی۔

تیسری حکمت ابن جوزی سے ہے

فِی ذٰلِكَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِرَاجٌ وَالسِّرَاجُ لَا یُوْقَدُ اِلَّا لَیْلًا وَبَدْرٌ وَمَسِیْرَةُ الْبَدْرِ فِی الظُّلَمِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْحِکَمِ الَّتِیْ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سراج منیر ہیں اور چراغ سوا شب کے روشن نہیں ہوتا اور حضور بدر ہیں اور چاند کی سیر اندھیری رات میں ہی ہوتی ہے۔

"اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ۔ وہ مسجد جسے برکت دی ہم نے اس کے گرد"۔

اس میں وہ صفت ہے جو اشتراک عارض کی مزیل ہے۔ اور اس میں سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ وہ مقام خصوصیت سے انبیاء کی عبادت گاہ ہے اور سب کا وہی قبلہ ہے اور اس کے گرد نہریں اور اشجار کافی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

اِنَّهٗ تَعَالٰی بَارَكَ فِیْمَا بَیْنَ الْعَرِیْشِ اِلَی الْفُرَاتِ وَخَصَّ فِلَسْطِیْنَ بِالتَّقْدِیْسِ۔

اللہ تعالے نے برکت دی ہے عریش اور فرات کے مابین اور مخصوص کیا فلسطین کو تقدیس میں۔

وَقِیْلَ بَرَکَتُهٗ اَنْ جَعَلَ سُبْحٰنَهٗ مِیَاهَ الْاَرْضِ کُلَّهَا تَتَفَجَّرُ مِنْ تَحْتِ صَخْرَاتِهٖ۔

ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالے نے روئے زمین کا پانی یہاں سے ہی منفجر فرمایا جو صخرہ کے نیچے ہی بہ رہا ہے۔

وَهُوَ اَحَدُ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثِ الَّتِیْ تُشَدُّ اِلَیْهَا الرِّحَالُ۔

اور بیت المقدس ان مساجد ثلاثہ سے ایک مسجد ہے جہاں کے لیے شد رحال مشروع ہے۔

وَالرَّابِعُ الَّتِیْ یُمْنَعُ مِنْ دُخُوْلِهَا الدَّجَّالُ۔

اور ان چار مقام سے ایک مقام ہے جہاں دجال کا داخلہ نہیں ہو سکتا۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الْمُسْنَدِ اَنَّ الدَّجَّالَ یَطُوْفُ الْاَرْضَ اِلَّا اَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ۔ مَسْجِدَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْمَدِيْنَةِ وَمَسْجِدُ مَكَّةَ وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى وَالطُّوْرُ وَالصَّلٰوةُ فِيْهَا مُضَاعَفَةٌ۔

دجال روئے زمین میں پھر جائے گا مگر چار مسجدوں میں نہ جا سکے گا۔ مسجد مدینہ۔ مسجد مکہ، مسجد اقصیٰ اور طور اور یہاں نمازوں کا ثواب مضاعف ہے۔

وَرَوٰی بَعْضُہٗ اَبُوْدَاؤُدَ۔ وَھُوَ ثَانِیْ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ بِخَبَرِ اَبِیْ ذَرٍّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلًا قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَہُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔

یہ دوسری مسجد ہے جو روئے زمین میں بنی حضرت ابوذر کی حدیث کے مطابق فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضور کونسی منجد زمین میں پہلے تعمیر ہوئی فرمایا مسجد حرام عرض کیا پھر کونسی فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے عرض کیا ان دونوں کے مابین کتنی مدت تھی فرمایا چالیس سال۔

اِنَّہٗ اَسَّسَہٗ یَعْقُوْبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ بِنَاءِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْکَعْبَۃَ۔

اسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کعبہ کی بنا کے بعد تعمیر کیا۔

"لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اَیْ لِنَرْفَعَہٗ اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی یَرٰی مَا یَرٰی مِنَ الْعَجَائِبِ الْعَظِیْمَۃِ۔ یعنی آسمان پر اٹھانے کے بعد ہم نے دکھلائے عجائب عظیمہ جو حضور نے ملاحظہ کیے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَاٰی لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فِیْ مَمْلَکَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی خَلْقًا کَھَیْئَۃِ الرِّجَالِ عَلٰی خَیْلٍ بُلْقٍ شَاکِیْنَ السِّلَاحِ طُوْلُ الْوَاحِدِ مِنْھُمْ اَلْفُ عَامٍ وَالْفَرَسُ کَذٰلِکَ یَتْبَعُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا لَا یُرٰی اَوَّلُھُمْ وَلَا اٰخِرُھُمْ فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ فَاَنَا اَھْبِطُ وَاَصْعَدُ اَرَاھُمْ ھٰکَذَا یَمُرُّوْنَ لَا اَدْرِیْ مِنْ اَیْنَ یَجِیْئُوْنَ وَلَا اَیْنَ یَذْھَبُوْنَ وَقَدْ صَلّٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج مملکت الٰہی دیکھتے ہوئے ایک مخلوق مثل آدمیوں کی صورت کے ملاحظہ فرمائی ابلق گھوڑوں پر ہتھیار لگائے ہوئے جن میں ایک قطار کا طول ہزار سال کے طول مسافت کا تھا اور گھوڑے بھی اسی شان سے تھے ایک کے پیچھے دوسرا جا رہا تھا مگر نہ ان کی ابتداء نظر آئی نہ انتہاء۔

حضور نے فرمایا جبریل یہ کون ہیں روح الامین نے عرض کیا وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ کیا یہ حضور نے نہیں پڑھا۔

میں آسمان سے اترتا بھی ہوں اور چڑھتا بھی ہوں انہیں ایسے ہی گذرتے دیکھ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں جارہے ہیں۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں انبیاء کرام کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور انبیاء کرام کی سات صفیں تھیں۔

تین مرسلوں کی اور باقی ملائکہ کی صفیں تھیں۔ اور هٰذَا مِنْ خَصَائِصِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور یہ حضور کے خصائص میں سے ہے۔

وَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ بِہِمْ رَکْعَتَیْنِ قَرَأَ فِی الْاُوْلٰی قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّانِیَۃِ الْاِخْلَاص۔

اور حضور نے دو رکعت ادا فرمائیں۔ پہلی میں سورہ کافرون اور دوسری میں اخلاص پڑھی۔

اور اس میں حکمت یہ تھی کہ

اَنْ یَّظْهَرَ اَنَّہٗ اِمَامُ الْکُلِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اس امر کو ظاہر کر دیا جائے کہ حضور امام الکل فی الکل ہیں۔ سبحان اللہ کیا نفیس فرمایا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنے اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اس کے بعد علامہ آلوسی بھی اہلسنت وجماعت کا عقیدہ معراج کے متعلق واضح کر رہے ہیں جو بعینہ صاحب تمہید علامہ ابو شکور سالمی کے موافق ہے وہو ہذا۔

قَالُوْا اَلْاِسْرَاءُ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَطْعِیٌّ ثَبَتَ بِالْکِتَابِ فَمَنْ اَنْکَرَہٗ فَهُوَ کَافِرٌ۔ اسراء بیت المقدس تک قطعی ہے جو کتاب سے ثابت ہے جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

وَالْمِعْرَاجُ لَیْسَ کَذٰلِکَ فَمَنْ اَنْکَرَہٗ فَلَیْسَ بِکَافِرٍ بَلْ مُبْتَدِعٌ۔ اور معراج کا مسئلہ اس اہمیت کا نہیں تو جو اس کا انکار کرے وہ کافر نہیں مگر وہ مبتدع ہے۔

"اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" قَالَ الطِّیْبِیُّ اَنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ لِاَقْوَالِ ذٰلِکَ الْعَبْدِ الْبَصِیْرُ بِاَفْعَالِہٖ بِکَوْنِهَا مُهَذَّبَۃً خَالِصَۃً عَنْ شَوَائِبِ الْهَوٰی مَقْرُوْنَۃً بِالصِّدْقِ وَالصَّفَاءِ مُتَاَهِّلَۃً لِلْقُرْبِ وَالزُّلْفٰی۔ یعنی وہ ذات واجب تعالے شانہ سمیع ہے اپنے حبیب بندے کے اقوال کا اور بصیر ہے اس کے افعال پر کہ وہ مہذب بہ شوائب ہوا ہے اور بہ صدق وصفا ہے اور اس میں اہلیت ہے قرب خاص کی۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کَوْنُ الضَّمِیْرِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کَمَا نَقَلَہٗ اَبُو الْبَقَاءِ عَنْ بَعْضِہِمْ وَقَالَ اَیِ السَّمِیْعُ الْکَلَامَنَا اَلْبَصِیْرُ لِذَاتِنَا۔ یعنی ہمارے حبیب ہمارے کلام کے سننے والے اور ہماری ذات غیر مدرک کے دیکھنے والے ہیں۔

دوسرا قول ہے قَالَ الْحَلَبِیُّ اَنَّہٗ لَا یَبْعُدُ۔ وَالْمَعْنٰی عَلَیْہِ اَنَّ عَبْدِیَ الَّذِیْ شَرَّفْتُہٗ بِہٰذَا التَّشْرِیْفِ ہُوَ الْمُسْتَاہِلُ لَہٗ فَاِنَّہُ السَّمِیْعُ لِاَوَامِرِیْ وَنَوَاہِیَّ الْعَامِلُ بِہِمَا الْبَصِیْرُ الَّذِیْ یَنْظُرُ بِنَظْرَۃِ الْعِبْرَۃِ فِیْ مَخْلُوْقَاتِیْ۔

یعنی ہمارے عبد خاص کو ہم نے اس درجہ شرافت عطا فرمائی کہ وہ اس امر کا اہل ہے کہ ہمارے احکام ومناہی سنکر عمل کرے اور ہماری مخلوق کو بنظر عبرت ملاحظہ کرے۔

تیسرا قول یہ ہے اِنَّہُ الْبَصِیْرُ بِالْاٰیَاتِ الَّتِیْ اَرَیْنَاہُ اِیَّاہُ۔ کَقَوْلِہٖ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ وہ دیکھنے والے ہیں ان تمام نشانیوں کے جو ہم نے انہیں بالخصوص دکھائیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

چوتھا قول یہ ہے وَقِیْلَ لِلْاِشَارَۃِ اِلَی اخْتِصَاصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمِنَحِ وَالزُّلْفٰی وَغَیْبُوْبَتُہٗ مَشْہُوْدَۃٌ فِیْ عَیْنٍ بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَلَا یَمْتَنِعُ اِطْلَاقُ السَّمِیْعِ وَالْبَصِیْرِ عَلٰی غَیْرِہٖ تَعَالٰی۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس میں خصوصیت کی طرف اشارہ ہے اس عطاء خاص اور تقرب کی طرف اور شہود وغیب پر جو چشم مبارک ہیں اس طرح روشن ہوا جیسے حدیث میں تقرب خاص کے موقعہ پر فرمایا بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ۔ وہ میری ہی قوت سے سنتا اور دیکھتا ہے اور ایسی صورت میں غیر اللہ کے لیے اطلاق سمیع و بصیر ممتنع نہیں۔

پانچواں قول علامہ طیبی فرماتے ہیں۔ لَعَلَّ السِّرَّ فِیْ مَجِیْءِ الضَّمِیْرِ مُحْتَمَلًا لِلْاَمْرَیْنِ الْاِشَارَۃُ اِلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا رَاٰی رَبَّ الْعِزَّۃِ وَسَمِعَ کَلَامَہٗ بِہٖ سُبْحَانَہٗ کَمَا فِی الْحَدِیْثِ الْمُشَارِ اِلَیْہِ اٰنِفًا فَاِنَّہٗ بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ۔

یہ ضمیر دو امور پر مشتمل ہے اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اس کا کلام سنا جیسا کہ مذکورہ حدیث کے مطابق سمع و بصر کا حال ہے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ وَزَعَمَ ابْنُ عَطِیَّۃَ اَنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وَعِیْدٌ لِلْکُفَّارِ عَلٰی تَکْذِیْبِہِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَمْرِ الْاِسْرَاءِ اَیْ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ لِمَا تَقُوْلُوْنَ اَیُّہَا الْمُکَذِّبُوْنَ الْبَصِیْرُ لِمَا تَفْعَلُوْنَ فَیُعَاقِبُکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں کفار کے لیے وعید شدید ہے ان کی تکذیب پر جو انہوں نے امر اسراء میں حضور کو جھٹلایا یعنی یوں فرمایا وہ سمیع ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو اے جھٹلانے والو اور بصیر ہے جو تم کر رہے ہو تو تمہیں اس کی سزا دیگا۔

"وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب" یعنی توریت "وَجَعَلْنَاہُ اور کیا ہم نے اسے" یعنی اسی کتاب توریت کو "ھُدًی ہدایت عظیم لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنْ لَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا۔ بنی اسرائیل کے لیے کہ نہ پکڑیں میرے سوا کسی کو وکیل و کارساز۔ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ ان کی وہ اولاد جسے ہم نے سوار کیا نوح کے ساتھ"۔ کشتی میں۔ "بیشک وہ بڑا شکر گذار بندہ تھا"۔

۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کثیر الشکر تھے جب کچھ کھاتے پیتے پہنتے اللہ تعالےٰ کی حمد کرتے تو اب بنی اسرائیل کا فرض ہے کہ وہ اپنے جد محترم کے طریقہ پر چلیں۔

تطبیق مضمون ماسبق سے اس طرح ہے کہ

موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلا کر توریت عطا فرمائی اور یہ ان کے لیے بمنزلہ معراج تھی اس لیے کہ انہیں کلام سے مشرف فرما کر کلیم بنایا اور اس مرتبہ سے انہیں مشرف فرمایا۔ تو ان میں ایک جماعت نے حضرت عزیر کو ابن اللہ مان لیا۔ دوسری جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا ابن اللہ کہہ ڈالا۔

اسی طرح معراج مصطفےٰ علیہ التحیہ والثنا کی رنگینیوں سے نگاہ ایمان خیرہ کر کے تم کچھ نہ کر بیٹھنا اور اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللہ کی بیماری میں نہ پڑنا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تو یہ شان شکر تھی کہ۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ کَانَ نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا اَوْ طَعِمَ طَعَامًا حَمِدَ اللہَ تَعَالٰی فَسُمِّیَ عَبْدًا شَکُوْرًا

یعنی آپ کھاتے پہنتے شکر الٰہی بجالاتے اسی وجہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو عبد شکور فرمایا۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُ اللہِ بْنُ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّھْدِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ شُکْرُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یُّسَمِّیَ اِذَا اَکَلَ وَیَحْمِدَ اللہَ تَعَالٰی اِذَا فَرَغَ۔ آپ کھانے سے قبل بسم اللہ کہتے اور کھانے کے بعد شکر الٰہی بجالاتے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسِ الْجُھَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سَمَّی اللہُ تَعَالٰی نُوْحًا عَبْدًا شَکُوْرًا لِاَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَمْسٰی وَاَصْبَحَ قَالَ سُبْحٰنَ اللہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالٰی نے نوح علیہ السلام کا نام عبد شکور اس لیے رکھا کہ وہ جب شام ہوتی یا صبح تو فرماتے سُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ اِلٰی وَحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ۔

وَاَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ نُوْحًا لَمْ یَقُمْ عَنْ خَلَاءٍ قَطُّ اِلَّا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَہٗ وَاَبْقٰی فِیَّ مَنْفَعَتَہٗ وَاَذْہَبَ عَنِّیْ اَذَاہُ۔ آپ خلا سے فارغ ہوتے وقت مذکورہ الفاظ میں شکر ادا فرماتے۔ ترجمہ یہ ہے

اس اللہ کی تمام تعریفیں ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذت چکھائی اور اس کا نفع بخش حصہ میرے اندر رکھا اور اسکی تکلیف مجھ سے دور کر دی۔

"وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ۔ اور ہم نے حکم دیا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ ضرور تم فساد کرو گے زمین میں دو بار"۔

اس سے زمین شام اور بیت المقدس مراد ہے۔ (روح المعانی)

دوسری روایت ہے وَالْمُرَادُ فَسَادَیْنِ اُوْلَاہُمَا عَلٰی مَا نَقَلَ السُّدِّیُّ عَنْ اَشْیَاخِہٖ قَتْلُ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اس سے دو فساد مراد ہیں ان کا پہلا فساد بہ روایت سدی عن المشائخ حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل ہے۔ وَرُوِیَ ذٰالِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اور تیسری روایت یہ ہے۔

وَذٰالِکَ اَنَّہٗ لَمَّا مَاتَ صَدِیْقَۃُ مُلْکِہِمْ تَنَافَسُوْا عَلَی الْمُلْکِ وَقَتَلَ بَعْضُہُمْ بَعْضًا وَلَمْ یَسْمَعُوْا مِنْ زَکَرِیَّا فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ قُمْ فِیْ قَوْمِکَ اُوْحِ عَلٰی لِسَانِکَ فَلَمَّا فَرَغَ مِمَّا اُوْحِیَ عَلَیْہِ عَدَوْا عَلَیْہِ لِیَقْتُلُوْہُ فَہَرَبَ فَانْفَلَقَتْ لَہٗ شَجَرَۃٌ فَدَخَلَ فِیْہَا وَاَدْرَکَہُ الشَّیْطَانُ فَاَخَذَ ہُدْبَۃً مِنْ ثَوْبِہٖ فَاَرَاہُمْ اِیَّاہَا فَوَضَعُوْا الْمِنْشَارَ فِیْ وَسَطِ الشَّجَرَۃِ حَتّٰی قَطَعُوْہُ فِیْ وَسْطِہَا۔

جب حضرت صدیقہ مریم علیہا السلام کا انتقال ہو گیا تو آپس میں ملک کے معاملہ میں ایک دوسرے پر الزامات لگانے لگے اور بعض نے بعض کو قتل کرنا شروع کیا اور انہوں نے حضرت زکریا کی کچھ نہ سنی تو اللہ تعالٰی نے انہیں کہا کہ وہ اپنی قوم میں کھڑے ہو کر اپنی زبان سے فیصلہ فرمائیں پس جب آپ اس امر سے جو انہیں وحی کیا گیا سے فارغ ہوئے تو ایک دشمن نے انکو قتل کرنا چاہا تو آپ وہاں سے چلے تو آپکے لیے ایک درخت پھٹا اسمیں داخل ہو گئے اور شیطان نے آپ کے کپڑے کا ایک پلا درخت سے نکال لیا اور قوم کو دکھایا کہ جس کی تمہیں تلاش ہے وہ اس درخت میں ہیں لوگوں نے آری لے کر اسے چیرا آپ اس سے شہید ہو گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا قول یہ بھی ہے کہ آپ کے شہید کرنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو متہم کیا حضرت صدیقہ مریم علیہا السلام کے ساتھ اور اس کے بعد منشار یعنی آرے سے قتل کر ڈالا۔

پانچویں روایت یہ ہے وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ هِيَ قَتْلُ شَعْيَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ بُعِثَ بَعْدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْوَحْيُ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ فَهَرَبَ فَقُتِلَ وَهُوَ صَاحِبُ الشَّجَرَةِ وَزَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاتَ مَوْتًا وَلَمْ يُقْتَلْ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں درخت میں قتل حضرت شعیا علیہ السلام کا ہوا وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے جب قوم کو معلوم ہوا تو ارادہ قتل کیا آپ ان سے بھاگے اور درخت میں چھپے وہاں شہید ہوئے اور زکریا علیہ السلام نے اپنی موت سے انتقال فرمایا آپ قتل نہیں کیے گئے۔

چھٹا قول کشاف میں اس طرح ہے کہ

اُوْلَاهُمَا قَتْلُ زَكَرِيَّا وَحَبْسُ اَرْمِيَا وَالْاٰخِرَةُ قَتْلُ يَحْيٰى وَقَصْدُ قَتْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهٰذَا اَفِيْمَنْ جَعَلَ هَلَاكَ زَكَرِيَّا قَبْلَ يَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رِوَايَةُ ابْنِ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِهٖ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ۔

پہلا فساد قتل زکریا اور حبس ارمیا ہے اور آخری قتل یحییٰ اور قصد قتل عیسیٰ علیہ السلام ہے اور قتل عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے قبل ہوا۔

پھر اس پر یہ بھی دکھایا ہے کہ ارمیا زمانۂ بخت نصر بابلی میں تھے اور حضرت زکریا اور ارمیا کے مابین دو سو سال سے زیادہ مدت کا تفاصل ہے۔

ساتواں قول یہ ہے۔ وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ وَقِيْلَ اِنَّهُ الْحَقُّ اَنَّ الْاُوْلٰى تَغْيِيْرُ التَّوْرَاةِ وَعَدَمُ الْعَمَلِ بِهَا وَحَبْسُ اَرْمِيَا وَجُرْحِهٖ اِذْ وَعَظَهُمْ وَبَشَّرَهُمْ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ بَشَّرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَعْدَ بِشَارَةِ التَّوْرَاةِ وَالْاُخْرٰى قَتْلُ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

بعض نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلا فساد تحریف توریت اور اس پر عمل نہ کرنے سے اور حضرت ارمیا کے قید کرنے اور زخمی کرنے سے ہوا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرماتے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے اور حضرت ارمیا پہلے نبی تھے جنہوں نے تورات کی بشارت کے بعد حضور کی بشارت قوم کو دی۔ اور دوسرا فساد قتل زکریا و یحییٰ علیہما السلام ہے۔

وَمَنْ قَالَ اِنَّ زَكَرِيَّا مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَاقْتَصَرَ عَلٰى يَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور بعض وہ ہیں جو حضرت زکریا کا انتقال مانتے ہیں اور حضرت یحییٰ کی ہی شہادت تسلیم کرتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہر حال تاریخی حیثیت کا یہی مقتضٰی ہے کہ اس میں اختلاف ہوں اس لیے کہ جتنے منہ اتنے بیان۔ اس کی تحقیق تو اسماء رجال کے فن کے ذریعہ ہو سکی جس کا فائدہ ہمیں احادیث میں ملا۔ یہ سب تاریخی بیانات ہیں۔ چنانچہ ایک قول انہی اختلافات کے بیان کے ساتھ اور جسے اکثر ارباب سیر نے لکھا اور ترجیح دی ہے۔ حیث قال۔

قَوْلٌ ثَامِنٌ۔ وَاخْتُلِفَ فِیْ سَبَبِ قَتْلِهٖ فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِهٖ اِنَّ سَبَبَ ذَالِكَ اَنَّ مَلِكًا اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَ مَنْ لَا یَجُوْزُ لَهٗ تَزَوُّجُهَا فَنَهَاهُ یَحْیٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَکَانَ الْمَلِكُ قَدْ عَوَّدَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ اَنْ یُّقْضٰی لَهَا کُلَّ عِیْدٍ مَّا تُرِیْدُ مِنْهُ فَعَلَّمَتْهَا اُمُّهَا اَنْ تَسْاَلَهٗ دَمَ یَحْیٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ بَعْضِ الْاَعْیَادِ فَسَاَلَتْهُ فَاَبٰی فَاَلَحَّتْ عَلَیْهِ فَدَعَا بِطَسْتٍ فَذَبَحَهٗ فِیْهِ فَنَدَرَتْ قَطْرَةٌ عَلَی الْاَرْضِ فَلَمْ تَزَلْ تَغْلِیْ حَتّٰی قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَلٰی صِحَّةِ الْحَالِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے قتل میں بھی اختلاف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا وہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا جس سے شرعًا جائز نہ تھا۔ اس پر اس نے پکڑ کر آپ کو شہید کر ڈالا اس میں سے ایک قطرہ خون جوش زن ہوا اور اس کے بعد ستر ہزار مارے گئے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

نواں قول ربیع بن انس سے یہ ہے کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام نہایت حسین و جمیل تھے تو بادشاہ کی بیوی آپ کی طرف مائل ہو گئی۔ آپ نے اسے جواب دے دیا تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اپنے باوا سے یحیٰی علیہ السلام کا سر مانگ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس پر باپ نے آپ کو شہید کر دیا۔

جبائی کا قول نہم ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے فساد فی الارض دوبار فرمایا ہے تو دو بار فساد ہوا جس طرح بھی ہوا۔

"وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا"۔ تَسْتَکْبِرُنَّ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ اَوْ لَتَغْلِبُنَّ النَّاسَ بِالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ وَتَفْرِطُنَّ فِیْ ذَالِكَ اِفْرَاطًا مُجَاوِزًا لِلْحَدِّ۔

اور تم تکبر کرو گے اطاعت الٰہی سے اور لوگوں پر ظلم و سرکشی سے غالب ہو گے اور اس میں تمہاری افراط و تفریط حد سے متجاوز ہو جائے گی۔

علوٌ کے معنی اصل میں ارتفاع و بلندی کے ہیں اور وہ ضد سفل ہے۔ وَتُجُوِّزَ بِهٖ عَنِ التَّکَبُّرِ وَالْاِسْتِیْلَاءِ عَلٰی وَجْهِ الظُّلْمِ۔ اور اس کا استعمال تکبر و استیلاء بطریق ظلم پر ہونے لگا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولٰهُمَا۔" تو جب آیا پہلا وعدہ۔ یعنی اس فساد کا پہلا دور جب آیا۔ یعنی فَإِذَا حَانَ وَقْتُ حُلُوْلِ الْعَذَابِ الْمَوْعُوْدِ۔ جب عذاب نازل ہونے کا وقت آگیا۔

"بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيْدٍ۔ بھیجے ہم نے اپنے بندے جو سخت تکلیف دینے والے تھے"۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس ملک میں ایسے لوگ بھیجے جو بڑی قوت والے اور انتقام لینے میں ذو بطش اور لڑائی میں سخت تھے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں اَلْبُؤْسُ وَالْبَأْسُ وَالْبَأْسَاءُ کے معنی شدت مکروہ کے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ وہ ذی بطش و قوت لوگ کون بھیجے گئے۔

ابن عباس و قتادہ کہتے ہیں هُمْ جَالُوْتُ الْجَزَرِيُّ وَجُنُوْدُهٗ۔ یہ جالوت جزری اور اس کا لشکر تھا۔

ابن جبیر اور ابن اسحق کہتے ہیں۔ هُمْ سَنْجَارِيْبُ مُلْكُ بَابِلَ وَجُنُوْدُهٗ۔ ابن جبیر اور ابن اسحاق کہتے ہیں وہ سنمولین ملک بابل اور ان کا لشکر تھا۔

وَقِيْلَ هُمُ الْعَمَالِقَةُ۔ بعض نے کہا وہ عمالقہ کی جماعت ہے۔

وَفِيْ إِعْلَامِ لِلسُّهَيْلِيِّ هُمْ بُخْتُ نَصَّرَ عَامِلُ لِهَرَاسِفَ أَحَدِ مُلُوْكِ الْفُرْسِ الْكِيَانِيَّةِ عَلٰى بَابِلَ وَالرُّوْمِ وَجُنُوْدُهٗ بُعِثُوْا عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَذَّبُوْا أَرْمِيَا وَجَرَحُوْهُ وَحَبَسُوْهُ قِيْلَ وَهُوَ الْحَقُّ۔

وہ بخت نصر عامل ہراسف ملوک فارس کیانی کا بابل اور روم پر تھا۔ اور ان کا لشکر ان پر بھیجا گیا جب انہوں نے ارمیا علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں زخمی کیا اور اس سے پہلے قید کیا۔ اور یہی صحیح ہے۔

"فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ۔ تو وہ ان کے تجسس میں ان کے ملک کے اندر گھسے"۔

جَاسُوا الدِّيَارَ پر راغب کہتے ہیں تَوَسَّطُوْهَا وَتَرَدَّدُوْهَا۔ قَالَ أَبُوْ زَيْدٍ الْجَوْسُ وَالْحَوْسُ طَلَبُ الشَّيْءِ۔ جوس اور حوس کسی شے کی طلب کو کہتے ہیں۔

"وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔ اور یہ وعید پورا ہونا تھا"

وَالْجُمْهُوْرُ أَنَّ فِيْ هٰذِهِ الْبَعْثَةِ خَرَّبَ هٰؤُلَاءِ الْعِبَادُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَوَقَعَ الْقَتْلُ الذَّرِيْعُ وَالْجَلَاءُ وَالْأَسْرُ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔

اس بعثت میں ان لوگوں نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اس میں گلا گھونٹ کر لوگ مارے گئے اور شہر بدر کیے گئے اور بنی اسرائیل میں قید بھی کیے گئے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَحُرِّقَتِ التَّوْرَاةُ۔ اور توریت جلائی گئی اور علماء قتل کیے گئے تو بقول بعض ادی ستر ہزار مارے گئے۔

"ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا۔ پھر ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا اور تم کو مدد دی ہم نے مالوں اور بیٹوں سے اور تمہاری جمعیت کو زیادہ کر دیا۔"

یعنی جب تم نے توبہ کر لی۔ اور تکبر و فساد سے باز آگئے تو ہم نے تمہیں دولت اور اولاد اور کنبے کی ترقی سے ان پر غلبہ دیا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔

"اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔ اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنے ہی لیے بھلا کرو گے"۔ یعنی تمہیں ہی تمہارے کاموں کی جزا ملے گی۔

"وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔ اور اگر برا کرو گے تو ان کے لیے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ۔ تو جب آیا دوسری بار کا وعدہ کہ دشمن تمہارا منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے"۔

یعنی تم نے اگر پھر فساد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا اور تم نے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اہل فارس اور روم کو مسلط کیا کہ تمہارے وہ دشمن تمہیں قتل کریں۔ قید کریں اور تمہیں شہر بدر کریں کہ رنج و پریشانی کے آثار تمہارے چہروں سے ظاہر ہوں۔

"وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ۔ اور جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور اگر پھر شرارت کرو تو ہم پھر عذاب کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے"۔

یعنی بیت المقدس میں فساد برپا کر کے اسے ویران کریں۔ اور تیسری بار پھر ایسا ہی کرو تو ہمارا عذاب بھی تمہارے لیے تیار ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب انہوں نے پھر اپنی شرارت اٹھائی اور زمانہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم میں حضور کی تکذیب کی تو قیامت تک کے لیے ان پر ذلت لازم کر دی گئی اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا جیسا کہ قرآن کریم میں یہود کے لیے فرمایا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ الآیہ۔ باآنکہ آج

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انگریز ان کی حمایت فلسطین میں کر رہا ہے لیکن وہ ذلت جو مخالفت سے لازم آتی ہے وہ ان پر بھی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ بے شک یہ قرآن راہ دکھاتا ہے ان کے لیے جو سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

ایمان والوں کے لیے اجر کبیر اور بے ایمانوں کے لیے عذاب الیم کا وعید شدید اس آیۂ کریمہ میں بیان فرمایا گیا۔

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

اور دعا کرتا ہے انسان برائی کے لیے جیسے اس کی دعا بھلائی مانگنے کی تھی اور ہے آدمی بڑا جلد باز۔

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۝

اور بنایا ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں تو مٹا دی ہم نے نشانی رات کی اور کی ہم نے نشانی دن کی دکھانے والی تاکہ تلاش کرو فضل سے اپنے رب کے اور تاکہ جانو گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر شے جدا جدا ہم نے مفصل رکھی۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

اور ہر انسان کے لازم کی ہم نے قسمت اس کی اس کے گلے میں اور نکالیں گے ہم اس کے لیے قیامت کے روز نوشتہ اس کا کھلا ہوا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ۝

(اور حکم ہوگا) پڑھ اپنا لکھا ہوا کافی ہے تو ہی آج کے دن اپنا محتسب۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ

جو ہدایت پر ہوا تو وہ اپنے ہی حق میں ہدایت یافتہ ہے اور جو گمراہ ہوا تو اپنی جان پر اور نہ اٹھائے کوئی بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں عذاب کرنے والے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

حتی کہ بھیجیں رسول۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

اور جب چاہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو حکم دیتے ہیں ہم ان کے خوشحالوں کو تو فسق کرتے ہیں ان میں تو لازم ہو جاتا ہے ان پر ہمارا فرمان تو تباہ کرتے ہیں ہم اسے برباد کر کے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

اور کتنی ہلاک کی ہم نے سنگتیں نوح کے بعد اور کافی ہے تمہارا رب گناہوں سے اپنے بندوں کے کہ وہ خبردار دیکھنے والا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

جو ہے کہ چاہے جلدی جلدی دیتے ہیں ہم اس میں جو چاہیں جسے چاہیں پھر کر دیں اس کے لیے جہنم کہ جائے اس میں مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

اور جو چاہے آخرت اور کوشش کرے اس کے لیے اور وہ مومن ہو تو انہی کی کوشش ہوگی ٹھکانے لگی ہوئی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝

سب کو ہم مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی عطا ہے تمہارے رب کی اور نہیں تمہارے رب کی بخشش پر روک۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

دیکھو کس طرح بڑائی دی ہم نے بعض کو بعض پر اور بے شک آخرت کا بڑا درجہ ہے فضیلت میں۔

لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

(اے سننے والے) نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا تو بیٹھ رہے گا تو مذمت کیا ہوا بے کس۔

حلِ لغات دوسرا رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَ۔ اور   یَدْعُ۔ مانگتا ہے   اَلْاِنْسَانُ۔ انسان   بِالشَّرِّ۔ برائی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دُعَآءَہٗ۔جیسے مانگتا ہے	بِالْخَیْرِ۔بھلائی	وَکَانَ۔اور ہے	الْاِنْسَانُ۔انسان
عَجُوْلًا۔جلد باز	وَ۔اور	جَعَلْنَا۔بنایا ہم نے	الَّیْلَ۔رات
وَالنَّہَارَ۔اور دن کو	اٰیَتَیْنِ۔دو نشان	فَمَحَوْنَآ۔پھر مٹادی ہم نے	اٰیَۃَ۔نشانی
الَّیْلِ۔رات کی	وَجَعَلْنَآ۔اور بنائی ہم نے	اٰیَۃَ۔نشانی	النَّہَارِ۔دن کی
مُبْصِرَۃً۔روشن	لِتَبْتَغُوْا۔تاکہ ڈھونڈو	فَضْلًا۔فضل	مِّنْ رَّبِّکُمْ۔اپنے رب کا
وَلِتَعْلَمُوْا۔اور تاکہ جانو	عَدَدَ۔گنتی	السِّنِیْنَ۔سالوں کی	وَالْحِسَابَ۔اور حساب
وَکُلَّ۔اور ہر چیز	شَیْءٍ کو	فَصَّلْنٰہُ۔بیان کیا ہم نے	تَفْصِیْلًا۔کھول کر
وَکُلَّ۔اور ہر ایک	اِنْسَانٍ۔انسان	اَلْزَمْنٰہُ۔لگادی ہم نے اسکو	طٰٓئِرَہٗ۔اس کی قسمت
فِیْ عُنُقِہٖ۔اس کی گردن میں		وَنُخْرِجُ۔اور نکالیں گے ہم	لَہٗ۔اس کے لیے
یَوْمَ۔دن	الْقِیٰمَۃِ۔قیامت کے	کِتٰبًا۔لکھا ہوا	یَّلْقٰہُ۔پائے گا اسکو
مَنْشُوْرًا۔کھلا ہوا	اِقْرَاْ۔پڑھ	کِتٰبَکَ۔اپنا لکھا ہوا	کَفٰی۔کافی ہے
بِنَفْسِکَ۔تیری اپنی ہی جان		الْیَوْمَ۔آج	عَلَیْکَ۔تجھ پر
حَسِیْبًا۔حساب لینے والی	مَنِ۔جو	اھْتَدٰی۔ہدایت پائے تو	فَاِنَّمَا۔سوائے اسکے نہیں
یَھْتَدِیْ۔ہدایت پائیگا	لِنَفْسِہٖ۔اپنی جان کیلئے	وَمَنْ۔اور جو	ضَلَّ۔گمراہ ہوا تو
فَاِنَّمَا۔سوا اسکے نہیں	یَضِلُّ۔گمراہی	عَلَیْھَا۔اسی پہ ہے	وَلَا۔اور نہیں
تَزِرُ۔اٹھائے گی	وَازِرَۃٌ۔کوئی اٹھانے والی	وِّزْرَ۔بوجھ	اُخْرٰی۔دوسرے کا
وَمَا۔اور نہیں	کُنَّا۔ہیں ہم	مُعَذِّبِیْنَ۔سزا دینے والے	
حَتّٰی۔یہانتک کہ	نَبْعَثَ۔بھیجیں ہم	رَسُوْلًا۔رسول	وَاِذَآ۔اور جب
اَرَدْنَآ۔ارادہ کرتے ہیں ہم	اَنْ۔یہ کہ	نُّھْلِکَ۔ہلاک کریں	قَرْیَۃً۔کسی بستی کو
اَمَرْنَا۔تو حکم کرتے ہیں ہم	مُتْرَفِیْھَا۔اس کے دولتمندوں کو		فَفَسَقُوْا۔تو وہ برائی کرتے ہیں
فِیْھَا۔اس میں	فَحَقَّ۔تو حق ہو جاتی ہے	عَلَیْھَا۔اس پر	الْقَوْلُ۔بات
فَدَمَّرْنٰھَا۔پھر تباہ کرتے ہیں ہم اس کو		تَدْمِیْرًا۔پورا تباہ کرنا	وَکَمْ۔اور کتنی
اَھْلَکْنَا۔ہلاک کیں ہم نے	مِنَ الْقُرُوْنِ۔بستیاں	مِنْ بَعْدِ۔بعد	نُوْحٍ۔نوح کے
وَکَفٰی۔اور کافی ہے	بِرَبِّکَ۔تیرا رب	بِذُنُوْبِ۔گناہوں	عِبَادِہٖ۔اپنے بندوں سے
خَبِیْرًا۔خبردار	بَصِیْرًا۔دیکھنے والا	مَنْ۔جو	کَانَ۔ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يُرِيْدُ۔ چاہتا	اَلْعَاجِلَةَ۔ جلدی کو	عَجَّلْنَا۔ جلدی دیتے ہیں ہم	لَهٗ۔ اس کو
فِيْهَا۔ اس میں	مَا۔ جو	نَشَاءُ۔ چاہیں ہم	لِمَنْ۔ جس کے لیے
نُرِيْدُ۔ چاہیں ہم	ثُمَّ۔ پھر	جَعَلْنَا۔ بنائیں گے ہم	لَهٗ۔ اس کے لیے
جَهَنَّمَ۔ جہنم	يَصْلٰهَا۔ داخل ہوگا اس میں	مَذْمُوْمًا۔ ملامت کیا ہوا	مَّدْحُوْرًا۔ دھتکارا ہوا
وَمَنْ۔ اور جو	اَرَادَ۔ چاہے	الْاٰخِرَةَ۔ آخرت	وَسَعٰى۔ اور کوشش کرے
لَهَا۔ اس کے لیے	سَعْيَهَا۔ اپنی پوری کوشش	وَهُوَ۔ اور وہ ہو	مُؤْمِنٌ۔ مومن
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ	كَانَ۔ ہے	سَعْيُهُمْ۔ ان کی کوشش	مَّشْكُوْرًا۔ ٹھکانے لگی
كُلًّا۔ ہر ایک کو	نُّمِدُّ۔ مدد دیتے ہیں ہم	هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کو بھی	وَ۔ اور
هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کو بھی	مِنْ عَطَاءِ۔ عطا ہے	رَبِّكَ۔ تیرے رب کی	وَمَا۔ اور نہیں
كَانَ۔ ہے	عَطَاءُ۔ عطاء	رَبِّكَ۔ تیرے رب کی	مَحْظُوْرًا۔ بند ہونے والی
اُنْظُرْ۔ دیکھ	كَيْفَ۔ کس طرح	فَضَّلْنَا۔ بزرگی دی ہم نے	بَعْضَهُمْ۔ ان کے بعض کو
عَلٰى۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے	وَلَلْاٰخِرَةُ۔ اور یقیناً آخرت	اَكْبَرُ۔ بہت بڑی ہے
دَرَجٰتٍ۔ درجے میں	وَّاَكْبَرُ۔ اور بہت بڑی ہے	تَفْضِيْلًا۔ بزرگی میں	لَا۔ اور نہ
تَجْعَلْ۔ بنا	مَعَ۔ ساتھ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اِلٰهًا۔ خدا
اٰخَرَ۔ دوسرا	فَتَقْعُدَ۔ پھر بیٹھے گا تو	مَذْمُوْمًا۔ ملامت کیا ہوا	مَّخْذُوْلًا۔ رسوا

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ۱۵

"وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ اور دعا کرتا ہے انسان برائی کی جیسے بھلائی کی دعا مانگتا ہے۔ اور ہے انسان بڑا جلد باز"۔

یعنی انسان اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے اپنے مال کے لیے اور اولاد کے لیے غصہ میں آکر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لیے بددعائیں کرتا ہے تو اس کی جلد بازی کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعا قبول کرے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل و کرم سے اس بددعا کو قبول نہیں کرتا۔

آلوسی فرماتے ہیں۔

مَارُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُجَاهِدٍ فَالْمَعْنٰى عَلَى الْاَوَّلِ اِنَّ الْقُرْاٰنَ يَدْعُوا الْاِنْسَانَ اِلَى الْخَيْرِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِیْ لَاخَیْرَ فَوْقَہٗ مِنَ الْاَجْرِ الْکَبِیْرِ وَیُحَذِّرُہٗ مِنَ الشَّرِّ الَّذِیْ لَا شَرَّ وَرَاءَہٗ مِنَ الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ وَھُوَ اَیْ بَعْضُ اَفْرَادِہٖ اَعْنِیْ الْکَافِرَ یَدْعُوْا لِنَفْسِہٖ بِمَا ھُوَ الشَّرُّ مِنَ الْعَذَابِ الْمَذْکُوْرِ اِمَّا بِلِسَانِہٖ حَقِیْقَۃً کَدَابِ مَنْ قَالَ مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ وَمَنْ قَالَ فَائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم انسان کو اس بھلائی کی طرف بلاتا ہے جس سے زاید بھلائی نہیں ثواب کبیر ہیں اور اس برائی سے ڈراتا ہے جس کے بعد کوئی عذاب دردناک نہیں اور وہ یعنی بعض افراد کفار اپنی جان کے لیے وہ دعا کرتے تھے عذاب کے لیے زبان سے جیسے نضر بن حارث نے کہا اور ان کے شریروں کے لیے بھی بددعا ہوئی کہ الٰہی اگر یہ حق پر ہیں تیری طرف سے تو برسا دے ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب دردناک لے آ جیسے کہا اگر آپ سچے ہیں تو جو آپ ہمارے لیے کہتے ہیں وہ لے آئیں۔ چنانچہ نضر بن حارث مارا گیا اور اس کی بددعا اس کے حق میں قبول ہوئی۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ہدایت فرمائی کہ تم اپنے اوپر اپنی اولاد کے اوپر اپنے مال پر بددعا نہ کیا کرو۔ تاکہ کہیں وہ بددعا ساعت مستجاب میں نہ ہو جائے اور تمہاری منہ مانگی بلا تم پر نازل نہ ہو حیث قال۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالْبَزَّارُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِکُمْ لِئَلَّا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی سَاعَۃً فِیْھَا اِجَابَۃٌ فَیَسْتَجِیْبُ لَکُمْ۔ اسی لیے فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ انسان بہت جلد باز ہے۔

" وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّھَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَا اٰیَۃَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَا اٰیَۃَ النَّھَارِ مُبْصِرَۃً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیْلًا

اور کیا ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں تو مٹائی ہم نے نشانی رات کی اور کی ہم نے نشانی دن کی دکھانے والی تاکہ تلاش کرو اپنے رب کا فضل اور جانو گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر شے ہم نے خوب جدا جدا ظاہر فرما دی"۔

یعنی رات دن کی نشانیاں اللہ تعالےٰ کے قادر علی الاطلاق ہونے پر دو نشانیاں ہیں چنانچہ رات کی نشانی میں تاریکی ڈال کر اسے تمہارے آرام کے لیے رکھا اور دن کی نشانی میں روشنی ڈالی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاکہ تم ہر چیز کو دیکھو اور کسب معاش آسانی سے کر سکو اور اس کے بعد رات آجانے سے دن گن کر برسوں کے حساب جانو اور مہینوں برسوں کے حساب یاد رکھو۔ مزدوروں کی مزدوری میں غلطی نہ کرو اور ہر شے کی تفصیل ہم نے مفصل بیان کردی۔ اسی لیے فرمایا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ ہم نے اس کتاب میں تمام امور بیان کر دیے اور کچھ نہ چھوڑا۔

دوسری جگہ فرمایا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ مختصر یہ کہ کتاب وہ ہے جس میں جمیع اشیاء کا بیان ہے۔

"وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی اور نکالیں گے اس کے لیے بروز قیامت ایک نوشتہ جو کھلا ہوا ہوگا۔ (اسے حکم ہوگا) پڑھ اپنے اعمال نامہ کو آج تیری جان ہی کافی ہے اپنا حساب کرنے کو"۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے خیر ہو یا شر سعادت ہو یا شقاوت وہ اسے ایسے لازم ہوگا جیسے گلے کا ہار جہاں جلئے جدھر جائے اس کے ساتھ ہو کبھی جدا نہ ہو۔

مجاہد کہتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی سعادت و شقاوت کا نوشتہ ڈال دیا جائے اور حکم ہوا اپنا نامہ اعمال پڑھ لے تو ہی اپنے حساب کے لیے کافی ہے۔

" مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا وَمَنْ ضَلَّ اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں"۔

یعنی ہدایت یافتہ کا ثواب ہدایت یافتہ کو ملے گا اور گمراہ کا گناہ اسی پر ہوگا اور کوئی اپنے گناہ کے سوا کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور عذاب سے اول ہم رسول بھیجتے ہیں وہ امت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرماتے اور راہ حق ان پر واضح فرماتے ہیں اور حجت شرعی قائم ہونے کے بعد پھر بصورت مخالفت ان پر عذاب بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْوَلِيْدِ بْنِ مُغِيْرَةَ لَمَّا قَالَ اكْفُرُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ اَوْزَارُكُمْ۔ یہ آیۂ کریمہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جب اس نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو اور اس کا گناہ مجھ پر ہے۔

یہاں وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے مقابلہ میں دوسری آیۂ کریمہ سے شبہ ہوتا ہے کہ یہاں کسی کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوجھ نہ اٹھائے گی فرمایا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا۔ یعنی جو سفارش کرے اچھی اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے لِيَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ تاکہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَلَا يُنَافِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ یہ آئیتیں وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کے منافی نہیں ہیں اس لیے کہ ان آیتوں میں ان لوگوں کے عمل کا بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے جو دوسروں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرتے رہتے ہیں تو ان کی گمراہی ان گمراہوں کی وجہ سے ہوئی اس لیے وہ ماخوذ ہوں گے۔ یہ جزاء اضلال ہے نہ کہ جزاء ضلال۔

جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔ میت عذاب دی جاتی ہے اس کے اہل کے رونے سے اس پر اس کی وجہ فرماتے ہیں۔ وَاُجِيْبَ بِاَنَّ الْحَدِيْثَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اِذَا اَوْصَى الْمَيِّتُ بِذٰلِكَ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ التَّعْذِيْبُ مِنْ قَبِيْلِ جَزَاءِ الْاِضْلَالِ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس مرنے والے پر محمول ہے جو میت اپنے بعد رونے کی وصیت کر مرے تو یہ تعذیب بھی از قبیل جزاء اضلال ہے۔

"وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور ہم عذاب نہیں دیتے جب تک کہ رسول مبعوث نہ کرلیں"۔

اس بیان میں عنایت ربانی ہے گویا یہ فرمایا گیا کہ جب تک ہمارا رسول ہدایت حق اور نہی عن الضلال نہ کرے اس وقت تک ہماری حجت قائم نہیں ہوتی جب ہمارے مرسلین کرام کا اتباع کرنے سے انحراف ہو جائے اور براہین ساطعہ و معجزات باہرہ کے بعد بھی اتباع کی طرف نہ جھکیں تو پھر ہم عذاب نازل فرماتے ہیں۔

"وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا اور جب ہم ارادہ فرماتے ہیں اس کا کہ ہلاک کریں کسی بستی کو اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا احکام بھیجتے ہیں اس بستی کے خوشحالوں پہ تو وہ خلاف ورزی کرتے ہیں تو اس پہ بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جس بستی کو ہلاک کرنا مشیت الٰہی میں ہو اس پر اتمام حجت یوں کیا جاتا ہے کہ اس بستی کے سرداروں خوش حالوں پر احکام بھیجے جاتے ہیں تو وہ اس کی اتباع سے نافرمانی کر کے فسق کرتے ہیں۔ مُتْرَفِيْهَا يَعْنِيْ مُتَنَعِّمِيْهَا وَجَبَّارِيْهَا وَمُلُوْكِهَا وَخَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ مَعَ تَوَجُّهِ الْاَمْرِ اِلَى الْكُلِّ لِاَنَّهُمْ اَئِمَّةُ الْفِسْقِ وَرُؤَسَاءُ الضَّلَالِ۔

ان کے مالدار اور ارباب اختیار اور ان پر حکمرانوں کی طرف حکم بھیجکر سب کے لیے عذاب اس بنا پر محقق کیا گیا کہ وہ ان کے فسق وفجور میں امام اور گمراہی کے ذمہ دار ہوتے ہیں فَفَسَقُوْا فِيْهَا اَيْ خَرَجُوْا عَنِ الطَّاعَةِ وَتَمَرَّدُوْا یعنی وہ اطاعت سے باہر ہوتے اور سرکشی کرتے ہیں تو ہم اس بستی کو تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔

"وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ۔ اور کتنی ہلاک کر دیں بستیاں ہم نے نوح کے بعد اور تمہارا رب کافی ہے گناہوں کی خبر رکھنے میں اپنے بندوں کے جو دیکھنے والا ہے"۔

یعنی عاد و ثمود کی مثل جو قومیں حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ہلاک ہوئیں وہ وہی تھیں جن کے ظاہر و باطن اللہ تعالےٰ پر روشن اور ظاہر تھے اور وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے اس سے کچھ مخفی نہیں کیا جا سکتا وہ علام الغیوب ہے۔

اب اس کے بعد طالب دنیا اور طالب عقبیٰ کا فرق بیان ہوتا ہے اور ان کا نتیجہ اور مرتبہ واضح ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ جو ایسا ہو کہ جلدی چاہے کہ ہم اسے اس دنیا میں جلدی دیدیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لیے جہنم کر دیں۔ کہ جلے اس میں مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جو چاہے آخرت اور اس کے لیے اس کی سی کوشش کرے اور ہو وہ مومن تو یہی وہ ہیں جن کی کوشش مقبول ہوگی"۔

یعنی طالب دنیا تو یہی چاہتا ہے کہ اس کی مرضی کے موافق دنیا میں ہم دیدیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر خواہش پوری کی جائے اور اسے اس کی خواہش کے موافق دیا جائے ایسا نہیں بلکہ ان میں سے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور ہم کم دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مانگنے والا عیش چاہتا ہے تو ہم تکلیف دیتے ہیں ان حالتوں میں کافر دنیا و آخرت دونوں کے نقصان میں رہا۔ اور اگر دنیا میں اسے اس کی پوری مراد دے دی گئی تو آخرت کی بدنصیبی اور شقاوت اس کے لیے ہے برخلاف مومن کے جو آخرت کا طالب ہے اگر اسے دنیا میں بھی فضل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٰہی سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب رہا۔
غرضیکہ مومن ہر حال میں کامیاب ہے اور کافر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا کیونکہ اس کے لیے پھر جہنم ہے وہ اس میں مذموم یعنی مذمت کیا گیا اور مدحور یعنی دھکے کھاتا ہوا جائے گا اور جو آخرت کا چاہنے والا نیک عمل کرنے والا ایمان واعتقاد صحیح رکھنے والا جو بھی ہے اس کے عمل کی کوشش مشکور ہوگی یعنی ٹھکانے لگے گی اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی قبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں۔
ایک طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک رکھنا اور اپنا رابطہ اپنے رب سے رکھنا۔
دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا فرض کو فرض کی جگہ سنت کو سنت کی جگہ مستحب کو مستحب کی جگہ۔
تیسرے ایمان جو سب سے مقدم ہے اور اساس اعمال ہے۔
"كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ۔ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطاء سے اور نہیں تمہارے رب کی عطا کو کوئی روکنے والا"
یعنی دنیا چاہنے والا اور آخرت کا طالب سب کو اللہ روزی پہنچاتا ہے اور سب کا انجام اس کے عمل کے حسب حال ہے وہی سب کو روزی دینے والا ہے دنیا میں سب اسی کی عطا سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ نیک ہوں یا بد۔
"اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اے سننے والے نہ کر اللہ کے ساتھ دوسرا خدا تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا ہوا۔ مخذول بے کسی ہیں۔
مال ومنال کمال اور جاہ وثروت ہیں اور جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا ٹھہرائے وہ بے یار ومددگار رہ جائے گا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا	اور حکم فرمایا تمہارے رب نے یہ کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہنا ان سے اُف اور نہ جھڑکنا اور کہنا ان سے تعظیم کی بات۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کَرِیْمًا ؁	
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؁	اور ان کے لیے بچھا بازو عاجزی کا نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب رحم کر ان دونوں پر جیسے پالا انہوں نے مجھے بچپن میں۔
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ؁	تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر ہو تم صالح تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ؁	اور دے رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو اور نہ فضول خرچ کر فضول۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ؁	بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور ہے شیطان اپنے رب کا ناشکرا۔
وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ؁	اور تو منہ پھیر لے ان سے باامید رحمت اپنے رب کی طرف امید کرتا ان سے تو کہہ ان سے آسان بات۔
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ؁	اور نہ کر اپنا ہاتھ بندھا ہوا گردن تک اور نہ پورا کھول کھول لینے میں کہ تو بیٹھ رہے ملامت کرکے تھکا ہوا۔
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ؁	بے شک تمہارا رب کشادہ کرتا ہے روزی جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے۔

حل لغات تیسرا رکوع۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَقَضٰى۔ اور حکم دیا	رَبُّكَ۔ تیرے رب نے	اَنْ۔ یہ کہ	لَا تَعْبُدُوْا۔ نہ پوجو
اِلَّا۔ مگر	اِيَّاهُ۔ اسی کو	وَبِالْوَالِدَيْنِ۔ اور ساتھ ماں باپ کے	
اِحْسَانًا۔ احسان کرنا	اِمَّا۔ اگر	يَبْلُغَنَّ۔ پہنچ جائیں	عِنْدَكَ۔ تیرے پاس
الْكِبَرَ۔ بڑھاپے کو	اَحَدُهُمَا۔ ایک ان سے	اَوْ۔ یا	كِلٰهُمَا۔ دونوں
فَلَا۔ تو نہ	تَقُلْ۔ کہہ	لَّهُمَا۔ ان کو	اُفٍّ۔ اُف بھی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَا۔ اور نہ ۔ تَنْهَرْهُمَا۔ جھڑکی دے ان کو ۔ وَقُلْ۔ اور کہہ
لَهُمَا۔ ان کو ۔ قَوْلًا۔ بات ۔ كَرِيْمًا۔ اچھی ۔ وَ۔ اور
اخْفِضْ۔ نیچے رکھ ۔ لَهُمَا۔ ان کے لیے ۔ جَنَاحَ۔ بازو ۔ الذُّلِّ۔ نرمی کے
مِنَ الرَّحْمَةِ۔ رحمت سے ۔ وَقُلْ۔ اور کہہ ۔ رَّبِّ۔ اے میرے رب
ارْحَمْهُمَا۔ رحم کر ان دونوں پر ۔ كَمَا۔ جیسے ۔ رَبَّيٰنِيْ۔ پرورش کیا انہوں نے مجھے
صَغِيْرًا۔ بچپن میں ۔ رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب ۔ اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے ۔ بِمَا۔ جو کچھ
فِيْ نُفُوْسِكُمْ۔ تمہارے دلوں میں ہے ۔ اِنْ۔ اگر ۔ تَكُوْنُوْا۔ ہو گے تم
صٰلِحِيْنَ۔ نیک ۔ فَاِنَّهٗ۔ تو وہ ۔ كَانَ۔ ہے ۔ لِلْاَوَّابِيْنَ۔ توبہ کرنے
والوں کو ۔ غَفُوْرًا۔ بخشنے والا ۔ وَاٰتِ۔ اور دے ۔ ذَا الْقُرْبٰى۔ قرابت والوں کو
حَقَّهٗ۔ ان کا حق ۔ وَالْمِسْكِيْنَ۔ اور مسکین ۔ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ اور مسافر کو
وَلَا۔ اور نہ ۔ تُبَذِّرْ۔ فضول خرچ کر ۔ تَبْذِيْرًا۔ فضول ۔ اِنَّ۔ بیشک
الْمُبَذِّرِيْنَ۔ فضول خرچ کرنے والے ۔ كَانُوْا۔ ہیں ۔ اِخْوَانَ۔ بھائی
الشَّيٰطِيْنِ۔ شیطانوں کے ۔ وَكَانَ۔ اور ہے ۔ الشَّيْطٰنُ۔ شیطان
لِرَبِّهٖ۔ اپنے رب کا ۔ كَفُوْرًا۔ ناشکرا ۔ وَاِمَّا۔ اور اگر ۔ تُعْرِضَنَّ۔ منہ پھیرے تو
عَنْهُمُ۔ ان سے ۔ ابْتِغَآءَ۔ چاہتا ہوا ۔ رَحْمَةٍ۔ رحمت ۔ مِّنْ رَّبِّكَ۔ اپنے رب کی
تَرْجُوْهَا۔ جو امید ہے تجھے ۔ فَقُلْ۔ تو کہہ ۔ لَّهُمْ۔ ان سے ۔ قَوْلًا۔ بات
مَّيْسُوْرًا۔ نرم ۔ وَلَا۔ اور نہ ۔ تَجْعَلْ۔ کر ۔ يَدَكَ۔ اپنا ہاتھ
مَغْلُوْلَةً۔ بندکیا ہوا ۔ اِلٰى۔ طرف ۔ عُنُقِكَ۔ اپنی گردن کے ۔ وَلَا۔ اور نہ
تَبْسُطْهَا۔ پھیلا دے تو انکو ۔ كُلَّ۔ پورا ۔ الْبَسْطِ۔ پھیلانا
فَتَقْعُدَ۔ تو بیٹھے گا تو ۔ مَلُوْمًا۔ ملامت کیا ہوا ۔ مَّحْسُوْرًا۔ تھکا ہوا ۔ اِنَّ۔ بیشک
رَبَّكَ۔ تیرا رب ۔ يَبْسُطُ۔ پھیلاتا ہے ۔ الرِّزْقَ۔ رزق ۔ لِمَنْ۔ جس کے لیے
يَّشَآءُ۔ چاہے ۔ وَيَقْدِرُ۔ اور تنگ کرتا ہے ۔ اِنَّهٗ۔ بیشک وہ ۔ كَانَ۔ ہے
بِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے ۔ خَبِيْرًا۔ خبردار ۔ بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اُردو تیسرا رُکوع سُورہ بنی اسرائیل ۔ پ ۱۵

"وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔ اور حکم فرمایا ہے تیرا رب یہ کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو"۔

اس آیۂ کریمہ میں دو حکم ہیں پہلا حکم عبادت الٰہی میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دوسرا حکم والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ گویا حقوق والدین حق معبود کے ساتھ ساتھ ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کی عمر کے حصۂ اخیرہ کے لیے حکم ہے۔

"اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا۔ اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے ایک یا دونوں بڑھاپے کو یعنی ضعف کی عمر میں ان پر ضعف کا غلبہ ہو جائے اعضاء میں قوت نہ رہے اور جس طرح بچپن میں تو ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخر عمر میں تیرے پاس ناتواں ہو جائیں تو

"فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا۔ ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور نہ جھڑکنا"۔

یعنی کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے ان کی دلشکنی ہو اور وہ یہ سمجھ بیٹھیں کہ ہماری اولاد کی محبت میں ہماری طرف سے گرانی ہے بلکہ وہ ہمیں ذلیل دیکھتی ہے بلکہ حسن ادب کے ساتھ ان سے مخاطبہ کرنا اسی بنا پر فقہاء نے آداب والدین میں لکھا کہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر پکارنا بھی بے ادبی ہے۔ اور ان کی دل آزاری ہے۔ البتہ اگر وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ جائز ہے۔ آداب والدین میں یہ بھی حکم ہے کہ ان سے کلام ایسے کرے جیسے غلام اپنے آقا سے ہم کلام ہوتا ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

"وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا"۔

وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۔ اور ان دونوں کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

یعنی نرمی اور تواضع سے ان سے پیش آ اور ان کے ضعف و پیری کے وقت شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو کچھ انہیں درکار ہو اس کے بہم پہنچانے میں دریغ نہ کر۔

مدعا حکم یہ ہے کہ دنیا میں والدین کے ساتھ اولاد کتنی بھی خدمت اور سلوک کرے اور ان کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ تواضع میں کتنا ہی مبالغہ کرے لیکن ان کے احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ بندہ پر ان کے احسانات ربوبیت کے اتنے ہیں کہ وہ بھی گنے نہیں جا سکتے۔ لہذا بارگاہ حق میں دعا کر کے عرض کرے کہ یارب میری خدمتیں ان کے احسانات کا بدلہ اور جزا نہیں ہو سکتیں لہذا تو ان پر کرم کر۔

اس سے یہ مسئلہ بھی ملتا ہے کہ والدین اگر کافر ہوں تو ان کے لیے ہدایت و ایمان کی دعا کرے کہ یہ ان کے حق میں رحمت ہے۔

حدیث میں ہے کہ "والدین کی رضا میں اللہ تعالے کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالے کی ناراضگی ہے"۔ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے جو ابن حبان اور حاکم نے روایت کی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَا اللّٰهِ تَعَالٰى فِي رِضَاءِ الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ

ایک روایت میں ہے اِنَّ رَجُلًا جَاءَ يَسْتَاذِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ مَعَهٗ فَقَالَ اَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ۔ ایک شخص حضور کی خدمت میں آیا اجازت لینے کے لیے کہ جہاد میں آپ کی معیت کرے تو حضور نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں عرض کیا ہاں۔ فرمایا ان میں ہی رہ کر جہاد کر۔

ایک حدیث میں ہے کہ والدین کا فرمانبردار جہنم میں نہ جائے گا اور ان کا نافرمان کتنے ہی عمل کرے ضرور معذب ہوگا۔

اور ایک حدیث ہے حضور نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آئے گی اور والدین کا نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا۔

اور قطاع الرحم اور بوڑھا زناکار اور تکبر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا بھی اس خوشبو سے محروم رہے گا۔

"رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے"۔ یعنی والدین کی خدمت و اطاعت کا ارادہ اور ذوق خدمت یہ اللہ تعالے کے علم میں ہے۔

"اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ اگر تم صالح ہو گے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے"۔ یعنی والدین کی خدمت میں جو تم سے کوتاہی ہو گئی تو توبہ کرنے سے اللہ تعالی اسے معاف کر دے گا۔

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ اور رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو اور فضول خرچ میں نہ اڑا دو"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔ بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"۔

یعنی میراث کے حقداروں سے صلہ رحمی کرو عام رشتہ داروں سے محبت اور میل جول رکھو حسن معاشرت کا مقتضی یہ ہے کہ ان کی خبر گیری کرو اور ضرورت کے موقع پر ان کی مدد کرو اور مساکین کی اعانت اور مسافروں کی معاونت کرتے ہوئے تبذیر نہ کرو یعنی ناجائز کاموں میں خرچ نہ کرو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبذیر ناجائز کاموں میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور ناجائز کام میں خرچ کرنے والے اخوان الشیاطین اس وجہ میں ہیں کہ وہ ان کی راہ پر چلتے ہیں اور چونکہ شیطان کفران نعمت ہی کی وجہ سے ابلیس ہوا اس وجہ میں اس کے پیروؤں کو اخوان الشیاطین فرمایا گیا۔

شان نزول آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ حضرت مجع، اور بلال اور صہیب، اسلم اور خباب اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر وقتاً فوقتاً اپنی حوائج وضروریات کے لیے سوال کرتے تو حضور ان کی حاجت روائی فرماتے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضور حیا فرماتے ہوئے بجائے اس کے کہ انہیں جواب دیتے اعراض فرما کر خاموش رہتے کہ اللہ تعالے دے گا تو انہیں دیں گے تو اس پہ یہ حکم نازل ہوا۔

"وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا۔ اور اگر آپ ان سے اعراض کریں اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی آپ کو انتظار ہے تو ان سے بطریقہ میسور یعنی نرم اور آسان طرح بات فرمائیں"۔ یعنے ان کے لیے بہ خندہ پیشانی وعدہ فرمائیں یا ان کے حق میں دعا کر دیں۔

"وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن میں بندھا ہوا نہ رکھئے اور نہ پورا کھول دیجئے کہ پھر بیٹھے رہ جائیں ملامت کیے ہوئے تھک کر۔

یہ مغلول العنق ایک تمثیل عرف ہے۔ اس سے انفاق یعنی خرچ میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی تعلیم فرمائی گئی اور یہ بتایا گیا کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکیے کہ بالکل خرچ ہی نہ کریں اور ایسا معلوم ہو کہ گویا ہاتھ گلے سے بندھا ہوا ہے دینے کے لیے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا سبب ملامت ہے اس لیے کہ بخیل برا ہوتا ہے اور نہ ایسا ہاتھ کھولیے کہ اپنی ضروریات کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیۂ کریمہ کا شان نزول

ایک صحابیہ کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دی اور کہا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت اس انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے"۔

یہودیہ کا یہ طرز تکلم ان کو ناگوار گذرا۔ انہوں نے کہا کہ "انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل وکمال ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جود و نوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے"۔

یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ اس یہودیہ کو حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جود وکرم کی آزمائش کرادی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی لڑکی کو بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے۔ یہ جب قمیص کا سوال کرنے گئی اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی اور وہ حضور کے زیب تن تھی۔ حضور نے وہ قمیص اتار کر عطا فرمادی اور حضور دولت سرائے عالی میں تشریف ارزاں رہے شرم کی وجہ سے باہر تشریف نہ لائے حتیٰ کہ اذان ہوئی صحابہ انتظار کرتے رہے آپ تشریف نہ لائے صحابہ کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لیے دولت سرائے اقدس پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ قمیص نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں اتنا واقعہ شان نزول میں نقل فرماتے ہیں۔

وَفِی الْکَشَّافِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ اَتَاہُ صَبِیٌّ فَقَالَ اِنَّ اُمِّیْ تَسْتَکْسِیْکَ دِرْعًا فَقَالَ مِنْ سَاعَۃٍ اِلٰی سَاعَۃٍ یَظْھَرُ فَعُدْ اِلَیْنَا فَذَھَبَ اِلٰی اُمِّہٖ فَقَالَتْ قُلْ لَہٗ اِنَّ اُمِّیْ تَسْتَکْسِیْکَ الدِّرْعَ الَّذِیْ عَلَیْکَ فَدَخَلَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَارَہٗ وَنَزَعَ قَمِیْصَہٗ وَاَعْطَاہُ وَقَعَدَ عُرْیَانًا وَاَذَّنَ بِلَالٌ وَانْتَظَرَ فَلَمْ یَخْرُجْ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَنَزَلَتْ۔

حضور تشریف فرما تھے کہ ایک بچہ حاضر ہوا اور عرض کیا میری ماں نے پہننے کو چادر طلب کی ہے حضور نے فرمایا تھوڑی دیر میں آنا وہ اپنی ماں کے پاس واپس آیا پھر ماں نے کہا پھر جا اور عرض کر میری ماں وہ چادر طلب کرتی ہے جو حضور پر ہے تو حضور اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور قمیص مبارک اتار کر اسے دیدی اور بلا قمیص گھر میں جلوہ افروز رہے اور حضرت بلال نے اذان دی اور حضور کا انتظار کیا۔ مگر حضور تشریف نہ لائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن ولی الدین عراقی فرماتے ہیں کہ کتب احادیث میں ان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفاظ سے ہم نے یہ حدیث نہیں پائی۔

لیکن ابن مردویہ عبداللہ بن مسعود سے راوی ہیں قَالَ جَاءَ غُلَامٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ تَسْاَلُكَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مَا عِنْدَنَا الْيَوْمَ شَيْءٌ قَالَ فَتَقُوْلُ لَكَ اكْسُنِيْ قَمِيْصَكَ فَخَلَعَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَمِيْصَهٗ فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ وَجَلَسَ فِي الْبَيْتِ حَاسِرًا فَنَزَلَتْ۔

ایک لڑکا حضور کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا میری ماں حضور سے یہ سوال کررہی ہے حضور نے فرمایا آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اس نے عرض کیا کہ اپنا قمیص ہی دے دیجئے۔ حضور نے قمیص مبارک اتار کر اسے دے دیا اور خود اندر تشریف فرما ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ عطا فرمائے اور عیینہ بن حصن فزاری کو بھی سو اونٹ عطا فرمائے تو عباس بن مرداس نے آکر چند شعر پڑھے جس میں حضور سے شکوہ کیا تھا کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن فزاری کو آپ نے زیادہ بخشش فرمائی اور ابن مرداس کو اتنا نہ دیا تو حضور نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا یَا اَبَا بَكْرٍ اِقْطَعْ لِسَانَهٗ عَنِّيْ اَعْطِهٖ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ۔ اے صدیق اس کی زبان میری طرف سے کاٹ دو اور اُسے بھی سو اونٹ دیدو اور یہ سب مؤلفۃ القلوب سے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہم رزق دیتے ہیں انہیں اور تمہیں۔ بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

اور نہ قریب جاؤ زنا کے بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بری راہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق سے اور جو مارا جائے از روئے ظلم تو بیشک اس کے ولی کو کیا ہے ہم نے مختار تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہوگی۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

اور نہ قریب جاؤ مال یتیم کے مگر اس راہ سے جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ص وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○
سب سے بھلی ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق باز پرس ہوگی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○
اور پورا کرو پیمانہ جب ماپو اور وزن کرو صحیح ترازو سے یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○
اور نہ پیچھے لگ اس بات کے جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○
اور نہ چل زمین میں اتراکر بے شک تو ہرگز زمین کو نہ چیر سکے گا اور ہرگز نہ پہنچ سکے گا پہاڑوں کی بلندی کو۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ○
یہ سب کچھ برائیاں ہیں تیرے رب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ۔

ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤی اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○
یہ وہ وحی ہے جو تمہاری طرف تمہارے رب نے کی حکمت کی باتوں سے اور اے سننے والے نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا ملامت کیا ہوا دھکے کھاتا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ط اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○
کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنایا بے شک تم بولتے ہو بڑا بول۔

حل لغات چوتھا رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَلَا۔ اور نہ	تَقْتُلُوْا۔ قتل کرو	اَوْلَادَكُمْ۔ اپنی اولاد کو	خَشْيَةَ۔ ڈر
اِمْلَاقٍ۔ خرچ سے	نَحْنُ۔ ہم	نَرْزُقُهُمْ۔ انکو رزق دیتے ہیں	وَاِيَّاكُمْ۔ اور تمہیں بھی
اِنَّ۔ بیشک	قَتْلَهُمْ۔ ان کا قتل	كَانَ۔ ہے	خِطْاً۔ گناہ
كَبِيْرًا۔ بڑا	وَلَا۔ اور نہ	تَقْرَبُوا۔ نزدیک جاؤ	الزِّنٰى۔ زنا کے
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	كَانَ۔ ہے	فَاحِشَةً۔ بے حیائی	وَسَاءَ۔ اور برا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَبِیْلًا۔ رستہ	وَلَا۔ اور نہ	تَقْتُلُوا۔ قتل کرو	النَّفْسَ۔ جان
الَّتِیْ۔ ایسی کو جس کو	حَرَّمَ۔ حرام کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	اِلَّا۔ مگر
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَمَنْ۔ اور جو	قُتِلَ۔ قتل کیا گیا	مَظْلُوْمًا۔ ظلم سے
فَقَدْ۔ تو بیشک	جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے	لِوَلِیِّہٖ۔ اسکے وارث کو	سُلْطٰنًا۔ مختار
فَلَا۔ تو نہ	یُسْرِفْ۔ زیادتی کرے	فِی الْقَتْلِ۔ قتل میں	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ
کَانَ۔ ہے	مَنْصُوْرًا۔ مدد دیا گیا	وَلَا۔ اور نہ	تَقْرَبُوْا۔ قریب جاؤ
مَالَ۔ مال	الْیَتِیْمِ۔ یتیم کے	اِلَّا۔ مگر	بِالَّتِیْ۔ ایسی طرح
ھِیَ۔ کہ وہ	اَحْسَنُ۔ اچھی ہو	حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	یَبْلُغَ۔ پہنچے
اَشُدَّہٗ۔ اپنی جوانی کو	وَاَوْفُوْا۔ اور پورا کرو	بِالْعَهْدِ۔ عہد	اِنَّ۔ بیشک
الْعَهْدَ۔ عہد	کَانَ۔ ہے	مَسْئُوْلًا۔ پوچھا گیا	وَاَوْفُوْا۔ اور پورا کرو
الْکَیْلَ۔ ماپ	اِذَا۔ جب	کِلْتُمْ۔ ماپو تم	وَزِنُوْا۔ اور تولو
بِالْقِسْطَاسِ۔ ساتھ ترازو		الْمُسْتَقِیْمِ۔ سیدھی کے	ذٰلِکَ۔ یہ
خَیْرٌ۔ بہتر ہے	وَّاَحْسَنُ۔ اور اچھا ہے	تَاْوِیْلًا۔ انجام میں	وَلَا۔ اور نہ
تَقْفُ۔ پیچھے لگ	مَا۔ اس چیز کے جو	لَیْسَ۔ نہیں ہے	لَکَ۔ تجھ کو
بِہٖ۔ اس کا	عِلْمٌ۔ کوئی علم	اِنَّ۔ بیشک	السَّمْعَ۔ کان
وَالْبَصَرَ۔ اور آنکھ	وَالْفُؤَادَ۔ اور دل	کُلُّ۔ ہر ایک	اُولٰٓئِکَ۔ ان میں سے
کَانَ۔ ہے	عَنْہُ۔ اسکے سے	مَسْئُوْلًا۔ سوال کیا گیا	وَلَا۔ اور نہ
تَمْشِ۔ چل	فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	مَرَحًا۔ اکڑ کر	اِنَّکَ۔ بیشک تو
لَنْ۔ ہرگز نہ	تَخْرِقَ۔ پھاڑے گا	الْاَرْضَ۔ زمین کو	وَلَنْ۔ اور ہرگز نہ
تَبْلُغَ۔ پہنچے گا	الْجِبَالَ۔ پہاڑوں کو	طُوْلًا۔ بلندی میں	کُلُّ۔ ہر ایک
ذٰلِکَ۔ اس سے	کَانَ۔ ہے	سَیِّئُہٗ۔ اسکی برائی	عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّکَ۔ تیرے رب کے	مَکْرُوْھًا۔ ناپسندیدہ	ذٰلِکَ۔ یہ	مِمَّا۔ اس سے ہے جو
اَوْحٰی۔ وحی کی	اِلَیْکَ۔ تیری طرف	رَبُّکَ۔ تیرے رب نے	مِنَ الْحِکْمَۃِ۔ حکمت سے
وَلَا۔ اور نہ	تَجْعَلْ۔ بنا	مَعَ۔ ساتھ	اللّٰہِ۔ اللہ کے
اِلٰـھًا۔ خدا	اٰخَرَ۔ دوسرا	فَتُلْقٰی۔ تو ڈالا جائے گا	فِیْ جَهَنَّمَ۔ جہنم میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَلُوْمًا۔ ملامت کیا ہوا　مَّدْحُوْرًا۔ دھکے کھاتا　اَفَاَصْفٰكُمْ۔ کیا چن کر دیے تمہیں
رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے　بِالْبَنِیْنَ۔ بیٹے　وَاتَّخَذَ۔ اور پکڑا　مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں
کو　اِنَاثًا۔ بیٹیاں　اِنَّكُمْ۔ بیشک تم　لَتَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہو
قَوْلًا۔ بات　عَظِیْمًا۔ بڑی

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ۔ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہم رزق دیتے ہیں انہیں اور تمہیں بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے"

املاق۔ فقر کو کہتے ہیں اس آیہ کریمہ کے ظاہر لفظ میں نہی تمام انواع قتل اولاد کی ہے وہ ذکور سے ہو یا اناث سے خوف فقر و فاقہ سے۔ لیکن رُوِیَ اَنَّ مِنْ اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ مَنْ كَانَ یَئِدُ الْبَنَاتِ مَخَافَةَ الْعَجْزِ عَنِ النَّفَقَةِ عَلَیْهِنَّ فَنُهِیَ فِی الْاٰیَةِ عَنْ ذٰلِكَ (روح المعانی)
روایت ہے کہ اہل جاہلیت لڑکیوں کو زندہ درگور اس لیے کرتے تھے کہ انہیں ان کے اخراجات سے عجز محسوس ہوتا تھا۔ تو اس آیت میں اس سے ممانعت کی گئی اور فرمایا گیا
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ یَعْنِیْ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ لَا اَنْتُمْ فَلَا تَخَافُوا الْفَقْرَ بِنَاءً عَلٰی عِلْمِكُمْ بِعَجْزِكُمْ عَنْ تَحْصِیْلِ رِزْقِهِمْ ۔ ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی یعنی ہم رزاق ہیں نہ کہ تم تو فقر و فاقہ کا خوف اپنے اس وہم میں کہ ان کے لیے رزق حاصل کرنا ہمیں مشکل ہے یہ خیال غلط ہے۔
وَجَوَّزَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ كَوْنَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْبَاعِثَ عَلَی الْقَتْلِ هُنَاكَ الْاِمْلَاقُ النَّاجِزُ وَلِذٰلِكَ قِیْلَ مِنْ اِمْلَاقٍ وَهٰهُنَا الْاِمْلَاقُ الْمُتَوَقَّعُ وَلِذٰلِكَ قِیْلَ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ فَكَاَنَّهُ قِیْلَ نَرْزُقُهُمْ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ رِزْقِكُمْ شَیْءٌ۔
شیخ الاسلام اس پر فرماتے ہیں کہ اولاد کے قتل کا باعث اس جگہ املاق یعنی فقر و فاقہ ہو اس لیے من املاق فرمایا گیا اور یہاں متوقع جو ہے وہ املاق ہے اس لیے خشیۃ املاق فرمایا گیا گویا یہ جواب دیا گیا کہ ہماری طرف سے انھیں جو رزق ملے گا وہ تمہارے رزق کے علاوہ ہو گا جب ہم یہ اپنے ذمہ کر چکے تو
"اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا۔ بے شک ان کا قتل کرنا قطع تناسل اور قطع نوع کرنا منکر عظیم اور خطأ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کبیرہ ہے تو آیۂ کریمہ میں پہلا حکم یہ ہے کہ اولادیں خوف فقر سے اور وہم فاقہ سے قتل نہ کرو یہ بڑا گناہ ہے دوسرا حکم یہ ہے۔

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اور نہ قریب جاؤ زنا کے"۔

وَقْفُ الرَّاغِبُ بِوَطْيِ الْمَرْأَةِ مِنْ غَيْرِ عَقْدٍ شَرْعِيٍّ۔ اس لیے کہ زنا نام ہے غیر عورت سے وطی کا بغیر عقد شرعی کے"۔

اور پچھلے حکم پر عطف اس لیے کیا گیا کہ قتل اولاد اضاعت انساب ہے اور ایسے طریقہ سے اضاعت نطفہ کرنا بھی اضاعت نسب ہے جس طریقہ کی پیدائش سے نسب ثابت نہ ہو تو وہ بھی حکما میت ہے اور ولد الحرام، مجہول النسب کس کے ورثہ کا مالک ہوسکتا ہے لہذا میت کے حکم میں ہوا۔ چنانچہ فرمادیا گیا۔

"اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا۔ وہ بے حیائی اور قبیح ہے اور برا راستہ ہے"۔

اس لیے کہ بِئْسَ السَّبِيْلُ سَبِيْلًا بِمَا فِيْهِ مِنْ اِخْتِلَالِ اَمْرِ الْاَنْسَابِ وَهَيَجَانِ الْفِتَنِ۔ راستوں میں برا راستہ وہ ہے جس سے انساب میں اختلال ہوا اور فتنوں میں ہیجان پیدا ہو۔

چنانچہ شیخین وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرے تو مومن بھی ہو۔

دوسری روایت میں ہے اِنَّهٗ اِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَآئِرِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل کر اس کے سر پر سایہ کی طرح رہتا ہے سو اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور اس فعل سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس لوٹ آتا ہے اور زنا گناہوں میں اکبر کبائر سے ہے اس کے بعد تیسرا حکم یہ ہے کہ۔

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور نہ مارو کسی جان کو جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے اور جو قتل کیا جائے مظلوم اور ناحق تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو نہ حد سے بڑھے قتل میں بے شک اس کی مدد ہوتی ہے۔

اس تنبیہ میں ناحق قتل کی ممانعت فرمائی اور ناحق قتل سے مراد یہ ہے کہ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اسلام کی وجہ سے یا معاہدہ کی بنا پر اور اِلَّا بِالْحَقِّ فرما کر قصاص قائم فرمایا چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَا یَحِلُّ دَمُ امْرَأٍ مُّسْلِمٍ یَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالتَّارِکُ لِدِیْنِہٖ اَلْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَۃِ۔ کسی اس آدمی کا خون حلال نہیں جو کلمہ شہادت کے ساتھ مجھے اللہ کا رسول مانے مگر تین باتوں میں سے ایک بات پر کسی کے قتل کر دینے پر قصاص میں اور شادی شدہ زانی کا رجم اور مرتد ہو جانے کی صورت میں۔

" وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا۔ اور جو قتل کیا جائے ناحق تو بے شک ہم نے اس کے ولی کو حق دیا ہے"۔

لِوَلِیِّہٖ کی تفسیر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ لِمَنْ یَلِیْ اَمْرَہٗ مِنَ الْوَارِثِ اَوِ السُّلْطَانِ عِنْدَ عَدَمِ الْوَارِثِ یعنی وہ جو قریب ہو وارث ہیں اور اگر وارث نہ ہو تو حاکم اسلام مجاز ہوتا ہے قصاص لینے میں یا دیت میں اس آیۂ کریمہ میں قصاص کا حکم ثابت ہے اس پر مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں۔

اول آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔

دوسرے یہ بھی مسئلہ نکلا کہ جس مظلوم مقتول کا وارث نہ ہو اس کا وارث اور ولی سلطان اسلام ہے

" فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا۔ تو وہ (یعنی ولی یا سلطان) قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہوتی ہے"۔

زمانۂ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ ایک مقتول کے بدلے کئی کئی قتل کر دیے جاتے یا بجائے قاتل کے اس کی قوم اور جماعت کے آدمی قتل کیے جاتے اس کی ممانعت فرمائی گئی کہ قاتل کے سوا اولی مقتول کسی کو قتل نہ کرے۔ اب چوتھا حکم فرمایا جاتا ہے۔

" وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طرح جو اس کے لیے اچھی ہو حتی کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے"۔

یعنی مال یتیم کے قریب جانا ایسے کہ اسے خرد برد کر دیا جائے یہ ممنوع ہے مگر ایسے طریقہ پر کہ اس کا مال بڑھے اس کی حفاظت ہو۔ یبلغ اشدہ سے مراد اس کا بلوغ ہے اور وہ اٹھارہ سال کی عمر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہی مختار و مفتی بہ ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مدت اس کے لیے ہے جس پر آثار بلوغ ظاہر نہ ہوں تو انتہائے مدت بلوغ میں اس سے احتیاطاً کے اٹھارہ سال قرار دی (تفسیر احمدی) پانچواں حکم یہ ہے۔

" وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا۔ اور پورا کرو عہد بے شک عہد پر سوال کیا جائیگا"۔ اس عہد سے مراد اللہ تعالے سے جو عہد ہو وہ بھی ہے اور جو بندوں سے معاہدہ ہو وہ بھی معقول

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق مواخذہ ہے۔ چھٹا حکم یہ ہے۔

" وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ اور پورا کرو پیمانہ جب ماپو اور وزن کرو برابر ترازو سے یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے"۔

جب خریدار کو پیمانہ میں ماپ کر کچھ دو تو پورا دو اور وزن کر کے دو تو صحیح وزن کرو۔ قسطاس بقول اسحق شامی لغت میں قرسطون ہے اور زجاج کہتے ہیں قسطاس ترازو کو کہتے ہیں چھوٹی ہو یا بڑی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا لغت ہے اور میزان کے معنی دیتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ قسطاس دو کلموں سے مرکب ہے۔ قسط بمعنی عدل۔ طاس ترازو کا پلڑا تو یہ قسط طاس تھا ایک طا حذف کر دی گئی تخفیف کے لیے تو قسطاس رہ گیا۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ یہ بہتر ہے دنیا میں اس لیے کہ یہ سبب ہے لوگوں کی رغبت کا۔ جب کسی پر اطمینان ہو جائے کہ یہ صحیح وزن کرتا ہے تو اس کی طرف عوام کا رجحان زیادہ ہوتا ہے اور اس کی تجارت ترقی کرتی ہے۔ اور انجام نیک اس لیے کہ آخرت میں اس نیک نیتی کا ثواب ملتا ہے۔ اب ساتواں حکم ارشاد ہوتا ہے۔

" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ اور اس بات کے پیچھے نہ لگ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے جواب طلب ہونا ہے"۔

یعنی جس چیز کا علم نہ ہو جسے نہ دیکھا ہو اس کا پیچھا کرنا یا یہ کہہ دینا کہ میں نے دیکھا ہے یا جو بات نہ سنی ہو اسے کہہ دینا کہ میں نے سنی ہے۔

حضرت امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی پر بغیر دیکھے الزام نہ لگاؤ۔

آلوسی فرماتے ہیں آی لَا تَتَّبِعْ مَا لَا عِلْمَ لَكَ بِهٖ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ کسی کے قول اور فعل کا تتبع نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ اِنَّ الْمُرَادَ بِهِ النَّهْيُ عَنْ شَهَادَةِ الزُّوْرِ۔ اس سے مراد شہادت زور کی ممانعت ہے۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ النَّهْيُ عَنِ الْقَذْفِ وَرَمْيِ الْمُحْصَنِيْنَ وَالْمُحْصَنَاتِ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قذف محصنات کی ممانعت ہے یعنی بلا تحقیق کسی پاک دامن پر الزام لگانا منع کیا گیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ هُمْ۔ ہم تو ظاہر پر حکم لگا دیں گے اور مخفی امور کا اللہ تعالے مالک ہے۔ بے شک آنکھ۔ کان۔ دل سب سے قیامت کے روز جواب طلب ہوگا۔ اس کے بعد آٹھواں حکم نافذ ہوا جو اصلاح اخلاق کے لیے ہے۔

" وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۔ اور نہ چل زمین میں اترا کر بے شک تو ہر گز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہر گز نہ پہنچ سکے گا پہاڑوں کی بلندی کو یہ سب کچھ برا ہے اور تیرے رب کے نزدیک مکروہ۔"

یعنی تکبر و خود نمائی اور غرور سے زمین پر چلنا اللہ تعالے کو ناپسند ہے۔ آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اَیْ فَخْرًا وَكِبْرًا۔

راغب کہتے ہیں اَلْمَرَحُ شِدَّةُ الْفَرَحِ وَالتَّوَسُّعُ فِيْهِ۔ مرح انتہاء فرح اور اس میں چوڑا ہونا ہے جس کا خلاصہ تکبر و نخوت و غرور ہی ہو سکتے ہیں۔

اور اس تکبر و غرور میں کتنا ہی لمبا اور چوڑا ہو کر لیکن زمین اپنے قدموں سے نہیں چیر سکتا اور اکڑتے ہوئے پہاڑوں کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ طریق اور ہر قسم کی متکبرانہ شانیں تمہارے لیے تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔ یہ آٹھ باتیں بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے جو صحت عقل اور اصلاح نفس سے متعلق ہے۔

"ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت سے وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ۔ اور (اے سننے والے) نہ کر اللہ کے ساتھ دوسرا خدا کہ تو ڈالا جائے گا جہنم میں پھینکا جائے گا ملامت کیا ہوا دھکے دیا ہوا۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا مقصود ہے۔

" اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا۔ کیا تمہارے رب نے تمہیں بیٹے چن دیے اور بنائیں اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بے شک تم بڑا بول بول رہے ہو۔"

جو خلاف حکمت باتیں کر رہے ہو اور اللہ تعالے کے لیے اولاد ثابت کرتے ہو۔ آلوسی فرماتے ہیں وَالْمَلُوْمُ هُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ مِثْلَ هٰذَا الْفِعْلِ وَمَا الَّذِيْ حَمَلَكَ عَلَيْهِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمَخْذُوْلِ وَالْمَدْحُوْرِ اَنَّ الْمَخْذُوْلَ عِبَارَةٌ عَنِ الضَّعِيْفِ وَالْمَدْحُوْرُ الْمَطْرُوْدُ
ملوم وہ ہے جسے کہا جائے یہ کام کیوں کیا یا اس کام پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا۔
اور مخذول و مدحور میں یہ فرق ہے کہ مخذول ضعیف کیفیت پر مستعمل ہوتا ہے اور مدحور دھکے دیا ہوا ہوتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ

اور بے شک جمع کیے ہم نے اس قرآن میں مختلف بیان تاکہ وہ سمجھیں اور نہیں بڑھتی انہیں مگر نفرت۔
فرما دیجئے اگر ہوتے اس کے ساتھ اور خدا جیسے یہ کہتے ہیں تو نکال لیتے عرش کے مالک کی طرف راہ۔
اسے پاکی ہے اور وہ بلند ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں بڑی برتری۔
تسبیح کرتے ہیں اس کے لیے آسمان ساتوں اور زمین اور جو اس میں ہیں اور کوئی شے نہیں جو نہ تسبیح کرے اور اس کی حمد لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔
اور جب تم نے (اے محبوب) قرآن پڑھا ہم نے تم میں اور ان میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پوشیدہ پردہ کر دیا ہے۔
اور کیا ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کہ نہ سمجھ سکیں اور بہرہ پن ان کے کانوں میں اور جب ذکر کرتے ہو تم اپنے رب کا قرآن میں توحید کے ساتھ تو وہ پشت پھیر کر نفرت کرتے ہیں۔
ہم جانتے ہیں جس کے لیے وہ سنتے ہیں جب آپ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظّٰلِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ٥

کی طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ مشورہ کرتے ہیں آپس میں جب کہتے ہیں ظالم تم نہ چلے ان کے پیچھے مگر آدمی کے جو مسحور ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ٥

دیکھیے کیسی تشبیہیں دیں انہوں نے آپ کے ساتھ تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں پا سکتے۔

وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ٥

اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا ہم اٹھائے جائیں گے نئی پیدا وار ہیں۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ٥

فرما دیجئے کہ ہو جاؤ پتھر یا لوہا۔

أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُّعِيدُنَا ط قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ج فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ط قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَّكُونَ قَرِيبًا ٥

یا کوئی اور مخلوق جیسے تم بڑی خیال کرو اپنے دلوں میں تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا فرما دیجئے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب مسخر این کرتے ہوئے آپ کی طرف سر ماریں گے اور کہیں گے یہ کب ہو گا فرما دیجئے شاید نزدیک ہی ہو۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ٥

جس دن وہ بلائے گا تمہیں تو تم اس کے حمد کرتے آؤ گے اور یہ گمان کرو گے کہ نہیں ٹھہرے تم مگر تھوڑے دن۔

حلِ لُغات پانچواں رکوع سورہ بنی اسرائیل سپ ۱۵

وَلَقَدْ۔ اور بیشک	صَرَّفْنَا۔ طرح طرح بیان کیا ہمنے	فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ۔ اس قرآن میں	
لِيَذَّكَّرُوا۔ تاکہ نصیحت پکڑیں		وَمَا۔ اور نہیں	يَزِيدُهُمْ۔ زیادہ ہوتی انکو
إِلَّا۔ مگر	نُفُورًا۔ نفرت	قُلْ۔ کہہ	لَوْ۔ اگر
كَانَ۔ ہوتے	مَعَهُ۔ ساتھ اسکے	اٰلِهَةٌ۔ خدا	كَمَا۔ جیسے
يَقُولُونَ۔ وہ کہتے ہیں	إِذًا۔ تو اس وقت	لَابْتَغَوْا۔ البتہ ڈھونڈتے	إِلَىٰ۔ طرف
ذِي الْعَرْشِ۔ عرش والے کی		سَبِيلًا۔ راہ	سُبْحٰنَهُ۔ پاک ہے وہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَتَعَالٰی۔ اور بلند ہے	عَمَّا۔ اس سے جو	یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	عُلُوًّا۔ بلند
کَبِیْرًا۔ بہت	تُسَبِّحُ۔ تسبیح بیان کرتے ہیں	لَہٗ۔ اسکی	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان
السَّبْعُ۔ ساتوں	وَالْاَرْضُ۔ اور زمین	وَمَنْ۔ اور جو	فِیْھِنَّ۔ ان میں ہے
وَاِنْ۔ اور نہیں	مِّنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز	اِلَّا۔ مگر	یُسَبِّحُ۔ تسبیح کرتی ہے
بِحَمْدِہٖ۔ اسکی حمد کے ساتھ	وَلٰکِنْ۔ لیکن	لَّا تَفْقَهُوْنَ۔ تم نہیں سمجھ سکتے	
تَسْبِیْحَهُمْ۔ ان کی تسبیح کو		اِنَّہٗ۔ بیشک وہ	کَانَ۔ ہے
حَلِیْمًا۔ حوصلے والا	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	وَاِذَا۔ اور جب	قَرَاْتَ۔ پڑھتا ہے تو
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن	جَعَلْنَا۔ تو بناتے ہیں ہم	بَیْنَکَ۔ تیرے درمیان	وَبَیْنَ۔ اور درمیان
الَّذِیْنَ۔ ان کے	لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے		بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر
حِجَابًا۔ پردہ	مَّسْتُوْرًا۔ پوشیدہ	وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے
عَلٰی۔ اوپر	قُلُوْبِهِمْ۔ انکے دلوں کے	اَكِنَّةً۔ پردے	اَنْ۔ یہ کہ
یَّفْقَهُوْهُ۔ سمجھیں اس کو	وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ۔ اور ان کے کانوں میں		وَقْرًا۔ بوجھ ہے
وَاِذَا۔ اور جب	ذَكَرْتَ۔ ذکر کرتا ہے تو	رَبَّكَ۔ اپنے رب کا	فِی الْقُرْاٰنِ۔ قرآن میں
وَحْدَهٗ۔ اکیلے کا	وَلَّوْا۔ تو پھر جاتے ہیں	عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ۔ اپنی پیٹھوں پر	
نُفُوْرًا۔ نفرت کرتے	نَحْنُ۔ ہم	اَعْلَمُ۔ خوب جانتے ہیں	بِمَا۔ جو کچھ
یَسْتَمِعُوْنَ۔ سنتے ہیں	بِهٖ۔ اس کو	اِذْ۔ جب	یَسْتَمِعُوْنَ۔ وہ سنتے ہیں
وَاِذْ۔ اور جب	هُمْ۔ وہ	نَجْوٰى۔ مشورہ کرتے ہیں	اِذْ۔ جب
یَقُوْلُ۔ کہتے ہیں	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم	اِنْ۔ نہیں	تَتَّبِعُوْنَ۔ پیروی کرتے تم
اِلَّا۔ مگر	رَجُلًا۔ آدمی	مَّسْحُوْرًا۔ سحر زدہ کی	اُنْظُرْ۔ دیکھ
كَیْفَ۔ کس طرح	ضَرَبُوْا۔ بیان کرتے ہیں	لَكَ۔ تیرے لیے	الْاَمْثَالَ۔ مثالیں
فَضَلُّوْا۔ تو گمراہ ہوئے	فَلَا۔ پھر نہیں	یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ طاقت رکھتے	سَبِیْلًا۔ راہ کی
وَقَالُوْا۔ اور کہتے ہیں	ءَاِذَا۔ کیا جب	كُنَّا۔ ہو جائیں گے ہم	عِظَامًا۔ ہڈیاں
وَّرُفَاتًا۔ اور بوسیدہ	ءَاِنَّا۔ کیا ہم	لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اٹھائے جائیں گے	خَلْقًا۔ پیدائش
جَدِیْدًا۔ نئی میں	قُلْ۔ کہہ	كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ	حِجَارَةً۔ پتھر
اَوْ۔ یا	حَدِیْدًا۔ لوہا	اَوْ۔ یا	خَلْقًا۔ کوئی مخلوق

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِمَّا۔ جو　یَکْبُرُ۔ بڑی ہو　فِیْ صُدُوْرِکُمْ۔ تمہارے دلوں ہیں
فَسَیَقُوْلُوْنَ۔ تو جلدی کہیں گے　مَنْ۔ کون　یُّعِیْدُنَا۔ لوٹائے گا ہمیں
قُلِ۔ کہہ دیجئے　الَّذِیْ۔ وہ جس نے　فَطَرَکُمْ۔ پیدا کیا تمہیں　اَوَّلَ۔ پہلی
مَرَّۃٍ۔ مرتبہ　فَسَیُنْغِضُوْنَ۔ تو جلدی حرکت دیں گے　اِلَیْکَ۔ تیری طرف
رُءُوْسَهُمْ۔ اپنے سروں کو　وَیَقُوْلُوْنَ۔ اور کہیں گے وہ　مَتٰی۔ کب ہے
هُوَ۔ وہ　قُلْ۔ کہہ دیجئے　عَسٰی۔ ممکن ہے　اَنْ۔ یہ کہ
یَّکُوْنَ۔ ہو وہ　قَرِیْبًا۔ قریب　یَوْمَ۔ جس دن　یَدْعُوْكُمْ۔ بلائے گا تمہیں
فَتَسْتَجِیْبُوْنَ۔ تو جواب دو گے تم　بِحَمْدِهٖ۔ اسکی حمد کے ساتھ　وَ۔ اور
تَظُنُّوْنَ۔ خیال کرو گے　اِنْ۔ نہیں　لَّبِثْتُمْ۔ ٹھہرے تم　اِلَّا قَلِیْلًا۔ مگر تھوڑا

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّکَّرُوْا وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔ اور بے شک ہم نے جمع کیے اس قرآن میں مختلف بیان تاکہ وہ سمجھیں اور اس سے نہیں بڑھتی انہیں مگر نفرت"۔

یعنی قرآن کریم میں اللہ تعالے نے دلیلوں، مثالوں اور حکمتوں عبرتوں سے جا بجا یہ مضمون توحید انواع و اقسام کے پیرایوں میں بیان فرمایا تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر ان میں کچھ نہ بڑھا سوائے نفرت کے اور حق سے دور ہی رہے۔

"قُلْ لَّوْ کَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا۔ فرما دیجئے اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسے یہ کہتے ہیں جب تو وہ ڈھونڈ نکالتے عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ"۔

اور اس سے بر سر مقابلہ ہوتے جیسا کہ بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ جب ان کے مقابلہ میں حریف ہوتا ہے تو اس سے جنگ کر کے یا خود مٹ جاتے ہیں یا اسے مٹا دیتے ہیں اسی بنا پر اسے برہان تمانع کہتے ہیں جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ یہ بھی برہان تمانع ہے۔ گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالے جل مجدہ کے سوا اور بھی خدا ہوتا تو لازمی طور پر وہ بھی مختار علی الاطلاق ہی ہوتا اس لیے کہ اگر وہ اپنے اختیار میں محدود ہوتا تو پھر خدا نہ ہوتا اور جب وہ اختیار میں مختار مطلق ہوتا تو جو کام ایک خدا کرنا چاہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروری نہیں کہ دوسرے خدا کو اس سے اتفاق ہو بہر حال باہمی کشاکشی ہو کر تمام نظام میں فساد ہونا ضروری ہے اسی لیے لَفَسَدَتَا فرمایا اور یہی یہاں ارشاد ہوا کہ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا۔ جب تو وہ ڈھونڈ نکالتے عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ۔ چنانچہ اسی کا رد فرمایا گیا۔

"سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اسے پاکی اور برتری ہے ان کی ان باتوں سے بڑی بلندی"۔ اس لیے کہ وہ ذات اولاد اور اپنی ضد اور اپنے مقابل سے بلند و بالا ہے۔ قصیدہ بدءالامالی میں ہے ؎

وَمُسْتَغْنٍ اِلٰہِیْ عَنْ نِسَآءٍ   وَاَوْلَادٍ اِنَاثٍ وَالرِّجَالِ

کَذَا عَنْ کُلِّ ذِیْ عَوْنٍ وَّ نَصْرٍ   تَفَرَّدَ ذُوالْجَلَالِ وَذُوالْمَعَالِ

اور میرا رب ذوالجلال مستغنی ہے عورتوں اور اولاد نر و مادہ سے۔

ایسے ہی وہ مستغنی ہے ہر طرح کے یار و مددگار سے یگانہ ہے بلند شان والا بے نیاز ہے۔

"تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْہِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر تسبیح کرتی ہے اس کی پاکی سے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے"۔

یہ تسبیح کرنا زبان حال سے اس طرح ہے کہ وہ اشیاء وجود صانع پر اور اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔

اور زبان قال سے یوں کہ اپنی اپنی زبان اور آوازیں چہکتے اور نغمہ سرائی کرتے ہیں۔ چنانچہ جمادات اور نباتات و حیوانات جتنی بھی مخلوق ہے وہ ایک آواز دیتی ہے چنانچہ

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر شے کی زندگی اس کی حسب حیثیت ہے۔

چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ دروازہ کھلنے کی آواز چھت کی کڑیوں کے چٹخنے کی کیفیت یہ بھی ان کی اپنی آوازیں تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت کھانا تسبیح کرتا تھا (بخاری شریف)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے میری بعثت کے زمانہ میں سلام کرتا تھا (مسلم شریف)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ لگاکر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو وہ ستون رویا حضور نے اس ستون پر دست کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اسے تسکین دی (بخاری شریف)

اس واقعہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

استنِ حنّانہ در ہجرِ رسول　　نالہ می زد ہمچو ارباب عقول

اس سے ثابت ہوا کہ جماد کلام اور تسبیح کرتے ہیں اور لٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ. لیکن تم نہیں سمجھ سکتے ان کی تسبیح۔ بہ ظاہر ہے کہ ہم جماد و نبات و حیوان کی تسبیح کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ ابناء جنس کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہیں اختلاف لغات حائل ہوتے ہیں کہیں دشواری ادراک مانع ہو جاتا ہے ایک کابلی ہم سے اپنا مقصد بغیر ترجمان ظاہر نہیں کر سکتا۔ ایک پنجابی ہندوستانی آسانی سے ایک ترک سے بات کرنے میں معذور ہے ایک یورپین ایک انڈین سے اس وقت تک گفتگو نہیں کر سکتا جبتک اس کی زبان نہ جان لے یا وہ اس کی زبان نہ سمجھ لے تو پھر جمادات و نباتات کی تو دنیا ہی اور ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں ہمارے دعوی کی تائید میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ تَتَبَّعَ الْاَحَادِيْثَ وَالْاٰثَارَ اَىْ فِيْهَا مَا يَشْهَدُ بِمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ هٰذَا الْبَعْضُ شَهَادَةً لَّا تَكَادُ تَقْبَلُ التَّاوِيْلَ فَقَدْ صَحَّ سِمَاعُ تَسْبِيْحِ الْحَصَا فِىْ كَفِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احادیث و آثار کے تتبع سے یہ شہادتیں ملتی ہیں جس کی تاویل نہیں ہو سکتی چنانچہ صحیح حدیث سے کنکریوں کی تسبیح دست مصطفی میں ثابت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ ثَرِيْدٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الطَّعَامَ يُسَبِّحُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَفْقَهُ تَسْبِيْحَهٗ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ اَدْنِ هٰذِهِ الْقَصْعَةَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاَدْنَاهَا فَقَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّعَامُ يُسَبِّحُ فَقَالَ اَدْنِهَا مِنْ اٰخَرَ فَاَدْنَاهَا مِنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّعَامُ يُسَبِّحُ ثُمَّ قَالَ رُدَّهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْرَرْتَ عَلَى الْقَوْمِ جَمِيْعًا الخ۔

حضور کی خدمت میں ثرید لایا گیا حضور نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے تو صحابہ نے عرض کیا حضور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ اس کی تسبیح سمجھ رہے ہیں فرمایا ہاں پھر ایک آدمی کو فرمایا یہ پیالہ اس آدمی سے اس آدمی کے قریب کرا انہوں نے سن کر عرض کیا ہاں حضور یہ تسبیح کر رہا ہے۔ الی آخر الحدیث

ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كُنَّا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ فَقَالَ لَنَا اُطْلُبُوْا مَنْ مَّعَهٗ فَضْلُ مَاءٍ فَاُتِيَ بِمَاءٍ فَوَضَعَهٗ فِيْ اِنَاءٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِيْهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَشَرِبْنَا مِنْهُ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَسْمَعُ صَوْتَ الْمَاءِ وَتَسْبِيْحَهٗ وَهُوَ يُشْرَبُ۔

فرماتے ہیں ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آیات کریمہ جمع کرتے تھے برکت کے لیے اور تم جمع کرتے ہو خوف کے لیے۔ ایک دن ہم حضور کی معیت میں تھے کہ ہمارے پاس پانی نہ رہا تو حضور نے فرمایا قافلہ کے جس جس آدمی کے پاس بچا ہوا پانی ہو وہ لاؤ۔ تو ہم نے تھوڑا سا پانی جمع کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور حضور نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا تو اس سے پانی انگلیوں سے جاری ہو گیا پھر فرمایا آؤ پاک مبارک اور برکت یہ جو اللہ تعالے سے ہے تو ہم نے اس پانی سے پیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پانی میں سے تسبیح کی آواز سن رہے تھے اور پانی پی رہے تھے۔

ابن مردویہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ وَقَالَ نَقِيْقُهَا تَسْبِيْحٌ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مینڈک مارنے کو منع فرمایا اور فرمایا اس کی ٹرٹر جسے نقیق کہتے ہیں تسبیح ہے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَاَبُو الشَّيْخِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَى الْبَحْرَ فِيْ سَاعَةٍ فَصَلّٰى فَنَادَتْهُ ضِفْدَعٌ يَا دَاوٗدُ اِنَّكَ حَدَّثَتْ نَفْسُكَ اَنَّكَ قَدْ سَبَّحْتَ فِيْ سَاعَةٍ لَيْسَ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالٰى فِيْهَا غَيْرُكَ وَاِنِّيْ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفِ ضِفْدَعٍ كُلُّهَا قَائِمَةٌ عَلٰى رِجْلٍ تُسَبِّحُ اللهَ وَتُقَدِّسُهٗ۔

داؤد علیہ السلام ایک ساعت کے لیے دریا پر تشریف لائے اور آپ نے نماز ادا کی تو ایک مینڈک پکارا حضور آپ آج ایک ساعت کو یہاں تشریف لائے اور تسبیح کی۔ آپ کے سوا کسی کو ذکر کرتے نہ دیکھا اور میں ستر ہزار مینڈکوں میں ہوں جو اپنے قدموں پر قائم ہیں اور ہم سب اللہ تعالے کی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمد اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ الْخَطِیْبُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَمَرَّ بِنَا عَصَافِیْرُ یُصِحْنَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا تَقُوْلُ ھٰذِہِ الْعَصَافِیْرُ قُلْنَا لَا قَالَ اَمَا اِنِّیْ مَا اَقُوْلُ اِنَّا نَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلٰکِنْ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الطَّیْرَ اِذَا اَصْبَحَتْ سَبَّحَتْ رَبَّہَا وَسَاَلَتْہُ قُوْتَ یَوْمِہَا وَاِنَّ ھٰذِہٖ تُسَبِّحُ رَبَّہَا وَتَسْاَلُہٗ قُوْتَ یَوْمِہَا۔

فرماتے ہیں ہم حضرت شہزادہ گلگون قبا کی خدمت میں حاضر تھے تو ہم پر سے چڑیاں چہچہاتی ہوئی اڑیں تو آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ چڑیاں کیا کہتی گذری ہیں ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ میں علم غیب جانتا ہوں بلکہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا فرماتے تھے میں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر پرندہ جب صبح کرتا ہے اپنے رب کی تسبیح کر کے اس دن کا رزق طلب کرتا ہے اور یہ چڑیاں تسبیح کرتی ہیں اپنے رب کی اور اس دن کا رزق طلب کرتی ہیں۔

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَ ذَالِکَ

ایسا ہی حضرت ابو درداء سے ابو الشیخ راوی ہیں اور ابن مردویہ ابن مسعود سے۔ آگے چند اور احادیث بیان فرما کر آلوسی فرماتے ہیں۔

اِلٰی مَا لَا یَکَادُ یُحْصٰی مِنَ الْاَخْبَارِ وَالْاٰثَارِ وَھِیَ بِمَجْمُوْعِہَا مُتَعَاضِدَۃٌ فِی الدَّلَالَۃِ عَلٰی اَنَّ التَّسْبِیْحَ قَالِیٌّ کَمَا لَا یَخْفٰی وَھُوَ مَذْھَبُ الصُّوْفِیَّۃِ وَذَکَرُوْا اَنَّ السَّالِکَ عِنْدَ وُصُوْلِہٖ اِلٰی بَعْضِ الْمَقَامَاتِ یَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الْاَشْیَاءِ بِلُغَاتٍ شَتّٰی۔

حتی کہ اخبار و آثار اس مبحث میں اتنے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے اور وہ تمام مضامین ایک دوسرے سے متعاضد ہیں دلائل میں اس دعوی پر کہ یہ تسبیحات تمام قالی ہیں اور یہی مذہب صوفیاء کا ہے۔ اور وہ تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ سالک جب بعض مقامات حاصل کر لیتا ہے تو وہ اشیاء سے خود تسبیح مختلف لغات میں سنتا ہے۔

پھر امراض کو مخاطب فرما کر حضور کا حکم دینا کہ تو اس کے جسم سے نکل جا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ امراض بھی سنتے سمجھتے ہیں حیث قال۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ دُعَائِہٖ لِلْحُمّٰی یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا تَاْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَلَا تَفُوْرِیْ مِنَ الْفَمِ وَانْتَقِلِیْ اِلٰی مَنْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَزْعُمُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اُخْرٰى فَاَلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بخار کے لیے مذکورہ دعا فرماتے تھے اس میں بخار کو مخاطب فرمایا اور یا ام ملام فرمایا۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان دریائے نیل کے نام جاری فرمانا بھی مروی ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمین کو درّہ سے مارنا بھی ثابت ہے جبکہ وہ زلزلہ کی شکل میں حرکت کرنے لگی اور اسے فرمایا کہ اِنِّیْ اَعْدِلُ عَلَیْکِ میں تجھ پہ عدل کرتا ہوں پھر کیوں لرزتی ہے اور ایسی ایسی کتنی احادیث و روایات ہیں۔

قطع نظر اس کے آج ہم سائنسی کرشمے دیکھتے ہیں کہ

مٹی کی جنس سے چیڑی کی پلیٹ ایک انسان کی آواز اپنے اندر محفوظ کرکے بولنے لگتی ہے جو عام طور پر گراموفون میں دنیا سنتی ہے۔

تانبہ کا تار، سرمہ دونوں جماد اس پہ نوشادر اور کاربن اور زنگ کا جو تو دجماد ہیں ایک ترکیبی اثر ایسا ہوتا ہے کہ ہزارہا میل ہماری آواز پہنچا دیتا ہے اس میں میگنٹ مشین جو ہوتی ہے وہ بھی جماد محض ہوتی ہے تو جماد جماد سے مل کر ایک جماد کی ترکیب سے وہ کام کرتا ہے کہ انسان نہیں کرسکتا مگر اسے انسان سے منفرد علی الاصوات بنا دیا گیا۔

ایروپلین تانبہ پیتل اور پٹرول سے ہوا میں اڑ رہا ہے

ریل گاڑی پانی۔ لوہا۔ تانبہ۔ پیتل سے ہزارہا آدمیوں کو ادھر سے ادھر لے جاتی ہے۔

ٹیلی ویژن لندن کی خبریں اور بولنے والے کی تصویر بلا کسی انسانی اعانت کے آپ کے گھر میں دکھا دیتا ہے۔

ٹیلی پرنٹر روزناموں کے دفتروں میں جاکر دیکھیں کہ وہ کیا کرشمہ دکھا رہا ہے۔

پھر یہ سب کچھ صرف اور صرف انسان کے دماغی اختراع کا نتیجہ ہے تو خاصان حق اگر اپنے اندر ایسی لطافت روحانی حاصل کریں کہ وہ سب کچھ سن کر سمجھنے لگیں تو استعجاب کیوں۔

آج تو وہ سائنسی ترقیاں کرشمہ دکھا رہی ہیں کہ انسان حیرت جلوہ گری بن کر رہ جاتا ہے۔ آپ جو بات کریں جس سے گفتگو کریں تقریر کریں سننے والے کا ذہن تمام کی تمام گفتگو اور تقریر کا حافظ نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ مشین جو برقی قوت سے لگا دی جاتی ہے وہ اپنے اندر آپ کا ایک ایک لفظ محفوظ رکھتی ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ جب آپ سننا چاہیں وہ سنا سکتی ہے۔

اس کے بعد بھی وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ پر عقل کے اندھے تسلیم کرنے میں متامل ہوں تو اللہ ہی ہدایت فرمانے والا ہے۔ آگے منکروں کا حال بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَیۡنَكَ وَبَیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا وَّجَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ یَّفۡقَهُوۡهُ وَفِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا (اور اے محبوب) جب پڑھا تم نے قرآن کر دیا ہم نے تم میں اور ان میں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک پردہ پوشیدہ اور کیا ہم نے ان کے دلوں پر غلاف تاکہ نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ ٹھوس دیئے کہ سن نہ سکیں پردہ مخفی اس لیے کہ وہ حضور کو بنظر ایمان نہ دیکھ سکیں۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

جب سورہ تبت یدا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی پتھر لے کر آئی اور حضور مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تشریف فرما تھے لیکن اس حجاب مستور کی وجہ سے وہ حضور کو نہ دیکھ سکی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی تمہارے رسول کہاں ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا "وہ کوئی شاعر نہیں جو تیری ہجو کرتے۔"

وہ یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ "میں ان کا سر کچلنے کو یہ پتھر لائی تھی"

صدیق نے حضور سے عرض کیا "تعجب ہے وہ حضور کو نہ دیکھ سکی"

فرمایا "اللہ تعالٰی نے میرے اور اس کے مابین ایک فرشتہ حائل کر دیا تھا" اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اکنۃ کے معنی اغطیہ ہیں یعنی غلاف یہ کنان کی جمع ہے۔

اور وَقۡرًا کے معنی صمم وثقل عظیم مراد ہے جو مانع سماعت ہوتا ہے۔

اور جبائی کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ بِالۡحِجَابِ مَا یَحۡجُبُهُمۡ عَنۡ اِیۡذَاءِ الرَّسُوۡلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا یَقۡصِدُوۡنَهٗ اِذَا قَرَأَ لِیُؤۡذُوۡهُ فَاَمَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حجاب سے مراد وہ ہے جو حضور کو کفار کی ایذاء سے محفوظ کرے یہ اس وجہ میں کہا کہ جب حضور قرآن کریم تلاوت فرماتے تھے تو مشرکین قصد ایذاء دہی کرتے تو اللہ تعالٰی نے آپ کو اس سے امن میں رکھا۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلۡمُرَادُ حِجَابٌ مَّنَعَهُمۡ رُؤۡیَةَ شَخۡصِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ حجاب سے مراد حضور کے دیکھنے سے مانع ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَرْدَوَيْهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ مَعًا فِي الدَّلَائِلِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ اَقْبَلَتِ الْعَوْرَاءُ اُمُّ جَمِيْلٍ وَلَهَا وَلْوَلَةٌ وَفِيْ يَدِهَا فِهْرٌ وَهِيَ تَقُوْلُ۔

مُذَمَّمًا اَبَيْنَا۔ وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا۔ وَاَمْرَهٗ عَصَيْنَا

ہم نے مذمم (محمد) کی نافرمانی کی۔ اور اس کے دین کو اکھاڑ پھینکا اور ان کے احکام کے ہم مخالف ہیں۔

اور حضور تشریف فرما تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور کے پہلو میں تھے۔ صدیق نے عرض کیا حضور ام جمیل آئی تو مجھے خوف ہوا کہ اس بھینگی کے ہاتھ میں پتھر تھا اور سورۂ تبت یدا نازل ہوئی تھی۔ کہیں یہ حضور کو دیکھ نہ لے۔ حضور نے فرمایا وہ ہمیں ہرگز نہ دیکھ سکتی تھی۔ اس نے آکر کہا اور حضور کو نہ دیکھ سکی کہنے لگی یَا اَبَا بَكْرٍ بَلَغَنِيْ اَنَّ صَاحِبَكَ هَجَانِيْ۔ اے ابوبکر مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے میری ہجو کی ہے۔

فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَا هَجَاكِ۔ صدیق نے فرمایا رب کعبہ کی قسم آپ نے تیری ہجو نہیں فرمائی۔

فَانْصَرَفَتْ وَهِيَ تَقُوْلُ قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ اَنِّيْ بِنْتُ سَيِّدِهَا۔ تو وہ واپس ہوگئی یہ کہتی ہوئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

ایک روایت میں ہے قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا لَمْ تَرَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ صدیق نے عرض کیا حضور کو وہ نہ دیکھ سکی حضور نے فرمایا میرے اور اس کے مابین جبریل حائل تھے۔

"وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۔ اور تم قرآن میں اپنے تنہا رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے۔"

"نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ ہم جانتے ہیں جس لیے وہ اسے سنتے ہیں جب آپ کی طرف وہ کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں تو ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں لگتے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا ہے۔"

یعنی آپ کی تلاوت قرآن مشرکین جب سنتے ہیں تو تمسخر اور تکذیب کرنے کے لیے مسخری کرتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس لوٹتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے حضور کو مجنون مسحور کہتے ہیں۔ بعض جادوگر اور کاہن کہہ کر مخالفت کرتے ہیں بعض شاعر کہہ دیتے ہیں۔

"اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۔ دیکھو کیسی تشبیہیں دیں تمہیں تو گمراہ ہوئے راہ نہیں پا سکتے۔"

"وَقَالُوْا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا۔ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم اٹھیں گے نئی پیدا وار سے۔"

گویا مشرکین بڑے تعجب سے بولے اور مر کر خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کیسے جانے کو بہت بعید سمجھا۔ اس کا رد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔ اور رُفات ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ٹوٹ کر گل جائے یہ بروزن دُقاق وفُتات ہے۔

"قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا۔ فرما دیجئے کہ پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا اور کوئی مخلوق جو بڑی ہو تمہارے خیال میں تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا۔ فرما دیجئے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمسخر کرتے تمہاری طرف سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہوگا فرما دیجئے شاید کہ وہ ہو جائے عنقریب

یعنی پتھر لوہا یا ایسی کسی مخلوق میں ہو جاؤ جو حیات سے دور ہو اور جان اس سے کبھی متعلق نہ ہوئی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری پہلی حالت میں واپس کرے گا چہ جائے کہ ہڈیاں اور اس جسم کے ذرات زندہ فرمانا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے یہ استبعاد عقل مخلوق کے لیے ہے نہ کہ خالق کے لیے اور ان ہڈیوں سے تو روح پہلے متعلق رہ چکی ہے۔

پھر تعجب میں جاہل کہتے ہیں کہ اسے کون واپس زندہ کرے گا انہیں فرما دیجئے وہی پیدا کریگا جس نے تمہیں نیست سے ہست کیا تو اس کے جواب سنکر سَيُنْغِضُوْنَهَا هُوَكَ اِسْتِهْزَاءً۔ سر ہلاتے اور تمسخر کرتے ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور آپ نے نَغَضَ كَنَصَرَ وَضَرَبَ نَغْضًا وَنُغُوْضًا وَنَغَضَانًا کی مثال پر قول شاعر فرمایا۔

اَتُنْغِضُ فِيْ يَوْمِ الْفِخَارِ وَقَدْ تَرٰى ... خُيُوْلًا عَلَيْهَا كَالْاُسُوْدِ ضَوَارِبًا

دوسرا شعر اور فرمایا۔

اَيُنْغِضُ نَحْوِيْ رَاْسَهٗ وَاَقْنَعَا ... كَاَنَّهٗ يَطْلُبُ شَيْئًا اَطْمَعَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:۔ کیا ہم فخر کے دن اپنے سر جھکا دیں گے حالانکہ تو دیکھتا ہے کہ گھوڑے ہیں اور ان پر شیروں جیسے جنگی سوار ہیں۔

کیا وہ میری طرف اپنا سر جھکاتا ہے اور نیچا کرتا ہے۔ گویا کہ وہ کوئی بڑی لالچ کی چیز طلب کرتا ہے۔

قاموس میں ہے نَغَضَ کَنَصَرَ وَضَرَبَ۔ نَغْضًا وَ نُغُوْضًا وَ نَغَضَانًا تَحَرَّکَ وَ اضْطَرَبَ کَاَنْغَضَ وَ تَحَرَّکَ۔

وَفَسَّرَ الْفَرَّاءُ اَوْ نَغَاضُ بِتَحْرِیْكِ الرَّأْسِ بِارْتِفَاعٍ وَانْخِفَاضٍ۔

وَقَالَ اَبُو الْهَیْثَمِ مَنْ اُخْبِرَ بِشَیْءٍ فَحَرَّكَ رَأْسَهٗ اِنْکَارًا لَّهٗ فَقَدْ اَنْغَضَ رَأْسَهٗ فَکَانَّہٗ یُحَرِّکُوْنَ رُؤُسَهُمْ اِنْکَارًا۔

خلاصۂ تحقیق لغوی یہ ہے کہ کسی شے کی خبر سن کر سر ہلانا انکار کرنا ہے اس خبر سے تو یہی انغاض راس کے معنی ہیں گویا یہ معنی ہوئے کہ اب وہ سر ہلائیں گے انکار کرتے ہوئے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ مَتٰی ہُوَ یہ بھی تمسخر و استہزاء کے لیے ہے لہٰذا فرما دیجئے شاید عنقریب ہو۔

"یَوْمَ یَدْعُوْکُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِہٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا۔ جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور گمان کرو گے کہ نہ رہے ہم (دنیا میں) مگر تھوڑے (دن)"

یعنی وہ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ قیامت کب ہوگی اور مردے کب اٹھائے جائیں گے تو آپ فرما دیجئے اس دن قیامت آئے گی جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم اس کی آواز پر اپنی قبروں سے موقف قیامت کی طرف اپنے سروں سے خاک جھاڑتے اور سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ کہتے اور اقرار کرتے اٹھو گے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے اور دنیا میں یا قبر میں ہم نہیں رہے مگر بہت کم دن۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ بنی اسرائیل۔ پ۱۵

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ○

اور فرما دیجئے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان فساد ڈالتا ہے ان کے آپس میں بے شک شیطان آدمی کے لیے کھلا دشمن ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○

تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں اگر چاہے رحم کرے تم پر اور اگر چاہے عذاب دے تمہیں اور ہم نے تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○

اور تمہارا رب خوب جانتا ہے انہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بے شک ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○

فرما دیجیے پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو نہیں اختیار انہیں تم سے تکلیف دور کرنے کا اور نہ پھیرنے کا۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِـيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○

وہ جنہیں یہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ خود چاہتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون ہے زیادہ قریب اور امید کرتے ہیں اپنے رب کی رحمت کی اور خائف ہیں اس کے عذاب سے بیشک عذاب تیرے رب کا ہے ڈرنے کی چیز۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ○

اور کوئی بستی نہیں مگر ہم اسے ہلاک کر دیں گے پہلے قیامت سے یا عذاب دیں گے سخت عذاب یہ ہے یہی کتاب میں لکھا ہوا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○

اور نہیں روکا اس سے کہ بھیجیں ایسی نشانیاں مگر یوں ہے کہ جھٹلایا انہیں پہلوں نے اور دیا ہم نے ثمود کو ناقہ آنکھیں کھولنے کو تو ظلم کیا انہوں نے اس پر اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر ڈرانے کے لیے۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ

اور جب ہم نے فرمایا تمہیں کہ بیشک تمہارا رب محیط ہے لوگوں پر اور نہ کیا ہم نے وہ دکھاوا جو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ؏

تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کے امتحان کے لیے اور وہ شجر ملعونہ قرآن میں اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں بڑھتی مگر سرکشی۔

حلِّ لغات چھٹا رکوع۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ پ۱۵

وَقُلْ۔ اور کہہ، لِعِبَادِيْ۔ میرے بندوں کو، يَقُوْلُوْا۔ کہ کہیں، الَّتِيْ وہ بات
هِيَ۔ کہ وہ، اَحْسَنُ۔ بہتر ہو، اِنَّ۔ بیشک، الشَّيْطٰنَ۔ شیطان
يَنْزَغُ۔ فساد ڈالتا ہے، بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان، اِنَّ۔ بیشک، الشَّيْطٰنَ۔ شیطان
كَانَ۔ ہے، لِلْاِنْسَانِ۔ انسان کا، عَدُوًّا۔ دشمن، مُّبِيْنًا۔ کھلا ہوا
رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب، اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے، بِكُمْ۔ تم کو، اِنْ۔ اگر
يَّشَاْ۔ چاہے تو، يَرْحَمْكُمْ۔ رحم کرے تم پر، اَوْ اِنْ۔ یا اگر، يَّشَاْ۔ چاہے تو
يُعَذِّبْكُمْ۔ سزا دے تم کو، وَمَا۔ اور نہ، اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تمہیں، عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَكِيْلًا۔ کارساز، وَرَبُّكَ۔ اور تیرا رب، اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے، بِمَنْ۔ انکو جو
فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے، وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں، وَلَقَدْ۔ اور بیشک
فَضَّلْنَا۔ بزرگی دی ہم نے، بَعْضَ۔ بعض، النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں کو، عَلٰى۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے، وَاٰتَيْنَا۔ اور دی ہم نے، دَاوٗدَ۔ داؤد کو، زَبُوْرًا۔ زبور
قُلِ۔ کہہ، ادْعُوا۔ پکارو، الَّذِيْنَ۔ جن کو، زَعَمْتُمْ۔ خیال کرتے ہو تم
مِّنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا، فَلَا۔ پھر نہیں، يَمْلِكُوْنَ۔ اختیار رکھتے، كَشْفَ۔ کھولنے
الضُّرِّ۔ تکلیف کا، عَنْكُمْ۔ تم سے، وَلَا۔ اور نہ، تَحْوِيْلًا۔ پھیرنے کا
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ، الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں، يَدْعُوْنَ۔ جو پکارتے ہیں، يَبْتَغُوْنَ۔ ڈھونڈتے ہیں
اِلٰى۔ طرف، رَبِّهِمُ۔ اپنے رب کی، الْوَسِيْلَةَ۔ وسیلہ، اَيُّهُمْ۔ کہ کون ان میں سے
اَقْرَبُ۔ زیادہ قریب ہے، وَيَرْجُوْنَ۔ اور امید رکھتے ہیں، رَحْمَتَهٗ۔ اسکی رحمت کی،
وَيَخَافُوْنَ۔ اور ڈرتے ہیں، عَذَابَهٗ۔ اسکے عذاب سے، اِنَّ۔ بیشک، عَذَابَ۔ عذاب
رَبِّكَ۔ تیرے رب کا، كَانَ۔ ہے، مَحْذُوْرًا۔ ڈرنے کی چیز اور، وَاِنْ۔ نہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِّنْ قَرْيَةٍ۔ کوئی بستی اِلَّا۔ مگر نَحْنُ۔ ہم مُهْلِكُوْهَا۔ ہلاک کرنے والے ہیں اس کو قَبْلَ پہلے يَوْمِ۔ دن الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے اَوْ۔ یا مُعَذِّبُوْهَا۔ سزا دینے والے ہیں اسکو عَذَابًا۔ سزا شَدِيْدًا۔ سخت كَانَ۔ ہے ذٰلِكَ۔ یہ فِي الْكِتٰبِ۔ کتاب میں مَسْطُوْرًا۔ لکھا ہوا وَمَا۔ اور نہ مَنَعَنَا۔ روکا ہمیں اَنْ۔ یہ کہ نُّرْسِلَ۔ بھیجیں ہم بِالْاٰيٰتِ۔ نشانیاں اِلَّا اَنْ۔ مگر یہ کہ كَذَّبَ۔ جھٹلایا بِهَا۔ ان کو الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلوں نے وَاٰتَيْنَا۔ اور دی ہمنے ثَمُوْدَ۔ ثمود کو النَّاقَةَ۔ اونٹنی مُبْصِرَةً۔ دکھانے والی فَظَلَمُوْا۔ تو ظلم کیا انہوں نے بِهَا۔ اس پر وَمَا۔ اور نہیں نُرْسِلُ۔ بھیجتے ہم بِالْاٰيٰتِ۔ نشانیاں اِلَّا۔ مگر تَخْوِيْفًا۔ ڈرانے کو وَاِذْ۔ اور جب قُلْنَا۔ کہا ہمنے لَكَ۔ تجھ کو اِنَّ۔ بیشک رَبَّكَ۔ تیرے رب نے اَحَاطَ۔ گھیر لیا ہے بِالنَّاسِ۔ لوگوں کو وَمَا۔ اور نہ جَعَلْنَا۔ بنائی ہم نے الرُّءْيَا۔ خواب الَّتِيْ۔ وہ جو اَرَيْنٰكَ۔ دکھائی تھی ہمنے تجھے اِلَّا۔ مگر فِتْنَةً۔ امتحان لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے وَالشَّجَرَةَ۔ اور درخت الْمَلْعُوْنَةَ۔ ملعون فِي الْقُرْاٰنِ۔ قرآن میں وَنُخَوِّفُهُمْ۔ اور ہم ڈراتے ہیں ان کو فَمَا۔ تو نہیں يَزِيْدُهُمْ۔ بڑھتی ان کو اِلَّا۔ مگر طُغْيَانًا۔ سرکشی كَبِيْرًا۔ بڑی

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔ اور فرما دیجئے میرے بندوں کو کہیں وہ بات جو سب سے اچھی ہو۔ بیشک شیطان فساد ڈالتا ہے ان کے آپس میں بے شک شیطان آدمی کے لیے کھلا دشمن ہے"۔

یعنی ہمارے مومن بندوں کو یہ تہذیب ہو کہ وہ جب مشرکین یا کسی گمراہ فرقے سے گفتگو کریں تو اچھے محاوروں میں کریں خشونت اور بدکلامی سے نہ کریں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو مگر ایسی گفتگو کرو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ وہ اچھی ہو نرم اور پاکیزہ ہو ادب اور تہذیب کی ہو ارشاد و ہدایت کی ہو اگرچہ کفار و مشرکین بیہودہ طریق سے بولیں انہیں جواب ان کے انداز کلام میں نہ دیا جائے۔
شان نزول آیۂ کریمہ کا یہ ہے۔

جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے انھیں ایذائیں دیتے تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر آکر اس امر کی شکایت کرتے اس پر مومنین کو یہ حکم آیات جہاد سے قبل نازل ہوا اور مومنین کو ہدایت کی گئی کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں بلکہ یَہْدِیْکُمُ اللّٰہُ کہہ کر ٹال دیں بعدازاں اس حکم کا نسخ اس آیۂ کریمہ سے ہوا یَاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت فاروق اعظم خلیفۃ المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک مشرک نے آپ کی شان میں بیہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا اللہ تعالے نے آپ کو تلقین صبر فرماکر معاف فرمانے کا حکم دیا۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَہُمْ۔ کی تفسیر علامہ آلوسی کرتے ہیں اَیْ یُفْسِدُ وَیُھَیِّجُ الشَّرَّ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ بِالْمُخَالَفَۃِ۔ یعنی شیطان فساد ڈال کر مومن و مشرک میں شر برانگیختہ کرتا ہے اور غضب و غصہ پھیلاتا ہے اور وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

"رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ وَکِیْلًا۔ تمہارا رب تمہیں جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہ بھیجا۔"

یعنی توفیق ایمان کا علم اللہ تعالے کو ہے اگر وہ چاہے تمہیں عذاب دے اور کفر پر ہی تمہاری موت ہو۔ اس لیے کہ عَلِّقُوْا اَمْرَھُمْ عَلٰی مَشِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا تُصَرِّحُوْا بِاَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَاِنَّہٗ مِمَّا یُھَیِّجُھُمْ عَلَی الشَّرِّ مَعَ اَنَّ الْخَاتِمَۃَ مَجْھُوْلَۃٌ لَّا یَعْلَمُھَا غَیْرُہٗ تَعَالٰی فَلَعَلَّہٗ سُبْحٰنَہٗ یَھْدِیْھِمْ اِلَی الْاِیْمَانِ۔ سب کے معاملہ مشیت الٰہی پر معلق کرو اور اس امر کی تصریح نہ کرو۔ کہ وہ اہل نار سے ہے سوا اس کے جو شر اٹھانے میں پیش پیش ہو اس پر گمان کیا جاتا ہے باآنکہ پھر بھی اس کا خاتمہ مجہول ہوتا ہے کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالے کے تو ممکن ہے کہ شاید اللہ تعالے اسے ایمان کی طرف ہدایت فرمادے۔

چنانچہ آخر میں فرمادیا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ وَکِیْلًا۔ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ان پر وکیل بنا کر۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مَوْکُوْلًا وَّ مُفَوَّضًا اِلَیْكَ اَمْرُهُمْ تَقْسِرُهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ تُجْبِرُهُمْ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا اَرْسَلْنٰكَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَدَارِهِمْ وَاْمُرْ اَصْحَابَكَ بِمُدَارَاتِهِمْ وَ تَحَمُّلِ اَذِيَّتِهِمْ وَتَرْكِ الْمُشَاقَّةِ مَعَهُمْ وَهٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ اٰيَةِ السَّيْفِ۔

یعنی ان کا ہر معاملہ آپ کی سپردگی میں نہیں کہ آپ اسلام لانے پر جبر فرمائیں بلکہ ہم نے آپ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تو اپنے اصحاب کو ان کی مدارات پر مائل فرمائیں اور ان کی اذیتوں پر برداشت کی تعلیم دیں۔ یہ حکم آیۂ سیف سے قبل تک رہا۔

"وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں"۔

اور ان کے احوال ظاہری و باطنی کا اسی کو علم ہے وہ ان میں سے جسے چاہے نبوت کے لیے اور جسے چاہے ولایت کے لیے اختیار فرمائے۔ جس کی طرف حکمت الٰہیہ نے اہلیت کا توازن فرمایا اسے اسی منصب پر فائز کر دیا۔ وَهُوَرَدٌّ عَلَيْهِمْ اِذْ قَالُوْا بَعِيْدٌ اَنْ يَّكُوْنَ يَتِيْمُ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ نَبِيًّا۔ یہ مشرکین کا اس وقت رد کیا گیا جبکہ انہوں نے کہا کہ یہ بعید ہے کہ یتیم ابن ابی طالب نبی کیا جائے وَاَنْ يَّكُوْنَ الْعُرَاةُ الْجُوْعُ كَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَخَبَّابٍ وَغَيْرِهِمْ اَصْحَابَهٗ دُوْنَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ مِنَ الْاَكَابِرِ وَالصَّنَادِيْدِ۔ اور ان کے اصحاب بھوکے ننگے مثل صہیب و بلال و خباب کے ہوں اور اکابر و صنادید نہ ہوں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ بغرض ابطال قول مشرکین فرمایا جو انہوں نے کہا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اور وَالْاَرْضُ ان کے اس قول کے رد میں ارشاد ہوا جو انہوں نے کہا تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ آگے ارشاد ہے

"وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اور بے شک فضیلت دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر اور عطا فرمائی ہم نے داؤد کو زبور"۔

یعنی انبیاء کرام کو ان کے مخصوص فضائل کے ساتھ ہم نے فضیلت عطا فرمائی جیسے حضرت ابراہیم خلیل کو فضیلت خلت سے نوازا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ کا منصب دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرما کر اعزاز بخشا۔

زبور کے متعلق یہ امر مسلم ہے کہ وہ کتاب الٰہی تھی۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں اور سب میں دعا تھی اور اللہ تعالےٰ کی ثنا اور اس کی تحمید و تمجید۔ اس میں حلال و حرام کا بیان نہ تھا اور نہ اس میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرائض وحدود و احکام تھے۔

اس آیۂ کریمہ میں خصوصیت سے حضرت داؤد علیہ السلام کا نام مبارک لے کر فرمانے پر مفسرین نے چند وجوہ بیان کی ہیں۔

اول یہ کہ اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا کہ انبیاء کرام میں اللہ تعالےٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی یا آنکہ آپ کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطا فرمایا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جو فضیلت علم کی ہے وہ مال و ملک کی نہیں تو جو چیز موجب فضیلت تھی اس کا تذکرہ فرما دیا اور نبوت کی نعمت سے تو سب ہی ممتاز ہیں لہٰذا اس کا علم تحصیل حاصل تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم ہے۔ اسی سبب سے آیۂ کریمہ میں حضرت داؤد علیہ السلام اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور توریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیۂ کریمہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا تذکرہ فرما کر یہود کی تکذیب فرما دی اور ان کا دعویٰ باطل کر دیا۔

غرضکہ یہ آیۂ کریمہ حضور سید یوم النشور خاتم الانبیاء علیہ التحیہ والثنا کی فضیلت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

بَيَانٌ بِحَيْثِيَّةِ تَفْضِيْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِنَّهٗ بِاٰيَاتِهِ الزَّبُوْرُ لَا بِاٰيَاتِهِ الْمُلْكُ وَالسَّلْطَنَةُ وَفِيْهِ اِيْذَانٌ بِتَفْضِيْلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ كَوْنَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ وَاُمَّتَهٗ خَيْرَ الْاُمَمِ مِمَّا تَضَمَّنَهُ الزَّبُوْرُ۔ اس کا مفہوم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

وَقَدْ اَخْبَرَ سُبْحٰنَهٗ عَنْ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ عَزَّ قَائِلًا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتَهٗ۔

اور اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ ہم نے زبور میں لکھ دیا بعد ذکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحقیق لفظ زبور

وَالزَّبُوْرُ فِی الْاَصْلِ وَصْفٌ لِلْمَفْعُوْلِ كَالْحَلُوْبِ اَوْ مَصْدَرٌ كَالْقَبُوْلِ نَعَمْ هٰذَا الْوَزْنُ فِی الْمَصَادِرِ قَلِیْلٌ وَالْاَكْثَرُ ضَمُّ الْفَاءِ وَبِہٖ قَرَأَ حَمْزَةُ۔ زبور اصل میں وصف للمفعول ہے جیسے حلوب یا مصدر ہے مثل قبول البتہ یہ وزن مصادر میں کم ہے اور اکثر نے بضم فاء پڑھا ہے اور حمزہ نے اسی قراءۃ پر پڑھا۔ یعنی زُبور۔

وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ جَمْعَ زِبْرٍ بِكَسْرِ الزَّاىِٔ بِمَعْنٰی مَزْبُوْرٍ ثُمَّ جُعِلَ عَلَمًا لِلْكِتٰبِ الْمَخْصُوْصِ وَلَیْسَ فِیْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ شَیْءٌ۔ یہ ایک علمی مجموعہ ہے اور اس میں احکام وغیرہ کچھ نہ تھے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ الزَّبُوْرُ ثَنَاءٌ عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُعَاءٌ وَتَسْبِیْحٌ۔ زبور اللہ تعالٰی کی ثناء اور دعاء اور تسبیح کا ذخیرہ ہے۔

وَاَخْرَجَ هُوْدُ بْنُ جَرِیْرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ الزَّبُوْرَ دُعَاءٌ عُلِّمَہٗ دَاوٗدُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَتَحْمِیْدٌ وَتَمْجِیْدٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَیْسَ فِیْهِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا فَرَائِضُ وَلَا حُدُوْدٌ۔ زبور دعا ہے جو داؤد علیہ السلام کو سکھائی گئی اور تحمید و تمجید اللہ عزوجل کا خزینہ ہے اس میں حلال و حرام اور فرائض و حدود کا ذکر نہیں۔

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں اِنَّہٗ مَكْتُوْبٌ فِیْهِ۔ اس میں بھی لکھا تھا

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ بِیَدِیْ فَاَیُّمَا قَوْمٍ كَانُوْا عَلٰی طَاعَةٍ جَعَلْتُ الْمُلُوْكَ عَلَیْهِمْ رَحْمَةً وَاَیُّمَا قَوْمٍ كَانُوْا عَلٰی مَعْصِیَةٍ جَعَلْتُ الْمُلُوْكَ عَلَیْهِمْ نِقْمَةً فَلَا تَشْغَلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِسَبِّ الْمُلُوْكِ وَلَا تَتُوْبُوْا اِلَیْهِمْ وَتُوْبُوْا اِلَیَّ اُعَطِّفُ قُلُوْبَهُمْ عَلَیْكُمْ۔

میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں مگر میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ شاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں تو جو قوم میری اطاعت میں رہے ان کے بادشاہوں کو ان کے لیے رحمت بنا دیتا ہوں۔ اور جو قوم معصیت شعار ہو ان کے حکمرانوں کو ان پر عذاب بنا دیتا ہوں تو تم سب وشتم حکمرانوں میں اپنے نفسوں کو مشغول نہ کرو اور ان کی طرف توبہ نہ کرو بلکہ میری طرف توبہ کرو میں ان کے دل تمہاری طرف مائل کر دوں گا

"قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا" فرما دیجئے انہیں کہ پکارو انہی کو جنہیں اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے کا اور نہ پھیر دینے کا"۔

شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے کہ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ اَصَابَهُمْ قَحْطٌ شَدِيْدٌ اَكَلُوْا فِيْهِ الْكِلَابَ وَالْجِيَفَ فَاسْتَغَاثُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْعُوَ لَهُمْ فَنَزَلَتْ۔

جب کفار مکہ پر قحط شدید آیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے۔ حتیٰ کہ بارگاہ رحمت پناہ میں فریاد لے کر آئے اور آپ سے دعا کی التجا کی۔ اس پر جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آج یہ آپ کے حضور استغاثہ کرنے آئے ہیں انہیں فرما دیجئے کہ جب تم بتوں کو معبود مانتے ہو تو انہیں کو پکارو تاکہ وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو انہیں اللہ کے سوا کیوں خدا مانتے ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام اور اولیاء کرام اور ملائکہ یہ سب وہ ہمارے مقرب بندے ہیں کہ

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا۔ یہ وہ بندے ہیں جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں کہ وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر والا ہے"۔

اور مقربین خاص میں سے فرشتے انبیاء اولیاء ذاتی اختیار نہیں رکھتے کہ وہ اپنی ذاتی قوت سے تمہاری تکلیف دور کر دیں بلکہ وہ وسیلہ اس کا خود ڈھونڈتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کون قریب ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام نے اپنی دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا اور عرض کیا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے اور وہ جن جب اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والے اس سے بیخبر رہے تو اللہ تعالےٰ نے انہیں عار دلائی اور فرمایا کہ جنہیں تم پوج رہے ہو وہ ہمارے حضور سربسجود ہیں اور ہماری طرف ہمارے مقربوں کا وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ مقربان بارگاہ الٰہی کا وسیلہ لینا جائز ہے بلکہ اللہ کے مقربوں کا یہ طریقہ ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس پر عنقریب بحث آئے گی جس میں ابتغاء وسیلہ اور امید رحمت اور خوف عذاب کو مؤید ثابت کیا جائے گا کہ یہ عقلاء کے لیے ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام عزیر علیہ السلام اور بت، جو محض لا یعقل ہیں وہ اس کے بھی اہل نہیں ہیں۔ آلوسی روح المعانی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دعا مثل ندا ہے اور وہ یَا۔ اَیَا۔ ھَیَا۔ اَیْ وغیرہ کے ساتھ ہے بغیر اس کے کہ اس لفظ ندا میں کوئی نام ملایا جائے اور یہ ممکن نہیں اس لیے کہ محض یَا۔ لَئے اور اَیَا بغیر اسم ملائے بیکار ہوتا ہے۔ چنانچہ یا فلان کہہ کر ہی ندا ہو سکتی ہے اور اسی طرح عام طور پر اس کا استعمال ہے۔ تو یہاں مراد انہیں پکارنے سے کشف الضرّ ہی ہے اور وہ جلب منفعت سے بھی اولی ہے اور توجہ قلب منادیٰ کی طرف اس لیے ہے کہ وہ کشف ضرّ کرنے والا ہے۔

تو اس کا جواب دے دیا گیا فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ ان میں ذاتی طاقت نہیں کہ وہ کشف ضرّ کر سکیں مثل مرض۔ فقر، قحط وغیرہ کے اور نہ وہ اسے لوٹا سکتے ہیں کسی غیر کی طرف تو جو اس قابل نہیں وہ مستحق عبادت بھی نہیں اس لیے کہ مستحق عبادت وہ ہے جس میں یہ قدرت تام اور کامل ہو اور دفع ضرر پر قادر ہو۔

اور توسل یہ ہے کہ اس کا قرب اللہ تعالےٰ سے اتنا ہو کہ اس کے ذریعہ اپنی دعا اپنا مقصد پورا کرانا چاہے یہ مشروع اور جائز ہے اور ایسا سلف صالحین کرتے رہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں وَالتَّقْدِیْرُ اَیُّھُمْ ھُوَ اَقْرَبُ وَھُوَ مِمَّا لَا بَاْسَ وَلَا یُنَافِیْ ذَالِکَ جَمْعُ یَرْجُوْنَ وَیَخَافُوْنَ۔ ایسے توسل کرنا کہ تقرب الی اللہ کے لیے کسی مقرب سے توسّل ہو اس میں مضائقہ نہیں اور یہ جمع کے صیغے اسکے مخالف نہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

" وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا کَانَ ذَالِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے ہلاک کریں گے قیامت سے پہلے یا اسے سخت عذاب دیں گے یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

چنانچہ اس پر مقاتل اور مجاہد اور جبائی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ اَلْھَلَاکُ لِلصَّالِحَۃِ وَالْعَذَابُ لِلطَّالِحَۃِ۔ وَقَالَ اَیْضًا وَجَدْتُّ فِیْ کِتَابِ الضَّحَّاکِ بْنِ مُزَاحِمٍ فِیْ تَفْسِیْرِھَا اَمَّا مَکَّۃُ فَتُخَرِّبُھَا الْحَبَشَۃُ وَتَھْلِکُ الْمَدِیْنَۃُ بِالْجُوْعِ وَالْبَصْرَۃُ بِالْغَرْقِ وَالْکُوْفَۃُ بِالتُّرْکِ وَالْجِبَالُ بِالصَّوَاعِقِ وَالرَّوَاجِفِ وَاَمَّا خُرَاسَانُ فَھَلَاکُھَا ضُرُوْبٌ ثُمَّ ذَکَرَ بَلَدًا بَلَدًا۔

صالحین موت سے ہلاک ہوں اور طالحین و فجار پر عذاب اور فرمایا میں نے کتاب ضحاک بن مزاحم کی تفسیر میں پایا کہ مکّہ معظمہ حبشہ سے ہلاک ہو اور مدینہ منورہ بھوک سے اور بصرہ غرق سے اور کوفہ ویران ہو کر یا ترکیوں کے ہاتھ اور پہاڑ بجلیوں اور بھونچال سے اور خراسان کی ہلاکت مزبوں سے پھر شہر شہر کا تذکرہ فرمایا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور وہب بن منبہ سے مروی ہے۔ اِنَّ الْجَزِيْرَةَ اٰمِنَةٌ مِّنَ الْخَرَابِ حَتّٰى تَخْرَبَ اَرْمِيْنِيَّةُ وَ اَرْمِيْنِيَّةُ اٰمِنَةٌ حَتّٰى تَخْرَبَ مِصْرُ وَمِصْرُ اٰمِنَةٌ حَتّٰى تَخْرَبَ الْكُوْفَةُ وَلَا تَكُوْنُ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى حَتّٰى تَخْرَبَ الْكُوْفَةُ فَاِذَا كَانَتِ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى فُتِحَتْ قُسْطُنْطُنِيَّةُ عَلٰى يَدِ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَخَرَابُ الْاَنْدُلُسِ مِنْ قِبَلِ الزَّنْجِ وَخَرَابُ اَفْرِيْقِيَّةَ مِنْ قِبَلِ الْاَنْدُلُسِ وَخَرَابُ مِصْرَ مِنْ اِنْقِطَاعِ النِّيْلِ وَاخْتِلَافِ الْجُيُوْشِ فِيْهَا وَخَرَابُ الْعِرَاقِ مِنَ الْجُوْعِ وَخَرَابُ الْكُوْفَةِ مِنْ قِبَلِ عَدُوٍّ يَحْصُرُهُمْ وَيَمْنَعُهُمُ الشُّرْبَ مِنَ الْفُرَاتِ وَخَرَابُ الْبَصْرَةِ مِنْ قِبَلِ الْعِرَاقِ وَخَرَابُ الْاُبُلَّةِ مِنْ عَدُوٍّ يَحْصُرُهُمْ بَرًّا وَّبَحْرًا وَخَرَابُ الرَّيِّ مِنَ الدَّيْلَمِ وَخَرَابُ خُرَاسَانَ مِنْ قِبَلِ التِّبْتِ وَخَرَابُ التِّبْتِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ وَخَرَابُ الْهِنْدِ وَالْيَمَنِ مِنْ قِبَلِ الْجَرَادِ وَالسُّلْطَانِ وَخَرَابُ مَكَّةَ مِنَ الْحَبَشَةِ وَخَرَابُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْجُوْعِ۔

خلاصہ یہ کہ آرمینیہ سے قبل جزیرہ ویران نہیں ہوگا۔ اور آرمینیہ مصر کی تباہی سے پہلے خراب نہ ہوگا اور مصر کوفہ کے خراب ہونے سے قبل محفوظ رہے گا اور بڑی جنگ کوفہ کے خراب ہونے سے پہلے نہ ہوگی۔ جب بڑی جنگ ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک آدمی کے ہاتھ سے فتح ہوگا اور اندلس حبشیوں کے ہاتھوں اور افریقہ اندلس کی وجہ سے اور مصر نیل کے منقطع ہونے سے اور افواج میں بغاوت ہونے سے اور عراق بھوک سے تباہ ہو اور کوفہ محصور ہوگا اور فرات سے ان پر پانی روکا جائے گا اور بصرہ عراق کی طرف سے اور ابلہ کی بربادی دشمنوں سے ہوگی وہ بری و بحری راستوں سے ان کا محاصرہ کریں گے اور رَے کی تباہی دیلمیوں سے ہوگی۔ حتیٰ کہ خراسان و چین تباہ ہوں اور ہند و یمن ٹڈی اور سلاطین جابرہ سے تباہ ہوگا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی قحط اور بھوک سے ہلاک ہوگا۔ چنانچہ فرمایا اٰخِرُ قَرْيَةٍ فِي الْاِسْلَامِ خَرَابًا اَلْمَدِيْنَةُ۔ آخر اسلامی شہروں میں مدینہ کی خرابی ہے۔

پھر ایک جماعت حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو کر جہاد کو نکلے گی ادھر دجال کا خروج ہوگا جس کے فتنہ سے بچنے کے لیے بعض مخلص بیت المقدس اپنے امام کے پاس چلے جائیں گے اور باقی جو رہیں گے وہ ایک خوشگوار ہوا کے ذریعہ ہلاک ہو جائیں گے ایسے ایسے بہت سے واقعات جب ہو چکیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر انتقال فرما جائیں گے کہ پھر شرار الناس کے سوا کوئی نہ رہے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ صَحَّ اَنَّهٗ بَعْدَ مَوْتِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَجِيْئُ رِيْحٌ بَارِدَةٌ مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَا تَبْقٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ وَعَلَیْہِمْ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ۔

یہ صحیح ہے کہ بعد موت عیسٰی علیہ السلام ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف سے چلے تو جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا وہ بھی انتقال کر جائے گا تو روئے زمین پر شرار الناس رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت آئے گی۔

آخر یہ کہ حضر موت یا دریائے حضر موت سے ایک آگ نکلے قبل قیامت جس سے سب لوگ یک جا جمع ہوں۔

"کَانَ ذٰلِكَ فِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرًا۔ یعنی لوح محفوظ میں مسطور ہے۔"

" وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا اَنْ کَذَّبَ بِہَا الْاَوَّلُوْنَ۔ اور نہیں روکا ہمیں ایسی نشانیاں بھیجنے سے مگر یہ کہ جھٹلایا انہیں اگلوں نے۔"

احمد اور نسائی اور حاکم و طبرانی وغیرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ سَاَلَ اَھْلُ مَکَّۃَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّجْعَلَ لَھُمُ الصَّفَا ذَھَبًا وَاَنْ یُّنَحِّیَ عَنْھُمُ الْجِبَالَ فَیَزْدَرِعُوْا فَقِیْلَ لَہٗ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَسْتَاْنِیَ بِہِمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤْتِیَھُمُ الَّذِیْ سَاَلُوْا فَاِنْ کَفَرُوْا اُھْلِکُوْا کَمَا اُھْلِکَتْ مَنْ قَبْلَھُمْ مِنَ الْاُمَمِ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا بَلْ اَسْتَاْنِیْ بِہِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ نے حضور سے مطالبہ کیا تھا کہ صفا پہاڑ سونا کر دیا جائے اور پہاڑوں کو ہٹا دیا جائے کہ وہ میدانوں میں کاشت کریں تو حضور کو ارشاد الٰہی ہوا کہ اے محبوب اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کے اس مطالبہ کو رد کر دیا جائے اور اگر چاہتے ہیں تو ان کا مطالبہ پورا کر دیا جائے لیکن اس کے بعد بھی یہ کافر رہے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے جیسے امم ماضیہ ہلاک کر دی گئیں۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا نہیں ان کا مطالبہ ٹال دیا جائے تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور آیۂ کریمہ کے معنی یہ ہوئے اِنَّا لَا نُرْسِلُ الْاٰیٰتِ الْمُقْتَرَحَۃَ لِعِلْمِنَا بِاَنَّھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ عِنْدَھَا کَمَا لَمْ یُؤْمِنْ بِہَا مَنِ اقْتَرَحُوْھَا قَبْلَھُمْ فَیَکُوْنُ اِرْسَالُھَا عَبَثًا لَا فَائِدَۃَ فِیْہِ وَالْحَکِیْمُ لَا یَفْعَلُہٗ۔ یعنی ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجیں گے جو ہمارے علم میں انہیں ایمان کی طرف مائل نہ کریں جیسے پہلے ایمان نہیں لائے تو ایسے معجزات بھیجنا عبث ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں اور حکیم مطلق فعل عبث نہیں کر سکتا۔ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ۔ (روح المعانی۔ آلوسی)

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَۃَ مُبْصِرَۃً فَظَلَمُوْا بِہَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۔ اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے ظلم کیا اس پر اور ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو"۔

اَیْ مَا نُرْسِلُہَا اِلَّا تَخْوِیْفًا وَاِنْذَارًا بِعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔ یعنی ایسے معجزات ڈرانے اور خوف عذاب آخرت دلانے کے لیے ظاہر کیے جاتے ہیں

وَاسْتَظْہَرَ اَبُوْحَیَّانَ کَوْنَ الْمُرَادِ بِہَا الْاٰیَاتُ الَّتِیْ مُعْتَادُ الْہِلَالِ کَالْخُسُوْفِ وَالْکُسُوْفِ وَشِدَّۃِ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ وَالرِّیَاحِ وَالزَّلَازِلِ وَغُوْرِ مَاءِ الْعُیُوْنِ وَذِیَادَتِہَا عَلَی الْحَدِّ حَتّٰی یُغْرِقَ مِنْہَا بَعْضُ الْاَرْضِیْنَ۔

ابوحیان فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عذاب سے اول مہلت دی جاتی ہے۔ اس میں خسوف کسوف اور رعد شدید اور بجلی اور ہوائیں زلزلے اور چشموں کا ابلنا اس حد تک کہ اس سے بعض زمین والے غرق ہو جائیں

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُخَوِّفُ النَّاسَ بِمَا شَاءَ مِنْ اٰیَاتِہٖ لَعَلَّہُمْ یَنْتَہُوْنَ اَوْ یَتَذَکَّرُوْنَ وَیَرْجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی نشانیوں سے جسے چاہے ڈراتا ہے تاکہ وہ تذکیر حاصل کریں اور کفر سے لوٹ آئیں۔

وَذَکَرَ ابْنُ عَطِیَّۃَ اِنَّ اٰیَاتِ اللّٰہِ تَعَالَی الْمُعْتَبَرَ بِہَا ثَلٰثَۃُ اَقْسَامٍ

قِسْمٌ عَامٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ۔

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

وَھُنَاکَ فِکْرَۃُ الْعُلَمَاءِ۔

آیات الٰہی کا تین قسموں پر اعتبار ہے۔

ایک قسم عام ہے ہر شے میں۔

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

اور یہاں علماء کا فکر ہی کام کرتا ہے۔

وَقِسْمٌ مُعْتَادٌ کَالرَّعْدِ وَالْکُسُوْفِ وَھُنَاکَ فِکْرَۃُ الْجَہَلَۃِ۔

اور ایک قسم معتاد ہے مثل رعد اور کسوف کے اور یہاں عوام جہلاء کا فکر ہوتا ہے۔

وَقِسْمٌ خَارِقُ الْعَادَۃِ۔

اور ایک قسم خارق عادات امور سے ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آلوسی فرماتے ہیں وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَۃَ بِاقْتِرَاحِھِمْ عَلٰی نَبِیِّھِمْ صَالِحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَخْرَجْنَاھَا لَھُمْ مِنَ الصَّخْرَۃِ۔ یعنی قوم ثمود کو ناقہ ان کے مطالبہ کے موجب ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام پر بھیجا اور اسے پہاڑ کی چٹان سے نکالا۔ تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور گمراہی کے اندھیرے سے باہر نکلیں۔

فَظَلَمُوْا بِھَا اَیْ فَکَفَرُوْا بِھَا وَجَحَدُوْا کَوْنَھَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِتَصْدِیْقِ رَسُوْلِہٖ تو انہوں نے ظلم کیا اس کے ساتھ اور اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ماننے سے منکر ہو گئے اور اپنے رسول کی تصدیق سے انکار کیا۔ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو جلد آنے والے عذاب سے۔ آگے فرماتے ہیں۔

اَیْ لَمْ یَکْتَفُوْا بِمُجَرَّدِ الْکُفْرِ بِھَا بَلْ فَعَلُوْا بِھَا مَا فَعَلُوْا مِنَ الْعَقْرِ اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ وَعَرَّضُوْھَا لِلْھَلَاکِ بِسَبَبِ عَقْرِھَا۔ انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ وہ کچھ کیا جو کیا۔ کونچیں کاٹ کر اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ہلاکت کے لیے اپنے کو پیش کر دیا۔

تو اگر ہم نے قریش مکہ اور کفار تہامہ کا مطالبہ پورا کر دیا اور وہ پھر بھی ایمان نہ لائیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں تو یہ سب ہلاک ہی کیے جائیں لہذا ایسا ہم نہیں چاہتے۔

"وَاِذْ قُلْنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ۔ اور ہم نے کہا آپ کو کہ بے شک تمہارا رب سب لوگوں پر محیط ہے۔"

اور وہ سب پر غالب ہے اور اس کے قبضۂ قدرت میں سب عالم ہے آپ تکلیف تبلیغ فرماتے رہیں اور کسی کا خوف نہ کریں اللہ تعالےٰ آپ کا نگہبان ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فَلَا یَخْفٰی عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ شَیْءٌ مِنْ اَحْوَالِھِمْ وَاَفْعَالِھِمُ الْمَاضِیَۃِ وَالْمُسْتَقْبِلَۃِ مِنَ الْکُفْرِ وَالتَّکْذِیْبِ تو اللہ تعالےٰ پر ان کے احوال و افعال ماضیہ اور مستقبلہ کفر و تکذیب میں روشن ہے۔

"وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُھُمْ فَمَا یَزِیْدُھُمْ اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا۔ اور ہم نے نہ کیا وہ مشاہدہ جو آپ نے کیا مگر فتنہ و آزمائش لوگوں کے لیے اور وہ درخت لعنت کیا گیا قرآن میں اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں کچھ زیادہ نہیں ہوتا مگر سرکشی بڑی۔"

یعنی وہ معائنہ عجیبہ تو شب معراج بحالت بیداری آپ نے کیا نہیں تھا مگر اہل مکہ کی آزمائش

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ چنانچہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کو واقعۂ معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور ان کے ساتھ بعض مسلمان بھی مرتد ہو گئے اور تمسخر کرتے ہوئے عمارت بیت المقدس کا نقشہ دریافت کرنے لگے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کفار مکہ آپ کو ساحر کہنے لگ گئے۔

بعض ابو جہل جیسے وہ تھے جو زقوم کے درخت کا سن کر کہ وہ جہنم میں ہے انکاری ہوتے اور ابو جہل تو یہ بھی کہنے لگ گیا کہ ادھر جہنم کی آگ سے ہمیں ڈرایا جا رہا ہے اور ادھر زقوم کے درخت کی نشو ونما آگ میں بتائی جا رہی ہے جو چیز انسان کو جلا دے گی وہ درخت کو کیسے چھوڑ سکتی ہے اسے عقل نہیں مانتی۔

حالانکہ وہ آگ جو دنیا میں انسان کو جلا دیتی ہے اس میں سمندل کیڑا پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے۔ بلاد ترک میں اس کی اون کے تولیے بناتے ہیں جو میلے ہونے پر آگ میں صاف کر لیے جاتے ہیں۔

شتر مرغ کے متعلق مشہور ہے کہ انگارے کھاتا ہے اور وہ اس کی غذا ہوتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے کشف المحجوب میں آتش فشاں پہاڑوں کا تذکرہ فرما کر لکھا کہ اس آتش فشاں پہاڑ میں چوہا دیکھا گیا جو آگ میں زندہ رہتا ہے اور باہر نکالو تو مرجاتا ہے کشف المحجاب احد عشر۔ تو آگ میں درخت کی نشو ونما کر دینا قادر قیوم کی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہے۔

تو ارشاد ہے ہم نے انھیں دینی و دنیوی امور سے ڈرایا تو ان کی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ اور ہدایت قبول نہ کی۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا مَا عَايَنَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مِنَ الْعَجَائِبِ السَّمَاوِيَّةِ وَالْاَرْضِيَّةِ كَمَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَجَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رویا سے مراد وہ ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ اسرٰے میں عجائبات سماویہ وارضیہ کا معاینہ فرمایا۔

وَهِيَ عِنْدَ كَثِيْرٍ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ مُطْلَقًا۔ اکثر کے نزدیک رویا بمعنی مطلق رویت ہے۔

وَقَالَ بَعْضٌ هِيَ حَقِيْقَةٌ فِيْ رُؤْيَا الْمَنَامِ وَرُؤْيَا الْيَقْظَةِ لَيْلًا وَالْمَشْهُوْرُ اخْتِصَاصُهَا لُغَةً بِالْمَنَامِيَّةِ وَبِذٰلِكَ تَمَسَّكَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِسْرَاءَ كَانَ مَنَامًا وَفِي الْاٰيَةِ مَا يَرُدُّ عَلَيْهِ وَالْقَائِلُوْنَ بِهٰذَا الْمَشْهُوْرِ الَّذِيْ ذَهَبُوْا اِلٰى اَنَّهُ كَانَ يَقْظَةً كَمَا هُوَ الصَّحِيْحُ۔

بعض نے کہا یہ حقیقت ہے کہ رویا منام اور رویا یقظہ کے ساتھ رات کے اقل قلیل حصہ میں ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مشہور از روئے لغت رویا مخصوص منام کے لیے ہے اس سے ان لوگوں نے تمسک کیا جن کا یہ گمان ہے کہ اسرا نومی تھی اور آیت اس پر رد کر رہی ہے۔

اور بڑی جماعت مشہور یہی کہتی ہے کہ یہ سیر جاگتے ہوئے ہی ہوئی اور یہی صحیح ہے۔

اور شجر ملعونہ کا عطف رویا پر ہے اور اس سے مراد کَمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَخَلْقٌ کَثِیْرٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا شَجَرَۃُ الزَّقُّوْمِ وَالْمُرَادُ بِلَعْنِہَا لَعْنُ طَاعِمِیْہَا مِنَ الْکَفَرَۃِ کَمَا رُوِیَ عِنْدَ الْبُخَارِیِّ ۔ اور تھوہر کے درخت کو ملعون کہنے سے مراد کافر ہیں جو اسے کھائیں گے۔

وَیُرَادُ بِاللَّعْنِ مَعْنَاہُ اللُّغَوِیُّ وَھُوَ الْبُعْدُ فَہِیَ لِکَوْنِہَا فِیْ اَبْعَدِ مَکَانٍ مِّنَ الرَّحْمَۃِ وَھُوَ اَصْلُ الْجَحِیْمِ الَّذِیْ نَبَتَ فِیْہِ مَلْعُوْنَۃٌ حَقِیْقَۃً۔

اور لعنت سے یہاں مراد معنی لغوی ہیں اور وہ بعد ہے تو وہ چونکہ رحمت سے بعید ترین ہوں گے اور وہ جہنم میں ہوں گے تو وہ ملعون حقیقی ہوئے۔

وَقِیْلَ تَقُوْلُ الْعَرَبُ لِکُلِّ طَعَامٍ مَّکْرُوْہٍ ضَارٍّ مَّلْعُوْنٌ اور ایک قول یہ ہے کہ محاورہ عرب میں ہر بدذائقہ مضر و مکروہ چیز کو ملعون بول دیتے ہیں اس لیے اسے بھی ملعون کہا گیا۔

اور اس سے بعض ضعیف الایمان گمراہ اور مرتد ہو گئے وہ عقلی مکابرہ کرنے لگ گئے باآنکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اَلنَّعَامَۃُ تَبْتَلِعُ الْجَمْرَ وَقِطَعَ الْحَدِیْدِ الْمُحْمَاۃِ الْحُمْرِ فَلَا تَضُرُّھَا شترمرغ انگارے نگل جاتا ہے اور لوہا سرخ ٹکڑے کر کے کھا جاتا ہے اور اسے وہ نقصان نہیں دیتا۔

وَالسَّمَنْدَلُ یُتَّخَذُ مِنْ وَبَرِہٖ مَنَادِیْلُ تُلْقٰی فِی النَّارِ اِذَا اتَّسَخَتْ فَیَذْھَبُ الْوَسَخُ وَتَبْقَی سَالِمَۃً وَمِنْ اَمْثَالِہِمْ فِیْ کُلِّ شَجَرَۃٍ نَارٌ۔ اور سمندل آگ میں پیدا ہو کر پرورش پاتا ہے اس کی اون لے کر تولیہ بنایا جاتا ہے اور جب وہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس سے میل جل جاتا ہے اور وہ صاف ستھرا نکال لیا جاتا ہے اور مثل اس کی ہر درخت میں آگ ہوتی ہے۔ اور یہ سب کچھ حضور کی تسلی کے لیے فرمایا ہے۔

اور بعض اس طرح تاویل کرتے ہیں کہ اَلرُّؤْیَا بِمَا رَاٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ مِنْ مَصَارِعِہِمْ کَمَا صُرِّحَ بِہٖ فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ وَصَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَرَدَ مَاءَ بَدْرٍ کَانَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ وَھُوَ یَضَعُ یَدَہُ الشَّرِیْفَۃَ عَلَی الْاَرْضِ ھٰہُنَا وَھٰہُنَا وَیَقُوْلُ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَھُوَ ظَاھِرٌ فِیْ کَوْنِ ذٰلِکَ مَنَامًا صحیح روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ بدر پر تشریف لائے تو فرما رہے تھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کفار کے مصارع اور حضور دست اقدس زمین پر رکھ کر فرما رہے تھے یہ فلاں کے تڑپنے کا مقام ہے یہ فلاں کے تڑپنے کا اور وہ بظاہر ایسا تھا کہ حضور نے خواب میں ملاحظہ فرمایا ہو۔ چنانچہ

يُرْوٰى اَنَّ قُرَيْشًا سَمِعَتْ بِمَا اُوْحِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَاْنِ بَدْرٍ وَمَا اَرٰى فِيْ مَنَامِهٖ مِنْ مَصَارِعِهِمْ فَكَانُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيَسْخَرُوْنَ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْفِتْنَةِ۔ مروی ہے کہ قریش نے سنا جو وحی ہوئی حضور کی طرف بدر کے معاملہ میں اور وہ خواب نہ تھا جس میں مشرکین کے تڑپنے کے مقامات ملاحظہ فرمائے تو مشرکین ہنستے اور تمسخر کرتے تھے۔ تو فتنہ سے یہ مراد ہے۔

اس کے علاوہ اور روایات بھی جو بنی امیہ کے متعلق ہیں بخوف طوالت وہ نہیں لکھی گئیں۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔

بامحاورترجمہ ساتواں رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ

اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا سجدہ کروں میں اسے جسے تو نے پیدا کیا مٹی سے۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۞

بولا دیکھ تو نے یہ جو مجھ سے معزز کیا تو نے۔ اگر تو نے مجھے مہلت دی قیامت تک تو ضرور میں پیس ڈالوں گا اس کی اولاد کو مگر تھوڑے۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۞

فرمایا چلتا بن جو تیرے پیرو ہوں ان میں سے تو بے شک جہنم ان کا بدلہ ہے بدلہ پورا۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا

اور انہیں پھسلا جس پر تو قدرت پائے ان میں سے اپنی آواز سے اور کھینچ لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھی ہو ان کے مالوں میں اور اولادیں۔ اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وعدہ دے انھیں اور نہیں شیطان کا وعدہ مگر نرا فریب۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝ بیشک میرے بندے ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کارساز۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ تمہارا رب وہ ہے کہ رواں کرتا ہے کشتی دریا میں تمہارے لیے تاکہ تلاش کرو اس کا فضل بے شک وہ ہے تم پر مہربان۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ اور جب پہنچے تمہیں دریا میں مصیبت تو بھول جاتے ہو اسے جسے پوجتے ہو مگر اسی کو تو جب نجات دیتا ہے وہ تمہیں خشکی کی طرف تو منہ پھیر لیتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ کیا تم بے خوف ہو اس سے کہ پھیر لے جائے تمہیں دوبارہ دریا میں تو بھیجے توڑنے والی آندھی تم پر ہوا سے تو غرق کر دے تمہیں کفر کے سبب پھر نہ پاؤ اپنے لیے کوئی ایسا جو ہمارا پیچھا کرے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو سوار کیا انہیں خشکی تری میں اور رزق دیا انہیں پاک چیزوں سے اور افضل کیا ہم نے انہیں بہت سی مخلوق سے فضیلت والا۔

حلِ لغات ساتواں رکوع سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَاِذْ۔ اور جب	قُلْنَا۔ کہا ہم نے	لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو کہ	اسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو	
لِاٰدَمَ۔ آدم کو	فَسَجَدُوْٓا۔ تو سجدہ کیا انہوں نے	اِلَّآ۔ مگر	اِبْلِيْسَ۔ ابلیس نے	
قَالَ۔ بولا	ءَاَسْجُدُ۔ کیا سجدہ کروں میں	لِمَنْ۔ اس کو جسے	خَلَقْتَ۔ پیدا کیا تو نے	

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طِيْنًا۔ مٹی سے | قَالَ۔ بولا | اَرَاَيْتَكَ۔ کیا دیکھا تو نے | هٰذَا۔ اس

الَّذِيْ۔ شخص کو جو | كَرَّمْتَ۔ بزرگی دی تو نے اسکو | عَلَیَّ۔ مجھ پر | لَئِنْ۔ اگر

اَخَّرْتَنِ۔ مہلت دی تو نے مجھے | اِلٰى۔ طرف | يَوْمِ۔ دن

الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے | لَاَحْتَنِكَنَّ۔ تو میں ضرور بیں ڈالوں گا | ذُرِّيَّتَهٗ۔ اسکی اولاد کو

اِلَّا۔ مگر | قَلِيْلًا۔ تھوڑے سے لوگوں کو | قَالَ۔ فرمایا | اذْهَبْ۔ چلا گیا

فَمَنْ۔ پھر جو | تَبِعَكَ۔ پیچھے لگے گا تیرے | مِنْهُمْ۔ ان میں سے | فَاِنَّ۔ تو بیشک

جَهَنَّمَ۔ دوزخ | جَزَآؤُكُمْ۔ بدلہ ہے تمہارا | جَزَآءً۔ بدلہ | مَّوْفُوْرًا۔ پورا

وَاسْتَفْزِزْ۔ اور پھسلا | مَنِ۔ جسے | اسْتَطَعْتَ۔ تو طاقت رکھتا ہے

مِنْهُمْ۔ ان میں سے | بِصَوْتِكَ۔ اپنی آواز سے | وَاَجْلِبْ۔ اور کھینچ لا | عَلَيْهِمْ۔ ان پر

بِخَيْلِكَ۔ اپنے سوار | وَرَجِلِكَ۔ اور اپنے پیادے | وَشَارِكْهُمْ۔ اور شرکت کر ان سے

فِي الْاَمْوَالِ۔ مالوں میں | وَالْاَوْلَادِ۔ اور اولاد میں | وَعِدْ۔ اور وعدہ دے

هُمْ۔ ان کو | وَمَا۔ اور نہیں | يَعِدُ۔ وعدہ دیتا | هُمُ۔ ان کو

الشَّيْطٰنُ۔ شیطان | اِلَّا۔ مگر | غُرُوْرًا۔ فریب کا | اِنَّ۔ بیشک

عِبَادِيْ۔ میرے بندے | لَيْسَ۔ نہیں ہے | لَكَ۔ تیرا | عَلَيْهِمْ۔ ان پر

سُلْطٰنٌ۔ کوئی غلبہ | وَكَفٰى۔ اور کافی ہے | بِرَبِّكَ۔ تیرا رب | وَكِيْلًا۔ کارساز

رَبُّكُمُ۔ تمہارا رب | الَّذِيْ۔ وہ ہے | يُزْجِيْ۔ جو چلاتا ہے | لَكُمُ۔ تمہارے لیے

الْفُلْكَ۔ کشتیاں | فِي الْبَحْرِ۔ دریا میں | لِتَبْتَغُوْا۔ تاکہ تلاش کرو | مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کا فضل

اِنَّهٗ۔ بیشک وہ | كَانَ۔ ہے | بِكُمْ۔ تم پر | رَحِيْمًا۔ مہربان

وَاِذَا۔ اور جب | مَسَّكُمُ۔ پہنچتی ہے تمہیں | الضُّرُّ۔ کوئی تکلیف | فِي الْبَحْرِ۔ دریا میں

ضَلَّ۔ بھول جاتے ہو | مَنْ۔ جسے | تَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہو تم | اِلَّا۔ مگر

اِيَّاهُ۔ خاص اسکو | فَلَمَّا۔ پھر جب | نَجّٰكُمْ۔ نجات دیتا ہے تمہیں | اِلَى۔ طرف

الْبَرِّ۔ خشکی کی | اَعْرَضْتُمْ۔ منہ پھیرتے ہو تم | وَكَانَ۔ اور ہے | الْاِنْسَانُ۔ انسان

كَفُوْرًا۔ ناشکرا | اَفَاَمِنْتُمْ۔ کیا مطمئن ہو تم | اَنْ۔ یہ کہ | يَّخْسِفَ۔ غرق کردے

بِكُمْ۔ تمہیں | جَانِبَ۔ کنارے | الْبَرِّ۔ خشکی پہ | اَوْ۔ یا

يُرْسِلَ۔ بھیجے | عَلَيْكُمْ۔ تم پر | حَاصِبًا۔ پتھروں کا مینہ | ثُمَّ۔ پھر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَا تَجِدُوْا۔ نہ پاؤ گے تم لَكُمْ۔ اپنے لیے وَكِيْلًا۔ کارساز اَمْ۔ کیا
اَمِنْتُمْ۔ تم مطمئن ہو اَنْ۔ یہ کہ يُّعِيْدَكُمْ۔ لوٹائے تمہیں فِيْهِ۔ اس میں
تَارَةً۔ ایک مرتبہ اُخْرٰى۔ اور فَيُرْسِلَ۔ پھر بھیجے عَلَيْكُمْ۔ تم پر
قَاصِفًا۔ توڑنے والی مِّنَ الرِّيْحِ۔ ہوا فَيُغْرِقَكُمْ۔ تو غرق کردے تم کو
بِمَا۔ بہ سبب كَفَرْتُمْ۔ کفر تمہارے کے ثُمَّ۔ پھر لَا تَجِدُوْا۔ نہ پاؤ گے تم
لَكُمْ۔ اپنے لیے عَلَيْنَا۔ ہم پر بِهٖ۔ اس کا تَبِيْعًا۔ پیچھا کرنے والا
وَلَقَدْ۔ اور بے شک كَرَّمْنَا۔ بزرگی دی ہم نے بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ آدم کی اولاد کو
وَحَمَلْنٰهُمْ۔ اور اٹھایا ہم نے ان کو فِى الْبَرِّ۔ خشکی میں وَالْبَحْرِ۔ اور دریا میں
وَرَزَقْنٰهُمْ۔ اور رزق دیا ہم نے ان کو مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزوں سے
وَفَضَّلْنٰهُمْ۔ اور بزرگی دی ہم نے ان کو عَلٰى كَثِيْرٍ۔ بہتوں پر مِّمَّنْ۔ ان سے جو
خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے تَفْضِيْلًا۔ بزرگی دینا۔

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا۔
اور جب ہم نے فرمایا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم (علیہ السلام) کو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں سجدہ کروں اسے جسے تو نے پیدا کیا مٹی سے"۔

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ پر آلوسی فرماتے ہیں تَحِيَّةً وَتَكْرِيْمًا لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یہ سجدہ تحیت تھا اور تکریم آدم علیہ السلام اس میں مقصود تھی۔

وَقِيْلَ الْمَعْنٰى اِجْعَلُوْهُ قِبْلَةً سُجُوْدِكُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدم علیہ السلام کو اپنے سجدہ کا قبلہ بناؤ اور بناؤ اپنے سجدہ کو اللہ تعالے کے لیے۔

فَسَجَدُوْا۔ تو سجدہ کیا تمام فرشتوں نے سوا ابلیس کے امتثال امر الٰہی میں اور ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا اور بولا میں کیسے سجدہ کروں اسے جسے تو نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ گویا اس نے قیاس فاسد کرکے کہا ءَاَسْجُدُ لَهٗ وَهُوَ طِيْنٌ اَىْ اَصْلُهٗ طِيْنٌ یعنی مٹی کو سجدہ کیسے کروں۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَّا قَلِیۡلًا۔ بولا اے میرے رب یہ جو تو نے اسے عزت بخشی مجھ پر اگر تو مہلت دے مجھے قیامت تک تو ضرور میں پیس ڈالوں اس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو۔

آلوسی فرماتے ہیں اَخۡبِرۡنِیۡ عَنۡ ھٰذَا الَّذِیۡ کَرَّمۡتَہٗ عَلَیَّ لِمَ کَرَّمۡتَہٗ عَلَیَّ وَاَنَا اَکۡرَمُ مِنۡہُ اس کے یہ معنی ہیں کہ شیطان نے بارگاہ حق میں عرض کی کہ الٰہی مجھے اس حقیقت سے تو مطلع فرما کہ یہ پتلۂ خاکی ہے جسے تو نے عزت بخشی مجھ پر تو کس وجہ میں عزت بخشی تو نے مجھ پر باآنکہ میں اس سے عزت والا ہوں۔ اس لیے کہ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ۔ میں آدم سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَاَنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ الۡمُقَرَّرَ فِیۡ اَرَاَیۡتَ بِمَعۡنٰی اَخۡبِرۡنِیۡ۔ یعنی اَرَاَیۡتَ بمعنی اَخۡبِرۡنِیۡ ہے یعنی مجھے بتا کے معنی ہیں۔

لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ۔ اگر تو مجھے مہلت دے قیامت تک۔ اور لَاَحۡتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗ یعنی انھیں جڑ سے اکھاڑ ڈالوں گا۔

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِیۡ اَبۡقَیۡتَنِیۡ حَیًّا اور اَخَّرۡتَ مَوۡتِیۡ اگر تو مجھے زندہ چھوڑ دے قیامت تک یا زندہ باقی رکھے یا میری موت مؤخر کر دے لَاَحۡتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗ تو آدم کی ذریت کو لَاَسۡتَاۡصِلَنَّھُمۡ وَاُھۡلِکَنَّھُمۡ بِالۡاِغۡوَاءِ جڑ سے اکھاڑ دوں گا اور اسے ہلاک کر ڈالوں گا گمراہ کر کے۔

محاورہ میں بولتے ہیں اِحۡتَنَکَ الۡجَرَادُ الۡاَرۡضَ اِذَا اَھۡلَکَ نَبَاتَھَا۔ فنا کر دیا ٹڈی نے زمین کو جبکہ وہ کھیت چاٹ جائے وَاحۡتَنَکَ فُلَانٌ مَالَ فُلَانٍ اِذَا اَخَذَہٗ وَاَکَلَہٗ۔ ہلاک کر دیا فلاں نے فلاں کا مال جب کہ اسے لے کر سب کھائے۔ شعراء نے بھی کہا۔

نَشۡکُوۡا اِلَیۡکَ سَنَۃً قَدۡ اَجۡحَفَتۡ   جُھۡدًا اِلٰی جُھۡدِنَا فَاَضۡعَفَتۡ

وَاحۡتَنَکَتۡ اَمۡوَالَنَا وَاَجۡفَلَتۡ

"اِلَّا قَلِیۡلًا" سے مراد مِنۡھُمۡ وَھُوَ الۡعِبَادُ الۡمُخۡلَصُوۡنَ الَّذِیۡنَ جَاءَ اِسۡتِثۡنَاؤُھُمۡ فِیۡ اٰیَۃٍ اُخۡرٰی۔ اس سے مراد اللہ کے مخلص بندے ہیں جَعَلَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمۡ مِنۡھُمۡ۔ اللہ تعالے نے شیطان لعین کے اس کلام پر بے نیازی کا مظاہرہ فرمایا اور جواب دیا۔

"قَالَ اذۡھَبۡ فَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡھُمۡ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمۡ جَزَآءً مَّوۡفُوۡرًا۔ فرمایا چلا بن تجھے نفخہ اولیٰ تک مہلت دی گئی، تو جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک ان سب کا بدلہ جہنم ہے پوری سزا۔

آیۂ کریمہ میں اِذۡھَبۡ بمعنی ذہاب نہیں بلکہ اس سے تخلیہ واہانت مراد ہے جیسے دوسری جگہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔ اُخْرُجْ فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ۔ نکل تو دھتکارا ہوا ہے یہ خروج بمعنی طرد وتخلیہ ہے اور ارشاد ہوا "وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اور بہکا پھسلا دے ان میں سے جس پر تو قدرت پائے اپنی آواز سے اور جمع کر ان پر اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کو اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انہیں وعدہ دے اور وعدہ نہیں دیتا انہیں مگر بڑا فریب"۔

اِسْتَفْزِزْ۔ فزّ سے ہے وَاَصْلُ مَعْنَى الْفَزِّ الْقَطْعُ وَمِنْهُ تَفَزَّزَ الثَّوْبُ اِذَا انْقَطَعَ۔ فزّ کے اصل معنی قطع کرنے کے ہیں محاورہ میں بولتے ہیں تَفَزَّزَ الثَّوْبُ جبکہ وہ قطع کر دیا جائے اور یُقَالُ اِسْتَفَزَّهُ اِذَا اسْتَخَفَّهُ فَخَدَعَهُ وَاَوْقَعَهُ فِيْمَا اَرَادَ مِنْهُ۔ اِسْتَفَزَّهُ اس جگہ بولتے ہیں جب کسی کو مخفی کر کے دھوکہ دیں اور جو اس سے ارادہ رکھیں اس میں اسے ڈال دیں۔

اور بِصَوْتِكَ کے معنی بِدُعَائِكَ اِلَى مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَوَسْوَسَتِكَ وَعُوِّضَ الدُّعَاءُ بِالصَّوْتِ تَحْقِيْرًا لَهُ حَتّٰى كَاَنَّهُ لَا مَعْنٰى لَهُ كَصَوْتِ الْحِمَارِ۔ بِصَوْتِكَ کے یہاں معنی ہیں اس بے معنی آواز کے جو خدا تعالے کی معصیت کی طرف بلائے اور اس سے تحقیر و توہین مراد ہے کہ صوت حمار یعنی گدھے کے رینگنے کے معنی میں فرمایا گیا۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ تَفْسِيْرَهُ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِيْرِ وَاللَّهْوِ وَاللَّعْبِ وَالْبَاطِلِ۔ یہاں صوت سے مراد گانا بجانا اور لہو لعب ہے۔

وَذَكَرَ الْغَزْنَوِيُّ اَنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْكَنَ وُلْدَ هَابِيْلَ عَلٰى جَبَلٍ وَوُلْدَ قَابِيْلَ اَسْفَلَهُ وَفِيْهِمْ بَنَاتٌ حِسَانٌ فَزَمَّرَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ يَتَمَالَكُوْا اَنِ انْحَدَرُوْا وَاقْتَرَنُوْا۔ غزنوی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے ہابیل کو پہاڑ کی بلندی پر ٹھہرایا اور دوسرے بیٹے قابیل کو نچلے حصہ پر اور ان میں حسین لڑکیاں تھیں تو شیطان نے مزامیر شروع کیا تو وہ بلندی سے نیچے اترنے اور اس کے قریب ہونے پر قادر نہ ہو سکے۔ چنانچہ ارشاد ہوا وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ جمع کر ان پر۔

ابن اعرابی کہتے ہیں اَيْ صِحْ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجَلَبَةِ وَهِيَ الصِّيَاحُ۔ یعنی چیخ ان پر اپنی چیخ سے اور اونچی آواز سے۔

وَقَالَ الزَّجَّاجُ اَجْلَبَ عَلَى الْعَدُوِّ جَمَعَ عَلَيْهِ الْخَيْلَ۔ یعنی دشمن پر اپنے گھوڑے جمع کیے

وَقَالَ اِبْنُ السِّكِّيْتِ جَلَبَ عَلَيْهِ۔ اَعَانَ عَلَيْهِ۔ ابن سکیت کہتے ہیں جَلَبَ عَلَيْهِ یعنی مدد کی اس کی

وَقَالَ اِبْنُ الْاَعْرَابِيِّ اَجْلَبَ عَلَى الرَّجُلِ اِذَا تَوَاعَدَهُ الشَّرَّ وَجَمَعَ عَلَيْهِ الْجَمْعَ۔ اَجْلَبَ کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنی کسی پر شر کی تیاری کرنا اور جماعتوں کو مجتمع کرنا ہے۔

بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَالْخَیْلُ یُطْلَقُ عَلَی الْاَفْرَاسِ خیل کا اطلاق گھوڑوں پر ہوتا ہے جیسے بعض غزوات میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ جس کے معنی یہ ہوئے اے خدا کے لشکر ہو سوار ہو جاؤ۔ اور وَرَجِلِکَ۔ پیادہ۔ سوار چنانچہ مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَقَتَادَۃَ قَالُوْا۔ اِنَّ لَہٗ خَیْلًا وَرَجِلًا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَمَا کَانَ مِنْ رَاکِبٍ یُقَاتِلُ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مِنْ خَیْلِ اِبْلِیْسَ وَمَا کَانَ مِنْ رَاجِلٍ یُقَاتِلُ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مِنْ رَجِلِ اِبْلِیْسَ۔

شیطان کے سوار اور پیادہ جن و انس سے ہیں تو جو سوار معصیت الٰہی میں مقابلہ کریں وہ خیل ابلیس ہیں اور جو پیادہ پا معصیۃ اللہ میں مقابلہ کریں وہ پیادہ فوج شیطان سے ہیں۔

چنانچہ بعض نے صاف فرمادیا کہ لَیْسَ لِلشَّیْطَانِ خَیْلٌ وَلَا رِجَالَۃٌ وَاِنَّمَا ھُمَا کِنَایَتَانِ عَنِ الْاَعْوَانِ وَالْاَتْبَاعِ مِنْ غَیْرِ مُلَاحَظَۃٍ لِکَوْنِ بَعْضِھِمْ رَاکِبًا وَبَعْضِھِمْ مَاشِیًا۔

شیطان کے سوار اور پیادہ نہیں بلکہ اس میں کنایہ ہے اس کے مددگار اور پیروکاروں کی طرف بلالحاظ تو سوار بھی ان میں ہیں اور پیادہ پا بھی۔

وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ سے مراد یہ ہے کہ انہیں آمادہ کر کسب مَالَا یَنْبَغِیْ کی طرف اور خرچ میں بھی مالاینبغی کی طرف مائل کر۔ کسب مالاینبغی سود۔ جوا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ رشوت۔ دھوکے بازی اور تمام حرام طریقہ سے کمانا اور مال جمع کرنا ہے۔

اور صرف مالاینبغی، زنا۔ گانا بجانا۔ کنجریاں نچانا۔ سینما میں روپیہ برباد کرنا۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا۔ سوائب و بحائر بنا کر چھوڑنا وغیرہ وغیرہ مالاینبغی خرچ کرنا ہے اور یہ سب بقول زجاج شیطان لعین کی شرکت سے ہیں۔

اولاد میں شرکت اس طرح کہ حرام طریقے سے اولاد حاصل کرنا۔

اور عِدْھُمْ۔ انہیں وعدہ دینا اپنی پیروی کے معاوضہ میں۔

• وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اور نہیں شیطان کے وعدے مگر نرے فریب"۔

کہ آج وہ سبز باغ دکھا کر گمراہ کر رہا ہے، میدان حشر میں کہہ دے گا فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنی جانوں کو ملامت کرو کہ تم نے میری مانی اور قرآن کی اور صاحب قرآن کی نہ مانی۔ اب آگے ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا۔ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور اے محبوب آپ کا رب کام بنانے والا ہے وہی آپ کو کافی ہے"۔

وہی خاص بندوں کو محفوظ رکھے گا اور مکائد شیطانی اور مکائد رد فع فرمائے گا۔

سلطان کے معنی تسلط و قدرت کے ہیں اور

وَکِیْلًا میں کاف تخاطب کا اَیُّہَا النَّبِیُّ اور اَیُّہَا الْاِنْسَانُ وَکِیْلًا کے معنی دیتا ہے فَہُوَ جَلَّ جَلَالُہٗ یَدْفَعُ کَیْدَ الشَّیْطَانِ وَ یَحْفَظُ مِنْہُ۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

فَاسْتَدَلَّ بِالْاٰیَۃِ عَلٰی اَنَّ الْمَعْصُوْمَ مَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَنَّ الْاِنْسَانَ لَا یُمْکِنُہٗ اَنْ یَحْتَرِزَ بِنَفْسِہٖ عَنْ مَوَاقِعِ الضَّلَالِ وَاِلَّا لَقِیْلَ وَکَفٰی بِالْاِنْسَانِ وَکِیْلًا لِنَفْسِہٖ۔

اس آیت سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ معصوم عصمت الٰہی سے ہی ہے اور انسان اسے ممکن نہیں کہ اپنے نفس امارہ سے بچ سکے اور گمراہی سے محفوظ رہے اور اگر ایسا ہوتا تو یوں کہا جاتا کَفٰی بِالْاِنْسَانِ وَکِیْلًا لِنَفْسِہٖ۔ انسان کے لیے اس کا نفس ہی وکیل کافی ہے۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ارشاد ہوا۔ آگے ارشاد ہے

"رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا۔ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لیے رواں کرتا ہے کشتی دریا میں کہ ڈھونڈ و اس کے فضل سے بے شک وہ تم پر مہربان ہے"

یُزْجِیْ، ازجاء سے ہے وَاَصْلُ الْاِزْجَاءِ السَّوْقُ حَالًا بَعْدَ حَالٍ وَالْمُرَادُ بِہِ الْاِجْرَاءُ ازجاء ایک حال سے دوسرے پر چلانا ہے۔

تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے ھُوَ الَّذِیْ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی الْقَادِرُ الْحَکِیْمُ الَّذِیْ یُجْرِیْ لِنَفْعِکُمُ السُّفُنَ فِی الْبَحْرِ بِالرِّیْحِ اللَّیِّنَۃِ وَبِالْاٰلَاتِ۔ وہ ذات پاک قادر حکیم جاری کرتی ہے تمہارے نفع کے لیے کشتیاں دریا میں نرم ہوا سے اور آلات سے۔ جیسے کشتی بادبانی لانچ، دخانی جہاز وغیرہ۔

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ تاکہ اس سے دریا عبور کر کے اپنے تجارتی منافع ڈھونڈو اور فراخی حاصل کرو اور حج اور غزوات میں جاؤ۔

اِنَّہٗ کَانَ۔ وہ ازل سے ابد تک تم پر مہربان ہے حتیٰ کہ ہر وہ چیز تمہارے لیے مہیا فرماتا ہے جس کی تمہیں ضرورت ہو اور اس کا فضل اس کی صفات سے ایسا عام ہے کہ رحیم اور رحمٰن دنیا میں ہے یا رحمان دنیا میں اور رحیم آخرت میں۔

"وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِیَّاہُ فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَکَانَ الْاِنْسَانُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَفُوْرًا - اور جب تمہیں پہنچے مصیبت دریا میں تو بھول جاتے ہو انہیں جنہیں پوجتے ہو مگر وہی ایک اللہ
تو جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا ہے"۔
ضَلَّ کا محاورہ عرب میں متعدد معنی کے اندر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اور
یہاں بھی مختصراً پھر بیان کر دیتے ہیں۔
ضَلَّ۔ اَیْ ذَهَبَ عَنْ خَوَاطِرِكُمْ كُلُّ مَنْ تَدْعُوْنَهٗ وَتَرْجُوْنَ نَفْعَهٗ فَلَا تَذْكُرُوْنَهٗ۔ یعنی تمہارے
ذہنوں سے وہ سب نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا پوجتے پکارتے تھے اور ان سے امید نفع
رکھتے تھے ایسی مصیبت کے وقت وہ یاد نہیں آتے اِلَّا اِیَّاهُ مگر صرف وہی جل وعلا یاد رہتا ہے تو ضَلَّ
کے معنی بھولنے، گم کرنے، بے خبر ہونے، رائیگاں اور عبث ہونے، گمراہ ہونے وغیرہ کے ہوتے ہیں
ایسے ہی۔
دَعَا۔ دَعْوٰی۔ تَدْعُوْا۔ اُدْعُوْا۔ تَدْعُوْا کی تصریح بھی گذر چکی ہے جو پکارنے، پوجنے، جمع کرنے
بلانے وغیرہ کے معنی میں مستعمل ہے تو اس مصیبت سے جب تمہیں نجات مل جاتی ہے اور خشکی میں آ جاتے
ہو تو پھر وہی پتھر کے بت تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور انہی کو پوجنے لگتے ہو۔ اور یہ انسان کی جبلی
ناشکری ہے۔
"اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا۔
کیا تم بے خوف ہوا اس سے کہ وہ تمہیں خشکی کے کسی کنارہ کے ساتھ دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ بھیجے پھر تم اپنا
حمایتی نہ پاؤ"۔
خسف کہتے ہیں اعماق ارضیہ میں غائب ہونے کو کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیْ اَنْ یُّغَیِّبَهٗ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَذْهَبَ
بِهٖ فِیْ اَعْمَاقِ الْاَرْضِ۔
وَفِی الْقَامُوْسِ خَسَفَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ الْاَرْضَ غَیَّبَهٗ فِیْهَا۔ فلاں کو اللہ نے دھنسا دیا زمین میں
یعنی غائب کر دیا اس میں۔
وَهُوَ الْمَخْسُوْفُ لِاَنَّهٗ تُغَیِّبُ تَحْتَ التُّرَابِ كَمَا اَنَّ الْغَرَقَ تُغَیِّبُ تَحْتَ الْمَاءِ۔ خسف میں انسان
مٹی میں غائب ہو جاتا ہے جیسے غرق ہونے والا پانی میں غائب ہو جاتا ہے۔
"وَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا"۔ اور بھیجے تم پر کنکریوں کی بارش"۔
اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ هُوَ مَطَرُ الْحِجَارَةِ اَیْ مَطَرًا یَحْصِبُكُمْ اَیْ یَرْمِیْكُمْ
بِالْحَصْبَاءِ وَهُوَ صِغَارُ الْحِجَارَةِ۔ ابن عباس فرماتے ہیں حاصب کنکروں کی بارش ہے یعنی وہ بارش جو کنکریاں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مارے اور حصباء چھوٹے کنکروں کو کہتے ہیں

وَقَالَ الْفَرَّاءُ اَلْحَاصِبُ الرِّيْحُ الَّتِيْ تَرْمِيْ بِالْحَصْبَاءِ۔ فراء صاحب اس آندھی کو کہتے ہیں جو کنکریاں پھینکتی چلے۔

وَقَالَ الزَّجَّاجُ۔ هُوَ التُّرَابُ الَّذِيْ فِيْهِ الْحَصْبَاءُ۔ اس سے وہ مٹی مراد ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے ہوں۔

فرزدق ابوالفراس کہتا ہے ؎

مُسْتَقْبِلِيْنَ شَمَالَ الشَّامِ تَضْرِبُهُمْ   بِحَاصِبٍ كَنَدِيْفِ الْقُطْنِ مَنْثُوْرٍ

وہ شام کی شمالی ہوا کے رخ چلتے ہیں تو وہ ان پہ کنکریاں پھینکتی ہے جیسے کپاس کے بنولے جو پھیلے ہوئے ہوں۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ اوپر سے ایسی آندھی کا آنا جس میں سنگریزے اڑ کر آئیں وہ غرق سے بھی زیادہ شدید ہے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں فِيْ وَصْفِ الرِّيْحِ بِالرَّمْيِ بِالْحَصْبَاءِ اِنَّهٗ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّتِهَا۔ ریح سے مراد وہ شدید آندھی ہے جو کنکر اڑا کر مار رہی ہو۔

جیسے قارون کو دھنسایا گیا، مقصد یہ ہے کہ خشکی و تری سب تحت قدرت الٰہی ہے جیسے وہ سمندر میں غرق کرنے اور بچانے پر قادر ہے خشکی میں بھی زمین کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے پر قادر ہے۔ قوم لوط کا عذاب بھی اس کی نظیر ہے۔ بہر حال خشکی اور تری ہر جگہ بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے۔ آگے ارشاد ہے "اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا۔ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ لے جائے تمہیں دوبارہ اسی دریا میں پھر تم پر آندھی توڑنے والی بھیجے تو غرق کر دے تمہیں تمہارے کفر کے سبب پھر نہ پاؤ تم ہمارے مقابلہ میں کوئی اپنا ناصر و مددگار"۔

قَاصِفٌ۔ وَهِيَ الرِّيْحُ الشَّدِيْدَةُ الَّتِيْ تَقْصِفُ مَا تَمُرُّ بِهٖ مِنَ الشَّجَرِ۔ قاصف وہ ہوا ہے جو اپنی شدت کے سبب درختوں کو ٹکرا دیتی ہے۔

اَوِ الَّتِيْ لَهَا قَصِيْفٌ وَهُوَ الصَّوْتُ الشَّدِيْدُ كَاَنَّهَا تَتَقَصَّفُ اَيْ تَتَكَسَّرُ۔ یا اسے قاصف کہتے ہیں جس ہوا میں سخت مہیب آواز ہوتی ہے اور وہ توڑ ڈالتی ہے ہر چیز کو ٹکرا کر۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ الْقَاصِفُ مِنَ الرِّيْحِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلرِّیْحُ الَّتِیْ تُغْرِقُ۔ قاصف اس طوفانی آندھی کو کہتے ہیں جو غرق کردے۔
وَقِیْلَ الرِّیْحُ الْمُھْلِکَۃُ فِی الْبَرِّ حَاصِبٌ وَالرِّیْحُ الْمُھْلِکَۃُ فِی الْبَحْرِ قَاصِفٌ وَالْعَاصِفُ کَالْقَاصِفِ
ایک قول یہ ہے کہ خشکی میں ہلاک کرنے والی آندھی عاصف ہے اور دریا میں غرق کردینے والا طوفان قاصف اور عاصف اور قاصف ہم معنی ہیں۔
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِہٖ تَبِیْعًا۔ اَیْ نَصِیْرًا۔ ہمارے مقابل تمہیں تمہارا کوئی ناصر نہ ملے۔
" وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۔ اور بے شک عزت دی ہم نے اولاد آدم کو اور سوار کیا ہم نے انہیں خشکی اور تری میں اور رزق دیا ہم نے انہیں پاک چیزوں سے اور افضل کیا ہم نے انھیں بہت سی مخلوق سے فضیلت میں"۔
کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ پر بارہ اقوال ہیں۔
۱:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَرَّمَھُمْ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بِالْعَقْلِ۔ اللہ تعالے نے بنی آدم کو عقل کے ساتھ عزت دی۔
۲:۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِتَنَاوُلِھِمُ الطَّعَامَ بِاَیْدِیْھِمْ لَا بِاَفْوَاھِھِمْ۔ ہاتھ سے کھانا کھانے سے عزت دی کہ انسان منہ سے نہیں کھاتا جانوروں کی طرح۔
۳:۔ وَعَنِ الضَّحَّاکِ بِالنُّطْقِ۔ کلام سے عزت دی۔
۴:۔ وَعَنْ عَطَاءٍ بِتَعْدِیْلِ الْقَامَۃِ وَامْتِدَادِھَا۔ قد کا اعتدال پر رکھنا اور اس کے بڑھنے سے عزت دی۔
۵:۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِالْمَطَاعِمِ وَاللَّذَّاتِ۔ کھانے اور لذیذ اشیاء سے عزت دی۔
۶:۔ وَعَنْ یَمَانٍ بِحُسْنِ الصُّوْرَۃِ۔ اچھی صورت عطا فرما کر عزت دی۔
۷:۔ وَعَنِ ابْنِ جَرِیْرٍ بِالتَّسَلُّطِ عَلٰی غَیْرِھِمْ مَعْنَی الْخَلْقِ وَاسْتِخْبَارِہٖ۔ اپنے سے غیر پر تسلط اور اس کے مسخر کرنے سے عزت دی۔
۸:۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ بِجَعْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ۔ حضور کی ذات اقدس کو انسان میں سے بنا کر عزت دی۔
۹:۔ وَقِیْلَ بِخَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَبَاھُمْ اٰدَمَ بِیَدِہٖ۔ آدم علیہ السلام ابو البشر کو ید قدرت سے تخلیق فرما کر عزت دی
۱۰:۔ وَقِیْلَ بِتَدْبِیْرِ الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ۔ تدبیر معاش و معاد سکھا کر عزت دی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۱:۔ وَقِیْلَ بِالْخَطِّ۔ چہرہ پر خط مزین فرما کر عزت دی

۱۲:۔ وَقِیْلَ بِاللِّحْیَۃِ لِلرَّجُلِ وَالذُّؤَابَۃِ لِلْمَرْاَۃِ۔ مرد کو ڈاڑھی سے اور عورت کو گیسوؤں سے عزت دی

وَحَمَلْنٰہُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ قِیْلَ الْمُرَادُ مِنْ حَمْلِہِمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ جَعْلُہُمْ قَادِرِیْنَ فِیْہِمَا بِاَنْ لَمْ یَخْسِفْ بِہِمُ الْاَرْضَ وَلَمْ یُغْرِقْہُمْ بِالْمَاءِ۔ اس سے یہ مراد ہے خشکی اور تری زمین اور دریا میں انہیں ایسے گذارا کہ زمین میں خسف نہیں ہوتے اور دریا میں غرق نہیں ہوتے۔

وَرَزَقْنٰہُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ اَیْ فُنُوْنِ النِّعَمِ وَضُرُوْبِ الْمُسْتَلَذَّاتِ مِمَّا یَحْصُلُ بِصُنْعِہِمْ وَبِغَیْرِ صُنْعِہِمْ مِنَ الْمَاکُوْلَاتِ وَالْمَلْبُوْسَاتِ وَالْمَفْرُوْشَاتِ الْمُقْتَنِیَاتِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔ یعنی نعماء الٰہی اور النعمۃ لذیذہ سے رزق دیا گیا جس میں وہ اپنی صنعتوں سے اور بلا صنعت کھانے کی پہننے کی بچھانے کی سجانے کی اشیاء حاصل کرتا ہے اور اسے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

اس آیۂ کریمہ میں پہلے تکریم پھر تفضیل فرمائی گئی۔ آلوسی فرماتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کے بیان فرمانے سے فَلَابُدَّ مِنْ فَرْقٍ بَیْنَ التَّکْرِیْمِ وَالتَّفْضِیْلِ لِئَلَّا یَلْزَمَ التَّکْرَارُ۔ لازمی فرق ہونا چاہیے تکریم اور تفضیل میں تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ پھر اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ تَعَالٰی فَضَّلَ الْاِنْسَانَ عَلٰی سَائِرِ الْحَیَوَانَاتِ بِاُمُوْرٍ خَلْقِیَّۃٍ طَبْعِیَّۃٍ ذَاتِیَّۃٍ مِثْلَ الْعَقْلِ وَالنُّطْقِ وَالْخَطِّ وَالصُّوْرَۃِ الْحَسَنَۃِ وَالْقَامَۃِ الْمَدِیْدَۃِ ثُمَّ اِنَّہٗ عَزَّوَجَلَّ عَرَّضَہٗ بِوَاسِطَۃِ الْعَقْلِ وَالْفَہْمِ لِاکْتِسَابِ الْعَقَائِدِ الْحَقَّۃِ وَالْاَخْلَاقِ الْفَاضِلَۃِ۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو تمام حیوانات پر امور خلق طبعی ذاتی میں فضیلت عطا فرمائی۔ عقل، نطق اور خط اور صورت حسن قامت موزوں کے ساتھ اور بواسطہ عقل و فہم کے اکتساب عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ کی توفیق دی۔

وَالثَّانِیْ ھُوَ التَّفْضِیْلُ اور دوسری تفضیل ہے جس کے ذریعہ وہ نجات اخروی اور قرب حق حاصل کرتا ہے تو اس نعمت کے سبب اس پر لازم ہے کہ شکر گذار ہو اور شرک سے اجتناب کرے اور اس امر پر غور کرے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا کیوں پیدا فرمایا پھر اللہ تعالےٰ کی توحید میں رہے اور شرک سے اجتناب رکھے۔ انتہی مختصراً

"عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۔ انہیں اکثر مخلوق سے افضل کیا"۔

حسن کہتے ہیں کہ یہاں کثیر سے مراد کل ہے اس لیے کہ اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی نظیریں موجود ہیں وَاَکْثَرُھُمْ کَاذِبُوْنَ اور وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا۔ یہاں بھی اکثر بمعنے کل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ لہذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں اور خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحاء بشر عوام ملائکہ سے۔

حدیث میں ہے کہ مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اطاعت پر مجبول ہیں کیونکہ ان کی جبلت اور سرشت ہی اطاعت ہے۔ ان میں نہ عقل ہے نہ شہوت اور بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت و عقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ بہائم سے بدتر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا

جس دن ہم بلائیں گے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ تو جو دیا گیا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں تو یہ لوگ پڑھیں گے اپنا اعمال نامہ اور نہ ظلم کیا جائے گا ان پر دھاگے برابر۔

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا

اور جو ہوا اس زندگی میں اندھا تو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بہت زیادہ گمراہ۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا

اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں لغزش دیتے اس سے جو وحی کی ہم نے تمہیں کہ تم ہماری طرف افترا کرو اس کے سوا اور اگر ایسا ہوتا تو وہ تمہیں اپنا دوست بنا لیتے۔

وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑے جھکتے۔

إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا

اور اگر ایسا ہوتا تو تم کو دو چند زندگی اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر نہ پاتے تم ہم پر اپنا کوئی مددگار۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا

اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں لغزش دیتے اس زمین سے تاکہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

طریقہ ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم نہ پاؤ گے ہمارا دستور بدلتا ہوا۔

حلّ لُغات آٹھواں رکوع۔ سُورۃ بنی اسرائیل پ۱۵

يَوْمَ - جس دن   نَدْعُوْا - بلائیں گے ہم   كُلَّ - ہر   اُنَاسٍ - آدمی کو

بِاِمَامِهِمْ - ان کے امام کے ساتھ   فَمَنْ - پھر جو   اُوْتِيَ - دیا گیا

كِتٰبَهٗ - اپنا اعمال نامہ   بِيَمِيْنِهٖ - اپنے دائیں ہاتھ میں   فَاُولٰٓئِكَ - تو یہ لوگ   يَقْرَءُوْنَ - پڑھیں گے

كِتٰبَهُمْ - اپنی کتاب   وَلَا - اور نہ   يُظْلَمُوْنَ - ظلم کیے جائینگے   فَتِيْلًا - دھاگے برابر

وَمَنْ - اور جو   كَانَ - ہے   فِيْ هٰذِهٖ - اس دنیا میں   اَعْمٰى - اندھا

فَهُوَ - تو وہ ہوگا   فِي الْاٰخِرَةِ - آخرت میں   اَعْمٰى - اندھا   وَاَضَلُّ - اور گمراہ تر

سَبِيْلًا - رستے میں   وَاِنْ - اور بیشک   كَادُوْا - قریب تھے   لَيَفْتِنُوْنَكَ - کہ آپ کو

بچلا دیں   عَنِ الَّذِيْ - اس سے   اَوْحَيْنَا - جو وحی کی ہم نے   اِلَيْكَ - تیری طرف

لِتَفْتَرِيَ - تاکہ افترا کرے تو   عَلَيْنَا - ہم پر   غَيْرَهٗ - اس کے سوا   وَاِذًا - اور اس وقت

لَاتَّخَذُوْكَ - بنالیں تجھے   خَلِيْلًا - دوست   وَلَوْلَا - اور اگر نہ ہوتا   اَنْ - یہ کہ

ثَبَّتْنٰكَ - ثابت رکھتے ہم تجھے   لَقَدْ - تو یقینا   كِدْتَّ - قریب تھا تو کہ   تَرْكَنُ - مائل ہوجاتا

اِلَيْهِمْ - ان کی طرف   شَيْئًا - کچھ   قَلِيْلًا - تھوڑا سا   اِذًا - تو اس وقت

لَّاَذَقْنٰكَ - چکھاتے ہم تجھے   ضِعْفَ - دگنا عذاب   الْحَيٰوةِ - زندگی میں   وَضِعْفَ - اور دگنا

الْمَمَاتِ - موت میں   ثُمَّ - پھر   لَا تَجِدُ - نہ پائے گا تو   لَكَ - اپنے لیے

عَلَيْنَا - ہم پر   نَصِيْرًا - کوئی مددگار   وَاِنْ - اور بیشک   كَادُوْا - قریب تھے

لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ - کہ پھسلا دیں تجھے   مِنَ الْاَرْضِ - زمین سے   لِيُخْرِجُوْكَ - تاکہ نکالیں تجھے

مِنْهَا - اس سے   وَاِذًا - اور اس وقت   لَّا يَلْبَثُوْنَ - نہ ٹھہریں گے   خِلٰفَكَ - تیرے پیچھے

اِلَّا - مگر   قَلِيْلًا - تھوڑا   سُنَّةَ - طریقہ ہے   مَنْ - ان کا جن کو

قَدْ - یقینا   اَرْسَلْنَا - بھیجا ہم نے   مِنْ قَبْلِكَ - تجھ سے پہلے   مِنْ رُّسُلِنَا - اپنے رسولوں سے

وَلَا - اور نہ   تَجِدُ - پائے گا تو   لِسُنَّتِنَا - ہمارے طریقہ میں   تَحْوِيْلًا - کوئی تبدیلی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔ جس دن بلائیں گے ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ تو جو دیا گیا اپنا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں تو یہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامۂ عمل اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے دھاگے برابر"۔

قیامت کے دن تمام جماعتیں ان کے ساتھ بلائی جائیں گی جن کا اتباع وہ دنیا میں کرتے تھے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاٰيَةِ يُدْعٰى كُلُّ قَوْمٍ بِاِمَامِ زَمَانِهِمْ وَكِتَابِ رَبِّهِمْ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ۔ یعنی ہر قوم کو بلایا جائے گا ان کے زمانہ کے امام اور ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے ساتھ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اِمَامُ هُدًى وَاِمَامُ ضَلَالَةٍ۔ اس سے وہ امام زمان مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت دی ہو یا باطل کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر قوم اپنے اس سردار کے پاس جمع ہو گی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اس کے نام سے پکارا جائے گا جیسا کہ ابن جریر بہ طریق ابن عوفی راوی ہیں اِمَامُهُمْ كِتَابُ اَعْمَالِهِمْ فَيُقَالُ يَا اَصْحَابَ كِتَابِ الْخَيْرِ يَا اَصْحَابَ كِتَابِ الشَّرِّ۔ یعنی اے فلاں کی اتباع کرنے والو اے کتاب الخیر والو۔ اے کتاب الشر والو۔

تو وہ جو نیک ہوں گے اور دنیا میں صاحب بصیرت تھے اور راہ راست پر رہے انہیں ان کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے اور شوق سے پڑھیں گے۔

اور جو بدعمل کفار ہیں ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ انھیں دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور خوف عذاب سے اتنے بدحواس ہوں گے کہ پوری طرح پڑھنے پر بھی قادر نہ ہوں گے۔

وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔ اور وہ دھاگے برابر یا کھجور کی گٹھلی کی جھلی برابر ظلم نہ کیے جائیں گے یعنی ان کے ثواب اعمال میں ان سے ذرہ بھر کمی نہ ہو گی۔

فتیل کی تعریف آلوسی فرماتے ہیں هُوَ الْقِشْرُ الَّذِیْ فِیْ شَقِّ النَّوَاةِ سُمِّیَ بِذٰلِكَ عَلٰى هَيْئَتِهِ الشَّيْءُ الْمَفْتُوْلُ وَقِيْلَ هُوَ مَا تَفْتِلُهٗ بَيْنَ اَصَابِعِكَ مِنْ خَيْطٍ اَوْ وَسَخٍ وَيُضْرَبُ بِهِ الْمَثَلُ فِي الشَّيْءِ الْحَقِيْرِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کھجور کی گٹھلی پر جو جھلی سی ہوتی ہے اسے فتیل بولتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ دھاگہ جو انگلی سے بیٹتے وقت نوچ کر پھینکتے ہیں یا میل اور یہ مثال ہیں شے حقیر کے لیے مستعمل ہے۔

اور بامامِھم پر جو اقوال مختلفہ ہیں وہ یہ ہیں۔

وَلَعَلَّ وَجْہَہٗ کَوْنُ ذَالِكَ اِمَامَھُمْ اَنَّھُمْ مُتَّبِعُوْنَ لِمَا یَحْکُمُوْ بِہٖ مِنْ جَنَّۃٍ اَوْنَارٍ۔ جنت و دوزخ کے حکم پر اتباع کرنے والے مراد ہیں۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَابْنُ زَیْدٍ ھُوَ کِتَابُھُمُ الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْھِمْ۔ اس سے مراد وہ متبعین کتاب ہیں جو ان پر نازل ہوئی۔

وَاخْتَارَ ابْنُ عَطِیَّۃَ عُمُوْمَ الْاِمَامِ۔ عام ائمہ مراد ہیں

وَقِیْلَ الْمُرَادُ الْقُوٰی الْحَامِلَۃُ لَھُمْ عَلٰی عَقَائِدِ ھِمْ وَاَفْعَالِھِمْ کَالْقُوَّۃِ النَّظَرِیَّۃِ وَالْعَمَلِیَّۃِ وَالْقُوَّۃِ الْغَضَبِیَّۃِ وَالشَّھْوِیَّۃِ سَوَاءٌ کَانَتِ الشَّھْوَۃُ شَھْوَۃَ النُّقُوْدِ اَوِالضِّیَاعِ اَوِالْجَاہِ وَالرِّیَاسَۃِ دَ لِاِتِّبَاعِھِمْ لِمَا دَعَتْ اِمَامًا۔ اس سے مراد وہ قوتیں ہیں جو ان کو عقائد و افعال پر آمادہ کرتی ہیں جیسے قوت نظر و عملی اور قوت غضبی و شہوی۔ برابر ہے کہ وہ شہوت روپے پیسے کی ہو یا زمین کی یا جاہ اور ریاست کی چونکہ وہ اس کا اتباع کرتے ہیں اس لیے اسے امام کہا گیا۔

وَفِی الْکَشَّافِ اِنَّ مِنْ بِدَعِ التَّفَاسِیْرِ اَنَّ الْاِمَامَ جَمْعُ اُمٍّ کَخُفٍّ وَخِفَافٍ وَاِنَّ النَّاسَ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاُمَّھَاتِھِمْ۔ ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے وغیر ذالک۔

ایک حدیث میں ہے اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَکُمْ۔ قیامت کے دن تم اپنے نام اور اپنے باپ دادا کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے نام رکھا کرو۔ یعنی غلام محمد۔ غلام حسین۔ غلام نبی۔ عبدالرحمن۔ عبدالنبی۔ عبدالسلام۔ عبدالمنان۔ عبدالمجید اور خلیل احمد وغیرہ اور منھا۔ چنا۔ ساجہ۔ ماجہ۔ عیدا۔ جھنگا۔ منگا وغیرہ نام رکھ کر اپنے کو ذلیل نہ کرو۔

"وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا۔ اور جو اس زندگی میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور زیادہ گمراہ ہے"۔

یعنی جو دنیا میں معائنہ حق سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور گمراہی کی راہ پر اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر اور گمراہ رہا وہ آخرت میں بھی گمراہ ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہوتی ہے اور آخرت میں بدلہ اور جزاء عمل ہی ہے تو جیسا دنیا سے گیا ویسا ہی آخرت میں اسے بدلہ ملے گا۔

"وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور وہ (یعنی مشرک) قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تمہیں وحی کی کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا دوست بنا لیتے۔

شان نزول اس آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ

قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وفد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر آیا اور کہنے لگا اگر آپ تین باتیں منظور کر لیں تو ہم لوگ آپ کی بیعت کر سکتے ہیں۔

اول نماز میں سجدہ بھی نہ ہو اور رکوع بھی نہ ہو محض قیام رہے۔

دوسرے یہ کہ اپنے بت ہمارے ہاتھوں توڑے جائیں۔

تیسرے یہ کہ لات کو اگرچہ ہم نہ پوجیں گے مگر ایک سال تک اس پر جو چڑھاوے آئیں انہیں حاصل کریں گے۔

حضور نے فرمایا جس دین میں سجدہ اور رکوع نہیں اس میں کچھ بھلائی نہیں۔

اور بتوں کو تم توڑو یا نہ توڑو میں تمہیں مجبور نہیں کرتا مگر

لات وعزیٰ کے چڑھاوے لے کر نفع حاصل کرنے کی میں اجازت ہرگز نہ دوں گا۔

پھر وہ بولے حضور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہو تاکہ ہم فخر کر سکیں۔

اس میں اگر حضور کو اندیشہ ہو کہ عرب شکایت کریں گے تو آپ انھیں فرما دیں کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ علامہ آلوسی اس کے شان نزول میں چند روایتیں نقل فرماتے ہیں

وَنَقَلَہُ الزَّمَخْشَرِیُّ بِزِیَادَۃٍ وَنَقَلَ غَیْرُہٗ اَنَّھُمْ طَلَبُوْا ثَلَاثَ خِصَالٍ۔ عَدَمُ التَّجْبِیَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَکَسْرُ اَصْنَامِھِمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَتَمَتُّعُھُمْ بِاللَّاتِ سَنَۃً مِّنْ غَیْرِ اَنْ یَّعْبُدُوْ ھَا بَلْ لِیَاْخُذُوْا مَا یُھْدٰی لَھَا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُکُوْعَ فِیْہِ وَلَا سُجُوْدَ وَاَمَّا کَسْرُ اَصْنَامِکُمْ بِاَیْدِیْکُمْ فَذَالِکَ لَکُمْ وَاَمَّا الطَّاغِیَۃُ اللَّاتُ فَاِنِّیْ غَیْرُ مُمَتِّعِکُمْ بِھَا۔

یہاں تک تو وہ مضمون ہے جو بیان ہو چکا اس کے آگے یہ امر ہے۔

وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا بَالُکُمْ اٰذَیْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ لَا یَدَعُ الْاَصْنَامَ فِیْ اَرْضِ الْعَرَبِ فَمَا زَالُوْا بِہٖ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی

یہ جواب دے کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم حضور کو ستاتے ہو یہ کہہ کر کہ ارض عرب میں تم بتوں کو نہ چھوڑو گے آخر ش وہ اسی حال میں رہے۔ اور یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ قِیْلَ نَزَلَتْ فِیْ ثَقِیْفٍ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَدْخُلُ فِیْ اَمْرِكَ حَتّٰی تُعْطِیَنَا خِصَالًا نَفْتَخِرُ بِھَا عَلَی الْعَرَبِ لَا نُعْشَرُ وَلَا نُحْشَرُ فِی الصَّلٰوۃِ وَكُلُّ رِبًا لَنَا فَھُوَ لَنَا وَكُلُّ رِبًا عَلَیْنَا فَھُوَ مَوْضُوْعٌ عَنَّا وَتُمَتِّعُنَا بِاللَّاتِ سَنَۃً وَاَنْ تُحَرِّمَ وَادِیَنَا وَجًّا كَمَا حَرَّمْتَ مَكَّۃَ فَاِنْ قَالَتِ الْعَرَبُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَنِیْ۔

قبیلہ بنی ثقیف نے کہا کہ ہم تمہارے دین میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک آپ ہمارے لیے چند ممتاز خصلتیں نہ دیں جن پر ہم عرب کے مقابلہ میں فخر کریں نہ ہم عشر دیں نہ نمازوں میں آئیں اور ہمارا رب ہمارا رہے اور جو ہم پر رب مقرر ہو وہ ہمیں موضوع ہو اور ہم ایک سال لات سے متمتع رہیں اور ہمارے جنگلوں کو ایسے ہی محفوظ کیا جائے جیسے مکہ کی حرمت رکھی ہے اگر آپ سے عرب کہیں ایسا آپ نے کیوں کیا تو فرما دیجئے اللہ کا ایسا ہی حکم ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

" وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا۔ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھک جاتے اور ایسا ہوتا تو ہم تمہیں دگنی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے"۔

یعنی ان خیشاء حمقاء مشرکین کے مقابل آپ کا ثابت قدم رہنا ہماری طرف سے توفیق عینیہ سے تھا ورنہ انہوں نے تو اپنا داؤں چلا لیا تھا۔

تَرْكَنُ۔ رکون سے ہے جو ادنی میلان کے معنی دیتا ہے تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے اَیْ لَوْلَا ذٰلِكَ لَقَارَبْتَ اَنْ تَمِیْلَ اِلَیْھِمْ شَیْئًا یَسِیْرًا مِنَ الْمَیْلِ الْیَسِیْرِ لِقُوَّۃِ خَدْعِھِمْ اگر ہماری طرف سے حفاظت نہ ہوتی تو تم قریب تھا کہ ان کی طرف تھوڑے سے ضرور مائل ہو جاتے ان کی دھوکہ بازی کی قوت سے کہ وہ بڑی زبردست تھی

اور یہ حقیقت ہے کہ عصمت الٰہی کا ہی یہ اثر تھا کہ حضور ان کی طرف قطعاً مائل نہ ہوئے اور حضور کی شایان شان بھی یہی تھا۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰیَۃِ عَلٰی اَنَّ الْعِصْمَۃَ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عتابِ بنیہ۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا کہ عصمت انبیاء علیہم السلام بتوفیق الٰہی اور اس کی عنایت سے ہے جب اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ نازل ہوئی تو حضور نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔

اور ضعف الحیوٰۃ اور ضعف الممات پر آلوسی فرماتے ہیں وَفِیْ هٰذِهِ الشَّرْطِیَّةِ اِجْلَالٌ عَظِیْمٌ بِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَنْبِیْهٌ عَلٰی اَنَّ الْاَقْرَبَ اَشَدُّ خَطْرًا وَذَالِكَ اَنَّهٗ اُوْعِدَ بِضِعْفِ الْعَذَابِ عَلٰی مُقَارَبَتِهٖ اَدْنٰی رُكُوْنٍ۔

خلاصہ یہ کہ قرب کے اعتبار سے ادنیٰ میلان الی الغیر بھی موجب عتاب ہوتا ہے اور یہ حضور کی شان ارفع و اعلیٰ کے شایان ہے جیسے امہات المومنین سے خطاب ہوا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ فرمایا۔ بقول شاعر

غصہ میں بھی ہے مرتبہ دانی وہی ان کی　　　وہ مجھ پہ ستم ہے جو ستم سب کے سوا ہو

"وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے اتنا تنگ کردیں اور اکھاڑ دیں کہ تمہیں اس سے باہر کردیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے"۔

یَسْتَفِزُّوْنَكَ کے معنی ہیں یُزْعِجُوْنَكَ وَیَسْتَخِفُّوْنَكَ بِعَدَاوَتِهِمْ وَمَكْرِهِمْ۔

لغت میں صاحب منجد لکھتے ہیں زَعَجَهٗ۔ زَعْجًا۔ اَقْلَعَهٗ وَقَلَعَهٗ مِنْ مَكَانِهٖ طَرَدَهٗ یعنی اکھاڑ دینا اور نکال دینا اس کے معنی ہوتے ہیں۔ گویا زمین عرب سے نکال دینے کی طرف اشارہ فرمایا گیا اور وہ مکہ معظمہ کی زمین مراد ہے۔

وَكَانَ هٰذَا الْاِسْتِفْزَازُ بِمَا فَعَلُوْا مِنْ حَصْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الشِّعْبِ وَالتَّضْیِیْقِ عَلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَوَقَعَ ذَالِكَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاٰیَةِ كَمَا فِی الْبَحْرِ وَصَارَ سَبَبًا لِخُرُوْجِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا۔

اور یہ استفزاز وہی ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں گھیر کر تنگ کیا اور یہ بعد نزول آیۂ کریمہ ہوا اور یہی سبب ہجرت ہوا۔

چنانچہ اس کا شان نزول خازن میں یوں ہے کہ مشرکین نے اتفاق کرکے یہ فیصلہ کیا کہ حضور سرورِ عالم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرزمین عرب سے باہر کریں لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کا ارادہ پورا نہ ہونے دیا۔
اس کے بعد حضور کی ہجرت بحکم الٰہی ہوئی چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں وَقَدْ خَرَجَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا بِاَمْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَھٰذَا ھُوَ التَّفْسِیْرُ الْمَرْوِیُّ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ اَرَادَتْ قُرَیْشٌ ذَالِکَ وَلَمْ تَفْعَلْ لِاَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ اَرَادَ اِسْتِبْقَاءَھَا وَعَدَمَ اِسْتِیْصَالِھَا لِیُسْلِمَ مِنْھَا وَمِنْ اَعْقَابِھَا مَنْ یُسْلِمُ فَاَذِنَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْھِجْرَۃِ فَخَرَجَ بِاِذْنِہٖ لَا بِاِخْرَاجِ قُرَیْشٍ وَقَھْرِھِمْ۔
چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت بحکم الٰہی ہوئی اور یہی تفسیر مجاہد ہے وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے حضور کے نکالنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہ نکال سکے اس لیے کہ مشیت الٰہی حضور کو باقی رکھنے اور وہاں سے قریش کے ہاتھوں نہ نکالنے کی تھی۔ بعد میں حضور کو ہجرت کا حکم ہوا تو حضور بہ حکم الٰہی مکہ سے مدینہ تشریف لائے نہ کہ قریش کے نکالنے اور ان کے قہر کرنے سے۔

"وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلَافَکَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھیرتے مگر تھوڑا۔"
خِلَافَکَ۔ یَعْنِیْ بَعْدَکَ اِلَّا قَلِیْلًا اَیْ زَمَانًا قَلِیْلًا یعنی تھوڑے دن بعد ہی وہ ہلاک کر دیے جاتے رہے جنھوں نے اپنے رسول کا استفزاز کیا یعنی استیصال مقام کیا۔
اور یہاں چونکہ وہ حضور کے ساتھ ایسا نہ کر سکے بلکہ خود حضور بحکم الٰہی مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے اس لیے ان کی ہلاکت نہیں ہوئی۔ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ لَوْ اَخْرَجُوْکَ لَاسْتُؤْصِلُوْا عَلٰی بَکْرَۃِ اَبِیْھِمْ وَلَمْ یُخْرِجُوْہُ فَلَمْ یُسْتَأْصَلُوْا اِلَّا قَلِیْلًا ... اَلْمُقَدَّمُ لِاَنَّ الْاِکْرَاہَ عَلَی الْخُرُوْجِ مُبَاشَرَۃً وَقَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُھَاجِرًا بِاَمْرِ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ فَلَمْ یَصِحَّ التَّالِیْ آگے ارشاد ہے۔

"سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم نہ پاؤ گے ہمارا قانون بدلتا ہوا۔"
آلوسی فرماتے ہیں وَھِیَ اَنْ لَّا یَدَعَ اُمَّۃً تَسْتَفِزُّ رَسُوْلَھَا لِتُخْرِجَہٗ مِنْ بَیْنِ ظَھْرَیْنِھَا تَلْبَثُ بَعْدَہٗ اِلَّا قَلِیْلًا۔ قانون الٰہی یہ ہے کہ اس جماعت کو جو اپنے رسول کو نکلنے پر مجبور کرے وہ چند دنوں میں ہلاک کر دی گئی یا وہاں سے نکالی گئی۔
اور اس قانون کے متعلق فرمایا لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ اَیْ لَا تَجِدُ لِمَا اَجْرَیْنَا بِہِ الْعَادَۃَ تَغْیِیْرًا اَیْ لَا یُغَیِّرُہٗ اَحَدٌ یعنی جو قانون ہم نے جاری کیا ہے اس میں تم تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔
اس بیان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی کہ ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ بنی اسرائیل ۔ پ ۱۵

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝

قائم رکھو نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ زیادہ ہے تمہارے لیے قریب ہے کہ کھڑا کرے تمہارا رب ایسی جگہ تمہیں جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

اور عرض کرو لے میرے رب داخل کر مجھے سچائی کے طور اور نکال مجھے سچائی سے اور کر میرے لیے اپنی طرف سے مددگار غالب۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

اور فرما دیجیے حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور اتارتے ہیں ہم قرآن سے وہ چیز جو شفا ہے اور رحمت ایمان والوں کے لیے اور نہیں بڑھتا ظالموں کو مگر نقصان۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝

اور جب ہم انعام کریں انسان پر منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

فرما دیجیے سب اپنے اپنے طریقہ پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لغات نواں رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

اَقِمِ۔ قائم کر الصَّلٰوۃَ۔ نماز لِدُلُوْكِ۔ واسطے ڈھلنے الشَّمْسِ۔ سورج کے

اِلٰی۔ طرف غَسَقِ۔ اندھیرے الَّیْلِ۔ رات کے وَقُرْاٰنَ۔ اور قرآن پڑھنا

الْفَجْرِ۔ فجر کا اِنَّ۔ بیشک قُرْاٰنَ۔ قرآن پڑھنا الْفَجْرِ۔ فجر کا

كَانَ۔ ہے مَشْهُوْدًا۔ حاضر کیا گیا وَمِنَ الَّیْلِ۔ اور رات کے کچھ حصہ میں

فَتَهَجَّدْ۔ بیدار ہو بِهٖ۔ قرآن کے ساتھ نَافِلَةً۔ یہ زیادہ ہے لَّكَ۔ تیرے لئے

عَسٰٓی۔ قریب ہے اَنْ۔ یہ کہ یَّبْعَثَكَ۔ کھڑا کرے تجھے رَبُّكَ۔ تیرا رب

مَقَامًا۔ مقام مَّحْمُوْدًا۔ محمود میں وَقُلْ۔ اور کہہ رَّبِّ۔ اے میرے رب

اَدْخِلْنِیْ۔ داخل کر مجھے مُدْخَلَ۔ داخل کرنا صِدْقٍ۔ سچائی کا وَّاَخْرِجْنِیْ۔ اور نکال مجھے

مُخْرَجَ۔ نکالنا صِدْقٍ۔ سچائی کا وَّاجْعَلْ۔ اور بنا لِّیْ۔ میرے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے سُلْطٰنًا۔ مددگار نَّصِیْرًا۔ غالب

وَقُلْ۔ اور کہہ جَآءَ۔ آیا الْحَقُّ۔ حق وَزَهَقَ۔ اور مٹ گیا

الْبَاطِلُ۔ باطل اِنَّ۔ بیشک الْبَاطِلَ۔ باطل كَانَ۔ ہے

زَهُوْقًا۔ مٹنے والا وَنُنَزِّلُ۔ اور اتارتے ہیں ہم مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ قرآن سے مَا۔ جو

هُوَ۔ وہ شِفَآءٌ۔ شفاء وَّرَحْمَةٌ۔ اور رحمت ہے لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کیلئے

وَلَا۔ اور نہیں یَزِیْدُ۔ زیادہ کرتا الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو اِلَّا۔ مگر

خَسَارًا۔ نقصان وَاِذَآ۔ اور جب اَنْعَمْنَا۔ انعام کرتے ہیں ہم عَلَی۔ اوپر

الْاِنْسَانِ۔ انسان کے اَعْرَضَ۔ منہ پھیرتا ہے وَنَاٰ۔ اور دور کرتا ہے بِجَانِبِهٖ۔ اپنی کروٹ

وَاِذَا۔ اور جب مَسَّهُ۔ پہنچے اسے الشَّرُّ۔ برائی كَانَ۔ تو ہوتا ہے

یَـُٔوْسًا۔ نا امید قُلْ۔ کہہ كُلٌّ۔ ہر ایک یَّعْمَلُ۔ عمل کرتا ہے

عَلٰی۔ اوپر شَاكِلَتِهٖ۔ اپنی طرز کے فَرَبُّكُمْ۔ تو رب تمہارا اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے

بِمَنْ۔ اس کو هُوَ۔ جو وہ اَهْدٰی۔ زیادہ ہدایت والا ہے سَبِیْلًا۔ راہ میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔
قائم رکھو نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں"۔

اس حکم میں ظہر سے عشاء تک چار نمازیں آگئیں اور قرآن الفجر سے صبح کی نماز مراد ہے۔ اسے قرآن اس لیے فرمایا گیا کہ قراءت ایک رکن ہے جو جزء نماز ہے اور جزء سے کل تعبیر کیا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں رکوع و سجود سے مراد لی گئی ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قراءت رکن نماز ہے۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا سے یہ مراد ہے کہ نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ وَجَمَاعَةٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ تَشْهَدُهُ مَلٰئِكَةُ الَّيْلِ وَمَلٰئِكَةُ النَّهَارِ وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ تَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ الَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔ ثُمَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُرَادُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَتَبَةُ وَالْحَفَظَةُ فَتَنْزِلُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ الَّيْلِ وَتَلْتَقِي الطَّائِفَتَانِ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ۔

اس سے مراد نامہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں جو صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں رات کے فرشتے جو جانے والے ہیں اور دن کے فرشتے جو ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں۔

وَاَصْلُ مَادَّةِ دلك تَدُلُّ عَلَى الْاِنْتِقَالِ مَعَ الزَّوَالِ اِنْتِقَالٌ مِّنْ دَائِرَةِ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى مَا يَلِيْهَا وَفِي الْغُرُوْبِ اِنْتِقَالٌ مِّنْ دَائِرَةِ الْاُفُقِ اِلٰى مَا تَحْتَهَا۔ مادہ دلک انتقال پر دلالت کرتا ہے تو زوال میں انتقال دائرہ نصف النہار سے اس کے قریب تک ہے۔ اور غروب میں انتقال دائرہ افق سے اس کے ماتحت تک ہے۔

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ دُلُوْكُ الشَّمْسِ مِنْ لَدُنْ زَوَالِهَا اِلٰى غُرُوْبِهَا فَالْاَمْرُ بِاِقَامَةِ الصَّلٰوةِ لِدُلُوْكِهَا اَمْرٌ بِصَلٰوتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ مبرد کے نزدیک دلوک شمس زوال کے قریب سے غروب شمس تک ہے تو نماز قائم کرنے کا حکم دلوک سے دو نمازوں ظہر و عصر کا ملتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ کے معنی ہیں اَیْ اِلٰی شِدَّۃِ ظُلْمَتِہٖ کَمَا قَالَ الرَّاغِبُ وَغَیْرُہٗ وَھُوَ وَقْتُ الْعِشَاءِ
یعنی شدت ظلمت شب تک نماز کا حکم ہے۔ جیسا کہ راغب وغیرہ نے کہا کہ وہ وقت عشاء ہے۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ الْاَنْبَارِیُّ فِی الْوَقْفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ الْاَزْرَقِ قَالَ لَہٗ اَخْبِرْنِیْ مَا الْغَسَقُ فَقَالَ دُخُوْلُ اللَّیْلِ بِظُلْمَتِہٖ۔ وَھُوَ عِنْدَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ۔
نافع بن ازرق نے ابن عباس سے پوچھا غسق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا رات کا ظلمت کے ساتھ داخل ہو جانا اور وہ وقت مغرب سے ہے۔
وَقِیْلَ الْمُرَادُ مِنْ غَسَقِ اللَّیْلِ مَا یَعُمُّ وَقْتَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَھُوَ مُمْتَدٌّ اِلَی الْفَجْرِ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مراد غسق اللیل سے عموماً دونوں وقت مغرب اور عشاء سے ہے اور وہ ممتد فجر تک ہے تو چار وقت یہ ہو گئے اور پانچواں قرآن فجر تو یہ پانچوں اوقات مفصل آ گئے۔
"وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ اور کچھ رات کے حصہ میں تہجد کرو یہ خاص آپ کے لیے زیادہ ہے قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب اس مقام پر کھڑا کرے جہاں سب آپ کی حمد کریں"۔
تہجد کہتے ہیں نماز کے لیے نیند چھوڑ کر اٹھنے یا بعد نماز عشاء سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اسے تہجد کہتے ہیں۔ اور مِنَ اللَّیْلِ میں مِن تبعیضیہ ہے رات کے کچھ گزرنے کے معنی دیتا ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔
وَالتَّھَجُّدُ عَلٰی مَا نُقِلَ عَنِ اللَّیْثِ الْاِسْتِیْقَاظُ مِنَ النَّوْمِ لِلصَّلٰوۃِ وَیُطْلَقُ عَلٰی نَفْسِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْقِیَامِ مِنَ النَّوْمِ لَیْلًا یُقَالُ تَھَجَّدَ اَیْ صَلّٰی فِی اللَّیْلِ بَعْدَ الْاِسْتِیْقَاظِ کَاَنَّمَا ھَجَدَ وَھٰذَا یَقْتَضِیْ سَابِقِیَّۃَ النَّوْمِ فِیْ تَحْقِیْقِ التَّھَجُّدِ فَلَوْ لَمْ یَنَمْ وَصَلّٰی مَا شَاءَ لَا یُقَالُ لَہٗ تَھَجَّدَ وَھُوَ الْمَرْوِیُّ عَنْ مُجَاھِدٍ۔
لیث کا قول ہے کہ تہجد سو کر نماز کے لیے اٹھنے کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق مطلقاً اس نماز پر ہوتا ہے جو سونے کے بعد اٹھ کر رات میں ادا کی جائے محاورہ میں بولتے ہیں تہجد یعنی رات میں سو کر اٹھ کر نماز پڑھی گویا تہجد میں متقدم سونا لازمی ہے اور اگر سویا ہی نہ ہو اور جتنی چاہے نماز پڑھتا رہے تو اسے تہجد نہیں کہیں گے البتہ وہ نوافل کہے جا سکتے ہیں۔
اور مبرد کہتے ہیں ھُوَ السَّھَرُ لِلصَّلٰوۃِ اَوْ لِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ وہ نماز یا ذکر الٰہی کے لیے جاگنا ہے اور ایک قول یہ ہے اَلسَّھَرُ لِلطَّاعَۃِ وَظَاھِرُہٗ عَدَمُ اِشْتِرَاطِ سَابِقِیَّۃِ النَّوْمِ فِیْ تَحَقُّقِہٖ۔ وہ رات کا جاگنا ہے اطاعت الٰہی کے لیے اور ظاہر ہے کہ اس میں پہلے سونا شرط نہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مشہور قول یہ ہے کہ اِنَّ ذَالِكَ يُسَمّٰى قِيَامًا وَمَا بَعْدَ النَّوْمِ فَيُسَمّٰى تَهَجُّدًا۔ بغیر سوئے ہوئے جو شب بیداری کرے نفلیں پڑھے وہ قیام لیل کہا جاتا ہے اور سونے کے بعد اٹھ کر جو نوافل ادا کرے وہ تہجد ہے۔

اور حجاج بن عمر مازنی نے صاف فیصلہ دے دیا وہ فرماتے ہیں اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى حَتّٰى يُصْبِحَ اَنَّہٗ قَدْ تَهَجَّدَ اِنَّمَا التَّهَجُّدُ الصَّلٰوةُ بَعْدَ الرُّقَادِ ثُمَّ صَلٰوةٌ اُخْرٰى بَعْدَ رَقْدَةٍ ثُمَّ صَلٰوةٌ اُخْرٰى بَعْدَ رَقْدَةٍ هٰكَذَا كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ شام سے صبح تک نفلیں پڑھنے والا تہجد ادا کرنے والا ہے۔ تہجد تو وہی نماز ہے جو سونے کے بعد ادا کی جائے پھر لیٹے پھر نماز پڑھے پھر لیٹے پھر نماز کرے ایسے ہی حضور کی رات کی نماز تھی۔

اور قاموس میں ہے بِاَنَّہٗ مِنَ الْاَضْدَادِ اَيْضًا۔ تہجد لغات ذات الاضداد میں سے ہے۔

چنانچہ اَلْهُجُوْدُ النَّوْمُ وَيُتْبِعُہٗ اِسْتَيْقَظَ۔ ہجود سونے کو بھی کہتے ہیں اور تہجد جاگنے کو بھی

ابن اعرابی بھی اسی طرف ہیں وہ کہتے ہیں تَهَجَّدَ الرَّجُلُ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ وَهَجَدَ نَامَ بِاللَّيْلِ۔ هَجَدَ الرَّجُلُ کے معنی رات میں نماز پڑھنے کے بھی ہیں اور ہجد کے معنی سونے کے بھی ہیں۔

ابو عبیدہ بھی یہی کہتے ہیں اَلْهَاجِدُ النَّائِمُ وَالْمُصَلِّيْ۔ ہاجد سونے اور رات میں نماز پڑھنے میں مستعمل ہے۔

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ الْمَعْرُوْفَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ كَوْنُ الْهُجُوْدِ بِمَعْنَى النَّوْمِ وَفَسَّرَ التَّهَجُّدَ بِتَرْكِ الْهُجُوْدِ اَيِ النَّوْمِ عَلٰى اَنَّ التَّفَعُّلَ لِلسَّلْبِ كَالتَّاَثُّمِ وَالتَّحَنُّثِ۔ بعض نے کہا کلام عرب میں ہجود بمعنی نوم یعنی سونے میں مستعمل ہے اور تہجد ترک ہجود یعنی سونا چھوڑ دینے کے معنی دیتا ہے اس لیے کہ باب تفعل سلب کے لیے ہے جیسے تاثم اور تحنث۔

وَيَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ اَنَّ التَّفَعُّلَ لِلتَّكَلُّفِ اَيْ تَكَلُّفُ الْهُجُوْدِ بِمَعْنَى الْيَقْظَةِ۔ یہ بھی جائز ہے کہ کہا جائے کہ تفعل تکلف کے لیے ہے تو تکلف ہجود بمعنی یقظہ یعنی جاگنے کا فائدہ دیگا۔ انتہی مختصرا

احادیث میں نماز تہجد کے بہت سے فضائل ہیں۔

بقول جمہور نماز تہجد ہمارے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فرض تھی اور امت مرحومہ کے لیے سنت۔

چنانچہ ابن عطیہ فرماتے ہیں هُوَ عَائِدٌ عَلَى الْوَقْتِ الْمُقَدَّرِ فِي النَّظْمِ الْكَرِيْمِ اَيْ قُمْ وَقْتًا مِّنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ فِيْهِ نَافِلَةً لَّكَ فَرِيْضَةً زَائِدَةً عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمَفْرُوْضَةِ خَاصَّةً لَّكَ دُوْنَ الْاُمَّةِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تہجد کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔ متوسط چار اور زیادہ آٹھ۔
سنت یہ ہے کہ تہجد دو دو رکعت کی نیت سے ادا کی جائے۔
اور یہ پانچ وقت نمازوں کے وہی ہیں جو اوقات عبادت انبیاء رہے۔
چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِكَ فَاِنَّہٗ ظَاهِرٌ فِیْ اَنَّهُمْ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ كَانُوْا یُصَلُّوْنَهَا۔ یہ اوقات انبیاء علیہم السلام ہیں تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام عبادت کرتے تھے لیکن پانچوں وقت کسی نبی نے مجتمع صورت میں نہیں ادا کیے سوا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیث قال غَایَتُہٗ مَا فِی الْبَابِ اَنَّہٗ عَلَى الْقَوْلِ بِاَنَّهَا لَمْ تَجْتَمِعْ لِغَیْرِ نَبِیِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّحِیْحُ بلکہ ان میں ہر نبی کا ایک وقت عبادت تھا حَیْثُ وَرَدَ۔
اِنَّ الصُّبْحَ لِاٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ صبح کی نماز آدم علیہ السلام کے لیے تھی۔
وَالظُّهْرَ لِدَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اور ظہر حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تھی ایک روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ظہر تھی۔
وَالْعَصْرَ لِسُلَیْمَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِیُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اور عصر حضرت سلیمان علیہ السلام یا یونس علیہ السلام کے لیے تھی۔
وَالْمَغْرِبَ لِیَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اور مغرب کی نماز حضرت یعقوب یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لیے تھی۔
وَالْعِشَاءَ لِیُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اور عشا حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے لیے تھی۔
تو یہ پانچوں نمازیں امت مرحومہ کے لیے باتباع کتب انبیاء مقرر ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص تہجد چھٹی فرض ہوئی۔ جو کسی نبی پر نہیں تھی۔
اس کے متعلق چند مسائل یاد رکھنے ضروری ہیں۔
اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصے کرے۔ درمیانی تہائی میں نماز پڑھنا افضل ہے۔
اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے اور آدھی رات عبادت کرے تو نصف آخر افضل ہے
جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو اس کے لیے تہجد ترک کرنا مکروہ ہے۔ کما فی البخاری ومسلم۔ رد المحتار
اور مقام محمود مقام شفاعت ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس مقام پر حضور فائز ہو کر تمام اولین و آخرین سے اپنی حمد سنیں گے۔ کما علیہ الجمہور۔ یہ وہ مقام رفیع ہے کہ اس کے لیے حضور نے ہر اذان کے بعد اپنی امت کو دعا تعلیم فرمائی جو بعد اذان اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

وَاَخْرَجَ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَجَمَاعَةٌ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يُجْمَعُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ حُفَاةً عُرَاةً كَمَا خُلِقُوْا قِيَامًا لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَيُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ فَيَقُوْلُ۔

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ وَعَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَبِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا وَلَا مَلْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ فَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔

قیامت کے دن سب عریاں حالت میں ایک مٹی سے جب اٹھائے جائیں تو وہ ایک ندا دینے والے کو سنیں مگر بلا اذن الٰہی کوئی نہ بول سکے پھر ندا ہو اے محمد تو حضور اس کا جواب دیں۔

"میں حاضر ہوں اور بھلائی تیری حاضری میں ہے اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی تیری طرف سے نہیں ہے اور ہدایت والا وہ ہے جسے تو ہدایت دے اور تیرا بندہ تیرے سامنے کھڑا ہے اور تیرے ساتھ (قائم) ہے اور تیری طرف رجوع ہے کوئی پناہ کی جگہ تجھ سے نہیں مگر تیری ہی جناب تو برکت والا اور بلند ہے اے بیت اللہ کے رب تو پاک ہے"

تو یہ ہے مقام محمود

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ فِيْ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَشْفَعُ لِاُمَّتِهٖ فَذٰلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی امت کی شفاعت فرمائیں تو وہ مقام محمود ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا۔ اور کہو کہ اے میرے رب مجھے سچائی میں داخل کر اور سچائی میں ہی باہر لے جا اور کر میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ مددگار کا"۔

مفہوم آیۂ کریمہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضور کو یہ دعا تعلیم دی گئی کہ الٰہی جہاں بھی میں ہوں اور جہاں داخل ہوں اور جہاں سے بھی باہر آؤں وہ کوئی مکان ہو یا منصب یا کام ہر جگہ مجھے صداقت پر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قائم رکھ۔ علاوہ اس کے سات قول ہیں وہو ہذا۔

۱:۔ اَخْرَجَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ الْمُرَادَ اِدْخَالُ الْمَدِیْنَۃِ وَالْاِخْرَاجُ مِنْ مَکَّۃَ۔ اس سے مراد مدینہ میں داخل ہونا اور مکہ سے نکلنا ہے۔

۲:۔ دوسرا قول یہ ہے جو اسی کا مؤید ہے اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ جَمَاعَۃٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْھِجْرَۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَقُلْ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَبَدَا بِالْاِدْخَالِ لِاَنَّہٗ اَھَمُّ حضور مکہ معظمہ میں تھے کہ ہجرت کا حکم ہوا اور یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور اس میں شروع دخول سے کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ اہم تھا۔

۳:۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اِنَّہُ الْاِدْخَالُ فِی الْقَبْرِ وَالْاِخْرَاجُ مِنْہُ۔ اس سے مراد قبر میں داخل کرنا اور اس سے نکالنا ہے۔

۴:۔ چوتھا قول یہ ہے جو محمد بن منکدر سے ہے اِدْخَالُہُ الْغَارَ وَاِخْرَاجُہٗ مِنْہُ غار میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے۔

۵:۔ پانچواں قول یہ ہے ادخال جنت اور اخراج مکہ مراد ہے۔

۶:۔ چھٹا قول نماز میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی طرف ارشاد ہے۔

۷:۔ ساتواں قول ماموراتِ کی اتباع میں داخل ہونے اور منہیات سے نکلنا مراد ہے۔

"وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ اور فرمائیں حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہے"۔

یعنی اسلام آیا جو حق ہے اور کفر مٹ گیا جو باطل ہے یا قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا اور حقیقت ہے کہ باطل اگرچہ کسی وقت صولت و فروغ کسی وقت تک حاصل کر لیتا ہے لیکن اسے پائیداری حاصل نہیں ہوتی اس کا انجام بربادی و خواری ہوتا ہے۔ چنانچہ

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ وَجَمَاعَۃٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ وَحَوْلَ الْکَعْبَۃِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَۃِ نُصُبٍ فَجَعَلَ یَطْعَنُھَا بِعُوْدٍ فِیْ یَدِہٖ وَیَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم روز فتح مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت قائم تھے (جو لوہے اور رانگ سے مضبوط کیے گئے تھے) سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی حضور آیۂ کریمہ جاء الحق وزہق الباطل پڑھتے جاتے تھے اور اس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گر جاتا تھا۔

دوسری روایت طبرانی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ وَمَعَہٗ قَضِیْبٌ فَجَعَلَ یَھْوِیْ بِہٖ اِلٰی کُلِّ صَنَمٍ فَیَخِرُّ لِوَجْھِہٖ فَیَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ حَتّٰی مَرَّ عَلَیْھَا کُلِّھَا۔

" وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں وہ چیز جو شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے"۔

آیۂ کریمہ کے ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ اس قرآن کریم میں سورتیں اور آیتیں وہ بھی ہیں جو امراض ظاہرہ مثل بخار و درد وغیرہ کو شفا دیتی ہیں اور وہ بھی ہیں جو امراض باطنیہ گمراہی۔ جہالت۔ حسد و کینہ بغض و عناد و اخلاق رذیلہ اور اعتقاد باطلہ کو شفا دیتی ہیں اور معارف الٰہیہ۔ عقائد حقہ، صفات حمیدہ۔ اخلاق پسندیدہ پیدا کرتی ہیں اس لیے کہ یہ کتاب مجید ایسے دلائل اور علوم پر مشتمل ہے جو تمام ظلمتوں کو خواہ وہ وہمانی ہوں یا شیطانی اپنی انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا خزینہ اور شفا کا گنجینہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ مَنْ لَّمْ یَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَا شَفَاہُ اللّٰہُ۔ جو قرآن کریم سے شفا نہ حاصل کرے اسے اللہ شفا نہ دے۔

مِنَ الْقُرْاٰنِ میں مِنْ تبعیض کے لیے ہے وَمَعْنَاہُ عَلٰی مَا فِی الْکَشَّافِ وَنُنَزِّلُ مَا ھُوَ شِفَاءٌ اَیْ تَدَرَّجَ فِیْ تَنْزِیْلِہٖ شِفَاءً فَشِفَاءً۔ یعنی تدریجًا اس کے نزول میں شفا ہی شفا رکھی گئی روحانی۔ جسمانی اخلاقی وہمانی اور شیطانی تمام امراض کے لیے شفا ہے۔

چنانچہ مِنَ الْبَعْضِ الْاَوَّلِ الْفَاتِحَۃُ۔ اول ہی میں سورۃ الفاتحہ ہے جس کے لیے ارشاد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ الحمد شریف تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے جیسے ہم تفسیر فاتحہ میں لکھ چکے ہیں۔

اور آیات شفا کے متعلق بھی احادیث موجود ہیں۔ وہ آیات شفا چھ ہیں۔

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ۔ شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ فِیْہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ۔ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَاءٌ۔

قَالَ السُّبْکِیُّ وَقَدْ جَرَّبْتُ کَثِیْرًا۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا۔

علامہ قشیری فرماتے ہیں۔ اِنَّہٗ مَرِضَ لَہٗ وَلَدٌ اَیِسَ مِنْ حَیَاتِہٖ فَرَاٰہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَنَامِہٖ فَشَکٰی لَہٗ سُبْحَانَہٗ بِذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ اِجْمَعْ اٰیَاتِ الشِّفَا وَاقْرَاْھَا عَلَیْہِ اَوْ اُکْتُبْھَا فِیْ اِنَاءٍ وَّاسِعَۃٍ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رقیة ما اُجیبت بہ فَفَعَلَ فَشَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

علامہ قشیری فرماتے ہیں کہ انکا ایک بچہ بیمار ہوا حتی کہ اس کی زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اللہ تعالےٰ نے انھیں خواب دکھایا۔ انہوں نے اس بیماری کا شکوہ کیا تو انہیں کہا گیا کہ آیات شفا جمع کرکے مریض پر پڑھو اور ایک پلیٹ پر لکھ کر دھو کر پلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالےٰ نے اسے شفا عطا فرمائی۔

وَالْاَطِبَّاءُ مُعْتَرِفُوْنَ بِاَنَّ مِنَ الْاُمُوْرِ وَالرُّقٰی مَا یَشْفِیْ بِخَاصِیَّۃٍ رُوْحَانِیَّۃٍ کَمَا نَقَلَہُ الْاَنْدَلُسِیُّ فِیْ مُفْرَدَاتِہٖ وَکَذَا دَاؤُدُ فِی الْجِلْدِ الثَّانِیْ مِنْ تَذْکِرَتِہٖ۔

اور معالجین اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ امراض میں دم جھاڑ سے روحانی طریقہ پر موجب شفا ہوتے ہیں جیسے کہ علامہ اندلسی اپنی مفردات میں اور حکیم داؤد انطاکی اپنے تذکرہ کی دوسری جلد میں بیان کر چکے ہیں۔

وَقَالَ مَالِکٌ لَابَاْسَ بِتَعْلِیْقِ الْکُتُبِ الَّتِیْ فِیْہَا اَسْمَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَعْنَاقِ الْمَرْضٰی عَلَی التَّبَرُّکِ بِہَا۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مریض کے گلے میں اسماء الٰہیہ لکھ کر ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی تصریح ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

" وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ اور اس قرآن کریم سے ظالموں کو کچھ نہیں مگر نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے"۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَیْ لَایَزِیْدُ الْقُرْاٰنُ کُلُّہٗ اَوْکُلُّ بَعْضٍ مِنْہُ الْکَافِرِیْنَ الْمُکَذِّبِیْنَ الْوَاضِعِیْنَ لِلْاَشْیَاءِ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہَا مَعَ کَوْنِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ شِفَاءً لِمَا فِی الصُّدُوْرِ مِنْ اَدْوَاءِ الرَّیْبِ وَاَسْقَامِ الْاَوْہَامِ اِلَّا خَسَارًا اَیْ ہَلَاکًا بِکُفْرِہِمْ وَتَکْذِیْبِہِمْ وَزِیَادَتِہِمْ مِنْ حَیْثُ اِنَّہُمْ کُلَّمَا جَدَّدُوا الْکُفْرَ وَالتَّکْذِیْبَ بِالْاٰیَۃِ النَّازِلَۃِ تَدْرِیْجًا ازْدَادُوْا بِذٰلِکَ ہَلَاکًا۔

یعنی خلاصہ یہ سمجھیے کہ کافروں کو جو اس قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں وہ اس کی آیتوں سے بجائے فائدہ اٹھانے کے اس میں تحریف کرکے انواع و اقسام کے وہم پیدا کرکے ہلاکت ہی کی طرف جاتے ہیں اور بجائے طاعت و شکر کے کفر کی طرف ہی مائل ہوتا ہے۔

" وَاِذَا اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ کَانَ یَئُوْسًا۔ قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ہُوَ اَہْدٰی سَبِیْلًا۔ اور جب ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر منہ پھیر لیتا ہے اور ہٹ جاتا ہے اپنی طرف اور جب پہنچتی ہے اسے برائی تو نا امید ہو جاتا ہے۔ فرما دیجیے ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے"۔

یعنی انسان میں یہ عیب ہے کہ جب ہم اسے صحت اور وسعت رزق سے نوازتے ہیں تو ہماری طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے منحرف ہو کر ایسا مستغنی ہو جاتا ہے کہ گویا اسے ہم سے کبھی واسطہ ہی نہ تھا۔ عربی میں نَاٰی کے معنی بُعد کے ہیں تو نَاٰی کے معنی ہوئے دور ہو جاتا ہے یہ کنایہ ہے تکبر سے۔

اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس پر انتہا درجہ کا مایوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مومن کو چاہیے کہ اگر قبولیت دعا میں تاخیر ہو تو مایوس نہ ہو اور اللہ تعالٰی کی رحمت کا امیدوار رہے جیسا کہ حضور فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْخَیْرَ بِیَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ۔

غرضکہ انہیں اے محبوب فرما دیجئے کہ ہم اپنے طریقہ پر ہیں۔ تم اپنے طریقہ پر رہو۔ جس کا جوہر شریف وطاہر ہے اس سے افعال جمیلہ اور اخلاق شریفہ صادر ہوں گے اور جس کا نفس خبیثہ ہے اس سے افعال خبیثہ خسیسہ رذیلہ سرزد ہوں گے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

اور پوچھتے ہیں آپ سے روح کو فرما دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا سا۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ ہم پر تمہارے لیے وکالت کرتا۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا

مگر تمہارے رب کی رحمت بے شک اس کا فضل تم پر بڑا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

فرما دیجئے اگر آدمی اور جن سب جمع ہوں اس بات پر کہ آئیں مثل اس قرآن کے تو نہ لا سکیں گے اس کا مثل اگرچہ ان میں سے ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا

اور بے شک ہم نے طرح طرح سے انسان کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال رکھی ہے تو انکار کرتے ہیں اکثر آدمی مگر ناشکری کا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ فَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

اور بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تم پر حتی کہ تم ہمارے لیے زمین سے چشمہ بہاؤ۔
یا ہو تمہارے لیے باغ کھجور اور انگور کا تو بہتی ان میں نہریں ہوں۔
یا گرادو آسمان جیسا تم دعوی کرتے ہو ٹکڑے ٹکڑے کرکے یا لاؤ اللہ اور فرشتوں کو ضامن بناکر۔
یا ہو تمہارے پاس گھر سونے کا یا چڑھو تم آسمان میں تو ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تمہارے چڑھنے پر بھی جب تک ایک کتاب ہم پر نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔ فرما دیجیے پاک ہے میرا رب نہیں ہوں میں مگر آدمی رسول۔

حلِ لغات دسواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَيَسْئَلُوْنَكَ۔ اور پوچھتے ہیں تجھ سے		عَنِ الرُّوْحِ۔ روح کے متعلق	قُلِ۔ کہہ
اَلرُّوْحُ۔ روح	مِنْ اَمْرِ۔ حکم سے	رَبِّيْ۔ میرے رب کا	وَمَا۔ اور نہیں
اُوْتِيْتُمْ۔ دیے گئے تم	مِنَ الْعِلْمِ۔ علم	اِلَّا۔ مگر	قَلِيْلًا۔ تھوڑا
وَلَئِنْ۔ اور اگر	شِئْنَا۔ چاہیں ہم	لَنَذْهَبَنَّ۔ تو لے جائیں	بِالَّذِيْ۔ وہ جو
اَوْحَيْنَا۔ وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	ثُمَّ۔ پھر	لَا تَجِدُ۔ نہ پائے تو
لَكَ۔ اپنے لیے	بِهٖ۔ اسکے متعلق	عَلَيْنَا۔ ہم پر	وَكِيْلًا۔ کوئی وکیل
اِلَّا۔ مگر	رَحْمَةً۔ رحمت	مِّنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب کی	اِنَّ۔ بیشک
فَضْلَهٗ۔ اس کا فضل	كَانَ۔ ہے	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	كَبِيْرًا۔ بڑا
قُلْ۔ کہہ	لَئِنِ۔ اگر	اجْتَمَعَتِ۔ جمع ہوں	الْاِنْسُ۔ انسان
وَالْجِنُّ۔ اور جن	عَلٰى۔ اوپر	اَنْ۔ اس بات کے کہ	يَّاْتُوْا۔ لائیں
بِمِثْلِ۔ مثل	هٰذَا۔ اس کی	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن کی	لَا۔ تو نہ
يَاْتُوْنَ۔ لاسکیں	بِمِثْلِهٖ۔ اس کی مثل	وَلَوْ۔ اگرچہ	كَانَ۔ ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا — لِبَعْضٍ۔ بعض کے لیے — ظَهِیْرًا۔ مددگار — وَلَقَدْ۔ اور بے شک
صَرَّفْنَا۔ طرح طرح سے بیان کیں ہم نے — لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے — فِیْ هٰذَا۔ اس
الْقُرْاٰنِ۔ قرآن میں — مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کی — مَثَلٍ۔ مثالیں — فَاَبٰی۔ تو انکار کیا
اَكْثَرُ۔ اکثر — النَّاسِ۔ لوگوں نے — اِلَّا۔ مگر — كُفُوْرًا۔ ناشکری کا
وَقَالُوْا۔ اور بولے — لَنْ۔ ہرگز نہیں — نُّؤْمِنَ۔ ایمان لائیں گے ہم — لَكَ۔ تجھ پر
حَتّٰی۔ یہاں تک کہ — تَفْجُرَ۔ پھاڑے تو — لَنَا۔ ہمارے لیے — مِنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے
یَنْبُوْعًا۔ چشمہ — اَوْ۔ یا — تَكُوْنَ۔ ہو — لَكَ۔ تیرے لیے
جَنَّةٌ۔ باغ — مِّنْ نَّخِیْلٍ۔ کھجور — وَّعِنَبٍ۔ اور انگور کا — فَتُفَجِّرَ۔ پھر جاری کرے تو
الْاَنْهٰرَ۔ نہریں — خِلٰلَهَا۔ اس میں — تَفْجِیْرًا۔ جاری کرنا — اَوْ۔ یا
تُسْقِطَ۔ گرائے تو — السَّمَآءَ۔ آسمان — كَمَا۔ جیسے — زَعَمْتَ۔ تو خیال کرتا ہے
عَلَیْنَا۔ ہم پر — كِسَفًا۔ ٹکڑے کر کے — اَوْ۔ یا — تَاْتِیَ۔ لائے تو
بِاللّٰهِ۔ اللہ — وَالْمَلٰٓئِكَةِ۔ اور فرشتوں کو — قَبِیْلًا۔ سامنے — اَوْ۔ یا
یَكُوْنَ۔ ہو — لَكَ۔ تیرا — بَیْتٌ۔ گھر — مِّنْ زُخْرُفٍ۔ سونے کا
اَوْ۔ یا — تَرْقٰی۔ چڑھے تو — فِی السَّمَآءِ۔ آسمان میں — وَلَنْ۔ اور ہرگز نہ
نُّؤْمِنَ۔ ایمان لائینگے ہم — لِرُقِیِّكَ۔ تیرے چڑھنے پر — حَتّٰی۔ یہاں تک کہ — تُنَزِّلَ۔ اتارے تو
عَلَیْنَا۔ ہم پر — كِتٰبًا۔ کتاب — نَّقْرَؤُهٗ۔ جو پڑھیں ہم اس کو — قُلْ۔ کہہ
سُبْحَانَ۔ پاک ہے — رَبِّیْ۔ میرا رب — هَلْ۔ نہیں — كُنْتُ۔ ہوں میں
اِلَّا۔ مگر — بَشَرًا۔ آدمی — رَّسُوْلًا۔ رسول

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اور آپ سے پوچھتے ہیں روح کے متعلق۔ فرما دیجئے روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا"۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَرْبِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ۔ فَسَأَلُوْهُ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَا الرُّوْحُ فَمَا زَالَ مُتَّكِئًا عَلَى الْعَسِيْبِ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ (وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ مدینہ کے ویرانہ میں چل رہا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر ایک کھجور کے تنہ پر تشریف فرما ہوئے ایک جماعت یہودیوں کی ادھر سے گذری اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگی ان سے روح کے متعلق پوچھو چنانچہ انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ روح کیا ہے ابھی حضور تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ ہمیں گمان ہوا کہ وحی آرہی ہے جب وحی آچکی تو حضور نے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔ آخر آیت تک تلاوت فرمائی۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِقُرَيْشٍ كَمَا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ وَابْنُ حِبَّانَ وَجَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلْيَهُوْدِ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَسْأَلُ هٰذَا الرَّجُلَ فَقَالُوْا سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَنَزَلَتْ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے یہود سے کہا ہمیں کچھ بتاؤ کہ ہم ان سے یعنی حضور سے پوچھیں تو یہودیوں نے کہا ان سے روح کے متعلق سوال کرو انہوں نے حضور سے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔ الآیہ

ایک روایت سیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اِنَّ قُرَيْشًا بَعَثَتِ النَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ وَعُقْبَةَ ابْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ اِلٰى اَحْبَارِ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالُوْا لَهُمْ سَلُوْهُمْ مُحَمَّدًا فَاِنَّهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا فَخَرَجَا حَتّٰى قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْهُمْ فَقَالُوْا سَلُوْهُ عَنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَعَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ وَعَنِ الرُّوْحِ فَاِنْ اَجَابَ عَنْهَا اَوْ سَكَتَ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ وَاِنْ اَجَابَ عَنْ بَعْضٍ وَسَكَتَ عَنْ بَعْضٍ فَهُوَ نَبِيٌّ۔ فَجَاؤُا وَسَأَلُوْهُ فَبَيَّنَ لَهُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَّتَيْنِ وَاَبْهَمَ اَمْرَ الرُّوْحِ وَهُوَ مُبْهَمٌ فِي التَّوْرَاةِ۔

کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو احبار یہود کی طرف مدینہ بھیجا اور کہا ان سے دریافت کرو چند سوال جو حضور سے کریں اس لیے کہ وہ اہل کتاب ہیں ان کے پاس وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور یہود کے احبار یعنی علماء سے پوچھا انہوں نے کہا اصحاب کہف کا قصہ ذوالقرنین کا حال اور روح کی کیفیت ان سے پوچھو اگر یہ اس کے جواب سے عاجز ہوں یا سکوت کریں تو پھر یہ نبی نہیں ہیں اور اگر یہ بعض کا جواب دیں اور بعض میں سکوت کریں تو وہ نبی ہیں۔ چنانچہ یہ آئے اور حضور سے پوچھا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضورؐ نے اصحاب کہف اور ذی القرنین کے متعلق جواب دے دیا اور روح کے جواب میں ابہام فرمایا اور مسئلہ روح تورات میں بھی مبہم تھا۔

تعریف روح

اَلظَّاھِرُ عِنْدَ الْمُنْصِفِ اِنَّ السُّوَالَ کَانَ عَنْ حَقِیْقَۃِ الرُّوْحِ الَّذِیْ ھُوَ مَدَارُ الْبَدَنِ الْاِنْسَانِیِّ وَمَبْدَاُ حَیَاتِہٖ لِاَنَّ ذٰلِکَ مِنْ اَدَقِّ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا یَسَعُ اَحَدًا اِنْکَارُھَا۔

روح بظاہر یہ ہے کہ یہ وہ شے ہے جس پہ مدار بدن انسان ہے اور وہ مبدأ حیات ہے اور روح کی حقیقت معلوم کرنا مشکل ترین کام ہے لیکن اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مختصراً

وَزَعَمَ ابْنُ الْقَیِّمِ اِنَّ الْمَسْئُوْلَ عَنْہُ الرُّوْحُ الَّذِیْ اَخْبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ کِتَابِہٖ اَنَّہٗ یَقُوْمُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ الْمَلٰئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ قَالَ لِاَنَّھُمْ اِنَّمَا یَسْاَلُوْنَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ اَمْرٍ لَا یُعْرَفُ اِلَّا بِالْوَحْیِ وَذٰلِکَ ھُوَ الرُّوْحُ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَعْلَمُہُ النَّاسُ۔

ابن قیم کا خیال ہے کہ جس روح کے متعلق سوال ہوا وہ وہی روح ہے جس کی خبر قرآن کریم میں ہے کہ وہ ملائکہ کے ساتھ کھڑی ہوگی (یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا) وہ کہتے ہیں کہ سوال جو حضور سے کیا گیا وہ اسی سے تھا جیسے کوئی نہ جانتا تھا مگر وحی کے ذریعہ اور یہ وہی روح ہے جو اللہ تعالٰے کے علم میں ہے جسے لوگ نہیں جانتے وَاَمَّا اَرْوَاحُ بَنِیْ اٰدَمَ فَلَیْسَتْ مِنَ الْغَیْبِ۔ اور ارواح بنی آدم یہ غیب سے نہیں ہے اس پہ طویل بحث کی گئی ہے

اور ابن قیم نے جو کہا وہ بعض سلف سے مروی بھی ہے فَقَدْ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَاَبُو الشَّیْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اَلرُّوْحُ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَصَوَّرَھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ بَنِیْ اٰدَمَ وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَلَکٌ اِلَّا وَمَعَہٗ وَاحِدٌ مِّنَ الرُّوْحِ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا۔

روح ایک مخلوق ہے اللہ تعالٰے کی مخلوق سے اور اس کی صورت ہے بنی آدم کی صورت پر اور آسمان سے جو فرشتہ نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا۔

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّیْخِ وَغَیْرُہٗ عَنْ عَطَاءٍ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَلرُّوْحُ الْمَسْئُوْلُ عَنْہُ ھُوَ مَلَکٌ وَاحِدٌ لَہٗ عَشَرَۃُ اٰلَافِ جَنَاحٍ۔ جَنَاحَانِ مِنْھَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَہٗ اَلْفُ وَجْہٍ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِكُلِّ وَجْهٍ لِسَانٌ وَعَيْنَانِ وَشَفَتَانِ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تَعَالٰى بِذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

روح مسئول ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار بازو ہیں دو بازو اس میں سے مابین مشرق و مغرب ہیں اس کے ہزار منہ ہیں ہر منہ میں زبان اور دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں وہ اللہ کی تسبیح اس سے کرتا رہتا ہے۔ قیامت تک۔

ان روایتوں پر یہ بھی کہا گیا کہ یہ صحیح نہیں اور اس پر امام علیہ الرحمتہ نے سب کچھ فرمایا ہے جو فرمایا ہے وَاَخْرَجَ اِبْنُ الْاَنْبَارِیْ فِیْ کِتَابِ الْاَضْدَادِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ۔ اَلرُّوْحُ خَلْقٌ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ لَا یَرَا هُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ کَمَا لَا تَرَوْنَ اَنْتُمُ الْمَلَائِکَۃَ۔

روح ایک ایسی مخلوق ہے ملائکہ سے کہ انھیں ملائکہ نہیں دیکھ سکتے جیسے تم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔

اور حسن و قتادہ فرماتے ہیں۔ اَلرُّوْحُ هُوَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَدْ سُمِّیَ رُوْحًا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ۔ روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں انھیں کا نام روح قرآن کریم میں رکھا گیا۔ جیسا کہ فرمایا نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ۔

اور بعض نے کہا هُوَ الْقُرْاٰنُ وَقَدْ سُمِّیَ رُوْحًا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔

اور فلسفۂ الٰہیات کی روشنی میں روح کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عالم کی دو قسم ہیں۔ عالم امر اور عالم کون (خلق)

عالم امر وہ ہے جو مخلوق ضرور ہے

اور اسی میں روح ہے

اور عالم کون میں زمین، آسمان۔ درخت۔ حجر۔ طیور وجود میں مگر یہ ابدی نہیں بلکہ حادث ہیں تو سوال یہود پر جواب میں اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا گیا۔

گو روح عالم امر سے ہے اور عالم امر کی حقیقت پر تمہارا علم حاوی نہیں۔ کیونکہ تمہیں علم کم دیا گیا ہے تو روح حادث ہے اور تم ابدی نہیں مگر حادث ہو۔

لہٰذا باقتضاء ابدیت اس کا قیام و بقا ابدی ہے یہی وجہ ہے کہ جسم حادث حدوث میں آکر اگرچہ فنا ہو جائے لیکن روح موجود رہتی ہے اسی وجہ میں عذاب قبر سوال و جواب نکیرین سب اس پر مرتب ہوتے ہیں۔

اور جسم چونکہ حادث ہے لہٰذا جو جسم حادث ہے اس پر حدوث و تغیر ہوتا رہے گا۔ مگر جواب طلبی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے وہ آزاد نہیں اس لیے کہ روح ابدی موجود ہے۔ بنابریں قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کا مفہوم منقول و معقول دونوں صورت میں صحیح ہو گیا۔

علامہ آلوسی بھی قریب قریب یہی فلاسفی بیان فرما رہے ہیں۔

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا وَمَبْنِیٌّ هٰذَا اَیْضًا الْفَرْقُ بَیْنَ عَالَمِ الْاَمْرِ وَعَالَمِ الْخَلْقِ وَقَدْ سَمِعْتَ مَافِیْهِ وَحَاصِلُ الْجَوَابِ عَلَی الثَّانِیْ اَنَّهٗ حَادِثٌ حَصَلَ بِفِعْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَکْوِیْنِهٖ وَاِیْجَادِهٖ وَجَعَلَ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یہ بیان اس فرق پر مبنی ہے جو عالم امر اور عالم خلق کے مابین ہے۔

پھر یہ بھی فرماتے ہیں مَعْنٰی کَوْنِ الرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ تَعَالٰی اَنَّهٗ مِنَ الْاِبْدَاعِیَّاتِ الْکَائِنَةِ بِالْاَمْرِ التَّکْوِیْنِیِّ مِنْ غَیْرِ تَحَصُّلِ مَادَّةٍ وَتَوَلُّدٍ مِنْ اَصْلٍ کَالْجَسَدِ الْاِنْسَانِ فَالْمُرَادُ مِنَ الْاَمْرِ وَاحِدُ الْاَوَامِرِ اَعْنِیْ کُنْ وَالسُّؤَالُ عَنِ الْحَقِیْقَةِ وَالْجَوَابُ اِجْمَالٌ وَمَآلُهٗ اَنَّ الرُّوْحَ مِنْ عَالَمِ الْاَرْضِ مُبْدَعٌ مِنْ غَیْرِ مَادَّةٍ لَا مِنْ عَالَمِ الْخَلْقِ وَهُوَ مِنَ الْاُسْلُوْبِ الْحَکِیْمِ۔

معنی یہ ہیں کہ روح امر سے ہے امر الٰہی سے بایں طور کہ وہ پیدا ہے امر سے نہ کہ وہ تحصیل مادہ سے ہو اور اس کا تولد مثل انسان کے نہیں۔

تو عالم امر سے مراد یہ ہے کہ اوامر الٰہی سے ایک حکم کُن میں اس کا وجود ہے۔

اب سوال یہود حقیقت سے تھا تو اس کا جواب اجمال دیا گیا۔

خلاصہ یہ نکلا کہ روح عالم ارض سے بغیر مادہ پیدا شدہ ہے اور وہ عالم خلق سے نہیں ہے بلکہ اسلوب حکیم مطلق پر اس کی تخلیق ہے اور

اِنَّمَا هُوَ فِی الْاَکْثَرِ مِنْ اِحْسَاسِ الْجُزْئِیَّاتِ وَلِذٰلِكَ قِیْلَ مَنْ فَقَدَ حِسًّا فَقَدْ فَقَدَ عِلْمًا وَلَعَلَّ اَکْثَرَ الْاَشْیَاءِ لَا یُدْرِکُهُ الْحِسُّ لِکَوْنِهٖ غَیْرَ مَحْسُوْسٍ اَوْ مَحْسُوْسًا مَنَعَ مِنْ اِحْسَاسِهٖ مَانِعٌ کَالْغَیْبَةِ مَثَلًا۔ اور اکثر احساس جزئیات ہوتے ہیں اس بنا پر کہا گیا جس کا حس مفقود ہو گیا یقیناً اس کا علم بھی مفقود ہو جاتا ہے اور شاید اکثر اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا ادراک حس نہیں کر سکتا اس وجہ سے کہ وہ غیر محسوس ہیں۔ یا محسوس ہیں لیکن ان کا احساس ممنوع فعلی ہوتا ہے جیسے غیب۔

وَفَرَّقَ الْخَفَاجِیْ بِاَنَّ بَیَانَ الرُّوْحِ مُمْکِنٌ بِخِلَافِ کُنْهِ الذَّاتِ الْاَقْدَسِ وَفِی الْکَشْفِ اَنَّ سَبِیْلَ مَعْرِفَةِ الرُّوْحِ اِزَالَةُ الْغِشَاءِ عَنْ اَبْصَارِ الْقُلُوْبِ بِاِجْتِلَاءِ کُحْلِ الْجَوَاهِرِ مِنْ کَلَامِ عَلَّامِ الْغُیُوْبِ فَهُوَ عِنْدَ الْمُکْتَحِلِیْنَ اَجْلٰی جَلِیٍّ وَعِنْدَ الْمُشْتَغِلِیْنَ اَخْفٰی خَفِیٍّ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ خفاجی بیان روح کو ممکن فرماتے ہیں بخلاف کنہ ذات اقدس کے۔ اور کشف میں ہے کہ معرفت روح کی راہ ابصار قلبی سے پردہ ہٹانے کے بعد ملتی ہے اور وہ پردہ کلام علام الغیوب کا کحل جواہر لگانے سے ہٹتا ہے تو وہ متحلین کے لیے روشن تر ہے اور مشتغلین کے لیے خفی تر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے مگر روح کا علم نہ ملا اس پر آلوسی فرماتے ہیں۔

لَعَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا اَیَزْعَمُ اَنَّهَا یَمْتَنِعُ الْعِلْمُ بِهَا وَاِلَّا فَلَمْ یُقْبَضْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عَلِمَ كُلَّ شَیْءٍ یُمْكِنُ الْعِلْمُ بِهٖ كَمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ مَا اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَسُئِلَ الْبُخَارِیُّ عَنْهُ فَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیْتُ مَا قُدِّرَ لِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلٰوتِیْ حَتَّی اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ رَبِّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ رَبِّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ رَبِّ فَرَاَیْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ صَدْرِیْ وَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ الْحَدِیْثَ۔ (آلوسی رحمۃ اللہ)

فرماتے ہیں کہ عبد اللہ کا شاید یہ گمان ہے کہ حضور کو روح کے علم سے منع کیا گیا ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رحلت نہ فرمائی حتی کہ ہر شے کا علم جو ممکن العلم ہے حاصل فرما لیا جیسا کہ احمد ترمذی اور بخاری سے حدیث صحیح مروی ہے کہ حضور نے فرمایا ایک رات میں نے قیام فرمایا اور جتنی میرے مقدر میں تھی نماز پڑھی کہ نماز میں نیند غالب ہوئی تو میں نے اپنے رب کو احسن ترین صورت میں دیکھا اور مجھے تین بار فرمایا اے محمد صلے اللہ علیک وہ کون سے عمل ہیں جنہیں لے جانے میں ملائکہ جھگڑتے ہیں میں نے تینوں بار عرض کیا اے میرے رب میں نہیں جانتا تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالے نے اپنا کف رحمت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ اس کی برودت میں نے اپنے سینہ میں پائی اور ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ جان لیا۔ الی آخر الحدیث۔

مفصل شان نزول یہ ہے کہ

قریش نے مشورہ کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں رہے کبھی انھیں صدق و امانت میں کمزور نہ پایا اور کبھی ان پر تہمت لگانے کا ہمیں موقعہ نہ ملا۔ اب انہوں نے دعوئی نبوت کر ڈالا ہے اس دعوے کے جھٹلانے کے لیے ان کی سیرت ان کے کردار اور روزمرہ کی زندگی میں تو ہمارے پاس کوئی ایسا حربہ نہیں جس

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ہم یہ کہہ سکیں کہ نبی کے شایان شان یہ چیز نہیں لہٰذا ان کا دعویٰ غلط ہے۔ صدوق الامین وہ ہیں اور صاحب خلق عظیم وہ۔ رؤف ورحیم ان کی صفت جو قرآن نے بیان کی وہ پوری ہے کریم وحلیم وہ ہیں۔ لہٰذا اب یہود سے ہی مدد لیں وہ صاحب کتاب ہیں اور ہم سے زیادہ علم بھی رکھتے ہیں اگرچہ وہ بھی ہمارے خلاف ہیں لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں تو اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ کے اعتبار سے ہمیں ان سے کوئی ایسی بات معلوم کرنی چاہئے جو حضور کو جواب دینے میں ساکت کر دے۔ چنانچہ یہ یہود کے احبار سے ملے انہوں نے کہا تم ان سے تین سوال کرو اگر وہ تینوں کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لینا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔

اور اگر تینوں سوالوں کا جواب دیدیں تو بھی سمجھ لینا وہ نبی نہیں ہیں

اور اگر دو کا جواب دیدیں اور ایک کا نہ دیں تو سمجھ لینا وہ یقیناً نبی ہیں۔

وہ تین سوال یہ ہیں

اصحاب کہف کا واقعہ کیا ہے؟

ذوالقرنین کا قصہ کیونکر ہے؟

اور روح کیا چیز ہے؟

چنانچہ قریش نے حضور سے یہ سوال کیے

آپ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے حالات وواقعات تو بیان فرمادیئے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیساکہ توریت میں مبہم رکھا گیا تھا۔

علامہ آلوسی اس پر فرماتے ہیں وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ میں سوال کے دو پہلو تھے۔

اَلْاَوَّلُ كَوْنُہٗ سُؤَالًا عَنِ الْمَاهِيَّةِ۔ پہلا یہ کہ یہود کا سوال ماہیت روح کے متعلق ہو

وَالثَّانِيْ سُؤَالًا عَنِ الْقِدَمِ وَالْحُدُوْثِ۔ دوسرا یہ کہ ان کا سوال قدم وحدوث روح سے ہو۔

وَحَاصِلُ الْجَوَابِ عَلَى الْاَوَّلِ اَنَّهَا جَوْهَرٌ بَسِيْطٌ مُجَرَّدٌ مُحْدَثٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَكْوِيْنِهٖ وَتَاثِيْرُهٗ اِفَادَةُ الْحَيٰوةِ لِلْجَسَدِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ الْعِلْمِ بِحَقِيْقَتِهَا الْمَخْصُوْصَةِ فَاِنَّ اَكْثَرَ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ مَاهِيَّاتُهَا مَجْهُوْلَةٌ وَلَمْ يَلْزَمْ مِنْ كَوْنِهَا مَجْهُوْلَةً نَفْيُهَا وَاُشِيْرَ اِلَيْهِ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

پہلے سوال کا حاصل جواب یہ ہے کہ روح جوہر بسیط مجرد محدث ہے جو بامر الٰہی وجود میں آئی۔ اور اس کے وجود میں آنے اور اس کی تاثیر کا یہ فائدہ ہے کہ وہ جسد کے حیات کا موجب ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے علاوہ روح پر اور بھی اقوال ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں۔
وَقِيْلَ اِنَّ الْاِنْسَانَ هُوَ الرُّوْحُ الَّذِيْ فِي الْقَلْبِ۔ ایک قول یہ ہے کہ انسان کے قلب میں جو ہے وہی روح ہے۔
وَقِيْلَ اِنَّهٗ جُزْءٌ لَا يَتَجَزَّاُ فِي الدِّمَاغِ۔ ایک قول ہے کہ وہ دماغ میں ایک جزو لا تجزأ ہے۔
وَقِيْلَ اِنَّهٗ اَجْزَاءٌ نَارِيَّةٌ مُخْتَلِطَةٌ بِالْاَرْوَاحِ الْقَلْبِيَّةِ وَالدِّمَاغِيَّةِ وَهِيَ الْمُسَمَّاةُ بِالْحَرَارَةِ الْغَرِيْزِيَّةِ۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اجزاء ناریہ ہیں جو مخلوط بالارواح قلب و دماغ ہیں اور ان کا نام حرارت غریزیہ ہے۔
پھر ایک قول ہے کہ هُوَ الدَّمُ الْحَالُّ فِي الْبَدَنِ۔ وہ خون جو جسم میں حلول کیے ہوئے ہے اسی کا نام روح ہے۔
اور کیا کیا اقوال ہیں جن کی تعداد ہزار تک ہے۔
البتہ محققین کے دو قول ہیں۔
اَلْاَوَّلُ اِنَّ الْاِنْسَانَ عِبَارَةٌ عَنْ جِسْمٍ نُوْرَانِيٍّ عَلْوِيٍّ حَيٍّ مُتَحَرِّكٍ مُخَالِفٍ بِالْمَاهِيَّةِ لِهٰذَا الْجِسْمِ الْمَحْسُوْسِ سَارٍ فِيْهِ سَرَيَانَ الْمَاءِ فِي الْوَرْدِ وَالدُّهْنِ فِي الزَّيْتُوْنِ وَالنَّارِ فِي الْفَحْمِ لَا يَقْبَلُ التَّحَلُّلَ وَالتَّبَدُّلَ وَالتَّفَرُّقَ وَالتَّمَزُّقَ يُفِيْدُ لِلْجِسْمِ الْمَحْسُوْسِ الْحَيَاةَ وَتَوَابِعَهَا مَادَامَ صَالِحًا لِقُبُوْلِ الْفَيْضِ لِعَدَمِ حُدُوْثِ مَا يَمْنَعُ مِنَ السَّرَيَانِ كَالْاَخْلَاطِ الْغَلِيْظَةِ وَمَتٰى حَدَثَ ذٰلِكَ حَصَلَ الْمَوْتُ لِاِنْقِطَاعِ السَّرَيَانِ۔
وَالرُّوْحُ عِبَارَةٌ عَنْ ذٰلِكَ الْجِسْمِ۔
وَالثَّانِيْ اِنَّهٗ لَيْسَ بِجِسْمٍ وَلَا جِسْمَانِيٍّ وَهُوَ الرُّوْحُ وَلَيْسَ بِدَاخِلِ الْعَالَمِ وَلَا خَارِجِهٖ وَلَا مُتَّصِلٍ لَهٗ وَلَا مُنْفَصِلٍ عَنْهُ وَلٰكِنَّهٗ مُتَعَلِّقٌ بِالْبَدَنِ تَعَلُّقَ التَّدْبِيْرِ وَالتَّصَرُّفِ وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْاِلٰهِيِّيْنَ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ۔
پہلا قول یہ ہے کہ انسان عبارت ہے ایک نورانی علوی۔ زندہ اور متحرک جسم سے جو اس ظاہری جسم کی ماہیت کے مخالف ہے وہ اس جسم میں اس طرح سرایت کیئے ہوئے ہے جیسے پانی گلاب کے پھول میں اور تیل زیتون میں اور آگ کوئلے میں نہ تو وہ تحلیل ہوتا ہے نہ تبدیل نہ متفرق ہوتا ہے نہ ٹکڑے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ ظاہری جسم کو زندگی اور اس کے لوازمات بخشتا ہے جبتک کہ اس میں فیض قبول کرنے کی صلاحیت ہو اور کوئی ایسی چیز پیدا نہ ہو جو سرایت کرنے کے منافی ہو مثلاً اخلاط غلیظہ اور جب یہ رکاوٹ پیدا ہو تو اس وقت موت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقع ہوجاتی ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ

وہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی اور وہ روح ہے جو نہ عالم میں داخل ہے نہ اس سے خارج اور نہ اس سے منفصل ہے نہ علیحدہ جیسے تدبیر اور تصرف کا تعلق ہوتا ہے ویسے ہی اس کا تعلق بدن سے ہے اور فلاسفہ میں سے اکثر الاہیین کا یہی قول ہے۔

اور حدوث و قدم روح پر اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّہٗ حَادِثٌ حُدُوْثًا زَمَانِیًّا کَسَائِرِ اَجْزَاءِ الْعَالَمِ اِلَّا اَنَّہُمْ اِخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّہٗ ہَلْ ہُوَ حَادِثٌ قَبْلَ الْبَدَنِ اَمْ بَعْدَہٗ فَذَہَبَ طَائِفَۃٌ اِلَی الْحُدُوْثِ قَبْلَ الْبَدَنِ۔ مِنْہُمْ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِیُّ وَاَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ حَزْمِ الظَّاہِرِیُّ وَحَکَاہُ اِجْمَاعًا وَقَدِ افْتَرٰی۔

وَاسْتَدَلَّ لِذٰلِکَ بِمَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْہَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْہَا اخْتَلَفَ۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ روح حادث زمانی ہے مثل اجزاء عالم کے مگر اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ قبل بدن حادث ہے یا بعد بدن تو ایک جماعت تو قبل بدن حدوث کی قائل ہے۔ ان میں محمد بن نصر مروزی اور ابو محمد بن حزم ظاہری ہیں اور انہوں نے تو اس پر اجماع بتایا ہے مگر یہ محض افتراء ہے اور اس پر صحیحین کی حدیث سے استناد کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روحیں لشکر کے لشکر منظم ہیں تو جو روح ان میں سے متعارف ہے وہ مانوس ہوتی ہے اور جو عالم ارواح میں ہی اجنبی رہے وہ دنیا میں بھی اختلاف کرتی ہے۔

اور حدیث ابو ہریرہ سے قصۃ الراس میں جو بیان ہے وہ ہمارے بیان کا مؤید ہے اور علامہ نسفی بحر الکلام میں بھی فرماتے ہیں۔

جُعِلَ الْاَرْوَاحُ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَقْسَامٍ۔ اَرْوَاحُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تَخْرُجُ مِنْ جَسَدِہَا وَیَصِیْرُ مِثْلَ صُوْرَتِہَا مِثْلَ الْمِسْکِ وَالْکَافُوْرِ وَتَکُوْنُ فِی الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ وَتَشْرَبُ وَتَتَنَعَّمُ وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مُعَلَّقَۃٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

وَاَرْوَاحُ الشُّہَدَاءِ تَخْرُجُ مِنْ جَسَدِہَا وَتَکُوْنُ فِیْ اَجْوَافِ الطَّیْرِ الْخُضْرِ فِی الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ وَتَتَنَعَّمُ وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ کَاَرْوَاحِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔

وَاَرْوَاحُ الْمُطِیْعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِرَبْضِ الْجَنَّۃِ لَا تَاْکُلُ وَلَا تَتَمَتَّعُ وَلٰکِنْ تَنْظُرُ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَرْوَاحُ الْعُصَاةِ مِنْهُمْ تَكُوْنُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فِي الْهَوَاءِ۔

وَاَمَّا اَرْوَاحُ الْكُفَّارِ فَفِي سِجِّيْنٍ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ سُوْدٍ تَحْتَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَهِيَ تَحْتَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَهِيَ مُتَّصِلَةٌ بِاَجْسَادِهَا فَتُعَذَّبُ الْاَرْوَاحُ وَتَتَاَلَّمُ مِنْ ذَالِكَ الْاَجْسَادُ۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ ارواح چار قسم پہ ہیں۔

ارواح انبیاء علیہم السلام اجسام سے نکل کر اپنی صورت میں مشک اور کافور کی طرح ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی پیتی ہیں اور نعمتوں میں متمتع رہتی ہیں اور رات میں ان قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔

اور ارواح شہداء جسم سے نکل کر سبز پرندوں کے جوف میں جنت میں کھاتی اور نعمتوں سے متمتع رہتی ہیں اور قنادیل میں مثل ارواح انبیاء رہتی ہیں۔

اور ارواح مطیعین مومنین جنت کے کناروں یا جھولوں میں بغیر کھانے اور بغیر متمتع ہونے کے رہتے ہیں لیکن جنت دیکھتے رہتے ہیں۔

اور ارواح سیہ کاران امت محمدیہ ان میں سے آسمان کے اور زمین کے مابین ہوا میں رہتے ہیں۔

اور ارواح کفار وہ سجین میں سیاہ پرندوں کے جوف میں زمین کے نیچے ساتویں طبقہ میں اپنے اجسام کے ساتھ رہتی ہیں اور ان پہ عذاب اور تکلیف انھیں جسموں پہ ہوتا ہے۔

قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔

اس میں اختلاف ہے کہ ان کا سوال حقیقتِ روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے چنانچہ مذکورہ روایات میں دونوں باتیں بہ تفصیل بیان ہو چکیں۔

پھر آیۂ کریمہ میں اس حقیقت پر بھی روشنی ڈال دی گئی کہ مخلوق کا علم علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے یا یہ کہ ما اوتیتم کا خطاب صرف یہود کے ساتھ خاص ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ضرور لے جاتے اسے جو ہم نے وحی فرمائی ہم نے تمہاری طرف پھر تم نہ پاتے اپنے لیے اس میں ہم پر وکیل۔ مگر یہ رحمت ہے تمہارے رب کی بے شک تم پر اس کا فضل بڑا ہے"۔

یعنی قرآن کریم جو بذریعہ وحی نازل کیا گیا اور اسے تمہارے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کیا گیا ہے وہ محو بھی کیا جا سکتا ہے مگر چونکہ اللہ کا فضل تم پہ ہے اس وجہ میں وہ قیامت تک تم میں رکھا جائے گا اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ہر قسم کے تبدل و تغیر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن اٹھا لیا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جبتک قرآن کریم نہ اٹھا لیا جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ فرما دیجئے اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ آپس میں ایک دوسرے کا مددگار ہو جائے"۔

شان نزول میں یہود یا قریش کے اس امر کا تذکرہ ہے جو

رُوِيَ اَنَّ طَائِفَةً مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ قَالُوْا اَخْبِرْنَا يَا مُحَمَّدُ بِهٰذَا الْحَقِّ الَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ اَحَقٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّا لَا نَرَاهُ مُتَنَاسِقًا كَتَنَاسُقِ التَّوْرَاةِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْرِفُوْنَهٗ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالُوْا اِنَّا نَجِيْئُكَ بِمِثْلِ مَا تَاْتِيْ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

ایک جماعت یہود نے حضور کی خدمت میں حاضر آکر عرض کیا حضور ہمیں یہ بتایئے کہ جو آپ لائے ہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہم تو اس میں توریت کا سا نسق نہیں دیکھتے۔ حضور نے فرمایا قسم بخدا تم ضرور سمجھتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بولے ہم خود بھی اس جیسا قرآن بنا سکتے ہیں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی)

ایک روایت میں ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے حضور سے آکر کہا کہ ہم اس قرآن کے علاوہ آیت لائے ہیں اور ہم یقیناً اس آیت لانے پر قادر ہیں تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور فرمایا اگر تم سب اس امر پر متفق ہو جاؤ تو اس کے مثل نہیں لا سکو گے اگرچہ ثقلین جن و انس سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔

چنانچہ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کے بعد اپنی وحیوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کلام الٰہی کے مقابل پیش کرے لیکن ہمیشہ منہ ہی کی کھاتا رہا۔ چنانچہ اس کی وحی میں والعادیات کے مقابل یہ آیتیں بنائی گئیں جو بلاغت کلام پاک کے مقابل رکھی گئیں اور ذلت اٹھائی۔

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالذَّارِيَاتِ قَمْحًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لَقْمًا اِهَالَةً وَسَمْنًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلٰى اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ۔ رِيْفُكُمْ فَامْنَعُوْهُ وَالْمُعِيْنَ فَاٰوُوْهُ وَالْبَاغِيْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَتَاُوْدَہٗ۔

(ترجمہ) قسم کھیتی کرنے والوں کی اور قسم کھیتی کاٹنے والوں اور بھوسہ نکالنے والوں کی جو گندم ہوا میں اڑاتے ہیں اور قسم ہے آٹا پیسنے والوں اور روٹی پکانے والوں کی اور قسم ہے سالن پکانے والوں اور تیل گھی کے لقمہ کھانے والوں کی تمہیں پشم پہننے والے جنگل میں رہنے والے عربوں پر فضیلت دی گئی اور مٹی کے مکان بنانے والے شہری عرب بھی تم سے بڑھ کر نہیں۔ تم اپنی روکھی سوکھی روٹی کی پوری حفاظت کرو۔ عاجز و درماندہ کو پناہ دو اور ضرورت مند مانگنے والے کو اپنے پاس ٹھہراؤ۔

سورۃ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ کے مقابل یہ وحی بنائی گئی۔

اَلْفِیْلُ۔ مَا اَلْفِیْلُ۔ لَہٗ ذَنَبٌ ذَبِیْلٌ وَّخُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ۔

ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے۔ اس کی بدنما دم ہے اور لمبی سونڈ ہے بے شک یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔

ایک وحی مینڈک والی بھی گھڑ ڈالی۔

یَا ضِفْدَعُ بِنْتُ ضِفْدَعٍ نَقِّیْ مَا تَنَقِّیْنَ اَعْلَاکِ فِی الْمَاءِ وَاَسْفَلُکِ فِی الطِّیْنِ لَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ وَلَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ۔

اے مینڈکی۔ بیٹی مینڈکی کی تو کتنی پاک صاف ہے تیرا بالائی حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ مٹی میں نہ تو پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی گدلا کرتی ہے۔

اس قسم کی بہت سی خرافات بھی سامنے لانے کی جرأتیں ہوئیں مگر کلام حق کلام حق ہی رہا۔

مختصر یہ کہ وہ زمانہ وہ تھا کہ بلاغت و فصاحت کے میدان میں کوس لمن الملک بجانے والا گھر گھر میں موجود تھا اور انہیں میں لَاْیَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ کا اعلان ہوا انہیں میں کہا گیا کہ تم سب مل کر ایک آیت ہی بنا لاؤ مگر نہ لا سکے اور اس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے۔ اور آج چودھویں صدی گذر رہی ہے آج تک بھی کوئی مقابلہ کے لیے نہ اٹھ سکا۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا۔ اور بے شک ہم نے طرح طرح کے بیان لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر مثال سے واضح کیے تو انکار کیا اکثر آدمیوں نے مگر ناشکری ہی کا۔" اور ہر پہلو سے منکر ہی رہے

شانِ نزول

جب قرآن کریم کا اعجاز ظاہر و باہر ہوگیا اور معجزات واضحہ سے حجت قائم ہوگئی اور کفار نابکار کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے کوئی عذر کا موقعہ باقی نہ رہا تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے اور بہانہ سازی کرنے کے لیے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور کہنے لگے جو آئندہ آیات کریمہ میں مذکور ہے۔

"وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا۔ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا۔ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔

اور بولے مشرک ہم ایمان ہرگز نہ لائیں گے تم پر حتی کہ بنا دو ہمارے لیے زمین میں چشمہ یا ہو تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا باغ پھر تم رواں کرو اس کے اندر بہتی نہریں یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم دعوی کرتے ہو ٹکڑے ٹکڑے یا چڑھ جاؤ تم آسمان میں تو بہر حال ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تمہارے چڑھ جانے پر حتی کہ نہ اتار دو ہم پر کتاب جو ہم پڑھیں۔ فرما دیجئے پاکی ہے میرے رب کو میں کیا ہوں مگر ایک آدمی اللہ کا رسول"۔

یعنی مشرکین کی ضد و فدح اتنی بڑھی کہ کہنے لگے ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک ہمارے مطالبات پورے نہ ہوں۔ مروی ہے کہ

نَزَلَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ۔ یہ آیت عبد اللہ بن ابی امیہ کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے

وَاَخْرَجَ ابْنُ اِسْحَاقَ وَجَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَاَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَالْاَسْوَدَ بْنَ مُطَّلِبٍ وَزَمْعَةَ بْنَ الْاَسْوَدِ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ وَاَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اُمَيَّةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَنَاسًا اٰخَرَ اجْتَمَعُوْا بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ابْعَثُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ فَكَلِّمُوْهُ حَتّٰى تُعْذَرُوْا بِهٖ فَبَعَثُوْا اِلَيْهِ فَجَاءَهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيْعًا وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّهُمْ قَدْ بَدَا لَهُمْ فِيْ اَمْرِهٖ بَدَآءٌ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَرِيْصًا يُحِبُّ رُشْدَهُمْ وَيَعِزُّ عَلَيْهِ عَنَتُهُمْ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا۔ الخ

مذکورہ سرداران قریش جمع ہو کر حضور کی خدمت میں آخری فیصلے کے لیے جمع ہوئے اور حضور نے ان کا جمع ہو کر آنا پسند فرمایا اور فوراً حضور تشریف لے آئے اس لیے کہ حضور ان کی ہدایت پر آنے کو بہت پسند فرماتے تھے چنانچہ انہوں نے عرض کیا۔ کہ

ہم نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کر لیں تاکہ ہم پھر آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں۔ عرب میں کوئی ایسا نہیں جس نے قوم پر وہ شدائد اکٹھے کیے ہوں جو آپ نے کیے ہیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا کہا۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہمارے دانشمندوں کو کم عقل اور بیوقوف کہا۔ ہمارے معبودوں کی توہین کی۔ ہماری جماعتوں میں تفرقہ ڈالا۔ غرضیکہ کوئی ایسا الزام نہیں جو آپ نے ہم پر نہ لگایا ہو۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے آپ کی غرض کیا ہے؟

اگر آپ اس طریقہ سے مال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ روبہ چھوڑ دیجئے ہم آپ کو مال جمع کر دیتے ہیں اور اتنا مال دیتے ہیں کہ آپ ہماری قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں۔

اگر آپ اعزاز چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں۔

اگر ملک و سلطنت کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیے لیتے ہیں ہم ہر طرح آپ سے مصالحت کے متمنی ہیں۔

اگر آپ کو کوئی دماغی عارضہ ہے تو ہم آپ کا علاج اپنے خرچ سے کرنے کو موجود ہیں۔

یہ سب کچھ سن کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَا جِئْتُکُمْ بِمَا جِئْتُکُمْ بِہٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَکُمْ وَلَا اَشْرَفُ فِیْکُمْ وَلَا الْمُلْکُ عَلَیْکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ کِتَابًا وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ۔

ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال و سلطنت و سرداری کسی چیز کا طلب گار نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذاب الٰہی کا خوف دلاؤں میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لیے دنیا و آخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو صبر کروں گا حتیٰ کہ اللہ میرے تمہارے مابین فیصلہ کر دے۔

اس پر وہ بولے کہ اے محمد صلی اللہ علیک اگر آپ ہماری پیشکش قبول نہیں کرتے تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے۔ نہریں جاری کر دیجئے۔ ہمارے مرے ہوئے آباؤ اجداد کو زندہ کر دیجئے تاکہ ہم ان سے پوچھیں کہ آپ جو کچھ فرمارہے ہیں کیا وہ سب کچھ سچ ہے اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے۔

اس پر بھی حضور نے وہی جواب دیا اور فرمایا

مَا بِھٰذَا بُعِثْتُ اِنَّمَا جِئْتُکُمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِمَا بَعَثَنِیْ بِہٖ فَقَدْ بَلَّغْتُکُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِہٖ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَیْکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْہُ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ۔

حضور نے فرمایا میں ان باتوں کے لیے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے لیے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اب اگر تم مان لو تو تمہارا نصیب اور اگر نہ مانو تو میں صبر کر کے خدائی فیصلہ کا اپنے اور تمہارے لیے انتظار کروں گا۔

اس پر کفار نے کہا پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ ہی بلوا لیجئے جو آپ کی باتوں کی تصدیق کرے۔

اور اپنے لیے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانہ طلب کیجئے۔

حضور نے اس کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ میں اس لیے نہیں آیا میں تو صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تو آخر برہم ہو کر کہنے لگے کہ اچھا پھر ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیجئے اور بعض کہنے لگے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ اور فرشتے ہمارے سامنے نہ لے آئیں۔

اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے تو عبد اللہ بن امیہ بھی حضور کے ساتھ اٹھا اور بکنے لگا خدا کی قسم! میں کبھی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جبتک سیڑھی لگا کر آپ آسمان پر نہ چڑھیں اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آئیں اور خدا کی قسم اگر ایسا بھی آپ کر دیں تو میں پھر بھی ایمان نہ لاؤں گا۔

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے عناد اور ضد کو اس درجہ پر دیکھا کہ حق سے دشمنی حد سے گذر گئی ہے تو قلب اقدس کو صدمہ ہوا اس پر یہ آیۃ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اے محبوب فرما دیں میں کیا ہوں مگر ایک آدمی اور اللہ تعالے کا رسول"۔

میرا کام اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے وہ میں پہنچا چکا۔ معجزات و آیات یقین و اطمینان کے لیے اللہ تعالے نے میرے ذریعہ دکھا دیے، میں معاذ اللہ بازی گر یا تماشہ دکھانے والا نہیں کہ تمہارے مطالبہ کی تعمیل ہی کرتا ہوں۔ اب حجت الٰہی قائم ہو چکی اب اللہ تعالے کے فیصلہ کا انتظار کرو اور دیکھو اس کا کیا انجام ہونا ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

اور کسی بات نے نہ روکا لوگوں کو یہ کہ ایمان لائیں جبکہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر یہ کہ بولے کیا بھیجا اللہ نے بشر کو رسول۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝

فرما دیجئے اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلتے چین سے اطمینان سے تو اتارتے ہم ان پر بھی رسول فرشتے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝

فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے تمہارے مابین بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝

اور جو ہدایت پر اللہ کی طرف سے وہی راہ پر ہے اور جو گمراہ ہو تو نہیں پاؤ گے ان کے لیے کوئی حمایتی اس کے سوا اور ہم انھیں اٹھائیں گے قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اندھا۔ گونگا۔ بہرا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ بجھنے پر آئے ہم اسے دھکا دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

یہ ان کی سزا ہے اس کی کہ انہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اور کہا کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ تو سچ مچ ہم اٹھائے جائیں گے نئے پیدا ہو کر۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ قادر ہے اس پر کہ پیدا کرے ان کی مثل اور کی ہے ان کے لیے ایک میعاد مقرر کہ جس میں شبہ نہیں تو انکار کرتے ہیں ظالم مگر ناشکری کا۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّىْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ

فرما دیجئے اگر تم مالک ہو جاؤ خزانوں میرے رب کی رحمت کے تو یقیناً بخل کرتے تم اس خوف سے کہ خرچ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ نہ ہو جائے اور انسان بڑا بخیل ہے۔

حل لغات گیارہواں رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَمَا۔ اور نہیں	مَنَعَ۔ روکا	النَّاسَ۔ لوگوں کو	اَنْ۔ یہ کہ
یُّؤْمِنُوْا۔ ایمان لائیں	اِذْ۔ جب	جَآءَهُمُ۔ آئی انکے پاس	الْهُدٰى۔ ہدایت
اِلَّا۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	قَالُوْا۔ کہا انہوں نے	اَبَعَثَ۔ کیا بھیجا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	بَشَرًا۔ آدمی	رَّسُوْلًا۔ رسول	قُلْ۔ کہہ
لَوْ۔ اگر	كَانَ۔ ہوتے	فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	مَلٰٓئِكَةٌ۔ فرشتے
یَّمْشُوْنَ۔ چلتے پھرتے	مُطْمَئِنِّیْنَ۔ آرام سے	لَنَزَّلْنَا۔ تو اتارتے ہم	عَلَیْهِمْ۔ ان پر
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَلَكًا۔ فرشتہ	رَّسُوْلًا۔ رسول	قُلْ۔ کہہ
كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ	شَهِیْدًا۔ گواہ	بَیْنِیْ۔ میرے
وَبَیْنَكُمْ۔ اور تمہارے درمیان	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	كَانَ۔ ہے	بِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے
خَبِیْرًا۔ خبردار	بَصِیْرًا۔ دیکھنے والا	وَمَنْ۔ اور جسے	یَّهْدِ۔ ہدایت دے
اللّٰهُ۔ اللہ	فَهُوَ۔ تو وہی	الْمُهْتَدِ۔ ہدایت والا ہے	وَمَنْ اور جسے
یُّضْلِلْ۔ گمراہی میں چھوڑے	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو	لَهُمْ۔ انکے لیے
اَوْلِیَآءَ۔ کوئی دوست	مِنْ دُوْنِهٖ۔ اسکے سوا	وَنَحْشُرُهُمْ۔ اور اٹھائیں گے ہم ان کو	
یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔ انکے موہنوں کے بل	
عُمْیًا۔ اندھے	وَّبُكْمًا۔ اور گونگے	وَّصُمًّا۔ اور بہرے	مَاْوٰىهُمْ۔ انکا ٹھکانہ
جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے	كُلَّمَا۔ جب بھی	خَبَتْ۔ وہ بجھے گی	زِدْنٰهُمْ۔ ہم زیادہ کرینگے انکو
سَعِیْرًا۔ بھڑکانا	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزَآؤُهُمْ۔ بدلہ ہے ان کا	بِاَنَّهُمْ۔ کہ انہوں نے
كَفَرُوْا۔ کفر کیا	بِاٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا	وَقَالُوْا۔ اور کہنے لگے	ءَاِذَا۔ کیا جب
كُنَّا۔ ہو جائیں گے ہم	عِظَامًا۔ ہڈیاں	وَّرُفَاتًا۔ اور بوسیدہ	ءَاِنَّا۔ کیا ہم
لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اٹھائے جائیں گے		خَلْقًا۔ پیدائش	جَدِیْدًا۔ نئی میں
اَوَلَمْ۔ کیا نہ	یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے	اَنَّ۔ کہ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے	خَلَقَ۔ پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
قَادِرٌ۔ وہ قادر ہے	عَلٰی۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	یَّخْلُقَ۔ پیدا کرے
مِثْلَهُمْ۔ ان کی مثل	وَجَعَلَ۔ اور بنائی	لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَجَلًا۔ ایک مدت
لَّارَیْبَ۔ جو نہیں شک	فِیْهِ۔ اس میں	فَاَبَی۔ تو انکار کیا	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالموں نے
اِلَّا۔ مگر	كُفُوْرًا۔ ناشکری کا	قُلْ۔ کہہ	لَّوْ۔ اگر
اَنْتُمْ۔ تم	تَمْلِكُوْنَ۔ مالک ہوتے	خَزَآئِنَ۔ خزانے	رَحْمَةِ۔ رحمت
رَبِّیْ۔ رب میرے کے	اِذًا۔ تو تب	لَّاَمْسَكْتُمْ۔ روک لیتے تم	خَشْيَةَ۔ ڈر
الْاِنْفَاقِ۔ ختم ہونے سے	وَكَانَ۔ اور ہے	الْاِنْسَانُ۔ انسان	قَتُوْرًا۔ بخیل

مختصر تفسیر اُردو گیارہواں رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اور نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب آئی ان کے پاس ہدایت مگر یہ ہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو بھیجا رسول بنا کر"۔

یعنی وہ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے مناصب کو نہیں جانا اور عطیات الٰہیہ اور کمالات کے مقر اور معترف نہ ہوئے۔ یہی ان کے کفر کی اصل تھی اور اسی لیے وہ کہتے تھے کہ ہم پر کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا اس پر اللہ تعالٰی کی طرف سے جواب عطا ہوا جو اپنے حبیب کے ذریعہ دیا گیا۔

"قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ فرما دیجئے اگر زمین میں فرشتے ہوتے وہی چلتے پھرتے اطمینان سے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ بنا کر بھیجتے اس لیے کہ زمین میں جو قوم ہے جو چلتی پھرتی ہے اس کی مجانست کے لحاظ سے ہی ہم نے رسول بھیجے۔ موسٰی و عیسٰی۔ نوح و یحییٰ بھی تو انسان ہی تھے کیونکہ انسانوں میں مبعوث ہوئے۔ معلوم ہوا کہ رسول کا قوم کی جنس سے ہونا ضروری ہے، جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان میں رسول ملائکہ کی جنس سے طلب کرنا انکی بے عقلی ہے۔ بنابریں یہ مطالبہ ہی بے معنی ہے۔

"قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا۔ فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے تمہارے مابین بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور وہ ہی جانتا ہے میرے صدق اور ادائے فرض رسالت کو اور تمہارے کذب و عداوت کو "وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۔ اور جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہر گز نہ پاؤ گے ان کے لیے حمایتی اس کے سوا اور ہم انہیں قیامت کے دن اٹھائیں گے ان کے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جب بھی وہ بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے"۔

"ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۔ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو واقعی ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے"۔

ہدایت من جانب اللہ جسے ملی وہ تو اپنی منزل مقصود کو پہنچا اور جو جبلی گمراہ ہوا وہ اپنا مددگار سوا اللہ تعالے کے کسی کو نہ پائے گا جو اسے طریق حسن کی طرف رہنمائی کرے یا اسے مطالب دنیوی و اخروی یا طریق نجات پر عذاب کے راستہ سے لائے اور فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مبالغۃً فرمایا گیا اس لیے کہ جب اولیاء اسے نفع نہ پہنچا سکیں گے تو ایک مددگار کے وجود کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی وہ قبور سے جب اٹھیں گے قیامت کے دن تو منہ کے بل چلیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے۔ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ اَلَّذِيْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَرْجُلِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

حضرت انس فرماتے ہیں حضور سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ لوگ کس طرح منہ کے بل اٹھیں گے فرمایا وہ جو انہیں پیروں کے بل چلا رہا ہے اس امر پر قادر ہے کہ انھیں چہروں کے بل چلائے اور یہ حشر کفار کے لیے مخصوص ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُمْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَصْنَافٍ صِنْفٌ مُشَاةٌ اَيْ عَلَى الْعَادَةِ وَصِنْفٌ رُكْبَانٌ وَصِنْفٌ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِيْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَّشَوْكٍ۔ وَاَمَّا سَحْبَانُ يَجُرُّهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُكِبِّيْنَ عَلَيْهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جو لوگ محشور ہوں گے وہ تین قسم کے ہوں گے۔

ایک وہ ہوں گے جو اپنے طریقہ پر چلیں گے۔

ایک وہ ہوں گے جو سواریوں پر جا رہے ہوں گے۔

ایک وہ ہوں گے جو منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔

عرض کیا گیا حضور منہ کے بل کیسے چل رہے ہوں گے؟

فرمایا جس نے پیروں سے چلایا وہ اس امر پر قادر ہے کہ منہ کے بل چلائے وہ اپنے منہ بچاتے ہوئے چلیں گے ٹیلے اور کانٹے سے۔

اور سحبان وہ ہوں گے جنہیں فرشتے گھسیٹیں گے اوندھا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ۔

اسی کی موید دوسری حدیث ہے۔

مَا اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ فَقَالَ حَدَّثَنِي الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَفْوَاجٍ۔

فَوْجٌ طَاعِمِيْنَ۔ كَاسِيْنَ۔ رَاكِبِيْنَ۔

وَفَوْجٌ يَمْشُوْنَ وَيَسْعَوْنَ۔

وَفَوْجٌ تَسْحَبُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

مضمون ہر دو احادیث کا وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا۔

اور كُلَّمَا خَبَتْ میں خَبَتْ پر لغوی تحقیق یہ ہے۔

خَبَتُ النَّارِ۔ سُكُوْنُ اللَّهَبِ۔ آگ مرجھانے کے معنی میں مستعمل ہے۔

قَالَ فِي الْبَحْرِ۔ يُقَالُ خَبَتِ النَّارُ تَخْبُوْا اِذَا سَكَنَ لَهَبُهَا وَصَارَ عَلَيْهَا خِبَاءٌ مِّنْ رَّمَادٍ اَيْ غِشَاءٌ۔

خَبَتِ النَّارُ کا معنی ہے شعلے ختم ہو گئے اور آگ پر راکھ کی جھلی چڑھ گئی۔

وَفِي الْقَامُوْسِ تَفْسِيْرُ خَبَتْ بِسَكَنَتْ وَطَفِئَتْ وَتَفْسِيْرُ طَفِئَتْ يَذْهَبُ لَهَبُهَا۔

خَبَتْ۔ آگ ٹھنڈی ہونے اور آگ پر بھوبل چڑھ آنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور سَعِيْر کا لہب ہے حَيْثُ قَالَ وَالسَّعِيْرُ اللَّهَبُ۔ سعیر لہب (شعلہ) کو کہتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن جریر، ابن منذر وغیرہما ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔
انّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ اِنَّ الْکَفَرَۃَ وَقُوْدُ النَّارِ فَاِذَا اَحْرَقَتْہُمْ فَلَمْ یَبْقَ شَیْئٌ صَارَتْ جَمْرًا تَتَوَھَّجُ فَذَالِکَ خَبُوُّھَا فَاِذَا بُدِّلُوْا خَلْقًا جَدِیْدًا عَادَتْہُمْ۔
کافر آگ کا ایندھن ہیں جب آگ انکو جلا دے گی اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو وہ چمکتے انگارے بن جائے گی تو یہ ہے آگ کا ٹھنڈا ہونا تو پھر جب ان کو نئی پیدائش ملے گی تو شعلے اٹھیں گے۔
ذَالِکَ جَزَاؤُھُمْ بِاَنَّہُمْ کَفَرُوْا۔
"قَالُوْا ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا۔ کہنے لگے کیا جب ہم ہڈی ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم واقعی نئی پیدا وار میں اٹھائے جائیں گے"۔
رفات کی لغوی تحقیق اول بھی بیان ہو چکی ہے مزید یہ کہ قَالَ الرَّاغِبُ کَالْفُتَاتِ مَاتَکَسَّرَ وَتَفَرَّقَ راغب اصفہانی رفات بروزن فتات بتاتے ہیں۔ جو چیز ٹوٹ کر علیحدہ علیحدہ ہو جائے۔ تو ریزہ ریزہ ہی حاصل معنی ہوئے۔

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَہُمْ وَجَعَلَ لَہُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان وزمین بنائے قادر ہے اس پر کہ ان لوگوں کی مثل بنا دے اور اس نے ان کے لیئے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی شک نہیں تو ظالم نہیں مانتے ناشکری کیے بغیر"۔
یعنی منکروں کو معلوم ہے کہ خالق مطلق اپنی شان تخلیق جیسے چاہے دکھا سکتا ہے ان کا ہڈی اور ریزہ ریزہ جمع کر کے بنا دینا کیا مشکل ہے جبکہ وہ آسمان وزمین بنانے والا ہے تو وہ انھیں بھی جیسے چاہے بنا سکتا ہے۔

تو جو سب اشیاء کو نیست سے ہست کر سکتا ہے تو کَیْفَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی اِعَادَتِہِمْ وَھِیَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ جَلَّ وَعَلَا۔ وہ کیسے انہیں پھر پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ یہ تو اس سے آسان تر ہے۔
"قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۔ فرما دیجئے اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بھی ہو جاتے تو اسے بھی امساک کے ساتھ روک رکھتے اس خوف سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ایسے آدمی بڑے بخیل ہوتے ہیں"۔
یعنی اگر مکہ کی زمین پر نہریں اور باغات اور سونا چاندی سب کچھ بھی ہو جائے تو بھی تمہاری کنجوسی اور بخل بدستور رہے گا تمہیں اس میں سے بھی خرچ کرنے کی ہمت نہ ہو گی تم تو پیدا ہی کیسے گئے ہو بخیل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کنجوس۔ ممسک۔ تمہارے لیے وسعت رزق اور تنگی دونوں برابر ہیں تم اپنی جبلت نہیں بدل سکتے۔
قَتُور مبالغہ ہے بخل میں۔ وَجَاءَ الْقَتْرُ بِمَعْنٰی تَقْلِیْلِ النَّفْقَۃِ۔ قتر۔ خرچ میں کمی کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ یُقَالُ قَتَرْتُ الشَّیْءَ وَاَقْتَرْتُہٗ وَقَتَّرْتُہٗ اَیْ قَلَّلْتُہٗ وَفُلَانٌ مُقْتِرٌ فَقِیْرٌ وَقَالَ الرَّاغِبُ مِنَ الْقَتَارِ وَالْقُتَرِ وَھُوَ الدُّخَانُ۔ اسی طرح کنجوسی اور بخل اس کے حاصل معنی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ۱۵

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَھُمْ فَقَالَ لَہٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝

اور بے شک ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئی تو پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون بولا اے موسیٰ میرا گمان ہے کہ تم پر جادو ہوا ہے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ ھٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝

فرمایا موسیٰ نے تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دل کی آنکھیں کھولنے کو اور میں خیال کرتا ہوں تجھے اے فرعون ہلاک ہونے والا۔

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّھُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ جَمِیْعًا ۝

تو فرعون نے ٹھانا کہ انہیں نکال دے زمین سے تو ہم نے غرق کر دیا اسے اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو۔

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْکُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا ۝

اور فرمایا ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ رہو بسو اس زمین میں تو جب آئے گا وعدہ آخرت تو لائیں گے ہم تم کو ملا جلا۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝

اور ہم نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور وہ حق کے ساتھ ہی اترا اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بشیر و نذیر۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ

اور قرآن جدا جدا کر کے ہم نے اس لیے اتارا کہ تم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ۝

اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں پر پڑھو اور اسے اتارا ہم نے اتار نے کے طریقہ پر بتدریج۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝

فرما دیجئے تم لوگ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے قبل علم ملا جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے گر پڑتے ہیں ٹھوڑی کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔

وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونا ہی تھا۔

وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

اور گرتے ہیں وہ ٹھوڑی کے بل روتے ہوئے اور بڑھاتا ہے یہ قرآن ان کے خشوع اور عاجزی کو۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝

فرما دیجئے تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے پکارو سب اسی کے نام پاکیزہ ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ۔ ان دونوں کے درمیان راہ رکھو۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝

اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بتلانے کو تکبیر کہو۔

حلِ لغات بارہواں رکوع سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	اٰتَیْنَا۔ دیں ہم نے	مُوْسٰی۔ موسیٰ کو	تِسْعَ۔ نو
اٰیٰتٍ۔ نشانیاں	بَیِّنٰتٍ۔ کھلی	فَسْئَلْ۔ تو پوچھ	بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل کو
اِذْ۔ جب	جَآءَهُمْ۔ آیا انکے پاس	فَقَالَ۔ تو کہا	لَهٗ۔ اسکو
فِرْعَوْنُ۔ فرعون نے	اِنِّیْ۔ بیشک میں	لَاَظُنُّكَ۔ خیال کرتا ہوں تجھے	یٰمُوْسٰی۔ اے موسیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَسْحُوْرًا۔ جادو کیا ہوا   قَالَ۔ فرمایا   لَقَدْ۔ یقیناً   عَلِمْتَ۔ تو جانتا ہے

مَا۔ کہ نہیں   اَنْزَلَ۔ اتارا   هٰۤؤُلَآءِ۔ ان کو   اِلَّا۔ مگر

رَبُّ۔ پروردگار   السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں   وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے نے   بَصَآئِرَ۔ آنکھیں کھولنے کو

وَاِنِّیْ۔ اور بیشک میں   لَاَظُنُّكَ۔ خیال کرتا ہوں تجھے   یٰ۔ اے   فِرْعَوْنُ۔ فرعون

مَثْبُوْرًا۔ ہلاک ہونے والا   فَاَرَادَ۔ پھر ارادہ کیا   اَنْ۔ یہ کہ   یَّسْتَفِزَّهُمْ۔ وہ بچلا دے

ان کو   مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے   فَاَغْرَقْنٰهُ۔ تو غرق کر دیا ہم نے اسکو

وَمَنْ۔ اور ان کو جو   مَّعَهٗ۔ اس کے ساتھ تھے   جَمِیْعًا۔ سب کو   وَّقُلْنَا۔ اور کہا ہم نے

مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد   لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل کو   اسْكُنُوا۔ بسو تم

الْاَرْضَ۔ زمین میں   فَاِذَا۔ تو جب   جَآءَ۔ آیا   وَعْدُ۔ وعدہ

الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا   جِئْنَا۔ لائیں گے ہم   بِكُمْ۔ تم کو   لَفِیْفًا۔ لپیٹ کر

وَبِالْحَقِّ۔ اور حق کے ساتھ   اَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اسے اتارا   وَبِالْحَقِّ۔ اور حق کے ساتھ   نَزَلَ۔ اترا

وَمَآ۔ اور نہیں   اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تجھ کو   اِلَّا۔ مگر

مُبَشِّرًا۔ خوشخبری دینے والا   وَّنَذِیْرًا۔ اور ڈرانے والا   وَقُرْاٰنًا۔ اور قرآن   فَرَقْنٰهُ۔ جدا جدا کیا ہم نے اسے

لِتَقْرَاَهٗ۔ تاکہ پڑھے تو اسے   عَلَى۔ اوپر   النَّاسِ۔ لوگوں کے   عَلٰى۔ اوپر

مُكْثٍ۔ آہستگی کے   وَّنَزَّلْنٰهُ۔ اور اتارا ہم نے اسے آہستہ آہستہ   تَنْزِیْلًا۔ آتارنا

قُلْ۔ کہہ   اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ   بِهٖۤ۔ اس پر   اَوْ۔ یا

لَا تُؤْمِنُوْا۔ نہ ایمان لاؤ   اِنَّ۔ بیشک   الَّذِیْنَ۔ وہ جو   اُوْتُوا۔ دیے گئے

الْعِلْمَ۔ علم   مِنْ قَبْلِهٖۤ۔ اس سے پہلے   اِذَا۔ جب   یُتْلٰى۔ پڑھی جاتی ہیں

عَلَیْهِمْ۔ ان پر   یَخِرُّوْنَ۔ تو گرتے ہیں   لِلْاَذْقَانِ۔ ٹھوڑیوں پر   سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے

وَّیَقُوْلُوْنَ۔ اور وہ کہتے ہیں   سُبْحٰنَ۔ پاک ہے   رَبِّنَاۤ۔ ہمارا رب

اِنْ۔ بے شک   كَانَ۔ ہے   وَعْدُ۔ وعدہ   رَبِّنَا۔ ہمارے رب کا

لَمَفْعُوْلًا۔ پورا ہونے والا   وَیَخِرُّوْنَ۔ اور گرتے ہیں   لِلْاَذْقَانِ۔ ٹھوڑیوں پر   یَبْكُوْنَ۔ روتے ہوئے

وَیَزِیْدُهُمْ۔ اور زیادہ کرتا ہے ان کو   خُشُوْعًا۔ عاجزی   قُلِ۔ کہہ

ادْعُوا۔ پکارو   اللّٰهَ۔ اللہ کو   اَوِ۔ یا   ادْعُوا۔ پکارو

الرَّحْمٰنَ۔ رحمٰن کو   اَیًّا مَّا۔ جس کو بھی   تَدْعُوْا۔ پکارو   فَلَهُ۔ تو اس کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْاَسْمَآءُ۔ نام ہیں۔ اَلْحُسْنٰی۔ اچھے وَلَا۔ اور نہ تَجْهَرْ۔ بلند کرکے پڑھ
بِصَلٰوتِكَ۔ اپنی نماز وَلَا۔ اور نہ تُخَافِتْ۔ آہستہ کر بِهَا۔ اس کو
وَابْتَغِ۔ اور چاہو بَيْنَ۔ درمیان ذٰلِكَ۔ ان کے سَبِيْلًا۔ راہ
وَقُلِ۔ اور کہہ اَلْحَمْدُ۔ سب تعریف لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہے الَّذِيْ۔ جس نے
لَمْ يَتَّخِذْ۔ نہ پکڑی وَلَدًا۔ اولاد وَلَمْ۔ اور نہیں يَكُنْ۔ ہے
لَّهٗ۔ اس کا شَرِيْكٌ۔ کوئی شریک فِي الْمُلْكِ۔ ملک میں وَلَمْ۔ اور نہیں
يَكُنْ۔ ہے لَّهٗ۔ اس کا وَلِيٌّ۔ کوئی حمایتی مِّنَ الذُّلِّ۔ کمزوری سے
وَكَبِّرْهُ۔ اور بڑائی کر اس کی تَكْبِيْرًا۔ پوری بڑائی۔

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع۔ سورہ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۔ اور بے شک دیں ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئی تو پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون بولا اے موسیٰ میرا گمان ہے کہ تم پر جادو ہوا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں۔
عصا ① یدِ بیضا ② وہ عقدہ جو آپ کی زبان میں لکنت کراتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے کھولا ③ دریا کا پھٹنا اور اس میں سے راستے نکلنا ④ طوفان ⑤ ٹڈی ⑥ جوئیں ⑦ مینڈک ⑧ خون ⑨

ان میں سے چھ نویں پارہ کے آخر میں فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ۔ چھٹے رکوع میں یہ آیت موجود ہے۔
فرعون نے آپ کے معجزات باہرہ دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے کہا کہ معاذ اللہ آپ کا دماغ جادو سے خراب ہو گیا ہے اور عقل بجا نہیں رہی ہے یا مسحور بمعنی ساحر ہے یعنی آپ یہ عجائبات جو دکھلا رہے ہیں یہ سب جادو کے کرشمے ہیں اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا
"قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۔ فرمایا موسیٰ نے تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دل کی آنکھیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹکو لنے کو اور میں خیال کرتا ہوں تجھے اے فرعون ہلاک ہونے والا۔"

مَثْبُوْرًا۔ اَیْ هَالِكًا كَمَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُجَاهِدٍ عَلٰی اَنَّهٗ ثَبَرَ اللَّازِمُ بِمَعْنٰی هَلَكَ۔ مثبور کا معنی ہلاک ہونے والا ہے اور حسن و مجاہد کہتے ہیں ثبر بمعنی ہلک آتا ہے۔

یہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ اس نے آپ کو مسحور کہا تھا جو سراسر کذب و افترا تھا اور وہ خود بھی جانتا تھا مگر اس کے عناد نے اس سے یہ کہلایا اور آپ کا جواب حق تھا اور ایسا ہی ہوا۔

اور نو معجزات جو موسیٰ علیہ السلام کو ملے ان میں بھی اختلاف ہے وہ کہتے ہیں۔ لِاَنَّ تَخْصِيْصَ الْعَدَدِ بِالذِّكْرِ لَا يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الزَّائِدِ كَمَا حُقِّقَ فِي الْاُصُوْلِ۔ تخصیص عدد کے ساتھ ذکر نفی زائد پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ اصول والوں کے یہاں محقق ہے۔

فَفِيْ بَعْضِ التَّفَاسِيْرِ هِيَ كَمَا فِي التَّوْرَاةِ۔ بعض تفاسیر میں ہے اور توراۃ میں بھی ہے۔

اَلْعَصَا ثُمَّ الدَّمُ ثُمَّ الضِّفْدَعُ ثُمَّ الْقُمَّلُ ثُمَّ مَوْتُ الْبَهَائِمِ ثُمَّ نُزُوْلُ النَّارِ الْمُمْطِرِ مَا اَهْلَكَتْ مَا مَرَّتْ بِهٖ مِنْ نَبَاتٍ وَحَيَوَانٍ ثُمَّ جَرَادٌ ثُمَّ ظُلْمَةٌ ثُمَّ مَوْتٌ عَمَّ كِبَارَ الْاٰدَمِيِّيْنَ وَجَمِيْعَ الْحَيَوَانَاتِ۔

عصا۔ خون۔ مینڈک۔ جوئیں۔ پھر جانوروں کی موت۔ پھر آگ کا نزول جس میں ہلاک ہو گئے ہر وہ چیز جس پر وہ گذری سبزہ ہو یا حیوان۔ پھر ٹڈی۔ پھر ظلمت عام۔ پھر تمام معمر لوگوں کی موت اور حیوانات کی ہلاکت اور عبد الرزاق۔ سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم متعدد طریقہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ

اِنَّمَا الْعَصَا وَالْيَدُ الْبَيْضَاءُ وَالطُّوْفَانُ وَالْجَرَادُ وَالْقُمَّلُ وَالضَّفَادِعُ وَالدَّمُ وَالسِّنِيْنَ وَنَقْصٌ مِّنَ الثَّمَرَاتِ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ نو آیات بینات یہ ہیں۔ عصا۔ ید بیضا۔ طوفان۔ جراد یعنی ٹڈیاں۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ قحط۔ ہلاکت جان و مال۔

"فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۔ تو فرعون نے چاہا کہ انھیں زمین سے نکال دے تو ہم نے غرق کر دیا اسے اور جو اس کے ساتھی تھے سب کو اور فرمایا ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ رسو بسو زمین میں تو جب آئے گا وعدہ آخرت تو لائیں گے ہم تم کو ملا جلا۔"

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا اثر فرعون نے یہ لیا کہ آپ کو معہ آپ کی قوم کے زمین سے نکالنا چاہا چنانچہ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ کے معنی نکال لینے کے ہوتے ہیں حَيْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ اَصْلُ الْاِسْتِفْزَازِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْاِزْعَاجُ وَهُوَ كِنَايَةٌ اِخْرَاجِهِمْ۔ استفزاز اصل میں ازعاج ہے اور یہ کنایہ ہے اخراج سے اور ارض سے مراد ارض مصر ہے۔

چنانچہ اجمالاً بیان فرما دیا گیا کہ تمام قصہ کے بعد اسے مع اس کے لشکریوں کے ہم نے بحیرۂ قلزم میں غرق کر دیا اور اس کے بعد امت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے کہ اُسْكُنُوا الْاَرْضَ اب تم اس زمین شام میں رہو کما فی الخازن و قرطبی۔

اور جب وعدۂ آخرت یعنی قیامت آئے گا تو تم سب کو ملا جلا اٹھا کر موقف قیامت میں سعداء اور اشقیاء کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔

لفیف پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مُخْتَلِطِیْنَ اَنْتُمْ وَهُمْ ثُمَّ نَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَنُمَيِّزُ سُعَدَاءَكُمْ مِنْ اَشْقِيَاءِكُمْ۔ یعنی مخلوط اور ملا جلا اٹھا کر پھر ہم تم میں اور ان میں محاکمہ فرمائیں گے اور سعید و شقی علیحدہ علیحدہ کر دیں گے پھر فرماتے ہیں۔ اَللَّفِيْفُ الْجَمَاعَةُ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى۔ لفیف وہ جماعت ہے جو مختلف قبائل پر مشتمل ہو۔ آگے ارشاد ہے۔

"وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ اور ہم نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور اے محبوب! ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بشیر و نذیر اور قرآن جدا جدا کر کے ہم نے اس لیے اتارا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں پر پڑھو اور اسے اتارا ہم نے اتارنے کے طریقہ پر تبدریج۔"

"قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ فرما دیجئے تم لوگ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے قبل علم ملا جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے گر پڑتے ہیں ٹھوڑی کے بل اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونا ہے اور گرتے ہیں وہ ٹھوڑی کے بل روتے ہوئے اور بڑھاتا ہے یہ قرآن ان کے خشوع اور عاجزی کو۔"

یعنی قرآن کریم حق ہی کے ساتھ نازل ہوا اور حق ہی کے لیے اترا یعنی شیاطین کے اختلاط سے محفوظ رہا اور کسی تغیر و تبدل نے اس میں باہر سے راہ نہ پائی یہ شان قرآن بیان فرما کر اپنے حبیب لبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے اور آیۂ کریمہ میں بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ فرما کر بِالْحَقِّ نَزَلَ جو فرمایا اس میں بھی حق سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

. خواص آیۃ کریمہ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ الآیۃ

حضرت محمد بن سماک بیمار ہو گئے۔ آپ کے متوسلین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بہ غرض علاج گئے راہ میں ایک بزرگ ملے جو نہایت نورانی چہرہ اور خوش لباس تھے ان کے جسم سے نہایت پاکیزہ خوشبو آرہی تھی انہوں نے فرمایا کہاں جارہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا ابن سماک بیمار ہیں ان کا قارورہ فلاں نصرانی طبیب کو دکھانے جارہے ہیں۔

انہوں نے فرمایا اللہ کے ولی کے لیے اللہ کے دشمن کے پاس مدد لینے جارہے ہو پھینک دو قارورہ اور واپس جاکر مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرمایا اور وہ بزرگ نظروں سے غائب ہو گئے۔

ان لوگوں نے حسب ہدایت قارورہ پھینک کر خدمت سماک میں حاضر ہو کر سب حال سنادیا۔

حضرت محمد بن سماک رحمہ اللہ نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا شروع کیا علی الفور آرام ہو گیا۔

معتقدین نے پوچھا حضور وہ بزرگ کون تھے؟

فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

صاحب تبیان فرماتے ہیں کہ آیات قرآن شفاء للناس ہیں اور یہ آیت یقینی طور پر شفاء امراض ہے۔

اور آگے فرمایا اے محبوب ہم نے آپ کو بشیر مبشر خوشی سنانے والا اور نذیر ڈرانے والا عذاب الٰہی سے بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ مطیع کو ثواب کی بشارت دیں اور عاصی کو عذاب سے ڈرائیں فَلَا عَلَيْكَ اِلَّا التَّبْشِيْرُ وَالْاِنْذَارُ لَا هِدَايَةُ الْكَفَرَةِ الْمُقْتَرِحِيْنَ وَاِكْرَاهُهُمْ عَلَى الدِّيْنِ۔

" وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتار فرمایا تاکہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے بتدریج اتارا"

چنانچہ تیئیس سال کے عرصہ میں اس کا نزول ہوا کہ سننے والے اس کے مضامین بہ آسانی سمجھ کر یاد کرلیں اور مصالح و حکمت بھی اسی تدریج کے مقتضی تھے۔

نزول قرآن کریم کے متعلق چند ایک روایات ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ الْاَنْبَارِيِّ وَغَيْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلَى السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَنَجَّمَتْهُ السَّفَرَةُ عَلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَنَجَّمَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ سَنَةً۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ اُنْزِلَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِیْ رَمَضَانَ فَوُضِعَ فِیْ بَیْتِ الْعِزَّۃِ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا ثُمَّ اُنْزِلَ مُنَجَّمًا فِیْ عِشْرِیْنَ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً

وَفِیْ اُخْرٰی فِیْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ وَھٰذَا الْاِخْتِلَافُ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ مَبْنِیٌّ عَلَی الْاِخْتِلَافِ فِیْ سِنِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قرآن من عند اللہ لوح محفوظ سے سفرۃ الکرام کی طرف سماء دنیا میں نازل ہو کر بیس رات میں روح الامین علیہ السلام پر آیا پھر بہ حکم رب العالمین روح الامین نے حضور پر بیس سال میں پیش کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں نازل ہو کر بیت العزۃ میں آسمان دنیا پر نازل ہوا پھر نجماً نجماً بیس سال میں حضور پر آیا۔

ایک روایت ہے کہ تیئس سال میں نازل ہوا۔

ایک روایت ہے کہ پچیس سال میں نازل ہوا۔

اور یہ اختلاف بر بنا، سن مبارک ہے کما فی البحر۔

ایک قول ہے کہ اٹھارہ سال میں مکمل ہوا۔ اَخْرَجَ ابْنُ الضُّرَیْسِ مِنْ طَرِیْقِ قَتَادَۃَ عَنِ الْحَسَنِ کَانَ یَقُوْلُ اَنْزَلَ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَمَانَ عَشَرَۃَ سَنَۃً ثَمَانُ سِنِیْنَ بِمَکَّۃَ وَعَشْرٌ بَعْدَ مَا ھَاجَرَ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم حضور پر اٹھارہ سال میں نازل فرمایا۔ آٹھ سال مکہ معظمہ میں اور دس بعد ہجرت۔

لیکن صحیح یہی ہے کہ تیئس سال میں پانچ پانچ آیتیں نازل ہوئیں کما قال الآلوسی۔
وَاعْتَمَدَ جَمْعٌ اَنَّ بَیْنَ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ ثَلٰثًا وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَکَانَ یَنْزِلُ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی مَا قِیْلَ خَمْسَ اٰیَاتٍ۔

اور اسی کی تائید علامہ بیہقی بھی شعب الایمان میں فرماتے ہیں حیث قال۔
عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ خَمْسَ اٰیَاتٍ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَنْزِلُ بِہٖ خَمْسًا خَمْسًا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ پانچ آیتیں قرآن کریم سے پڑھا کرو اس لیے کہ جبریل علیہ السلام بھی پانچ پانچ آیتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے۔

عَلٰی مُکْثٍ کے معنی پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ تُؤَدَۃٍ وَتَاَنٍّ فَاِنَّہٗ اَیْسَرُ لِلْحِفْظِ وَاَعْوَنُ عَلَی الْفَہْمِ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی محبت اور آرام سے کہ وہ حفظ میں آسان ہو اور سمجھنے میں مدد دے۔
وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ عَلٰى حَسْبِ الْحَوَادِثِ وَالْمَصَالِحِ اس کو ہم نے نازل فرمایا حسب ضرورت۔
"قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ۔ فرما دیجئے تم
ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اس پر بیشک وہ جنہیں علم دیا گیا اس سے پہلے جب ان پر پڑھا جاتا ہے يَخِرُّوْنَ
لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا تو گر جاتے ہیں ٹھوڑی کے بل وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔
اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا"
یعنی تم اپنے لیے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جہنم۔ جو ایمان لائے اور منکر ہونے پر
وہ اہل کتاب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی حضور کے منتظر تھے اور آپ کی جستجو میں تھے
جیسے سلمان فارسی۔ زہیر بن عمرو بن نفیل۔ ابوذر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو وہ آیات قرآنی سنتے ہی
ٹھوڑی کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں (اذقان ذقن کی جمع ہے۔ جو ٹھوڑی کو کہتے ہیں)
اور کہتے ہیں سبحان اللہ یہ تو وعدہ تھا توریت و انجیل میں پیشگوئی تھی وہ آیا اور آنا ہی تھا بلکہ
"وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ اور وہ ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں روتے
ہوئے اور ان کا خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے"
خرور کے معنی سقوط بسرعت ہیں اور وَالظَّاهِرُ اَنَّ هٰهُنَا خُرُوْرًا وَسُجُوْدًا عَلَى الْحَقِيْقَةِ۔ خرور بھی
درحقیقت سجدہ کے ہی معنی دیتا ہے۔
اور اس بکاء کی مدحت میں جو خشیۃ الٰہی سے ہو احادیث وارد ہیں۔
اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ
عَبْدًا بَكٰى فِيْ اُمَّةٍ لَاَنْجَى اللّٰهُ تَعَالٰى تِلْكَ الْاُمَّةَ مِنَ النَّارِ بِبُكَاءِ ذٰلِكَ الْعَبْدِ وَمَا مِنْ عَمَلٍ اِلَّا لَهٗ
وَزْنٌ وَثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَةَ فَاِنَّهَا تُطْفِئُ بُحُوْرًا مِّنَ النَّارِ وَمَا اغْرَوْرَقَتْ عَيْنٌ بِمَائِهَا مِنْ خَشْيَةِ
اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَسَدَهَا عَلَى النَّارِ فَاِنْ فَاضَتْ عَلٰى خَدِّهٖ لَمْ يَرْهَقْ وَجْهَهٗ
قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ
اگر امت کا کوئی بندہ بھی جب روتا ہے تو اللہ تعالے اسے جہنم سے نجات دیتا ہے اور جو آنکھ آنسو ؤں سے
اللہ تعالے کی خشیۃ میں تر ہو اس کے جسم پر اللہ آگ جہنم کی حرام فرما دیتا ہے اور اس کا آنسو ثواب میں وزن نہیں کیا
جاتا بلکہ اور وہ آتش جہنم ٹھنڈی کرتا ہے اور وہ آنسو جو رخساروں پر بہے اس کی برکت سے اللہ اسے ذلت و
خواری سے محفوظ رکھتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَیْنَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ دو آنکھیں وہ ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی ایک آنکھ جو خوف الٰہی میں روئے دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کے اندر پاسبانی کرے۔ آگے ارشاد ہے۔

"قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا"

فرما دیجئے تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے پکارو سب اسی کے نام پاکیزہ ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ ان دونوں کی درمیانی راہ رکھو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بتلانے کو تکبیر کہو۔"

شان نزول آیۂ کریمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے طویل سجدہ فرمایا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے کہ ابوجہل نے بھی سن لیا کہنے لگا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں تو کئی معبودوں کی پوجا سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں ایک اللہ کو ایک رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ اللہ اور رحمٰن دونوں ایک ہی معبود برحق کے نام پاک ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

اصل روایت علامہ آلوسی نے نقل کی ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ ذَاتَ یَوْمٍ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی فَقَالَ فِیْ دُعَائِہٖ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ انْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الصَّابِیِٔ یَنْھَانَا اَنْ نَّدْعُوَ اِلٰھَیْنِ وَھُوَ یَدْعُوْ اِلٰھَیْنِ۔

اور دوسری روایت یہ ہے۔

عَنِ الضَّحَّاکِ قَالَ قَالَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَتُقِلُّ ذِکْرَ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ اَکْثَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی التَّوْرَاۃِ ھٰذَا الْاِسْمَ فَنَزَلَتْ۔

یہود نے حضور سے عرض کیا آپ رحمٰن کا بہت کم ذکر فرماتے ہیں اور اللہ تعالے نے توریت میں اکثر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نام کا ذکر فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالْمُرَادُ عَلَى الْاَوَّلِ اَلتَّسْوِيَةُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ بِاَنَّهُمَا عِبَارَتَانِ عَنْ ذَاتٍ وَّاحِدٍ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاِعْتِبَارُ وَالتَّوْحِيْدُ اِنَّمَا هُوَ لِلذَّاتِ الَّذِىْ هُوَ الْمَعْبُوْدُ وَهُوَ يُلَائِمُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى فِيْمَا بَعْدُ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ۔

اللہ اور رحمٰن دونوں سے عبارت ذات واحد ہی ہے اور یہ باعتبار توحید صرف اسی ذات کے لیے ہے جو معبود مطلق ہے۔

وَعَلَى الثَّانِىْ التَّسْوِيَةُ فِىْ حُسْنِ الْاِطْلَاقِ وَالْاِفْضَاءِ اِلَى الْمَقْصُوْدِ فَاِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ فَهِمُوْا اَحْسَنِيَّةَ الرَّحْمٰنِ لِكَوْنِهٖ اَحَبَّ اِلَيْهِ تَعَالٰى اِذْ اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ فِىْ كِتَابِهِمْ وَقَالَ حِكْمَةُ ذٰلِكَ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ غَضُوْبًا كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْاٰثَارُ فَاَكْثَرَ لَهٗ مِنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ لِيُعَامِلَ اُمَّتَهٗ بِمَزِيْدِ الرَّحْمَةِ لِاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ يَتَخَلَّقُوْنَ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

دوسری توجیہ یہ ہے اس نام پاک سے حسن الطلاق و افضاء الی المقصود مراد ہے اس لیے کہ اہل کتاب احسنیۃ الرحمن کو سمجھتے تھے کہ اللہ تعالے کو وہ محبوب ہے اس نام کا زیادہ ذکر اور اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت غضب ناک مزاج رکھتے تھے جیسا کہ آثار سے ثابت ہے تو اللہ تعالٰے نے ذکر رحمن زیادہ فرمایا تاکہ آپ رحمت و محبت کے ساتھ عمل فرمائیں اس لیے کہ انبیاء کرام متخلق باخلاق اللہ تعالے ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

"اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھو" یعنی متوسط آواز سے پڑھو جسے مقتدی بآسانی سن سکیں

شان نزول آیۂ کریمہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قرأت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جس پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

"اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور اس کی سلطنت و بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔"

وَيَدُلُّ عَلٰى تَخْصِيْصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الْاَسْمَاءِ بِاَنَّهُ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ فَقَدْ رُوِىَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا وَهُوَ يَدْعُوْ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِاِسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی۔

بعض اسماء الٰہی کی تخصیص پر یہ دلیل ہے کہ حضور نے اللہ و رحمن کو اسم اعظم فرمایا اور روایت ہے کہ حضور نے ایک شخص کو دعا کرتے دیکھا تو وہ اپنی دعا میں وہ الفاظ کہہ رہا تھا جو ذکر ہو چکے تو حضور نے فرمایا بیشک تو نے اللہ تعالٰی کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی جو ایسے ہیں کہ جو ان کے ساتھ دعا کرے مستجاب ہوتی ہے اور جب اس سے مانگا جائے تو ملتا ہے۔

وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ وَ الٓمّٓ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالٰی کے اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہیں، الٰھکم الٰہ واحد اور شروع آل عمران کی آیت میں۔

اس آیۂ کریمہ کے اثرات پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

مَا اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ مِنْ طَرِیْقِ نَہْشَلِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنِ الضَّحَّاکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الاٰیۃ

ھُوَ اَمَانٌ مِّنَ السَّرْقِ وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ حِیْنَ اَخَذَ مَضْجَعَہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ سَارِقٌ فَجَمَعَ مَا فِی الْبَیْتِ وَحَمَلَہٗ وَالرَّجُلُ لَیْسَ بِنَائِمٍ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَی الْبَیْتِ فَوَجَدَہٗ مَرْدُوْدًا فَوَضَعَ الْکَارَۃَ وَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَضَحِکَ صَاحِبُ الدَّارِ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ اَحْصَنْتُ بَیْتِیْ۔

آیہ کریمہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ یہ امن میں رکھتی ہے سرقہ سے۔

چنانچہ ایک شخص مہاجرین میں سے تھے وہ جب سونے لگے تو چور آیا اور تمام گھر کا سامان باندھ کر گٹھڑ اٹھا کر لے چلا اور یہ شخص جاگ رہا تھا جب وہ دروازہ پر آیا تو مہاجر نے دیکھا واپس لوٹ رہا ہے تین بار وہ چور گیا آیا آخر وہ گٹھڑ رکھ کر چلا تو صاحب خانہ ہنسا اور کہا میاں میں نے اپنے گھر کو قلعہ بنا لیا تھا۔

اور وَلَا تَجْھَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ اس کا شان نزول احمد بخاری مسلم و ترمذی۔ نسائی۔ ابن حبان وغیرہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔

نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَکَّۃَ فَکَانَ اِذَا صَلّٰی بِاَصْحَابِہٖ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِکُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَہٗ وَمَنْ جَآءَ بِہٖ فَقَالَ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ علیہ وسلم۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے تو جب حضور اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو تلاوت میں آواز اونچی ہو جاتی تو جب مشرکین سنتے تو قرآن اور صاحب قرآن اور حضور کو سب وشتم کرتے تو اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِی الْمُصَنَّفِ عَنْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَکَانَ مُسَیْلَمَۃُ قَدْ سُمِّیَ الرَّحْمٰنَ فَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ اِذَا سَمِعُوْا ذَالِکَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا قَدْ ذَکَرَ مُسَیْلَمَۃَ اِلٰـہَ الْیَمَامَۃِ ثُمَّ عَارَضُوْا بِالْمُکَاءِ وَالتَّصْدِیَۃِ وَالصَّفْرِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ آواز بلند پڑھتے اور مسیلمہ کذاب نے اپنا نام رحمٰن رکھا ہوا تھا تو مشرکین جب حضور سے سنتے تو کہتے آپ نے یمامہ کے خدا کا ذکر کیا پھر تالیاں سیٹیاں بجاتے تو حضور کو اللہ تعالے کی طرف سے یہ حکم ملا۔

اور ایک روایت میں ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِیْعِ قَالَ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ اِذَا صَلّٰی مِنَ اللَّیْلِ خَفَضَ صَوْتَہٗ جِدًّا وَکَانَ عُمَرُ اِذَا صَلّٰی مِنَ اللَّیْلِ رَفَعَ صَوْتَہٗ جِدًّا فَقَالَ عُمَرُ یَا اَبَابَکْرٍ لَوْ رَفَعْتَ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا عُمَرُ لَوْ خَفَضْتَ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا فَاَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاہُ بِاَمْرِھِمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْاٰیَۃَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ یَا اَبَابَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اَخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رات میں جب نماز ادا فرماتے تو نہایت ہی دبی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رات میں نماز ادا کرتے تو بلند آواز سے قراءت کرتے۔

تو حضرت عمر نے صدیق کو فرمایا اگر آپ قراءت میں کچھ اونچی آواز کریں تو بہتر ہے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اپنی قراءت کچھ نیچی آواز سے کریں تو بہتر ہے

پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور اپنا اپنا خیال ظاہر کیا تو اللہ تعالے نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی جس میں صدیق و فاروق دونوں کی رائے صائب ظاہر کی گئی۔

چنانچہ حضرت صدیق کو حضور نے کچھ اونچی اور فاروق کو کچھ نیچی قراءت کا حکم فرما دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صدیق سے پوچھا آپ اتنی آہستہ قراءت کیوں کرتے ہیں تو عرض کیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أُنَاجِيْ رَبِّيْ وَقَدْ عَرَفَ حَاجَتِيْ میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہوں اور وہ میری حاجت سے واقف ہے
پھر حضرت فاروق اعظم سے سوال ہوا کہ آپ اتنی بلند آواز سے کیوں قراءت کرتے ہیں عرض کیا
اَطْرُدُ الشَّيْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ۔ حضور شیطان کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو بیدار کرتا ہوں۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نقشبندی جو ذکر و مراقبہ کرتے ہیں وہ سنت صدیقی پر کرتے ہیں اور
چشتی قادری فاروقی پر ہیں اور عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ کے ماتحت دونوں تینوں
مطابق سنت سنیہ ہیں ان پر اعتراض معترض محض زائد ہے۔
وَقِيْلَ الصَّلٰوةُ بِمَعْنَى الدُّعَاءِ لِمَا اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
قَالَتْ اِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا فِي الدُّعَاءِ۔
ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ بمعنی دعا ہے چنانچہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ دعا کے حکم پر
نازل ہوئی ہے۔
اور اس کے علاوہ بہت روائتیں ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔
اس میں یہود و نصاریٰ کا رد ہے کہ وہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام
کو ابن اللہ مانتے ہیں اور ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔
اور كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا پر آلوسی فرماتے ہیں وَالتَّكْبِيْرُ اَبْلَغُ لَفْظَةٍ لِلْعَرَبِ فِيْ مَعْنَى التَّعْظِيْمِ وَالْاِجْلَالِ
تکبیر عرب کے محاورہ میں تعظیم و اجلال کے موقعہ پر بلیغ ترین لفظ ہے

آیات متلوہ کے فضائل میں چند حدیثیں

رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُ الْغُلَامَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِذَا اَفْصَحَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ
وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا سَبْعَ مَرَّاتٍ وَسَمَّاهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ اٰيَةَ الْعِزِّ۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کے ایک بچے کو تعلیم دی کہ سات مرتبہ روزانہ پڑھا کرے
اور اس کا نام آیت عزت رکھا۔ گویا تسخیر خلائق کے لیے یہ بہترین عمل ہے۔
وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ السُّنِّيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَيَدِيْ فِيْ يَدِهٖ۔ میں حضور کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک طرف نکلا تو ایک ضعیف و کمزور پر سے
گذرا حضور نے فرمایا اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ عرض کیا حضور بیمار ہوں۔ فرمایا اے ہم تجھے چند کلمات بتاتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں وہ پڑھا کر تمام تکالیف اور مرض دفع ہو جائیں گے پھر حضور نے اسے بتایا توکلت علی الحی الذی لا یموت الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وکبرہ تکبیرا ۔ پھر اس کے بعد حضور نے اسے دیکھا کہ حالت اچھی ہوگئی۔ فرمایا اب کیسا حال ہے۔ عرض کیا حضور اس دن سے برابر میں وہ آیتیں پڑھتا ہوں جو حضور نے سکھائیں۔

واخرج ابن السنی والدیلمی عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہ انہیں حضور نے فرمایا جب سونے لگو تو پڑھا کرو الحمد للہ الکافی سبحٰن اللہ الاعلی حسبی اللہ وکفی ما شاء اللہ قضی سمع اللہ لمن دعا لیس من اللہ ملجا ولا وراء اللہ ملتجی توکلت علی ربی وربکم ما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا ۔

پھر فرمایا جو کوئی مسلمان سوتے وقت یہ پڑھ کر سوئے تو شیاطین و ہوام اسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے

سورۃ الکہف ۱۸

قال جلال الدین السیوطی فی ذالک ان الیھود والمشرکین سألوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ثلثۃ اشیاء عن الروح وعن قصۃ اصحاب الکھف وعن قصۃ ذی القرنین

یہود و مشرکین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کے متعلق سوال کیا۔ روح۔ قصہ اصحاب کہف۔ قصہ ذو القرنین۔

تو جواب سوال اول اس سے پہلی سورت کے دسویں رکوع میں دے دیا گیا۔

باقی رہے دو سوال ان کا جواب اس سورۃ مبارکہ میں دیا گیا ہے اس بنا پر اس کا اتصال سورہ بنی اسرائیل سے مناسب متصور ہوا۔

فضائل سورۃ الکہف

وقد اخرج ابن مردویہ عن ابن عمر مرفوعا من قراءۃ سورۃ الکھف فی یوم الجمعۃ سطع لہ نورا من قدمہ الی عنان السماء یضیئ لہ الی یوم القیمۃ وغفر لہ ما بین الجمعتین ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو اس سورہ مبارکہ کو جمعہ کے روز پڑھے اللہ تعالے اس کے قدموں سے عنان سما تک نور چمکاتا ہے اور وہ قیامت تک منور رہتا ہے اور اس کے دو جمعوں کے مابین کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ مَرْفُوْعًا۔ اَلْبَیْتُ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ لَایَدْخُلُہٗ شَیْطَانٌ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ۔ جس گھر میں سورۃ کہف پڑھی جائے اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ عَنْہُ مَرْفُوْعًا اِنَّ مَنْ قَرَأَ الْخَمْسَ الْاَوَاخِرَ مِنْہَا عِنْدَ نَوْمِہٖ بَعَثَہُ اللّٰہُ اَیَّ اٰیَۃٍ شَاءَ وَقَدْ جَرَّبْتُ مِرَارًا فَلْیَحْفَظْہُ۔ جو آخر کہف کی پانچ آیتیں سوتے وقت پڑھے اللہ کوئی نشانی جو چاہے دکھائے۔

اس سورۃ مبارکہ کا نام سورۃ کہف ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے اور باختلاف رواۃ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ جو آیت ہے وہ مدنی ہے (قتادہ) لیکن باخبار مشہورہ تمام کی تمام سورۃ مکی ہے۔

اور مقاتل کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے مگر اول سے جُرُزًا تک اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا سے آخر سورۃ تک مدنی ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں بصریوں کے نزدیک ۱۱۱ آیتیں ہیں

اور کوفیوں نے ۱۱۰ مانی ہیں۔

اور شامیوں کے نزدیک ۱۰۶ ہیں۔

اور حجازیوں کے نزدیک ۱۰۵ ہیں۔

اس میں ایک ہزار پانچ سو ستر کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حرف ہیں اور بارہ رکوع۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ کہف۔ پ ۱۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ — سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں جس نے اپنے بندے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝
قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ
يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝
مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝
وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىٕهِمْ كَبُرَتْ
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ
اِلَّا كَذِبًا ۝
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ
يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ
اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝
وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝
اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا
اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ
اَمْرِنَا رَشَدًا ۝
فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِيْنَ
عَدَدًا ۝
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى
لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ۝

پر نازل کی کتاب اور اس میں کچھ کجی نہ رکھی۔
عدل والی۔ ڈرانے والی کتاب اللہ کی سخت عذاب
سے اور بشارت دینے والی ایمان والوں کو جو
نیک کام کریں کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے۔
رہیں گے اس میں ہمیشہ۔
اور انھیں ڈرائے جو کہتے ہیں اللہ نے اولاد بنائی۔
نہیں انھیں کچھ علم اور نہ ان کے آباؤ اجداد کو بڑا بول
نکالتے ہیں اپنے موہنوں سے نہیں بولتے مگر نرا
جھوٹ۔
تو شاید کھیل جاؤ گے تم جان سے ان کے پیچھے اگر
نہ ایمان لائیں اس بات پر غم سے۔
بے شک ہم نے جو زمین پر ہے آرائش کی تاکہ انھیں آزمائیں
کہ کون ان میں اچھے عمل والا ہے۔
اور ہم بے شک جو اس پر ہے ضرور کریں گے اسے
پٹ پر میدان۔
کیا تمھیں معلوم ہے کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے
کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔
جب آئے یہ جوان غار میں تو بولے اے ہمارے رب
ہمیں دے اپنے پاس سے رحمت اور پیدا کر دے
ہمارے لیے ہمارے کام میں راہ نیک۔
تو ہم نے ان کے کانوں میں غار کے اندر گنتی کے
کئی برس لگا دیے۔
پھر ہم نے انھیں اٹھایا تاکہ دیکھیں کہ کونسا گروہ دونوں
میں ٹھہرنے کی مدت صحیح بتاتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حل لغات پہلا رکوع سورہ کہف۔ پ۱۵

اَلْحَمْدُ۔ سب تعریفیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے ہیں	اَلَّذِیْ۔ وہ جس نے	اَنْزَلَ۔ اتارا
عَلٰی۔ اوپر	عَبْدِهِ۔ اپنے بندے کے	اَلْکِتٰبَ۔ کتاب کو	وَلَمْ۔ اور نہیں
یَجْعَلْ۔ بنائی	لَّهٗ۔ اس میں	عِوَجًا۔ کوئی کجی	قَیِّمًا۔ عدل والی
لِیُنْذِرَ۔ تاکہ ڈرائے	بَاْسًا۔ عذاب	شَدِیْدًا۔ سخت سے	مِّنْ لَّدُنْهُ۔ اسکی طرف سے
وَیُبَشِّرَ۔ اور خوشخبری دے	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہیں
الصّٰلِحٰتِ۔ نیک	اَنَّ۔ بیشک	لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَجْرًا۔ اجر ہے
حَسَنًا۔ اچھا	مَّاکِثِیْنَ۔ رہنے والے ہیں	فِیْهِ۔ اس میں	اَبَدًا۔ ہمیشہ
وَّیُنْذِرَ۔ اور ڈرائے	الَّذِیْنَ۔ ان کو جو	قَالُوا۔ بولے	اتَّخَذَ۔ بنائی
اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَلَدًا۔ اولاد	مَا۔ نہیں	لَهُمْ بِهٖ۔ ان کو اس کا
مِنْ عِلْمٍ۔ کوئی علم	وَّلَا۔ اور نہ	لِاٰبَآئِهِمْ۔ انکے باپ دادا کو	کَبُرَتْ۔ بڑی
کَلِمَةً۔ بات ہے	تَخْرُجُ۔ جو نکلتی ہے	مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔ ان کے مونہوں سے	
اِنْ۔ نہیں	یَّقُوْلُوْنَ۔ کہتے	اِلَّا۔ مگر	کَذِبًا۔ جھوٹ
فَلَعَلَّكَ۔ پھر شائد تو	بَاخِعٌ۔ ہلاک کرنے والا ہے	نَّفْسَكَ۔ اپنی جان کو	عَلٰی۔ اوپر
اٰثَارِهِمْ۔ انکے قدموں کے	اِنْ۔ اگر	لَّمْ یُؤْمِنُوْا۔ نہ ایمان لائیں	بِهٰذَا۔ ساتھ اس
الْحَدِیْثِ۔ بات کے	اَسَفًا۔ افسوس سے	اِنَّا۔ بیشک ہم نے	جَعَلْنَا۔ بنایا ہے
مَا۔ جو کچھ	عَلَی۔ اوپر	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	زِیْنَةً۔ زیبائش
لَّهَا۔ اس کے لیے	لِنَبْلُوَهُمْ۔ تاکہ آزمائیں ان کو	اَیُّهُمْ۔ کون ان میں سے	اَحْسَنُ۔ اچھا ہے
عَمَلًا۔ عمل میں	وَاِنَّا۔ اور بیشک ہم	لَجٰعِلُوْنَ۔ بنانے والے ہیں	مَا۔ جو کچھ
عَلَیْهَا۔ اس پر ہے	صَعِیْدًا۔ میدان	جُرُزًا۔ صاف	اَمْ۔ کیا
حَسِبْتَ۔ خیال کیا تو نے	اَنَّ۔ کہ بیشک	اَصْحٰبَ الْکَهْفِ۔ غار والے	
وَالرَّقِیْمِ۔ اور جنگل والے	کَانُوْا۔ تھے	مِنْ اٰیٰتِنَا۔ ہماری نشانیوں سے	عَجَبًا۔ عجیب
اِذْ۔ جب	اَوَی۔ جگہ پکڑی	الْفِتْیَةُ۔ جوانوں نے	اِلَی۔ طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْكَهْفِ ۔ غار کی	فَقَالُوْا ۔ تو بولے	رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب	اٰتِنَا ۔ دے ہم کو
مِنْ لَّدُنْكَ ۔ اپنی طرف سے		رَحْمَةً ۔ رحمت	وَهَيِّئْ ۔ اور تیار کر
لَنَا ۔ ہمارے لیے	مِنْ اَمْرِنَا ۔ ہمارے کام میں	رَشَدًا ۔ بھلائی	فَضَرَبْنَا ۔ تو لگایا ہم نے
عَلٰی ۔ اوپر	اٰذَانِهِمْ ۔ انکے کانوں کے	فِی الْكَهْفِ ۔ غار میں	سِنِيْنَ ۔ کئی سال
عَدَدًا ۔ گنتی کے	ثُمَّ ۔ پھر	بَعَثْنٰهُمْ ۔ اٹھایا ہم نے انکو	لِنَعْلَمَ ۔ تاکہ ہم جانیں
اَیُّ ۔ کون	الْحِزْبَيْنِ ۔ دونوں فریق سے	اَحْصٰی ۔ زیادہ گننے والا ہے	لِمَا ۔ اس کو
لَبِثُوْا ۔ جو ٹھہرے	اَمَدًا ۔ مدت سے		

مختصر تفسیر اردو سورہ کہف ۔ پہلا رکوع ۔ پ ۱۵

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا"

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اس میں اصلا کجی۔ عدل والی کتاب کہ ڈرائے سخت عذاب سے اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے مومنین کو جو نیک کام کریں اس کی کہ ان کے لیے ثواب اچھا ہے جس میں رہیں گے ہمیشہ اور ڈرائے انہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے لیے بچہ۔"

اس سورۂ مبارکہ کو حمد سے شروع کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حمد ہمیشہ کسی خوبی اور نعمت محمود پر ہوتی ہے تو اس سورۂ مبارکہ میں چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہم نے اپنے بندہ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اس کی صفات کمال میں سے بہت سی صفات مذکور ہیں اور بندوں کے لیے نجات ابدی کی بشارت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ بنابریں حمد سے اس سورۂ کی ابتدا فرمائی اور لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا فرما کر اس سے بھی مطلق کیا کہ یہ کتاب اپنے کمال ذاتی میں اتنی اکمل و مکمل ہے کہ اس میں کسی طرف سے بھی اعوجاج کو گنجائش نہیں۔

عوج کہتے ہیں کسی اس شے کو جس میں اختلاف لفظ اعراب کی جہت سے یا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہونے سے مضمون ناہموار ہو جائے اور اس سے معنی متناقض پیدا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور لغوی اعتبار سے عوج انحراف عن الاستقامۃ المعنوی کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ عوج الدین اور اور عوج کلام وغیرہ۔

اور انحراف عن الاستقامۃ الحسیۃ کو بھی عوج کہتے ہیں جسے نظر سے انسان محسوس کرے جیسے عوج حائط دیوار کا ٹیڑھا ہونا۔ عوج العود لکڑی میں بل ہونا جیسے قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۔

تو خلاصہ مضمون آیت یہ ہوا کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن فرمایا جس میں کسی قسم کی کچھ کجی نہیں اس کی ہر بات عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور اس صرف یہی وصف نہیں ہے بلکہ وہ قیمٌ بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادتِ دارین کے لیے کسوٹی اور راہ راست اور ان کے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل اس لیے کہ قیم اسے بھی کہا جاتا ہے کہ جو مصالح انسان کا متکفل ہو۔ اور قیم کے لیے دو باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔

اول یہ کہ جس کا وہ قیم ہو اسے اس کے مستقبل کی ہلاکت و بہبود سے مطلع کرے اور ڈرائے۔

دوسرے اس کے فوائد و ثمرات۔ اعمال حسنہ اور تدابیر برجستہ کا نیک بدلہ بھی بتا دے تاکہ وہ اعمال مذمومہ سے متنفر ہو کر تدابیر حسنہ اور اعمال محمودہ کی طرف راغب ہو۔

قیم کی تعریف میں علامہ آلوسی چھ قول نقل فرماتے ہیں۔

۱:- اَیْ مُسْتَقِیْمًا کَمَا اَخْرَجَہٗ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الضَّحَّاکِ وَرُوِیَ اَیْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ ابن عباس اور ضحاک اس کا "سیدھی" بتاتے ہیں۔

۲:- وَالْمُرَادُ مِمَّا قِیْلَ اِنَّہٗ لَا خَلَلَ فِیْ لَفْظِہٖ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں کوئی خلل نہیں۔

۳:- وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا اِنَّہٗ مُعْتَدِلٌ لَا اِفْرَاطَ فِیْمَا اشْتَمَلَ عَلَیْہِ مِنَ التَّکَالِیْفِ حَتّٰی یَشُقَّ عَلَی الْعِبَادِ وَلَا تَفْرِیْطَ فِیْہِ بِاِهْمَالِ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ حَتّٰی یُحْتَاجَ اِلٰی کِتَابٍ اٰخَرَ کَمَا قَالَ سُبْحٰنَہٗ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ وَلِذَا کَانَ اٰخِرَ الْکُتُبِ الْمُنَزَّلِ عَلٰی خَاتَمِ الرُّسُلِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

قیم سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے اعتدال پر ہے کہ اس میں افراط نہیں ہے جس سے بندوں کو تکلیف ہو حتیٰ کہ شاق گذرے بندوں پر اور نہ ایسی تفریط و اہمال ہے کہ کسی دوسری کتاب کی احتیاج رہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کتاب میں کچھ کمی نہ چھوڑی۔ اسی لیے یہ آخری کتاب ہے جو آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتاری گئی۔

۴:- وَقِیْلَ الْمُرَادُ مِنْہُ مَا اُرِیْدَ مِنًا قَبْلَہٗ۔ اس سے مراد وہی ہے جو پہلی کتابوں میں ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵:۔ وَقَالَ الْفَرَّاءُ اَلْمُرَادُ قَیِّمًا عَلٰی سَائِرِ الْکُتُبِ السَّمَاوِیَّۃِ شَاھِدًا لِلصُّحُفِ۔ قیم تمام کتب سماویہ اور صحف پہ گواہ۔

۶:۔ وَقَالَ اَبُوْ مُسْلِمٍ اَلْمُرَادُ قَیِّمًا بِمَصَالِحِ الْعِبَادِ مُتَکَفِّلًا بِھَا۔ یہ کتاب قیم ہے تمام کتب سماویہ اور مصالح کے قیام پہ۔ چنانچہ آیۂ کریمہ ہیں۔

لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ اور وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ فرمایا۔ یعنی یہ قرآن لوگوں کو برے اعمال سے جو ہلاکت وعذاب کا موجب ہیں ڈراتا اور عاد و ثمود اور لوط کے انجام بتا کر عبرت دلاتا ہے اور ایمان والوں کو بشارت دیتا ہے لیکن چونکہ ایمان محض بلا اعمال صالح سعادت اخرویہ کا مستحق نہیں بناتا اس لیے اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ آگے بڑھایا۔

لیکن ایمان اور اعمال صالح دو امور کا چونکہ اظہار فرمایا تھا اس وجہ ہیں ان کے دو ثواب بھی علیحدہ علیحدہ ہونے ضرور تھے اس لیے فرمایا اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا ان کے لیے اچھا بدلہ ہے جو حیات ابدی بہشت کی ہے۔ دوسری مَاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ہے یعنی وہ اس اجر کی بدولت ہمیشہ بہشت میں رہیں گے یہ نہیں کہ چند روز رہ کر وہاں سے نکال دیے جائیں۔

" وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ اور ڈرائے انہیں جو کہتے ہیں کہ پکڑا اللہ نے بیٹا۔ نہیں انھیں اس معاملہ میں کچھ علم نہ ان کے آباؤ اجداد کو کتنا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ وہ نہیں کہتے مگر نرا جھوٹ"۔

سیاق مضمون سے یہ واضح ہے کہ اول عوام کو عام معصیت شعاری سے خائف کیا اور لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا فرمایا۔

اور مشرکین عرب فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو اپنے عقائد فاسدہ کاسدہ میں اللہ تعالیٰ کی اولاد تصور کر کے ان کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کی منتیں مانتے نذر نیاز کرتے۔ عیسائی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور اب تک بھی اسی عقیدہ پہ قائم ہیں۔ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق ابنیت کی نسبت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو مشرکین عرب۔ عیسائی اور یہودی ہر سہ فرق ضالہ کے رد میں وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا فرما کر سرزنش کی۔

اور یہ بھی بتایا کہ اس عقیدہ باطل پر ان کے پاس تو کیا ان کے آباؤ اجداد کے پاس بھی کوئی سند نہیں محض توہم عاطل ہے۔ چنانچہ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ فرما کر تہدید کی محاورہ عرب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں یہ لفظ بڑے اور سخت بیان کی تہدید پر استعمال ہوتا ہے پھر فرمایا اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ ان کی یہ بکواس کچھ نہیں مگر نرا جھوٹ۔

اور چونکہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لیے رحمت ہو کر تشریف لائے تو آپ باوجود اس امر کے ان لوگوں کو اس عقیدہ فاسدہ پر اڑے دیکھ کر ان کا انجام خراب ملاحظہ فرما کر رحمت و شفقت کے مقتضیات سے ان پر غم فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے ارشاد فرمایا گیا۔

" فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا۔ تو شاید آپ اپنی جان پر کھیل جائیں گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں افسوس کرتے ہوئے۔"

بَاخِعٌ کے معنی میں آلوسی فرماتے ہیں۔ بَاخِعٌ اَیْ قَاتِلٌ وَفِیْ مَعْنَاهُ مَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ مُهْلِكٌ بَاخِعٌ کے قَاتِلٌ معنی ہیں اور صحیح بخاری میں ہلاک ہونے والے کے معنی ہیں۔

وَهُوَ مِنْ بَخَعَ الْاَرْضَ بِالزِّرَاعَةِ جَعَلَهَا ضَعِیْفَةً كَمَا قَالَ الْكِسَائِیُّ۔ بخع ارض کے معنی ہیں کہتے ہیں کھیتی کے اندر پیداوار کمزور ہونے کے جیسا کہ کسائی نے کہا۔

اور زمخشری کہتے ہیں اِنَّ الْبَخْعَ اَنْ یَّبْلُغَ الذَّبْحُ الْبِخَعَ وَهُوَ عِرْقٌ مُّسْتَبْطِنُ الْقَفَاءِ۔ بخع یہ ہے جو ذبح میں شہ رگ کٹنے میں پیدا ہو۔

"عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ" یَعْنِیْ مِنْ بَعْدِ تَوَلِّیْهِمْ عَنِ الْاِیْمَانِ وَتَبَاعُدِهِمْ عَنْهُ۔ یعنی کفار کے انحراف اور بُعد پر غم کھانا اس کے حاصل معنی ہوتے ہیں۔

چنانچہ ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جس میں شان نزول اس طرح لکھتے ہیں۔

اِنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَاَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَالنَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ وَاُمَیَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَالْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ وَالْاَسْوَدَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبَا الْبَخْتَرِیِّ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَیْشٍ اِجْتَمَعُوْا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَبُرَ عَلَیْهِ مَا یَرٰى مِنْ خِلَافِ قَوْمِهٖ اِیَّاهُ وَاِنْكَارِهِمْ مَّا جَاءَ بِهٖ مِنَ النَّصِیْحَةِ فَاَحْزَنَهٗ حُزْنًا شَدِیْدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل، نضر بن حارث اور امیہ۔ عاص بن وائل اور اسود۔ ابوالبختری قریش کی ایک جماعت کے ساتھ جمع ہوئے اور جب وہ اسلام و ایمان کے خلاف ہی رہے تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کا یہ انکار بار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغایت غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا. یعنی شاید آپ جان پر کھیل جائیں گے اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کے پیچھے غم میں رہیں گے کہ وہ اس کلام پاک پر کیوں نہیں ایمان لائے"۔

آپ کو ایسا نہ کرنا چاہیئے اس لیے کہ ہدایت ہمارے ہاتھ ہے آپ کا جو کام تھا وہ آپ کر چکے۔ دوسرے ان کی بے ایمانی کے باوجود اور اس اعتقاد پر رہتے ہوئے کہ عیسیٰ و عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ ملائکہ بنات اللہ ہیں۔ وہ دولتمند ہیں ان میں ہر طرح کی فراخی ہے باغ اور بلند عمارتیں اور ہر قسم کی سواریاں موجود ہیں اور شراب کباب میں محو اور مخمور رہتے ہیں۔ نعمتوں سے متمتع ہیں اور جو متقی پرہیزگار ہیں جو اہل طہارت ہیں اللہ کے ماننے اور اس کی عبادت کرنے والے ہیں وہ تنگ دست و نادار ہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں حضور کی تسلی کے بعد انھیں بھی تسلی دی گئی۔ اور فرمایا۔

"اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔ بے شک ہم نے کیا جو زمین پر ہے زینت اس کے لیے تاکہ ہم انھیں آزمائیں کہ ان میں کس کے کام بہتر ہیں اور بے شک ہم نے کرنا ہے جو کچھ اس پر ہے ایک دن چٹیل میدان چھوڑیں گے"۔

عربی میں جرز کے معنی لَا نَبَاتَ فِيْهِ جس زمین پر سبزہ نہ ہو وہ ارض جرز ہے اور صعید خاک کے معنی میں مستعمل ہے کَمَا قَالَ الرَّاغِبُ الصَّعِيْدُ وَجْهُ الْاَرْضِ۔

اور اَحْسَنُ عَمَلًا پر ایک حدیث ہے سَاَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَحْسَنِ عَمَلًا كَمَا اَخْرَجَ ذٰلِكَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ فِی التَّارِيْخِ عَنْهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحْسَنُكُمْ عَقْلًا وَاَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَسْرَعُكُمْ فِیْ طَاعَتِهٖ جَمِيْعًا۔

احسن عمل وہ ہے جو عقیل و فہیم ہو اور محارم اللہ سے مجتنب اور اطاعت الٰہی میں سرعت کرنے والا۔ درمنثور میں ہے اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا وَاَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔ جو تم میں سے عقیل ہو اور حرام سے بچنے والا۔

خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر جو سامان ہم نے پیدا کیا یہ سب دنیا کی زینت ہے اور دنیا اور اس کی زینت چندروزہ ہے یہ زینت ہم نے ہمیشہ کے لیے نہیں کی بلکہ چند روز کے لیے ہے اس میں اچھے اور برے دل کا نکھار ہوتا ہے پھر یہ سب زینت مٹ جائے گی اور صعید جرز بن کر رہ جائے گی یعنی سب مٹ کر چٹیل میدان رہ جائے گا۔

نہ وہ عمارات رفیعہ رہیں گی نہ وہ دیدہ زیب باغات نہ وہ نعمتیں اور مال و منال ہوگا نہ اسباب عیش

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعشرت۔ آج ان کا نام خلد منزل رکھو یا کاشانۂ عبرت یا خلوت کدہ معشرت اس دن وہی کامیاب و کامران اور فائز المرام نظر آئیں گے جو اصحاب کہف کی طرح دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت سے منہ موڑ کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔

وہ اس دن پریشان و پشیمان ہوں گے جو دقیانوس بادشاہ کو دنیا طلبی میں خدا مانتے اور اسے پوجتے تھے اور وہ جنہیں اصحاب کہف کہا گیا وہ اللہ کی امان اور حفاظت میں اس غار کے اندر ہیں اور بروز قیامت وہ فائز المرام وشادکام اٹھیں گے۔

اب یہاں تک تمہیدی بیان فرما کر قصہ اصحاب کہف کا بیان شروع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پہاڑ کی غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک انوکھی اور عجیب وغریب نشانی تھے"۔

رقیم اس آبادی کا نام ہے جو کہف کے ساتھ ہو۔

اس قصہ کے بیان فرمانے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہود نے تین سوال مشرکین کے ذریعہ حضور سے کیے تھے روح اور غار اور ذوالقرنین۔

اس بنا پر اصحاب کہف کے واقعہ کو كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا فرما کر بیان کیا اور بتایا کہ بعض پڑھے لکھے آزاد چھوٹے دماغ کے سفہاء احلام کو خوش کرنے کے لیے اپنے کلام میں آیات عجیبہ الٰہیہ کو معمولی حیثیت دے کر بیان کر چکے ہیں حالانکہ یہ معمولی حیثیت کا واقعہ نہیں بلکہ ہماری نشانیوں سے ایک عجیب وغریب واقعہ ہے جس کے سمجھنے کے لیے محض افہام عوام کافی نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے لیے ایمان اور صحیح ایمان کی ضرورت ہے اور احسن عقل اور اورع عن محارم اللہ کی حاجت ہے۔

یہ صرف اتنا واقعہ نہیں ہے کہ چند نیک لوگ اپنی جان وایمان کی محافظت کے لیے اس غار میں جا چھپے اور ان کا فرمانبردار کتا بھی ان کے ہمراہ جا سویا۔

نہیں بلکہ وہ ایک اجنبی کتا تھا اور ان کے پرتو صحبت سے ان کا ہم سفر ہوا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ سعدی نے خوب کہا ہے۔

سگِ اصحاب کہف روزے چند　　پئے نیکاں گرفت مردم شد

جیسے نضر بن حارث کہ اپنی قوم کے بیوقوف نوجوان اشقیاء کو رستم و اسفندیار کے قصہ سنا کر محو حیرت کیا کرتا تھا۔ ایسے ہی آجکل کے اکثر نضر بن حارث اور مغربی مفکرین بے معنی مورخین کے مضامین سنا کر قرآن کریم کے مفسروں محققوں پر زبان دراز کر کے کہہ دیتے ہیں کہ رازی اسے نہ سمجھ سکا۔ ابن کثیر

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

در منثور میں صحیح تحقیق نہیں ہوئی۔

میں اس کی صحیح تحقیق بتاتا ہوں ادھر ادھر کے چند تاریخی نمکین چٹپٹی سطریں لکھ ماریں اور تمام محققین پر حرف زنی کی جرأت کر ڈالی۔ آیات کے مفہوم غلط نکال کر سفہاء قوم کے دماغ کی حد تک مضمون کا نقشہ کھینچ دیا اور بس یہ خیال نہ کیا کہ آیات بینات کا مضمون واقعہ کی کیا اہمیت دکھلا رہا ہے چند ادھیے خیال کے بوالہوسوں کو خوش کر لینے سے قرآن کریم پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اور محققین تو ایک طرف رہے خود جناب باری تعالے عز اسمہ کی آیات کی کیا اہمیت باقی رہ جائے گی۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ انسان زینت دنیا میں منہمک ہو کر عقبیٰ کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے خاص بندوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر گری نظر سے دیکھنا ان کی ایذا رسانی کے لیے موذی منصوبے بھی گانٹھتا ہے۔ اور اصحاب کہف پر ایسا ہی واقعہ گذرا تو کفار قریش کو غیرت دلانے کے لیے یہ قصہ بیان کیا۔

خلاصہ تمام قصہ کا یہ ہے جو قوی اقوال سے اقتباس کیا گیا ہے!

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد اہل انجیل کی حالت ابتر ہو گئی حتی کہ وہ بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے اور جو لوگ ان کے اوہام باطلہ سے متفق نہ ہوتے انہیں سنگسار کر دیتے۔

ان میں دقیانوس بادشاہ ملک شام میں بڑا جابر تھا اور ان بت پرستوں میں اپنے مذہب شرک پر سخت گیر تھا چنانچہ جو اس کے مذہب سے متفق نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا۔ اصحاب کہف شہر افسوس کے فقراء اور بادشاہ کے خواص تھے اور ایک روایت میں شہر طرطوس ملتا ہے۔ یہ نہایت درجہ ایمان میں کامل تھے دقیانوس نے انہیں مجبور کیا اور قتل کی دھمکی دی۔ آخر ش اپنا ایمان اور اپنی جان بچانے کو طرطوس یا افسوس شہر سے نکل پڑے اور آبادی سے علیحدہ پہاڑ میں ایک غار کے اندر جسے عربی میں کہف کہتے ہیں چلے گئے وہاں جاتے ہی اللہ تعالے نے فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ کا مظاہرہ فرمایا حتی کہ سو گئے اور اسی حالت میں انھیں تین سو برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔

دقیانوس ان کی جستجو میں رہا اسے معلوم ہوا کہ غار کے اندر چلے گئے ہیں۔

دقیانوس نے حکم دیا کہ اس غار کے دہانہ پر ایک سنگین دیوار کھینچ کر انہیں بند کر دو تاکہ وہ اس میں مر کر رہ جائیں اور یہ غار ان کی قبر ہو جائے۔ یہی ان کی سزا ہو جائے گی۔

انجینیروں میں سے جس کے سپرد یہ کام ہوا وہ نیک آدمی تھا اس نے دیوار تو چنی مگر ان کے نام معلوم کر کے ایک تختی پر کندہ کرائے اور تانبہ کے صندوق میں رکھ کر دیوار کی بنیاد میں رکھ کر چن دیا یہ بھی روایت ہے کہ ایک تختی خزانہ شاہی میں بھی رکھ دی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انقلاب لیل و نہار نے دقیانوس کی گرفت ڈھیلی پڑی سلطنت ہوا اور اسی طرح کئی سلطنتیں تبدیل ہوئیں، حتیٰ کہ تاجدار سلطنت بیدروس نامی حکمران ہوا اور مسلسل اڑسٹھ سال حکومت کرتا رہا یہ نیک دل حکمران تھا اسی حالت میں رعایا میں فرقہ بندی کی بیماری پھوٹ پڑی ایک جماعت کا یہ تصور ہو گیا کہ مرنے کے بعد اٹھنے کا خیال خام اور لغو ہے قیامت کا اعتقاد غلط اور بے اصل ہے۔

ایک جماعت اس کے خلاف کھڑی ہو گئی۔

بیدروس تاجدار طرطوس یا افسوس جو ملک شام میں ہے نے یہ کیفیت دیکھ کر افسوس کیا اور ایک تنہا مکان میں ٹاٹ پہن کر دربند ہو کر خاک پر بیٹھا اور رب حقیقی کے حضور تضرع و زاری سے دعا شروع کر دی اور عرض کیا الٰہی مجھ پر میری رعایا پر ایسی نشانی ظاہر فرما کہ جس سے ان کے توہمات باطلہ دفع ہو جائیں اور سب بعث و نشر تسلیم کر لیں۔

اس دعا کی قبولیت اس طرح ظہور میں آئی کہ ایک چرواہے نے اپنی بکریوں کے لیے دوپہر گذارنے کو یہ غار منتخب کیا اور یہاں آکر وہ دیوار گرا دی۔ دیوار منہدم ہوتے ہی اس پر معہ اس کے ہمراہیوں کے ایک نفسیاتی خوف طاری ہوا۔ گرانے والے بھاگ گئے۔ ادھر کرشمہ قدرت یوں رونما ہوا کہ وہ خوابیدگان کہف فرحاں و شاداں اٹھے ان کے چہرے شگفتہ طبیعتیں بشاش اور زندگی تر و تازگی موجود۔

ایک نے دوسرے کو سلام کیا نماز کے لیے کھڑے ہوئے بعد الفراغ انہوں نے یملیخا سے کہا آپ جائیں اور بازار سے کچھ کھانے کو لائیں اور اس امر کا پتہ بھی لگائیں کہ دقیانوس یا دقیانوس ظالم بادشاہ کا ہم لوگوں کی نسبت کیا خیال ہے۔

یملیخا بازار گئے اور مکسلینیا۔ مرطونس۔ بینوس۔ ساری نولس۔ ذونوالنس۔ کشفیط۔ طنونس غار میں ٹھہرے رہے ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔

یملیخا ساتویں ساتھی شہر پناہ کے دروازے پر پہنچے تو اسلامی علامتیں دیکھیں اور نئے نئے لوگ نظر آئے اور انہیں حضرت عیسیٰ کا نام لیتے سنا انھیں تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ کل تو یہاں جو اپنا ایمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر کرتا قتل کر دیا جاتا تھا آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں لوگ بے خطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت یملیخا نانبائی کی دوکان پر پہنچے اور اسے کھانا خریدنے کے لیے وہی دقیانوسی سکہ دیا اور آج اس سکہ کا رواج صدیوں سے بند ہو چکا تھا۔ بلکہ اس سکے کا دیکھنے والا بھی کوئی نہیں رہا تھا بازار کے لوگوں نے خیال کیا اس شخص کے ہاتھ کوئی پرانا خزانہ آگیا ہے۔ انھیں پکڑ لیا اور حاکم

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت کے پیش کر دیا۔ حاکم نیک تھا اس نے بیان لیتے ہوئے پوچھا کہ خزانہ کہاں ہے حضرت یملیخا نے جواب دیا کہ خزانہ کہیں نہیں۔ یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے حاکم بولا تمہارے اس بیان پر کیسے یقین ہو سکتا ہے اس سکے پر جو سنہ ہے وہ تین سو برس کا ہے تم نوجوان ہو ہم لوگ معمر ہیں ہم نے تو یہ سکہ کبھی دیکھا نہیں اور تم کہتے ہو یہ سکہ ہمارا اپنا ہے۔

حضرت یملیخا نے فرمایا میں آپ سے جو دریافت کروں اس کا جواب مجھے صاف صاف دو تاکہ یہ عقدہ حل ہو جائے۔

حاکم نے کہا کہو کیا دریافت طلب امور ہیں۔

حضرت یملیخا نے فرمایا پہلے یہ بتائیں کہ دقیانوس کس حال و خیال میں ہے۔

حاکم نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں۔ صدیاں گذر گئیں کہ ایک ظالم جابر بے ایمان حکمران اس نام کا گذرا تھا۔

حضرت یملیخا نے فرمایا مجھے آپ کے بیان پر تعجب ہے کل کی بات ہے کہ ہم لوگ اس کے خوف سے اپنی جان بچا کر بھاگے ہیں اور شب گذار کر بازار میں اپنے ساتھیوں کے لیے کھانا لینے آئے ہیں آپ صدیاں گذرنا فرما رہے ہیں

ہمارے ساتھی قریب کے اس پہاڑ میں ایک غار کے اندر روپوش ہیں چلئے میں آپ کو ان سے ملائے دیتا ہوں۔

یہ سنتے ہی حاکم اور شہر کے عمائدین معہ انبوہ کثیر ان کے ہمراہ اس غار کی طرف چلے جب یہ لوگ سرِ غار پر آ گئے تو یملیخا کا انھیں انتظار تھا۔ لوگوں کی آوازیں سن کر خوفزدہ ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یملیخا گرفتار ہو گئے اور یہ دقیانوسی فوج ہماری جستجو میں آئی ہے۔

یہ لوگ سربسجود ہو کر رحمن و رحیم کے حضور دست بدعا ہوئے اور شکر بجا لائے۔

اتنے میں حاکم و عمائدین و عوام اندر پہنچ گئے اور حضرت یملیخا بھی ساتھ ہی پہنچے اور سرگذشت سنانے لگے۔ اصحاب کہف کو قصہ سن کر یقین ہوا کہ جس مدت کو ہم یَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ سمجھ رہے تھے وہ بحکم الٰہی اتنے طویل زمانہ کے گذرنے پر اس قادر و قیوم نے ہمیں دکھائی۔

اور حاکم افسوس یا طرسوس سمجھا کہ حکمران ملک کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور عملی صورت میں ثابت کر دیا کہ اتنی طویل مدت سلا کر جو اٹھانے پر قادر ہے وہ بعد موت بعثت و نشر و حشر پر کیوں نہ قادر ہو۔ یہ مرنے کے بعد اٹھانے کی بین دلیل اور واضح برہان ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم سرِ غار آیا تو اسے ایک صندوق مٹی ملا اسے کھولا تو اس میں سے ایک تختی نکلی جس پر ان سب کے نام اور کتے کا نام لکھا تھا اور

یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت اور ایمان کی حمایت میں دقیانوس کے خوف سے اس غار میں پناہ گزین ہے۔

اور دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار کے ذریعہ انھیں اس غار میں بند کر دینے کا حکم دیا تھا ہم یہ حال اس لیے لکھتے ہیں کہ جب کبھی یہ غار کھلے تو اس وقت کے لوگ ان کے حال سے مطلع ہو جائیں۔

یہ لوح پڑھ کر لوگ متعجب ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بجا لائے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لیے یہ نشانی ظاہر فرمائی جس سے موت کے بعد اٹھنے کا ہمیں یقین ہوا۔

حاکم نے اپنے تاجدار بیدروس کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ معہ امراء سلطنت حاضر ہوا اصحاب کہف نے بادشاہ سے معانقہ کیا اور وصیت کی کہ ہم تمہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتے ہیں وہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے۔

ابھی بیدروس کھڑا ہوا ان کی دعا سن رہا تھا کہ وہ حضرات اپنی خوابگاہوں کی طرف واپس ہو کر مصروفِ خواب ہو گئے اور اللہ تعالےٰ نے انکو وفات دیدی۔ بادشاہ نے انھیں سونے کے صندوقوں میں دفنانا چاہا مگر اصحاب کہف نے بذریعہ بشارت منع کر دیا۔

پھر بادشاہ نے انہیں سال کے صندوقوں میں محفوظ کر کے وہیں دفنا دیا اور اللہ تعالےٰ نے انکی محافظت کے لیے رعب مسلط کیا اب کسی کی ہمت نہیں کہ سرِ غار تک پہنچ سکے۔

بادشاہ نے ان کی یادگار میں مسجد بنوائی اور ایک دن مقرر کیا کہ لوگ وہاں آئیں اور عید کی طرح ہر سال اجتماع ہو کما فی الخازن و روح اور یہ تو تھا قصہ اصحاب کہف کا خلاصہ اور

اب مفصل تفسیر آیۂ کریمہ کے ماتحت بیان ہوگی جس کی ابتداء ان کی دعا سے ہے آلوسی نے اسے روح المعانی میں اس طرح بیان فرمایا جس کی اصل عبارت یہ ہے۔

وَرُوِیَ اَنَّہٗ بَعْدَ اَنْ ضَرَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اٰذَانِ الْفِتْیَۃِ وَمَضٰی دَھْرٌ طَوِیْلٌ لَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ الَّذِیْنَ اِعْتَزَلُوْھُمْ وَجَاءَ غَیْرُھُمْ وَکَانَ مَلِکُھُمْ مُسْلِمًا فَاخْتَلَفَ اَھْلُ مَمْلَکَتِہٖ فِیْ اَمْرِ الْبَعْثِ حَتّٰی مَا فَصَلَ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَی الْمَلِکِ فَانْطَلَقَ فَلَبِسَ الْمُسُوْحَ وَجَلَسَ عَلَی الرَّمَادِ ثُمَّ دَعَا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدْ تَرٰی اِخْتِلَافَ ھٰؤُلَاءِ فَابْعَثْ لَھُمْ اٰیَۃً تُبَیِّنُ لَھُمْ۔

فَقَیَّضَ اللّٰہُ تَعَالٰی دَاعِیَ الْغَنَمِ اَدْرَکَہُ الْمَطَرُ فَلَمْ یَزَلْ یُعَالِجُ مَا سَدَّ بِہٖ دَقْیَانُوْسُ بَابَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الكهف حتى فتحه وادخل غنمه فلما كان الغد بعثوا من نومهم فبعثوا احدهم ليشتري لهم طعاما فدخل السوق فجعل ينكر الوجوه ويعرف الطرق ورأى الايمان ظاهرا بالمدينة فانطلق وهو مستخف فاتهمه بكنز وقال لتدلني عليه او لارفعنك الى الملك فقال هي من ضرب الملك اليس ملككم فلانا۔

فقال الرجل لا بل ملكنا الفلان وكان اسمه بيدوسيس فاجتمع الناس وذهبوا به الى الملك وهو خائف فسأله عن شأنه فقص عليه القصة وكان قد سمع ان فتية قد خرجوا على عهد دقيانوس فدعا مشيخة اهل مدينته وكان رجل منهم عنده اسماؤهم وانسابهم فسأله فاخبره بذلك وسأل الفتى فقال صدق ثم قال الملك ايها الناس هذه اية بعثها الله تعالى لكم۔

ثم خرج هو واهل المدينة ومعهم الفتى فلما راوا الملك الفتية اعتنقهم وفرح بهم وراهم جلوسا مشرقة وجوههم لم تبل ثيابهم فتكلموا معه واخبروه بما لقوا من دقيانوس فبينما هم بين يديه قالوا له نستودعك الله تعالى والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته حفظك الله تعالى وحفظ ملكك ونعيذك بالله تعالى من شر الانس والجن۔ ثم رجعوا الى مضاجعهم فتوفاهم الله تعالى

یہاں تک کے مضمون کو ہم اردو میں لکھ چکے ہیں آگے یہ ہے۔

فقام الملك اليهم وجعل ثيابه عليهم وامر ان يجعل كل منهم في تابوت من ذهب فلما كان الليل ونام اتوه في المنام فقالوا اردت ان تجعل كل منا في تابوت من ذهب فلا تفعل ودعنا في كهفنا فمن التراب خلقنا واليه نعود فجعلهم في توابيت من ساج وبنى على باب الكهف مسجدا۔

بادشاہ کھڑا ہوا اور ان پر کپڑے ڈال کر حکم دیا کہ سونے کے تابوت بنوا کر ان میں انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا جائے جب شام ہوئی اور وہ سویا تو خواب میں اصحاب کہف کی زیارت کی انہوں نے فرمایا سونے کے تابوتوں میں ہمیں نہ رکھ بلکہ ہماری لاشیں غار میں رہنے دے کہ ہم مٹی سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور اسی میں جائیں گے۔ آخرش بادشاہ نے سال کے تابوت بنوا کر ان میں انھیں رکھایا اور دروازۂ غار پر بالائے غار ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے۔

فلما اتوا باب الكهف قال الفتى دعوني حتى ادخل على اصحابي فابشرهم فانهم اذا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دَاَوَاكُمْ مَعِيَ دَعُوْا قَدْ خَلَ فَبَشِّرَهُمْ وَقَبَضَ اللهُ اَرْوَاحَهُمْ وَعَمَّى عَلَى الْمَلِكِ وَمَنْ مَّعَهُ اَثَرُهُمْ فَلَمْ يَهْتَدُوْا اِلَيْهِمْ فَبَنَوْا عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۔

جب وہ غار کے دروازے پر آئے تو یملیخا نے کہا آپ مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے دیں تاکہ میں انھیں خوشخبری سناؤں کیونکہ اگر وہ تم کو میرے ساتھ دیکھ لیں گے تو خوفزدہ ہو جائیں گے چنانچہ وہ اندر گیا اور ان کو بشارت سنائی اس کے بعد اللہ نے ان کی روحیں قبض کر لیں اور بادشاہ اور ان کے ساتھیوں کو انکا نشان نہ ملا نہ وہاں پہنچ سکے تو انہوں نے وہاں ایک مسجد بنا دی۔

"اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا۔ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا۔ جب آئے جوان غار میں تو عرض کرنے لگے لے ہمارے رب دے ہمیں اپنے پاس سے رحمت اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہنمائی فرما تو تھپک دیا ہم نے ان کے کانوں کو غار میں کئی برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے انھیں تاکہ جانیں دو گروہوں میں کون ٹھیک ان کے ٹھہرنے کی مدت بتاتا ہے"۔

ضَرْبُ عَلَى الْاٰذَانِ پر آلوسی فرماتے ہیں۔

اَيْ ضَرَبْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا يَمْنَعُ السَّمَاعَ وَالْمُرَادُ اَنَمْنَاهُمْ اِنَامَةً ثَقِيْلَةً لَا تُنَبِّهُهُمْ فِيْهَا الْاَصْوَاتُ بِاَنْ يُّجْعَلَ الضَّرْبُ عَلَى الْاٰذَانِ كِنَايَةً عَنِ الْاِنَامَةِ الثَّقِيْلَةِ۔ یعنی ان کے کانوں پر ایسا حجاب کر دیا کہ سماعت کو مانع ہوا اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے انھیں سلا دیا نوم ثقیل میں تاکہ باہر کی آوازیں انھیں بیدار نہ کر سکیں۔

فِتْيَةٌ جمع قلت ہے فتی کی اور ابن سراج کہتے ہیں اِنَّهٗ اِسْمُ جَمْعٍ ابن سراج فتیۃ کو اسم جمع کہتے ہیں۔ یعنی جوان لوگ انہوں نے غار میں داخل ہو کر یہ دعا کی "الٰہی ہمیں اپنے پاس سے رحمت عظیم عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر"

تو ہم نے انہیں نوم ثقیل کے ساتھ سلا دیا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ اَيْ اَيْقَظْنَاهُمْ وَاَثَرْنَاهُمْ مِّنْ نَّوْمِهِمْ۔ پھر جگایا ہم نے انہیں اور انہیں نیند سے بیدار کیا۔

لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَيْ مِنْهُمْ وَهُمُ الْقَائِلُوْنَ لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ وَالْقَائِلُوْنَ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔ کہ دیکھیں کون دو گروہوں میں ان کے ٹھہرنے کی مدت ٹھیک بتاتا ہے اس لیے کہ ان میں سے ایک گروہ کہتا تھا ہم ایک دن رہے یا دن سے کم۔ اور دوسرا گروہ کہنے لگا تمہارا رب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت تم یہاں رہے۔

اس لیے کہ وہ غار میں طلوع کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب غروب ہونے کو تھا تو انہوں نے ایک دن یا کم مدت سمجھی۔ دوسروں نے ناخن بڑھے دیکھ کر۔ بالوں کو بڑھا ہوا پاکر قیاس کیا کہ صبح سے اس وقت تک ایک دن میں ناخنوں کا اتنا نمو اور بالوں کی اتنی درازی کیوں کر ممکن ہے۔ تو انہوں نے سمجھا کہ مدت دراز گذر چکی ہے تو کہنے لگے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔

اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا۔ اَیْ ضَبْطُ مُدَّۃِ قِیَامٍ۔ یعنی مدت قیام کی مقدار۔

اَمَدًا کی تعریف میں علامہ راغب کہتے ہیں۔ وہ مدت جس کی حد ہو۔ یعنی اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت بتلانے والا۔

شروع قصہ اصحاب کہف

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ کہف۔ پ ۱۵

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۭۖ

ہم ان کا قصہ سناتے ہیں تم پر صحیح۔ وہ کچھ جوان تھے کہ ایمان لائے اپنے رب پر اور بڑھائی ہم نے ان کو ہدایت۔

وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا

اور مضبوط کیا ہم نے ان کا دل جب کھڑے ہوئے اور بولے ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے ہم ہرگز نہ پوجیں گے کسی کو سوا اس کے اور اگر ایسا ہو تو ہم کہنے والے ہوں گے حد سے زیادہ بات کہنے والے۔

هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۭ

یہ وہ ہماری قوم ہے کہ اس نے پکڑے اللہ کے سوا اور خدا کیوں نہیں لاتے اس پر کوئی دلیل بین تو کون ظالم ترین ہے اس سے جو جھوٹ باندھے اللہ پر۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

اور جب تم علیحدہ ہو جاؤ ان سے جو اللہ کے سوا پوجتے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللّٰهَ فَأْوُوْا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

ہیں تو آؤ تم غار کی طرف تو پھیلا دے گا تمہارے لیے تمہارا رب اپنی رحمت اور سامان کر دے گا تمہارے لیے تمہارے معاملہ میں آسانی۔

اور (اے محبوب) تم سورج کو دیکھو گے کہ جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے بچ جاتا ہے دہنی طرف اور جب غروب ہوتا ہے تو کترا جاتا ہے بائیں طرف حالانکہ وہ کھلے میدان میں ہیں اس غار کے یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ ہدایت دے وہ ہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز نہ پاؤ گے اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا۔

حلِ لغات دوسرا رکوع۔ سورہ کہف۔ پ۱۵

نَحْنُ۔ ہم
نَقُصُّ۔ بیان کرتے ہیں
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
نَبَاَهُمْ۔ ان کی خبر
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے
اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ
فِتْيَةٌ۔ جوان تھے
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے
بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب پر
وَزِدْنٰهُمْ۔ اور زیادہ دی ہم نے انکو
هُدًى۔ ہدایت
وَرَبَطْنَا۔ اور مضبوط کیا ہم نے
عَلٰى۔ اوپر
قُلُوْبِهِمْ۔ دل انکے
اِذْ۔ جب
قَامُوْا۔ وہ کھڑے ہوئے
فَقَالُوْا۔ تو بولے
رَبُّنَا۔ ہمارا رب
رَبُّ۔ رب ہے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا
لَنْ نَّدْعُوَا۔ کبھی نہ پکاریں گے ہم
مِنْ دُوْنِهٖ۔ اسکے سوا
اِلٰهًا۔ کوئی خدا
لَقَدْ۔ بیشک
قُلْنَا۔ کہی ہم نے
اِذًا۔ اس وقت
شَطَطًا۔ بات زیادتی کی
هٰؤُلَاءِ۔ یہ
قَوْمُنَا۔ ہماری قوم ہے
اتَّخَذُوْا۔ کہ بنالئے انہوں نے
مِنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا
اٰلِهَةً۔ اور خدا
لَوْلَا۔ کیوں نہیں
يَاْتُوْنَ۔ لاتے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
بِسُلْطٰنٍ۔ کوئی دلیل
بَيِّنٍ۔ روشن
فَمَنْ۔ پھر کون
اَظْلَمُ۔ ظالم تر ہے
مِمَّنِ۔ اس سے جو
افْتَرٰى۔ باندھے
عَلَى۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے
كَذِبًا۔ جھوٹ
وَاِذِ۔ اور جب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ۔ تم ان سے الگ ہو جاؤ | وَمَا۔ اور انسے جو | يَعْبُدُوْنَ۔ پوجا کرتے ہیں
اِلَّا۔ سوا | اللّٰهَ۔ اللہ کے | فَأْوٗا۔ تو جگہ پکڑو | اِلَى۔ طرف
الْكَهْفِ۔ غار کی | يَنْشُرْ۔ پھیلائے گا | لَكُمْ۔ تمہارے لیے | رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب
مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت | وَيُهَيِّئْ۔ اور تیار کریگا | لَكُمْ۔ تمہارے لیے | مِنْ اَمْرِكُمْ۔ تمہارے
کام میں | مِرْفَقًا۔ آسانی | وَتَرَى۔ اور دیکھے گا تو | الشَّمْسَ۔ سورج کو
اِذَا۔ جب | طَلَعَتْ۔ چڑھتا ہے | تَزَاوَرُ۔ کتراجاتا ہے | عَنْ كَهْفِهِمْ۔ انکی غار سے
ذَاتَ الْيَمِيْنِ۔ دائیں جانب | وَاِذَا۔ اور جب | غَرَبَتْ۔ غروب ہوتا ہے
تَّقْرِضُهُمْ۔ کاٹ جاتا ہے ان کو | ذَاتَ الشِّمَالِ۔ بائیں جانب
وَهُمْ۔ اور وہ | فِىْ فَجْوَةٍ۔ کھلے میدان میں ہیں | مِّنْهُ۔ اس سے
ذٰلِكَ۔ یہ ہے | مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی نشانیوں سے | مَنْ۔ جسے
يَّهْدِ ى۔ ہدایت دے | اللّٰهُ۔ اللہ | فَهُوَ۔ تو وہی ہے | الْمُهْتَدِ۔ ہدایت پانے والا
وَمَنْ۔ اور جسے | يُّضْلِلْ۔ گمراہ کرے | فَلَنْ۔ تو کبھی نہ | تَجِدَ۔ پائے گا تو
لَهٗ۔ اس کے لیے | وَلِيًّا۔ حمایتی | مُّرْشِدًا۔ راہ دکھانے والا

مختصر تفسیر اُردو دُوسرا رُکوع سُورۃ کہف۔ پ ۱۵

"نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا هٰۤؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

ہم سناتے ہیں تمہیں ان کی خبر صحیح وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے زیادہ کیا ان پر ہدایت کو اور مضبوط کیا ان کا دل جبکہ وہ کھڑے ہوئے اور بولے ہمارا رب رب السماء والارض ہے ہم ہرگز نہ پوجیں گے اس کے سوا کسی خدا کو اگر ایسا ہو تو ہم حد سے گذرے ہوئے ہوں گے یہ لوگ ہماری قوم کے وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور خدا پکڑے کاش یہ لاتے اپنے دعوی پر کوئی روشن دلیل تو کون ظالم ہے زیادہ اس سے جو افترا کرے اللہ پر جھوٹا"

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول قصہ اصحاب کہف اجمالا بیان فرما کہ اب تفصیلی طور پر ارشاد ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت کے لوازم سے ہے۔

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ۔ یہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور بت پرستی جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی اس سے بیزار ہوئے وَزِدْنٰهُمْ هُدًى۔ ہم نے ان کی ہدایت کو زیادہ کیا تا کہ وہ امتحان میں ثابت قدم رہیں۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور مضبوط کیا ہم نے ان کا دل۔ اب اس کی تفصیل بیان فرمائی۔ کہ

اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ جب کھڑے ہوئے تو بولے ہمارا رب رب السموات والارض ہے۔ یہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہی ہے جو زمین و آسمان کا خدا ہے "لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا۔ ہم ہرگز اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجینگے اگر ایسا کریں تو ہم حد سے گذری بات کہنے والے ہوں"۔

لہٰذا ہم توحید کے سوا کسی اصولی مذہب کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ شطط پر آلوسی فرماتے ہیں قَوْلًا ذَا شَطَطٍ اَیْ بُعْدٍ عَنِ الْحَقِّ مُفْرِطٍ اَوْ قَوْلًا هُوَ عَيْنُ الشَّطَطِ وَالْبُعْدِ الْمُفْرِطِ عَنِ الْحَقِّ۔

"هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً۔ اس ہماری قوم نے اللہ کے سوا جو خدا بنائے ہیں" وہ دعوی بلا دلیل ہیں محض وہم پرستی ہے۔

"لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ۔ کیوں نہیں لاتے یہ کوئی روشن دلیل"۔ ان کی حقیقت واضح ہے کہ یہ انہیں ہاتھوں کی تراشی ہوئی صورتیں ہیں انھیں اللہ تعالے کی ذات و صفات میں شریک ماننا کسی طرح معقول نہیں۔

"فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالے پر جھوٹا افترا باندھے"۔ وہ ذات تو وہ ہے کہ نہ اس کا کوئی رشتہ دار نہ شریک نہ اس بے چون و بے چگون کے لیے کوئی صورت پھر ان صنمکدوں کی تصاویر سے اس کا کیا تعلق ہے۔ اس تقریر پر بادشاہ جو جابر و ظالم تھا ان پر غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ تقریر کرنا فضول ہے بس ہمارا حکم ہے کہ بتوں کو سجدہ کرو یا پھر قتل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اس زمانہ میں قیصران روم اپنے احکام کی مخالفت پر یا قتل کر دیتے تھے یا روئی میں لپیٹ کر جلا دیتے تھے۔ ان نوجوانوں پر جب یہ جابرانہ حکم لگا تو انہوں نے مہلت طلب کی۔ بادشاہ نے مہلت کی منظور کر لی۔ تو یہ ایک جگہ آ کر جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ۔ تو جب وہ ان سے علیحدہ ہوئے اور جسے وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے ان سے بیزار رہے تو آگئے وہ غار کی طرف"۔

آپس میں بولے کہ جب ہم اس قوم اور اس کے معبودوں سے علیحدہ ہو چکے تو ہمیں چاہئے کہ ہم کسی غار میں پناہ گزین ہو جائیں۔

"يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا۔ تو اللہ تعالے تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان مہیا کرے گا"۔ اس پر انہیں کامل یقین تھا اور اللہ تعالے نے ان کے خیال و یقین کے مطابق ایسا ہی کیا۔

اب باقتضاء بلاغت قصہ آئندہ چھوڑ کر و تری الشمس سے قصہ شروع کیا۔

درمیانی واقعہ یہ ہے کہ وہ اس غار میں آکر روپوش ہو گئے اور اللہ تعالے نے ان پر ایسی نیند طاری فرمائی کہ کئی سو برس تک سوتے رہے۔

ادھر بادشاہ اور ارکان دولت ان کی تلاش میں مصروف ہوا آخرش پتہ چلا کہ کئی میل آبادی سے دور جو غار ہے اور وہ نہایت تنگ و تاریک ہے اس میں یہ چلے گئے ہیں اور اس کے اندر جا کر ان کا پکڑنا مشکل ہے بادشاہ نے کہا ہمارا مقصد ان کا قتل ہے وہ اب بھی حاصل ہے اس غار کا منہ بند کر دیا جائے تاکہ وہ اندر کے اندر ہی مر کھپ جائیں اور ان کے نام رجسٹر میں لکھ لیے جائیں اور ان کی سرکشی کا حال بھی درج کیا جائے۔

چنانچہ غار کے آگے ایک مستحکم دیوار چنی گئی اور بادشاہ مطمئن ہو گیا۔

جس انجینیر نے دیوار چنوائی اس نے اس کی دیوار میں ان کے نام کی تختی مس یا رصاص یعنی سکہ کی کندہ کرا کر رکھ دی۔

اور علاوہ اس کے روایات مختلفہ ہیں جو بخوف طوالت نقل نہ کی گئیں۔

بہر حال سر غار دیوار چنا نا سب مان رہے ہیں اختلاف صرف اس میں ہے کہ وہ کس طرح دیوار چننے کی طرف مائل ہوا۔ اور یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ شہر افسوس یا طرسوس کا اس وقت بادشاہ دقیانوس تھا اور بڑا جابر و ظالم تھا۔

مختصر یہ کہ وہ جو اصحاب کہف کے نام سے مشہور ہیں یہی اہل ایمان ہیں۔

آلوسی فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ وُقُوْفُهُمْ بَيْنَ يَدَىِ الْجَبَّارِ دَقْيَانُوْسَ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ قَامُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَعَاهُمْ اِلٰى عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ الخ وہ اس ظالم دقیانوس کے سامنے کھڑے ہوئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبکہ اس نے بت پرستی کی طرف انھیں دعوت دی اور انہوں نے صاف جواب دیا کہ ہم توحید الٰہی میں کسی کو شریک ملنے کو تیار نہیں پھر جب اس نے ان کو قتل کی دھمکی دی تو انہوں نے مہلت مانگی۔ دقیانوس نے مہلت دے دی یہ الگ جگہ جمع ہوئے اور فیصلہ کر کے غار میں روپوش ہو گئے۔

اِعْتِزَالٌ، عربی محاورہ میں تَجَنُّبُ الشَّیْءِ بِالْبَدَنِ اَوْ بِالْقَلْبِ کے معنی دیتا ہے یعنی جسم یا دل سے کسی سے علیحدہ ہونا۔

ابو نعیم، عطا خراسانی سے راوی ہیں کَانَ قَوْمُ الْفِتْیَۃِ یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ وَیَعْبُدُوْنَ مَعَہٗ اٰلِھَۃً شَتّٰی فَاعْتَزَلَتِ الْفِتْیَۃُ۔ یہ نوجوانوں کا ایک گروہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور دوسرا گروہ متعدد خداؤں کا پرستار تھا تو موحد گروہ ان سے معتزل و مجتنب ہو گیا۔

اور مِرْفَقًا کے معنی آلوسی کرتے ہیں مَاتَرْتَفِقُوْنَ وَتَنْتَفِعُوْنَ۔ جس سے رفاقت کرے یا نفع حاصل کرے۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ کَھْفِھِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُھُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَھُمْ فِیْ فَجْوَۃٍ مِّنْہُ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ۔ اور اے محبوب آپ دیکھیں گے سورج کو کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ ہدایت کرے وہ ہی راہ یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو نہ پائیں گے آپ کوئی رہنما حمایتی اس کے لیے"۔

تَزٰوَرُ، زَوْر سے ہے جس کے معنی میل کے ہیں۔ مِنَ الزَّوَرِ بِفَتْحَتَیْنِ مَعَ التَّخْفِیْفِ وَھُوَ الْمَیْلُ وَمِنْہُ زَارَہٗ اِذَا مَالَ اِلَیْہِ۔

اور تَقْرِضُھُمْ۔ اَیْ تَعْدِلُ عَنْھُمْ پلٹ جاتا ہے۔

وَھُمْ فِیْ فَجْوَۃٍ ۔ حَالًا مُبَیِّنَۃٌ تَکُوْنُ مَاذَکَرَ اَمْرًا بَدِیْعًا کَاَنَّہٗ قِیْلَ تَرَی الشَّمْسَ تَمِیْلُ عَنْھُمْ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا وَلَا تَحُوْمُ حَوْلَھُمْ مَعَ کَوْنِھِمْ فِیْ مُتَّسَعٍ مِّنَ الْکَھْفِ مُعَرَّضٌ لِاِصَابَتِھَا۔

فجوۃ ۔ فراخ میدان کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ امور بدیعہ سے تھا کہ سورج ان سے دائیں بائیں کترا کر گذرتا تھا اور ان کے ماحول کو گرم نہ کرتا تھا باآنکہ وہ غار کے کھلے اور وسیع میدان میں تھے۔

اَیْ فِیْ مُتَّسَعٍ مِّنَ الْکَھْفِ وَھِیَ عَلٰی مَاقِیْلَ مِنَ الْفَجَا وَھُوَ تَبَاعُدُ مَا بَیْنَ الْفَخِذَیْنِ یُقَالُ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَجُلٌ اَفْجیٰ وَامْرَاَۃٌ فَجْوٰی وَتُجْمَعُ عَلٰی فِجَارٍ وَّ فُجًا وَ فَجَوَاتٍ وَّحَاصِلُ الْجُمْلَتَیْنِ اِنَّھُمْ کَانُوْا لَا تُصِیْبُھُمُ الشَّمْسُ اَصْلًا فَتُؤْذِیْھِمْ وَھُمْ فِیْ وَسْطِ الْکَھْفِ بِحَیْثُ یَنَالُھُمْ رَوْحُ الْھَوَاءِ وَلَا یُؤْذِیْھِمْ کَرْبُ الْغَارِ وَلَا حَرُّ الشَّمْسِ۔

یعنی وہ کھلے حصہ میں غار کے تھے۔ محاورہ میں فجا دونوں رانوں کے مابین حصہ کو بولتے ہیں رجل افجی اور امرأۃ فجواء وغیرہ بولتے ہیں تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ وہ ایسے حال میں غار کے اندر تھے کہ انھیں سورج قطعاً پہنچ کر ایذا نہ دے سکتا تھا گویا وہ وسط غار میں تھے کہ لطیف ہوا پہنچتی تھی اور غار کی تنگی اور سورج کی تمازت انہیں نہ ستاتی تھی۔

اور عبداللہ بن مسلم اور ابن عطیہ کہتے ہیں کَانَ فِیْ مُقَابَلَۃِ بَنَاتِ النَّعْشِ وَاَقْرَبُ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰی مُحَاذَاتِہٖ مَشْرِقُ رَاْسِ السَّرْطَانِ وَمَغْرِبُہٗ وَالشَّمْسُ اِذَا کَانَ مَدَارُھَا مَدَارَہٗ تَطْلُعُ مَائِلَۃً عَنْہُ مُقَابِلَۃً لِجَانِبِ الْاَیْمَنِ۔ وہ غار بنات النعش کے مقابلہ میں تھی اور قریب ترین مشرق اور مغرب اس کے برابر میں تھے یعنی برج سرطان کا مشرق اور مغرب اور جب سورج کا مدار سرطان کا مدار ہو تو وہ دائیں جانب جھک کر طلوع ہوتا ہے۔

اسی بنا پر فرمایا کہ مادہ پرست تو اس میں اوندھی سیدھی وہم پرستی کو دخل دیں گے مگر مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ۔ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اس کو اللہ تعالےٰ کی نشانیوں سے سمجھے گا۔

اور اگر ظاہری معنی بھی لیے جائیں تو بھی یہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں سے ایک نشان یقینی ہے یعنی یہ سمجھ لیا جائے کہ اصحاب کہف غار میں ایسے موقعہ پر جا کر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب کی دھوپ ان کی داہنی طرف سے ہو کر گذر جاتی اور غروب کے وقت بلکہ پچھلے پہر بائیں طرف رہ جاتی اور وہ اس غار میں آرام سے لیٹے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے۔

اس قسم کے مکان کا نقشہ جس میں دھوپ دائیں بائیں سے گذر جائے علماء نے چند طریقہ سے بتایا ہے۔

اول یہ کہ غار کا منہ شمالی جانب ہو کہ طلوع کے وقت ان کے دائیں سے دھوپ گذر جائے اور غروب کے وقت بائیں سے ڈھل جائے اور یہ شمال رویہ مکانوں میں ہوتا ہے۔

دوسرے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے دروازۂ غار کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دے کر بقواعد ہیئت ثابت کیا ہے کہ ایسے موقعہ پر دھوپ نہیں آسکتی جیسا کہ ہم ابھی ابن عطیہ کے اقوال سے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل کر چکے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ غار کا رخ کسی طرف ہی ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں مانا جائے جب یہ معاملہ آیات الٰہیہ سے تھا تو وہ قادر مطلق ہر پہلو سے دھوپ روکنے پر قادر تھا۔

اسی وجہ میں ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فرما کر منکروں، عقلی سواروں، مادہ پرستوں، کوتاہ بینوں کو تہدید فرمادیا۔

"مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا" جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کے لیے تو نہ پائے گا حمایتی راہنما۔ کما قال الفجاج۔

آئندہ رکوع میں ان کی کروٹیں بدلنا اپنا فعل ظاہر کیا گیا جو اہل مادہ کے لیے اور بھی حیرتناک ہے

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۵

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

اور تم انہیں گمان کرو گے جاگتا حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم بدلتے ہیں ان کی دائیں بائیں کروٹیں اور ان کا کتا اپنے بازو پھیلائے درۂ غار پر ہے اے سننے والے اگر تو انہیں جھانکے تو ضرور منہ پھیر کر ان سے بھاگے اور بھر جائے تو ان سے رعب میں۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝

اور ایسے ہی ہم نے انھیں جگایا تاکہ پوچھیں آپس میں۔ بولا ان میں سے ایک بولنے والا تم کتنی دیر یہاں رہے بولے رہے ہم ایک دن یا دن سے کم۔ دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے تو بھیجو ایک کو یہ سکہ دے کر شہر کی طرف تو وہ دیکھ کر اچھا کھانا لائے ہمارے تمہارے کھانے کو اور چاہیئے کہ نرمی کرے اور نہ اطلاع دے تمہاری کسی کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝

وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

بے شک اگر وہ تم پر غالب آگئے تو تمہیں پتھروں سے مار دیں گے یا پھیر لیں گے تمہیں اپنے دین میں اور ایسا ہوا تو ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔

اور ایسے ہی اطلاع کر دی ہم نے ان کی کہ جان لیں کہ بے شک وعدۂ الٰہی حق ہے اور بیشک قیامت میں کوئی شبہ نہیں جب جھگڑنے لگے لوگ آپس میں ان کے معاملہ پر تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ۔ ان کا رب خوب جانتا ہے انہیں بولے وہ جو غالب آئے اس معاملہ میں قسم ہے ہم تو ضرور ان پر مسجد بنائیں گے۔

اب کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے بے دیکھے غائبانہ تیر چلاتے ہیں اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ آپ فرما دیجئے میرا رب ان کی تعداد خوب جانتا ہے انھیں سب نہیں جانتے مگر کم لوگ تو نہ بحث کرو ان میں مگر اتنی جو تم پر ظاہر ہو چکی اور نہ سوال کرو کسی کتابی سے ان کے متعلق۔

حلِّ لغات تیسرا رکوع سورہ کہف۔ پ ۱۵

وَتَحْسَبُهُمْ۔ اور خیال کرے گا تو ان کو — اَیْقَاظًا۔ جاگتے — وَّهُمْ۔ حالانکہ وہ

رُقُوْدٌ۔ سوئے ہوئے ہیں — وَّنُقَلِّبُهُمْ۔ اور بدلتے ہیں ہم ان کی کروٹیں — ذَاتَ الْيَمِيْنِ۔ دائیں

جانب — وَذَاتَ الشِّمَالِ۔ اور بائیں جانب — وَكَلْبُهُمْ۔ اور ان کا کتا

بَاسِطٌ۔ پھیلائے ہوئے ہے — ذِرَاعَيْهِ۔ اپنے بازو — بِالْوَصِيْدِ۔ غار کے در پر — لَوِ۔ اگر

اطَّلَعْتَ۔ تو جھانکے — عَلَيْهِمْ۔ ان پر — لَوَلَّيْتَ۔ تو منہ پھیرے — مِنْهُمْ۔ ان سے

فِرَارًا۔ بھاگتے ہوئے — وَّلَمُلِئْتَ۔ اور بھر جائے تو — مِنْهُمْ۔ ان سے — رُعْبًا۔ ڈر میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح　بَعَثْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو اٹھایا　لِيَتَسَآءَلُوْا۔ تاکہ پوچھیں
بَيْنَهُمْ۔ آپس میں　قَالَ۔ بولا　قَآئِلٌ۔ ایک بولنے والا　مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
كَمْ۔ کتنا　لَبِثْتُمْ۔ ٹھہرے تم　قَالُوْا۔ بولے　لَبِثْنَا۔ ہم ٹھہرے
يَوْمًا۔ ایک دن　اَوْ۔ یا　بَعْضَ۔ کچھ حصہ　يَوْمٍ۔ دن کا
قَالُوْا۔ بولے　رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب　اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے　بِمَا۔ جتنا
لَبِثْتُمْ۔ تم ٹھہرے　فَابْعَثُوْٓا۔ تو بھیجو　اَحَدَكُمْ۔ اپنے ایک کو　بِوَرِقِكُمْ۔ اپنا روپیہ دے کر
هٰذِهٖٓ۔ یہ　اِلَى۔ طرف　الْمَدِيْنَةِ۔ شہر کی　فَلْيَنْظُرْ۔ تو چاہئے کہ دیکھے
اَيُّهَآ۔ کون سا　اَزْكٰى۔ زیادہ پاکیزہ　طَعَامًا۔ کھانے والا ہے　فَلْيَاْتِكُمْ۔ تو چاہئے کہ
لائے تمہارے پاس　بِرِزْقٍ۔ کھانا　مِّنْهُ۔ اس سے　وَلْيَتَلَطَّفْ۔ اور چاہئے
کہ نرمی برتے　وَلَا۔ اور نہ　يُشْعِرَنَّ۔ بتلائے　بِكُمْ۔ تمہارے متعلق
اَحَدًا۔ کسی کو　اِنَّهُمْ۔ یقیناً وہ　اِنْ۔ اگر　يَّظْهَرُوْا۔ غالب آگئے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر　يَرْجُمُوْكُمْ۔ تو سنگسار کریں گے تمہیں　اَوْ۔ اور یا پھر
يُعِيْدُوْكُمْ۔ لوٹا لیں گے تمہیں　فِيْ مِلَّتِهِمْ۔ اپنے دین میں　وَلَنْ۔ اور کبھی نہ
تُفْلِحُوْٓا۔ خلاصی پاؤ گے تم　اِذًا۔ اس وقت　اَبَدًا۔ ہمیشہ تک　وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح
اَعْثَرْنَا۔ خبر دی ہم نے　عَلَيْهِمْ۔ ان کی　لِيَعْلَمُوْٓا۔ تاکہ وہ جانیں　اَنَّ۔ کہ بیشک
وَعْدَ۔ وعدہ　اللّٰهِ۔ اللہ کا　حَقٌّ۔ سچا ہے　وَّاَنَّ۔ اور بیشک
السَّاعَةَ۔ قیامت　لَا رَيْبَ۔ نہیں شک　فِيْهَا۔ اس میں　اِذْ۔ جب
يَتَنَازَعُوْنَ۔ وہ جھگڑتے تھے　بَيْنَهُمْ۔ آپس میں　اَمْرَهُمْ۔ اپنے کام میں
فَقَالُوا۔ تو بولے　ابْنُوْا۔ بناؤ　عَلَيْهِمْ۔ ان پر　بُنْيَانًا۔ ایک عمارت
قَالَ۔ بولے　الَّذِيْنَ۔ وہ جو　غَلَبُوْا۔ غالب آئے　عَلٰٓى۔ اوپر
اَمْرِهِمْ۔ اپنے کام کے　لَنَتَّخِذَنَّ۔ کہ ضرور بنائیں گے ہم　عَلَيْهِمْ۔ ان پر
مَّسْجِدًا۔ مسجد　سَيَقُوْلُوْنَ۔ جلدی کہیں گے　ثَلٰثَةٌ۔ تین ہیں　رَّابِعُهُمْ۔ چوتھا ان کا
كَلْبُهُمْ۔ ان کا کتا ہے　وَيَقُوْلُوْنَ۔ اور کہیں گے　خَمْسَةٌ۔ پانچ ہیں　سَادِسُهُمْ۔ چھٹا ان کا
كَلْبُهُمْ۔ ان کا کتا ہے　رَجْمًا۔ پتھر پھینکتے ہیں　بِالْغَيْبِ۔ بن دیکھے　وَيَقُوْلُوْنَ۔ اور کہیں گے
سَبْعَةٌ۔ سات ہیں　وَّثَامِنُهُمْ۔ اور آٹھواں ان کا　كَلْبُهُمْ۔ ان کا کتا ہے　قُلْ۔ آپ کہہ دیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبِّیْ۔ میرا رب | اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے | بِعِدَّتِہِمْ۔ ان کی گنتی | مَا۔ نہیں
یَعْلَمُہُمْ۔ جانتے ان کو | اِلَّا۔ مگر | قَلِیْلٌ۔ تھوڑے | فَلَا۔ تو نہ
تُمَارِ۔ جھگڑا کر | فِیْہِمْ۔ ان میں | اِلَّا۔ مگر | مِرَآءً۔ بحث
ظَاہِرًا۔ کھلی ہوئی | وَلَا۔ اور نہ | تَسْتَفْتِ۔ پوچھ | فِیْہِمْ۔ انکے متعلق
مِنْہُمْ۔ ان میں سے | اَحَدًا۔ کسی کو۔

مختصر تفسیر اردو تیسیر ارکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۵

"وَتَحْسَبُہُمْ اَیْقَاظًا وَّہُمْ رُقُوْدٌ۔ اور تم انہیں گمان کرو گے جاگتا حالانکہ وہ سوتے ہیں"۔
رُقُوْدٌ۔ رَاقِدٌ کی جمع ہے اور یہ نائم بمعنی سونے والے کو کہتے ہیں۔ کما قال الآلوسی رُقُوْدٌ۔ جَمْعُ رَاقِدٍ اَیْ نَائِمٍ۔

اور حُسْبَان کی تعریف پر فرماتے ہیں یَحْتَمِلُ اَنْ یَّحْسَبَ الرَّائِیْ ذٰلِکَ لِشِدَّۃِ الْحِفْظِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِمْ وَقِلَّۃِ التَّغَیُّرِ وَذٰلِکَ لِاَنَّ الْغَالِبَ عَلَی النِّیَامِ اِسْتِرْخَاءٌ وَہَیْئَاتٌ تَقْتَضِیْہَا النَّوْمُ فَاِذَا لَمْ تَکُنْ لِنَائِمٍ یَحْسَبُہُ الرَّائِیْ یَقْظَانَ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ان کی ایسی ہیئت سے حفاظت فرمائی کہ ان کے قریب کوئی جا ہی نہیں سکتا وَتَحْسَبُہُمْ اَیْقَاظًا کے معنی پر دیکھنے والے کو مخاطب کرتا ہے کہ اے دیکھنے والے تو جب انھیں دیکھے بیدار ہی جانے اس لیے کہ ان کی کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے ہر ایک کا گمان یہی ہوگا کہ وہ جاگ رہے ہیں۔

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے جو تاریخی تتبع کے ماتحت بعض آزاد اہل کلام کر گئے کہ وہ اس غار میں گوشہ نشین رہ کر مر گئے اور جس حال میں مرے اس شکل میں ان کے ڈھانچے محفوظ رہے اور ان کی کروٹیں دائیں بائیں ہوا سے بدلتی رہیں۔ یہ مفہوم قرآن کریم کے بالکل مغایر ہے۔ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ تو انہیں جاگتا محسوس کرے گا اگر دیکھے گا مگر وہ سو رہے ہیں۔

رقود کے معنی میت کسی مفسر نے نہیں کیے اور اہل عرب بھی رقود سے میت ہرگز مراد نہیں لیتے بہر حال جو قادر علی الاطلاق مردہ خاک کو زندگی بخشنے پر قادر ہے وہ بے خورد و نوش جسے جب تک چاہے زندہ بھی رکھ سکتا ہے۔ پھر آگے صاف ارشاد ہے کہ ان کے ڈھانچے ہوا سے نہیں ہلتے بلکہ وہ زندہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سو رہے ہیں اور

"وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ اور ہم بدلتے ہیں ان کی دائیں بائیں کروٹیں اور ان کا کتا اپنے بازو پھیلائے چوکھٹ پر پڑا ہے"۔

یعنی غار کے منہ پر ہے۔ وَصِید کے معنی علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

بِمَوْضِعِ الْبَابِ وَمَحَلِّ الْعُبُوْدِ مِنَ الْكَهْفِ۔ وصید سے دروازہ اور غار میں جانے کا راستہ مراد ہے۔

اور یہ کروٹیں ڈھانچوں کا ہلنا نہیں بلکہ ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ دلاتے ہیں۔

اور ان کا کتا بازو پھیلائے غار کے دہانہ پر پڑا ہے وَالظَّاهِرُ اَنَّہٗ نَامَ كَمَا نَامُوْا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ بھی سو رہا ہے جیسے وہ سو رہے ہیں۔

اور ان کے تنگ و تاریک غار میں رہنے سے بال اور ناخون اتنے بڑھ گئے کہ مہیب شکل ہو چکی ہے دیکھنے والا ڈر کر بھاگ جاتا ہے اور انسانی فطرت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ اس کی روح منور مہیب نقشے سے گھبرتی ہے۔

"لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ اگر تو دیکھے انہیں تو پیٹھ دے کر بھاگنے کی ٹھانے اور ہیبت زدہ ہو جائے"۔

اس میں فصاحت کے لحاظ سے ایک طرف خطاب فرما کر عام مراد لی ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور سے مخاطبہ کر کے یہ بتایا ہے کہ معاذ اللہ حضور ڈر کر بھاگ جائیں۔

چنانچہ عہد امیر معاویہ میں جب امیر معاویہ روم پر چڑھائی کرنے گئے اور اس غار کے پاس پہنچے تو اس غار کے اندر آدمی بھیجنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا کہ آپ آدمی نہ بھیجیں اور لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ فرمان حق کا خیال کریں مگر آپ نہ مانے اور چند آدمی اندر بھیجے وہ جیسے ہی اندر گئے ایک سخت لپٹ گرم ہوا کی ایسی آئی کہ وہ جل کر مر گئے۔

ان کی مدت قیام کہف پر صاف قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ یعنی وہ اپنے غار میں تین سو برس اور نو سال زائد ٹھہرے جس کی تفسیر اس سے اگلے رکوع میں آئے گی۔

یہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ پر آلوسی فرما رہے ہیں اَحْيَاءً مَضْرُوْبًا عَلٰى اٰذَانِهِمْ ۔ اصحاب کہف تین سو سال مَضْرُوْبٌ عَلٰى اٰذَانِهِمْ زندہ رہے۔ مَضْرُوْبٌ عَلٰى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

آذانہم کے معنی ہم اول لکھ چکے ہیں۔
خلاصہ یہ کہ وہ تین سو نو سال تک زندہ سوتے رہے آئندہ رکوع میں اس آیۂ کریمہ کے ماتحت مفصل تفسیر بیان ہوگی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی اصلی روایت یہ ہے جس کا خلاصہ ہم اول بیان کر چکے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ مُعَاوِیَۃَ غَزْوَۃَ الْمَضِیْقِ نَحْوَ الرُّوْمِ فَمَرَرْنَا بِالْکَھْفِ الَّذِیْ فِیْہِ اَصْحَابُ الْکَھْفِ الَّذِیْنَ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ لَوْ کُشِفَ لَنَا عَنْ ھٰؤُلَاءِ فَنَظَرْنَا اِلَیْھِمْ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ لَیْسَ ذَالِکَ لَکَ قَدْ مَنَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذَالِکَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ فَقَالَ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْھِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْھُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْھُمْ رُعْبًا فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ لَا اَنْتَھِیْ حَتّٰی اَعْلَمَ عِلْمَھُمْ فَبَعَثَ رِجَالًا وَقَالَ اذْھَبُوْا فَادْخُلُوا الْکَھْفَ وَانْظُرُوْا فَذَھَبُوْا فَلَمَّا دَخَلُوْہُ بَعَثَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ رِیْحًا فَاَخْرَجَتْھُمْ۔

اتنا اس میں اور ہے کہ جب وہ غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے ان پر ہوا بھیجی جس نے انہیں غار سے نکال دیا۔
فَاَخْرَجَتْھُمْ کے یہ معنی ہیں اور فَاَحْرَقَتْھُمْ اگر پڑھا جائے تو جلانے کے معنی ہوں گے
اور ابن ابی حاتم شہر بن حوشب سے ایک دوسری روایت بیان کرتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص ضدی تھا جب وہ غار کی طرف سے گذرا تو بولا میں کبھی باز نہ آؤں گا جب تک انہیں نہ دیکھ لوں اسے کہا گیا البیانہ کہ قرآن کریم میں تو نے لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْھِمْ لَوَلَّیْتَ کیا نہیں پڑھا اس نے انکار کیا اور اس غار میں جھانکا تو اس کی آنکھیں سپید ہوگئیں اور اس کے بالوں کا رنگ بدل گیا اس نے لوگوں سے کہا وہ سات اصحاب تھے۔

"وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَھُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ کَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ اور ایسے ہی ہم نے انہیں جگایا کہ وہ سوال کریں تو بولا ان میں سے ایک بولنے والا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم" دوسرے بولے تمہارا رب ہی جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے جو آئندہ آیتوں میں بیان ہوگا۔

یعنی جیسے ہم نے ایک مدت طویل انھیں سلایا ایسے ہی جگایا تو آپس میں پوچھنے لگے چنانچہ ان میں سب سے بڑے مکسلمینا تھے اور خورد و نوش کے منتظم بھی تھے تو مکسلمینا نے فرمایا کَمْ اَقَمْتُمْ نَائِمِیْنَ اور یہ سوال اپنی حالت کے تغیر کی وجہ سے کیا ایک قول میں نمازیں جو قضا ہوئیں ان کے ادا کرنے کے خیال

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے سوال کیا۔

تو بعض بولے کہ ایک دن یا اس سے بھی کم ہم ٹھہرے ہیں اس لیے کہ جب ہم آئے تھے تو طلوع کا وقت تھا اور اب غروب قریب ہے۔ ان میں بعض نے اپنے ناخن اور بال بڑھے دیکھ کر کہا کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ ہم یہاں کتنی مدت رہے۔

وَاِنَّمَا یَعْلَمُهَا اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر بھوک لگ رہی ہے۔ لہٰذا "فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِیْنَةِ۔ تو اپنے میں سے ایک کو بھیجو اپنے سکوں کے ساتھ اس شہر میں"۔

بِوَرِقِكُمْ۔ اَیْ بِدَرَاهِمِكُمُ الْمَضْرُوْبَةِ۔ یعنی ٹھپے ہوئے سکوں کے ساتھ

وَقِیْلَ اَلْوَرِقُ الْفِضَّةُ مَضْرُوْبَةً اَوْ غَیْرَ مَضْرُوْبَةٍ۔ ورق۔ چاندی ہے خواہ سکے والی ہو یا سادہ اور اس ترجمہ کی سند حدیث عرفجہ سے بھی ملتی ہے۔

اَنَّہٗ لَمَّا قُطِعَ اَنْفُہٗ اِتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَنْتَنَ فَاَخَذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ۔ حضرت عرفجہ کی ناک کٹ گئی تھی تو آپ نے چاندی کے پترہ کی ناک بنوائی۔ مگر وہ متعفن ہو گئی تو آپ نے سونے کی ناک بنوا کر لگوائی۔

تو اس سے ظاہر ہوا کہ ورق کا اطلاق بغیر ٹھپے ہوئے نقرئی پترے پر بھی ہوتا ہے اور ٹھپے ہوئے پر بھی اور یہ دقیانوسی سکے وہ چلتے وقت اپنے ہمراہ لائے تھے۔

" فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ تو وہ دیکھے کہ کونسا کھانا زیادہ ستھرا ہے تو لائے لیے اس میں سے کھانا"۔ یعنی ازکی طعام وہ ہے جس میں شبہ حرمت نہ ہو۔

چنانچہ یملیخا اس کام کے لیے منتخب ہوئے یہ اس غار سے تقریباً تین میل شہر طرسوس جسے شہر افسوس بھی کہتے ہیں چل کر پہنچے انھیں چلتے وقت یہ بھی سمجھا دیا گیا تھا کہ

" وَلْیَتَلَطَّفْ وَلَا یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا۔ اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ یَرْجُمُوْكُمْ اَوْ یُعِیْدُوْكُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ اور لازمی ہے کہ نہایت نرمی سے جائے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بیشک اگر وہ تمہیں جان گئے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے"۔

اصحاب کہف نے یہ گفتگو بایں خیال کی کہ انکے نزدیک ابھی تک عہد دقیانوسی تھا اور وہی اس کی رعایا تھی جو شرک و کفر کرتی تھی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرضکہ یملیخا بچتے بچاتے شہر کے دروازہ پر آئے تو دیکھ کر حیران رہ گئے اس لیے کہ شہر کی حالت ہی اور تھی۔ رعایا کی کیفیت بھی بدلی ہوئی تھی۔ دوسرے دروازہ پر آئے تو نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ بازار دیکھا تو دوکاندار بھی نئے تھے اور مذہب بھی وہ ہی ظاہر ہوا جو دقیانوس کے بالکل خلاف تھا یعنی دقیانوسی حکومت حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام لینے والے کو قتل کر ڈالتی تھی اور یہ سب مسیحی مذہب کے لوگ تھے اور غار کے قرب و جوار میں اور کوئی شہر بھی نہ تھا جس سے خیال ہوتا کہ راستہ بھول کر ادھر آنکلے ہوں

مختصر یہ کہ ایک دوکاندار کے پاس جا کر اسے وہ سکہ دیا اور کھانا مانگا۔

یا بروایت دیگر کسی کے ہاتھ سکہ دے کر کھانا منگایا۔

دوکاندار سکہ دیکھ کر متحیر ہوا اور کہنے لگا یہ سکہ کس زمانہ کا ہے۔ پھر اس نے دوسرے دوکان والے کو دکھایا اس نے دو چار کو آواز دی سب جمع ہو کر سکہ دیکھنے لگے غرضکہ اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا۔

لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس شخص کے ہاتھ کوئی دفینہ لگا ہے اس کا یہ سکہ ہے۔

ایک اجنبی کو جیسے انوکھی صورت میں دیکھ کر تنگ کیا کرتے ہیں حضرت یملیخا کو بھی تنگ کرنا شروع کیا اور بھانت بھانت کی بولیاں ٹھولیاں بولی جانے لگیں۔

مجمع دیکھ کر پولیس بھی آ گئی۔ واقعہ سن کر انھیں پکڑ کے حاکم کے روبرو لے گئے۔

حاکم نے نہایت متانت سے بیان لیا اس میں حضرت یملیخا نے اپنی سرگذشت سنادی اور بتادیا کہ ہم دقیانوس کے خوف سے اس غار میں روپوش ہوئے ہیں اور یہ سکہ کسی دفینہ کا نہیں ہمارا اپنا ہے۔

ہم لوگوں کے یہ یہ نام ہیں ہماری ابھی آنکھ کھلی ہے تو ہم کھانا لینے بازار کی طرف آئے تھے۔

لوگوں نے مجھے اجنبی دیکھا اور سکہ بھی غیر متعارف آخر پکڑ کر آپ تک پہنچا دیا۔

بادشاہ نے تسلی دی اور کہا دقیانوس اگرچہ اسی ملک کا ایک ظالم جابر بادشاہ تھا مگر اسے کئی سو برس گذر چکے ہیں اب میں مذہب عیسوی کا بادشاہ ہوں۔

حکم دیا پرانے کاغذات میں سے انکا حال نکالو چنانچہ نکلا اور ان کے نام بھی ملے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ یہ سچے ہیں۔

میری قوم میں چونکہ مرنے کے بعد اٹھنے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اللہ تعالٰے نے اس طرح سے اس اختلاف کو مٹایا اور دکھایا کہ مرنے کے بعد ایسے ہی زندہ کیا جائے گا جیسے صدیوں سلانے کے بعد ان کو اٹھا دیا۔

پھر بادشاہ معہ اعیان دولت و ارکان سلطنت اس غار پر آیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یملیخا نے فرمایا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ مجمع دیکھ کر خوفزدہ نہ ہوں۔

چنانچہ یملیخا غار میں گئے اور ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ پھر وہ باہر نہ آئے اور بادشاہ نے ہر چند کوشش کی مگر اندر نہ جا سکا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ بیدروس بادشاہ ان سے ملا۔ معانقہ کیا اور پھر رخصت ہو کر واپس آیا جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے بعد ان کا انتقال غار ہی میں ہو گیا۔

چنانچہ ان کے غار میں تشریف لے جانے اور صدیوں بعد سلا کر اٹھانے میں جو حکمت تھی اسے واضح فرمایا جاتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا۔ اور اسی طرح اطلاع کر دی ہم نے کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب جھگڑ رہے تھے ان کے معاملہ میں لوگ تو کہنے لگے ان کی غار پر کوئی عمارت بناؤ"۔

اَیْ كَمَا اَنَمْنَاهُمْ وَبَعَثْنَاهُمْ فَالْاِشَارَةُ فِيْهِ اِلَى الْاِنَامَةِ وَالْبَعْثِ۔

وَقَالَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِيْ اَمَالِيْهِ اَلْاِشَارَةُ اِلَى الْبَعْثِ الْمَخْصُوْصِ وَهُوَ الْبَعْثُ بَعْدَ تِلْكَ الْاِنَامَةِ الطَّوِيْلَةِ۔

وَاَصْلُ الْعُثُوْرِ كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ السُّقُوْطُ لِلْوَجْهِ يُقَالُ عَثَرَ عُثُوْرًا وَّعِثَارًا اِذَا سَقَطَ لِوَجْهِهٖ فَجَعَلَهُ الْعُذْرِيُّ حَقِيْقَةً فِي الْاِطِّلَاعِ عَلٰى اَمْرٍ كَانَ خَفِيًّا۔

اَیْ وَكَذٰلِكَ اَطْلَعْنَا النَّاسَ عَلَيْهِمْ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ سلانے کے بعد جگا کر لوگوں کو کسی کے حال سے مطلع کرنا عثور ہے اور لغوی حیثیت سے عثر منہ کے بل گرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور یہ گرنا اپنی جگہ کی اطلاع دینا ہوتا ہے اس لیے حاصل معنی اطلاع دینے کے ہی لیے گئے۔

تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ جس طرح اپنی قدرت کاملہ سے انھیں سلا کر اٹھایا اسی طرح انہی لوگوں پر ہم نے ظاہر فرما دیا تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

اس لیے کہ ان کا اتنی طویل مدت تک سو کر جاگنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مر کر زندہ ہو۔ چنانچہ قوم نے اس امر کا منشا معلوم کر لیا کہ تین سو نو برس بعد جو روح کو جسم کے متعلق کر دینے پر قادر ہے وہ تمام عالم کو ایک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدت مدید کے بعد اٹھانے پر کیوں نہ قادر ہو۔

اور یہ مشاہدہ اسی موقعہ پر کرایا گیا جب وہ اس امر میں جھگڑ رہے تھے کہ حشر ابدان ہوگا یا حشر ارواح بعض تو اس تصور پر قائم تھے کہ روح جو ایک جوہر لطیف ہے محشور ہو گی بعض کا اعتقاد تھا کہ جسم معہ روح اٹھیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ اصحاب کہف کے متعلق بھی یہ خیال تھا کہ وہ غار میں مر چکے ہیں بعض کہتے تھے وہ ابھی تک سو رہے ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ اس امر پر جھگڑ رہے تھے کہ اس غار پر عمارت بنے کہ لوگ اس میں آکر ٹھہریں۔ بعض کہتے تھے کہ عبادت گاہ بنائی جائے۔

بہر حال آگے کا مضمون بتاتا ہے کہ عمارت والے کامیاب نہ ہوئے اور بیدروس اور اس کے ارباب سلطنت جو عبادت گاہ بنانے کی رائے رکھتے تھے وہ کامیاب ہو گئے جیسا کہ ارشاد ہے۔

"رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا۔ ان کا رب خوب جانتا کہ وہ سو گئے یا مر گئے۔ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو غالب رہے ان کے اس کام میں کہ ہم ضرور ان پر مسجد بنائیں گے"۔

یعنی اس امر کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ سو رہے ہیں یا کیا۔

اور انکی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت کی تجویز میں اختلاف ہوا اور شاہ طرطوس بیدروس اور اس کے اعیان دولت غالب رہے انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے گی تاکہ لوگ نمازیں پڑھیں اور اصحاب کہف کے قرب کی برکت حاصل کریں (مدارک)

فائدہ

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر نہیں بلکہ ان کے قریب مسجدیں بنانا پہلے مسلمانوں کا طریقہ مستمرہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا فرمانا اور اس سے اول یا آخر اس طریقہ کا رد نہ فرمانا اس فعل کے مباح اور جائز ہونے کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ امر بھی اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کا قرب وجوار حاصل کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے تو اہل اللہ کے مزارات پر عوام مسلمین کا اجتماع بغرض حصول برکت جانا جائز اور زیارت قبور سنت اور موجب ثواب ہے۔

چنانچہ حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اول ابتداء اسلام میں مصلحتاً زیارۃ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبور کی ممانعت فرمادی تھی کہ کہیں بت پرستی کرتے کرتے قبر پرستی نہ کرنے لگ جائیں لیکن جب قبر و مقبور اور مسجود و معبود میں عوام کی نظریں امتیاز کرنے لگ گئیں تو فرمایا نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْھَا۔ ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔ خبردار رہو اب زیارت کو جایا کرو (مشکوۃ شریف)

اور اس میں صاحب سعادت لکھتے ہیں زِیَارَۃُ الْقُبُوْرِ مُسْتَحَبٌّ فَاِنَّہٗ یُوْرِثُ رِقَّۃَ الْقَلْبِ وَیُذَکِّرُ الْمَوْتَ وَالْبَلٰی اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْفَوَائِدِ وَالْعُمْدَۃُ فِیْ ذٰلِکَ الدُّعَاءُ لِلْمَیِّتِ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ وَبِذٰلِکَ وَرَدَتِ السُّنَّۃُ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ بِالْبَقِیْعِ وَیُسَلِّمُ عَلٰی اَھْلِھَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمْ وَاَمَّا الْاِسْتِمْدَادُ بِاَھْلِ الْقُبُوْرِ فِیْ غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَقَدْ اَنْکَرَہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الْفُقَھَاءِ وَاَثْبَتَہُ الْمَشَائِخُ الصُّوْفِیَّۃُ قَدَّسَ اللّٰہُ اَسْرَارَھُمْ وَبَعْضُ الْفُقَھَاءِ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَذٰلِکَ اَمْرٌ مُّقَرَّرٌ عِنْدَ اَھْلِ الْکَشْفِ وَالْکَمَالِ مِنْھُمْ۔

وَلَا شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ عِنْدَھُمْ حَتّٰی اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ حَصَلَ لَھُمُ الْفُیُوْضُ مِنَ الْاَرْوَاحِ وَتُسَمّٰی ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ اُوَیْسِیَّۃٌ فِیْ اِصْطِلَاحِھِمْ۔

زیارت قبور مستحب ہے اس سے رقت قلب اور موت کی یاد حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ میت کے واسطے دعا اور استغفار ہو جاتی ہے اسی وجہ میں احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بقیع تشریف لاتے اور اہل قبور پر سلام فرماتے ان کے لیے استغفار بھی فرماتے۔

لیکن استمداد اہل قبور سوا ذات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے اس سے بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے لیکن مشائخ صوفیہ قدست اسرارہم اور بعض فقہاء نے اسے ثابت کیا اور اپنے مکاشفات کے ذریعہ فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ کافی مدد چاہنے والے فیض حاصل کرتے ہیں اور ان کی روحیں یقیناً مدد کرتی ہیں اس طبقہ کو اویسی طبقہ کہتے ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَبْرُ مُوْسَی الْکَاظِمِ تَرْیَاقٌ مُّجَرَّبٌ لِاِجَابَۃِ الدُّعَاءِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر امام موسیٰ کاظم مقبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے۔

قَالَ حُجَّۃُ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدُ الْغَزَالِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ مَنْ یُّسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ وَ اٰدَابُ الزِّیَارَۃِ اَنْ یَّقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْرِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ حَذَاءَ الْوَجْہِ وَاَنْ یُّسَلِّمَ وَلَا یَمْسَحَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْقُبُوْرَ وَلَا يُقَبِّلْهُ وَلَا يَنْحَنِيْ۔

حضرت شیخ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد ہو وہ بعد وفات بھی مدد کرے گا اور زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت کرے۔ قبر کی سمت رخ کرے اور میت کے چہرے کے برابر کھڑا ہو اور سلام کرے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ نہ اسے چومے نہ جھکے۔

وَالزِّيَارَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ خُصُوْصًا فِيْ اَوَّلِهٖ۔ زیارت قبور جمعہ کے روز قبل از نماز جمعہ افضل ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ يُعْطٰى لِلْمَيِّتِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ الْاِدْرَاكُ اَكْثَرَ مِمَّا لَا يُعْطٰى فِيْ سَائِرِ الْاَيَّامِ

میت کو جمعہ کے دن ادراک اور ایام سے زیادہ ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے جو ابن ماجہ سے مشکوٰۃ میں منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔

ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا تو اب زیارت کیا کرو کہ اس سے زہد فی الدنیا حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی یاد بڑھتی ہے۔ اور لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ پر فرماتے ہیں۔

قَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ۔

جو عورتیں زیادہ زیارت قبور کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے

اس پر بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ یہ حکم اجازت سے اول تھا اور جب اجازت دے دی تو اس اجازت میں عورت مرد سب داخل ہیں۔ ایسا ہی مرقاۃ میں ہے۔

علامہ آلوسی لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا پر فرماتے ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى جَوَازِ الْبِنَاءِ عَلٰى قُبُوْرِ الصُّلَحَاءِ وَاتِّخَاذِ مَسْجِدٍ عَلَيْهَا وَجَوَازِ الصَّلٰوةِ فِيْ ذَالِكَ (روح المعانی) اس آیت کریمہ سے جواز بناء اور تعمیر مسجد قبور صلحاء پر جائز ہونے کا استدلال کیا ہے اور اداء نماز علی القبور کی اباحت مانی ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی نے احادیث و اقوال فقہا سے مقابر پہ نماز ادا کرنے اور مقابر پر چراغ وغیرہ جلانے کی ممانعت کر کے آخر میں لکھا ہے۔

اِنَّ اتِّخَاذَهُمُ الْمَسْجِدَ عَلَيْهِمْ لَيْسَ عَلٰى طَرْزِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ الْمَلْعُوْنِ فَاعِلُهٗ وَاِنَّمَا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هُوَ اتِّخَاذُ مَسْجِدٍ عِنْدَهُمْ وَقَرِيبًا مِّنْ كَهْفِهِمْ وَقَدْ جَاءَ التَّصْرِيحُ بِالْعِنْدِيَّةِ فِي رِوَايَةِ الْقِصَّةِ عَنِ السُّدِّيِّ وَوَهْبٍ وَمِثْلُ هٰذَا الْاِتِّخَاذِ لَيْسَ مَحْظُورًا اِذْ غَايَةُ مَا يَلْزَمُ عَلٰى ذَالِكَ اَنْ يَكُوْنَ نِسْبَةُ الْمَسْجِدِ اِلَى الْكَهْفِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ كَنِسْبَةِ الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ اِلَى الْمَرْقَدِ الْمُعَظَّمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَيَكُوْنُ قَوْلُهُمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۔ اَيْ ذَالِكَ الْاِتِّخَاذُ كَانَ عَلَى الْكَهْفِ فَوْقَ الْجَبَلِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ

ان اصحاب کہف پر مسجد بنانا اس طرح نہیں تھا جیسا کہ قبروں پر مسجدیں بنانا منع ہے اور ایسی مسجد بنانے والا لعنتی ہے بلکہ یہ مسجد ان کے غار کے قریب بنائی گئی تھی کیونکہ وہب اور سدی کی روایت میں صاف لفظ ہیں کہ وہ ان کے قریب بنائی گئی تھی اور اس طرح مسجد بنانا منع نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس مسجد کی نسبت غار کی طرف ہے جیسا کہ مسجد نبوی کی نسبت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف ہے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے یعنی مسجد بنانا غار پر پہاڑ کے اوپر جس پہاڑ کی غار میں اصحاب کہف تھے۔

اور اس طرح مسجد کا بنانا محظور و ممنوع نہیں اس لیے کہ یہ مسجد غار کے پاس ایسی ہی بنائی گئی تھی۔ جیسے مسجد نبوی قبر مطہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بنائی گئی ہے۔

وَيَكْفِيْكَ فِيْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ تَتَبُّعُ مَا صَنَعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ اَفْضَلُ قَبْرٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ بَلْ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ ۔

حق بات سمجھنے کے لیے کافی ہے اس امر کا تتبع جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر اطہر پر کیا اور وہ روئے زمین کی قبروں سے افضل ہے بلکہ عرش عظیم سے بھی برتر ہے۔

چنانچہ قبر پر مجرد اسم مقبور لکھنا خصوصًا قبور انبیاء و صلحاء مستحب ہے کیونکہ یہ طریقہ یادگار کے لیے مستحب ہے۔

وَنُدِبَ كِتَابَةُ اِسْمِهِ الْمُجَرَّدِ وَالتَّعْرِيْفِ بِهٖ عَلٰى طُوْلِ السِّنِيْنَ لَا سِيَّمَا قُبُوْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ لِاَنَّهٗ طَرِيْقٌ لِلْاِعْلَامِ الْمُسْتَحَبِّ ۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ غار کہاں ہے اس پر آلوسی لکھتے ہیں۔

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهُمْ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَعْيِيْنِ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ وَالْكَهْفِ وَقَدْ مَرَّتْ عَلَيْكَ بَعْضُ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْاَقْوَالِ۔ موضع مسجد کہف میں اختلاف ہے اس پر اول بھی کچھ بیان ہو چکا ہے۔

وَفِی الْبَحْرِ اَنَّ فِی الشَّامِ کَهْفًا فِیْهِ مَوْتٰی وَیَزْعَمُ مُجَاوِرُوْهُ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْكَهْفِ وَعَلَیْهِمْ مَسْجِدٌ وَبِنَاءٌ یُسَمّٰی الرَّقِیْمُ۔ وَمَعَهُمْ كَلْبٌ رِمَّةٌ۔

شام میں ایک غار ہے جس میں کچھ میتیں ہیں اس کے مجاور گمان کرتے ہیں کہ یہی اصحاب کہف ہیں ان پر مسجد اور عمارت ہے جسے رقیم کہتے ہیں اور ان کے ساتھ کتا بھی ہے۔

وَبِالْاَنْدَلُسِ فِیْ جِهَةِ الْغَرْنَاطَةِ بِقُرْبِ قَرْیَةٍ تُسَمّٰی لُوْشَةَ كَهْفٌ فِیْهِ مَوْتٰی وَمَعَهُمْ كَلْبٌ رِمَّةٌ وَاَكْثَرُهُمْ قَدِ انْجَرَدَ لَحْمُهٗ وَبَعْضُهُمْ مُتَمَاسِكٌ وَقَدْ مَضَتِ الْقُرُوْنُ السَّالِفَةُ وَلَمْ نَجِدْ مَنْ عِلْمِ شَاْنِهِمْ وَیَزْعَمُ نَاسٌ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْكَهْفِ۔

غرناطہ جہت میں اندلس کے قریب ایک گاؤں ہے جسے لوشہ کہف کہتے ہیں ان میں کچھ میتیں ہیں اور ان کے ساتھ کتا بھی ہے اور ان میں سے اکثر لاشوں کا گوشت الگ ہو چکا ہے اور بعض کا گوشت ساتھ ان پر کتنی صدیاں گذر چکی ہیں اور ہمیں کوئی ایسا نہ ملا جو ان کی تحقیق جانتا ہو اگرچہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہی اصحاب کہف ہیں۔

اس قسم کی اور مختلف روایات ہیں مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

اور یہ واقعہ کب ہوا اس پر حسن وغیرہ فرماتے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ بَعْثَةِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ لِذَا لَاٰیَتِهٖ اَنَّ لَهُمْ عِلْمًا فِی الْجُمْلَةِ بِاَحْوَالِهِمْ وَهُوَ یَسْتَلْزِمُ اَنْ یَكُوْنَ لَهُمْ ذِكْرُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ۔ یہ بعثت موسیٰ علیہ السلام سے قبل کا واقعہ معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ یہود کو اس کا علم تھا اس سے لازم آتا ہے کہ یہ ذکر توریت میں ہے۔

لیکن جب ان کا ذکر ہوتا ہے تو ایک قول بیان نہیں کرتے بلکہ

کوئی کہتا ہے کہ وہ تین تھے اور چوتھا کتا تھا اور کوئی کہتا ہے پانچ تھے چھٹا کتا ہے یہ اٹکل کے جھاڑے ہیں جسے عربی محاورہ میں رجمًا بالغیب کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے

"سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے" یہ نصاریٰ نجران میں سید اور عاقب کا قول تھا۔

"وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے"۔ بے دیکھے رجمًا بالغیب اٹکل کے جھاڑے دیتے ہیں یہ قول عرب نصاریٰ کا تھا۔ دونوں قولوں کا رد رجمًا بالغیب فرما کر کر دیا گیا اور بتا دیا کہ یہ محض قیاس آرائی ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور تیسرا قول اہل اسلام کا جو تھا وہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتانے سے تھا۔ چنانچہ فرمایا۔
" وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اور مسلمان کہتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا ہے"
اس پر ارشاد ہوا کہ اے حبیب فرما دیجئے کہ جہانوں کی تفصیل اور ماضی و مستقبل کے حالات تو میرا رب ہی خوب جانتا ہے اور تھوڑے بندے اس کی تعلیم سے جانتے ہیں انہی میں اہل اسلام ہیں قُلْ رَّبِّيٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ۔
چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے نام تبلائے اور فرمایا یہ بادشاہ کے دائیں بائیں کے خواص اور مصاحب تھے۔
دائیں طرف کے خواص ہیں یملیخا۔ مکشلمینا۔ شلینا تھے۔
اور بائیں طرف کے خواص ہیں زمرنوش۔ برنوش۔ شاذنوش تھے۔
اور ساتواں وہ چرواہا تھا جو راستہ میں ان کے ساتھ ہو لیا تھا جس کا نام کشفیط طونوس تھا اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا اور اس شہر کا نام جس میں یہ غار تھا افسوس یا طرطوس تھا (بیضاوی)
خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کا حال بیان ہو چکا تو اب کسی کہنے والے یا رجماً بالغیب کرنے والے سے تحقیق کرنا تحصیل حاصل ہے۔ چنانچہ فرمایا یہ اختلافی اقوال محض اٹکل کے جھاڑے ہیں۔
" فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا۔ تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی جو تم پر ظاہر ہو چکی اور ان کے متعلق کسی کتابی نصرانی و یہودی سے کچھ نہ پوچھو"
جو آپ سے سوال کرے اسے قرآن کے بیان کردہ حالات سنا دو اور یہود و نصاری کی تجہیل و تردید نہ کرو اور کسی سے ان کا حال دریافت نہ کرو۔ یہ بحث و تحیص مکارم اخلاق نبوت کے شایاں نہیں۔ راغب کہتے ہیں اَلْمَحَاجَّةُ فِيْمَا فِيْهِ مِرْيَةٌ اَىْ تَرَدُّدٌ۔

مزید توضیح و تشریح تاریخی روشنی میں

شہر افسوس یا افس جسے طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیا کوچک کا ایک شہر ہے اسی شہر میں ارتمیس ایک دیوی کا مندر تھا جو عجائبات عالم میں شمار کیا جاتا تھا اس مندر کو کسی شخص نے اس رات جلا ڈالا جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔
پھر اس مندر کو دوبارہ اسی طرح بنا دیا گیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس شہر میں تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اس کے اندر وہ غار ہے جس میں اصحاب کہف روپوش ہوئے یہ غار کئی میل عریض ہے اس میں کئی شاخیں اور ہیبت ناک درے ہیں۔
یہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بہت بارونق تھا۔ اب ویران ہے
اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسے عیسائی اور مسلمان دونوں عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں تواریخ منطبق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی خانقاہ ہے جس کے لیے فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا اور لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۔ قرآن کریم میں مذکور ہے۔
اور یہ بیدروس کے عہد میں اصحاب کہف کے ظاہر ہونے کے بعد بنائی گئی معلوم ہوتی ہے۔
اور اصحاب کہف کا واقعہ ڈیشیش یعنی دقیانوس کے عہد میں ہوا۔
یہ قیصر روم کے عہد میں ہوا ہے۔ چنانچہ مورخین بتلاتے ہیں کہ ۲۴۹ھ کے بعد جب قیصر فیلبوس کی جگہ ڈیشیش یعنی دقیانوس تخت نشین ہوا تو یہ سخت ظالم اور سفاک تھا۔
سلطنت روم اس زمانہ میں بہت وسیع تھی ان کا پایہ تخت ملک روم تھا۔
یہ لوگ بت پرست تھے اور بالخصوص جوپڑ کی پرستش ان کے یہاں قانوناً فرض تھی اس حکم کے خلاف کرنے اور عدول حکمی میں اول فہمائش ہوتی تھی پھر قتل کیا جاتا یا درندوں کے آگے ڈالا جاتا یا آگ میں جلایا جاتا یا لوہے کے گرم ستون سے باندھ دیا جاتا۔ یہ عیسائیوں کی تواریخ کلیسا میں تصریح موجود ہے۔
واقعہ اصحاب کہف لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔
کہتے ہیں افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشیش (یعنی دقیانوس) کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے وہاں دو سو برس تک برابر سوتے رہے پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھ کر نہایت تعجب میں آیا یہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ مل کر مذکور ہے۔
اس میں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس کے تین سو نو برس لکھے ہیں پس اس کو جس طرح بھی سمجھیں مبالغہ صاف ہے۔
غرض کہ واقعہ کی ابتداء دو سو پچاس عیسوی میں ہے۔
اور تین سو نو برس سوتے رہے تو ان کی بیداری ۵۵۹ء میں ہوئی۔
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۵۷۰ء میں ہے۔
اس حساب سے اصحاب کہف کی بیداری تخمیناً بارہ تیرہ سال پیشتر حضور کی ولادت سے ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مزید تاریخی تحقیق برائے وسعت معلومات

تفسیر ابن جریر۔ جغرافیۂ بائیبل۔ ارض قرآن۔ طبری۔ نیو انسائیکلو پیڈیا ایچ جی لنڈن معجم البلدان احسن التفاسیر للمقدسی کے اقتباس کر کے ہم پیش کر رہے ہیں۔

جس سے ناظرین کرام سمجھ سکیں گے کہ واقعہ اصحاب کہف کتنا مشہور اور مہتم بالشان ہے۔

اصحاب الکھف والرقیم۔ رقیم ایک سلاع یا پڑاؤ۔ عقبہ سے ۹۰ میل مسافت پر واقع ہے۔ نیو انسائیکلو پیڈیا۔ ایچ جی او سٹیل لنڈن

(۲) رقیم اس وادی کا نام ہے جو عسفان اور ایلہ کے مابین فلسطین کے اوپر واقع ہے یہ وادی ایلہ کے قریب ہے کما قال ابن جریر جلد ۱۰۔ اَلرَّقِيْمُ وَادٍ بَيْنَ عُسْفَانَ وَاَيْلَةَ دُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۳) رقیم کے شمالی رخ بیس میل پر بحر میت کی جھیل ہے اور شرقی جانب شمالی عرب کا ریگستان ہے اور سامنے ارض ادوم اور سلسلۂ جبال ہے۔ جغرافیۂ بائیبل

(۴) رقیم بیضوی شکل پر ہے اور نشیب میں واقع ہے یہاں کی عمارتیں پہاڑ تراش کر بنائی گئی ہیں اور نہایت شاندار ہیں۔ رقیم تک جانے کے لیے ایک سنگ درہ ہے۔ جس کا نام شق ہے۔ جغرافیۂ بائیبل

(۵) اس کی ابتدائی تاریخ چوتھی صدی سنہ ق۔م سے شروع ہے اس کا بانی مدین کا بادشاہ رقیم تھا۔ ارض القرآن۔ یوسیفوس یہودی مورخ سنہ ۱ء

(۶) مدیانی قوت کے اضمحلال کے بعد بنوادوم مسلط ہو گئے اور عرصہ تک حکمران رہے۔ آخرش ادومی نتاہدار کے زمانہ میں رومیوں اور بنی اسرائیل میں سخت معرکہ آرائی ہوئی ۹۰۰ ق۔م میں اموحیا شاہ یہود نے رقیم فتح کیا پھر بعد چندے یہود کو زوال ہوا تو اہل سیریا برسر اقتدار آئے مگر میڈیا کے غلبہ سے فائدہ اٹھا کر انباط بنو اسمعیل نے اس پر قبضہ کر لیا اور رقیم ان کا صدر مقام ہوا۔ یہ تجارت عالم کا مرکز بھی تھا اور وادی موسیٰ دنیا کی مشہور ترین شاہراہ امام المبین کے نام سے مشہور تھی۔ یہی ارض ثمود کے مرکز حجر پر بھی قابض تھے اور یہیں کے لوگ اصحاب الحجر کہلاتے تھے۔

رقیم کا آخری بادشاہ انباط حارث رابع جو معاصر حضرت یحیٰی علیہ السلام تھا ہوا۔ اس نے یہودی بادشاہ ہیرو ڈولس قاتل حضرت یحیٰی پر فوج کشی کی اور اسے مار بھگایا اور دولت انباط

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادومہ کی قوت سے تاب مقاومت نہ لا سکے اور ہمیشہ کے لیے اپنی آزادی کھو بیٹھے (طبری جلد اول)

(۷) ۱۰۵ ق م میں اصحاب کہف کا واقعہ ہوا۔ ۲۶۰ ق م عہد دقیانوس تھا۔ سکندر مقدونی نے بھی اس جگہ حملہ کیا اور ۱۰۶ ق م میں قیصر ٹراجن شاہ روم کے زیر نگین آیا۔

۴۵۰ء میں اصحاب کہف سو کر دو سو برس بعد شاہ تھوڈس کے زمانہ میں جاگے یا دوبارہ زندہ ہوئے پھر اسلام کے عہد میں رقیم کو عروج نہ ہوا اب وہاں کھنڈرات ہیں علامہ یعقوب حموی کہتے ہیں کہ لوگ اسی مقام کو اصحاب کہف کا وطن بتلاتے ہیں (معجم البلدان جلد ۴)

(۸) رقیم کا حال علامہ اسطخری متوفی ۳۴۰ھ اور علامہ بشاری مقدسی متوفی ۳۷۵ھ نے لکھا ہے۔ احسن التقاسیم للمقدسی۔

(۹) کہف (غار) جو شہر افسوس دریائے ایچیسن کے کنارے پر واقع تھا اس شہر سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

(۱۰) قزوینی آثار البلاد میں کہتے ہیں کہ شہر افسوس روم میں مشہور شہر ہے۔ یہ دقیانوس ظالم بادشاہ کا شہر ہے جس کے خوف سے اصحاب کہف روپوش ہوئے کہف اور شہر میں چھ میل کا فاصلہ ہے۔

اور کہف کا منہ بنات النعش ستاروں کی طرف تھا اس میں دھوپ نہیں جاتی تھی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ کہف۔ پ ۱۵

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝

اور ہرگز نہ کہنا کسی بات کے لیے کہ میں یہ کل کر دوں گا۔ مگر یہ کہ انشاء اللہ کہو اور یاد کرو اپنے رب کو جب بھول جاؤ اور کہو قریب ہے کہ اللہ مجھے راہ دے نزدیک اس سے راستے کی۔

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝

اور وہ ٹھہرے اس غار میں تین سو برس اور نو اوپر۔ فرما دیجئے اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنی مدت ٹھہرے اسی کے لیے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا۔ وہ خوب دیکھتا اور سنتا ہے نہیں ان کا اس کے سوا کوئی والی اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاتْلُ مَآ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○

اور پڑھو وہ جو وحی ہوئی تمہاری طرف تمہارے رب کی کتاب نہیں بدلنے والا کوئی اس کی باتوں کو اور ہرگز نہ پاؤ گے تم اس کے سوا پناہ۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

اور رابطہ رکھو اپنی جان کا ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام چاہتے ہیں اس کی رضا اور نہ تجاوز کریں تمہاری آنکھیں ان سے کیا چاہتے ہو زینت حیات دنیا اور نہ پیروی کرو اس کی جسے ہم نے غافل دل دیا اپنے ذکر سے اور جو متبع ہوا اپنی حرص کا اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہوگیا۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

اور فرما دیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ہم نے تیار کی ہے ظالموں کے لیے وہ آگ جس کی دیواریں انھیں گھیر لیں گی اور اگر وہ پکاریں پانی کے لیے تو دیا جائے گا انھیں وہ پانی جو کھولتا ہوا ہو جھلس دے گا ان کے منہ بہت برا پینا ہے اور ٹھہرنے کی جگہ بہت بری ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○

بے شک وہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے بے شک ہم نہیں ضائع کریں گے بدلہ اس کا جو اچھے عمل کرے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○

یہ ہی ہیں کہ ان کے لیے جنت ہیں باغ ہیں جس کے نیچے نہریں رواں ہیں زیور ہیں اس میں کنگن سونے کے اور پہنیں کپڑے سبز کریب اور قناویز کے بیٹھے ہوں گے تکیہ لگائے ان میں تختوں پر اچھا بدلہ ہے اور بہترین جگہ ہے آرام کی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِّ لغات چوتھا رکوع سورۃ کہف۔ پ۱۵

وَلَا۔ اور نہ　تَقُوْلَنَّ۔ کہہ　لِشَایْءٍ۔ کسی چیز کے متعلق　اِنِّیْ۔ کہ میں

فَاعِلٌ۔ کرنے والا ہوں　ذٰلِكَ۔ یہ کام　غَدًا۔ کل　اِلَّا۔ مگر

اَنْ۔ یہ کہ　یَّشَآءَ۔ چاہے　اللّٰہُ۔ اللہ　وَاذْکُرْ۔ اور یاد کر

رَبَّكَ۔ اپنے رب کو　اِذَا۔ جب　نَسِیْتَ۔ تو بھول جائے　وَقُلْ۔ اور کہہ

عَسٰی۔ قریب ہے　اَنْ۔ یہ کہ　یَّھْدِیَنِ۔ راہ دکھائے مجھے　رَبِّیْ۔ میرا رب

لِاَقْرَبَ۔ قریب　مِنْ ھٰذَا۔ اس سے　رَشَدًا۔ بھلائی کی　وَلَبِثُوْا۔ اور ٹھہرے وہ

فِیْ کَھْفِھِمْ۔ اپنی غار میں　ثَلٰثَ مِائَةٍ۔ تین سو　سِنِیْنَ۔ برس

وَازْدَادُوْا۔ اور زیادہ کیے انہوں نے　تِسْعًا۔ نو برس　قُلِ۔ کہہ

اللّٰہُ۔ اللہ ہی　اَعْلَمُ۔ بہتر جانتا ہے　بِمَا۔ جتنا　لَبِثُوْا۔ وہ ٹھہرے

لَہٗ۔ اسی کے لیے ہے　غَیْبُ۔ غیب　السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں　وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا

اَبْصِرْ بِہٖ۔ وہ کتنا اچھا دیکھتا　وَاَسْمِعْ۔ اور سنتا ہے　مَا لَھُمْ۔ نہیں ان کے لیے　مِّنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا

مِنْ وَّلِیٍّ۔ کوئی حمایتی　وَّلَا۔ اور نہیں　یُشْرِكُ۔ شریک کرتا　فِیْ حُکْمِہٖ۔ اپنی حکومت میں

اَحَدًا۔ کسی کو　وَاتْلُ۔ اور پڑھ　مَا۔ جو　اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی

اِلَیْكَ۔ تیری طرف　مِنْ کِتَابِ۔ کتاب　رَبِّكَ۔ تیرے رب کی　لَا۔ نہیں

مُبَدِّلَ۔ کوئی بدلنے والا　لِکَلِمٰتِہٖ۔ اس کی باتوں کو　وَلَنْ۔ اور کبھی نہ　تَجِدَ۔ پائے گا تو

مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا　مُلْتَحَدًا۔ کوئی پناہ　وَاصْبِرْ۔ اور روک　نَفْسَكَ۔ اپنی جان کو

مَعَ۔ ساتھ　الَّذِیْنَ۔ ان کے　یَدْعُوْنَ۔ جو پکارتے ہیں　رَبَّھُمْ۔ اپنے رب کو

بِالْغَدٰوةِ۔ صبح　وَالْعَشِیِّ۔ اور شام　یُرِیْدُوْنَ۔ چاہتے ہیں　وَجْھَہٗ۔ اس کی رضا

وَلَا۔ اور نہ　تَعْدُ۔ پھیر　عَیْنٰكَ۔ اپنی آنکھیں　عَنْھُمْ۔ ان سے

تُرِیْدُ۔ تو چاہتا ہے　زِیْنَةَ۔ زینت　الْحَیٰوةِ۔ زندگی　الدُّنْیَا۔ دنیا کی

وَلَا۔ اور نہ　تُطِعْ۔ کہا مان　مَنْ۔ اس کا کہ　اَغْفَلْنَا۔ غافل کر دیا ہمنے

قَلْبَہٗ۔ اس کے دل کو　عَنْ ذِکْرِنَا۔ اپنی یاد سے　وَاتَّبَعَ۔ اور پیچھے لگا　ھَوٰىهُ۔ اپنی خواہش کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَكَانَ ۔ اور ہے	اَمْرُهٗ ۔ اس کا کام	فُرُطًا ۔ حد سے گزرنا	وَقُلِ ۔ اور کہہ
اَلْحَقُّ ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ تمہارے رب کی طرف سے		فَمَنْ ۔ پھر جو
شَاءَ ۔ چاہے	فَلْيُؤْمِنْ ۔ ایمان لائے	وَمَنْ ۔ اور جو	شَاءَ ۔ چاہے
فَلْيَكْفُرْ ۔ کفر کرے	اِنَّا ۔ بیشک ہم نے	اَعْتَدْنَا ۔ تیار کی	لِلظّٰلِمِيْنَ ۔ ظالموں
کے لیے	نَارًا ۔ آگ	اَحَاطَ ۔ گھیر لیں گے	بِهِمْ ۔ ان کو
سُرَادِقُهَا ۔ اس کے شعلے	وَاِنْ ۔ اور اگر	يَّسْتَغِيْثُوْا ۔ وہ پانی مانگیں گے	
يُغَاثُوْا ۔ تو دیئے جائیں گے	بِمَآءٍ ۔ پانی	كَالْمُهْلِ ۔ کھولتا	يَشْوِي ۔ بھلس دے گا
الْوُجُوْهَ ۔ چہروں کو	بِئْسَ ۔ برا ہے	الشَّرَابُ ۔ پینا	وَسَآءَتْ ۔ اور برا ہے
مُرْتَفَقًا ۔ ٹھکانا	اِنَّ ۔ بے شک	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے
وَعَمِلُوا ۔ اور عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے	اِنَّا ۔ بیشک ہم	لَا نُضِيْعُ ۔ نہیں ضائع کرتے
اَجْرَ ۔ اجر	مَنْ ۔ اس کا	اَحْسَنَ ۔ جو اچھے کرے	عَمَلًا ۔ عمل
اُولٰٓئِكَ ۔ یہ لوگ	لَهُمْ ۔ ان کے لیے ہے	جَنّٰتُ ۔ باغ	عَدْنٍ ۔ جنت کے
تَجْرِيْ ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهِمُ ۔ ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ ۔ نہریں	يُحَلَّوْنَ ۔ پہنائے جائیں گے
فِيْهَا ۔ اس میں	مِنْ اَسَاوِرَ ۔ کنگن	مِنْ ذَهَبٍ ۔ سونے کے	وَيَلْبَسُوْنَ ۔ اور پہنیں گے
ثِيَابًا ۔ کپڑے	خُضْرًا ۔ سبز رنگ کے	مِّنْ سُنْدُسٍ ۔ کریب	وَّاِسْتَبْرَقٍ ۔ اور مخمل کے
مُّتَّكِـِٕيْنَ ۔ تکیہ لگائے ہوں گے		فِيْهَا ۔ اس میں	عَلَى الْاَرَآئِكِ ۔ تختوں پر
نِعْمَ ۔ اچھا ہے	الثَّوَابُ ۔ بدلہ	وَحَسُنَتْ ۔ اور اچھا ہے	مُرْتَفَقًا ۔ ٹھکانہ

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع ۔ سورۃ کہف ۔ پ ۱۵

" وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۔ اور ہر گز نہ کہنا کسی بات پر کہ میں کرنے والا ہوں یہ کل مگر یہ کہ انشاء اللہ کہہ کر اور اپنے رب کو یاد کرو جب بھول جاؤ اور کہو کہ عنقریب میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر راہ دکھائے گا راستی کی "۔

مفہوم آیت صاف ہے کہ مسلمان کو اس امر کی ہدایت کی کہ وہ کسی بات پر کل کا دعوی اور وعدہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بغیر انشاء اللہ کہے نہ کہے۔

شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے کہ

اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کا حال جب دریافت کیا تو حضور نے بامید وحی فرمایا کل بتاؤں گا اور انشاء اللہ نہیں فرمایا۔

اس کے بعد کئی روز وحی نہ آئی اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا جب آپ کسی سے کل کے لیے وعدہ فرمائیں تو انشاء اللہ ضرور فرمایا کریں۔

اور اگر یاد نہ رہے تو بقول حسن جب یاد آئے اس وقت کہہ لے۔

ایک قول یہ ہے کہ جس مجلس میں وعدہ کیا ہو اس سے برخواست ہونے سے پہلے کہہ لے۔

آیۂ کریمہ کی چند تفاسیر ہیں۔

بعض مفسروں نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر نماز بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کر لے (بخاری مسلم)

ایک شان نزول یہ ہے کہ جب

قریش نے حضور سے اصحاب کہف۔ ذوالقرنین اور روح کا حال دریافت کیا تو حضور نے بلا ان شاءاللہ کہے کل کا وعدہ فرمالیا اس پر پندرہ روز تک وحی نہ آئی اور بقول بعض چالیس روز تک وحی نہ ہوئی پھر یہ حکم نازل ہوا۔

پھر جب حضور نے ان کا حال سنایا تو قریش متعجب ہوئے آپ کو حکم ہوا فرما دیجئے۔

"وَقُلْ عَسٰى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔ فرما دیجئے یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالےٰ مجھے خبریں دے گا۔"

چنانچہ بے گنتی اسرار غیبیہ سے حضور کو مطلع کیا گیا۔

علامہ آلوسی بھی یہی شان نزول بیان فرماتے ہیں۔ جیسے قال

فَاِنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ حِيْنَ سَاَلَتْ قُرَيْشُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ وَاَصْحَابِ الْكَهْفِ وَذِي الْقَرْنَيْنِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ غَدًا اُخْبِرُكُمْ وَلَمْ يَسْتَثْنِ فَاَبْطَاَ عَلَيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا عَلٰى مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ اِسْحٰقَ وَقِيْلَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَقِيْلَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَكَذَّبَتْهُ قُرَيْشٌ۔ وَحَاشَاهُ۔

جب قریش نے اصحاب کہف۔ ذوالقرنین اور روح کے متعلق حضور سے سوال کیا تو حضور نے فرمایا میں اس کی خبر کل دوں گا اور انشاء اللہ نہ کہا تو حضور پر وحی پندرہ دن تک رک گئی بقول ابن اسحاق اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے تین دن رکی رہی۔
ایک قول ہے کہ چالیس دن رک گئی۔
تو حضور پر یہ شاق ہوا اور کفار قریش جھٹلانے لگ گئے حالانکہ حضور کی ذات اقدس اس سے مبرا ہے۔ پھر یہ حکم آیا۔ جس میں اس امر کی ہدایت کی گئی کہ ان شاء اللہ کہے بغیر وعدہ فردا نہیں ہونا چاہئے۔ اور عَسٰی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ قریب ہے کہ میرے رب نے صرف اصحاب کہف کے ہی حالات سے مجھے سرخرو نہیں فرمایا بلکہ عنقریب وہ مجھے وہ وہ معجزات عطا فرمائے گا جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ دلالت ظاہر کریں گے۔
منجملہ ان کے انبیاء کرام کے احوال کا بیان اور علوم غیبیہ اور وہ علم جو قیامت تک پیش آئیں گے۔ اور حوادث و وقائع کا بیان اور شق القمر اور حیوانات کا شہادت دینا وغیرہ (خازن۔جمل) اور جب اس کے بعد آیۂ کریمہ
وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ نازل ہوئی جس کے یہ معنی ہیں "اور وہ غار میں ٹھہرے تین سو برس اور نو برس زائد" تو نجرانی نصاری بولے تین سو تو ٹھیک ہیں لیکن یہ نو سال کی زیادتی کی گئی ہے اس کا ہمیں علم نہیں اس پر ارشاد ہوا۔
"قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا اے محبوب آپ فرمادیں اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے اس کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کے تمام غیب وہ خوب دیکھتا ہے اور خوب سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم و سلطنت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"
وَلَبِثُوْا پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔
اَحْیَاءً مَضْرُوْبًا عَلٰی اٰذَانِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ یعنی وہ ٹھہرے سوتے ہوئے زندہ تین سو نو سال
اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مر گئے تھے جیساکہ بائیبل اور عیسائی کتابوں میں ہے یا جیسے بعض آزاد منش لکھ گئے اور لَبِثَ کا اطلاق مردہ پر نہیں ہو سکتا۔ علامہ راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں۔
لَبِثَ بِالْمَكَانِ اَقَامَ بِهٖ مُلَازِمًا لَهٗ۔ لبث کے معنی کسی جگہ ٹھہرنے کے معنی دیتا ہے۔
فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ وہ رہے اس قوم میں ایک ہزار سال اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا مگر پچاس برس کم حضرت نوح علیہ السلام کے حال میں ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَبِثَ سِنِيْنَ ۔ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۔ قَالُوا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۔ كَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ۔ كَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۔ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ

منجد میں ہے لَبِثَ لُبْثًا بِالْمَكَانِ مَكَثَ وَاَقَامَ فِيْهِ وَيُقَالُ مَا لَبِثَ اَنْ فَعَلَ كَذَا اَيْ مَا اَبْطَاَ اَوْ مَا تَاَخَّرَ عَنْ فِعْلِهٖ ۔ لَبِثَ لُبْثًا ۔ کسی مکان میں ٹھہرنا اور اس میں قیام کرنا ۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے مَا لَبِثَ یعنی نہ ٹھہرا اور تاخیر نہ کی اپنے فعل میں ۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے لَبِثَ حین حیات پر ہی مستعمل ہے ۔

آلوسی تین سو نو سال پر تحقیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

فَقِيْلَ هُوَ الْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّهَا ثَلٰثُمِائَةٍ بِحِسَابِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَاِعْتِبَارِ السَّنَةِ الشَّمْسِيَّةِ وَثَلٰثُ مِائَةٍ وَتِسْعٌ بِحِسَابِ الْعَرَبِ وَاِعْتِبَارِ السَّنَةِ الْقَمَرِيَّةِ ۔

تین سو سال اہل کتاب کے یہاں سن شمسی کے اعتبار سے ہے

اور تین سو نو عرب میں بحساب سن قمری ہے ۔

اور اس پر منجمانہ تحقیق سے ایک لاکھ ستاسی دن اور تیرہ ساعت اور چار دقیقہ ظاہر کیے ہیں ۔ جو تین سو سال چوبیس دن اور گیارہ ساعات سولہ دقیقہ ہوتے ہیں ۔

اور ایک حساب سے تین سو نو سال تہتر دن نو ساعات اڑتالیس دقیقہ بنتے ہیں ۔

اور یہ تمام حساب شمسی ہے قرآن کریم قمری حساب سے تین سو نو سال فرما رہا ہے ۔ روح المعانی

" وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۔ اور تلاوت فرمائیے جو تمہارے رب کی کتاب تم پر وحی ہوئی کوئی بدلنے والا نہیں اسکے کلمات اور ہرگز تم نہ پاؤ گے اس کے سوا پناہ " ۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جس میں تبدل و تغیر کی کسی میں قوت نہیں ۔

اُتْلُ ۔ صیغہ امر ہے تلو اسے بمعنی اتباع یعنی وَاتْلُ اَيْ اِتَّبِعْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاَلْزِمِ الْعَمَلَ بِهٖ پیروی کرو اس کی جو آپ کی طرف وحی ہوئی اور اس پر عمل لازم رکھو ۔

اور بعض اس طرف گئے کہ جب اللہ تعالےٰ نے فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا فرما کر منع فرما دیا کہ اصحاب کہف کے قصہ میں یہود و نصاریٰ سے مستغنی رہیے ان سے کچھ نہ پوچھیے ۔ فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ اِقْرَأْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِهِمْ وَاسْتَغْنِ بِهٖ وَلَا تَتَعَرَّضْ لِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ گویا حکم دے دیا گیا کہ جو وحی ہوئی ہے اس کی پیروی فرمائیے اور باقی معاملہ میں مستغنی ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اس سے زیادہ تعرض نہ کیجئے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ۔ اَیْ لَا یَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰی تَبْدِیْلِهَا وَتَغْیِیْرِهَا غَیْرُهٗ یعنی کوئی اس پر قادر ہی نہیں جو ہمارے فرمان میں تبدل وتغیر کر سکے۔

وَاَمَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ فَقُدْرَتُهٗ شَامِلَةٌ لِكُلِّ شَیْءٍ۔ اور حضرت جلت مجدہ عز اسمہ کی قدرت ہر شے پر حاوی ہے۔ اور

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ ملتحدا کے معنی آلوسی فرماتے ہیں۔ قَالَ الْاِمَامُ فِی الْبَیَانِ فِی الْاِرْشَادِ وَاَصْلُهٗ مِنَ الْاِلْتِحَادِ۔ بِمَعْنَی الْمَیْلِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِذَا كَانَ الْمَعْنِیُّ بِالْخِطَابِ سَیِّدُ الْمُخَاطَبِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَالْكَلَامُ مَبْنِیٌّ عَلَی الْفَرْضِ وَالتَّقْدِیْرِ اِذْ هُوَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَلْ خُلَّصُ اُمَّتِهٖ لَا تَحَدِّثُهُمْ اَنْفُسُهُمْ بِطَلَبِ مَلْجَأٍ غَیْرَهٗ تَعَالٰی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں مخاطبہ حضور سے کر کے امت مراد لی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی کا ملجا وماویٰ غیر خدا نہیں ہے۔ لہٰذا اسی کی طرف رجوع رکھو۔

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

اور اپنی جان کو انہی سے وابستہ رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری نظریں انھیں چھوڑ کر اور طرف متجاوز نہ ہوں کیا زینت دنیا چاہو گے اور نہ پیروی کرنا ان کی جن کا دل ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور ان کا کام حد سے گذر گیا ہے"۔

شان نزول آیہ کریمہ جو

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

ابو نعیم حلیہ میں اور بیہقی شعب الایمان میں سلمان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ جَاءَتْ مُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُیَیْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَالْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَلَسْتَ فِیْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ وَتَغَیَّبْتَ عَنْ هٰؤُلَاءِ وَاَرْوَاحِ جِبَابِهِمْ یَعْنُوْنَ سَلْمَانَ وَاَبَا ذَرٍّ وَفُقَرَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ وَكَانَتْ عَلَیْهِمْ جِبَابُ الصُّوْفِ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَالَسْنَاكَ اَوْحَدَّثْنَاكَ وَاَخَذْنَا عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۔ اِلٰى قَوْلِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۔ يَتَهَدَّدُهُمْ بِالنَّارِ ۔

عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس مؤلفۃ القلوب کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اگر آپ سلمان اور ابو ذر اور فقراء مسلمین کو علیحدہ کرکے ہم میں تشریف فرما ہوں تو ہم آپ کی سنیں اور تعلیم لیں ان کے منہ اور کپڑوں کی بو ہمیں تکلیف پہنچاتی ہے۔

اس پر یہ آیۂ کریمہ وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ سے اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا تک نازل ہوئی جس میں انھیں جہنم کی آگ سے تہدید فرمائی گئی۔

چنانچہ ابو الشیخ سلمان سے راوی ہیں اِنَّهَا لَمَّا نَزَلَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَمِسُهُمْ حَتّٰى اَصَابَهُمْ فِيْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُمِتْنِيْ حَتّٰى اَمَرَنِيْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَ رِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ مَعَكُمُ الْحَيَاتُ وَالْمَمَاتُ۔

جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو حضور فقراء صحابہ کو ڈھونڈنے کے لیے اٹھے تو انہیں مسجد کے پیچھے اللہ کا ذکر کرتے پایا فرمایا اللہ تعالے کا شکر ہے جس نے مجھے موت سے قبل حکم دیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رہوں اور میری موت وحیات تمہارے ساتھ ہے۔

ابن عمر اور مجاہد فرماتے ہیں هِيَ شُهُوْدُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ۔ اس سے مراد پانچوں نمازوں میں حاضر ہونا مراد ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ شُهُوْدُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ ۔ اس سے مراد صبح اور عصر کی نمازوں میں حاضری دینا مراد ہے۔

وَفِيْمَا تَقَدَّمَ مَا يُؤَيِّدُنَا فِي الْاَقْوَالِ وَفِيْمَا بَعْدُ مَا يُؤَيِّدُ ظَاهِرَهٗ اَلَا اِنَّهَا فَتَدَبَّرْ جِدًّا ۔ وَالْمُرَادُ بِالْمَوْصُوْلِ فُقَرَاءُ الصَّحَابَةِ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَسَلْمَانُ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَبِلَالٌ وَاَضْرَابُهُمْ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ كَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ صَنَادِيْدِ اَهْلِ مَكَّةَ لَوْ اَبْعَدْتَ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَفْسِكَ لَجَالَسْنَاكَ فَاِنَّ رِيْحَ جِبَابِهِمْ تُؤْذِيْنَا ۔ فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ۔

فقراء صحابہ مثل حضرت عمار وصہیب وسلمان وابن مسعود اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین بارگاہ رسالت مآب میں حاضر رہتے تھے تو امیہ بن خلف وغیرہ صنادید مکہ نے عرض کیا ان لوگوں کو اگر علیحدہ فرمادیں تو ہم لوگ حضور کے پاس حاضر آکر بیٹھیں اس لیے کہ ان کے جبوں کی بو ہمیں اذیت پہنچاتی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حکم ہوا کہ غرباء قوم کو امراء قوم کی خاطر ہرگز نہ چھوڑیں اور اس سے بلیغ تر حکم سورۂ انعام میں آ چکا ہے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ اَیْ بِذٰلِكَ اللّٰهَ عَلٰی یُرِیْدُوْنَ رِضَاهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی دُوْنَ الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَةِ۔

"وَلَا تَعْدُ عَیْنَاكَ عَنْهُمْ اَیْ لَا تَصْرِفْ عَیْنَاكَ النَّظْرَ عَنْهُمْ اِلٰی اَبْنَاءِ الدُّنْیَا۔ یعنی آپ کی نظریں ان غرباء سے ہٹ کر امراء قوم کی طرف نہیں اٹھنی چاہئیں کہ وہ دنیا کی سبزی میں "تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ کیا آپ بھی زینت دنیا چاہتے ہیں"۔ تو تعد کے معنی یہ ہی ہوئے فَتَكُوْنُ بِمَعْنٰی جَاوَزَ وَتَرَكَ۔

قاموس میں ہے یُقَالُ عَدَا الْاَمْرَ وَعَنْهُ جَاوَزَهٗ وَتَرَكَهٗ۔

اور مفردات راغب میں ہے عَدَا حَقِیْقَتُهٗ مَعْنَاهُ تَجَاوَزَ۔

تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اَیْ تَطْلُبُ مُجَالَسَةَ مَنْ لَمْ یَكُنْ مِّثْلَهُمْ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ وَاَصْحَابِ الدُّنْیَا۔ یعنی ان کی مجالست کا خیال جو ان غرباء کے برابر خدا ترس نہیں مثل اغنیاء اور اہل دنیا کے ایسا نہ کریں اور

"وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ اور ان کی پیروی نہ کرو جن کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ متبع حرص و ہوا ہیں اور ان کا کام حد سے گذر گیا ہے"۔

یعنی جو اتنے بعید ہو چکے ہیں کہ ان کے دلوں کو ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور ان میں استعداد ہی نہیں رہی قبول حق کی۔ اور ابلہ و بیوقوف ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اَغْفَلْنَا کے معنی اَغْفَلَ فُلَانٌ اَیْ اَبْلَهَهٗ کے ہیں۔

"وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فِیْ طَلَبِ الشَّهَوَاتِ اور پیرو ہوا اپنی خواہشات کا طلب شہوات میں۔

"وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے"۔ فُرُطًا اَیْ ضِیَاعًا عَلٰی مَا قَالَهٗ اِبْنُ زَیْدٍ مُخَالِفًا لِلْحَقِّ۔

"وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ اور فرما دیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے"۔ جو اس نے وحی نازل فرمائی ہے اور حق و باطل واضح ہو چکا۔ تو

"فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْیَكْفُرْ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے"۔ میں ان فقراء مسلمین کو اپنی مجلس سے ہرگز جدا نہ کروں گا اور ان کی محض غربت کے باعث تمہاری دلجوئی مجھے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منظور نہیں تمہارے لیے اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔

"اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کے پردے انھیں گھیر لیں گے اور اگر وہ فریاد کریں پانی کے لیے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے ہوگی جو دھات کی طرح چرخ دیا ہوا ہو ان کے منہ جھلس دے گا برا پینا ہے اور بری جگہ ٹھہرنے کی"۔

سُرَادِقُ پر آلوسی فرماتے ہیں ای فُسْطَاطُهَا شَبَّهَهٗ بِهٖ مَا یُحِیْطُ بِهِمْ مِنْ لَهَبِهَا الْمُنْتَشِرِ مِنْهَا فِی الْجِهَاتِ۔ سُرادق سے مراد خیمہ کے پردے ہیں جو آگ کی لپیٹ سے ہر سمت سے ان کو گھیرے ہوئے ہوں۔

وَقِیْلَ السُّرَادِقُ الْحُجْرُ الَّتِیْ تَكُوْنُ حَوْلَ الْفُسْطَاطِ۔ سرادق سے وہ گھیرا مراد ہے جو خیمہ کو گھیرے ہو۔

وَالْمَرْوِیُّ عَنْ قَتَادَةَ بِمَجْمُوْعِ الْاَمْرَیْنِ اللَّهَبُ وَالدُّخَانُ۔ آگ کی لپٹ اور دھواں مراد ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ حَائِطٌ مِنْ نَارٍ۔ وہ آگ کی دیوار ہے۔

وَحَكَی الْكَلْبِیُّ اَنَّهٗ عُنُقٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ فَیُحِیْطُ بِالْكُفَّارِ۔ وہ ایک گردن ہوگی جو جہنم سے نکل کر کفار کو گھیرے گی۔

عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْبَحْرَ هُوَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ تَلَا نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دریا جہنم کا ہوگا پھر تلاوت فرمایا نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔

ارباب لغت لکھتے ہیں۔ وَالسُّرَادِقُ قَالَ الرَّاغِبُ فَارِسِیٌّ مُعَرَّبٌ۔ سرادق فارسی معرب ہے اس لیے کہ عربی میں ایسا اسم مفرد نہیں جس کا تیسرا حرف الف ہو اور اس کے بعد دو حرف ہوں وَلَیْسَ مِنْ كَلَامِهِمْ اِسْمٌ مُفْرَدٌ ثَالِثُهٗ اَلِفٌ وَبَعْدَهٗ حَرْفَانِ۔

ثُمَّ اِنَّهٗ مُعَرَّبُ سَرَاپَرْدَهْ اَیْ سِتْرُ الدِّیْوَانِ۔ یہ سراپردہ سے معرب ہوا ہے جو دیوانخانہ کے پردہ کو کہتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو حیان اور بعض نے کہا مُعَرَّبْ سَرَادِرْ وَهُوَ الدَّهْلِيْز۔

وَفَسَّرَهُ فِي النِّهَايَةِ بِكُلِّ مَا أَحَاطَ بِمَوْضِعٍ مِّنْ حَائِطٍ۔ سرادق ہر وہ پردہ جو دیوار کی طرح احاطہ کرلے۔

اور بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ پر ابن جریر وغیرہ ابن عباس سے فرماتے ہیں مَاءٌ غَلِيْظٌ كَدُرْدِي الزَّيْتِ مہل وہ غلیظ پانی ہے جو تیل یا تلچھٹ کی طرح ہو۔

بیہقی۔ احمد۔ ترمذی ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَ إِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيْهِ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ هُوَ مَا أُذِيْبَ مِنَ النُّحَاسِ۔ تیل کی تلچھٹ آگ میں پکتی ہوئی کو مہل کہتے ہیں جب وہ منہ کے قریب کی جائے گی تو چہرے رخسار سے اس میں گر جائیں گے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کو مہل کہتے ہیں اور ایک قول ہے کہ تانبہ جب چرخ دیا جائے تو اسے مہل کہتے ہیں۔

يَشْوِي الْوُجُوْهَ۔ يَنْضِجُهَا إِذَا قُدِّمَ لِيَشْرَبَ مِنْ فَرْطِ حَرَارَتِهِ حَتّٰى أَنَّهُ يُسْقِطُ جُلُوْدَهَا وُجُوْهٌ۔ وجہ کی جمع ہے۔ جب وہ پینے کو منہ کے قریب کیا جائے تو فرط حرارت سے اس کے منہ کی تمام جلد گر جائے۔

«وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا أَيْ مُتَّكَأً» وہ برا تکیہ ہے۔

قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ وَرُوِيَ عَنِ السُّدِّيِّ أَصْلُ الْإِرْتِفَاقِ كَمَا قِيْلَ الْإِتِّكَاءُ۔ سہارا لینے اور تکیہ لگانے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اس کے بعد بموجب اسلوب بیان قرآن اب جہنمیوں کا ذکر فرمایا گیا تو جنتیوں کا بیان ضروری تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

«إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا أُولٰئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا۔

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیئے ہم ان نیک عملوں کا بدلہ ضائع نہیں کریں گے ان کے لیے باغ بسنے والے ہیں۔ ان کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ زیور ہیں اس میں کنگن سونے کے پہنائے جائیں گے اور پہنیں گے کپڑے سبز کریب اور قنادیز کے تکیہ لگائے ہوں گے تختوں پر کیا ہی اچھا ثواب ہے اور بہترین آرام گاہ»۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنّات۔ جنّت کی جمع ہے یہ ایسے باغ کے معنی میں مستعمل ہے جس کے چاروں طرف دیوار ہو۔
عدن۔ اِنَّ الْعَدْنَ بِمَعْنَى الْاِقَامَةِ وَالْاِسْتِقْرَارِ يُقَالُ عَدَنَ بِالْمَكَانِ اِذَا اَقَامَ فِيْهِ وَاسْتَقَرَّ۔ عدن۔ اقامت و استقرار کے معنی میں مستعمل ہے محاورہ میں عَدَنَ بِالْمَكَانِ بولتے ہیں جب کوئی اس مکان میں جا رہے اور قرار پکڑے۔
یحلّون۔ آراستہ کے معنی میں ہیں یعنی وہ مزین ہوں گے مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَالْاَسَاوِرُ جَمْعُ اَسْوِرَةٍ۔ جَمْعُ سِوَارٍ بِالْكَسْرِ وَبِالضَّمِّ وَهُوَ مَا فِي الذِّرَاعِ مِنَ الْحُلِيِّ وَهُوَ عَرَبِيٌّ۔
اساور اور اسورہ جمع ہے سوار کی بکسر سین اور بضم سین یہ عربی ہے اسے بازو میں پہنتے ہیں۔ اس کی اردو کنگن ہے۔

قاموس میں ہے اَلسِّوَارُ كَكِتَابٍ۔

ابن مردویہ سعد سے راوی ہیں عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَتْ اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمَسُ ضَوْءُ النُّجُوْمِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت کا کوئی جھانکے (یعنی دنیا کی طرف آسمان سے) اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی کے مقابل سورج کی چمک ماند پڑ جائے جیسے سورج سے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں

ابن منذر حضرت عکرمہ سے راوی ہیں قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يُحَلَّوْنَ اَسْوِرَةً مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤٍ وَفِضَّةٍ هِيَ اَخَفُّ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّمَا هِيَ نُوْرٌ۔ جنتی لوگ سونے، موتی اور چاندی کے زیورات پہنیں گے وہ ہر شے سے وزن میں ہلکے ہوں گے اس لیے کہ وہ نورانی ہوں گے
"وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا۔ وہ سبز لباس پہنیں گے"۔
لِاَنَّ الْخُضْرَةَ اَحْسَنُ الْاَلْوَانِ وَالرُّوْحُ تَنْبَسِطُ بِهَا اَكْثَرَ مِنْ غَيْرِهَا۔ اس لیے کہ سبز رنگ تمام رنگوں سے بہتر ہے اور اس سے روح منبسط ہوتی ہے۔
وَرُوِيَ فِيْ اَثَرٍ اَنَّهَا تَزِيْدُ فِيْ ضَوْءِ الْبَصَرِ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سبز رنگ آنکھ کی روشنی بڑھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنکھ بنانے کے بعد سبز پردہ ہی آنکھ پر رکھا جاتا ہے۔ سبز چشمہ بھی آنکھ کے لیے مفید ہے۔

ایک قول ہے ثَلَاثَةٌ مُذْهِبَةٌ لِلْحُزْنِ اَلْمَاءُ وَالْخُضْرَةُ وَالْوَجْهُ الْحَسَنُ۔ تین چیزیں غم دور کرتی ہیں پانی اور سبز رنگ اور حسین صورت۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ سُنْدُسٍ۔ هُوَ رَقِيْقُ الدِّيْبَاجِ بِالْفَارِسِيَّةِ فَهُوَ مُعَرَّبٌ۔ سُنْدُس دیبا باریک ہے اور یہ فارسی کا لفظ معرب کر لیا گیا ہے اور یہی صاحب قاموس نے تعریف کی ہے۔ اسی کو کریب کہتے ہیں۔

وَاِسْتَبْرَقٍ۔ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ قَتَادَةَ وَعِكْرِمَةَ اَنَّهٗ غَلِيْظُ الدِّيْبَاجِ۔ استبرق وہی دیبا ہے لیکن یہ غف (موٹا) ہوتا ہے۔

اور ابن بحر کہتے ہیں هُوَ دِيْبَاجٌ مَنْسُوْجٌ بِالذَّهَبِ۔ دیبا وہ دیبا ہے جو سونے کے تاروں سے بنا ہوا ہو جسے کمخواب کہتے ہیں۔

وَفِي الْقَامُوْسِ هُوَ الدِّيْبَاجُ الْغَلِيْظُ اَوْ دِيْبَاجٌ يُعْمَلُ بِالذَّهَبِ۔ وہ غف (موٹا) کپڑا ہے جو سونے سے بنا ہو۔ اَوْ ثِيَابُ حَرِيْرٍ اَوْ حَمْرَاءُ۔ یا وہ ریشمی کپڑا ہے جس سے سرخی جھلکتی ہو جسے قنادیز کہتے ہیں۔

"مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَائِكِ۔ تکیہ لگائے تخت پر بیٹھے ہوں گے"

اَرَائِكُ۔ جَمْعُ اَرِيْكَةٍ وَهُوَ السَّرِيْرُ فِي الْحَجَلَةِ۔ اریکہ وہ تخت ہے جو حجلہ میں ہو۔ اور ارائک۔ اریکہ کی جمع ہے۔

"نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا۔ بہترین ثواب ہے اور بہترین آرام کی جگہ ہے۔ اور وہ جنت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۵

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا۔	اور دیں انہیں مثال دو مردوں کی کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ڈھانپ لیا انہیں کھجوروں نے اور کی ہم نے ان کے درمیان کھیتی۔
كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا۔	یہ دونوں باغ لائے پھل اور اس سے کچھ کمی نہ کی اور جاری کی دونوں کے بیچ میں نہر۔
وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَ	اور تھا وہ پھل والا تو بولا اپنے ساتھی سے اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ۝

وہ اس سے رو در رو ہو کر لڑتا تھا کہ میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں کنبہ کی وجہ سے۔

وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝

اور گیا اپنے باغ میں اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا میں نہیں سمجھتا یہ کہ فنا ہو یہ کبھی۔

وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

اور نہیں گمان کرتا میں قیامت کا اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو ضرور پاؤں اس سے اچھی پلٹنے کی جگہ۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝

بولا اس کا ساتھی اس سے اور وہ جواب سوال کر رہا تھا کہ کیا تو کفر کرتا ہے اس کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر ٹھیک کیا تجھے مرد۔

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝

لیکن میں تو اسی اللہ کو اپنا رب کہتا ہوں اور نہیں شریک کرتا میں اس کا کسی کو۔

وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝

اور کیوں نہ ہوا جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں تو کہتا جو چاہے اللہ کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے اگر دیکھتا ہے تو مجھے اپنے سے کمزور مال اور اولاد میں۔

فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ یُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۝

تو قریب ہے میرا رب مجھے دے بہتر تیرے باغ سے اور بھیجے تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں تو وہ رہ جائے صبح کو مٹی کا چوپٹ میدان۔

اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝

یا ایسی صبح کرے کہ اس کا پانی زمین میں دھنس جائے تو ہرگز تو اسے لانے کی طاقت نہ رکھے۔

وَ اُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَ هِیَ خَاوِیَةٌ

اور گھیر لیے جائیں اس کے پھل تو صبح اپنے ہاتھ ملتا رہ جائے۔ اس لاگت پر جو خرچ کی اس میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلٰی عُرُوْشِہَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ○
اور وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا اور کہے اے کاش میں شریک نہ کرتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔

وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ فِئَۃٌ یَّنْصُرُوْنَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَمَا کَانَ مُنْتَصِرًا ○
اور نہ ہوئی اس کے لیے کوئی جماعت جو مدد کرے اس کی اللہ کے سوا اور نہیں وہ بدلہ لینے والا۔

ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ ؕ ھُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ عُقْبًا ○
یہاں کھلتا ہے کہ اختیار اللہ کو ہے سچا وہ سب سے بہتر بدلہ دیتا ہے اور بہترین انجام۔

حلِّ لغات پانچواں رکوع سورۂ کہف۔ پ ۱۵

وَاضْرِبْ۔ اور بیان کر	لَہُمْ۔ ان کے لیے	مَثَلًا۔ مثال	
رَّجُلَیْنِ۔ دو مردوں کی	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	لِاَحَدِھِمَا۔ ان میں سے ایک کے لیے	
جَنَّتَیْنِ۔ دو باغ	مِنْ اَعْنَابٍ۔ انگوروں سے	وَحَفَفْنٰھُمَا۔ اور گھیرا ہم نے	
ان دونوں کو۔	بِنَخْلٍ۔ کھجوروں سے	وَجَعَلْنَا۔ اور بنائی ہم نے	بَیْنَہُمَا۔ انکے درمیان
زَرْعًا۔ کھیتی	کِلْتَا۔ یہ	الْجَنَّتَیْنِ۔ دونوں باغ	اٰتَتْ۔ لاتے
اُکُلَہَا۔ اپنا پھل	وَلَمْ۔ اور نہ	تَظْلِمْ۔ کم کرتا	مِنْہُ۔ اس سے
شَیْئًا۔ کچھ بھی	وَفَجَّرْنَا۔ اور پھاڑی بہنے	خِلٰلَہُمَا۔ ان دونوں کے درمیان	نَہَرًا۔ نہر
وَکَانَ۔ اور تھا	لَہٗ۔ اسکے لیے	ثَمَرٌ۔ پھل	فَقَالَ۔ تو کہا اس نے
لِصَاحِبِہٖ۔ اپنے ساتھی کو	وَھُوَ۔ اور وہ	یُحَاوِرُہٗ۔ اس سے جھگڑتا تھا	اَنَا۔ میں
اَکْثَرُ۔ زیادہ ہوں	مِنْکَ۔ تجھ سے	مَالًا۔ مال میں	وَاَعَزُّ۔ اور عزت والا ہوں
نَفَرًا۔ کنبہ میں	وَدَخَلَ۔ اور گیا	جَنَّتَہٗ۔ اپنے باغ میں	وَھُوَ۔ اور وہ
ظَالِمٌ۔ ظلم کرنے والا تھا	لِّنَفْسِہٖ۔ اپنی جان پر	قَالَ۔ بولا	مَا۔ نہیں
اَظُنُّ۔ خیال کرتا میں	اَنْ۔ یہ کہ	تَبِیْدَ۔ ہلاک ہو	ھٰذِہٖٓ۔ یہ باغ
اَبَدًا۔ کبھی بھی	وَّمَا۔ اور نہیں	اَظُنُّ۔ خیال کرتا میں	السَّاعَۃَ۔ قیامت کو
قَآئِمَۃً۔ قائم ہونے والی	وَّلَئِنْ۔ اور اگر	رُّدِدْتُّ۔ میں لوٹایا گیا	اِلٰی۔ طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبِّیْ۔ اپنے رب کی لَاَجِدَنَّ۔ تو ضرور پاؤنگا میں خَیْرًا۔ بہتر مِنْھَا۔ اس سے
مُنْقَلَبًا۔ جگہ پلٹنے کی قَالَ۔ کہا لَہٗ۔ اسکو صَاحِبُہٗ۔ اسکے ساتھی نے
وَھُوَ۔ اور وہ یُحَاوِرُہٗ۔ جھگڑتا تھا اس سے اَکَفَرْتَ۔ کیا کفر کیا تو نے بِالَّذِیْ۔ اس کا جس نے
خَلَقَکَ۔ تجھ کو پیدا کیا مِنْ تُرَابٍ۔ مٹی سے ثُمَّ۔ پھر
مِنْ نُّطْفَۃٍ۔ نطفہ سے ثُمَّ۔ پھر سَوّٰکَ۔ برابر کیا تجھے رَجُلًا۔ مرد
لٰکِنَّا۔ لیکن ھُوَ۔ وہ اللّٰہُ۔ اللہ رَبِّیْ۔ میرا رب ہے
وَلَآ۔ اور نہ اُشْرِکُ۔ شریک کرونگا میں بِرَبِّیْ۔ اپنے رب کے ساتھ اَحَدًا۔ کسی کو
وَلَوْلَآ۔ اور کیوں نہ اِذْ۔ جب دَخَلْتَ۔ تو داخل ہوا جَنَّتَکَ۔ اپنے باغ میں
قُلْتَ۔ کہا تو نے مَا۔ جو شَآءَ۔ چاہے اللّٰہُ۔ اللہ
لَا قُوَّۃَ۔ نہیں طاقت اِلَّا۔ مگر بِاللّٰہِ۔ اللہ سے اِنْ۔ اگر
تَرَنِ۔ تو دیکھتا ہے مجھے اَنَا۔ کہ میں اَقَلَّ۔ بہت کم ہوں مِنْکَ۔ تجھ سے
مَالًا۔ مال وَّوَلَدًا۔ اور اولاد میں فَعَسٰی۔ تو قریب ہے رَبِّیْ۔ میرا رب
اَنْ۔ یہ کہ یُّؤْتِیَنِ۔ دے مجھے خَیْرًا۔ بہتر مِّنْ جَنَّتِکَ۔ تیرے
باغ سے وَیُرْسِلَ۔ اور بھیجے عَلَیْھَا۔ اس پر حُسْبَانًا۔ بجلی
مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے فَتُصْبِحَ۔ تو ہو جائے وہ صَعِیْدًا۔ میدان زَلَقًا۔ چٹیل
اَوْ۔ یا یُصْبِحَ۔ ہو جائے مَآؤُھَا۔ اس کا پانی غَوْرًا۔ گہرا
فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ تَسْتَطِیْعَ۔ طاقت رکھے تو لَہٗ۔ اسکو طَلَبًا۔ ڈھونڈنے کی
وَاُحِیْطَ۔ اور گھیر لیا بِثَمَرِہٖ۔ اس کا پھل فَاَصْبَحَ۔ تو ہو گیا وہ یُقَلِّبُ۔ ملتا تھا
کَفَّیْہِ۔ اپنی ہتھیلیاں عَلٰی۔ اوپر مَا۔ اسکے جو اَنْفَقَ۔ خرچ کیا
فِیْھَا۔ اس میں وَھِیَ۔ اور وہ خَاوِیَۃٌ۔ گری تھی عَلٰی۔ اوپر
عُرُوْشِھَا۔ اپنے چھتوں کے وَیَقُوْلُ۔ اور کہتا تھا یٰلَیْتَنِیْ۔ ہائے افسوس لَمْ۔ نہ
اُشْرِکْ۔ شریک بناتا میں بِرَبِّیْ۔ اپنے رب سے اَحَدًا۔ کسی کو وَلَمْ۔ اور نہ
تَکُنْ۔ ہوئی لَّہٗ۔ اسکی فِئَۃٌ۔ کوئی جماعت یَّنْصُرُوْنَہٗ۔ جو مدد کرے اسکی
مِنْ دُوْنِ۔ سوا اللّٰہِ۔ اللہ کے وَمَا۔ اور نہ کَانَ۔ ہوا وہ
مُنْتَصِرًا۔ بدلہ لینے والا ھُنَالِکَ۔ اس جگہ الْوَلَایَۃُ۔ بادشاہی لِلّٰہِ۔ اللہ کی ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْحَقِّ۔ سچی ‌ ‌ ‌ ھُوَ۔ وہ ‌ ‌ ‌ خَیْرٌ۔ بہتر ہے ‌ ‌ ‌ ثَوَابًا۔ ثواب میں
وَخَیْرٌ۔ اور بہتر ہے ‌ ‌ ‌ عُقْبًا۔ انجام میں۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۵

"وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا۔ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا

اور دو انہیں مثال ان دو آدمیوں کی کہ دیے ہم نے ان میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے اور ڈھانپ لیا انھیں کھجوروں نے اور کی ہم نے ان کے درمیان کھیتی اور دونوں باغ لائے پھل اور ان میں سے کچھ کمی نہ کی اور دونوں کے درمیان جاری کی نہر اور تھا وہ پھل والا تو بولا اپنے ساتھی سے اور وہ جھگڑ رہا تھا میں تجھ سے مال اور اولاد میں زیادہ ہوں"۔

اس پر علامہ آلوسی کا ایک بیان تو یہ ہے۔ وَضَرْبُ الْمَثَلِ لَا يَقْتَضِي وُجُودَهُمَا۔ مثال دینے میں یہ لازم نہیں کہ ان دو آدمیوں کا وجود بھی ہو۔ مثال تو مثال ہی ہوتی ہے۔
اور اگر دونوں موجود بھی ملنے جائیں تو اس پر چھ قول مفسرین کے ہیں۔

۱۔ فَقِيلَ هُمَا أَخَوَانِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَافِرٌ اسْمُهُ خُرْطُوسُ وَقِيلَ اسْمُهُ قُطْفِيرُ وَالْآخَرُ مُؤْمِنٌ اسْمُهُ يَهُوذَا فِي قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ دونوں بھائی بنی اسرائیل سے تھے ایک کافر تھا اس کا نام خرطوس یا قطفیر تھا۔ اور دوسرا مومن تھا اس کا نام بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما یہوذا تھا۔

۲۔ دوسرا قول مقاتل یہ ہے کہ اس کا نام ملیخا تھا۔

۳۔ تیسرا قول ابن عباس یہ ہے کہ اَنَّهُمَا اَبْنَاءُ مَلِكٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْفَقَ أَحَدُهُمَا مَالَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَكَفَرَ الْآخَرُ وَاشْتَغَلَ بِزِينَةِ الدُّنْيَا وَتَنْمِيَةِ مَالِهِ۔ یہ دونوں بنی اسرائیل کے بادشاہ کی اولاد تھے ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور دوسرا کافر تھا اس نے زینت دنیا اور اس کے بڑھانے میں مال لگا دیا۔

۴۔ چوتھا قول یہ ہے اِنَّهُمَا كَانَا حَدَّادَيْنِ كَسَبَا مَالًا۔ یہ دونوں لوہار تھے اور مال کما کر ایک نے دنیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں لگا یا دوسرے نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

۵:۔ اور پانچواں قول مفصل یہ ہے اِنَّهُمَا وَرِثَا مِنْ اَبِيْهِمَا ثَمَانِيَةَ اٰلَافِ دِيْنَارٍ فَتَشَاطَرَاهَا. فَاشْتَرَى الْكَافِرُ اَرْضًا بِاَلْفٍ فَقَالَ الْمُؤْمِنُ اَللّٰهُمَّ اَنَا اَشْتَرِيْ مِنْكَ اَرْضًا فِي الْجَنَّةِ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔ یہ دونوں اپنے باپ کے متروکہ سے آٹھ ہزار دینار کے مالک ہوئے دونوں نے آدھا آدھا تقسیم کر لیا۔

کافر نے ایک ہزار دینار میں زمین خریدی اور مومن نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار کی زمین خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ بَنٰى اَخُوْهُ دَارًا بِاَلْفٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْتَرِيْ مِنْكَ دَارًا فِي الْجَنَّةِ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ

پھر اس کافر بھائی نے ایک ہزار دینار میں مکان بنایا تو مومن بھائی نے کہا الٰہی میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار کے بدلہ مکان لیتا ہوں۔ اور ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ تَزَوَّجَ اَخُوْهُ اِمْرَاَةً بِاَلْفٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ جَعَلْتُ اَلْفًا صَدَاقًا لِلْحُوْرِ فَتَصَدَّقَ بِهَا

پھر کافر بھائی نے ایک ہزار دینار میں شادی کی تو مومن بھائی نے ہزار دینار صدقہ کر کے عرض کیا الٰہی میں ہزار دینار جنت کی حور کا مہر ادا کرتا ہوں۔

ثُمَّ اشْتَرٰى اَخُوْهُ خَدَمًا وَّمَتَاعًا بِاَلْفٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْتَرِيْ مِنْكَ الْوِلْدَانَ الْمُخَلَّدِيْنَ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ پھر کافر بھائی نے خادم اور سامان ایک ہزار دینار کا خریدا تو مومن بھائی نے عرض کیا الٰہی میں تجھ سے ولدان مخلدین ہزار دینار میں خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ اَصَابَتْهُ حَاجَةٌ فَجَلَسَ لِاَخِيْهِ عَلٰى طَرِيْقِهٖ فَمَرَّ فِيْ حَشَمِهٖ فَتَعَرَّضَ لَهٗ فَطَرَدَهٗ وَوَبَّخَهٗ عَلَى التَّصَدُّقِ بِمَالِهٖ۔ پھر اسے متروکہ اَب تصدق کر دینے کے بعد ضرورت لاحق ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے لیے راستہ میں بیٹھ گیا تو وہ مع اپنے جاہ و حشم کے گذرا اس نے اسے دھکا اس نے جھڑک دیا اور سب مال صدقہ کر دینے کی ملامت کی۔

۶:۔ اور چھٹا قول یہ ہے هُمَا اَخَوَانِ مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ كَافِرٌ هُوَ الْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ وَمُؤْمِنٌ هُوَ اَبُوْ سَلَمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ۔ قبیلہ بنی مخزوم سے ایک کافر تھا اسود بن عبد الاسد اور ایک مومن تھا ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد۔

اور بعض کی یہ رائے ہے کہ یہ مثال ہے دو فریقوں کی۔ مومن اور کافر کی۔ اور یہ کسی خاص آدمی کے متعلق واقعہ نہیں ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

" جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ وَهُوَ الْكَافِرُ :- ان دو میں سے ایک کو ہم نے دو باغ دیے اور یہ کافر تھا"۔

اسے جو دو باغ دئے اس کی جگہ متعین نہیں فرمائی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمثیلاً ہی بیان فرمایا گیا ہے۔

وَذَكَرَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْكَاتِبُ فِىْ كِتَابِ عَجَائِبِ الْبِلَادِ اَنَّ بُحَيْرَةَ كَانَتَا هَاتَيْنِ الْجَنَّتَيْنِ فَجَرٰى مَاجَرٰى فَغَرَّقَهُمَا اللّٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ - یہ دونوں باغ جیرہ میں تھے تو پھر وہ واقعہ گذرا جو گذرا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باغوں کو ایک ہی رات میں تباہ کر دیا۔

مِنْ اَعْنَابٍ ۔ دونوں باغ انگوروں کے تھے

وَحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ ۔ اور دونوں کو کھجوروں نے ڈھانپ رکھا تھا۔

اَىْ جَعَلْنَا النَّخْلَ مُحِيْطَةً بِهِمَا مُطِيْفَةً بِجَانِبِهِمَا - اَىْ جَانِبَيْهِمَا مُؤَزَّرًا بِهَا كُرُوْمُهُمَا يُقَالُ حَفَّهُ الْقَوْمُ اِذَا طَافُوْا بِهٖ وَحَفَفْتُهٗ بِهِمْ اِذَا جَعَلْتَهُمْ حَافِّيْنَ حَوْلَهٗ - یعنی وہ باغ کھجوروں سے گھرا ہوا تھا۔ حفّ کے معنی ہوتے ہیں چھپالنے کے ۔ گھیرنے کے اور لدا ہونے کے

اور قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَافِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ ۔ اور آپ ملائکہ کو دیکھیں گے کہ انہوں نے عرش کو گھیر رکھا ہے

" وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۔ اور کیا ہم نے ان کے بیچ میں کھیتی کو" یعنی چاروں طرف انگور کے کھجور چھائی ہوئی تھی اور باغ کے درمیانی حصہ میں کھیتی تھی۔

" كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۔ دونوں باغ بار آور اور پھل دیتے تھے اور ان میں کسی قسم کی کمی نہ تھی اور بیچ میں ان باغوں کے نہر جاری تھی"۔

" وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۔ اور اس کے اندر فراوانی تھی ہر قسم کے پھلوں کی"۔

قاموس میں ہے يُقَالُ ثَمَّرَ اِذَا تَمَوَّلَ - ثمر مالدار ہونے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

" فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۔ تو بولا کافر اپنے بھائی مسلمان سے ردّ و قدح کرتے ہوئے کہ میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ زوردار ہوں حشمت و عزت اور اولاد میں"۔

یہ بیان اس کا تکبر و نخوت سے تھا اور یُحَاوِرُہٗ کے معنی یُخَاصِمُہٗ کے ہیں یعنی جھگڑا کرتے ہوئے بات کرنا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

" وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۔ اور داخل ہوا وہ کافر اپنی جان پر (غرور و نخوت سے اترانا) جو اپنی جان پر ظلم کرنے کے مترادف تھا۔" اور اپنے مسلمان بھائی کا ہاتھ پکڑ کر بطریق استکبار ہر طرف لے گیا اور

" قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۔ کہنے لگا مجھے گمان نہیں کہ یہ (باغ و بہار) کبھی فنا ہو اور میں یقین نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں لوٹایا جاؤں اپنے رب کی طرف تو یقیناً اس باغ سے بہتر جگہ پاؤں گا۔"

تَبِيْدَ اَیْ تَهْلِكَ وَتَفْنٰى يُقَالُ بَادَ يَبِيْدُ بَيْدًا وَّبُيُوْدًا وَبَيْدُوْدَةً اِذَا هَلَكَ ۔ اَنْ تَبِيْدَ کے معنی یہ کہ ہلاک و فنا ہو یہ باغ کے ہیں۔ اس لیے کہ تبید کے معنی ہلاک ہونے کے ہیں۔

یعنی اس نے تکبر کرتے ہوئے کہا کہ یہ باغیچہ کبھی ہلاک اور فنا نہیں ہو سکتا اور قیامت کا جو تصور مسلمانوں میں ہے میں اسے صحیح نہیں جانتا اور اگر صحیح ہو بھی تو میرا یہاں سے لوٹنا ہی بہتر رہے گا جیسے دنیا میں مجھے بہتر جگہ ملی ہے آخرت اگر ہے تو وہاں بھی مجھے بہتر ہی مقام ملے گا۔

اَبَدًا ۔ تابید سے ہے جس کے معنی طول حیات یا تابید سے طولِ مکث یعنی ایک معین مدت تک رہنے کے ہیں۔

" قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ ۔ بولا اس کا ساتھی (جو مومن تھا) اس سے مخاطبہ و مخاصمہ کرتے ہوئے اور اس کی بات کا رد کرتے۔"

" اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۔ کیا تو کفر کرتا ہے اس کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تجھے سڈول مرد کیا۔" اور عقل و بلوغ اور قوت و طاقت عطا کی اور ان نعمتوں سے سرفراز کیا۔ تو اس کا شکر نہیں کرتا بلکہ کافر ہو گیا۔

" لٰكِنَّا۟ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۔ لیکن میں تو اسی اللہ کو اپنا رب کہتا ہوں اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

یہاں لٰکنّا در اصل لٰکن انا ہے۔

تحقیق لٰکنّ

قَالَ الْفَرَّاءُ لٰكِنَّ مُرَكَّبَةٌ مِّنْ لٰكِنْ وَّاَنَا فَطُرِحَتِ الْهَمْزَةُ لِلتَّخْفِيْفِ وَقِيْلَ مِنْ اَلَا وَاَنَّ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْكَافُ زَائِدَةٌ۔

وَقِيْلَ اَصْلُهُ اَنَّ وَالْكَافُ وَاللَّامُ زَائِدَتَانِ۔

وَقَدْ يُحْذَفُ نُوْنُهُ لِلضَّرُوْرَةِ وَهُوَ قَبِيْحٌ كَقَوْلِهٖ وَلَاكِ اَسْقِنِيْ اِنْ كَانَ مَاؤُكَ ذَا فَضْلٍ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ۔ يُقَالُ اَصْلُهُ لٰكِنْ اَنَا فَحُذِفَتِ الْاَلِفُ فَالْتَقَطَتِ النُّوْنَانِ فَجَاءَ التَّشْدِيْدُ لِذٰلِكَ وَيُحْذَفُ اِسْمُهَا كَقَوْلِهٖ ع

فَلَوْ كُنْتَ حَبْشِيًّا عَرَفْتَ قَرَابَتِيْ　　وَلٰكِنَّ زِنْجِيٌّ عَظِيْمُ الْمَشَافِرِ

اَيْ وَلٰكِنَّكَ زِنْجِيٌّ۔

وَلٰكِنْ سَاكِنَةُ النُّوْنِ ضَرَبَانِ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِيْلَةِ وَهِيَ حَرْفُ اِبْتِدَاءٍ لَا لِعَمَلٍ لِاَنَّهَا تَقَعُ عَلَى الْاَسْمَاءِ وَالْاَفْعَالِ خِلَافًا لِلْاَخْفَشِ وَيُوْنُسَ فَاِنْ وَلِيَهَا كَلَامٌ فَهُوَ حَرْفُ اِبْتِدَاءٍ لِمُجَرَّدِ اِفَادَةِ الْاِسْتِدْرَاكِ وَلَيْسَتْ عَاطِفَةً بِالْوَاوِ اُسْتُعْمِلَتْ نَحْوُ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ اَوْ بِدُوْنِهَا كَقَوْلِ زُهَيْرٍ ع

اِنَّ ابْنَ وَرْقَاءَ لَا تُخْشٰى بَوَادِرُهٗ　　لٰكِنْ وَقَائِعُهٗ فِي الْحَرْبِ تُنْتَظَرُ

وَقِيْلَ بِالْوَاوِ عَاطِفَةٌ وَاِنْ وَلِيَهَا مُفْرَدٌ فَهِيَ عَاطِفَةٌ بِشَرْطَيْنِ اَحَدُهُمَا اَنْ يَتَقَدَّمَهَا نَفْيٌ اَوْ نَهْيٌ نَحْوُ مَا قَامَ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو وَلَا يَقُمْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو۔

وَالثَّانِيْ اَنْ لَّا يَقْتَرِنَ بِالْوَاوِ وَقَالَ قَوْمٌ لَا يَكُوْنُ مَعَ الْمُفْرَدِ اِلَّا بِالْوَاوِ۔

بقول فرّاء لٰکِنْ مرکب ہے لٰکِنْ اور اَنَا سے۔ ہمزہ تخفیف کے لیے گرایا گیا ہے۔

یہ کلمہ اَلَا اور اَنْ سے مرکب ہے اور کاف زائد ہے۔

اس کا اصل اَنَّ ہے اور کاف اور لام زائد ہیں۔

اور کبھی نون ضرورت کے حذف کردیا جاتا ہے اور وہ معیوب ہے جیسے وَلَاکِ اَسْقِنِيْ الخ اگر تیرے پاس زائد پانی ہو تو مجھے پلا دے۔

اور اللہ تعالے کے اس قول لٰکِنَّا ہُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ کا اصل بقول بعض لٰکِنْ اَنَا ہے۔ الف حذف ہوا تو دو نون اکٹھے ہوئے اس لیے مشدد ہوگیا اور اس کا اسم محذوف ہوتا ہے جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

اگر تو حبشی ہوتا تو تو میری قرابت کو جانتا لیکن تو زنگی ہے کھلی باچھوں والا۔

یہاں لٰکِنَّکَ کی بجائے لٰکِنَّ آیا ہے اور کاف اسم لٰکِنَّ محذوف ہے۔

اور لٰکِنْ ساکن نون والا دو قسم ہے ایک ثقیلہ سے مخففہ اور یہ حرف ابتداء ہے یہ عمل نہیں کرتا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ وہ اسماء و افعال دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ اخفش اور یونس کا اس میں اختلاف ہے۔ اگر اس کے ساتھ کلام آکر ملے تو وہ حرف ابتدا ہے اور صرف استدراک کا فائدہ دیتا ہے اور عاطفہ نہیں رہتا خواہ واؤ کے ساتھ استعمال ہو جیسے وَلٰکِنْ کَانُوْا ہُمُ الظّٰلِمِیْنَ خواہ واؤ کے سوا جیسے زہیر کا یہ شعر ؂

ابن ورقاء کی تباہ کاریوں کا ڈر نہیں لیکن میدان جنگ میں اس کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے

بقول بعض واؤ کے ساتھ عطف کے لیے ہے اگر کلمہ مفرد آکر ملے تو وہ شرطوں کے ساتھ عطف کے لیے ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی ہو یا نہی جیسے مَا قَامَ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌوا۔ اور لَا یَقُمْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ واو کے ساتھ نہ ہو۔

اور بقول بعض مفرد کے ساتھ واو کے بغیر استعمال نہیں ہوتا۔

ابن مسعود کہتے ہیں نُقِلَ حَرْکَۃُ ھَمْزَۃِ اَنَا اِلٰی نُوْنِ لٰکِنَّ فَحُذِفَتِ الْھَمْزَۃُ ثُمَّ حُذِفَتِ الْحَرْکَۃُ ثُمَّ اُدْغِمَتِ النُّوْنُ فِی النُّوْنِ۔ ہمزۂ انا کی حرکت نون لکن کی طرف نقل کی گئی اور ہمزہ حذف کر دیا پھر حرکت حذف کر کے نون کو نون میں مدغم کر دیا۔ اور یہ تکلف خلاف قیاس ہے

اور مسلمان بھائی اپنے کافر بھائی سے کہنے لگا۔

"وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَّوَلَدًا۔ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہتا مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی اگر تو باغ میں جا کر اس کی فراوانی دیکھ کر ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہتا اور اس کی عطا کا اعتراف کرتا اور سمجھتا کہ تمام نعمتیں اور ہر قسم کے منافع اللہ کی مشیت اور اس کے فضل سے ہیں اور لا قوۃ الا باللہ کسی میں قوت نہیں مگر اللہ تعالےٰ کی عطا سے اسی کے اختیار میں ہے چاہے رکھے چاہے مٹا دے تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا۔

"اِنْ تَرَنِ۔ اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو دیکھ مگر اس وجہ میں تکبر نہ کر اور اپنے کو مغرور نہ بنا اس لیے کہ۔

"فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِکَ وَیُرْسِلَ عَلَیْہَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا۔ قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے (دنیا میں یا عقبیٰ میں) تیرے باغوں سے اور تیرے باغ پر عذاب اتارے آسمان سے (بجلیوں کا) تو وہ باغ وبہار چٹیل میدان ہو کر صبح تجھے ملے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حُسبان پر ابن جریر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نافع بن ازرق نے پوچھا اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی حُسْبَانًا فَقَالَ نَارًا وَاَنْشَدَ قَوْلَ حَسَّانَ ؎

بَقِیَّۃُ مَعْشَرٍ صُبَّتْ عَلَیْھِمْ شَآبِیْبٌ مِّنَ الْحُسْبَانِ شُبٌّ

آپ سے سوال ہوا کہ حسبان کے معنی بیان فرمایئے۔ فرمایا آگ ہے اور حضرت حسان کا شعر سنایا جس میں حسبان دھکتے شعلے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور

زَلَقًا کے معنی آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَرْضًا لَیْسَ فِیْھَا نَبَاتٌ۔ صعید زلق اس زمین کو کہتے ہیں کہ جس میں گھاس نہ ہو۔

وَقِیْلَ الزَّلَقُ مِنْ زَلَقَ رَاْسَہٗ بِمَعْنٰی حَلَقَہٗ۔ ایک قول میں زلق منڈے ہوئے سر کے معنی دیتا ہے۔

"اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُھَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَہٗ طَلَبًا۔ یا اسے صبح ایسے حال میں ہو کہ اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو ہرگز اس کی تلاش بھی نہ کر سکے"۔

یعنی آسمانی بلا سے ہلاکت ہو تو بجلی کی آگ آئے اور آفت ارضی اگر آئے تو وَھُوَ غَوْرُ مَائِھَا فَیَتْلَفُ کُلُّ مَا فِیْھَا مِنَ الشَّجَرِ وَالزَّرْعِ۔ وہ پانی کا نیچے اتر جانا ہے جو ہر درخت اور کھیتی کو تلف کر دے یہ دونوں قسم کے عذاب ایسے ہیں کہ انسان ان کے دفع کی طاقت نہیں رکھتا تو جو سبزہ جل گیا یا خشک ہو گیا اسے دوبارہ سرسبز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے تکبر و غرور کا بدلہ اس کا فر کو اس طرح ملا کہ۔

○ وَاُحِیْطَ بِثَمَرِہٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْہِ عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْھَا وَھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا۔ اس کے پھل گھیر لیے گئے اور صبح وہ ہاتھ ملتا رہ گیا اس سے جو اس نے اس باغ میں خرچ کیا تھا اور وہ انگور کے درخت گرے پڑے تھے اپنی ٹٹیوں پر اور وہ کافر کہہ رہا تھا کاش میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو"۔

اُحِیْطَ کے معنی ہیں اُھْلِکَ اَمْوَالُہٗ۔ جب اس نے اپنے کفر کی سزا پائی تو اسے اپنے مومن بھائی کی نصیحت یاد آئی اب افسوس کرنے لگا۔ لیکن کسی کا ہندی دوہرا ہے اور خوب ہے ؎

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیا نہ ہیت
اب پچھتاوے کا ہوت ہے جب چڑیا چگ گئی کھیت

عروش جمع عرش کی ہے ٹٹی جس پر انگور کی بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔

یہی حال قیامت کے دن عام کفار کا ہوگا یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ہر ایک کہے گا کاش میں مٹی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا۔ گویا انسان بنا کے کیوں میری مٹی خراب کی۔

"وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا۔ اور نہ تھی اس کے لیے کوئی جماعت جو اللہ کے حضور اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا ایسے وقت کھلتا ہے کہ اختیار تمام اللہ کو ہے جو سچا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام ہی بہتر ہے۔"

اس میں واضح فرمایا کہ کافر کی مدد اور سفارش و شفاعت کوئی نہیں کر سکتا برخلاف مومنین کے کہ ان کی سفارش و شفاعت حضور کریں گے اور مصائب و آلام میں مقربین خاص اعانت فرماتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں یہ قوت عطا فرمائی ہے۔

اور اگر اولیاء مقربین کی کسی قوت کو ان کی ذاتی قوت بلا عطاحق کوئی مانے تو یہ بھی شرک خالص ہے اور اگر تعطلِ عطائے الٰہی بھی نہ ملنے تو قدرت کاملہ کا منکر ہونے کی بنا پر کافر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۵

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۝

اور مثال بیان کرو انہیں دنیا کی زندگانی کی جیسے ایک پانی ہم نے نازل کیا آسمان سے تو اس سے مل کر سبزہ اگا زمین سے تو صبح سوکھی گھاس ہو گیا جسے اڑا دیا ہواؤں نے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۝

مال اور بیٹے یہ زینت ہیں زندگی دنیا کی اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تمہارے رب کے پاس ان کا ثواب ہے اور بہتر امید والا ہے۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا۝

اور جس دن چلائیں ہم پہاڑوں کو اور تم دیکھو زمین کو کھلی ہوئی اور ہم اٹھائیں گے انھیں تو نہ چھوڑیں گے کسی کو ان میں سے۔

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ

اور پیش کیے جائیں گے تمہارے رب کے حضور صفیں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ٥

باندھے ہوئے۔ بیشک تم آئے ہمارے حضور ویسے ہی جیسے پہلے پیدا کیا تمہیں بلکہ تمہارا گمان تھا کہ تم ہرگز کسی وعدہ پر نہیں۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ٥

اور نامۂ اعمال رکھا جائے گا تو تم دیکھو گے مجرموں کو کہ ڈرتے ہوں گے اس سے جو اس میں ہوگا۔ اور کہیں گے ہائے افسوس کیا ہے یہ لکھا ہوا کہ نہ چھوڑا کوئی چھوٹا نہ بڑا گناہ مگر اس میں جمع ہے۔ اور پایا انہوں نے جو عمل کیا سامنے اور نہیں ظلم کرتا تمہارا رب کسی پر۔

حلِ لغات چھٹا رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۵

وَاضْرِبْ۔ اور بیان کر	لَهُمْ۔ ان کے لیے	مَثَلَ۔ مثال	الْحَيٰوةِ۔ زندگی		
الدُّنْيَا۔ دنیا کی	كَمَآءٍ۔ جیسے پانی	اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا ہم نے اس کو			
مِنَ السَّمَآءِ۔ بلندی سے	فَاخْتَلَطَ۔ تو مل گئی	بِهٖ۔ اسکے ساتھ	نَبَاتُ۔ سبزی		
الْاَرْضِ۔ زمین کی	فَاَصْبَحَ۔ تو ہوگئی	هَشِيْمًا۔ چورا چورا	تَذْرُوْهُ۔ اڑاتی ہیں اسے		
الرِّيٰحُ۔ ہوائیں	وَكَانَ۔ اور ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	عَلٰى۔ اوپر		
كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ شے کے	مُّقْتَدِرًا۔ قادر	اَلْمَالُ۔ مال		
وَالْبَنُوْنَ۔ اور بیٹے	زِيْنَةُ۔ زیبائش ہیں	الْحَيٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کی		
وَالْبٰقِيٰتُ۔ اور باقی رہنے والی		الصّٰلِحٰتُ۔ نیکیاں	خَيْرٌ۔ بہتر ہیں		
عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّكَ۔ تیرے رب کے	ثَوَابًا۔ بدلہ میں	وَّخَيْرٌ۔ اور بہتر ہیں		
اَمَلًا۔ امید میں	وَيَوْمَ۔ اور جس دن	نُسَيِّرُ۔ ہم چلائیں گے	الْجِبَالَ۔ پہاڑوں کو		
وَتَرَى۔ اور دیکھے گا تو	الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَارِزَةً۔ کھلی ہوئی	وَ۔ اور		
حَشَرْنٰهُمْ۔ ہم انکو اکٹھا کرینگے		فَلَمْ نُغَادِرْ۔ پھر ہم نہ چھوڑیں گے			
مِنْهُمْ۔ ان میں سے	اَحَدًا۔ کسی کو	وَعُرِضُوْا۔ اور وہ پیش کیے جائینگے۔			

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلیٰ۔ اوپر	رَبِّكَ۔ تیرے رب کے	صَفًّا۔ صف بنا کر	لَقَدْ۔ بیشک
جِئْتُمُوْنَا۔ آئے تم	كَمَا۔ جیسے	خَلَقْنٰكُمْ۔ پیدا کیا ہم نے تم کو	
اَوَّلَ۔ پہلی	مَرَّةٍ۔ بار	بَلْ۔ بلکہ	زَعَمْتُمْ۔ خیال کیا تم نے
اَلَّنْ۔ یہ کہ ہرگز نہ	نَجْعَلَ۔ بنائیں گے ہم	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مَّوْعِدًا۔ کوئی وعدہ
وَوُضِعَ۔ اور رکھی جائیگی	الْكِتٰبُ۔ کتاب	فَتَرَى۔ تو دیکھے گا تو	الْمُجْرِمِیْنَ۔ مجرموں کو
مُشْفِقِیْنَ۔ ڈرتے	مِمَّا۔ اس چیز سے جو	فِیْهِ۔ اس میں ہے	وَیَقُوْلُوْنَ۔ اور کہیں گے
یٰوَیْلَتَنَا۔ ہائے افسوس ہم پر		مَالِ۔ کیا ہے	هٰذَا۔ اس
الْكِتٰبِ۔ کتاب کو	لَا یُغَادِرُ۔ نہیں چھوڑتی	صَغِیْرَةً۔ کوئی چھوٹا گناہ	وَلَا۔ اور نہ
كَبِیْرَةً۔ بڑا	اِلَّا۔ مگر	اَحْصٰهَا۔ گن رکھا اسکو	وَوَجَدُوْا۔ اور پائینگے
مَا۔ جو	عَمِلُوْا۔ عمل کیے انہوں نے	حَاضِرًا۔ حاضر	وَلَا۔ اور نہیں
یَظْلِمُ۔ ظلم کرے گا	رَبُّكَ۔ تیرا رب	اَحَدًا۔ کسی پر	

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورہ کہف۔ پ ۱۵

"وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اور بیان کرو انھیں دنیا کی زندگی کی مثال جیسے پانی ہم نے نازل کیا آسمان سے تو مخلوط ہوکر اس سے سبزہ اگا زمین میں تو صبح کی سبزہ نے اس حال میں کہ خشک گھاس ہوکر ہوائیں اسے اڑا لیئے لگیں اور اللہ تعالے ہر ایک شے پر قادر ہے"

یعنی دنیا کی نضارت اور اس کی خزاں کی کیفیت انہیں مثال میں فرمائیں کہ حیات دنیا بھی ایسی ہی دل آویز اور دیدہ زیب ہے لیکن اسے پائیداری اور ثبات نہیں وہ بالکل اس حقیقت کے مشابہ ہے جیسے آسمان سے بارش ہوئی۔ سبزہ پر تازگی آگئی۔ سبزہ زار آنکھوں کو تازگی بخشنے لگا پھر فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ یعنی فَاشْتَبَكَ وَخَالَطَ بَعْضُهَا بَعْضًا لِكَثْرَتِهٖ۔ وہ پانی گھاس میں گیا اور اس سے ایک قسم کا سبزہ نہیں اگا بلکہ مخلوط سبزہ زمین سے اگا۔ بیلا چمبیلی۔ گلاب نسرین ونسترن۔ اسی سبزہ میں۔ نرگس۔ شہلا۔ نسترن۔ گیندہ بھی جھک پڑا۔ ہر طرف رنگ برنگ کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھول سبزہ پر کھل گئے کہ
فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا۔ اچانک لُو کے جھونکے آئے۔ رات بھر باد سموم چلی صبح جو دیکھا تو وہی سبزہ زار جس میں بہجت و نضارت تھی سب خشک ہو کر
تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ ہوا کے جھونکے اسے علیحدہ علیحدہ اڑا رہے ہیں تَذْرُوْهُ يَعْنِيْ تُطِيْرُهٗ ہشیم۔ خشک۔
"وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اللہ کی قدرت ہر شے پر کامل متصرف ہے۔
اب آگے مال و منال اور اولاد وغیرہ کی حقیقت کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ جو بھی مال و منال دنیا پر فخر کرتا ہے جیسے اس مومن کے کافر بھائی نے فخر کیا تھا جس کا ذکر ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہی حقیقت پھر بیان فرمائی جاتی ہے اور اسے دوسری مثال میں سمجھایا جاتا ہے۔
"اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ مال اور اولاد یہ زندگی دنیا کی زینت ہے"۔
اور حیوۃ دنیا کی زینت سریع الزوال ہے تو اس کا صغریٰ کبریٰ یوں ہوا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ سَرِيْعُ الزَّوَالِ وَكُلُّ مَاكَانَ سَرِيْعُ الزَّوَالِ يَقْبُحُ لِلْعَاقِلِ اَنْ يَّفْتَخِرَ بِهِمَا يُنْتِجُ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ يَقْبُحُ لِلْعَاقِلِ اَنْ يَّفْتَخِرَ بِهِمَا۔ مال و اولاد سریع الزوال ہے اور ہر وہ چیز جو سریع الزوال ہو عاقل کے لیے قبیح ہے کہ اس پر فخر کرے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مال و اولاد پر عاقل کے لیے فخر کرنا قبیح ہے۔ اور
"وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۔ اور باقی رہنے والے نیک عمل ان کا ثواب تیرے رب کے پاس بہتر اور امید میں سب سے بھلا ہے"۔
باقیات الصالحات سے اعمال خیر مراد ہیں جن کے ثمرے انسان کے لیے باقی رہتے ہیں جیسے صلوٰۃ پنجگانہ اور تسبیح و تحمید۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری سے ہے
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ قِيْلَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّحْمِيْدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حضور نے فرمایا باقیات الصالحات زیادہ جمع کرو عرض کیا گیا وہ کیا ہے فرمایا تکبیر۔ تہلیل۔ تسبیح۔ تحمید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ باقیات الصالحات ہیں اور یہ خطاؤں کو مٹا دیتے اور ایسے گرا دیتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں اور یہ جنت کے خزانوں سے ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاس بہترین ہے۔

اور خَیْرٌ اَمَلًا کے معنی ہیں حَیْثُ یَنَالُ بِہَا صَاحِبُہَا فِی الْاٰخِرَۃِ مَا یُؤَمِّلُہٗ بِہَا فِی الدُّنْیَا۔ خیر اَمل وہ ہے جس کا بدلہ آخرت میں بندہ حاصل کرے۔

" وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً وَّحَشَرْنٰہُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْہُمْ اَحَدًا۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم دیکھو گے زمین کو صاف کھلی ہوئی اور ہم انہیں محشور کریں گے اور ہرگز نہ چھوڑیں گے ان میں سے کسی کو"۔

اس میں نقشہ قیامت کا دکھایا گیا ہے چنانچہ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ کے معنی یہ ہیں یَوْمَ نَقْلَعُ الْجِبَالَ مِنْ اَمَاکِنِہَا وَنُسَیِّرُہَا فِی الْجَوِّ کَالسَّحَابِ۔ جس دن ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکھاڑ ڈالیں گے اور فضاء ہوائی میں وہ ابروں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

اور اسی کے ہم معنی دوسری جگہ بھی ارشاد ہے وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُہَا جَامِدَۃً وَّہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اور ایک مقام پر وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ ہَبَآءً مُّنْبَثًّا۔ بھی فرمایا گیا ہے۔ اور لَمْ نُغَادِرْ کے معنی لَمْ نَتْرُکْ ہیں یعنی نہ چھوڑیں گے ہم۔

" وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا۔ اور سب پیش ہوں گے تمہارے رب کے حضور صف باندھے ہوئے بیشک تم ہمارے حضور ویسے ہی پیش ہوگے جیسے پہلی بار ہم نے پیدا فرمایا تھا۔ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے"۔

یعنی ہر امت کی جماعتیں صف بستہ علیحدہ علیحدہ پیش ہوں گی اور وہ برہنہ تن ہوں گی جیسی کہ پیدا ہونے والے دن تھیں۔ انھیں جو حشر کے قائل نہ تھے انہیں فرمایا جائے گا کہ تم اس گمان میں تھے کہ تمہارے لیے حشر کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ آج دیکھو تم ہمارے سامنے موجود ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُنَادِیْ یَا عِبَادِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وَاَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ وَاَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ اُحْضُرُوْا حُجَّتَکُمْ وَیَسِّرُوْا اَجْوَابًا فَاِنَّکُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مُحَاسَبُوْنَ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ اَقِیْمُوْا عِبَادِیْ صُفُوْفًا عَلٰی اَطْرَافِ اَنَامِلِ اَقْدَامِہِمْ لِلْحِسَابِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ندا فرمائے گا اے میرے بندو میں تمہارا خدا ہوں جس کے کوئی معبود نہیں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں سب سے بڑا حاکم ہوں اور جلدی حساب لینے والا ہوں لاؤ اپنی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عذر خواہی اور تم پر جواب آسان ہوگا تم سوال کیسے جاؤ گے حساب لیے جاؤ گے۔

اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی صفیں ان کے پیروں کے بل حساب کے لیے کھڑی کرو۔

وَفِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ أَهْلُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ صَفًّا أَنْتُمْ مِنْهَا ثَمَانُوْنَ

جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور اسی صفیں حضور کے امتیوں کی ہوں گی۔

«وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا۔

اور اعمال نامہ رکھا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے ڈرتے ہوں گے اس سے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے ہائے افسوس اس اعمال نامہ کو کیا ہوا کہ نہ چھوڑا اس نے کوئی گناہ چھوٹا اور نہ بڑا مگر سب پر حاوی ہے اور پائیں گے ہر وہ عمل جو کیا تھا اپنے سامنے اور نہیں ظلم کرتا تمہارا رب کسی پر۔

کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے۔ مُشْفِقِيْنَ یعنی خائفین ڈرتے ہوئے دیکھ کر کہیں کہ یہ اعمال نامہ تو عجیب ہے جس میں ہمارے چھوٹے بڑے تمام جرائم جمع ہوں۔ اَحْصَاهَا۔ اس نے ہمارے سب عمل گھیر لیے ہیں۔

اور وہ اپنے اعمال اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ کہف۔ پ۱۵

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۵ مَا أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۵

اور یاد کرو جب ہم نے ملائکہ کو فرمایا سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے قوم جن سے تھا تو نکل گیا اپنے رب کے حکم سے تو کیا بناتے ہو اسے اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں اور برا ہے ظالموں کا بدلہ نہیں نے انہیں موجود رکھا آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت اور نہ خود ان کے اپنی جانوں کے پیدا کرتے وقت اور نہیں میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنی قوت بازو کرلوں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝

اور جس دن فرمائے گا کہ پکارو میرے شریکوں کو جنھیں تم گمان کرتے تھے تو پکاریں گے انھیں۔ تو نہ جواب دیں گے انھیں اور ہم ان کے مابین ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے۔

وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

اور دیکھیں گے قوم مجرم تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور نہ پائیں گے اس سے بھاگنے کی راہ۔

حلِّ لغات ساتواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۵

وَاِذْ۔ اور جب
قُلْنَا۔ کہا ہم نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو
اسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو
لِاٰدَمَ۔ آدم کو
فَسَجَدُوْٓا۔ تو سجدہ کیا انہوں نے
اِلَّآ۔ مگر
اِبْلِيْسَ۔ ابلیس نے
كَانَ۔ تھا وہ
مِنَ الْجِنِّ۔ جنوں سے
فَفَسَقَ۔ تو نکل گیا
عَنْ اَمْرِ۔ حکم
رَبِّهٖ۔ اپنے رب سے
اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ۔ کیا تم اسے بناتے ہو
وَذُرِّيَّتَهٗٓ۔ اور اسکی اولاد کو
اَوْلِيَآءَ۔ دوست
مِنْ دُوْنِيْ۔ میرے سوا
وَهُمْ۔ اور وہ
لَكُمْ۔ تمہارے
عَدُوٌّ۔ دشمن ہیں
بِئْسَ۔ برا ہے
لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کے لیے
بَدَلًا۔ بدلہ
مَآ۔ نہیں
اَشْهَدْتُّهُمْ۔ موجود رکھا ان کو میں نے
خَلْقَ۔ پیدائش
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے وقت
وَلَا۔ اور نہ
خَلْقَ۔ پیدائش
اَنْفُسِهِمْ۔ ان کی جانوں کے وقت
وَمَا۔ اور نہیں
كُنْتُ۔ ہوں میں
مُتَّخِذَ۔ بنانے والا
الْمُضِلِّيْنَ۔ گمراہ کرنے والوں کو
عَضُدًا۔ مددگار
وَيَوْمَ۔ اور جس دن
يَقُوْلُ۔ کہے گا
نَادُوْا۔ بلاؤ
شُرَكَآءِيَ۔ میرے شریکوں کو
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں
زَعَمْتُمْ۔ تم نے گمان کیا
فَدَعَوْهُمْ۔ تو وہ ان کو پکاریں گے
فَلَمْ۔ تو نہ
يَسْتَجِيْبُوْا۔ جواب دیں گے وہ انکو
لَهُمْ۔ ان کو
وَجَعَلْنَا۔ اور بنائیں گے ہم
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
مَوْبِقًا۔ ہلاکت کا میدان
وَرَاٰ۔ اور دیکھیں گے
الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم
النَّارَ۔ آگ کو
فَظَنُّوْٓا۔ تو یقین کرینگے کہ
اَنَّهُمْ۔ وہ
مُّوَاقِعُوْهَا۔ گرنے والے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اس ہیں — وَلَمْ۔ اور نہ — یَجِدُوْا۔ پائیں گے — عَنْهَا۔ اس سے
مَصْرِفًا۔ پھرنے کی جگہ

مختصر تفسیر اُردو ساتواں رکوع سورۂ کہف۔ پ ۱۵

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا۔"

وَاِذْ قُلْنَا اَیْ اُذْكُرْ وَقْتَ قَوْلِنَا۔ یعنی وہ وقت یاد فرمائیں جب ہم نے فرمایا لِلْمَلٰٓئِكَةِ كُلِّهِمْ تمام ملائکہ کو عام اس سے کہ ملائکہ سماویہ ہوں یا ملائکہ ارضیہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ وَّاِكْرَامٍ سجدہ کرو آدم کو سجدۂ تحیۃ و اکرام اَوِ اسْجُدُوْا تَحِیَّةً عَلٰی مَعْنَی اتَّخِذُوْهُ قِبْلَةً لِسُجُوْدِكُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ یا آدم علیہ السلام کو قبلہ کے قائم مقام بنا کر ان کی طرف سجدہ کرو اور وہ تمہارا سجدہ خالص اللہ تعالیٰ کو ہو۔ فَسَجَدُوْا كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِمْتِثَالًا لِلْاَمْرِ اِلَّآ اِبْلِیْسَ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ۔ تو تمام ملائکہ بموجب حکم الٰہی سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اس لیے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا۔ بلکہ كَانَ مِنَ الْجِنِّ وہ قوم جن سے تھا۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں فَكَاَنَّهٗ قِیْلَ مَا لَهٗ لَمْ یَسْجُدْ فَقِیْلَ كَانَ اَصْلُهٗ جِنِّیًّا وَهٰذَا ظَاهِرٌ فِیْ اَنَّهٗ لَیْسَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ گویا یوں فرمایا کہ اس کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی اصل جنی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا۔

ابن جریر نے سعد بن مسعود سے روایت کیا۔ كَانَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُقَاتِلُ الْجِنَّ فَسُبِیَ اِبْلِیْسُ وَكَانَ صَغِیْرًا فَكَانَ مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ فَتَعَبَّدَ بِالسُّجُوْدِ مَعَهُمْ۔ ملائکہ نے جن قتل کر دیے اور ابلیس کو قید کر دیا یہ چھوٹا تھا۔ ملائکہ کے ساتھ مل کر عبادت کرنی شروع کر دی۔ ان کی معیت میں سجدہ بھی کرتا رہا۔

اور جو لوگ ابلیس کو قوم ملائکہ سے ماننے والے ہیں ان کے لیے ابن منذر اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ قَاتَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَقْوَامًا زَعَمُوْٓا اَنَّ اِبْلِیْسَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جن کا یہ گمان ہے کہ ابلیس ملائکہ سے تھا وَاللّٰهُ تَعَالٰی یَقُوْلُ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتا ہے کہ وہ جن تھا۔

اور ابن جریر اور ابن الانباری اور ابو الشیخ فرماتے ہیں۔ مَاکَانَ اِبْلِیْسُ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاِنَّہٗ لَاَصْلُ الْجِنِّ کَمَا اَنَّ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَصْلُ الْاِنْسِ۔ ابلیس کبھی ایک پل کے لیے بھی ملائکہ سے نہ ہوا بلکہ وہ جنی الاصل تھا جیسے حضرت آدم علیہ السلام اصل انسان سے تھے۔

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ اَیْ فَخَرَجَ عَنْ طَاعَتِہٖ سُبْحٰنَہٗ۔ یعنی وہ اطاعت حکم سے سرتابی کر بیٹھا باآنکہ وہ ما مور بالاطاعت تھا۔ مگر سجدہ نہ کیا تو اس واقعہ کو سنا کر ارشاد ہے کہ اے بنی آدم۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَھُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا۔

کیا تم اسے اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو میرے سوا حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں کتنا برا ہے ظالموں کا یہ بدلا۔

یعنی ایسے سرکش کا اتباع کرتے ہو اپنے رب حقیقی کے سوا یہ برا بدلا ہے کہ اللہ تعالے کی اطاعت کرنے کی بجائے شیطان کے مطیع بنتے ہو حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ

" مَآ اَشْھَدْتُّھُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِھِمْ وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا۔ نہیں میں نے انھیں اپنے پاس بٹھایا زمین آسمان بناتے وقت اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری یہ شان کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو بناؤں"۔

یعنی اشیاء کے پیدا کرنے میں صرف اور صرف میں ہی خالق منفرد اور یگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریک عمل نہ مشیر کار پھر میرے سوا کسی کی عبادت وولایت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔

" وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْھُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَھُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَھُمْ مَّوْبِقًا وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مُّوَاقِعُوْھَا وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْھَا مَصْرِفًا۔ اور جس دن فرمائے گا (اللہ تعالے) کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکاریں گے تو وہ جواب نہ دیں گے اور کر دیں گے ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان اور دیکھیں گے مجرم جہنم کو تو یقین کر لیں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچنے کی کوئی جگہ"۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مَوْبِق جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اور ارباب لغت کہتے ہیں کہ موبق اسم مکان ہے وَبَقَ وَبُوْقًا سے جیسے وَثَبَ وَثُوْبًا اِذَا ھَلَکَ اَیْ ھَلَکَ ہلاکت کے معنی میں مستعمل ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ابن عمر اور انس بن مالک اور مجاہد فرماتے ہیں اِنَّہٗ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَجْرِیْ بِدَمٍ وَصَدِیْدٍ موبق یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔

وَعَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّہٗ نَهْرٌ فِی النَّارِ یَسِیْلُ نَارًا عَلٰی حَافَتَیْہِ حَیَّاتٌ اَمْثَالَ الْبِغَالِ السُّوْدِ۔ وہ ایک نہر ہے جہنم میں جس میں آگ چلتی ہے اور کناروں پر اژدھے مثل سیاہ خچروں کے ہیں۔

با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورہ کہف پ ۱۵

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۝

اور بے شک ہم نے پھیر پھیر کر اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں اور آدمی ہر شے سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝

اور کس چیز نے روکا آدمیوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب آ چکی ان کے پاس ہدایت اور بخشش مانگیں اپنے رب سے مگر یہ کہ آئے ان کے اوپر وہی طریقہ پہلوں کا یا آئے ان پہ عذاب قسم قسم کا۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝

اور نہیں بھیجتے ہم رسول مگر خوشی سناتے اور ڈراتے اور جھگڑتے ہیں وہ جو کافر ہیں باطل کے ساتھ تاکہ ہٹائیں اس سے حق کو اور پکڑا انہوں نے آیتوں کو جو ڈرانے والی باتیں ہیں تمسخر۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝

اور اس سے ظالم تر کون ہے جس کے آگے ذکر کی جائیں آیتیں ان کے رب کی تو منہ پھیریں ان سے اور بھول جائے وہ جو اپنے عمل آگے بھیج چکا ہم نے کر دیے ان کے دلوں پر غلاف کہ نہ سمجھ سکیں ان کو اور ان کے کانوں میں ثقل سماعت اور اگر تم بلاؤ انھیں ہدایت کی طرف تو ہرگز ہدایت نہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پائیں گے کبھی۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ط لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ط بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝

اور تمہارا رب بخشنے والا رحم والا ہے اگر وہ انھیں پکڑے ان کے کیے پر تو جلد بھیجے ان پر عذاب بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے ہرگز نہ پائیں گے اس کے مقابل اس کے سوا پناہ۔

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ رکھا ہے۔

حلِ لغات آٹھواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۵

وَلَقَدْ۔ اور بیشک	صَرَّفْنَا۔ طرح طرح سے بیان کیں ہم نے		فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ۔ اس
قرآن میں	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے	مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کی	مَثَلٍ۔ مثالیں
وَكَانَ۔ اور ہے	الْاِنْسَانُ۔ انسان	اَكْثَرَ۔ اکثر	شَیْءٍ۔ چیزوں سے
جَدَلًا۔ جھگڑالو	وَمَا۔ اور نہ	مَنَعَ۔ روکا	النَّاسَ۔ لوگوں کو
اَنْ۔ یہ کہ	یُّؤْمِنُوْا۔ ایمان لائیں	اِذْ۔ جب	جَآءَهُمُ۔ آئی انکے پاس
الْهُدٰى۔ ہدایت	وَيَسْتَغْفِرُوْا۔ اور بخشش مانگیں		رَبَّهُمْ۔ اپنے رب سے
اِلَّا۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	تَاْتِيَهُمْ۔ آئے ان کے پاس	
سُنَّةُ۔ طریقہ	الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں کا	اَوْ۔ یا	يَاْتِيَهُمُ۔ آئے انکے پاس
الْعَذَابُ۔ عذاب	قُبُلًا۔ سامنے	وَمَا۔ اور نہیں	نُرْسِلُ۔ بھیجتے ہم
الْمُرْسَلِيْنَ۔ پیغمبروں کو	اِلَّا۔ مگر	مُبَشِّرِيْنَ۔ خوشخبری دینے والے	
وَمُنْذِرِيْنَ۔ اور ڈرانے والے		وَيُجَادِلُ۔ اور جھگڑتے ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	بِالْبَاطِلِ۔ باطل کے ساتھ	لِيُدْحِضُوْا۔ تاکہ ہٹائیں	
بِهٖ۔ اسکے ساتھ	الْحَقَّ۔ حق کو	وَاتَّخَذُوْا۔ اور پکڑا انہوں نے	
اٰيٰتِيْ۔ میری آیتوں کو	وَمَا۔ اور جس سے	اُنْذِرُوْا۔ ڈرائے گئے	هُزُوًا۔ ٹھٹھا
وَمَنْ۔ اور کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنْ۔ اس سے جو	ذُكِّرَ۔ نصیحت کیا گیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِاٰیٰتِ۔ ساتھ آیات	رَبِّہٖ۔ اپنے رب کے	فَاَعْرَضَ۔ تو منہ پھیرا	عَنْھَا۔ اس سے
وَنَسِیَ۔ اور بھول گیا	مَا۔ جو	قَدَّمَتْ۔ آگے بھیجا	یَدٰہُ۔ اسکے ہاتھوں نے
اِنَّا۔ بیشک	جَعَلْنَا۔ ہم نے کیا	عَلٰی۔ اوپر	قُلُوْبِھِمْ۔ انکے دلوں کے
اَکِنَّۃً۔ پردہ	اَنْ۔ یہ کہ	یَّفْقَھُوْہُ۔ سمجھیں اسکو	وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ۔ اور انکے
کانوں ہیں	وَقْرًا۔ بوجھ	وَاِنْ۔ اور اگر	تَدْعُھُمْ۔ تو انہیں بلائے
اِلَی۔ طرف	الْھُدٰی۔ ہدایت کی	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	یَّھْتَدُوْٓا۔ ہدایت پائیں
اِذًا۔ اس وقت	اَبَدًا۔ کبھی بھی	وَرَبُّکَ۔ اور تیرا رب	الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا
ذُو الرَّحْمَۃِ۔ رحمت کرنے والا ہے		لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ۔ اگر ان کو پکڑے	
بِمَا۔ ساتھ اسکے	کَسَبُوْا۔ جو کمایا انہوں نے	لَعَجَّلَ۔ تو جلدی کرے	لَھُمُ۔ ان کے لیے
الْعَذَابَ۔ عذاب	بَلْ۔ بلکہ	لَّھُمْ۔ ان کے لیے	مَّوْعِدٌ۔ وعدہ ہے
لَّنْ۔ ہرگز نہ	یَّجِدُوْا۔ پائیں گے	مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا	مَوْئِلًا۔ پناہ کی جگہ
وَتِلْکَ۔ اور یہ	الْقُرٰٓی۔ بستیاں ہیں	اَھْلَکْنٰھُمْ۔ کہ ہم نے ہلاک کیا ان کو	
لَمَّا۔ جب	ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا انہوں نے	وَجَعَلْنَا۔ اور بنایا ہم نے	لِمَھْلِکِھِمْ۔ انکی ہلاکت کیلئے
مَّوْعِدًا۔ وعدہ کا وقت			

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۂ کہف۔ پ ۱۵

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَھُمُ الْھُدٰی وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّھُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا۔

اور بے شک ہم نے لوٹ پھیر کر اس قرآن میں لوگوں کے لیے بہت سی مثالیں بیان فرمائیں۔ اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے اور کس چیز نے روکا انسان کو ایمان لانے سے جب آچکی اس کے پاس ہدایت اور بخشش مانگنا اپنے رب سے مگر یہ کہ ان پر طریقہ پہلوں کا آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا کا مفہوم کَرَّرْنَا وَاَوْرَدْنَا عَلٰی وُجُوْہٍ کَثِیْرَۃٍ ہے یعنی بار بار متعدد مثالوں سے ہم نے اس قرآن کریم میں بیان فرمایا لیکن انسان اپنی جبلت سے ہر شے پر جھگڑالو ہی واقع ہوا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیث قال وکان الانسان اکثر شئ جدلا۔ اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔
والظاہر انہ لیس المراد انسانا معینا۔ ظاہر آیت سے بھی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ہر انسان کے لیے فرمایا گیا اس میں انسان معین مراد نہیں اور
وقیل المراد بہ النضر بن الحارث۔ ایک قول ہے اس سے مراد نضر بن حارث ہے۔
وقیل ابن الزبعری۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد ابن زبعری ہے۔
وقال ابن السائب ابی بن خلف وکان جدالہ فی البعث اتی بعظم قد رم فقال ایقدر اللہ تعالی علی اعادۃ ھذا وفتہ بیدہ۔ اور ابن سائب کا قول ہے کہ وہ ابی بن خلف ہے ان کا جھگڑا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر تھا۔ چنانچہ یہ ایک گلی ہوئی ہڈی لایا اور ہتھیلی سے مل کر بولا کیا اللہ تعالی اس کے زندہ کرنے پر قادر ہے۔
"وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی۔ اور کس بات نے روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب کہ ان کے پاس ہدایت آگئی"۔
یعنی قرآن کریم اور نبی رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہدایت اور فنون معانی سے آچکے تو ان پر لازم تھا کہ یہ ایمان لاتے۔ یہاں ما استفہامیہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ای شئ منعھم کیا چیز ہے جس نے انہیں ایمان لانے سے روکا۔
"ویستغفروا ربھم"۔ اور توبہ کر کے اپنے رب سے خطاؤں کی معافی مانگتے۔
"الا ان تاتیھم سنۃ الاولین۔ مگر یہ کہ پہلے ہی طریقہ کا انتظار کر رہے یعنی وھم من ھلاک من الامم السالفۃ۔ وہی ہلاکت جس سے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔ سنۃ الاولین سے مراد اھلاک بعذاب الاستیصال ہے۔
"او یاتیھم العذاب قبلا۔ یا آئے ان پر عذاب قسم قسم کا"۔ قبلا۔ قبل سے ہے او یاتیھم العذاب انواعا والوانا۔ قبلا کے معنی ہیں انواع والوان کا عذاب آنا۔
"وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین۔ اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر خوشی سناتے اور ڈر سناتے" یعنی مومنین کو بشارت جنت دیتے ہیں اور کافر وعصیان شعار کو عذاب کا ڈر سناتے۔
"ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق۔ اور جھگڑتے ہیں وہ جو کافر ہیں باطل پر تاکہ ہٹا دیں اس سے حق"۔
لیدحضوا کے معنی ہیں لیزیلوا او یبطلوا۔ تاکہ وہ ہٹا دیں حق سے باطل پرستی کر کے اور اس کی اصل

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اِدْحَاض کی اِزْلَاق ہے یعنی پھسلا دینا وَالدَّحْضُ الطِّيْنُ الَّذِيْ يَزْلِقُ فِيْہِ۔ دحض کیچڑ میں پھسلنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

"وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا۔ اور وہ میری آیتوں کا اور ان احکام کا جو ڈر سنانے والی ہیں مذاق بنالتے ہیں"

کہیں انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہہ کر استہزاء کرتے ہیں کہ بشر نہ کہیں تو کیا کہیں۔ مشرکین یہی کہتے تھے مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ وغیرہ وغیرہ اور اس امر پر غور نہ کیا کہ نبی من حیث النبی نبی ہے۔ اور وہ تمام غیوب پر خبردار ہی نہیں بلکہ خبر دینے والا ہے اس لیے کہ نبی نبا سے ہے اور نبا خبر کو کہتے ہیں تو نبی خبر دینے والا ہوا تو اگر سمجھتے تو یہی فرق ایمان والے کے لیے کم نہیں۔

علاوہ ازیں خود نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق ظاہر فرمایا مَنْ مِّنْكُمْ مِّثْلِيْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ۔ تم میں میرا مثل کون ہے۔ میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ بھی فرمایا کہ میرے رب کے ساتھ میرا وقت خاص ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل تک کی رسائی نہیں۔ یہ جانئے کہ جاہل اپنی جہالت سے لوگوں کو جہالت کا شکار بنا کر حق سے ادحاض و ازلاق چاہتے ہیں اور مجنونانہ استہزاء کرتے ہیں۔ لہذا ان کو وعید شدید فرمایا۔

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ۔ اور کون ظالم ترین ہے اس سے جسے اس کے رب کی آیتیں یاد کرائی جائیں تو وہ ان سے اعراض و انحراف کرے اور بھول جائے وہ جو اس کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں"۔

یعنی اس سے ظالم تر کون ہو سکتا ہے جو آیات کلام الٰہی سن کر اعراض کرے اور اپنا کفر اور بداعمالیاں بھول جائے جن کا بدلہ اس کے نامۂ اعمال میں جمع ہے۔

"اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ ہم نے کر دیے ان کے دلوں پر غلاف تاکہ قرآن نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل ہے"۔

اَكِنَّة کے معنی اَغْطِيَہ کے ہیں یہ كِنَان کی جمع ہے اور اَغْطِيَہ غطا کی جمع ہے۔ اور غطا پردہ یا غلاف کو کہتے ہیں اور وَقْر ثقل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی بہرے پن کو وقر کہتے ہیں۔

"وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ اور اگر آپ انہیں بلائیں ہدایت کی طرف

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو ہرگز راہ نہ پائیں گے کبھی"۔

بلکہ اپنی گمراہی پر ہی جمے رہیں گے اس لیے کہ ان کی جبلت ہی کفر یہ ہے یہ ان کافروں کے لیے وعید شدید ہے جن کا علم اللہ میں ایمان قبول کرنا ہی مقدر نہیں ہے جیسا قال الآلوسی

وَالْاٰیَۃُ فِیْ اُنَاسٍ عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُوَافَاتَھُمْ عَلَی الْکُفْرِ مِنْ مُّشْرِکِیْ مَکَّۃَ۔

اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسے مشرکوں کا اسی وقت قلع قمع کیوں نہ فرمایا گیا اس کا جواب بطور دفع دخل مقدر ارشاد ہے۔

"وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَۃِ لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ بِمَا کَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَھُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّھُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ مَوْئِلًا۔ اور تمہارا رب بخشنے والا۔ رحم والا ہے اگر وہ انہیں ان کے کرتوت پر گرفت کرتا تو جلد ان پر عذاب لاتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے۔ جب ہرگز وہ اس کے سوا کوئی پناہ نہ پائیں گے"۔

مَوْئِلًا۔ کے معنی ہیں فراء کہتے ہیں لَنْ مَلْجَأً یعنی نجات۔ محاورہ میں کہتے ہیں وَالَتْ نَفْسُ فُلَانٍ اَیْ نَجَتْ فلاں کی جان بچ گئی یعنی نجات پا گئی۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں ھُوَ الْمَلْجَأُ یُقَالُ وَالَی فُلَانٌ اِلٰی کَذَا یَئِلُ وَاْلًا وَوُؤُلًا اِذَا لَجَأَ وَتَفْسِیْرُہٗ بِالْمَلْجَأِ۔ بہرحال نجات اور خلاصی کے معنی میں اس کا استعمال ہے۔

"وَتِلْکَ الْقُرٰی اَھْلَکْنٰھُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَھْلِکِھِمْ مَّوْعِدًا۔ اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ رکھا تھا"۔

جیسے قوم لوط۔ ثمود۔ عاد۔ ایکہ۔ قوم نوح وغیرہ وغیرہ۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورہ کہف۔ پ ۱۵

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىہُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۔

اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم سے میں باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا گزرتا چلا جاؤں گا قرنوں۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِھِمَا نَسِیَا حُوْتَھُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ

تو جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے بھول گئے اپنی مچھلی اور پکڑی اس نے اپنی راہ دریا میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَرَبًا ۝

سرنگ بنا کر

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝

تو جب وہاں سے گزر گئے فرمایا اپنے خادم کو لاؤ ہمارا ناشتہ بے شک پایا ہم نے اپنے اس سفر میں مشقت کو

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝

تو بولا خادم دیکھئے جب ہم آئے اس چٹان کے پاس تو بھول گئے ہم مچھلی اور نہیں بھلایا مجھے مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے سمندر میں اپنی راہ حیرتناک صورت میں بنا لی۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں پر نشان دیکھتے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

تو پایا دونوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝

کہا موسیٰ نے اسے کیا میں تمہاری اتباع میں رہوں اس شرط پر کہ تم سکھاؤ مجھے اس سے جو تعلیم ہوئی تمہیں نیکی کی۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

بولا تم ہرگز نہیں طاقت رکھتے میرے ساتھ صبر کی۔

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

اور کیسے صبر کریں گے آپ اس پر جس پر آپ کا علم محیط نہیں۔

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝

کہا عنقریب پائیں گے آپ اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا اور نہ خلاف کروں گا آپ کی کسی حکم میں۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

کہا آپ اگر میری پیروی کریں تو نہ پوچھیں مجھ سے کچھ جب تک کہ میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلِ لغات نواں رکوع سورۂ کہف پ ۱۵

وَاِذْ۔ اور جب — قَالَ۔ کہا — مُوْسٰی۔ موسیٰ نے — لِفَتٰىهُ۔ اپنے خادم سے

لَآ اَبْرَحُ۔ میں ہمیشہ چلونگا — حَتّٰی۔ یہاں تک کہ — اَبْلُغَ۔ میں پہنچوں — مَجْمَعَ۔ ملنے

الْبَحْرَیْنِ۔ دو سمندروں کے اَوْ۔ یا — اَمْضِیَ۔ چلا جاؤں میں — حُقُبًا۔ کئی حقبے

فَلَمَّا۔ پھر جب — بَلَغَا۔ پہنچے وہ دونوں — مَجْمَعَ۔ جگہ ملنے — بَیْنِهِمَا۔ ان دونوں کے

نَسِیَا۔ تو بھول گئے — حُوْتَهُمَا۔ اپنی مچھلی — فَاتَّخَذَ۔ اور بنایا اس نے — سَبِیْلَهٗ۔ اپنا رستہ

فِی الْبَحْرِ۔ سمندر میں — سَرَبًا۔ سرنگ بنا کر — فَلَمَّا۔ پھر جب — جَاوَزَا۔ گذرے

قَالَ۔ کہا موسیٰ نے — لِفَتٰىهُ۔ اپنے خادم کو — اٰتِنَا۔ لاؤ ہمارے پاس — غَدَآءَنَا۔ ہمارا کھانا

لَقَدْ۔ بیشک — لَقِیْنَا۔ پہنچی ہمیں — مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا۔ اپنے اس سفر سے

نَصَبًا۔ مشقت — قَالَ۔ بولا — اَرَءَیْتَ۔ کیا دیکھا آپ نے

اِذْ۔ جب — اَوَیْنَا۔ جگہ پکڑی ہم نے — اِلَی۔ طرف — الصَّخْرَةِ۔ پتھر کی

فَاِنِّیْ۔ تو بیشک میں — نَسِیْتُ۔ بھول گیا — الْحُوْتَ۔ مچھلی کو — وَمَا۔ اور نہ

اَنْسٰىنِیْهُ۔ بھلائی مجھے وہ مچھلی — اِلَّا۔ مگر — الشَّیْطٰنُ۔ شیطان نے

اَنْ۔ یہ کہ — اَذْكُرَهٗ۔ میں ذکر کروں اس کا — وَاتَّخَذَ۔ اور پکڑا اس نے — سَبِیْلَهٗ۔ اپنا رستہ

فِی الْبَحْرِ۔ سمندر میں — عَجَبًا۔ عجب طرح — قَالَ۔ فرمایا — ذٰلِكَ۔ یہی تھی

مَا۔ وہ جگہ — كُنَّا۔ جس کو ہم — نَبْغِ۔ ڈھونڈتے تھے — فَارْتَدَّا۔ تو واپس ہوئے

عَلٰی۔ اوپر — اٰثَارِهِمَا۔ اپنے قدموں کے — قَصَصًا۔ کھوج لگاتے — فَوَجَدَا۔ تو پایا ان دونوں

نے — عَبْدًا۔ ایک بندہ — مِّنْ عِبَادِنَا۔ ہمارے بندوں سے

اٰتَیْنٰهُ۔ کہ دی ہم نے اس کو — رَحْمَةً۔ رحمت — مِّنْ عِنْدِنَا۔ اپنے پاس سے

وَعَلَّمْنٰهُ۔ اور سکھایا ہم نے اس کو — مِنْ لَّدُنَّا۔ اپنے پاس سے — عِلْمًا۔ علم

قَالَ۔ فرمایا — لَهٗ۔ اسے — مُوْسٰی۔ موسیٰ نے — هَلْ۔ کیا

اَتَّبِعُكَ۔ پیروی کروں میں تیری — عَلٰی۔ اس پر — اَنْ۔ یہ کہ

تُعَلِّمَنِ۔ سکھائے تو مجھ کو — مِمَّا۔ اس چیز سے — عُلِّمْتَ۔ جو تو سکھایا گیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رُشْدًا ۔ بھلائی	قَالَ ۔ بولا	اِنَّكَ ۔ یقیناً آپ	لَنْ ۔ کبھی نہ
تَسْتَطِیْعَ ۔ کرسکیں گے	مَعِیَ ۔ میرے ساتھ	صَبْرًا ۔ صبر	وَكَیْفَ ۔ اور کیسے
تَصْبِرُ ۔ صبر کریں گے آپ	عَلٰی ۔ اوپر	مَا ۔ اس کے	لَمْ تُحِطْ ۔ جو نہ گھیرا تم نے
بِہٖ ۔ اسکو	خُبْرًا ۔ علم سے	قَالَ ۔ فرمایا	سَتَجِدُنِیْٓ ۔ جلدی پاؤ گے تم
مجھ کو	اِنْ ۔ اگر	شَآءَ ۔ چاہا	اللّٰهُ ۔ اللہ نے
صَابِرًا ۔ صبر کرنے والا	وَلَآ ۔ اور نہ	اَعْصِیْ ۔ نافرمانی کروں گا	لَكَ ۔ تیری
اَمْرًا ۔ کسی کام میں	قَالَ ۔ بولا	فَاِنِ ۔ تو اگر	اتَّبَعْتَنِیْ ۔ آپ پیروی کریں
میری	فَلَا ۔ تو نہ	تَسْئَلْنِیْ ۔ سوال کرنا مجھ سے	
عَنْ شَیْءٍ ۔ کسی چیز کا	حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ	اُحْدِثَ ۔ میں بیان کروں	لَكَ ۔ آپ کے لیے
مِنْهُ ۔ اس کا	ذِكْرًا ۔ تذکرہ		

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع ۔ سورۂ کہف ۔ پ ۱۵

" وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۔

اور یاد کیجیے جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم سے میں باز نہ رہوں گا جبتک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں گا ۔ تو جب دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس مچھلی نے سمندر میں راہ پکڑی سرنگ بناتے ہوئے تو جب دونوں وہاں سے آگے نکلے تو موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ بے شک ہمیں اس سفر میں مشقت ہوئی "۔

یہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں جو بقول اصح بنی اسرائیل کے نبی تھے ۔ اگرچہ اہل کتاب یہودی اور عیسائیوں نے اختلاف کیا ہے ۔

اور فتیٰ سے مراد خادم ہے اس لیے کہ عرب خادم کو فتیٰ بولتے ہیں ۔

ایک قول ہے وہ یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھے ۔

ایک قول ہے ابن اخت یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے کہ وہ یوشع علیہ السلام کے بھائی تھے۔
بہرحال یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے اور آپ کے شاگرد بھی تھے۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔
لَآ اَبْرَحُ۔ میں کبھی باز نہ رہوں گا۔ بَرِحَ افعال ناقصہ سے ہے جیسے زَالَ یَزَالُ۔ اس کے معنے لَا اَزَالُ یعنی ہمیشہ کوشش کروں گا ہوتے ہیں۔
"حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۔ یعنی میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا حتیٰ کہ مجمع البحرین تک نہ پہنچوں چاہے اس کوشش میں حقب ہی کیوں نہ گذر جائیں"۔
حقب۔ زمانہ طویل کو بھی کہتے ہیں گویا اس کے معنی یہ ہوئے اَیْ لَا اَزَالُ اَسِیْرُ فِیْ کُلِّ حَالٍ حَتّٰی اَبْلُغَ اِلَّا اَنْ اَمْضِیَ زَمَانًا اَتَیَقَّنُ فَوَاتَ الْمَجْمَعِ۔ یعنی ہمیشہ سفر کرتا رہوں گا جبتک نہ پہنچوں یا یہ کہ زمانہ طویل گذر جائے۔
وَالْحُقُبُ بِضَمَّتَیْنِ یَعْنِیْ ح قا دونوں پر پیش ہے
اور ایک قول ہے کہ ح مضموم اور ق ساکن ہے۔
وَفِی الْقَامُوْسِ جَمْعُہٗ اَحْقَابٌ وَاَحْقُبٌ وَفِی الصِّحَاحِ اِنَّ الْحُقُبَ بِالضَّمِّ یُجْمَعُ عَلٰی حِقَابٍ مِثْلُ قُفٍّ وَقِفَافٍ۔
وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً۔ حقب اسی برس کا ہوتا ہے۔
وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ سَبْعُوْنَ سَنَۃً۔ حسن کے نزدیک ستر سال کا حقب ہے
اور قاموس میں ہے اَلْحِقْبَۃُ بِالْکَسْرِ مِنَ الدَّھْرِ مُدَّۃٌ لَا وَقْتَ لَھَا۔ حِقبہ بالکسر وہ زمانہ ہے جس کی مدت کے اختتام کا کوئی وقت نہ ہو۔
اور اس واقعہ کی وجہ یہ ہوئی کَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ:
اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَامَ خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِذْ لَمْ یَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَیْہِ سُبْحٰنَہٗ فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ اَنَّ لِیْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ ھُوَ اَعْلَمُ مِنْکَ الحدیث
حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے کہ آپ سے سوال ہوا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں۔
تو اس پر آپ کے مرتبہ کے موافق عتاب ہوا اس لیے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا علم ہے۔
چنانچہ آپ کو اللہ تعالے نے وحی کی کہ ایک ہمارا بندہ مجمع البحرین میں تم سے زیادہ عالم ہے۔
دوسری روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اور عرض کی۔
اَیْ رَبِّ اِنْ کَانَ فِیْ عِبَادِكَ اَحَدٌ ھُوَ اَعْلَمُ مِنِّیْ فَدُلَّنِیْ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ نَعَمْ فِیْ عِبَادِیْ مَنْ ھُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ ثُمَّ نَعَتَ لَہٗ مَکَانَہٗ وَاَذِنَ لَہٗ فِیْ لُقْیَتِہٖ۔
الٰہی! اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ دے تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا ہاں میرے بندوں میں تجھ سے زیادہ عالم ہیں پھران کا پتہ دیا اور ملاقات کی اجازت ہوئی۔
ایک روایت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال تھا کہ ان سے زیادہ عالم ان کے زمانہ میں کوئی نہیں تو آپ نے بارگاہ حق میں عرض کی۔ یَارَبِّ فَھَلْ فِی الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنِّیْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَیْنَ ھُوَ قِیْلَ لَہٗ عِنْدَ الصَّخْرَۃِ الَّتِیْ عِنْدَ ھَا الْعَیْنُ فَخَرَجَ مُوْسٰی یَطْلُبُہٗ حَتّٰی کَانَ مَا ذَکَرَ اللہُ تَعَالٰی۔
آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی الٰہی زمین میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہے؟ ارشاد ہوا ہاں۔ عرض کی وہ کہاں ہے۔ ارشاد ہوا اس چٹان کے پاس جس کے قریب چشمہ ہے چنانچہ آپ اس کی تلاش میں نکلے جیسا کہ ارشاد ہے۔
"فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِھِمَا نَسِیَا حُوْتَھُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا۔ تو جب دونوں پہنچے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ اپنی مچھلی بھول گئے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر۔
اور اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جب فرمایا کہ موسیٰ وہ میرا بندہ جو زیادہ عالم ہے وہ مجمع بحرین میں ہے تو آپ نے عرض کی، یَارَبِّ کَیْفَ لِیْ بِہٖ الٰہی تو کس طرح میری اس سے ملاقات ہوگی تو ارشاد ہوا۔
تَاْخُذُ مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُہٗ فِیْ مِکْتَلٍ فَحَیْثُمَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَھُوَ ثَمَّ۔ تم اپنے توشہ دان میں ایک مچھلی رکھ لو اور چلو تو جہاں وہ مچھلی تمہارے توشہ دان سے نکل جائے وہی اس بندے کا مقام ہے۔
فَاَخَذَ حُوْتًا وَجَعَلَہٗ فِیْ مِکْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَہٗ فَتَاہُ حَتّٰی اَتَیَا الصَّخْرَۃَ وَکَانَتْ عِنْدَ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ وَضَعَا رُؤُسَھُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِی الْمِکْتَلِ فَخَرَجَ مِنْہُ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ۔
تو آپ نے مچھلی توشہ دان میں رکھی اور روانہ ہوئے اور وہ خادم یا شاگرد حضرت یوشع علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ ہولیے حتیٰ کہ اس صخرہ کے پاس آئے اور دونوں مجمع بحرین کے پاس سو گئے اور مچھلی توشہ دان سے تڑپ کر دریا میں چلی گئی۔
اور ایک روایت میں ہے رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَغَیْرُہٗ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَالَ لِمُوْسٰی خُذْ نُوْنًا مَیِّتًا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَیْثُ ھُوَ یَنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ فَاَخَذَ ذَالِکَ فَجَعَلَہٗ فِیْ مِکْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاہُ لَا اُکَلِّفُکَ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنِیْ بِحَیْثُ یُفَارِقُکَ الْحُوْتُ قَالَ مَا کَلَّفْتَ کَثِیْرًا فَبَیْنَمَا ھُمَا فِیْ ظِلِّ صَخْرَۃٍ اِذَا اضْطَرَبَتِ الْحُوْتُ حَتّٰی دَخَلَ الْبَحْرَ وَمُوْسٰی نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاہُ لَا اُوْقِظُہٗ حَتّٰی اِذَا اسْتَیْقَظَ نَسِیَ اَنْ یُخْبِرَہٗ۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک مچھلی رکھ لو تو جب اس میں جان آجائے تو وہاں تمہیں وہ بندہ ملے گا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اپنے خادم کو فرمایا کہ میں تمہیں زیادہ تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ مچھلی کا خیال رکھو جب یہ زندہ ہو کر تم سے علیحدہ ہو جائے تو مجھے خبر دو۔

حضرت یوشع نے عرض کیا حضور یہ بھی کوئی تکلیف ہے۔ میں ضرور اسکی نگرانی کروں گا۔

تو جب وہ دونوں اس چٹان کے پاس پہنچے تو وہ مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی اور موسیٰ علیہ السلام اس وقت خواب استراحت میں تھے۔ حضرت یوشع نے خیال کیا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو جب بیدار ہوں گے کہہ دوں گا۔

لیکن جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت یوشع اس کا تذکرہ کرنا بھول گئے

اور مسلم شریف کی روایت میں اس طرح ہے کہ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَالَ لَہٗ اٰیَۃُ ذَالِکَ اَنْ تَزَوَّدَ حُوْتًا مَالِحًا فَھُوَ حَیْثُ تَفْقِدُہٗ۔ فَفَعَلَ حَتّٰی اِذَا انْتَھَیَا اِلَی الصَّخْرَۃِ وَانْطَلَقَ مُوْسٰی یَطْلُبُہٗ وَوَضَعَ فَتَاہُ الْحُوْتَ عَلَی الصَّخْرَۃِ فَاضْطَرَبَ وَدَخَلَ الْبَحْرَ فَقَالَ فَتَاہُ اِذْ جَاءَ نَبِیُّ اللہِ تَعَالٰی حَدَّثْتُہٗ فَاَنْسَاہُ الشَّیْطَانُ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس بندہ کی نشانی معلوم کرنے کے لیے اپنے ناشتہ دان میں ایک مچھلی نمکین تل کر رکھو جہاں وہ مچھلی ناشتہ دان سے نکل جائے وہی اس کا مقام ہے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ اس چٹان کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بندہ کی تلاش کے لیے نکلے اور خادم نے وہ مچھلی چٹان پر رکھ دی وہاں سے وہ مچھلی تڑپ کر دریا میں چلی گئی۔ خادم نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان سے عرض کروں گا پھر شیطان نے اسے بھلا دیا۔

اور اس مقام پر اس مچھلی کے زندہ ہونے کا سبب یہ تھا جو آلوسی فرماتے ہیں۔

وَسَبَبُ حَیٰوۃِ الْحُوْتِ عَلٰی مَا فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَ الصَّخْرَۃِ مَاءُ الْحَیٰوۃِ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ خَلَدَ وَلَا یُقَارِبُہٗ مَیِّتٌ اِلَّا حَیَّ فَاَصَابَ شَیْءٌ مِنْہُ الْحُوْتَ فَحَیِیَ

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس چٹان کے پاس چشمہ ماء الحیوۃ تھا جو اس سے پی لیتا وہ ہمیشہ زندہ رہتا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس چشمہ کے پاس سے کوئی میت نہیں گذری مگر زندہ ہوگئی تو اس مچھلی کو بھی کچھ اس پانی سے پہنچا تو وہ زندہ ہوگئی۔

چنانچہ ایک روایت ہے کہ حضرت یوشع نے اس پانی سے وضو کیا تو اس کا چھینٹا اس مچھلی کو پہنچ گیا جس سے وہ زندہ ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع نے اس مچھلی میں سے دو وقت کھایا باقی جو بچی وہ زندہ ہوکر

"فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا۔ اس نے اپنا راستہ سرنگ کی صورت میں پکڑا۔"

اور اس کی تشریح حدیث شیخین اور ترمذی اور نسائی وغیرہ میں اس طرح ہے اِنَّ اللّٰهَ اَمْسَكَ عَنْ جَرْيَةِ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ۔ اللہ تعالے نے دریا کے بہاؤ کو روکا اور محراب نما راستہ بنا دیا۔

اس مچھلی کی نسل سے ابوحامد اندلسی نے ملاحظہ فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں۔

رَاَيْتُ سَمَكَةً بِقُرْبِ مَدِيْنَةِ سَبْتَةَ مِنْ نَسْلِ الْحُوْتِ الَّذِيْ تَزَوَّدَهُ مُوْسٰى وَفَتَاهُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاَكَلَا مِنْهُ وَهِيَ سَمَكَةٌ طُوْلُهَا اَكْثَرُ مِنْ ذِرَاعٍ وَعَرْضُهَا شِبْرٌ وَاَحَدُ جَنْبَيْهَا شَوْكٌ وَعِظَامٌ وَجِلْدٌ رَقِيْقٌ عَلٰى اَحْشَائِهَا وَلَهَا عَيْنٌ وَاحِدٌ وَرَاْسُهَا نِصْفُ رَاْسٍ مَتٰى رَاهَا مِنْ هٰذَا الْجَانِبِ اِسْتَقْذَرَهَا حَيْثُ اِنَّهَا مَاكُوْلَةٌ مَيْتَةٌ وَنِصْفُهَا الْاٰخَرُ صَحِيْحٌ وَالنَّاسُ يَتَبَرَّكُوْنَهَا وَيُهْدُوْنَهَا اِلَى الْاَمَاكِنِ الْبَعِيْدَةِ۔

میں نے یہ مچھلی سبتہ شہر کے قریب دیکھی جو اسی نسل سے تھی جسے حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام نے تل کر ناشتہ میں رکھا تھا اس کا طول شرعی گز یعنی ۱۲ گرہ تھا اور عرض ایک بالشت تھا۔

ایک پہلو میں ہڈی کانٹے تھے اور ایک طرف باریک کھال آنتوں پر تھی۔ اس کی ایک آنکھ اور نصف سر تھا۔ اسے دیکھنے والا مری ہوئی گمان کر سکتا تھا۔ لیکن آدھا حصہ صحیح ہے لوگ اسے تبرکاً ہدیوں میں دور دور بھیجتے ہیں۔

اور ایسا ہی ابو شجاع کہتے ہیں۔

"فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ تو جب وہاں سے گذر گئے تو فرمایا اپنے خادم کو لاؤ ہمارا ناشتہ بیشک آج کے اس سفر میں ہمیں بہت تکان ہوئی۔"

اس لیے کہ یہاں سے بقیہ دن اور رات چلے جب دوسرے دن صبح ہوئی اور دن چڑھ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھوک محسوس فرمائی۔ تو آتنا غداءنا فرمایا یعنی وہ ناشتہ لاؤ جو ہمارے ساتھ توشہ دان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے۔ نصب کے معنی تعب۔ محنت اور تکان کے ہیں۔ اس لیے کہ اس سے پہلے جتنا سفر کیا اس میں تکان نہیں ہوئی تھی۔ حیث قال

فَقَدْ صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَجِدْ مُوْسٰی شَیْئًا مِنَ النَّصَبِ حَتّٰی جَاوَزَ الْمَکَانَ الَّذِیْ اُمِرَبِہٖ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس صخرہ تک قطعاً تکان نہیں ہوئی جہاں تک کا ان کو حکم تھا۔ اور اس صخرہ تک آپ چالیس روز میں تشریف لائے اس مدت میں آپ کو بھوک بھی نہیں لگی۔ کَمَا قَالَ اَبِیْ بَکْرِبْنِ غَالِبِ بْنِ عَطِیَّۃَ۔

تو اس وقت حضرت یوشع علیہ السلام کو وہ مچھلی کا نکلنا اور پانی میں جانا یاد آیا تو عرض کیا۔

قَالَ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَۃِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسٰنِیْہُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْکُرَہٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا۔ دیکھئے جب ہم آئے اس چٹان کے پاس تو میں بھول گیا مچھلی اور نہیں بھلایا مجھے مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور راہ لی دریا میں اس مچھلی نے عجیب طرح۔

اَوَیْنَا کے معنی اِلْتَجَاْنَا اِلَیْہَا وَاَقَمْنَا عِنْدَھَا۔ یعنی سہارا لینا اور اس کے پاس قیام کرنا ہیں۔

اور اِذْ اَوَیْنَا کے ساتھ گذشتہ مقام اس لیے یاد دلایا کہ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب فرمایا تھا۔ وَذُکِرَ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃُ قَرِیْبَۃً مِنْ نَھْرِ الزَّیْتِ وَھُوَ نَھْرٌ مَعِیْنٌ عِنْدَہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الشَّجَرِ الزَّیْتُوْنَۃِ۔ اور یہ صخرہ نہر زیت کے قریب ہے اور وہ نہر میٹھے پانی کی ہے جس کے نزدیک زیتون کے درخت ہیں۔

تو حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب آپ استراحت میں تھے اس وقت وہ مچھلی تڑپی اور دریا میں چلی گئی میں نے خیال کیا کہ آپ کو نہ جگاؤں بعد میں عرض کردوں گا پھر شیطان نے ایسا بھلایا کہ یاد ہی نہ رہا یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"قَالَ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِھِمَا قَصَصًا۔ فرمایا یہی وہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔

فَارْتَدَّا اَیْ رَجَعَا تو پلٹے اپنے پیروں پر یعنی الٹے لوٹے اپنی اسی راہ" جس سے آگے آئے تھے۔

قَصَصًا کے معنی یَتَّبِعَانِہَا اِتِّبَاعًا فَھُوَ مِنْ قَصَّ اَثَرَہٗ اِذَا تَبِعَہٗ۔ یعنی جن قدموں سے صخرہ سے آگے آئے تھے انھیں قدموں کے نشان پر واپس لوٹے۔

"فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا۔ تو پایا ان دونوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے"۔

جمہور کی یہی تحقیق ہے کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک قول ہے کہ وہ حضرت یسع تھے۔
ایک قول ہے کہ وہ حضرت الیاس تھے۔
ایک قول ہے کہ وہ فرشتہ تھا فرشتوں میں سے۔ لیکن یہ تمام اقوال غریب ہیں۔ بلکہ باطل ہیں۔ كَمَا فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ۔ وَالْحَقُّ الَّذِي تَشْهَدُ لَهُ الْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْخِضْرُ لَقَبُهُ۔ روایات صحیحہ اس پر شاہد ہیں کہ پہلا قول صحیح ہے۔

خَضِر۔ بِفَتْحِ فَاءٍ وَقَدْ تُكْسَرُ وَكَسْرِ الضَّادِ وَقَدْ تُسَكَّنُ۔

كَمَا أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ آپ تشریف فرما تھے فروہ پر اور فروہ وجہ ارض کو کہتے ہیں تو وہ زمین لہلہا کر سرسبز و شاداب ہو گئی۔ اس وجہ میں آپ کو خضر کہا گیا۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَجَمَاعَةٌ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ لُقِّبَ بِذَالِكَ لِأَنَّهُ إِذَا صَلَّى اخْضَرَّ مَا حَوْلَهُ۔ آپ کو خضر اس لیے کہا گیا کہ آپ جہاں نماز ادا فرماتے تو ماحول سبز ہو جاتا۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ذَالِكَ لِأَنَّهُ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي مَكَانٍ اخْضَرَّ مَا حَوْلَهُ وَكَانَتْ ثِيَابُهُ خُضْرًا۔ جہاں آپ تشریف فرما ہوتے اس کا ماحول سبز ہو جاتا اور آپ کا لباس بھی سبز ہی ہوتا تھا۔

علامہ نووی فرماتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو العباس ہے اور اسم شریف بلیا بموحدہ مفتوحہ و لام ساکنہ۔

ایک قول ہے کہ آپ کا نام عامر ہے۔

ایک قول ہے کہ آپ کا نام احمد ہے۔ اور ابن دحیہ فرماتے ہیں احمد ہرگز نام نہیں اسلیے کہ حضور سے قبل یہ نام کسی کا نہیں ہوا۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں اِنَّ اُمَّهٗ رُوْمِيَّةٌ وَاَبَاهُ فَارِسِيٌّ وَلَمْ يَذْكُرْ اِسْمَهٗ۔ آپ کی والدہ روم کی تھیں اور آپ کے والد فارس کے اور نام کا ذکر نہیں کیا۔

اس کے متعلق اور بھی متعدد روایات علامہ آلوسی نے نقل کی ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں۔

اب اس بحث پر تبصرہ ضروری ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی اور آپ کی ملاقات کس حال میں ہوئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام واپس ہوئے اور صخرہ تک آئے تو ایک بزرگ چادر اوڑھے ملے جس کا ایک کنارہ سر کے نیچے اور دوسرا کنارہ پیروں کے نیچے تھا۔

اور مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس اس جزیرہ پر آئے تو حضرت خضر علیہ السلام کو نماز پڑھتے پایا جو ایک سبز بوریے پر تھے۔ طنفسۃ خضراء کے معنی سبز بوریے کے ہوتے ہیں اور یہ سبز بوریا پانی کی سطح پر تھا اور آپ سبز لباس میں تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ اِذْ سَبِیْلَ الْحُوْتِ عَادَ حَجَرًا مچھلی جس راستے سے پانی میں گئی تھی وہ راستہ پتھر کا ہوگیا تھا۔ جب یہاں تشریف لائے تو وہاں چٹان پر چلے یہاں تک کہ اس جزیرہ پر پہنچ گئے جہاں حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اور جب وہاں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سَلَامٌ عَلَیْکَ فرمایا تو حضرت خضر نے فرمایا۔ وَاَنّٰی بِاَرْضِکَ السَّلَامُ۔ تمہاری زمین میں سلام کہاں! پھر موسیٰ نے فرمایا اَنَا مُوْسٰی خضر نے فرمایا مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فرمایا جی ہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَمَا اَدْرَاکَ بِیْ وَمَنْ اَخْبَرَکَ اَنِّیْ نَبِیُّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ آپ نے کیسے جانا اور کس نے آپ کو یہ خبر دی کہ میں نبی بنی اسرائیل ہوں

حضرت خضر نے جواب دیا اَلَّذِیْ اَدْرَاکَ بِیْ وَدَلَّکَ عَلَیَّ۔ جس نے تمہیں میرا پتہ دیا۔

پھر فرمایا۔ یَا مُوْسٰی اَمَا یَکْفِیْکَ اَنَّ التَّوْرَاۃَ بِیَدِکَ وَاَنَّ الْوَحْیَ یَاْتِیْکَ۔ موسیٰ کیا آپ کو یہ کافی نہ ہوا کہ توریت آپ کے ہاتھ میں ہے اور وحی آپ پر آتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ رَبِّیْ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ لِاَتَّبِعَکَ وَاَتَعَلَّمَ مِنْ عِلْمِکَ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ میں آپ کی پیروی کروں اور آپ کے علم سے کچھ سیکھوں۔

عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا پر جو تنوین ہے وہ تفخیم کے لیے ہے اور عِبَادِنَا سے تشریف اور اختصاص مراد ہے گویا اس کے معنی یہ ہوئے۔

اَیْ عَبْدًا جَلِیْلَ الشَّاْنِ مِمَّنْ اُخْتُصَّ بِنَا وَشُرِّفَ بِالْاِضَافَۃِ اِلَیْنَا یعنی وہ بندہ الیا جلیل الشان ہے جسے ہم نے اپنے ساتھ مختص کرکے شرافت عطا کی ہے۔

وَاٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا جسے ہم نے رحمت اپنے پاس سے عطا کی۔

اس سے مراد رزق حلال اور خاطر خواہ عیش ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَلْعُزْلَۃُ عَنِ النَّاسِ وَعَدَمُ الْاِحْتِیَاجِ اِلَیْہِمْ۔ لوگوں سے عزلت اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان سے استغنا مراد ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ طُوْلُ الْحَیَاۃِ مَعَ سَلَامَۃِ الْبِنْیَۃِ۔ طول حیات کے ساتھ سلامتی منافع مراد ہے

وَالْجُمْہُوْرُ عَلٰی اَنَّہَا الْوَحْیُ وَالنُّبُوَّۃُ۔ جمہور کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام پر رحمت نبوت اور وحی تھی۔

وَاَخْرَجَ ذٰلِکَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَھٰذَا قَوْلُ مَنْ یَّقُوْلُ بِنُبُوَّتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفِیْہِ اَقْوَالٌ ثَلٰثَۃٌ۔ ابن عباس کے قول کے مطابق آپ نبی تھے۔ اس پر تین قول ہیں۔

پہلا قول۔ فَالْجُمْہُوْرُ عَلٰی اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیٌّ وَلَیْسَ بِرَسُوْلٍ۔ جمہور اس طرف ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے۔

دوسرا قول ھُوَ رَسُوْلٌ۔ وہ رسول تھے۔

تیسرا قول۔ ھُوَ وَلِیٌّ وَعَلَیْہِ الْقُشَیْرِیُّ۔ وہ ولی تھے۔ علامہ قشیری اسی تحقیق پر ہیں آگے فرماتے ہیں کہ کَمَا وَقَعَ الْخِلَافُ فِیْ نُبُوَّتِہٖ وَقَعَ الْخِلَافُ فِیْ حَیَاتِہِ الْیَوْمَ۔ جیسے اختلاف حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں ہے ایسے ہی آپ کے آج تک زندہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

چنانچہ اول ہم وہ دلائل نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ آج زندہ نہیں ہیں اس کے بعد وہ دلائل صوفیاء نقل کریں گے جن سے ثابت ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام آج تک زندہ ہیں فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ نہیں ہیں

۱:۔ فَذَھَبَ جَمْعٌ اِلٰی اَنَّہٗ لَیْسَ بِحَیٍّ الْیَوْمَ۔ ایک جماعت اس طرف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ نہیں ہیں۔

۲:۔ وَسُئِلَ الْبُخَارِیُّ عَنْہُ وَعَنْ اِلْیَاسَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ ھَلْ ھُمَا حَیَّانِ فَقَالَ کَیْفَ یَکُوْنُ ھٰذَا وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ قَبْلَ وَفَاتِہٖ لَا یَبْقٰی عَلٰی رَأْسِ الْمِائَۃِ مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت خضر و الیاس علیہما السلام زندہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آپ نے قبل وفات فرمایا کہ سو سے اوپر روئے زمین پر جو بھی پیدا ہوا ہے کوئی عمر نہیں پائے گا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳:۔ ذَاكِرَنْ بِي فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ مَا مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ حَيَّةٌ وَهٰذَا اَبْعَدُ عَنِ التَّاوِيْلِ
صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور نے فرمایا اپنے انتقال سے قبل کہ کوئی جان سانس لینے والی نہیں کہ اس پہ سو سال آئے ہوں اور وہ آج تک زندہ ہو۔ اور یہ قول تاویل سے بہت دور ہے

۴:۔ وَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ غَيْرُ مِّنَ الْاَئِمَّةِ فَقَرَأَ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ۔ اور علاوہ ان کے دیگر ائمہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ۔ اور نہیں بنائی ہم نے کسی بشر کے لیے دنیا میں ہمیشگی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے۔
اگرچہ اس کا شان نزول کفار مکہ کے رد میں ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم حوادث و انقلاب کا انتظار کر رہے ہیں وہ وقت دور نہیں کہ حضور انتقال فرمائیں پھر ہم جو چاہیں گے کریں گے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ جو انتظار وفات کر رہے ہیں تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے کل نفس ذائقۃ الموت ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن بہرحال بشر کی زندگی دوامی نہیں اس اعتبار سے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پہ یہ آیت وارد ہو سکتی ہے۔

۵:۔ وَسُئِلَ عَنْهُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فَقَالَ لَوْ كَانَ الْخَضِرُ حَيًّا لَوَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يَّاْتِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُجَاهِدَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَعَلَّمَ مِنْهُ۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق سوال ہوا تو کہا اگر خضر زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر آتے اور آپ کے ماتحت جہاد میں شرکت کرتے اور حضور سے تعلیم لیتے۔

۶:۔ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ وَكَانُوْا ثَلٰثَمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَّعْرُوْفِيْنَ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ فَاَيْنَ كَانَ الْخَضِرُ حِيْنَئِذٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر والے دن بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا الٰہی اگر یہ چھوٹی سی جماعت تو نے ہلاک کر دی تو روئے زمین پہ تو نہ پوجا جائے گا اور یہ جماعت تین سو تیرہ مردان حق کی تھی جن کے نام بھی مشہور ہیں انکے آباؤ اجداد اور قبائل بھی معلوم ہیں تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام کہاں تھے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷:۔ اور قاضی ابو یعلیٰ آپ کی موت کے ثبوت میں حضور کے صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کَیْفَ یُعْقَلُ وُجُوْدُ الْخَضِرِ وَلَا یُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَۃَ وَالْجَمَاعَۃَ وَلَا یَشْہَدُ مَعَہُ الْجِہَادَ مَعَ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَّا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ تو کیسے عقل مان سکتی ہے حضرت خضر کے وجود کو حالانکہ وہ حضور کے ساتھ نہ جمعہ میں شریک ہوئے نہ جماعت میں اور نہ کسی جہاد میں حاضر آئے باآنکہ حضور کا ارشاد ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بلا میری اطاعت کے گنجائش نہ تھی۔

۸:۔ وَقَوْلُہٗ عَزَّوَجَلَّ: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ۔

اور یاد کیجئے جب اللہ نے لیا عہد تمام نبیوں سے جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

تو آیۂ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب ہر جنس نبی کو اتباع مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء لازم تھی تو حضرت خضر اس سے کیونکر مستثنیٰ ہو سکتے تھے اور جب مستثنیٰ نہیں تو انھیں اتباع میں حضور کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔

۹:۔ وَثُبُوْتُ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ یُصَلِّیْ خَلْفَ اِمَامِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَلَا یَتَقَدَّمُ عَلَیْہِ۔ اور یہ بھی ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین کی طرف نازل ہوں گے تو وہ اس امت کے امام کی اقتداء کریں گے اور خود امام نہ ہوں گے۔

۱۰:۔ وَعِنْدَنَا مِنَ الْمَعْقُوْلِ وُجُوْہٌ عَلٰی عَدَمِ حَیَاتِہٖ۔ اور ہمارے پاس بہت سی وجوہات عدم حیات خضر پر ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جو حیات خضر کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یہ خیال دو وجہ سے باطل ہے۔

اول یہ کہ اگر اسے مان لیا جائے تو آپ کی عمر چھ ہزار سال سے زیادہ ہونی چاہئے اور یہ عادات

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بشریہ کے خلاف ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر آپ کسے بیٹے صلبی یا چوتھے درجہ میں اولاد سے ہوں جیسا کہ بعض کا خیال ہے کہ وہ ذوالقرنین کے وزیر تھے تو ان کا قد وقامت عام مخلوق سے زیادہ ہونا ضروری ہے جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہ نے حضور سے بیان کیا۔

اَنَّہٗ قَالَ خَلَقَ اٰدَمُ طُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ بَعْدَ کَا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ذراع تھا اور ایک ذراع ۱۲ گرہ کا ہوتا ہے تو ۴۵ گز لمبا قد ہونا ضروری ہے پھر پیداوار میں قد کم ہوتے چلے جائیں گے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اگر قبل نوح علیہ السلام تھے تو لازماً بڑے پر کشتی میں سوار ہوتے ہوں گے مگر اس کا کہیں ذکر نہیں۔

۱۱:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی ساڑھے نو سو سال قرآن پاک میں مذکور ہے تو حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ کیوں نہیں۔ اس لیے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی خارق عادات امور سے تھی اور حضرت خضر کی عمر اس سے زیادہ خارق عادت ہے۔

۱۲:۔ پھر نوح علیہ السلام کی عمر مبارک جیسے قرآن کریم سے ثابت ہے ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام کی عمر مبارک قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت ہونی چاہیئے فَھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاَیْنَ فِیْہِ حَیَاۃُ الْخَضِرِ وَھٰذِہٖ سُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَیْنَ فِیْھَا مَا یَدُلُّ عَلٰی ذَالِکَ بِوَجْہٍ وَھٰؤُلَاءِ عُلَمَاءُ الْاُمَّۃِ فَمَتٰی اَجْمَعُوْا عَلٰی حَیَاتِہٖ۔ تو کتاب و سنت سے اور اجماع امت سے کہیں بھی حیات خضر علیہ السلام پر کوئی دلیل نہیں۔

۱۳:۔ اب غایت ما فی الباب یہ ہے کہ حیات خضر علیہ السلام پر جو تمسک کیا گیا ہے وہ حکایات منقولہ سے ہے کہ ایک آدمی نے کہہ دیا کہ میں نے حضرت خضر کی زیارت کی۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ دیکھنے والا حضرت خضر علیہ السلام پر کوئی علامت نہیں بتا سکتا۔ تو جسے دیکھا اس نے اگر کہہ دیا کہ میں خضر ہوں اس بیان سے خضر کا یقین کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور دیکھنے والے کو اس خبر سے کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیان میں صادق ہے۔

۱۴:۔ پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے تو ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ فرما کر مفارقت اختیار کی تو وہ کسی غیر سے ملنا کیسے گوارا فرما سکتے تھے۔

۱۵:۔ اکثر جہال کے یہ دعوے ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں قَالَ لِیَ الْخَضِرُ۔ جَاءَنِی الْخَضِرُ۔ اَوْصَانِی الْخَضِرُ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَیَا عَجَبًا لَہٗ یُفَارِقُ الْکَلِیْمَ وَیَدُوْرُ عَلٰی صُحْبَۃِ جَاھِلٍ لَا یَصْحَبُہٗ اِلَّا شَیْطَانُ الرَّجِیْمُ سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ۔

عام طور پر جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجھے خضر علیہ السلام نے کہا۔ خضر میرے پاس آئے۔ خضر نے مجھے وصیت کی وغیرہ۔ تو وہ خضر جو موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ نہ رہے اور الگ ہو گئے وہ ان جاہلوں کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو شیطان ہی رہتا ہو گا۔ بہرحال یہ حضرت خضر کی ملاقات ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

مندرجہ بالا پندرہ اقوال کے علاوہ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اور بھی احتمالات نقل کیے ہیں اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

اب اقوال صوفیائے کرام نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔

۱:۔ وَذَھَبَ جُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّہٗ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ بَیْنَ اَظْھُرِنَا وَذَالِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ عِنْدَ الصُّوْفِیَّۃِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ۔ اور جمہور علماء صوفیہ اس طرف ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں ہمارے اندر موجود ہیں اور یہ دعویٰ متفق علیہ ہے صوفیائے کرام قدست اسرارہم کا کما قالہ النووی۔

نقل اقوال صوفیاء کرام حیات خضر علیہ السلام پر!

۲:۔ وَنُقِلَ عَنِ الثَّعْلَبِیِّ الْمُفَسِّرِ اَنَّ الْخَضِرَ نَبِیٌّ مُعَمَّرٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَقْوَالِ مَحْجُوْبٌ عَنْ اَبْصَارِ اَکْثَرِ الرِّجَالِ۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت خضر نبی معمرؑ موجود ہیں صوفیاء کے تمام اقوال کے مطابق لیکن عوام کی نظروں سے محجوب ہیں۔

۳:۔ قَالَ اِبْنُ الصَّلَاحِ ھُوَ حَیٌّ اَلْیَوْمَ عِنْدَ جَمَاھِیْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْعَامَّۃُ مَعَھُمْ فِیْ ذَالِکَ وَاِنَّمَا ذَھَبَ اِلٰی اِنْکَارِ حَیَاتِہٖ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاسْتَنَدُوْا عَلٰی ذَالِکَ بِاَخْبَارٍ کَثِیْرَۃٍ مِنْھَا مَا اَخْرَجَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الضَّحَّاکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ۔ اَلْخَضِرُ ابْنُ اٰدَمَ بِصُلْبِہٖ وَنُسِیَ لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ حَتّٰی یُکَذِّبَ الدَّجَّالَ وَمِثْلُہٗ لَا یُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ۔

جماہیر علماء کے نزدیک حضرت خضر زندہ ہیں آج تک۔

اور جو انکار حیات کرنے والے ہیں وہ بعض محدثین ہیں اور وہ دارقطنی اور ابن عساکر کی روایتوں پر فیصلہ دیتے ہیں جو ضحاک سے مروی ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴:۔ اور ابن عساکر ابن اسحاق سے راوی ہیں کہ ہمارے اصحاب راوی ہیں۔

اِنَّ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ جَمَعَ بَنِیْہِ فَقَالَ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مُنْزِلٌ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَلْیَکُنْ جَسَدِیْ مَعَکُمْ فِی الْمَغَارَۃِ حَتّٰی اِذَا ھَبَطْتُمْ فَابْعَثُوْنِیْ وَ ادْفِنُوْنِیْ بِاَرْضِ الشَّامِ فَکَانَ جَسَدُہٗ مَعَھُمْ فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْحًا ذٰلِکَ الْجَسَدَ وَاَرْسَلَ اللّٰہُ بِطُوْفَانٍ عَلَی الْاَرْضِ فَغَرِقَتْ زَمَانًا فَجَاءَ نُوْحٌ حَتّٰی نَزَلَ بَابِلَ وَاَوْصٰی بَنِیْہِ الثَّلٰثَۃَ اَنْ یَّذْھَبُوْا بِجَسَدِہٖ اِلَی الْمَغَارِ الَّذِیْ اَمَرَھُمْ اَنْ یَّدْفِنُوْہُ بِہٖ فَقَالُوا الْاَرْضُ وَحْشَۃٌ لَا اَنِیْسَ بِھَا وَلَا نَھْتَدِی الطَّرِیْقَ وَلٰکِنْ کُفَّ حَتّٰی یَاْمَنَ النَّاسُ وَیَکْثُرُوْا فَقَالَ لَھُمْ نُوْحٌ اِنَّ اٰدَمَ قَدْ دَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّطِیْلَ عُمُرَ الَّذِیْ یَدْفِنُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَمْ یَزَلْ جَسَدُ اٰدَمَ حَتّٰی کَانَ الْخَضِرُ الَّذِیْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ فَاَنْجَزَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ مَا وَعَدَہٗ فَھُوَ یَحْیَا اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ اَنْ یَّحْیٰی وَفِیْ ھٰذَا سَبَبُ طُوْلِ بَقَائِہٖ۔ خلاصہ یہ ہے کہ دعاء نوح علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام کی عمر طویل ہوئی۔

۵:۔ فَالْمَشْھُوْرُ فِیْہِ اَنَّہٗ شَرِبَ مِنْ عَیْنِ الْحَیٰوۃِ حِیْنَ دَخَلَ الظُّلْمَۃَ مَعَ ذِی الْقَرْنَیْنِ آپ نے حضرت ذوالقرنین کے ساتھ بحر ظلمات میں پہنچ کر آب حیات نوش فرمایا تھا اس وجہ میں عمر طویل ہو گئی۔

۶:۔ اور ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسے حضرت علی شیر خدا اسد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔

یَا مَنْ لَّا یُشْغِلُہٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَّیَا مَنْ لَّا تُغَلِّطُہُ الْمَسَائِلُ وَیَا مَنْ لَّا یَتَبَرَّمُ بِاِلْحَاحِ الْمُلِحِّیْنَ اَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِکَ وَحَلَاوَۃَ رَحْمَتِکَ۔

میں نے کہا اے اللہ کے بندے اپنے کلمات پھر لوٹا۔ وہ بولے کیا آپ نے میرے کلمات سن لیے میں نے کہا ہاں تو وہ بولے وَالَّذِیْ نَفْسُ الْخَضِرِ بِیَدِہٖ وَکَانَ الْخَضِرُ لَا یَقُوْلُھُنَّ عَبْدٌ دُبُرَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ اِلَّا غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ وَعَدَدِ الْمَطَرِ وَوَرَقِ الشَّجَرِ قسم اس کی جس کے ید قدرت میں جان خضر ہے اور وہ حضرت خضر تھے۔ بندہ ہر فرض نماز کے بعد یہ جملے نہ کہے گا مگر اللہ اسکے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ اگرچہ وہ ریت کے ذرات کے برابر اور قطرات بارش

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی مقدار اور اوراق اشجار کی گنتی میں ہوں"۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حج بھی فرمایا۔

۸:۔ اور ثعلبی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم لوگ غسل کے لیے حضور کو لائے تو ہاتف غیبی پکارا اور بلند آواز سے کہنے لگا لَا تَغْسِلُوْا مُحَمَّدًا فَاِنَّهٗ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ فَوَقَعَ فِیْ قَلْبِیْ شَیْئٌ مِنْ ذَالِكَ قُلْتُ وَیْلَكَ مَنْ اَنْتَ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا اَمَرَنَا وَهٰذِهٖ سُنَّتُهٗ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دو وہ پاک کرنے والے پاک ہیں تو میرے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا میں نے کہا تجھے خدا کی مار تو کون ہے منع کرنے والا حالانکہ حضور نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور یہ انکی سنت سنیہ ہے کہ

اِذَا بِهَاتِفٍ اٰخَرَ يَهْتِفُ بِیْ مِنْ زَاوِيَةِ الْبَيْتِ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ اَغْسِلُوْا مُحَمَّدًا فَاِنَّ الْهَاتِفَ الْاَوَّلَ كَانَ اِبْلِيْسُ الْمَلْعُوْنُ حَسَدَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْخُلَ قَبْرَهٗ مَغْسُوْلًا فَقُلْتُ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا قَدْ اَخْبَرْتَنِیْ بِاَنَّ ذَالِكَ اِبْلِيْسُ فَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الْخِضْرُ حَضَرْتُ جَنَازَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کہ اچانک دوسری آواز یہ ندائے بلند آئی باب عالی کے ایک گوشہ سے ضرور غسل دو پہلا پکارنے والا ابلیس ملعون تھا۔ حضور کے حسد میں وہ چاہتا تھا کہ بلا غسل دفنایا جائے۔

میں نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے کہ آپ نے بتا دیا کہ وہ ابلیس تھا اب یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں۔ حضور کے جنازہ میں آیا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر جنازہ مبارک میں بھی شریک تھے۔

۹:۔ حاکم مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضور کی وفات ہوئی۔ اور صحابہ جمع ہو گئے تو ایک شخص چمکتی ریش والے بھاری جسم نمکین حسن۔ گورے رنگ کے تشریف لائے تو سب کی گردنیں ان کے آگے جھک گئیں وہ روئے پھر صحابہ کرام کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے۔ اللہ تعالے ہر مصیبت کا بدلہ اور عوض دیتا ہے اور ضائع شدہ کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

لیکن یہ مصیبت وہ ہے کہ اس کا جبر نقصان نہیں۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۰:- اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں اِنَّ اِلْیَاسَ وَالْخَضِرَ یَصُوْمَانِ شَھْرَ رَمَضَانَ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ وَیَحُجَّانِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ وَیَشْرَبَانِ مِنْ زَمْزَمَ شَرْبَۃً تَکْفِیْھِمَا اِلٰی مِثْلِھَا مِنْ قَابِلٍ۔

حضرت الیاس وخضر علیہما السلام رمضان شریف بیت المقدس میں گذارتے اور ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے اتنا پانی نوش فرماتے ہیں کہ آئندہ سال تک کو کافی ہو۔ اس روایت سے حج اور صوم بھی ثابت ہو گیا۔

۱۱:- ابن عساکر، عقیلی، دار قطنی افراد میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر اور الیاس ہر سال موسم حج میں ملتے ہیں اور حلق آپس میں ایک دوسرے کا کر کے متفرق ہو جاتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اس روایت سے حلق بھی ثابت ہو گیا۔

۱۲:- ابن عساکر اپنی سند سے ابن منکدر سے راوی ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پڑھتے کہ غیبی آواز آئی لَاتَسْبِقْنَا بِالصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ اللہ تم پر رحم کرے نماز جنازہ میں تم جلدی نہ کرو چنانچہ آپ منتظر رہے حتی کہ صف اول میں ایک صاحب آکر ملے پھر تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی پھر غیبی آواز آئی۔ اِنْ تُعَذِّبْہُ فَکَثِیْرًا عَصَاکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہٗ فَفَقِیْرٌ اِلٰی رَحْمَتِکَ۔ تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور صحابہ نے انھیں دیکھا جب دفن میت کر چکے اور مٹی برابر کر دی گئی تو وہ فرمانے لگے طُوْبٰی لَکَ یَاصَاحِبَ الْقَبْرِ اِنْ لَمْ تَکُنْ عَرِیْفًا اَوْ جَابِیًا اَوْ خَازِنًا اَوْ کَاتِبًا اَوْ شُرْطِیًّا فَقَالَ عُمَرُ خُذُوْا اِلَی الرَّجُلِ نَسْأَلُہٗ عَنْ صَلٰوتِہٖ وَکَلَامِہٖ ھٰذَا عَمَّنْ ھُوَ فَتَوَارٰی عَنْھُمْ فَنَظَرُوْا فَاِذَا اَثَرُ قَدَمِہٖ ذِرَاعٌ فَقَالَ عُمَرُ ھٰذَا وَاللّٰہِ حَدَّثَنَا عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاِسْتِدْلَالُ بِھٰذَا مَبْنِیٌّ عَلٰی اَنَّہٗ عَنٰی بِالْمُحَدَّثِ عَنْہُ الْخَضِرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

مبارک اے قبر والے اگر تو منجم نہیں ہے، شہوت پرست یا کاتب یا پولیس والا نہیں ہے۔ تو حضرت فاروق نے فرمایا اس شخص کو روکو ہم اس سے دریافت کریں کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے تو ان کے جانے کی راہ پر نظر کی تو نشان قدم ایک گز کا تھا تو حضرت فاروق نے فرمایا خدا کی قسم ان کی بابت حضور فرما چکے ہیں اور اس سے استدلال حضرت خضر علیہ السلام کا کیا اس حدیث سے عام نماز جنازہ میں شرکت ثابت ہو گئی۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۳:۔ حضرت شہاب الدین سہروردی سر المکتوم میں فرماتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام سے تین سو احادیث مروی ہیں جو انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

۱۴:۔ إِنَّ الْخَضِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ وَيَتَعَلَّمُ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عَلٰى وَجْهِ الْخَفَاءِ لِعَدَمِ كَوْنِهٖ مَأْمُوْرًا بِإِتْيَانِ الْعَلَانِيَةِ لِحِكْمَةٍ إِلٰهِيَّةٍ اِقْتَضَتْ ذٰلِكَ۔

حضرت خضر علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور تعلیم بھی حاصل کی لیکن خفیہ طور پر کہ حکمت الٰہی کا مقتضا ہی ایسا تھا۔

۱۵:۔ ابن بشکوال کتاب المستغیثین باللہ میں عبد اللہ بن مبارک سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں تھا تو میرا گھوڑا مر کر گر گیا۔

تو میں نے ایک حسین طیب الرائحۃ بزرگ کو دیکھا کہ مجھے فرماتے ہیں أَتُحِبُّ أَنْ تَرْكَبَ فَرَسَكَ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سواری کرے میں نے عرض کیا ہاں۔

تو انہوں نے اس مرے ہوئے گھوڑے کے منہ سے دم تک ہاتھ پھیرا اور یہ پڑھا أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْفَرَسُ بِعِزَّةِ عِزَّةِ اللّٰهِ وَبِعَظَمَةِ عَظَمَةِ اللّٰهِ وَبِجَلَالِ جَلَالِ اللّٰهِ وَبِقُدْرَةِ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَبِسُلْطَانِ سُلْطَانِ اللّٰهِ وَبِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَبِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَبِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَّا انْعَرَفْتِ۔

تو وہ گھوڑا کودا اور اللہ کے حکم سے کھڑا ہو گیا۔ پھر ان بزرگ نے اس کی باگ تھامی اور مجھے فرمایا سوار ہو جا میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔

جب دوسرا دن ہوا اور ہم دشمن پر غالب آئے تو وہ بزرگ ہمارے آگے تھے میں نے عرض کیا أَلَسْتَ صَاحِبِيْ بِالْأَمْسِ قَالَ بَلٰى۔ کیا آپ کل والے نہیں فرمایا بے شک تو میں نے عرض کیا۔ میں آپ سے اللہ کے لیے سوال کرتا ہوں آپ کون ہیں۔

فَوَثَبَ قَائِمًا فَاهْتَزَّتِ الْأَرْضُ تَحْتَهٗ خَضْرَاءَ۔ تو وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے تو ان کے پیروں کی زمین لہلہا کر سرسبز ہو گئی اور فرمایا میں خضر ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام جہاد میں بھی شریک ہوئے ہیں۔

۱۶:۔ اور قرن سابع میں رتنی بابا ابن عبد اللہ الہندی تبریزی ظاہر ہوئے یہ حضور کی صحبت میں رہنے کے مدعی ہیں اور ان سے صوفیاء میں حدیثیں بھی مروی ہیں۔

۱۷:۔ اور اگر حضرت خضر علیہ السلام سے کوئی حدیث بھی مروی نہ ہوتی تو اس سے یہ لازم نہیں آسکتا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے۔ چنانچہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر نہ آسکے اور جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکے اور حضور سے بلاواسطہ کچھ تعلیم نہ پاسکے اور ایسا ہی حضرت نجاشی کا حال ہے کَمَا نَقَلَ الْاٰلُوْسِیْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔ گویا ایسے بہت سے مومنین صحابہ ہیں کہ حضور کا زمانہ پانے کے باوجود حضور کی فیض صحبت سے مستفید نہ ہوسکے۔

اصل عبارت علامہ آلوسی کی یہ ہے جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں ہے فَکَمْ مِّنْ مُّؤْمِنٍ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ زَمَانِہٖ لَمْ یَاْتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَھٰذَا خَیْرُ التَّابِعِیْنَ اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمْ یَتَیَسَّرْ لَہُ الْاِتْیَانُ وَاَلَمُّوْا فَقْتَہٗ فِی الْجِھَادِ وَلَا التَّعْلِیْمُ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَۃٍ وَکَذَا النَّجَاشِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی اِنَّا نَقُوْلُ۔ اِنَّ الْخَضِرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْہِ وَیَتَعَلَّمُ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اب اس کے آگے ارشاد ہے

"وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ اور سکھایا ہم نے اسے اپنے پاس سے علم"

اَیْ عِلْمًا لَا یَکْتَنِہُ کُنْھَہٗ وَلَا یُقَادِرُ قَدْرَہٗ وَھُوَ عِلْمُ الْغُیُوْبِ وَاَسْرَارُ الْعُلُوْمِ الْخَفِیَّۃِ یعنی وہ علم جس کی کنہہ معلوم کرنے پہ کوئی قادر نہیں اور وہ علم غیوب اور اسرار علوم خفیہ ہیں۔

تو اس کے معنی یہ ہوئے عِلْمًا یَخْتَصُّ بِنَا وَلَا یُعْلَمُ اِلَّا بِتَوْفِیْقِنَا۔ ہم نے وہ علم اس بندے کو سکھایا جو ہمارے ساتھ مختص ہے اور اسے کوئی نہیں جانتا مگر ہماری طرف سے جب توفیق ہوجائے۔

یہ علم خفی یا تو بواسطہ وحی ملتا ہے جو زبان ملک سے مسموع ہوتا ہے اور اقسام وحی کی پہلی قسم ہے جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اخبار غیب میں بذریعہ قرآن کریم وغیرہ ہوئیں۔

اور کبھی اس طرح وحی ہوتی ہے کہ ملکی اشارہ بغیر بیان یا کلام ہو یہ قسم ثانی وحی کی ہے اسے نفث بالروع کہتے ہیں۔ جیسے حدیث میں مذکور ہے اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ۔ اِنَّہٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ تَعَالٰی۔

دل میں القاء ہونا اسے نفث فی الروع کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا۔

"قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ کہا موسیٰ نے اسے کیا میں آپ کی اتباع میں رہوں اس بات پر کہ آپ سکھائیں مجھے اس علم سے جو سکھایا گیا آپ کو نیکی سے"۔

گویا یہ استیذان موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے بشرط تعلیم تھا۔

اور وہ اس علم کی تعلیم حاصل کرنا مقصود تھی جو حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل تھا اور موسیٰ علیہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام من حیث النبی اس کے عالم نہ تھے۔

وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ لِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عِلْمًا لَیْسَ عِنْدَ الْخَضِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّ الْخَضِرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَا مُوْسٰی اِنِّیْ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَّمَنِیْہِ لَا تَعْلَمُہٗ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَا عَلَّمَکَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ لَا اَعْلَمُہٗ۔

بخاری و مسلم، ترمذی اور نسائی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ علم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تھا وہ حضرت خضر کو نہ تھا اور جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ چنانچہ خضر علیہ السلام نے بھی عرض کیا حضور میں اس علم پر ہوں جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا آپ اس کو نہیں جانتے اور ایسے وہ علم جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو سکھایا وہ میں نہیں جانتا۔

چنانچہ حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو حقیقت و شریعت کا علم مکمل نہیں دیا گیا سوا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء کو ایک علم عطا ہوا۔

حضور چونکہ مامور بہ تبلیغ حقیقت و شریعت تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں علوم مکمل عطا ہوئے۔ حیث قال السیوطی۔

مَا جَمَعَتِ الْحَقِیْقَۃَ وَالشَّرِیْعَۃَ اِلَّا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَکُنْ لِلْاَنْبِیَاءِ اِلَّا اَحَدُہُمَا

اسی بنا پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔

"قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا۔ خضر نے کہا آپ ہرگز طاقت نہیں رکھتے میرے ساتھ صبر کی اور آپ کیسے صبر کریں گے اس پر جس پر آپ کا علم محیط نہیں"۔

اس لیے کہ آپ صاحب شریعت ہیں اور احکام شرعیہ اعمال ظاہری پر دارو ہوتے ہیں لَاسِیَّمَا صَاحِبُ الشَّرِیْعَۃِ لَا یَتَمَالَکُ اَنْ یَّشْمَئِزَّ عِنْدَ مُشَاھَدَتِہَا۔ اس وجہ میں کہ صاحب شریعت اعمال حقیقت کے مشاہدہ پر چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"قَالَ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا۔ فرمایا قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہ کروں گا"۔ تو خضر نے جواب دیا

"قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ مِنْہُ ذِکْرًا۔ فرمایا اگر آپ میری پیروی کریں تو نہ پوچھیں مجھ سے کچھ جب تک میں خود اس کا ذکر آپ سے نہ کروں"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی مجھ سے جو افعال سرزد ہوں آپ خاموشی سے ملاحظہ کریں اور اس کے متعلق کچھ نہ پوچھیں حتیٰ کہ میں خود آپ سے اس کی حکمت بیان کروں۔ بقیہ واقعہ آئندہ رکوع میں آتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع۔ سورہ کہف۔ پ ۱۵

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝	تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس کشتی کو (خضر نے) پھاڑ ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا چیر ڈالا تم نے اسے اس لیے کہ اس سواروں کو ڈبا دے بیشک کی تم نے یہ بری بات۔
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا	کہا خضر نے کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ۝	فرمایا موسیٰ نے نہ گرفت کرو میری اس پر جو میں بھول گیا اور نہ مشکل ڈالو میرے کام میں۔
فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝	تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب ملے دونوں ایک لڑکے کو تو قتل کر ڈالا اسے۔ موسیٰ بولے کیا قتل کر ڈالی تم نے ایک ستھری جان بغیر کسی جان کے قصاص کے بے شک تم نے بہت بری بات کی۔

حلِ لغات دسواں رکوع۔ سورہ کہف۔ پ ۱۵

فَانْطَلَقَا۔ تو وہ دونوں چلے — حَتّٰى۔ یہاں تک کہ — اِذَا۔ جب

رَكِبَا۔ وہ دونوں سوار ہوئے — فِى السَّفِيْنَةِ۔ کشتی میں — خَرَقَهَا۔ چیر دیا اسکو — قَالَ۔ کہا

اَخَرَقْتَهَا۔ پھاڑ دیا تو نے اس کو — لِتُغْرِقَ۔ تاکہ غرق کر دے — اَهْلَهَا۔ کشتی والوں کو

لَقَدْ۔ بیشک — جِئْتَ۔ لایا تو — شَيْـًٔا۔ چیز بری — اِمْرًا۔ بری

قَالَ۔ کہا — اَلَمْ۔ کیا نہیں — اَقُلْ۔ کہا تھا میں نے — اِنَّكَ۔ کہ یقینا تو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَنْ۔ ہرگز نہ	تَسْتَطِیْعَ۔ طاقت رکھے گا تو	مَعِیَ۔ میرے ساتھ	صَبْرًا۔ صبر کی
قَالَ۔ کہا	لَا تُؤَاخِذْنِیْ۔ نہ گرفت کر تو مجھ پر		بِمَا۔ اس کی جو
نَسِیْتُ۔ میں بھول گیا	وَلَا۔ اور نہ	تُرْهِقْنِیْ۔ مشکل ڈال مجھ پر	مِنْ اَمْرِیْ۔ میرے کام میں
عُسْرًا۔ تنگی سے	فَانْطَلَقَا۔ تو وہ دونوں چلے		حَتّٰی۔ یہاں تک کہ
اِذَا۔ جب	لَقِیَا۔ ملے	غُلٰمًا۔ ایک لڑکے کو	فَقَتَلَهٗ۔ تو قتل کر ڈالا اسے
قَالَ۔ کہا	اَقَتَلْتَ۔ کیا قتل کیا تو نے	نَفْسًا۔ ایک جان	زَکِیَّةً۔ پاک کو
بِغَیْرِ۔ بغیر	نَفْسٍ۔ کسی جان کے	لَقَدْ۔ بیشک	جِئْتَ۔ آیا تو
شَیْئًا۔ بات	نُّکْرًا۔ بری کو		

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۵

"فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا۔

تو دونوں چلے حتی کہ جب سوار ہوئے کشتی میں تو چیر ڈالا کشتی کو تو موسیٰ نے کہا کیا تم نے اس کشتی کو اس لیے چیرا کہ اس کے اہل غرق ہو جائیں۔ یہ کام آپ نے برا کیا"

یعنی باہمی گفتگو ہو کر موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام چلے۔ دریا کے کنارے آئے کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بلا کسی معاوضہ کے کشتی میں سوار کر لیا۔

حضرت خضر نے کشتی میں سوار ہوتے ہی بسولے یا کلہاڑے سے اس کا ایک تختہ یا دو تختے اکھاڑ ڈالے۔ اس کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ کشتی غرق ہو جاتی لیکن باوجود اس کے اس کشتی میں پانی نہ آیا۔ مگر شرعی حکم کے اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام خق گوئی کے بغیر نہ رہ سکے اور فورًا اعتراض کر بیٹھے کہ ایک تو کشتی والوں نے یہ احسان کیا کہ بلا معاوضہ آپ کو کشتی میں سوار کیا اس کا بدلہ آپ نے یہ دیا کہ ان کی کشتی شکستہ کر دی تاکہ وہ غرق ہو جائیں۔ آپ نے یہ کام اخلاقًا اور شرعًا اچھا نہیں کیا۔

شَیْئًا اِمْرًا کے معنی آلوسی فرماتے ہیں۔ اَیْ دَاهِیًا مُنْکَرًا۔ بمعنی زیادتی اس کا استعمال ہے۔

اور آیۂ کریمہ میں فَانْطَلَقَا فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خضر و موسیٰ علیہما السلام ہی روانہ ہوئے اس کی وجہ یہ ہے جو آلوسی فرماتے ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَانْطَلَقَا اَیْ مُوْسٰی وَالْخَضِرُ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَلَمْ یُضَمَّ یُوْشَعُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَنَّہٗ فِیْ حُکْمِ التَّبَعِ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام بہ حیثیت خادم تھے اس لیے ان کا تذکرہ ضروری نہ تھا۔

توجب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا یہ فعل دیکھا تو نہ رہا گیا اور فرما ہی دیا اَخَرَقْتَہَا لِتُغْرِقَ اَھْلَہَا۔ آپ نے یہ کشتی اس لیے پھاڑ دی کہ اس کے مالک غرق ہو جائیں۔

تو حضرت خضر علیہ السلام نے یاد دلایا۔

"اَلَمْ اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ برداشت نہ کر سکیں گے"۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی اور فرمایا۔

"قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْھِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا۔ فرمایا میری گرفت نہ فرمائیں میں بھول گیا۔ اور میرے معاملہ میں سختی سے کام نہ لیں۔

اَیْ لَا تَغْشَنِیْ وَلَا تُحَمِّلْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ وَھُوَ اتِّبَاعُہٗ اِیَّاہُ عُسْرًا اَیْ مَعُوْبَۃً۔

اس کے معنی یہ ہوئے لَا تُعَسِّرْ عَلَیَّ مُتَابَعَتَکَ وَیَسِّرْھَا عَلَیَّ بِالْاِغْضَاءِ۔ یعنی آپ میری بھول پر اتنا تشدد نہ کریں کہ آپ کا اتباع مجھ پر مشکل ہو جائے بلکہ آسانی اور چشم پوشی فرمائیں۔

پہلا معاملہ تو یوں ختم ہوا۔ اب دوسرا معاملہ یہ ہوا۔

"فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا لَقِیَا غُلَامًا فَقَتَلَہٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّۃً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُکْرًا۔ تو حضرت موسیٰ و خضر معہ حضرت یوشع علیہم السلام کے چلے یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے تو اسے قتل کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا قتل کر دیا آپ نے ایسی جان کو جو گناہ سے پاک تھی اور اس پر کوئی قصاص نہ تھا یہ کام تو بہت ہی برا آپ نے کیا"

واقعہ یہ ہے کہ کشتی سے دونوں اترے اور دریا کے کنارے کنارے چلے حتیٰ کہ ایک گاؤں میں آئے تو ایک غلام یعنی لڑکے کو دیکھا۔

بخاری شریف میں ہے اِنَّ اِسْمَہٗ جَیْسُوْرُ۔ اس کا نام جیسور تھا۔

اور ایک روایت سے حیسور تھا۔

اور ایک روایت ہے کہ اس کا نام جنبتور تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک جگہ بچے کھیل رہے تھے اور یہ دس بچے تھے جس بچے کو آپ نے قتل کیا وہ سب سے زیادہ حسین تھا۔ آپ نے پکڑ کر مار دیا۔

بخاری میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور گردن توڑ دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اسے پکڑ کر لٹا یا اور چھری سے ذبح کر ڈالا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا سر دیوار سے ٹکرا کر مار دیا۔

ایک قول ہے کہ اس کے سر پر پتھر مارا اور وہ مر گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنی انگلیاں اس کی ناف میں ڈال کر کھینچا تو وہ مر گیا۔

اور بعض نے کہا اس کا سر دیوار پر مارا اس پر اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا پھر اس کا سر اکھاڑ لیا۔

اور یہ لڑکا بالغ نہ تھا۔

ایک قول ہے کہ بالغ تھا۔

اور ابن ابی حاتم سعید بن عبد العزیز سے راوی ہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ اِبْنَ عِشْرِيْنَ سَنَتًا۔ وہ بیس سال کی عمر کا لڑکا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمانا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَیْ طَاهِرَةً مِّنَ الذُّنُوْبِ اور بغیر نفس سے یہ مراد ہے کہ اَیْ بِغَيْرِ حَقِّ قِصَاصٍ لَّكَ عَلَيْهَا فَاِنَّ الصَّبِيَّ لَا قِصَاصَ عَلَيْهِ۔ آپ نے بلا قصور اس لڑکے کو مار ڈالا۔

"لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا"۔ مُنْكَرًا جِدًّا۔ یہ کام آپ نے بہت ہی بے جا کیا۔

تَمَّتْ پَارَهْ خَمْسَةَ عَشَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ

فقیر قادری ابو الحسنات

سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی عفی عنہ

۳ر مارچ ۱۹۵۵ء

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفسر قرآن فقیہ اعظم غازی کشمیر امام اہلسنت رہبر شریعت حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ

جب دنیا میں جبر و استبداد کی یورش سے انسانیت پامال ہوتی ہے اور کفر و شرک کے دبیز پردے ہنگاموں کو ابدی حقیقتوں سے محجوب کر دیتے ہیں تو انسان انسان کا دشمن بھائی بھائی کا قاتل اور دوست دوست کا بدترین مخالف بن جاتا ہے ایسی فضا میں قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ ملک برباد ہو جاتے ہیں اور تقدیریں ذلتوں کی سیاہی سے بدنما ہو جایا کرتی ہیں مگر اللہ تعالے اپنے بندوں کو چند سفاک انسانوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا کرتا۔ بلکہ جب بھی ظلم اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور کفر و شرک سے لوگ اندھے ہو جاتے ہیں تو ذات باری ایسے عظیم و جلیل انسان کو پیدا کرتی ہے جو اسلام کی آفاقی تعلیمات کے ذریعے ظلم و استبداد کے نشانات مٹا دیں اور کفر و شرک کے پردوں کو تار تار کر کے رکھ دیں۔ ایسے ہی انسان قوموں کی تقدیریں پلٹتے ہیں اور انہی کے فکر و عمل سے انسانیت کو پناہ نصیب ہوتی ہے۔ غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ انہی عظیم انسانوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں

حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان سادات مشہد سے ہجرت کر کے ہندوستان کی معروف ریاست الور میں آیا اور یہیں اقامت پذیر ہو گیا اس حسنی حسینی خاندان نے اپنی تابندہ روایات کے مطابق یہاں عوام کو اسلام کی عظمتوں سے روشناس کرایا۔ ان کا فکری جھوڈلوتڑا اور ان کے پیراہن عمل کو جرم و گناہ کی نجاستوں سے پاک کیا۔ چنانچہ ہندوستان کے مسلم اکابرین نے ریاست الور میں اس عظیم دینی انقلاب کو دیکھ کر ہی قرار دیا تھا کہ ریاست الور سیدوں کی برکت سے اسلام کا گہوارہ بن چکا ہے یہاں کے گھریلو قسم کے انسان اسلام کے سربکف مجاہد اور نکتہ دان مبلغ بن کر ہندوستان میں بہت بڑا انقلاب بپا کر دیں گے۔

حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۶ء میں ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا قطب زمانہ حضرت شاہ سید نثار علی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنی آغوش ولایت میں لیا۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ نے استاذ الحفاظ حافظ عبدالحکیم مفتی زین الدین سے قرآن حفظ کیا اور شیخ القراء حضرت قاری قادر بخش سے تجوید و قراءت کے فنون کی تربیت حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ فارسی و ادب مرزا احمد بیگ سے پڑھا تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور منطق و فلسفہ کے فنون استاذ العلماء صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ آپ نے صرف درس نظامی کی تعلیم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے طب۔ انجینرنگ نقاشی اور خطاطی کی تعلیم و تربیت بھی حاصل کی چنانچہ فن طب مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے دادا استاد جناب حامی الدین مراد آبادی سے دیگر فنون مشہور فنکار

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نواب محمد یار خاں الوری سے حاصل کیے۔ ان تمام وفنون کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت علامہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ایک متدین عالم دین۔ مبلغ اسلام۔ بے مثال مفتی۔ عظیم مفکر۔ قابل طبیب اور محقق ادیب تھے علوم ظاہری کے علاوہ آپ نے علوم باطنی میں بھی کمال حاصل کیا۔ اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی اعلیٰحضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضری دی اور طویل عرصہ تک مجاہدات وچلہ کشی کے ذریعے سلوک وطریقت کی کٹھن منزلیں طے کیں۔ چنانچہ مذکورہ مشائخ ہند نے اس عظیم طالب صادق کو سلسلہ ہائے قادریہ چشتیہ۔ اشرفیہ اور رضویہ میں خلافتیں تفویض فرمائیں۔ آپ نے روحانی طور پر گم کردگان راہ کو جادۂ مستقیم پر گامزن کیا۔ جے پور۔ آگرہ۔ متھرا۔ گوبند پور۔ دہلی۔ فیروزپور۔ لاہور ودیگر علاقوں میں آپ کے مریدوں کی اکثریت ہے۔

تبلیغ اسلام حضرت علامہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے الور میں تحفظ حقوق المسلمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جو ایک طرف ہندوؤں کے مشرکانہ عقاید ورسوم کے خلاف جہاد کرتی اور دوسری طرف مسلمانوں کو متعصب ہنود کی ستم کاریوں کو مٹانے میں مصروف رہتی اس تنظیم کے عملی اقدامات کا یہ اثر ہوا کہ ریاست کا سخت گیر حکمران راجہ جے سنگھ بوکھلا اٹھا اور آپ کو دربار میں بلایا سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ بالآخر راجہ آپ کے ٹھوس دلائل کے سامنے جھک گیا اور اس سے مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کر کے ان کے تحفظ کا عہد کر لیا۔ آپ نے ریاستی مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے بعد اپنے والد محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آگرہ بمبئی کا رخ کیا سو وہاں تبلیغ کا دائرہ وسیع کیا جس کے نتیجے میں ہزاروں ہندو آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ شدھی تحریک میں آپ کا مجاہدانہ کردار ناقابل فراموش ہے۔ ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ نے اسلام کی روح پرور تبلیغ سے ہندوؤں کو مسلمان۔ مسلمانوں کو منظم اور شدھی تحریک کی شدت کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش نہ کی ہو۔ اسی دوران آپ دار العلوم حزب الاحناف کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے۔ اہل پنجاب آپ کی مدلل تقریر اور شعلہ بیانی سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو واپس جانے نہ دیا۔ جامع مسجد وزیر خاں کے متولی مہر ظفر علی کی پیشکش پر آپ ۱۹۲۶ء میں مسجد وزیر خاں میں خطیب اور مفتی کی حیثیت سے فرائض تبلیغ انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد کی جس میں برصغیر کے علماء ومشائخ شریک ہوئے اس عظیم الشان کانفرنس میں مسلم لیگ کی حمایت اور تحریک پاکستان کی واضح طور پر تائید کی گئی۔ علماء ومشائخ اہل سنت نے سنی کانفرنس کے بعد پورے ہندوستان میں طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو تحریک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکستان میں شریک کیا۔ مسلمان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد ہوئے اور انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں بیش بہا قربانیاں دے کر آزاد خودمختار پاکستان حاصل کرلیا۔

جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں حریت پسندوں نے کشمیر کی آزادی کے لیے جنگ شروع کی حضرت علامہ ابوالحسنات نے اس جنگ آزادی کو جہاد قرار دیا اور جہاد کا فتویٰ صادر فرمادیا۔ اپنے ملک میں دورے کیے مجاہدین تیار کیے انہیں جہاد کشمیر میں تیار کیا آپ خود محاذ پر گئے وہاں ان کی راہنمائی فرمائی اور انہیں ضروری سامان فراہم کیا جس کے نتیجے میں قوم نے آپ کو غازی کشمیر کا خطاب دیا آپ نے اپنی وصیت میں آزادی کشمیر کی جدوجہد جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔

قرارداد مقاصد قیام پاکستان کے ابتدائی سال تو مہاجرین کی آبادکاری پر صرف ہوئے لیکن جونہی وقت فراغت نصیب ہوا آپ نے اسلامی آئین کے نفاذ کے لیے جدوجہد شروع کردی چنانچہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے مولانا شبیر احمد عثمانی ممبر قومی اسمبلی کے تعاون سے اسلامی آئین کی منظوری کے لیے قرارداد مقاصد پاس کرائی مگر بدقسمتی سے وطن دشمن عناصر نے ملکی فضا مکدر کر ڈالی اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

تحریک ختم نبوت قیام پاکستان کا مقصد ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل تھا جس کی بنیاد کتاب و سنت کے مطابق استوار ہو اس کے لیے ضروری تھا کہ حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ آئے جو خدائے واحد کی توحید اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ختم المرسلینی پر کامل یقین رکھتے ہوں وہ لوگ جلی و بصیرت اسلامی نظام کی روح کو سمجھتے ہوں مگر بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد ختم نبوت کے منکرین کلیدی اسامیوں پر براجمان ہوئے اور انہوں نے اسلامی نظام کی راہ میں جابجا رکاوٹیں کھڑی کیں۔ آپ نے اسکو شدت سے محسوس کیا اور ملک میں تحریک ختم نبوت کا آغاز کردیا۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ آپ کی قیادت میں جمع ہوگئے۔ تحریک چلی بالآخر حکومت نے آپ کو قید کردیا۔ حکومت نے اس کو دبانے کی کوشش کی مگر عوام کے غیظ و غضب کے سامنے پیش نہ چلی اسیری کے حوصلہ شکن ایام میں کسی نے آپ کو اطلاع دی کہ آپ کے لخت جگر امین الحسنات خلیل احمد قادری شہید ہوگئے ہیں آپ اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کی خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور لب کشا ہوئے کہ الٰہی میرے لخت جگر کی قربانی کو قبول فرما۔

انتقال جیل کی چار دیواری میں ہی آپ کو ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا عمر کے ساتھ ساتھ مرض بھی بڑھتا گیا۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء میں آپ اسی مرض میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آپ کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں اندرونی احاطہ میں دفن کیا گیا۔ انتقال سے چند ساعتیں قبل آپ نے یہ شعر کہا تھا ؎

کائنات عشق بس اتنی مریض غم کی تھی ! ایک ہچکی میں طلسم آرزو باطل ہوا

حافظ رند زندہ باش مرگ کجا و تو کجا ! تو شدۂ فنا حمد۔ حمد بود بقا نے تو !

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارہ (۱۶)

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۂ کہف پ۱۶

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

کہا خضر نے میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ بے شک آپ ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝

موسیٰ نے کہا اگر سوال کروں میں کسی شے کا تو نہ رہنا میرے ساتھ بے شک پہنچ گیا میری طرف سے پورا عذر۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝

تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب آئے ایک گاؤں والوں کے پاس کہ کھانا مانگیں اس گاؤں کے رہنے والوں سے تو انکار کیا انہوں نے مہمان نوازی سے تو دونوں نے پائی اس گاؤں میں ایک دیوار کہ گرا چاہتی تھی تو اسے خضر نے قائم کر دیا۔ موسیٰ بولے اگر آپ چاہتے تو لیتے ان سے اس محنت پر مزدوری۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

خضر بولے بس اب یہ میری آپ کی جدائی ہے۔ اب میں بتاتا ہوں تمہیں ان تمام باتوں کی حکمت جن سے آپ صبر نہ کر سکے۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝

وہ جو کشتی تھی وہ تھی چند مساکین کی کہ کام کرتے تھے دریا میں تو میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں اور تھا ان کے پیچھے ایک بادشاہ کہ ہر سالم کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝

اور وہ لڑکا تو تھے والدین اس کے مومن تو ہمیں خوف ہوا کہ وہ چڑھا دے انھیں سرکشی اور کفر پہ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ — تو ہم نے چاہا کہ بدل دے ان دونوں کو رب بہتر اس سے ستھرا اور مہربانی میں قریب ہونے والا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۝ — اور وہ دیوار بستی کے دو یتیم لڑکوں کی تھی گاؤں میں اور اس کے نیچے خزانہ تھا ان دونوں کا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ط ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ۝ — تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور نہیں کیا میں نے اپنے حکم۔ یہ ہے تاویل ان کی جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

حلِّ لغات دسواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۶

قَالَ۔ کہا
اَلَمْ۔ کیا نہیں
اَقُلْ۔ کہا تھا میں نے
لَّكَ۔ آپ سے
اِنَّكَ۔ کہ بیشک آپ
لَنْ۔ ہرگز نہ
تَسْتَطِیْعَ۔ طاقت رکھیں گے
مَعِیَ۔ میرے ساتھ
صَبْرًا۔ صبر کی
قَالَ۔ کہا
اِنْ۔ اگر
سَاَلْتُكَ۔ میں نے آپ
سے سوال کیا
عَنْ شَیْءٍ۔ کسی چیز کے متعلق
بَعْدَهَا۔ اسکے بعد
فَلَا۔ تو نہ
تُصَاحِبْنِیْ۔ ساتھ رہنا میرے
قَدْ۔ بیشک
بَلَغْتَ۔ پہنچا تو
مِنْ لَّدُنِّیْ۔ میری طرف سے
عُذْرًا۔ عذر کو
فَانْطَلَقَا۔ تو چلے دونوں
حَتّٰی۔ یہاں تک کہ
اِذَا۔ جب
اَتَیَا۔ آئے
اَهْلَ قَرْیَةِ۔ ایک بستی والوں کے پاس
اِسْتَطْعَمَا۔ تو کھانا مانگا
انہوں نے
اَهْلَهَا۔ بستی والوں سے
فَاَبَوْا۔ تو انکار کیا انہوں نے
اَنْ۔ یہ کہ
یُّضَیِّفُوْهُمَا۔ مہمان بنائیں انکو
فَوَجَدَا۔ تو پایا دونوں نے
فِیْهَا۔ اس میں
جِدَارًا۔ ایک دیوار کو
یُّرِیْدُ۔ جو چاہتی تھی
اَنْ۔ یہ کہ
یَّنْقَضَّ۔ گر جائے
فَاَقَامَهٗ۔ تو اسے کھڑا کر دیا
قَالَ۔ کہا
لَوْ۔ اگر
شِئْتَ۔ تو چاہتا
لَاتَّخَذْتَ۔ تو لے لیتا
عَلَیْهِ۔ اس پر
اَجْرًا۔ مزدوری
قَالَ۔ کہا
هٰذَا۔ یہ ہے
فِرَاقُ۔ جدائی
بَیْنِیْ۔ میرے
وَبَیْنِكَ۔ اور آپ کے درمیان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَاُنَبِّئُكَ۔ جلدی بتاؤں گا میں آپ کو		بِتَاوِیْلِ۔ مقصد	مَالَمْ۔ ان کا کہ نہ
تَسْتَطِعْ۔ طاقت رکھی آپ نے	عَلَیْهِ۔ اس پر	صَبْرًا۔ صبر کرنے کی	اَمَّا۔ وہ جو
السَّفِیْنَةُ۔ کشتی تھی	فَكَانَتْ۔ وہ تھی	لِمَسٰكِیْنَ۔ کچھ مسکینوں کی	یَعْمَلُوْنَ۔ جو کام کرتے تھے
فِی الْبَحْرِ۔ دریا میں	فَاَرَدْتُّ۔ تو ارادہ کیا میں نے	اَنْ۔ یہ کہ	اَعِیْبَهَا۔ عیب دار کردوں اسے
وَكَانَ۔ اور تھا	وَرَآءَهُمْ۔ ان سے آگے	مَلِكٌ۔ ایک بادشاہ	یَّاْخُذُ۔ جو پکڑ لیتا
كُلَّ۔ ہر ایک اچھی	سَفِیْنَةٍ۔ کشتی	غَصْبًا۔ چھین کر	وَاَمَّا۔ اور وہ جو
الْغُلٰمُ۔ لڑکا تھا	فَكَانَ۔ سو تھے	اَبَوٰهُ۔ اسکے ماں باپ	مُؤْمِنَیْنِ۔ مومن
فَخَشِیْنَا۔ تو ڈرے ہم	اَنْ۔ یہ کہ	یُّرْهِقَهُمَا۔ چڑھ جائے ان پر	طُغْیَانًا۔ سرکشی
وَّكُفْرًا۔ اور کفر سے	فَاَرَدْنَا۔ تو ارادہ کیا ہم نے	اَنْ۔ یہ کہ	یُّبْدِلَهُمَا۔ بدل دے انکو
رَبُّهُمَا۔ ان کا رب	خَیْرًا۔ بہتر	مِّنْهُ۔ اس سے	زَكٰوةً۔ ستھرا
وَّاَقْرَبَ۔ اور بہت قریب	رُحْمًا۔ مہربانی میں	وَاَمَّا۔ اور وہ جو	الْجِدَارُ۔ دیوار تھی
فَكَانَ۔ وہ تھی	لِغُلٰمَیْنِ۔ دو لڑکوں	یَتِیْمَیْنِ۔ یتیم کی	فِی الْمَدِیْنَةِ۔ شہر میں
وَكَانَ۔ اور تھا	تَحْتَهٗ۔ اس کے نیچے	كَنْزٌ۔ خزانہ	لَّهُمَا۔ ان کا
وَكَانَ۔ اور تھا	اَبُوْهُمَا۔ ان کا باپ	صَالِحًا۔ نیک	فَاَرَادَ۔ تو ارادہ کیا
رَبُّكَ۔ تیرے رب نے	اَنْ۔ یہ کہ	یَّبْلُغَآ۔ پہنچیں وہ	اَشُدَّهُمَا۔ اپنی جوانی کو
وَیَسْتَخْرِجَا۔ اور نکالیں	كَنْزَهُمَا۔ اپنا خزانہ	رَحْمَةً۔ رحمت تھی	مِّنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب کی
وَمَا۔ اور نہیں	فَعَلْتُهٗ۔ کیا میں نے اسکو	عَنْ اَمْرِیْ۔ اپنی مرضی سے	ذٰلِكَ۔ یہ
تَاْوِیْلُ۔ مقصد تھا	مَالَمْ۔ انکا جو نہ	تَسْطِعْ۔ طاقت رکھی تو نے	عَلَیْهِ۔ اس پر
صَبْرًا۔ صبر کی			

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔ سورہ کہف۔ پ ١٦

"قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا۔ کہا خضر نے میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے"۔

یہ تیسری بار کا واقعہ ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے تاکید کے لیے لَ کا کاف بڑھایا اور برہم ہو اب دیا۔ غالبًا اس سے اردو محاورہ میں لام۔ کاف بولتے ہیں جب کسی سے گفتگو میں شدت اور برہمی کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوبت آجائے تو بولتے ہیں کہ لام۔کاف تک بات بڑھ گئی۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر معذرت اور فیصلہ کن عہد فرمایا اور

"قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا۔ کہا موسیٰ نے اگر کچھ پوچھوں آپ سے اس کے بعد تو پھر مصاحبت نہ کرنا بے شک میری طرف سے عذر پورا ہو چکا"۔

یہاں سے آگے چلے جیسا کہ ارشاد ہے۔

"فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ پھر دونوں چلے حتیٰ کہ آئے ایک گاؤں میں اور ان سے کھانا مانگا انہوں نے دعوت دینے سے انکار کر دیا"۔

اُس قریہ کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهَا اَنْطَاكِيَّةُ وَحَكَاهُ الثَّعْلَبِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ابن عباس اور جمہور کی تحقیق یہ ہے کہ وہ انطاکیہ تھا۔

اور ابن ابی حاتم بطریق قتادہ لکھتے ہیں اِنَّهَا بُرْقَةُ وَهِيَ كَمَا فِي الْقَامُوْسِ اِسْمٌ لِمَوَاضِعَ وَفِي الْمَوَاهِبِ اَنَّهَا قَرْيَةٌ بِاَرْضِ الرُّوْمِ۔ وہ گاؤں برقہ تھا۔ اور قاموس میں ہے کہ یہ نام ہے کسی موضع کا اور مواہب میں ہے کہ ارض روم میں ایک قریہ تھا۔

اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ گاؤں نواحی آرمینیہ میں تھا۔

اور محمد بن سیرین کہتے ہیں وہ اَبُلَّہ تھا۔ یعنی ہمزہ اور باء موحدہ اور لام مشددہ سے۔

اور ایک قول ہے کہ وہ ساحل بحر پر ایک گاؤں تھا جس کا نام ناصرہ تھا اور اس کا والی ایک نصرانی تھا

ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ یہ گاؤں جزیرہ خضراء میں تھا جو ارض اندلس میں تھا۔

"فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ۔ تو پائی دونوں نے اس قریہ میں ایک دیوار کہ گرا ہی چاہتی ہے"۔

اَنْ يَّنْقَضَّ پر آلوسی لکھتے ہیں اَيْ يَسْقُطَ۔ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ السُّقُوْطُ بِسُرْعَةٍ كَانْقِضَاضِ الْكَوْكَبِ وَالطَّيْرِ۔ يَنْقَضَّ کے معنی گرنے والی کے ہیں اور مشہور معنی ہیں جلدی گرنا جیسے ستارہ ٹوٹنے پر انقضاض کوکب اور پرندہ کے گرنے پر انقضاض طیر بولتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے کرامت سے قائم فرما دیا۔

رُوِيَ اَنَّهُمَا اِلْتَجَاَ اِلَيْهِ حَيْثُ لَمْ يَجِدَا مَاْوًى وَكَانَتْ لَيْلَتُهُمَا لَيْلَةً بَارِدَةً وَكَانَ عَلٰى شَارِعِ الطَّرِيْقِ۔ خضر و موسیٰ اور یوشع علیہم السلام کوئی پناہ کی جگہ کے متلاشی تھے اس لیے کہ یہ رات ٹھنڈی تھی۔ اور شارع عام تھا۔

"فَاَقَامَهٗ۔ تو آپ نے اسے قائم فرما دیا"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَسْحَہٗ بِیَدِہٖ فَقَامَ۔ آپ نے اسے ہاتھ پھیر کر قائم فرما دیا۔ کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جُبَیْرٍ۔ وَقَالَ الْقُرْطُبِیُّ اَنَّہٗ ھُوَ الصَّحِیْحُ وَھُوَ اَشْبَہُ بِاَحْوَالِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ احوال انبیاء علیہم السلام سے اشبہ تر ہے کہ مس ید سے قائم فرما دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس گراؤ دیوار کو منہدم کر کے پھر اسے قائم فرمایا۔

وَکَانَ طُوْلُ ھٰذَا الْجِدَارِ اِلَی السَّمَاءِ عَلٰی مَا نَقَلَ النَّوَوِیُّ عَنْ وَھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ مِائَۃَ ذِرَاعٍ۔ وہ دیوار سو گز بھی شرعی گز کے حساب سے۔

اور ثعلبی کے قول کے مطابق اس کا طول پانچ سو گز تھا اور عرض پچاس گز اور لوگ جب اس کے سایہ میں گذرتے تو خائف رہتے۔

بہر حال جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ گاؤں والوں نے ضیافت بھی نہیں کی اور ٹھہرنے کو جگہ بھی نہ دی اور ان کی دیوار بھی تعمیر کر دی تو اپنا جائز حق کیوں نہ لیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْہِ اَجْرًا۔ اگر آپ چاہیں تو ان سے اس دیوار کی مزدوری وصول فرما لیں"۔

اس لیے کہ اس وقت ضرورت ہے اور یہ کام مفت کیوں کیا جائے تو اس پر خضر علیہ السلام نے جواب دیا۔

"قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَیْہِ صَبْرًا۔ کہا خضر نے یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ عنقریب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"۔

یعنی مجھ سے جو سہ امور ظاہر ہوئے ان کے راز سے آپ کو مطلع کروں گا۔ اور وہ یہ ہے

"اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسَاکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَہَا وَکَانَ وَرَاءَھُمْ مَّلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا۔ کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں اس سے مزدوری کرتے تھے تو میں نے اسے عیب دار اس لیے کر دیا کہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر ایک سالم کشتی کو غصب کر لیتا تھا"۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کشتی جسے میں نے چیر دیا وہ چند مساکین کی تھی جن میں پانچ تو اپاہج تھے اور پانچ میں کام کرنے والے اور نابالغ تھے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لِمَسَاکِیْنَ کی جگہ بہ تشدید لِمَسَّاکِیْنَ پڑھا ہے۔ مسّاک عربی میں ملّاح

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کہتے ہیں۔

ایک قول کے مطابق مساک دباغ جلود کو بھی کہتے ہیں یعنی کھال رنگنے والے۔

یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ کے معنی ہیں یَتَعَیَّشُوْنَ بِمَا یَحْصِلُ لَهُمْ۔ یعنی وہ دریا میں ملاحی کر کے معاش حاصل کرتے تھے۔ تو میں نے یہ چاہا کہ ان کی معاش بادشاہ کے غصب کر لینے سے بند نہ ہو جائے۔

"فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا۔ تو میں نے اسے عیب دار کر دینا پسند کیا" تاکہ کشتی غرق تو نہ ہو۔ مگر اس کا تختہ اکھڑا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصب نہ کرے جو اس تاک میں رہتا تھا۔

"وَکَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا۔ یعنی ان کے پیچھے ایک بادشاہ لگا ہوا تھا اس کا نام معدور بن بدر تھا اور یہ کافر تھا۔

ایک قول ہے کہ غسان کا بادشاہ تھا اس کا نام جلندی ابن کرکر تھا۔

ایک قول ہے کہ اس کا نام منواد بن الجلندی بن سعید ازدی تھا اور یہ جزیرہ اندلس کا تھا:

"یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا۔ وہ ہر سالم اور صحیح کشتی پر بطور غصب قبضہ کر لیتا تھا"

اور پھر واپس نہ دیتا تھا۔ اور اس کا علم حضرت خضر علیہ السلام کو تھا اور موسٰی علیہ السلام ظاہر فعل پر معترض تھے اور کشتی کے جو مالک تھے انہیں آپ نے بتا دیا تھا کہ کشتی کے عیب دار کرنے میں تمہاری بہتری ہے اور آپ سے اتنی عقیدت رکھتے تھے کہ اس پر وہ راضی بھی تھے انہیں اول اس بادشاہ کا علم بھی نہ تھا کہ وہ صحیح و سالم کشتی پر قبضہ کر لیتا ہے اور عیب دار کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو گویا آپ کا یہ فعل محمود تھا جو بظاہر اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

دوسرے واقعہ کی حقیقت یہ ہے

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَآ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّكُفْرًا فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے والدین مسلمان تھے تو ہمیں خوف ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر نہ چڑھا دے تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر اور پاکیزہ اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا فرمائے"۔

اور اس لڑکے کا حال یہ ہے کہ ہمیں بہ اعلام الٰہی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ لڑکا کافر پیدا ہوا ہے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی محبت میں اس کے والدین دین سے پھر کر گمراہ نہ ہو جائیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ وہ کافر ہی پیدا ہوا تھا۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ احوال باطن جان کر قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انھیں اس کی اجازت تھی برخلاف کسی ولی کے اگر وہ باطن کا حال بذریعہ کشف والہام جان لے تو اسے قتل جائز نہیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بموجب احکام ظاہر ناگوار گزرنا ہی تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کندھا توڑ کر دیکھا تو لکھا ہوا تھا۔ کافر ہے کبھی اللہ تعالے پر ایمان نہ لائے گا۔ (جمل)

اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اِنَّهُمَا اُبْدِلَا جَارِيَةً فَوَلَدَتْ نَبِيًّا۔ پھر ان سے ایک لڑکی ہوئی جو اللہ تعالے نے اس لڑکے کے بدلے میں عطا کی جس سے نبی پیدا ہوا۔ اور ثعلبی کے روایت سے ہے کہ انہوں نے عہد یونس بن متی میں اس لڑکی کی نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ اس کا رشتہ کر دیا اس سے نبی پیدا ہوا جس سے اللہ تعالے نے ایک امت کو ہدایت دی۔ بہرحال اور بھی روائتیں ہیں۔

یہاں اس امر پہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ فرمانا بھی صحیح تھا۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے مشیت الٰہی میں یہ قتل اپنی حکمت بالغہ کے ماتحت کرانا تھا اس کی تاویل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر نے سنائی صحیح ہے۔ اور صرف اور صرف انہیں کے ذریعہ ایسا کرانا مقدر تھا یہ وہ مشروع فعل نہیں جس پہ اہل باطن سند پکڑ کہ آج بھی ایسا کریں اگر کوئی اس سے سند لے کر آج بھی کرے گا تو شرعاً ضرور مجرم ہوگا۔

اب تیسری بات دیوار والی اس کی تاویل فرمائی گئی۔

"وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا۔

اب رہی وہ دیوار وہ دو یتیم بچوں کی اس شہر سے تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ جو کچھ میں نے کیا یہ ہے تاویل ان کی جس پر آپ صبر نہ کرسکے"۔

یہ دونوں غلام اصرم اور صریم تھے۔

بخاری میں ہے وہ مال سونا چاندی مدفون تھا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن جبیر ابن مردویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا اور بزار حضرت ابو ذر سے اور خرائطی سید المفسرین ابن عباس سے موقوفا راوی ہیں۔کہ

اِنَّہٗ کَانَ لَوْحًا مِّنْ ذَھَبٍ مَّکْتُوْبًا فِیْہِ۔
عَجِبْتُ لِمَنْ یُّؤْمِنُ بِالْقَدْرِ کَیْفَ یَحْزَنُ۔
وَعَجِبْتُ لِمَنْ یُّؤْمِنُ بِالرِّزْقِ کَیْفَ یَتْعَبُ۔
وَعَجِبْتُ لِمَنْ یُّؤْمِنُ بِالْمَوْتِ کَیْفَ یَفْرَحُ۔
وَعَجِبْتُ لِمَنْ یُّؤْمِنُ بِالْحِسَابِ کَیْفَ یَغْفُلُ۔
وَعَجِبْتُ لِمَنْ یَّعْرِفُ الدُّنْیَا وَتَقَلُّبَھَا بِاَھْلِھَا کَیْفَ یَطْمَئِنُّ اِلَیْھَا۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

وہ سونے کی تختی تھی اس پر کندہ تھا۔
اس کا حال عجیب ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے تو کیسے غمگین ہوتا ہے۔
اس کا حال عجیب ہے جو اپنے مقررہ رزق پر ایمان رکھتا ہے وہ کیسے تعب میں پڑتا ہے۔
اور اس کا حال عجیب ہے جو حساب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غفلت میں رہتا ہے۔
اور اس کا حال عجیب ہے جو موت کو یقینی جانتا ہے وہ کیسے فرح وسرور میں ہے۔
اور اس کا حال عجیب ہے جو دنیا اور اس کے تغیرات کو جانتا ہے کیونکر مطمئن ہے۔
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اور بروایت عطا ابن عباس سے دوسری روایت میں ہے۔
اِنَّہٗ مَکْتُوْبٌ فِیْ اَحَدِ شِقَّیْہِ۔ اس کے ایک پہلو پر تھا
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور اوپر والی عبارت
وَفِیْ شِقِّ الْاٰخَرِ۔ اور دوسرے پہلو پر لکھا تھا۔
اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْکَ لِیْ خَلَقْتُ الْخَیْرَ وَالشَّرَّ فَطُوْبٰی لِمَنْ خَلَقْتُہٗ لِلْخَیْرِ وَاَجْرَیْتُہٗ عَلٰی یَدَیْہِ وَالْوَیْلُ لِمَنْ خَلَقْتُہٗ لِلشَّرِّ وَاَجْرَیْتُہٗ عَلٰی یَدَیْہِ۔

میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں مگر میں۔ میں ایک ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا۔ مبارک ہے وہ آدمی جسے میں نے بھلائی کے لیے پیدا کیا اور میں نے اس کے ہاتھوں پر اس کو جاری کیا۔ اور تباہی ہے اسے جسے شر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر کو جاری کیا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ان لڑکوں کے باپ کا نام کاشح تھا اور ماں کا نام دہن
اَنْ یَبْلُغَا اَشُدَّھُمَا قِیْلَ اَیْ الْحُلُمَ وَکَمَالَ الرَّاْیِ وَفِی الصِّحَاحِ الْقُوَّۃُ وَھُوَ مَا بَیْنَ ثَمَانِیْ عَشَرَ اِلٰی ثَلَاثِیْنَ۔ اپنی جوانی کو پہنچیں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی رائے میں کامل ہو جائیں۔
اور صحاح میں ہے کہ وہ اپنی قوت پر آئیں اور اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر ہے۔
وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا مِنْ تَحْتِ الْجِدَارِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَقَمْتُہٗ لَانْقَضَّ وَخَرَجَ الْکَنْزُ مِنْ تَحْتِہٖ قَبْلَ اِقْتِدَارِھِمَا عَلٰی حِفْظِہٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِہٖ۔
اور وہ دونوں اپنا خزانہ نکال لیں اور اگر میں اس دیوار کو قائم نہ کرتا تو وہ گر جاتی اور خزانہ نکل جاتا اس دیوار کے نیچے سے ان کے اقتدار پر آنے سے پہلے۔
"رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو آپ کا میرا سب کا رب ہے"۔
"وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ اور میں نے یہ کام اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں کیا"۔ بلکہ بامر الٰہی کیا۔
ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْہِ صَبْرًا۔ یہ تاویل ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"

تَوْضِیْحٌ مَزِیْدٌ لِاِفْہَامِ الْبَلِیْدِ

واقعہ مذکورہ کو پڑھ کر اکثر بلید الذہن نا فہم لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ نبی پر ایمان لانے کے بعد مرتبہ ولایت ہوتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ولی نبی پر فائز ہو جائے۔
پھر حضرت خضر علیہ السلام کے نبی اور ولی ہونے میں اختلاف ہے جمہور اسی طرف ہیں کہ حضرت خضر نبی ہیں جیسا کہ ہم اول بیان کر چکے ہیں تو یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ
کسی ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے اور اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ کے معنی ہیں کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت کو بلند کر دیتی ہے نہ کہ ولی نبی پر بلند ہو۔
علاوہ بریں اہل کتاب کی تحقیق تو یہ بتاتی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ ابن عمران نبی نہ تھے بلکہ جو حضرت خضر کے پاس حاضر آئے وہ موسیٰ بن ماثان تھے (مدارک)
اور حضرت خضر و الیاس کا زندہ ہونا پہلے بیان میں ہم ثابت کر چکے ہیں اور اس پر جمہور علماء و صلحاء کا اتفاق ہے
رکوع متعلقہ میں جو تین فعل حضرت خضر علیہ السلام کے ہیں اس میں امت کے لیے عبرت کی تعلیم ہے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول کشتی کا تختہ توڑ کر عیب دار بنا دینا تاکہ ظالم غاصب بادشاہ کی دستبرد سے حفاظت ہو جائے اس میں امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ تھوڑا نقصان بسا اوقات عظیم مفاد کا موجب ہوتا ہے اور بے صبری اور ناشکری سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حکمت پر نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرے غلام کا قتل اس میں یہ حکمت الٰہیہ ہے کہ ایسے بدبخت کی ہلاکت جو دنیا و آخرت میں ننگ کا موجب ہو اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نیک بدلہ کی امید رکھنا چاہئے۔ جیسے اَللّٰهُمَّ اخْلُفْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا کی تعلیم ہر صدمہ اور فوتیدگی پر تعلیم دیا گیا۔

اس غلام کے بعد جو صاحبزادی ملیں وہ نہایت مبارک تھیں جیسا کہ ہم اول بیان کر چکے ہیں۔

تیسرے دیوار سے واضح ہے کہ گر جاتی تو ان بچوں کا حق ضائع ہو جاتا اللہ تعالےٰ نے اپنے ولی یا نبی کے ہاتھ سے اس کی حفاظت کرا دی۔

اب تیسرے قصہ حضرت ذوالقرنین کا خلاصہ بیان فرمایا جاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورہ کہف۔ پ ۱۶

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝	اور سوال کرتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے متعلق فرما دیجئے میں پڑھ کر سناتا ہوں اس کا ذکر۔
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝	بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر قسم کا سامان عطا فرمایا۔
فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝	تو وہ پیچھے لگا اسباب کے۔
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۝	یہانتک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو اسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا اور پائی وہاں ایک قوم۔
قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝	ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین یا تو تم اسے سزا دو یا یہ کہ کرو ان کے اندر بھلائی۔
قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا	عرض کی وہ جس نے ظلم کیا اسے تو میں سزا دوں گا پھر پھیرا جائے گا اپنے رب کی طرف وہ اسے عذاب

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نُّكْرًا ٥

دے گا برا عذاب۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰىۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ٥

اور جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو اس کے لیے بدلہ بھلا ہے۔ اور ہم اسے کہیں گے آسان کام۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ٥

پھر ایک سامان کے پیچھے چلا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ٥

حتیٰ کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا اسے نکلتا ہوا ایسی قوم پر کہ نہیں کیا ہم نے ان کے لیے سورج سے کوئی آڑ۔

كَذٰلِكَؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ٥

اور یہی بات ہے اور انکے حال پر ہمارا علم محیط ہے۔ ہمیں سب کی خبر ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ٥

پھر ایک سامان کے پیچھے لگا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًاۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ٥

حتیٰ کہ پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ پائی وہاں ہر دو سے پرے کچھ ایسی قوم کہ نہیں سمجھتے تھے کوئی بات۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ٥

انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج وماجوج زمین میں فساد کر رہے ہیں تو کیا ہم کر دیں آپ کے لیے خرچ کا نظام اس شرط پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ٥

فرمایا جتنا مجھے قابو دیا ہے میرے رب نے بہتر ہے تو میری مدد کرو طاقت سے میں بنا دوں گا تم میں اور ان میں آڑ۔

اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْاؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًاۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ٥

لاؤ میرے پاس لوہے کے تختے یہاں تک کہ برابر ہو جائے یہ دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک۔ فرمایا اب دھونکو حتیٰ کہ جب ہو گیا وہ آگ فرمایا لاؤ میں اس پر گھلا ہوا تانبہ انڈیل دوں۔

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ٥

تو نہ چڑھ سکے یاجوج و ماجوج اس پہ اور نہ نقب ہی لگا سکے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَإِذَا جَاۤءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۤءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

فرمایا یہ رحمت ہے میرے رب کی تو جب آئے وعدہ میرے رب کا اسے کر دے گا پاش پاش اور میرے رب کا وعدہ سچا۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝

اور چھوڑ دیں گے ہم ان کے بعض کو ایک دن کہ ریلا کرتا آئے گا ایک گروہ پر اور صور پھونکا جائے گا تو جمع کریں گے ہم سب کو۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ نِ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۤءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

اور لائیں گے ہم جہنم کو اس دن کافروں کے لیے واضح وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات نہ سن سکتے تھے۔

حلِ لغات گیارہواں رکوع سورۂ کہف۔ پ ۱۶

وَيَسْئَلُوْنَكَ۔ اور پوچھتے ہیں آپ سے
عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔ ذوالقرنین کے متعلق

قُلْ۔ کہہ	سَاَتْلُوْا۔ جلدی پڑھونگا	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	مِّنْهُ۔ اس کا
ذِكْرًا۔ ذکر	اِنَّا۔ بیشک ہم نے	مَكَّنَّا۔ قابو دیا	لَهٗ۔ اس کو
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں	وَاٰتَيْنٰهُ۔ اور دیا اسکو ہمنے	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ ہر طرح کا	سَبَبًا۔ سامان
فَاَتْبَعَ۔ تو پیچھے لگا وہ	سَبَبًا۔ اسباب کے	حَتّٰى۔ حتیٰ کہ	اِذَا۔ جب
بَلَغَ۔ پہنچا	مَغْرِبَ۔ جگہ غروب ہونے	الشَّمْسِ۔ سورج کی تو	وَجَدَهَا۔ پایا اسے
تَغْرُبُ۔ غروب ہوتا	فِيْ عَيْنٍ۔ چشمہ	حَمِئَةٍ۔ سیاہ کیچڑ میں	وَّوَجَدَ۔ اور پائی
عِنْدَهَا۔ اس کے پاس	قَوْمًا۔ ایک قوم	قُلْنَا۔ ہم نے کہا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ۔ اے ذوالقرنین
اِمَّا۔ یا تو	اَنْ۔ یہ ہے کہ	تُعَذِّبَ۔ سزا دے تو	وَاِمَّا۔ اور یا
اَنْ۔ یہ کہ	تَتَّخِذَ۔ پکڑے تو	فِيْهِمْ۔ ان میں	حُسْنًا۔ بھلائی
قَالَ۔ کہا	اَمَّا۔ پھر	مَنْ۔ جس نے	ظَلَمَ۔ ظلم کیا
فَسَوْفَ۔ تو جلدی	نُعَذِّبُهٗ۔ سزا دینگے ہم اسے	ثُمَّ۔ پھر	يُرَدُّ۔ لوٹایا جائے گا
اِلٰى۔ طرف	رَبِّهٖ۔ اپنے رب کی	فَيُعَذِّبُهٗ۔ تو وہ سزا دیگا اسے	عَذَابًا۔ سزا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نُكْرًا۔ بڑی سخت　وَاَمَّا۔ اور وہ　مَنْ۔ جو　اٰمَنَ۔ ایمان لایا

وَعَمِلَ۔ اور عمل کیے　صَالِحًا۔ اچھے　فَلَهٗ۔ تو اسکے لیے　جَزَآءَ۔ بدلہ ہے

نِ الْحُسْنٰى۔ اچھا　وَسَنَقُوْلُ۔ اور ہم کہیں گے　لَهٗ۔ اس کے لیے　مِنْ اَمْرِنَا۔ اپنے کام میں

يُسْرًا۔ آسانی　ثُمَّ۔ پھر　اَتْبَعَ۔ پیچھے لگا　سَبَبًا۔ سامان کے

حَتّٰى۔ یہاں تک کہ　اِذَا۔ جب　بَلَغَ۔ پہنچا　مَطْلِعَ۔ چڑھنے

الشَّمْسِ۔ سورج کے　وَجَدَهَا۔ پایا اسکو　تَطْلُعُ۔ چڑھتا　عَلٰى قَوْمٍ۔ ایسی قوم پہ

لَمْ نَجْعَلْ۔ کہ نہیں بنایا ہمنے　لَهُمْ۔ انکے لیے　مِنْ دُوْنِهَا۔ اس کے آگے　سِتْرًا۔ آڑ

كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　وَقَدْ۔ اور بیشک　اَحَطْنَا۔ گھیر لیا ہم نے　بِمَا۔ اسکو

لَدَيْهِ۔ جو اسکے پاس ہے　خُبْرًا۔ خبر سے　ثُمَّ۔ پھر　اَتْبَعَ۔ پیچھے لگا

سَبَبًا۔ راستے کے　حَتّٰى۔ یہاں تک کہ　اِذَا۔ جب　بَلَغَ۔ پہنچا

بَيْنَ۔ درمیان　السَّدَّيْنِ۔ دو دیواروں کے　وَجَدَ۔ پایا　مِنْ دُوْنِهِمَا۔ انکے سوا

قَوْمًا۔ ایک قوم کو　لَا يَكَادُوْنَ۔ نہیں قریب تھے　يَفْقَهُوْنَ۔ کہ سمجھیں　قَوْلًا۔ بات کو

قَالُوْا۔ بولے　يٰذَا الْقَرْنَيْنِ۔ اے ذوالقرنین　اِنَّ۔ بیشک　يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ۔ یاجوج

اور ماجوج　مُفْسِدُوْنَ۔ فساد کرنے والے ہیں　فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں

فَهَلْ۔ تو کیا　نَجْعَلُ۔ بنائیں ہم　لَكَ۔ تیرے لیے　خَرْجًا۔ خرچ

عَلٰٓى۔ اوپر　اَنْ۔ اس کے کہ　تَجْعَلَ۔ بنا دے تو　بَيْنَنَا۔ ہمارے درمیان

وَبَيْنَهُمْ۔ اور انکے درمیان　سَدًّا۔ دیوار　قَالَ۔ بولا　مَا۔ جو

مَكَّنِّيْ۔ طاقت دی ہے مجھے　فِيْهِ۔ اس میں　رَبِّيْ۔ میرے رب نے　خَيْرٌ۔ وہ بہتر ہے

فَاَعِيْنُوْنِيْ۔ تو تم مدد کرو میری　بِقُوَّةٍ۔ قوت سے　اَجْعَلْ۔ بناؤں گا میں

بَيْنَكُمْ۔ تمہارے　وَبَيْنَهُمْ۔ اور انکے درمیان　رَدْمًا۔ روک　اٰتُوْنِيْ۔ دو مجھے

زُبَرَ۔ چادریں　الْحَدِيْدِ۔ لوہے کی　حَتّٰى۔ یہاں تک کہ　اِذَا۔ جب

سَاوٰى۔ برابر کیا　بَيْنَ۔ درمیان　الصَّدَفَيْنِ۔ دو پہاڑوں کے　قَالَ۔ کہا

انْفُخُوْا۔ دھونکو　حَتّٰى۔ یہاں تک کہ　اِذَا۔ جب　جَعَلَهٗ۔ بنایا اسکو

نَارًا۔ آگ کی طرح　قَالَ۔ تو کہا　اٰتُوْنِيْ۔ لاؤ میرے پاس　اُفْرِغْ۔ ڈالوں میں

عَلَيْهِ۔ اس پہ　قِطْرًا۔ پگلا ہوا تانبہ　فَمَا۔ تو نہ　اسْطَاعُوْا۔ طاقت رکھی

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنْ ۔ یہ کہ ۔ یَظْهَرُوْهُ ۔ چڑھیں اس پر ۔ وَمَا ۔ اور نہ ۔ اسْتَطَاعُوْا ۔ طاقت رکھی
انہوں نے ۔ لَهٗ ۔ اسکو ۔ نَقْبًا ۔ نقب لگانے کی ۔ قَالَ ۔ کہا
هٰذَا ۔ یہ ۔ رَحْمَةٌ ۔ رحمت ہے ۔ مِّنْ رَّبِّيْ ۔ میرے رب کی ۔ فَاِذَا ۔ تو جب
جَآءَ ۔ آئے گا ۔ وَعْدُ ۔ وعدہ ۔ رَبِّيْ ۔ میرے رب کا ۔ جَعَلَهٗ ۔ کردے گا اسے
دَكَّآءَ ۔ ریزہ ریزہ ۔ وَكَانَ ۔ اور ہے ۔ وَعْدُ ۔ وعدہ ۔ رَبِّيْ ۔ میرے رب کا
حَقًّا ۔ سچا ۔ وَتَرَكْنَا ۔ اور چھوڑا ہم نے ۔ بَعْضَهُمْ ۔ انکے بعض کو ۔ يَوْمَئِذٍ ۔ اس دن
يَّمُوْجُ ۔ غلبہ کرتے ۔ فِيْ بَعْضٍ ۔ بعض پر ۔ وَنُفِخَ ۔ اور پھونکا جائے گا ۔ فِي الصُّوْرِ ۔ کرنا میں
فَجَمَعْنٰهُمْ ۔ تو جمع کریں گے ہم ان کو ۔ جَمْعًا ۔ سب کو ۔ وَعَرَضْنَا ۔ اور پیش کرینگے ہم
جَهَنَّمَ ۔ جہنم ۔ يَوْمَئِذٍ ۔ اس دن ۔ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔ کافروں کے لیے ۔ عَرْضًا ۔ سامنے لاکر
الَّذِيْنَ ۔ وہ جو ۔ كَانَتْ ۔ تھیں ۔ اَعْيُنُهُمْ ۔ انکی آنکھیں ۔ فِيْ غِطَآءٍ ۔ پردے میں
عَنْ ذِكْرِيْ ۔ میری یاد سے ۔ وَكَانُوْا ۔ اور تھے وہ ۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔ نہ طاقت رکھتے تھے
سَمْعًا ۔ بات سننے کی ۔

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع سورۂ کہف ۔ پ ۱۶

خلاصہ تعارف ۔ حضرت ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ

ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے ۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں ۔ انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اسکندریہ رکھا ۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحب لوا تھے ۔ دنیا میں اس شان کے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران ہوئے ۔

ان میں دو مومن اور دو کافر تھے ۔

مومن تاجدار حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں

اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر بابلی ہے

اور پانچویں بادشاہ مومن اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم گرامی حضرت امام مہدی ہے ان کی حکومت بھی تمام دنیا پر ہوگی ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ وہ نبی نہیں تھے اور فرشتے بھی نہ تھے البتہ اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انھیں محبوب بنایا۔

اور مفصل حالات و تحقیق یہ ہے

جیسے علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں قِیْلَ ھُوَاِسْکَنْدَرُ الْیُوْنَانِیُّ اِبْنُ فِیْلَقُوْسَ۔ ذوالقرنین کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اسکندر یونانی فیلقوس کا بیٹا ہے۔

اور ابن کثیر کہتے ہیں ھُوَابْنُ فِیْلَبْسَی بْنِ مَعْوِیْمَ بْنِ ھَرْمُسَی ہے اور ہرمس میطون کا بیٹا ہے اور ابن رومی بن لیلی بن یونان بن یافث بن نونہ ابن شرخون بن تولط بن یوفیل بن رومی بن اصفر بن عزیز بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم الخلیل علیہ السلام ہے۔

یہ تینتیس سال زندہ رہے اور ان کی حکومت بارہ سال رہی۔

ایک قول ہے کہ چھتیس سال زندہ رہے اور حکومت ۱۶ سال کی۔

بہرحال اسکندر ذوالقرنین جنہوں نے اسکندریہ بنایا یہی ہیں اور یہ ارسطو کے شاگرد تھے اور ارسطو کے پاس ایتھنز میں ان کے والد چھوڑ آئے تھے۔ یہاں یہ ارسطو کے پاس پانچ سال رہے اور فلسفہ وغیرہ علوم حاصل کیے۔

اسی بنا پر مورخین ارسطو کو بھی مذہب حق کا تبع کہتے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں لَمْ یَکُنْ مَبْعُوْثًا اِلَیْہِ رَسُوْلٌ فَاِنَّہٗ کَانَ قَبْلَ مَبْعَثِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنَحْوِ ثَلٰثِمِائَۃِ سَنَۃٍ وَکَانَ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اِذْ ذَاکَ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ وَمَبْعُوْثِیْنَ اِلَیْہِمْ وَلَمْ یَکُنْ ھُوَ مِنْھُمْ فَکَانَ حُکْمُہٗ حُکْمُ اَھْلِ الْفَتْرَۃِ۔

ان کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے تین سو سال قبل تھے اور اس وقت انبیاء کرام بنی اسرائیل سے ہو کر انہیں میں مبعوث ہوتے تھے اور ذوالقرنین بنی اسرائیل سے نہ تھے تو ان کا حکم اہل فترۃ کے حکم میں تھا (روح المعانی)

بعض کا خیال ہے کہ وہ اسکندر جو غالب آیا اور ملک فارس بھی جس کا تابع فرمان ہوا وہ اسکندر ذوالقرنین ہیں۔

اور جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے اس پر بعض کا خیال ہے کہ وہی ہیں اور بعض کہتے ہیں وہ نہیں ہیں۔

اور وہ جسے اسکندر ملوک سالفہ سے کہتے ہیں یہ دو ہیں اور ان دونوں کے مابین دو ہزار سال کا فرق

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور ان میں وہ اسکندر رومی ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہیں اور اسکندر یونانی یہ وہ ہے جو ایک زمانۂ طویل تک زندہ رہا۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں ایک ہزار چند سو سال زندہ رہا اور بعض کہتے ہیں دو ہزار اور بعض کے نزدیک تین ہزار سال زندہ رہا مگر ان روایتوں میں سے کوئی بھی صحیح روایت نہیں ہے۔

البتہ ابوریحان بیرونی منجم اپنی کتاب میں جو لکھتے ہیں اس میں ذوالقرنین کا نام هُوَ اَبُوْکَرْبِ سَمِیُّ بْنُ عُمَیْرِ بْنِ اَفْرِیْقِیْسَ الْحِمْیَرِیّ۔ عمیری بتاکر لکھتے ہیں کہ یہ وہ ہیں جن پر تبع یمانی فخر کرتے ہیں اور اپنی رباعی میں لکھتے۔ منقول از کتاب اَلْاٰثَارُ الْبَاقِیَۃُ عَنِ الْقُرُوْنِ الْخَالِیَۃِ

قَدْ کَانَ ذُوالْقَرْنَیْنِ جَدِّیْ مُسْلِمًا ۔۔۔ مَلِکًا عَلَا فِی الْاَرْضِ غَیْرُ مُفَنَّدِ

بَلَغَ الْمَغَارِبَ وَالْمَشَارِقَ یَبْتَغِیْ ۔۔۔ اَسْبَابَ مُلْکٍ مِّنْ حَکِیْمٍ مُّرْشِدِ

فَرَاٰی مَغِیْبَ الشَّمْسِ عِنْدَ غُرُوْبِهَا ۔۔۔ فِیْ عَیْنِ ذِیْ خُلُبٍ وَّثَاطٍ حَرْمَدِ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذوالقرنین یہی ہوں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

اور ان کا دار الخلافہ مقدونیا تھا۔

وَکَانَ سَرِیْرُ مُلْکِهٖ مَقْدُوْنِیَا وَهِیَ بَلْدَۃٌ مِّنْ بِلَادِ الرُّوْمِ الْغَرْبِیِّ دَارُ السَّلْطَنَۃِ السَّنِیَّۃِ قُسْطُنْطُنِیَّۃُ الْمَحْمِیَّۃُ بَیْنَهُمَا مِنَ الْمَسَافَۃِ قَدْرُ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا اَوْ نَحْوُ ذَالِکَ عِنْدَ مَدِیْنَۃِ شِبْرُوْز۔

ذوالقرنین کا دار الخلافہ مقدونیہ تھا اور وہ بلاد روم کا ایک شہر ہے جو غربی دار السلطنت قسطنطنیہ کا ہے۔ مقدونیہ اور قسطنطنیہ کے مابین پندرہ دن کا بعد مسافت ہے اور ایسے اس کے قریب شہر شیروز ہے۔ روح المعانی۔

ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ

وَاِنَّمَا سُمِّیَ ذُوالْقَرْنَیْنِ لِمُلْکِهٖ طَرَفَیِ الْاَرْضِ اَوْ شُجَاعَتِهٖ وَاسْتَدَلَّ لِهٰذَا الْقَوْلِ بِاَنَّ الْقُرْاٰنَ دَلَّ عَلٰی اَنَّ الرَّجُلَ بَلَغَ مُلْکُهٗ اِلٰی اَقْصَی الْمَغْرِبِ وَاَقْصَی الْمَشْرِقِ وَجِهَۃَ الشِّمَالِ وَذَالِکَ عَلٰی تَمَامِ الْمَعْمُوْرِ مِنَ الْاَرْضِ۔

ذوالقرنین نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کی حکومت تمام اطراف زمین پر ہوئی۔ مشرقی سمت کی انتہا تک اور مغربی حصہ کی انتہا تک اور شمال کے تمام حوالی پر۔ یہ گویا تمام معمورات ارضی پر مسلط ہوئے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(روح المعانی)

اور وہ بادشاہ جو کتب تواریخ میں مشہور ہے کہ اس کی سلطنت اتنی وسیع ہو چکی تھی وہ یہی اسکندر ہیں۔ اس لیے کہ جب ان کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے ملوک مصر اور مغربی بادشاہوں کو فتح کر کے سب کو اپنی زیر سلطنت کیا اور بحر اخضر تک حکومت قائم کر کے واپس ہوئے اور مصر آکر اسکندریہ شہر تعمیر کیا پھر شام میں داخل ہو کر بنی اسرائیل کی طرف رخ کیا اور بیت المقدس پہ آکر قربانی دی۔ پھر آرمینیا اور باب الابواب کی طرف پہنچ کر عراقیوں اور قبطیوں اور قوم بربر پہ قبضہ کیا پھر ہند کی طرف رخ کرتے ہوئے چین اور رو ور دور کی جماعتوں کو فتح کرتے ہوئے خراسان پہنچ کر یہاں بہت سے شہر آباد کیے پھر عراق کی طرف واپس آئے۔

اور پھر شہر شیروز میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔

ایک قول ہے کہ رومیۃ المدائن میں انتقال کیا اور ان کی لاش کو سونے کے تابوت میں رکھ کر شہر اسکندریہ لے گئے۔

اور یہ تیسرے سوال کا جواب ہے جو اہل کتاب کے سمجھانے سے قریش مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ چنانچہ روح پر ارشاد ہوا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ جس کی تفصیل بیان ہو چکی اب ارشاد ہے "وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا۔ اور آپ سے (ابوجہل و کفار مکہ) ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے میں تمہیں عنقریب پڑھ کر سناتا ہوں اس کا ذکر"۔

"اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا۔ بے شک ہم نے اسے زمین پر متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا"۔

جس کی دنیا میں دنیا کو حاجت ہوتی ہے اور فاتحوں کو دیار و امصار فتح کرنے اور دفاع میں دشمن سے محاربہ کرنے میں ضرورت ہوتی ہے وہ سب عطا کیا جس کے ذریعہ وہ مشرق سے مغرب تک فتح کرتے چلے گئے اگرچہ اس امر کی تاریخ تفصیل نہیں دیتی کہ وہ سامان کیا کیا دیا گیا۔

مگر ظاہر ہے کہ اٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا کا مفہوم کہہ رہا ہے کہ اس وقت کے تمام اسباب ان کے لیے مہیا تھے۔ آج کے دور میں ریل، انجن، موٹر سائیکل، ایروپلین جہاز، غوطہ زن کشتیاں، مشین گن، توپ ٹینک، ایٹم بم ہیں، ایئر کرافٹ گن، انواع و اقسام کے گیس جیسے بشر گیس، سوئی گیس، سنون گن وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اس زمانہ کے لحاظ سے بھی بہت سی چیزیں حرب و ضرب کی ہوتی ہوں گی وہ سب مہیا تھیں چنانچہ اس وقت کی عجیب و غریب صنعتیں جتنی بھی تھیں وہ ..تی ہیں کہ آثار قدیمہ کے خرابات کھودنے سے ان کے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نشان ملتے ہیں۔

تو فَاَتْبَعَ سَبَبًا فرما کر ظاہر کیا کہ وہ ان اسباب کے پیچھے لگا اور سفر کا سامان تیار کیا چنانچہ وہ پہلے سمت مغرب چلا تو چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا نظر آیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

"حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۔ حتی کہ جب وہ پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو پایا اس سورج کو ڈوبتا ہوا ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں اور اس کے پاس ایک قوم ملی"۔

حَمِئَةٍ ذَاتَ حِمَاةٍ۔ اَلْحِمَاتُ الطِّيْنُ الْاَسْوَدُ۔ حَامِيَةٌ اَيْ حَارَّةٌ۔ یعنی گرم اور سیاہ کیچڑ

آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں اَيْ ذَاتُ حِمَاةٍ وَهِيَ الطِّيْنُ الْاَسْوَدُ مِنْ حَمِئَتِ الْبِئْرُ۔ یعنی حمئہ کے معنی گرم کے ہیں اور حمات کالے کیچڑ کو کہتے ہیں جو کنوئیں کے اندر سے نکلتی ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آفتاب آسمان پر ہے۔

مگر غروب کے وقت پانی کے کنارے کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے اور حمئہ اور بقراءۃ ابن عامر و حمزہ حامئہ کا فرق یہی بتاتا ہے کہ شاہ ذوالقرنین جہاں تک پہنچے وہ ظلمات کی حد تھی اور سیاہ دلدل وہاں غروب شمس یقیناً اسی دلدل میں معلوم ہوا ہوگا۔

تو وہاں آپ کو ایک قوم ملی جس کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں۔

اَيْ عِنْدَ تِلْكَ الْعَيْنِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ قَوْمًا لِبَاسُهُمْ عَلٰى مَا قِيْلَ جُلُوْدُ السِّبَاعِ وَطَعَامُهُمْ مَا لَفَظَتْهُ الْبَحْرُ۔ وہاں چشمہ کے پاس ساحل بحر پر ایک قوم تھی جس کا لباس درندوں کی کھالوں کا تھا اور ان کی غذا جو سمندر سے موجوں کے ذریعہ باہر آتا تھا وہ تھی۔

قَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُمْ قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمْ نَاسِكُ لَا يُحْصِيْهِمْ كَثْرَةً اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔ وہ ایک قوم تھی جسے ناسک کہا جاتا تھا انکی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَقَالَ اَبُوْ زَيْدِ السُّهَيْلِيُّ هُمْ قَوْمٌ مِّنْ نَّسْلِ ثَمُوْدَ كَانُوْا يَسْكُنُوْنَ جَابَرْسَا وَهِيَ مَدِيْنَةٌ عَظِيْمَةٌ لَهَا اِثْنَا عَشَرَ بَابًا وَيُقَالُ لَهَا بِالسُّرْيَانِيَّةِ جَرْجِيْسًا۔

ابوزید سہیلی فرماتے ہیں کہ وہ قوم ثمود کی نسل سے تھی جو جابرسا میں رہتی تھی یہ ایک بڑا شہر ہے جس کے بارہ دروازے ہیں اسے سریانی زبان میں جرجیسا کہتے ہیں۔

اور ابن جریج سے بھی روایت ہے اور ابن سائب کا خیال ہے اِنَّهٗ كَانَ فِيْهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ وَكَافِرُوْنَ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالَّذِیْ عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ اَنَّھُمْ کَانُوْا کُفَّارًا فَخَیَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَ اَنْ یُّعَذِّبَھُمْ بِالْقَتْلِ وَاَنْ یَّدْعُوْھُمْ اِلَی الْاِیْمَانِ۔ اس آبادی میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔

اور جس طرف جمہور گئے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ سب کافر تھے تو اللہ تعالٰے نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ وہ یا انہیں قتل کر دیں یا دعوت ایمان دیں۔

واقعہ یوں ہے جو مفسرین نے لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولاد سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات سے پانی پیئے گا اسے موت نہ آئے گی۔ یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی جستجو میں مشرق و مغرب میں پھرے آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے۔ وہ تو چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا۔ مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہیں وہ چشمہ نہ ملا یا آنکہ اس سفر میں جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے اس کے سب منازل قطع کر ڈالے اور سمت مغرب میں وہاں تک پہنچے جہاں سے آگے آبادی کا نام ونشان ہی نہ تھا وہاں انہوں نے آفتاب کو غروب کے وقت اس حال میں دیکھا کہ گویا وہ سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے جیسے دریائی سفر کرنے والوں کو پانی میں سورج ڈوبتا معلوم ہوتا ہے یہاں سے آگے وہ قوم پائی جو جانوروں کے چمڑے پہنے ہوئے تھی اور انکی غذا مردہ جانور تھے یہ لوگ سب کافر تھے۔ اب آگے ارشاد ہے

• قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْھِمْ حُسْنًا۔ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین اگر تو چاہے انہیں سزا دے یا ان کے ساتھ احسان کر۔"

یعنی جو اسلام نہ لائے اسے قتل کر دے اور جو ایمان لے آئے اسے احکام شرعی کی تعلیم دے یہ تو دنیا کے ساتھ معاملہ ہے۔

اور آخرت میں بے ایمانوں کے لیے جہنم اور ایمان والوں کے لیے جنت مقرر ہے چنانچہ حضرت ذوالقرنین نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ اور کہا

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکْرًا۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰی وَسَنَقُوْلُ لَہٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا۔ عرض کی ذوالقرنین نے کہ وہ جس نے ظلم کیا اسے تو عنقریب ہم سزا دیں گا پھر وہ پھیرا جائے گا اپنے رب کی طرف تو وہ اسے سخت عذاب دے گا اور جو ایمان لایا اور نیک کام کیے تو اس کا بدلہ اچھا ہے اور عنقریب ہم بھی اسے آسان کام کہوں گا۔"

یعنی جس نے شرک پر اصرار کیا اور ایمان قبول نہ کیا اسے دنیا کی سزا دے کر اللہ تعالٰے کے عذاب اخروی کی طرف پھیر دوں گا اور جو ایمان قبول کرے گا اور نیک عملوں کی طرف مائل ہو گا اسے ایسے احکام دونگا جو اس پر آسان ہوں اس کے بعد حضرت ذوالقرنین کی نسبت ارشاد ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا كَذٰلِكَ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا۔ پھر ذو القرنین ایک سامان کے پیچھے چلا حتیٰ کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی۔ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے"۔

یعنی اپنے ساز و سامان کے ساتھ دوسرا سفر بلاد مشرقیہ کی طرف شروع کیا حتیٰ کہ ایسی قوم تک پہنچے جن کے پاس آفتاب سے بچنے کے لیے کوئی خیمہ پہاڑ وغیرہ نہ تھے نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہو سکتی تھی۔ ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوع کے وقت غاروں میں گھس جاتے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کاروبار کرتے اور ان کے حالات پر بھی ہمارا ہی علم محیط ہے کیونکہ ہم علام الغیوب ہیں۔

کَذٰلِکَ فرما کر گویا فرمایا کہ الحق بات یہی ہے۔

اور ایک قول لفظ کَذٰلِکَ پر یہ بھی ہے کہ ذو القرنین نے جیسا مغربی قوم کے ساتھ کیا ایسا ہی مشرقیوں کے ساتھ بھی کیا۔ کیونکہ یہ لوگ بھی مغربیوں کی طرح کافر تھے تو جو ان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور جو مصر علی الکفر رہے انھیں تعذیب کی

اب تیسرا سفر ذو القرنین کا بیان ہے۔

"ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔ پھر اپنے ساز و سامان کے ساتھ چلے حتیٰ کہ جب پہنچے دو پہاڑوں کے بیچ میں ان سے ادھر کچھ ایسی قوم پائی کہ نہیں سمجھ سکتی تھی کوئی بات"۔

کیونکہ انکی زبان عجیب و غریب تھی ان کے ساتھ اشاروں کی مدد سے یہ مشکل بات کی جا سکتی تھی انہوں نے اشاروں سے کہا

"قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۔ بولے اے ذو القرنین بیشک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں تو کیا ہم آپ کو کچھ خرچ دیدیں اس شرط پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں"۔

یاجوج ماجوج کی تحقیق

یاجوج ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ایک فسادی گروہ ہے اور اس کی تعداد بہت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ زمین میں فساد کرتے کرتے موسم ربیع میں نکلتے تو کھیتیاں اور سبزہ زار تمام کھا جاتے اور خشک اشیاء لاد کر لے جاتے حتیٰ کہ آدمیوں اور درندوں اور وحشی جانوروں سانپ اور بچھوؤں تک کو کھا جاتے تو ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے شکوہ کیا اور کچھ مال جمع کر کے دینا چاہا

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا پر آلوسی ابن جبیر انطاکی اور حمزہ و کسائی سے نقل فرماتے ہیں۔

خَرَاجًا بِالْفٍ بَعْدَ الرَّاءِ - وَقِيْلَ الْخَرْجُ الْمَصْدَرُ وَعَلَى الْخَرَاجِ يُطْلَقُ - خرج۔ خراج کے معنی میں مستعمل ہے اور خرج دینے کے معنی دینا ہے۔

اور سدّ۔ حاجز کے معنی میں مستعمل ہے يَعْنِيْ حَاجِزًا يَمْنَعُهُمْ مِنَ الْوُصُوْلِ اِلَيْنَا۔ یعنی ایسا پردہ جو انہیں ہماری طرف آنے سے روکے اس پر ذوالقرنین نے فرمایا۔

٥ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۔ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ۔ فرمایا جتنی قوت اس معاملہ میں میرے رب نے دی ہے وہ بہتر ہے تم میری اعانت کرو قوت سے میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا"۔

رَدْمًا ۔ اَیْ حَاجِزًا حَصِيْنًا وَحِجَابًا مَنِيْعًا۔

آلوسی لکھتے ہیں اس کے معنی مضبوط آڑ اور پردہ کے ہی ہوتے ہیں۔

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ۔ لاؤ میرے پاس لوہے کے تیرے یا تختے۔

زُبر۔ جمع زبرہ ہے وَهِيَ الْقِطْعَةُ الْعَظِيْمَةُ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَافِعَ ابْنَ الْاَزْرَقِ سَاَلَهٗ عَنْ زُبَرِ الْحَدِيْدِ فَقَالَ الْقِطْعَةُ۔ ابن عباس سے نافع بن ازرق نے زبر الحدید کا مطلب پوچھا تو فرمایا قطعات حدید مراد ہے۔

حضرت ذوالقرنین مستغنی اور رعایا پرور تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری درخواست منظور کرتا ہوں مال معاونت کی حاجت نہیں مجھے خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ ایسی سلطنتیں بھی آئندہ وجود میں آئیں گی جو ٹیکس پر ٹیکس لگا کر رعایا کا خون بھی پی جائیں گی۔ میرے ساتھ تم اتنی مدد کرو کہ جنگل سے لوہا جمع کر دو۔ چنانچہ وہ لوہا لے آئے اس کی چادریں بنائی گئیں اور دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک درے کو لوہے اور پتھر سے بند کر دیا۔ پھر کیا ہوا۔

٥ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۔ حتیٰ کہ جب دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دیا فرمایا اسے دھونکو حتیٰ کہ جب اسے آگ کر دیا فرمایا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ انڈیل دوں"۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفسرین فرماتے ہیں کہ آپ نے بنیاد پانی تک کھدوائی پھر اس میں پتھر پگھلائے ہوئے تانبہ سے جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے بیچ میں لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور آگ دے دی اس طریق سے یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے مابین کوئی خلا نہ چھوڑی۔ اس کے اوپر تانبہ پگھلا کر دیوار کو پلا دیا یہ سب مل کر ایک جسم ہو گئی۔

ساوی کے معنی فَلَمْ یَزَلْ یَبْنِیْ شَیْئًا فَشَیْئًا حَتّٰی اِذَا جَعَلَ مَا بَیْنَ جَانِبَیِ الْجَبَلَیْنِ مِنَ الْبُنْیَانِ مُسَاوِیًا لَهُمَا فِی الْعُلُوِّ۔ کرتے ہیں۔ یعنی تھوڑا تھوڑا چننا شروع کر دیا جب دونوں پہاڑوں کے مابین دیوار برابر ہو گئی اور بلندی میں اس کے مساوی بن گئی تو فرمایا

اب آگ دھکاؤ جب وہ پگھل کر مثل آگ ہو گیا تو وہ پگھلا ہوا تانبہ اس پر انڈیل دیا۔ آگے ارشاد ہے "فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔ تو یاجوج ماجوج کو استطاعت نہ ہوئی کہ وہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت ہوئی کہ اس میں سوراخ کر کے نکل آئیں"۔

فَمَا اسْطَاعُوْا بہ حذف تاء استعمال کیا گیا یہ بھی باب افتعال سے ہے لیکن تخفیفاً اور حذراً عن تلاقی متقاربین بلا تاء استعمال ہوا۔

تتمہ تحقیق یاجوج و ماجوج

قَبِیْلَتَانِ مِنْ وُلْدِ یَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَبِهٖ جَزَمَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَغَیْرُهٗ۔ یہ دو قبیلے ہیں یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے اور اسی پر وہب بن منبہ وغیرہ نے جزم کیا ہے۔ اور اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا ہے۔

اور کسائی عرائس میں فرماتے ہیں اِنَّ یَافِثَ سَارَ اِلَی الْمَشْرِقِ فَوُلِدَ لَهٗ هُنَاكَ خَمْسَةُ اَوْلَادٍ جومر و بنرش و اشار و اسقویل و میاشم

یافث مشرق کی طرف گیا تو اس سے پانچ بیٹے ہوئے جو بیان ہو چکے۔

تو جومر سے تمام اقوام صقالیہ اور روم اور ان کے ہم جنس پیدا ہوئے۔

اور میاشح سے تمام اصناف عجم ہوئے۔

اور اشار سے یاجوج و ماجوج اور ان کے ہم جنس ہوئے

اور اسقویل سے تمام ترک ہوئے۔

اور بنبرش سے قفجق اور یونان والے پیدا ہوئے۔

اور ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس میں اس طرح ہے وُلِدَ لِنُوحٍ سَامٌ وَحَامٌ وَيَافِثُ
تو سام سے عرب۔ فارس اور روم ہوئے۔
اور حام سے قبط اور بربر اور سوڈان ہوئے
اور یافث سے یاجوج ماجوج اور ترک اور صقالبہ ہوئے۔
پھر حضرت ذوالقرنین نے فرمایا۔
"قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۔ یہ میرے رب کی رحمت ہے تو جب آئے گا وعدہ میرے رب کا تو کر دے گا اس دیوار کو پاش پاش اور میرے رب کا وعدہ حق ہے"۔
دَكَّاءَ پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَرْضًا مُسْتَوِیَۃً۔ ہموار زمین ہو جائے گی۔
خلاصہ یہ کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کا وقت جب آپہنچے گا تو یہ دیوار پاش پاش ہو کر زمین ہموار ہو جائے گی اور ایسا قرب قیامت پر ہو گا۔
اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ یہ دیوار کہاں ہے اور اس کے علاوہ الیسی اور دیواریں بھی ہیں یا نہیں؟
اس کی تحقیق حال کے جغرافیہ اور کرۂ زمین کے ان نقشوں سے تو نہیں ملتی جو سرکاری مدارس میں پڑھاتے ہیں اور نہ ان میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ ہے
ممکن ہے آج ان کے نام متعارف لفظوں میں بدلے ہوئے ہوں جیسے ملکوں اور شہروں کے نام ہی بدلے ہوئے نہیں بلکہ قوموں کے نام بھی بدلے ہوئے ملتے ہیں۔
اس دیوار کے متعلق مورخین اسلام لکھتے ہیں کہ یہ دیوار تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ہے جو نہایت بلند اور مستحکم دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔
اور قدیم جغرافیے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ سے لے کر اپنے سفرنامہ میں دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح سے بیان کیا ہے۔
اور انہیں پر موجودہ جغرافیوں کی بنیاد اور تقسیم اقالیم و جزائر ہے۔
اگرچہ یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جو سہولتیں سفر کرنے کی آج مہیا ہیں اور جو ذرائع ممالک کے حالات معلوم کرنے کے لیے آج موجود ہیں وہ پہلے نہ تھے۔
مگر دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کی فتوحات مشرق و مغرب تک پھیلی اور فاتحان

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام باوجود صعوبت سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لے کر چین کے کنارہ تک پہنچ گئے اور وہاں کے حالات نہایت احتیاط سے قلمبند کر گئے تو ان کی لکھی ہوئی تاریخوں میں اس قسم کے بہت سے جغرافیے اب تک موجود ہیں جن سے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا۔ مقاموں کا۔ شہروں کا بڑی تشریح سے حال معلوم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کتاب المسالک والممالک۔ مولفہ ابوالقاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن۔ مطبوعہ بریل ۱۸۷۳ء اس کے لیے قابل مطالعہ ہے اور میں بھی جو تحقیق پیش کر رہا ہوں وہ ایسی ہی کتابوں سے مستنبط ہوگی۔

"الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ" تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء یہ شخص بڑا حکیم و منجم گذرا ہے عہد محمود غزنوی میں تھا۔

"مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنہ والبقاع"۔ مولفہ یاقوت حموی مطبوعہ فرانس۔

"مسالک الممالک"۔ تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفیاری کرخی ۱۸۷۰ء

"مقدمہ ابن خلدون"۔ آٹھویں صدی کا مورخ اور محقق حکیم ہے۔ اس نے اپنے جغرافیہ میں بطلیموس کے جغرافیہ کی تمام روشنی داخل کی ہے۔ چنانچہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں چند مقامات پر اس دیوار کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے۔

وَفِی الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنْ هٰذَا الْاِقْلِیْمِ الْخَامِسِ فِی الْجَانِبِ مِنْهُ بَلَدُ خَفْشَاخْ وَهُمْ قَفْجَاقُ بِجَوَارِ هَا جَبَلُ تُوْقِیَا حِیْنَ یَنْعَطِفُ مِنْ شَمَالِہٖ عِنْدَ الْبَحْرِ الْمُحِیْطِ وَیَذْهَبُ فِیْ وَسْطِہٖ اِلَی الْجَنُوْبِ بِالْحِرَافٍ اِلَی الْمَشْرِقِ فَیَخْرُجُ فِی الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنَ الْاِقْلِیْمِ السَّادِسِ وَیَمُرُّ مُعْتَرِضًا فِیْہِ وَفِیْ وَسْطِ هُنَاكَ سَدُّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ

وَفِی النَّاحِیَۃِ الشَّرْقِیَّۃِ مِنْ هٰذَا الْجُزْءِ اَرْضُ یَاجُوْجَ وَرَاءَ جَبَلِ تُوْقِیَا عَلَی الْبَحْرِ قَلِیْلَۃُ الْعَرْضِ مُسْتَطِیْلَۃٌ اَحَاطَتْ بِہٖ مِنْ شَرْقِہٖ وَشِمَالِہٖ اِنْتَهٰی۔

یعنی اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ پر خفشاخ کی آبادی اور شہر ہے جسے خفجاق کہتے ہیں اس پر سے جبل توقیا گذرتا ہے اور وہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کی طرف مڑ جاتا ہے۔

تھوڑا مشرق کی طرف مائل ہو کر وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے مڑتا ہوا وہاں تک پہنچتا ہے جس کے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے۔ جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

اور اس حصہ کے مشرقی کنارہ پر ملک یاجوج و ماجوج ہے یہ جبل توقیا کے بڑے سمندر کے رخ ایک

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مستطیل ٹکڑا ہے۔

قوقیا جس پہاڑ کا نام ہے غالباً اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں۔

اور اسی کے موڑ پر ایک جگہ ایسی ہے جہاں وہ دیوار ہے اور کوہ طے کی پرلی طرف منچو لیا اور منگولیا مغلوں کی قومیں ہیں انہی کو یاجوج و ماجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ لوگ سخت خونخوار اور وحشی درندے اور کافر تھے ان کا پیشہ شکار رہتے۔

کسی زمانہ میں یہ لوگ چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جن کے روکنے کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۵ سال قبل فغفور چین نے دیوار بنائی تھی۔ اس دیوار کی لمبائی اندازاً بارہ سو میل سے لے کر پندرہ سو میل کی تھی۔

اس دیوار کی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اور وہ اب تک موجود ہے۔ اور عجائبات میں شمار کی جاتی ہے۔

دوسری طرف یہ سفاک قوم اس پہاڑ کے درہ سے گذر کر ترکستان پر دھاوا کرتی تھی۔

اس بیان سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اس قسم کی دیواریں کئی ہیں۔

(۱) اول ملک چین کے شمالی حصہ میں ہے جسے دیوار چین کہتے ہیں۔ اسے مورخین نے لکھا ہے کہ یہ دیوار فغفور چین چی وانگشی نے بنائی تھی۔

(۲) دوسری دیوار جبل طے کے درے کو بند کرنے کے لیے بنائی گئی اسی کو ابن خلدون اور دیگر مورخین نے سدّ یاجوج و ماجوج لکھا ہے۔

اس کی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی۔

چنانچہ ابوریحان البیرونی اپنی کتاب آثار الباقیہ مطبوعہ جرمن میں لکھتے ہیں۔

فَاَمَّا الرَّدْمُ الْمَبْنِيُّ بَيْنَ السَّدَّيْنِ فَاِنَّ ظَاهِرَ الْقِصَّةِ فِي الْقُرْاٰنِ لَا يَنُصُّ عَلٰى مَوْضِعِهٖ مِنَ الْاَرْضِ وَقَدْ نَطَقَتِ الْكُتُبُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلٰى ذِكْرِ الْبِلَادِ وَالْمُدُنِ بِجُغْرَافِيَا وَمَا كُتُبُ الْمَسَالِكِ وَالْمَمَالِكِ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَعْنِيْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ هُمْ صِنْفٌ مِنَ الْاَتْرَاكِ الْمَشْرِقِيَّةِ السَّاكِنَةِ فِيْ مَبَادِي الْاَقَالِيْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ۔

وَمَعَ هٰذَا حَكٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْجَرِيْرِ الطَّبْرِيُّ فِيْ كِتَابِ التَّارِيْخِ اَنَّ صَاحِبَ اٰذَرْبِيْجَانَ اَيَّامَ فَتْحِهَا وَجَّهَ اِنْسَانًا اِلَيْهِ مِنْ نَاحِيَةِ الْخَزَرِ فَشَاهَدَهٗ وَوَصَفَهٗ بِبِنَاءٍ مَا سَبَقَ سَامَ اَسْوَد وَرَاءَ خَنْدَقٍ وَثِيْقٍ مَنِيْعٍ۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَحَكَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَرَادٍ عَنِ التَّرْجُمَانِ الْبَابِ الْخَلِيْفَةِ اَنَّ الْمُعْتَصِمَ رَاٰى فِي الْمَنَامِ اِنَّ هٰذَا الرَّدْمَ قَدْ فُتِحَ فَوَجَّهَ بِخَمْسِيْنَ نَفَرًا اِلَيْهِ لِيُعَايِنُوْهُ فَسَلَكُوْا مِنْ طَرِيْقِ بَابِ الْاَبْوَابِ وَاللَّانِ وَالْخَزَرِ حَتّٰى بَلَغُوْا اِلَيْهِ وَشَاهَدُوْهُ مَعْمُوْلًا مِنْ لَبِنٍ حَدِيْدٍ وَمُشَدَّدًا بِالنُّحَاسِ الْمُذَابِ وَعَلَيْهِ بَابٌ مُقْفَلٌ وَحَفَظَةٌ مِنْ اَهْلِ الْبُلْدَانِ الْقَرِيْبَةِ مِنْهَا وَاَنَّهُمْ رَجَعُوْا فَاَخْرَجَهُمْ اِلَى الْبِقَاعِ الْمُحَاذِيَةِ بِسَمَرْقَنْدَ۔

ردم کا حال جو سدین میں ہے اس کا قصہ تو ظاہر ہے مگر قرآن کریم میں اس کا مقام و محل بیان نہیں ہوا البتہ کتب تواریخ و جغرافیہ کہتی ہیں کہ یاجوج ماجوج شمالی علاقہ کے ترکوں تھے ہیں ان کا نام یاجوج و ماجوج من حیث القوم ہے جو اقلیم خامس وسادس کے مشرق میں آباد ہیں۔

اور محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ والی آذربائیجان نے جب یہ ملک فتح کیا تو کسی کو اس کو دیکھنے کو بھیجا جو بحیرہ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور واپس آیا اور مفصل بیان کیا۔

اور عبداللہ بن خراد نقل کرتے ہیں کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو اس کی تحقیق کے لیے پچاس آدمی روانہ کیئے یہ باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے لے گئے واپس آکر انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنائی گئی ہے اور اسے تانبہ پگھلا کر اس کے جوڑ مضبوط کیے ہیں اور اس میں ایک دروازہ بھی ہے جس پر قفل لگا ہوا ہے۔

پھر یہ رہبر کی رہبری سے سمرقند کے محاذ پر آنکلے۔

اور احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم میں یہی حال بڑی تفصیل سے مذکور ہے۔ مگر معتصم کی جگہ انہوں نے واثق باللہ عباسی کی طرف اس قصہ کو منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا سرگروہ محمد بن خوارزم منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بھی انہیں کافی دیا تھا اور راستہ میں جو بادشاہ پڑتے تھے ان کے نام فرمان بھی لکھ دیے تھے۔

پھر یہ جماعت طرخان کے ملک سے ہوتی ہوئی اس مقام پر پہنچی جہاں یہ دیوار ہے۔

انہوں نے واپس آکر بتایا اور مفصل بیان کیا کہ ڈیڑھ سو گز درہ دو پہاڑوں کے مابین ہے۔

اس کے دونوں طرف پندرہ پندرہ گز کے دو پائے لوہے کی اینٹوں سے چن کر اس پر تانبہ پگھلا کر ان کی درزیں ملائی ہیں۔

بیچ میں ایک مستحکم دروازہ بنا کر لوہے کے مضبوط کواڑ لگائے ہیں۔

اور کتاب المسالک والممالک۔ مؤلفہ ابوالقاسم بن حوقل میں ترمذ و بخارا کی مسافت بیان کرکے قول ہو

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میان کال۔ ماتیرغ۔ لنف۔ سونج۔ ویرکی۔ کندک۔ باب الحدید کی منازل بیان کی ہیں۔
اس کے علاوہ تاریخ تیموریں تیمور کا کسی جنگ میں جانا اور باب الحدید تک پہنچنا بھی مذکور ہے۔
ابن سے زاید اور سیاخون نے بھی اس پہاڑ پر اس دربند کا معائنہ کیا ہے۔
اور نقشہ سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جبل انطے منگولیا اور منچوریا میں حائل ہے۔ اور اس پہاڑ کے درمیان ایک درہ تھا جسے ذوالقرنین نے بند کرایا جو اب تک موجود ہے۔
اور یقیناً وہ یہی سد ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔
اور حضرت ذوالقرنین کا حمیری ہونا بھی کتاب المسالک والممالک سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں
وَيَزْعَمُ النَّاسُ اَنَّ تُبَّعًا بَنٰى مَدِيْنَتَهَا وَاَنَّ ذُوالْقَرْنَيْنِ تَمَّمَ بَعْضَ بِنَائِهَا وَرَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا الْكَبِيْرِ صَحِيْفَةً مِّنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهَا كِتَابَةٌ زَعَمَ اَهْلُهَا الْحِمْيَرِيَّةَ۔
بعض مورخوں کا خیال ہے کہ تبع حمیری نے شہر سمرقند آباد کیا اور اس کے بعد ذوالقرنین نے اس کی بعض عمارتیں مکمل کیں اور اس کے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی جس پر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیری خط ہے۔
(۳) پھر تیسری دیوار آذربائیجان میں بحیرہ طبریہ کے کنارہ جبل قبق کی گھاٹیاں بند کرنے کے لیے بنائی گئی چنانچہ مراصد الاطلاع میں ہے وَبَابُ الْاَبْوَابِ فَهُوَ دَرْبَنْدُ اَنُوْشِيْرَوَان وَبَابُ الْاَبْوَابِ مَدِيْنَةٌ عَلٰى بَحْرِ طَبَرِسْتَانَ وَبَحْرِ الْخَزَرِ الخ۔
وَسُمِّيَتْ بَابُ الْاَبْوَابِ لِاَنَّهَا اَفْوَاهُ شِعَابٍ فِيْ جَبَلِ الْقَبْقِ فِيْهَا حُصُوْنٌ كَثِيْرَةٌ وَلَهَا حَائِطٌ بَنَاهُ اَنُوْشِيْرَوَانُ بِالصَّخْرِ وَالرَّصَاصِ وَعَلَاهَا ثَلٰثُمِائَةِ ذِرَاعٍ وَجَعَلَ عَلَيْهِ اَبْوَابًا مِّنْ حَدِيْدٍ لِاَنَّ الْخَزَرَ كَانَتْ تُغِيْرُ فِيْ سُلْطَانِ فَارِسَ حَتّٰى تَبْلُغَ هَمْدَانَ وَالْمُوْصَلَ فَبَنَاهُ لِيَمْنَعَهُمُ الْخُرُوْجَ مِنْهَا
باب الابواب یہ دربند نوشیرواں ہے اور باب الابواب دربند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسے بحر طبرستان اور بحر الخزر سے تعلق ہے۔
اور اس کا نام باب الابواب اس لیے رکھا گیا کہ یہاں جبل قبق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں اور بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو پتھر اور سیسے سے بنی ہے جس کی بلندی تین سو گز ہے اس میں لوہے کے دروازے ہیں اسے انوشیرواں نے اس لیے بنایا کہ قوم خزر اس کے ملک میں آکر ہمدان و موصل تک غارتگری کرتی تھی ان کے روکنے کے لیے یہی طریقہ احسن تھا۔
اس کا تذکرہ کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ بھی کئی جگہ کرتا ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیضاوی وغیرہ لبعض علماء نے اسی کو وہ دیوار بتایا ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔

(۴) چوتھی دیوار تبت کے پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی اس کی نسبت نزہۃ المشتاق میں اس کا اس طرح ذکر ہے۔

وَالرَّاسْتُ اَقْصٰی خُرَاسَانَ مِنْ ذَالِكَ الْوَجْهِ وَهِيَ مَدِيْنَةٌ بَيْنَ جَبَلَيْنِ كَانَ هُنَا مَدْخَلٌ لِلتُّرْكِ اِلَى الْغَارَةِ فَاَغْلَقَ الْفَضْلُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ خَالِدِ ابْنِ بَرْمَكَةَ هُنَاكَ بَابًا۔

راست یہ وہ شہر ہے جو خراسان کے اخیر کنارہ پر دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے یہاں ایک راستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کر کے لوٹ اور غارت کیا کرتے تھے۔ اسے فضل بن یحیی بن خالد بن برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا۔

یہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اس لیے کہ نزول قرآن کے بعد یہ بنائی گئی ہے۔

(۵) پانچویں دیوار بحر شامی یا بحر روم کے مشرقی کنارہ پر ہے جو شام سے ملا ہوا ہے اس میں چند جزیرے ہیں جو ایشیائے کوچک سے مل جاتے ہیں۔

ان میں ایک جزیرہ روڈس اور ایک بلونس ہے جسے ہزار میل کی دوری سے دریا گھیرے ہوئے ہے اس کا ایک راستہ خشک چھ میل لمبا ہے۔

اسے کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے۔ چنانچہ نزہۃ المشتاق میں ہے۔

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ مِنَ الْاِقْلِيْمِ الرَّابِعِ تَضَمَّنَ قِطْعَةً مِّنَ الْبَحْرِ الشَّامِيِّ فِيْهَا اَحَدُ جَزَائِرٍ مِّنْ جَزَائِرِ الرُّمَّانِيَةِ وَجَزِيْرَةُ بَلْبُوْنَسْ جَزِيْرَةٌ يُحِيْطُ بِهَا الْبَحْرُ الْعَظِيْمُ وَلَيْسَ لَهَا مَنْفَذٌ اِلَى الْبَرِّ الْاَدَمِ فِيْ مِقْدَارِهِ سِتَّةُ اَمْيَالٍ وَقَدْ كَانَ اَحَدُ الْقَيَاصِرَةِ مِنَ الرُّوْمِ بَنٰى عَلَيْهِ سُوْرًا طُوْلُهُ هٰذِهِ الْمَسَافَةُ وَهِيَ سِتَّةُ اَمْيَالٍ۔

جزء رابع اقلیم رابع ایک ٹکڑا بحر شامی سے ملا ہوا ہے۔ اس میں متعدد جزیرے ہیں جزائر رمانیہ اور جزیرہ بلبونس یہ جزیرہ ایسا ہے اس کے چاروں طرف ایک ہزار میل تک دریا گھیرے ہوئے ہے اور اس میں کوئی راہ نہیں جس سے خشکی پر آیا جائے مگر ایک چھوٹا سا منہ چھ میل کا ہے تو قیاصرہ روم نے اس پر ایک دیوار بنادی ہے جو چھ میل لمبی ہے۔

اب معلوم نہیں کہ یہ دیوار اب بھی ہے کہ نہیں۔ لیکن یہ بھی بالاتفاق مسلم ہے کہ یہ وہ دیوار نہیں جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۶) اور چھٹی دیوار جسے بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں لکھا ہے۔ یہ بھی وہ نہیں جس کا تعلق ہماری تفسیر سے ہے۔

اب کلام ہے تو صرف اول اور دوم اور سوم دیواریں ہے کہ ان میں کونسی دیوار ہے۔

اخبار علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۷ رجون ۱۸۹۰ء میں کسی مشہور مفکر و محقق نے ایک مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا۔

"اِزَالَۃُ الْغَیْنِ عَنْ قِصَّۃِ ذُوالْقَرْنَیْنِ"

اس میں اول تو اس نے امام رازی پر بہت کچھ لے دے کی تھی۔ اور وجہ تسمیہ پر خوب الجھا ہے حالانکہ رازی نے وجہ تسمیہ پر چند اقوال نقل کیے ہیں مگر ان کی صحت کا ذمہ نہیں لیا اور ان اقوال کو انہوں نے اپنا قول بھی نہیں بتایا۔

مگر آزاد منش مغربی مفکرین اسی کو اپنا شاہکار سمجھتے ہیں کہ متقدمین کا مذاق اڑا کر استہزاء کرکے اپنے قول کو محقق قرار دیں۔

چنانچہ انہوں نے اس کی تغلیط ... ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور صاف بلا دلیل حکم لگا دیا ہے۔ کہ ذوالقرنین کے نام کو سکندر بن فیلقوس ... غلط ہے۔

اور اسے حمیری بادشاہ ماننا بھی لغو ہے۔

اور سکندر رومی کو ذوالقرنین تسلیم کرنا بھی غلط کہہ دیا ہے۔

اور لطف یہ کہ مفسرین پر عتاب کرتے ہوئے اپنے دعوی پر بھی کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کی اب سب کی تغلیط کرنے کے بعد ان پر لازم تھا کہ وہ صحیح چیز پیش کرتے۔

تو ادھر اُدھر دیکھ کر آدھر کی بات منہ سے کہہ دی کہ

"وہ دیوار چین کے سوا اور کوئی دیوار نہیں"

حالانکہ تاریخ چین کو جب دیکھا گیا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور ملتا ہے

مگر "ہمچوں من دیگرے نیست" کا جرثومہ جب دماغ میں پڑ جاتا ہے تو پھر چھوٹے بڑے کا لحاظ بھی نہیں رہتا۔ گویا اس کے نزدیک چی وانگٹی ہی ذوالقرنین ہیں۔

چنانچہ ذوالقرنین سے اس کے دو زمانے مراد لیے۔

ایک اسباب و ذرائع جمع کرنے کا اور دوسرا فتوحات کا۔

اور اس کا مشرقی سفر بحر ہما اور ملایا پہنچنا قرار دیا اور مغربی سفر خلیج بنگال میں آفتاب کو چشمہ سیاہ میں ڈوبنا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرار دے دیا۔

اور ایمان لانا جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ الخ وَاَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا سے مراد فرمانبرداری کرنا اور ظلم سے نافرمانی قرار دے دیا۔

مختصر یہ کہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی کچھ نہ کر سکا۔ اور بَيْنَ السَّدَّيْنِ کی کچھ توجیہ نہ بن پڑی۔

تو ساوی کی توجیہ کر ڈالی کہ اس سے مراد سیدھا پن ہے نہ کہ دونوں پہاڑوں کی چوٹیاں۔

حالانکہ آیۂ قرآنی سے صاف واضح ہے کہ وہ دیوار پہاڑوں کی چوٹی کے برابر بنائی گئی۔

پھر یہ دیوار چین تو بارہ سو میل یا تخمیناً پندرہ سو میل طویل ہے۔

پھر دیوار چین پہاڑوں پر اور میدانوں اور دریاؤں پر برابر بٹتی چلی گئی ہے۔

اور حضرت ذوالقرنین والی دیوار صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی ہے۔

اور یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وانگتی فغفور مسلمان نہ تھا اور ذوالقرنین ایک با خدا اور موحد تھے جو قرآن کریم کے متعدد لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔

دوسرے سدّ ذوالقرنین کا بانی جمہور اہل اسلام کے نزدیک وہی ہے جس کا بانی فغفور چین نہیں اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ذوالقرنین حمیر کے بادشاہ نہ تھے بلکہ وہ عرب کے رہنے والے تھے سکندر رومی بھی نہیں تھے

اور ذوالقرنین عربی لفظ ہے اور زمانہ قدیم میں ذُو کے ساتھ یمنی بادشاہ ملقب ہوتے رہے ہیں جیسے ذونواس۔ اور ذوالنون۔ ذورعین۔ ذویزن۔ ذوجدن وغیرہ۔

اور قرن عربی لفظ ہے یہ سینگ کے معنی دیتا ہے اور قرن زمانہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

اب ہم تفسیر سورۂ کہف کے ماتحت تمام واقعات کا خلاصہ اور اس کا تجزیہ۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورۂ کہف میں تیسرا واقعہ جو بیان کیا گیا ہے وہ ذوالقرنین کا ہے۔

اور اس پر تمام مفسرین متفق ہیں کہ

روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین۔ یہ تینوں سوال یہودیوں نے مشرکین مکہ کے ذریعہ حضور سے کیسے یا کر دلئے۔ اور سورۂ مبارکہ بھی مکی ہے۔

پہلے دو سوالات پر سیر حاصل بحث ہو چکی۔ اب ہمیں ذوالقرنین کی نسبت وہ خلاصہ بیان کرنا ہے جو قرآن کریم نے فرمایا۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پر من حیث المجموع اگر نظر ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

اوّل یہ کہ جس شخصیت کی نسبت سوال کیا گیا وہ یہودیوں میں ذوالقرنین کے نام سے مشہور تھا۔ جس کے صاف معنی یہ نکلتے ہیں کہ ذوالقرنین قرآن کریم نے کسی کا نام نہیں رکھا بلکہ سوال کرنے والوں نے اس نام سے سوال کیا۔ اس لیے فرمایا گیا۔ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ۔

دوسرے یہ کہ جس کے متعلق سوال کر رہے تھے وہ اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے حکمران تھا اور اس کے پاس ہر قسم کے ساز و سامان مہیا تھے اور جو کچھ ایک حکمران کے لیے ہو سکتے تھے سب ہی کچھ اس کے پاس تھے کوئی کمی نہ تھی۔

تیسرے یہ کہ اس کی بڑی تین مہیں تھیں۔

پہلی ممالک مغربی کی فتح۔ دوسری ممالک مشرقی کی فتح۔ تیسری ایسی فتوحات جو اس مقام پر ختم ہوئی جہاں پہاڑی درہ تھا اور اس کی دوسری طرف سے یاجوج وماجوج آکر لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

چوتھے اس مقام پر پہنچ کر ذوالقرنین نے ایک مضبوط و مستحکم سد تعمیر کی جس سے یاجوج وماجوج کی راہ آمد و رفت بند ہو گئی۔

پانچویں ذوالقرنین عام حکمرانوں کی طرح ظالم جابر نہیں تھے بلکہ ایک عادل خدا ترس حکمران تھے۔ جب وہ مغرب کی طرف فتوحات حاصل کرتے دور تک چلے گئے تو ایک قوم ملی جس نے خیال کیا کہ دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح ذوالقرنین بھی ظلم و تشدد کریں گے۔ لیکن ذوالقرنین نے اعلان کر دیا کہ بے گناہ قوم کے لیے کوئی اندیشہ نہیں بلکہ ان کے لیے میری طرف سے ان کی نیکیوں پر انعام و اکرام ہوگا۔

البتہ انھیں خوفزدہ ہونا ضروری ہے جو بداعمال اور مجرم ہیں۔

چھٹے یہ کہ ذوالقرنین خدا پرست راستباز آدمی تھے انھیں حیات اخروی پر یقین و ایمان تھا۔

ساتویں وہ نفس پرست بادشاہوں کی طرح طامع اور حریص نہ تھا اسے جوع الارض کا مرض نہ تھا وہ محکوم رعایا کا خون پینے والا اور ٹیکس پر ٹیکس لگا کر رعایا کو کمزور کرنے والا حکمران نہ تھا بلکہ رعایا کی آواز پر غور کرنے اور اس کی تکلیف رفع کرنے کا خوگر تھا۔ چنانچہ جب ایک قوم نے یاجوج وماجوج کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوتے اور ہماری کھیتیاں اجاڑ جاتے اور ہمیں پریشان کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے اور ان کے مابین ایک سد یعنی فصیل تعمیر کر دیں ہم آپ کو خراج دیں گے۔

تو حضرت ذوالقرنین نے عام حریص حکمرانوں کی طرح ان سے خراج مقرر نہ کیا بلکہ فرمایا مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ جو کچھ میرے رب نے مجھے دیا ہے وہی میرے لیے بہتر ہے میں تمہارے خراج کا طامع نہیں۔ اور

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمارا مطالبہ خراج کے لالچ میں نہیں پورا کروں گا بلکہ اپنا فرض سمجھ کر جو تم چاہتے وہ کروں گا اس لیے کہ رعایا پروری میرے فرائض سے ہے۔

البتہ میں تم سے جسمانی مدد لوں گا تاکہ تدبیر میں مجھے آسانی رہے تو فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اور وہ خدمت یہ ہے کہ آتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ لوہے کے ٹکڑے جمع کر دو اور لاؤ۔

آٹھویں ذوالقرنین نے اپنے لفظوں میں مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فرما کر بتا دیا کہ میرے عقیدہ میں میرے رب نے جو کچھ دیا۔ ہے وہی بہتر ہے علل و اسباب کا میں بندہ نہیں ہوں۔

نویں جو اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں ان پر میری طرف سے کوئی زیادتی نہیں کیونکہ میں خود اللہ تعالے کا فرمانبردار بندہ ہوں۔

دسویں نافرمانوں پر اللہ تعالے کا بھی غضب ہے میں بھی اسے معاف نہ کروں گا۔

یہ ہے خلاصہ شخصیت ذوالقرنین کا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان اوصاف کا حامل اور ایسے نیک خیال کا مالک جو ہو وہ تاریخ قدیم میں ذوالقرنین تھا۔

مگر یہ کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا

اسی لیے مفسرین نے سب سے پہلے تو ذوالقرنین پر بحث کی ہے کہ یہ لقب عربی زبان کا ہے یا عبرانی کا۔ تو چونکہ قرن کے صاف معنی سینگ کے ہیں اور استعاری معنی زمانہ اور مدت کے بھی لے لیے۔

اور تاریخ میں کسی ایسے بادشاہ کا سراغ نہیں ملتا جس کا یہ لقب ہو اس بنا پر بعض مفسرین تتبع کرتے کرتے وسعت فتوح اور مشرقی و مغربی حکمرانی دیکھ کر کہہ گئے کہ ذوالقرنین سکندر مقدونی ہے حتی کہ امام رازی بھی ذوالقرنین سکندر مقدونی کو مان چکے ہیں۔ اگرچہ مورخین کے اعتراضات بھی نقل کر دیے ہیں جو سکندر مقدونی کے ماننے میں ہوتے ہیں۔

حالانکہ تاریخ کی روشنی میں سکندر مقدونی کی طرح ذوالقرنین نہیں ہے۔ اس لیے کہ سکندر مقدونی نہ تو خدا پرست تھا نہ عادل اور نہ مفتوح اقوام کے لیے فیاض اور اس نے کوئی سد بھی تعمیر نہیں کی۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کریم یہودیوں کے سوال کی حد تک جواب دے چکا ہے۔ اور اس سے اسے بحث نہ تھی کہ وہ بلا وجہ یہ بھی بتائے کہ وہ کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا۔

اس کی تحقیق میں اور بھی بہت سے محقق سرگرداں ہیں

چنانچہ ایک مفکر زمانہ دانیال نبی کے خواب سے تعبیر لے کر۔ کتاب دانیال کو سامنے رکھ کر حضرت

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دانیال علیہ السلام کا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ آپ نے ندی کے کنارے ایک مینڈھا دو سینگ والا دیکھا اور وہ سینگ اونچے تھے اور ایک سینگ دوسرے سینگ سے بڑا تھا اور وہ پچھم، اتر اور دکھن کی طرف سینگ مار رہا ہے اور اس کے سامنے کوئی جانور نہیں ٹھہرتا۔ مختصر یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر تعبیر دی کہ دو سینگوں سے مراد مادہ اور فارس کی سلطنت ہے۔

اس خواب میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر سوچ رہا تھا کہ پچھم کی طرف سے ایک بکرا آیا جو تمام روئے زمین میں پھر گیا اس بکرے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک عجیب قسم کا سینگ ہے وہ اس سینگوں والے مینڈھے کے سامنے آیا اور غضب ناک ہوا اس کے ٹکر ماری جس سے اس کے دونوں سینگ ٹوٹ گئے۔

تو حضرت جبریل نے فرمایا

"وہ بکرا حکومت یونان ہے"

اس سے واضح ہوا کہ مادہ یعنی میڈیا اور فارس کی مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دی گئی تھی اور چونکہ یہ دونوں مملکتیں ملکر ایک شہنشاہی بننے والی تھیں اس لیے شہنشاہ میڈیا اور فارس کو دو سینگوں والے مینڈھے کی شکل میں ظاہر کیا گیا۔

پھر جس بکرے نے اس مینڈھے کو شکست دی وہ یونان کا سینگ سکندر مقدونی تھا جس نے فارس پر حملہ کرکے کیانی شہنشاہی کو ختم کر دیا۔

اسی بنا پر میڈیا اور فارس کو دو مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دے کر خیال کیا کہ فارس کے شہنشاہ کے لیے یہودیوں میں ذوالقرنین کا تصور پیدا ہو گیا ہوگا۔

اور اسی بنا پر اسے ذوالقرنین کہا گیا

لیکن اس کی تائید میں تاریخ کی شہادت نہیں ملتی۔ تو اس فیصلہ کو قیاسی تخیل سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی تھی۔

لیکن ۱۸۳۸ء کے ایک انکشاف نے اس قیاسی تخیل کو تاریخی حقیقت بنا دیا

اور معلوم ہو گیا کہ درحقیقت شہنشاہ سائرس کا لقب ہی ذوالقرنین تھا اور یہ یہود کا کوئی مذہبی تخیل نہ تھا بلکہ خود سائرس اور باشندگان فارس کا یہ مجوزہ و پسندیدہ نام تھا۔

چنانچہ سائرس کا جو مجسمہ اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوا اس میں سائرس کا جسم اس طرح دکھایا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا ہے کہ اس کے

دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے ہوئے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔

اس کے اوپر جو کتبہ تھا اس کا زیادہ حصہ ٹوٹ چکا ہے مگر جتنا باقی ہے وہ بھی تمثال کی شخصیت

واضح کرنے کو کافی ہے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ میڈیا اور فارس کی مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دینے کا تصور ایک مقبول

اور دیرینہ تخیل تھا۔

اور سائرس ہی وہ تھا جسے ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

اور تمثال میں دونوں پہلوؤں پر پروں کا بھی نقشہ دکھایا گیا ہے۔

اس سے ذوالقرنین کی ملکوتی صفات اور ان کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔

اور ذوالقرنین کا شہنشاہ فارس سے ہونا یوں بھی یقین دلاتا ہے کہ سابقہ شاہان فارس انبیاء

بنی اسرائیل سے عقیدت رکھنے والے تھے۔

بنا بر این یونانی مورخوں کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کا جو حال قرآن کریم نے

بیان کیا وہ ہو بہو یہی ہے۔

محققین تاریخ نے فارس کی تاریخ کو تین زمانوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلا زمانہ حملۂ اسکندر سے پہلے کا ہے۔

دوسرا پارتھوی یا ملوک الطوائف کا ہے۔

تیسرا زمانہ سلاطین ساسان کا ہے۔

فارس کی شہنشاہی کی عظمت کا اصلی عہد وہی ہے جو حملۂ اسکندر سے قبل گزر چکا

اور اس کی تاریخ سائرس کے ظہور سے شروع ہوتی ہے اور انہی کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔

لیکن آج اس عہد کے حالات مکمل معلوم کرنے کے ذرائع مفقود ہیں

سوا تین انگریز مورخوں کے

جو یونانی تحریروں سے ماخوذ کر کے کچھ لکھ گئے ہیں اور وہ تین مورخ یہ ہیں، ہیروڈوٹس۔ ٹی سیاز۔ زینوفن

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو تمام مباحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ سائرس ہی ذو القرنین تھے اور سکندر اعظم ذوالقرنین نہیں ہے اور یہ مسلم ہے کہ سکندر اعظم کو ارسطو کی تعلیم و تربیت نے تیار کیا تھا اور بلاشبہ بڑا فاتح تھا مگر وہ اپنے فاتحانہ اقدام میں انسانیت و اخلاق کا کوئی گوشہ فتح نہ کر سکا۔

برخلاف سائرس کے کہ اس نے کسی ارسطو سے تعلیم نہیں پائی اور ملک فتح کرنے کے ساتھ ساتھ انسانیت و مملکت کے فضائل کو بھی مسخر کیا۔

سکندر کی تمام فتوحات کی عمر اتنی ہی تھی جتنی خود اس کی عمر تھی۔

لیکن سائرس کی فتوحات نے جو بنیادیں جمائی تھیں وہ دو سو برس تک نہ ہل سکیں۔

سکندر کے دم توڑتے ہی اس کی مملکت کے ٹکڑے ہو گئے۔

لیکن سائرس نے جب دنیا چھوڑی تو اس کی مملکت روز بروز وسیع و مستحکم ہوتی رہی۔

سکندر کی فتوحات صرف جسم کی فتوحات تھیں جو قہر و طاقت سے سر ہوئی تھیں۔

لیکن سائرس کی فتوحات روح و دل کی فتوحات تھیں جنہیں انسانیت و فضیلت نے سر کیا تھا۔

سائرس فتح بابل کے بعد دس سال تک زندہ رہا اس کی حکومت عرب سے لے کر بحر اسود تک اور ایشیائے کوچک سے بلخ تک پھیلی ہوئی تھی اور ایشیا کی تمام قومیں اس کے ماتحت آچکی تھیں۔

پھر تاریخی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تمام عرصہ میں بغاوت اور سرکشی کا ایک حادثہ بھی نہیں ہوا۔ چنانچہ زینوفن لکھتا ہے۔

"وہ صرف بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ انسانوں کا شفیق اور مربّی اور قوموں کا رحیم باپ تھا اور رعایا سخت گیر حکمرانوں سے بغاوت کر سکتی ہے لیکن اولاد اپنے شفیق باپ سے باغی نہیں ہو سکتی۔"

بہرحال ہماری تمام تر تحقیق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ ذوالقرنین سائرس ہیں اور سکندر اعظم وغیرہ کی جو روائتیں ہیں وہ ذو القرنین کی صفات پر منطبق نہیں اس لیے ان کے تسلیم کی طرف ہمارا میلان نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

" وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا۔ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا۔

اور چھوڑیں گے ہم ان (یاجوج ماجوج) کے ایک گروہ کو اس دن جو ریلے کی طرح دوسرے پر آٹے گا۔ اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کریں گے یکجا اور سامنے لائیں گے ہم جہنم ان کافروں کے جن کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور حق بات سن ہی نہ سکتے تھے"۔

آیہ کریمہ کے مفہوم سے اول یہ امر ثابت ہوا کہ یاجوج و ماجوج کا خروج قرب قیامت میں ہوگا اور نفخ صور کے وقت وہ ظاہر ہوں گے اور وہی وہ وقت ہوگا جب تمام خلق عذاب و ثواب کے لیے جمع کی جائے گی اسی کو روز قیامت کہتے ہیں۔

اور اس دن سرکش منکر اور کفار مشرک جہنم کو صاف دیکھیں گے جو آیات الٰہیہ اور قرآن و ہدایت اور بیان و دلائل اور قدرت الٰہی پر ایمان لانے سے اندھے بنے ہوئے تھے، اور آواز حق سے بہرے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ ۱۶

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝

تو کیا گمان کرتے ہیں وہ جو کافر ہیں کہ بنالیں گے میرے بندوں کو حمایتی میرے سوا بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے جہنم کو ان کی مہمانی۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝

فرما دیجئے کیا ہم تمہیں بتا دیں سب سے زیادہ ناقص عمل والے۔

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

جن کی رائیگاں گئی کوشش دنیا کی زندگی میں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

یہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیتوں سے اور ملنا نہ مانا تو ان کا کیا سب رائیگاں گیا تو نہ قائم کریں گے ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن۔

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

یہ بدلہ ہے ان کا جہنم ان کے کفر کا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں سے مذاق کا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے باغ فردوس کے ہیں مہمانی۔

خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

ہمیشہ رہیں ان میں بستے اور وہ جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۝

فرما دیجئے اگر ہوں سمندر میرے رب کے کلمات کے لیے سیاہی تو سمندر ختم ہو جائیں گے اللہ کے کلمات ختم ہونے سے پہلے اور اگرچہ ویسے ہی اس کی مدد کو اور لے آئیں۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۝

فرما دیجئے میں (ظاہری صورت میں) بشر ہوں تمہارے جیسا وحی آتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو امید رکھے اللہ کے ملنے کی تو چاہیے نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔

حلِّ لغات بارہواں رکوع۔ سورۂ کہف۔ پ۱۶

اَفَحَسِبَ۔ کیا خیال کرتے ہیں		اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
اَنْ۔ یہ کہ	یَّتَّخِذُوْا۔ بنالیں گے	عِبَادِیْ۔ میرے بندوں کو	مِنْ دُوْنِیْۤ۔ میرے سوا
اَوْلِیَآءَ۔ حمایتی	اِنَّاۤ۔ بیشک ہم نے	اَعْتَدْنَا۔ تیار کی	جَهَنَّمَ۔ دوزخ
لِلْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کی	نُزُلًا۔ مہمانی	قُلْ۔ کہہ	هَلْ۔ کیا
نُنَبِّئُكُمْ۔ خبر دیں ہم تم کو		بِالْاَخْسَرِیْنَ۔ زیادہ خسارہ والے لوگوں کی	
اَعْمَالًا۔ عمل میں	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	ضَلَّ۔ گم ہوئی	سَعْیُهُمْ۔ انکی کوشش
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ دنیا کی زندگی میں		وَهُمْ۔ اور وہ	یَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں
اَنَّهُمْ۔ کہ وہ	یُحْسِنُوْنَ۔ اچھے کرتے ہیں	صُنْعًا۔ کام	اُولٰٓىٕكَ۔ یہ لوگ
اَلَّذِیْنَ۔ وہ ہیں	كَفَرُوْا۔ جو منکر ہوئے	بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی آیتوں سے	
وَلِقَآىٕهٖ۔ اور اس کی ملاقات سے		فَحَبِطَتْ۔ تو ضائع ہوئے	اَعْمَالُهُمْ۔ انکے عمل
فَلَا۔ تو نہ	نُقِیْمُ۔ قائم کرینگے ہم	لَهُمْ۔ انکے لیے	یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ قیامت
کے دن	وَزْنًا۔ تول	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزَآؤُهُمْ۔ انکا بدلہ ہے
جَهَنَّمُ۔ دوزخ	بِمَا۔ بدلہ اسکا جو	كَفَرُوْا۔ کفر کیا انہوں نے	وَاتَّخَذُوْۤا۔ اور بنا لیا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٰیٰتِیْ ۔ میری آیتوں　وَرُسُلِیْ ۔ اور میرے رسولوں کو　هُزُوًا ۔ مذاق　اِنَّ ۔ بیشک

الَّذِیْنَ ۔ وہ جو　اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے　وَعَمِلُوا ۔ اور عمل کیئے　الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے

کَانَتْ ۔ ہے　لَهُمْ ۔ ان کیلئے　جَنّٰتُ ۔ باغ　الْفِرْدَوْسِ ۔ فردوس کے

نُزُلًا ۔ مہمانی　خٰلِدِیْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں　فِیْهَا ۔ اس میں

لَا یَبْغُوْنَ ۔ نہیں وہ چاہیں گے　عَنْهَا ۔ اس کو　حِوَلًا ۔ بدلنا

قُلْ ۔ کہہ　لَّوْ ۔ اگر　کَانَ ۔ ہو جائیں　الْبَحْرُ ۔ سمندر

مِدَادًا ۔ سیاہی　لِّکَلِمٰتِ ۔ واسطے کلمات　رَبِّیْ ۔ رب میرے کے　لَنَفِدَ ۔ تو ختم ہو جائیں

الْبَحْرُ ۔ سمندر　قَبْلَ ۔ پہلے　اَنْ ۔ اس سے کہ　تَنْفَدَ ۔ ختم ہوں

کَلِمٰتُ ۔ کلمات　رَبِّیْ ۔ رب میرے کے　وَلَوْ ۔ اور اگرچہ　جِئْنَا ۔ لائیں ہم

بِمِثْلِهٖ ۔ اسکی مثل　مَدَدًا ۔ مدد کو　قُلْ ۔ کہہ　اِنَّمَا ۔ اسکے سوا نہیں کہ

اَنَا ۔ میں بھی　بَشَرٌ ۔ آدمی ہوں　مِّثْلُکُمْ ۔ تمہارے جیسا　یُوْحٰٓی ۔ وحی کی جاتی ہے

اِلَیَّ ۔ میری طرف　اَنَّمَا ۔ کہ بیشک　اِلٰهُکُمْ ۔ تمہارا خدا　اِلٰهٌ ۔ خدا

وَّاحِدٌ ۔ ایک ہے　فَمَنْ ۔ تو جو　کَانَ ۔ ہے　یَرْجُوْا ۔ امید رکھتا

لِقَآءَ ۔ ملاقات　رَبِّهٖ ۔ اپنے رب کی　فَلْیَعْمَلْ ۔ تو چاہیئے کہ عمل کرے　عَمَلًا ۔ عمل

صَالِحًا ۔ نیک　وَّلَا ۔ اور نہ　یُشْرِكْ ۔ شریک کرے　بِعِبَادَةِ ۔ عبادت

رَبِّهٖٓ ۔ رب اپنے کی میں　اَحَدًا ۔ کسی کو بھی

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع ۔ سورۃ کہف پ ۱۶

"اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۔ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۔ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۔

یعنی بطور استفہام انکاری فرمایا کہ کیا یہ کافر یہ سمجھ رہے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا ولی وکارساز و حاجت روا بنا لینا ان کے لیے کافی ہے حالانکہ میرے بندوں سے حاجت روائی کی دعا کرانا

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی جب ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے جب میری رضا ہو ورنہ وہ بھی دعا نہیں کر سکتے بقول شخصے

بے رضا پیروں کا کب ہلتا ہے لب

بلکہ حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو وہ خود میری عطا کے محتاج ہیں۔ ان کا مقرب و برگزیدہ ہونا تمہارے حق میں اتنا ہی فائدہ مند ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں جیسے عیسیٰ و موسیٰ علیہم السلام اور اولیاء عظام لیکن انہیں مستقل بالذات بلا رضاء الٰہی کارساز ماننا یہ جہالت خالص ہے ایسے خیال والوں کے لیے ہمارے یہاں جہنم کی مہمانی ہے۔

نزل کے معنی اترنے کی جگہ کے ہیں اور اس کے حاصل معنی مہمانی ہے اس لیے فرمایا۔

"اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا۔ ہم نے ان کے لیے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ یہ ان کی وہاں مہمانی ہے"۔

دنیا میں جو کچھ انہوں نے میرے سوا غیر اللہ کی عبادتیں کیں۔ انہیں معبود بنایا۔ ان پر چڑھاوے چڑھائے۔ باآنکہ وہ پتھر کے صنم تھے اور اس پر اس قدر مصر ہوئے کہ اہل حق سے لڑے۔ حق کے مٹانے میں جان مال خرچ کیے اور اسے موجب فلاح دنیا و آخرت سمجھتے رہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ چڑھاوا چڑھانا اور ہے

اور بزرگوں کی فاتحہ اور جو بزرگوں کے نام کی فاتحہ کو بھی چڑھاوا سمجھے وہ جاہل ہے یا گمراہ اس لیے کہ چڑھاوا پتھروں پر چڑھا کر رائیگاں کرنا ہے۔

اور ایصال ثواب اور فاتحہ رائیگاں کرنا نہیں بلکہ اس کا ثواب اس صاحب مزار کی روح کو پہنچتا ہے۔ اس پر مفصل بحث ہم کسی جگہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی حضور اکرم کو حکم ہوا

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔ ان سے فرما دیجئے کہ کیا میں بتا دوں تمہیں کہ کون زیاں کار اور خسارہ والے ہیں باوجودیکہ عمل کر رہے ہیں"

یعنی مسلمان ایصال ثواب جیسے کرتے ہیں مشرکین و کفار بھوگ لگاتے اور بتوں پر چڑھاتے ہیں ان میں فرق کیا ہے۔

"اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ ان کی تمام ترکوششیں رائیگاں ہیں"۔ جو دنیا میں زندہ رہ کر کر رہے ہیں۔

"وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں"

پاربتی اور سیتا کے بتوں پر چڑھاوا چڑھا کر ہم آخرت کے لیے ذخیرہ بنا رہے ہیں حالانکہ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کی یہ سب سعی بے حاصل ہے نہ پتھر کو کچھ فائدہ نہ انھیں کچھ اس کا بدلہ۔ بلکہ
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں اور اس کا ملنا نہ مانا۔

اور رسول و قرآن پر ایمان نہ لائے۔ بعث و حساب و کتاب اور عذاب و ثواب کے منکر ہوئے تو تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے۔ تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن ان کے اعمال کا کوئی وزن نہ رکھیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ بروز قیامت مشرکین ایسے اعمال پیش کریں گے جن پر ان کا گمان ہوگا کہ مکہ کے پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہیں لیکن میزان میں ان کا کچھ وزن نہ ہوگا۔ یہ وہی عمل ہوں گے جو اپنی رائے سے نیک تصور کر کے کیے ہوں اور اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر عمل وہی عمل ہے جو اتباع سنت سے ہو۔ ورنہ نہیں

چنانچہ اول مشرکین اور بت پرستوں کی عملی کیفیت اور اس کا رائیگاں ہونا بیان فرما کر حسب اسلوب بیان قرآن نیکو کاروں کی حقیقت اور ان کا مقام بیان ہوتا ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا۔

بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ہمیشہ ان میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ سب جنتوں کے بیچ میں ہے اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرش الرحمٰن ہے اور اس سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں (روح المعانی)

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں فردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ ہے اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے رہیں گے۔

اور لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا کے یہ معنی ہیں کہ جیسے دنیا میں انسان بہتر سے بہتر مقام پر بھی ہو تو اسے اس سے بھی اعلیٰ و ارفع کی حرص رہتی ہے۔ یہ بات وہاں نہ ہوگی بلکہ جہاں بھی وہ ہوں گے اسے اپنے رب کا فضل جانیں گے اور اس میں خوشی خوشی رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے۔

"قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ فرما دیجئے اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لیے سیاہی ہوں تو ضرور سمندر ختم ہو جائیں گے اور میرے

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی سمندر اور اس کی مدد کے لیے لے آئیں"۔

یعنی اگر اللہ تعالےٰ کی حکمت و علم کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لیے سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے اور تمام خلق لکھنے لگے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور وہ تمام سمندروں کا پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور تیار کیا جائے تو وہ بھی ختم ہو جائے۔ اس بیان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت و علم کی نہایت نہیں۔

شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے کہ

یہود نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کیا۔ حضور آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں ہے مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔ پھر اسی قرآن میں یہ ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اور تم علم نہیں دیے گئے مگر تھوڑا۔

اور ہمیں توریت دی گیا اور اس میں ہر شئے کا علم ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ

انھیں فرما دیجئے کہ علم کل بھی علم الٰہی کے مقابلہ میں کم ہے۔ بلکہ اتنی نسبت بھی نہیں رکھتا جتنی سمندر کو قطرے سے۔

اب اس کے بعد ارشاد ہوا کہ

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ فرما دیجئے میں بشریت کے اعتبار سے تمہارا مثل ہوں"۔

اور ظاہر البشر ہی ہوں بلکہ مجھ پر بھی بشری امراض و اعراض طاری ہوتے ہیں مگر صورت خاصہ میں کوئی بھی میرا مثل نہیں اس لیے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ اگر ہر بشر پر وحی آنا ممکن ہوتا تو مجھے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نہ فرمایا گیا ہوتا۔

مگر چونکہ قیامت تک مجھ جیسا کوئی نہ ہو گا اسی لیے میرے سر پہ تاج ختم نبوت آراستہ ہوا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو حسن و صورت میں بھی سب سے اعلیٰ و بالا بنایا اور حقیقت روح و باطن کے اعتبار سے بھی سب سے بلند کیا اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام اوصاف بشری سے اعلیٰ ہیں۔

جیسا کہ شفا قاضی عیاض میں صراحتاً بیان ہوا۔

اور شیخ محقق علامہ مدقق عبدالحق محدث دہلوی بھی شرح مشکوٰۃ میں فرما گئے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ظواہر تو حدِّ بشریت پر چھوڑے گئے مگر ان کی ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور ملاءِ اعلیٰ سے متعلق ہیں۔

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر سورۂ ضحیٰ میں فرماتے ہیں کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ کے یہ معنی ہیں کہ

"آپ کی بشریت کا وجود اصلا نہ رہے اور غلبۂ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل ہو"

علامہ آلوسی اس پر بحث کرتے کرتے جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے چند شعر لکھ کر بحث پوری فرماتے ہیں۔ حیث قال

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اِشَارَةٌ اِلٰی جِهَتِہٖ مُشَارَکَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ وَجِهَتِہٖ اِمْتِیَازِہٖ وَلَوْلَا تِلْكَ الْمُشَارَکَةُ مَاحَصَلَتِ الْاِفَاضَةُ وَلَوْلَا ذٰلِكَ الْاِمْتِیَازُ مَاحَصَلَتِ الْاِسْتِفَاضَةُ۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں، اور یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ میں اشارہ ہے کہ مخلوق میں مشارکت اس حد تک ہے کہ جو سب کا خدا ہے وہی میرا خدا ہے۔

اور وجہ امتیاز یہ ہے کہ حضور پر وحی آتی ہے تو اگر یہ مشارکت بالمخلوق نہ ہو تو افاضۂ فیض حاصل نہ ہو اور یہ امتیاز نہ ہو تو استفاضہ کرنا بے کار ہو۔

وَقَدْ اَشَارَ مَوْلَانَا جَلَالُ الدِّیْنِ الْقَوْنَوِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ اِلٰی ذٰلِكَ۔

اور اسی طرف مولانا جلال الدین قونوی رومی نے اشارہ فرمایا۔

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم ۔۔ رہ روان را شمع و شیطاں را رجوم
ہر کسے را گر نظر بودے ز دور ۔۔ کو گرفتے ز آفتاب چرخ نور
کے ستارہ حاجتے بودے ذلیل ۔۔ کے بدے بر نور خورشید او دلیل
ماہ میگوید با بر و خاک و فے ۔۔ من بشرم من مثلکم یوحی الیٰ
چوں شما تاریک بودم در نہاد ۔۔ وحی خورشیدم چنیں نورے بداد
ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس ۔۔ نور دارم بہر ظلمات نفوس
زاں ضعیفم تا تو تابے آوری ۔۔ کہ نئی مرد نے قتاب انوری

آگے ارشاد ہے۔

"فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا۔

تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی کو شریک نہ کرے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا حکم بغرض تواضع ہوا (خازن)

بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ قَدْ تَمَّ الْجُزْءُ الثَّالِثُ مِنْ تَفْسِيْرِ الْحَسَنَاتِ بِآيَاتٍ بَيِّنٰتٍ وَ يَلِيْهِ الْجُزْءُ الرَّابِعُ وَاَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى اِتْمَامَهٗ وَاِنْجَاحَهٗ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء

وَ هَا اَنَا عَبْدُهُ الضَّعِيْفُ
اَبُو الْحَسَنَاتِ غُفِرَ لَهٗ

تاریخ وصال

صابر و شاکر مفسر عالم دین متین
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو

بے نظیر و بے مثال و لاجواب و لاکلام
واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام

سنہ ۱۳۸۰ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علامہ مرحوم و مغفور کی تصانیف

کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب: سلطان الاولیاء سید العارفین مرکز تجلیات حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کی نایاب تصنیف کشف المحجوب کا جامع اور بسیط ترجمہ جس کی تکمیل کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضرت داتا صاحب کے آغوش میں ہمیشہ کے لیے چلے گئے علمی جامع معارف کا خزینہ ہے۔

اوراقِ غم: اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء خلفاء راشدین سیدۂ زہرا شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا کے زندگی کے واقعات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعات شہادت پر مفصل تحقیقی بحث کی گئی ہے واعظوں خطیبوں، اہل علم کے لیے تاریخی مضامین کا بہترین ذخیرہ ہے نفیس کتابت حسین طباعت

قصیدہ بردہ شریف: حضرت علامہ خرپوتی شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ہدیہ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا اس قصیدہ کو حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود مولف کی زبانی گوش گذار فرما کر اظہار مسرت فرماتے ہوئے قبول فرمایا حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول کے جذبہ سے اس قصیدہ کا اردو میں ترجمہ و تشریح لکھی ہے حل لغات اور مفصل تشریح فرمائی ہے یہ قصیدہ عاشقان رسول کے لیے روح کی غذا ہے۔

۱۔ **اسلام کے بنیادی عقائد:** تبلیغی سلسلہ کا یہ پہلا نمبر ہے اس میں بنیادی عقائد پر سوال و جواب کی صورت میں نہایت جامع انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے

۲۔ **احوال محشر (قیامت کے دن کیا ہوگا)** حشرات محشر اور علامات قیامت پر مفصل بحث کی گئی ہے ضرور مطالعہ کیجیے تاکہ قرب قیامت کی علامات سے آگاہی ہو سکے اہلسنت وجماعت کے عقیدے کے مطابق جامع بحث کی گئی ہے

۳۔ **مسلم خواتین اور اسلامی پردہ:** قرآن کریم، احادیث نبویہ کی روشنی میں پردہ پر مفصل بحث کی گئی ضرور مطالعہ کیجیے المعروف گھریلو پرائیویٹ خاتون اور مولانا تاکہ پردہ کی حقیقت، اہمیت سے آگاہی حاصل کی جا سکے

ضروری گذارش

اہل علم حضرات کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ اگر کسی جگہ عبارت یا کتابت کی کوئی غلطی محسوس کریں تو برائے مہربانی ادارہ کو فوراً مطلع کریں اگرچہ خاصی محنت سے تصحیح کی گئی ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی مقام پر سہواً کوئی بات رہ گئی ہو تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

عبدالرشید ارشد
ناظم دار التبلیغ اہل سنت مکتبہ حسنات

Click For More Books
marfat.com
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari